صوبائی اسمبلی پنجاب
مباحثات

یکم اکتوبر 1974ء
(14 رمضان المبارک 1394ھ)

جلد 12 ـــ شمارہ 1

سرکاری رپورٹ

صوبائی اسمبلی
پنجاب

مندرجات

(منگل یکم اکتوبر 1974ء)

	صفحہ
تلاوت قرآن پاک اور اس کا اردو ترجمہ - - - -	1
چیئرمینوں کا پینل - - - - -	2
نشان زدہ سوالات اور ان کے جوابات - - - -	2
نشان زدہ سوالات کے جوابات جو ایوان کی میز پر رکھے گئے -	47
غیر نشان زدہ سوالات اور ان کے جوابات - - -	56
اراکین اسمبلی کی رخصت - - - - -	69
مجلس دربارہ سرکاری مواعید کی رپورٹ کا پیش کیا جانا - -	77
مجلس قائمہ کی رپورٹ کا پیش کیا جانا - - -	77
مجلس دربارہ سرکاری مواعید کی رپورٹ کا پیش کیا جانا - -	77

صوبائی اسمبلی پنجاب

صوبائی اسمبلی پنجاب کا بارھواں اجلاس

منگل یکم اکتوبر 1974ء
(سہ شنبہ 14 رمضان المبارک 1394ھ)

اسمبلی کا اجلاس اسمبلی چیمبر لاہور میں ساڑھے آٹھ بجے صبح منعقد ہوا۔ مسٹر سپیکر رفیق احمد شیخ، کرسی صدارت پر متمکن ہوئے۔

تلاوت قرآن پاک اور اس کا اردو ترجمہ قاری اسمبلی نے پیش کیا۔

بِسْمِ اللّٰهِ الرَّحْمٰنِ الرَّحِيْمِ

مَنْ عَمِلَ صَالِحًا مِّنْ ذَكَرٍ اَوْ اُنْثٰى وَهُوَ مُؤْمِنٌ فَلَنُحْيِيَنَّهٗ حَيٰوةً طَيِّبَةً وَّلَنَجْزِيَنَّهُمْ اَجْرَهُمْ بِاَحْسَنِ مَا كَانُوْا يَعْمَلُوْنَ فَاِذَا قَرَاْتَ الْقُرْاٰنَ فَاسْتَعِذْ بِاللّٰهِ مِنَ الشَّيْطٰنِ الرَّجِيْمِ ۝ اِنَّهٗ لَيْسَ لَهٗ سُلْطٰنٌ عَلَى الَّذِيْنَ اٰمَنُوْا وَعَلٰى رَبِّهِمْ يَتَوَكَّلُوْنَ ۝ اِنَّمَا سُلْطٰنُهٗ عَلَى الَّذِيْنَ يَتَوَلَّوْنَهٗ وَالَّذِيْنَ هُمْ بِهٖ مُشْرِكُوْنَ ۝

پ ۱۴ س ۱۶ ع ۱۹ آیات ۹۷ تا ۱۰۰

جو بھی شخص اچھے کام کرے گا۔ خواہ وہ مرد ہو یا عورت اور وہ ایمان والا بھی ہو تو ہم اس کو دنیا میں نہایت پاکیزہ اور عیش کی زندگی بسر کرائیں گے۔ اور آخرت میں ان کے اعمال کا نہایت اچھا صلہ دیں گے اور جب بھی تم قرآن پڑھنے لگا کرو تو شیطان مردود سے اللہ کے ذریعے پناہ مانگ لیا کرو کیونکہ جو ایمان والے ہیں اور اپنے پروردگار پر بھروسہ رکھتے ہیں ان پر اس کا کچھ زور نہیں چلتا اس کا زور تو ان ہی لوگوں پر چلتا ہے۔ جو اس کو دوست بناتے ہیں اور اس کے وسوسے کے باعث (اللہ کے ساتھ) شرک کرنے پر اتر آتے ہیں۔

وما علینا الا البلاغ

چیئرمینوں کا پینل

سیکرٹری اسمبلی : قواعد الضباط کار صوبائی اسمبلی پنجاب کے قاعدہ 14 (1) کے مطابق اسمبلی کے موجودہ اجلاس کے لئے مندرجہ ذیل صدر نشینوں کو تشکیل دیا ہے ۔

1 ۔ جناب محمد حنیف نارو صاحب

2 ۔ جناب احمد بخش تھیم صاحب

3 ۔ جناب حافظ علی اسد اللہ صاحب اور

4 ۔ جناب حاجی محمد سیف اللہ خان صاحب

نشان زدہ سوالات اور ان کے جوابات

مسٹر سپیکر : اب وقفہ سوالات شروع ہوتا ہے ۔

قومی تحویل میں لئے جانے والے سکولوں کے درجہ چہارم کے ملازمین کو بقایا جات کی ادائیگی

*3714 ۔ چوہدری امان اللہ لک : کیا وزیر تعلیم از راہ کرم بیان فرمائیں گے کہ

(الف) ضلع گجرات میں کتنے ہائی سکول قومی تحویل میں لئے گئے ۔ ان میں درجہ چہارم کے ملازمین کی تعداد کیا ہے ۔

(ب) کیا یہ حقیقت ہے کہ درجہ چہارم کے ملازمین کو تا حال تنخواہیں اور الاؤنس ادا نہیں کئے گئے ۔ اگر ایسا ہے تو (1) مذکورہ ہائی سکول کے درجہ چہارم کے ایسے ملازمین کی تعداد کیا ہے جن کو تنخواہ اور الاؤنس تاحال ادا نہیں کئے گئے ۔ (2) حکومت ان کو کب بقایا جات ادا کرنے کا ارادہ رکھتی ہے ۔ اگر نہیں تو اس کی وجوہ کیا ہیں ؟

پارلیمنٹری سیکرٹری تعلیم (بیگم ریحانہ سرور) : (الف) ضلع گجرات میں قومی تحویل میں لئے گئے سکولوں کی تعداد 69 ہے ان میں مردانہ سکول 56 اور زنانہ سکول 13 ہے ۔ درجہ چہارم کے ملازمین کی کل تعداد 189 ہے ۔ جن میں مرد 137 اور خواتین 52 ہیں ۔

(ب) جی نہیں ۔ درجہ چہارم کے جن ملازمین کی ملازمت قومی تحویل میں آ چکی ہے ۔ ان سب کی ادائیگی کر دی گئی ہے ۔

(1) صرف اسلامیہ ہائی سکول پھالیہ کے درجہ چہارم کے تین ملازموں کو تنخواہ اور الاؤنس کی ادائیگی نہیں ہوئی ۔ چونکہ ان کی تقرری 15 مارچ 1972ء کے بعد ہوئی اس لئے قانون کے مطابق ان کی ملازمت قومی تحویل میں نہیں لی گئی ۔

(2) اس کا جواب جزو (1) میں دیا جا چکا ہے ۔

قومی تحویل میں لئے جانے والے سکولوں میں تربیت یافتہ ہیڈ ماسٹروں کی تقرری

*3715 ۔ چوہدری امان اللہ لک : کیا وزیر تعلیم از راہ کرم بیان فرمائیں گے کہ

(الف) ضلع گجرات میں کون کون سے ہائی سکول حکومت نے قومی تحویل میں لئے اور ان ہائی سکولوں کے ان ہیڈ ماسٹروں کی تعلیمی قابلیت کیا ہے جو قومی تحویل میں لئے جانے کے وقت وہاں تعینات تھے ۔

(ب) ضلع گجرات میں قومی تحویل میں لئے ہوئے ہائی سکولوں میں کتنے غیر تربیت یافتہ ہیڈ ماسٹر کام کر رہے ہیں ۔

(ج) ضلع گجرات میں قومی تحویل میں لئے گئے سکولوں کے تربیت یافتہ اساتذہ کی تعداد بتائی جائے ۔

(د) کیا حکومت غیر تربیت یافتہ ہیڈ ماسٹروں کی جگہ انہی سکولوں میں تعینات تربیت یافتہ ماسٹروں میں سے ہیڈ ماسٹر تعینات کرنے کا ارادہ رکھتی ہے ۔ اگر ایسا ہے تو اس پر کب تک عمل درآمد ہوگا ۔ اگر نہیں تو کیوں ؟

پارلیمنٹری سیکرٹری تعلیم (بیگم ریحانہ سرور) : (الف) لسٹ لف ہذا ہے ۔

(ب) زنانہ ادارے میں صرف ایک اور مردانہ اداروں میں گیارہ انٹرینڈ گریجوایٹ ہیڈ ماسٹر کام کر رہے ہیں ۔

(ج) زنانہ سکولوں میں ایک سو دو اور مردانہ سکولوں میں دو سو نوے ان ٹرینڈ ٹیچرز کام کر رہے ہیں ۔

(د) جی ہاں ۔ عنقریب سینئر انگلش ٹیچرز کی سینارٹی لسٹ تیار ہونے پر مناسب تقرریاں کی جاویں گی ۔

(اس مرحلہ پر مسٹر احمد بخش تھہیم کرسی صدارت پر متمکن ہوئے)

نشان زدہ سوالات اور ان کے جوابات

LIST OF HIGH SCHOOLS NATIONALISED BY THE GOVT. OF GUJRAT DISTRICT WITH NAME OF HEADMASTER WITH QUALIFICATION AT THE TIME OF NATIONALISATION

Sr. No.	Name of nationalised school	Name of Headmaster with qualifications.	Remarks
1	2	3	4
1.	Islamia High School Mandi Baha-ud-Din.	Muhammad Aslam B.A., B.Ed.	
2.	Islamia High School, Wara Alam Shah.	Ch. Muhammad Nazir B.A., B.Ed.	
3.	Islamia High School, Pandowal.	Akbar Ali B.A., B.Ed.	
4.	Islamia High School Dhoria.	Fida Hussain B.A., B.Ed.	
5.	Islamia High School, Chhani Deona.	Shafqat Ahmed M.A., B.Ed.	
6.	Islamia High School Dinga.	Abdul Majid B.A., B.Ed.	
7.	Islamia High School, Malika.	Lal Khan Malik B.A. B.Ed.	
8.	Islamia High School Buzargwal.	Ch. Hakim Ali B.A., B.Ed.	
9.	Islamia High School Jand.	Mansoor Ahmad B.A., B.Ed.	
10.	Islamia High School Chopala.	Inyat Ali Qaisar B.A., B.Ed.	

1	2	3	4
11.	Iqbal High School Chak No. 14 (Gujrat).	Muhammad Yaqoob B.A , B.Ed.	
12.	Jamia Ghosia High School, Lalamusa.	Sheikh Abdul Hamid, B.A., B.Ed.	
13.	Muslim High School, Gujrat.	Nek Alam B A , B Ed.	
14.	Muslim High School, Tapiala.	Mushtaq Hussain Shah B.A. B.Ed.	Againa the lien vacancy of Mr. Zahoor Ahmad Services not nationalised due to Superannutaiton.
15.	Model High School, Lalamusa.	Ch. M. Hayat.	
16.	Millat High School Channan.	Kanwar Saeed Ullah Khan B.A , B Ed.	
17.	Millat High School Head Rasool.	Abdul Ghafoor B.A., B.Ed.	
18.	Millat High School Beowali.	Sultan Ahmad B.A., B.Ed.	
19.	National Hight School Saroki.	Ch. Ghulam Rasool Shauk B.Sc., B.Ed.	

20.	Nasim High School Hasalanwala.	Muhammad Nazir M.Sc. B.Ed.	
21.	Pak. High School Lalamusa.	Hafiz Sabir Hussain B.A., B.Ed.	
22.	Pakistan High School, Shahdiwal.	Mufti Ata Muhammad.	Services de-nationalised
23.	Public High School No. 1 (Gujrat)	Shafqat Ullah Sheikh B.A., B.T.	
24.	Public High School No. 2, Gujrat,	Abid Ali, M.A., B.Ed.	
25.	Public High School, Mianwali.	Hafiz Manzoor Ahmed B.A., B.Ed.	
26.	Public High School, Mandi Bahud-Din.	Muhammad Ikram B.A., B.Ed.	Services de-nationalised.
27.	Public High School, Pindi Kalu.	Syed Khalil Ahmad Shah, B.A., B.Ed.	
28.	Public H/School, Bhagowal Kalan	Muhammad Zahoor Ul Haq, M.A., B Ed.	
29.	Rafi-ul-Islam High School, Malikwal,	Abdul Qayyum B.A., B.T.	
30.	R.A. High School Madina.	Bashir Ahmad B.A., B Ed.	
31.	Rizvia High School, Lingey.	Abdul Ghafoor B.A., B.Ed.	
32.	Talim-ud-Din High School, Jalalpur Jattan.	Ali Akbar M.A., B.Ed.	
33.	Taleem-ul-Quran High School, Kharian.	Noor Muhammad Sani B.A., B.T.	
34.	Zamindar High School, Gujrat.	Ch. Muhammad Fazil B.A., B Ed.	
35.	Liaqat Model H/School, Sehna.	Ghulam Rasool B.A., B.Ed.	
36.	Islamia High School, Jalalpur Jattan No. 1.	Mr. Alla-ud-Din, M.A., B Ed.	
37.	Christian High School, Gujrat.	Yousaf Bahadur B.A. B.Ed.	

1	2	3	4
38.	Islamia High School, Gujrat.	Mubammad Sarwar B.A., B.T.	
39.	Islamia High School, Kunjah.	Malik Muhammad Sarwar M.A., B.Ed.	
40.	Islamia High School Jalalpur Jattan No. 2	Abdul Hafiz Butt, B.A., B.Ed.	
41.	Public High School Kunjah.	Rahim Bakhsh B.A., B.T.	
42.	Islamia High School, Lalamusa.	Mirza Rias Beg, B.A., B.T.	Services not nationalised due to superannuation, (Mr. Faqir Hussain Shah B.A.B.Ed. notified as Headmaster
43.	Islamia High School, Phalia.	Abdul Wali, B.A., B.T.	Services de-nationalised (Mr. Mushtaq Hussain ransferred from Tapiala, Headmaster.)
44.	Islamia High School, Barnali.	Mohammad Hussain, B.A., B.Ed,	

Untrained Headmasters

45.	Barkat Ali Memorial Islamia High School Shampur Khokhran.	Mr. Abdul Latif F.A, SV	
46.	Islamia High School Dandi Nazam	M. Rashid Akhtar B.A.	
47.	Islamia High School Bhagriwala.	Noor Muhammed B.A.	
48.	Islamia High School Mamdana,	Ansar Ahmed M.A. CT.	
49.	Islamia High School Chak Miana.	Vacant.	At present the post of Head master is held by Mr. Mubarik Hussain Dar B.A. B.Ed. transfered from Tapiala.
50.	Muslim High School Mandi Bahaudin.	Muhammad Shafi B.A.	
51.	Taleemul Islam High School, Muraroan.	Ch. Inyat Ullah Akbar M.A. MOL. CT.	
52.	Tameer-i-Millat High School, Mandi Bahud Din.	Muhammad Sarwar B.Sc.	
53.	Taleem-ul-Islam High School, Kharian.	Mahmood Ahmed M.A. CT	

مدلل زدہ سوالات اور ان کے جوابات

1	2	3	4
54.	Islamia High School Helan.	Lal Din Babar, M.A.	
55.	Madhray Ratoowal.	Vacant.	Headmaster is now held by Mr. G.M. Zafar B.A. B.Ed. transferred from Rawal-pindi.
56.	Sir Syed High School Mandi Baha ud-Din.	Mr. Asrhaf Shah B.A.	

خان امیر عبداللہ خان روکڑی : پوائنٹ آف آرڈر - کیا یہ زیادہ بہتر نہیں ہوگا کہ پارلیمنٹری سیکرٹری ٹریننگ حاصل کریں اور سوالات کا جواب وہ دیں -

(قطع کلامیاں)

مسٹر چیئرمین : یہ کوئی ضمنی سوال نہیں بنتا ہے -

خان امیر عبداللہ خان روکڑی : جناب والا ! میں نے ایک مسئلہ ایوان میں پیش کیا ہے آپ اس پر رولنگ دیں -

وزیر تعلیم : آپ ذرا صبر کریں - فاضل رکن کے ارشاد کی تعمیل ہوگی - ابھی سوالات کے لئے ایک گھنٹہ باقی ہے -

چوہدری امان اللہ خاں : جناب والا ! جواب کے جز (د) میں یہ دیا گیا ہے کہ "عنقریب سینئر انگلش ٹیچرز کی سینیارٹی لسٹ تیار ہونے پر تقرریاں کی جائیں گی" - میرا سوال یہ ہے کہ غیر تربیت یافتہ ٹیچرز کی بجائے اردو سکولوں میں یا اس کیڈر میں جو تربیت یافتہ ٹیچرز ہیں انہیں فوری طور پر ہیڈ ماسٹر تعینات کیا جائے - جو جواب دیا گیا ہے صحیح نہیں ہے - میں اپنے سوال کو پھر دہراتا ہوں کہ کیا حکومت اس ضمن میں کوئی قدم اٹھانے کے لئے تیار ہے کہ جو تربیت یافتہ ٹیچرز ایسے سکولوں میں لگے ہوئے ہیں انہیں ہیڈ ماسٹر تعینات کیا جائے - اگر حکومت ایسا کرنے کے لئے تیار ہے تو کب تک ؟

وزیر تعلیم : یہ تو سینیارٹی لسٹ تیار کرنے کے بعد ہی پتہ چلے گا کہ کون سے حضرات اتنے سینئر ہیں کہ انہیں ہیڈ ماسٹر بننا چاہئے کیونکہ ان کا آپس میں competition ہوتا ہے - ان کے رولز اینڈ ریگولیشنز بن گئے ہیں اور اب آخری لسٹیں تیار ہو رہی ہیں - ان لسٹوں کے تیار کرنے میں بھی انتظامیہ کی ہو قانونی طور پر recognised انجمن ہے ہم نے اس کے بھی حضرات کو بھی شامل کیا ہے تاکہ جو لسٹ بنے وہ ان کے لئے اطمینان بخش ہو - میں فاضل رکن کو یقین دلاتا ہوں کہ یہ کام نہ صرف جلد ہوگا بلکہ خود انتظامیہ کی انجمن کے عہدیداروں کے اطمینان کے مطابق ہوگا -

چوہدری امان اللہ لک : کیا میں وزیر موصوف سے یہ توقع رکھ سکتا ہوں کہ وہ یہ تقرریاں اس ماہ اکتوبر میں فرما دیں گے ؟

مسٹر چیئرمین : اس سے متعلق یقین دہانی تو کرائی جا چکی ہے ۔

چوہدری امان اللہ لک : جناب والا ! انہوں نے یقین دہانی کرائی ہے کہ ہم کریں گے ۔ ہم غیر تربیت یافتہ ٹیچرز کی بجائے تربیت یافتہ ٹیچرز تعینات کریں گے لیکن اتنا لمبا عرصہ گذر چکا ہے اور وقت کا ضیاع ہو رہا ہے ۔ میں اس سلسلے میں یہ معلوم کرنا چاہتا ہوں کہ کیا یہ تقرریاں اکتوبر کے مہینے میں ہو جائیں گی ۔

وزیر تعلیم : امید تو یہ ہے ۔ ہم جلدی کرنے کی کوشش کریں گے لیکن اس وقت میں وقت کی قید نہیں لگا سکتا کیونکہ پھر یہ یقین دہانی بطور موشن مجلس مواعید میں پہنچ جانے کی ۔ بہر حال ہم یہ کوشش کریں گے کہ یہ کام جلد از جلد کریں اور ہم نے اسے جلد از جلد کرنے کے لئے خود اساتذہ کو اس میں شامل کیا ہے ۔ اگر فاضل رکن چاہیں تو وہ انہیں مل کر اپنی تسلی کر سکتے ہیں ۔ میں فاضل رکن کو یقین دلاتا ہوں کہ اس میں کوئی تساہل نہیں برتا جا رہا اور نہ ہی اس میں کوئی کوتاہی ہو رہی ہے کیونکہ خود اساتذہ اس میں شامل ہیں ۔

نظامت تعلیم میں توسیع

***4272 چوہدری علی بہادر خان :** کیا وزیر تعلیم از راہ کرم بیان فرمائیں گے کہ پرائیویٹ سکولوں کو قومی تحویل میں لینے کی وجہ سے نظامت تعلیم میں کیا توسیع کی گئی ہے ؟

پارلیمنٹری سیکرٹری تعلیم (بیگم ریحانہ سرور) : وسط دسمبر نظامت تعلیمات لاہور اور راولپنڈی ریجن میں ایک نئی برانچ بنام لیشنلائیزیشن برانچ برائے مدارس (School Branch Nationalized) قائم کی گئی ۔ جس کے لئے

مندرجہ ذیل آسامیاں منظور کی گئی تھیں -

نام آسامی	لاہور ریجن	راولپنڈی ریجن
1 - افسر بکار خاص	1	1
2 - مہتمم	1	1
3 - مدد گار	3	3
4 - محرر کبیر	2	2
5 - محرر صغیر	1	1
6 - دفتری	1	1
7 - چپڑاسی	1	1

چوہدری امان اللہ لک : کیا وزیر موصوف یہ فرمائیں گے کہ جو آسامیاں create کی گئی ہیں ان پر ملازمین کی تعیناتی ہو چکی ہے یا ان میں کچھ ایسی بھی ہیں جن پر ابھی تعیناتی نہیں ہو سکی -

وزیر تعلیم : جناب والا ! یہ تعیناتیاں ہوئی تھیں اور انہوں نے اپنا کام بھی کیا اور یہ ختم بھی ہوگئیں ہیں اس لئے کہ تنظیم نو کے تحت اس قسم کا بندوبست کر دیا گیا ہے - کیونکہ یہ عارضی تھیں اور ہم یہ مستقل طور پر کر رہے ہیں لیکن اس کا نام یہ نہیں -

خان امیر عبداللہ خان روکڑی : کیا مستقل کرنے کے لئے پہلے جنہیں عارضی رکھا تھا انہیں ترجیح دی جائے گی -

وزیر تعلیم : انہیں ترجیح دینے کا کوئی سوال نہیں - وہ تو اسی محکمہ کے ملازم ہیں اور وہ خود بخود اسی ڈائریکٹوریٹ میں کسی اور نام کے تحت کام کر رہے ہیں - وہ مستقل ہی ہیں اور پہلے بھی محکمہ کے ملازم تھے -

راجہ محمد الفضل خان : کیا فاضل وزیر بتائیں گے کہ ملک میں پرائیویٹ

تعلیمی ادارے ختم کرنے کے بعد تعلیمی معیار گرا ہے یا اس کی حالت پہلے سے بہتر ہوئی ہے ؟

مسٹر چیئرمین : یہ کوئی ضمنی سوال نہیں ہے ۔ اگلا سوال مرزا فضل حق ۔

راجہ محمد افضل خان : جناب والا ! میرا سوال ضمنی بنتا ہے ۔

مسٹر چیئرمین : یہ ضمنی سوال نہیں بنتا ہے ۔

راجہ محمد افضل خان : جناب والا ! میرا سوال تعلیمی اداروں کے متعلق ہے اس لئے یہ ضمنی سوال بنتا ہے ۔ کیونکہ تعلیمی اداروں میں competition ختم ہو چکا ہے اور یہ competition ختم ہونے پر تعلیم کا معیار بری طرح گرا ہے اس لئے میں نے سوال کیا ہے اور فاضل وزیر کو علم ہے وہ بتا سکتے ہیں ۔ مختصر سا سوال ہے ۔

مسٹر چیئرمین : یہ ضمنی سوال نہیں بنتا ہے ۔ مرزا فضل حق ۔

راجہ محمد افضل خان : جناب والا ! مجھے میرا حق دیا جائے ۔ میں ایک رکن کی حیثیت سے اپنے علاقے کی نمائندگی کرتے ہوئے ایک سوال پوچھ رہا ہوں میں یہ دیکھ رہا ہوں کہ تعلیمی معیار بہت زیادہ گر گیا ہے ۔ اگر آپ آج ایک پرائیویٹ سکول کھولیں تو لوگ مفت تعلیم چھوڑ کر پیسے دے کر اس میں تعلیم حاصل کریں گے ۔ ایک سکول جس میں سو اساتذہ کی ضرورت ہے وہاں دس اساتذہ بھی نہیں ہیں ۔ اس لئے میں یہ عرض کرتا ہوں اور میرے فاضل وزیر یہ جانتے ہیں ۔ میں نے مختصر سا سوال پوچھا ہے ۔ یہ آپ کی اور میری بہتری کے لئے ہے اور ہماری مستقبل کی نسلوں کی بہتری کے لئے ہے ۔

وزیر تعلیم : جناب والا ! جو سکول نیشنلائز ہوئے ہیں وہ باقی سکولوں کا ایک حصہ ہیں ۔ ان کے علاوہ گورنمنٹ سکولوں کی بھی بڑی تعداد ہے ۔ اس لئے فاضل رکن کو یہ جواب دینا کہ اتنے سکولوں کو نیشنلائز کرنے کی وجہ سے تعلیم کا معیار گرا ہے یا بڑھا ہے مناسب نہیں ہو گا ۔ صاف ظاہر ہے کہ ایسا جواب نہیں دیا جا سکتا کیونکہ stream of education میں طلباء کا کوئی الگ معیار مقرر نہیں کیا جا سکتا ۔

دوسری بات یہ ہے کہ ہے اگر ایک یا دو سال میں کوئی شخص یہ

کہے کہ وہ تعلیم کا معیار گرنے یا بڑھنے کا اندازہ لگا سکتا ہے تو وہ بھی غلط ہے۔

تیسری بات یہ ہے کہ جہاں تک ان سکولوں میں physical facilities کا تعلق ہے مثلاً اساتذہ اور طلباء کی تعداد کا تناسب تو یہ پہلے سے کہیں بہتر ہے۔ ممکن ہے کہ فاضل رکن کی نظر میں کوئی بہت اچھے پرائیویٹ تعلیمی ادارے ہوں اور یقیناً کچھ ہوں گے لیکن ہماری تعداد میں ان تعلیمی اداروں میں اساتذہ کی تعداد بہت کم تھی اور شرمناک حد تک کم تھی۔ اکثر جگہوں پر غیر تربیت یافتہ اساتذہ تھے اور ابھی جو سوال فاضل رکن چوہدری امان اللہ نے پوچھا تو اس کے جواب میں بھی آپ نے سن لیا کہ کئی جگہوں پر ہیڈ ماسٹر اور ہیڈ مسٹریس صاحبان بھی غیر تربیت یافتہ لگی ہوئی تھیں اور پھر یہ کہ کئی جگہوں پر سائنس کا انتظام اچھا نہیں تھا۔ تو اس کی وجہ سے یہ کہا جا سکتا ہے کہ physical facilities اب پہلے سے اچھی ہیں۔ آج تو وقت بہت تھوڑا ہے۔ بجٹ کے دوران تو وقت کافی ہوتا ہے اور یہ بڑی لمبی بحث ہوتی ہے۔ اگر فاضل رکن چاہیں تو ہم بیٹھ کر آپس میں بات کر سکتے ہیں۔ ہر نسل دوسری نسل کے متعلق یہ کہتی آئی ہے کہ اس کا معیار تعلیم گر رہا ہے۔ یقیناً آپ کے پیدا ہونے سے پہلے علامہ اقبال نے فرمایا تھا کہ معیار تعلیم گر رہا ہے۔ (یہ آپ کے پیدا ہونے سے پہلے کی بات ہے) اس لئے آپ کے متعلق بھی انہوں نے یہ کہا تھا کہ آپ کا معیار تعلیم بھی گر گیا ہے۔ اس کی وجہ بہت حد تک نفسیاتی ہوتی ہے اور بہت سی اور بھی وجوہات ہوتی ہیں۔ ہم اس پر بحث کر سکتے ہیں لیکن میرا خیال ہے اس ایوان میں نہیں۔ میں اس کا مختصراً اور خلاصاً جواب دیتا ہوں کہ physical facilities بہتر ہونے سے، ٹریننگ یافتہ اساتذہ زیادہ ہونے سے اور ان کی terms of conditions بہتر ہونے سے۔ ان کی سروس کا تحفظ ہونے سے وہ زیادہ دلجمعی سے کام کر سکیں گے اور مجھے امید ہے کہ تعلیم کا معیار بہتر ہو گا۔

خواجہ محمد الفضل خان: پوائنٹ آف انفارمیشن۔ میں وزیر تعلیم کی اطلاع کے لئے یہ بتانا چاہتا ہوں کہ میرے حلقے سرائے عالمگیر میں سکولوں میں

اساتذہ کی تعداد پہلے سے بہت کم ہے اور لڑکوں کی تعداد پہلے سے زیادہ ہے اور معیار تعلیم بہت گر چکا ہے - آپ براہ مہربانی اس طرف توجہ دیں مجھے امید ہے کہ آپ کو ہر جگہ کی خبر ملتی ہو گی - تو یہ میں خاص طور اس علاقے سے متعلق آپ کے علم میں یہ بات لا رہا ہوں اس ملک پاکستان کے صدر کا رہائشی علاقہ ہے کہ یہاں اساتذہ کی تعداد بہت کم ہے -

Makhdumzada Syed Hassan Mahmud: Could I request the Minister for Education to inform the House as to what are the other facilities besides physical facilities ?

Minister for Education : Sorry, I have not followed the question.

Makhdumzada Syed Hassan Mahmud : Sir, I have inquired what are other facilities besides physical facilities. The Minister has used the words "physical facilities", therefore, I would like to know what are other facilities.

وزیر تعلیم : Intellectual application ایک سکول کی بلڈنگ ہو - اس میں سائنس کا سامان بھی ہو اور پڑھانے کے لئے اساتذہ بھی ہوں - وہاں طالب علم ہوں - اس کے پاس دماغ ہو کہ وہ کتنی توجہ دیتا ہے - اس کا Intelligence quotient کیا ہے - تو تمام طلباء ایک ہی سطح کے نہیں ہوتے اور یہی اس بحث میں یاد رکھنے والی بات ہے کہ جس نسل کی ہم بات کر رہے ہیں - آج جو لوگ یہاں بیٹھے ہیں جو بڑی عمر کے ہیں اگر آج سے 50 سال پہلے وہ آٹھ تھے تو آٹھ کے آٹھ نہیں پڑھتے تھے ان میں سے ایک پڑھتا تھا لیکن وہ علامہ یا بہت بڑا آدمی بن جاتا تھا اور باقی لوگ اور پیشوں میں چلے جاتے تھے - اب چونکہ ہر آدمی تعلیم کی طرف آ رہا ہے اس لئے بہت سے mediocres بھی آ جائیں گے -

Makhdumzada Syed Hassan Mahmud : My question is very simple and it does not need a lengthy explanation. He has used the words "physical facilities" ; what name he would give to other facilities ? Would he call them "non-physical facilities" ?

وزیر تعلیم : میں نے intellectual application کہا ہے ۔

مسٹر چیئرمین : مرزا فضل حق !

مسٹر عبدالحفیظ کارداد : جناب والا ! اگر اجازت ہو تو میں ایک سوال پوچھ لوں ۔ میں وزیر تعلیم صاحب سے یہ پوچھنا چاہتا ہوں کہ کیا یہ درست ہے کہ طلباء اور اساتذہ کی elementary level پر 125 اور ایک کی ratio ہے اور اگر یہ درست ہے تو اس ratio کو کم کرنے کے لئے کیا اقدامات کئے جا رہے ہیں تا کہ تعلیم کا معیار بلند ہو ۔

وزیر تعلیم : میں سمجھتا ہوں کہ سب سکولوں میں یہ ratio نہیں ہو گی ۔ کسی سکول میں یہ ratio بھی ہو سکتی ہے کہ کسی کلاس میں 125 بچے ہوں اور ایک ماسٹر ہو یا اس سکول کی اوسط یہ نکلتی ہو ۔ لیکن سب سکولوں میں تقریباً یہ نہیں ۔ بہرحال اس کا جواب یہ ہے کہ اساتذہ کی تعداد ہر سال بڑھانا یہ بجٹ پر منحصر ہے ۔ ہم یہ کوشش کر رہے ہیں ۔ ابھ تعلیم کے لئے بہت بڑی رقم بجٹ میں مختص ہوئی ہے جو پہلے بجٹوں میں نہیں ہوتی تھی ۔ اس سال 55 کروڑ 70 لاکھ روپے محکمہ تعلیم کے recurrent expenses ہیں جو 1972 میں 28 کروڑ تھے جب ہم نے حکومت سنبھالی تھی ۔ تو اس سے آپ اندازہ لگا سکتے ہیں کہ ہم اس طرف کتنی توجہ دے رہے ہیں لیکن جیسے اس ملک کی دیگر کوتاہیاں آہستہ آہستہ دور ہوں گی تو ان کے ساتھ ساتھ انشاءاللہ یہ کوتاہیاں بھی دور ہوں گی ۔

خان امیر عبداللہ خان روکڑی : کیا یہ نہیں ہو سکتا کہ بہت سے ایسے اخراجات جو بلا وجہ ہو رہے ہیں انہیں کم کر کے تعلیم کے بجٹ میں اضافہ کر دیا جائے ۔

وزیر تعلیم : ویسے تو allocation of scarce resources پر بڑی exercise ہوتی ہے پلاننگ اینڈ ڈویلپمنٹ میں اور دوسری جگہوں پر بھی ۔ اگر فاضل رکن یہ point out کریں کہ وہ کس کو صحیح نہیں سمجھتے تو ممکن ہے ہم ان سے اتفاق کریں یا نہ کریں لیکن میں فاضل رکن کو یقین دلاتا ہوں کہ بجٹ کی شیرازہ بندی پر کئی سطح پر غور و خوض ہوتا ہے

اور ہم کوئی ایسا خرچ منظور نہیں کرتے جو فضول ہو ۔

خان امیر عبداللہ خان روکڑی : کیا حضور والا ! اس کے لئے بحث کا ایک دن مقرر کرنے کے لئے تیار ہیں ہم یہ ثابت کر دیں گے کہ بہت سے ایسے اخراجات ہیں جو بالکل ناجائز ہیں ۔ اگر وہ تعلیم پر خرچ کئے جائیں تو زیادہ بہتر ہو گا ۔

وزیر تعلیم : جناب والا ! اس پر جولائی میں ایک مہینہ تک بحث ہو چکی ہے ۔ اب جب ضمنی بجٹ پر بحث ہو گی تو اس میں آپ بتائیں کہ جو اخراجات پچھلے سال ہوئے ہیں ان میں کون کون سے اخراجات نا جائز تھے ۔ میں آپ کو اور کیا بتاؤں ۔ فاضل ممبر خود بڑے ماہر ہیں ۔ تو اس سلسلہ میں ضمنی بجٹ کے موقع پر اعتراضات کئے جا سکتے ہیں ۔

سید تابش الوری : کیا وزیر موصوف بتا سکیں گے کہ پنجاب میں پرائمری یا میٹرک کی سطح تک اساتذہ اور طلباء کے تناسب کا اوسط کیا ہے اور کیا وہ اس امتیازی صورت حال کو ختم کرنے کے لئے ڈبل شفٹ سسٹم جاری کرنے کا ارادہ رکھتے ہیں ؟

مسٹر چیئرمین : یہ سوال غیر متعلقہ ہے ۔

مسٹر عبدالحفیظ کاردار : کیا یہ درست ہے کہ جو ratio کی averrage انہوں نے بتائی ہے وہ اس لئے بھی ہے کہ ہزاروں کی تعداد میں نہیں تو سینکڑوں کی تعداد میں اساتذہ کی آسامیاں پر نہیں کی گئیں ؟

وزیر تعلیم : جناب والا ! ایک عارضی پابندی اس سال جولائی کی کسی تاریخ کو جو مجھے یاد نہیں حکومت کی طرف سے بھرتی پر لگائی گئی تھی جو اب تعلیم کی آسامیوں کے لئے ہٹا دی گئی ہے ۔

(اس مرحلہ پر مسٹر سپیکر کرسی صدارت پر متمکن ہوئے)

اس لئے محکمہ تعلیم میں جتنی آسامیاں ہیں خاص طور پر گیارہ سو اور کچھ ہیں اور ان میں زیادہ تر پی ۔ ٹی ۔ سی اساتذہ کی ہیں ۔ تو اب جتنی آسامیاں خالی ہیں ان پر عنقریب بھرتی شروع ہو جائے گی اور اس کے لئے ہونے

کی وجہ میں نے بتا دی ہے کہ جولائی کے مہینے میں بھرتی پر پابندی لگا دی گئی تھی جو اب محکمہ تعلیم کے لئے ختم کر دی گئی ہے ۔ باقی محکموں کے لئے یہ پابندی اب بھی جاری ہے ۔

بستی میدن شاہ میں پرائمری سکول کا قیام

*4289 ۔ مرزا فضل حق : کیا وزیر تعلیم از راہ کرم بیان فرمائیں گے کہ ۔

(الف) موجودہ حکومت امسال لاہور شہر میں کتنے نئے پرائمری سکول کھولنے کا ارادہ رکھتی ہے ۔

(ب) کیا یہ امر واقعہ ہے کہ بستی میدن شاہ ۔ وزیر علی روڈ اہر مال لاہور اور ملحقہ آبادیوں کی آبادی جو تقریباً دس ہزار نفوس سے زائد ہے کے لئے حکومت کا کوئی پرائمری سکول نہیں ۔

(ج) اگر جزو (ب) کا جواب اثبات میں ہے تو کیا حکومت مذکور آبادی میں کوئی پرائمری سکول کھولنے کا ارادہ رکھتی ہے ۔ اگر نہیں تو کیوں اور اگر ہاں تو کب تک ؟

پارلیمنٹری سیکرٹری تعلیم (بیگم ریحانہ سرور) : (الف) امسال شہر لاہور میں کوئی نیا پرائمری سکول کھولنے کی تجویز حکومت کے زیر غور نہیں ہے ۔

(ب) جی ہاں ۔

(ج) جی ہاں ۔ یہ کارپوریشن کی ذمہ داری ہے ۔

ایم ۔ اے (پنجابی) پاس کرنے والوں کا لیکچراروں کی آسامیاں کے لئے انٹرویو

*4291 ۔ مرزا فضل حق : کیا وزیر تعلیم از راہ کرم بیان فرمائیں گے کہ ۔

(الف) کیا یہ درست ہے کہ ڈائریکٹوریٹ ایجوکیشن لاہور مورخہ

6 نومبر 1973ء کو ایم ۔ اے (پنجابی) پاس کرنے والوں کا لیکچراروں کی آسامیاں پر کرنے کے لئے انٹرویو لے چکا ہے ۔

(ب) کیا یہ بھی درست ہے کہ مذکورہ امیدواروں سے اگست میں درخواستیں طلب کی گئی تھیں جب کہ ابھی ایم ۔ اے (پنجابی) کا پہلا امتحان ہوا تھا اور نتائج کا اعلان بھی نہیں کیا گیا تھا ۔

(ج) کیا یہ بھی درست ہے کہ ان وقت بہت سے طلباء نتائج کے نہ آنے کی بناء پر درخواستیں نہیں بھیج سکے تھے ۔

پارلیمنٹری سیکرٹری تعلیم (بیگم ریحانہ سرور) : (الف) جی ہاں ۔

(ب) جی ہاں ۔

(ج) انٹرویو میں ایسے امیدواروں کو بھی پیش ہونے کا موقع دیا گیا تھا جن کی درخواستیں مقرر تاریخ تک نہیں پہنچی تھیں اور وہ انٹرویو کے لئے آ گئے تھے ۔ انٹرویو کے بعد کسی امیدوار کی درخواست ناظم تعلیمات لاہور کو موصول نہیں ہوئی ۔

سید تابش الوری : کیا وزیر موصوف بتا سکیں گے کہ اس انٹرویو کے نتیجے میں کیا نتیجہ نکلا ہے ۔

مسٹر سپیکر : پنجابی کے متعلق پوچھا گیا ہے اور سوال بھی پنجابی میں ہونا چاہئے ۔

سید تابش الوری : کیا وزیر موصوف دس سکدے نیں کہ لیکچراراں دی اسامیاں پر کرن واسطے جیہڑا انٹرویو لیا گیا سی اوھدا کی نتیجہ نکلیا تے تعیناتی کدوں تک ہوئے گی ۔

(قہقہہ)

وزیر تعلیم : جناب والا ! اک اسامی سی تے 21 آدمیاں نے درخواست دتی سی ۔ ساریاں دا انٹرویو ہویا ۔ اک آدمی لیا گیا تے اوھدی تعیناتی کر دتی گئی ۔

(قہقہہ)

چوہدری امان اللہ لک : کیا وزیر تعلیم ایہہ دس سکن گے کہ ایہہ امتحان لین دی اینان نوں پسوڑی کیوں پئی ۔

مسٹر سپیکر : یہ کوئی ضمنی سوال نہیں ہے ۔ اگر وہ دیر سے امتحان لیں تو سارا ایوان اعتراض کرتا ہے کہ دیر کیوں کی گئی ۔

سید تابش الوری : جناب سپیکر ! آپ بھی پنجابی بولیں ۔

مسٹر سپیکر : میری بات اور ہے

(قہقہہ)

یہ کیا ضمنی سوال بنتا ہے کہ امتحان کیوں لئے گئے ۔

چوہدری امان اللہ لک : جناب ! میرا ضمنی سوال اے وے کہ ایم۔اے دا نتیجہ اجے نئیں سی نکلیا تے اوس توں پہلے انٹرویو کیوں لیتا گیا ۔

مسٹر سپیکر : اس کا مطلب یہ ہے کہ انہیں سو سال انتظار کرنا پڑے گا ۔ جب بھی ملازمتیں نکلتی ہیں ان کے لئے درخواستیں طلب کی جاتی ہیں اور ایم ۔ اے کے امتحان کا نتیجہ بھی نکل آتا ہے ۔

چوہدری امان اللہ لک : جناب ! نئیں ایہہ پہلے سال دا امتحان سی پنجابی وچ ایم ۔ اے دا تے اجے نتیجہ نئیں سی نکلیا تے اینان نے لیا ۔ ایہہ میں عرض کیتا اے جناب ! کہ کیہہ جلدی سی کیہہ مجبوری سی کیہہ پریشانی جناب ! پیدا ہوئی حکومت نوں جدوں اوہناں لڑکیاں ای پاس ہو گئے امتحان دینا سی ۔ اوہناں نے کہیا کہ جیہڑے appear ہو گئے نیں اوہ جان ۔ جناب نے جواب نہئیں پڑھیا ایس واسطے میں عرض کیتی اے کہ ایسے سال ای اوہ پاس ہوئے سن جنہاں نوں لیناں سا نیں ۔ نتیجہ نکلن تو پہلاں ای اینان نے رکھ لیا ۔ ایس گبھراہٹ دا کیہہ نتیجہ اے ۔

وزیر تعلیم : جناب والا ! فاضل رکن ایس گل وچ بھلاں وچ پے گئے نیں ۔ گل ایہہ وے کہ پہلے سالاں وچ وی لوکی ایم ۔ اے پنجابی پاس کر دیہہ رئے نیں تے ایدھا ثبوت ایہہ وے کہ اگست دے مہینے وچ درخواستاں منگیاں گیاں سن ۔

مسٹر سپیکر : پہلے امتحان ہوا تھا ۔ آپ نے اس کا جواب "جی ہاں" دیا ہے ۔

That is the catch in his question.

وزیر تعلیم : نہیں ایس سوال دا جواب صرف اگست والے دا دتا گیا اے کہ اگست وچ درخواستاں طلب کیتیاں گیاں سن تے ایہہ امتحان پہلا نہیں سی ۔ جناب والا ! ایدا ثبوت ایہہ وے کہ 21 سنڈے کتھوں آ گئے 21 سنڈے ایم ۔ اے پاس پنجابی وچ کتھوں آ گئے ۔

مسٹر سپیکر : یہ تو وہ بتائیں گے کہ کہیں لندن سے ایم ۔ اے پنجابی تو نہیں کرکے آ گئے ۔

وزیر تعلیم : نہیں جناب ! ایتھوں ای کرکے آئے نیں لاہوروں جی ۔

خان امیر عبداللہ خان روکڑی : جناب والا ! جناب پلوکاں دے وزیر ایہہ سانوں دسن کہ جیہڑا لڑکا کھدا گیا اے اوہ اوس معیار دے مطابق ہئی ؟

وزیر تعلیم : بالکل جی بالکل ۔

سید تابش الوری : جناب والا ! (ب) دے جواب وچ اہناں نیں دونوں حصیاں لوں کہیا اے کہ "جی ہاں" ۔

مسٹر سپیکر : انہوں نے اس کی تصحیح کر دی ہے کہ یہ جواب (ب) جو ہے یہ صرف پہلے حصے کا ہے دوسرے کا نہیں ہے

سید تابش الوری : ایہہ تے جناب مفہوم فی بطن شاعر اے ناں ۔ جی ایہہ تے بن اوہ ساہنوں دسن گے تے پتہ لگے گا ناں ۔

درجہ بڑھائے گئے (مڈل سے ہائی سکول) سکولوں کی تعداد

***4311 ۔ چوہدری علی بہادر خان :** کیا وزیر تعلیم از راہ کرم بیان فرمائیں گے کہ صوبہ پنجاب میں سال رواں میں اب تک ضلع وار کتنے مڈل سکولوں کو ہائی سکولوں کا درجہ دیا گیا ؟

پارلیمنٹری سیکرٹری تعلیم (بیگم ریحانہ سرور) : سال رواں میں درجہ

بڑھائے گئے (مڈل سے ہائی) سکولوں کی ضلع وار فہرست حسب ذیل ہے ۔

نمبر شمار	نام ضلع	تعداد سکولز
1	لاہور	15
2	گوجرانوالہ	7
3	سیالکوٹ	8
4	شیخوپورہ	6
5	ملتان	15
6	ساہیوال	12
7	مظفر گڑھ	8
8	ڈیرہ غازی خان	5
9	بہاولپور	6
10	بہاولنگر	7
11	رحیم یار خان	9
12	سرگودہا	8
13	لائل پور	14
14	جھنگ	5
15	میانوالی	5
16	کیمبل پور	5
17	راولپنڈی	7
18	جہلم	4
19	گجرات	8
	کل	154

سید تابش الوری : کیا وزیر موصوف بتا سکیں گے کہ مختلف ضلعوں میں

مڈل سکولوں کو ہائی سکول کا درجہ دینے کے لئے کیا معیار سامنے رکھا گیا ہے اور اس سلسلے میں پسماندہ علاقوں کو ترجیح دی گیا ہے یا نہیں ؟

وزیر تعلیم : جناب والا ! اس میں دیکھا یہ جاتا ہے کہ وہاں آبادی کتنی ہے ۔ ارد گرد اس سے نچلے درجے کے کتنے سکول ہیں ، مثلاً اگر مڈل سے ہائی کرنا ہے تو اس میں مڈل سکول کتنے ہیں تاکہ ہائی سکول کے لئے اتنے طلبا آ سکیں اور دوسرا ہائی سکول جو ہے وہ کتنے میل دور ہے یعنی اس مجوزہ سکول سے کتنے میل دور ہے تو یہ تین چار criteria ہیں اور پھر ضلعی تعلیمی کمیٹیوں کی سفارشات کو بھی سامنے رکھا جاتا ہے جن میں تمام ایم ۔ پی ۔ اے تمام ایم ۔ این ۔ اے اور سینیٹر حضرات اس کے ممبر ہیں اور وہ سب اپنے اپنے حلقوں کو باریکی سے گاؤں تک جانتے ہوتے ہیں تو اس لئے وہ ان سب criteria کو سامنے رکھ کر یہ سفارشات ہمارے پاس بھیجتے ہیں ۔

خان امیر عبد اللہ خان روکڑی : کیا وزیر موصوف اس مسئلے پر غور کریں گے کیونکہ اب عوامی حکومت ہے اور عوامی دور ہے جس ایریا سے سب سے زیادہ ٹیکس وصول کئے جاتے ہیں ان کو اس ٹیکس کے تناسب کے مطابق تعلیم کے معیار کی ترقی کے لئے حصہ دیا جائے گا یا تمام اخراجات صرف لاہور پر صرف کئے جائیں گے ؟

مسٹر سپیکر : یہ سوال اس میں پیدا نہیں ہوتا اس میں کہیں شہر کی کوئی بندش نہیں کی گئی ۔

راجہ محمد افضل خان : جناب والا ! کسی سکول کو جب آپ ہائی سکول بناتے ہیں یا جو آپ نے بنائے ہیں یہ کاغذوں کی سطح پر ہیں یا عملاً یہ بن چکے ہیں ۔ کیا یہ پایہ تکمیل تک پہنچ چکے ہیں ؟

مسٹر سپیکر : ان کے سوال کرنے کا مطلب ہے دفتروں میں یہ سکول قائم ہوئے ہیں یا واقعی وہاں کلاسیں لگ گئی ہیں ؟

وزیر تعلیم : جناب والا ! ان کی اپریل سے کلاسیں شروع ہو چکی ہیں جو گزر گیا ہے کافی مہینے ہو گئے ہیں ۔

راجہ محمد افضل خان : جناب والا ! کلاس تو ایک بھی شروع ہو سکتی

ہے جہاں چار کی ضرورت ہے۔ میں اس لئے پوچھ رہا ہوں کہ عملاً سکول بن گئے ہیں یا کاغذوں میں بنے ہیں ۔

وزیر تعلیم : نویں جماعت کی کلاسیں شروع ہیں ۔

راجہ محمد افضل خان : جناب والا ! صرف نویں کی کلاسیں شروع ہوئی ہیں ۔

وزیر تعلیم : صاف ظاہر ہے کہ ہائی سکول تو نویں سے ہی شروع ہو گا ۔

راجہ محمد افضل خان : اسی لئے میں کہتا ہوں کہ مکمل نہیں ہوا ۔

وزیر تعلیم : مکمل تو اس لئے نہیں کہ ایک سال میں دو کلاسیں تو نہیں ہو سکتیں ۔

میاں منظور احمد موہل : جناب والا ! وزیر موصوف نے فرمایا ہے کہ ضلعی تعلیمی کمیٹیوں میں سینیٹرز بھی ممبر ہیں تو کیا یہ اس کی وضاحت فرمائیں گے کہ سینیٹرز جو ممبر ہیں وہ کس ضلع کی کمیٹی کے ممبر ہیں کیونکہ کئی سینیٹرز ڈویژن کی نمائندگی کرتے ہیں ۔ تو آیا وہ تمام اضلاع کے ممبر ہیں یا خاص کسی ڈسٹرکٹ کی نمائندگی کرتے ہیں ؟

مسٹر سپیکر : جن اضلاع میں جہاں وہ بیٹھتے ہیں وہ ممبر جانتے ہیں کہاں بیٹھتے ہیں ۔

میاں منظور احمد موہل : جناب والا ! مسٹر صاحب کو جواب دینے دیجئے میرے خیال میں سینیٹر صاحبان رکن نہیں ہیں ۔

مسٹر سپیکر : یہ تو ضمنی سوال ہی نہیں بنتا وہ تو کسی سوال میں ایک ضمناً ذکر آ گیا تھا ۔

میاں منظور احمد موہل : نہیں جناب والا ! انہوں نے کہا ہے کہ سینیٹرز بھی رکن ہیں ۔

مسٹر سپیکر : آپ کبھی اس کے متعلق یہ علیحدہ سوال کر لیں کہ سینیٹرز جو ہیں وہ کن کمیٹیوں کے رکن ہیں ۔

خان امیر عبداللہ خان روکڑی : وہ تو بطور انفارمیشن پوچھ رہے ہیں ۔

مسٹر عبد الحفیظ کاردار : جناب سپیکر ! وزیر موصوف نے فرمایا ہے کہ آبادی کے تناسب کے لحاظ سے یا آبادی کے تناسب کا لحاظ کرتے ہوئے ہم اپ گریڈ کرتے ہیں کسی اسٹیٹیوشن کو تو سوال یہ پیدا ہوتا ہے کہ کیا جب یہ آپ اپ گریڈ کرتے ہیں تو تعلیم کے معیار کو قائم رکھنے کے لئے یا بہتر بنانے کے لئے بھی کوئی اقدامات کرتے ہیں ؟

مسٹر سپیکر : یہ تو بہرحال آپ کا بڑا وسیع سوال ہے ۔

مسٹر عبدالحفیظ کاردار : لیکن موضوع بڑا حال ہی کا ہے ہر جگہ اسی قسم کا واویلا ہے ۔

وزیر تعلیم : یہ recurrent programme ہے اس میں ایسا نہیں ہوتا کہ ہم کسی تاریخ کا تعین کر دیں کہ آج فلاں دن بیٹھ کر معیار تعلیم بڑھانے کے لئے کوئی پروگرام بنائیں ۔ سارے پروگراموں کا یہ حصہ ہوتا ہے ۔ 55 کروڑ 70 لاکھ روپیہ جہاں جہاں پر بھی خرچ ہوگا فرض کیجئے اس سے ٹرینڈ ٹیچرز بنتے ہیں ۔ فرض کیجئے اس سے لیبارٹری بن رہی ہے ، لائبریری بن رہی ہے اس سے کوئی بلڈنگ بن رہی ہے کوئی چھت گر گئی ہے وہ بھی بن رہی ہے تو یہ سب چیزیں آخر اس پروگرام کا حصہ ہوتی ہیں ۔

مسٹر سپیکر : انہوں نے سوال یہ پوچھا ہے کہ آپ مڈل سے ہائی سکول جو بنا رہے ہیں کیا ان ہائی سکولوں میں بھی تعلیم کا معیار کم سے کم وہی رہے گا جو پہلے سکولوں میں ہے ۔

مسٹر عبد الحفیظ کاردار : جناب سپیکر ! جو میں سوال کر رہا تھا وہ یہ تھا کہ کیا آپ جب اپ گریڈ کرتے ہیں اس وقت مناسب تعداد میں ٹیچرز ہوتے ہیں ؟ لیبارٹری بہتر بنائی جاتی ہے ؟ لائبریری بہتر بنائی جاتی ہے ؟

مسٹر سپیکر : ان کا مطلب یہ ہے کہ کیا یہ بنیادی ضروریات پوری کی جاتی ہے ؟

وزیر تعلیم : جناب والا ! یہ بھی کیا جاتا ہے ۔ بلڈنگ بھی دی جاتی ہے ۔ ساری چیزوں کا خیال رکھا جاتا ہے اور بعض چیزیں ایسی ہیں جو آج ہر سکول میں مہیا نہیں ہیں مثلاً ہر سال کچھ سکولوں کو لائبریری دی جاتی

ہے ۔ اس کا مطلب یہ ہوا کہ پچھلے سال وہاں پر لائبریری نہیں تھی ۔ اسی طرح کسی سکول میں سائنس کا سیکشن اس سال نہیں ہوگا اگلے سال مل جائے گا ۔ کسی سکول میں اس سال بلڈنگ نہیں اس کو اگلے سال بلڈنگ مل جائے گی تو یہ ایک recurrent programme ہے اور جو norms ہوتے ہیں گورنمنٹ میں وہ اس طرح سے مقرر کئے جاتے ہیں کہ چند سالوں میں کوئی سرکل جو ہے وہ مکمل ہو جائے ۔

خان امیر عبداللہ خان روکڑی : میرا ضمنی سوال بنتا تھا ۔ کیا جناب وزیر موصوف اس بات پر روشنی ڈالیں گے کہ پسماندہ ایریا کے لئے آئندہ ان کا کوئی ایسا پروگرام ہے کہ ان کی ایجوکیشن کی سہولتوں میں اضافہ کیا جائے ؟

وزیر تعلیم : ہر سال کے پروگرام میں یہ شامل ہے ۔ اس سال بھی 75 پرائمری سکول صرف ان 9 اضلاع میں کھولے جا رہے ہیں جن کو ہم پسماندہ کہتے ہیں ۔

سید تابش الوری : جناب والا ! میرے سوال کا جواب بھی ادھورا ہے ۔ میں نے ان سے یہ پوچھا تھا کہ کیا یہ تعداد مقرر کرتے وقت مڈل سکولوں کو ہائی سکول بنانے کے لئے پسماندہ علاقوں کو ترجیح دی جاتی ہے ۔ پرائمری کا نہیں پوچھا میں نے مڈل کا پوچھا ہے ۔

وزیر تعلیم : جی نہیں ۔

سید تابش الوری : جی نہیں تو کیوں نہیں ؟

Mr. Speaker. Then it becomes a matter of policy.

سید تابش الوری : جناب والا ! اس کی کوئی وجہ تو ہونی چاہئے ۔ پسماندہ علاقوں کو پرائمری سکولوں کے لئے تو ترجیح دی جاتی ہے لیکن مڈل سکولوں کے سلسلے میں ترجیح کیوں نہیں دی جاتی ۔ اس کی یقیناً ان کے پاس بڑی معقول وجہ ہوگی ۔

وزیر تعلیم : جی ہاں ۔ پرائمری سکول تو اس لئے کھولا جاتا ہے کہ زیادہ سے زیادہ لوگوں کو تعلیم کے سرکل میں لایا جائے ۔ سکول میں لایا جائے ۔

ہائی سکول میں تو وہی بچے داخل ہوں گے جو پہلے آٹھویں جماعت پاس کر چکے ہیں تو اس لئے یہ criteria دماغ میں رکھیں کہ اس علاقے میں آٹھویں جماعت تک کے مڈل سکول کتنے ہیں ۔ یہی ایک مجھے مناسب معلوم ہوتا ہے یعنی پرائمری سکول کے لئے تو اور criteria ہے اور جو چھوٹے بچے سکول میں نہیں پہنچے ان کو لانا ہے اور ہماری یہ خواہش ہے کہ ہم hundred per cent literacy کی طرف چلیں ۔ جتنا بھی ہم کر سکیں ، جتنی بھی ہم کوشش کر سکیں کریں ۔ تو اس لئے پرائمری سکول کا مقصد اور ہے اور ہائی سکول کا مقصد اس سے مختلف ہے ۔ ہائی سکول کے لئے catchment areas مڈل سکولز ہیں پرائمری سکولز کے لئے جنرل پاپولیشن ہے اور پھر یہ کہ صرف پسماندہ علاقوں میں ہی پرائمری سکولز کی کمی ہے ورنہ جتنے دوسرے دس اضلاع ہیں ان میں اکثر ہر sizable village میں ایک پرائمری سکول لڑکوں کے لیے اور ایک لڑکیوں کے لئے موجود ہے اور نہیں تو ایک سکول کم از کم ضرور موجود ہے ۔

سید تابش الوری : کیا وزیر موصوف یہ سمجھتے ہیں کہ پسماندہ علاقوں کے بچوں کو میٹرک تک تعلیم حاصل کرنے کی ضرورت نہیں ہے ؟ پرائمری تک تو انہوں نے فرمایا ہے کہ ان کو ترجیح دی جاتی ہے لیکن میٹرک تک وہ اس کی ضرورت نہیں سمجھتے ۔

مسٹر سپیکر : جو آپ سوال کر رہے ہیں اس کا جواب وہ پہلے دے چکے ہیں نویں میں تب داخل ہو سکیں گے جب آٹھویں پاس کریں گے تو آٹھویں تک کا انتظام ضروری ہے ۔ یہ ان کا جواب ہے ۔

سید تابش الوری : جناب والا ! مڈل سے ہائی سکول پہنچنے کا مسئلہ ہے ۔ جہاں مڈل سکول موجود ہیں اور ہائی سکول نہیں ہیں ان پسماندہ علاقوں کو ترجیح ملنی چاہئے کیونکہ سینکڑوں میل چل کر ہائی سکول تک پہنچنا پڑتا ہے یہ اس کی بنیادی وجہ تھی ۔

تحصیل نارووال میں سکولوں کی تعداد

*4983 ۔ **صوفی نذر محمد :** کیا وزیر تعلیم از راہ کرم بیان فرمائینگے کہ

(الف) تحصیل نارووال کے انتخابی حلقہ پی پی 110 ۔ 111 میں ہائی سکولوں

کی علیدہ علیحدہ تعداد کیا ہے ۔

(ب) 1973ء میں مذکورہ تحصیل میں کتنے ہائی سکولوں کا اجراء ہوا ۔ علیحدہ علیحدہ حلقہ وار تعداد بتائی جائے ۔

(ج) 1974ء ۔ 1975ء میں تحصیل مذکور میں حکومت کتنے مزید ہائی سکولوں کے اجراء کا ارادہ رکھتی ہے ۔ دونوں حلقوں کی علیحدہ علیحدہ تعداد بتائی جائے ۔

(د) تحصیل مذکور کے دونوں حلقہ جات میں 73 ۔ 1972ء میں علیحدہ علیحدہ کتنے مڈل سکولوں کا اجراء ہوا ۔

(ہ) کیا یہ درست ہے کہ تحصیل مذکور میں سکولوں کا اجراء ممبران اسمبلی یا تحصیل و ضلع کے افسران کی سفارش پر ہوا ۔ اگر ایسا ہے تو ان کے نام بتائے جائیں ؟

پارلیمنٹری سیکرٹری تعلیم (بیگم ریحانہ سرور) : (الف)

انتخابی حلقہ	تعداد ہائی سکول
110 پی پی	4
111 "	11

(ب) 110 پی پی × جتنے ہائی سکولوں کا اجراء ہوا ۔
111 " 2

(ج) ہائی سکولوں کے اجراء کا تعین ضلع وار ہوتا ہے تحصیل وار نہیں ۔ امسال ضلع سیالکوٹ میں بھی مڈل سکولوں کو ہائی کا درجہ دے دیا جائے گا ۔

(د)

انتخابی حلقہ	جتنے مڈل سکولوں کا اجراء ہوا
110 پی پی	ایک
111 "	کوئی نہیں

(ہ) ان سکولوں کا اجراء ڈپٹی کمشنر کی منظوری سے ہوا تھا ۔ کیونکہ اس وقت ایجوکیشن کمیٹی کا قیام عمل میں نہیں آیا تھا ۔

صوفی نذر محمد : جناب والا ! تحصیل ناروال حلقہ 110 میں ہائی سکولوں کی کمی کی وجہ کیا ہے اور اس کو پورا کرنے کا کیا پروگرام ہے ۔

مسٹر سپیکر : کمی کی وجہ تو آپ ہی بتائیں گے پورا کرنے کا ان سے پوچھیں ۔

راجہ محمد افضل : کیا وزیر موصوف یہ ارشاد فرمائیں گے کہ جب کہ حکومت نے تمام سکول اپنی تحویل میں لے لئے ہیں اور یہ بھی ہم جانتے ہیں کہ اس کو بجٹ سے بڑھانا ناممکن ہے لیکن کچھ علاقے ایسے ہیں جہاں پر لوگ چاہتے ہیں کہ اپنے بچوں کو تعلیم دیں اور جگہ بھی سکول میں موجود ہے اور وہ چاہتے ہیں کہ ہم مڈل سے ہائی سکول کر دیں اور وہ contribute بھی کرنا چاہتے ہیں کیا ان اصولوں پر آپ نے سوچا ہے کہ جب علاقہ کے عوام contribute کریں کہ مڈل سکول کو ہائی سکول کر دیا جائے اور اگر 2 یا 3 اساتذہ عوام اپنی طرف سے خرچ کر کے رکھ لیں اور گورنمنٹ کے پاس بجٹ نہ ہو تو کیا اس پر آپ نظر ثانی کر سکیں گے کہ ان کو مڈل سے ہائی سکول کر دیا جائے ؟

وزیر تعلیم : جناب والا ! جہاں بلڈنگ یا زمین کی offer ہو وہاں یقیناً ترجیح دی جاتی ہے لیکن بجٹ میں جو شیرازہ بندی کی جاتی ہے وہ بہرحال ہر ضلع کا حصہ بن جاتی ہے اب وہ اپنے اس ضلع میں کس سکول کو ہائی کریں گے یہ خود ہر کمیٹی پر منحصر ہے لیکن بجٹ کے علاوہ کہیں سے کوئی پوش کش بلڈنگ یا زمین کی صورت میں آئے تو ٹھیک ہے اساتذہ بہرحال آپ نہیں رکھ سکتے کیونکہ ان کی شرائط ملازمت ہوتی ہیں اور وہ گورنمنٹ کے ہی ملازم ہو سکتے ہیں ۔

خان امیر عبداللہ خان روکڑی : پوائنٹ آف انفارمیشن ۔ جناب والا ! میں بطور انفارمیشن کے یہ عرض کر دینا چاہتا ہوں کہ اس فارمولا سے کبھی بھی اس گاؤں میں سکول نہیں بنے گا جس گاؤں میں غریبوں کی اکثریت ہو اور وہ زمین اپنی طرف سے نہیں دے سکتے ہوں ۔

مسٹر سپیکر : یہ انہوں نے نہیں کہا کہ جہاں زمین یا بلڈنگ کوئی نہیں دے گا وہاں سکول نہیں بنائیں گے ۔

خان امیر عبداللہ خان روکڑی : جناب والا ! انہوں نے کہا ہے ۔

مسٹر سپیکر : انہوں نے یہ کہا ہے کہ offer بے شک آئے مگر ہم نے مڈل سکولوں کو ہائی سکول کرنے کا معیار رکھا ہوا ہے لیکن ہم پھر بھی ایسی صورت میں جنرل پراسیجل میں exception کرنے کے لئے تیار ہیں ۔

خان امیر عبداللہ خان روکڑی : جناب والا ! اس کا مطلب یہ ہے کہ یہ سکول امیروں کے گھروں میں ہی کھولیں گے ۔

مسٹر سپیکر : یہ کوئی ضمنی سوال نہیں بنتا ۔

راجہ فضل : جناب والا ! میرا مطلب بالکل مختصر تھا ۔ میرے خیال میں وزیر موصوف سمجھے نہیں ۔ میرا مطلب یہ تھا کہ کچھ سکول ایسے ہیں جن میں جگہ موجود ہے اور وہ پرائمری ہیں اور پرائمری سکولوں سے مڈل بن سکتے ہیں ان کے لئے صرف دو اساتذہ ضروری ہیں اور حکومت کے پاس چونکہ بجٹ نہیں ہوتا اور وہ بجٹ کے مطابق چلتی ہے اور عوام کو نقصان ہوتا ہے عوام چاہتے کہ ہم خود خرچ کر کے دو اساتذہ رکھ لیں ۔ کیا آپ اس کی منظوری دے سکتے ہیں اور عوام اگر contribute کریں کہ اسے پرائمری سے مڈل بنا دیا جائے تو آپ اس کے متعلق کیا رائے رکھتے ہیں ۔

وزیر تعلیم : جناب والا ! میں نے یہی عرض کی تھی کہ جو سکولوں میں ملازم ہوتے ہیں وہ ایسے نہیں ہو سکتے کہ وہ دوسرے ملازموں سے مختلف شرائط پر ہوں مثلاً یہ کہ کوئی پرائیویٹ آدمی ان کو پیسے دے یہ تو نہیں ہو سکتا ۔ لینڈ اور بلڈنگ کے لئے ہمیشہ سے یہی ہوتا رہا ہے کیونکہ کسی سرکاری سکول میں ملازم کسی پرائیویٹ کا نہیں ہو سکتا کیونکہ وہ ملازم تو اپنی گارنٹی چاہے گا ۔ اس کی اپنی تقرری کی تاریخ ہو گی اس کی سینارٹی ہو گی ۔ پنشن کا مسئلہ ہو گا ۔ اس کی ترقی کا مسئلہ ہو گا اس میں اور بہت سے مسائل ہوں گے ۔ اس لئے ٹیچر کی تنخواہ کا ہم نے بڑی تفصیل سے جواب دیا ہے ۔ ٹیچرز کی تنخواہ کا ایسا کوئی بندوبست نہیں ہو سکتا کہ پرائیویٹ لوگ ان کو تنخواہ دیں لیکن بلڈنگ کے سلسلے میں اور زمین کے

سلسلے میں کیونکہ ان دنوں میں اتنا فرق ہے کہ بہت آسانی سے سمجھا جا سکتا ہے یہ میں نے قطعاً نہیں کہا کہ غریبوں کے ہاں سکول نہیں بنیں گے - میں نے تو یہ کہا ہے کہ جو شیرازہ بندی ہے فرض کیا پچاس سکول ہیں تو پچاس کی تقسیم تو ہو جائے گی اور آپ کے ضلع کو ایک خاص تعداد مل جائے گی اور وہ تو ضرور بنیں گے - سب یہ ضلعی تعلیمی کمیٹی پر منحصر ہے کہ وہ کون سے علاقے میں سکول بنانا چاہتی ہے -

خان امیر عبداللہ خان روکڑی : جناب والا ! جہاں تک مجھے یاد ہے آپ نے یہ فرمایا تھا کہ ان علاقوں میں ان لوگوں کو سکول دیا جائے گا جہاں لوگ زمینیں دیں گے -

مسٹر سپیکر : انہوں نے یہ کہا تھا کہ اگر کوئی زمین دیتا ہے تو اس پر غور کیا جا سکتا ہے -

خان امیر عبداللہ خان روکڑی : جناب والا ! میں تو یہ کہوں گا کہ اتنا مجھے بتا دیں کہ بغیر زمین کے جہاں سکول کی ضرورت ہو گی تو کیا گورنمنٹ وہاں سکول بنانے کے لئے تیار ہے ؟

وزیر تعلیم : جی ہاں - زیادہ تر سکولوں میں یہی ہوتا ہے کہ گورنمنٹ اپنی طرف سے زمین خریدتی ہے بلڈنگ بناتی ہے اور اکثر ایسا ہی ہوتا ہے -

راجہ محمد افضل : جناب والا ! میرے سوال کے جواب میں یہی تاثر آپ نے دیا ہے -

مسٹر سپیکر : راجہ صاحب ! تاثر والی بات تو آپ اپنے تک محدود رکھیں -

The present hour is not a forum for the opinion. The present hour is a forum for asking question and seeking information.

اس کا جو بھی reaction ہو جو بھی تاثر ہو جو آپ کی رائے ہو

That you can keep it to yourself and use it if you so like for your political objectives.

تحصیل نارووال کے سکولوں میں طلباء اور اساتذہ کی تعداد

*4984 صوفی نذر محمد : کیا وزیر تعلیم از راہ کرم بیان فرمائیں گے کہ تحصیل نارووال کے ہائی سکولوں میں لڑکوں ، لڑکیوں اور اساتذہ کی تعداد کیا ہے ۔ ہر سکول کی علیحدہ علیحدہ تفصیل بتائی جائے ؟

پارلیمنٹری سیکرٹری تعلیم (بیگم ریحانہ سرور) :

برائے طلباء

نمبر شمار	نام سکول	حلقہ نمبر	تعداد طلباء	تعداد اساتذہ
1 ۔	گورنمنٹ ہائی سکول نارووال	111	841	22
2 ۔	گورنمنٹ ہائی سکول اورنگ آباد	"	301	15
3 ۔	گورنمنٹ ہائی سکول وعیہ خاص	"	290	14
4 ۔	گورنمنٹ اسلامیہ ہائی سکول بدو ملہی	"	415	12
5 ۔	گورنمنٹ مسلم ہائی سکول بدو ملہی	"	291	11
6 ۔	گورنمنٹ مسلم ہائی سکول نارووال	"	468	14
7 ۔	گورنمنٹ نیشنل ہائی سکول نارووال	"	526	16
8 ۔	گورنمنٹ اسلامیہ ہائی سکول تلولڈی بھنڈراں	"	324	5
9 ۔	گورنمنٹ ہائی سکول دھرگ میانہ	"	154	6
10 ۔	گورنمنٹ نیشنل سیکنڈری سکول نارووال	"	229	3
11 ۔	گورنمنٹ اسلامیہ ہائی سکول پکھوکی	"	106	6
12 ۔	گورنمنٹ ہائی سکول قلعہ سوبھا سنگھ	110	847	19
13 ۔	گورنمنٹ ہائی سکول ظفروال	"	967	24
14 ۔	گورنمنٹ ہائی سکول سنکھترہ	"	320	14
15 ۔	گورنمنٹ ہائی سکول نوثار	"	187	8

برائے طالبات

نمبر شمار	نام سکول	حلقہ نمبر	تعداد طالبات	تعداد اساتذہ
1 ۔	گورنمنٹ مسلم گرلز ہائی سکول نارووال	111	207	7
2 ۔	ایم بی گرلز ہائی سکول نارووال	"	361	14
3 ۔	گورنمنٹ گرلز ہائی سکول ظفر وال تحصیل نارووال	110	274	11
4 ۔	گورنمنٹ گرلز ہائی سکول بدو ملہی تحصیل نارووال	111	160	10

چوہدری غلام قادر : جناب والا ! گورنمنٹ نیشنل سیکنڈری سکول نارووال میں 229 طلبا اور تین ٹیچر ہیں کیا اس میں ٹیچر کا اضافہ کرنے کا کوئی خیال ہے ؟

وزیر تعلیم : جناب والا ! یہ اوسط جو فاضل رکن نے بتائی ہے اس سے تو بہت کم ہے ۔ یہ تو بڑے اچھے سکولوں میں شمار ہوتا ہے البتہ کوشش کریں گے ۔

صوفی نذر محمد : جناب والا ! منسٹر صاحب نے جو لڑکوں کی تعداد کے متعلق جواب دیا ہے یہ بالکل ہی غلط ہے ۔ گورنمنٹ اسلامیہ ہائی سکول کی تعداد غلط بتائی گئی ہے حالانکہ اس کی تعداد پونے چار سو کے قریب ہے ۔

مسٹر سپیکر : صوفی صاحب اس کے متعلق قواعد انضباط کار میں ایک رول ہے جس میں یہ لکھا ہوا ہے کہ اگر ممبر جواب سے مطمئن نہ ہو یا یہ سمجھے کہ جواب صحیح نہیں ہے تو اس رول کے مطابق مجھے چٹھی لکھنی ہوتی ہے کہ یہ جواب صحیح نہیں ہے ۔

صوفی نذر محمد : ٹھیک ہے جناب ۔

Mr. Abdul Hafeez Kardar : The figures quoted by me can be found in the article written by the Director of Educa-

tion in the Pakistan Times Supplement of last Sunday. I quoted his figures and not mine.

پرائمری سکول کی عمارت میں توسیع

*5002 ۔ چوہدری لال خان : کیا وزیر تعلیم از راہ کرم بیان فرمائیں گے کہ ۔

(الف) پرائمری سکول برائے طالبات موضع واسو تحصیل پھالیہ ضلع گجرات کی طالبات اور استانیوں کی تعداد کتنا ہے نیز سکول کی عمارت کتنے کمروں پر مشتمل ہے ۔

(ب) کیا یہ حقیقت ہے کہ جگہ کی قلت کی وجہ سے طالبات سکول سے ملحقہ قبرستان میں بیٹھتی ہیں ۔

(ج) اگر جزو (ب) بالا کا جواب اثبات میں ہے تو کیا حکومت سکول کی عمارت میں توسیع کرنے کا ارادہ رکھتی ہے ۔ اگر ایسا ہے تو کب تک ۔ اگر نہیں تو اس کی وجوہ کیا ہیں ؟

پارلیمنٹری سیکرٹری تعلیم : (بیگم ریحانہ سرور) : (الف) پرائمری سکول برائے طالبات واسو تحصیل پھالیہ ضلع گجرات کے مطلوبہ کوائف مندرجہ ذیل ہیں ۔

تعداد طالبات

ادنیٰ	اول	دوم	سوم	چہارم	پنجم	میزان
71	27	47	30	29	21	225

تعداد معلمات ۔ 5 کمروں کی تعداد ۔ 2

(ب) جی ہاں یہ درست ہے کہ کچھ طالبات ملحقہ جگہ و صحن میں بیٹھتی ہیں ۔

(ج) جی ہاں ۔ مزید چار کمروں کی توسیع زیر غور ہے جن کے لئے فنڈز مہیا کرنے کے انتظامات کئے جا رہے ہیں ۔

چوہدری امان اللہ لک : کیا وزیر موصوف فرما سکیں گے کہ یہ توسیع زیر غور ہے اور فنڈز کے لئے انتظامات کئے جا رہے ہیں ؟ اس کے لئے کب تک انتظام ہو سکے گا ۔

وزیر تعلیم : اس مالی سال میں تو نہیں جناب اگلے مالی سال میں ہو سکتا ہے ۔

چوہدری محمد سرور جوڑا : کیا وزیر تعلیم از راہ کرم بیان فرمائیں گے کہ ڈسٹرکٹ گجرات میں بے شمار بوگس سکول ہیں یہاں نہ کاغذات ہیں نہ سکول لیکن وہاں استانیوں کی باقاعدہ تقرری ہے اور وہ باقاعدہ تنخواہ لے رہی ہیں ۔ ان کی سالانہ تنخواہ چار لاکھ کے قریب بنتی ہے ۔

وزیر تعلیم : آپ اگر نشان دہی کریں تو بڑی مہربانی ہو گی لیکن اس سے پہلے بھی آپ سے ضلع تعلیمی کمیٹی کا ممبر ہوتے ہوئے عرض ہے کہ اگر آپ اس قسم کی کوئی کوتاہی دیکھیں تو اپنے ڈسٹرکٹ ایجوکیشن افسر سے شکایت کریں لیکن اس کے علاوہ فاضل رکن اگر مجھے بھی شکایت کریں گے تو میں بھی اس معاملہ کی تحقیقات کروں گا ۔

چوہدری محمد سرور جوڑا : جناب والا ! کیا وزیر موصوف ڈسٹرکٹ چیئرمین ایجوکیشن کے خلاف تحقیقات کریں گے ؟

وزیر تعلیم : جی ہاں اگر فاضل رکن کوئی بھی شکایت پیش کریں گے تو اس کی تفتیش کی جائے گی اور اس کو اس کی سزا بھی دی جائے گی ۔

چوہدری محمد سرور جوڑا : جناب ڈسٹرکٹ ایجوکیشن افسر کے خلاف لاتعداد خبریں اخبارات میں چھپ چکی ہیں ۔ لیکن آج تک اس پر کوئی ایکشن نہیں ہوا ۔

وزیر تعلیم : انکوائری ہو رہی ہے اور فاضل رکن کو معلوم ہے اس میں ان کی شکایت بھی اس انکوائری میں شامل ہے ۔

چوہدری محمد سرور جوڑا : اس افسر کے خلاف جلد از جلد کارروائی کی جائے اور اس کو ٹرانسفر کیا جائے ۔

(اس مرحلہ پر حاجی محمد سیف اللہ خان صاحب کرسی صدارت پر متمکن ہوئے) ۔

انجینئرنگ یونیورسٹی لاہور کے ہوسٹل میں رہائش پذیر طلباء کی تعداد

*5007 ۔ **ملک شاہ محمد محسن** : کیا وزیر تعلیم از راہ کرم بیان فرمائیں گے کہ ۔

(الف) انجینئرنگ یونیورسٹی لاہور میں زیر تعلیم طلباء کے ہوسٹل میں کتنے طلباء کی رہائش کا انتظام ہے اور آج کل وہاں کتنے طلباء رہائش پذیر ہیں ۔

(ب) کیا یہ امر واقعہ ہے کہ حکومت مذکورہ یونیورسٹی میں مزید ہوسٹل تعمیر کروانے یا موجودہ ہوسٹل میں توسیع کرنے کا ارادہ رکھتی ہے ۔ اگر ایسا ہے تو کب تک ؟

پارلیمنٹری سیکرٹری تعلیم (بیگم ریحانہ سرور) : (الف) اس وقت یونیورسٹی میں 2700 طلباً زیر تعلیم ہیں ۔ جن میں سے 1630 طلباً ہوسٹل میں رہائش رکھتے ہیں ۔

(ب) مزید 252 طلباً کے لئے ہوسٹل زیر تعمیر ہے جو آئندہ تعلیمی سال کے شروع ہوتے ہی طلباً کو رہائش کے لئے دے دیا جائے گا ۔

سید تابش الوری : کیا وزیر موصوف بتا سکیں گے کہ یہ طلباً ایک ایک کمرے میں کتنی تعداد میں اس وقت رہائش پذیر ہیں ؟

وزیر تعلیم : کمرے مختلف نوعیت کے ہوتے ہیں اس میں کیوبیکل بھی ہیں مختلف قسم کے کمرے ہیں ۔ باتھ سیٹ بھی ہیں ہر ہوسٹل میں اس طرح سے جاتے ہیں کسی ایک میں بھی ایک جیسے کمرے نہیں ہوتے ۔ اگر آپ یہ سوال کریں کہ کیوبکل کتنے ہیں ڈبل سیٹ کتنے ہیں ۔ چار کمروں والے کتنے ہیں تو میں جواب دوں گا ۔

سید تابش الوری : کیا وزیر موصوف اس بات سے اتفاق کریں گے کہ ایک ایک کمرے میں پانچ سے لے کر بارہ تک لڑکے رہائش پذیر ہیں ۔

وزیر تعلیم : اس کے متعلق میں تحقیقات کر کے جواب دوں گا ۔

ملتان یونیورسٹی کی عمارت کی تعمیر

*5008 ۔ **ملک شاہ محمد محسن :** کیا وزیر تعلیم از راہ کرم نشان زدہ سوال نمبر 3811 جس کا جواب 21 جنوری 1974ء کو ایوان میں دیا گیا تھا کے حوالے سے بیان فرمائیں گے کہ ۔

(الف) مجوزہ ملتان یونیورسٹی کے لئے زمین کے حصول کے لئے جو دس لاکھ روپیہ مختص کیا گیا تھا وہ کب مختص کیا گیا تھا اور کیا اس رقم سے زمین خرید لی گئی ہے ۔ اگر ایسا ہے تو یہ زمین ملتان شہر سے کس طرف اور کتنے فاصلہ پر واقع ہے ۔

(ب) مذکورہ اراضی کتنے ایکڑ ہے اور اس پر یونیورسٹی کی عمارت کی تعمیر کب شروع ہوگی اور کب تک مکمل ہو جائیگی ؟

پارلیمنٹری سیکرٹری تعلیم (بیگم ریحانہ سرور) : (الف) مجوزہ ملتان یونیورسٹی کے لئے زمین کے حصول کے لئے دس لاکھ روپے کی رقم سال رواں کے ترقیاتی بجٹ میں مختص شدہ ہے ۔ مجوزہ اراضی یوسن روڈ ملتان پر شہری آبادی سے اڑھائی میل کے فاصلہ سے شروع ہو جاتی ہے ۔ یہ اراضی حصول اراضی ایکٹ کے تحت قیمتاً حاصل کی جا رہی ہے اور اب تک زیر دفعہ ۴ ایکٹ مذکور نوٹیفیکیشن جاری ہو چکی ہے ۔

(ب) متذکرہ اراضی بقدر 398 ۔ ایکڑ 5 کنال اور 12 مرلے ہے ۔ یونیورسٹی کی عمارات کی تعمیر کے سلسلہ میں ابتدائی مراحل زیر غور ہیں اور سردست عمارات کی تعمیر شروع کرنے اور مکمل کرنے کی نسبت حتمی طور پر کسی تاریخ کا تعین نہیں کیا جا سکتا ۔

ویسے ملتان یونیورسٹی کا ایکٹ بالکل تیار ہے ۔ اگر آج اسمبلی نہ شروع ہوتی تو نافذ ہو جاتا اب اسمبلی کے اجلاس کے بعد نافذ ہو گا اس کا مطلب یہ ہے کہ ملتان یونیورسٹی وجود میں اسی سال آ جائے گی ۔ وائس چانسلر اور دوسرے عہدیدار بھی اسی سال مقرر کر دیئے جائیں گے ۔

مسٹر چیئرمین : ایکٹ تیار نہیں ہوا بلکہ تیار ہوگا ۔

وزیر تعلیم : جی یہی میرا مطلب ہے ۔

قاضی محمد اسماعیل جاوید : کیا وزیر موصوف یہ بتائیں گے کہ گومل یونیورسٹی اور ملتان یونیورسٹی کا ایک ہی دن میں اعلان کیا تھا ۔ گومل یونیورسٹی میں وائس چانسلر مقرر کر دیا گیا ہے لیکن ملتان یونیورسٹی میں ابھی تقرر ہونا ہے اس تاخیر کی وجہ کیا ہے ؟

وزیر تعلیم : کوئی تاخیر نہیں ہوئی ۔ اس میں بہت سے مراحل تھے جو اپنے وقت پر ہو رہے ہیں میں نے پہلے عرض کی ہے اس کا بل تیار ہو گیا ہے جوں ہی وہ نافذ کیا جائے گا یونیورسٹی وجود میں آ جائے گی ۔

سید تابش الوری : کیا وزیر موصوف یہ فرمائیں گے کہ ملتان میں یونیورسٹی کے لئے حصول اراضی کے لئے جو کارروائی ہو رہی ہے وہ اس سے مطمئن ہیں اور یہ کارروائی کب تک مکمل ہونے کا امکان ہے ؟

وزیر تعلیم : یہ کارروائی بالکل مکمل ہونے کے نزدیک ہے حصول اراضی کی جو سکیم ہے اس میں کسی صاحب نے بیان دے دیا کہ ملتان میں یونیورسٹی کی کوئی ضرورت نہیں ہے اس سے اس علاقہ کے لوگوں میں کافی شکوک و شبہات پیدا ہو گئے ۔ ایسا اب کسی شخص کو شک کرنے کی ضرورت نہیں ۔ جناب ذوالفقار علی بھٹو صاحب نے وعدہ کیا تھا بالکل اس پر مکمل طور پر عمل کیا جائے گا ۔

کرنل محمد اسلم خان نیازی : کیا وزیر موصوف یہ فرمائیں گے کہ یہ کہا گیا ہے کہ حتمی فیصلہ نہیں ہوا تو اس میں میں یہ عرض کروں گا کہ آخر بجٹ جو ہے لیا بھی رواں ہے اور زمین بھی لے لی گئی ۔

وزیر تعلیم : جناب والا ! اس کا جواب یہ ہے کہ جب بل ایکٹ کی صورت میں نافذ ہو جائے گا ۔ اور آفیسرز مقرر ہوں گے تو اس کے بعد تمام کارروائی ہو گی ۔

سید تابش الوری : کیا اس یونیورسٹی کے لئے کوئی پراجیکٹ ڈائریکٹر مقرر کیا گیا ہے ۔

وزیر تعلیم : جی ہاں ۔ بالکل ۔ ایک سال سے زیادہ کا عرصہ ہو گیا ہے۔

مسٹر چیئرمین : سردار محمد عاشق - اگلا سوال -

سید تابش الوری : پوائنٹ آف آرڈر - جناب سپیکر ! میرا نکتہ اعتراض یہ ہے - کہ جناب بیگم ریحانہ سرور صاحبہ کو ان سوالات کے جوابات دینے کا اختیار حاصل نہیں ہے - چونکہ کسی قاعدے یا دستور کی دفعہ کے تحت پارلیمنٹری سیکرٹری مقرر نہیں کئے گئے ہیں - اور جب تک اس سلسلہ میں کوئی قانون منظور نہ کیا جاوے یا دستور میں پارلیمنٹری سیکرٹری کے عہدے کی تخلیق نہ کی جاوے - اور ان کی اہلیت کا معیار مقرر نہ کیا جاوے اسوقت تک یہ پارلیمنٹری سیکرٹری مقرر نہیں کی جا سکتی ہیں - اور اس اعتبار سے ان کو آج اس ایوان میں جوابات دینے کا حق حاصل نہیں ہے -

Mr. Chairman : Will there be the Law Minister to explain this point please ?

وزیر تعلیم : جناب والا ! میں اس کے متعلق عرض کروں گا - میرے خیال میں اس کی باقاعدہ نوٹیفیکیشن ہو چکی ہے اور گورنر صاحب نے ہمارے رولز آف بزنس میں یہ تبدیلی کر دی ہے کہ جہاں جہاں منسٹرز صاحبان جواب دے سکتے ہیں - اس کی جگہ پارلیمنٹری سیکرٹری صاحبان بھی جوابات دے سکتے ہیں - اور تمام فاضل اراکین کو اس کی ترمیم کی اطلاع پہنچ چکی ہو گی - اس لئے یہ بالکل قانون اور قاعدے کے مطابق ہے -

سید تابش الوری : جناب سپیکر ! میرا اعتراض یہ ہے کہ کوئی عہدہ کوئی منصب جب تخلیق کیا جاتا ہے - تو اس کے لئے باقاعدہ اختیارات قانون یا دستور کے تحت حاصل کئے جاتے ہیں - چونکہ پارلیمنٹری سیکرٹری کے عہدے کی تخلیق کے لئے قانون یا دستور میں کوئی پروژن نہیں ہے - ان کی تقرری محض نوٹیفیکیشن کے ذریعے نہیں کی جا سکتی - اس کے لئے دستور یا قانون میں واضح پروژن کا ہونا ضروری ہے - اور جب تک یہ نہ ہو پارلیمنٹری سیکرٹری اپنے فرائض ادا کرنے کے اہل نہیں ہیں -

(اس مرحلہ پر مسٹر سپیکر کرسی صدارت پر متمکن ہوئے)

مسٹر سپیکر : کیا پارلیمنٹری سیکرٹری کے متعلق آئین میں کہیں کوئی پروژن ہے ؟

سید تابش الوری : جی نہیں ! کوئی نہیں ہے ۔

Mr. Speaker : If the answer would be 'no' then I would rule it out and if the answer is 'yes' then he will have to tell me which is the provision. I would not like the Members to raise a point of order without going through the Constitution.

Haji Muhammad Saifullah Khan : Yes Sir. There is a reference in the Constitution and there is an Article referring to the offices of profit.

حاجی محمد سیف اللہ خان : یہ آرٹیکل 260 (بی) ہے ۔

Mr. Speaker : In the definition of Service of Pakistan.

> "service of Pakistan" means any service, post or office in connection with the affairs of the Federation or of a Province, and includes an All Pakistan Service, service in the Armed Forces and any other service declared to be a service of Pakistan by or under Act of Parliament or of a Provincial Assembly, but does not include service as Speaker, Deputy Speaker, Chairman, Deputy Chairman, Prime Minister, Federal Minister, Minister of State, Chief Minister, Provincial Minister or member of a House or a Provincial Assembly".

Now, before we proceed further, the point is where from does a Minister derive his authority to answer a question in this House. I am asking Haji Mohammad Saifullah Khan or Syed Tabish Alwari.

حاجی محمد سیف اللہ خان : جناب والا ! یہ رولز آف پروسیجر میں لکھا ہوا

ہے - اور وہ اس وقت لکھا ہے - جب کہ پہلے سے یہ آفیسر اس ہاؤس میں موجود ہیں - اور وہ آفس کس رولز کے تحت create نہیں ہوئے - بلکہ منسٹر کا آفس آئین نے create کیا ہے -

Mr. Speaker : I have not asked you that. Now we come to this conclusion that a Minister is entitled to answer the questions in this House because of the Rules of Business or the Rules of Procedure of this House. If the Rules of Procedure had provided that any Member may answer any question asked by any Member, there would have been no question.

Haji Muhammad Saifullah Khan : There would have been no question.

Mr. Speaker : Similarly, any Member who also happens to be a Parliamentary Secretary, and if that has been authorised by the Rules to answer a question, there should have been no objection to it.

Haji Muhammad Saifullah Khan : Sir, the question is that the Parliamentary Secretary's appointment is a creation of new office in this House, and so far as the creation of an office in the House is concerned, no other office except those mentioned in the Consitution can be created in this House.

جناب والا ! یہ پارلیمنٹری سیکریٹری کے آفس کی creation ہے -

میاں منظور احمد موہل : اس میں ترمیم ہو چکی ہے -

Mr. Speaker : You did not hear. I have read the Article.

خان امیر عبداللہ خان روکڑی : جناب والا ! یہ بڑی الٹی بات ہے - پوائنٹ آف آرڈر ہوتا ہے - اور اس میں ممبر صاحبان رولنگ دینا شروع کر دیتے ہیں - یہ حضور والا کا کام ہے - ممبر صاحبان کا کام نہیں ہے -

Mr. Speaker : If I seek assistance, then it is all right.

Begum Rehana Sarwar : Point of order Sir. I would like to draw your attention to Article 4 (2) (c) of the Constitution of the Islamic Republic of Pakistan:—

> (c) no person shall be compelled to do that which the law does not require him to do.

جناب کیا حاجی صاحب یہ بتائیں گے کہ یہ قانون میں کہاں لکھا ہے کہ پارلیمنٹری سیکرٹری مقرر نہیں کئے جاویں گے -

حاجی محمد سیف اللہ خان : میں تو ان کی بات کر رہا ہوں کہ واقعی ان کو وہ کام کرنے کے لئے مجبور نہیں کیا جا سکتا ہے جو کہ آئین میں موجود نہیں ہے -

Mr. Speaker : Please. I have asked him a question. Now we agree on certain points. The first point is that a Minister is entitled to answer questions in this House because of the Rules of Procedure. If the Rules of Procedure had provided that a particular Member (I have earlier said any member) will be entitled to answer a question, will that rule be a relevant rule.

Haji Muhammad Saifullah Khan : Yes.

Mr. Speaker : Now a particular person who has been designated as a Parliamentary Secretary by the Governor of Punjab,

Haji Muhammad Saifullah Khan : Under what law ?

Mr. Speaker : That is immateril. No Constitution or constitutional provision is required to create an office except the offices given in the Constitution. Any person designated as Parliamentary Secretary by the Governor of the Punjab, who also happens to be a Member of this House, has been authorised by the Rules of Procedure to answer the questions. Where is the conflict ? The question may arise if a Parliamentary Secretary is paid a particular salary or if he gets any remuneration. Then the question may arise as to where the

provision for that is. But so far as such a person is concerned, I don't think if there is any conflict or any objection. Yes Begum Sahiba.

سید تابش الوری : جناب سپیکر ! آپ نے جن وضاحتوں کی طرف اشارہ کیا ہے ان میں بنیادی بات یہ ہے کہ جن اصولوں پر آپ نے ابھی تک اتفاق کیا ہے ان کے پیش نظر اس بات کی ضرورت تھی کہ پارلیمنٹری سیکرٹری کا عہدہ create کرنے کی بجائے یہ کہا جا سکتا تھا کہ فلاں فلاں ممبر کو یہ اختیار حاصل ہوگا کہ وہ یہ جواب دے سکیں ۔ تو ہمیں اس سلسلے میں کوئی اعتراض نہیں تھا لیکن پارلیمنٹری سیکرٹری کو اس بات کا اختیار بحیثیت عہدہ دیا گیا ہے ۔

مسٹر سپیکر : انہوں نے یہ کہا ہے کہ جس اسمبلی کے ممبر کو پارلیمنٹری سیکرٹری کا نام دیا جائے گا He/she will be entitled to answer a question.

سید تابش الوری : جناب یہ لفظ نہیں ہے ۔ اس میں پارلیمنٹری سیکرٹری کو یہ اختیار دیا گیا ہے کہ وہ بل پیش کر سکیں اور وزیر کی طرف سے جواب دے سکیں گے ۔

Mr. Speaker : If a person is appointed as a Parliamentary Secretary and he is not a member of this House, I won't permit him to enter the premises. Yes, please Begum Rehana Sarwar.

سید تابش الوری : جناب والا ! جس صورت حال کی طرف آپ نے اشارہ کیا ہے اگر کسی بھی پارلیمنٹری سیکرٹری کو مقرر کر دیا جائے ۔ ۔ ۔

Mr. Speaker : I hope that nobody is going to do it. I am confident.

سید تابش الوری : جناب والا ! جو اس ایوان کا ممبر بھی نہ ہو تو اس پر آپ کو اتفاق ہے ۔ جب تک اس میں یہ ترمیم نہ کی جائے کہ فلاں فلاں شخص by person استحقاق حاصل کرے گا اس وقت تک پارلیمنٹری سیکرٹری کا عہدہ غیر دستوری غیر آئینی ہے اس لئے انہیں جواب دینے سے روک دیا جائے ۔

Mr. Speaker : I don't agree.

حاجی محمد سیف اللہ خان : جناب والا ! میں جناب کی توجہ کے لئے مختصر عرض کروں گا کہ قانون کا یہ ایک مسلمہ اصول ہے کہ جب بھی کوئی پرویژن silent ہو تو پھر precedents کی طرف توجہ کی جاتی ہے یا پھر رولنگ دیکھی جاتی ہے ۔ اس کے بارے میں چونکہ ہمارے اس آئین میں Officeof Profit اس پارلیمنٹری سیکرٹری کا mention کیا گیا ہے ۔ جہاں تک اس کی creation کا تعلق ہے اس کا آئین میں کہیں بھی ذکر نہیں ہے ۔ کوئی قانون اس کی creation کے لئے نہیں بنایا گیا ۔ کوئی بل اس کے لئے پاس نہیں کیا گیا ۔ اب یہ سوال پیدا ہوتا ہے کہ کیا اس ملک میں ضروری ہے اگر کسی آئین میں بھی جو اس ملک میں نافذ رہا ہو اس کا حوالہ نہ ہوتا ۔ ہم اس کو implied کر لیتے کہ پہلے بھی یہ پریکٹس رہی ہے اس طرح ہو سکتا ہے ۔ ہمارے پاس 1962ء کا آئین موجود ہے ۔ ہمارے پاس 1956ء کا آئین موجود ہے ۔

مسٹر سپیکر : حاجی صاحب میں نے پہلے بھی عرض کر دیا ہے ۔

That requirement is with a different object and I have indicated that requirement. That requirement is for a particular purpose. No Government money or revenue can be spent.

Haji Muhammad Saifullah Khan : But Sir, no office excepting offices mentioned in the Constitution can be created in the House. It may authorise a member to do ..

Mr. Speaker : They call it a member or a Parliamentary Secretary. The office will be created when they have their remuneration, when they have their salaries and when they have other amenities.

Haji Muhammad Saifullah Khan : Under what authority they are calling a member as Parliamentary Secretary.

بیگم ریحانہ سرور : رولز میں definition پڑھیں ۔

Mr. Speaker : There is the Leader of the House and

there is the Leader of the Opposition. Yes Begum Rehana Sarwar.

گورنمنٹ ڈگری کالج منڈی بہاؤ الدین کے لئے ہوسٹل کی تعمیر

*5049 **سردار محمد عاشق** : کیا وزیر تعلیم از راہ کرم بیان فرمائیں گے کہ ۔

(الف) صوبہ پنجاب میں 31 دسمبر 1973ء کو ایسے گورنمنٹ ڈگری کالجوں کی تعداد کیا تھی جن میں طلباء کی رہائش کے لئے ہوسٹل کا انتظام نہیں ہے ؟

(ب) کیا گورنمنٹ ڈگری کالج منڈی بہاؤالدین ضلع گجرات کے ساتھ طلباء کی رہائش کے لئے ہوسٹل موجود ہے ۔ اگر جواب نفی میں ہے تو اس میں ہوسٹل کب تک تعمیر ہونے کی توقع ہے ؟

پارلیمنٹری سیکرٹری تعلیم (بیگم ریحانہ سرور) : (الف) صوبہ پنجاب میں 31 دسمبر 1973ء کو (4) چار ڈگری کالجوں میں ہوسٹل کا انتظام موجود نہیں تھا ۔

(ب) گورنمنٹ ڈگری کالج منڈی بہاؤالدین میں طلباء کے لئے ہوسٹل کی کوئی عمارت نہیں ہے ۔ 17 کنال زمین کالج کے ہوسٹل کے لئے لوکل گورنمنٹ نے خود خریدی ہے ۔ نئی ترقیاتی سکیم میں اس منصوبہ کو شامل کرا کر ہوسٹل تعمیر کرانے کی کوشش کی جائے گی ۔

Mr. Speaker : The question hour is over.

وزیر تعلیم : جناب والا ! میں بقیہ سوالات کے جوابات ایوان کی میز پر رکھتا ہوں ۔

نشان زدہ سوالات کے جوابات جو ایوان کی میز پر رکھے گئے

میٹرک اور ایف ۔ اے کے نتائج میں تاخیر

*5152 سردار امجد حمید خان دستی : (الف) کیا وزیر تعلیم از راہ کرم بیان فرمائیں گے کہ کیا یہ امر واقعہ ہے کہ میٹرک اور ایف ۔ اے کے امتحانات کے نتائج کا اعلان خاصی تاخیر سے ہوتا ہے ۔ اگر جواب اثبات میں ہے تو تاخیر ختم کرکے جلد از جلد نتائج کا اعلان کرنے کے لئے حکومت کیا اقدام کرنے کا ارادہ رکھتی ہے ؟

وزیر تعلیم (ڈاکٹر عبدالخالق) : جی نہیں جناب ! میٹرک اور ایف ۔ اے کے امتحانات کے نتائج کا اعلان پروگرام کے مطابق یعنی امتحانات کے اختتام سے تقریباً تین ماہ کے اندر اندر کر دیا جاتا ہے ۔

صوبہ کے سکولوں میں اساتذہ کی خالی آسامیاں

* 5170 سردار امجد حمید خان دستی : کیا وزیر تعلیم از راہ کرم بیان فرمائیں گے کہ آج کل صوبہ میں طلباء کے پرائمری ، مڈل اور ہائی سکولوں میں اساتذہ کی کتنی آسامیاں خالی ہیں اور ان کو پر کرنے کے لئے کیا قدم اٹھایا جا رہا ہے ؟

وزیر تعلیم (ڈاکٹر عبدالخالق) : صوبہ کے طلباء کے پرائمری ، مڈل اور ہائی سکولوں میں اساتذہ کی کل 1658 آسامیاں خالی ہیں ۔

محکمہ سروسز اینڈ جنرل ایڈمنسٹریشن کی جانب سے عام بھرتی پر پابندی کی وجہ سے یہ آسامیاں پر نہیں کی جا سکیں ۔ تاہم اب تمام ڈائریکٹر صاحبان کو ہدایت کر دی گئی ہے کہ وہ تعطیلات ختم ہو جانے پر ایسی آسامیوں کو پر کرنے کے لئے محکمہ سروسز اینڈ جنرل ایڈمنسٹریشن سے خصوصی اجازت نامہ حاصل کریں اور آسامیاں جلد از جلد پر کریں ۔

سرگودھا بورڈ کے میٹرک پاس مستحق طلباء کو وظائف کی عطائیگی

*5211 ۔ **چوھدری لال خان** : کیا وزیر تعلیم از راہ کرم بیان فرمائیں گے کہ کیا یہ درست ہے کہ سرگودھا بورڈ 1972ء کے میٹرک پاس مستحق طلباء کو ابھی تک کوئی وظائف نہیں دئے گئے ۔ اگر ایسا ہے تو اس کی وجوہ کیا ہیں ؟

وزیر تعلیم (ڈاکٹر عبدالخالق) : (الف) جی نہیں ۔ تقریباً سبھی مستحق طلباء کو وظائف دئے جا چکے ہیں ۔

(ب) چند طلباء نے ابھی تک وظائف کے فارم پر کرکے نہیں بھیجے جس کی وجہ سے چند وظائف ابھی تک خالی ہیں ۔

بی ایڈ اساتذہ کی تعیناتی

*5272 ۔ **مسٹر جاوید حکیم قریشی** : کیا وزیر تعلیم از راہ کرم بیان فرمائیں گے کہ ۔

(الف) کیا یہ حقیقت ہے کہ حکومت پنجاب نے اپنی چھٹی نمبر 2/1-S.A-72/74269 مورخہ 24-8-1972 کے ذریعے تقریباً ڈیڑھ صد بی ایڈ ٹیچرز کی تعیناتی کی تھی اور بعد میں چھٹی نمبر 2/1-S.A.-72/30322 مورخہ 8-3-1973 کے ذریعے منسوخ کر دی تھی ۔

(ب) کیا یہ بھی حقیقت ہے کہ ان میں چند ایسے اساتذہ کی تقرری ہوئی تھی جو پہلے پرائیویٹ سکولوں میں تعینات تھے اور انہوں نے سکول قومیائے جانے سے پہلے ان سکولوں سے صرف اس بناء پر استعفیٰ دیا تھا کہ ان کی تقرری مذکورہ چھٹی کے ذریعہ گورنمنٹ سکولوں میں ہو گئی ہے ۔

(ج) کیا یہ بھی حقیقت ہے کہ ان میں سے کچھ اساتذہ نے محکمہ کو اپیلیں کیں کہ چونکہ اب سکول قومیائے جا چکے ہیں

لہذا ان کو انہی جگہوں پر جو کہ ابھی تک خالی پڑی ہیں تعینات کیا جائے اور اس ضمن میں متعلقہ تعلیمی زونز نے ان کی سفارشات بھی کی تھیں -

(د) اگر جزو (الف) تا (ج) کا جواب اثبات میں ہے تو کیا حکومت ان اساتذہ کو اپنی جگہوں پر جو اب تک خالی پڑی ہیں تعینات کرنے کا ارادہ رکھتی ہے اگر ایسا ہے تو کب اور اگر نہیں تو اس کی وجوہات کیا ہیں ؟

وزیر تعلیم (ڈاکٹر عبدالخالق) : (الف) جی ہاں یہ درست ہے -

(ب) ریکارڈ میں اس امر کا کوئی واضح ثبوت نہیں ہے کہ ان اساتذہ میں سے کچھ لوگ پرائیویٹ سکولوں میں تعینات تھے اور انہوں نے اس بناء پر استعفاء دے دیا تھا کہ ان کو سرکاری ملازمت مل گئی ہے -

(ج) جی نہیں ! ایسی کوئی اپیل محکمہ کو نہیں کی گئی -

(د) جزو "ب" اور "ج" کی روشنی میں اس جزو کے جواب کی ضرورت نہیں -

---

اسناد کی تقسیم میں تاخیر

*5289 - سردار محمد عاشق : کیا وزیر تعلیم از راہ کرم بیان فرمائیں گے کہ -

(الف) کیا یہ درست ہے کہ گورنمنٹ زنانہ ووکیشنل ٹریننگ سکول لاہور سے 1964-1963ء میں فارغ التحصیل ہونے والی طالبات کو ابھی تک اسناد نہیں دی گئیں -

(ب) اگر جزو (الف) کا جواب اثبات میں ہے تو اس کی وجوہات کیا ہیں اور جن طالبات کو عرصہ مذکورہ میں اسناد نہیں دی گئیں ان کو حکومت کب تک اسناد دینے کا ارادہ رکھتی ہے ؟

وزیر تعلیم (ڈاکٹر عبدالخالق) : (الف) گورنمنٹ زنانہ ووکیشنل ٹریننگ سکول برائے خواتین لاہور سے 1963ء۔ 1964ء میں فارغ التحصیل ہونے والی کچھ طالبات کو اسناد دی گئی ہیں ۔ باقی اسناد سکول کے دفتر میں موجود ہیں ۔ طالبات کسی وقت بھی ذاتی طور پر یا بذریعہ خط وکتابت اسناد حاصل کر سکتی ہیں ۔

(ب) جزو (الف) کے جواب کی روشنی میں یہ سوال خارج از بحث ہے ۔

تحصیل میلسی میں پرائمری سکول کا اجراء

*5390 ۔ قاضی محمد اسماعیل جاوید : کیا وزیر تعلیم از راہ کرم بیان فرمائیں گے کہ ۔

(الف) 1972۔73ء اور 1973۔74ء کے دوران تحصیل میلسی ضلع ملتان میں کتنے نئے پرائمری سکولوں کی منظوری دی گئی ۔

(ب) 1972۔73 اور 1973۔74 میں مذکورہ تحصیل میں کتنے سکولوں کو پرائمری سے مڈل اور مڈل سے ہائی سکولوں کا درجہ دیا گیا؟

وزیر تعلیم (ڈاکٹر عبدالخالق) : (الف) 1972۔73ء کے دوران تحصیل میلسی میں 22 نئے پرائمری سکولوں کی منظوری دی گئی ۔ جبکہ 1973۔74ء کے دوران کسی نئے پرائمری سکول کی منظوری نہیں دی گئی ۔

(ب) 1972۔73ء کے دوران تحصیل مذکورہ میں 3 پرائمری سکولوں کو مڈل کا درجہ دیا گیا ۔ اور کسی مڈل سکول کو ہائی سکول کا درجہ نہیں دیا گیا ۔ جبکہ 1973۔74ء کے دوران 3 پرائمری سکولوں کو مڈل کا درجہ دیا گیا اور 2 مڈل سکولوں کو ہائی کا درجہ دیا گیا ہے ۔

میلسی شہر میں سکول کے ہوسٹل کی تعمیر

*5392 ۔ قاضی محمد اسماعیل جاوید : کیا وزیر تعلیم از راہ کرم بیان فرمائیں گے کہ ۔

(الف) میلسی شہر میں موجود ہائی سکول میں طلباء اور اساتذہ کی کل تعداد کیا ہے نیز کمروں اور فرنیچر کی تعداد کس قدر ہے ۔

(ب) قومی تحویل میں آنے کے بعد سے اب تک مذکورہ سکول پر کتنی رقم صرف کی گئی ۔

(ج) کیا حکومت مذکورہ سکول کے لئے ہوسٹل تعمیر کرنے کا ارادہ رکھتی ہے ؟

وزیر تعلیم (ڈاکٹر عبدالخالق) : (الف) اساتذہ، طلباء اور کمروں کی تعداد حسب ذیل ہے ۔

ایچ ایم	ایس ای ٹی	جے ای ٹی	او ٹی	ایس وی	پی ٹی آئی	ڈی ایم
1	4	3	2	7	1	1

میزان اساتذہ 19

کلاس روم 13

دیگر 3 } 16 کمرے

طلباء کی تعداد 990

فرنیچر : 320 کرسیاں 162 ڈیسک 200 ٹاٹ

(ب) (i) 1-6-71ء سے 31-3-74ء تک صرف تنخواہ عملہ سکول 2,18,280 روپے

(ii) خرچہ فرنیچر (equipment) کچھ نہیں

(ج) اس سکول میں ہوسٹل تعمیر کرنے کی ضرورت پر غور کیا جا رہا ہے ۔

تحصیل پھالیہ میں درجہ بڑھائے گئے سکولوں کی تعداد

*5537 ۔ چوہدری منظور احمد : کیا وزیر تعلیم از راہ کرم بیان فرمائیں گے کہ ۔

(الف) امسال تحصیل پھالیہ ضلع گجرات میں کتنے سکولوں کو پرائمری سے مڈل اور مڈل سے ہائی کا درجہ دیا جا رہا ہے ۔

(ب) کیا یہ امر واقعہ ہے کہ سوھاوہ بولانی مڈل سکول کو بھی ہائی کا درجہ دیا جا رہا ہے ۔ اگر نہیں تو اس کی وجوہ کیا ہیں ؟

وزیر تعلیم (ڈاکٹر عبدالخالق) : (الف) ۔ تعداد مدارس تحصیل پھالیہ کا درجہ 74۔73 میں بڑھایا گیا ۔

	مردانہ	زنانہ	میزان
پرائمری سے مڈل =	2	1	3
مڈل سے ہائی =	3	1	4

(ب) 1974۔75 کے ترقیاتی پروگرام میں ضلع گجرات کے صرف 2 سکولوں کو ہائی کا درجہ دیا جا رہا ہے ۔ اور سوھاوہ بولانی استحقاق کی بنا پر ان دو سکولوں میں شامل نہیں ہے ۔

شاہ پور صدر میں انٹرمیڈیٹ کالج کا قیام

*5564 ۔ ملک محمد اعظم : کیا وزیر تعلیم از راہ کرم بیان فرمائیں گے کہ ۔

(الف) کیا یہ امر واقعہ ہے کہ شاہ پور صدر ضلع سرگودھا میں پہلے ایک ڈگری کالج تھا جو بعد میں سرگودھا منتقل کر دیا گیا مگر اس کی عمارت اب بھی درست حالت میں موجود ہے ۔

(ب) کیا یہ بھی امر واقعہ ہے کہ تحصیل شاہ پور ضلع سرگودھا میں انٹرمیڈیٹ کالج بھی نہیں ہے ۔

(ج) اگر جزو (ب) کا جواب اثبات میں ہے تو کیا حکومت شاہ پور

صدر کی موجودہ عمارت میں انٹرمیڈیٹ کالج کھولنے کا ارادہ رکھتی ہے؟

وزیر تعلیم (ڈاکٹر عبدالخالق) : (الف) جی ہاں - یہ درست ہے کہ شاہ پور صدر میں کالج موجود تھا جو ستمبر 1946ء میں سرگودھا منتقل کر دیا گیا تھا - اس کی عمارت میں اب گورنمنٹ ہائی سکول و گورنمنٹ نارمل سکول کام کر رہے ہیں -

(ب) جی ہاں - یہ درست ہے کہ تحصیل شاہ پور میں کوئی انٹرمیڈیٹ کالج نہیں ہے -

(ج) شاہ پور صدر میں انٹرمیڈیٹ کالج کھولنے کی کوئی تجویز فی الحال حکومت کے زیر غور نہیں ہے -

---

تحصیل منچن آباد کے ہائی سکول میں سٹاف کی تقرری

*5576 - راؤ سراتب علی خان : کیا وزیر تعلیم از راہ کرم بیان فرمائیں گے کہ

(الف) کیا یہ امر واقعہ ہے عرصہ گزرا تحصیل منچن آباد ضلع بہاولنگر میں طالبات کے لئے ایک ہائی سکول کی عمارت تعمیر ہوئی تھی لیکن محکمہ تعلیم نے اس میں نہ تو کوئی سٹاف مقرر کیا اور نہ ہی کوئی تعلیمی سامان فراہم کیا -

(ب) کیا یہ بھی امر واقعہ ہے کہ مذکورہ سکول کی عمارت خالی رہنے کی بناء پر برباد ہو رہی ہے -

(ج) اگر جزو (الف) و (ب) کا جواب اثبات میں ہے تو حکومت متذکرہ ہائی سکول کے لئے کب تک سٹاف کا تقرر اور تعلیمی سامان فراہم کرنے کا ارادہ رکھتی ہے؟

وزیر تعلیم (ڈاکٹر عبدالخالق) : (الف) تحصیل منچن آباد ضلع بہاولنگر میں گرلز ہائی سکول کی عمارت تعمیر شدہ ہے - سکول مذکور میں تمام منظور شدہ سٹاف تعینات ہے - تمام تعلیمی سامان فراہم

کیا ہوا ہے اور کبھی بھی کسی قسم کے تعلیمی سامان کی کمی کا اظہار نہیں کیا گیا ۔

(ب) جی نہیں ۔ بلکہ مذکورہ سکول عمارت متذکرہ بالا میں ہی چل رہا ہے ۔

(ج) جوابات جزو ہائے (الف) اور (ب) کی روشنی میں (ج) جزو کے سوال کا کوئی جواز نہیں ۔

گورنمنٹ اسلامیہ ہائی سکول بھاٹی گیٹ لاہور میں سٹاف کی فراہمی

*5577 ۔ **راؤ مراتب علی خان** : کیا وزیر تعلیم از راہ کرم بیان فرمائیں گے کہ

(الف) کیا یہ امر واقعہ ہے کہ گورنمنٹ اسلامیہ ہائی سکول بھاٹی گیٹ لاہور سال 1911ء میں قائم ہوا تھا اور یہ لاہور شہر کا قدیم ترین اور قابل قدر تعلیمی ادارہ ہے ۔

(ب) کیا یہ بھی امر واقعہ ہے کہ قومی تحویل میں آنے سے پہلے متذکرہ تعلیمی ادارہ میں اساتذہ کی تعداد 38 تھی مگر اب اس تعداد میں 10 اساتذہ کی کمی کر دی گئی حالانکہ اس وقت سکول میں 1600 طلباء زیر تعلیم ہیں ۔

(ج) اگر جزو ہائے بالا کا جواب اثبات میں ہے تو ادارہ مذکور میں 10 اساتذہ کی کمی کرنے کی کیا وجوہات ہیں اور کیا حکومت ایسے مثالی ادارے کو اس کی شہرت برقرار رکھنے کے لئے طلباء کی تعداد کے مطابق سٹاف مہیا کرنے کا ارادہ رکھتی ہے اور اگر نہیں تو کیوں ؟

وزیر تعلیم (ڈاکٹر عبدالخالق) : (الف) جی ہاں یہ درست ہے کہ اسلامیہ ہائی سکول بھاٹی گیٹ لاہور 1911ء میں قائم ہوا تھا اور یہ لاہور کے قدیم ترین اداروں میں سے ایک ہے ۔

(ب) قومی تحویل میں آنے سے پیشتر اس سکول میں اساتذہ کی تعداد 34 تھی اور اب ان کی تعداد 32 ہے ۔

(ج) طلباء کی تعداد کے لحاظ سے اساتذہ کی جو کمی ہے اس کا کیس بنا کر محکمہ مالیات کو بھیجا ہوا ہے اور توقع ہے کہ نئے مالی سال سے یہ آسامیاں منظور ہو جائیں گی اور موسم گرما کی تعطیلات کے بعد تقرریاں کر دی جائیں گی ۔

گورنمنٹ گرلز انٹرمیڈیٹ کالج منڈی بہاؤ الدین کے لئے عمارت کی تعمیر

*5586 ۔ **چوہدری منظور احمد** : کیا وزیر تعلیم از راہ کرم بیان فرمائیں گے کہ

(الف) کیا یہ امر واقعہ ہے کہ گورنمنٹ گرلز انٹرمیڈیٹ کالج منڈی بہاؤالدین میں کلاسوں کا اجراء تو ہو چکا ہے مگر ابھی تک کالج کے پاس اپنی کوئی عمارت نہیں ہے ۔

(ب) کیا حکومت مذکورہ کالج کی عمارت تعمیر کرنے کا کوئی ارادہ رکھتی ہے ۔ اگر ایسا ہے تو کب تک اور کیا اس میں ہوسٹل بھی تعمیر کیا جائے گا ؟

وزیر تعلیم (ڈاکٹر عبدالخالق) : جی ہاں متذکرہ کالج میں کلاسوں کا اجراء ہو چکا ہے اور یہ بھی حقیقت ہے کہ اس کالج کے پاس اپنی کوئی عمارت نہیں ہے ۔ البتہ اس کالج کے لئے عمارت تعمیر کرنے کا پروگرام زیر غور ہے ۔ مناسب قطعہ اراضی حاصل کرنے کی کوشش کی جا رہی ہے ۔ آئندہ مالی سال کے ترقیاتی پروگرام میں مناسب رقم مختص ہونے کی صورت میں استحقاق کی بنیاد پر نئی عمارت بشمول ہوسٹل تعمیر کرنے کی کوشش کی جائے گی ۔

تحصیل خوشاب اور شاہپور میں سکولوں کی کمی

*5623 ۔ **ملک اللہ اعظم** : کیا وزیر تعلیم از راہ کرم بیان فرمائیں گے

کہ کیا یہ امر واقعہ ہے کہ تحصیل خوشاب اور تحصیل شاہ پور ضلع سرگودھا میں طلباء و طالبات کے پرائمری ۔ مڈل اور ہائی سکول ضرورت سے بہت کم ہیں ۔ اگر ایسا ہے تو حکومت مذکورہ کمی کو دور کرنے کے لئے کیا اقدام کر رہی ہے ۔

وزیر تعلیم (ڈاکٹر عبدالخالق) : یہ درست ہے کہ سکولوں کی تعداد ضرورت سے کم ہے ۔ مگر حکومت بتدریج اس کمی کو ہر علاقہ میں دور کرنے کی کوشش کر رہی ہے ۔ اس سال 74 ۔ 1973ء کو محکمہ تعلیم نے دونوں تحصیلوں میں چھ پرائمری مدارس کو مڈل کا اور تین مڈل مدارس کو ہائی کا درجہ دیا ہے ۔ ان میں سے دو مڈل اور ایک ہائی سکول طالبات کے لئے ہیں گذشتہ سال (73 ۔ 1972ء) سیلاب اور بارشوں کی وجہ سے نئے پرائمری سکول کے اجراء کی سکیم حکومت نے واپس لے لی تھی ۔ اگلے سال (75 ۔ 1974ء) نئے پرائمری سکول کھولنے کی سکیم زیر غور ہے ۔

غیر نشان زدہ سوالات اور ان کے جوابات

صوبہ میں کالجوں کی تعداد

85 ۔ محترمہ حسینہ بیگم : کیا وزیر تعلیم از راہ کرم بیان فرمائیں گے کہ

(الف) صوبہ پنجاب میں انٹر ۔ ڈگری اور تو سیائے گئے طلباء و طالبات کے کالجوں کی علیحدہ علیحدہ درجہ وار تعداد کیا ہے ۔

(ب) مذکورہ کالجوں میں یونین فنڈ میڈیکل فنڈ اور ریڈ کراس فنڈ کی علیحدہ علیحدہ کتنی رقم جمع ہے ؟

وزیر تعلیم (ڈاکٹر عبدالخالق) : (الف) صوبہ پنجاب میں کالجوں کی

درجہ وار تعداد حسب ذیل ہے :

	گورنمنٹ	ایشنلائزڈ	پرائیویٹ	میزان
1 ۔ الٹرمیڈیٹ (مرد انہ)	10	24	5	44
(زنانہ)	11	7	3	21
2 ۔ ڈگری (مرد انہ)	36	25	9	70
(زنانہ)	17	7	—	24
3 ۔ پروفیشنل (مرد انہ)	4	3	1	8
(زنانہ)	3	—	—	3
میزان	86	66	18	170

(ب) مطلوبہ کوائف صوبہ پنجاب کے تمام کالجوں سے اکٹھا کرنا پڑیں گے ۔ جس کے لئے کچھ وقت درکار ہوگا ۔ تمام کالجوں کو کوائف مہیا کرنے کے لئے ہدایات جاری کر دی گئی ہیں ۔ جونہی کوائف اکٹھے ہوں گے ۔ انہیں ایوان کی خدمت میں پیش کر دیا جائے گا ۔

راولپنڈی میں پرائمری ۔ مڈل اور ہائی سکولوں کی تعداد

99 ۔ شیخ محمد انور : کیا وزیر تعلیم از راہ کرم بیان فرمائیں گے کہ

(الف) راولپنڈی تحصیل میں پرائمری ۔ مڈل اور ہائی سکولوں کی کل تعداد کیا ہے اور یہ سکول کہاں کہاں اور کس جگہ واقع ہیں ۔

(ب) 74 ۔ 1973ء میں مذکورہ سکولوں میں سے کتنے سکولوں کو پرائمری سے مڈل اور مڈل سے ہائی کا درجہ دیا گیا سکولوں کے نام بتائے جائیں ؟

وزیر تعلیم (ڈاکٹر عبدالخالق) : (الف) راولپنڈی تحصیل میں لڑکوں کے پرائمری ۔ مڈل اور ہائی سکولوں کی تعداد درج ذیل ہے ۔ لسٹ منسلک ہے :

پرائمری	مڈل	ہائی
294	50	15

(ب) سال 74 ۔ 1973ء میں مذکورہ بالا سکولوں میں سے تین پرائمری سے مڈل ۔ ایک مڈل سے ہائی کیا گیا ہے ۔ جن کے نام یہ ہیں :

پرائمری سے مڈل	مڈل سے ہائی
1 ۔ پھلر توپ	ہندہ
2 ۔ کہوٹہ	
3 ۔ خورم گوجر	

List of Boys Primary Schools Rawalpindi

1. Dholiala.
2. Paihont.
3. Dalla.
4. Khasala Kalan.
5. Dangal.
6. Sarya Kharboza
7. Thatha Khalil.
8. Jalala
9. Bhabra.
10. Kolian.
11. Gohdo.
12. Bohoti Pind.
13. Bajar.
14. Taxila.
15. Mohra Muradhu.
16. Bher Dargohi.
17. Mohra Shah Wali.
18. Naughazi.
19. Pind Nasrana.
20. Pelco.
21. Thalien.
22. Morgha.
23. Mohra Kalu.
24. Basali.
25. Mojahid Gangal.
26. Jhanda Chichi.
27. Harwan (Jarhi).
28. Bangial Sianwan.
29. Mal Jangal.
30. Plal.

31. Kuri Mili aran.
32. Rajo.
33. Golra Gujran.
34. Bangrial.
35. Chah Iban.
36. Sihala.
37. Shihala Mirzian.
38. Channi Alam Sher.
39. Bashandot.
40. Saaib.
41. Kalrian.
42. Chanam.
43. Gangothi.
44. Mohra Bakhtian.
45. Chaper.
46. Notheh.
47. Darwala.
48. Mohra.
49. Bhianth.
50. Gorkh Pur.
51. Paswal.
52. Dhok Milyaran.
53. Wah City.
54. Brahamia.
55. Gatia.
56. Sakho.
57. Bodho.
58. Labb.
59. Mal Pur.
60. Karamwal.
61. Dhok Sadiu.
62. Tarnol.
63. Dhora.
64. Mohri Khatran.
65. Chhello.
66. Rangha Pind
67. Westridge.
68. Kalial.
69. Kalri.
70. Murree Brurey.
71. Dhok Chirgh Din.
72. Naraka.
73. Mari Danishmandan.
74. Goghra.
75. Banda.
76. Thakti.
77. Gharilia.
78. Chak Khas.
79. Jawa.
80. Chak.
81. Humak.
82. Ahra Burji.
83. Kuri Dalal.
84. Koorzada Milarian.

85. Mohra Naju.
86. Fs tksls Dhrt Dhai.
87. Basanta.
88. Looni.
89. Kalri.
90. Dhok Dazian.
91. Ghrata Sydan:
92. Ghinwal.
93. Kajnah.
94. Mohra Sahoonian.
95. Dhok Hastu Khan.
96. Jori.
97. Dhok Aksar Khan.
98. Dhok Mokara.
99. Ghazi Koli.
100. Salarga.
101. Pind Kamala Banian.
102. Dhok Nasra.
103. Nikko.
104. Nasian.
105. Ghango Bhadur.
106. Khurram Paracha.
107. Wajan.
108. Bhadana Kalan.
109. Garbal.
110. Bajanial.
111. Shiekh Pur.
112. Mohra Nagial.
113. Bamla Kaniat.
114. Shahpur.
115. Tomber Ritlal.
116. Buller Line.
117. Chaklala Village.
118. Bagh Sanghra.
119. Daryaman.
120. Mohra Phaphra.
121. Melum.
122. Ranjali.
123. Gali.
124. Bagga Shiekhan.
125. Dawri
126. Mohrian.
127. Rajwal.
128. Mankiala.
129. Noor Dalal
130. Mohra Damial.
131. Mohra Bhand.
132. Nandnana Jatal.
133. Guff.
134. Maira Sangal.
135. Tarmal.
136. Saddiot.
137. Chapra Akku
138. Saghri.
139. Ghogri.
140. Mandla.

141. Suban.
142.
143. Harnohi Thandapani.
144. Shah Allah Ditta.
145. Sorain.
146. Sari Saral.
147. Badia Rustam Khan.
148. Gokina.
149. Khana Nia Abadi.
150. Jaba Tali.
151. Jahingirabad.
152. Sohan.
153. Dhok Hassu.
154. Amarpura.
155. P&T Colony.
156. Bakra Mandi.
157. Ranial.
158. Mohra Noori.
159. Dhok Chathar.
160. Maloot.
161. Atkal.
162. Pind Malhu.
163.
164.
165.
166. Mandala.
167. Jhandu Saydan.
168. Tala Bajar.
169. Salmoon.
170. Tarania.
171. Dhapai.
172. Jhanki.
173. Mohra (Kail Pari).
174. Dandi Gujran.
175. Chauntra.
176. Choaker.
177. Bodhal.
178. Chakkri.
179. Gheela Kalan.
180. Dehdur.
181. Bhutral.
182. Bhutral.
183. Bilawal.
184. Karahi.
185. Mor Jhang.
186. Mohra Bakhtan.
187. Lora Banghial.
188. Lakhwal.
189. Niloor.
190. Barch.
191. Bhar
192. Koka.
193. Jhahgi.
194. Mhira Jafa.
195. Saidpur.
196. Khanua Kala.
197. Sharif Abad.
198. Ghazni.

199. Ghahan Mastar.
200. Chak Madad Khan.
201. Poly Technic.
202. Pir Wadhai.
204. Jatal.
205. Dhok Milarian.
206. Pind Bogwal.
207. Koori.
208. Sihali.
209. Baghra.
210. Ghang.
211. Ladian.
212. Chhachh.
213. Dhok Choor.
214. Jada.
215. Gaghan.
216. Mian Ahmada.
217. Jabbar Miana.
218. Kali Pari.
219. Kohok Hammat.
221. Farnali Saydan.
222. Khalri.
223. Non.
224. Kana Bajar.
225. Maira Khurd.
226. Dheir.
227. Toba Saydam.
228. Chura.
229. Ghanganwala.
230. Chak Denal.
231. Kawar.
232. Gahi Saydan.
233. Lodhra.
234. Dhok Mai Nawab.
235. Shahdara.
236. Ali Pur Frash.
237. Mira Aku.
238. Baika Saydan.
239. Maira Beir.
240. Bahara.
241. Draha Mori.
242. Khana Dak.
243. Ghangal.
244. Agriculture farm.
245. Ratta Amral.
246. Rawal Dam.
247. Maira No. 22.
248. Nasir Abad.
249. Jamaid.
250. Dholian.
251. Mirza Befwal.
252. Jagoot.
253. Tench Bhatta (Nai Abadi)
254. Dhak Saydan.
255. Lakhar.
256. Jhangi No. 2.

257. Gangal.
258. Khamgar.
259. Wari Akhori.
260. Dalwahi Mohri.
261. Papeen.
262. Dhake Adrala.
263. Gangal.
264. Ann Pur.
265. Bharnet..
266. Dhoke Burhan.
267. Harniawala,
268. Adhwal,
269.
270. Dhala.
271. Maira Kalan.
272. Mehra.
273. Kolian Hamid.
274. Matukal.
275. Jeed.
276. Mhala.
277. Jara.
278. Chak Beli Khan.
279. Ropper.
280. Bhaina.
281. Mahamooda
382. Pikka Maira.
283. Jhangi Dhaim.
284. Misrial.
285. Raudooia.
286. Lass Mall.
287. Baia.
288. Khaba Barala.
289. Dhenda.
290. Thala Khurd.
291. Dohk Gujri.
292. Dhok Battian.
293. Kalian Gagroo.
294. Ladoh.
295. Thala Kalan.

ضلع ملتان میں سکولوں کی تعداد

107 ۔ سید ناظم حسین شاہ : کیا وزیر تعلیم از راہ کرم بیان فرمائیں گے کہ ضلع ملتان میں زنانہ و مردانہ پرائمری ۔ مڈل اور ہائی سکولوں کی تعداد کیا ہے یہ سکول کن مقامات پر واقع ہے نیز ان سکولوں کے نام کیا ہیں اور ان سکولوں میں طالب علموں ۔ اساتذہ اور استانیوں کی تعداد کیا ہے یہ تفصیلات ایوان کی میز پر پیش کی جائیں ؟

وزیر تعلیم (ڈاکٹر عبدالخالق) : ضلع ملتان میں زنانہ و مردانہ پرائمری ،

مڈل اور ہائی سکولوں کی تعداد درج ذیل ہے :۔

	پرائمری	مڈل	ہائی
1 مردانہ =	1605	156	77
2 زنانہ =	646	51	14

سکولوں کی جائے وقوع تعداد طلباء اور اساتذہ و استانیوں کی تعداد کی* تفصیلات ایوان کی میز پر رکھ دی گئی ہیں ۔

پرائمری ۔ مڈل اور ہائی سکولوں کی جماعتوں کے کورس کی چھپائی

689 ۔ چوہدری علی بہادر خان : کیا وزیر تعلیم از راہ کرم بیان فرمائیں گے کہ ۔

(الف) پرائمری، مڈل اور ہائی سکولوں کی جماعتوں کے کورس چھپوانے کا کیا انتظام ہوتا ہے اور جن لوگوں کو کتابیں چھپوانے کے لئے دی جاتی ہیں وہ کن اصولوں پر دی جاتی ہیں ۔

(ب) گذشتہ 5 سال میں کن کن صاحبان کو مذکورہ کورس کی کتابیں چھاپنے کا کام سپرد کیا گیا تھا ۔

(ج) کیا جزو (ب) میں مذکورہ اشخاص کے علاوہ بھی کسی شخص نے چھپوائی کا کام حاصل کرنے کے لئے درخواست دی تھی اگر ایسا ہے تو ان پر فیصلہ کے لئے کیا معیار رکھا گیا تھا ؟

وزیر تعلیم (ڈاکٹر عبدالخالق) : (الف) پرائمری ، مڈل اور ہائی سکولوں کی جماعتوں کے کورس چھپوانے کے لئے ٹیکسٹ بک بورڈ المشرق کو مقرر کردہ طریقے کے مطابق پہلے رجسٹرڈ کرتا ہے ۔ رجسٹریشن کے وقت دیکھا جاتا ہے کہ ناشر کی طباعت کا معیار کیسا ہے ۔ تجربہ کتنا ہے ۔ اس نے کتنی کتب طبع کی ہیں ۔

---

* تفصیلات آخر میں ملاحظہ فرمائیں ۔

کیا وہ انکم ٹیکس ادا کرتا ہے یا نہیں ۔ اور اس کی مالی حالت کیسی ہے ۔ نیز کیا ناشر کے پاس اپنا پریس ہے یا نہیں ۔ ان کوائف کو مد نظر رکھ کر رجسٹریشن کی جاتی ہے اور ناشر کی کٹیگری بھی متعین کی جاتی ہے ۔ ناشر کی رجسٹریشن کے بعد جب ناشر کو کسی کتاب کی طباعت کا کام دیا جاتا ہے تو اس کے ساتھ ایک معاہدہ کیا جاتا ہے تاکہ ناشر کتاب کو وقت پر طبع کرے اور جاذب نظر اور غلطیوں سے پاک ہو ۔ اس کے بعد اگر ناشر کتاب کی طباعت معیاری نہیں کرتا یا کتاب وقت پر فروخت کے لئے بازار میں نہیں لاتا تو معاہدہ کی شرائط کے مطابق ناشر کے خلاف کارروائی کی جاتی ہے ۔

رجسٹرڈ شدہ ناشرین کے علاوہ بورڈ کی مطبوعات ان پرنٹروں سے طبع کروائی جاتی ہے جن کے پاس اعلیٰ قسم کے پریس ہوتے ہیں اور ان کی کارکردگی بھی اچھی ہوتی ہے ۔ بورڈ مطبوعات کا کام پرنٹر کو دیتے وقت یہ بھی خیال رکھا جاتا ہے کہ ماضی میں یہ پریس جعلی کتب کا کاروبار تو نہیں کرتا رہا ۔

(ب) گذشتہ پانچ سالوں میں مندرجہ ذیل اداروں کو نصابی کتب شائع یا طبع کرنے کے لئے دی گئی ہیں :

1۔ ادارۂ فروغ اردو ، لاہور ۔
2۔ ادارۂ التحریر ، لاہور ۔
4۔ انجمن حمایت اسلام ، لاہور ۔
4۔ اشرف برادرز ، لاہور ۔
5۔ المعارف ، لاہور ۔
6۔ عزیز بک ڈپو ، لاہور ۔
7۔ شیخ برکت علی اینڈ سنز ، لاہور ۔
8۔ کاروان بک ہاؤس ، لاہور ۔
9۔ سینٹرل ٹیکسٹ بک کارپوریشن ، لاہور ۔
10۔ فرلٹیر پبلشنگ کمپنی ، لاہور ۔
11۔ شیخ غلام علی اینڈ سنز ، لاہور ۔

12۔ چوہدری غلام رسول اینڈ سنز ، لاہور ۔
13۔ شیخ غلام حسین اینڈ سنز ، لاہور ۔
14۔ میسرز گلوب پبلشرز ، لاہور ۔
15۔ گوشہ ادب ، لاہور ۔
16۔ بجویری پبلشرز ، لاہور ۔
17۔ علمی کتاب خانہ ، لاہور ۔
18۔ آئیڈیل بک ہاؤس ، لاہور ۔
19۔ امپریل بک ڈپو ، لاہور ۔
20۔ اظہار سنز ، لاہور ۔
21۔ انصاف پبلشنگ کمپنی ، لاہور ۔
22۔ انقلاب پبلیکیشنز ، لاہور ۔
23۔ جہانگیر اینڈ کمپنی ، لاہور ۔
24۔ جان بک ڈپو ، لاہور ۔
25۔ جدید بک ڈپو ، لاہور ۔
26۔ جناح بک ڈپو ، راولپنڈی ۔
27۔ کتابستان پبلشنگ کمپنی لاہور ۔
28۔ کامران پبلشرز ، لاہور ۔
29۔ خواجہ بک ڈپو ، لاہور ۔
30۔ لاہور اکیڈمی ، لاہور ۔
31۔ مکتبہ جدید ، لاہور ۔
32۔ مکتبہ معین الادب ، لاہور ۔
33۔ ملک ہاؤس ، لاہور ۔
34۔ مکتبہ تعمیر ادب ، لاہور ۔
35۔ منصور بک ہاؤس ، لاہور ۔
36۔ ملک نور الٰہی اینڈ سنز ، لاہور ۔
37۔ مدینہ پبلشنگ کمپنی ، لاہور ۔

38۔ شیخ محمد اشرف ، لاہور -
39۔ محمد حسین اینڈ سنز ، لاہور -
40۔ ایم آر برادرز ، لاہور -
41۔ معلم پبلشنگ کمپنی ، لاہور -
42۔ شیخ مبارک علی اینڈ سنز ، لاہور -
43۔ مالڈن بک ڈپو ، لاہور -
44۔ مکتبہ میری لائبریری ، لاہور -
45۔ مرکزی کتب خانہ ، لاہور -
46۔ مجید بک ڈپو ، لاہور -
47۔ مقبول اکیڈیمی لاہور -
48۔ نیو گریسنٹ پبلشرز ، لاہور -
49۔ نیو کتابستان پبلشنگ کمپنی ، لاہور -
50۔ نیشنل ٹیکسٹ بک کارپوریشن ، لاہور -
51۔ نسیم سنز ، لاہور -
52۔ ناشران قرآن ، لاہور -
53۔ نیاز بک ڈپو ، لاہور -
54۔ ملک نور الٰہی اینڈ سنز ، لاہور -
55۔ آکسفورڈ یونیورسٹی پریس ، لاہور -
56۔ پاکستان پرنٹنگ ورکس ، لاہور -
57۔ پاکستان بک سٹور ، لاہور -
58۔ پنجاب بک ڈپو ، لاہور -
59۔ پاجاب بک ایجنسی ، لاہور -
60۔ پبلشرز یونائیٹڈ ، لاہور -
61۔ پنجاب ایجوکیشنل پریس ، لاہور -
62۔ پاپولر پبلشرز ، لاہور -
63۔ پولیمر پبلشرز ، لاہور -

64۔ پروگریسو پیپرز لمیٹڈ ، لاہور ۔
65۔ قومی کتب خانہ ، لاہور ۔
66۔ ریاض احمد منظور احمد ، لاہور ۔
67۔ راوی بک ڈپو ، لاہور ۔
68۔ سٹار بک ڈپو ، لاہور ۔
69۔ سٹینڈرڈ بک ہاؤس ، لاہور ۔
70۔ سید سنز ، لاہور ۔
71۔ ایس اے علیم اینڈ سنز ، لاہور ۔
72۔ ثنائی برادرز سرگودھا ۔
73۔ ملک سراج دین اینڈ سنز ، لاہور ۔
74۔ تعلیمی مرکز ، لاہور ۔
75۔ ٹیکنیکل پبلشرز ، لاہور ۔
76۔ اردو مرکز ، لاہور ۔
77۔ یونین بک ڈپو ، لاہور ۔
78۔ ویسٹ پاک پبلشنگ کمپنی ، لاہور ۔
79۔ ظفر بک سٹال شیخوپورہ ۔
80۔ استقلال پرنٹنگ پریس ، لاہور ۔
81۔ پاکستان ٹائمز پریس ، لاہور ۔
82۔ اللہ والا پرنٹرز ، لاہور ۔
83۔ یونائیٹڈ پرنٹرز ، لاہور ۔
84۔ کیمرج پرنٹنگ پریس ، لاہور ۔
85۔ لوائے وقت پبلیکیشنز ، لاہور ۔
86۔ ڈائریکٹری پرنٹنگ پریس ، لاہور ۔
87۔ فیروز سنز ، لاہور ۔

(ج) جی ہاں ۔ معیار کے متعلق پہلے ہی تفصیل جزو (الف) میں دی جا چکی ہے ۔

اراکین اسمبلی کی رخصت

مسٹر غلام فرید چشتی

سیکرٹری اسمبلی : مندرجہ ذیل درخواست مسٹر غلام فرید چشتی ممبر صوبائی اسمبلی کی طرف سے موصول ہوئی ہے :

> بتدہ 24 جون تا 28 جون 1974ء اسمبلی کی کارروائی میں اور 20 اگست اور 27 اگست 1974 کی انشورنس کمپنی کی میٹنگ میں بوجہ بیماری شرکت نہیں کر سکا۔ اس لئے استدعا ہے کہ رخصت منظور فرمائی جائے۔

مسٹر سپیکر : سوال یہ ہے :

کہ مطلوبہ رخصت منظور کر دی جائے۔

(تحریک منظور کی گئی)

ملک فتح خان

سیکرٹری اسمبلی : مندرجہ ذیل درخواست ملک فتح خان صاحب ممبر صوبائی اسمبلی کی طرف سے موصول ہوئی ہے :

> I was unable to attend Assembly Session due to illness from 24th to 28th June. You are requested to kindly grant me leave for the said dates.

مسٹر سپیکر : سوال یہ ہے :

کہ مطلوبہ رخصت منظور کر دی جائے۔

(تحریک منظور کی گئی)

مسٹر تاج محمد خانزادہ

سیکرٹری اسمبلی : مندرجہ ذیل درخواست مسٹر تاج محمد خانزادہ ممبر

صوبائی اسمبلی کی طرف سے موصول ہوئی ہے :

I have been unable to attend the meetings of the Assembly from the 21st June, 1974 to 28th June, 1974. Please grant me leave.

مسٹر سپیکر : سوال یہ ہے :

کہ مطلوبہ رخصت منظور کر دی جائے ۔

(تحریک منظور کی گئی)

مسٹر تاج محمد خانزادہ

سیکرٹری اسمبلی : مندرجہ ذیل ٹیلیگرام مسٹر تاج محمد خانزادہ ممبر صوبائی اسمبلی کی طرف سے موصول ہوئی ہے :

REQUEST LEAVE FOR FIFTEENTH INSTANT FROM ASSEMBLY.

مسٹر سپیکر : سوال یہ ہے :

کہ مطلوبہ رخصت منظور کر دی جائے ۔

(تحریک منظور کی گئی)

مسٹر تاج محمد خانزادہ

سیکرٹری اسمبلی : مندرجہ ذیل درخواست مسٹر تاج محمد خانزادہ ممبر صوبائی اسمبلی کی طرف سے موصول ہوئی ہے :

Reference your letter dated 17th August 1974. Kindly excuse my absence for 23rd August, 1974, meeting.

Thanking you.

مسٹر سپیکر : سوال یہ ہے :

کہ مطلوبہ رخصت منظور کر دی جائے

(تحریک منظور کی گئی)

مسٹر تاج محمد خانزادہ

سیکرٹری اسمبلی : مندرجہ ذیل درخواست مسٹر تاج محمد خانزادہ ممبر صوبائی اسمبلی کی طرف سے موصول ہوئی ہے :

I shall be grateful if you could kindly grant me leave for 24th September, 1974 due to my engagements.

Thanking you.

مسٹر سپیکر : سوال یہ ہے :

کہ مطلوبہ رخصت منظور کر دی جائے ۔

(تحریک منظور کی گئی)

مسٹر محمد اکبر منہاس

سیکرٹری اسمبلی : مندرجہ ذیل درخواست مسٹر محمد اکبر منہاس ممبر صوبائی اسمبلی کی طرف سے موصول ہوئی ہے :

It is stated that because of the serious illness of my father here in Karachi I am unable to attend the meeting of the Law and Parliamentary Affairs Standing Committee's meeting for 15th of Aug, 74.

It is, therefore, requested that the leave may please be granted for the period of this meeting.

Thanks.

مسٹر سپیکر : سوال یہ ہے :

کہ مطلوبہ رخصت منظور کر دی جائے ۔

(تحریک منظور کی گئی)

مسٹر محمد اکبر منہاس

سیکرٹری اسمبلی : مندرجہ ذیل ٹیلیگرام مسٹر محمد اکبر منہاس ممبر صوبائی اسمبلی کی طرف سے موصول ہوئی ہے :

FATHER IN COMA COULD NOT ATTEND LAW PARLIAMENTARY STANDING COMMITTEE ON 23 INSTANT. LEAVE REQUESTED FOR THAT PERIOD.

مسٹر سپیکر : سوال یہ ہے :

کہ مطلوبہ رخصت منظورکر دی جائے ۔

(تحریک منظور کی گئی)

ملک محمد مظفر خان

سیکرٹری اسمبلی : مندرجہ ذیل درخواست ملک محمد مظفر خان صاحب ممبر صوبائی اسمبلی کی طرف سے موصول ہوئی ہے :

References : Your letter No. PAP/ Com-Legis-4 (158) 74/8095 dated 20.7.74. Received your letter under reference on 10.8.74 when I come back from KAGHAN VALLEY, I had left with my family and children to Kaghan on 18.7.74 therefore I could not attend the meeting.

Next meeting which was going to be held on 16.8.1974. As you know that Chief Minister Mr. Hanif Ramey Sahib was on visit to Talagang on 16-8-74 and I was M.P.A. of that constituency therefore my presence was assential there therefore due to this I could not attend, so sanction the leave

for the both period of meetings in question.

مسٹر سپیکر : سوال یہ ہے :

کہ مطلوبہ رخصت منظور کر دی جائے ۔

(تحریک منظور کی گئی)

مسٹر محمد رضی شاہ

سیکرٹری اسمبلی : مندرجہ ذیل درخواست مسٹر محمد رضی شاہ صاحب ممبر صوبائی اسمبلی کی طرف سے موصول ہوئی ہے :

I was not able to attend the meeting of the Standing Committee on Local Government Social Welfare etc on 30th August, 1974 owing to my illness. May I request that my absence may kindly be excused for that day.

مسٹر سپیکر : سوال یہ ہے :

کہ مطلوبہ رخصت منظور کر دی جائے ۔

(تحریک منظور کی گئی)

سردار عطا محمد خان لغاری

سیکرٹری اسمبلی : مندرجہ ذیل درخواست سردار عطا محمد خان لغاری صاحب ممبر صوبائی اسمبلی کی طرف سے موصول ہوئی ہے :

I was advised to proceed immediately to London, as soon as it was established that I had been suffering from concerens ulcer. I had submitted an application to Mr. Riaz Reporter, applying for leave on Medical grounds. I am still in Geujs Hospital and will have to remain for a fortnight before I am allowed to

leave. This will be for about one month, after which I will have to reenter Geejos Hospital for another minor operation which should make me completely normal.

Please therefore extend my leave up to the end of August with Assembly approval. I am very sorry to be missing the Assembly Budget Session but please rest assured that I shall attend as soon as I have regained my health.

Meanwhile please send all acts passed into law since I left and bills being considered by the Assembly addressed to me Co Pakistan Ambassador.

Lowndes Squar London S.W.I

Best wishes.

مسٹر سپیکر : سوال یہ ہے :

کہ مطلوبہ رخصت منظور کر دی جائے۔

(تحریک منظور کی گئی)

مسٹر ایس ۔ ایم ۔ مسعود

سیکرٹری اسمبلی : مندرجہ ذیل درخواست مسٹر ایس ۔ ایم ۔ مسعود صاحب ممبر صوبائی اسمبلی کی طرف سے موصول ہوئی ہے :

I have been selected as Member of Pakistan Delegation to attend the 29th Session of the General Assembly of the United Nations. I shall leave for New York on 13th of Sept. 1974.

Presently the Assembly is not in Session. In case the Session of the Assem-

bly is called my application may kindly be treated as leave application and leave may kindly be granted till my arrival in Pakistan.

مسٹر سپیکر : سوال یہ ہے :

کہ مطلوبہ رخصت منظور کر دی جائے ۔

(تحریک منظور کی گئی)

رئیس شبیر احمد

سیکرٹری اسمبلی : مندرجہ ذیل درخواست رئیس شبیر احمد صاحب میمبر صوبائی اسمبلی کی طرف سے موصول ہوئی ہے :

Respectfully I wish to inform you that I was having Kidney trouble some time back and during the course of my treatment in Lahore, I was given an I.V.P. injection for X-Rays from Mall Clinic. Due to the incompetence of the Doctor, the injection took the wrong path and infected my whole left arm.

The infection grew worse and I came back to Karachi where I am under medical supervision of Dr. M.A.J. Abbasi and Surgeon Habib Patel since August. They have advised me to take complete rest. If appropriate treatment is not possible, I will have to proceed abroad.

Due to the above mentioned reason I am unable to attend the coming sessions. Therefore, I may kindly be gran-

ted leave for the month of October and November, 1974.

Thanking you in anticipation.

مسٹر سپیکر : سوال یہ ہے :

کہ مطلوبہ رخصت منظور کر دی جائے ۔

(تحریک منظور کی گئی)

رانا رب نواز نون

سیکرٹری اسمبلی : مندرجہ ذیل درخواست رانا رب نواز نون صاحب ممبر صوبائی اسمبلی کی طرف سے موصول ہوئی ہے :

گذارش ہے کہ بندہ بوجہ بخار 27.6.74 اور 28-6-74 کو اجلاس میں شرکت نہیں کر سکا تھا ۔ براہ مہربانی 27-6-74 اور 28-6-74 کی رخصت عنایت فرمائی جائے ۔

مسٹر سپیکر : سوال یہ ہے :

کہ مطلوبہ رخصت منظور کر دی جائے ۔

(تحریک منظور کی گئی)

رائے میاں خان کھرل

سیکرٹری اسمبلی : مندرجہ ذیل درخواست رائے میاں خان کھرل صاحب ممبر صوبائی اسمبلی کی طرف سے موصول ہوئی ہے :

میں بوجہ ناسازی طبیعت 26 تا 28 جون 1974ء اسمبلی کے اجلاس میں حاضر نہیں ہو سکا ۔ براہ کرم تین یوم کی رخصت عطا فرمائی جائے ۔

مسٹر سپیکر : سوال یہ ہے :

کہ مطلوبہ رخصت منظور کر دی جائے ۔

(تحریک منظور کی گئی)

مجلس درباره سرکاری مواعید کی رپورٹ کا پیش کیا جانا

مسٹر سپیکر : میاں سردار احمد اویسی صاحب نہیں ہیں ۔

چوہدری امان اللہ لک : جناب والا ! میں چوہدری محمد انور تارو صاحب رکن صوبائی اسمبلی پنجاب کی پیش کردہ تحریک کے بارہ میں مجلس برائے سرکاری مواعید کی رپورٹ پیش کرتا ہوں ۔

مسٹر سپیکر : چوہدری محمد انور تارو صاحب رکن صوبائی اسمبلی پنجاب کی پیش کردہ تحریک کے بارہ میں مجلس برائے سرکاری مواعید کی رپورٹ پیش کر دی گئی ہے ۔

مجلس قائمہ کی رپورٹ کا پیش کیا جانا

بیگم بلقیس حبیب اللہ : جناب والا ! میں مسودہ قانون انضباط ہوٹلز و ریسٹورنٹس مصدرہ 1974 (مسودہ قانون نمبر 15 بابت 1974) کے بارہ میں مجلس قائمہ برائے سروسز اینڈ جنرل ایڈمنسٹریشن و اطلاعات کی رپوٹ پیش کرتی ہوں ۔

مسٹر سپیکر : مسودہ قانون انضباط ہوٹلز و ریسٹورنٹس مصدرہ 1974 (مسودہ قانون 15 بابت 1974) کے بارہ میں مجلس قائمہ برائے سروسز اینڈ جنرل ایڈ منسٹریشن و اطلاعات کی رپورٹ پیش کر دی گئی ہے ۔

مجلس درباره سرکاری مواعید کی رپورٹ کا پیش کیا جانا

چوہدری امان اللہ لک : میں جناب والا ! مرزا افضل حق صاحب رکن صوبائی اسمبلی پنجاب کی پیش کردہ تحریک کے بارہ میں مجلس برائے سرکاری مواعید کی رپورٹ پیش کرتا ہوں ۔

مسٹر سپیکر : جناب مرزا فضل حق رکن صوبائی اسمبلی پنجاب کی پیش کردہ تحریک کے بارہ میں مجلس برائے سرکاری مواعید کی رپورٹ پیش کر دی گئی ہے۔

چوہدری امان اللہ لک : میں جناب میاں خورشید انور صاحب رکن صوبائی اسمبلی پنجاب کی پیش کردہ تحریک کے بارہ میں مجلس برائے سرکاری مواعید کی رپورٹ پیش کرتا ہوں۔

مسٹر سپیکر : میاں خورشید انور رکن صوبائی اسمبلی پنجاب کی پیش کردہ تحریک کے بارہ میں مجلس برائے سرکاری مواعید کی رپورٹ پیش کر دی گئی ہے۔

مجلس درباره سرکاری مواعید کی رپورٹ پیش کرنے کی مدت میں توسیع

چوہدری امان اللہ لک : جناب والا ! میں تحریک پیش کرتا ہوں :

> کہ میاں خورشید انور صاحب رکن صوبائی اسمبلی پنجاب کی پیش کر دہ تحریک کے بارہ میں مجلس برائے سرکاری مواعید کی رپورٹ پیش کرنے کی مدت میں 31-12-74 تک توسیع کر دی جائے۔

مسٹر سپیکر : تحریک پیش کی گئی ہے۔

> کہ میاں خورشید انور رکن صوبائی اسمبلی پنجاب کی پیش کردہ تحریک کے بارہ میں مجلس برائے سرکاری مواعید کی رپورٹ پیش کرنے کی مدت میں 31-12-74 تک توسیع کر دی جائے۔

(تحریک منظور کی گئی)

چوہدری امان اللہ لک : جناب والا ! میں تحریک پیش کرتا ہوں :

> کہ جناب مرزا فضل حق صاحب رکن صوبائی

اسمبلی پنجاب کی پیش کردہ تحریک کے بارہ میں مجلس برائے سرکاری مواعید کی رپورٹ پیش کرنے کی مدت میں 31-12-74 تک توسیع کر دی جائے۔

مسٹر سپیکر : تحریک پیش کی گئی ہے :

کہ مرزا فضل حق رکن صوبائی اسمبلی پنجاب کی پیش کردہ تحریک کے بارہ میں مجلس برائے سرکاری مواعید کی رپورٹ پیش کرنے کی مدت میں 31-12-74 تک توسیع کر دی جائے۔

(تحریک منظور کی گئی)

مجلس استحقاقات کی رپورٹ کا پیش کیا جانا

قاضی محمد اسماعیل جاوید : میں میاں خورشید انور صاحب رکن صوبائی اسمبلی پنجاب کی پیش کردہ تحریک استحقاق نمبر 39 کے بارہ میں مجلس مجلس استحقاقات کی رپورٹ پیش کرتا ہوں۔

مسٹر سپیکر : میاں خورشید انور رکن صوبائی اسمبلی پنجاب کی پیش کردہ تحریک استحقاق نمبر 39 کے بارہ میں مجلس استحقاق کی رپورٹ پیش کر دی گئی ہے۔

قاضی محمد اسماعیل جاوید : میں میاں خورشید انور صاحب رکن صوبائی اسمبلی پنجاب کی پیش کردہ تحریک استحقاق نمبر 43 کے بارہ میں مجلس استحقاقات کی رپورٹ پیش کرتا ہوں۔

مسٹر سپیکر : میاں خورشید انور رکن صوبائی اسمبلی پنجاب کی پیش کردہ تحریک استحقاق نمبر 43 کے بارہ میں مجلس استحقاقات کی رپورٹ پیش کر دی گئی ہے۔

قاضی محمد اسماعیل جاوید : میں حاجی محمد سیف اللہ خان صاحب رکن صوبائی اسمبلی پنجاب کی پیش کردہ تحریک استحقاق نمبر 51 کے بارہ میں مجلس استحقاقات کی رپورٹ پیش کرتا ہوں۔

مسٹر سپیکر : حاجی محمد سیف اللہ خان رکن صوبائی اسمبلی پنجاب کی پیش کردہ تحریک استحقاق نمبر 51 کے بارہ میں مجلس استحقاقات کی رپورٹ پیش کر دی گئی ہے ۔

مجلس قائمہ کی رپورٹ کا پیش کیا جانا

بیگم آباد احمد خان : میں مسودہ قانون (ترمیم پنجاب) وقف املاک مغربی پاکستان مصدرہ 1973 (مسودہ قانون نمبر 57۔ ب بابت 1973) کے بارہ میں مجلس قائمہ برائے لوکل گورنمنٹ ساجی ، بہبود اور اوقاف کی رپورٹ پیش کرتی ہوں ۔

مسٹر سپیکر : مسودہ قانون (ترمیم پنجاب) وقف املاک مغربی پاکستان مصدرہ 1973 (مسودہ قانون نمبر 57 ۔ ب بابت 1973) کے بارہ میں مجلس قائمہ برائے لوکل گورنمنٹ، ساجی بہبود اور اوقاف کی رپورٹ پیش کر دی گئی ہے ۔

مجلس دربارہ سرکاری مواعید کی رپورٹ پیش کرنے کی مدت میں توسیع

چوہدری امان اللہ لک : جناب والا ! میں یہ تحریک پیش کرتا ہوں :

> کہ سید تابش الوری صاحب رکن صوبائی اسمبلی پنجاب کی پیش کردہ تحریک کے بارہ میں مجلس برائے سرکاری مواعید کی رپورٹ پیش کرنے کی مدت میں 31.12.74 تک توسیع کر دی جائے ۔

مسٹر سپیکر : یہ تحریک پیش کی گئی ہے ۔

> کہ جناب سید تابش الوری رکن صوبائی اسمبلی پنجاب کی پیش کردہ تحریک کے بارہ میں مجلس برائے سرکاری مواعید کی رپورٹ پیش کرنے میں

13.12.74 تک توسیع کر دی جائے۔

(تحریک منظور کی گئی)

مجلس استحقاقات کی رپورٹ پیش کرنے کی مدت میں توسیع

قاضی محمد اسماعیل جاوید : جناب والا ! میں تحریک پیش کرتا ہوں :

کہ میاں خورشید انور صاحب رکن صوبائی اسمبلی پنجاب کی پیش کردہ تحریک استحقاق نمبر 42 کے بارہ میں مجلس استحقاقات کی رپورٹ پیش کرنے کی مدت میں 31.12.74 تک توسیع کر دی جائے۔

مسٹر سپیکر : یہ تحریک پیش کی گئی ہے :

کہ میاں خورشید انور رکن صوبائی اسمبلی پنجاب کی پیش کردہ تحریک استحقاق نمبر42 کے بارہ میں مجلس استحقاقات کی رپورٹ پیش کرنے کی مدت میں 31.12.74 تک توسیع کر دی جائے۔

(تحریک منظور کی گئی)

قاضی محمد اسماعیل جاوید : جناب والا ! میں تحریک پیش کرتا ہوں :

کہ حاجی محمد سیف اللہ صاحب رکن صوبائی اسمبلی پنجاب کی تحریک استحقاق نمبر 50 کے بارہ میں مجلس استحقاقات کی رپورٹ پیش کرنے کی مدت میں 31.12.74 تک کی توسیع کر دی جائے۔

مسٹر سپیکر : یہ تحریک پیش کی گئی ہے۔

کہ حاجی محمد سیف اللہ خان رکن صوبائی اسمبلی پنجاب کی تحریک استحقاق نمبر 50 کے بارہ میں

مجلس استحقاقات کی رپورٹ پیش کرنے کی مدت میں
31-12-74 تک توسیع کر دی جائے۔

(تحریک منظور کی گئی)

قاضی محمد اسماعیل جاوید : جناب والا ! میں تحریک پیش کرتا ہوں:

کہ میاں خورشید النور صاحب رکن صوبائی اسمبلی پنجاب کی پیش کردہ تحریک استحقاق نمبر 43 کے بارہ میں مجلس استحقاقات کی رپورٹ پیش کرنے کی مدت میں 31-12-74 تک توسیع کر دی جائے۔

مسٹر سپیکر : یہ تحریک پیش کی گئی ہے :

کہ میاں خورشید النور رکن صوبائی اسمبلی پنجاب کی پیش کردہ تحریک استحقاق نمبر 43 کے بارہ میں مجلس استحقاقات کی رپورٹ پیش کرنے کی مدت میں 31-12-74 تک توسیع کر دی جائے۔

(تحریک منظور کی گئی)

مجلس قائمہ کی رپورٹ پیش کرنے کی مدت میں توسیع

ڈاکٹر حلیم رضا : جناب والا میں تحریک پیش کرتا ہوں :

کہ مسودہ قانون احترام رمضان المبارک مصدرہ 1973 (مسودہ قانون نمبر 44 بابت 1973) کے بارہ میں مجلس قائمہ برائے امور داخلہ کی رپورٹ پیش کرنے کی میعاد میں 31-12-74 تک توسیع کر دی جائے۔

منسٹر سپیکر : یہ تحریک پیش کی گئی ہے

کہ مسودہ قانون احترام رمضان المبارک مصدرہ 1973 (مسودہ قانون نمبر 44 بابت 1973) کے بارہ میں مجلس قائمہ برائے امور داخلہ کی رپورٹ پیش کرنے کی میعاد میں 31.12.74 تک توسیع کر دی جائے۔

(تحریک منظور کی گئی)

بیگم رضالہ سرور (شہید) : جناب والا ! میں تحریک پیش کرتی ہوں :

کہ مسودہ قانون (ترمیم پنجاب) پنگامی قانون دیوانی عدالتیں مغربی پاکستان مصدرہ 1974 (مسودہ قانون نمبر 68 بابت 1973) کے بارہ میں مجلس قائمہ برائے قانون و پارلیمانی امور کی رپورٹ پیش کرنے کی میعاد میں 31.12.74 تک توسیع کی جائے۔

منسٹر سپیکر : یہ تحریک پیش کی گئی ہے۔

کہ مسودہ قانون (ترمیم پنجاب) پنگامی قانون دیوانی عدالتیں مغربی پاکستان مصدرہ 1974 (مسودہ قانون نمبر 68 بابت 1973) کے بارہ میں مجلس قائمہ برائے قانون و پارلیمانی امور کی رپورٹ پیش کرنے کی میعاد میں 31.12.74 تک توسیع کی جائے۔

(تحریک منظور کی گئی)

مجلس قائمہ کی رپورٹ کا پیش کیا جانا

ڈاکٹر حلیم رضا : میں مسودہ قانون (ترمیم پنجاب) پنگامی قانون تجدید کرایہ جات شہری مغربی پاکستان مصدرہ 1973 (مسودہ قانون نمبر

54 بابت 1973) کے بارہ میں مجلس قائمہ برائے امور داخلہ کی رپورٹ پیش کرتا ہوں ۔

مسٹر سپیکر : مسودہ قانون (ترمیم پنجاب) پنکلس قانون تجدید کرایہ جات شہری مغربی پاکستان مصدرہ 1973 (مسودہ قانون نمبر 54 بابت 1973) کے بارہ میں مجلس قائمہ برائے امور داخلہ کی رپورٹ پیش کر دی گئی ۔

بیگم ریحانہ سرور (شہید) : جناب والا ! میں مسودہ قانون (ترمیم) استحقاقات صوبائی اسمبلی پنجاب مصدرہ 1972 (مسودہ قانون نمبر 41 بابت 1972) کے بارہ میں مجلس قائمہ برائے قانون و پارلیمانی امور کی رپورٹ پیش کرتی ہوں ۔

مسٹر سپیکر : مسودہ قانون (ترمیم) استحقاقات صوبائی اسمبلی پنجاب مصدرہ 1972 (مسودہ قانون نمبر 41 بابت 1972) کے بارہ میں مجلس قائمہ برائے قانون و پارلیمانی امور کی رپورٹ پیش کر دی گئی ہے ۔

سید فدا حسین : میں مسودہ قانون حقوق مالکانہ (برائے بے زمین سکونت پذیران) پنجاب مصدرہ 1974 (مسودہ قانون نمبر 2 بابت 1974) کے بارہ میں مجلس قائمہ برائے مال کی رپورٹ پیش کرتا ہوں ۔

مسٹر سپیکر : مسودہ قانون حقوق مالکانہ (برائے بے زمین سکونت پذیران) پنجاب مصدرہ 1974 (مسودہ قانون نمبر 2 بابت 1974) کے بارہ میں مجلس قائمہ برائے مال کی رپورٹ پیش کر دی گئی ہے ۔

سید فدا حسین : میں مسودہ قانون (ترمیم پنجاب) مالیہ اراضی مغربی پاکستان مصدرہ 1973 (مسودہ قانون نمبر 82 بابت 1973) کے بارہ میں مجلس قائمہ برائے مال کی رپورٹ پیش کرتا ہوں ۔

مسٹر سپیکر : مسودہ قانون (ترمیم پنجاب) مالیہ اراضی مغربی پاکستان مصدرہ 1973 (مسودہ قانون نمبر 82 بابت 1973) کے بارہ میں مجلس قائمہ برائے مال کی رپورٹ پیش کر دی گئی ہے ۔

سید فدا حسین : میں مسودہ قانون (ترمیم پنجاب) مالیہ اراضی مغربی پاکستان مصدرہ 1973 (مسودہ قانون نمبر 81 بابت 1973) کے بارہ میں مجلس قائمہ برائے مال کی رپورٹ پیش کرتا ہوں ۔

مسٹر سپیکر : مسودہ قانون (ترمیم پنجاب) مالیہ اراضی مغربی پاکستان مصدرہ 1973 (مسودہ قانون نمبر 81 بابت 1973) کے بارہ میں مجلس قائمہ برائے مال کی رپورٹ پیش کر دی گئی ہے۔

سید فدا حسین : میں مسودہ قانون (ترمیم پنجاب) مالیہ اراضی مغربی پاکستان مصدرہ 1973 (مسودہ قانون نمبر 83 بابت 1973) کے بارہ میں مجلس قائمہ برائے مال کی رپورٹ پیش کرتا ہوں۔

مسٹر سپیکر : مسودہ قانون (ترمیم پنجاب) مالیہ اراضی مغربی پاکستان مصدرہ 1973 (مسودہ قانون نمبر 83 بابت 1973) کے بارہ میں مجلس قائمہ برائے مال کی رپورٹ پیش کر دی گئی ہے۔

سید فدا حسین : میں مسودہ قانون (ترمیم) حق شفع پنجاب مصدرہ 1974 (مسودہ قانون نمبر 25 بابت 1974) کے بارہ میں مجلس قائمہ برائے مال کی رپورٹ پیش کرتا ہوں۔

مسٹر سپیکر : مسودہ قانون (ترمیم) حق شفع پنجاب مصدرہ 1974 (مسودہ قانون نمبر 25 بابت 1974) کے بارہ میں مجلس قائمہ برائے مال کی رپورٹ پیش کر دی گئی ہے۔

مجلس قائمہ کی رپورٹ پیش کرنے کی مدت میں توسیع

سید فدا حسین : جناب والا ! میں تحریک پیش کرتا ہوں کہ مسودہ قانون (ترمیم پنجاب) مالیہ اراضی مغربی پاکستان مصدرہ 1973 (مسودہ قانون نمبر 84 بابت 1973) کے بارہ میں مجلس قائمہ برائے مال کی رپورٹ پیش کرنے کی مدت میں 31.12.74 تک توسیع کر دی جائے۔

مسٹر سپیکر : یہ تحریک پیش کی گئی ہے۔

کہ مسودہ قانون (ترمیم پنجاب) مالیہ اراضی مغربی پاکستان مصدرہ 1973 (مسودہ قانون نمبر 84 بابت 1973) کے بارہ میں مجلس قائمہ برائے مال کی رپورٹ پیش کرنے کی مدت میں 31-12-74 تک توسیع کر دی جائے۔

(تحریک منظور کی گئی)

مسئلہ استحقاق

Mr. Speaker : Reports are over. Now, I take up Privilege Motions. The first one is by Mr. Sardar Ahmad Awaisi and he is not present.

علامہ رحمت اللہ ارشد : کل کے لئے رکھ لیں ۔

Mr. Speaker : Motion No. 54 is postponed to 2nd of October, 1974. No. 59 by Haji Muhammad Saifullah Khan.

Haji Muhammad Saifullah Khan : There is also 58.

Mr. Speaker : I think, you have not received the intimation. The motion concerns the functioning of the Assembly Secretariat, therefore, it is not being allowed but the same subject is also to be discussed in 59 and there will be no prejudice on that point.

گزشتہ اجلاس میں حکمت عملی کے اصولوں کی پابندی اور ان پر عمل درآمد کے بارہ میں رپورٹ کا زیر بحث نہ لایا جانا

سپیکر : حاجی محمد سیف اللہ خان حال ہی میں وقوع پذیر ہونے والے ایک خاص اہمیت کے حامل واضح مسئلہ کو زیر بحث لانے کے لئے جو اسمبلی کی دخل اندازی کا متقاضی ہے تحریک استحقاق پیش کر رہے ہیں ۔ مسئلہ یہ ہے کہ گذشتہ اجلاس میں میں نے تحریک استحقاق پیش کی تھی کہ حکومت کی جانب سے واضح یقین دہانیوں کے باوجود حکمت عملی کے اصولوں کی رپورٹ کو اجلاس کے پہلے دن کی کارروائی کے ایجنڈا میں شامل نہیں کیا گیا جس پر قائم مقام قائد ایوان نے یقین دلایا تھا کہ حکمت عملی کے اصولوں کی رپورٹ بحث شروع ہونے کے فوراً بعد اسی سیشن میں زیر بحث لائی جائے گی مگر اس واضح یقین دہانی کے باوجود مورخہ 28 جون 1974ء کو بحث شروع ہونے کے بعد اجلاس غیر معینہ عرصے کے لئے ملتوی کر کے مورخہ 6 جولائی

کو پر وروک کر دیا گیا اس طرح اس ایوان کو اس سیشن میں حکمت عملی کے اصولوں کی رپورٹ کو زیر بحث لانے سے باز رکھا گیا جس سے میرے اور اس ایوان کے حقوق کی پامالی ہوئی ہے۔

This motion is referred to the Concerned Standing Committee. Report to come within fifteen days.

Rana Pool Khan met me this morning and said that he was going to High Court. Therefore, motion No. 61 will also come up tomorrow.

Now, we deal with adjournment motions.

تحاریک التوائے کار

صوبائی دارالحکومت میں ناقص آٹا کی سپلائی کیوجہ سے شہریوں کا انتڑیوں اور پیٹ کی بیماری میں مبتلا ہونا

مسٹر سپیکر : چوہدری امان اللہ لک یہ تحریک پیش کرنے کی اجازت طلب کرتے ہیں کہ اہمیت عامہ رکھنے والے ایک اہم اور فوری مسئلہ کو زیر بحث لانے کے لئے اسمبلی کی روائی ملتوی کی جائے۔ مسئلہ یہ ہے کہ روزنامہ نوائے وقت مورخہ یکم ستمبر 1974ء میں شائع شدہ خبر کے مطابق صوبائی دارالحکومت میں ناقص آٹے کی سپلائی کی وجہ سے شہر میں انتڑیوں اور پیٹ کی شکایات پیدا ہو گئی ہیں۔ روزانہ پندرہ بیس مریض انتڑیوں کی بیماری میں مبتلا ہو کر وبائی امراض کے ہسپتال میں داخل ہو رہے ہیں۔ روزانہ اس بیماری سے مریضوں میں اضافہ ہوتا جا رہا ہے۔ حکومت کی ناقص آٹا سپلائی کی وجہ سے غریب عوام میں غم و غصہ پایا جاتا ہے۔

وزیر خوراک : جناب والا! اس تحریک التوا میں کسی خاص واقعہ کی نشان دہی نہیں کی گئی۔

مسٹر سپیکر : انہوں نے تو ایک واقعہ کے متعلق کہا ہے کہ لوگوں کو یہ بیماری ہو رہی ہے۔

وزیر خوراک : حکومت کے نوٹس میں اس سلسلے میں کوئی بات نہیں اور یہ بالکل غلط بات ہے ۔

مسٹر سپیکر : یعنی یہ بات ہی غلط ہے کہ لوگ بیمار ہوئے ہیں ؟

وزیر خوراک : جناب ۔

مسٹر سپیکر : امان اللہ لک صاحب کیا آپ کو ذاتی علم ہے کہ کوئی آدمی بیمار ہوا ہے ۔

چوہدری امان اللہ لک : جناب والا ! میرے ذاتی علم میں لاہور کے کچھ واقعات ہیں اور کچھ گجرات کے بھی ہیں ۔

مسٹر سپیکر : لیکن یہ تحریک التوا تو صرف لاہور کے متعلق ہے اس لئے آپ اپنے آپ کو لاہور تک ہی محدود رکھیں ۔

چوہدری امان اللہ لک : میں اخبار کی خبر کے علاوہ بھی ثابت کر سکتا ہوں کہ ناقص آٹا آیا تھا اور وزیر خوراک جو اس وقت ایوان میں بیان دے چکے ہیں انہوں نے سختی سے اس کا نوٹس لیا تھا ۔ انہوں نے یہ ہدایات دی تھیں کہ آٹا سے میدہ اور سوجی نہ نکالی جائے ۔

مسٹر سپیکر : میدہ اور سوجی نکالنے والی بات تو 1940ء میں شروع ہو گئی تھی ۔

چوہدری امان اللہ لک : جناب والا ! میں وزیر موصوف کے بیان کا حوالہ دے رہا ہوں جو انہوں نے حال ہی میں ناقص آٹے کی سپلائی کے بارے میں دیا تھا اور اسی بیماری کی بنا پر انہوں نے سختی سے مل مالکان کو یہ حکم دیا تھا ۔

مسٹر سپیکر : آپ وہ حکم پڑھ دیں ۔

چوہدری امان اللہ لک : یہ تو اخبارات میں بھی چھپا تھا اور میرا خیال ہے کہ جناب نے بھی وہ پڑھا ہوگا ۔ وزیر موصوف نے خود وہ بیان جاری کیا تھا اور آج وہ اس سے انحراف کر رہے ہیں ۔ انہوں نے کہا تھا کہ آٹے کی سپلائی ناقص تھی اور انہوں نے سختی سے اس کا نوٹس لیا تھا ۔

مسٹر سپیکر : انہوں نے ایک categorical statement دی ہے کہ لوگ الٹرابوں کی بیماری میں مبتلا نہیں ۔ میں نے آپ سے پوچھا ہے کہ کیا کوئی خاص واقعہ آپ کے ذاتی علم میں ہے ۔

چوہدری امان اللہ لک : جناب والا ! پہلی بات یہ ہے کہ میرے علم میں واقعات ہیں اور دوسری بات یہ کہ ناقص آٹے کی سپلائی کی وجہ سے الٹرابوں کی بیماری پیدا ہوئی جس کے متعلق وزیر خوراک ۔ محکمہ خوراک اور حکومت پنجاب نے سختی سے نوٹس لیا تھا لیکن آج وہ انکار کر رہے ہیں کہ یہ واقعہ ہوا ہی نہیں ۔

Mr. Speaker : That is what he has said.

چوہدری امان اللہ لک : یہ اتنا بڑا جھوٹ ہے کہ وہ ساری کی ساری پالیسی بدل رہے ہیں اور اب ناقص آٹے کی سپلائی روک دی گئی ہے ۔

Mr. Speaker : I would desire that the Members use better phrases and they resort to parliamentary expressions.

غلط بیانی کہنا صحیح ہے اور جھوٹ کہنا صحیح نہیں ہے ۔

چوہدری امان اللہ لک : جناب والا ! میں غلط بیانی کہتا ہوں ۔

مسٹر سپیکر : ہمیں اس اسمبلی میں آئے ہوئے دو سال سے زیادہ عرصہ ہو گیا ہے اب تک تو ہمیں کچھ نہ کچھ پتہ ہو جانا چاہئے کہ کونسے الفاظ استعمال کرنے ہیں ۔

سید تابش الوری : جناب سپیکر ! مجھے بڑی حیرت ہوتی ہے کہ وزیر خوراک نے آج یہ بیان دیا ہے کہ ان کے علم میں ناقص آٹے کی بات نہیں ۔

Mr. Speaker : Syed Sahib, this is not your adjournment motion and I have not required you to help me in this matter.

سید تابش الوری : جناب والا ! میں صرف وضاحت چاہتا ہوں ۔

Mr. Speaker : There is no occasion for that. I have to conduct the debate and proceedings in the House. I can not abdicate my duties.

سید قابش الوری : جناب والا ! مجھے آپ سے اتفاق ہے مگر آپ انہیں جواب تو دینے دیں ۔

Mr. Speaker : I cannot permit that. You can ask that on some other occasion.

حاجی محمد سیف اللہ خان : جناب والا ! تحریک التوا نمبر 47 بھی اس سلسلے میں ہے اگر انہیں اکٹھا لے لیا جائے تو زیادہ بہتر ہوگا ۔

مسٹر سپیکر : میں ان کے متعلق تھوڑا سا differently proceed کرنا چاہتا ہوں اور ہمارے پاس اتنی زیادہ تحاریک التوا کار نہیں ہیں ۔

چوہدری امان اللہ لک : جناب والا ! میں عرض کر رہا تھا کہ جناب نے ذاتی علم کے متعلق پوچھا تھا ۔ میں اپنے ذاتی علم کی بنا پر تصدیق کرتا ہوں ۔ اگر آپ بیان حلفی لینا چاہیں تو میں وہ بھی دے سکتا ہوں ۔ اگر اس کے علاوہ وزیر موصوف میری یقین دہانی لینا چاہتے ہوں تو میں وہ بھی کرا سکتا ہوں ۔ اگر میرے بیان پر اعتبار کیا جا سکتا ہو یا وزیر صاحب کے بیان کی وقعت زیادہ ہو یا وہ contradicatory ہو چاہے کچھ ہو .....

Mr. Speaker : I don't want speeches.

چوہدری امان اللہ لک : جناب والا ! آپ نے بیان کے متعلق پوچھا تھا۔ میں نے جو تحریک التوا دی ہے وہ واقعات کی بنا پر دی ہے ۔

مسٹر سپیکر : علامہ رحمت اللہ ارشد ۔

علامہ رحمت اللہ ارشد : جناب والا ! میں یہ گزارش کرنی چاہتا تھا کہ جب صورتحال ایسی ہو کہ ایک ممبر کیطرف سے ایک تحریک التوا کی شکل میں ایک الزام عائد کر دیا جائے اور جناب وزیر محترم اس کے مندرجات سے انکار کر دیں کہ یہ بات صحیح نہیں تو پھر آپ کو یہ اجازت دینی چاہئے کہ اگر کسی ممبر کو اس سلسلے میں کوئی معلومات ہوں چاہے وہ محرک کے حق میں ہوں یا وزیر صاحب کے خلاف ہوں تو ان دونوں صورتوں میں آپ کو اجازت دینی چاہئے کہ وہ اپنا ذاتی علم بیان کر سکیں ۔ آج ہی وزیر خوراک صاحب کا بیان آیا ہے کہ ناقص آٹا مہیا کیا جاتا رہا ہے ۔

مسٹر سپیکر : علامہ صاحب ! یہ تحریک التوا ناقص آٹے کے متعلق نہیں کیونکہ ناقص آٹا تو 1940ء سے مل رہا ہے -

علامہ رحمت اللہ ارشد : ٹھیک ہے - لیکن یہ بیماری اسی کا نتیجہ ہے -

مسٹر سپیکر : تحریک التوا یہ ہے کہ انتڑیوں کی بیماری کی وجہ سے ہر روز پندرہ بیس آدمی وبائی امراض کے ہسپتال میں داخل ہو رہے ہیں -

علامہ رحمت اللہ ارشد : جناب ! یہ ناقص آٹے کی سپلائی کے نتیجے میں ہے -

مسٹر سپیکر : اگر اس کی وجہ ناقص آٹا ہے تو یہ تو 1940ء سے چل رہا ہے کہ آٹے میں سے فائن نکالتے ہیں - یہ تو جب سے میں نے ہوش سنبھالی ہے تب سے ہی ہو رہا ہے -

چوہدری امان اللہ لک : جناب والا ! یہ انتڑیوں کی بیماری بھی 1940ء سے قبل کی ہے -

Mr. Speaker : Then it becomes a recurrent incident since 1940 and there is nothing of urgency in it.

اگر تو آپ کی یہ دلیل ہے تو پھر یہ بالکل entertain نہیں ہو سکتی -

(قطع کلامیاں)

چوہدری امان اللہ لک : اگر جناب نے آٹے والا حصہ حلف اٹھا دیا ہے تو پھر میں اس تحریک التوا کو واپس لیتا ہوں - وہ اس لئے کہ بیماری تو آٹے کی بنا پر چل رہی ہے - یہ ناقص آٹے کی وجہ سے بیماری ہے - ایک والیسی تھی جس کو زیر بحث لانے کے لئے ہم استدعا کر رہے تھے -

That was in favour of the Punjab Goverement and in favour of the Minister so far as he has taken the step.

اور اب وہ اس سے انکار کر رہے ہیں -

Mr. Speaker : I am not concerned with it whether it is in favour of the Punjab Government or against Punjab Government or whether it is with a view to discredit a particular

Minister's Department or with a view to help him and give him the credit. This is not my worry.

بہر حال ۔ اب تو انہوں اپنی تحریک ہی واپس لے لی ہے ۔

(قطع کلامیاں)

مسٹر سپیکر : چوہدری امان اللہ لک ۔ تحریک التوا نمبر 16 ۔

چوہدری امان اللہ لک : جناب ! میری اس تحریک کا کیا ہوا ہے ۔

مسٹر سپیکر : آپ نے کہا ہے کہ میں اسے واپس لیتا ہوں ۔

I have gone to the next.

چوہدری امان اللہ لک : میں نے اس بنا پر واپس لینے کو کہا تھا کہ اگر آپ خوراک والے مسئلہ کو رول آؤٹ فرما دیتے ۔

Mr. Speaker : I am not sitting in a shop selling some sweets and some body comes to bargain with you.

کہ آٹھ آنے کی اتنی چیز دے دو نہیں تو پھر چار آنے کی دے دو ۔

(قطع کلامیاں)

تحصیل وزیر آباد کے دیہاتوں میں بجلی کی فراہمی میں خرابی سے فصل کا خشک ہو جانا

مسٹر سپیکر : اب میں تحریک التوا نمبر 16 لیتا ہوں ۔ چوہدری امان اللہ لک یہ تحریک پیش کرنے کی اجازت طلب کرتے ہیں کہ اہمیت عامہ رکھنے والے ایک اہم اور فوری مسئلہ کو زیر بحث لانے کے لئے اسمبلی کی کارروائی ملتوی کی جائے ۔ مسئلہ یہ ہے کہ "نوائے وقت" مورخہ 11 ستمبر میں شائع شدہ خبر کے مطابق تحصیل وزیر آباد کے چار سو دیہات میں بجلی کی فراہمی میں خرابی کی وجہ سے چھ ہزار ایکڑ کاشت شدہ رقبہ میں سے نصف خشک ہو گیا ہے ۔ تحصیل وزیر آباد کے کاشتکار محکمہ کے ہاتھوں تباہ ہو رہے

ہیں ۔ زمینداروں کی معاشی حالت تباہ ہو کر رہ گئی ہے ۔ ماہ جون 1974ء سے برقی نظام خراب چلا آ رہا ہے ۔ دھان کی فصل کے علاوہ اب گنے کی فصل بھی خراب ہو رہی ہے ۔ محکمہ واپڈا کی لا پرواہی کے سبب زمینداروں میں غم و غصہ پایا جاتا ہے ۔

وزیر قانون : جناب والا ! یہ مسئلہ مرکزی حکومت سے تعلق رکھتا ہے کیونکہ واپڈا حکومت پنجاب کے ما تحت نہیں ۔

مسٹر سپیکر : واپڈا کی بات تو الگ ہے ۔ تحریک التوا میں کہا گیا ہے کہ آدھی فصل خشک ہو گئی ہے ۔

وزیر قانون : نہیں جناب ! بجلی کی سپلائی مرکز کے ذمے ہے ۔

چوہدری امان اللہ لک : جناب والا ! شائد وزیر موصوف کو علم نہیں کہ اس سے قبل بھی واپڈا کے متعلق ۔ نہروں اور ٹیوب ویلوں کے متعلق اس ایوان میں بحث ہوتی رہی ہے ۔

مسٹر سپیکر : آپ اس میں گڑ بڑ نہ کریں ۔ سوال تو پوچھے جا سکتے ہیں لیکن تحریک التوا نہیں پیش کی جا سکتی ۔ لیکن میں اس تحریک التوا کو اس طرح نہیں لے رہا ۔ میں تو اسے اس طرح لے رہا ہوں کہ چونکہ وہاں پانی کی سپلائی نہیں ہو رہی ۔

وزیر قانون : تو پھر اسے التوا میں رکھ لیں ہم اسکے متعلق پتہ کرا لیتے ہیں اور اسکی تصدیق کرا لیتے ہیں ۔

وزیر ٹرانسپورٹ و آب پاشی : جناب والا ! جہاں تک اس کی صوبائی حکومت سے متعلقہ معلومات کا تعلق ہے ، وہ میں ابھی فاضل ممبر کی خدمت میں پیش کر سکتا ہوں ۔ جیسا کہ آپ سب جانتے ہیں ، اس سال بارش اور دریاؤں میں پانی کی کمی کی وجہ سے منگلا ڈیم پوری طرح بھر نہ سکا اور پنجاب ، بلکہ سارے پاکستان میں وارسک ، منگلا اور گدو بیراج کے پانی سے بجلی مہیا ہوتی ہے ۔ اس وقت بھی اس کی total capacity ہماری ضرورت سے کہیں کم ہے ۔ توقع کی جاتی ہے کہ تربیلا کے مکمل ہونے کے بعد بجلی کی ضرورت

پوری ہو سکے گی ۔ بد قسمتی سے اس سال منگلا ایک چوتھائی کم بھرا اور اس کا پانی بھی اس نسبت سے ہمیں کم چھوڑ کر تمام ربیع کا موسم پورا کرنا پڑا ۔ اس وجہ سے 9 ہزار کیوسک پانی منگلا سے چھوڑا جاتا ہے جس کی وجہ سے چھ میں سے صرف صرف ایک جنریٹر چلتا ہے ۔ ساڑھے چار ہزار کیوسک پانی ہو تو ایک جنریٹر چلتا ہے ۔ نو ہزار کیوسک پر صرف دو جنریٹر چلتے تھے جس کی وجہ سے سارے پاکستان میں بجلی کی نہایت کمی تھی ۔ اسکی وجہ سے ہمیں load shedding کرنی پڑی ۔ اس وجہ سے نہ صرف پنجاب کے اس علاقے سے ، بلکہ اکثر اضلاع سے ہمیں یہ شکایت آئی ہے اور ہم نے اس شکایت کو واپڈا کے پاس پہنچا دیا ہے ۔ وزیر اعلیٰ پنجاب اور گورنر پنجاب کی سطح پر میٹنگ کی گئی ہے ۔ ہر ڈویژن میں اریگیشن کے چیف انجینئر اور محکمہ واپڈا کے چیف انجینئر کے ساتھ ساتھ ایک ایک اریگیشن اور ایک ایک پاور کے آدمی پر مشتمل کمیٹی بنا دی گئی ہے جو آئندہ سے اس قلیل پانی اور تھوڑی مقدار کی بجلی کو اس طرح سے rotate کریں گے کہ خاطر خواہ اور مناسب طریقے سے اسکی تقسیم ہو سکے ۔ یہی ممکن حد تک حکومت کر سکتی ہے اور میں فاضل ممبر کو یقین دلاتا ہوں کہ اس حد تک صوبائی حکومت کر رہی ہے ۔

چوہدری امان اللہ لک : میں اپنی تحریک التوا واپس لیتا ہوں ۔ میں شکر گزار ہوں ۔ انہوں نے بڑی معقول بات کی ہے ۔ اب تک یہ کمی کی گئی ہے ۔ چونکہ یہ کمی فصلوں پر اثر انداز ہوئی ، تو میری استدعا وزیر موصوف اور وزیر اعلیٰ سے ہے کہ اس سلسلے میں بھی دیکھیں کہ جہاں ذاتی اور جسمانی سہولت کے لئے بجلی استعمال کی جاتی ہے اس کو ختم کریں اور فصل کو بچائیں ۔ یہ میٹنگ میں مسئلہ زیر بحث لائیں ۔ میں سمجھتا ہوں کہ شہروں سے بعض علاقوں میں بجلی ٹرانسفر کی جا سکتی ہے ۔ اب تک دیہاتوں کو محروم کیا گیا ۔ ٹیوب ویلوں کو نقصان ہوا ۔

وزیر ٹرانسپورٹ و آبپاشی : میں فاضل ممبر کی خدمت میں واضح کر دینا چاہتا ہوں کہ اس وقت بھی priority ٹیوب ویلوں کو دے دی گئی ہے ، load shedding کر دی گئی ہے ۔ اتنی کمی ہے کہ اس کا ضرورت پوری

کرنے سے کوئی تناسب نہیں ۔ لاہور میں اور دوسرے شہروں میں اکثر شام کو تین تین گھنٹے کی load shedding کرتے ہیں اور یہ پہلے سے کرتے ہیں ۔ ٹیوب ویلوں کو پریولیج دی گئی ہے ۔ حتی الامکان ٹیوب ویلوں کو چلایا جا رہا ہے ۔

Mr. Speaker : In view of the statement of the Minister, the adjournment motion is not pressed.

چوہدری امان اللہ لک : ٹھیک ہے میٹنگ ہو رہی ہے ۔ میں اسکو press نہیں کرتا ہوں ۔

انگریزی طرز کے سکولوں اور مشنری تعلیمی اداروں میں فیس بڑھانے کا رجحان

مسٹر سپیکر : چوہدری امان اللہ لک یہ تحریک پیش کرنے کی اجازت طلب کرتے ہیں کہ اہمیت عامہ رکھنے والے ایک اہم اور فوری مسئلے کو زیر بحث لانے کے لئے اسمبلی کی کارروائی ملتوی کی جائے مسئلہ یہ ہے کہ "لوائے وقت" کے اداریہ مورخہ 11 ستمبر 1974ء کے مطابق انگریزی طرز کے سکولوں یوں اور مشنری تعلیمی اداروں میں بھاری فیس وصول کرنے کی روایت بہت پرانی ہے ۔ لیکن گزشتہ کچھ عرصے سے ان میں فیس بڑھانے کا رجحان زیادہ شدت اختیار کر گیا ہے ۔ گزشتہ چند ماہ کے دوران فیسوں میں نصف سے زیادہ اضافہ کیا جا چکا ہے ۔ اس وقت انگریزی طرز کے سکولوں میں پہلی سے لے کر دسویں جماعت تک پینتالیس روپے فی طالب علم وصول کی جا رہی ہے ۔ جبکہ گزشتہ سیشن میں فیس کی شرح تیس روپے تھی ۔ جن والدین کے کئی کئی بچے زیر تعلیم ہیں وہ اتنی بھاری فیسوں کی ادائیگی کس طرح کر سکتے ہیں ؟ ان سکولوں کے منتظمین کو جلسہ زر کے مرض سے ضرور نجات دلانی چاہئے ۔ ان حالات سے انگریزی طرز کے سکولوں کے طالب علموں کے والدین میں حکومت کے خلاف نفرت پائی جاتی ہے ۔

وزیر تعلیم : جناب والا ! گذارش ہے کہ لاہور ڈویژن میں 63 انگلش

میڈیم سکول ہیں جن میں سے صرف گیارہ کو فیس بڑھانے کی اجازت دی گئی ہے - اور اس میں ان کے اخراجات کو مد نظر رکھا گیا ہے - ایک تو ان کو حکومت کی طرف سے کوئی گرانٹ نہیں ملتی - دوسرے یہ کہ اس سال تنخواہوں میں دو بار پینتیس اور پچاسی یعنی پچاس روپے فی کس اضافہ ہوا - تیسرے ان سکولوں میں بھی قومی پے سکیل نافذ کیا گیا ہے - چوتھے یہ کہ جس طرح مختلف چیزوں میں تھوڑی بہت مہنگائی ہوئی ہے ، اس طرح ان سکولوں کے سامان سٹیشنری کی قیمتوں میں بھی اضافہ ہوا ہے - یہ تین چار وجوہات ہیں جن کی بناء پر ان سکولوں نے ہمیں apply کیا - ہم نے کسی کو blanket instructions نہیں دیں کہ جو چاہے ، جتنی چاہے فیس بڑھا دے - اس کی میں پر زور تردید کرتا ہوں - سکولوں میں سے کسی نے خود بخود فیس نہیں بڑھائی - پہلے ہر سکول کے اخراجات دیکھے گئے ، ملازمین کی تعداد دیکھی گئی اور یہ کہ ان کی تنخواہ کتنی بنتی ہے - اس لئے تریسٹھ میں سے صرف گیارہ سکولوں کو اجازت دی گئی اور وہ سکول کے اخراجات کے مطابق جائز سمجھی گئی - اب جن صاحبان کو وہ زیادہ لگتی ہے وہ صاف ظاہر ہے کہ وہ دیکھ سکتے ہیں کہ وہ اپنے بچے کو اس سکول میں بھیجنا چاہتے ہیں یا نہیں - یہ والدین کے choice پر ہے - لیکن ہم نے نہایت سختی سے اس معاملے کی جانچ پڑتال کی ہے - مجھے خود اس چیز کا احساس ہے کہ بہت سے ادارے پراپیویٹ لوگوں کے ہاتھ میں ہیں - اور جیسا کہ فاضل رکن نے ذکر کیا ہے ، ان میں جلب زر ہو سکتی ہے - ہم نے بہت کوشش کی ہے کہ ایسا نہ ہو اور باقاعدہ چھان بین کے بعد تریسٹھ میں سے صرف گیارہ سکولوں کو اجازت دی گئی ہے -

سید تابش الوری : میری بھی ایسی ہی ایک تحریک التوا ہے - جہاں تک میری معلومات کا تعلق ہے ، بہاول پور میں جو مختلف نرسری سکول ہیں انہوں نے فیسوں میں سو فی صدی اضافہ کیا ہے - پہلے نرسری سے پچیس لیتے تھے ، اب پچاس روپے فیس کر دی گئی ہے - اسی طرح دوسرے اداروں نے انڈا دھند اضافہ کرکے استحصال کی ایک نئی صورت پیدا کر دی ہے - حکومت نے بارہا اعلان کیا ہے کہ اس قسم کے استحصال کی اجازت نہیں دی

جا سکتی ۔ ایک طرف تو سرکاری سطح پر میٹرک تک تعلیم مفت کرنے کا اعلان کیا گیا ہے اور دوسری طرف پرائیویٹ سکولوں کو نرسری کی فیسوں میں پچاس سے سو تک اضافہ کرنے کی اجازت دی گئی ہے ۔

مسٹر سپیکر : ان دونوں چیزوں کا کوئی جوڑ نہیں ۔ آپ اپنی بات کہیں جو کہنا چاہتے ہیں ۔ ڈاکٹر صاحب نے کہا ہے کہ جو لوگ یہ سمجھتے ہیں کہ فیس زیادہ ہے ، ان کے لئے ہمارے دوسرے سکول حاضر ہیں ۔

سید تابش الوری : ان سکولوں میں تو بچوں کی تعداد بہت زیادہ ہے اور اساتذہ کم ہیں ۔

مسٹر سپیکر : ان کا argument یہی ہے کہ جو سو بچوں کی کلاس والے سکول میں اپنے بچے کو داخل نہیں کرانا چاہتے اور تیس بچوں کی کلاس والے سکول میں کرانا چاہتے ہیں ۔ They pay for it. This is what probably he has said.

سید تابش الوری : جناب والا ! اس کا بھی کوئی تناسب ہونا چاہئے ۔ پچیس سے پچاس کا اضافہ ناجائز ہے ۔

Mr. Speaker. I do not propose to enter into arguments.

میرا تو یہ فنکشن ہی نہیں ہے ۔ میں نے کہا تھا کہ آپ وہ بات کہیں جو آپ کی تحریک التوا میں ہے ۔ وہ بات نہ کہیں جو متعلقہ نہیں ۔

وزیر تعلیم : جناب والا ! فاضل ممبر مجھے کسی خاص سکول کے کوائف دیں کہ فلاں سکول نے اضافہ کیا ہے تو ہم دیکھیں گے کہ آیا اس نے ہم سے اجازت لی ہے یا نہیں ۔ اجازت سے پہلے کی ساری کارروائی ہوئی ہے یا نہیں ۔ اگر کسی سکول نے ہم سے پوچھے بغیر اضافہ کر دیا ہے تو ہم اس کے خلاف ایکشن لیں گے اور باقاعدہ اخراجات کا تخمینہ لگا کر اجازت دیں گے ۔

مسٹر سپیکر : آپ کی تحریک التوا کا کیا نمبر ہے ؟

سید تابش الوری : مجھے نہیں معلوم ۔ میرے پاس نہیں پہنچی ۔

Mr. Speaker. It will come in due course.

چوہدری امان اللہ لک : اس یقین دہانی پر ، کہ اس دائرہ کار کو وسیع کر لیا جائے تو میں شکر گزار ہوں گا اور پریس نہیں کروں گا ۔ پرائیویٹ ادارے جو اخراجات کر رہے ہیں ان کی سٹیٹمنٹ منگوالیں اور وزیر موصوف ملاحظہ فرمائیں اور ذاتی طور پر تحقیقات فرمائیں ۔ میں سمجھتا ہوں کہ میں مشکور ہوں گا اور میرا مقصد حاصل ہو جائے گا ۔ جہاں جہاں اپنے سکولوں میں نا انصافی نظر آئے ان کے خلاف خود ایکشن لیں ، بجائے اس کے کہ کوئی پوائنٹ آؤٹ کرے ۔

وزیر تعلیم : جناب والا ! فاضل رکن کا یہ کہنا ٹھیک ہے اور میں اس پر اپنے ڈیپارٹمنٹ کو کہوں گا کہ اس پر نظرثانی کی جائے لیکن ہماری امداد کے لئے میں ان سے درخواست کرتا ہوں کہ اگر آپ کسی سکول میں سمجھتے ہیں کہ وہ دھاندلی کر رہے ہیں تو آپ براہ مہربانی ہمیں اس کی اطلاع دیں تاکہ ہم اس پر غور کر سکیں ۔

Mr. Speaker. In view of the statement of the Minister, the motion is not pressed. Now, we go on to the next item.

سید ناہض الوری : جناب والا ! دس منٹ ابھی رہتے ہیں دوسرا ایک نہایت اہم مسئلہ ہے جس پر میں چاہ رہا ہوں کہ آپ کی وساطت سے جناب وزیر صحت کی توجہ مبذول کراؤں کہ جونیئر ڈاکٹرز نے پورے صوبے میں ہڑتال کر دی ہے اور علاج معالجہ کا پورا نظام معطل ہو کر رہ گیا ہے اس سلسلے میں میری ایک تحریک التواء بھی ہے ۔

Mr. Speaker. For which side is your sympathy, the doctors who have gone on strike or the patients who are suffering.

سید ناہض الوری : جناب والا ! دونوں چیزیں لازم و ملزوم ہیں ان کے بعض جائز مطالبات ہیں جن کی تکمیل کے لئے انہوں نے مجبور ہو کر یہ انتہائی اقدام کیا ہے ۔

مسٹر سپیکر : اگر یہ ایک confusion ابھی اس میں موجود ہے ،

categorical لگو آپ ایک Then I will deal with this in due course. I would have یہ دیتے کہ نہیں ان سے ظلم ہو رہا ہے تو statement taken it up out of order. مگر آپ تو میری طرح کہ بھئی کون سچا ہے اور کتنا سچا ہے -

You have still to determine it. Then I will take it up in due course.

سید تابش الوری : جناب والا ! ہزار ہا مریض ہیں جو اس سے متاثر ہو رہے ہیں - آج صبح سے ہڑتال جاری ہے اور اگر اس کا فوری طور پر جناب والا سدباب نہ کیا گیا تو بہت سی انسانی جانیں خطرے میں پڑ جائیں گی - اس لئے میں آپ سے انسانیت کے نام پر اپیل کرتا ہوں کہ آپ اس کو قبول فرمالیں -

مسٹر سپیکر : میں نے تو آپ سے کہا ہے ابھی تک آپ یہ فیصلہ نہیں کر سکے کہ بھئی آپ کو ہمدردی کس سے زیادہ ہے - مریضوں سے ہے یا ڈاکٹروں سے ہے -

سید تابش الوری : مریضوں سے -

مسٹر سپیکر : پھر مریضوں کی طرف سے تحریک التواء لے آئیے کہ یہ ڈاکٹر بڑی غلط بات کر رہے ہیں -

سید تابش الوری : جناب والا ! تحریک پڑھ لیجئے اس میں مریضوں کا ذکر ہے ہزار ہا انسانی جانوں کے علاج معالجے کا ذکر ہے -

مسٹر سپیکر : ابھی میرے پاس تحریک التوا پہنچی بھی نہیں -

علامہ رحمت اللہ ارشد : جناب والا ! اصل بات یہ نہیں ہے کہ ہمدردی کس سے ہے - اصل بات یہ ہے کہ ہمدردی اصل مسئلے سے ہے -

مسٹر سپیکر : اس کے بعد تحریک التواء کار نمبر 18 کو لیتے ہیں جو چوہدری امان اللہ لک صاحب کی طرف سے ہے -

ڈپٹی کمشنر لاہور کی طرف سے قصابوں کو چھوٹا گوشت دس روپے سے زیادہ قیمت پر فروخت کرنے پر انتباہ

مسٹر سپیکر : چوہدری امان اللہ لک یہ تحریک پیش کرنے کی اجازت طلب کرتے ہیں کہ اہمیت عامہ رکھنے والے ایک اہم اور فوری مسئلے کو زیر بحث لانے کے لئے اسمبلی کی کارروائی ملتوی کی جائے۔ مسئلہ یہ ہے کہ نوائے وقت مورخہ 9 ستمبر 1974ء کے اداریہ کے مطابق ڈپٹی کمشنر لاہور نے قصابوں کو انتباہ کیا ہے کہ اگر انہوں نے چھوٹا گوشت دس روپے سے زیادہ قیمت پر فروخت کیا تو ان کے خلاف سخت کارروائی کی جائے گی۔ شہریوں کی نظر میں یہ انتباہ ہی محل نظر تھا۔ کیونکہ حکومت نے چند ماہ قبل چھوٹے گوشت کی قیمت ساڑھے سات روپے فی سیر مقرر کی تھی اور یہ فیصلہ قصابوں کی کئی روز کی ہڑتال کے بعد کیا تھا۔ چاہئے تو یہ تھا کہ قصاب اس متفقہ فیصلے پر عمل کرتے لیکن انہوں نے ہڑتال ختم کرنے کے دوسرے روز بعد حکومت کے فیصلہ کی خلاف ورزی کرتے ہوئے آٹھ اور پھر نو اور پھر اس کے بعد دس روپے فی سیر وصول کرنا شروع کر دیے۔ انتظامیہ نے کوئی نوٹس نہیں لیا۔ صارفین گیارہ بارہ روپے کے بھاؤ سے گوشت خریدنے پر مجبور رہے۔ انتظامیہ نے اس مسئلہ کا نوٹس لیا تو توقع تھی کہ وہ مقررہ نرخ یعنی ساڑھے سات روپے پر اصرار کرے گی۔ لیکن اس کی جانب سے دس روپے فی سیر قیمت کا اعلان کر دیا گیا۔ صارفین حیران ہیں کہ حکومت نے دس روپے قیمت کب مقرر کی تھی۔ لیکن قصاب گیارہ بارہ روپے گوشت فروخت کر رہے ہیں۔ حکومت کے اس رویہ پر عوام میں نفرت پائی جاتی ہے۔

لک صاحب آپ کی تحریک التواء کا ماحصل کیا ہے۔ کون سا واقعہ اس میں سے ہے جو آپ زیر بحث لانا چاہتے ہیں میں اس کو سمجھنا چاہتا ہوں کہ ساڑھے سات روپے سے ریٹ بڑھ گئے ہیں اس لئے آپ اس کو زیر بحث لا رہے ہیں یا دس روپے کی بجائے گیارہ بارہ روپے نرخ بڑھ گئے ہیں اس کو زیر بحث لانا چاہتے ہیں۔

چوھدری امان اللہ لک : میری تحریک التواء کا دائرہ کار وسیع سے وسیع تر ہوگا اگر آپ اس ضمن میں مجھ سے وضاحت مانگیں گے ۔

مسٹر سپیکر : میں ذرا اس کو سمجھنا چاہتا ہوں ۔

چوھدری امان اللہ لک : گزارش یہ ہے کہ حکومت کا فریضہ جو ہے جو فرض ادا حکومت کر رہی ہے التباہ کر رہی ہے اس کے بعد جو statements issue کر رہی ہے ۔ ہدایات جاری کر رہی ہے اس پر عملدرآمد کرنے کی کوئی تکلیف گوارا نہیں کر رہا ۔ جناب کوئی آدمی بھی اس کو ماننے کے لئے تیار نہیں سنسنی خیز واقعات ہو رہے ہیں اس لئے میں نے خاص طور پر یہ واقعہ عرض کیا ہے ۔ کمشنر صاحب کے احکام گوشت کے بارے میں واضح موقف اختیار کرنے کے باوجود اس کو ماننے کے لئے تیار نہیں ہیں ۔ باقی طریقہ کار بھی یہی ہے جو اکنامک فیلڈ ہے اس میں بھی یہی کچھ ہو رہا ہے جو چاہیں وہ من مانی کر رہے ہیں تو یہ حالات ہیں جن کے پیش نظر میں نے تحریک التواء دی ہے ۔

مسٹر سپیکر : میں اصل میں ابھی تک آپ کو follow نہیں کر سکا ہوں کہ آپ کی شکایت کیا ہے ۔

Chaudhry Aman Ullah Luk. Government has failed totally check the prices.

یہ جو میرا اعتراض ہے کہ انہوں نے واضح ایک اعلان کیا ، واضح ایک لائن دی تھی لیکن اس پر عملدرآمد نہیں ہوا جس کے بعد عوام میں اب یہ شدید اضطراب ہے کہ کیا کریں کس کے پاس جائیں ۔

مسٹر سپیکر : کس چیز کی قیمت بڑھی ہے جس پر اضطراب ہے ۔

چوھدری امان اللہ لک : گوشت کی عرض کر رہا ہوں مثال کے طور پر ۔

مسٹر سپیکر : اگر گوشت کی قیمت بڑھی ہے Then I would not have entertained it.

چوھدری امان اللہ لک : جی گوشت کی ۔

Mr. Speaker. This is an isolated item.

چوہدری امان اللہ لک : گوشت کی میں نے کہا ہے گوشت کے متعلق ہے ۔

مسٹر سپیکر : آپ نے تو isolated item کہا ہے But I cannot shut my eyes. کل اس پر کوئی ممبر تحریک التوا لے آئے گا کہ گورنمنٹ نے گندم کی قیمت بڑھا دی ہے اور اس کے بعد ایک ممبر لے آئے گا کہ چاول کی قیمت بڑھ گئی ہے تو I cannot shut my eyes. میں اس کو اس طرح سے entertain کروں گا ۔ قصابوں نے کوئی خاص جرم کیا ہے کہ ان کے گوشت کی قیمت نہیں بڑھ سکتی ۔

چوہدری امان اللہ لک : میں نے عرض یہ کی تھی کہ اگر تو آپ کو اس پناہ پر منظور فرمالیں ۔

Mr. Speaker. What is the point involved in this ?

میں صرف اتنا پوچھنا چاہتا ہوں ۔

چوہدری امان اللہ لک : پوائنٹ تو اس میں یہ تھا کہ انتظامی امور کے سلسلے میں عوام اور تاجر پیشہ لوگ جو ہیں وہ احکامات کو ماننے کے لئے تیار نہیں ہیں یہ واقعات سنسنی خیز ہیں ۔

مسٹر سپیکر : بار بار دہرانے سے تو واقعات سنسنی خیز نہیں ہو جاتے ۔

چوہدری امان اللہ لک : اکنامک فیلڈ میں اگر آپ دیکھیں گے تو اگر آپ اس کو غیر اہم سمجھتے ہیں تو اس کو خارج فرما دیں میں اس کو بہت اہمیت دیتا ہوں ۔

مسٹر سپیکر : میں اس کو خارج نہیں کر رہا ۔

چوہدری امان اللہ لک : جس کا جو جی چاہتا ہے کرتا چلا جا رہا ہے ۔

Government has no check on the prices.

مسٹر سپیکر : آپ میری بات نہیں سمجھتے میں کیا کروں ۔ میں نے تو خارج ہونے کا نام نہیں لیا ۔ میں نے آپ سے یہ پوچھا ہے کہ آپ اس تحریک التواء کار میں کہنا کیا چاہتے ہیں کیونکہ مجھے ابھی تک اس میں سمجھ نہیں لگ سکی ۔

I would like to understand and then ask the Minister concerned.

آپ ابھی تک اس میں میری مدد نہیں کر سکتے ۔

چوہدری امان اللہ لک : وہ تو جناب کافی تفصیلاً لکھی تھی ۔

مسٹر سپیکر : اس میں ایک ہسٹری ہے ۔

چوہدری امان اللہ لک : دوسرا معاملہ جو ہے اس پر آپ غور فرما لیں اس کے بعد رولنگ فرما دیں کہ ٹیکسٹائل کمشنر کے انتباہ کے باوجود ان کی ساری کوششوں کے ان کی ہدایات پر عملدرآمد نہیں کیا گیا ۔

مسٹر سپیکر : مسٹر لاء منسٹر ! چیف منسٹر صاحب نہیں ہیں آپ ذرا اس پر غور کریں ۔ اس تحریک التواء میں یہ کہا گیا ہے کہ جو بھی گورنمنٹ ہدایات کر رہی ہے اکثر اس پر عملدرآمد نہیں کروا سکتی ۔ اگر میں صحیح سمجھا ہوں تو ان کو قیمت کے متعلق شکایت نہیں ہے ۔

چوہدری امان اللہ لک : قیمت کے متعلق شکایت نہیں ہے ۔ بلکہ اس حصے پر ہے کہ حکومت اس پر عملدرآمد نہیں کرا سکی ۔

مسٹر سپیکر : میں یہی سمجھنا چاہتا تھا کہ پھر کل کو یہ بڑی مصیبت ہوتی اگر قیمت کا اعتراض ہوتا تو میں اسے entertain نہ کرتا مجھے اس بات کا اندیشہ تھا کہ ہر چیز کے متعلق تحریک التواء آئے گی Half an hour is over. I will take it up tomorrow.

سال مختتمہ 31 دسمبر 1972 کے لئے حکمت عملی کے اصولوں کی پابندی اور ان پر عمل درآمد کے بارہ میں رپورٹ پر بحث

مسٹر سپیکر : اب اگلی آئٹم سال مختتمہ 31 دسمبر 1972ء کے لئے حکمت عملی کے اصولوں کی پابندی اور ان پر عمل درآمد کے بل میں رپورٹ پر بحث

ہے علامہ رحمت اللہ ارشد صاحب آپ اس پر بحث شروع کریں گے ۔

علامہ رحمت اللہ ارشد : ہماری طرف سے حاجی محمد سیف اللہ صاحب بحث کو شروع کریں گے ۔ ڈاکٹر عبدالخالق صاحب اور میرے درمیان طے یہ ہوا ہے کہ ہم دونوں آخر میں تقریر کریں گے ۔

مسٹر سپیکر : ٹھیک ہے ۔ کبھی مجھے بھی اعتماد میں لے لیں ۔ یہ گورنمنٹ کی طرف سے آئی ہے ۔

Haji Muhammad Saifullah Khan : I have moved that this should be discussed. I am the mover of the motion.

مسٹر سپیکر : یہ گورنمنٹ کی طرف سے آئی ہے ۔

Haji Muhammad Saifullah Khan : Report has been laid by the Government but as far as discussion on this Report is concerned, it has been demanded by me. The Government laid down the report on my Privilege Motion.

مسٹر سپیکر : اس طرح تو صرف پرائیویٹ ممبرز ڈے پر آ سکتا تھا فیصلہ یہ ہوا تھا ۔

The Government will itself bring the report before the House and fix a day for discussion.

حاجی محمد سیف اللہ خان : جناب والا ! یہ پرلیسپل آف پالیسیز ہیں یہ Constitutional requirement ہے اور Constitutional requirement کے تحت ایک معاہدہ کے تحت انہوں نے یقین دہانی کرائی تھی ۔

مسٹر سپیکر : معاہدہ والی بات ٹھیک ہے ۔

حاجی محمد سیف اللہ خان : جناب والا ! موشن تو وہی ہے ۔

مسٹر سپیکر : حاجی محمد سیف اللہ خان ۔

وزیر قانون : جناب والا ! اس پر مجھے اعتراض ہے وہ پیش نہیں کر سکتے ۔

مسٹر سپیکر : کیوں ؟

سال مختتمہ 31 دسمبر 1972ء کے لئے حکمت عملی کے اصولوں کی پابندی اور ان پر عمل درآمد کے بارہ میں رپورٹ پر بحث

وزیر تعلیم : جناب والا ! ہمیں کوئی اعتراض نہیں ہے وہ اپنی تقریر شروع کریں ۔

مسٹر سپیکر : حاجی محمد سیف اللہ خان ۔

حاجی محمد سیف اللہ خان : جناب والا ! آج جس رپورٹ کو ہم اس معزز ایوان میں زیر بحث لا رہے ہیں وہ آئینی تقاضوں کو پورا کرتے ہوئے اور آئین کے تحت قائم کردہ ان ذمہداریوں سے عہدہ برآ ہونے کے لئے جو حکومت کے سپرد آئین کے تحت اس صوبہ کو چلانے کے لئے کی گئی تھیں ان کو زیر بحث لانا مقصود ہے ۔

جناب والا ! اصولی طور پر ہر مہذب اور جمہوری معاشرہ میں یہ لازم قرار دیا جاتا ہے اور اس سے ہی جمہوریت کا آغاز یا جمہوریت کا اظہار ہوا کرتا ہے کہ کونسا صوبہ کس حد تک جمہوری ہے وہ اس صورت میں ہو سکتا ہے جب اس کی کارکردگی پوری طرح سے اس ایوان میں زیر بحث لائی جا سکے اور یہ پروویژن جو آئین میں رکھی گئی ہے وہ میں سمجھتا ہوں کہ حکومت کو ایک لگام دینے کے مترادف ہے تاکہ حکومت بے لگام گھوڑے کی طرح نہ چلتی رہے ۔ حکومت اپنی من مانی کاروائیاں نہ کرتی رہے ۔ حکومت آئین اور قوانین سے بالاتر اپنے آپ کو نہ سمجھتی رہے بلکہ جو پابندی جو ضوابط جو قوانین عوام کے لئے نافذ ہیں ان پر پوری طرح عہدہ برآ ہونے کے لئے حکومت کو جوابدہ رکھا گیا ہے ۔ اس مقصد کے تحت جناب والا ہمارے عبوری آئین اور اس مستقل آئین میں ایک خاص دفعہ رکھی گئی ہے اور جسے حکمت عملی کے اصولوں کا نام دیا گیا ہے اور وہ حکمت ملی کے اصول ایسے ہیں جن میں حکومت کی تمام کارکردگی کی اساس موجود ہے ۔

جناب والا ! کہنے کو تو یہ ایک عام اور چھوٹی سی رپورٹ ہے ۔ دیکھنے کو تو یہ چند صفحوں پر مشتمل ایک کاغذی کارروائی ہے مگر اس کی اہمیت کا اگر آپ اندازہ لگائیں تو آپ کو احساس ہوگا کہ آئین نے ہماری حکومت کے سپرد کیا کیا فرائض کئے تھے ۔ آئین نے ہماری حکومت پر کیا

کیا ذمہ داریاں ڈالی تھیں کہ وہ اس صوبہ کے عوام کے لئے سال 1972ء میں کیا کیا فرائض انجام دے۔ پیشتر اس کے کہ میں حکومت کی رپورٹ کو زیر بحث لاؤں میں اس ایوان کے فاضل ممبران کی آگاہی کے لئے یہ واضح کر دینا ضروری سمجھتا ہوں کہ ہم نے کن کن چیزوں کی جوابدہی کرنی ہے۔ ہم نے کس کسوٹی پر حکومت کو جانچنا ہے کہ حکومت آئین کے تحت عائد کردہ ذمہ داریوں سے اس سال میں کس حد تک عہدہ برآ ہوئی ہے۔

جناب والا! سب سے پہلی جو ذمہ داری آئین نے حکومت کے اوپر ڈالی وہ یہ تھی کہ حکومت اس صوبہ کے عوام کے لئے اسلامی طریقہ زندگی اپنانے کے مواقع فراہم کرے گی۔ اس صوبہ کے عوام کو اسلامی زندگی اپنانے اس پر عمل پیرا ہونے اور اس کے لئے ایسے قوانین بنانے کے لئے کوشش کرے گی جو نہ صرف اسلام کے عین مطابق ہوں بلکہ اسلام کے خلاف کوئی بھی قانون اس صوبہ میں مسلط اور نافذ نہیں ہو سکتا۔ جناب والا! اب ہم نے دیکھنا ہے کہ حکومت نے اپنی رپورٹ میں کیا کیا کارگزاریاں دکھلائی ہیں۔ اس کے ساتھ ساتھ آئین نے حکومت کے اوپر یہ بھی ذمہ داری ڈالی ہے کہ بلدیاتی اداروں کا فروغ مملکت متعلقہ کے منتخب نمائندوں پر مشتمل بلدیاتی اداروں کی حوصلہ افزائی کرے گی اور ایسے اداروں میں کسانوں کو مزدوروں کو اور عورتوں کو نمائندگی دی جائے گی۔ تیسری جو ذمہ داری آئین نے اس حکومت پر ڈالی تھی جو سال 1972ء میں اس حکومت نے پوری کرنی تھی وہ یہ تھی کہ حکومت نے علاقائی اور اس قسم کے دوسرے تعصبات کی حوصلہ شکنی کرنا تھی۔ اس کے علاوہ قومی زندگی میں عورتوں کی مکمل شمولیت خاندان وغیرہ کا تحفظ اقلیتوں کا تحفظ سماجی انصاف کا فروغ اور سماجی برائیوں کا خاتمہ عوام کی معاشی اور سماجی فلاح و بہبود کا فروغ، مسلح افواج میں عوام کی شرکت، عالم اسلام میں رشتے استوار کرنا اور بین الاقوامی امن کو فروغ دینا۔ یہ ہیں جناب والا وہ فرائض جو آئین نے حکومت کے اوپر ڈالے۔ جن سے عہدہ برآ ہونے کے لئے حکومت کو جوابدہ قرار دیا گیا کہ عوام کے منتخب نمائندے حکومت سے یہ سوال کر سکیں کہ آپ نے اپنے عہد میں اس سال کس حد تک ان ذمہ داریوں کو پورا کیا ہے۔

وزیر قانون : جناب سپیکر یہ رپورٹ 1972ء کے متعلق ہے جو عبوری آئین کی requirement کے مطابق ہے ۔ میرے فاضل دوست زیادہ دستور کا حوالہ دے رہے ہیں ۔ یہ رپورٹ 1972ء کے متعلق ہے اس لئے یہ اپنی بحث کو 1972ء تک محدود رکھیں گے اور عبوری آئین تک محدود رکھیں ۔

حاجی محمد سیف اللہ خان : جناب والا ! اگر یہ رپورٹ آئین کے آرٹیکل 27 کے تابع پیش کی جاتی تو یقینی طور پر ہمارا دائرہ اختیار عبوری آئین تک محدود رہتا ۔ کیونکہ یہ رپورٹ جو میرے سامنے پڑی ہے اور جو اس ایوان میں پیش کی گئی ہے اس میں واضح طور پر لکھا گیا ہے کہ اسلامیہ جمہوریہ پاکستان کے آئین کے آرٹیکل 29 کے حوالہ سے اس ایوان میں رکھی گئی ہے انہوں نے اپنی کارگزاریاں مستقل آئین کے تحت جانچ کر ہمیں دی ہیں تو ہم پر یہ کیسے پابندی لگا سکتے ہیں کہ ہم عبوری آئین تک محدود رہیں ۔ یہ جواب وہ دے دیں ان کی پیش کردہ رپورٹ ہے ۔

(اس مرحلہ پر مسٹر ڈپٹی سپیکر کرسی صدارت پر متمکن ہوئے)

بیگم ریحانہ سرور (شہید) : جناب رپورٹ آرٹیکل (3) 27 کے تحت پیش کی گئی تھی لیکن اس وقت موجودہ آئین کے آرٹیکل (3) 29 کے تحت پیش کی گئی ہے اور اس پر ڈسکشن جاری ہے کیونکہ یہ جو نیا آئین ہے یہ عبوری آئین کو support کرتا ہے ۔

مسٹر ڈپٹی سپیکر : بیگم صاحبہ یہ آرٹیکل 27 مستقل آئین کا ہے یا عبوری آئین کا ۔

بیگم ریحانہ سرور (شہید) : آرٹیکل 27 عبوری آئین کا ہے ۔ جناب والا ! اس کے مطابق تو رپورٹ ہاؤس میں پیش کی جا چکی ہے لیکن نئے آئین کے آرٹیکل 29 کلاز 3 کے تحت 1972ء کی رپورٹ پر اس ہاؤس میں بحث ہو رہی ہے

This is the position, and also according to rule 105 of the Rules of Procedure, the report in the Principles of policy is under discussion today.

Mr. Deputy Speaker : Haji Sahib, please continue with your argument.

حاجی محمد سیف اللہ خان : شکریہ ۔ جناب والا ! آج اس ایوان میں ہم جس دور کی کارگزاریوں کو سامنے رکھ رہے ہیں جس دور کی ذمہ داریوں کی ہم جوابدھی کر رہے ہیں یہ وہ دور تھا 1972ء کا جب عوام کے منتخب نمائندوں نے عوامی حکومت کا لبادہ اوڑھ کر اس صوبہ پر مسلط ہونے کی کوشش کی ۔ جب عوامی نمائندے کی حیثیت سے انہوں نے اپنے آپ کو اس صوبہ میں روشناس کروایا ۔ جب انہوں نے عوام کو یہ تاثر دیا کہ اب اس صوبہ کے حاکم عوام ہیں ۔ میں اس دور کی جناب والا ! رپورٹ اس ایوان میں ڈسکس کر رہا ہوں جس میں اسمبلیوں کے انتخابات کے لئے عوام کی رائے کو کوئی اہمیت نہ تھی ۔ قالون ان الفاظ کا نام تھا کہ جو حاکم کی زبان سے نکلیں اور آئین موم کی ناک کی طرح کہ حکومت جس طرف چاہے موڑ سکتی تھی اور پنجاب کی حیثیت ایک جیتی جاگتی جاگیر کی سی تھی ۔

جناب والا ! غنڈہ گردی ۔ دھاندلی ۔ جبرو تشدد ۔ رشوت ستانی ۔ اور عصمت دری کا دور دورہ تھا ۔ طلبہ کے پر امن جلوس جو وفد کی صورت میں گورنمنٹ ہاؤس گئے انہیں چھانگا مانگا کے جنگلوں میں بے یارو مدد گار چھوڑا گیا ۔ طلباء کے رہنماؤں کے جیلوں میں ننگے جلوس نکالے گئے ۔ جناب والا ! علماء دین کی بے حرمتی کرکے ان کی ڈاڑھیاں نوچ کر ان کے ساتھ فحاشہ عورتوں کو لٹایا گیا ۔ اور سب سے بڑھ کر مجھے جو اس رپورٹ میں دکھائی دے رہا ہے وہ ڈاکٹر نذیر احمد شہید کے خون کے سرخ چھینٹے ہیں جو اس دور کی یادگار ہیں اور جو اس سال کی یادگار ہیں اور سال کی کارکردگی میں ایوان میں زیر بحث لا رہے ہیں ۔

جناب والا ! ہو سکتا ہے کہ موجودہ حکمران موجودہ برسر اقتدار لوگ اس بارہ میں خوش ہوں کہ ہم پر کوئی ذمہ داری نہیں پڑ رہی ۔ ہم اس ذمہ داری سے عہدہ برآ ہیں ۔ اس وقت ہم جوابدہ نہیں تھے اور نہ ہم سے کسی قسم کی کوئی غلط کارکردگی ہوئی ۔ میں یہ نہیں مانونگا میں کسی فرد کو یہاں commend نہیں کر رہا ۔ میں کسی فرد کی حیثیت کو یہاں زیر

سال مختتمہ 31 دسمبر 1972ء تک کے لئے حکمت عملی کے اصولوں کی پابندی اور ان پر عمل درآمد کے بارہ میں رپورٹ پر بحث

بحث نہیں لا رہا ۔ میں اس جماعت کو زیر بحث لا رہا ہوں جس کی حکومت اس صوبہ پر رہی ہے اور جس کے دور میں یہ سب کچھ ہو رہا ہے اور اس حکومت کے آج کے برسر اقتدار بعض وزراء بھی اس وقت موجود تھے اور وہ اس حکومت میں شریک تھے اس لئے آپ اس بارہ میں بھی آسانی سے پیچھا نہیں چھڑا سکتے کہ جی صاحب ! ہمارے دور کی بات کیجئے ۔ جناب والا ! وہ بھی کریں گے جب 74-1973 کی پالیسی زیر بحث آئے گی ۔ 75-1974 کی پالیسی زیر بحث آئے گی اب اب یہ جو سوال پیدا ہوا یہ ایک کمیدی چیز تھی ۔ اب میں حکومت کی کارگزاریوں پر آتا ہوں کارکردگیوں پر آتا ہوں جو آئین کے تقاضے پورے کرتے ہوئے انہوں نے اس صوبہ کے عوام کے لئے کیا ۔

جناب والا ! آئین نے ان پر ذمہ داری ڈالی ہے کہ آپ اس صوبہ میں اسلامی نظام نافذ کریں ۔ آئین نے ذمہ داری ڈالی ہے کہ آپ اس صوبہ کے عوام کے لئے وہ حالات پیدا کریں جو انہیں اسلامی زندگی بسر کرنے میں مدد دیں جناب والا ! حکومت نے اسلام کے لئے کیا تو کیا کیا ۔ علماء کی اکیڈیمی جو آپ سے پہلے قائم ہو چکی تھی آپ کا کارنامہ نہیں ہے جامعہ اسلامی بہاولپور جو آپ کی حکومت کی پیدائش سے قبل معرض وجود میں آ چکی تھی یہ سب اب آپ اپنے کارناموں میں شامل کر رہے ہیں ۔ یہ ہے جناب والا ! وہ اسلامی کارگزاریاں جو آپ نے اسلام کو فروغ دینے کے لئے کیں ۔ جناب والا ! یہ دور وہ با اختیا دور تھا جس میں اتنے اختیارات بھی اس وقت کی حکومت کو حاصل تھے کیا انہیں اسمبلیوں کی بھی ضرورت نہیں تھی ۔ اس دور کا ایک اچھا خاصہ حصہ مارشل لاء کی شکل میں گزرا ۔ اگر وہ چاہتے تو بغیر کسی رکاوٹ کے وہ اس قسم کی چیزیں مہیا کر سکتے تھے ۔ مگر ان سے صوبہ کو محروم رکھا گیا ۔ جناب والا ! آئین تو کہتا ہے اس صوبہ میں اسلام کے خلاف اور قرآن اور سنت کے خلاف کوئی قانون نافذ نہیں کیا جائے گا ۔ کیا آپ نے یہ فرض ادا کیا ؟ کیا آپ نے کبھی محکمہ اوقاف یا لاء ڈیپارٹمنٹ سے یہ پوچھا ہے کہ ہمیں اس بارے میں آگاہ کیا جائے ۔ کیونکہ

ہم پر ذمہ داری ہے کہ کوئی قانون صوبہ میں اسلام کے خلاف نہ بن جائے ؟ نہیں ۔ قطعاً نہیں ، اگر ایسا کیا ہوتا تو اس بات کا اظہار اس رپورٹ میں ہوتا ۔ جناب والا ! اس کی ترمیم کرنا اس کی تنسیخ کرنا تو آپ کا فرض ہے ۔ ایسے قوانین بھی اس صوبہ میں موجود ہیں حالات اور واقعات شاہد ہیں ۔ چاہے یہ قوانین جس وقت کے ہوں چاہے یہ ایوب خاں کے وقت کے ہوں بہر حال ان کی ترمیم کرنا آپ کا فرض ہے ۔ ایسے قوانین بھی جناب والا ! موجود ہیں کہ کوئی شخص شریعت کے مطابق اپنی بیوی کو طلاق نہیں دے سکتا ۔ کوئی شخص اپنی ازواجی زندگی شریعت کے مطابق نہیں بسر کر سکتا ۔ جناب والا ! اس میں مداخلت تسلیم کی گئی ہے جس کو آپ نے روا رکھا ۔ جس کو آپ نے اپنایا جس کو آپ نے سینہ سے لگایا چاہے وہ جس دور کا بھی قانون تھا مگر آپ نے اسے اپنے سینہ سے لگایا ہے شریعت تو یہ کہتی ہے ۔ آقائے نامدار تو یہ کہتے ہیں ۔

Mrs. Syeda Abida Hussain : On a point of order. Sir, I would like to point out that the laws the Hon' ble Member is referring to were discussed and debated at length and finally sanctioned by the Council for Islamic Ideology, which is considered to be a paramount body related to Muslim Laws in our country. Therefore, that is no longer a matter of dispute.

Mr. Deputy Speaker : Please keep it in mind that it had already been debated.

حاجی محمد سیف اللہ خان : نہیں جناب ہرگز نہیں ، یہاں پر تو میں نے دیکھنا ہے کہ ہم اسلامی زندگی کس طریقہ سے بسر کر رہے ہیں اور ہمیں اس کے لئے کیا مواقع میسر ہونے چاہئیں ۔ جو چیز بھی شریعت کے خلاف سمجھوں گا میں اسے زیر بحث لاؤں گا ۔ جو اس کے حق میں سمجھوں گا اسے بھی میں بیان کروں گا ۔ میں نہیں کہتا کہ یہ عائلی قوانین پتہ نہیں کس کونسل نے پاس کئے اس میں علماء بھی موجود ہیں ۔ دلیا بھی موجود ہے اور دیکھ رہی ہے کہ کیا چیز اسلام کے خلاف ہے ۔ ہم تو جناب والا ! صرف قرآن اور سنت کو مانتے ہیں اور کسی چیز کا حوالہ دینا نہیں چاہتے ۔ آپ خود ہی

انصاف کریں ۔ آپ خود ہی فیصلہ کریں کہ کس شریعت میں یہ اجازت ہے کہ آپ کسی مرد پر یہ پابندی عائد کریں کہ وہ بغیر اجازت کے دوسری شادی نہیں کر سکتا ۔ کس شریعت میں لکھا ہے کہ آپ طلاق چیئرمین کی اجازت کے بغیر حاصل نہیں کر سکتے ۔ کس شریعت میں ہے کہ پوتے کو وراثت دادا کی مل جائے ؟

Mrs. Syeda Abida Hussain : Point of information Sir. I would like to ask the Hon'ble Member through you Sir, whether he would like to state on the floor of the House that he doesn't recognize the Council for Islamic Ideology as the supreme body related to all matters of interpretation as devised by the State of Pakistan. Is he making a categorical statement on this ?

Makhdum Syed Hassan Mahmud : Sir, I would like to intervene. Sir, the Council for Islamic Ideology can in no case be considered as a final authority on matters of Islam. Islam will be interpreted by the Muslims according to the Qur'an and Sunnah and there can be no superior body formed by the Muslims as such.

علامہ رحمت اللہ ارشد : جناب والا ! میں آپ کی اجازت سے ایوان کی اطلاع کے لئے عرض کرنی چاہتا ہوں ۔ جن عائلی قوانین کے متعلق جناب حاجی محمد سیف اللہ خان صاحب نے حوالہ دیا ہے ان عائلی قوانین کے متعلق 1961ء میں ویسٹ پاکستان اسمبلی unanimously ریزولیوشن پاس کر چکی ہے کہ عائلی قوانین ختم کر دینے چاہئیں ۔ جس طرح سے مسٹر یحییٰ خان نے بہانہ تلاش کیا تھا ون یونٹ کو disintegrate کرنے کے لئے "کہ یہ تو ویسٹ پاکستان اسمبلی نے پاس کیا تھا" ۔ اگر جناب والا ! اس کے بعد مارشل لاء نہ لگتا تو ویسٹ پاکستان disintegrate ہوگیا ہوتا اور اس طرح سے یہ ریزولیوشن بھی unanimously منظور ہوا تھا کہ عائلی قوانین کو منسوخ کر دیا جائے یہ قرآن اور سنت کے خلاف ہیں ۔

مسٹر ڈپٹی سپیکر : پوائنٹ آف آرڈر یہ ہے کہ 1972ء کی رپورٹ زیر بحث ہے ۔

Makhdumzada Syed Hassan Mahmud: That was not a point of order; it was a point of information.

علامہ رحمت اللہ ارشد : جناب والا ! جہاں تک میں سمجھتا ہوں حکمت عملی کے اصول ہیں اس میں جو کچھ لکھا گیا ہے اس کا خلاصہ اس کا ماحصل یہ ہے کہ صوبہ میں جس کو یہ حکومتی اختیارات حاصل ہیں ۔ وہ عام مسلمانوں کی زندگی کو اسلام کے ڈھانچے میں کس طرح ڈھالیں ۔ اور اس کی مساعی جمیلہ کیا ہونی چاہئے ۔ ہم اس کو زیر بحث لا رہے ہیں ۔ اس کا دائرہ کار بہت وسیع ہے ۔ ہم نے تو ہر اس چیز پر بحث کرنا ہے جو خلاف شریعت ان کو وراثت میں ملی ہے یا انہوں نے اس کو ٹھیک نہیں کیا ۔ کیونکہ کل بھی پیپلز پارٹی کی حکومت تھی اور آج بھی پیپلز پارٹی کی حکومت ہے ۔ ان سے جو غلطیاں ہوئی ہیں اور انہوں نے اس کی اصلاح نہیں کی یا انہوں نے ایسے احکامات جاری کئے ہیں جو خلاف شریعت تھے ۔ یا جو اسلام اور سنت کے خلاف تھے ۔ ان کو زیر بحث لایا جا سکتا ہے ۔

مسٹر ڈپٹی سپیکر : ٹھیک ہے ۔

حاجی محمد سیف اللہ خان : جناب والا ! میں پوچھنا چاہتا ہوں وہ کون سی شریعت ہے جو باپ کو اس کے حق سے روک سکتی ہے کہ وہ جس وقت بھی چاہے اپنی نابالغ لڑکی کا نکاح کر سکے وہ کون سی شریعت ہے جو صرف نکاح کو اس وقت اجازت دیتی ہے جب لڑکی کی عمر سولہ سال کی ہو اور لڑکے کی عمر 18 سال کی ہو ۔ جناب والا ! وہ کون سی شریعت ہے جو پوتے کو دادا کی وراثت کا حق دار سمجھتی ہے ۔ کیا آپ زیادہ مصلح آ گئے ہیں ؟ کیا آپ زیادہ شریعت کو سمجھنے لگ گئے ہیں؟ کیا آقائے نامدار محمد الرسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے سامنے یہ دور نہیں تھا ؟ یہ حالات نہیں تھے ۔ ہر چیز کو سامنے رکھتے ہوئے انہوں نے فرمایا ہے ۔

الیوم اکملت لکم دینکم واتممت علیکم نعمتی

کے تحت یہ دین قیامت تک رہے گا جس میں نہ آپ ترمیم کر سکتے ہیں اور نہ تنقید کر سکتے ہیں ۔ دین بھی میں تنسیخ کی گئی ۔ دین بھی میں ترمیم کی گئی اور جب آپ کو موقع ملا ۔ جب آپ کے ہاتھ میں حکومت آئی آپ نے اس کی اصلاح کے لئے کوئی ضرورت محسوس نہیں کی ۔ بارہا عوام نے مطالبہ کیا لوگوں نے واویلا کیا لوگ چیختے رہے آپ جا کر دیہاتوں میں حالت دیکھیں میں نہیں کہتا کہ شہروں کی عورتوں کو کیا سہولیات میسر ہیں ۔ جہاں تک تمام دیہات کا تعلق ہے ۔ غریب کسان ۔ غریب کاشتکار کا تعلق ہے ۔ غریب عورتوں کا تعلق ہے ۔ وہ تو زنجیروں میں جکڑ کر رہ گئے ہیں اور کسی غریب کو یہ طاقت نہیں ہے کہ وہ اپنی لڑکی کا جس وقت کہ وہ شریعت کے مطابق بالغ ہو جائے ۔ اس کا نکاح کرے ۔ اس کے خلاف مقدمے درج کئے جاتے ہیں ۔ چالان کئے جاتے ہیں ۔ ان کو عدالتوں میں بھیجا جاتا اور پھر کہا جاتا ہے ۔ ہے کہ ہم ان کو اسلامی زندگی بسر کرنے میں مدد دے رہے ہیں ۔ یہ ہے کارگزاری جناب والا ! اس دور کی جس میں حکومت کچھ کر سکتی تھی مگر اس نے اس کی طرف توجہ نہیں دی ۔

اس کے علاوہ اور بھی ایسے بہت سے قوانین ہیں جناب والا ! عصمت دری کے قوانین ہیں ۔ آپ کی تجاویزات میں ایسے قوانین موجود ہیں ۔ عدالتوں میں روز مرہ ایسے واقعات پیش آتے ہیں ۔ خاوند رو رہا ہے اور لڑکی اپنے آشنا کے ساتھ بھاگ رہی ہوتی ہے ۔ اور عدالت کا کنسٹیبل بھی اسی قانون کے تحت نگرانی کے لئے جا کر اس کو گھر تک پہنچا کر آتا ہے ۔ یہ جی آزاد مرضی ہے ۔ یہ خود مختار ہے ۔ یہ کس شریعت میں ہے ؟ کہاں آپ نے اس کی اصلاح کے لئے کوئی قدم اٹھایا ہے ؟ کسی کی بھینس اگر چوری ہو جائے ۔ کسی کا کتا اگر چوری ہو جائے ۔ کسی کی ادنیٰ سے ادنیٰ چیز چوری ہو جائے ۔ اس کے لئے پرچہ بھی ہو جاتا ہے ۔ پولیس بھی اس کے لئے ہاتھ ڈالنا شروع کر دیتی ہے ۔ اس کے خلاف تعزیری کارروائیاں ہوتی ہیں ۔ اگر کسی کی عصمت لوٹ لی جائے ۔ کسی کی بیوی اغوا کر لی جائے ۔ کسی کی عزت برباد اور تباہ کر دی

جائے۔ تو آپ کی پولیس بے بس ہے۔ اس کے لئے آپ کے پاس کسی قسم کا کوئی قانون نہیں ہے۔

Mr. Deputy Speaker : Begum Syeda Abida Hussain on her point of order please.

Mrs. Syeda Abida Hussain : Point of order, Sir. The honourable member is referring to women as the possession of men. He is equating them with cows, buffalows and animals and, as a woman-member of this House, I demand an apology and retraction of that statement from the member. We are not equal to cows, we are not equal to buffalows. We are human beings and the Constitution guarantees us our fundamental, basic human rights.

(*applause*)

حاجی محمد سیف اللہ خان : جناب والا ! یہ تالیاں آپ ضرور بجائیں۔ مجھے فخر ہے کہ عورتوں کو جتنا مقام۔ جتنا مرتبہ۔ جتنا درجہ۔ جتنی آزادی۔ اور جتنا احترام اسلام نے دیا۔ میرے دین نے دیا۔ کسی اور مذہب نے نہیں دیا۔ اور میں وہی status اور وہی آزادی عورتوں کے لئے چاہتا ہوں۔ وہی عزت چاہتا ہوں۔ وہی احترام چاہتا ہوں جو ہمارے اسلام نے متعین کیا ہے۔ اس سے بڑھ کر یا اس سے کم کرکے کوئی زیادہ آزادی اگر آپ کہیں گے۔ تو میں نہیں کہوں گا کہ وہ آئین کے مطابق ہوگا۔ یہ وہ اسلامی تقاضوں کو پورا کرے گی۔

Mrs. Syeda Abida Hussain : On a point of personal explanation. It is entirely within the injunctions of Islam for a woman to exercise her choice to choose her partner in life. When the member earlier stated that it is a cruelty that it is being inflicted on man ; because he possesses woman and as her possessor can dictate unto her choice, he is in that case mis-interpretting the spirit of Islam. The spirit of Islam allows woman to exercise her perfectly free choice.

Makhdumzada Syed Hassan Mahmud : I think we should not interfere in each other's speeches. These are matters of views and every member of this House has the freedom to give his own interpretation. Instead of this cross-questioning and cross-examination, it is better that he should finish his speech and then the other member, be it a lady or a man, should express his/her views.

مسٹر ڈپٹی سپیکر: حاجی صاحب وہ جو اعتراض تھا ۔ اس کا آپ نے جواب نہیں دیا ۔

حاجی محمد سیف اللہ خان : جناب والا ! انہوں نے سمجھا ہی نہیں ۔ تو میں جواب کیا دوں ۔ میں نے تو یہی کہا ہے ۔ میں نے یہ کب کہا ہے کہ عورتوں کو گائے کی طرح رکھیں ۔ میں نے کب کہا ہے ۔ کہ وہ جانوروں کی زندگی بسر کریں ۔ میں نے کب کہا ہے کہ ان کی آزادیاں سلب کریں ۔ میں نے تو کہا تھا کہ خاوند کو چھوڑ کر جب وہ آشنا کے ساتھ جاتی ہے ۔ مجھے بتائیں کہ کون سا قانون ۔ کون سی آزادی کونسا اسلام اجازت دیتا ہے ۔ اور پھر عدالت کہتی ہے ۔ کہ نہیں خاوند کھڑا رہے ۔ اور عورت کی goodwill ہے ۔ کہ وہ آشنا کے ساتھ جائے ۔ مجھے بتائیں ۔ کہ کیا یہ غلط ہے ۔

Mr. Deputy Speaker : The objection was on the sentence "as if they were in the possession of man."

حاجی محمد سیف اللہ خان : مجھے وہ فقرہ بتائیں ۔ جو غلط تھا ۔

Mr. Deputy Speaker : Would you please quote the sentence uttered by Haji Muhammad Saifullah Khan ?

Mrs. Syeda Abida Hussain I regret I don't have a photographic memory. Probably, the record would be able to show exactly what I have objected to. However, in reference to Makhdum Sahib's comment that the speaker should be

allowed to continue with his speech, I would like to point out that the speaker should also keep in view that he should not tread upon the sentiments and injure the feelings of some members of this House. Since six of us women representatives are seated here, we object to these attacks which tantamount to injuring our feelings.

Mr. Deputy Speaker : I have already ruled that out. The other point is the portion of Haji Sahib's speech that you have objected to.

Mrs. Syeda Abida Hussain : As I have already said, I am afraid, I am not able to quote precisely what the speaker said but what it occurred to me as was the parallel that he was drawing. He was saying that although man has the right to dispose of his cows, buffalows and other possessions but he has no right to impose his will in a like manner upon women. It is the spirit of this comment that I have objected to.

وزیر قانون : جناب سپیکر ! میں جناب کی خدمت میں عرض کر سکتا ہوں کہ یہ وہ فقرے تھے جہاں حاجی صاحب نے یہ کہا تھا کہ اگر کسی شخص کی کوئی چیز گم ہو جائے - پھر چیزوں کی تفصیل میں انہوں نے گائے ، بھیڑ اور کتے کی مثال دی تھی - اور اس کے بعد عورت کا نام بھی لیا تھا - یہ چیز قابل اعتراض تھی - جس پر بیگم سیدہ عابدہ حسین نے اعتراض کیا تھا - وہ چاہتی ہیں کہ ان الفاظ کے متعلق وہ ہاؤس سے معذرت چاہیں - یا انکو کارروائی سے حذف کیا جاوے -

حاجی محمد سیف اللہ خان : جناب والا ! اس لئے نام لیا گیا تھا - میں نے مثال دی تھی - اور اس میں عورت کا درجہ بتایا تھا کہ عورت کو اتنا حقیر سمجھا گیا ہے اس قانون میں کہ اگر عورت کے ساتھ کوئی بے عزتی کی جاوے کسی کی عصمت لوٹی جاوے - کسی کو اغوا کیا جاوے - تو آپ کے قانون کے پاس کوئی مداوا نہیں ہے کہ آپ جاکر اس کے خلاف پولیس میں کوئی پرچہ دے دیں - مگر اس کے بر عکس یہ چھوٹی چھوٹی

چیزیں جناب والا ! اگر گم ہو جائیں تو ان کے خلاف پرچہ ہو جاتا ہے - اگر میرے سامنے یہ مثال نہ ہوتی کہ فاضل وزیر قانون کے ساتھ کوئی نا انصافی ہونے کی صورت میں پولیس کارروائی نہ کرتی - تو میں اس کے فوراً بعد ان کا نام لیتا - مگر چونکہ ایسی کوئی چیز نہیں تھی - عورتوں کے ساتھ یہ ظلم ہوا تھا - اس لئے مجھے ان کا نام لینا پڑا میں معذرت کے ساتھ عرض کروں گا کہ میں ان کا نام چھوڑ گیا ہوں -

Mrs. Syeda Abida Hussain : I am afraid that the honourable member, Haji Muhammad Saifullah Khan, does not represent women in this House and, therefore, he must give us due hearing. The women representatives in this House object to being equated with chattels, live-stock and other such possessions with which they have been equated. We demand retraction of that portion of Haji Sahib's speech. If he is not willig to make such a retraction let him say that he did not say it. Let him say that he does not consider womenhood important enough to tender an apology. He would be within his right to take that view but let him not try to get out of a comparison which he did make on the floor of this House.

Chaudhry Muhammad Yaqub Awan : My sister has stated that Haji Muhammad Saifullah has no right to represent women and, I think, this allegation is applicable to all the male members of this House. I am really very sorry to say that my sister does not realise that half of our voters were women and we represent them. I think my sister should please withdraw these words that we do not represent women.

مسٹر ڈپٹی سپیکر : حاجی صاحب - آپ if اور but لگا کر اس بات کو ختم کریں - اگر ان کے جذبات کو ٹھیس پہنچی ہے تو آپ ختم کریں -

حاجی محمد سیف اللہ خان : جناب والا ! میں نے ایسی کوئی چیز کہی ہی

نہیں ۔ وہ اگر غلط سمجھیں ۔ تو میں اس کا ذمہ دار نہیں ہوں ۔ جتنا احترام میرے دل میں عورت کا ہے ۔ جتنی عزت میرے دل میں عورتوں کی ہے ۔ اتنی شاید ان کی اپنی sect کے مطابق نہیں ہوگی ۔ میں تو یہ کہہ رہا تھا کہ اسلام نے جو مقام اور احترام عورت کو بخشا ہے ۔ وہ اس حکومت کو چاہئے کہ اس کی اس کے مطابق implementation کرے ۔ اس میں اگر کوئی چیز غلط ہے ۔ تو وہ بتا دیں ۔

Mrs. Syeda Abida Hussain. It is this very style of the orator that treads upon the sentiments of some members of this House. He just said that he feels for women what perhaps I don't feel for woman kind, and by making that statement, again, he has managed to injure my sentiments. However, I will let it pass since this is a personal injury. But I will take up the former which is not a personal injury but an injury inflicted upon all the women, and I apologise also, while I am speaking, to the hon'ble Member who pointed out that they represent the women. Yes, they do represent whomen but because they themselves are aware of the fact that they are not able to represent woman well-enogh within the House, they themselves have created reserved seats for women where women can come and represent themselves. Therefore, they themselves created a sub- section within this House which only enunciates their tendencies I demand again and I request of the hon'ble Member, Haji Mahammad Saifullah Khan ; I take his words for it that he has regard for womenhood, that he should retract and withdraw from that statement which is very detrimental to the honour of women.

Haji Muhammad Saifullah Khan : The statement should be quoted. What sort of statement she is pointing out ?

Chaudhry Muhammad Yaqoob Awan : Point of infor mation Sir. Just for a second. I will submit that my sisters, all the six of them, they represent men and not women. We have

elected them. We have voted for them. (Laughter and applause) We are the representatives who really represent the woman.

Begum Rehana Sarwar (Shaheed). Nobody elected me. I was elected unopposed.

بیگم آباد احمد خان : جناب والا ! ہمیں اس طرح کے الیکشن پسند نہیں ۔ ہم کھلے الیکشن میں آنا چاہتی ہیں ۔ ہم غلامی نہیں کرنا چاہتیں ۔ ہمیں یہ قطعی پسند نہیں ہے کہ ہمیں خیراتی سیٹ دی جائے ۔

سید تابش الوری : جناب سپیکر ! اگر یہ حق خواتین کو دے دیا جاتا تو مجھے یقین ہے کہ یہ منتخب نہ ہو سکتیں ۔

بیگم آباد احمد خان : جناب والا ! اسمبلی کی کارروائی اتنی گندی ہے کہ مجھے غیرت آ رہی ہے کہ میں نے یہ سیٹ کیوں لے رکھی ہے ۔

علامہ رحمت اللہ ارشد : جناب سپیکر ! میں عرض کروں گا کہ محترمہ بیگم آباد احمد خان اپنے یہ الفاظ "اسمبلی کی کارروائی اتنی گندی ہے" واپس لیں اور اس کے بعد ہاؤس کی کارروائی جاری رکھی جائے ۔

بیگم آباد احمد خان : جناب والا ! میں یہ الفاظ واپس لیتی ہوں کیونکہ اسمبلی کی عزت میرے دل میں بہت ہے ۔ ہم نے جو امید باندھی تھی کہ کچھ اخلاص سے خدمت کریں گے لیکن کئی فاضل ممبر ایک دوسرے پر چوٹیں کرتے ہیں اور اسمبلی کی توہین کرتے ہیں ۔ میں اس ہال کی عزت کرتی ہوں ۔ احترام کرتی ہوں ۔ میں صرف یہ چاہتی ہوں کہ اس ہاؤس کا احترام قائم رہے ۔ میں دیکھتی ہوں کہ یہ احترام بہت کم لوگوں کے دل میں ہے ۔ میں اسمبلی کی توہین نہیں کرنا چاہتی ۔ یہ بڑی اونچی چیز ہے لیکن مجھے غلط طریقے پر چوٹیں کرنا اور ایک دوسرے کی توہین کرنا ، مضحکہ اڑانا ہرگز پسند نہیں ۔ مردوں نے بمشکل ایک سیٹ ڈپٹی پارلیمانی سیکرٹری کی عورتوں کو دی ہے مگر اس پر بھی اعتراض ہو رہا ہے ۔

(قطع کلامیاں)

وزیر قانون : پوائنٹ آف انفارمیشن ۔ جناب والا ! محترمہ بیگم آباد احمد خان نے "ڈپٹی پارلیمانی سیکرٹری" کے الفاظ استعمال کئے ہیں یہ ریکارڈ پر رہیں گے اس لئے ان الفاظ کی تصحیح کر دی جائے ۔

مسٹر ڈپٹی سپیکر : پارلیمنٹری سیکرٹری ۔

بیگم آباد احمد خان : جناب والا ! ٹھیک ہے ۔ میں یہ الفاظ واپس لیتی ہوں ۔ پارلیمنٹری سیکرٹری ہی میرا مطلب تھا ۔ عورت کو اس قابل نہیں سمجھا گیا کہ اس کو کوئی اچھا منصب دیا جاتا مگر میں اتنا کہتی ہوں کہ کم از کم ہمت والی پاری لڑکی ہے جو یہ کام کر رہی ہے ۔

سید تابش الوری : جناب سپیکر ! جناب بیگم آباد احمد خان صاحبہ نے یہ کہہ کر کہ عورتوں کو اچھا منصب نہیں دیا پارلیمنٹری سیکرٹری کے منصب کی توہین کی ہے اس لئے انہیں اس پر نظر ثانی کرنی چاہئے ۔

بیگم آباد احمد خان : یہ ضلع جگت مجھے پسند نہیں ہے ۔ میں نے تو خود تعریف کی ہے کہ اس نے مقابلہ بڑی ہمت سے کیا ہے ۔ میں نے ان کی توہین نہیں کی ۔

کرنل محمد اسلم خان نیازی : پوائنٹ آف آرڈر ۔ جناب سپیکر ! میں یہ عرض کروں گا کہ حاجی محمد سیف اللہ خاں کی تمام تقریر رائیگاں گئی ہے ۔ ان کو ذرا پھر الف سے شروع کرنے دیں ۔

حاجی محمد سیف اللہ خان : جناب والا ! مجھے معلوم نہیں کہ انہیں الف سے پیار کیوں ہے ۔ بہرحال میں قاصر ہوں ۔

علامہ رحمت اللہ ارشد : جناب والا ! ایوان کی کارروائی باضابطہ بنانے کے لئے میں آپ سے درخواست کروں گا کہ جو بات کسی فاضل مقرر نے کہنی ہے وہ اسے اپنی جوابی تقریر میں کہے ۔ پوائنٹ آف آرڈر اٹھا کر نہیں کہنی چاہئے ۔ پوائنٹ آف آرڈر اٹھانے کا مطلب یہ ہوتا ہے کہ تمام ہاؤس کی کارروائی ختم ہو جائے ۔ اگر محترمہ سیدہ عابدہ حسین کو حاجی محمد سیف اللہ خان سے اختلاف تھا تو ان کا صحیح مقام یہ تھا کہ جب ان کی باری آتی تو وہ پالیسی پر بولتیں اور اپنے خیالات کا اظہار کرتیں ۔ یہ نہایت غلط طریقہ ہے

کہ ایک پوائنٹ آف آرڈر ہوتا ہے اور اس پر ایک مباحثہ شروع ہو جاتا ہے۔ اس لئے ہاؤس کی کارروائی کو با ضابطہ بنانے کے لئے آپ توجہ فرمائیں۔

مسٹر ڈپٹی سپیکر : علامہ صاحب وہ پوائنٹ آف آرڈر نہیں تھا بلکہ ان کے جو جذبات ہیں ان کو تکلیف پہنچی ہے۔

علامہ رحمت اللہ ارشد : جناب والا! یہ بات وہ اپنی تقریر میں بھی کہہ سکتی تھیں۔ آپ بہتر جج ہیں۔ آپ اس کرسی پر بیٹھے ہیں آپ بتا سکتے ہیں کہ کونسی چیز ہے جس سے جذبات مجروح ہوئے ہیں۔

حاجی محمد سیف اللہ خان : کسی کا نام لیا گیا ہے؟

علامہ رحمت اللہ ارشد : کسی کا نام لیا گیا ہے۔

بیگم سیدہ عابدہ حسین : عورت ذات کا نام لیا گیا ہے۔

مسٹر ڈپٹی سپیکر : پوری sex کی بات ہوئی ہے۔

Haji Muhammad Saifullah Khan : We are at liberty to discuss every sex in this House, Sir.

چوہدری امان اللہ لک : پوائنٹ آف آرڈر۔ جناب والا! مجھے اس ایوان میں بیٹھے ہوئے کافی عرصہ گزر گیا ہے۔ میرے جذبات مسلسل مجروح ہو رہے ہیں۔ میرا بھی جذبات پر پوائنٹ آف آرڈر ہے۔ میں سمجھتا ہوں کہ وہ محترمہ میری دادی کے برابر ہیں۔ جب ان کی کارکردگی دیکھتا ہوں تو جذبات مجروح ہوتے ہیں۔ لباس دیکھتا ہوں تو جذبات مجروح ہوتے ہیں۔ جب گفتگو دیکھتا ہوں تو مجروح ہوتے ہیں۔ اگر یہ جذبات کے مجروح ہونے کا معاملہ ہے تو ہمارے بھی جذبات ہوتے ہیں۔

Mr. Deputy Speaker : That is too much.

چوہدری امان اللہ لک : جناب والا! میں جواب دے رہا ہوں کہ جذبات مجروح نہیں ہونے چاہئیں۔

حاجی محمد سیف اللہ خان : جناب والا ! اگر اس ایوان کا کوئی شخص جاگیرداری کی مذمت کرے ۔ سرمایہ داری کی مذمت کرے ۔ تو جاگیردار ، سرمایہ دار اس کو کہے کہ اس کو روک دیں کیونکہ میرے جذبات مجروح ہو رہے ہیں ۔ مجھے آپ بتائیے یہ ہو سکتا ہے ۔ کوئی اگر ایوان کا ممبر سرمایہ دار ہو ، جاگیردار ہو اور اٹھ کر کہے کہ یہ نہیں کہہ سکتے کیونکہ ان سے میرے جذبات مجروح ہوتے ہیں ۔

(At this stage Mr. Speaker occupied the Chair)

Mr. Speaker : If I am correct I may say that Begum Syeda Abida Hussain has taken objection to a phrase where the women have been equated with chattels and animals and even to non-living objects. This precisely, I understand is the objection of the lady Member. And the second objection which appears to have been probably taken by the hon'ble Deputy Speaker is to the dresses of the women alone and not about the dresses worn by the male Members. (Voices—who said it ?) By one of the Members. I understand these are the two objections and I expect that Haji Muhammad Saifullah Khan would accept this objection that if he has inadvertantly equated the women-folk of this country with the chattels or with the unanimated objects, he would withdraw it.

Haji Muhammad Saifullah Khan : I have already explained it.

Mr. Speaker : There is no question of explanation.

Haji Muhammad Saifullah Khan : I have full regard and full honour for them and not a single word has been spoken by me against the women.

Mr. Speaker : I understand that atleast what was expected was that he should have said that although he has said it but he never meant that.

Haji Muhammad Saifullah Khan : What Sir ?

Mr. Speaker : That I never meant it.

Haji Muhammad Saifullah Khan : Yes Sir.

Mr. Speaker : That even if this impression has been created, I have not meant that.

Haji Muhammad Saifullah Khan : I have already said that.

Mr. Speaker : It was never said. I was listening to every word that was said in this House.

Haji Muhammad Saifullah Khan : I never mean to disregard this sex Sir.

Mr. Speaker : And if such an impression has been created the misundstanding stands removed

دوسری بات یہی ہے جو چوہدری امان اللہ لک صاحب نے کہی ہے ۔

because tomorrow a lady Member may rise and say that some of the Members here are wearing Europeon dresses, some of them are wearing ties which is probably some sign of crusade. That is how the people talk in the bazars and streets and then there will be no end to this discussion. I hope Chaudhry Amanullah Lak also withdraws his utterances that he has made about the dresses worn by the lady Members here.

چوھدری امان اللہ لک : جناب والا ! شائد آپ نے سنا نہیں تھا میں نے dresses کے متعلق نہیں کہا تھا ۔

Mr. Speaker : Probably if you can read it again or you never knew what were you saying. Then I may have to make an observation.

چوھدری امان اللہ لک : جناب والا ! میں نے ڈریس کے متعلق کچھ نہیں کہا تھا ۔

Mr. Speaker : That is why I have come probably earlier.

چوہدری امان اللہ لک : جناب والا ! میں نے لباس کے متعلق نہیں کہا تھا میں نے performance کا لفظ استعمال کیا تھا ۔ اور جہاں تک جذبات کے مجروح ہونے کا تعلق ہے تو میرے بھی یہاں جذبات مجروح ہو رہے ہے میں نے صرف ان کو یہ کہا تھا میں نے ان کی ذات کو explain نہیں کی تھی اور نہ ہی میرا ایسا کوئی ارادہ ہے اور نہ ہی ایسا کوئی پروگرام ہے ۔ میں نے کبھی کسی کے کردار کے متعلق کچھ عرض نہیں کی اور نہ ہی کسی کی ذات کے متعلق کچھ کہا تھا ۔ میں نے صرف جذبات کے مجروح ہونے کی بات کی تھی ۔

مسٹر سپیکر : آپ نے لباس کے اور مجروح ہونے کی بات کی ہے ۔

چوہدری امان اللہ لک : جناب والا ! اگر ایسا ہو تو میں اپنے الفاظ واپس لیتا ہوں ۔

Mr. Speaker : By why of explanation that sentence was added. I hope that we will be even more careful in our expressions in future.

حاجی محمد سیف اللہ خان : جناب والا ! میں یہ عرض کر رہا تھا کہ اس حکومت کے قائم ہونے سے پہلے اس ملک میں محکمہ اوقاف کے نام سے ایک محکمہ قائم تھا ۔ جو آپ کو چارج میں ملا آپ کو ورثہ میں ملا ۔ جس کے متعلق میں سمجھتا ہوں کہ ان کو کوئی اختلاف نہیں ۔ جس مقصد کے تابع اور جس پری ایمبلی کے تابع اور جو کچھ آپ نے لوگوں کے سامنے کہا تھا ۔ اور جو آرڈیننس نافذ کیا تھا اور لوگوں کو بتلایا تھا کہ یہ آرڈیننس کس مقصد اور کس خواہش کے تحت اور کس بہتری کے لئے نافذ کیا جا رہا ہے ۔

Mr. Speaker : May I interrupt you. Mr. Deputy Speaker may I know if there has been any ear-making of time. How long the first speaker is to take time to deliver speech ?

مسٹر شمیم احمد خان (مسٹر ڈپٹی سپیکر) : حاجی صاحب کا وقت 11 بجکر 10 منٹ سے شروع ہوا تھا ۔

Mr. Speaker : Did you decide that ?

مسٹر شمیم احمد خان (مسٹر ڈپٹی سپیکر) : میں نے announce نہیں کیا تھا۔

مسٹر سپیکر: بہت بہت شکریہ۔

حاجی صاحب ! آپ اور کتنا وقت لیں گے اور رولز کے مطابق کتنا وقت ہونا چاہئے۔

حاجی محمد سیف اللہ خان : آدھا گھنٹہ اور ہونا چاہئے۔

مسٹر سپیکر : اور ہونا چاہئے یا کچھ اور ہونا چاہئے۔

Haji Mohammad Saif Ullah Khan : I have a right of reply when I have been a mover of this motion.

مسٹر سپیکر : محرک کے طور پر آپ کو اور وقت ملنا چاہئے۔

Haji Muhammad Saifullah Khan : I have a right of reply. It is the motion.

مسٹر سپیکر : اس میں کچھ اور وقت ہے۔

حاجی محمد سیف اللہ خان : آدھا گھنٹہ ہے۔

Mr. Speaker : Which of the two is available. Can there be a right of reply. Let us know as there are other participants also.

Haji Muhammad Saifullah Khan: I will keep it in mind.

Mr. Speaker: Should I expect in other ten minutes time? Rules are already there. Either the rules are waived.....

حاجی محمد سیف اللہ خان : آپ نے اب وقت کا اظہار کیا ہے۔

and the speaker would be at liberty to speak.....

Mr. Speaker : Another twenty minutes are given to you

حاجی محمد سیف اللہ خان : ویسے جہاں تک مجھے یاد ہے ایک دن ملنا چاہئے ۔

مسٹر سپیکر : قواعد کے مطابق تین دن ملیں گے ۔ وہ اسی لئے دئے تھے کہ جو بولنا چاہے بولے ۔ اللہ نے آپ کو تو اتنی ہمت اور قابلیت دی ہوئی ہے کہ آپ تین دن تک بول سکتے ہیں ۔

حاجی محمد سیف اللہ خان : میں تین دن نہیں بولونگا ۔ میں آج ہی کا دن بولونگا ۔ آپ بارہ بجے تک رکھ لیں ۔

مسٹر سپیکر : اب 50 منٹ ہوگئے ہیں ۔

حاجی محمد سیف اللہ خان : میری تقریر کے دس منٹ نکال دیں ۔

علامہ رحمت اللہ ارشد : میں نے ابھی ابھی ڈاکٹر عبدالخالق صاحب سے ذکر کیا تھا تو انہوں نے کہا تھا کہ انہیں کوئی اعتراض نہیں ہے اگر ہاؤس کا وقت ساڑھے بارہ بجے تک بڑھا دیا جائے ۔

مسٹر سپیکر : ڈاکٹر صاحب ! کیا آج آپ جواب نہیں دیں گے ؟

وزیر تعلیم : پہلے ان کو تقریر کرنے کی اجازت دے دیں ۔

Mr. Speaker : But the House can't sit.

آج ہم نے الٹرول بھی نہیں کیا جو ہم کیا کرتے تھے ۔

آج صبح سے میران تشریف جلدی لے آئے تھے اور دس منٹ میں صبح ساڑھے آٹھ بجے کورم ہو گیا تھا ۔

I don't want to punish them for being present at 8.30. Now you have the time by arrangement till 12.30.

ایک گھنٹہ الٹرول بھی نہیں ہوا ۔ ایک گھنٹہ سمجھ لیجئے ۔

Rules are being waived.

وزیر قانون : "جناب والا ! یہ ایک غلط روایت قائم ہو جائے گی ۔ اس لئے دس یا بیس منٹ کر دیجئے ۔ یا صرف یہ ان کے لئے special case کر دیں ۔

Mr. Speaker : Only in his case except for a reciprocal waiver in favour of the senior Minister or the Chief Minister whoever would like to exercise that.

حاجی محمد سیف اللہ خان : جناب والا ! وہ محکمہ اوقاف جو غالقاہوں مسجدوں اور ان کی ملحقہ اراضیات کے انتظامات و انصرام کے لئے قائم کیا گیا تھا جس سے عوام کی توقعات تھیں کہ ان کی آمدنی جب فرد واحد کے تصرف میں ہوا کرتی تھی اب وہ حکومت کے تصرف میں آتی ہے تو اس سے اصلاح احوال ہوگی انہیں شرعی طریقے سے خرچ کیا جائیگا جس کی اسلام اجازت دیتا ہے ۔ مگر افسوس اس اوقاف کے محکمہ کو تجارتی بنیادوں پر چلایا گیا اور کروڑوں روپے کی رقم کا حساب عوام کو نہیں دیا گیا ۔ جناب والا ! اس قسم کا اوقاف عوام کو آج تک کبھی بھی فائدہ نہیں پہنچایا ۔ حکومت نے جب اوقاف کو سنبھالا تو آئین کی ذمہ داری آڑے آئی ۔ کیا محکمہ اوقاف اپنے فرائض صحیح طور پر انجام دے رہا ہے ۔ محکمہ اوقاف کی آمدنی کہاں خرچ کی جا رہی ہے ۔ کیا سیاسی مقاصد کے لئے اس کی آمدنی خرچ ہو رہی ہے ۔ اس سے عوام کو کوئی سروکار نہیں ہے ۔ اسلامی نظام میں اس قسم کا دخل نہیں ہے ۔

جناب والا ! آپ نے دیکھا ہوگا کہ میں نے اس بجٹ میں اس چیز کا نوٹس دیا تھا کہ آپ ایک طرف تو اسلام کے علمبردار بنتے ہیں ۔ اسلامی اداروں کو فروغ دینے کے لئے اسلامی یونیورسٹی قائم ہوگی اور یہ یونیورسٹی بہاولپور میں قائم ہوگی اور اس کے لئے بجٹ میں سات لاکھ یا آٹھ لاکھ روپے کی رقم رکھی گئی ہے ۔ میں نے ان کی توجہ دلائی تھی کہ وہاں ہمارے علاقوں میں اور دیہاتوں میں چھوٹے موٹے دینی مدارس موجود ہیں جنہیں سرکاری طور پر چلائیں آپ کی حکومت نے ان کے لئے کچھ نہیں کیا ۔ اس طرف توجہ دیں جہاں آپ نے تیس تیس روپے ماہانہ اور پچاس پچاس روپے ماہانہ

دلیے ہیں ۔ مجھے اس پر کچھ اعتراض نہیں ہے لیکن جو چھوٹی موٹی مساجد ہیں جہاں دینی تعلیم دیجاتی ہے وہاں آپ صرف 25 روپے ماہانہ دیتے ہیں ۔

جناب والا ! یہ ہے آپ کی اسلام کی جانب کارگزاری ۔ یہ ہے آپ کا قدم جو اس سال آپ نے اسلام کے فروغ کے لئے اپنے آپ کو اسلام کے لئے وقف کرتے ہوئے اپنے فرائض سے عہدہ برآ ہوتے ہوئے کئے ۔ آئین کے اپنے تقاضے ہیں ۔ اس میں لکھا ہے کہ عوام کو اسلامی طرز زندگی اختیار کرنے کے مواقع فراہم کئے جائیں گے ۔ ان کے لئے یہ آپ کی کارگزاری ہے ۔ اس کے برعکس آپ نے ان اداروں کو نظر انداز کیا اور اپنے مقاصد کے لئے کروڑوں روپیہ اس قوم کا خرچ کیا ۔ ضائع کیا جس کا حساب نہ آپ کبھی دے سکتے ہیں اور نہ دیں گے اور نہ دیا ہے ۔ مگر ان کی طرف آپ نے کوئی توجہ نہ کی ۔

جناب والا ! وہ جامعہ اسلامیہ بہاولپور جس کے متعلق میں سمجھتا ہوں کہ ہمارے قائد حزب اختلاف روشنی ڈالیں گے ۔ میں اس ضمن میں مختصراً عرض کردوں کہ جامعہ اسلامیہ بہاولپور تو قائم کر دی گئی مگر اس کی حالت یہ ہے کہ اس کی ڈگریوں کو تسلیم نہیں کیا جاتا ۔ اس کی ڈگریوں کی کوئی وقعت نہیں ۔ وہ لوگ جو اپنے بچوں کو اس یونیورسٹی میں بھیجتے ہیں انہیں وہ status حاصل نہیں ہوتا کہ جو پنجاب یونیورسٹی کے فارغ التحصیل کو حاصل ہے یا جو دوسری یونیورسٹیوں کے فارغ التحصیل کو حاصل ہے ۔ وہ بیچارے ڈگریاں لے کر محکمہ اوقاف کے دروازوں پر بھٹکتے رہتے ہیں یا مسجدوں میں نوکریاں تلاش کرتے ہیں ۔ آپ کے تمام تعلیمی ادارے ان کے لئے بند ہیں ۔ آپ نے اس قسم کی یونیورسٹی قائم کی ہے جس کی اسناد کی یہ وقعت ہے کہ انہیں کہیں بھی تسلیم نہیں کیا جاتا ۔

جناب والا ! اس کے ساتھ ساتھ ایک بہت ہی عجیب سی چیز اس رپورٹ میں پیش کی گئی ہے کہ علاقائی تعصبات کو ختم کرنے کے لئے بھی ہم نے بہت سے قواعد اور قانون بنائے ہیں اور کارروائیاں کی ہیں ۔ جناب والا ! مجھے افسوس تو یہ ہے کہ جس چیز کا حوالہ دیا گیا ہے اگر اسے بھی آپ اس

طریقے سے نظر انداز کر دیتے جس طرح آپ نے جمہوری اداروں کے فروغ کی شق کو نظر انداز کیا ہے اور اس رپورٹ میں کہیں بھی اس کا حوالہ نہیں دیا ۔ اگر آپ اسے بھی اسی طریقے سے گول کر جاتے اور اس کا حوالہ نہ دیتے تو میں سمجھتا ہوں یہ زیادہ مناسب اور زیادہ بہتر تھا ۔ میں آج نہایت دکھ بھرے لہجے میں اور دکھ بھرے انداز میں آپ کی توجہ اس طرف مبذول کراؤں گا کہ ہمارے صوبہ پنجاب میں عصبیت روز بروز بڑھتی جا رہی ہے اور عصبیت کو روز بروز ہوا دی جا رہی ہے اور وہ قوم کہ جو نیل کے ساحل سے لے کر کاشغر تک اسلام کی ایک لڑی میں پروئی ہوئی تھی آج یہ عالم ہے کہ ایک تحصیل دوسری تحصیل کے ساتھ گزارہ نہیں کر سکتی ۔ ایک قوم دوسری قوم کے پیچھے پڑی ہوئی ہے ۔ قومیت ، تعصب اور اسی قسم کی دوسری دشمنیاں بہت زیادہ ہو چکی ہیں اور ظلم کی حد یہ ہے کہ سروسز میں بھی اس چیز کو سامنے رکھا جاتا ہے ۔ انصاف دیتے وقت بھی اس چیز کو سامنے رکھا جاتا ہے ۔ ترقی کے کام کرتے وقت بھی اسی چیز کو سامنے رکھا جاتا ہے ۔

Mr. Speaker : Haji Sahib, Let us restrict ourselves to the report of that year.

حاجی محمد سیف اللہ خان : جناب والا ! یہ اس میں لکھا ہوا ہے کہ علاقائی تعصبات اور دیگر تعصبات دینی تعلیم کے ذریعے ۔

مسٹر سپیکر : یہ تو ٹھیک ہے مگر سوال یہ ہے کہ 72ء میں کیا ہوا ۔ آپ کو اسی نکتے تک محدود رہنا چاہئے ۔

حاجی محمد سیف اللہ خان : میں اسی کے متعلق عرض کر رہا ہوں ۔

مسٹر سپیکر : آپ یہ بتائیں کہ 1972ء میں کیا ہوا ۔ آج کی بات تو 1974ء کی جب رپورٹ پیش ہوگی تب کریں ۔

حاجی محمد سیف اللہ خان : جناب والا ! اس میں بتایا گیا ہے کہ ان چیزوں کو روکنے کے لئے ہم نے 25 اور 26 ضابطے جاری کئے ۔ ملازمتوں

کو منضبط کرنے کے لئے ، ان کے چال چلن کو کنٹرول کرنے کے لئے ، ان کو بہتر بنانے کے لئے لیکن میرے خیال میں تو 72ء میں ایسا کوئی ضابطہ نافذ نہیں کیا گیا ۔ اگر کوئی ضابطہ 72ء میں نافذ کیا گیا تو وہ مارشل لاء کا ایک ایسا ضابطہ تھا جس کے تحت سینکڑوں ملازمین کو بلا وجہ اور بغیر جواب کا موقع دیئے بیک قلم نکال دیا گیا اور ان ضابطوں کی کوئی پرواہ نہ کی گئی ۔ ان کے چال چلن کی طرف کوئی توجہ نہ دی گئی بلکہ ایسی مثالیں بھی موجود ہیں کہ جو اچھے چال چلن اور اچھے ریکارڈ کے مالک تھے ۔ جو بہترین کارگزاری کے مالک تھے یا جو قبروں میں جا چکے تھے وہ تو نکالے گئے اور وہ لوگ جو دندناتے پھرتے تھے ۔ جو افسران کی خوشنودی حاصل کرکے اپنی من مانیاں کیا کرتے تھے یا جو ارباب اقتدار کے منہ لگتے تھے وہ بدستور کرسیوں پر فائز رہے ۔ ہمیں تو اس قسم کی کارگزاری کا پتہ ہے ۔ کوئی ایسی کارگزاری جو افسران کے چال چلن کو درست کرنے کے لئے یا ان کے نظام کو بہتر بنانے کے لئے آپ نے اس سال کی ہو میرے سامنے نہیں میرے سامنے ایسا کوئی ضابطہ نہیں ۔ اگر کوئی ضابطہ ہوتا تو اس کا اظہار ضروری طور پر اس رپورٹ میں کیا جاتا ۔

جناب والا ! کہا گیا ہے کہ تعلیمی اداروں میں ہم نے دینی تعلیم کو عام کیا اور وہاں پر دینی تعلیم لازمی قرار دے دی ہے ۔ ہر کلاس میں ہم نے دینیات کی تعلیم کو لازمی قرار دے رکھا ہے ۔ میں پوچھنا چاہتا ہوں کہ کیا صرف نصاب میں رکھ دینے سے کام چلتا ہے ۔ کیا کبھی آپ نے یہ تکلف بھی کیا ہے ۔ یہ تکلیف بھی گوارہ کی ہے کہ کسی دسویں جماعت کے طالبعلم سے دعائے قنوت سنیں جو نماز کا ایک اہم جز ہے ۔ کیا اسے وہ بھی آتی ہے ۔ نماز تک بچوں کو نہیں سکھائی جاتی اور میں دعوے سے کہہ سکتا ہوں کہ اس وقت ہمارے تعلیمی اداروں میں وہ دینیات جس کا نام انہوں نے اس نصاب میں دیا ہوا ہے ۔ وہ چیز جو ایک نام کے طور پر انہوں نے اس نصاب میں رکھی ہوئی ہے ۔ اس کی طرف کوئی توجہ نہیں دے رہا اور حکومت نے بھی اس کی طرف کسی قسم کی کوئی خصوصی توجہ مبذول نہیں کی کہ کم از کم اور کچھ نہیں تو طلباء کو نماز تو مکمل آ جانی چاہئے ۔ اگر آپ اس چیز

کو جھٹلانا چاہتے ہیں ۔ اس چیز کو غلط ثابت کرنا چاہتے ہیں تو جس سکول میں یا جس کالج میں بھی ڈاکٹر صاحب میرے ساتھ جانا چاہیں جا کر اسے ثابت کر لیں کہ کس حد تک دینی تعلیم کو فروغ دیا گیا ہے اور دینی تعلیم کو طلباء میں کتنا عام کیا گیا ہے ۔

جناب والا ! اس میں یہ بھی لکھا گیا ہے کہ جیلوں میں قیدیوں کو دینی تعلیم میں کامیابی حاصل کرنے کی بنا پر سزائے قید میں معافی دی جاتی ہے ۔ اب مجھے نہیں پتہ کہ حکومت نے دینی خدمات کا کیا criteria مقرر کیا ہوا ہے ۔ قیدی کس قسم کی دینی خدمات انجام دیں تو انہیں سزا میں معافی دی جاتی ہے ۔ کونسا ایسا قانون نافذ کر رکھا ہے جس کے تحت یہ معافی دینا لازمی ہے ۔ اس کا بھی کوئی حوالہ اس رپورٹ میں نہیں دیا گیا ۔ اور نہ ہی وہ تعداد بتائی گئی ہے جنہیں معافی دی گئی ہے حالانکہ رپورٹ دینے کا مقصد یہ ہے کہ انہوں نے جو کچھ اس سال کیا وہ اس کی رپورٹ دیں کہ ان ذرائع سے اسلامی اقدار کو فروغ دینے کے لئے ہم نے یہ یہ کام کئے ہیں ۔ ایک مبہم سی رپورٹ اس ایوان میں رکھ دی گئی ہے ۔ کیا یہ دینی خدمات ہیں کہ جیلوں میں علماء کی ڈاڑھیاں نوچی جائیں ۔ یہ دینی خدمات ہیں کہ وہاں علماء کے ساتھ ننگی عورتیں لٹائی جائیں ۔ یہ دینی خدمات ہیں جیلوں میں جن کے تحت آپ نے سزاؤں میں معافی دی ہے ۔

جناب والا ! میں نہیں کہتا لیکن سیدھی سی بات یہی تھی کہ حکومت یہ کہہ کر بری الذمہ ہو جاتی کہ صاحب آپ کس رپورٹ کا ذکر کر رہے ہیں ۔ آپ کونسی ذمہ داریوں کی جوابدہی ہم سے لینا چاہتے ہیں ۔ ہمارے صوبہ میں تو اس دور میں آئین ہی نافذ نہیں تھا ۔ آپ کونسا آئین لے کر کھڑے ہو گئے ہیں کہ اس آئین کے تحت ہمیں یہ بھی کرنا چاہئے تھا ۔ وہ بھی کرنا چاہئے تھا ۔ بجائے حق گوئی کا ثبوت دینے کے انہوں نے اپنی ذمہ داری کو پورا کیا اور ایک غلط ، مبہم اور ایسی رپورٹ پیش کر دی ہے جس کی تصحیحیں دو دو سال ہوتی رہیں اور جس کا بین ثبوت یہ ہے کہ سارا کام فرضی طور پر دکھایا گیا ہے اور ایک بھی solid چیز ، ایک بھی solid

کارگزاری اس تمام رپورٹ میں موجود نہیں کہ جو حکومت نے اسلامی اقدار کو فروغ دینے کے لئے کی ہو - ویسے بھی دانا کہتے ہیں کہ "نہیں" ستر بلاؤں کو ٹال دیتی ہے - اگر آپ یہ اعتراف کر لیتے تو میں سمجھتا ہوں کہ آپ کو اس تمام جھنجھٹ میں چھٹکارا مل جاتا اور آپ اس تمام ذمہ داری سے بری الذمہ ہو جاتے اور اس صوبہ کے عوام کو صحیح صورت حال معلوم ہو جاتی - 1972ء میں اس صوبے میں کوئی حکومت قائم تھی - کوئی اسمبلی قائم تھی - کوئی وزارت قائم تھی یا اس صوبے میں آئین اور قانون کی کوئی فرمانروائی تھی - آپ نے خواہ مخواہ یہ رپورٹ دے کر ایک غلط تاثر پیدا کرنے کی کوشش کی ہے کہ شاید 1972ء میں اس نام کی کوئی چیز تھی لیکن میں سمجھتا ہوں کہ اس نام کی ایسی کوئی چیز اس سال نہ تھی -

جناب والا ! ہمارا آئین تقاضا کرتا ہے - ہمارا آئین ہم سے مطالبہ کرتا ہے کہ ہم جمہوریت کو فروغ دیں - یہ ہمارے آئین کا اولیں مقصد ہے اور اسلام کے بعد جس چیز کو سب سے زیادہ اہمیت دی گئی ہے - جس چیز پر سب سے زیادہ زور دیا گیا ہے وہ یہ ہے کہ جمہوری اداروں کو فروغ دیا جائے گا - بلدیاتی اداروں کو فروغ دیا جائے گا - جمہوریت کی بقا اور سالمیت کے لئے کام کیا جائے گا - جناب والا ! مجھے تو یہ کہتے ہوئے شرم آتی ہے کہ 1972ء میں صوبے میں جس قسم کی جمہوریت نافذ رہی اسے اگر آپ جمہوریت کہہ سکیں تو کہہ سکیں ، بہرحال کوئی جمہوری ذہن رکھنے والا اور مہذب معاشرے کا فرد اس کو جمہوریت ماننے کے لئے قطعی طور پر تیار نہیں - میرے خیال میں اس امر سے کسی کو بھی اختلاف نہیں ہوگا کہ جتنی جمہوریت شکنی ، جمہوریت کی پامالی 1972ء میں اس صوبے میں روا رکھی گئی ، اس کی مثال نہیں مل سکے گی -

جناب والا ! بلدیاتی ادارے اور لوکل گورنمنٹ اسمبلیوں کی اساس ہوا کرتی ہیں - ان کے پیدا ہونے کے بعد اسمبلیاں جنم لیا کرتی ہیں - لیکن بدقسمتی سے ہمارے ملک میں یہ روایت چل پڑی ہے کہ اسمبلیاں پہلے اور لوکل گورنمنٹ بعد میں ، حالانکہ لوکل گورنمنٹ جمہوریت کی ریڑھ کی ہڈی ہوا کرتی ہے ، بالکل اسی طرح جس طرح اس ایوان کے نیچے کوئی ستون ، یا کوئی سہارا دینے

والی چیز نہ ہو تو یہ ایوان کسی حالت میں بھی کھڑا نہیں رہ سکتا ۔ اس کی بقاء قطعی طور پر خطرے میں پڑ جائے گی ۔ جب ہم اقتدار سے محروم ہوتے ہیں تو ہم جمہوریت جمہوریت پکار پکار کر گلیوں ، بازاروں ، سڑکوں میدانوں اور جلسہ گاہوں میں نکل آیا کرتے ہیں لیکن جب ہمیں اقتدار مل جاتا ہے تو ہم جمہوریت کا گلا دبانے کے لئے دن بدن زیادہ سے زیادہ کوششیں کرتے ہیں اور قوانین بناتے ہیں جن سے نہ صرف یہ کہ جمہوریت اس ملک میں فروغ نہ پا سکے ، بلکہ ہمیشہ کے لئے اس کا گلا گھونٹ دیا جائے ۔ جناب والا ! یہ وہ جمہوریت ہے جس کے تحت 1972ء میں جمہوری اداروں کے منتخب نمائندے اسمبلیوں کے ووٹوں کو نظر انداز کرکے اپنے چیئرمینوں کو مسلط کر دیا گیا ۔ یہ جمہوریت ہے جس میں ایک بھی لوکل گورنمنٹ ایسی نہ تھی جس پہ عوام کا راج اور قبضہ ہو ۔ بالکل کسی عوامی نمائندے کا تقرر ہوا ہی نہیں ۔ اگر برائے نام ہیلتھ ورکس کونسل کے نام پر کونسلیں قائم کی بھی گئیں تو ان کے لئے بھی نظر انتخاب ایسے افراد پر پڑی جو زیادہ سے زیادہ ٹوٹ کھسوٹ کر سکیں اور زیادہ سے زیادہ کھا سکیں ۔ ان کے لئے حدود مقرر کر دی گئیں کہ فلاں اتنے لاکھ اور فلاں اتنے ہزار کما سکتا ہے اور اس طرح کے ادارے قائم کرکے ہم نے 1972ء میں جمہوریت کو بے پناہ فروغ دیا ، ہمیں آپ کی وہ تقاریر ، وہ جلسے ، وہ وعدے اور وہ نعرے یاد ہیں جنہیں ہم پہلے بھی جھوٹ تصور کرتے تھے اور آج بھی جھوٹا سمجھتے ہیں ۔ ہم پہلے بھی ان پر اعتماد نہیں کرتے تھے ۔

مسٹر سپیکر : حاجی صاحب ! اس آئین میں ایسی کوئی پروویژن نہیں ہے جس میں یہ کہا گیا ہو کہ ہمیں یہ بتایا جائے گا کہ سال کے بعد ہم نے جمہوریت کو کتنا فروغ دیا ہے ۔

حاجی محمد سیف اللہ خان : جناب والا ! آپ اسی سے اندازہ لگائیں کہ اس صوبے میں حکومت کرکے ہم نے اپنی آئینی ذمہ داریوں کو کس حد تک پورا کیا ہے ۔ کیا یہ ہمارا فرض نہیں ، کیا یہ ہمارے وعدے میں شامل نہ تھا ، یہ ہمارے منشور میں نہ تھا کہ ہم جمہوریت کو فروغ دیں گے اور

عوامی اداروں کو قائم کریں گے ، لوکل گورنمنٹ کو نافذ کریں گے اور اس ملک میں ایسی جمہوریت دیں گے جو ہمیشہ کے لئے مارشل لاء کو ختم کر دے گی ۔ کیا وہ قائم ہو گئی ؟ کیا آپ کے کرسی پر آ جانے سے اور اسمبلیوں کے قیام سے قائم ہو جاتی ہے ؟ جمہوریت وہ ہے جس سے اس ملک کا بچہ بچہ حکومت کے نظام سے اپنے آپ کو منسلک سمجھے اور اس ملک اور صوبے میں اپنے آپ کو حصہ دار سمجھے ۔ اب تو کیفیت یہ ہے کہ جس لوکل ادارے میں آتے ہیں آپ کے سرکاری ملازم بیٹھے ہیں ۔ اس کا نتیجہ یہ ہے کہ بارہا متوجہ کرانے کے باوجود آج آپ ایک بھی مثال ایسی نہیں دے سکیں گے جس سے آپ کہہ سکیں کہ ہمارے نظام میں 1972ء میں فلاں لوکل گورنمنٹ کا ادارہ ، فلاں کمیٹی ، فلاں میونسپل کمیٹی اتنی کامیاب رہی اتنا اس نے کام کیا ، اتنی رفاہ عامہ کے لئے اس نے کارگزاریاں پیش کیں ۔ جس وقت آپ نے چارج سنبھالا ، اس وقت وہ ادارے خوش حال تھے ۔ ان کے پاس پیسے تھے ، آمدنیاں تھیں ، جب آپ آئے ہیں تو ان کے پاس تنخواہوں تک کے لئے پیسے نہیں ہیں ۔ آئے دن آپ نئے بوجھ سوچتے ہیں ، نئے ٹیکس عائد کرتے ہیں تاکہ عوام کی ہڈیوں سے ان کا خون عرق کی طرح نکال لیں ۔ تاکہ آپ کا نظام اور آپ کی کرسیاں قائم رہیں ۔ آپ کو عوام سے خوف کیوں آنے لگا ہے ؟ آپ کو یہ خوف کیوں ہے کہ لوکل گورنمنٹ کا نظام قائم کرنے سے عوام کو عقل آ جائے گی اور انہیں اپنی غلطیوں کا احساس ہو جائے گا ۔ کیوں آپ میں احساس کمتری پیدا ہو گیا ہے ۔ یقین جانیں کہ جمہوریت ایک ایسی چیز ہے جو کسی فرد کی ملکیت نہیں ہوا کرتی ۔ یہ ایسا نظام ہوا کرتا ہے جس میں ملک اور صوبے کی بقا کا وعدہ دیا جاتا ہے ۔ افراد اس کے سامنے کوئی حیثیت نہیں رکھا کرتے ۔ آپ رہیں نہ رہیں ، میں ہوں ، نہ ہوں ، یہ ادارے رہ جائیں ، یہ قوم رہ جائے ، یہ صوبہ رہ جائے تو میں سمجھوں گا کہ ہم نے بہت بڑی خدمت اس صوبے کی کی ہے ۔ مگر جناب والا ! افسوس تو یہ ہے کہ ہم نے دعویٰ کیا ۔ جہاں ہماری اپنی ذات کا ، اپنی انا کا اور اپنے تشخص کا سوال آئے اس وقت ہم جمہوریت کا نعرہ لگاتے ہیں ، اپنے آپ کو جمہوری نمائندہ بھی ثابت کرتے ہیں ۔ کہا جاتا ہے کہ جمہوریت کی بقاء اور فروغ کے لئے بلدیاتی اداروں کا قیام نہایت ضروری ہے ۔ بارہا آپ واضح کر چکے ہیں کہ

جلد سے جلد اس نظام کو قائم کریں گے ، تو پھر کیوں نہیں قائم کیا ؟ پرواہ نہیں ہے ! مجھے سمجھ نہیں آتی کہ آپ نے اس اہم ترین شق کو پورا کرنے کے لئے ، جمہوریت کی بقاء اور قیام کے لئے کون سا فریضہ انجام دیا ہے جس پر آپ فخر کر سکیں اور ہم بھی کہہ سکیں کہ یہ اس سال کی رپورٹ ہے ہماری اسمبلی کا پہلا سال تھا جس میں ہم نے یہ یہ کارہائے نمایاں انجام دئے ۔ جس پہ آپ فخر سے کہہ سکیں کہ اس سال میں ہم نے صوبے کے عوام کی یہ خدمت کی ۔

جناب والا ! ایک اور چیز بھی ہمیں بتلائی گئی ہے کہ سماجی انصاف کو اس سال میں فروغ دیا گیا ۔ اب میں نہیں سمجھتا کہ جس سماجی انصاف کا انہوں نے رپورٹ میں حوالہ دیا ہے ، اس سے ان کی مراد کیا ہے ۔ میرے خیال میں یہ سوشل جسٹس کا ایک ایسا موضوع ہے کہ اگر اس پر ہم کمیشن بٹھا دیتے اور عمل پیرا ہو جاتے ، اس صوبے کو اور کچھ نہ دیتے اور سوشل جسٹس دے دیتے ۔ ، سوشل جسٹس کا جو بھی نام رکھیں ، میرے نزدیک سوشل جسٹس کی یہ تعریف ہے کہ "حقوق العباد" کا خیال رکھا جائے ۔ ایسا معاشرہ قائم کیا جائے جس میں انسانیت کی قدر ہو ۔

مسٹر سپیکر : یہ کون سی آئیٹم ہے ۔

حاجی محمد سیف اللہ خان : یہ تیرھویں آئیٹم ہے ۔ "سماجی انصاف کو فروغ دینا" ـــــ سوشل جسٹس ۔ ان کی رپورٹ کے صفحہ نمبر 5 سے پڑھ رہا ہوں ۔

مسٹر سپیکر : انگریزی کی رپورٹ نہیں آپ کے پاس ؟

حاجی محمد سیف اللہ خان : میں اردو کو زیادہ اہمیت دیتا ہوں ۔

مسٹر سپیکر : اردو کو اہمیت تو میں بھی بہت دیتا ہوں ۔ یہ تو آپ کو غلط فہمی ہے ۔ میں نے تو آپ سے صرف پوچھا ہے ۔ آپ الرجک کیوں ہو گئے ۔ آپ نے کیا نمبر بتایا تھا ؟

حاجی محمد سیف اللہ خان : صفحہ نمبر 2 ، آئیٹم 13 ۔ سب ہیڈ "سماجی

انصاف کو فروغ دینا" ۔ "اقلیتوں کے ساتھ منصفانہ سلوک،، کے بعد ۔

مسٹر سپیکر : ٹھیک ہے ۔ آپ لفظ تو انگریزی کا بولتے ہیں ۔ سوشل جسٹس ۔ اردو کا لفظ بولیں ۔

حاجی محمد سیف اللہ خان : بالکل صحیح ہے ۔ یہ میں تسلیم کرتا ہوں ۔

جناب والا ! اس دور میں سماجی انصاف کو فروغ دیا گیا ، اس میں ہمیں بتایا گیا ہے کہ معیشت کی بحالی کے سلسلے میں دولت کی منصفانہ تقسیم کو جائز اہمیت دی گئی ، کم ترقی یافتہ علاقوں میں ترقیاتی کام کی رفتار کو تیز تر کرنا ۔ ایک طرف یہ ہے کہ اہمیت دے دی گئی ، اور دوسری طرف پرنسپل کے اوپر یہ آ گیا ہے کہ کم ترقی یافتہ علاقوں میں ترقیاتی کام کی رفتار کو تیز تر کرنا ۔ سماجی شعبہ میں ترقیاتی پروگرام کا اہتمام ، روزگار کے وسیع مواقع فراہم کرنا ۔ جناب والا ! میرے نزدیک سماجی انصاف ایک ایسے معاشرے کے قیام کا نام ہے جس میں راعی اور رعایا کے حقوق یکساں ہوں ۔ جس میں ایک گڈریے کو یہ جرأت ہو سکے کہ وہ حاکم وقت کا گریبان پکڑ کر اپنے حقوق حاصل کر سکے ۔ جہاں پر ہر شخص سکھ کی نیند سو سکے ۔ جہاں پر ایک ایسا باعزت معاشرہ قائم ہو جائے جس میں غریب سے لے کر ایک امیر تک ہر شخص کا احترام ہو ہر شخص کی عزت ہو اس کا کوئی مقام ہونا چاہئے ۔ میں آپ سے پوچھنا چاہتا ہوں کہ اس قسم کے معاشرے میں اس قسم کا سماجی انصاف جو ہے اس کو فروغ دینے کے لئے آپ نے سال 1972ء میں کیا کارہائے نمایاں انجام دئے ۔ کتنے مظالم ہیں جو آپ نے اس سال میں نہیں کئے ۔ کتنے گھر ہیں جن کی عصمتوں کو آپ نے اس سال میں نہیں لوٹا ۔ کتنے درندگی کے اوصاف ہیں جن کا اظہار آپ نے اس سال میں نہیں کیا ۔ کتنی دھاندلیاں ، رشوتیں ، اقربا پروریاں ہیں جو اس سال میں آپ نے روا نہیں رکھیں ۔ کتنے انصاف کے مواقع ہیں جو اس سال کے اندر آپ نے عوام کو مہیا کئے ۔ ہمیں تو اس کے سوا کچھ نہیں دکھائی دیتا کہ اس سال لاٹھیاں برستی رہیں ۔ اس سال گولیاں چلتی رہیں اس سال انسانی خون سڑکوں پر بہتا رہا ۔ اس سال عورتیں ، لڑکیوں ، بچوں ، ماؤں کی بے حرمتیاں ہوتی رہیں ۔ جناب والا ! کیا یہی آپ کا سماجی انصاف ہے ؟ ہمیں تو اس حد تک

بھی یاد ہے کہ اس سال عدالتوں کے دروازے بھی عوام پر بند کر دئے گئے۔ عوام کے لئے عدالتوں سے انصاف حاصل کرنا نا ممکن العمل ہو گیا اور آپ اس پر اب بھی جناب والا ! بجائے ندامت کا اظہار کرنے کے بجائے یہ کہنے کے کہ ہم اس ایوان سے معافی مانگتے ہیں ہم قصور وار ہیں - ہمیں جو کرنا چاہئے تھا ہم نے نہیں کیا اور جو نہ کرنا چاہئے تھا وہ ہم نے کیا پھر بھی آپ اتمام حجت کرتے ہیں - پھر بھی آپ ہمیں میں سمجھتا ہوں کہ غلط تاثر دے کر دھوکہ دینے کی کوشش کر رہے ہیں کہ آپ نے اس سلسلے میں کسی قسم کا کوئی کام کیا ہے - جناب والا ! کہتے ہیں کہ ہم نے جناب ترقی پذیر علاقوں کے لئے اسی سال بہت کچھ کیا ہے۔ جناب والا ! ہم نے کم ترقی یافتہ علاقوں کے لئے اپنی تمام تر توجہ مبذول کر دی ہے اور لطف کی بات یہ ہے کہ اپنے کارہائے نمایاں کے سلسلے میں اس ساری رپورٹ میں ایک بھی مثال ایسی نہیں دی جس سے یہ تاثر مل سکے کہ ہاں انہوں نے تھوڑا بہت کیا ہے - یہ تو ضرور ہوا کہ پسماندہ علاقے اور زیادہ پسماندہ ہوتے گئے - غریب علاقے اور زیادہ غریب ہوتے گئے ان کی محرومیاں ہوئیں ان کی حق تلفیاں ہوئیں - چولستان کا وہ علاقہ جس کے بارے میں انہوں نے اپنی رپورٹ میں بھی حوالہ دیا ہے وہاں کے لئے ایک جامع رپورٹ ان کی طرف سے مرتب کر لی گئی تھی بلکہ جس میں انہوں نے ایک نیا ضلع تک قائم کرنے کے لئے ایک جامع منصوبہ بنایا تھا اب چولستان کا نام تو انہیں یاد رہا مگر یہ یاد نہ رہا کہ وہ بنائی ہوئی سکیم جو ریگستان کو گلزار بنانے کے لئے تھی - جو ریگستان کو آباد کرنے کے لئے تھی وہ اس ریگستان کو اور بھی زیادہ بنجر بے آباد ریگستان اور غیر آباد بنا کر رکھ دی گئی اور انہوں نے اس علاقے کی ترقی پر اس کی ڈویلپمنٹ پر ایک دھیلا، ایک پائی تک خرچ نہیں کیا - یہ ہے جناب والا ! ترقی پذیر علاقوں کی حوصلہ افزائی -

جناب والا ! ہمارے بہاولپور میں بار ہا کہا گیا کہ یہاں پر صنعتی طور پر ہم پسماندہ ہیں بار ہا کہا گیا کہ ہماری بہت سی محرومیاں ہیں - بہت سی حق تلفیاں ہیں ہم پسماندگی کا شکار ہو چکے ہیں ہماری طرف توجہ

دیں تو ہمیں یہ بتایا جاتا رہا کہ ہم بہاولپور کے نام سے الرجک ہیں - ہم بہاولپور کے نام تک کو نہیں سننا چاہتے اور دعویٰ یہ ہے کہ ہم نے پسماندہ علاقوں کے لئے بہت کچھ کیا ہے اور اس کی ترقی کے لئے کام کیا ہے - جناب والا یہ محرومیاں یہ حق تلفیاں یہ نا انصافیاں جن کا اظہار میں نے کیا میں نہیں کہہ رہا ہوں بلکہ جناب وزیر اعظم نے بہاولپور کی بار ایسوسی ایشن میں اعتراف کیا تھا کہ بہاولپور پسماندہ ہے اس کے ساتھ زیادتیاں ہوئی ہیں حق تلفیاں ہوئی ہیں - اس کی پسماندگی کو دور کیا جائیگا - ان کے قول کو بھی اس ہماری صوبائی حکومت نے کوئی اہمیت نہیں دی ، کوئی احترام نہیں کیا اور اس سال کسی قسم کی کوئی توجہ اس محروم خطے کی طرف مبذول نہیں کی گئی - صرف بہاولپور ہی نہیں ہے اس صوبے میں آپ صرف لاہور کو نہ دیکھئے - لاہور کی مال روڈ نہ دیکھئے وہاں پر میانوالی بھی بستی ہے وہاں پھر مظفر گڑھ بھی ہے - وہاں پر ڈیرہ غازی خان کا بے آب و گیاہ خطہ بھی موجود ہے - جھنگ کے علاقے بھی موجود ہیں وہ بھی آپ سے ترقی مانگتے ہیں کیمبل پور کے پسماندہ علاقے بھی موجود ہیں - آپ نے تو یہاں ایک مثال بھی نہیں دی - چلو بہاولپور کے نام سے آپ الرجک سہی ان ناموں سے تو آپ الرجک نہیں تھے ان کو تو سنوار دیتے تاکہ آج آپ یہ کہہ سکتے کہ جناب ہم نے یہ یہ کچھ کیا ہے - آپ نے تو ان کو بھی نظر انداز کیا اور بجائے اس کے کہ آپ کہیں کہ یہ ہماری نا اہلی ہے ہماری یہ کوتاہ بینی ہے ہماری یہ غیر ذمہ دارانہ حرکت ہے کہ ہم نے آئین کے تحت دئے گئے فرائض کو بھی پورا نہیں کیا - پھر بھی آپ نے ہمیں بتانے کی کوشش کی ہے کہ ہم نے جناب اس سلسلے میں بہت کچھ کیا ہے اور ایک مژدہ یہ بھی سنایا گیا کہ ہم نے پیواز ورکس پروگرام بھی اس سال میں نافذ کیا جس کے تحت 14 کروڑ روپے کی رقم مختص کی گئی اور اس پروگرام کے نتیجے میں روز گار کے مواقع میں اضافہ ہوا ہے - جناب والا ! بجائے اس کے کہ اس کے اظہار پر آپ ندامت کا اظہار کرتے کہ وہ پیواز ورکس پروگرام جو سنہری خوابوں کی طرح اس قوم کو بتایا گیا تھا کہ آپ کی قسمت کو بدل کر رکھ دے گا جس کے بارے میں یہ تاثر دیا گیا تھا کہ اب کوئی دیہات پسماندہ نہیں رہے گا کہیں بھی سکولوں کی قلت نہیں ہوگی - سڑکوں کا جال بچھا دیا جائے

گا اور اس مقصد کے لئے اس غریب قوم کے گاڑھے پسینے کی کمائی 14 کروڑ روپیہ حاصل کیا گیا مگر میں دعوے اور وثوق سے کہہ سکتا ہوں کہ جتنی مٹی پلید اس نظام کی اس دور میں اس پبلز ورکس پروگرام کی اس سال 1972ء میں ہوئی کبھی بھی اس کی کوئی مثال نہیں ملے گی - جناب والا ! میں پوچھ سکتا ہوں کہ آج اگر یہ 14 کروڑ روپے کی مختص شدہ رقم اگر عوام پر خرچ ہو چکی ہوتی اس صوبے کے عوام کو مل چکی ہوتی - اس صوبے کے عوام کی نگرانی میں اس کو خرچ کیا گیا ہوتا تو اس کی کوئی وجہ تھی کہ باوجود اتنی رقم خرچ کرنے کے آج ہم چلا رہے ہوتے - باوجود اتنی کارگزاری کے یہ صوبہ اتنا پسماندہ ہوتا - یہاں پر آج بھی سڑکوں کا فقدان ہوتا - یہاں پر آج بھی بچے درختوں کی چھاؤں تلے بیٹھ کر پڑھ رہے ہوتے - یہاں لائٹ اور فرنیچر تک مہیا نہ ہوتا - قطعاً نہیں - یہ بھی آپ نے اپنی سیاسی اغراض کے لئے ایک پروگرام شروع کیا جس کا مقصد آئین کی ذمہ داریوں کو پورا کرنا نہیں تھا بلکہ اپنے favourites کے ، پالتو لوگوں کے اپنے سیاسی کارکنوں کے، اپنے خوشامدیوں کے پیٹ بھرنا آپ کا مقصود تھا اور یہ تو آپ کہہ سکتے ہیں کہ ہم اس مقصد میں تو ضرور کامیاب ہوئے ہیں ہم نے قوم کا پیسہ بضم اڑے اچھے طریقے سے کیا ہے - ہم نے قوم کو اڑے اچھے طریقے سے لوٹا ہے - بڑی بڑی جاگیریں بھی بنا لی ہیں - ہم نے بڑی بڑی زمینداریاں بھی قائم کر لی ہیں ہم نے بڑے بڑے اپنے عیش و عشرت کے سامان مہیا کر لیے ہیں کم از کم ان کو اس رپورٹ کا حصہ آپ نہ بناتے اور اس رپورٹ کا حصہ بناتے وقت آپ کو یاد رکھنا چاہئے تھا کہ یہ بھی ایک عوام کے محاسبے کا ادارہ ہے اور اس میں آپ سے پوچھا جائے گا کہ جناب اس 14 کروڑ روپے کو کہاں خرچ کیا - رپورٹیں وہ ہوا کرتی ہیں جس کا آئین تقاضا کرتا ہے اس میں ایک ایک چیز کا حوالہ دیا جائے - ایک ایک کارگزاری کا کر ذکیا جائے کہ ہم نے یہ کیا ہم نے وہ کیا - مبہم قسم کی چیزیں لکھ دینا کہ 14 کروڑ روپیہ ہم نے خرچ کیا ہے اس سے وہ تقاضے پورے نہیں ہوا کرتے -

جناب والا ! مربوط دیہی ترقیاتی پروگرام کے تحت تمام دیہاتوں میں

کچھ سینٹر کھولے گئے اور وہ سینٹر جن جن جگہوں پر کھولے ، جن جن مقاصد کے تحت کھولے ان میں میں سمجھتا ہوں کہ رفاہ عامہ کا خیال کم رکھا گیا اور آج بھی میں آپ کو دکھا سکتا ہوں کہ صرف کاغذی سینٹر کھولے گئے کاغذوں میں ان کے نام لکھے گئے مگر وہ سینٹرز ان سینٹر کی ضروریات ان سینٹرز کے قائم کرنے کے جو مقاصد بیان کئے گئے تھے ان میں سے کسی ایک کو بھی اس سال میں پورا کرنے کی کوشش نہیں کی گئی ۔

جناب والا ! ایک نہایت اہم مسئلہ ایک نہایت اہم کارگزاری جو اس رپورٹ میں اس ایوان کے سامنے رکھی گئی ہے کہ صاحب ہم نے سال 1972 میں زرعی اصلاحات کا نفاذ کیا اور یہ چیز انہوں نے اپنی کارگزاری میں شامل کی زرعی اصلاحات اس کو نہیں کہا جاتا ہے کہ ہم ایک کی زمین لے کر دوسرے کو دے دیں ۔ ایک سے چھین کر دوسرے کے حوالے کر دیں نام تو دیتے ہیں ہم زرعی اصلاحات اور کام محدود رکھتے ہیں صرف acquisition کی حد ۔ تک جناب والا ! میں پوچھنا چاہتا ہوں کہ زرعی اصلاحات جن کا وعدہ آپ نے اس قوم کو اس صورت میں دیا تھا کہ اب اس صوبہ میں پیداوار کی کمی نہیں ہوگی اور ہم زرعی اصلاحات اس مقصد کے لئے کر رہے ہیں کہ زمیندار اور کاشتکار کو ترقی کے برابر مواقع میسر ہو جائیں گے مگر آپ کی زرعی اصلاحات سے میں سمجھتا ہوں کہ اس صوبہ کے عوام کو یہ فائدہ تو ضرور ہوا ہے کہ مزارع اور زمیندار ایک دوسرے کے مستقل دشمن بن گئے ۔ پیداوار میں اس حد تک کمی واقع ہو گئی کہ وہ sub-continent کو اناج میسر کرتا تھا ۔ جسکا اناج برآمد ہوا کرتا تھا آج اس کے ایک ایک دانے کے لئے اپنے صوبہ کو محتاج کر کے رکھ دیا ہے یہ جناب والا ! آپ کی زرعی اصلاحات کا اعلیٰ ترین نمونہ اور اعلیٰ ترین کارکردگی ہے ۔ مزارع کے پاس جاؤ تو وہ بھی رو رہا ہے زمیندار کے پاس جاؤ تو وہ بھی رو رہا ہے اور سوائے ان دو کو آپس میں لڑا کر اپنا مقصد حاصل کرنے کے آپ نے میں سمجھتا ہوں اس صوبہ کے عوام کو کچھ نہیں دیا ۔

جناب والا ! اگر دیانتداری سے ان اصلاحات پر عمل کیا جاتا اور

اولین توجہ اس پر دی جاتی کہ ہم زیادہ سے زیادہ کاشت کو بڑھائیں ہم زیادہ سے زیادہ زراعت کی ترقی پر کام کریں اور اس کی طرف ہم اپنی پوری توجہ مبذول کریں اور صوبے کے عوام کو زراعت کی ترقی سے آگاہ کریں تو اس کا کوئی فائدہ بھی ہو سکتا تھا ۔ نہ تو آپ مزارعین کو وہ زمین دے سکے اور نہ مالکان سے اتنی زمین آپ کو ملی ۔ اس کا اثر یہ ہوا کہ پیداوار دن بدن کم ہوئی اور ہم دن بدن نئے بحرانوں کا شکار ہوتے گئے ۔ جناب والا ! ہمیں تو توقع یہ تھیں کہ وہی زرعی اصلاحات جو آپ نے غریب عوام کے لئے نافذ کی تھیں جن کا وعدہ آپ نے اپنے منشور میں کیا تھا اس کے مطابق ساڑھے بارہ ایکڑ تک کے مالکان اراضی کو مالیہ ہم معاف کر دیں گے اور لطف کی بات یہ ہے کہ عنان اقتدار سنبھالنے کے بعد آپ کے پاس وہ مواقع میسر تھے مارشل لاء کے وہ ضوابط موجود تھے جن کے تحت آپ عوام کے ساتھ کئے گئے وعدے بھی پورے کر سکتے تھے اور غریب عوام کی آپ اشک شوئی کر سکتے تھے ۔ یہ بھی جانتے ہوئے یہ بھی سمجھتے ہوئے اور بھی تسلیم کرتے ہوئے کہ اس صوبہ کے 85 فیصد کاشتکار چھوٹے کاشتکار ہیں ۔ مانا آپ نے بڑے جاگیرداروں کو کوئی مراعات نہیں دیں ۔ مانا اگر آپ ان کے ساتھ معمولی سی زیادتی بھی کر دیں تو ہو سکتا ہے کہ وہ تھوڑی بہت برداشت کر لیں ۔ لیکن کون سی رکاوٹ آپ کے سامنے اپنے وعدہ کو پورا کرنے کے لئے تھی کہ آپ نے چھوٹے زمینداروں کو کاشتکاروں کو مالیہ معاف نہ کیا تو اس کے برعکس آپ نے اس میں وہ چیزیں رکھ دیں جو خود کو بھی قبول نہیں ہیں اور زمینداروں کو بھی قبول نہیں ہیں اور اب عملی طور پر آپ کے وہ تمام ضابطے آپ کی وہ تمام اصلاحات قطعی طور پر غیر موثر ہو کر رہ گئی ہیں ۔

جناب والا ! یہ بھی ایک کارگزاری کے طور پر بتایا گیا ہے کہ ہم نے اس صوبہ میں کنوؤں کی کھدائی ۔ ٹیوب ویلوں کی تنصیب ۔ ٹریکٹروں کو کرایہ پر لینے کے سلسلہ میں قرضوں کی فراہمی اور اس قسم کے تقاوی قرضوں کا بھی بندوبست کیا گیا ہے اور لطف کی بات یہ ہے کہ رپورٹ سال 1972ء ہمارے پاس پیش ہو رہی ہے اور آپ نے بھی اندازہ فرمایا ہو گا کہ ہم اپنے

آپ کو اس بحث میں 1972ء سے آگے نہیں لے جا رہے ہیں ۔ مگر جناب والا ! ہمیں یہ بھی بتایا گیا ہے کہ ہم نے پانچ کروڑ روپیہ سیلاب زدگان کو بھی دیا ۔ جو سیلاب 1973ء میں آئے ۔ جناب والا ! وہ کیوں لکھے گئے ہیں کیوں اس قسم کی غلطیاں سرزد کی گئی ہیں ۔ محض اس لئے کہ 1972ء میں دکھلانے کے لئے کوئی چیز نہیں ہے 1972ء میں کسی قسم کی کوئی کارروائی نہیں کی گئی کسی قسم کی کوئی کارگزاری نہیں کی گئی ۔ اس لئے تھوڑی بہت کسی کارگزاری کا سہارا لیا جاتا ہے تو وہ آئندہ کے سالوں کا ۔ جناب والا ! میں پوچھنا چاہتا ہوں کہ کیا آپ نے اس صوبے کے عوام کے لئے پانی کی کمی کو دور کیا ؟ کیا آپ نے اس صوبہ کے عوام کو پانی سے محروم نہیں رکھا ؟ کیا آپ نے اس صوبہ کے عوام کا دیرینہ مطالبہ پورا کیا جو 1971ء میں کھڑا ہوا تھا جسے پانی کی تقسیم کا نام دیا گیا تھا جس کا فوری حل کرانا آپ کے مفاد میں بھی تھا اور صوبہ کی معیشت کے لئے بھی ضروری تھا ؟ کیا آپ نے 1972ء میں اس قسم کا کوئی قدم اٹھایا ؟ آپ تو عجیب سی چیزیں ہمیں دکھا رہے ہیں ۔ ہم آپ سے روٹی مانگ رہے ہیں آپ ہمیں ڈبل روٹی اور کیک کا نام بتا رہے ہیں ۔ ہم آپ سے نہری پانی کا مطالبہ کرتے ہیں جو ہمارا حق ہے جس کے بغیر ہم زندہ نہیں رہ سکتے اور آپ اپنی کارگزاریاں ہمیں دکھا رہے ہیں کہ کنوؤں کے لئے ٹیوب ویلوں کے لئے اور ٹریکٹروں کے لئے ہم نے قرضے دیئے ۔ جناب والا ! میں وثوق سے کہہ سکتا ہوں کہ سال 1972ء میں نہ تو کاشتکاروں نے آپ کے دیئے ہوئے کنوؤں سے فائدہ اٹھایا ہے اور نہ کسی ٹیوب ویل کی تنصیب ہوئی ہے ۔ ان کے لئے ایسی ایسی سخت شرائط اور ایسے ایسے طریقہ کار وضع کئے گئے کہ کسی شخص کو ان اشیاء کو حاصل کرنے کی اور ان سے فائدہ اٹھانے کی ہمت بھی نہیں ہو سکی اور وہ محض اس لئے کیا گیا کہ وہ کاغذی ہو کر رہ جائیں مگر ان کا عملی مفاد کسی کو نہ پہنچ سکے ۔

جناب والا ! کتنا بد قسمت یہ علاقہ ہے کتنی بد قسمتی ہے کہ وہ صوبہ جس صوبہ کا نام پنج آب ہو اور آب کے نام سے جو جیتا ہو آب کے نام سے جو قائم ہوا ہو آب کے نام سے جس کی بقا وابستہ ہو وہ آج پانی کے ایک ایک قطرے کے لئے ترستا رہے ۔ اس کے پانی کا فیصلہ آج تک نہیں کیا جا

سکے ۔ اسی پنجاب کے پانی کو جناب والا ! بیچ کر بڑے بڑے ڈیم بنائے گئے ۔ اس پنجاب کے پانی سے اس ملک میں ہزار ہا روپیہ حاصل کیا گیا مگر وہ پنجاب پانی کو ترستا رہا اور جب بھی پانی کا سوال پیدا ہوتا ہے تو ہمیں یہ بتلایا جاتا ہے کہ اس کا فیصلہ ہو رہا ہے اسکا کمیشن بیٹھا ہوا ہے اس کا فیصلہ ہو گا ۔ میں پوچھنا چاہتا ہوں کہ کون سی مجبوری تھی 1972ء میں کون سی رکاوٹ تھی کہ آپ اس صوبے کے پانی کا مسئلہ حل نہیں کرا سکے اور اس صوبہ کو اپنا حق نہیں دلا سکے جس کا واویلا جس کی چیخ و پکار یحییٰ خان کے دور میں شروع ہو گئی تھی اور جس میں آپ کی پارٹی کو کہا گیا تھا کہ آپ ہماری امداد کریں اور ہم پر نظر کرم فرمائیں ۔ مگر جب آپ برسراقتدار آ گئے تو آپ نے خود غرضیاں سمیٹ لیں ۔ آپ کے اپنے مفادات آپ کے پیش نظر آ گئے اور غریب کسانوں ، غریب لوگوں اور غریب مزدوروں کے مفادات کو آپ نے نظر انداز کر دیا ۔

جناب والا ! اشتمال اراضی کو بھی کارگزاری میں دکھایا ہے ۔ وہ اشتمال اراضی جس کا آغاز 1960ء اور 1961ء میں اس صوبہ میں کیا گیا تھا ۔ مجھے نہایت افسوس کے ساتھ کہنا پڑتا ہے کہ ہمارے ملک میں ہمارے صوبے میں جو بھی سکیم نافذ کی جاتی ہے اس کا اگر Preamble پڑھا جائے ۔ اس کے اغراض و مقاصد پڑھے جائیں تو انسان ایک بار نہیں بلکہ سو سو بار کود اٹھتا ہے ۔ مگر جب اس کی کارگزاری کو دیکھا جاتا ہے اس کے عمل کو دیکھا جاتا ہے تو حیرت ہوتی ہے کہ آخر کیوں جمہوری ملک میں اس قسم کی کارروائیاں روا ہیں ۔ جناب والا ! آج اگر ہم دیانتداری سے دیکھیں، اپنے گریبان میں جھانک کر دیکھیں تو میں سمجھتا ہوں کہ اس ایوان کا کوئی بھی فاضل رکن یہ ماننے سے انکار نہیں کرے گا کہ یہ اشتمال اراضی جو غریب عوام کے مفاد کے لئے نافذ کی گئی تھی ۔ غریب عوام کی تباہی کا باعث بن گئی اس میں بڑے بڑے لوگوں کو تو ضرور فائدہ پہنچا ان حاکموں کو تو ضرور فائدہ پہنچا جن کے اختیار میں اشتمال کرنے کا کام تھا ۔ اپنے بسے سے اپنے دیگر ذرائع سے خوش کر کے اپنی مرضی کی زمینیں انہوں نے حاصل کیں اور غریب کسانوں کی حالت اب یہ ہو گئی ہے کہ جس دیہات میں بھی اب اشتمال کا

نام لیا جاتا ہے تو وہاں کے غریب کاشتکار، غریب کسان اور چھوٹے زمیندار کانپ اٹھتے ہیں کہ ہماری زمینوں کا کیا بنے گا۔ ہمارے گھر کا کیا بنے گا۔ اس سے جو تباہی پیدا ہوئی ہے اس سے آپ بھی واقف ہیں ہم بھی واقف ہیں اور آج نہیں بلکہ 1972ء میں ہی آپ کو اس اشتمال اراضی کے بارے میں متوجہ کیا گیا تھا کہ صاحب اس صوبے کے عوام کی حالت زار پر رحم کیجئے اور اشتمال کے نظام کو یا تو درست کیجئے۔ اس کو قانون کے مطابق چلائیے یا پھر اس کو سرے سے ہی ختم کر دیجئے۔ اس کے بارے میں وعدے کئے گئے مگر اس سلسلے میں آج تک کوئی بھی کار گزاری ہمارے سامنے نہیں آئی صرف نام کی رہ گئی کہ ہم نے اتنے ایکڑ رقبہ فلاں جگہ پر اشتمال نہیں بلکہ تباہ کیا۔ فلاں جگہ پر اس کو برباد کیا۔

جناب والا! یہاں پر مزدوروں کی اصلاحات کو بہت بڑی کار گزاری بتایا گیا کہ سال 1972ء میں مزدوروں کی قسمت کو بدل دیا گیا۔ سال 1972ء میں مزدوروں کے لئے بہت بڑے کار ہائے نمایاں انجام دئے گئے۔ اگر آپ کا حافظہ اتنا کمزور نہیں ہے تو میں آپ سے سوال کرتا ہوں کہ کس سال اور کس دور میں مزدوروں کے لئے ظلم کے دروازے کھولے گئے۔ کس سال مزدوروں پر سب سے زیادہ لاٹھیاں برسائی گئیں۔ کس سال میں مزدوروں پر سب سے زیادہ تشدد کیا گیا اور اگر آپ تاریخ کے اوراق اٹھا کر دیکھیں اور اگر آپ ماضی کی طرف لوٹ کر جائیں تو آپ بلا ساختہ چیخ اٹھیں گے کہ یہ وہ سال 1972ء تھا وہ بد قسمت سال تھا جس سال میں صنعتی امن تباہ وبرباد ہو گیا۔ جس سال میں ملیں بند ہوئیں اور پرسیڈنٹ قائم ہوتے رہے اور جو تعلقات کا بگاڑ آجر اور مزدور کے درمیان 1972ء میں ہوا اس سے صنعتی امن درہم برہم ہو کر رہ گیا اور آج تک نہ سنبھل سکا۔ یہ آپ کی کار گزاری ضرور ہے کہ اس صوبہ کی معیشت کا دارومدار زراعت کے بعد دوسرے نمبر پر صنعت کا آیا کرتا تھا جس میں مزدور ریڑھ کی ہڈی ہوا کرتے تھے۔ اس کو برباد کرنے میں تو آپ نے بہت کچھ کام کیا۔ آپ نے پیدا وار کو کم کرنے میں، ان صنعتوں کو تباہ اور برباد کرنے میں بہت بڑی کامیابی حاصل کی اور اگر اسی کا نام آپ مزدوروں کی اصلاحات کہتے ہیں۔ صنعتی اصلاحات کہتے ہیں پیدا واری اصلاحات کہتے ہیں۔ تو پھر یہ جنوں کا نام خرد اور خرد کا نام جنوں ہے۔

بہر حال یہ آپ کہہ سکتے ہیں میں نہیں کہہ سکتا ۔

سماجی تحفظ کے بارے میں بھی کار ہائے نمایاں بتائے گئے ہیں ہو سکتا ہے مگر میری معلومات کا جہاں تک تعلق ہے میں سمجھتا ہوں یہ سوشل سیکورٹی کی سکیم کچھ حد تک بہتر انداز میں چل رہی ہے ۔ مزدوروں کے لئے معمولی حد تک فائدہ مند ضرور ثابت ہوئی ہے مگر اس کو جس انداز سے چلانا چاہئے تھا جس موثر طریقے سے اس کو نافذ کرنا چاہئے تھا اس کے لئے سال 1972ء میں کسی قسم کی کوئی تدبیر نہیں کی گئی ۔

جناب والا ! یہاں پر ٹرانسپورٹ کے بارہ میں بھی کار گزاریاں بتائی گئی ہیں کیونکہ ٹرانسپورٹ کی کارکردگی کو اس میں نہیں بتایا گیا بلکہ ان مقدمات کا ذکر کیا گیا ہے جو اس دور میں دائر ہوئے اور ان کا فیصلہ کیا گیا ۔ اس لئے میں نہیں سمجھتا کہ میں اس موضوع کو اتنا وسیع کروں جبکہ میرا وقت بہت کم ہو رہا ہے اور ابھی نہایت اہم موضوع باقی ہیں ۔ اس سلسلے میں بھی آپ کو پوری طرح سے واضح ہے کہ 1972ء میں گورنمنٹ ٹرانسپورٹ کا مسئلہ کس حد تک حل کرنے میں آپ کامیاب رہے ہیں ۔

اب آئیے جناب ایک اہم ترین اصلاح کی جانب جسے بار ہا یہ حکومت فخر کے انداز میں پیش کیا کرتی ہے جسے وہ تعلیمی اصلاحات کا نام دیا کرتی ہے اس طرف بھی اگر آپ تھوڑی سی توجہ مبذول فرمائیں تو آپ کو اندازہ ہو جائیگا کہ وہ قوم جو پہلے ہی تعلیمی لحاظ سے پسماندہ تھی اس قوم کے نونہال جو پہلے ہی تعلیمی اداروں سے بیزار ہو چکے تھے جن کے لئے ضرورت تھی کہ انکے لئے ایک ایسا تعلیمی ماحول پیدا کریں جس سے انکو تعلیم کی طرف زیادہ رغبت حاصل ہو جائے اور ہم اپنی قوم کا تعلیمی معیار بڑھا سکیں ۔ اسکا حشر آپ کے سامنے ہے ۔ جناب والا ! تعلیمی اصلاحات کے تحت سب سے بڑا کارنامہ جو بتلایا جاتا ہے وہ یہ ہے کہ ہم نے سکولوں کو نیشنلائز کر لیا پرائیویٹ سکولوں کو ہم نے ہمیشہ کے لئے ختم کر دیا ۔ میری سمجھ میں نہیں آتا کہ کس قانون میں ہے کس بنیادی حق میں یہ دیا گیا ہے کہ حکومت کو یہ اختیار ہے کہ وہ نجی اداروں کو اپنی تحویل میں لے لے ۔ یہ تو حکومت کو

اختیار ہے کہ وہ جتنے ادارے چاہے کھول سکے یہ تو اختیار ہے کہ پرائیویٹ ادارے جو صوبے میں پہلے موجود تھے ان کے مقابلے میں اچھے سے اچھے ادارے قائم کرتی اور ان کی حیثیت کو ختم کرکے رکھ دیتی ۔ ان کی طرف لوگوں کی رغبت کو ختم کر دیتی جو حکومت نہ کر سکی البتہ یہ کار گزاری اس نے ضرور انجام دی کہ جو اپنے بنائے ادارے تھے جن کو غریب لوگوں نے ریکارڈ میں اپنے مستقل کے گزارے کے لئے چلایا ہوا تھا جن کو معذور لوگ چلا رہے تھے جن کے لئے انہوں نے اپنی جائدادیں تک وقف کر رکھی تھیں ۔ ان کو بھی آپ نے ہتھیا لیا ۔ ان کو بھی آپ نے سنبھال لیا اور بجائے نظام کی اصلاح کی طرف توجہ دینے کے آپ نے خالص سیاسی اغراض کے لئے سیاسی مقاصد کے لئے یہ خیال کئے بغیر کہ آپ کے اس اقدام سے صوبہ کے عوام کو کتنا نقصان پہنچے گا ۔ اس صوبہ میں کتنا تعلیمی شدید بحران پیدا ہو گا آپ نے خوش نما وعدے کرکے اس قوم کو پہلے کی طرح بے وقوف بنا کر ان سے یہ تعلیمی ادارے لے لئے ۔ جناب والا ! مجھے آج اے ۔ کے بروہی کا وہ قول اسی طرح یاد آ رہا ہے کہ جس ملک میں مفاد عامہ کی آڑ میں لوگوں کے بنیادی حقوق سلب کر لئے جائیں وہاں جبر و استبداد کی حکمرانی ہوتی ہے اور معاشرہ لا قانونیت کا شکار ہو جاتا ہے ۔ مفاد عامہ کے تحت عوام کو ان کے بنیادی حق سے محروم کر دیا گیا کہ وہ جس وقت چاہیں جس قدر چاہیں تعلیمی ادارے قائم کر سکتے ہیں ۔ جناب والا ! آج حالت یہ ہو گئی ہے کہ وہ تعلیمی ادارے جنہیں نیشنلائز کیا گیا تھا ان کے بارے میں حکومت ابھی تک اپنی پالیسی ہی متعین نہیں کر سکی ۔ اس کے بارے میں کسی قسم کی ایسی اصلاح نہیں کی جا سکی جس سے ہمیں کوئی فرق محسوس ہو کہ جب یہ پرائیویٹ سکول قائم تھے اس وقت تعلیمی معیار یہ تھا اور اب نیشنلائز کرنے کے بعد تعلیمی معیار یہ ہے ۔ حالانکہ صورت حال یہ ہے کہ پہلے جب پرائیویٹ ادارے ہوا کرتے تھے پرائیویٹ سکول ہوا کرتے تھے تو سرکاری اداروں کو بھی ایک خوف اور ڈر ہوا کرتا تھا کہ ہمارے ہی شہر میں ایک پرائیویٹ ادارہ ہے جہاں پڑھائی بھی اچھی ہے جس کا نتیجہ بھی اچھا ہے اگر ہمارا معیار اس کے برابر نہ آیا تو جواب طلبی ہو گی اور انہیں تھوڑا بہت خوف اور احساس بھی ہوا کرتا تھا ۔ آج وہ احساس بھی ان تعلیمی اصلاحات

سے یکسر ختم ہو گیا اور تعلیمی بحران پیدا ہو گیا ہے - آج کیفیت یہ ہے کہ لڑکے سڑکوں پر مارے مارے پھر رہے ہیں انہیں داخلے تک نہیں ملتے اور وہ پریشانی کے عالم میں ہیں اور پرائیویٹ سکول کوئی کھل نہیں سکتا کیونکہ انہیں ڈر ہے کہ کوئی بھی سکول اگر کھولا جائے تو انہیں قومی تحویل میں لے لیا جائے گا - میں پوچھنا چاہتا ہوں کہ اس قسم کی اصلاح کی آپ کو ضرورت لاحق کیسے ہوئی - آپ کے پاس اگر اتنے فنڈز تھے آپ کے پاس اگر اتنا پیسہ تھا کہ آپ ان تمام اداروں کو نیشنلائز کرکے چلا سکتے تھے تو مجھے بتائیں کہ کونسی ایسی رکاوٹ تھی کہ آپ اس پیسے سے اپنے موجودہ سکولوں کا معیار بلند کر دیتے - ان علاقوں میں مزید آپ اچھے قسم کے سکول کھول دیتے اور انہیں بھی ساتھ چلنے دیتے اور اس کے بعد عوام کو بتلاتے کہ چلے آپ کے ساتھ یہ سلوک ہوتا تھا اب ہم نے آکر یہ کیا - ارے بھائی ! عوام کو تو احساس اس وقت ہوتا ہے جب ان کے سر پر آ کر پڑتی ہے وہ تو صرف یہ سن کر اس وقت خوش ہو گئے تھے کہ یہاں ہمیں فیسیں دینی پڑتی ہیں وہاں ہمیں فیسیں نہیں دینی پڑیں گی - یہ انہیں پتہ نہیں تھا کہ فیسوں کی معافی انہیں مہنگی پڑے گی یا فیسوں کی معافی انہیں سستی پڑے گی - آج جو نظام چل رہا ہے اور جو تعلیمی ماحول پیدا ہو گیا ہے اور جس قسم کی تعلیم کالجوں اور سکولوں میں دی جا رہی ہے اس سے آپ ہی اندازہ لگائیں - کیا آپ اس قسم کی تعلیمی اصلاحات پر فخر محسوس کر سکتے ہیں ؟ جناب والا ! آج ہی کے دن وقفہ سوالات کے دوران اس امر کا اعتراف کیا گیا کہ یہ جو تعلیمی ادارے نیشنلائز کئے گئے ہیں ان کے طریق کار تا حال متعین نہیں ہوئے - ان میں اب بھی تربیت یافتہ اساتذہ ایک ماتحت کے طور پر کام کر رہے ہیں اور غیر تربیت یافتہ سربراہ بنے ہوئے ہیں اور حکومت نے جناب کسی قسم کی اصلاح نہیں کی - اگر آپ نے کسی طریقہ سے سیاسی اغراض کے تابع محض اس نیت سے کہ تمام سٹوڈنٹ آپ کے کنٹرول میں آ جائیں تمام طلباء پر آپ کا قبضہ ہو جائے اس طرح کی اصلاحات صوبہ میں نافذ کیں - یا اس طرح اگر آپ اصلاحات اس صوبہ میں نافذ کرتے رہے - تو یقین جانیئے کہ اس صوبہ کا اللہ ہی حافظ ہے - اور وہ دن دور نہیں جب یہ صوبہ خدانخواستہ تباہی سے

ہمکنار ہو جائے گا - میں آپ سے استدعا کروں گا - کہ آپ کسی بھی غلط کام کو کر کے اس پر مصر رہنے کی کوشش نہ کریں - غلطی کا اعتراف کرنا زندہ قوموں کا شیوہ ہوا کرتا ہے - غلطیوں کا مداوا کرنے سے قومیں باقی رہا کرتی ہیں - اور اگر آج بھی آپ محسوس کرتے ہیں کہ ان تعلیمی اصلاحات سے آپ نے تعلیم کے دروازے کھولے نہیں بلکہ بند کر دئے ہیں - تعلیم کے نظام کو بنایا نہیں بلکہ تباہ کر دیا ہے - تو میں آپ سے استدعا کروں گا کہ آپ اس پر نظر ثانی کریں - اور پھر ان پرائیویٹ لوگوں کو incentive دیں کہ وہ تعلیم کے میدان میں آگے بڑھیں - تعلیمی ادارے زیادہ سے زیادہ کھولیں - ان کے لئے آپ rules and regulations بنائیں ان کو implement کرائیں - ان کے مقابلے میں آپ Institution بنائیں - یہ دروازے بند نہ کریں - کیونکہ ہو سکتا ہے کہ کل کو آپ اس قابل ہی نہ ہوں کہ ان اداروں کو سنبھال سکیں - افسوس کا مقام تو یہ ہے کہ دوسرے آزاد ممالک میں - دوسرے ترقی یافتہ اور ترقی پسند ممالک میں پرائیویٹ یونیورسٹیاں ہیں - اور ایسی بہت سی پرائیویٹ یونیورسٹیاں ہونگی جن سے میرے فاضل دوست ڈاکٹر عبدالخالق صاحب نے بھی ڈگریاں حاصل کی ہونگی - مگر ہمارے ملک میں پرائمری تک پرائیوٹ سکول نہیں کھولا جاسکتا - مڈل تک سکول نہیں کھولا جاسکتا - کیوں ؟ - کیونکہ ہم نے تعلیمی اصلاحات کی ہیں - ہم تعلیم کو فروغ دے رہے ہیں - ہم نے پرائیویٹ اداروں کے کھولنے پر پابندی لگادی ہے - کیوں ؟ اسکا کوئی جواب نہیں - اسکا کوئی جواز نہیں اور ہر مہذب آدمی جانتا ہے کہ آپ کا اس سے مقصد کیا ہے - جو مقصد آپکا تھا کہ تعلیم اس صوبے میں ختم کر دی جائے اور تعلیمی بحران پیدا کر دیا جاوے - اسمیں میں سمجھتا ہوں کہ سال 1972ء کے عمل سے آپ نے ضرور وہ فائدہ حاصل کر لیا ہے - اور آپ کا وہ مقصد ضرور achieve ہو گیا ہے -

جناب والا ! ہمیں بتایا گیا ہے کہ ہم نے صوبے کے غریب عوام اور محتاج لوگوں کو طبی سہولیات بہم پہنچانے کیلئے ادویات کے برانڈ ناموں پر پابندی لگا کو جنرک نام قائم کر کے ادویات کی قیمتیں کم کرنے کے لئے کوشش کی ہے - اس کے برعکس اگر لکھا جاتا کہ اس صوبے سے ادویات کو بھی سرے سے مفقود کر دیا گیا

۔ تو وہ میں سمجھتا ہوں عین مناسب تھا ۔ مجھے افسوس تو یہ ہے کہ
اگر ان کارگزاریوں کا اظہار سال 1972ء میں بھی کردیا جاتا ۔ تو کچھ روا
کہا جاسکتا تھا ۔ مانا جاسکتا تھا ۔ ابھی ہم نے اسکے اثرات نہیں دیکھے
تھے ۔ مجھے نہایت افسوس ہے کہ ان کے اثرات دیکھنے کے باوجود اسکی تمام
تر کارکردگی کو سامنے رکھنے کے باوجود ہم اسے کارگزاری بتاتے ہیں جب
کہ عوام اب دوائیوں کے بحران میں بھی مبتلا ہو گئے ہیں ۔ وہ دوائی جو
انہیں پہلے چند آنے ۔ چند ٹکے ۔ اور چند روپوں میں میسر آسکتی تھی ۔ اب
مریض جان بلب ہوتا ہے ۔ ڈاکٹر کا اصرار ہوتا ہے کہ صرف وہی دوائیں
کار گر ثابت ہوسکتی ہے ۔ اب اگر وہ دوائی بازار میں ملتی ہے تو منہ مانگے
داموں پر ملتی ہے ۔ کون کہتا ہے کہ کسی کے پاس جنرک دوائیاں ہیں ۔
اور پرانی بند ہو گئی ہیں ۔ محض آپ نے بلیک مارکیٹنگ کو فروغ دینے کیلئے
ان کے پیٹ بھرنے کیلئے ، سمگلنگ کو زیادہ روا رکھنے کیلئے ایک جائز ،
دستوری اور مناسب طریقہ کو ختم کر کے محض اپنی ذاتی برتری کیلئے ،
محض اپنی ضد کو قائم رکھنے کیلئے اس صوبے کے عوام کی صحت کو بھی
تباہ کر دیا ہے ۔ جناب والا ! کون نہیں جانتا کہ اس صوبے میں سال 1972ء
میں صحت کے سلسلہ میں کوئی کارگزاری انجام نہیں دی گئی ہے ۔ وہ ڈاکٹر
جو اس ملک میں اسلئے پڑھا کرتے ہیں کہ وہ اس ملک کی خدمت کرینگے ۔
جو یہ چاہتے ہیں کہ ہم بھی ایک آزاد اور مہذب معاشرے کی طرح زندگی
بسر کر سکیں ۔ ہمیں بھی اپنی صحت کے مطابق جائز اور معقول معاوضہ مل
سکے ۔ 1972ء تو 1972ء ۔ آپ 1972ء تک وہ مسائل حل نہیں کرسکے ۔
اور آپ کی صحت کی اصلاحات کا نمونہ تو آج بھی ظاہر ہے ۔ کہ آج آپ کے
صوبے کے تمام ہسپتال بند پڑے ہیں ۔ اور آج ڈاکٹر نام کی کوئی چیز کسی
ہسپتال میں موجود نہیں ہے ۔ یہ ہے آپ کی کارگزاری ۔ یہ ہے آپ کی وہ خدمت ۔
یہ ہے آپ کی وہ ابتدا ۔ جو اس میدان میں آپ نے 1972ء میں کی ۔ اور جسکا
پھل اب جناب بریگیڈیئر صاحبداد خان مناسب کاٹ رہے ہیں ۔ اپنے اوپر یہ
نیک نامی لینے کیلئے کہ ان کے عہد میں ڈاکٹروں کی بھی بڑھوتی ہو گئی ہے ۔
جناب والا ۔ حکومت کے اولین اور بنیادی فرائض میں تعلیم اور صحت ہے ۔

اور کوئی معاشرہ اسوقت تک قائم نہیں رہ سکتا ۔ اسکی بقا قائم نہیں رہ سکتی جب تک کہ وہ اس طرف خصوصی توجہ نہ دے ۔ بلکہ مجھے یہ کہنے میں قطعی باک نہیں ہے کہ ہماری حکومت نے عوام کو بنیادی سہولتیں ۔ بنیادی ضروریات بہم پہنچانے میں اتنی بے اعتنائی اسی دور اور اسی سال میں برتی جسکی مثال نہ اس آمریت کے دور میں ملتی ہے نہ انگریزوں کے دور میں ملتی ہے ۔ نہ کسی اور وقت میں ملتی ہے جو آپ کے حصہ میں آئی ہے ۔

جناب والا! زراعت کے متعلق میں حیران ہوتا ہوں جب میں ان کارگزاریں کو پڑھتا ہوں ۔ بھائی! کم از کم یہ تو آپ سوچیں کہ یہ رپورٹ آپ ایوان میں پیش کر رہے ہیں ۔ فاضل ارکان کے سامنے پیش کررہے ہیں ۔ یہ رپورٹ کسی جنگل میں آپ پیش نہیں کر رہے ہیں ۔ آخر وہ کونسا ذی شعور آدمی ہے جو کہ آپکی اس رپورٹ کو دیکھکر ہنسے گا نہیں ۔ کہ وہ زراعت جسکی کارکردگی کو بہتر بنانیکا دعوے آپ نے 1972 میں کیا تھا ۔ جس کے بارے میں آپ نے یہاں بھی لکھا ہے کہ ہم نے زراعت میں بڑھ چڑھ کر ترقی کی ہے ۔ ہم نے زراعت کو فروغ دینے کیلئے بے پناہ کام کئے ہیں ۔ ہم نے کسانوں کو بیج فراہم کیا ہے ۔ ان کو کھاد بھی دی ہے ۔ ہر چیز دی ہے مگر اسکا نتیجہ آپ کے سامنے ہے ۔ کہ وہی صوبہ جسکی ترقی جسکی معیشت کا دارومدار زراعت اور صرف زراعت پر تھا آج دانے دانے کیلئے بھوکا مر رہا ہے ۔ آج اسکی کپاس کی ڈسپوزل نہیں ہو رہی ہے ۔ اسکی اجناس کی قیمت اسے نہیں مل رہی ہے ۔ اور وہ کسان جو کہ زراعت کو اپنے ایمان کی حد تک اپنائے تھا ۔ عزیز رکھتا تھا ۔ آج وہ شہروں کا رخ کر رہا ہے کیونکہ اسے زراعت میں کچھ میسر نہیں آ رہا ہے ۔ آج زراعت بالکل بحران کا شکار ہو رہی ہے ۔ کوئی ایک فیلڈ لے لیجئے ۔ سوائے غنڈہ گردی ، کنبہ پروری اور چور بازاری کے فیلڈ کے اور کوئی فیلڈ تو بتائیے جس میں آپ نے اس صوبے کے عوام کی کوئی خدمت کی ہو ۔ کسی شعبے میں اس صوبے کے عوام نے ترقی کی ہو ۔ وہ زراعت جسکا تمام تر دار و مدار اس صوبے کی معیشت پر تھا ۔ وہ پورے طور پر ناکام ہو کر رہ گئی ۔ اور اس دور میں ۔ اس سال میں اسطرف کسی طور پر بھی کوئی توجہ نہیں کی جاسکی ۔

جہاں تک انہار کے پانی فراہم کرنے کا تعلق ہے ۔ اس سلسلہ میں میں

پہلے بھی عرض کر چکا ہوں ۔ گو دوسری بار اس رپورٹ میں یہ آ گیا ہے اور میں پھر ایک بار موجودہ حکومت کو متوجہ کراؤں گا کہ یہ مسئلہ ایسا نہیں ہے کہ اس کو ہم پچھلی حکومت کی کارگزاری تک محدود رکھیں بلکہ یہ ایک دائمی مسئلہ ہے اور جس کا حل 1972ء میں نہیں کیا گیا ۔ آپ کو چاہئے کہ آپ اس کا حل اس سال کریں ۔ تا کہ آئندہ کی رپورٹ میں آپ اس کو کارگزاری کے طور پر پیش کر سکیں ۔

مسٹر سپیکر : حاجی صاحب اب تو وقت ختم ہو چکا ہے ۔

حاجی محمد سیف اللہ خان : ایک منٹ ہے جناب والا ! اس میں یہ بھی بتایا گیا ہے کہ ہم نے سماجی برائیوں کی روک تھام کے لئے بہت سے انسدادی قوانین نافذ کئے ہیں ۔ ان میں قانون آبکاری ، قانون افیون ، قانون خطرناک ادویات ۔ مجموعہ تعزیرات پاکستان کی دفعات 292/294 ہنگامی قانون انسداد عصمت فروشی ، قانون نا پسندیدہ اشتہارات ، ہنگامی قانون انضباط غنڈہ اشخاص ، وغیرہ وغیرہ ہیں ۔

جناب والا ! ان میں سے کوئی بھی قانون ایسا نہیں ہے جو کہ 1972 میں نافذ کیا گیا ہو یہ تمام قوانین 1972ء سے پہلے کے نافذ شدہ ہیں ۔ البتہ اس دور میں ان قوانین کی تضحیک ضرور ہوئی ہے ۔ ان پر عمل قطعی طور پر نہیں ہوا ہے ۔ اس عرصہ میں عصمت فروشی ۔ شراب نوشی ۔ غنڈہ گردی ۔ بدمعاشی ہر قسم کے جرائم بڑھے ۔ پھلے پھولے ۔ اور ترقی ہوئی ۔ اور یہ تو آپ کہہ سکتے ہیں کہ سال 1972ء میں ہم نے ان قوانین کو غیر مؤثر رکھنے کی کارروائی تو ضرور انجام دی ہے مگر ان پر عمل پیرا نہیں ہوئے ۔

جناب والا ! اس کے علاوہ تنخواہوں کے قومی پے سکیل ، بہبودی اسپران اور خوراک کے بارے میں ، اور انجمن ہائے امداد باہمی کے بارے میں بہت کچھ بتایا گیا جو میں سمجھتا ہوں قطعی طور پر فرضی ہے ۔ جناب والا ! مجھے وقت کا احساس ہے وعدے کا بھی پاس ہے ۔ اس لئے میں اختصار کے ساتھ یہ استدعا کروں گا کہ حکومت از راہ کرم یہ بات تسلیم کر لے کہ 1972 میں اس صوبہ میں آئینی حکومت نہیں تھی ۔ ہم نے جو رپورٹ پیش کی ہے

اسے ہم واپس لیتے ہیں - ہم اس رپورٹ کو پیش کرنے کے پابند نہیں تھے - یا پھر وہ ایسی رپورٹ پیش کریں جو آئینی تقاضوں کے مطابق ہو - جس میں وہ تسلیم کریں کہ ہم سے خامیاں ہوئی ہیں - ہم ناکام ہوئے ہیں ہم عوام کی بنیادی ذمہ داریاں جو آئین نے ہم پر نافذ کی تھیں ادا کرنے میں اور ان کو عوام کے لئے پورا کرنے میں قطعی طور پر ناکام رہے ہیں تا کہ صحیح معنوں میں جمہوری اداروں کے جمہوری نمائندے کہلا سکیں اور یہ کہنے میں فخر محسوس کر سکیں کہ ہمیں حق گوئی اور حق تسلیم کرنے کی عادت ہے -

Mr. Speaker : The House is adjourned till 8-30 a.m. tomorrow.

(اسمبلی کا اجلاس 2 اکتوبر 1974 بروز بدھ ساڑھے آٹھ بجے صبح تک کے لئے ملتوی ہو گیا)

صوبائی اسمبلی پنجاب

صوبائی اسمبلی پنجاب کا بارھواں اجلاس

بدھ 2 اکتوبر 1974ء
(چہار شنبہ 15 رمضان المبارک 1394ھ)

اسمبلی کا اجلاس اسمبلی چیمبر لاہور میں ساڑھے آٹھ بجے صبح منعقد ہوا۔ مسٹر سپیکر رفیق احمد شیخ، کرسی صدارت پر متمکن ہوئے۔

تلاوت قرآن پاک اور اس کا اردو ترجمہ قاری اسمبلی نے پیش کیا۔

بِسْمِ اللّٰهِ الرَّحْمٰنِ الرَّحِيْمِ

يٰٓاَيُّهَا الَّذِيْنَ اٰمَنُوْا لَا تَكُوْنُوْا كَالَّذِيْنَ اٰذَوْا مُوْسٰى فَبَرَّاَهُ اللّٰهُ مِمَّا قَالُوْا ۭ وَكَانَ عِنْدَ اللّٰهِ وَجِيْهًا ۝ يٰٓاَيُّهَا الَّذِيْنَ اٰمَنُوا اتَّقُوا اللّٰهَ وَقُوْلُوْا قَوْلًا سَدِيْدًا ۝ يُّصْلِحْ لَكُمْ اَعْمَالَكُمْ وَيَغْفِرْ لَكُمْ ذُنُوْبَكُمْ ۭ وَمَنْ يُّطِعِ اللّٰهَ وَرَسُوْلَهٗ فَقَدْ فَازَ فَوْزًا عَظِيْمًا ۝ اِنَّا عَرَضْنَا الْاَمَانَةَ عَلَى السَّمٰوٰتِ وَالْاَرْضِ وَالْجِبَالِ فَاَبَيْنَ اَنْ يَّحْمِلْنَهَا وَاَشْفَقْنَ مِنْهَا وَحَمَلَهَا الْاِنْسَانُ ۭ اِنَّهٗ كَانَ ظَلُوْمًا جَهُوْلًا ۝

پارہ ۲۲ ص ۳۳۳ رکوع ایات ۶۹ - ۷۲

اے ایمان والو - تم ان لوگوں کی طرح نہ ہو جانا جنہوں نے موسیٰ علیہ السلام کو عیب لگا کر رنج پہونچایا تو اللہ نے انکو بے عیب ثابت کیا اور وہ اللہ کے نزدیک بڑے وجیہ و آبرو والے تھے مسلمانو اللہ سے ڈرتے رہو اور بات سیدھی کہا کرو اس کے باعث وہ تمہارے تمام کام درست کر دے گا اور تمہارے گناہ معاف کر دے گا اور جو بھی شخص اللہ اور اس کے رسول کی فرمانبرداری کرے گا تو وہ بلاشبہ زبردست کامیابی حاصل کرے گا - ہم نے اس امانت کو آسمانوں زمین اور پہاڑوں پر پیش کیا تو انہوں نے اس کے اٹھانے سے انکار کر دیا اور اس سے ڈر گئے اور انسان نے اس کو بڑھ کر اٹھا لیا کیونکہ وہ ظالم و نادان تھا -

وما علینا الا البلاغ

نشان زدہ سوالات اور ان کے جوابات

مسٹر سپیکر : اب وقفہ سوالات شروع ہوتا ہے ۔ مرزا فضل حق ۔۔۔

سید ناہش الوری : جناب سپیکر ! کورم نہیں ہے ۔

مسٹر سپیکر : گنتی کی جائے ۔ گنتی کی گئی ۔۔۔۔ کورم نہیں ہے گھنٹیاں بجائی جائیں ۔۔۔۔ گھنٹیاں بجائی گئیں ۔۔۔۔ کورم ہو گیا ہے ۔ مرزا فضل حق ۔

صوبہ میں منشیات کا ناجائز استعمال

*4376 ۔ مرزا فضل حق : کیا وزیر آبکاری و محصولات از راہ کرم بیان فرمائیں گے کہ صوبہ پنجاب میں کتنے افراد 73 ۔ 1972ء کے دوران ناجائز شراب ۔ افیون اور چرس پیتے ہوئے پکڑے گئے نیز ان میں سے کتنے افراد کے خلاف مقدمات درج کئے گئے ۔ کتنے بری ہوئے اور کتنے سزایاب ہوئے ؟

وزیر آب کاری و محصولات (ڈاکٹر عبدالخالق) : بالترتیب شراب ۔

افیون اور چرس سے متعلقہ افراد کی تعداد ایک سو بہتر (172) ستاون (57) اور اکتیس (29) تھی ۔ ان میں سے ہر ایک کے خلاف مقدمہ درج ہوا ۔ سولہ (16) افراد بری اور ایک سو گیارہ (111) سزا یاب ہوئے ۔ باقیماندہ ایک سو اکتیس (113) کے مقدمات تا حال زیر سماعت ہیں ۔

صوبہ میں بسوں کی تعداد

*4508 ۔ مرزا فضل حق : کیا وزیر آبکاری و محصولات از راہ کرم بیان فرمائیں گے کہ

(الف) صوبہ پنجاب میں اس وقت کل کتنی بسیں چل رہی ہیں ۔

(ب) جو مالکان ٹوکن ٹیکس ادا نہیں کرتے ان کے خلاف گورنمنٹ کیا کارروائی کرتی ہے ؟

وزیر آبکاری و محصولات (ڈاکٹر عبدالخالق) : (الف) صوبہ میں اس وقت 9,905 (نو ہزار نو سو پانچ) بسیں چل رہی ہیں ۔

(ب) لادھندگان پر پہلے تاوان ڈالا جاتا ہے اس پر ادائیگی نہ ہو تو موٹر وہیکلز ٹیکسیشن ایکٹ کی دفعہ 11 کے تحت جبری وصولی کی کارروائی بصورت قرق بس یا دیگر غیر منقولہ جائیداد عمل میں لائی جاتی ہے اور بعض صورتوں میں لاڈ پندہ کی گرفتاری کے وارنٹ جاری ہوتے ہیں ۔

عوام کو ریڈیو اور ٹیلیویژن کی سستے داموں فراہمی

*4957 ۔ ملک شاہ محمد محسن : کیا وزیر صنعت از راہ کرم بیان فرمائیں گے کہ ۔

(الف) کیا یہ امر واقعہ ہے کہ ستمبر 1973ء کے بعد پنجاب میں ریڈیو اور ٹیلیویژن بنانے والی بیشتر فرموں اور ڈیلروں نے یکدم قیمتیں بڑھانی شروع کر دیں ۔

(ب) اگر جزو (الف) کا جواب اثبات میں ہے تو صوبائی حکومت نے عوام کو سستے داموں ریڈیو اور ٹیلیویژن مہیا کرنے کے لئے اب تک کیا اقدامات کئے ہیں ؟

وزیر صنعت (ڈاکٹر عبدالخالق) : (الف) جی ہاں ۔

(ب) جب دیکھا گیا کہ ریڈیو اور ٹیلیویژن سیٹ عام طور پر بنانے والی کمپنیوں کی مقرر کردہ قیمتوں سے زیادہ دام پر بک رہے ہیں تو محکمہ صنعت نے اس صورت حال کا جائزہ لینے اور قیمتوں کو مناسب سطح پر لانے کے لئے ریڈیو اور ٹیلیویژن بنانے والی کمپنیوں کی ایک میٹنگ بلائی ۔ جس میں مندرجہ ذیل فیصلے کئے گئے :—

(1) تمام کمپنیوں کو ہدایت کی گئی کہ وہ اپنے بنائے ہوئے سیٹوں کی مقررہ (Retail) قیمت فروخت مقرر کریں ۔

(2) کمپنیوں کو یہ بھی ہدایت کی گئی کہ وہ اپنی مقرر کردہ قیمتوں

کی تشہیر موزوں طریقے سے کروائیں ۔

(3) کمپنیوں پر یہ ذمہ داری بھی عائد کی گئی کہ وہ اس بات کا انتظام کریں کہ ان کے تمام ڈیلر کمپنی کی مقرر کردہ قیمتیں اپنی دوکانوں پر آویزاں کریں ۔

(4) کمپنیوں کے لئے یہ بھی لازم قرار دیا گیا کہ وہ اپنے ڈیلروں کی فہرست ڈائریکٹوریٹ محکمہ صنعت کو مہیا کریں ۔

(5) یہ بھی طے پایا کہ کمپنیاں ہر ہفتے ڈائریکٹوریٹ کو یہ معلومات بہم پہنچایا کریں گی کہ اس ہفتے میں انہوں نے کس قسم کے اور کتنے سیٹ اپنے کس کس ڈیلر کو سپلائی کئے ۔

ان اقدامات کا خاطر خواہ اثر ہوا ہے اور اب ریڈیو اور ٹیلیوژن سیٹ کمپنیوں کی مقررہ قیمتوں پر فروخت ہو رہے ہیں ۔

سید تابش الوری : سپلیمنٹری سر ! کیا وزیر موصوف بتا سکیں گے کہ اس طے شدہ معاہدے کے مطابق کمپنیوں نے اب تک انہیں کیا معلومات فراہم کی ہیں ۔ یا کتنے سیٹ انہوں نے فراہم کئے اور کتنے فروخت کئے ؟

وزیر صنعت : چونکہ فاضل رکن کافی معلومات چاہتے ہیں ، اس لئے علیحدہ سوال کی ضرورت ہے ۔

چوہدری امان اللہ لک : سپلیمنٹری سر ! کمپنیوں نے جو قیمت مقرر کی ہے ، اس کے متعلق انہوں نے فرمایا ہے کہ مناسب ہے ۔ کیا وزیر موصوف قیمتوں کی تفصیل بتا سکیں گے ؟

وزیر صنعت : جناب والا ! ہر سیٹ پر ایک ایک کمپنی کے کئی کئی ماڈل ہوتے ہیں اگر آپ کسی خاص ماڈل کے متعلق پوچھیں تو میں معلوم کرکے بتا سکوں گا ۔ لیکن میں یہ فاضل رکن کی تسلی کے لئے علی العموم بتا سکوں گا کہ محکمہ صنعت ان کا جائزہ لیتا ہے ۔ اگرچہ کوئی اس معنی میں کنٹرول نہیں جس طرح کہ کنٹرول ہوتا ہے ۔ بہر حال ان پر ہماری نظر رہتی ہے اور اس لئے ہم ان کو معقول یا غیر معقول کہہ سکتے ہیں ۔

حاجی محمد سیف اللہ خان : کیا یہ حقیقت ہے کہ ٹیلی ویژن کمپنیاں جو سیٹ اسمبل کر رہی ہیں ، ان کی قیمت بازار میں مقررہ قیمت سے زیادہ وصول

کی جا رہی ہے ؟ مثال کے طور پر آر - جی - ایے ڈیوژن 24 الچ کی مقررہ قیمت پچیس سو کچھ روپے ہے لیکن بازار میں یہ بتیس سو روپے میں مل رہا ہے - کیا یہ زیادہ نہیں ہے ؟

وزیر صنعت : جناب والا ! ایسے کیس ہوتے ہوں گے -

(اس مرحلہ پر چوہدری محمد حنیف فارو کرسی صدارت پر متمکن ہوئے)

میں یہی عرض کر سکتا ہوں کہ اگر فاضل رکن کسی خاص ڈیلر کے متعلق اطلاع دیں تو ہمارا معاہدہ کمپنی والوں سے ہے کہ وہ اپنے اس ڈیلر کے خلاف فوراً کارروائی کریں گے اور اس کا مواخذہ کیا جائے گا -

سید نائش الوری : کیا وزیر موصوف بتا سکیں گے کہ اگر کمپنیاں اس معاہدے پر عمل نہ کریں اور ڈیلر زیادہ قیمتیں وصول کریں تو وہ کیا کارروائی کر سکتے ہیں ؟

وزیر صنعت : جیسا کہ میں نے پہلے عرض کیا ہے ، ان چیزوں پر اس طرح سے کنٹرول تو نہیں - جس کے لئے کوئی تادیبی کارروائی ہوتی ہے - کمپنیوں کے ساتھ بہت سی ایسی چیزوں میں ہماری understanding ہوتی ہے - لیکن جس کو فاضل رکن پرافٹ آوٹ کر رہے ہیں کہ ایسا ہو رہا ہے - وہ یوں ہوتا ہے کہ کمپنیوں میں لوگ اپنا نام درج کرواتے ہیں - ان کی ایک فہرست بن جاتی ہے - جو شخص پہلے لے لیتا ہے وہ عام طور پر اس کو کسی اور کو دے دیتا ہے - یہ ایک ایسی چیز ہے جس میں کمپنی اور ڈیلر involve نہیں ، بلکہ کوئی پراڈیوٹ آدمی ہے جو اپنے نام بک کرایا ہوا لیٹی ویژن لے کر کسی دوسرے کے ہاتھ فروخت کر دیتا ہے -

---

بناسپتی گھی کی تقسیم

*4937 - ملک شاہ محمد حسن : کیا وزیر صنعت از راہ کرم بیان فرمائیں گے کہ -

(الف) کیا یہ امر واقعہ ہے کہ حکومت نے بناسپتی گھی کی تقسیم کا انتظام صنعتی بورڈ کے سپرد کر دیا ہے -

(ب) اگر جزو (الف) کا جواب اثبات میں ہے تو یہ انتظام کب کیا گیا ۔ کب سے اس پر عمل درآمد شروع ہوا اور شہری و دیہی آبادیوں کے غریب و متوسط الحال عوام تک بناسپتی گھی باآسانی پہنچانے کے لئے کیا موثر طریق کار اپنایا گیا ہے یا اپنایا جا رہا ہے ؟

وزیر صنعت (ڈاکٹر عبدالخالق) : (الف) جی ہاں ۔

(ب) بورڈ نے مورخہ 10 جنوری 1974ء سے تقسیم کا کام شروع کر دیا تھا ۔ اسی تاریخ سے تقسیم کار مقرر کر دئے گئے ۔ کچھ دیر کے لئے صوبہ میں گھی کی فراہمی اطمینان بخش ہو گئی لیکن جب اپریل ۔ مئی میں بناسپتی گھی کی قلت پیدا ہو گئی تو بناسپتی گھی کی تقسیم پھر ضلعی انتظامیہ کے سپرد کر دی گئی۔ ضلعی انتظامیہ کو پورا اختیار ہے کہ وہ بورڈ کے ڈیلروں اور تقسیم کاروں کو غیر تسلی بخش کارکردگی پر علیحدہ کر سکتی ہے ۔ اور نئے ڈیلر مقرر کر سکتی ہے ۔

چوہدری محمد سرور جوڑا : کیا وزیر موصوف از راہ کرم فرمائیں گے کہ کیا یہ حقیقت ہے کہ ضلع گجرات میں گھی کی ایجنسیاں سیاسی شخصیات کو دی گئیں اور وہ کھلی مارکیٹ میں بلیک کر رہے ہیں اور انتظامیہ گھی کی تقسیم کو موثر بنانے میں بری طرح ناکام ہے ۔ وہاں کے غریب عوام بری طرح پس رہے ہیں ؟

وزیر صنعت : جناب والا ! مجھے فاضل رکن نے آج پہلی بار اطلاع دی ہے ۔ میں اس کے بارے میں معلوم کروں گا ۔ ویسے علی العموم میں نے یہ عرض کیا ہے کہ یہ انتظام صنعتی ترقیاتی بورڈ کے سپرد ہے ۔ ڈیلر ہم مقرر کرتے ہیں ۔ یہ مقامی سطح پر ہوتا ہے اور فاضل رکن کو ڈپٹی کمشنر صاحب کے پاس شکایت کرنی چاہئے ۔ میں ان سے پوچھوں گا اگر انہوں نے پہلے اس دشواری کی شکایت کی اور کوئی چیز ثابت ہوئی ہے تو ضرور ایسے ڈیلروں کو کینسل کیا جائے ۔ جہاں تک سیاسی شخصیات کا تعلق ہے ، کہیں کہیں ممکن ہے کہ ایسا ہو ۔ ایجنسی عام طور پر ایسے لوگوں کو دی گئی ہے جو

پہلے سے تجارت کرتے تھے - criterian یہی ہے کہ جو پہلے سے تجارت کرتے ہوں - گجرات میں اگر ایسا نہیں کیا گیا تو یہ غلط بات ہے اور اس کی تصحیح ہونی چاہئے - میں ڈپٹی کمشنر صاحب سے اس مسئلے پر بات کرنے کے لئے تیار ہوں -

چوہدری محمد سرور جوڑا : سپلیمنٹری سر - یہ حقیقت ہے کہ وہاں تجارت پیشہ لوگوں کو نظر انداز کیا گیا ہے اور یہ بھی حقیقت ہے کہ وہاں پہ گھی کی ایجنسیاں سیاسی شخصیات کو دی گئی ہیں -

مسٹر چیئرمین : آپ کوئی مخصوص شکایت کریں تو - - - -

چوہدری محمد سرور جوڑا : اخباروں میں آ رہا ہے - وہاں کھلے بندوں بلیک ہو رہی ہے -

مسٹر چیئرمین : آپ ان کے نوٹس میں حقائق لائیں تا کہ یہ کارروائی کر سکیں -

چوہدری محمد سرور جوڑا : وہاں ایک نہیں ، تمام ایجنسیاں سیاسی آدمیوں کو دی گئی ہیں -

چوہدری علی بہادر خان : سپلیمنٹری - وزیر موصوف نے ابھی فرمایا ہے کہ ڈیلر مقامی مقرر کئے جاتے ہیں - شجاع آباد میں جو پہلے سے ڈیلر تھے ، انہوں نے ان کو مقرر نہیں کیا ، بلکہ ملتان کے ایک آدمی شوکت اقبال کو مقرر کیا ہے - وہاں پچاس ہزار کی آبادی ہے لیکن ملتان کا آدمی وہاں انہوں نے لگایا ہے - کیا اس بارے میں وہ ایکشن لیں گے ؟

مسٹر چیئرمین : یہ محکمے کے افسران کی ذمہ داری ہے -

چوہدری علی بہادر خان : یہ بورڈ نے مقرر نہیں کیا - جب ان سے پوچھتے ہیں تو وہ کہتے ہیں کہ ہم نے مقرر نہیں کیا - کیا اس بارے میں تحقیقات کریں گے ؟

وزیر صنعت : جناب والا ! میں پہلے بھی عرض کر چکا ہوں کہ جب بورڈ نے یہ مقرر کئے تھے تو اس میں خالصتاً یہ دیکھا گیا تھا کہ کون سے

لوگ کتنے عرصے سے گھی کے کاروبار میں ہیں اور مجھے اچھی طرح سے یاد ہے کہ لوگ اس کے ثبوت کے طور پر اپنی رسیدوں اور کیش میمو وغیرہ سے الیچی کیس بھر بھر کر لائے تھے کہ ہمارا باپ بھی یہ کاروبار کرتا تھا اور ہم بھی یہ کاروبار کرتے ہیں ۔ اب یہ ہوا کہ جب بورڈ سے ڈپٹی کمشنر صاحب کے پاس گیا تو اب میں سمجھتا ہوں کہ اس میں ہمارا کوئی اختیار نہیں ہے ۔ اگر کوئی ڈیلر غلط کاری کرتا ہے تو ضلعی انتظامیہ کو پورا اختیار ہے ۔ اس سال اس ایوان میں اپریل میں میں نے عرض کیا تھا کہ اب یہ انتظام منتقل کر دیا گیا ہے ۔ اس کے بعد بہت سے شہروں میں ڈپٹی کمشنر صاحبان نے تبدیلیاں کیں ۔ میں نے گجرات اور شجاع آباد کے بارے میں نوٹ کیا ہے ۔ لیکن میں علی العموم آپ کی وساطت سے فاضل اراکین سے عرض کروں گا کہ ان کے اضلاع میں جہاں پر بھی کوئی غلط کام ہو وہ اپنے ڈپٹی کمشنر یا اپنے اے ۔ سی سے مل کر تصحیح کروا سکتے ہیں ۔ اس میں بورڈ کوئی مداخلت نہیں کرے گا ۔ اگر ڈپٹی کمشنر صاحب کسی ڈیلر کو ختم کرنا چاہتے ہیں تو ہم اس میں کوئی مداخلت نہیں کریں گے ۔

سید قابش الوری : کیا وزیر موصوف بتا سکیں گے کہ اس وقت صوبہ پنجاب میں بناسپتی گھی کی عام صورت حال کیا ہے ؟ اگر پیداوار میں اضافہ ہوا ہے تو عام طور پر گھی کی قلت کے اسباب کیا ہیں ؟

وزیر صنعت : جناب والا ! آج کل تقریباً گیارہ اور بارہ ہزار ٹن ماہوار کے قریب پیداوار ہو رہی ہے ، اور آج کل ، جیسا ہم بات کر رہے ہیں ، عام طور پر کوئی قلت نہیں ۔ چونکہ ہمیں معلوم تھا کہ رمضان المبارک میں ایک buying spree آئے گی ، تو ہم نے رمضان المبارک کے لیے دو ہزار پانچ سو ٹن گھی الگ ، پہلے سے سٹاک کر رکھا تھا ۔ اس طرح رمضان مبارک کے بعد ایک buying spree عید کے موقع پر بھی آئے گی ۔ اس کے لیے بھی ہم نے انتظام کیا ہے ۔ ویسے میں سرسری طور پر عرض کرتا ہوں کہ پاکستان میں تمام چیزوں کی پیداوار اور کھپت بالکل marginally balanced ہوتی ہے ۔ ان میں کوئی چیز اتنی نہیں ہوتی کہ پاکستان میں گیارہ ہزار کی ضرورت ہے اور اتنی ہے چودہ ہزار اور تین ہزار جمع ہوتی ہے جب کسی کا دل چاہے بازار

میں لاتعداد کمی موجود ہو گا ۔ پاکستان میں اور کوئی چیز بھی اتنی تعداد میں موجود نہیں ہوتی کہ کسی وجہ سے ہوارڈ کرنا شروع کر دیں یا عوام ایک مہینہ یا ایک ہفتہ کے لیے فالتو خرید لیں کیوں کہ رسد و طلب میں مارجن بڑا نازک ہوتا ہے ۔ یہ کم ترقی یافتہ ممالک کی ایک نشانی ہوتی ہے ۔ ترقی یافتہ ممالک میں توازن نازک نہیں ہوتا بلکہ کچھ نہ کچھ ریزرو ضرور ہوتا ہے ۔ ان میں کبھی ایسی کمی دیکھنے میں نہیں آئی ۔ تو under developed countries میں یہ کیسے ہو سکتا ہے کہ اور چیزیں تو پاکستان میں ضرورت سے زیادہ نہ ہوں اور صرف ایک آئیٹم ضرورت سے زیادہ ہو ۔ تا کہ اگر کوئی ایسی ہولڈنگ ہو جائے اور قوم زیادہ خریدنا شروع کر دے تو کم نہ ہو ۔ میں generally عرض کر رہا ہوں ۔ ویسے میں یقین دلاتا ہوں کہ ملیں پہلے سے زیادہ اچھا کام کر رہی ہیں ۔ پیداوار کی شرح بڑھ گئی ہے ۔ مجموعی طور پر ۲۰ فی صد اضافہ ہوا ہے ۔ تیل بھی اب آ رہا ہے ۔ نیا موسم شروع ہو گیا ہے کالن سیڈ آئل (تیل بنولہ) ملنا شروع ہو جائے گا ۔ اس لیے میں کوئی ایسے حالات نہیں دیکھ رہا کہ کوئی اس طرح کی قلت پیدا ہو گی جس طرح پچھلے سال اپریل میں ہوئی تھی ۔

سید تابش الوری : سپلیمنٹری ۔ کیا وزیر موصوف انکار کر سکیں گے کہ بہاول پور میں گزشتہ دو ہفتے سے بناسپتی گھی کی شدید قلت ہے ۔ اخبارات کے احتجاج کے باوجود وہاں مناسب مقدار میں گھی مہیا نہیں کیا گیا ۔

وزیر صنعت (ڈاکٹر عبدالخالق) : میرے نوٹس میں تو اب فاضل رکن یہ بات لائے ہیں میں پتہ کروں گا کہ بہاولپور ضلع کے کوٹے میں کمی ہے یا ضلع کے اندر further distribution میں کوئی کمی ہے ۔

چوہدری امان اللہ لک : جناب والا ! میں وزیر موصوف سے یہ دریافت کروں گا کہ انہوں نے فرمایا ہے کہ ڈی سی صاحبان کو گھی کا کنٹرول دے دیا گیا ہے ۔ گجرات میں بعض ایم پی اے اور ایم این اے صاحبان جو وہاں کے بااثر افراد ہیں اور ڈی سی صاحب پر بھی حاوی ہیں کیا اس سلسلے میں ڈاکٹر صاحب ذاتی طور پر مداخلت کرنے کے لیے تیار ہیں ؟

ہیٹر چیئرمین : بھئی انہوں نے یقین دہانی کرائی ہے ۔

چوہدری امان اللہ لک : نہیں وہ generally ایک یقین دہانی تھی میں situation کو ذرا elaborate کرنا چاہتا تھا تا کہ وہاں کی صورت حال کے مطابق وہ اپنے آپ کو ذہنی طور پر تیار کر لیں کہ وہاں کی یہ صورت حال ہے ۔ کیا اس کے لئے آپ تیار ہیں ؟ آپ کی شخصیت پر بارگران تو ضرور گزرے گا لیکن ۔ ۔ ۔ ۔

مسٹر چیئرمین : نہ صرف واضح طور پر یقین دہانی انہوں نے کرائی ہے اس سلسلے میں ۔ ۔ ۔ ۔

چوہدری امان اللہ لک : انہوں نے یقین دہانی نہیں کرائی تھی ۔ جب ایم۔پی۔اے اور ایم۔این۔اے کا نام آئے گا ۔ چوہدری فضل الٰہی کے دست راست کا نام آئے گا تو ڈاکٹر صاحب ہنس دیں گے ۔ ۔ ۔ ۔

مسٹر چیئرمین : انہوں نے دو دفعہ نام پڑھ کر سنائے ہیں ۔

چوہدری امان اللہ لک : جناب والا ! میں نے اس لئے عرض کیا ہے کہ جب دست راست کا نام آئے گا تو ڈاکٹر صاحب ہنس دیں گے وہ کہیں گے میں بے بس ہوں ۔ میں کیا کروں ؟ میں ان سے یقین دہانی چاہتا ہوں ۔

چوہدری محمد سرور جوڑا : وہ تمام ایجنسیاں وہاں پر ایم۔پی۔اے ، ایم۔این۔اے اور سپیکر کے پاس ہیں ۔

وزیر صنعت : جناب والا ! یہ معلوم ہوتا ہے کہ کوئی خطی لیول پر اختلاف ہے ان کا ۔ ۔ ۔ ۔

چوہدری محمد سرور جوڑا : ڈی ۔ سی صاحب کچھ نہیں کر سکتے ۔

مسٹر چیئرمین : سنیں ذرا ۔

وزیر صنعت : گجرات کی کوئی peculiar situation ہے کیونکہ 19 اضلاع ہیں پنجاب کے اور ایک ہی ضلعے سے یا ایک ہی شہر سے یہ سوال اٹھایا جا رہا ہے ۔ ممکن ہے ان کے کوئی خاص peculiar circumstances ہوں لیکن میں اتنا یقین دلا سکتا ہوں کہ اس معاملے میں یا اثر یا کا اثر ہونے والے کا کوئی سوال پیدا نہیں ہوتا اگر کوئی ڈیلر گڑ بڑ کرتا ہے اور وہ ثابت ہو جاتا ہے ۔ اس میں دو فاضل ارا کین جو یہاں بیٹھے ہوئے ہیں

وہ اس کے ثابت کرنے میں ہماری امداد کریں تو پھر آپ دیکھیں ہم کس طرح اسے ختم نہیں کرتے۔

چوہدری امان اللہ لک : شکریہ۔

صوبہ میں نشہ آور اشیاء کی خرید و فروخت

*5128۔ سردار امجد حمید خان دستی : کیا وزیر آب کاری و معمولات از راہ کرم بیان فرمائیں گے کہ۔

(الف) پنجاب میں 1972ء اور 1973ء میں نا جائز افیون۔ چرس۔ بھنگ۔ پوست اور شراب وغیرہ کی نا جائز خرید و فروخت اور سمگلنگ کے الزام میں کتنے افراد گرفتار کئے گئے۔

(ب) مذکورہ بالا نشہ آور شے کس کس مقدار میں قبضہ میں لی گئیں اور ہر دو برسوں کے دوران افسران و اہلکاران کو کس قدر انعامات دیئے گئے۔

(ج) مذکورہ بالا الزام کے تحت گرفتار ہونے والے افراد میں سے کتنے غیر ملکی اور غیر پنجابی تھے ؟

وزیر آبکاری و معمولات (ڈاکٹر عبدالخالق) : (الف) مطلوبہ کوائف حسب ذیل ہیں :۔

قسم منشیات	تعداد	گرفتار شدہ ملزمان
	1972ء	1973ء
افیون	502	495
چرس	904	865
بھنگ	19	15
پوست	14	12
شراب	1052	1115

(ب) مقدار مقبوضہ منشیات ۔

	من سیر چھٹانک تولہ ماشہ	من سیر چھٹانک تولہ ماشہ
1972ء		
افیون	(11 - 3 - 9 - 24 -12)	(7 - 15 - 5 - 4 - 3)
چرس	(9 - 4 - 6 - 25 -50)	(27- 35 - 8 - 0 - 1)
بھنگ	(0 - 0 - 2 - 25 -14)	(42- 12 - 0 - 0 - 0)1973
پوست	(0 - 0 - 8 - 25 - 5)	(0 - 1 - 2 - 0 - 0)

	(گیلن پونڈ اونس)	(گیلن پونڈ اونس)
شراب	(1 - 7 - 3057)	(9 - 7 - 3225)

العامات کی رقم ۔

1972 - 10,015/- روپے

1973 - 5402/- روپے

(ج) 1972ء میں گرفتار شدگان میں غیر ملکیوں کی تعداد چھیالیس اور غیر پنجابیوں کی تعداد ایک سو چوالیس ہے اور 1973ء میں غیر ملکیوں کی تعداد پچیس اور غیر پنجابیوں کی تعداد ایک سو چھ ہے ۔

نمک کی زائد قیمت وصول کرنے والے افراد کے خلاف کارروائی

*5141 **سردار امجد حمید خان دستی :** کیا وزیر صنعت از راہ کرم بیان فرمائیں گے کہ ۔

(الف) کیا یہ امر واقعہ ہے کہ 12 اکتوبر 1973ء کو حکومت کی طرف سے حکم جاری کیا گیا تھا کہ نمک کی قیمت گیارہ روپیہ فی من سے زیادہ نہ لی جائے اور خلاف ورزی کرنے والے کا اسٹاک اور ایجنسی قبضہ میں لینے کے علاوہ اس کے خلاف سخت کارروائی کی جائے ۔

(ب) اگر جزو (الف) کا جواب اثبات میں ہے تو مذکورہ الزام کے تحت کتنے افراد کے خلاف سخت کارروائی کی گئی ۔ کتنے افراد کا اسٹاک قبضہ میں لیا گیا ۔ قبضہ میں لئے گئے نمک کا وزن کیا تھا اور کتنی ایجنسیاں ضبط کی گئیں ؟

وزیر صنعت (ڈاکٹر عبدالخالق) : (الف) صوبائی حکومت پنجاب کی طرف سے ایسا کوئی تحریری حکم نامہ جاری نہیں کیا گیا ۔ سابق گورنر پنجاب نے نمک کی چڑھتی ہوئی قیمت کے پیش نظر اپنے تئیں نمک کی قیمت 11 روپے فی من مقرر کر دی ۔

(ب) ضلع لاڑکانہ میں نمک زائد نرخوں پر فروخت کرنے کے الزام میں 13 دوکانداروں کے خلاف ڈیفنس آف پاکستان رولز کے تحت مقدمات درج کئے گئے ۔ البتہ نمک کا کوئی سٹاک قبضہ میں نہ لیا گیا اور نہ ہی کسی کی ایجنسی منسوخ کی گئی ۔ اسی طرح ڈیرہ غازی خان میں نمک کی چور بازاری کے سلسلہ میں پولیس نے ضلع کے مختلف مقامات پر سات کیس درج کئے لیکن نمک کا اسٹاک قبضہ میں نہیں لیا گیا اور نہ ہی کسی کی نمک کی ایجنسی منسوخ کی گئی ۔ کیونکہ نہ ہی ان کے پاس ایجنسیاں تھیں اور نہ ہی وہ اسٹاکسٹ تھے ۔

سید تابش الوری : کیا وزیر موصوف بتا سکیں گے کہ کیا نمک کی ایجنسیوں کا سسٹم سرے سے ہی ختم کر دیا گیا ہے اور اس کے نتیجے میں اب کان والوں کی اجارہ داری قائم ہوگئی ہے کہ وہ جسے چاہیں اپنی ضرورت کے مطابق دیں اور جسے چاہیں نمک کا کوٹہ دینے سے انکار کر دیں ؟

وزیر صنعت : جناب والا ! گذارش یہ ہے کہ کیا ہماری حکومت سے پہلے جو بہت سے سال گزرے اس میں ہر چیز کی پرمٹ بازی شروع ہوگئی تھی تو اس طرح سے نمک میں بھی پرمٹ بازی شروع ہوگئی تھی اور نمک کے بہت سے ایسے ڈیلر جو کہ کاغذی ڈیلر تھے وہ خود کام نہیں کرتے تھے لیکن ان کے پاس پرمٹ تھے تو وہ ویگنیں لے کر زبانی زبانی ان کو بیچ دیتے تھے نتیجتاً یہ ہوتا کہ ایک تو جو genuine dealer تھے جن کی باقاعدہ دکانیں ہیں ۔

سٹاکسٹ ہیں ۔ کاروبار کرتے ہیں ۔ مالزم ہیں انکم ٹیکس دیتے ہیں اور وہ اخراجات برداشت کرتے ہیں ان کو یہ شکایت تھی اور وہ بارہا ہم سے ملے اور انہوں نے یہ کہا کہ اگر یہ جو کاغذی ڈیلر ہیں اور حقیقتاً کاروبار نہیں کرتے ان کو ختم کر دیا جائے تو جناب پاکستان میں تقریباً تقریباً نمک کی کوئی کمی نہیں ہے ۔ کان سے نکالنے والی بات ہے اللہ تعالیٰ کے فضل سے نمک کافی موجود ہے ۔ تو اس لئے خیال یہ ہوا کہ چونکہ یہ پنجاب حکومت کے اختیار میں نہیں ہے ۔ اور کان کی ملکیت ، پرمٹ دینا ۔ اس کی ساری نگرانی ۔ قیمت مقرر کرنا یہ سب چیزیں ہیں ۔ آئی ۔ ڈی ۔ سی کے اختیار میں ہیں تو ہم نے ان سے اتفاق کیا اور ہی ۔ آئی ۔ ڈی ۔ سی کے افسران کو بلا کر یہ کہا کہ یہ ایک اچھی تجویز ہے آپ اس پر عمل کریں ۔ نتیجتاً انہوں نے یکم جولائی سے یہ سسٹم رائج کر دیا کہ جس شخص کو بھی جتنا نمک چاہئے وہ ہمارے پاس نام درج کرائے کچھ تھوڑی سی رقم پہلے جمع کرانا پڑے گی اور اس کو نمک مل جائے گا وہ خواہ ریلوے سے لے جائے یا ٹرک سے لے جائے ۔ اس کے بعد جو نمک کے کاغذی ڈیلر تھے انہوں نے اس سکیم کو فیل کرنے کے لئے کورٹ سے stay order لیا جس کی وجہ سے وہ پورے طور پر operate بھی نہیں ہوا ۔ لیکن میں سمجھتا ہوں جہاں تک میں نے تجزیہ کیا ہے پچھلے دو اڑھائی سالوں میں کہ اس کا علاج ایک یہی ہے کہ جو genuine کاروبار کرتے ہیں ۔ حقیقت میں جن کی دکانیں ہیں جو سارا دن یہی کاروبار کرتے ہیں ۔ ان کو جتنا وہ نمک چاہیں مل جانا چاہئے اور اس میں کوئی کمی نہیں ہونی چاہئے ۔

سید تابش الوری : کیا وزیر موصوف کے علم میں یہ ہے کہ وہی کاغذی ڈیلر یا وہ جعلی کاروبار کرنے والے لوگ اب کانوں میں اپنا نام رجسٹر کرا لیتے ہیں اور اس طرح سے وہ اپنی باری بیچ رہے ہیں اور بلیک کی ایک نئی صورت پیدا ہو گئی ہے ؟

وزیر صنعت : اس چیز کے متعلق میں قطعاً یہ تو کہہ نہیں سکتا کہ ایسا نہیں ہو رہا ہوگا کیونکہ اور کوئی سی چیز ہے جو نہیں ہو رہی لیکن اس کا خیال رکھا گیا ہے یعنی وہاں جو بک کرتے ہیں وہ یہ دیکھتے ہیں کہ آیا اس شخص کی دکان ہے اور اس کے لئے بڑے ثبوت ہوتے ہیں ۔ انکم ٹیکس کے کاغذات ہوتے ہیں ۔ پہلے کی خرید ہوتی ہے اور کس کو بیچا ہے اس کی

تصدیق کراتے ہیں ۔ اس لئے generally ایسا نہیں ہونا چاہئے اگر ایسا اکا دکا ہوتا ہے تو میں اس سے انکار نہیں کر سکتا ۔ ہم ای ۔ آئی ۔ ڈی ۔ سی کو کہہ سکتے ہیں کہ ہمارے ایک فاضل رکن نے اس قسم کی شکایت کی ہے آپ اس پر غور کریں اور کوئی وجہ نہیں کہ جو ہم شکایت کریں اس پر ای ۔ آئی ۔ سی غور نہ کرے اور اس کا تدارک نہ کرے ۔

صوبہ میں آٹے کی ملوں کا قیام

*5557 ۔ میاں خورشید انور : کیا وزیر صنعت از راہ کرم بیان فرمائیں گے کہ 72-1973ء اور 73-1974ء کے دوران صوبہ میں کتنی آٹے کی نئی ملیں لگانے کی منظوری دی گئی اور نئی ملوں کے مالکان کے کیا نام ہیں نیز ان میں سے کتنی ملوں نے کام شروع کر دیا ہے ؟

وزیر صنعت (ڈاکٹر عبدالخالق) : پنجاب میں اس مدت کے دوران مندرجہ ذیل تین نئی آٹے کی ملیں لگانے کی اجازت دی گئی ۔

(i) المتوکل رولر فلور ملز سیالکوٹ ۔ مالکان ۔ ملک فدا حسین اور دوسرے ۔

(ii) خواجہ رولر فلور ملز ۔ بہاولپور ۔ مالک خواجہ عبدالرزاق ۔

(iii) شمس فلور اینڈ جنرل ملز ۔ حسن ابدال ۔ مالکان آر ۔ ڈی ۔ صدیق ۔ بیگم آر ۔ ڈی ۔ صدیق ۔ ڈی ۔ اے ۔ صدیق ۔

یہ تینوں ملیں زیر تکمیل ہیں اور کسی نے ابھی تک پیداوار شروع نہیں کی ۔

مسٹر چیئرمین : سید ناظم حسین شاہ ۔

سید ناظم الورئی : جناب والا ! میں نے ضمنی سوال کی درخواست کی تھی ۔ لیکن وہ آپ کے سر سے گزر گئی ۔

مسٹر چیئرمین : کیا آپ اس سوال کے متعلق ضمنی سوال کرنا چاہتے تھے ۔

سید تابش الوری : جناب والا ! میں تو جناب خورشید انور کے سوال نمبر 5557 کے متعلق سوال کرنا چاہتا تھا ۔

مسٹر چیئرمین : نہیں میں نے نام بول دیا تھا ۔

سید تابش الوری : جناب والا ! آپ نے تو دیکھا ہی نہیں ۔

مسٹر چیئرمین : کوئی بات نہیں ۔ اب تو وقت گزر گیا ہے اور دوسرا سوال بھی پکارا جا چکا ہے ۔

ضلع ملتان میں شوگر مل کا قیام

*5679 ۔ **سید ناظم حسین شاہ :** کیا وزیر صنعت از راہ کرم بیان فرمائیں گے کہ ۔

(الف) کیا یہ امر واقعہ ہے کہ صوبہ میں ضلع ملتان گنے کی پیداوار کے لحاظ سے تیسرے نمبر پر ہے ۔

(ب) کیا یہ بھی امر واقعہ ہے کہ مذکورہ ضلع میں کوئی شوگر مل نہیں ہے ۔

(ج) اگر جزو (الف) و (ب) کا جواب اثبات میں ہے تو کیا حکومت مذکورہ ضلع میں شوگر مل لگانے کا ارادہ رکھتی ہے ؟

وزیر صنعت (ڈاکٹر عبدالخالق) : (الف) جی نہیں ۔

(ب) جی ہاں ۔

(ج) جزو (الف) و (ب) کے جواب کی روشنی میں اس کی ضرورت نہیں رہتی ۔

تمباکو نوشی سے متعلق اشتہار بازی پر پابندی عائد کرنا

*5732 ۔ **چوہدری علی بہادر خان :** کیا وزیر آبکاری و محصولات از راہ کرم بیان فرمائیں گے کہ ۔

(الف) کیا یہ درست ہے کہ تمباکو نوشی کی وجہ سے صوبہ میں لوگوں کی صحت متاثر ہو رہی ہے ۔

(ب) اگر جزو (الف) بالا کا جواب اثبات میں ہے تو کیا حکومت صوبہ میں تمباکو نوشی سے متعلق اشتہار بازی پر پابندی لگانے کا ارادہ رکھتی ہے ؟

وزیر آبکاری و محصولات (ڈاکٹر عبدالخالق) : (الف) حکومت کے پاس تو کوئی تحقیقات کرانے اور نہ کوئی ایسے اعداد و شمار اس کے علم میں ہیں ۔ جن سے کہا جا سکے کہ تمباکو نوشی سے لوگوں کی صحت پر پہلے کی نسبت زیادہ برا اثر پڑ رہا ہے ۔ علاوہ ازیں محکمہ آبکاری و محصولات کا اس معاملے سے کوئی خاص تعلق نہیں ہے ۔ سوائے اس کے کہ یہ محکمہ تمباکو کی پرچون فروشی کی حد تک نگرانی کرتا ہے ۔ کہ بغیر لائسنس تمباکو فروشی وغیرہ منع ہے ۔

(ب) فی الحال صوبائی حکومت کا کوئی ایسا ارادہ نہیں ہے ۔

چوہدری علی بہادر خان : کیا وزیر موصوف نے ارشاد فرمایا ہے کہ جواب میں یہ کہا گیا ہے کہ حکومت کے پاس ایسے کوئی اعداد و شمار نہیں ہیں جن سے معلوم ہو سکے کہ لوگوں کی صحت پر پہلے سے زیادہ اثر پڑا ہے ۔ جناب والا ! اس کا مطلب یہ ہے کہ حکومت یہ تسلیم کرتی ہے کہ اس سے لوگوں کی صحت پر برا اثر پڑ رہا ہے اگر پڑ رہا ہے تو اس کو ختم کرنے کے لئے کیا اقدامات کئے جا رہے ہیں ؟

وزیر تعلیم : جناب والا ! یہ مسئلہ بہت ملکوں میں ڈسکس ہو رہا ہے اور 1962ء میں "Royal College of Physicians, London" نے پہلی بار یہ رپورٹ دی اور establish کر دیا کہ ایک حد سے زیادہ سگریٹ پینے میں اور لنگز کینسر میں براہ راست تعلق ہے ۔ پہلی بار یہ establish کر کے ریسرچ کی بنیاد پر 1962ء میں یہ پیپر ایشو کیا گیا ۔ ان دنوں میں یہ خادم بھی وہاں تھا تو وہاں پر بہت شور و غوغا ہوا کہ سگریٹ کو ختم کر دینا چاہیئے اور اس کی ایڈورٹائزمنٹ ختم کر دینی چاہیئے ۔ اور کچھ لوگوں نے ایڈورٹائزمنٹ پر ایڈورٹائزمنٹ ختم کر دینی چاہیئے کیونکہ یہ ہر گھر میں جاتا ہے اس سے کم متاثر کرتا ہے ۔ پھر جب صحیح حالات کا پتہ چلا کہ حکومت

اگر سگریٹوں کو ختم کر دے تو اس پر اتنے پیسے ٹیکس میں کمی ہوگی کہ ساری ایشنل ہیلتھ سروس جو کہ وہاں پر بہتران ہے اور ساری ایجوکیشن کی سروس scrap کرنا پڑے گی اور حکومت کے پاس کوئی پیسے نہیں ہوں گے ۔ پھر یہ بھی پتہ چلا کہ خود "Royal College of Physicians, London" جس نے یہ ریسرچ رپورٹ دی ۔ اس کے بھی سگریٹ فیکٹریز میں حصے ہیں ۔ اس کے علاوہ چرچ آف انگلینڈ کے بھی سگریٹ فیکٹریز میں حصے ہیں ۔ تو جناب والا ! ساری دنیا میں یہ ایک نازک مسئلہ ہے یعنی اس پر ساری دنیا میں کوئی ایسا فیصلہ نہیں کیا گیا ہے ۔ پاکستان تو بہت ہی پسماندہ ملک ہے اور اس میں میں یہ سمجھتا ہوں کہ percentage consumption شاید اس لیول تک نہیں پہنچی جو کہ ترقی یافتہ ملکوں میں پہنچ چکی ہے کیونکہ وہاں سگریٹ پینا ہم سے بہت پہلے شروع ہو چکا تھا ۔ ہمارے ہاں بہت دیر تک حقہ چلتا رہا اور اب بھی چلتا ہے جو یقیناً بہت کم نقصان دہ ہے لیکن سگریٹ چونکہ ہمارے ہاں بہت دیر سے شروع ہوئی ہے اور دیر سے پینا شروع کی گئی ہے اس لئے کچھ سال لگیں گے کہ میڈیکل ریسرچ کونسل کسی نتیجہ پر پہنچ سکے لیکن یہ جو سوال کیا گیا ہے ۔ حقیقت میں ایک محکمہ اس کے متعلق کوئی جواب نہیں دے سکتا نہ کوئی تدارک کر سکتا ہے ۔ یہ ایک قومی مسئلہ ہے بلکہ میں یہ کہوں گا کہ یہ ایک بین الاقوامی مسئلہ ہے ۔

سمال انڈسٹریز ایڈوائزری سروسز کے تحت صنعتوں کا قیام

*5740 ۔ میاں خورشید انور : کیا وزیر صنعت از راہ کرم بیان فرمائیں گے کہ سمال انڈسٹریز ایڈوائزری سروسز نے سال 72 - 1971ء اور 73 - 1972ء میں کتنی نئی صنعتوں کے لگانے کے لئے لوگوں کو مشورہ دیا اور یہ مشورے کس کس صنعت کو لگانے کے لئے دیے گئے ؟

وزیر صنعت (ڈاکٹر عبدالخالق) : تقریباً 300 افراد کو سال 72-1971ء اور 821 افراد کو سال 73-1972 کے دوران نئے صنعتی ادارے قائم کرنے اور موجودہ صنعتی اداروں کی توسیع اور کاروبار کے فروغ کے لئے مشورے دئے گئے ۔ یہ مشورے زیادہ تر سوتی کپڑے ۔ کپڑوں ۔ تیل بنولے ۔ قالین سازی و

قالین بننے کا اونی دھاگہ ۔ کھاس پیلنے کے کارخانے ۔ لائٹ انجینئرنگ ۔ مرغبانی اور گتہ بنانے کے کارخانے لگانے کے لئے دیئے گئے ۔

خان امیر عبداللہ خان روکڑی : جناب والا ! advice کے لئے کتنے آدمیوں کا بورڈ آپ کے پاس ہے ۔

وزیر تعلیم : جناب والا ! فاضل رکن نے بڑی تفصیل مانگی ہے ۔ اس کے لئے الگ سوال کی ضرورت ہے ۔

کرنل محمد اسلم خان لغاری : کیا وزیر موصوف یہ فرمائیں گے کہ میانوالی جو کہ بالکل پسماندہ ہے وہاں اون بڑی تعداد میں ملتی ہے ۔ جس سے قالین وغیرہ بن سکتے ہیں اور اس کے علاوہ گتہ بنانے کا خام مال وہاں موجود ہے جو کہ دریا کے بیڈ میں کاہی ملتی ہے جو ایک لمبی لمبی گھاس ہے کیا وہاں بھی آپ کوئی امداد فرمائیں گے اور جیسا کہ جناب قائد عوام جناب ذوالفقار علی بھٹو نے فرمایا ہے کہ پسماندہ اضلاع پر زیادہ توجہ دی جائے گی تو جناب والا ! میں اس امر کے متعلق دریافت کرنا چاہتا ہوں کہ کیا ادھر بھی کوئی توجہ ہوگی ؟

وزیر تعلیم : جناب والا ! یہ سوال پرائیویٹ سیکٹر سے تعلق رکھتا ہے ۔ جب میں پہلے اس منصب پر فائز تھا ان دنوں میں یہ encourage کرنے کے لئے کہ under-developed areas میں چونکہ industrial-expertise تو نہیں ہوں لیکن وہاں زمیندار حضرات ہیں جن کے پاس پیسہ ہے یا ملٹری کے پنشنر ہیں جن کے پاس پیسے ہیں وہ لگا سکتے ہیں ۔ اس کے لئے ہم نے ان کو induce کرنے کے لئے اردو میں ایسے چھوٹے چھوٹے پمفلٹ چھپوائے اور تمام ایم ۔ پی ۔ اے ۔ صاحبان کو ڈاک کے ذریعے سے ان کے گھروں میں بھیجے ۔ جو اب بھی میرے پاس موجود ہیں ۔ ان میں ہر ضلع کے متعلق یہ بتایا گیا ہے مثلاً فلاں ضلع میں فلاں چیز پیدا ہوتی ہے ۔ جس طرح کرنل صاحب نے فرمایا ہے اور فلاں فلاں چیز کی فیکٹری لگ سکتی ہے اور اتنے پیسے لگیں گے ۔ سالانہ اتنی آمدنی ہوگی اور جو بھی اس کے کوائف ہوتے ہیں وہ سب اس میں مہیا کئے جاتے ہیں ۔ تو اس لئے اگر کرنل صاحب یا کوئی اور حضرات وہاں سے تشریف لائیں ۔ ان کو ہم سائل فیصد قرضہ بھی دیں گے اور

ورکنگ کیپیٹل کے لئے اس کے علاوہ قرضہ لے دیں گے ۔ ان کے علاوہ اور جو بھی ان کی تکلیفیں ہوں گی ۔ ان کے لئے ہم ان کو مدد کریں گے کیونکہ ہم نے بینکس کے ساتھ ایک معاہدہ کیا ہوا ہے ۔ پھر اس کے بعد جو بلک سیکٹر ہم لگا رہے ہیں ۔ فاضل رکن صاحب کو خوشی ہو گی کہ میانوالی میں کارپٹ سنٹر ہم نئے سال میں شروع کریں گے اور اس طرح سے ہم جو اپنی طرف سے تعین کر سکتے ہیں . . .

خان امیر عبداللہ خان روکڑی : جناب والا ! میں جناب کی توجہ اس امر کی طرف دلانا چاہتا ہوں کہ سوال کا جواب بہت مختصر ہونا چاہئے یہ تو اچھی تقریر شروع ہو گئی ہے کہ سوال کے جواب میں ہو سکتا ہے کہ ہم سوال کرنے والے بھی اس کو اتنا لمبا کر دیں اور پھر ایک ہی سوال میں سارا وقت صرف ہو جائے ۔

سپیکر چیئرمین : یہ ممبر کی آسانی کے لئے ہے جو حال اگر آپ چاہتے ہیں کہ مختصر جواب ہو تو ایسا ہی ہو گا ۔

ڈپٹی ڈائریکٹر انڈسٹریز کے ہیڈ کوارٹر کی سرگودھا سے لائل پور منتقلی

*5817 ۔ میاں احسان الحق پراچہ : کیا وزیر صنعت از راہ کرم بیان فرمائیں گے کہ کیا یہ حقیقت ہے کہ ڈپٹی ڈائریکٹر انڈسٹریز کا ہیڈ کوارٹر سرگودھا سے لائل پور تبدیل کر دیا گیا ہے ۔ اگر ایسا ہے تو اس کی وجوہات کیا ہیں ؟

وزیر صنعت (ڈاکٹر عبدالخالق) : جی ہاں ! عارضی طور پر ۔

اکتوبر 1973ء میں نظامت صنعت و حرفت کی از سر نو تنظیم ہوئی جس میں ہر ڈویژن کے لئے الگ الگ ڈپٹی ڈائریکٹر کا دفتر قائم کیا گیا اس دوران سابق گورنر صاحب کے زبانی حکم پر سرگودھا ڈویژن کا ہیڈ کوارٹر عارضی طور پر لائلپور منتقل کر دیا گیا فیصلہ یہ ہوا کہ اس کی مستقل کے متعلق بعد میں حکم جاری کیا جائے گا ۔

معتمد نظامت صنعت و حرفت سے رپورٹ طلب کر لی گئی ہے جونہی ان کی رپورٹ وصول ہوئی چالان دینے کے بعد وزیر اعلیٰ سے حکم حاصل کیا جائے گا کہ آیا ہیڈ کوارٹر لائل پور میں رہے یا سرگودھا میں ہو۔

چوہدری ممتاز احمد کاہلوں : کیا فاضل وزیر مناسب سمجھتے ہیں کہ وہ کیا وجوہات تھیں جن کے تحت جب سرگودھا میں ایک ڈپٹی کمشنر کے ساتھ چل رہا تھا ۔ اس کو عارضی لاہور شفٹ کیا گیا ؟

وزیر تعلیم : جناب والا ! بہت واضح وجوہات ہیں ۔ لاہور کی انڈسٹری کا اور سرگودھا کی انڈسٹری کا کوئی مقابلہ ہی نہیں ۔ لاہور میں جو انڈسٹریاں بیسائل پیدا ہوتے ہیں ۔ سرگودھا میں اس کے مقابلے میں کم ہیں ۔ لیکن میں یہ عرض کرنا چاہتا ہوں فاضل رکن کی اطلاع کے لئے کہ اس کا یہ مطلب نہیں کہ سرگودھا میں کوئی صنعتی دفتر نہیں ہے ۔ وہاں پر ہمارا سرکل آفس موجود ہے ۔ یہ تو صرف ایک ڈائریکٹوریٹ ہے جو تمام ڈویژن کو آپس میں ملاتا ہے اس کا ہیڈکوارٹر اور سرگودھا میں بھی سرکل دفتر موجود ہے ۔ صرف ڈائریکٹر کا دفتر یہاں ہے ۔ میں یہ بھی عرض کروں گا فاضل رکن سے کہ اگر تمام ڈیولپمنٹ کے حضرات مناسب خیال کریں اور مشترکہ فیصلہ کر لیں کہ کہاں زیادہ استفادہ ہوگا کیونکہ پبلک کا پیسہ اس پر خرچ ہو رہا ہے تو اس سے زیادہ سے زیادہ عوام کو فائدہ ہونا چاہئے ۔ مجھے اس میں کسی اپوزیشن سے اعتراض نہیں ۔

چوہدری ممتاز احمد کاہلوں : جناب والا ! اگر صنعتی یونٹوں کی تعداد کے اوپر ریجنل ڈپٹی ڈائریکٹر کا جو دفتر ہے ۔ تعین کرنا ضروری تھا تو پھر راولپنڈی کا دفتر گجرات میں ہونا چاہئے کیونکہ گجرات کے صنعتی یونٹ بہت زیادہ ہیں ۔ بہاولپور کا دفتر رحیم یار خان میں ہونا چاہئے کیونکہ رحیم یار خان کے صنعتی یونٹ بہت زیادہ ہیں بہاولپور کے مقابلہ میں ۔ پھر وہ کہہ رہے ہیں کہ عارضی طور پر شفٹ کیا گیا تھا ۔ اس کی وجوہات غالباً انہوں نے نہیں دیں اس کی وجہ یہ تھی کہ ڈپٹی ڈائریکٹر سرگودھا کو سرا کو انڈسٹری ویسٹیبل کی ایک مل کا مینیجنگ ڈائریکٹر مقرر کیا گیا تھا عارضی طور پر اس لئے جب کہ بورڈ نے ایک علیحدہ مینیجنگ ڈائریکٹر مقرر کر دیا ہے اور ڈپٹی ڈائریکٹر

کو فارغ کر دیا گیا ہے تو پھر اس کو واپس لانے میں کیوں دیر ہو گئی ہے ۔

وزیر تعلیم : فاضل رکن کے جذبات کا خیال رکھا جائے گا ۔

چوہدری علی بہادر خان : کیا وزیر موصوف بتائیں گے کہ یہ دفتر کس سال اور کونسے مہینے میں شفٹ کیا گیا ؟

وزیر تعلیم : اگست 1973ء میں ۔

کرنل محمد اسلم خان لیازی: مسٹر سپیکر ۔ جناب والا ! جب سے سرگودھا ڈویژن بنا ہے میں آپ کے نوٹس میں لانا چاہتا ہوں کہ آج تک ہماری بجلی کا سنٹر یا ڈائرکٹوریٹ پشاور میں ہے ۔ پھر میں جناب کے اور ہاؤس کے نوٹس میں یہ بھی لانا چاہتا ہوں کہ ہماری ملٹری اسٹیٹس کا دفتر کوہاٹ میں ہے ۔ میانوالی میں جو ائر فورس والوں نے بنگلے لئے ہیں ان کو جناب والا ! کوہاٹ میں اپیل کرنا پڑتا ہے اور سرگودھا میں ائر فورس کی اتنی بڑی چھاؤنی ہے انہیں وہاں منتقل نہیں کیا گیا ۔ اب جیسا کہ یہ دفتر لاہور لے گئے ہیں اب ایک اور عرض کروں کہ ہمارا تعلیم کا ڈائرکٹوریٹ راولپنڈی میں تھا ۔ وہ چند مہینے ہوئے ہیں سرگودھا میں آیا ہے ۔ پھر جناب والا ! پبلسٹی کا ڈائرکٹوریٹ ملتان میں تھا یہ آپ ذرا غور فرما لیجئے وہ بھی چند مہینے ہوئے ہیں خوش قسمتی سے سرگودھا میں آیا ہے ۔ کابلوں صاحب جیسا کہ اصرار کر رہے ہیں اور میں بھی ان کی تائید کرتا ہوں کہ سرگودھا ڈویژن کو ایک ڈویژن رہنے دیں ۔ میں نے تو سرگودھا کو جب پاکستان بنتا تھا تو پنجاب کا دارلخلافہ تجویز کیا تھا ۔ بہرکار کے لحاظ سے وہ سنٹر میں ہے تمام پنجاب کے ..... (قہقہہ) .....

مسٹر چیئرمین : خان امیر عبداللہ خان روکڑی صاحب !

خان امیر عبداللہ خان روکڑی : جناب والا ! میانوالی کا حسن اتفاق سے ذکر آ گیا ہے تو کیا یہ بتائیں گے کہ میانوالی میں اس کا دفتر کہاں ہے ۔ کتنا سٹاف ہے تاکہ ڈھونڈنے میں آسانی ہو ۔ (قہقہہ)

مسٹر چیئرمین : اس کے لئے ایک علیحدہ سوال چاہئے ۔

چشتیاں کو انڈسٹریل ایریا قرار دینا

*5905 ۔ حافظ علی اسد اللہ : کیا وزیر صنعت از راہ کرم بیان فرمائیں گے کہ کیا یہ حقیقت ہے کہ چشتیاں کو انڈسٹریل ایریا قرار دیا گیا ہے ۔ اگر نہیں تو کیوں ؟

وزیر صنعت (ڈاکٹر عبدالخالق) : جی نہیں !

ساڑھے شہر یا تحصیل کو انڈسٹریل ایریا قرار نہیں دیا جا سکتا بلکہ شہر یا تحصیل میں کسی خاص جگہ کو چن کر انڈسٹریل ایریا قرار دیا جاتا ہے ۔ اس کا مقصد یہ ہوتا ہے کہ اس علاقہ میں ہی صنعت لگائی جائے تاکہ شہری آبادی مشینوں کے شور دھوئیں اور دیگر مضرات سے محفوظ رہے ۔ صوبائی حکومت Location Plan تیار کر رہی ہے جس کے ذریعے ہر تحصیل میں انڈسٹریل ایریا کا تعین کیا جائے گا ۔

چشتیاں میں ٹیکسٹائل ملز کا قیام

*5906 ۔ حافظ علی اسد اللہ : کیا وزیر صنعت از راہ کرم بیان فرمائیں گے کہ کیا یہ حقیقت ہے کہ چشتیاں ضلع بہاولنگر کے لئے ٹیکسٹائل ملز کی منظوری دیدی گئی ہے لیکن ابھی تک وہاں یہ مل قائم نہیں کی گئی ۔ اگر ایسا ہے تو اس کی وجہ کیا ہے نیز مل مذکورہ کس مقام پر قائم ہو گی ؟

وزیر صنعت (ڈاکٹر عبدالخالق) : یہ درست ہے کہ چشتیاں ضلع بہاولنگر کے لئے ایک مل کی منظوری جولائی 1973ء میں دی گئی لیکن مل کی انتظامیہ کو زیر زمین میٹھے پانی والی مناسب زمین چشتیاں کے قریب نہ مل سکی جو کہ پکی سڑک پر بھی واقع ہوتی ۔ لہذا مل کی انتظامیہ نے حکومت پنجاب سے درخواست کی کہ انہیں یہ مل تحصیل بہاولنگر کے مدرسہ ریلوے کے قریب قائم کرنے کی اجازت دی جائے ۔ یہ مقام تحصیل چشتیاں اور تحصیل بہاولنگر کے بارڈر پر واقع ہے اور جہاں زیر زمین میٹھا پانی بھی میسر ہے ۔ یہ جگہ چشتیاں بہاولنگر روڈ پر چشتیاں سے 11 میل اور بہاولنگر سے 18 میل دور واقع ہے ۔ زیر زمین میٹھا پانی مل میں استعمال کیلئے بہت ضروری ہے لہذا

حکومت نے اس مجبوری کو مد نظر رکھتے ہوئے اس مل کی نئی تجویز شدہ جگہ کی منظوری 13 اپریل 1971ء کو دے دی ہے - ویسے بھی یہ جگہ تحصیل چشتیاں اور تحصیل بہاولنگر کے وسط میں واقع ہے - اس طرح اس مل کے قیام سے دونوں تحصیلوں کی بیمالدگی دور کرنے میں مدد ملے گی -

(اس مرحلہ پر مسٹر سپیکر کرسی صدارت پر متمکن ہوئے)

میاں منظور احمد وٹو : پوائنٹ آف انفارمیشن سر ! کیا وزیر موصوف فرمائیں گے کہ economical area قرار دینے کے لئے صوبائی حکومت نے کیا مرکزی حکومت کو تجویز بھیجی ہے ؟ کیا ان کی قادری مل کی تجویز سے اتفاق کیا ہے ؟ اگر یہ ٹیکس ختم نہیں کیا جاتا تو وہ نئی مل لگانے کے لئے تیار نہیں -

وزیر تعلیم و صنعت : جناب والا ! ہم نے جو تجویز بھیجی تھی وہ کسی ایک مل کے لئے نہیں تھی - جناب والا ! ہم نے یہ تجویز بھیجی ہے کہ یہ تحصیلیں جن کے میں نام لے رہا ہوں ان کے علاوہ باقی تمام علاقہ کو ڈیوٹی کی رعایت کے لئے بیمالدہ علاقہ قرار دیا گیا ہے - (ملتان تحصیل - لاہور تحصیل - فیروز والا تحصیل - گوجرانوالہ تحصیل - سیالکوٹ تحصیل - لائل پور تحصیل - گجرانوالہ تحصیل - راولپنڈی تحصیل میں اسلام آباد انڈسٹریل ایریا کو چھوڑ کر جن کے میں نے نام لئے ہیں - ہم نے گورنمنٹ سے یہ تجویز کیا ہے اب سنٹرل فنانس کا اور سنٹرل پالیسی کا اس سے جو تعلق ہے چونکہ 20 فیصد ڈیوٹی اگر ایک مل سے پچاس لاکھ آتی ہے تو وہ مل کر کتنے بنتے ہوں گے - وہ کس طرح تقسیم ہوتے ہیں اور تلافی کاموں پر تو یہ آسان فیصلہ نہیں بہر حال ہم نے مرکزی حکومت کو اپنی رائے بھیج دی ہے -

سید قابل الوری : پوائنٹ آف سر ! کیا وزیر موصوف بتا سکیں گے کہ انہوں نے بہاولپور کو ٹیکس ہالیڈے کے لئے بھی نامزد کیا ؟

وزیر تعلیم و صنعت : اس سے جناب والا ! یہ سوال پیدا نہیں ہوتا -

سید قابل الوری : کیا وزیر موصوف بتا سکیں گے کہ بہاولپور میں جو ٹیکسٹائل مل لگانے کا وعدہ کیا گیا تھا وہ منصوبہ اس وقت کس مرحلہ میں ہے ؟

وزیر تعلیم و صنعت : وہ منصوبہ پبلک سیکٹر میں بورڈ آف انڈسٹریل ڈیولپمنٹ کے پاس ہے اور بتدریج ترقی کر رہا ہے۔

چینی کے کارخانوں کا قیام

* 5960 ۔ ملک محمد اعظم : کیا وزیر صنعت از راہ کرم بیان فرمائیں گے کہ کیا حکومت صوبہ میں چینی کی کمی کو پورا کرنے کے لئے مزید کارخانے لگانے کا ارادہ رکھتی ہے۔ اگر ایسا ہے تو انسداد صوبہ میں نئے لگائے جانے والے کارخانوں کی تعداد کیا ہوگی اور یہ کون کون اضلاع میں لگائے جائیں گے ؟

وزیر صنعت (ڈاکٹر عبدالخالق) : حکومت صوبہ میں چینی کی کمی پورا کرنے کے لئے سرکاری شعبہ میں مظفر گڑھ ۔ لالل پور ، لاہور اور سیالکوٹ کے اضلاع میں چار نئے کارخانے لگانے کا ارادہ رکھتی ہے۔ ان میں سے کوئی بھی کارخانہ سال رواں میں نہیں لگایا جا رہا۔ یہ کارخانے 1976-77ء اور 1977-78 میں پیداوار شروع کریں گے۔

چوہدری جمیل حسن منج : کیا وزیر موصوف یہ فرمائیں گے کہ جو کارخانے پرانے ہو گئے ہیں۔ ان کی renovation کا حکومت کوئی ارادہ رکھتی ہے ؟

مسٹر سپیکر : یعنی حکومت کے کارخانے یا لوگوں کے کارخانے۔

چوہدری جمیل حسن خان منج : چینی کے کارخانے جناب والا !

مسٹر سپیکر : چینی کے کارخانے تو ہیں۔ آپ کا سوال فوڈ گرو مل کے متعلق یا کوآپریٹو شوگر مل۔ کس مل کے متعلق ہے ؟

چوہدری جمیل حسن خان منج : جناب والا ! میرا ضمنی سوال راجووالی شوگر مل کے متعلق تھا۔

مسٹر سپیکر : تو پھر راجووالی کا نام لیں۔

وزیر صنعت : جناب والا ! اس کے متعلق ہماری سکیم نہ ہے موجودہ پلانٹ بہت پرانا ہے۔ اس کی crushing capacity بہت تھوڑی ہے۔

un-economic ہے ۔ اس لئے ہماری پہلی تجویز تو یہ ہے کہ اس کو replace کر دیا جائے ۔ اس کے لئے موجودہ جگہ تھوڑی ہے ۔ اس لئے کوئی اور جگہ تلاش کرنی پڑے گی ۔

شیخ عزیز احمد : سیلیکٹری سر ! کیا وزیر موصوف یہ بیان فرمائیں گے کہ سیالکوٹ ضلع میں چینی کے کارخانے لگانے کے متعلق جو خبریں پریس میں آ رہی ہیں کہ پسرور کی جگہ ۔ ۔ ۔

مسٹر سپیکر : ویسے شیخ صاحب آپ اکثر دوسرے ممبران کو رولز کا حوالہ دیتے ہیں ۔ سوالوں کے متعلق اخبارات کا ذکر کرنا تقریباً منع ہے ۔ اس کے بغیر بات کریں ۔

شیخ عزیز احمد : کیا یہ صحیح ہے کہ ضلع سیالکوٹ میں چینی کے کارخانے لگانے کی feasibility پر غور کیا جا رہا ہے ؟

وزیر صنعت : جناب والا ! فاضل رکن کو یہ معلوم ہے اور سیالکوٹ سے دوسرے ایم ۔ پی ۔ اے صاحبان کو بھی معلوم ہے کہ اس مل کی feasibility report جو ماہرین نے تیار کی ہے ۔ انہوں نے declare کیا ہے کہ یہاں پر مل بنانا feasible نہیں ہے کیونکہ اس علاقے میں گنا اتنا زیادہ پیدا نہیں ہوتا ہے ۔ holdings بہت چھوٹی ہیں ۔ پانی کی یہ زمین نہیں ہے ۔ تھوڑی زمین شاید صرف ایک تحصیل میں ہے اور بہت سی ایسی باتیں ہیں جو کہ میں فاضل رکن کو دکھا سکتا ہوں اور اس میں یہ طے ہوا تھا ۔ ابھی تک کوئی حتمی فیصلہ اس طرف یا اس طرف نہیں کیا گیا ہے اور وزیر اعلیٰ صاحب نے یہ فرمایا تھا کہ وہ سیالکوٹ کے تمام ممبران کو بلائیں گے اور ان سے بیٹھ کر مشورہ کریں گے کہ اس کی بجائے کوئی اور مل لگائی جائے یا اس کا کیا بندوبست کیا جائے ؟

خان بہادر ارشد خان : کیا وزیر موصوف یہ بتائیں گے کہ ضلع ملتان کو اس مل کے لئے consider کیا جائے گا کیونکہ وہاں پر کافی گنا پیدا ہوتا ہے ؟

وزیر صنعت : نہیں اتنا کافی نہیں ہوتا ہے جتنا کہ ہونا چاہئے ۔ ملتان کی

کسی تحصیل میں اتنا گنا پیدا نہیں ہوتا ہے ۔ ویسے بھی وہ علاقہ کپاس کے لئے ہے اگر کوئی بہت بڑا فیصلہ کیا جائے کہ جیسا کہ اب کپاس کا بحران ہے اور یہ internationally کتنی دیر تک مزید جاری رہے گا ۔ اگر ہم کپاس پیدا کریں گے ۔ تو اس سے کوئی فائدے ہوں گے ۔ اس کو کسی اور خریف کی فصل سے substitute کرنا چاہئے ۔ گنے سے یا چاول سے نہیں ۔ یہ چونکہ زمین ۔ پانی اور بہت سی دیگر چیزوں پر منحصر ہے ۔ تو اس صورت میں تو شاید ہو سکتا ہے ۔ ورنہ اس وقت موجودہ ایریا جو گنے کا زیر کاشت ہے ۔ ملتان کی کسی تحصیل میں اتنا کافی نہیں ہے کہ وہاں پر مل لگ سکے ۔

سید تابش الوری : سپلیمنٹری سر ! جناب والا ! کیا وزیر موصوفہ یہ فرمائیں گے کہ وزیر اعلیٰ صاحب نے پچھلے بجٹ کی اختتامی تقریر میں اعلان کیا تھا کہ بہاولپور میں بھی ایک چینی کا کارخانہ لگایا جائے گا ۔ کیا انہوں نے اپنا یہ اعلان واپس لے لیا ہے ؟ کیونکہ اس جواب میں ضلع بہاولپور میں چینی کا کارخانہ لگانے کا کوئی ذکر نہیں ہے ؟

وزیر صنعت : فی الحال پبلک سیکٹر میں Board of Industrial Development کے پاس شوگر ملز کے یہی چار پراجیکٹ ہیں ۔

سید تابش الوری : جناب والا ! میرا سوال یہ تھا کہ وزیر اعلیٰ صاحب نے اس ایوان میں یہ اعلان کیا تھا اور خوشخبری سنائی تھی کہ بہاولپور میں چینی کا ایک کارخانہ قائم کیا جائے گا ۔ کیا انہوں نے اپنا اعلان اور فیصلہ واپس لے لیا ہے ؟ جناب والا ! میرا سوال بڑا اہم ہے ۔ وزیر اعلیٰ سے زیادہ کوئی شخصیت معتبر اس ایوان میں موجود نہیں ہے ۔ انہوں نے اعلان کیا تھا ۔ اختتامی تقریر کے دوران کہ بہاولپور میں چینی کا کارخانہ قائم کیا جائے گا ۔ جس پر تالیاں بجیں اور اس کا خیر مقدم کیا گیا ۔

مسٹر سپیکر : مگر یہ سپلیمنٹری سوال کیسے بنتا ہے ۔ آپ ایک سوال ضرور لکھ کر بھیجیں ۔ میں اس کی فوراً اجازت دے دوں گا کہ کیا یہ حقیقت ہے کہ وزیر اعلیٰ نے فلاں موقعہ پر اس بات کا اعلان کیا تھا کہ وہاں ایک مل لگے گی ۔

سید نابش الوری : جناب والا ! اس سوال کے جواب میں یہ بتایا گیا ہے کہ فلاں فلاں جگہ پر حکومت چینی کے کارخانے لگانے کا ارادہ رکھتی ہے اور جس ارادے کا اعلان وزیر اعلیٰ نے کیا تھا ۔ اس کا یہاں ذکر نہیں آیا ہے ۔ تو میں یہ پوچھتا ہوں کہ کیا انہوں نے اپنا اعلان واپس لے لیا ہے؟ یہ relevant ہے ۔

مسٹر سپیکر : کوئی ظاہری صورت میں تو نہیں بنتا ہے ۔ جو ان کا جواب ہے وہ یہاں چاروں موجود ہیں ۔ جو آپ نے ان سے پوچھا ۔ اس کا جواب آ گیا ہے ۔

سید نابش الوری : نہیں جناب ! یہ نہیں پوچھا ہے ۔ انہوں نے یہ کہا ہے کہ کہاں کہاں لگ رہے ہیں یہ کارخانے ۔

مسٹر سپیکر : انہوں نے بتا دیا ہے کہ فلاں فلاں جگہ لگ رہے ہیں ۔

سید نابش الوری : میں نے یہ عرض کیا ہے کہ کیا بہاولپور میں چینی کے کارخانے کا اعلان واپس لے لیا گیا ہے ؟

وزیر صنعت : جناب والا ! اگر آپ اجازت دیں تو میں عرض کروں ۔ اس وقت فی الحال جو پروجیکٹ in hand ہیں ۔ جس کا مطلب یہ ہے کہ جن پر کارروائی ہو رہی ہے ۔ وہ تو یہ ہیں ۔ اب وزیر اعلیٰ صاحب کی یقین دہانی جس کا آپ ذکر کر رہے ہیں ۔ چلے تو میں یہ اپنی یاداشت سے نہیں کہہ سکتا کہ انہوں نے ایسی بات کی ہو ۔ لیکن فاضل رکن بہت معزز رکن ہیں اگر انہوں نے ایسی بات کی ہے ۔ تو ممکن ہے کہ وہ ان چار کے بعد کوئی اور ہوں ۔ کیونکہ یہ کوئی آخری مل تو نہیں ۔ چینی کی ضرورت تو بڑھتی رہتی ہے اور بڑھتی رہے گی ۔ تو وہ اس کے بعد کا ہوگا ۔ اس وقت جن کے متعلق کارروائی ہو رہی ہے وہ صرف چھ ہیں ۔

دریائے راوی لاہور کے مشرقی و مغربی کناروں سے سرکاری ریت کی ناجائز فروخت

* 6079 ۔ سردار محمد عاشق : کیا وزیر صنعت و معدنیات از راہ کرم بیان فرمائیں گے کہ ۔

(الف) کیا یہ حقیقت ہے کہ عبدالقادر اینڈ کمپنی لاہور دریائے راوی

کے مشرق و مغربی کناروں سے ہزاروں روپے کی مالیت کی سرکاری ریت ناجائز ذرائع سے نکال کر فروخت کر رہی ہے۔

(ب) کیا یہ بھی حقیقت ہے کہ مذکورہ کمپنی کو دریائے راوی کے مغربی کنارے سے ریت نکالنے کا ایک اجازت نامہ ملا ہوا ہے جس کی رائلٹی حکومت پنجاب نے 1e88 روپے فی ٹرک مقرر کر رکھی ہے مگر وہ وہاں سے روزانہ 150 سے 200 تک ریت کے ٹرک لے جاتے ہیں لیکن صحیح تعداد محکمہ معدنیات کو نہیں بتائی جاتی اور اس طرح تقریباً 9000 روپے سلیوار رائلٹی کے بچائے مذکورہ فرم بمشکل 150 روپے سلیوار رائلٹی محکمہ متعلقہ کے فنڈ میں جمع کراتی ہے۔

(ج) کیا یہ بھی حقیقت ہے کہ دریائے راوی لاہور کے مشرقی کنارے پر بند روڈ کے علاقہ قصور پورہ کے زمینداروں کے تعاون سے بھی ناجائز طور پر ریت نکالی جا رہی ہے۔

(د) کیا یہ بھی حقیقت ہے کہ ایک سابقہ بی۔ ڈی چیئرمین سائدہ لاہور اور مائن اونر لاہور اور عبدالقادر اینڈ کو نے مل کر جعلی اجازت نامہ بنا کر دریائے راوی سے ریت نکالنے کی اجارہ داری قائم کر رکھی ہے جبکہ یہ علاقہ اتھارٹی کمپنی لاہور کو محکمہ ہذا نے الاٹ کیا ہوا ہے اور اس طرح متذکرہ پارٹیاں حکومت کو ہزاروں روپے ماہانہ کا نقصان پہنچا رہی ہیں۔

(ہ) کیا یہ بھی حقیقت ہے کہ عبدالقادر اینڈ کمپنی بند روڈ موضع کھوکھر اور موضع لھوکر نیاز بیگ سے بھی ناجائز ذرائع سے ریت نکال کر فروخت کر رہی ہے جس کا نوٹس آج تک محکمہ معدنیات اور ڈی سی لاہور نے نہیں لیا۔

(و) کیا یہ بھی حقیقت ہے کہ عبدالقادر اینڈ کمپنی کو دفتر کمشنر صاحب لاہور اور محکمہ معدنیات کے افسروں اور اہلکاروں کا تعاون حاصل ہے جس کی وجہ سے حکومت کو ہزاروں روپے

بوسیہ کا نقصان پہنچایا جا رہا ہے ۔

(ز) اگر جزو (الف) تا (و) بالا کا جواب اثبات میں ہے تو کیا حکومت متعلقہ چیکنگ سٹاف کے خلاف کارروائی کرنے کا ارادہ رکھتی ہے ۔ اگر نہیں تو کیوں ؟

وزیر صنعت (ڈاکٹر عبدالخالق) : (الف) باقاعدہ انکوائری کے بغیر اس الزام کی تصدیق و تردید ممکن نہیں ۔ البتہ حکومت کو بعض دوسرے ذرائع سے بھی میسرز عبدالقادر اینڈ کمپنی کے خلاف اس قسم کی شکایات موصول ہوئی ہیں ۔ جن کی تحقیقات کے لئے جائنٹ ڈائریکٹر منرل ڈویلپمنٹ کو مقرر کیا جا چکا ہے ۔ موصوف کی رپورٹ کا انتظار ہے ۔

(ب) یہ درست ہے کہ میسرز عبدالقادر اینڈ کمپنی کو دریائے راوی کے کنارے ریت کی نکاسی کا پٹہ ملا ہوا ہے ۔ جس کی رائلٹی 37 پیسے فی ٹن کے حساب سے مقرر ہے ۔ جہاں تک کمپنی کے کم نکاسی رپورٹ کرنے اور پوری رائلٹی ادا نہ کرنے کا سوال ہے ۔ اس کا جواب جائنٹ ڈائریکٹر منرل ڈویلپمنٹ کی متذکرہ بالا رپورٹ کی روشنی ہی میں دیا جا سکے گا ۔

(ج) اس امر کا کوئی ثبوت نہیں مل سکا ۔

(د) درست نہیں ۔ میسرز اتحاد اینڈ کمپنی کو اس علاقہ میں ریت کی نکاسی کا ایک پٹہ دیا گیا تھا ۔ جو بعد میں منسوخ کر دیا گیا ۔ لہذا وہاں اب کسی کی اجارہ داری نہیں ہے ۔

(ہ) تحقیق سے یہ بات ثابت نہیں ہو سکی ۔

(و) یہ درست نہیں ۔

(ز) حالات متذکرہ بالا چیکنگ سٹاف کے خلاف کسی تادیبی کارروائی کا جواز پیدا نہیں ہوتا ۔

راولپنڈی میں گھی کے کوٹہ میں اضافہ کرنا

* 6095 ۔ شیخ عبد النور : کیا وزیر صنعت از راہ کرم بیان فرمائیں گے کہ ۔

(الف) کیا یہ درست ہے کہ عوام میں گھی کی تقسیم ضلعی انتظامیہ کے سپرد ہے اور یہ کہ دوسرے ضلعوں کے مقابلے میں راولپنڈی ضلع کو گھی کم مقدار میں فراہم کیا جا رہا ہے ۔

(ب) کیا یہ بھی درست ہے کہ ضلع راولپنڈی کی دیگر تین تحصیلوں کے مقابلے میں راولپنڈی تحصیل کو گھی کا کوٹہ نہایت قلیل مقدار میں فراہم کیا جا رہا ہے ۔

(ج) راولپنڈی تحصیل کی ہر یونین کونسل کو کتنا کوٹہ فراہم کیا جاتا ہے نیز کیا حکومت اس کوٹہ کو بڑھانے پر غور کرے گی ؟

پارلیمنٹری سیکرٹری صنعت (بیگم ریحانہ سرور (شہید)) : (الف) یہ درست ہے کہ حکومت پنجاب نے 21 مئی 1974ء سے گھی کی تقسیم کا کام ضلعی انتظامیہ کے سپرد کر دیا ہوا ہے مگر یہ سراسر حقائق کے خلاف ہے کہ راولپنڈی کو دوسرے اضلاع کے مقابلہ میں گھی کم مقدار میں فراہم کیا جا رہا ہے ۔ ماہ جون 1974ء میں ضلع راولپنڈی کو 1107 ٹن گھی فراہم کیا گیا جو ضلع لاہور کے بعد سب سے بڑی مقدار میں ہے ۔ جون 1974ء میں ضلع لاہور کے حصہ میں 1775 ٹن گھی آیا ۔

(ب) یہ درست نہیں ۔ راولپنڈی تحصیل کے لئے مجموعی طور پر 736 ٹن گھی کا ماہانہ کوٹہ مقرر کیا گیا ہے ۔ جبکہ دوسری تین تحصیلوں کو صرف 371 ٹن ماہوار گھی فراہم کیا جاتا ہے ۔

(ج) راولپنڈی تحصیل کی مختلف یونین کونسلوں کے لئے گھی کی تفصیل لف ھذا ہے ۔ اگر ضلعی انتظامیہ موجودہ کوٹہ کو ناکافی تصور کرے تو وہ کسی یونین کونسل کا کوٹہ مزید بڑھا سکتی ہے ۔

Mr. Speaker : The remaining portion be placed on the table of the House, and it is deemed as read.

Parliamentary Secretary : It is placed on the table of the House.

راولپنڈی تحصیل کا یونین کونسل وار ماہانہ گھی کے کوٹہ کا گوشوارہ

نام یونین کونسل	نام ڈیلر	ہفتہ وار کوٹہ
سید پور	راجہ محمد صدیق	30 ٹن
پھلگراں	فضلی حسین شاہ	27 ٹن
بارہ کہو	راجہ محمد سعید	32 ٹن
سوہاں	بشیر احمد	25 ٹن
کہر	جملہ ڈیلر ہولڈران یونین کونسل	33 ٹن
چراہ	راجہ محمد ایوب	48 ٹن
خڑپہ	حیدر خان	45 ٹن
لرلائی کلاں	محمد بنارس	46 ٹن
چکلالہ	محمد صادق	50 ٹن
سہالہ	جہالدار	49 ٹن
		385 ٹن
	ماہوار کوٹہ	1540 ٹن

نام یونین کونسل	نام ڈیلر	ہفتہ وار کوٹہ
ٹیکسلا	عبدالمجید خان ملک	378 ٹن
ٹیکسلا دھی	شیر دل	17 ٹن
ٹھٹھہ خلیل	محمد یوسف	24 ٹن
عثمان کھڑ	محمد صادق	61 ٹن
		480 ٹن
	ماہوار کوٹہ	1920 ٹن
سنگ جانی	ملک منظور	63 ٹن
بھنیال	محمد بشیر	25 ٹن
نون	گلاب دین	31 ٹن
گولڑہ	سید رسول	54 ٹن
		173 ٹن
	ماہانہ کوٹہ	692 ٹن
چکری	سیاں خان	40 ٹن
چاوان	محمد نواز	24 ٹن
کولیاں حمید	فیروز خان	49 ٹن
سیال	محمد تاج	43 ٹن
اڈیالہ	محمد زریں	41 ٹن
کولھا کلاں	بنیامین	31 ٹن
دھمیال	صوبیدار محمد اشرف	34 ٹن
		262 ٹن
	ماہانہ کوٹہ	1048 ٹن

نام یونین کونسل	نام ڈیلر	ہفتہ وار کوٹہ
ڈھوک گرجا	فضل الٰہی	46 ٹین
ودھرا	حامد جمیل	34 ٹین
ساگری	محمد اکبر	28 ٹین
روات	محمد شفیع	42 ٹین
بکا شیخاں	شادمان خان	43 ٹین
بسالی	محمد اکبر	55 ٹین
مندا	حکم داد خان	35 ٹین
ترابیا	محمد اسلم	55 ٹین
چک بیلی خان	برات علی	45 ٹین
پڑیال	فیضی زماں	53 ٹین
رالیکا میرا	محمد اشرف	31 ٹین
چونترہ	ملک عجائب	42 ٹین
		509 ٹین
	ماہانہ کوٹہ	2036 ٹین
	ڈسٹری بیوٹرز	2560 ٹین
	کل مقدار	9796 ٹین

چوہدری امان اللہ لک : جناب والا ! میں یہ دریافت کروں گا کہ کھی

کے سلسلے میں جو فیکٹرز مد نظر رکھے جاتے ہیں وہ آبادی ہے یا وہاں کے ذرائع پیداوار ہیں ۔ وہ کون سے factors ہیں ۔ ؟

Mr. Speaker: The question only relates to Rawalpindi.

چوہدری امانت اللہ لک : جناب والا ! میں راولپنڈی کے متعلق پوچھ رہا ہوں کہ یہ تین تحصیلوں میں جو کوٹہ تقسیم کیا جاتا ہے اسے آبادی کی بنیاد پر کیا جاتا ہے یا اور factors بھی ہیں یا وہاں کے ذرائع پیداوار کو پیش نظر رکھا جاتا ہے ۔ تو وہ کون سے factors ہیں ۔ جن کو مد نظر رکھ کر یہ کوٹہ تقسیم کیا جاتا ہے

بیگم ریحانہ سرور شہید : یہ انسانوں کی آبادی کو پیش نظر رکھ کر تقسیم کیا جاتا ہے ۔ جانوروں کی آبادی کو پیش نظر نہیں رکھا جاتا ۔

ضلع راولپنڈی کے دستکاری مرکزوں کے لئے مشینوں کی منظوری

*6133 ۔ محترمہ ناصرہ کھوکھر : کیا وزیر صاحبہ بہبود از راہ کرم بیان فرمائیں گے کہ ۔

(الف) کیا یہ حقیقت ہے کہ حکومت نے کچھ عرصہ قبل صوبہ میں خواتین کے لئے دو ہزار دستکاری کے مراکز کھولنے کی منظوری دی تھی اور ان میں سے ہر مرکز کے لئے آٹھ مشینوں کی منظوری بھی دی تھی لیکن ضلع راولپنڈی میں دستکاری کے ہر مرکز کے لئے صرف دو مشینیں منظور کی گئی ہیں ۔

(ب) اگر جزو (الف) بالا کا جواب اثبات میں ہے تو کیا حکومت اس تفاوت کو دور کرنے کا ارادہ رکھتی ہے؟

پارلیمانی سیکرٹری برائے بہبود (بیگم ریحانہ سرور (شہید) :

(الف) نظم معاشرتی بہبود حکومت پنجاب نے عوامی تعلیماتی پروگرام کے ابتدائی مراحل میں امن پروگرام کے تحت قائم ہونے والے

دستکاری مراکز آلہ سلائی کی مشینیں اور دو بنائی کی مشینیں فی مرکز مہیا کرنے کی تجویز دی تھی - اس تجویز کو عملی جامہ پہنانے کا کام متعلقہ ضلعی پیپلز ورکس کونسلز کی صوابدید پر چھوڑ دیا گیا تھا - ہر ضلعی کونسل نے اپنے طور پر مشینوں کی تعداد کے بارے میں انفرادی طور پر فیصلہ کیا - بنابریں ہر ضلع میں مہیا شدہ مشینوں کی تعداد مختلف ہے - ضلعی تعمیراتی کونسل راولپنڈی نے اپنے فیصلہ کے مطابق فی مرکز دو مشینیں اور ایک بنائی کی مشین مہیا کی ہے -

(ب) ضلع راولپنڈی کے ایسے مراکز میں جن میں زیر تربیت خواتین زیادہ ہیں اضافی مشینیں دینے کی تجویز زیر غور ہے -

محترمہ ناصرہ کھوکھر : کیا وزیر سماجی بہبود از راہ کرم بیان فرمائیں گے کہ یہ دو مشینیں جو ہیں یہ صرف ضلع راولپنڈی میں دی گئی ہیں یا پنجاب میں ایسی اور تحصیلیں بھی ہیں جہاں یہ دو مشینیں دی گئی ہیں ؟

پارلیمانی سیکرٹری : یہ تو ضلعی پیپلز ورکس کونسل کی direction پر دی گئی ہیں ضلعی پیپلز ورکس کونسل نے دومشینیں الاٹ کی تھیں کیونکہ مرکز نے دو مشینوں کا مطالبہ کیا تھا اگر زیادہ مشینوں کا مطالبہ کیا جاتا تو زیادہ دی جاتیں - کیونکہ صرف 2 عدد مشینیں Demand کی گئی تھیں لہذا مہیا کر دی گئیں -

محترمہ ناصرہ کھوکھر : جناب یہ جواب درست نہیں ہے چونکہ میرے علم میں یہ بات ہے کہ ضلع راولپنڈی کے لوگوں نے خاص طور پر یہ مطالبہ کیا تھا جب کہ پنجاب کے دوسرے تمام ضلعوں میں آلہ مشینیں دی گئی ہیں تو ضلع راولپنڈی کے لوگوں کو کیوں دو مشینیں دی گئی ہیں - انہوں نے یہ فیصلہ خود چنا تھا -

وزیر تعلیم : جناب والا ! میں عرض کرتا ہوں میں وہاں کے پیپلز ورکس کونسل کا چئرمین تھا - جب یہ فیصلہ کیا تھا تو اس میں محترمہ ناصرہ کھوکھر صاحبہ بھی موجود تھیں - ہم نے اپنے خاص حالات کے تحت

کہ چونکہ راولپنڈی میں آبادی سوائے شہر کے باقی جگہوں پر اتنی زیادہ نہیں ہے ۔ جس طرح پنجاب کے دوسرے علاقوں میں ہے ۔ اس لئے ہمارا یہ خیال تھا کہ اگر یہاں پر ایک مرکز میں ہم نے آٹھ مشینیں رکھیں تو وہ پوری طرح سے استعمال نہیں ہو سکیں گی ۔ تو یہ ہیلپ ورکس کونسل کا اپنا فیصلہ ہے کیونکہ اس پروگرام کی جو funding ہے یعنی پیسے بھی اس کے لئے دیتے ہیں تو وہ ہیلپ ورکس کونسل کے فنڈ سے دیتے ہیں ۔ اگر ہیلپ ورکس کونسل آج یہ فیصلہ کرے کہ ضلع راولپنڈی میں دو کی بجائے چار ہونی چاہیں یا آٹھ ہونی چاہیں تو آپ خود مختار ہیں آپ ہیلپ ورکس کونسل کی ممبر ہیں آپ وہاں قرارداد پیش کریں ۔ اگر وہ پاس ہو جائے تو آٹھ ہو سکتی ہیں ۔ فنڈ کے مطابق جتنی آپ چاہیں ہو سکتی ہیں ۔

محترمہ ناصرہ کھوکھر : کیا وزیر سماجی بہبود از راہ کرم بیان فرمائیں گے کہ زیادہ مشینوں کی ضرورت ہو تو وہ کب تک مہیا کر دی جائیں گی ؟

پارلیمانی سیکرٹری : جب آپ ڈیمانڈ دیں گی تب ہی وہ مہیا کی جائیں گی ۔

وزیر تعلیم : یہ تو ہیلپ ورکس پروگرام کے فنڈز پر منحصر ہے ۔

خان امیر عبداللہ خان روکڑی : پوائنٹ آف آرڈر ۔ جناب والا ! ایک وقت میں منسٹر صاحب بھی جواب دیتے ہیں اور پارلیمانی سیکرٹری بھی آپ یہ فیصلہ کر دیں کہ کون جواب دے ۔

مسٹر سپیکر : اصل جواب کس کا ہے ؟

خان امیر عبداللہ خان روکڑی : جناب والا ! ہم ضمنی سوال کس پر کریں ۔

دستکاری مراکز کی کارکردگی

***6134 ـ محترمہ ناصرہ کھوکھر :** کیا وزیر سماجی بہبود از راہ کرم بیان فرمائیں گے کہ صوبہ میں اب تک کتنے دستکاری مراکز کھولے جا چکے ہیں اور ان میں سے کتنے مراکز تسلی بخش طریقے پر کام کر رہے ہیں ؟

پارلیمنٹری سیکرٹری صنعت (بیگم ریحانہ سرور شہید) : صوبہ پنجاب میں اس وقت 1888 دستکاری مراکز کھولے جا چکے ہیں - جن میں سے 1388 دستکاری مراکز جنوری 73ء سے اگست 74ء کے دوران عوامی تعمیراتی پروگرام کے تحت قائم کئے گئے ہیں اور بقیہ 500 مراکز محکمہ معاشرتی بہبود کے اجتماعی ترقیاتی منصوبوں ، رضاکار رفاہی اداروں اور دیگر محکموں کے زیر اہتمام پہلے ہی سے کام کر رہے تھے -

عوامی تعمیراتی پروگرام کے تحت قائم کئے جانے والے 1388 صنعتی مراکز میں سے 1353 مراکز تسلی بخش طریقے پر کام کر رہے ہیں اور بقیہ 35 صنعتی مراکز کی مختلف وجوہ کی بناء پر کارکردگی میں دشواریاں پیش آ رہی ہیں جنہیں دور کرنے کے لئے معاشرتی بہبود کا عملہ کوشش کر رہا ہے -

خان امیر عبداللہ خان روکڑی : جناب والا ! یہ جو انہوں نے 35 صنعتی مراکز کا ذکر کیا ہے - اس کی ذرا وضاحت کر دیں کہ ان میں کیا مشکلات ہیں جن کی وجہ سے وہ پورے طور پر کام نہیں کر رہے ؟

پارلیمانی سیکرٹری : کبھی ایسا بھی ہوتا ہے کہ وہاں دستکاری کے لئے خواتین مناسب تعداد میں مہیا نہیں ہوتیں -

مسٹر سپیکر : اصل میں انہوں نے وہ کل کا اعتراض دور کیا ہے -

پارلیمانی سیکرٹری (بیگم ریحانہ سرور) : مناسب تعداد میں خواتین ایسے سنٹر میں کبھی نہیں آئیں اور پھر یہ تو علاقے کے اوپر depend کرتا ہے - کہ کس قسم کا علاقہ ہے - کوئی پسماندہ علاقہ ہے - وہاں کتنی خواتین دستکاری میں دلچسپی لیتی ہیں یا حصہ لیتی ہیں - تو یہ تمام وجوہات ہیں - ان کے پیش نظر یہ مراکز صحیح کام بھی کرتے ہیں اور ان کی نگرانی کے لئے حکومت کی aid وغیرہ بھی دی جاتی ہے - اس کے مطابق یہ اچھا کام کرنا اور دست کاری کے مراکز سے فائدہ اٹھانا خواتین کا فرض ہے مگر کبھی ایسا بھی ہو سکتا ہے کہ کسی مخصوص علاقے کی خواتین دست کاری کی طرف خاص توجہ نہ دیں اور اس کے لئے وجوہات ہو سکتی ہیں -

مسٹر سپیکر : ہو سکنے کی بات نہیں - ہو سکتا ہے بتائیں -

پارلیمانی سیکرٹری : ہو سکتا ہے -

Room for improvement is always there.

مسٹر سپیکر : انہوں نے آخری بات بھی کہہ دی ہے ۔

خان امیر عبداللہ خان روکڑی : جناب والا ! میں اتفاق کر گیا ہوں۔

مسٹر سپیکر : وقفہ سوالات ختم ہوا ۔

وزیر تعلیم : جناب والا ! میں بقیہ سوالات کے جوابات ایوان کی میز پر رکھتا ہوں ۔

نشان زدہ سوالات اور آن کے جوابات جو ایوان کی میز پر رکھے گئے

صوبہ میں صنعتوں کا قیام

*6215 ۔ ملک خالق داد خان ہنفیال : کیا وزیر صنعت از راہ کرم بیان فرمائیں گے کہ سمال انڈسٹریز ایڈوائزری سروسز نے پچھلے پانچ سالوں میں کتنی صنعتوں کے لگانے کے لئے لوگوں کو مشورے دیئے اور کس کس انڈسٹری کے لگانے کے لئے دیئے ۔ ان میں سے اب تک صوبہ میں کتنی انڈسٹریز کون کون سی اور کہاں کہاں لگائی گئیں ؟

پارلیمنٹری سیکرٹری صنعت (بیگم ریحانہ سرور شہید) : گذشتہ پانچ سالوں میں پنجاب سمال انڈسٹریز ایڈوائزری سروس نے جن صنعتوں کے لگانے کے سلسلہ میں لوگوں کو مشورے دیئے ہیں ان کی تفصیل حسب ذیل ہے ۔

سال	تعداد مشورہ افراد	نام صنعت
1969-70ء	200 افراد	
1970-71ء	250 افراد	
1971-72ء	300 افراد	
1972-73ء	821 افراد	
1973-74ء	2135 افراد	

یہ مشورے زیادہ تر سوتی کپڑے ۔ کینوس ۔ تیل بنولہ ۔ ہوزری ۔ تولیہ ۔ کپاس بیلنے قالین سازی ۔ لائٹ اینجنیئرنگ ۔ سپورٹس گڈز ۔ سرجیکل سامان ۔ جراحی ۔ کٹلری ۔ لکڑی کا سامان ۔ پنکھے ۔ جوتے بنانا ۔ مرغی پالی ۔ سامان پلاسٹک ۔ امبرائڈری ۔ دیہی صابن بنانا وغیرہ کے کارخانے لگانے کے لئے دیئے گئے ۔

ان مشوروں کے بعد جتنے کارخانے ان پانچ سالوں میں چھوٹی صنعتوں کی بستیوں اور دیگر شہروں میں قائم ہوئے ۔ ان کی تفصیل حسب ذیل ہے ۔

1969-70ء	31 کارخانے
1970-71ء	21 کارخانے
1971-72ء	36 کارخانے
1972-73ء	34 کارخانے
1973-74ء	53 کارخانے

یہ کارخانے گوجرانوالہ ۔ سیالکوٹ شیخوپورہ ۔ لاہور ۔ ملتان ۔ بہاولپور ۔ ساہیوال سرگودھا کے اضلاع میں قائم ہوئے ہیں ۔

گھی کی ملوں میں تجربہ کار افسران کی تقرری

*6286 ۔ **مسٹر ناصر علی خان بلوچ** : کیا وزیر صنعت از راہ کرم بیان فرمائیں گے کہ ۔

(الف) کیا یہ حقیقت ہے کہ گورنمنٹ کی تحویل میں آنے سے قبل پنجاب میں گھی کی ملوں میں محکمہ صنعت کے فارن کوالیفائڈ افسران کو بحیثیت مینجنگ ڈائرکٹر مقرر کیا جاتا تھا ۔

(ب) کیا یہ بھی حقیقت ہے کہ حکومت نے گھی کی ملوں کو قومیانے کے بعد مذکورہ افسران کو فارغ کر دیا اور ان کی جگہ ناتجربہ کار میٹرک پاس جیالوجسٹ کو ریجنل مینجنگ ڈائرکٹر مقرر کر دیا ۔

(ج) کیا یہ بھی حقیقت ہے کہ موجودہ السرائٹ کی تطہیر کاری کی وجہ سے ملوں کی پیداوار میں کمی ہو گئی ہے جس کی وجہ سے مارکیٹ میں گھی کی قلت ہے۔

(د) اگر جزو (الف) تا (ج) بالا کا جواب اثبات میں ہے تو کیا حکومت فارن کوالیفائڈ اور تجربہ کار السرائٹ کو گھی کی ملوں میں دوبارہ بحیثیت مینجنگ ڈائرکٹر تعینات کرنے کا ارادہ رکھتی ہے اگر ایسا ہے تو کب تک اور اگر نہیں تو کیوں ؟

پارلیمنٹری سیکرٹری صنعت (بیگم ریحانہ سرور خسپیہ) : (الف) جی نہیں

(ب) جی نہیں۔

(ج) جی نہیں۔

(د) جزو (الف) تا (ج) کی روشنی میں اس کی ضرورت نہیں رہتی۔

بنولہ کی فصل کے دوران خوردنی تیل کی خرید

*6288۔ مسٹر ناصر علی خان بلوچ : کیا وزیر صنعت از راہ کرم بیان فرمائیں گے کہ۔

(الف) کیا یہ حقیقت ہے کہ پنجاب انڈسٹریل ڈویلپمنٹ بورڈ نے بنولہ کی فصل کے دوران وقت پر خوردنی تیل نہ خریدا جس کی وجہ سے گھی کی پیداوار میں زبردست قلت پیدا ہوئی ہے۔

(ب) اگر جزو (الف) بالا کا جواب اثبات میں ہے تو کیا حکومت مذکورہ بورڈ کے متعلقہ السران کے خلاف کارروائی کرنے کا ارادہ رکھتی ہے اگر ایسا ہے تو کب تک اور اگر نہیں تو کیوں ؟

پارلیمنٹری سیکرٹری صنعت (بیگم ریحانہ سرور (شہید) : (الف) درست نہیں۔

(ب) جواب (الف) بالا کی روشنی میں سوال پیدا نہیں ہوتا ۔

محکمہ سوشل ویلفیئر میں تربیت یافتہ انسٹرکٹروں کی تقرری

*6360 ۔ چوہدری امان اللہ لک : کیا وزیر سماجی بہبود از راہ کرم بیان فرمائیں گے کہ ۔

(الف) اس وقت صوبہ کے محکمہ سوشل ویلفیئر میں کل کتنے ایکسی لینس سنٹرز موجود ہیں ۔ ان میں کتنے ملازمین کام کر رہے ہیں اور ان میں سے ہر ایک کے فرائض کیا ہیں ۔

(ب) مذکورہ سنٹروں میں سینئر انسٹرکٹر کی کل کتنی آسامیاں ہیں ۔ ان میں کتنے تربیت یافتہ اور کتنے غیر تربیت یافتہ ہیں ۔ نیز تربیت یافتہ انسٹرکٹروں کے نام کیا ہیں ۔

(ج) کیا یہ درست ہے کہ محکمہ مذکور کے ایکسی لینس سنٹروں میں غیر تربیت یافتہ لوگ بھی بطور انسٹرکٹر متعین ہیں ۔ اگر ایسا ہے تو اس کی کیا وجہ ہے اور کیا حکومت ان کی جگہ تربیت یافتہ انسٹرکٹر متعین کرنے کا ارادہ رکھتی ہے ۔ اگر ایسا ہے تو کب تک ؟

پارلیمنٹری سیکرٹری سماجی بہبود (بیگم ریحانہ سرور شہید): (الف) اس وقت صوبہ میں ترقیاتی سکیم کے تحت 1972-73ء سے جاری ہونے والے 72 ایکسی لینس سنٹر کام کر رہے ہیں جن میں 244 ملازمین کی آسامیاں شامل ہیں ۔

ان ملازمین کی حسب عہدہ تعداد اور فرائض درج ذیل ہیں :

نام آسامی	تعداد آسامی	فرائض
کرافٹ ڈیزائنر (ڈویژن کی سطح پر)	5	1 ۔ ڈیزائن اور معیار کے تعین کرنے کے کام کی دیکھ بھال ۔
		2 ۔ مقامی مصنوعات کے نمونوں کو بہتر بنانا اور ایسے ڈیزائن تیار کرنا جو مارکیٹ کی مانگ کے مطابق ہو۔

نام آسامی	تعداد آسامی	فرائض
		3 ۔ مقامی مصنوعات کے معیاری نمونوں کی منظوری کے بعد انہیں تمام مراکز میں تیاری کے لئے تقسیم کرنا ۔
		4 ۔ ڈیزائن ریسرچ کا کام کرنا ۔
		5 ۔ پبلسٹی کے لئے ڈیزائن تیار کرنا اور مصنوعات کو عوام میں مقبول کروانے کی کوشش کرنا ۔
ضلعی ایکس لیمی سنٹر		
1 ۔ مارکیٹنگ انسپکٹر 19		1 ۔ تیار شدہ مصنوعات کے بازار میں کھپت کے ذرائع دریافت کرنا ۔
		2 ۔ مارکیٹ میں متعلقہ مصنوعات کی قیمتوں کے اتار چڑھاؤ سے متعلق اعداد و شمار جمع کرنا اور انہیں ہر وقت تیار رکھنا ۔
		3 ۔ مختلف مراکز میں مصنوعات کی تیاری کے کام کی نگرانی کرنا ۔ تاکہ مصنوعات معیار کے مطابق تیار ہوں ۔
		4 ۔ خام مال کی خرید و تقسیم وغیرہ کا کام اور ان کا حساب رکھنا ۔
		5 ۔ کام کرنے والی خواتین کی کام کی نوعیت کے لحاظ سے اجرت کا تعین کرنے میں مدد دینا ۔

نام آسامی	تعداد آسامی	فرائض
		6 ۔ مصنوعات کی پبلسٹی کے لئے مختلف ذرائع استعمال میں لانا ۔
		7 ۔ دیگر ضلعوں کے مارکیٹنگ انسپکٹروں سے رابطہ قائم کرنا اور تمام معلومات بہم پہنچانا ۔
		8 ۔ تمام کام کی کارروائی کی رپورٹ مرتب کرنا اور اجرت ۔ آمدنی ۔ آرڈر ورک ۔ اور کام کرنے والی خواتین کی تعداد وغیرہ جمع کرنا۔
2 ۔ انسٹرکٹر	19	1 ۔ خواتین کو مختلف مصنوعات کی تیاری میں تربیت بہم پہنچانا ۔
		2 ۔ ضلع میں تمام ایکسی لینس سنٹروں میں زیر تیاری مصنوعات کی جانچ پڑتال نیز نمونوں کی تیاری کی تربیت دینا ۔
		3 ۔ خام مال سے مصنوعات خود بھی تیار کروانا اور مصنوعات کی تیاری کی نگرانی کرنا ۔
3 ۔ ٹیلر کم کٹر	53	1 ۔ تحصیل سطح پر ایکسی لینس سنٹر میں خواتین کو مصنوعات کی تیاری کی تربیت دینا ۔
		2 ۔ خام مام سے مصنوعات خود بھی تیار کروانا اور مصنوعات کی تیاری کی نگرانی کرنا ۔

نام آسامی	تعداد آسامی	فرائض
		3 ۔ خام مال کو مصنوعات کی تیاری ۔ پیمائش اور کٹائی وغیرہ کرنا ۔
4 ۔ سٹور کیپر کم ٹائپسٹ	19	1 ۔ تمام سٹور کا حساب کتاب رکھنا اور دفتری کام کرنا ۔
5 ۔ چپڑاسی	72	حسب عہدہ دفتر کا کام کرنا
6 ۔ چوکیدار	19	
7 ۔ خاکروب	19	

(ب) ان سنٹروں میں انسٹرکٹروں کی کل 19 آسامیاں ہیں اور ان میں 13 تربیت یافتہ ہیں اور دو غیر تربیت یافتہ ہیں ۔ نیز چار آسامیاں خالی پڑی ہیں ۔ تربیت یافتہ انسٹرکٹروں کے نام حسب ذیل ہیں ۔

لاہور ڈویژن

1 ۔ مس خالدہ فاہید ۔

2 ۔ مسٹر عباس رضا زیدی ۔

راولپنڈی ڈویژن

3 ۔ مس عصمت آرا ۔

سرگودھا ڈویژن

4 ۔ مسٹر عبدالرشید ۔

5 ۔ مسٹر محمود خان ۔

6 ۔ مسٹر انوارالحق ۔

7 ۔ مسٹر محمد معین اختر ۔

نام آسامی	تعداد آسامی	فرائض
ملتان ڈویژن		
8 ۔ مسٹر محمد سلیم ۔		
9 ۔ مس نسرین اختر ۔		
10 ۔ مس رقیہ دین ۔		
بہاولپور ڈویژن		
11 ۔ مسٹر جمیل احمد ۔		
12 ۔ مسٹر عبدالرزاق ۔		
13 ۔ مسٹر محمد افضل ۔		

(ج) محکمہ سماجی بہبود کے ایکسی لینس سنٹروں میں انسٹرکٹرز کی آسامیوں پر اب تک دو غیر تربیت یافتہ اشخاص کی تقرری کی ہے ۔ ان میں سے مسٹر خوشی محمد انسٹرکٹر جو غیر تربیت یافتہ ہے ۔ مگر کافی تجربہ رکھتا ہے ۔ ایسی تقرری کی وجہ یہ ہے کہ مناسب تربیت یافتہ انسٹرکٹر ملتان ڈویژن میں نہیں مل سکے ۔ اسی طرح ایک شخص مسٹر غلام نبی شاہد کو لاہور ڈویژن میں بھرتی کیا گیا ہے جو فیکٹری میں کام کرنے کا وسیع تجربہ رکھتا ہے ۔

اس آسامی پر تقرری کے لئے قوانین میں یہ شامل ہے کہ مناسب تجربہ رکھنے والے امیدواروں کی تقرری بھی ہو سکتی ہے ۔ تاہم ترجیح تربیت یافتہ امیدواروں کو دی جاتی ہے ۔ اس لئے ابھی تک انسٹرکٹروں کی چار آسامیاں خالی پڑی ہیں ۔ اور انتہائی کوشش کی جا رہی ہے کہ مناسب تربیت یافتہ انسٹرکٹر بھرتی کئے جائیں ۔

ڈپٹی ڈائریکٹر آف انڈسٹریز لاہور کے دفتر میں خالی آسامیاں

*6454 - چوہدری عبدالغنی : کیا وزیر صنعت از راہ کرم بیان فرمائیں گے کہ۔

(الف) ڈپٹی ڈائریکٹر آف انڈسٹریز لاہور کے ڈویژنل آفس میں اسسٹنٹ ڈائریکٹر کی کل کتنی منظور شدہ آسامیاں ہیں - اور اس وقت ان میں سے کتنی خالی ہیں - اور کب سے -

(ب) کیا حکومت ان خالی آسامیوں کو پر کرنے کا ارادہ رکھتی ہے - اگر ایسا ہے تو کب تک ؟

پارلیمنٹری سیکرٹری صنعت (بیگم ریحانہ سرور (شہید)) : (الف) ڈپٹی ڈائریکٹر آف انڈسٹریز ڈویژنل آفس لاہور کے دفتر میں اسسٹنٹ ڈائریکٹر کی کل تین منظور شدہ آسامیاں ہیں - ان میں سے اس وقت دو آسامیاں مندرجہ ذیل تاریخوں سے خالی پڑی ہیں -

(1) مورخہ 27 اگست 1973ء سے

(2) مورخہ 21 ستمبر 1973ء سے

(ب) مورخہ یکم جولائی 1974ء سے حکومت نے نئی بھرتی پر پابندی لگا دی ہے - اس لئے ان آسامیوں کو پر کرنے کے لئے محکمہ سروسز اینڈ جنرل ایڈمنسٹریشن سے رجوع کیا جا رہا ہے -

---

غیر نشان زدہ سوال اور اس کا جواب

راولپنڈی اور کیمبل پور میں ریت - بجری - روڑی نکالنے کے ٹھیکہ جات

98 - شیخ محمد انور : کیا وزیر صنعت از راہ کرم بیان فرمائیں گے کہ۔

(الف) ضلع راولپنڈی اور ضلع کیمبلپور میں ریت - بجری - روڑی

لگانے کے کل کتنے ٹھیکے جن اشخاص کو گذشتہ دس سال میں دیئے گئے ان کی فہرست ایوان کی میز پر رکھی جائے۔

(ب) کیا یہ حقیقت ہے کہ حکومت کو مذکورہ ٹھیکوں کی جو رقم ادا کی جاتی ہے وہ بہت ہی تھوڑی ہے اور پٹہ دار اپنی من مانی سے لرک والوں سے رائلٹی کی صورت میں ٹیکس لیتے ہیں ؟

وزیر صنعت (ڈاکٹر عبدالخالق) : (الف) مطلوبہ فہرست ایوان کی میز پر رکھ دی گئی ہے۔

(ب) درست ہے۔ حکومت نے ان واقعات کے پیش نظر نئی پالیسی اختیار کی ہے جس کی رو سے اب ریت بجری وغیرہ کے ٹھیکے بذریعہ نیلام دیئے جاتے ہیں اس پالیسی کی کامیابی کی وجہ سے حکومت کی آمدنی میں بہت اضافہ ہوا ہے۔ تاہم جو ٹھیکے پرانے قواعد کے تحت دیئے گئے تھے وہ بحال ہیں۔ لیکن ان کی میعاد ختم ہونے پر تجدید نہیں کی جاتی بلکہ رقبہ بذریعہ نیلام ہی دیا جاتا ہے۔

List of Mining Concessionaires whom mining leases for ordinary sand, ordinary stone and gravel were granted during the past 10 years in Rawalpindi and Campbellpur Districts by the former Directorate of Mineral Development, Government of West Pakistan.

A. RAWALPINDI DISTRICT :

Ordinary Sand.

Sr. No.	Name of Concessionaire.	Extent of Area (Acres)
1.	Naseer-ud-Din, Esso Petrol Turnol, District Rawalpindi.	421.35

Sr. No.	Name of Concessionaire.	Extent of Area (Acres)
2.	Atta Ullah Khan & Sons, W-431 Gunj Mandi, Rawalpindi.	256.03
3.	Mohammad Abbas Khan & Brothers, W-650 Ganj Mandi, Rawalpindi.	313.04
4.	-do-	135.02
5.	-do-	496.06
6.	-do-	177.
7.	Zaman Ali Village & Post Office, Shahla, Distt. Rawalpindi.	220.03
Ordinary Stone :		
1.	Malik Khaki Jan & Co. New Abadi, Margala.	10.
2.	Lt. Col. Mumtaz Ahmad Khan, V & P. O. Wah, Rawalpindi Distt.	410.
3.	D.S.P.R. Rawalpindi.	25.08
4.	-do-	74.20
Gravel :		
1.	Syed Anwar Hussain & Co., 16/18, Mohammad Nagar, Lahore.	363.68
2.	Lt. Col. Mohd. Iqbal Malik, 90-B, Satellite Town, Rawalpindi,	49.

Sr. No.	Name of Concessionaire.	Extent of Area (Acres)
3.	Rana Muzaffar Ali, Chak No. 523, Chandano. P. O. Choorkana, Sheikhupura.	287.
4.	Shah & Co. of Hakim Mohd. Yousaf, Shah, BD/332, Street No. 14, Krisnanpura, Rawalpindi.	190.
5.	Syed Inam Brothers, R-250, Rawalpindi.	111.83
6.	Abida Anwar, Q-253, Saidpura Road, Rawalpindi.	274.66
7.	Margala Cement, F-3 S.I.T.E. Hub, Choki Road, Post Box No. 2706, Karachi No. 13.	3316.09
8.	Nasar & Co. Lower Mall Road, Lahore.	250.
9.	Mian Mohammad Zaffar, Murree House, Hall Road, Murree.	346.
10.	Associated Trading Co. Lytton Road, Lahore.	281.81
11.	Atta Ullah Khan and Sons, W-431 Ganj Mandi, Rawalpindi.	256.3

Sr. No.	Name of Concessionaire.	Extent of Area (Acres)
12.	Pakistan International Builders, Regal Cinema Building, Shahrah-e-Quaid Azam, Lahore.	214.4
13.	Karim Mining and Coal Co., 111-Multan Road, Lahore.	376.68
14.	Khan and Co. Green Market, Sargodha.	367.36
15.	M/s Fair Field Corporation, Neeli Chattri, Lane 5, Peshawar Road, Rawalpindi.	375.
16.	Mohammad Zaman, Mohammad Iqbal and Sons, Village Java, P. O. Humak, Rawalpindi.	250.
17.	Imam Brothers, R-250, Rawalpindi.	50.
18.	Atta Ullah Khan & Sons, W-431 Ganj Mandi, Rawalpindi.	325.06
19.	Khaki Jan & Co., Contractor, Morga, Rawalpindi.	250.
20.	Margala Cement, F-3, S.I.T.E. Hab Choki Road, Karachi.	135.

Sr. No.	Name of Concessionaire.	Extent of Area (Acres)
21.	Aziz-ud-Din s/o Mohd. Khan c/o Bashir Ahmad, Arya Nagar, Poonch Road, Lahore.	250
22.	Muzaffar Khan & Company.	224
23.	Taxila Bajri Supply Co. Rawalpindi.	109
	P-Campbellpur District : **Ordinary Sand.**	
1.	Malik Fazal Din, Taxila, Distt. Attock.	3091.73
2.	Malik Hakmeen Khan, Shian Bagh, P.O. Sarwala, Distt. Campbellpur.	300.6
3.	Malik Mohd. Safdar s/o Mohd Aslam, V. Shian Bagh, P.O. Sarwala, Distt. Campbellpur.	1391
4.	Zaffar Mining & Chemical, 263-Sadat Mineral Chhoi Road, Campbellpur.	2229.21
5.	Pak Mineral Research Co., 79-Garden Town, Lahore.	343.75
6.	Haji Hashim Khan, Gurgishti, Campbellpur.	1239
7.	Malik Fazal Din, Taxila, Distt., Rawalpindi.	2821.51

Sr. No.	Name of Concessionaire.	Extent of Area (Acres)
8.	Malik Mureed Ahmad s/o Malik Sher Mohammad Khan Village Awasin, P.O. & Distt. Campbellpur.	46
9.	Malik Abdul Karim, Taxila.	1755
Ordinary Stone		
1.	Malik Karim Haider, V&P.O. Taxila, Distt. Rawalpindi.	1755
Gravel :		
1.	Khan Zada Mohammad Younas Khan, V&P.O. Shadi Khan, Tehsil & Distt. Campbellpur.	2470
2.	Masood Company, 119-Circular Road, Lahore.	371
3.	Zafar Mining & Chemical Co. 263-Sadat Mineral, Chnoi Road, Distt. Campbellpur.	509.18
4.	Malik Hakmeen Khan, Shian Bagh, P.O. Sarwala, Distt. Campbellpur.	478.50
5.	-do-	541.9
6.	Chaudhry Mohammad Ashraf Khan, V&P.O Sultan Via Hassan Abdal, Distt. Campbellpur.	2272.73
7.	Malik Imtiaz Ahmed Khan, Taxila, Attock.	2995.82

Sr. No.	Name of Concessionaire.	Extent of area (acres)
8.	Sardar Jahan Dad Khan, Village Surg Salar, P.O. Sarwala, Distt. Campbellpur.	308.91
9.	Zaheer Ahmed Khan, Irshad Mineral, Dhok Shurfa, Distt. Campbellpur.	218.2
10.	Mohammad Aslam Khan, s/o Khan Mohammad Akram Khan, Village, P.O. Hazroo, Distt. Campbellpur.	550.8
11.	Malik Afzal Khan, Taxila Distt. Campbellpur.	2135.00
12.	Rab Nawaz Khan & Co. Burhan, Distt. Campbellpur.	490.71
13.	Arif K. Hassan, 3-Noon Avenue, Muslim Town, Lahore.	318
14.	Chief Engineer, Reclamation, WAPDA, House, Lahore.	1661.15

اراکین اسمبلی کی رخصت

چوہدری عبدالعزیز ڈوگر

سیکرٹری اسمبلی : مندرجہ ذیل درخواست چوہدری عبدالعزیز ڈوگر صاحب ممبر صوبائی اسمبلی کی طرف سے موصول ہوئی ہے :

I could not attend the assembly session on 1st October, due to illness. Leave may kindly be granted for the same.

مسٹر سپیکر : سوال یہ ہے :

کہ مطلوبہ رخصت منظور کر دی جائے۔

(تحریک منظور کی گئی)

مسٹر تاج محمد خانزادہ

سیکرٹری اسمبلی : مندرجہ ذیل درخواست مسٹر تاج محمد خانزادہ ممبر صوبائی اسمبلی کی طرف سے موصول ہوئی ہے :

I have been unable to attend the morning session of the Assembly on 1st October. I may kindly be granted leave.

مسٹر سپیکر : سوال یہ ہے :

کہ مطلوبہ رخصت منظور کر دی جائے۔

(تحریک منظور کی گئی)

حافظ علی اسد اللہ

سیکرٹری اسمبلی : مندرجہ ذیل ٹیلیگرام حافظ علی اسد اللہ صاحب ممبر صوبائی اسمبلی کی طرف سے موصول ہوئی ہے :

BECAUSE OF MY MOTHERS DEATH I CAN NOT ATTEND THE SESSION. PLEASE GRANT LEAVE FROM 1ST OCTOBER TO 4TH. INSTANT

مسٹر سپیکر : سوال یہ ہے :

کہ مطلوبہ رخصت منظور کر دی جائے۔

(تحریک منظور کی گئی)

مسٹر طاہر احمد شاہ

سیکرٹری اسمبلی : مندرجہ ذیل ٹیلیگرام مسٹر طاہر احمد شاہ ممبر صوبائی اسمبلی کی طرف سے موصول ہوئی ہے :

CANT ATTEND SESSION KINDLY GET MY LEAVE APPROVED BY HOUSE.

مسٹر سپیکر : سوال یہ ہے :

کہ مطلوبہ رخصت منظورکر دی جائے ۔

(تحریک منظور کی گئی)

مسئلہ استحقاق

میاں سردار احمد اویسی - ممبر صوبائی اسمبلی کے خلاف غیر قانونی حکم امتناعی

مسٹر سپیکر : تحریک استحقاق نمبر 54 میاں سردار احمد اویسی - میں حال ہی میں وقوع پذیر ہونے والے خاص اہمیت کے حامل واضح مسئلہ کو اسمبلی میں زیر بحث لانے کے لئے تحریک استحقاق پیش کرتا ہوں یہ مسئلہ اسمبلی کی فوری دخل اندازی کا متقاضی ہے ۔ مسئلہ یہ ہے کہ مسٹر ظہور آذر ایڈیشنل چیف لینڈ کمشنر پنجاب لاہور نے میرے ایک کیس نجم النساء بنام دی سٹیٹ جس میں میں بطور فریق شریک ہوں ۔ جس کی مورخہ 14.3.1974 کو کارروائی کی ہے اور حکم امتناعی کا حکم جاری فرمایا ۔ جبکہ انہیں میرے کونسل کی جانب سے اسی روز اور بعد ازاں متوجہ کیا گیا کہ دفعہ 5 قانون استحقاق ممبران اسمبلی ایکٹ II آف 1972ء کے تحت کوئی کارروائی نہیں کی جا سکتی ۔ جس میں کوئی ممبر صوبائی اسمبلی فریق ہو اور اسمبلی کے سیشن میں شریک ہو ، مگر باوجود انہیں متوجہ کرنے کے تا حال نہ تو وہ غیر قانونی حکم مصدرہ 14.3.74ء کو منسوخ فرمایا ہے اور نہ ہی قانون کے تحت ممبران اسمبلی کو دی گئی مراعات کا خیال رکھا ۔ اس طرح ان کے

اس عمل سے میرا استحقاق پامال ہوا ہے ۔

مسٹر سپیکر : اس میں میاں صاحب اصل بات یہ ہے ۔ جس کا میں بھی فیصلہ نہیں کر سکا ۔ اس کو admit کرنے سے پہلے میں سننا چاہتا ہوں کہ آپ نے 25 جولائی کو دیا ہے اور واقعہ 3 مارچ کا ہوا ہے ۔ یہ چار مہینے کی delay اگر آپ explain کر سکیں ۔

حاجی محمد سیف اللہ خان : جناب والا ! اگر آپ اجازت فرمائیں تو میں عرض کر دوں کیونکہ مجھے ان حالات کا سارا علم ہے ۔ یہ جس وقت میاں صاحب کے نوٹس میں ان کا کونسل لایا کہ آپ کے خلاف یہ حکم امتناعی ہو گیا ہے ۔ میں نے عدالت کو اس وقت متوجہ کیا ۔ باقاعدہ درخواست بھی لکھکر دی ۔ بعد ازاں جون میں جب پیشی کی تاریخ آئی کہ آپ اس فیصلہ کو منسوخ کریں کہ یہ پریولیج کے منافی ہے تاوقتیکہ ممبر تحریری طور پر اپنی پرولیج waive نہ کرے ۔ آپ کسی قسم کا آرڈر پاس نہیں کر سکتے ۔ اس کے باوجود عدالت نے کسی قسم کا خیال نہ کیا اور انہوں نے اپنے حکم کو برقرار رکھا ۔ جولائی میں جب میاں صاحب کو بتایا گیا کہ عدالت اس قسم کی کارروائی کر چکی ہے تو انہیں یہ موشن پیش کرنے کی ضرورت لاحق ہوئی ۔

مسٹر سپیکر : تو وہ وکیل میری طرح سست تھا کہ چار مہینے کے بعد اس نے کیا ۔

حاجی محمد سیف اللہ خان : جناب والا ! یہ تو اجلاس میں مصروف رہے اور وکیل کو مل نہیں سکے ۔

علامہ رحمت اللہ ارشد : جناب والا ! میں گزارش کروں گا کہ اس کو پریولیج کمیٹی کے سپرد کر دیں وہ ساری چیزیں دیکھ لے گی ۔

مسٹر سپیکر : اچھا جی ۔

The matter is referred to the Committee on Privileges, the report to come within a month.

مسٹر سپیکر : سید صاحب ! یہ آپ کی تحریک استحقاق نمبر 62 ہے ۔ پیشتر اس کے کہ اسے پڑھا جائے ۔ آپ کو تو پتہ ہے کہ آپ نے کیا نوٹس دیا ہے ۔ یہ کس طرح تحریک استحقاق بنتی ہے اور خاص طور پر جبکہ میں اس کا فیصلہ کل ایک پوائنٹ آف آرڈر کی صورت میں کر چکا ہوں ۔

سید قابش الوری : جناب والا ! اس میں لیا نکتہ موجود ہے ۔ جس پر یہ تحریک استحقاق دی گئی ہے ۔ آپ مجھے اجازت دیں کہ میں اسے پڑھ دوں ۔

مسٹر سپیکر : پڑھنے کی سٹیج تو بعد میں آئے گی ۔ جب میں اسے admit کروں گا ۔ یا پھر اس کے بعد آپ اس بات پر زور نہ دیں کہ چونکہ یہ پڑھ دی گئی ہے اب ضابطہ کے مطابق اسے admit کرنے کے علاوہ اور کوئی چارہ نہیں ۔

سید قابش الوری : نہیں جناب ! یہ تو جناب کو اختیار ہے ۔

مسٹر سپیکر : نہیں ! پھر رولز waive کرنے پڑتے ہیں جو ہر بار waive کرنے ضروری نہیں ۔ بہر حال آپ کی تقریر سے اندازہ لگ جائے گا کہ آپ کیا کہہ رہے ہیں ۔ آپ مجھے یہ بتائیں کہ یہ کس طرح تحریک استحقاق بنتی ہے ۔

سید قابش الوری : جناب والا ! میں نے اپنی اس تحریک استحقاق میں اس بات کی وضاحت کی ہے کہ پارلیمانی سیکرٹری کے عہدے کے نام سے جناب گورنر نے قواعد انضباط کار صوبائی اسمبلی میں بعض اہم ترامیم کی ہیں ۔ ان کے تحت پارلیمانی سیکرٹری کا عہدہ رکھنے والے افراد کو یہ استحقاق بخشا گیا ہے کہ وہ تیس منٹ تک عام رکن سے زیادہ تقریر کر سکے ۔ سرکاری بل پیش کر سکے اور ان کی طرف سے جوابات دینے کے علاوہ وہ ایوان کو سرکاری موقف سے آگاہ کرے جبکہ پارلیمانی سیکرٹری کے عہدے کی تخلیق نہ دستور میں موجود ہے ۔ نہ کسی قانون کے ذریعے اس کا جواز پیدا کیا گیا ہے ۔ ایسی صورت میں مختلف اراکین کے درمیان یہ ایک بڑا امتیاز ہوگا کہ ایک رکن کو دوسرے رکن پر کسی دستوری جواز کے بغیر امتیاز بخشا جائے ۔

مسٹر سپیکر : سید صاحب ! آگے کارروائی کرنے سے پہلے میں اس سلسلہ میں ایک دو وضاحتیں حاصل کرنی چاہتا ہوں تاکہ آپ وہ بھی بیان

کر سکیں ۔ کیا یہ ایوان قانون بنا سکتا ہے کہ اس کے چند اراکین عمر کے لحاظ سے یا کسی علاقے کی نمائندگی کے لحاظ سے کسی دوسرے فاضل رکن سے زیادہ وقت لے سکتے ہیں ؟

Makhdumzada Syed Hasan Mahmud : We have to be guided by the Constitution. The Constitution is there.

مسٹر سپیکر : میں نے تو ان سے یہ سوال کیا ہے کہ ۔ ۔ ۔

مخدومزادہ سید حسن محمود : یہ سوال آپ اس لئے کر رہے ہیں کہ اگر دستوری limitations اس ایوان میں موجود ہیں تو in conflict with that we can't legislate.

مسٹر سپیکر : ہاں جی ! اور اس میں ۔ ۔ ۔

سید نایاب الوری : جناب والا ! ۔ ۔ ۔ ۔ ۔ ۔

مسٹر سپیکر : ذرا بات سن لیں ۔ یہ بات کہ اس ایوان کے کچھ فاضل اراکین جو آئین کے مطابق کیبنٹ کے ممبر ہیں یا وزیر ہیں انہیں یہ ایوان کس رول کے تحت یہ موقع دے سکتا ہے کہ وہ محض رکن کے مقابلے میں زیادہ وقت لے سکیں ۔ Will both these things be in conflict with the Constitution or in accordance with the Constitution. دونوں کے متعلق علیحدہ رائے دیں ۔

Makhdumzada Syed Hasan Mahmud : Sir, as far as the Ministers are concerned, we in Parliamentary Practice are lead by certain conventions. In fact it is the discretion of the Speaker and the urgeny of the method to allow the Minister to explain the position for the satisfaction of the members of this House as long as he desires. Similarly we have been.....

مسٹر سپیکر : میرا سوال تو بڑا specific ہے کہ وزراء جو اخراج بھی ہیں انہیں 30 منٹ ملتے ہیں جب کہ محض ممبر کو صرف 10 منٹ ملتے ہیں ۔ Is this provision in accordance with the Constitution or in

conflict with the Constitution. یہ فیصلہ کرنے میں میری امداد کریں۔

Makhdumzada Syed Hassan Mahmud : It is not in conflict.

Mr. Speaker : Thank you very much.

Makhdumzada Syed Hassan Mahmud : But it is the discretion of the Speaker.

مسٹر سپیکر : وہ تو رولز میں لکھا ہوا ہے۔

Makhdumzada Syed Hassan Mahmud : In certain matters as long as the speech is relevant a member can speak. I will repeat one experience of probably prior to 1958 when the Opposition and the Government hed agreed to discuss four cut motions. It was the second day of cut motions. We were in Government, and the Government had lost the majority. For the purpose of filibustering, Revenue demand was under discussion and there was agreement that a particular demand was finished on a particular day. I took two hours and forty five minutes for that demand and the Speaker could not stop me from making speech. Those precedents and conventions are there but the point raised by Mr. Tabish Alwari is quite different. If you want to take protection from this, that the House has a discretion.....

Mr. Speaker : I don't propose to take any protection. I want only his opinion whether thirty minutes for the Minister given in the present Rules of Procedure is in conflict with the Constitution or not.

Makhdumzada Syed Hasan Mahmud : Sir, it is not.

Mr. Speaker : In other words can there be an exception that a particular member may take more time according to the rules. My discretion...Leave it.

Makhdumzada Syed Hassan Mahmud : You can allow it.

Mr. Speaker : No, no. Without my discretion a particular member of the House may be entitled to speak for thirty minutes.

Makhdumzada Syed Hassan Mahmud : No, no Sir.

Mr. Speaker : Then those rules are in conflict with this that the Minister can address the House for thirty minutes.

Makhdumzada Syed Hassan Mahmud : Not in conflict if it is provided in the rules and we have been adopting that.

Mr. Speaker : That it is a different thing. It is now a constitutional right ; whether there has been a practice, a long standing practice, it would not create a right or would not abrogate a constitutional right.

Makhdumzada Syed Hassan Mahmud : The practice would eatitle a minister to speak for that lenght of time and also the Leader of the Opposition.

Mr. Speaker : I am talking about the rules, as contained in the rules.

Makhdumzada Syed Hassan Mahmud : Sir, rules are not in coflict.

Mr. Speaker : Thank you very much.

سید نابش الوری : جناب سپیکر ! مسئلہ یہ ہے کہ منسٹر کا عہدہ تو دستور میں لکھا ہوا ہے ۔ ۔ ۔

مسٹر سپیکر : یہ ٹھیک ہے ۔ کیا دستور میں کہیں یہ بھی لکھا ہوا ہے کہ وہ 30 منٹ لیں گے ۔

سید نابش الوری : گورنر کو یہ اختیار ہے کہ جو عہدہ دستور نے تخلیق کیا ہے اس سے متعلق جو ضروری ضوابط ہیں انہیں اسمبلی کی کارروائی چلانے کے لئے منضبط کرتے رہیں ۔

کنور محمد یاسین خان : پوائنٹ آف آرڈر ۔ جناب میرا پوائنٹ آف آرڈر یہ ہے کہ رول 168 کے تحت اس پر بحث ہو ہی نہیں سکتی رول یوں ہے ۔ and it is very clear.

> Rule 168 (1) Except as otherwise provided by these rules, a motion shall not raise a question substantially identical with one on which the Assembly has given a decision in the same session."

آپ نے اس کے متعلق کل ایک واضح رولنگ دے دی تھی ۔ اس لئے میرا خیال ہے کہ اب اس پر بحث نہیں ہو سکتی ۔

Mr. Speaker : That is why I have asked from them that in view of my decision how is it possible ?

Haji Muhammad Saifullah Khan : Your decision is not the decision of the Assembly. That is a ruling. He is quoting a decision of the Assembly. The Assembly has given no decision uptil now, I may mention, Sir.

اس کے ساتھ ساتھ جناب والا ! اصل بات یہ ہے ، میرا پوائنٹ آف آرڈر یہ ہے کہ جناب گورنر کو قطعاً اختیار نہیں ہے کہ وہ رولز بنائیں ۔ وہ ایک عبوری اختیار تھا جو اس وقت تک کے لئے ہے جب تک کہ ۔ ۔ ۔

مسٹر سپیکر : اس بات کا تو میں کئی مرتبہ فیصلہ کر چکا ہوں ۔

حاجی محمد سیف اللہ خان : جناب والا ! میرا کہنے کا مقصد یہ ہے کہ یہ نہیں کہنا چاہئے کہ جناب گورنر کو اختیار ہے ۔ اختیار اس ہاؤس کو ہے ۔ انہیں صرف ایک عبوری اختیار ہے جب تک کہ یہ ہاؤس نہ بنائے ۔

مسٹر سپیکر : یہ سوال تو اس تحریک استحقاق میں پیدا ہو گئے تھے کہ گورنر صاحب نے رولز آف پروسیجر بنائے ۔

If the House does not like that or some member does

not agree with that rule, he may bring in a motion and have it amended. In such circumstances where a member is entitled to have it amended, can there be a privilege motion on that point ? That will be another question which I will ask and which you have raised after my first query has been answered.

سید ثابش الوری : جناب والا ! میری گزارش اور مرکزی نکتۂ اعتراض یہ ہے کہ اگر ۔ ۔ ۔ ۔ ۔

مسٹر سپیکر : آپ نے مجھے ایک تحریک استحقاق دی ہے ، اس میں مجھے آپ سے کچھ سمجھنا ہے ۔

سید ثابش الوری : اس تحریک استحقاق میں میں نے جو بنیادی طور پر اعتراض کیا ہے وہ یہ ہے کہ پارلیمانی سیکرٹری کے نام سے گورنر کو کوئی امتیازی استحقاق بخشنے کا حق حاصل نہیں ، جب تک کہ پارلیمانی سیکرٹری کا عہدہ دستور یا قانون میں وضاحت کے ساتھ ایک الگ پروویژن کی صورت میں موجود نہ ہو ۔ اگر جناب گورنر ۔ ۔ ۔

Mr. Speaker : How do you substantiate this argument ?

سید ثابش الوری : جناب والا ! میں اس طرح اس کو عرض کرتا ہوں ۔ ۔ ۔

مسٹر سپیکر : اس طرح زبانی بات نہیں ہے ۔ بہرحال سبھی پڑھے لکھے لوگ ہیں ۔ یہ جو آپ ایک conclusion draw کر رہے ہیں ۔

where is the permises for that ?

سید ثابش الوری : میں اس کے لئے عرض کروں گا کہ 1956ء کے آئین میں بھی پارلیمانی سیکرٹری کے لئے الگ ایک وضاحت موجود تھی ۔ ۔ ۔ ۔

مسٹر سپیکر : ہوگی ۔ ممکن ہے کسی نے انہیں مشورہ دیا ہو کہ وہ ضروری نہیں ہے ۔ آپ اس بات کو چھوڑیں کہ انہوں نے یہ کیا کیا ۔ اس

لئے اب ان کے لئے بھی کرنا ضروری ہے ۔ سوال یہ ہے کہ جو میں نے آپ سے دو باتیں پوچھی ہیں ۔ ۔ ۔

سید تابش الوری : جناب والا ! میری گزارش تو سن لیں ۔

مسٹر سپیکر : ہاں ہاں ۔

حاجی محمد سیف اللہ خان : باقی amend بھی ہوئے ہیں ۔ کس تاریخ کو amend ہوئے ہیں ؟

مسٹر سپیکر : کیا ؟

حاجی محمد سیف اللہ خان : بھی رولز جناب ۔

مسٹر سپیکر : رولز تو میں بھول گیا ہوں ۔

حاجی محمد سیف اللہ خان : کس سال میں ؟

مسٹر سپیکر : کافی عرصہ ہو گیا ہے ۔

حاجی محمد سیف اللہ خان : کس تاریخ کو ؟

Mr. Speaker : I don't remember the date but when I received it, it was 20 to 30 days before their appointment. I read the news in the Papers.

حاجی محمد سیف اللہ خان : آپ کو اطلاع ہو گی ۔ رولز آپ کی اسمبلی کے change ہوئے ہیں اور آپ کو پتہ نہیں ۔ ۔ ۔

مسٹر سپیکر : میں یہی کہہ رہا ہوں ۔ آپ نوٹی فکیشن اس میں منگوالیں ۔ مطلب یہ ہے کہ

That is a fact. I have seen it with my own eyes in the Gazette as well as in cyclostyled form.

سید تابش الوری : جناب والا ! اسمبلی میں جو حضرات کسی منصب پر کام کرتے ہیں ۔ وہ کس دستوری استحقاق کے تحت کام کرتے ہیں ۔ پارلیمانی سیکرٹری کا عہدہ دستور میں موجود نہیں ہے ، اس لئے اس ایوان میں پارلیمانی

سیکرٹری کے عہدے کو کوئی امتیاز نہیں بخشا جا سکتا ۔ انفرادی طور پر جناب والا کو بھی discretion حاصل ہے ۔ ۔ ۔

مسٹر سپیکر : میرے پہلے سوال کا جواب ابھی تک نہیں دیا گیا ۔ آپ اگلی بات پر آ گئے ہیں ۔ آئین میں جو عہدہ create کیا گیا ہے ، اس کے امتیاز کی کہاں پروویژن ہے ۔

حاجی محمد سیف اللہ خان : No creation of office has been made in the Constitution صرف سروسز میں اس کی وضاحت کی گئی ہے ۔

مسٹر سپیکر : حاجی صاحب ، آپ نے follow نہیں کیا ۔ میرا کہنے کا مطلب یہ ہے کہ کچھ constitutional public offices ہیں جن میں ایک آفس منسٹر کا ہے ۔ اس کے متعلق کہاں لکھا ہوا ہے کہ یہ امتیاز کیا جا سکتا ہے ۔ اسمبلی کے فنکشن کرنے میں ان کو زیادہ وقت دیا جا سکتا ہے اور باقی ممبروں کو اتنا وقت نہیں دیا جا سکتا ۔

سید تابش الوری : جناب والا ! میرا اعتراض یہ نہیں ہے کہ انہیں تیس منٹ کیوں دئے گئے ہیں ۔ میرا اعتراض یہ ہے کہ پارلیمانی سیکرٹری کی حیثیت سے انہیں کیوں دئے گئے ہیں ؟

مسٹر سپیکر : میں تو کہتا ہوں کہ منسٹر کی حیثیت سے کہاں لکھا ہوا ہے کہ زیادہ وقت دیا جا سکتا ہے ۔

حاجی محمد سیف اللہ خان : جناب والا ! اصل بات اس میں قابل غور یہ ہے کہ ہمیں اس امر پر اعتراض نہیں ہے کہ انہوں نے پارلیمانی سیکرٹری کیوں بنائے ۔ انہیں اختیار ہے کہ سروسز کا جو عہدہ وہ create کرنا چاہیں ، گو آئین نے اسے سروسز سے exempt کیا ہے ۔ بالفاظ دیگر سروسز میں ہے ۔ وہ ان معنوں میں سروسز میں نہیں آئیں گے جو office of profit میں آتے ہیں ۔ اس میں ہمیں کوئی اعتراض نہیں ۔ ایک نہیں ، سو دو سو جتنے پارلیمانی سیکرٹری وہ بنانا چاہیں بنائیں ۔ ہمیں اس سے کوئی اختلاف نہیں ۔ ہمارا اعتراض یہ ہے کہ سروسز میں تو وہ شمار ہو چکے ہیں ۔

They have been exempted from the office of profit. How the Governor is entitled to make a Parliamentary Secretary participant of this House which has not been made by the Constitution ?

وہ باہر ان سے کام لیں ۔ جو اختیارات و فرائض چاہیں ان کے سپرد کریں ۔ ہمیں اس سے کوئی اختلاف نہیں ہے ۔ وہ ممبر بھی رہیں ، مگر آئین نے جو عہدہ create ہی نہیں کیا ، کسی قانون سے یہ عہدہ create نہیں ہوا، گورنر صاحب نے اس کو اسمبلی میں part and parcel کیسے بنا دیا؟ اور کیسے بنا سکتے ہیں ؟ یہ ہمارا اصل اعتراض ہے جس پہ اس ایوان کے وقار کی پامالی ہوئی ہے ۔ وہ عہدہ جو سروسز سے تعلق رکھتا ہے ، جس کو آئین نے یہ اہمیت نہیں دی جو ایڈووکیٹ جنرل کو دی ہوئی ہے کہ وہ اس ایوان کے ممبر ہوں گے ۔ انہوں نے پارلیمانی سیکرٹری کو پارلیمانی سیکرٹری کی حیثیت سے فنکشن کرنے کا اختیار کیسے دے دیا ۔

مسٹر سپیکر : حاجی صاحب ، قانون میں factual position یہ ہے کہ وہ سروس آف پاکستان میں ہے ، اس میں لکھا ہے کہ نہیں :

"but does not include".

اور اس میں سپیکر سے لے کر پارلیمانی سیکرٹری تک اور ہاؤس کے ممبر تک شامل ہیں ۔ اس لئے وہ پاکستان کی سروس میں نہیں ہیں ۔

Haji Muhammad Saifullah Khan : But you have been entitled to Chair the Assembly. Although Advocate General has been exempted but he has been entitled to be in the House.

Mr. Speaker : This is becauae it is contained in the Rules of Procedure.

Haji Muhammad Saifullah Khan : That is what I am saying. I have no objection to appointment. They may appoint but they cannot delegate any powers so far as the procedure of this House is concerned and they cannot discriminate them from other members.

مسٹر سپیکر : حاجی صاحب ، میرے سوال کا ابھی تک جواب نہیں دیا گیا کہ ڈپٹی سپیکر کو . . . .

وزیر قانون : جناب والا . . . .

مسٹر سپیکر : I will just seek your assistance کہ کسی ممبر کو کس آئینی پرووژن کے تحت عام ممبر سے three times وقت لینے کا حق ہے ۔ میں وہ آئینی پرووژن چاہتا ہوں ۔ وہ آپ میری مدد نہیں کر رہے ۔

حاجی محمد سیف اللہ خان : گزارش یہ ہے کہ جو شخص اس ایوان کا ممبر ہے ، اس ہاؤس کے ممبر کی حیثیت میں عہدیدار ہے ۔ اس کے بارے میں جناب گورنر کو اختیار ہے کہ رولز آف پروسیجر میں جس قسم کی چاہیں ترمیم کر سکیں ۔ جو عہدیدار اس ہاؤس کا ممبر ہی نہیں ہے ، جو اس ہاؤس کا عہدیدار ہی تسلیم شدہ نہیں ہے ، کسی قانون کے تحت اس ہاؤس کا عہدیدار نہیں ہے ، گورنمنٹ کا ہو گا ، کسی اور کا ہو گا ، لیکن اس ہاؤس کا عہدیدار تسلیم شدہ کسی قانون کے تحت نہیں ہے . . . .

مسٹر سپیکر : میں سمجھ گیا ہوں ۔ خاکوانی صاحب کو میں نے چلنے کا بلایا ہوا ہے ۔

سید ناہض الوری : جناب والا ! اس کے ساتھ ہی میں نے ایک بات کرنی ہے . . .

مسٹر سپیکر : انہوں نے بھی اتنی ہی بات کرنی ہو گی ۔ انہوں نے کونسی لمبی بات کرنی ہے ۔

Nawabzada Muhammad Khan Khakwani : I want to say that the Constitution provides equal rights and privileges for all members of the Assembly but it has given some exception as far as the Ministers are concerned. The honourable member is insisting on this and, I think, he is right. Even the rules are subservient to the Constitution and these particular Parliamentary Secretaries have not been provided

in the Constitution. This is the main point that the member has been stressing on.

Mr. Speaker : That I have followed. According to Syed Tabish Alwari and Haji Muhammad Saifullah Khan a Minister holds Constitutional office whereas Parliamentary Secretary is a person who is not deemed to be in the service of Pakistan. That is the definition of Parliamentary Secretary. It is not a Constitutional office.

Nawabzada Muhammad Khan Khakwani : Which one, Sir ?

Mr. Speaker : That I have followed but what I am saying is that in the Rules for Procedure there is an exception for Ministers that they can take 30 minutes whereas a member will take only 10 minutes.

Nawabzada Muhammad Khan Khakwani : Simply, because the office is provided in the Constitution.

Mr. Speaker : How does an office in the Constitution give him that exemption ?

Nawabzada Muhammad Khan Khakwani : No, the Rules of Procedure. It is in the Rules of Procedure that they will take half an hour and they can make the Rules of Procedure in order to implement the wording of the Constitution.

Mr. Speaker : In the Rules of Procedure it is provided that a particular member of this House who has been appointed a Parliamentary Secretary by the Governor will be entitled to speak for 20 minutes if the Minister so desires in his place.

Haji Muhammad Saifullah Khan : This is infringement of the rights of this House.

Nawabzada Muhammad Khan Khakwani : First of all,

I am doubtful whether the Governor can appoint Parliamentary Secretaries. It is the duty of the Chief Minister.

Mr. Speaker : In the name of the Governor.

Nawabzada Muhammad Khan Khakwani : Indirectly, yes.

Mr. Speaker : I am using the Constitutional phrase.

Haji Muhammad Saifullah Khan : The Governor has the authority to name that Mr. so and so and so are authorised.....

Mr. Speaker : If that will be the argument then he will have office also.

Haji Muhammad Saifullah Khan : No, No. but as Parliamentary he can have no office in this House.

Mr. Speaker : Under the General Clauses Act, whether by designation or by name, it would amount to same thing.

Haji Muhammad Saifullah Khan : He is a Member of the House. The office of the Parliamentary Secretary does not exist in this House, nowhere in the Constitution, nowhere in the law or anything else, Sir.

وزیر قانون : جناب والا ! جناب سید تابش الوری صاحب نے ۔ ۔ ۔

مسٹر سپیکر : روکڑی صاحب پہلے بات کر لیں اس کے بعد آپ ۔

خان امیر عبداللہ خان روکڑی : جناب والا ! آپ نے یہ فرمایا ہے کہ آپ جس طریقے سے وزراء صاحبان کو زیادہ ٹائم دیتے ہیں عام ممبر کو نہیں دیتے ۔ جناب والا ! آپ کے بھی جو اختیارات ہیں وہ ایک محدود حد تک ہیں ۔ آپ آئین کو کسی قیمت پر کسی وقت بھی نہیں چھوڑ سکتے ۔

مسٹر سپیکر : ٹھیک ہے ۔

خان امیر عبداللہ خان روکڑی : اگر کل کو ایک اور آدمی باہر سے آ جائے اندر تو آپ اس کو ٹائم نہیں دے سکتے ۔

مسٹر سپیکر : ٹھیک ہے ۔

خان امیر عبداللہ خان روکڑی : کیونکہ قانونی طور پر وہ اسمبلی کا ممبر نہیں ہوتا ۔ اس لئے اس کو ٹائم نہیں دیتے ۔ اسی طرح جو میرے فاضل دوست کہہ رہے ہیں پہلا اعتراض ان کا یہ ہے کہ آیا قانوناً یہ اختیارات گورنر صاحب کو ہیں یا نہیں ہیں ۔ جناب والا نے یہ فیصلہ دینا ہے ۔ جناب والا نے انصاف کرنا ہے میں سمجھتا ہوں کہ آپ انصاف ہی کریں گے ۔ میرے کہنے کا مدعا یہ ہے کہ آپ کے اختیارات بالکل کافی ہیں ۔ اس ہاؤس کے اندر ایک چیز ایسی ہے مثلاً جناب والا ! آپ کا سیکریٹری ہے یہ گورنمنٹ مقرر کرتی ہے اگر کل آپ چاہیں کہ میرے دو سیکریٹری یہاں بیٹھے رہیں بغیر گورنمنٹ کے آئین میں ترمیم کرائے بغیر بجٹ میں سینکشن کرائے ۔ آپ دو سیکریٹری بٹھا دیں تو میں یہ کہوں گا جناب کہ یہ دو کہاں سے آ گئے ہیں ۔ تو یہ اختیارات کے اندر اختیارات کی ایک حد ہوتی ہے جناب میری صرف اتنی گزارش ہے کہ باوجود آپ کے وسیع اختیارات ہونے کے آپ آئین سے بالاتر بالکل نہیں ہیں ۔

مسٹر سپیکر : کوئی بھی نہیں ہے اور جب خاص طور پر constitutionally function کر رہے ہیں ۔

وزیر قانون : جناب سپیکر ! جہاں تک میں سمجھا ہوں ۔ اعتراض کے دو حصے ہیں ۔ ایک اعتراض یہ ہے کہ چونکہ دستور میں پارلیمانی سیکریٹری مقرر کرنے کے لئے کوئی پروویژن موجود نہیں اس لئے ان کا تقرر جو ہے وہ غیر آئینی ہے دوسرا اعتراض جو ہے ۔ ۔ ۔

مسٹر سپیکر : نہیں ! وہ غیر آئینی تقرر کے متعلق ہے ۔ آپ کے پاس نقل نہیں ہے ؟

وزیر قانون : میرے پاس سب کچھ ہے سر ۔ دوسرا ان کا اعتراض یہ ہے کہ بطور پارلیمانی سیکریٹری ان کو وہ مراعات حاصل نہیں ہونی چاہئیں جو وزراء کو ایوان میں حاصل ہیں ۔ جناب والا ! اس ضمن میں میں آپ کی توجہ آرٹیکل 63 اور 127 کی طرف دلانا چاہتا ہوں ۔ ممبران پر بھی پابندی عائد ہے ۔

آئین کی رو سے وہ یہ ہے کہ وہ کوئی office of profit hold نہیں کر سکتے جب تک کہ آئین میں اس کو استثنیٰ نہ دیا گیا ہو۔ اس کے علاوہ اگر آئین میں کسی ممبر کو مستثنیٰ کر دیا جائے کہ وہ کوئی بھی office of profit حاصل کر سکتا ہے تو وہ عہدہ ممبر حاصل کرنے کا مجاز ہے۔ آئین میں ترمیم ہو چکی ہے۔۔۔

مسٹر سپیکر : یہ ابھی غالباً فیصلہ نہیں ہوا کہ یہ office of profit اس sense میں بھی ہے یا نہیں۔

وزیر قانون : اس آرٹیکل میں جناب ترمیم ہو چکی ہے اور پارلیمانی سیکریٹریز کو وزراء کے ساتھ آئین میں شامل کر دیا گیا ہے کہ مستثنیٰ ہیں۔

مسٹر سپیکر : نہیں یہ اس طرح نہیں ہے۔

وزیر قانون : دوسری صورت جو میں عرض کرنا چاہتا ہوں وہ یہ ہے کہ کسی وزیر کو تیس منٹ تک بولنے کا آئینی حق نہیں ہے یہ حق صرف Rules of Procedure کے ذریعے جو گورنر صاحب نے منضبط کئے ہیں۔ وزراء کو دیا گیا ہے۔ اس لئے جس طرح وزراء کو انہوں نے یہ اختیار دیا ہے کہ وہ تیس منٹ تک بول سکتے ہیں۔ اسی طرح کسی بھی office of profit hold کرنے والے شخص کو جو اسمبلی کا ممبر ہے۔ گورنر صاحب یہ اختیارات جو ہیں رولز اور قواعد کے تحت دے سکتے ہیں۔

مسٹر سپیکر : ان کا جو اعتراض ہے آپ نے وہ follow نہیں کیا۔ میں ذرا اس کی وضاحت کرتا ہوں۔ آپ ذرا تشریف رکھیں اور ذرا توجہ فرمائیں اس پر وہ یہ نہیں کہہ رہے۔ وہ یہ کہہ رہے ہیں کہ آرٹیکل 260 میں یہ لکھا ہوا ہے کہ

"A Parliamentary Secretary is not a person who is in the Service of Pakistan."

اور یہ بھی لکھا ہوا ہے

"Minister and a Member of an Assembly are the persons who are not in the Service of Pakistan."

اس کے بعد آگے وہ یہ کہتے ہیں کہ منسٹر کے متعلق لکھا ہوا ہے کہ ایک چیف منسٹر ہوگا ۔ وہ اپنی کابینہ بنائے گا ۔ اس میں ایک سینئیر منسٹر ہوگا ۔ اور وہ کابینہ collectively responsible ہوگی وہ اس ہاؤس کے سامنے جواب دہ ہوگی ۔ صوبے کا جو انتظام ہے وہ گورنر کے نام پر ہوگا لیکن اس کی execution کرنے والا چیف منسٹر ہوگا ۔

This is what is provided in the Constitution.

وہ کہتے ہیں کہ پارلیمانی سیکریٹری کے متعلق کچھ نہیں لکھا ہوا کہ پارلیمنٹری سیکریٹری کے کیا functions ہوں گے ؟ کس طرح create ہوگا ۔ چلے کہتے ہیں کہ

This office has to be created. This is their objection.

اور ان کا نتیجہ یہ ہے کہ

> When an office of a Parliamentary Secretary is created by the law, the person who is appointed as a Parlimentary Secretary will not be considered to be in the Service of Pakistan.

وہ کہتے ہیں کہ creation ضروری ہے ۔ Consititution نے اس کو by way of process of elimination نے Constitution ۔ create نہیں کیا ۔ اس کو ایک particular category سے exclude کیا ہے ۔ Constitution میں create نہیں کیا ۔

> This office has to be created by law. This is their objection and unless it is so created this House cannot take notice of a person who has been appointed as Parliamentary Secretary, and if this House takes notice of him then how can the Governor give him time twice the time given to a Member. This is their objection."

وزیر قانون : جناب والا ! میں نے جیسے عرض کیا تھا یہی صورت ہے کہ وزراء کو تیس منٹ کا اختیار آئین کی طرف سے نہیں ملا۔

مسٹر سپیکر : آپ تشریف رکھیں میں آپ کو بتاتا ہوں ۔ وہ کہتے ہیں کہ

> This office is provided by the Constitution and they are required to perform a particular function in accordance with the Rules.

اس function کو execute کرنے کے لئے یہ رولز بنائے ہیں جس میں ان کو کہا گیا ہے کہ عام ممبر کے مقابلے میں آپ کو تیس منٹ ملیں گے ۔ کیس قانون کے ماتحت پارلیمنٹری سیکریٹری کا office create کیا گیا ہے ۔

> This is what they are asking.

اور وہ کہتے ہیں کہ کیونکہ legally office create نہیں کیا گیا اس لئے

> How can these Rules of Procedure take notice of that. This is their objection.

وہ کہتے ہیں اگر تو یہ قانون بن گیا ہو وہ قانون کے مطابق پارلیمنٹری سیکریٹری ہیں ۔

> Yes. Then they can be given time. Am I right in that ?

Syed Tabish Alwari : Yes Sir.

وزیر قانون : جناب والا ! ہر قانون کے متعلق legislature کی ایک intention ہوتی ہے جب پارلیمنٹ نے آئین میں یہ ترمیم کی کہ پارلیمانی سیکریٹری کے عہدے کو office of profit کے عہدے سے نکال لیا جائے تو اس کے پیچھے بھی ایک خاص intention پارلیمنٹ کے سامنے تھی ۔ چونکہ پارلیمانی سیکریٹریز کنونشن کے ذریعے اسمبلیوں میں منسٹران کو assist کرتے ہیں اور ان کی بجائے سوالات کے جوابات اور اسمبلی کی کارروائی میں

ان کا ہاتھ بٹاتے ہیں یہ ایک پارلیمانی روایت ہے جو عرصے سے چلی آ رہی ہے۔ اس روایت کے پیش نظر پارلیمنٹ نے آئین میں یہ ترمیم کرکے کہ وزراء کی طرح پارلیمانی سیکرٹری بھی office of profit کو hold نہیں کرتے وہ disqualify نہیں ہوں گے اس لئے اس کو آئین میں شامل کیا گیا ہے۔ پارلیمنٹ کی intention جو ہے وہ clear ہے اس intention کو ملحوظ رکھتے ہوئے کہ جب پارلیمنٹ نے پارلیمانی سیکریٹریوں کو exclude کر دیا ہے تو گورنر صاحب نے قواعد و ضوابط میں یہ ترمیم کر دی ہے کہ ان کو بھی وزراء کی طرح زیادہ ٹائم دیا جائے اور وہ وزراء کی طرح کام کر سکیں۔

Mr. Speaker : I will look into this.

Chaudhri Mohammad Yaqoob Awan : Sir, I have got a suggestion to make. I request, Mr. Speaker Sir, that this point may be referred to the Advocate General and I think he will be in the best position to clarify the legal position in this case.

Mr. Taj Mohammad Khanzada : Sir, This Assembly is fully competent to give a ruling.

Mr. Speaker : I am asking his advice. I am desiring his advice to come to a decision. I am not going to take a decision.

Mr. Taj Mohammad Khanzada : He cannot give a decision.

Mr. Speaker : He is not going to take a decision.

Mr. Taj Mohammad Khanzada : The office of ministership is inherent in the Constitution while that of Parliamentary Secretary is not. Therefore, any rule which flows from the Constitution comes as a result of the inherited powers of the Constitution. The hon'ble Law Minister made a reference to the provision of the previous constitution in support of the Parliamentary Secretary. But the position is that in the previous Constitution there used to be a provision

in the Budget for the pay and emoluments of the Parliamentary Secretaries while there is none at present. Therefore, there is no comparison of the practices and conventions as they were before.

Mr. Speaker : Budget will come only if there is a law.

Haji Muhammad Saifullah Khan : One thing more important Sir.

وزیر قانون : جناب والا ! فاضل mover کے پاس ایک remedy موجود ہے وہ ان قواعد و ضوابط کی ترمیم کے لئے موشن پیش کر سکتے ہیں ۔

مسٹر سپیکر : میں آپ سے پہلے پوچھ چکا ہوں ۔

وزیر قانون : جناب والا ! اس کے لئے وہ طریقہ اختیار کریں جو قانون کی رو سے ان کو حاصل ہے وہ اپنے مسئلے کو حل کرا سکتے ہیں ۔

حاجی محمد سیف اللہ خان : جناب والا ۔ اس سلسلہ میں ایک اہم ترین چیز میں آپ کی خدمت میں عرض کر دوں کہ پارلیمنٹری سیکرٹری کے تقرر کا نوٹیفیکیشن 12 ستمبر 1974ء کو ہوا ہے اور [illegible] ہو آفس create نہیں ہو سکتا ۔ رولز 17 اگست کو آسڈ ہوئے ہیں جبکہ کسی پارلیمنٹری سیکرٹری کا تقرر ہی نہیں ہوا تھا ۔ تو جناب والا ! یہ رولز کی خلاف ورزی ہے ۔

مسٹر سپیکر : نہیں اس میں کچھ نہیں ہے ۔

حاجی محمد سیف اللہ خان : جناب والا ! آپ ان کے تقرر کے نوٹیفیکیشن کی تاریخ اور اپنے رولز کی تاریخ دیکھیں کہ ابھی ان کا تقرر ہی نہیں ہوا تھا کہ اسلمنٹ کا نوٹیفیکیشن چلے ہی ہو گیا ۔

مسٹر سپیکر : نہیں نہیں ۔ 11 اگست کو ہوئے ہیں ۔

حاجی محمد سیف اللہ خان : نہیں نہیں جناب والا ۔

مسٹر سپیکر : میرے پاس 11 اگست والا نوٹیفیکیشن ہے ۔

حاجی محمد سیف اللہ خان : جناب والا ! آپ بڑھیں کس تاریخ کو نوٹیفیکیشن جاری ہوا ۔

Mr. Speaker : "The Chief Minister is pleased to appoint the following MPAs as Parliamentary Secretaries with effect from 14th August, 1974....."

حاجی محمد سیف اللہ خان : جناب والا ! تاریخ دیکھیں ۔ نوٹیفیکیشن کب جاری ہوا ۔

مسٹر سپیکر : اس میں نوٹیفیکیشن ضروری ہے ؟

حاجی محمد سیف اللہ خان : جی ! جناب والا ۔

مسٹر سپیکر : وہ کس طرح ؟

حاجی محمد سیف اللہ خان : جناب والا ! کوئی بھی آفس بغیر نوٹیفیکیشن کے نہیں ہو سکتا ۔

مسٹر سپیکر : آپ تو اسکا آفس مانتے ہی نہیں ۔

حاجی محمد سیف اللہ خان : جناب والا سروس تو ہے ۔

مسٹر سپیکر : پہلی بات جو میں نے correct کی تھی وہ یہی تھی کہ They are not in the Service of Pakistan.

حاجی محمد سیف اللہ خان : جناب والا ! یہ آرڈر کب جاری ہوا ہے ۔ آپ کو اس کی اطلاع کب ہوئی ہے ۔ 12 ستمبر کو تو آرڈر جاری ہوتا ہے ۔

Mr. Speaker : It is contained that they were appointed on 11th August. In this matter I will seek the advice of the Advocate General and then take a decision.

حاجی محمد سیف اللہ خان : جناب والا ! کیا appointment نوٹیفیکیشن کے بغیر ہو جاتی ہے ۔

مسٹر سپیکر : آپ پھر اس concept میں ہیں It is not a Service of Pakistan.

حاجی محمد سیف اللہ خان : جناب والا ! کوئی بھی concept ہو وہ مجھے دکھائیں کہ 11 ستمبر کو ان کی تقرری کا کوئی آرڈر ہے ۔ 12 Written Order ستمبر کو ہوتا ہے جس دن کا آرڈر ہو ۔ اس تاریخ کے بعد کوئی عمل پیدا ہوگا ۔

مسٹر سپیکر : اس میں ویسے کوئی ایسی بات نہیں ہے جو آپ فرما رہے ہیں رولز اگر پہلے بھی امنڈ ہو گئے ہیں ۔

It does not make any difference provided it is in accordance with the Constitution. I will consult the Advocate General on this point. Mr. Law Minister, you will please inform the Advocate General personally ; not only you will inform him that I will also discuss with him this matter, but he is also to address the House.

Minister for Law : If he is in Lahore by tomorrow.

Mr. Speaker : I would like the Advocate General to be present here.

تحاریک التوائے کار

مسٹر سپیکر : ایک تحریک التوائے کار کل ملتوی کی تھی آج اس کے بارے میں رانا پھول خان کا ٹیلیفون آیا ہے ۔

چوھدری امان اللہ لک : وہ تشریف لے آئے ہیں ۔

مسٹر سپیکر : اب میں نے تو اس کو کل کے لئے ملتوی کر دیا ہے ۔

رانا پھول محمد خان : شکریہ ! جناب والا ۔

Mr. Speaker : We were dealing with the Adjournment Motion No. 18.

ڈاکٹر صاحب اس پر آپ کچھ فرما رہے تھے یا فرمانا تھا ۔ یہ قصابوں کے

متعلق ہے کہ گورنمنٹ اس میں جو قیمت مقرر کرتی ہے اس کو maintain کرنے میں ناکام رہتی ہے ۔

وزیر تعلیم : جناب والا ! یہ ایگریکلچر کے متعلق ہے اور متعلقہ وزیر صاحب یہاں موجود نہیں ہیں ۔ اگر آپ اس کو کل تک ملتوی فرما دیں . . .

Mr. Speaker : Will he be here ? I am doubtful.

اس کی وجہ تو آپ جانتے ہیں جن کی وہ وزارت ہے ان کے پاس ڈاکٹروں کی بھی وزارت ہے تو Whether he will be available tomorrow ?

وزیر تعلیم : جناب والا ! میں کوشش کروں گا کہ ان سے جواب لے کر اس ایوان میں پیش کر دیا جائے ۔

Mr. Speaker : It is postponed for tomorrow.

تحریک التوائے کار نمبر 19 ۔ اس موضوع کی حاجی صاحب کی بھی ہے اور اس کا نمبر 38 ہے ۔

لاہور واپڈا ہاؤس کی عمارت میں زبردست دھماکہ

مسٹر سپیکر : چوہدری امان اللہ تک یہ تحریک پیش کرنے کی اجازت طلب کرتے ہیں کہ اہمیت عامہ رکھنے والے ایک اہم اور فوری مسئلہ کو زیر بحث لانے کے لئے اسمبلی کی کارروائی ملتوی کی جائے ۔ مسئلہ یہ ہے کہ لوائے وقت میں شائع شدہ خبر کے مطابق مورخہ 4 ستمبر 1974ء کو لاہور کے قلب میں واقع شہر کی سب سے خوبصورت اور عظیم الشان عمارت واپڈا ہاؤس میں ایک زبردست دھماکہ ہوا جس سے واپڈا کے ڈائرکٹر پاور مسٹر اسد اللہ اور اکاؤنٹس اسسٹنٹ مسٹر شوکت علی جاں بحق ہو گئے جبکہ آٹھ دیگر افراد زخمی ہوئے ۔ اس دھماکے سے کمروں کو شدید نقصان پہنچا اور بعض دوکانوں کے شو روم کے شیشے بھی چکنا چور ہو گئے ۔ دھماکہ سے عمارت کے گراؤنڈ فلور کے دس دفاتر بالکل تباہ ہو گئے پہلے اور دوسرے فلور کی کھڑکیاں اور بالکونی کو شدید نقصان پہنچا ہے اور تین منزلوں تک دراڑیں پڑ گئی ہیں ۔ حفاظتی دستہ اپنے فرائض میں غفلت کا مرتکب ہوا ہے اس قسم کے

حادثات رونما ہو رہے ہیں جن کی وجہ سے عوام میں خوف و ہراس پایا جاتا ہے پولیس حادثہ کے ملزمان کو پکڑنے میں ناکام رہی ہے۔

چوہدری صاحب اس کے بارے میں میں تھوڑا سا suggest ضرور کرنا چاہتا ہوں آپ کی اس تحریک التوائے کار میں technical flaw رہا ہے۔ میں نے پہلے بھی اس کی طرف اشارہ کیا ہے کہ اس سے یہ معلوم نہیں ہو سکتا کہ کونسا precise matter ہے جس کو آپ disucss کرنا چاہتے ہیں۔ دھماکہ کو ڈسکس کرنا چاہتے ہیں یا پولیس کی ناکامی کو ڈسکس کرنا چاہتے ہیں یا اس غفلت کو ڈسکس کرنا چاہتے ہیں جو حفاظتی دستے نے وہاں کی تھی۔

چوہدری اسلان اللہ لگ : ٹھیک ہے جناب والا!

مسٹر سپیکر : میں اس کا جواب نہیں چاہتا ہوں۔ لیکن In future I would like to be more strict.

حاجی محمد سیف اللہ خان : جناب والا! میری تحریک التوائے کار نمبر 3 بھی پڑھ دیں۔

سید نایاب النوری : جناب والا! میری تحریک التوائے کار نمبر 71 بھی اس قسم کی ہے اسے بھی پڑھ لیں۔

واپڈا ہاؤس لاہور میں دھماکہ کرنے والے افراد کو گرفتار کرنے میں حکومت کی ناکامی

مسٹر سپیکر : حاجی محمد سیف اللہ خان یہ تحریک پیش کرنے کی اجازت طلب کرتے ہیں کہ اہمیت عاجلہ رکھنے والے ایک اہم اور فوری مسئلہ کو زیر بحث لانے کے لئے اسمبلی کی کارروائی ملتوی کی جائے، مسئلہ یہ ہے کہ روزنامہ نوائے وقت مورخہ 4 ستمبر 1974ء میں شائع شدہ خبر کے مطابق لاہور میں واقع واپڈا ہاؤس کی عظیم عمارت میں مورخہ 3 ستمبر 1974ء کو زبردست دھماکہ ہوا۔ جس سے دو افراد جاں بحق اور 8 زخمی ہو گئے اور اس روز

جناب وزیر اعلیٰ نے اخبار نویسوں سے باتیں کرتے ہوئے بتایا کہ صوبہ سرحد اور بلوچستان میں امن سے کھیلنے والے ہاتھ پنجاب کے امن و امان کو بھی تباہ کر دینا چاہتے ہیں اور وہ اس واقعہ کے محرکات کو جانتے ہیں اور اس واقعہ میں ملوث افراد کو گرفتار کر لیا جائے گا مگر تا حال اس تمام تر علم کے باوجود اس سلسلے میں کسی قسم کا نتیجہ بر آمد نہیں ہوا اور نہ ہی اس واقعہ میں ملوث افراد کو بے نقاب کیا گیا ہے اس صورت حال سے عوام میں سخت اضطراب ۔ بے چینی اور شدید غم و غصہ پایا جاتا ہے ۔

واپڈا ہاؤس لاہور اور دیگر شہروں میں دھماکوں کے اسباب کا انکشاف کرنے اور ملزموں کا سراغ لگانے میں حکومت کی نا کامی

مسٹر سپیکر : سید قابش الوری یہ تحریک پیش کرنے کی اجازت طلب کرتے ہیں کہ اہمیت عامہ رکھنے والے ایک اہم اور فوری مسئلہ کو زیر بحث لانے کے لئے اسمبلی کی کارروائی ملتوی کی جائے ۔ مسئلہ یہ ہے کہ لاہور کے واپڈا ہاؤس میں 3 ستمبر 1974ء کو بم کا ایک زبردست دھماکہ ہوا جس سے متعدد افراد ہلاک و زخمی ہوئے اور عمارت کو غیر معمولی نقصان پہنچا پھر اس نوعیت کے متعدد دھماکے لاہور کے علاوہ راولپنڈی اور دوسرے شہروں میں بھی ہوئے لیکن حکومت ابھی تک نہ ان دھماکوں کے اسباب کا انکشاف کر سکی اور نہ ملزموں کا سراغ لگا سکی ہے جس سے عوام میں سخت خوف و ہراس پھیلا ہوا ہے اور وہ یہ سمجھنے پر مجبور ہیں کہ حکومت اس کھلی دہشت انگیزی کو ختم کرنے کے لئے اپنے ایک بنیادی فریضے کی ادائیگی میں نا کام ہو گئی ہے ۔

وزیر تعلیم : جناب والا ! یہ واقعہ تین ستمبر کو ہوا جس میں آٹھ افراد زخمی اور دو جاں بحق ہو گئے ۔ ۔ ۔ ۔

مسٹر سپیکر : پہلے یہ بتائیں کہ سننے سے پہلے ایڈمٹ کرنا تو ضروری نہیں ہے ۔

وزیر تعلیم : جی نہیں ۔ تو اس سلسلہ میں مقدمہ درج کیا جا چکا ہے زیر دفعہ "302" ، "336" اور تین افراد اس وقت شامل تفتیش ہیں ۔ اس لئے یہ کہنا کہ پولیس نے کوئی کارروائی نہیں کی یا کامیابی نہیں ہوئی ۔ یہ بات ٹھیک نہیں ہے ۔ اس میں کافی تفتیش کرنی پڑتی ہے اور یہ جو تین افراد شامل تفتیش کئے گئے ہیں ۔ اس سے پولیس کو امید ہے کہ کچھ نہ کچھ نتائج برآمد ہوں گے ۔ میں اس پر یقین دلا سکتا ہوں کہ اس میں کوتاہی نہیں برتی جائے گی اور اس پر بہت زیادہ توجہ دی جا رہی ہے کیونکہ اس حادثہ کا اور بھی بہت سی چیزوں سے تعلق ہو سکتا ہے ۔ اس کو ہم بہت اہمیت دے رہے ہیں ۔ اس لئے اس وجہ سے کوئی تشویش ۔ ہیجان یا بے چینی پیدا ہونے کی مجھے کوئی وجہ نظر نہیں آتی ۔ حکومت اس پر خاطر خواہ کارروائی کر رہی ہے ۔ ان حالات میں اس پر زیادہ بحث مناسب نہیں ۔

حاجی محمد سیف اللہ خان : جناب والا ! میری تحریک التوائے کار دوسری دو تحریک التوائے کار سے مختلف بھی ہے اور واضح بھی ۔ دھماکے بھی ہوتے رہتے ہیں یہ دھماکہ کوئی ایک نہیں ہوا اس سے پہلے بھی ہوتے رہتے ہیں ۔ اصل چیز جو میں نے اپنی تحریک التوا میں دی ہے وہ یہ ہے کہ جس روز دھماکہ ہوا ۔ اس روز جناب چیف منسٹر لاہور ائر پورٹ پر تشریف لائے ۔ وہیں اخبار نویسوں کو انہوں نے بیان دیا کہ اس میں بلوچستان اور سرحد کے لوگوں کا ہاتھ ہے اور میں ان کو جانتا ہوں ۔ اصل بات جو ہے وہ یہ کہ جب ایک صوبہ کا سربراہ کسی مجرم کو جانتا ہے ۔ اخبار نویسوں کو بیان دیتا ہے اور تا حال ان مجرموں کی نشان دہی نہیں ہوئی ۔ اس کے خلاف کارروائی نہیں ہوئی ۔ ۔ ۔ ۔

مسٹر سپیکر : حاجی صاحب آپ کیا چاہتے ہیں ۔ undueprocess of law ہو یا due process of law ہو ؟

حاجی محمد سیف اللہ خان : جناب والا ! کارروئی کیا چیف منسٹر کی نشان دہی ہو رہی ہے یا ۔ ۔ ۔ ۔

مسٹر سپیکر : میں نہیں سمجھتا کہ یہ میرے فرائض میں شامل ہے ۔ But I would like to make it clear کہ جس لائن پر کارروائی ہو رہی ہے ۔

I won't permit all that in this House.

حاجی محمد سیف اللہ خان : جناب والا! کیا اسے تعزیری جرم بنایا گیا یا اسے کوئی سیکریٹ جرم بنایا گیا ہے ؟ اگر یہ تعزیری جرم ہے F.I.R. Lodge ہوئی ہے تو اس ہاؤس کو پورا اختیار ہے کہ اس کے تمام کوائف معلوم کرنے اور اگر اس کی F.I.R. Lodge نہیں ہوئی - کسی اور نوعیت پر اس کی تفتیش ہو رہی ہے تو پھر وہ کہہ سکتے ہیں کہ مفاد عامہ کے تحت بتانا غلط ہے - وہ واضح کریں کہ - - - -

مسٹر سپیکر : اس میں تھوڑی سی obligations ہیں -

حاجی محمد سیف اللہ خان : اگر F.I.R. Lodge ہوئی ہے Then they are bound to tell the particulars of the case یہ وہ بتائیں کہ lodge ہوئی ہے یا نہیں -

Mr. Speaker: I will keep it pending.

میں نہیں جانتا کہ اس کی investigation کی سٹیج کیا ہے ؟

حاجی محمد سیف اللہ خان : جناب والا! یہ تو ہمیں پتہ چلے کہ F.I.R. بھی اس پر lodge ہوتی ہے یا نہیں -

مسٹر سپیکر : وہ نیکسٹ ٹو ہیر حال آپ کو بتا دیں گے - I will keep it pending.

حاجی محمد سیف اللہ خان : یہ تو ہمیں بتائیں F.I.R. ہے یا نہیں -

Mr. Speaker: I will keep it pending for tomorrow.

وزیر آبپاشی و ٹرانسپورٹ : Point of information جناب والا! فاضل رکن کی اطلاع کے لئے میں عرض کروں کہ وزیر اعلیٰ صاحب کے جو ذرائع اطلاعات ہیں وہ گورنمنٹ کی وہ ایجنسیاں ہوتی ہیں جس سے چیف منسٹر صاحب اطلاعات حاصل کرتے ہیں - مثلاً پولیس کی جو ایجنسی ہے اس کا علم جو ہے وہ وزیر اعلیٰ صاحب کا ذریعہ معلومات ہوتا ہے - چونکہ پولیس تفتیش کر رہی ہے اور پولیس نے جو تین آدمی پکڑے ہیں لازمی نتیجہ ہے کہ

انہوں نے انہیں ذریعوں سے بتایا ہے۔۔۔

مسٹر سپیکر : اس میں ایک بات میں کہہ سکتا ہوں کہ۔۔۔

I can outright admit it.

اور اگر ہاؤس یہ سمجھے کہ اس پر بحث ضروری ہے they will vote for it

حاجی محمد سیف اللہ خان : جناب والا ! اصل مسئلہ جو اس وقت زیر بحث ہے وہ یہ ہے کہ ہوا کہ ہوتا ہے اس روز جناب چیف منسٹر صاحب یہاں پر موجود نہیں ہوتے۔ چیف منسٹر صاحب باہر ہیں۔ اس روز آتے ہیں یعنی دھماکے والے روز اس وقت دھماکے کو ہوئے شائد ایک گھنٹہ ہوا ہوتا ہے۔ وہ کہتے ہیں مجھے علم ہے۔ جناب اگر علم تھا تو پھر اتنی لاپرواہی کیوں برتی گئی۔

مسٹر سپیکر : یعنی آپ کا مطالبہ کیا ہے Due process of law کا Which of the two you want ۔۔۔ کا undue process of law یا

حاجی محمد سیف اللہ خان : Both sir. کیا حکومت نے دانستہ یہ دھماکہ کروایا ؟ جب انہیں علم تھا ایک گھنٹے کے بعد وہ بتا رہے ہیں اللہ پھر وہ اس کا سد باب نہیں کرتے۔

Mr. Speaker : Let there be then due process of law and not undue process of law.

حاجی محمد سیف اللہ خان : جناب میری تحریک التوا کا مقصد آپ دیکھیے۔۔۔

Mr. Speaker : Should I out right admit it ?

میں تو سمجھتا ہوں یہ تو اس کیٹیگری میں آتی ہے مگر کیونکہ۔۔۔

حاجی محمد سیف اللہ خان : یہ بڑی اہم بات ہے جناب کہ ایک گھنٹہ بعد تو بیان دیتے ہیں کہ مجھے ان سب چیزوں کا علم تھا پھر دھماکہ ہوتا ہے۔۔۔

Mr. Speaker : If you are not satisfied by the statement

made by the Minister then I do not want any discussion.

اور جو میں محسوس کرتا ہوں وہ بھی یہی محسوس کرتے ہیں کہ اس سے زیادہ اس سٹیج پر disclose کرنا مناسب نہیں ہے ۔

سید ناہض الوری : جناب سپیکر میری گزارش یہ ہے کہ جناب والا ! پاکستان ٹائمز اور مشرق کے دفتر میں دھاکہ ہوا ۔ ۔ ۔

Mr. Speaker : What difference would it make about the admission ? How will it stop the admisson or make it admissible ?

جو اس تحریک التوا کے حق میں ہیں وہ اپنی جگہ پر کھڑے ہو جائیں ۔

(اس مرحلہ پر ممبران اپنی سیٹوں پر کھڑے ہوئے ۔)

The motion falls short of the required number. Leave is refused.

حاجی محمد سیف اللہ خان : اب جب کہ آپ نے اجازت نہیں دی تو ہمیں یقین ہو گیا ہے کہ دھاکہ کروایا ہی انہوں نے ہے ۔ ۔ ۔

مسٹر سپیکر : یہ تو اپنی اپنی رائے ہے ۔

سید ناہض الوری : جناب والا ! یا تو یہ سمجھا جائے کہ آپ پورے ایوان کو اعتماد میں لینا مناسب نہیں سمجھتے ۔

بہاولپور کینال کی ڈیزرٹ برانچ اور احمد پور برانچ میں کم پانی کی فراہمی کے باعث دھان کی فصل کو نقصان کا اندیشہ

مسٹر سپیکر : (20) چوہدری امان اللہ لک یہ تحریک پیش کرنے کی اجازت طلب کرتے ہیں کہ ایک اہم اور فوری مسئلہ کو زیر بحث لانے کے لئے اسمبلی کی کارروائی ملتوی کی جائے مسئلہ یہ ہے کہ روزنامہ "مشرق" مورخہ 22 ستمبر 1971ء میں شائع شدہ خبر کے مطابق بہاولپور کینال کی

ڈیزرٹ برانچ تحصیل یزمان کو سیراب کرتی ہے لیکن اس نہر میں 1500 کیوسک پانی دیا جا رہا ہے بلکہ اس میں بہنے والے پانی کی مکمل مقدار 1500 کیوسک ہے ۔ اس طرح احمد پور برانچ میں بھی پانی کم مقدار میں فراہم کیا جا رہا ہے ۔ پوری مقدار پانی کی زمینداروں کو فراہم نہیں کی جا رہی ہے جس کی وجہ سے دھان کی فصل تباہ ہو جائے گی ۔ اس خبر سے کاشتکاروں میں حکومت کے خلاف غم و غصہ پایا جاتا ہے ۔

ضلع بہاولپور میں نہری پانی کی اچانک قلت ہو جانے کے باعث فصلوں کا شدید نقصان اور پینے کے پانی میں بھی کمی واقع ہو جانا ۔

مسٹر سپیکر : سید تابش الوری یہ تحریک پیش کرنے کی اجازت طلب کرتے ہیں کہ اہمیت عامہ رکھنے والے ایک اہم اور فوری مسئلہ کو زیر بحث لانے کے لئے اسمبلی کی کارروائی ملتوی کی جائے ۔ مسئلہ یہ ہے کہ ضلع بہاولپور میں نہری پانی کی اچانک قلت سے کپاس اور گنے کی فصلوں کو شدید نقصان پہنچا ہے اگر پانی کی یہ کمی فوری طور پر دور نہ ہوئی تو دوسری کھڑی فصلیں بھی خشک ہو کر تباہ ہو جائیں گی ۔ ستمبر کے تیسرے اور دوسرے ہفتہ میں ضلع بہاولپور کی مختلف نہروں میں پانی کی سپلائی پچاس فیصد سے لے کر ساٹھ فیصد تک کم کر دی گئی ہے ۔ جس کی وجہ سے کھڑی فصلیں ہی بری طرح متاثر نہیں ہوئیں بلکہ ان علاقوں میں پینے کے پانی کی بھی قلت پیدا ہو گئی ہے ۔ جہاں زیر زمین نمکین پانی پایا جاتا ہے نہری پانی کی شدید قلت نے کاشتکاروں میں زبردست ہیجان و اضطراب پیدا کر دیا ہے ۔

وزیر آبپاشی : جناب والا ! میں نے اس سلسلہ میں کل تفصیلاً عرض کیا تھا ۔

علامہ رحمت اللہ ارشد : پوائنٹ آف آرڈر سر ۔ یہ معاملہ بہت اہم اور سنگین ہے اور یہ مسئلہ بہت ہی سنگین صورت بہاولپور میں اختیار کر گیا ہے ۔

اجتماعی طور پر بھی اس کا تمام ملک کو نقصان ہو گا۔ اجناس خوردنی کی پیداوار ہی کمتی ہے اور یہ فصل کے دن ہیں ۔ گندم کی بجائی کے دن ہیں اور بجائی کے بعد پانی دینے کی اشد ضرورت ہوتی ہے ۔ میں وزیر متعلقہ سے آنریبل کی وساطت سے درخواست کروں گا کہ وہ اس ہاؤس کو کانفیڈنس میں لیں اور پوری صورت حال اس ہاؤس کے سامنے رکھیں ۔

مسٹر سپیکر : انہوں نے یہ صورت حال کل کافی حد تک بتادی ہے ۔

وزیر آبپاشی : جناب والا ! میں نے کل بھی تفصیلاً پانی میں کمی کی وجہ بیان کی تھی ۔ فاضل رکن امجد علی سید تابش الوری اس معزز ایوان میں موجود ہیں ۔ وہ جانتے ہیں کہ اس ماہ کی 28 تاریخ کو میں نے جاولپور کا دورہ کیا ۔ فاضل رکن وہاں کاشتکاروں کے ایک وفد کے ساتھ میرے پاس تشریف لائے ۔ میں نے چیف انجینیر اریگیشن کو بلا کر ریکارڈ سے روٹیشن کے لحاظ سے جو پانی ملتا رہا ہے ۔ اس کا ٹوٹل گوشوارہ ان کے سامنے رکھا ۔ نہ صرف اس نہر کا بلکہ دوسری نہروں کا بھی rotation ان کو دکھایا گیا ۔ الکو عرض کیا گیا تھا کہ پانی کی اجتماعی طور پر پورے صوبے میں کمی ہے ۔ ان وجوہات کی بنا پر ستمبر کے مہینہ میں ہم نے rotation کی ہے ۔ جس کی وجہ سے واقعی پانی کی وہاں پر کمی واقع ہو گئی ہے ۔ یہ وجوہات ہماری مجبوری تھیں اور استطاعت سے باہر تھیں کہ ہم اس سے بڑھا سکیں ۔ البتہ صرف ایک ہفتہ اس ماہ میں ایسا گزرا ہے ۔ جس میں کہ پانی ۵۰۰ کیوسک سے یا Total requited supply سے ۱/۳ کم تھا ۔ لیکن باقی سارے ماہ میں ۱۵ ہزار اور ۱۷ ہزار کیوسک کی allocation کی بجائے 10/12 ہزار کی allocation ملی ۔ ایک ہفتہ صرف ایسا تھا ۔ جس میں 1/3 سے زیادہ کمی تھی ۔ میں نے مزید الکی خدمت میں واضح کیا تھا کہ ہم نے اس ماہ کی ۲۱ تاریخ کو خاص طور پر سارے صوبے میں کیونکہ یہ ایک خوفناک قسم کی پانی کی قلت تھی ہم نے یہ risk لیتے ہوئے اور اللہ تعالے پر چھوڑتے ہوئے کہ ہمیں دسمبر اور جنوری میں بارش اور Additional Water ملے لہذا ہم کاشت تو کریں اور ہم نے منگلا سے تو ہزار کیوسک کی بجائے پچھلے مہینہ کی ۲ تاریخ سے ۲۷ ہزار کیوسک پانی چھوڑنا شروع کر دیا ہے اور اس سے زیادہ ممکن نہیں ہے ۔ اگر

ہم یہ ۲۷ ہزار سے بھی بڑھا دیں تو کسی صورت میں بھی آئندہ فصل کو نہیں لایا جا سکتا ۔ لہٰذا جو کچھ ہمارے بس میں تھا ہم نے ۲۷ ہزار سے بڑھا کر سارے صوبوں میں اور ان نہروں میں یزمان کی Desert Branch اور احمد پور برانچ میں بھی ہم نے پانی کی اس وقت 50 فیصدی سپلائی ensure کر رکھی ہے ۔ ابھی ابھی 11 بجے جناب وزیر اعلیٰ صاحب کے کمرے میں وزیر اعلیٰ صاحب ۔ وزیر صنعت ۔ وزیر زراعت اور میں خود ۔ اکھٹے ہوئے ہیں ہم نے اپنے اپنے سیکرٹریوں کے ساتھ بجلی کے محکمہ کے لوگ بھی بلائے ہوئے ہیں ۔ ہم مزید ensure کرنا چاہتے ہیں ۔ کہ اسکی اور زیادہ Accurate distribution ہو اور Power supply بھی ensure کی جائے ۔ تو یہ ہیں وہ وجوہات اور یہ ہیں وہ انتظامات جو کہ گورنمنٹ اس سلسلہ میں کر رہی ہے ۔ میں نے فاضل رکن جناب قابش الوری صاحب کی خدمت میں اس وقت یہ گارنٹی دی تھی کہ زیادہ سے زیادہ ایک ہفتہ کا وقفہ ہوگا ۔ ایک ہفتہ سے زیادہ پنجاب میں کسی بھی نہر میں تاخیر نہیں ہوگی ۔ میں نے پنجاب میں جتنے بھی ایس ۔ ای ۔ کینال ہیں ۔ ان کو Standing Instructions جاری کر دی ہیں کہ کسی قیمت پر کوئی نہر چھوٹی ہو یا بڑی ہو ۔ اس میں ہفتہ سے زیادہ مسلسل ناغہ نہیں ہونا چاہئے ۔ ہر قیمت پر ہفتہ ختم ہونے کے بعد پانی کی سپلائی شروع ہونی چاہئے ۔ ۔

خان امیر عبداللہ خان روکڑی : جناب والا ! کیا ٹھل میں بھی ایسا ہی ہوگا یا یہ صرف بہاولپور کے لئے ہے ؟

وزیر آبپاشی : میرے خیال میں فاضل رکن سن رہے تھے ۔ میں عرض کر رہا ہوں سارے صوبے میں ۔ میں جان تمام صوبے کی بات کر رہا ہوں ۔

خان امیر عبداللہ خان روکڑی : جناب والا ! وہاں پر ٹھل میں پندرہ سے بیس دن تک ناغہ ہوتا ہے ۔ اس لئے میں ان کی توجہ دلا رہا ہوں ۔

وزیر آبپاشی : جناب والا ! فاضل رکن میری بات سن لیں تو

I shall be grateful to him.

چونکہ قائد حزب اختلاف نے خاص طور پر کہا ہے کہ میں اس کی تفصیلاً وضاحت کروں ۔ میں ان کی خدمت میں یہ گزارش کروں گا کہ کہیں بھی صوبے میں

8 سے 9 دن پانی کی قلت رہے ۔ تو آپ فوراً متعلقہ ایس ۔ ای ۔ کنال سے رابطہ قائم کریں اگر وہ بھی مدد نہ کرے تو مجھے یا چیف انجینئر کو یا سیکرٹریز کو ٹیلیفون کریں اور ہم خود بھی watch کا سلسلہ شروع کر رہے ہیں ۔ ان حالات میں میں سمجھتا ہوں کہ فاضل رکن کی تسلی خاطر خواہ حد تک ہو چکی ہو گی اور اس سلسلہ میں مزید کوئی شکایت ہو ۔ تو وہ جس وقت بھی چاہیں ۔ مجھ سے رابطہ قائم کریں ۔ میں انشاءاللہ تعالے ان کی تکالیف دور کروں گا ۔

سردار امجد حمید خان دستی : جناب والا ! تھل کینال کے بارے میں میں وزیر صاحب سے ملا تھا ۔ انہوں نے کہا تھا کہ کمی دور کر دی جائے گی ۔ لیکن اب صورت حال یہ ہے کہ تھل کینال میں شگاف پڑ گئے ہیں ۔ محکمے کی نا اہلی کی وجہ سے یا غلط مسالہ استعمال کرنے کی وجہ سے وہاں پر ایک قطرہ پانی کا نہیں مل رہا ہے ۔ یہ براہ کرم بتائیں کہ یہ شگاف کب تک پر ہوں گے اور پانی تھل کینال میں کب ملے گا ۔ اس سے تین تحصیلیں متاثر ہوتی ہیں ۔

وزیر آبپاشی : جناب والا ! تھل کنال میں واقعی شگاف پڑا ۔ وہ ایک breach تھا ۔ محکمہ کی نااہلی تھی یا کیا تھا ۔ اس کے واسطے باقاعدہ طور پر investigations ہو رہی ہیں فاضل رکن اسمبلی یا اور بھی جو دوست اس میں شامل ہونا چاہے ہم ان کو associate کرنے کے لئے تیار ہیں تا کہ بالکل صحیح اور ایماندارانہ ہو اور جو بھی مجرم ثابت ہوگا ۔ اس کو سزا ملے گی ۔

حاجی محمد سیف اللہ خان : جناب والا ! میں اس سلسلہ میں ایک چھوٹی سی گزارش کروں گا کہ جناب وزیر آبپاشی نے انتہائی keenness کا اظہار پانی کی supply کے سلسلے میں ظاہر کیا ہے ۔ یہ بجا ہے کہ ہماری water supply کا زیادہ تر انحصار قدرتی پانی اور نہری پانی پر ہے ۔ لیکن بہت سا پانی ایسا ہے جو کہ محکمہ انہار کے اپنے بس میں ہے اور اس سلسلہ میں میں ان کے نوٹس میں لانا چاہتا ہوں کہ میرے ضلع رحیم یار خان میں تحصیل لیاقت پور میں اللہ آباد مائنر اور میتلا مائنر پر 17 ٹیوب ویل سرکاری نصب ہیں ۔ جن میں

سے مکمل طور پر تو بند ہیں اور محکمہ کو یہ زحمت گوارا نہیں ہوتی کہ وہ اس طرف توجہ دیں ۔

مسٹر سپیکر : کل انہوں نے اس سلسلہ میں کافی تفصیل سے کہا تھا ۔ میرے خیال میں آپ یہاں تشریف نہیں رکھتے تھے ۔

حاجی محمد سیف اللہ خان : جناب والا ! میں موجود نہیں تھا ۔

مسٹر سپیکر : کل انہوں نے بڑا لمبا چوڑا بیان ٹیوب ویل کے متعلق دیا تھا ۔

حاجی محمد سیف اللہ خان : جناب والا ! میری تو آپ بیتی ہے ۔ 13 ٹیوب ویل میں سے 9 ٹیوب ویل چھ ماہ سے بالکل بند ہیں ۔ بجلی بھی موجود ہے مگر مرمت نہیں ہو رہی ہے ۔

مسٹر سپیکر : حاجی صاحب ۔ کل بھی انہوں نے بات کی تھی اور اب غالباً آپ کی سہولت کے لئے دہرادینگے ۔

وزیر آبپاشی : دراصل جناب والا ! پہلے تو میں دستی صاحب کا جواب دے رہا تھا ۔ وہ مکمل کر لوں ۔ تو پھر حاجی صاحب کی تسلی کردوں گا ۔ تو میں لھل کینال کا عرض کر رہا تھا ۔ ہم نے فوری طور پر اس کی مرمت کا بند و بست کیا ۔ اس کے قریب مٹی نہیں تھی ۔ دو میل سے مٹی لانی پڑتی تھی ۔ ہم نے اس کے لئے Manual labour ۔ کھونے اور مشینری کی جو بھی ممکن حد تک دستیاب ہو سکتی تھی ۔ وہ ہم نے لگا کر اس نہر کے شگاف کو بند کر دیا ہے ۔ اس کا Breach بھرا جا چکا ہے ۔ لیکن اس کو Full supply نہیں دی جا سکتی ۔ جیسا کہ فاضل ممبر کو علم ہے ۔ کہ تازہ cut والی جگہ اگر بہت لمبی ہو اور اسکو بھر دیا گیا ہو ۔ تو اس کی water supply جو ہے ۔ وہ by stages increase کی جاتی ہے ۔ تو ہم آہستہ آہستہ اس کو زیادہ کر رہے ہیں اور اس وقت معمولی کمی ہے ۔ میرے خیال میں 1/4 ہو گی اور 1/4 کی ویسے بھی rotation کے لحاظ سے ہے ۔ اب آج جیسا کہ میں نے عرض کیا ہے ۔ جہاں تک بھرنے کا تعلق ہے ۔ اب وہ Breach بھر چکا ہے اور نہر

چلائی جاری ہے ۔ آپ بھی watch کریں اور ہم بھی watch کریں گے ۔ جہاں تک الکوائری کا تعلق ہے ۔ وہ ہو رہی ہے اور جو مجرم ہو گا ۔ اس کو سزا دی جائے گی ۔

جہاں تک حاجی صاحب کا سوال ٹیوب ویل کی کارگردگی کے متعلق ہے ۔ میں نے کل بھی عرض کیا تھا کہ حکومت نے احکامات جاری کئے ہیں ۔ گورنر صاحب اور وزیر اعلیٰ صاحب نے پچھلے مہینہ کی 21 تاریخ کو ایک میٹنگ بلائی تھی ۔ جس میں یہ طے پایا تھا کہ واپڈا کے یا پرائیویٹ ڈیزل کے جتنے بھی ٹیوب ویل پنجاب میں موجود ہیں ۔ بلکہ ایک ڈائرکٹر جس کو خاص طور پر اس کام کے لئے مقرر کیا گیا ہے کہ وہ فوراً ایک مہینہ کے اندر ہمیں اس امر کی رپورٹ پیش کرے کہ کتنے ٹیوب ویل بجلی کے یا ڈیزل کے لگے ہوئے ہیں اور کتنے ناکارہ ہیں اور کسی بھی وجہ سے ناکارہ ہوں ۔ وہ رپورٹ کرے ۔ تاکہ within shortest possible time ان کے نقائص کو دور کیا جاسکے ۔ تو اگر فاضل رکن کے ایریا میں ایسے ٹیوب ویل ہیں تو وہ آج اور کل جس وقت ان کا دل کرے ۔ ان کی فہرست مجھے مہیا کر دیں ۔ میں انشاءاللہ جلد از جلد ان کو ٹھیک کرانے کی کوشش کرونگا ۔

Mr. Speaker : What is the position now.

سید تابش الوری : جناب سپیکر ! جناب وزیر آبپاشی نے انتہائی حقیقت پسندی کے ساتھ مسئلے کی سنگینی کا اعتراف کرتے ہوئے یقین دلایا ہے کہ وہ اس صورت حال کو بہتر بنانے کے لئے بھر پور کوشش کر رہے ہیں ۔ لیکن جس صورت حال کی طرف میں ان کی توجہ مبذول کرانا چاہتا ہوں وہ بہاولپور کا مسئلہ ہے ۔ بہاولپور میں بزمان ایسی تحصیل ہے جہاں خاص طور پر زیر زمین پانی کڑوا ہے ۔ پچھلے دنوں میں تین مہینے تک وہاں پانی کی سپلائی انتہائی کم رہی ہے جس کی وجہ سے کپاس اور کھاد کی فصل پیدا نہیں ہو سکی ۔ جو پیدا ہوئی ہے وہ انتہائی ناقص ہے ۔ اس لئے وہاں کا عوامی مطالبہ یہ ہے کہ چونکہ وہاں زیر زمین پانی کڑوا ہے اس کے مقابلے میں پنجاب کے دوسرے اضلاع میں زیر زمین پانی میٹھا ہے اور وہاں ٹیوب ویل کا پانی استعمال کیا جا رہا ہے ۔ اس لئے ان کی اس مشکل کے پیش نظر انہیں ترجیحی طور

پر زیادہ پانی کا مستحق سمجھا جائے تا کہ وہاں پہلے جو کپاس اور کپاد کا نقصان ہو چکا ہے وہ آئندہ نہ ہو بلکہ اس کی تلافی ہو سکے ۔

مسٹر سپیکر : چوہدری امان اللہ لک صاحب آپ بھی ان سے اتفاق کرتے ہیں ۔

چوہدری امان اللہ لک : جناب والا ! میں اتفاق کرتا ہوں ۔ ایک دو تجویزیں ایسی ہیں اگر آپ اجازت دیں تو میں وزیر موصوف کی خدمت میں عرض کر دوں ۔

مسٹر سپیکر : نہیں اس میں تجویز کی بات نہیں ہے ۔

چوہدری امان اللہ لک : جناب والا ! میں عرض کروں گا کہ میں ان کی اس یقین دہانی میں اضافہ کرانا چاہتا ہوں اور میں تجویز اس ضمن میں دینا چاہتا ہوں کہ یہ نادرن سائڈ پنجاب کا ایریا جو ہے اس کا زیادہ تر سرکاری اور پرائیویٹ ٹیوب ویلوں پر انحصار ہے ۔ وہاں واپڈا کا سسٹم خراب ہو چکا ہے ۔ ایکس-ای-این بے شمار لگائے جا چکے ہیں ۔ اس کے لئے مستقل کمیٹی بنائیں ۔ بجائے اس کے کہ چیف منسٹر اور گورنر صاحب صرف بعد میں ڈائریکٹو جاری کریں ۔ اس کے لئے پنجاب گورنمنٹ کی نمائندگی کرتے ہوئے واپڈا کی طرف سے کمیٹی قائم کی جائے جو مسلسل کام کرتی رہے ۔ اس میں ہم شکایت دیتے رہیں اور اس کمیٹی میں پنجاب کی طرف سے کوئی نمائندہ اپنے محکمہ کی طرف سے بنائیں کیونکہ واپڈا والے ہماری اور آپ کی بات نہیں سنتے ۔ اسی وجہ سے یہ یزمان نہر بند ہے اور وہ desert ایریا جو ہے جہاں ہم واٹر سپلائی نہیں کر سکتے اس لئے کہ نادرن سائڈ پر جو ٹیوب ویلوں کے پانی کی کمی ہے وہ ان پر اثر انداز ہو رہی ہے ۔ تو میں استدعا کروں گا کہ یہ دائمی اور مستقل مسئلہ ہے ۔ اس کے لئے پنجاب گورنمنٹ کی طرف سے نمائندگی کرنے کے لئے دو تین افسران یا جن کو آپ مناسب سمجھیں واپڈا کمیٹی میں متعین کریں ۔ یہ سروے کرے تا کہ اس کے بعد ٹیوب ویلوں کو مسلسل شکست و ریخت سے محفوظ کرنے کا انتظام کیا جا سکے ۔

وزیر آبپاشی : جناب والا ! میرے خیال میں امان اللہ لک صاحب نے

سنا نہیں ہو گا یا ان کو یاد نہیں رہا ۔ کل میں نے ان کی خدمت میں عرض کیا تھا کہ ہم نے ہر ریجن میں چیف انجینیر پاور اور اریگیشن پر مشتمل ایک کمیٹی بنائی ہے جو Regional supervision کرے گی اور پراونشل لیول پر سیکرٹری پاور واپڈا جو واپڈا کی طرف سے مقرر ہے وہ اور ہمارا سیکرٹری اریگیشن اس کی supervision کریں گے اور میں نے عرض کیا کہ ابھی گیارہ بجے دوبارہ میٹنگ ہو رہی ہے ۔ ان کی suggestion کے ساتھ مزید یہ البتہ کرنے کے لئے تیار ہوں کہ معزز ایوان کے جو تین ممبر یہ معزز ایوان سلیکٹ کر کے ہمیں بتا دے ۔ اس میں ایک بے شک اپوزیشن کی طرف سے ہو جائے اور دو ہمارے بنچز سے ہو جائیں ۔ تین ممبران کی کمیٹی اس کمی کے عرصے میں مسلسل ہمارے اس سیکرٹری اریگیشن اور پاور کے ساتھ بیٹھ کر اس کی supervision اور چیکنگ کر سکیں ۔ جس کے لئے میں offer کرتا ہوں اور اگر یہ تین نام ہمیں دے دیں تو ہم ان کو بھی انشاءاللہ شامل کر لیں گے ۔

جہاں تک فاضل رکن نے یہ تجویز پیش کی ہے کہ جن علاقوں میں پانی نیچے کڑوا ہے اور جن علاقوں میں پانی نیچے میٹھا ہے تو وہ ترجیحی سلوک ان کے ساتھ کیا جائے ۔ جہاں تک as a principle irrigation supplies کا تعلق ہے کوئی زمیندار بھی اپنا پانی خواہ اس کے پاس surplus ہو بدقسمتی سے کسی قیمت پر دینے کے لئے تیار نہیں ۔ لیکن ہم ممکن حد تک rotation میں کوشش کریں گے کہ ان کی واری جو ہے اس کو ذرا جلدی لے آئیں preferably ان کا حق تلف کئے بغیر ہم آپ کو accommodate کر سکیں لیکن جہاں تک اس کے permanent حل کا تعلق ہے ۔ انشاءاللہ تربیلا بند کی ڈسٹری بیوشن کے بعد اس سلسلے میں ضرور کوشش کریں گے کہ ان کی یہ پانی کی کمی جو ہے وہ make up ہو جائے ۔

سید تابش الوری : جناب والا ! میں اس تحریک پر زور نہیں دیتا ۔

مسٹر سپیکر : حاجی صاحب ! آپ کی بھی یہی پوزیشن ہے ۔ یہ آپ کی تجویز تو باقاعدہ موشن میں آئے گی یا گورنمنٹ اپنا لے گی ۔

حاجی محمد سیف اللہ خان : جناب والا ! میں اس کی مخالفت کروں گا کیونکہ جس چیز کی بھی کمیٹی بنائی جاتی ہے وہ معاملہ ہمیشہ کے لئے ختم ہو جاتا ہے ۔ ان کی ذمہ داری بدستور ان پر رہے تا کہ ہم پوچھ سکیں اور وہ بتا سکیں ۔

مسٹر سپیکر : ان کے اعتراض کے پیش نظر آپ نے یہ تجویز withdraw کر لی ہے ۔

وزیر آبپاشی : میں نے تو offer کی تھی کوئی قبول کرتا ہے یا نہیں کرتا ۔ ہمیں کوئی خاص ضرورت نہیں ہے ۔

حاجی محمد سیف اللہ خان : نہیں جناب ہم نہیں چاہتے ۔

مسٹر سپیکر : اچھا ۔ That offer is not accepted.

خان امیر عبداللہ خان روکڑی : جناب والا ! مجھے خدشہ پیدا ہو گیا ہے ۔ میں معافی چاہتا ہوں اور یہ پوچھنا چاہتا ہوں ۔ ۔ ۔ ۔

مسٹر سپیکر : انہوں نے گیارہ بجے میٹنگ میں جانا ہے ۔

خان امیر عبداللہ خان روکڑی : جناب والا ! انہوں نے جانا ہے ان کو تو آپ سارا دن بیٹھے رہیں لیکن جب باری باری آئی تو ہم کہاں جائیں ۔ میری اتنی گزارش ہے ؟ انہوں نے فرما دیا ہے کہ ٹریبلا ڈیم ٹھیک ہو گا تو وہاں سے کچھ کریں گے ۔ تو ہم ٹھل والے غریب کہاں جائیں ۔ پانی جو بھا کھچا ہے ۔ سندھ میں جاتا ہے ۔ باقی بہاولپور لے جائے گا ۔ تھل کے لئے تو سوچا ہے کہ وہ بھی وہاں لے جانا چاہتے ہیں کیونکہ چشمہ لنک سے پانی جائے گا ۔ مجھے خدشہ ہے کہ کہیں ایسا نہ ہو کہ یہ ملی بھگت میں ہمارا پانی ختم کر دیں ۔

مسٹر سپیکر : میں یہ کہہ رہا ہوں کہ روئے سخن ادھر ہے مگر خطاب ادھر بھی ہے ۔

خان امیر عبداللہ خان روکڑی : اس کا جواب سید قابش الدوری صاحب

دیں گے ۔

مسٹر سپیکر : تحریک التوائے کار کا وقت ختم ہو گیا ۔

Now we go on to the next item. Will the Hon'ble Members lend their ears ?

ایجنڈے کی اگلی آئٹم لینے سے پہلے ایوان کو مطلع کیا جاتا ہے کہ حزب اقتدار اور حزب اختلاف کے قائدین کے مشورے سے یہ طے کیا گیا ہے کہ حکمت عملی کے اصولوں کی پابندی کی رپورٹ پر آخری روز بحث جمعہ چار اکتوبر کی بجائے جمعرات تین اکتوبر کو ہو گی ۔ جمعہ چار اکتوبر کو غیر سرکاری کارروائی ہو گی اس کے لئے فہرست کارروائی وہی ہو گی جو تین اکتوبر کے لئے مقرر کی گئی ہے ۔

ڈاکٹر عبدالخالق صاحب ! آج کے دن آپ نے شروع کرنا تھا ۔

وزیر تعلیم : جی ہاں ۔

مسٹر سپیکر : جی فرمائیے ۔

سال مختتمہ 31 دسمبر 1972 کے لئے حکمت عملی کے اصولوں کی پابندی اوران پر عمل درآمد کے بارے میں رپورٹ پر بحث (جاری)

وزیر تعلیم (ڈاکٹر عبدالخالق) : بسم اللہ الرحمن الرحیم ۔ جناب سپیکر ! کیلنڈر سال 1972ء میں حکمت عملی کے اصولوں پر کارکردگی کی رپورٹ ایوان میں پیش کر دی گئی ہے ۔ یہ رپورٹ بہت ہی جامع بالتفصیل ہے اور اس پر میں بھی کچھ اظہار خیال کروں گا ۔ آج اور کل میرے ساتھی بھی اظہار خیال فرمائیں گے ۔ مجھے امید ہے کہ ہم یہ بتا سکیں گے کہ سال 1972ء میں پنجاب نے جناب ذوالفقار علی بھٹو کی قیادت ۔ ہدایت اور guidance

کے تحت اتنی بڑی ۔ اتنی عظیم اور تاریخی اہمیت کی حامل اور انقلابی اصلاحات کی ہیں جن کو کسی اور ایک سال میں کیا ہو ۔ اس ملک میں پچھلے چھ 25 سال حکومتیں رہی ہیں ۔ ان میں کوئی ایک سال لے لیا جائے ۔ 1947ء سے لیکر 31 دسمبر 1971ء تک موازنہ کر لیا جائے یا سوائے چین کے کسی پسماندہ ملک کے ساتھ مقابلہ کر لیں کہ کسی ہمارے پڑوسی ملک نے ایک سال میں اس قدر اہمیت کی حامل اصلاحات ۔ اتنی بنیادی، اتنی دور رس اصلاحات کی ہیں ۔

جناب والا ! میں اس بات سے پہلے شروع کرتا ہوں ۔ جس پر کل کافی بحث ہوئی کہ عوام کو اسلام کے مطابق زندگی گزارنے کے لئے حکومت کی کارکردگی کیا ہے ۔ جناب والا ! میں اس کو تین حصوں میں تقسیم کرتا ہوں ۔

جناب والا ! ایک حصہ تو ہے اسلامی اعتقادات اور عبادات کا ۔ اس حصے میں میں یہ فخر سے کہہ سکتا ہوں کہ 1972ء میں ہم نے نہ صرف یہ کہ جو ادارے فروغ اسلام کے سلسلے میں اور مسلمانوں کی راہنمائی کے سلسلے میں کام کر رہے تھے اور چل رہے تھے ان سب اداروں کو قائم رکھا بلکہ ان اداروں کی کارکردگی بہتر کی ہے ۔ ان کے لئے زیادہ فنڈ مہیا کئے ہیں اور اس سلسلے میں یہ ذکر بھی کیا جا چکا ہے کہ محکمہ اوقاف کے تحت 337 کے قریب مساجد ہیں اور بہت سے بزرگان کے مزارات ہیں جن کے ساتھ مساجد بھی ہیں اور عقیدتمندوں کے لئے جگہیں ہیں ۔ انہیں بھی بہتر بنایا گیا ۔ ان کے لئے ترقیاتی سکیمیں بنائی گئیں اور کئی جگہ جہاں لوگوں کو اکٹھا ہونے ۔ بیٹھنے ۔ کھانے پینے کی سہولیات نہیں تھیں ۔ ان سب امور کی طرف توجہ دی گئی اور ان مساجد کے امام صاحبان کے لئے علماء اکیڈمی ۔ جو پہلے سے موجود تھی ۔ اس کی کارکردگی کو زیادہ بہتر بنایا گیا ۔ اس میں یہ دیکھا گیا کہ قرآن ۔ حدیث ۔ سنت ۔ فقہ ۔ ان چیزوں کے علاوہ انہیں جدید social sciences اور physical sciences کی تعلیم بھی دی جائے تاکہ ہمارے یہ امام صاحبان صحیح معنوں میں نہ صرف یہ کہ قرآن شریف ۔ احادیث اور اسلام کی تعلیمات کے دوسرے مآخذ کو اچھی طرح سے خود سمجھ سکیں

بلکہ ان میں جو ہدایات دی گئی ہیں ۔ اللہ تعالیٰ کی طرف سے ان پر عمل پیرا ہونے کے لئے مسلمانوں کو بھی کچھ بتا سکیں ۔ مثلاً یہ کہ اللہ سبحانہ تعالیٰ نے قرآن کریم میں یہ فرمایا ہے کہ سخر لکم ما فی السموات والارض ۔ کہ آسمان اور زمین تمہارے کام پر لگا دئے ۔ لیکن یہ کہ کس طرح سے لگا دئے یہ physical sciences بتاتی ہیں کہ کس طرح انسان نے اسے اپنے قابل بنایا ۔ تو اس لئے ہم نے یہ بھی اہتمام کیا کہ علماء کو اس قسم کی تعلیم بھی دی جائے کیونکہ ان علماء نے آئندہ مختلف مساجد میں جا کر مسلمانوں کو تعلیم دینی ہے اگر علماء بہتر ہوں گے تو آئندہ سے مسلمانوں کو بھی بہتر تعلیم ملے گی ۔

اس کے بعد جہاں تک اعتقادات اور عبادات کا تعلق ہے ۔ اس سلسلے میں ہماری حکومت کے تمام افراد ۔ میں اور میرے ساتھی ۔ تمام اراکین اسمبلی اور خود صدر پاکستان ۔ اس وقت جناب ذوالفقار علی بھٹو صدر تھے ۔ وہ خود ان عبادات میں publicly شریک ہوئے ۔ میری یاد داشت میں 1972ء پہلا سال تھا جب عید میلاد نبی کے موقع پر صدر پاکستان نے publicly اس میں شرکت کی ۔ اس تقریب میں تمام اسلامی ممالک کے سفیر بھی شامل تھے اور میری یاد داشت میں پاکستان میں پہلی بار ایسا ہوا کہ صدر پاکستان خود حضور سرور کائنات صلی اللہ علیہ وسلم کو نذرانہ عقیدت پیش کرنے کے لئے highest level کا ایک اجتماع منعقد کریں ۔ اس کے علاوہ جتنے بھی میرے ساتھی ہیں ہم سب لوگ مسلمانوں کے تمام اعتقادات اور عبادات میں شریک ہوتے ہیں ۔ کوئی کہے گا کہ یہ کیا بات ہے لیکن میں یہ کہتا ہوں کہ ہماری شرکت بھی کسی چیز کی حوصلہ افزائی کرتی ہے اور ہمارے جانے سے اگر کوئی کوتاہی ہماری نظر میں آ جائے تو اسے دور بھی کیا جا سکتا ہے ۔ تو یہ بات اس سلسلے میں ہماری کارکردگی کا ایک ثبوت ہے ۔

دوسری بات جو اعتقادات اور عبادات کے بعد آتی ہے وہ یہ ہے کہ یہاں پر یہ کہا گیا کہ جیسے صرف محکمہ اوقاف ہی اسلام چلاتا ہے ۔ ایسا ہر گز نہیں ۔ سخر لکم ما فی السموات والارض ۔ یہ سب کے لئے ہے ۔ بہت سے اور بھی محکمے ہیں جو اس کے ساتھ تعلق رکھتے ہیں محکمہ تعلیم

ہے جس نے دسویں جماعت تک اسلامی تعلیم لازمی قرار دی ہے اور ہماری پہلی حکومت تھی جس نے یہ بھی کہا کہ اگر کوئی ایسے ادارے ہوں کہ جو غیر مسلموں کے ہاتھوں میں چل رہے ہوں اگر وہ خود دینیات کے اساتذہ فراہم نہیں کرتے تو حکومت نے کہا کہ ہم خود اپنے خرچ پر ایسے non-muslim institutions یا church-run institutions میں اساتذہ کے لئے امداد کریں گے تاکہ وہ ادارے ان پیسوں سے اساتذہ رکھ سکیں۔

اس کے بعد دوسرا مسئلہ ہے جس پر کل کافی بحث ہوئی۔ وہ عائلی قوانین اور دوسرے قوانین پر نکتہ چینی کی گئی۔ اس سلسلے میں میں یہ عرض کرتا ہوں کہ آئین سازی سے لیجے اسلام میں قانون سازی کے یہ ماخذ ہیں۔ قرآن کریم سب سے بڑا ماخذ ہے۔ پھر احادیث بھی بہت بڑا ماخذ ہیں اور اس کے بعد سنت ہے یعنی حضور صلی اللہ علیہ وسلم نے جو باتیں کیں۔ ان کی تقلید بھی آئین سازی اور قانون سازی کا ایک بہت بڑا ماخذ ہے۔ اس کے بعد جو نئے حالات پیش آتے رہیں تو اس پر اجماع اور اجتہاد کی ضرورت ہے۔ ایک شخص۔ دو اشخاص individually محنت کر کے کسی نتیجے پر پہنچ جائیں تو یہ اجتہاد ہو گیا۔ اگر بہت سارے لوگوں کی رائے مل جائے اور کسی مسئلہ پر consensus ہو جائے تو یہ اجماع ہو گیا۔ تو ان اصولوں کے مطابق سب سے بڑی اور اہم چیز یہ تھی کہ پاکستان میں کوئی دستور سرے سے نہیں تھا۔ جب ہم نے حکومت سنبھالی تو سب سے پہلی بات تو یہ تھی کہ ملک کا ایک دستور ہو۔ جس میں اسلامی تعلیمات ہوں اور اس کے تحت جو چیزیں باقی ہیں وہ بھی اس سے نکلیں۔ وہ ایک منبع ہو۔ تو سب سے بڑی چیز اس سال میں یہ ہوئی کہ اس ملک کو ایک دستور دیا گیا۔ کیونکہ وقت بہت کم تھا اور یہ دیکھا گیا کہ مستقل دستور میں بہت وقت لگے گا۔ تو اس سال عبوری آئین نافذ ہوا۔ میں اس آئین کو صرف اسلام کی حد تک لے رہا ہوں۔ قرآن کریم میں خود خدا تعالیٰ نے فرمایا ہے۔

اطیعوا اللہ واطیعوا الرسول واولی الامر منکم

تو یہ ثابت ہوا کہ قرآن کریم اور نبی کریم کی احادیث اور سنت کے بعد

اس ملک میں اجتہاد اور اجماع سے کیا آئین سازی کی جائے گی ۔ جو مختلف مسائل پیش آئیں گے ان پر حکومت کا کیا موقف ہو گا ۔ تو اس کے لئے اولی الامرمنکم کا حکم ہوا ہے یعنی وہ لوگ کہ جو حکم بردار ہیں ۔ جو حکم والے ہیں ۔ اب پاکستان میں حکم والے کون ہیں ؟ حکم والی اسمبلیاں جو خود مختار ادارے ہیں اور ان خود مختار اداروں نے قومی اسمبلی کی مدد کے لئے ایک خاص ادارہ قائم کیا جس کا نام اسلامی مشاورتی کونسل ہے اور جو ماہرین پر مشتمل ہے تاکہ وہ رائے دے سکیں اور حال ہی میں ۔ اگرچہ اس کا سال 72 سے تعلق نہیں لیکن میں ضمناً عرض کرتا ہوں ۔ کہ حال ہی میں یہ بات ثابت بھی ہو گئی کہ ختم نبوت کے مسئلہ کا فیصلہ کرنا تھا تو قومی اسمبلی نے بطور اولی الامرمنکم ۔ ۔ ۔

علامہ رحمت اللہ ارشد : پوائنٹ آف آرڈر ۔ جناب والا ! پہلی بات تو یہ ہے کہ 73 ۔ 72 کے سال کی حکمت عملی کے اصولوں پر بحث کر رہے ہیں ۔ اس میں ختم نبوت کا حوالہ دینے کی کوئی گنجائش نہیں ۔ دوسری بات یہ ہے کہ ڈاکٹر صاحب بڑے فاضل رکن ہیں ۔ وہ عربی ۔ اردو ۔ انگریزی سب جانتے ہیں اور حوالے بھی دیتے ہیں ۔ انہوں نے جو یہاں اولی الامرمنکم کی آئیت پڑھی ہے اگر وہ اس کے آگے بھی پڑھ دیتے تو وہ زیادہ بہتر ہوتا ۔ آگے یہ بھی آتا ہے ۔

فان تنازعتم فی شیئ فردوہ الی اللہ والرسول ۔

مسٹر سپیکر : یہ تو بہرحال دو عربی جاننے والوں کے درمیان بات ہو رہی ہے ۔ اس میں میں کیا کر سکتا ہوں لیکن در اصل وہ آئین کا ذکر کر رہے تھے ۔

وزیر تعلیم : جناب والا ! کل اس چیز کا ذکر ہوا تھا جس میں یہ کہا گیا تھا کہ کسی فقہ کے مطابق طلاق اس طرح سے ہوتی ہے لیکن ملکی قانون میں کچھ اور ہے ۔ یہ غلط ہے ۔ تو میں یہ ثابت کرنے کی کوشش کر رہا ہوں کہ قرآن ۔ احادیث ۔ سنت یہ تو اسلام کے ماخذ ہیں ۔ ان کے بعد باقی چیزوں کا فیصلہ کرنے کے لئے اولی الامر منکم کا ذکر کیا گیا ہے ۔

Makhdumzada Syed Hassan Mahmud : I am afraid neither the National Assembly nor the Provincail Assemblies can take cognizance of this position at all. If Doctor Sahib is trying to justify that where Quran and Hadith are silent, the Assembly can legislate and amend Quranic injunctions, I am afraid, it will be injuring our feelings.

مسٹر سپیکر : ترمیم کا تو انہوں نے بالکل نہیں کہا ۔

وزیر تعلیم : جناب والا ! علامہ صاحب کا تو میں شکر گزار ہوں کہ انہوں نے نے آیت کا باقی حصہ بتایا ۔ علامہ صاحب فاضل ہیں ۔ ۔ ۔

مسٹر سپیکر : دوسرے مسئلے پر نہیں ، ختم نبوت کے مسئلے پر ۔

وزیر تعلیم : وہ ضمناً ذکر تھا ۔ میں اس کا ذکر نہیں کرتا ۔

مسٹر سپیکر : آپ کا ریفرنس آئینی پرووژن کی طرف تھا ؟

وزیر تعلیم : میں صرف ایک بات کر رہا تھا کہ پاکستان میں جو اس وقت قوانین رائج ہیں وہ کسی ایک فقہ سے رائج نہیں ہیں ، بلکہ اس لئے کہ جہاں اسمبلی ہے ، حکومت ہے ، اس حکومت نے بہت قوانین بنائے ہیں ، وہ رائج ہیں ، اور اسلامی مشاورتی کونسل ہے جو یہ رائے دیتی ہے کہ کوئی قانون اسلامی ہے یا اس میں ترمیم کرنی چاہئے ۔ میں اس پر اب بات نہیں کرتا ۔

جناب والا ! اب میں اصل بات پر آتا ہوں ۔ اکثر اس ملک میں ۔ ۔ ۔

علامہ رحمت اللہ ارشد : پوائنٹ آف آرڈر ۔ اس ایوان کو صحیح معلومات مہیا کرنے کے لئے ضروری ہے کہ ڈاکٹر صاحب غلط بحث نہ فرمائیں ۔ میں آئین کی بات نہیں کرتا ، اس وقت ملک کے اندر جو قوانین رائج ہیں ان میں سے کسی مکتب فکر کا ، حنبلیوں کا ، شافعیوں کا ، احراریوں کا ، کسی مسلک کا بھی کوئی قانون رائج نہیں ہے ۔

مسٹر سپیکر : آپ نے ان کی بات کو سمجھا نہیں ۔ انہوں نے کہا ہے کہ اسلامی ایڈوائزری کونسل ہے جو یہ مشورہ دیتی ہے کہ اس قانون کو کس طرح بالکل اسلام کے مطابق بنانا ہے ۔ وہ یہ بات کر رہے تھے ۔

علامہ رحمت اللہ ارشد : جناب والا ! میں آپ کی اطلاع کیلئے عرض کر دوں کہ جو کچھ ماضی میں ہوتا رہا ہے ، اندیشہ ہے کہ وہی کچھ دور حاضر میں بھی ہو گا ۔ 370 مسئلوں کے متعلق اسلامی مشاورتی کونسل سے پوچھا گیا ۔ انہوں نے صحیح رائے دی اور اس میں ایک پر بھی عمل نہیں ہوا۔

وزیر تعلیم : جناب والا ! اب میں اصلی مسئلے کا ذکر کرتا ہوں ۔ اس ملک میں اکثر اور کئی طریقوں اور کئی فورمز میں اسلامی بحث ہوتی ہے لیکن میں اصلی اور بنیادی مسئلے پر آنا چاہتا ہوں کہ اسلام کی بحث کوئی abstract بحث نہیں ہے کہ ہم اس کو کسی خلا میں ڈسکس کریں ۔ اسلام کے پیرو کار مسلمان ہیں ۔ میں اس بات پر آنا چاہتا ہوں کہ ہم نے مسلمانوں کے لئے کیا کیا ، کیونکہ اسلام کی بحث صرف یہ نہیں کہ ہم نے قرآن پڑھ لیا اور یاد کر لیا، حدیثیں پڑھ لیں اور سنت کا پتہ لگا لیا ۔ بلکہ یہ ہے کہ جو اس کے پیرو کار ہیں ، جو مسلمان ہیں ، جو اس پر ایمان لائے ہیں ، ان کے لئے کیا کیا ، کیونکہ جہاں تک عملی طور پر اسلام کا تعلق ہے ، یہ تو مسلمانوں ہی سے دنیا میں چلے گا ۔ اس لئے اب میں اس چیز کی طرف آتا ہوں کہ ہم نے مسلمانوں کے لئے، ان کی بہتری کے لئے کیا کیا ۔

جناب والا ! میں پہلے بھی کہہ چکا ہوں ، 1972ء میں اتنے زبردست اقدامات اور اتنی بڑی اہم اور دور رس اصلاحات کی گئیں جن پر ہم فخر کر سکتے ہیں ۔ جناب والا ! تعلیم کے بارے میں سیدنا محمد صلی اللہ علیہ وسلم کی حدیث ہے ۔

طلب العلم فریضة علیٰ کل مسلم و مسلمة

یہ حدیث پہلی حکومتوں نے بھی پڑھ رکھی ہوگی کیونکہ یہ چھوٹی چھوٹی کتابوں میں بھی شامل ہے جو ہمیں ساتویں آٹھویں میں پڑھائی جاتی ہیں ۔ لیکن یہ خیال اس حکومت کو آیا کہ اس نے اس شعبے کو اتنی اہمیت دی

کہ مسلمانوں کو یہ فریضہ ادا کرنے کے لئے اتنی سہولتیں مہیا کی جائیں کہ وہ اس فریضے کو ادا کر سکیں اور اس کے لئے اس رپورٹ کے مطابق جو آپ کے سامنے ایوان میں پیش کی گئی ہے ، پہلے ہی سال میں تین ہزار تین سو پرائمری سکول کھولے گئے ۔ کبھی پنجاب اور پاکستان کی تاریخ میں اتنے سکول نہیں کھولے گئے ۔ (نعرہ ہائے تحسین) اس کی وجہ یہ تھی کہ ہم یہ چاہتے تھے کہ مسلمان حضور پاک سرور کائنات صلعم کی حدیث پر عمل کرنے کے قابل ہو سکیں پہلے ہی مرحلے میں ، پہلے ہی سال میں آٹھویں جماعت تک تعلیم مفت کر دی گئی اور ہر جگہ تعلیم فراہم کی گئی اور اتنی بڑی تعداد میں پرائمری سکول کھولے گئے ۔ دوسری بات جو اس کے ساتھ کی گئی وہ یہ کہ تعلیم مفت بھی ہو ۔ تعلیم عام بھی ہو ، ہر جگہ ادارے میسر ہوں اور مفت بھی ہو ۔ ہم نے یہ دو بہت بڑے اقدامات کیے ہیں جن سے خود اسلام کو بھی تقویت پہنچے گی ۔ کیونکہ مسلمان جتنا پڑھیں گے ، جتنا پڑھنا لکھنا سیکھیں گے ، اتنا ہی اسلامی تعلیمات کے ماخذ کو سمجھ سکیں گے اور ان پر عمل کر سکیں گے ۔

جناب والا ! ان تعلیمی اصلاحات سے پہلے سکولوں اور کالجوں کے ہزاروں اساتذہ کی کوئی شرائط ملازمت نہ تھیں ، وہ پرائیویٹ انتظامیہ کے رحم و کرم پر جیتے اور کام کرتے تھے ، کوئی پنشن نہ تھی ، کوئی مستقل نوکری نہ تھی، چھٹی ، میڈیکل اور کسی قسم کا بندوبست نہ تھا ۔ ان تعلیمی اصلاحات کے تحت سکولوں کو قومی ملکیت میں لینے سے ہزاروں اساتذہ کی شرائط کار ، تنخواہ، پنشن ، چھٹی، میڈیکل اور ان سب چیزوں کا بندوبست کر دیا گیا ۔ علاوہ ازیں جن اداروں میں کمیاں اور کوتاہیاں تھیں ، ان کو بھی بتدریج ایک phased programme کے ذریعے پورا کیا جانا شروع ہوا جس کی ابتدا 1972ء میں ہوئی ۔ اس طرح سے تعلیم کے سلسلے میں 1972ء میں جو اصلاحات ہوئیں ، میں بڑے وثوق سے کہہ سکتا ہوں کہ کسی ایک سال میں ہمارے پڑوسی ملکوں میں اتنی اصلاحات نہیں ہوئیں ۔ دنیا میں کئی ایسے ملک ہیں جہاں بہت دیر سے اصلاحات کی جا رہی ہیں اور اب وہاں چھٹی یا ساتویں جماعت تک تعلیم مفت ہوئی ہے ۔ ہم نے پہلے ہی مرحلے میں آٹھویں جماعت

تک تعلیم مفت کر دی ۔ جناب والا ! یہ تھا وہ پہلا مرحلہ ، جس میں ہم چاہتے تھے کہ مسلمانوں کو زیادہ سے زیادہ زیور تعلیم سے آراستہ کیا جائے اور اس کی طرف اتنے بڑے ، جرأت مندانہ اور دور رس اقدامات اٹھائے گئے جن کے اثرات ظاہر ہونا شروع ہو گئے ہیں ۔ اب زیادہ سے زیادہ مسلمان تعلیم یافتہ ہو کر نکلیں گے ۔

جناب والا ! دوسری بات جو مسلمانوں کے لئے اور ان کی زندگی بہتر بنانے کے لئے کی گئی ، وہ زرعی اصلاحات ہیں ۔ میں پھر کہوں گا کہ یہ ایسی اصلاحات ہیں جو کہ تاریخی اہمیت کی حامل ہیں اور جن میں چھتیس ہزار پروڈیوس انڈیکس یونٹس کی بجائے دو ہزار کی حد مقرر کی گئی ۔ اس کے بعد مزارعین کے بٹائی کے اور ان کی بے دخلی نہ کرنے کے حقوق ۔ 1972 میں مزارعین کو جو حقوق ملے ہیں ، اس سے پہلے انہیں کبھی اتنے حقوق نہ ملے تھے ۔ اس سے پہلے نہ کبھی شنوائی ہوئی تھی اور نہ کبھی ان کے حقوق کا تحفظ حکومت کی سطح پر کیا گیا ۔ پھر اس کے بعد یہ لازمی قرار دیا گیا کہ مزارع کی بجائے زمیندار بیج ، مالیہ اور آبیانہ دیں ۔ پھر اس کے بعد حق شفع ۔ یہ زمینداروں کے لئے ایک نہایت ہی متبرک چیز ہوتی ہے ۔ 1972ء میں پنجاب کے کالونی ایریاز میں بھی اس کو لاگو کیا گیا ۔ جہاں اس سے پہلے نہیں ہوتی تھی ۔ اس کو دیہات کے رہنے والے زمیندار لوگ appreciate کر سکتے ہیں کہ ایک کتنا بڑا تحفظ ہے ۔ جناب والا ! ان سب چیزوں سے ہم کیا چاہتے تھے ؟ یہ کہ زراعت کے ذرائع زیادہ سے زیادہ ان لوگوں کے ہاتھ میں آئیں جو حقیقی طور پر کام کرتے ہیں تاکہ وہ زیادہ محنت کریں اور یہ سمجھیں کہ سب ہمارا ہے اور زیادہ پیداوار کریں اور اس زیادہ پیداوار کرنے کے لئے ہم نے کھاد ، بیج کی سہلائی ۔ ٹیوب ویلوں میں سب سڈی کی سکیم رائج کی ۔ ان سب چیزوں کے علاوہ anti-water logging اور salinity کے پروگرام بنائے تاکہ اس ملک کی زمین کو بچایا جا سکے ، بہتر بنایا جا سکے اور اس کی زرخیزی کو قائم رکھا جا سکے ۔ اس پر بھی 1972ء میں بہت اہم اقدامات کیے گئے ۔

جناب والا ! تیسرا مرحلہ لیبر اصلاحات کا ہے ۔ مزدوروں کے لئے

سال مختتمہ 31 دسمبر 1972ء کے لئے حکومت عملی کے اصولوں کی پابندی اور ان پر عمل درآمد کے بارہ میں رپورٹ پر بحث

اصلاحات ۔ ہماری حکومت نے مزدوروں کے لئے 1972ء میں جو اصلاحات نافذ کیں ۔ اس پر ہم بہت فخر کرتے ہیں ۔ جناب والا ! ان کو ملازمت کا تحفظ نہیں ہوتا تھا ۔ جناب والا کو علم ہو گا اور دوسرے فاضل اراکین کو بھی کہ 1971ء میں جب ہماری حکومت نہیں بنی تھی ، تو ہزاروں مزدوروں کو مختلف صنعتی علاقوں میں مالکوں نے کسی وجہ سے نکال دیا تھا ۔ ہم نے 1972ء میں ان میں سے اکثر کو بلکہ اکثر جگہ پر سب کو دوبارہ ان کی ملازمت پر بحال کروایا اور ان کی عزت بحال کروائی اور ان کے لئے ملازمت کا تحفظ اجتماعی سودا بازی کے قوانین ، یونین سازی کی اجازت بونس ان کی سوشل سیکیورٹی کا بندوبست جس میں علاج کا بندوبست ہے اگر کوئی چوٹ آ جائے اپاہج ہو جائے اس کا بندوبست ہے بیماری کا بندوبست ہے Superannuation pension کا بندوبست ہے ۔ یہ سب چیزیں پہلی بار پاکستان میں ملازمین کے لئے مرکزی لیجسلیشن کے ذریعے سے انٹروڈیوس ہوئیں اور پاکستان میں قانون کے ذریعہ جو ان کی تنخواہ تھی وہ مقرر کی گئی ۔ یہ سب کچھ پہلی بار کیا گیا ۔

اس کے بعد جناب والا ! صنعتی ترقی کا میدان ہے ایگریکلچر تعلیمی ریفارمز اور لیبر ریفارمز کے بعد صنعتی ترقی میں 1972ء میں پنجاب کے صوبے میں پنجاب سمال انڈسٹریز کارپوریشن نے کارپٹ سنٹر قائم کئے جو پرانی اسٹیٹس تھیں ان میں سڑکیں وغیرہ بہتر کیں ۔ ان میں جو صنعتکار تھے ان کے لئے سہولیات بہتر کیں اور جو چھوٹی صنعتیں ہیں ان کے لگانے میں مدد کی ۔ سب سے بڑی بات یہ ہے کہ جب ہم نے حکومت لی تو بہت سی صنعتیں بہت سے انڈسٹریل یونٹس جو کسی وجہ سے بند تھے ۔ پنجاب کی حکومت نے ان تمام انڈسٹریل یونٹس کو جو کسی نہ کسی وجہ سے بند تھے ان کو دوبارہ کھلوانے کا بندوبست کیا اور میں بڑی خوشی سے یہ کہہ سکتا ہوں کہ ہماری حکومت نے ان میں سے اکثر اداروں کی جو بیماریاں تھیں ۔ کہیں کسی کو قرضہ نہیں مل رہا تھا ۔ کسی کو اگر فنانشل ایڈوانس چاہئے تھا کسی کو الیکٹیکل ایڈوانس چاہئے تھا ۔ بجلی نہیں تھی ۔ ان کے پاس کوئی بھی ایسی

چیز نہیں تھی - ان سب کی فراہمی کی تاکہ صنعتی کاروبار جو ہے وہ دوبارہ رائج ہو جائے اور 1972ء میں وہ بہت اچھے طریقے سے شروع ہو گیا - پھر اس کے بعد میڈیم اور ہیوی انڈسٹریز کو قومی ملکیت میں لیا گیا اور لائٹ انڈسٹریز کو اس وقت چھوڑ دیا گیا تاکہ کنزیومر انڈسٹری میں پرائیویٹ سیکٹر کی Participation رہے اور کنزیومر گڈز جو ہیں ان کی زیادہ سے زیادہ ترسیل کی جا سکے -

جناب والا ! مکانات ایک ایسی ضروری چیز ہیں - جس کے لئے ہم نے فوری سکیمیں بنائیں اور سرکاری ملازمین کے لئے اس سال میں تقریباً کوئی گیارہ سو کوارٹرز صرف ایک لاہور ٹاؤن شپ سکیم میں مکمل ہوئے - اس کے علاوہ بہت سے شہروں میں پلاٹس ڈیویلپ کئے گئے اور اس قسم کی سکیمیں بنائی گئیں - جو اب پھل پھول رہی ہیں اور بہت سی پایہ تکمیل کو پہنچنے والی ہیں -

جناب والا ! 1972 میں قومی پے سکیل نافذ کئے گئے - نان گزیٹیڈ ملازمین کے لئے اور جناب والا میں آپ کی توجہ میں صرف یہ بات لانا چاہتا ہوں اور بڑی خوشی سے کہ جس نان گزیٹیڈ ملازم کی کم سے کم تنخواہ پینسٹھ روپے تھی اس کو بڑھا کر سو روپے کر دیا گیا اور ان سکیلز کے میکسی مم میں 750 کے سکیل کو 825 کر دیا گیا ہے نان گزیٹیڈ ایمپلائز کے پانچ سو سے زیادہ سکیل تھے اور عجیب قسم کا ان میں تفاوت تھا اور کوئی نظام نہیں تھا تو یہ ایک بہت بڑا مسئلہ تھا۔ جناب والا اس کی اہمیت اس طرح سے آپ کو واضح ہوگی اور ایوان کو آپ کے ذریعے کہ سالوں سے اس پر رپورٹ بھی مرتب ہوئی پڑی تھی سالوں سے بلکہ مجھے یاد ہے کہ 1968ء میں ایک بہت بڑا عوامی مطالبہ تھا کہ صرف رپورٹ دکھا دی جائے یہ جو رپورٹ ہے اصلاحات کے متعلق سروسز کے اصولوں کے متعلق صرف رپورٹ دکھا دی جائے - یہ ایک بہت بڑا عوامی مطالبہ تھا اور اس وقت کی حکومت رپورٹ نہیں دکھا رہی تھی - ہم نے نہ صرف رپورٹ کو دکھایا خود اس پر غور کیا بلکہ اس پر عمل کیا اور اسے نافذ بھی کیا - اس کے لئے چنانچہ رقوم کی 1972 allocation ء میں نان گزیٹیڈ ایمپلائز کے لئے کی گئی اور پہلے کیوں نان

گزیٹڈ کے لئے کیا ؟ وہ اس لیے کہ یہی غریب لوگ یہی لوگ کم تنخواہ والے ہیں ۔ تو اس سے بھی یہ ظاہر ہوتا ہے کہ ہم کس طبقے کی طرف ترجیحاً توجہ دیتے ہیں ۔

جناب والا ! یہاں پر ایک اور معاملہ زیر بحث آیا ہے کہ لوکل گورنمنٹ جو ہے وہ بالکل تباہ ہو گئی ہے اور اس کی طرف کوئی توجہ نہیں دی گئی اور یہ ہو گیا ۔ وہ ہو گیا ۔ جناب والا ! لوکل گورنمنٹ تو لوگوں کے لئے ڈیویلپمنٹ کے کام کرتی ہے چونکہ ہم ڈیویلپمنٹ کو خاص اہمیت دیتے ہیں تو اس لیے پیپلز ورکس پروگرام کے ذریعے تمام منتخب حضرات جو اس ملک میں منتخب ہوئے تھے ۔ دسمبر 1971ء کے انتخابات میں قومی اسمبلی کے تمام صاحبان ۔ صوبائی اسمبلی کے صاحبان ان تمام پر مشتمل پیپلز ورکس کونسل ہر ضلعے میں مقرر کی ہے ۔ ہر ضلعے کی میونسپل کمیٹیاں ٹاؤن کمیٹیاں ہر ضلعے کی ڈسٹرکٹ کونسل سب جو تھیں ان میں اسی پیپلز ورکس پروگرام کے ذریعے ڈیویلپمنٹ کا کام ہوتا ہے ۔ اس لیے یہ کہنا کہ جناب بنیادی جمہوریت جو ہے ابھی اس پر توجہ نہیں دی گئی ۔ لوکل گورنمنٹ پر تو یہ کہنا بالکل غلط ہے ۔ اگر ان اسمبلیوں کے اراکین کسی ادارے کو چلاتے ہیں تو میں نہیں سمجھتا کہ ان کو غیر جمہوری کیسے کہا جا سکتا ہے ۔ اگر اسمبلی کے ارکان کے اس ایوان میں بیٹھنے سے یہ ایوان جمہوری ہے تو اگر یہی ارکان پیپلز ورکس کونسل میں موجود ہوں گے تو میں سمجھتا ہوں کہ جس قدر جتنا یہ ادارہ جمہوری ہے اتنے ہی ہمارے مقامی لوگوں کے جو ادارے ہیں وہ جمہوری ہیں ۔

اس کے بعد جناب والا اقلیتوں کے تحفظ کا جہاں تک تعلق ہے اس کا پورا پورا اہتمام کیا گیا ۔ پنجاب میں جتنی ان کی اس قسم کی عبادت گاہیں تھیں جن کو نقصان پہنچا تھا وہ ٹھیک کی گئیں ۔ ان کو ان کی عبادتگاہوں کو استعمال کرنے میں اگر کوئی تکلیف تھی وہ دور کی گئی ۔ اور سب سے بڑی بات جناب والا ! جو میں بتانا چاہتا ہوں وہ یہ ہے کہ جب تعلیمی ادارے قومی تحویل میں لیے گئے تو یہ خاص خیال رکھا گیا کہ جو پرائمریز کرسچین

چرچز کی ہیں ۔ ان کو ہرگز نہیں لیا گیا اور اس کی جتنی عمل داری اور انتظام ہے وہ بدستور چرچز کے سپرد ہے اور ان لوگوں کو مکمل تحفظ ہے کہ وہ اپنی عبادات کر سکیں یا اس سے جو اور متعلقہ کام ہیں وہ کر سکیں ۔

جناب والا ! یہاں پر عورتوں کے حقوق کا ذکر بھی آیا اگرچہ کسی اور طریقے سے ذکر آیا میں یہ کہوں گا جناب والا ! ہماری پارٹی اس معاملے میں واضح موقف رکھتی ہے اور یہ ہے کہ عورتوں کا جو جائز مقام اور جائز حقوق ہیں ان کو ہم دیں گے (نعرہ ہائے تحسین) اور اس کے لئے صرف زبانی نہیں کیونکہ بہت عرصے سے ہمارے جیسے جو پسماندہ اسلامی ممالک ہیں ان میں انجمنیں بنتی رہیں ۔ ہمارے ملک میں پاکستان سے پہلے بھی بنتی رہیں اب بھی موجود ہیں ۔ مصر میں شام اور دیگر دوسرے ممالک میں بھی اسی قسم کی انجمنیں ہیں اور Private efforts ہوتی تھیں لیکن ہم یہ سمجھتے ہیں کہ جب تک عورت کے معاشی حقوق لیجسلیشن کے ذریعے سے ان کو نہیں دئیے جائیں گے اور مختلف جگہوں پر ان کو مناسب نمائندگی نہیں دی جائے گی تب تک یہ وعدہ جو ہے یہ صرف ایک زبانی وعدہ رہے گا اور اس لئے اس کی طرف کافی ٹھوس اقدام کئے جا رہے ہیں ۔ ایک سال میں سب چیزیں جو ہیں ان پر عمل نہیں ہو سکتا ۔ بہر حال آپ نے دیکھا ہوگا کہ تمام جمہوری اداروں میں تمام کمیٹیوں میں جہاں پر کبھی لکھا ہوتا تھا اس ملک کے رولز اور ریگولیشن میں کہ نان ریکٹر عورت نہیں بن سکتی ۔ وائس چانسلر عورت نہیں بن سکتی لیکن ہمارے اس دور میں میں بڑے فخر سے کہہ سکتا ہوں کہ ان تمام عہدوں پر عورتوں کو تعینات کیا گیا ۔

(نعرہ ہائے تحسین)

اس کے بعد جناب والا یہ ایک کیلینڈر ایئر کی روئداد ہے اور میں نے صرف چند ہوائٹس چنے ہیں ۔ میرے ساتھی اور باتیں کہیں گے میں صرف اتنی بات پر جناب والا اختتام کرتا ہوں کہ 1972ء میں اتنے اچھے اقدام ہوئے ہیں کہ ہم ان پر فخر کرتے ہیں اور میں سمجھتا ہوں کہ وہ بڑی اہمیت کے ہیں عوام کے لئے بھی دور رس نتائج فلاح و بہبود کے ان میں موجود ہیں ۔ کچھ ایک نتائج ایک دم سے نظر آ جاتے ہیں کچھ ایک کے نتائج انشا اللہ آئندہ نظر

آئیں گے اور ان سالوں میں صاف ظاہر ہے یہ 1972ء کی کارگزاری ہے ۔ آئندہ سالوں میں ہم ان پروگراموں کو Follow کریں گے ۔ لیکن آخر میں میں کہنا چاہتا ہوں کہ ایک سال کو 1972ء کو جناب والا 25 سال جو پاکستان کے پہلے گزرے ہیں ۔ ان میں سے کسی سال سے موازنہ کر لیا جائے اور ہمارے پڑوسی ممالک جو ہیں ۔ ان میں سے کسی ایک سال کی اصلاحات سے موازنہ کر لیا جائے تو آپ کسی طرح بھی اسے کم نہیں دیکھیں گے اور ہم اس پر فخر محسوس کریں گے اور مجھے امید ہے جناب والا ! کہ ہم اس کارگزاری پر اگلے سال اس سے زیادہ بہتر عمل کریں گے اور انشاء اللہ ملک کو عظیم بنائیں گے اور پاکستان کے عوام کی فلاح و بہبود میں اضافہ کریں گے ۔ شکریہ ۔

مسٹر سپیکر : کنور محمد یاسین ! آپ کی تقریر شروع ہونے سے پہلے میں یہ اعلان کر دینا ضروری سمجھتا ہوں ۔ جس طرح پہلے میں یہ کہہ چکا ہوں کہ پرائیویٹ ممبرز ڈے (نان آفیشل ڈے) کل کی بجائے پرسوں ہو گا ۔ اس طرح کل کا وقفہ سوالات پرسوں پر چلا جائے گا ۔ کل وقفہ سوالات نہیں ہو گا تا کہ اس ڈیبیٹ کو احسن طریقہ سے پورا کیا جائے ۔

مسٹر شمیم احمد خان : پوائنٹ آف انفارمیشن ۔ کنور محمد یاسین صاحب ایک پارلیمنٹری سیکرٹری کی حیثیت سے منسٹر کے behalf پر بولیں گے یا ایک رکن کی حیثیت سے ۔

مسٹر سپیکر : کیا آپ وقت کے سلسلے میں پوچھ رہے ہیں ؟

مسٹر شمیم احمد خان : نہیں ۔ نہیں ۔ جناب والا ! اگر فاضل رکن منسٹر صاحبہ کے behalf پر بول رہے ہیں تو منسٹر صاحب تو ایوان میں موجود ہیں جناب والا ! کیا ان کی موجودگی میں فاضل رکن بول سکتے ہیں ؟

مسٹر سپیکر : نہیں ۔ نہیں ۔ وہ اس ممبرز ایوان کے رکن نہیں ہیں ۔ دوسرا اعلان جو ہے وہ وقت کی پابندی کے متعلق ہے کہ فاضل اراکین سے یہ توقع کی جاتی ہے کہ چونکہ ابھی 17 ممبران نے اور اس کے بعد لیڈر آف دی اپوزیشن اور قائد ایوان نے بھی اس میں حصہ لینا ہے اس حساب سے

19 ہو جائیں گے - تو وہ وقت کی پابندی کا خاص خیال رکھیں - کنور محمد یاسین -

کنور محمد یاسین : جناب والا ! آرٹیکل - 29 اسلامی جمہوریہ پاکستان کے آئین کے مطابق یہ رپورٹ معزز ایوان میں پیش کی گئی ہے اور مجھ سے پہلے ارکان جناب حاجی محمد سیف اللہ خان صاحب اور جناب ڈاکٹر عبدالخالق صاحب تفصیل سے اس کے متعلق اپنے اپنے خیالات کا اظہار کر چکے ہیں - میں بھی چند گزارشات عرض کرنا چاہتا ہوں -

جناب والا ! جہاں تک 1972ء کا تعلق ہے - اس کے متعلق سب سے پہلے ہمیں یہ دیکھنا ہے کہ 72ء کے حالات کیا تھے - جس وقت پاکستان پیپلز پارٹی کو اقتدار 20 دسمبر 1971ء کو ملا تو اس وقت کے حالات نہایت ہی برے تھے یعنی اس وقت جنگ کے بعد پنجاب اور سندھ کا تقریباً پانچ ہزار مربع میل کا رقبہ دشمن کے قبضہ میں تھا اور 93 ہزار قیدی دشمن کے قبضے میں تھے - اس طرح بہت سے ایسے حالات تھے جو بہت ہی برے تھے جناب والا ! اس وقت ہمیں اقتدار ملا تھا ہر طرف افراتفری تھی - خزانے میں کوئی چیز نہیں تھی اور حالات بہت ہی ناگفتہ بہ تھے لیکن اس کے باوجود پاکستان پیپلز پارٹی نے جس وقت اقتدار لیا اور 1972ء میں جتنے بھی کارنامے کئے وہ میں سمجھتا ہوں کہ بے انتہا قابل تحسین ہیں جیسا کہ ڈاکٹر صاحب نے فرمایا ہے کہ 1972ء میں اتنی زیادہ اصلاحات کی گئی ہیں - جن کی پورے پچیس سال میں کوئی مثال نہیں ملتی - نہ صرف پاکستان پیپلز پارٹی کے تین چار سال کے عرصہ میں بلکہ دیگر حکومتوں کے عرصہ میں بھی اتنی زیادہ انقلابی اور اچھی اصلاحات نہیں کی گئیں مثلاً زرعی اصلاحات ہیں - زراعت میں اتنی اچھی اور انقلابی اصلاحات کی گئیں مثلاً 36 ہزار پروڈیوسنگ انڈکس یونٹ جو تھے ان کو گھٹا کر 12 ہزار کر دیا گیا - حد ملکیت 12 ہزار یونٹ کی قید کر دی گئی - اس سے لاکھوں ایکڑ رقبہ زمینداروں اور جاگیرداروں سے لیا گیا اور غریب مزارعین میں بلا معاوضہ تقسیم کیا گیا اور اس کے ساتھ شکار گاہوں اور گھوڑوں کی افزائش والے فارمز وغیرہ ان سب کو یک قلم لے لیا گیا اور وہ تمام رقبہ غریب مزارعین میں تقسیم کر دیا گیا - اس کے علاوہ مالیہ -

آبیانہ ۔ کھاد اور بیج کی جو مدات تھیں وہ سب کی سب غریب مزارعین کو دینا پڑتی تھیں اور مالیہ مالک کے ذمہ تھا لیکن کھاد بیج اس قسم کے تمام دوسرے اخراجات غریب مزارعین کے ذمہ تھے یہ تمام زرعی اصلاحات کے تحت مالک کے ذمہ قرار دی گئیں اور اس طریقہ سے سالانہ 52 کروڑ روپیہ جو غریب مزارعین نے دینا تھا وہ ان مالکان اراضی کو دینا پڑا ۔ اس کی تفصیل یہ ہے ۔ آبیانہ کی مد میں 13 کروڑ روپے ۔ کھاد کی مد میں 12 کروڑ روپے ۔ بیج کی مد میں 27 کروڑ روپے ۔ تو جناب والا ! میں یہ سمجھتا ہوں کہ یہ ایک بہت ہی انقلابی قدم تھا کہ 52 کروڑ روپے سالانہ کی اصلاحات سے اور کیا اچھی اصلاحات ہو سکتی ہیں کہ جو 52 کروڑ روپیہ غریب مزارعین نے سالانہ برداشت کرنا تھا وہ ان کی بجائے ان کے لینڈ لارڈز کو برداشت کرنا پڑتا ہے ۔

جناب والا ! اہم ترین مسئلہ جو مزارعین کی بے دخلی کے متعلق ہے ۔ جناب والا ! اس سے پہلے غریب مزارعین اور ہاری کی کوئی حیثیت نہیں تھی ۔ اس کو کھڑی فصل سے بے دخل کر دیا جاتا تھا لیکن اب زرعی اصلاحات میں ان کو قانونی تحفظ دیا گیا اور جبری بے دخلی کسی مزارع کی نہیں ہو سکتی تاوقتیکہ لیگل process کے تحت اس کے خلاف suit دائر نہ کیا جائے اور اسکی proper hearing کے بعد اگر competent authority یہ سمجھے کہ واقعی مزارع پروڈکشن میں کمی کرتا ہے اور اس قسم کے جو رپولیو لاز ہیں ان کی خلاف ورزی کرتا ہے تب وہ بے دخل ہو سکتا ہے ۔ لیکن کھڑی فصل کے دوران وہ بے دخل نہیں ہو سکتا ۔ جناب والا ! زمین کے بارے میں ایک قسم کی گارنٹی ہے کہ وہ صحیح طریقہ سے کاشت کر سکتا ہے ۔

اس کے بعد جو سب سے بڑا میں سمجھتا ہوں حق دیا گیا ہے وہ حق شفع ہے پہلے Punjab Pre-emption کے تحت یک جدی اس کے بعد شریک کھاتہ اور اس کے بعد ایک ایک کو کھیون کار کا حق تھا اور مزارع کا کوئی حق نہیں تھا لیکن اب زرعی اصلاحات میں شفع کا حق سب سے پہلے

tenants کو دیا گیا ہے ۔ اس سے بڑا قدم اور کیا ہو سکتا ہے کہ اس کے سگے لڑکے یا لڑکی یا اس کے جو یک جدی ہیں ۔ ان کی بجائے tenants کو زیادہ حق دیا گیا ہے تو میں سمجھتا ہوں کہ یہ زرعی اصلاحات کے تحت سول رائٹ تسلیم کیا گیا ہے اور اس سے زمین اگر زمیندار مناسب قیمت پر فروخت کرتا ہے تو وہ مزارع خرید سکتا ہے ۔

جناب والا ! اسی طرح تعلیمی اصلاحات کے متعلق تفصیل سے ڈاکٹر صاحب نے فرمایا ہے لیکن میں بھی کچھ عرض کرنا چاہتا ہوں ۔ جناب والا ! تعلیمی مد میں 1971-72ء کی رقم 6025 کروڑ روپے سے بڑھا کر 11096 کروڑ روپے کر دی گئی ہے اور اس سے پرائمری سکولوں کی تعداد جیسا کہ ڈاکٹر صاحب نے فرمایا ہے کہ 3300 . . . .

Chaudhri Mohammad Yaqub Awan : Pointof order. My brother has referred to the right of Pre-emption that has been granted to the tenant. I may kindly be allowed to say that it is a right which can be enforced through courts. The distinction between the Principles of Policy and Fundamental Rights or other legal rights is that these Principles of Policy cannot be enforced through courts.

Mr. Speaker : You can't force the Government to do it but the Government may do it of its own willingness. This is a distinction given in the Constitution. You can't force the Government to follow those principles but Government is at liberty to follow them and enforce those principles.

کنور محمد یاسین خان : تو جناب والا ! میں عرض کر رہا تھا کہ 3300 پرائمری سکول صوبہ پنجاب میں کھولے گئے ۔ اس کے علاوہ دو سو سکولوں کو پرائمری سے اپ گریڈ کرکے مڈل بنایا گیا ۔ اس طرح مڈل سے ہائی تک 32 سکولوں کو درجہ دیا گیا ۔ تعلیمی اداروں کے لئے 485 نئی عمارتیں تعمیر کی گئیں ۔ ملتان اور رسول میں پولی ٹیکنیک انسٹیٹوٹ کو بڑھا کر دو کالجز

کا درجہ دیا گیا ۔ دس انٹر کالجز اور دو یونیورسٹیوں کا قیام ابھی جاری ہے ۔ ملتان یونیورسٹی کا قیام زیر تجویز ہے ۔ اس کے علاوہ یونیورسٹیوں کو 2015 کروڑ روپے دیئے گئے ۔ 74۔73ء میں وظائف 1070 کروڑ روپے بڑھائے گئے ۔ 75۔74 میں دس لاکھ روپے کی کتابیں مفت دی گئیں ۔ تو جناب والا ! تعلیمی مد میں بھی انقلابی اقدامات کئے گئے ہیں ۔ ہم نے اپنے وسائل کم ہونے کے باوجود تعلیم پر زیادہ سے زیادہ توجہ دی ہے ۔ باوجود اس کے کہ 72ء کے سال میں جیسا کہ میں نے پہلے بھی عرض کیا ہے بہت ہی برے حالات تھے لیکن اس کے باوجود تعلیم دوستی کی مثال اس سے بڑی اور کیا مل سکتی ہے کہ اتنے کروڑ روپے تعلیم کی مد پر خرچ کئے گئے ہیں ۔

اس طرح صحت کے لئے 72ء میں 205 نئے ہسپتال کھولے گئے ۔ ڈسپنسریاں 1119 ۔ ٹی ۔ بی ۔ کلینک 54، دیہی مراکز بہبودی زچہ بچہ 440 یعنی غریب عوام کی صحت کے لئے اتنے ہسپتال اور ڈسپنسریاں اور مراکز کا اجراء یہ پاکستان پیپلز پارٹی کا 1972ء کا بہت بڑا کارنامہ ہے ۔ اس طرح میڈیکل کالجوں میں داخلہ کے لئے 650 سیٹیں کر دی گئیں ۔ راولپنڈی میں ایک میڈیکل کالج زیر تجویز ہے ۔ دیہی مراکز 15 زیر تعمیر ہیں اور 38 کا منصوبہ بھی زیر تجویز ہے ۔

زراعت کے سلسلہ میں بھی 71۔1970ء میں 7ء520 لاکھ ٹن گندم پیدا ہوئی اور روئی کی 76ء29 لاکھ گانٹھیں ۔ 73۔1972ء میں 3ء560 لاکھ ٹن گندم اور روئی کی 76ء29 گانٹھیں ۔

چاول کی پیداوار میں 76ء91 لاکھ ٹن کا اضافہ ہوا ۔ اس طریقہ سے اور بھی جو چیزیں ہیں مثلاً زرعی اجناس ہیں ۔ ان کی پیداوار میں بہت زیادہ اضافہ ہوا ۔ لیکن اس کے باوجود میں سمجھتا ہوں کہ خاطر خواہ اضافہ نہیں ہوا ۔ اس کے لئے حکومت دن رات محنت کر رہی ہے ۔ جیسا کہ ڈاکٹر صاحب نے بھی فرمایا سبسیڈیز کی سکیمیں ہیں لاکھوں کروڑوں روپے لوگوں کو سبسیڈیز کی شکل میں دیئے جاتے ہیں تاکہ وہ ٹیوب ویل لگا سکیں اور جو آب پاشی کے ذرائع ہیں ان میں زیادہ سے زیادہ اضافہ ہو سکے ۔

ہاؤسنگ اور فزیکل پلاننگ کا ایک بالکل نیا محکمہ ہے ۔ اس سے پہلے یہ محکمہ نہیں تھا ۔ 72ء میں پاکستان پیپلز پارٹی کے بر سر اقتدار آنے کے بعد پنجاب میں اس لئے محکمہ کا اضافہ کیا گیا ۔ تو اس کو 72ء میں 37،574 لاکھ روپے فراہم کئے گئے ۔ گیارہ سو کوارٹرز 1972ء میں (بی) ٹائپ تعمیر ہو چکے ہیں ۔ پانچ سو کا اس میں مزید اضافہ کیا جا رہا ہے ۔ اور یہ زیر تعمیر ہیں 250 فلیٹ کوٹ لکھپت میں زیر تعمیر ہیں ۔ اسی طرح لاہور میں شادمان ۔ کمال گنج ۔ کچا سانده پر 450 ایکڑ رقبہ صرف اسی مقصد کے لئے لیا گیا کہ غریب لوگوں میں تقسیم کیا جائے تاکہ ان کا رہائش کا مسئلہ جو کبھی بھی حل نہیں ہوا وہ حل ہو سکے ۔ میں دعویٰ سے کہتا ہوں کہ 25 سال کے عرصہ میں بڑے بڑے لوگوں کے لئے امیر لوگوں کے لئے تو بڑی کالونیاں بنتی رہی ہیں ملتان ۔ لاہور ۔ کراچی اور دوسرے بڑے بڑے شہروں میں لیکن پاکستان پیپلز پارٹی کے دور میں یہ پہلا موقع ہے کہ ان غریب لوگوں کے لئے یہ فلیٹ تیار کئے جا رہے ہیں اور گورنمنٹ نے خود اپنے ذرائع سے بنا کر غریب لوگوں میں تقسیم کرنے کا انتظام کیا ہے اور اس سے آپ کو واضح طور پر پتہ چل سکتا ہے کہ گورنمنٹ پنجاب کی عوام دوستی کس حد تک ہے ۔ اس کے علاوہ نہ صرف لاہور ۔ چنیوٹ ۔ گوجرانوالہ ۔ کیمبل پور ۔ ملتان ۔ مظفر گڑھ ۔ راولپنڈی ۔ لائلپور اور دیگر تمام بڑے بڑے شہروں میں یہ سکیمیں بنائی جا رہی ہیں ۔ ہمارے ملتان میں چھ ہزار پلاٹ جو ڈیولپ ہو چکے ہیں جن کی الاٹمنٹ کا سلسلہ شروع ہو چکا ہے ۔ غریب عوام کے لئے چھوٹے چھوٹے پلاٹ یعنی پانچ مرلہ تین مرلہ اور دس مرلہ کے پلاٹ میں تقسیم کئے گئے ہیں ۔

اسی طرح مواصلات کے سلسلے میں میں عرض کروں گا کہ 338 میل سڑک جو ہے اس کی مرمت کی گئی ہے ۔ 1972ء میں 91 میل لمبی نئی سڑکیں بنائی گئیں ۔ 19 پلوں کو کشادہ کیا گیا اور اسی قسم کے بہت سے اقدام کئے گئے ۔ جس سے رسل ورسائل کو زیادہ سے زیادہ ترقی ملی ۔

تو میں آخر میں یہ عرض کروں گا کہ نئی لیبر پالیسی کے متعلق اس سے پہلے مزدوروں ۔ کسانوں اور طالب علموں کے لئے بڑے بڑے دعوے کئے

گئے لیکن عملی اقدام کوئی نہیں کیا گیا ۔ پاکستان پیپلز پارٹی کا مزدور دوستی کا یہ ثبوت ہے کہ پاکستان پیپلز پارٹی کے بر سر اقتدار آنے کے بعد قائد عوام جناب ذوالفقار علی بھٹو نے وہ اقدام کئے جن سے مزدوروں میں بہت زیادہ شعور پیدا ہوا ۔ اب مزدور فیکٹری کے اندر اپنا ایک آڈیٹر مقرر کر سکتے ہیں جو اس کی رپورٹ سالانہ دے سکتا ہے ۔ اس آڈیٹر کی تنخواہ انتظامیہ کے ذمہ ہے ۔ اسی طرح سالانہ منافع شیئرآف پرافٹ کی پہلے جو دو فیصد کی شرح تھی اس کو بڑھا کر چار فیصد کر دیا گیا ۔ اب مزدوروں کو کل مل کے منافع میں سے چار فیصد منافع بھی ملتا ہے ۔ اس طرح سے لازمی بونس سکیم کا نفاذ بھی کیا گیا ۔ مل انتظامیہ کو اب لازمی طور پر مزدوروں کو بونس دینا پڑتا ہے اور وہ اس کی پروڈکشن اور منافع پر منحصر ہے کہ وہ کس حد تک لے سکتے ہیں ۔ تو اسی طرح سے لیبر کورٹ جو پہلے ساٹھ دن میں فیصلے کرتی تھی ۔ ان کو پابند کیا گیا کہ وہ 21 دن میں فیصلے کریں ۔ اس طرح رہائش اور طبی امداد کے سلسلہ میں بھی مزدوروں کو زیادہ سے زیادہ سہولیات بہم پہنچائی گئیں ۔

مزدوروں کے بچوں کے لئے تعلیم کے سلسلہ میں بھی خاطر خواہ انتظام کیا گیا ہے اور ایک بچہ کے لئے یہ لازمی قرار دیا گیا ہے کہ مل مالکان اس کے ایک بچہ کی تعلیم کا بندوبست کریں ۔ اب چونکہ گورنمنٹ پنجاب نے میٹرک تک تعلیم مفت کر دی ہے ۔ اس لئے اس کی چنداں ضرورت نہیں رہی لیکن اس کے باوجود ان کو وہاں پر تعلیمی ادارے کھولنے پڑتے ہیں اور تعلیم کے سلسلے میں ان کو وظائف وغیرہ کا انتظام کرنا پڑتا ہے ۔

سوشل سیکورٹی سکیم کے تحت 1ء77 کروڑ روپیہ 73 ۔ 1972 میں گورنمنٹ نے مزدوروں پر خرچ کیا اور ان کو بہت ۔ ۔ ۔

سید قابض الوری : جناب والا ! فاضل ممبر دیکھ کر پڑھ رہے ہیں ۔

مسٹر سپیکر : ہوالنٹ لکھے ہوئے ہیں !

سید قابض الوری : ان سب کو repeat کرنے کی بجائے ان کا حوالہ دیں ۔

کنور محمد یاسین خان : تو جناب والا ! میں عرض کر رہا تھا کہ اس طریقہ سے بیماری اور معذوری کے عالم میں اور فوتگی کی صورت میں ان کو زیادہ سے زیادہ مراعات سوشل سیکورٹی سکیم کے تحت دی جا رہی ہیں ۔ تو میں سمجھتا ہوں کہ زندگی کے ہر ایک شعبہ میں تعلیم ۔ لیبر ۔ زراعت ۔ غرض کہ ہر شعبہ میں پیپلز پارٹی کی پنجاب گورنمنٹ نے زیادہ سے زیادہ خدمت کی ہے اور پرنسپل آف پالیسی پر عمل درآمد کرانے میں زیادہ سے زیادہ کوشش کی ۔ (شکریہ) ۔

مسٹر سپیکر : بیگم سیدہ عابدہ حسین ۔

Begum Syeda Abida Hussain : Mr. Speaker. Sir, when the Peoples Government assumed power and took upon it self the direction of State, it came at a moment when the Pakistan of idealism had dissolved. The Pakistan of idealism dissolved the day East Pakistan broke away from the rest of us. The Peoples Government had to embark upon the road of trying to give new shape and new direction to the new Pakistan, a Pakistan which was born regretably in bitterness. It was not born in a glorious moment. It was born in bitterness. The Pakistan that we are in, is the fruit of bitterness, but it is a Pakistan with hope, because it is a Pakistan based on reality. Its fundamental basis is one of reality. It is a Pakistan that has seen a twenty seven years history. It is a Pakistan in which the People's Government has come to make efforts. It is the first elected democratic Govt. which this land of ours has seen in 27 years. It is the Government, it is the party that formed a Government which had a manifesto. Therefore when the party came into power and formed the Government, it knew exactly what to do ; it knew exactly what principles to follow; it knew exactly what policy to implement ; it knew exactly what new shape and what new direction was to be given to these new frontiers that had been created within the State of Pakistan,

If was examine, if we look at what measures the Peoples Government took within the first year of its having assumed power in giving this new policy, a fresh direction, we see that very very sincerely and very specifically the Peoples Government has tried to follow every single promise, every single clause that it put forward in its own manifesto. The Peoples Party Government came to give above all a better deal to the average Pakistani citizen. It came to do away with so many pre-conceived notions and prejudices that we had in our country and that have been operating for nearly a quarter of a century. It came to inject fresh hope into the peasants and workers, the students, the young idealists, and as such within its first year it laid down a policy that makes it entirely possible for this dream to be realized within the very near future.

Mr. Speaker ! Sir, there is no doubt that we are an Islamic State and, therefore, Islam is our fort and we must keep reverting to this fort of ours to derive strength, but this doesn't mean that in the name of Islam we should necessarily retrogress. In fact Islam stands for progress, Islam encorages forward movement. It doesn't require of its believers to go backward of those decisions which they have taken in their own best interests. Yesterday an Hon'ble Member made a reference to the Family Laws and in fact made an attack on the Peoples Party Goverament for not having done away with these Family Laws. Mr. Speaker! Sir, Pakistan is not the only Muslim nation in the world. There are many other Muslim States, there are many other muslim bretheren of ours in different parts of the world. How is it that we to-day are questioning 1974 a in

legislation that was approved in 1962, and approved after discussion in the Council of Islamic Ideology, in which you have representatives of every sex, every scholar of the faith, This legislation which is more than ten years old. I would like to put this matter before this House that the family Laws, progressive Family Laws have been introduced in several other Muslim States. They are in active function in Tunisia, Syria, and in Algeria they are on the verge of passing them. In Iran which is our friendly neighbour country, there the Family Laws are more progressive than ours have been. And to say today when you have committed in your Constitution to give equal rights to women ; in your Constitution you have made that commitment that women enjoy equal civic rights to man ; after having made that commitment, after occupying benches in this House, having drawn upon fifty per cent of the electorate which was feminine, the Hon'ble Members of this House must refrain from entering into that controversy which endagners a legislation that is progressive for the time, but that is no longer satisfactory, and has to be further improved upon. This is in the manifesto of the Peoples Party. It is the commitment of the present Government to its women electroate, it is the commitment that has been made by every leader in this country. No leader has to date been able to say that we are not for progress for women-kind. When half of our population is not in active function, what hope of progress can you have on the whole.

Mr. Speaker Sir, at the time when the Peoples Government took over reign of the State the general attitude, the general direction of the economic policy favoured indiscreetly the agriculture. Although the agriculture has always been

the back-bone of our economy but it was a very neglected sector and very little thought, very little interest had been taken in this very vital sector. The moment the Peoples Government came into power, it set about to correct the situation and it has given to the agrarian aspect of our economy the importance which it actually deserved and this change of direction, and this change of orientation is beginning to make itself felt. As we proceed in the next few years, we will find that many of the decisions taken in the year, that is, the principles which have been debated today, will have very healthy effect in times to come. In this connection not only that the Peoples Government introduced the land reforms but it also gave to the agrarian sector certain economical privileges that have been very important. It has opened new sources of credit for the agrarian sector, which has been in itself a revolutionary decision. Hitherto it was the industrial sector that had its direct preserve that all credit was placed at their doorsteps and hardly any credit was made available to the agrarian sector. This position was rapidly corrected by the Peeples Government and the credit was placed at the disposal of the agrarian sector. Progressive legislation was introduced into the agrarian sector. Today, the land reforms introduced by the Peoples Government have created tension between the landlord and the enant. Mr. Speaker Sir, it is my submission that this tension is not created by the law and it is not created by the reforms. This tension is created by those tenants and landlords who do not wish to pay due respect to the spirit of the law. The spirit of the law is extremely clear and those landlords and tenants who have understood the spirit of the

law would never have any kind of tension or clash. Further I would like to say that the problem of fragmentation, which in many ways is a bigger problem even than that of large land holdings, has been given due attention and the agrarian sector from every point of view has been tackled in a way that every person who is connected with the rural economy today realises that there has been a forward trend, there has been enormous progress. Today the agrarian lobby can stand on the floor of the House and put forward certain demands which are already progressive, which they could not have put forward three years ago because the necessary infrastructure required to absorb these amounts just didn't exist. This infrastructure was placed at the disposal of the Province. As from 1972, the Peoples Government created within the Department of Agriculture two sub-sections of the department ; two new departments were created, one for livestock and dairy development and the other for forestry agricultural aspects of our economy that are extremely important and that have been hitherto entirely neglected.

In the same way, the People Government, for the labourers who prayed for this, who voted for it, actively supported it, the labourers who are the strength of this nation, peoples Govt. drafted legislation, brought in reforms that gave workers in this country and in this Province a particular value. We have now been operating for twenty five years and apart from not giving our workers security, there was no value, workers had absolutely no value, the workers who worked with their hands felt that it is some thing to be ashamed of that there was no dignity of labour, therefore, the labour reforms were introduced. Complaints are made that labour has become unmanageable, industrial growth and

industrial progress is being retarded but I would submit that this period had to be traversed at some stage or other. The fact is that unless you provide dignity of labour to your workers you can never really get into the field of industrial growth and make rapid advances because a human being will work best when he feels that there is a relevance to his work and there is a respect for his work. The spirit of the labour reforms rested upon this principle and, again, it is the spirit which is violated only when the people involved—be they workers or mill-owners do not respect the spirit of that particular law. The reform has been a very coherent one and a very progressive one. As I said earlier, probably, it will yield tremendous results in future.

In the same way the reforms in social sector, the reforms in education sector and the reforms in health sector have been very bold and progressive. They have embarked upon these issues very boldly and they took upon themselves a new trend of thinking in the implementation of those very very bold changes. Of course, all changes take time but educational reforms will probably take at least another five years before they begin to make their weight felt but the fact is that a beginning has been made. In reality, that infrastructure, which is needed initially, has been provided and as we move forward into time we will find that as a result of these educational reforms our educational system has been placed on a far far greater balance than it was hitherto.

I would like to point out that according to the report which has been placed at the disposal of the House on the Principles of Policy, the economic development for the year

1972 shows a GNP growth of 2% which is on the higher side than it has been through out the history of Pakistan. It has been only an exceptionally good year that we have reached that GNP growth of 2% target.

I would also like to mention that reforms in the housing and communication fields were not reforms but efforts and they have been of tremendous value. Alongwith this also, the national pay scales, which have been introduced, have brought a very fundamental and much needed change into our life. It has given the individual a better standard and a hopeful future because without incentive to the individual no machinary can function according to its capacity and with due efficiency.

In conclusion, I would say that the Peoples Government having had a manifesto, having had a distinct policy and having been based on positive principles was not dependent upon airy fairy ideas and slogan mongering. The moment it came into power it knew exactly what avenues to tread upon and what prejudices to attack and within the first year of its regime, as the Hon'ble Minister Dr. Abdul Khaliq pointed out, the extent of reforms made by the Peoples Government was tremendous. Very few similar examples can be found but certainly none in the 27-year history of our country and, perhaps, very few in the history of developing nations.

مسٹر سپیکر : راجہ محمد افضل خان !

راجہ محمد افضل خان : جناب والا ! حکمت عملی کے اصولوں پر بحث کا مقصد حکومت کے جمہوری عمل کو دیکھنا اور یہ جائزہ لینا ہے کہ کیا حکومت نے ماضی میں جس طرح سے عوام سے وعدے کئے تھے کیا اس کے

مطابق وہ ان اصولوں پر چل رہی ہے اور ان کی تکمیل بر وقت ہو سکی۔ اسمبلی میں کھڑے ہو کر تعریفیں کرنا تو آسان ہے لیکن اس کا تضمنہ خاص طور پر جو ایک معیشت کا وعدہ کر کے جب حکومت بر سر اقتدار آئے تو تمام متوسط درجے کے عوام کی زندگی میں رہ کر اور موجودہ دور میں جو ان کو معاوضہ مل رہا ہو جب اس معاوضے میں اپنی زندگی گزاریں تو پھر آپ کہہ سکتے ہیں کہ اتنی ترقی ہوئی ہے۔ ان حالات میں جس طرح کی اس حکمت عملی پر کچھ شعبوں کے متعلق ذکر کیا گیا ہے اور اسلام کے لئے حکومت نے جو کچھ کیا ہے وہ ہم دیکھ رہے ہیں اور جس طرح سے کہا گیا ہے کہ اسلام کا شعبہ ہم نے اوقاف کے سپرد کیا ہے۔ وہ اس کے مطابق ملک میں عوام کو تیار کرے۔ اس چیز کی ضرورت لازمی تھی کہ اسلام میں دو اصول موجود ہیں۔ ایک حقوق اللہ اور دوسرا حقوق العباد۔ پہلے بھی ان اداروں کا جیسے ذکر کیا گیا ہے۔ حقوق اللہ کا نظام قائم تھا لیکن حقوق العباد کا نظام قائم نہیں تھا۔ ضرورت اس بات کی تھی کہ حقوق العباد کا نظام قائم کیا جاتا تاکہ معاشرے کے لوگوں کو فیض پہنچتا۔ ان اداروں کو اس طرح تیار کیا جاتا کہ عوام آپس میں بیٹھ کر۔ ایک کمیٹی بنا کر حقوق العباد کا نظام ملک میں قائم کرتے۔ اس میں حکومت اور ایڈمنسٹریشن کے ساتھ تعاون کرتے۔ ایسی چیزیں جو معاشرے میں استحصال پیدا کرنا چاہتی ہیں مثلاً زینت اور ظاہری نمائش پر جو فضول اخراجات ہوتے ہیں۔ مساجد میں ایسے مراکز قائم کئے جا سکتے تھے۔ ان سے روک کر یہ تمام رقومات حقوق العباد پر صرف کی جا سکتی ہیں۔

اس کے علاوہ جہاں تک قومی سالمیت کا تعلق ہے۔ ہم نے دیکھ لیا ہے کہ قومی سالمیت کو ایسے اصولوں پر قائم رکھا جا سکتا ہے کہ معاشرے میں انصاف ہو۔ ماضی میں بھی ایسی روایات ڈالی جا چکی ہیں جس سے قومی سالمیت کئی مرتبہ خطرے میں پڑ چکی ہے اور خاص طور پر جب کہ ہم دیکھتے ہیں کہ کچھ علاقہ جو غیر منصفانہ تقسیم کی وجہ سے ان پر اثر انداز ہوتا ہے اور عوام میں یہ سلسلہ رائج ہوتا ہے وہ جب دیکھتے ہیں کہ ہمارے ساتھ ایک علاقہ ہم سے زیادہ حقوق لے چکا ہے ناانصافی ہو

چکی ہے اور ناانصافی ہو رہی ہے ۔ اس سے قومی سالمیت پر بہت برا اثر پڑتا ہے ۔ اس ملک میں بہت بڑی روایت ڈالی جا چکی ہے جیسا کہ موجودہ دور میں 1972ء کے اندر جب ایک شخصیت اس ملک میں اعلیٰ اقتدار حاصل کرتی ہے اس صوبے کی تمام انتظامیہ اس علاقے کے عوام کو نوازنے کے لئے خاص طور پر اس علاقے کی ترقی پر بے انتہا روپے صرف کرتی ہے تاکہ یہ احساس دلایا جا سکے کہ انہوں نے اس علاقے سے ایک عظیم شخصیت پیدا کی ہے ۔ اس کے معاوضے میں ہم ان کو ترقی پذیر کرنے کے لئے زیادہ سے زیادہ ان کے لئے منصوبے بناتے ہیں جیسا کہ آپ نے ماضی میں دیکھا ہوگا جس تیزی سے اور یہ بڑی خوشی کا مقام ہے ۔ ہم نے ایک علاقے کو تیزی سے ترقی پذیر کر کے ثابت کر دیا کہ اگر اس پروگرام سے یہ چلایا جائے تو باقی ملک ترقی پذیر ہو سکتا ہے تو لاڑکانہ کی مثال ہمارے سامنے ہے ۔

مسٹر سپیکر : یہ پنجاب گورنمنٹ نے کیا !

Let us restrict ourselves to the issue under discussion.

راجہ محمد الفضل خان : جناب والا ! میں ادھر آ رہا ہوں کہ جب سندھ گورنمنٹ نے ایک حاکم . . .

Mr. Speaker : Let us not discuss what the Sind Government is doing. We should discuss what the Punjab Government has done.

راجہ محمد الفضل خان : جناب والا ! میں اس طرف واپس آ جاتا ہوں ۔ اگر سندھ گورنمنٹ اپنے سندھ سے آنے والے صدر کے لئے کر سکتی ہے تو اسی صورت سے جب پنجاب کے اندر ایک صدر وجود میں آیا تو یہ لازمی ہے کہ پنجاب حکومت بھی اس علاقے کو ایک مثالی علاقہ بنا کر اس طرح سے ثابت کرے تاکہ اس کے مطابق باقی علاقوں میں ترقی ہو کیونکہ یہ پنجاب کا علاقہ ایک بہت اہم اور سب سے بڑا صوبہ ہے جس نے قوم کی سالمیت اور حفاظت کے لئے بے پناہ قربانیاں دی ہیں ۔ لیکن اگر حکومت پنجاب ان اصولوں کو نظر انداز کرے گی اور عوام میں یہ چرچا شروع ہو جائے گا کہ جب کبھی دوسرے علاقے کا صدر بنتا ہے تو اس علاقے کی ہی ترقی ہوتی ہے اور

جب پنجاب سے صدر بنتا ہے وہاں ترقی نہیں ہوتی بلکہ وہ اور بھی پس ماندہ ہو جاتا ہے تو قومی سالمیت خطرے میں پڑ جاتی ہے اور صوبائی تعصب بڑھنے لگتا ہے۔

(قطع کلامیاں)

مسٹر سپیکر : راجہ صاحب جب عرصے کے بعد تقریر کر رہے ہیں اور پہلے بھی ایک دو مرتبہ ایسا اتفاق ہوا ہے کہ وہ تقریر کے لئے کھڑے ہوئے تو مجھے relevancy کے پوائنٹ پر انہیں ٹوکنا پڑا۔ انہیں بڑی شدت سے احساس ہے کہ میں انہیں تقریر کرنے کا موقع نہیں دیتا۔ اس لئے اگر وہ تھوڑا سا irrelevant بھی ہو جائیں تو کوئی بات نہیں۔

وزیر قانون : جناب سپیکر ! میں فاضل ممبر کی اطلاع کے لئے عرض کرتا ہوں کہ پاکستان کے موجودہ صدر پنجاب سے ہیں۔

مسٹر سپیکر : وہ تو اپنے حلقہ نیابت کا ذکر کر رہے ہیں۔

راجہ محمد افضل خان : میں اپنے حلقہ نیابت کا ذکر اس لئے کر رہا ہوں کہ اس علاقے سے دو صدر ہوئے ہیں۔ ایک ہندوستان کا اور ایک پاکستان کا تو جو حالات ہم دیکھ رہے ہیں وہ پیش کرنے لازمی ہیں۔ وہاں پر صدر مملکت نے ایک سڑک کا افتتاح کیا تھا لیکن آج پانچ سال گزرنے کے باوجود وہاں اینٹوں کی سڑک بھی مکمل نہیں ہوئی۔ تو جیسے میں کہہ رہا تھا اس قسم کے غیر منصفانہ اقدامات یقیناً ہماری سالمیت اور اتحاد پر کافی حد تک اثر انداز ہو سکتے ہیں۔

جہاں تک سماجی انصاف کا تعلق ہے حقائق ہمارے سامنے ہیں۔ معیشت کی بحالی کے سلسلے میں ہماری موجودہ حکومت نے عوام سے متعدد وعدے کئے تھے۔ جہاں ایک ملک کے چار صوبے ہوں وہاں ایک دوسرے سے تعاون سے ہی معیشت کی بحالی ہو سکتی ہے لیکن اگر ایک صوبہ دوسرے صوبوں پر وزن ڈال کر اپنی معیشت کی بحالی کے اسباب پیدا کرتا ہے تو

اس سے برا اثر پڑ سکتا ہے - ماضی کے دوران ایسا ہوا ہے - یہ پنجاب کا صوبہ جو گیہوں پیدا کرنے والا علاقہ ہے اور جہاں کسانوں کی اکثریت ہے ہم دیکھتے ہیں کہ جو گیہوں پنجاب پیدا کرتا ہے وہ دوسرے صوبوں کو مہیا کرے تو اسے وہی قیمت ادا کی جاتی ہے جو حالات اور مہنگائی سے بہت کم ہوتی ہے اور حالات ہمارے سامنے ہیں -

جناب والا ! جہاں تک معاشی انصاف کا تعلق ہے پنجاب کے عوام کی اکثریت کافی عرصہ سے ایسی غربت میں مبتلا ہے کہ اگر کوئی شخص اپنا گھر بنانا چاہے تو کم از کم ایک متوسط درجے کا آدمی 15 سال کمائی کرنے کے بعد اس قابل ہو سکتا ہے کہ اپنے خاندان کے لئے ایک یا دو کمروں کا گھر بنا سکے اور اس میں بھی اکثریت کسانوں کی ہے جو اپنی زمین سے پیدا ہونے والی فصل کو بیچ کر اپنا گھر بناتا ہے - تو موجودہ حالات میں جیسے کہ ہم دیکھ رہے ہیں یہ معاشی نا انصافی کی وجہ ہے کہ پنجاب کے عوام جو اکثریت میں ہیں آج جب وہ اینٹیں بنانے کے لئے کوئلہ خریدنے کے لئے دوسرے صوبوں میں جاتے ہیں تو انہیں چھ گنا زیادہ قیمت دینی پڑتی ہے اور جو کوئلہ پہلے ایک سو روپیہ ٹن ملتا تھا آج وہ چھ اور سات سو روپیہ ٹن مل رہا ہے - یعنی دوسرے صوبے اپنی ترقی کے لئے پنجاب پر بوجھ ڈال رہے ہیں - جہاں تک پنجاب کا تعلق ہے - جہاں تک ہماری معاشی بد حالی کا تعلق ہے - - -

(قطع کلامیاں)

جناب والا ! جب اس معاشی بد حالی سے چھٹکارا حاصل کرنے کے لئے پنجاب - - -

مسٹر سپیکر : فاضل رکن نے پوچھا ہے کہ چھ سو اور سات سو روپیہ جو آپ نے بتایا ہے یہ بھاؤ 72ء میں تھا یا آج ہے ؟

راجہ فضل خان : یہ بھاؤ 72 میں دوگنا ہوا اور اب چھ گنا ہو گیا ہے - جہاں تک پنجاب کے کسان کا تعلق ہے اب وہ اس پوزیشن میں نہیں کیونکہ اگر آپ قیمتوں کا موازنہ کریں کہ کھاد اور دوسری چیزیں مہنگے داموں خریدنے کے بعد وہ فصل پیدا کرتا ہے - جس کی قیمت اسے

بہت کم دی جاتی ہے ۔ خود حکومت پنجاب کسان کے گلے پر ہاتھ رکھ کر اسے وہ قیمت ادا کرتی ہے جس سے موجودہ مہنگائی کے پیش نظر اس کے اخراجات بھی پورے ہونے ناممکن ہو جاتے ہیں ۔ اس طرح سے معاشی نا انصافی دن بدن بڑھتی چلی جا رہی ہے ۔

جناب والا ! اس کے علاوہ میں یہ عرض کروں گا کہ موجودہ حکومت نے جن تین وعدوں پر اقتدار حاصل کیا تھا وہ ان تینوں وعدوں سے کافی حد تک منحرف ہو چکی ہے ۔ حالات ثابت کرتے ہیں کہ روٹی ۔ کپڑا اور مکان ہم سے اور بھی دور جا رہے ہیں البتہ یہ ضرور ہوا ہے کہ اس دور میں ایسے لوگوں کو ترقی حاصل ہوئی ہے جنہوں نے استحصال میں ہاتھ بٹائے ہیں ۔ جہاں تک موجودہ اسلام اور تعلیم کے نظام کا تعلق ہے وہ ہمارے سامنے ہے ۔ وہ تعلیم کسی کام کی نہیں جس میں ادارے بناتے چلے جائیں اور یہ کہتے چلے جائیں کہ ہم نے تعلیم بالکل مفت کر دی ہے ۔ لیکن جب ہم دیکھتے ہیں تو معلوم ہوتا ہے کہ کسی بھی ادارے میں طلباء کی تعداد کے تناسب سے اساتذہ کی تعداد پوری نہیں ۔

مسٹر سپیکر : قاضی محمد اسماعیل جاوید !

قاضی محمد اسماعیل جاوید : بسم اللہ الرحمن الرحیم ۔ جناب والا ! آج 72ء کے لئے حکمت عملی کے اصولوں کی پابندی اور عمل درآمد کے بارے میں بحث کا دوسرا دن ہے ۔ جناب والا ! حاجی سیف اللہ صاحب نے کہا ہے کہ ہم آئین کی ذمہ داریوں سے سبکدوش ہو رہے ۔ انہوں نے یہ بھی کہا ہے کہ اسلام کی کوئی خدمت نہیں ہو رہی ۔ دوسرے معنوں میں وہ یہ کہہ رہے ہیں کہ موجودہ حکومت اسلام کی کوئی خدمت نہیں کر رہی ۔ جناب والا ! میں یہ بتانا چاہتا ہوں کہ یہ موجودہ حکومت کا کارنامہ تھا جو 72ء میں ایک عبوری اسلامی آئین کا ڈھانچہ متفقہ طور پر تیار ہوا ۔ اور یہ بہت ضروری تھا بلکہ یہ ہماری پارٹی کا بنیادی اور پہلا اصول ہے کہ اسلام ہمارا دین ہے اور اس اسلام کی خاطر ہم تن من دھن سب کچھ قربان کر سکتے ہیں ۔ جناب والا ! انشاءاللہ ، انشاءاللہ ۔ سرورِ کائنات ۔ فخرِ موجودات ۔ رحمت الالعالمین ۔ ختم

المرسلین ۔ سرکار دوعالم حضرت محمد الرسول اللہ علیہ وسلم کے اسلام کے لئے ہم سب کچھ دینے کے لئے تیار ہیں ۔ ہم باتیں نہیں کرتے ، ہم بلند بانگ دعوے نہیں کرتے ، ہم عمل کرتے ہیں ۔ شاعر مشرق علامہ اقبال نے کہا تھا :

عمل سے زندگی بنتی ہے جنت بھی جہنم بھی
یہ خاکی اپنی فطرت میں نہ نوری ہے نہ ناری ہے

جناب والا ! عمل کا اس سے اندازہ ہو سکتا ہے ۔ ہمارے وزیر تعلیم جناب ڈاکٹر عبدالخالق نے دو تین بار اشارہ بھی کیا لیکن انہیں روک دیا گیا ۔ لیکن میں کہتا ہوں کہ جس چیز کی بنیاد مضبوط ہو وہ بعد میں پھل پھول دیتی ہے ۔ 1972ء میں اسلام کی بنیاد مضبوط کی گئی ۔ اسلام کی مضبوط بنیاد کی وجہ سے بعد میں واقعات رونما ہونے سب سے پہلے اسلامی کانفرنس کو لے لیجئے ۔ اس میں ہمارے قائد اور موجودہ حکومت نے مسلمانوں کو اکٹھا کیا ۔ شاعر ملت کا بھی حکم ہے :

ایک ہی صف میں کھڑے ہو گئے محمود و ایاز
نہ کوئی بندہ رہا نہ کوئی بندہ نواز

سید تابش الوری : اسلامی کانفرنس تو 1972ء میں نہیں ہوئی تھی ۔

مسٹر سپیکر : وہ کہہ رہے ہیں کہ یہ 1972ء کا نتیجہ تھی ۔

قاضی محمد اسماعیل جاوید : جس چیز کی بنیاد مضبوط ہوتی ہے ۔ سب سے پہلے ہم نے اسلام کی طرف توجہ دی ۔ یہی وجہ ہے کہ اسلامی کانفرنس منعقد ہوئی ۔ اور اس کے انعقاد کا سب سے بڑا سہرا جناب ذوالفقار علی بھٹو کے سر ہے ۔

مسٹر سپیکر : آپ کی باقی تقریر کل ہو گی ۔

The House is adjourned till 8.30 a.m. tomorrom.

(اسمبلی کا اجلاس 3 اکتوبر 1974ء بروز جمعرات ساڑھے آٹھ بجے صبح تک کے لئے ملتوی ہو گیا ۔)

صوبائی اسمبلی پنجاب

صوبائی اسمبلی پنجاب کا بارھواں اجلاس

جمعرات 13 اکتوبر 1974ء
(پنج شنبہ 16 رمضان المبارک 1394ھ)

اسمبلی کا اجلاس اسمبلی چیمبر لاہور میں ساڑھے آٹھ بجے صبح منعقد ہوا۔ میسٹر سپیکر رفیق احمد شیخ، کرسی صدارت پر متمکن ہوئے۔

تلاوت قرآن پاک اور اس کا اردو ترجمہ قاری اسمبلی نے پیش کیا۔

بِسْمِ اللّٰهِ الرَّحْمٰنِ الرَّحِيْمِ

سَابِقُوْٓا اِلٰى مَغْفِرَةٍ مِّنْ رَّبِّكُمْ وَجَنَّةٍ عَرْضُهَا كَعَرْضِ السَّمَآءِ وَالْاَرْضِ اُعِدَّتْ لِلَّذِيْنَ اٰمَنُوْا بِاللّٰهِ وَرُسُلِهٖ ذٰلِكَ فَضْلُ اللّٰهِ يُؤْتِيْهِ مَنْ يَّشَآءُ وَاللّٰهُ ذُو الْفَضْلِ الْعَظِيْمِ ۝ مَآ اَصَابَ مِنْ مُّصِيْبَةٍ فِى الْاَرْضِ وَلَا فِىْٓ اَنْفُسِكُمْ اِلَّا فِىْ كِتٰبٍ مِّنْ قَبْلِ اَنْ نَّبْرَاَهَا ۭ اِنَّ ذٰلِكَ عَلَى اللّٰهِ يَسِيْرٌ ۝ لِّكَيْلَا تَاْسَوْا عَلٰى مَا فَاتَكُمْ وَلَا تَفْرَحُوْا بِمَآ اٰتٰىكُمْ ۭ وَاللّٰهُ لَا يُحِبُّ كُلَّ مُخْتَالٍ فَخُوْرِ ۝

پارہ ۲۷ س ۵۷ رکوع ۱۹ ایات ۲۱ تا ۲۳

(میرے بندو) اپنے پروردگار کی بخشش کی طرف اور اس جنت کی طرف دوڑو جس کا عرض آسمان اور زمین کے عرض کا سا ہے اور جو ان لوگوں کے لئے طیار تیار کی گئی ہے جو اللہ اور اس کے پیغمبروں پر ایمان رکھتے ہیں۔ یہ اللہ کا فضل ہے جسے چاہے عطا فرمائے اور اللہ بڑے فضل (وکرم) کا مالک ہے کوئی مصیبت ملک پر اور خود تم پر نہیں آتی مگر پیشتر اس کے کہ ہم اسکو پیدا کریں ایک کتاب میں مندرج ہے۔ اور یہ کام اللہ کو آسان ہے تاکہ جانے والی چیز کا تم غم نہ کرو اور جو اس نے تم کو عطا کی ہو اس پر بے تحاشہ خوش نہ ہو۔ کیونکہ اللہ کسی بھی اترانے والے اور فخر و بڑائی کرنے کو پسند نہیں کرتا۔

وما علینا الا البلاغ

اراکین اسمبلی کی رخصت

مسٹر محمد انور علی بٹ

سیکرٹری اسمبلی : مندرجہ ذیل درخواست مسٹر محمد انور علی ممبر صوبائی اسمبلی کی طرف سے موصول ہوئی ہے :

گذارش ہے ۔ کہ میں مورخہ 17-7-74 کو سٹینڈنگ کمیٹی ہوم آفیئرز کی میٹنگ میں شمولیت نہ کر سکا ۔ چونکہ میں کراچی گیا ہوا تھا ۔ لہذا اس دن کی رخصت منظور فرمائی جائے ۔

مسٹر سپیکر : سوال یہ ہے :

کہ مطلوبہ رخصت منظور کر دی جائے

(تحریک منظور کی گئی)

ملک محمد مظفر خان

سیکرٹری اسمبلی : مندرجہ ذیل درخواست ملک محمد مظفر خان صاحب ممبر صوبائی اسمبلی کی طرف سے موصول ہوئی ہے :

گزارش ہے ۔ کہ میں لوکل گورنمنٹ منعقدہ 18-7-74 کی میٹنگ میں شمولیت نہ کر سکا ، چونکہ کاغان گیا ہوا تھا ۔ اس دن کی رخصت منظور فرمائی جائے ۔

مسٹر سپیکر : سوال یہ ہے :

کہ مطلوبہ رخصت منظور کر دی جائے

(تحریک منظور کی گئی)

ایچ ۔ ایس ۔ اسلام الدین

سیکرٹری اسمبلی : مندرجہ ذیل درخواست ایچ ۔ ایس ۔ اسلام الدین صاحب ممبر صوبائی اسمبلی کی طرف سے موصول ہوئی ہے :

میری طبیعت خراب ہے جس کی وجہ سے آج مورخہ 2-8-74 کو استحقاق کمیٹی کی میٹنگ میں شریک ہونے سے قاصر ہوں ۔ حسب قاعدہ ایک یوم کی رخصت منظور فرما کر ممنون فرمائیں ۔

مسٹر سپیکر : سوال یہ ہے :

کہ مطلوبہ رخصت منظور کر دی جائے

(تحریک منظور کی گئی)

ایچ ۔ ایس اسلام الدین

سیکرٹری اسمبلی : مندرجہ ذیل درخواست ایچ ۔ ایس ۔ اسلام الدین صاحب ممبر صوبائی اسمبلی کی طرف سے موصول ہوئی ہے :

آج مورخہ 24-7-74 کو استحقاق کمیٹی کی میٹنگ ہونے والی ہے ۔ لیکن میں تندرست نہ ہونے کی وجہ سے حاضر نہیں ہو سکوں گا ۔ براہ کرم آج ایک یوم کی رخصت حسب قاعدہ منظور فرمائیں ۔

مسٹر سپیکر : سوال یہ ہے :

کہ مطلوبہ رخصت منظور کر دی جائے

(تحریک منظور کی گئی)

مخدوم زادہ سید حسن محمود

سیکرٹری اسمبلی : مندرجہ ذیل درخواست مخدوم زادہ سید حسن محمود صاحب ممبر صوبائی اسمبلی کی طرف سے موصول ہوئی ہے :

Due to unavoidable circumstances I could not attend the meeting of Public Accounts Committee held on 29-8-74. Leave may kindly be granted to me by the House.

مسٹر سپیکر : سوال یہ ہے :

کہ مطلوبہ رخصت منظور کر دی جائے

(تحریک منظور کی گئی)

مسٹر خالد نواز خاں وٹو

سیکرٹری اسمبلی : مندرجہ ذیل درخواست مسٹر خالد نواز خاں وٹو ممبر صوبائی اسمبلی کی طرف سے موصول ہوئی ہے :

Due to indisposition cannot attend Session. Therefore House may be requested to grant me leave for 1st, 2nd and 3rd October.

مسٹر سپیکر : سوال یہ ہے :

کہ مطلوبہ رخصت منظور کر دی جائے

(تحریک منظور کی گئی)

مسٹر تاج محمد خانزادہ

سیکرٹری اسمبلی : مندرجہ ذیل درخواست مسٹر تاج محمد خانزادہ ممبر صوبائی اسمبلی کی طرف سے موصول ہوئی ہے :

I could not atted meetings of the Standing Committee on Land and Parliamentary Affairs held on 25-7-74 & 8-8-74. Leave for the said date may please be granted to me and oblige.

مسٹر سپیکر : سوال یہ ہے :

کہ مطلوبہ رخصت منظور کر دی جائے

(تحریک منظور کی گئی)

ملک فتح خان

سیکرٹری اسمبلی : مندرجہ ذیل درخواست ملک فتح خان صاحب ممبر صوبائی اسمبلی کی طرف سے موصول ہوئی ہے :

I was un-able to attend Assembly Session on 1-10-74 because I was feeling un-well. Therefore you are requested to kindly grant me leave for the said date.

Thanking you.

مسٹر سپیکر : سوال یہ ہے :

کہ مطلوبہ رخصت منظور کر دی جائے

(تحریک منظور کی گئی)

چوہدری فرزند علی

سیکرٹری اسمبلی : مندرجہ ذیل درخواست چوہدری فرزند علی صاحب ممبر صوبائی اسمبلی کی طرف سے موصول ہوئی ہے :

گزارش ہے ۔ کہ اطلاع نہ ملنے کی وجہ سے میں رولز آف پروسیجر کی میٹنگ منعقدہ 10-7-74 میں شرکت نہ کر سکا ۔ اس لئے اس روز کی رخصت عنایت فرمائی جائے ۔

مسٹر سپیکر : سوال یہ ہے :

کہ مطلوبہ رخصت منظور کر دی جائے

(تحریک منظور کی گئی)

مسٹر تاج محمد خانزادہ

سیکرٹری اسمبلی : مندرجہ ذیل درخواست مسٹر تاج محمد خانزادہ ممبر صوبائی اسمبلی کی طرف سے موصول ہوئی ہے :

I could not attend the Assembly Session held from 14-6-74 to 20-6-74 due to unavoidable circumstances. Leave for these days may please be granted to me and oblige. Thanks.

مسٹر سپیکر : سوال یہ ہے :

کہ مطلوبہ رخصت منظور کر دی جائے

(تحریک منظور کی گئی)

نوابزادہ محمد خان خاکوانی

سیکرٹری اسمبلی : مندرجہ ذیل درخواست نوابزادہ محمد خان صاحب خاکوانی ممبر صوبائی اسمبلی کی طرف سے موصول ہوئی ہے :

گزارش ہے ۔ کہ میں مورخہ 3-6-74 تا 7-6-74 اور 24-6-74 تا 27-6-74 اسمبلی اجلاس میں شرکت نہ کر سکا ان ایام کی رخصت منظور فرمائی جائے۔

مسٹر سپیکر : سوال یہ ہے :

کہ مطلوبہ رخصت منظور کر دی جائے

(تحریک منظور کی گئی)

چوہدری عبدالغنی

سیکرٹری اسمبلی : مندرجہ ذیل درخواست چوہدری عبدالغنی صاحب ممبر صوبائی اسمبلی کی طرف سے موصول ہوئی ہے :

مورخہ 7-8-74 کی بارش کمیٹی میٹنگ میں بوجہ بیماری حاضر نہیں ہو سکا ۔ براہ مہربانی رخصت منظور فرمائی جائے۔

مسٹر سپیکر : سوال یہ ہے :

کہ مطلوبہ رخصت منظور کر دی جائے

(تحریک منظور کی گئی)

مسٹر احمد بخش تہیم

سیکرٹری اسمبلی : مندرجہ ذیل درخواست مسٹر احمد بخش تہیم صاحب ممبر صوبائی اسمبلی کی طرف سے موصول ہوئی ہے ۔

ملتمس ہوں کہ مورخہ 22-7-74 ۔ 29-7-74 ۔ 6-8-74 ۔ 12-8-74 اور 27-8-74 کی رخصت عنایت فرمائی جائے ۔

مسٹر سپیکر : سوال یہ ہے :

کہ مطلوبہ رخصت منظور کر دی جائے

(تحریک منظور کی گئی)

مسٹر محمد اشرف

سیکرٹری اسمبلی : مندرجہ ذیل درخواست مسٹر محمد اشرف ممبر صوبائی اسمبلی کی طرف سے موصول ہوئی ہے :

گزارش ہے ۔ کہ میں مورخہ 7-8-74 کو ریولیو کی کمیٹی میٹنگ میں شرکت نہ کر سکا ۔ براہ مہربانی اس دن کی رخصت منظور فرمائی جائے ۔

مسٹر سپیکر : سوال یہ ہے :

کہ مطلوبہ رخصت منظور کر دی جائے

(تحریک منظور کی گئی)

ملک محمد مظفر خان

سیکرٹری اسمبلی : مندرجہ ذیل درخواست ملک محمد مظفر خان صاحب ممبر صوبائی اسمبلی کی طرف سے موصول ہوئی ہے :

گزارش ہے کہ میں مورخہ 74-8-16 کو لوکل گورنمنٹ کی کمیٹی میٹنگ میں شمولیت نہ کر سکا ۔ اس دن کی رخصت عنایت فرمائی جائے۔ کیونکہ چیف منسٹر صاحب میرے حلقہ میں 16 تاریخ تشریف لے گئے تھے ۔

مسٹر سپیکر : سوال یہ ہے :

کہ مطلوبہ رخصت منظور کر دی جائے

(تحریک منظور کی گئی)

میاں سردار احمد اویسی

سیکرٹری اسمبلی : مندرجہ ذیل درخواست میاں سردار احمد اویسی صاحب ممبر صوبائی اسمبلی کی طرف سے موصول ہوئی ہے ۔

گزارش ہے کہ میں مورخہ 74-7-8 کو ہاؤس کمیٹی کی میٹنگ میں شمولیت نہ کر سکا ۔ کیونکہ مجھے بر وقت اطلاع نہیں مل سکی تھی ۔ اس دن کی رخصت منظور فرمائی جائے ۔

مسٹر سپیکر : سوال یہ ہے :

کہ مطلوبہ رخصت منظور کر دی جائے

(تحریک منظور کی گئی)

میاں محمد رفیع

سیکرٹری اسمبلی : مندرجہ ذیل درخواست میاں محمد رفیع صاحب ممبر صوبائی اسمبلی کی طرف سے موصول ہوئی ہے ۔

گزارش ہے کہ کمیٹی میٹنگ 74-7-17 کا ایجنڈا بروقت نہ ملنے کی وجہ سے میٹنگ میں شمولیت نہ کر سکا ۔ اس دن کی رخصت منظور فرمائی جائے ۔

مسٹر سپیکر : سوال یہ ہے :

کہ مطلوبہ رخصت منظور کر دی جائے

(تحریک منظور کی گئی)

خان منور خان

سیکرٹری اسمبلی : مندرجہ ذیل درخواست خان منور خان صاحب ممبر صوبائی اسمبلی کی طرف سے موصول ہوئی ہے :

گزارش ہے کہ میں مورخہ 74-7-17 ۔ 74-8-1 اور 74-8-21 بوم آفیئر کی کمیٹی میٹنگ میں بوجہ صحت کی خرابی شمولیت نہ کر سکا ۔ براہ مہربانی ان ایام کی رخصت دی جائے ۔

مسٹر سپیکر : سوال یہ ہے :

کہ مطلوبہ رخصت منظور کر دی جائے

(تحریک منظور کی گئی)

چوہدری محمد اسلم خان

سیکرٹری اسمبلی : مندرجہ ذیل درخواست چوہدری محمد اسلم خان صاحب ممبر صوبائی اسمبلی کی طرف سے موصول ہوئی ہے :

گزارش ہے کہ میں بوجہ بیمار ہونے کے ہاؤس کمیٹی 74-8-7 کی میٹنگ میں حاضر نہیں ہو سکا۔ اس لئے ایک دن کی رخصت عطا کی جائے۔

مسٹر سپیکر : سوال یہ ہے :

کہ مطلوبہ رخصت منظور کر دی جائے

(تحریک منظور کی گئی)

مسٹر نذر حسین منصور

سیکرٹری اسمبلی : مندرجہ ذیل درخواست مسٹر نذر حسین منصور ممبر صوبائی اسمبلی کی طرف سے موصول ہوئی ہے :

گزارش ہے میں مورخہ 74-8-8 اور 74-8-15 کو لاء اینڈ پارلیمنٹری آفیئرز کی کمیٹی میٹنگ میں شمولیت نہ کر سکا۔ ان ایام کی رخصت منظور فرمائی جائے۔

مسٹر سپیکر : سوال یہ ہے :

کہ مطلوبہ رخصت منظور کر دی جائے

(تحریک منظور کی گئی)

رب نواز خاں کھتران

سیکرٹری اسمبلی : مندرجہ ذیل درخواست رب نواز خان کھتران صاحب ممبر صوبائی اسمبلی کی طرف سے موصول ہوئی ہے :

گزارش ہے کہ میں مورخہ 16-7-74 کو اتفارمیشن کی میٹنگ میں شمولیت نہ کر سکا۔ براہ کرم اس دن کی رخصت منظور فرمائی جائے۔

مسٹر سپیکر : سوال یہ ہے :

کہ مطلوبہ رخصت منظور کر دی جائے

(تحریک منظور کی گئی)

مخدوم زادہ سید ارشاد حسین شاہ

سیکرٹری اسمبلی : مندرجہ ذیل درخواست مخدوم زادہ سید ارشاد حسین شاہ صاحب ممبر صوبائی اسمبلی کی طرف سے موصول ہوئی ہے :

میں مورخہ 16 جولائی 74ء کو اتفارمیشن کی کمیٹی میٹنگ میں بوجہ بیماری حاضر نہ ہو سکا تھا۔ رخصت عطا فرمائی جائے۔

مسٹر سپیکر : سوال یہ ہے :

کہ مطلوبہ رخصت منظور کر دی جائے

(تحریک منظور کی گئی)

وزیر اعلیٰ : جناب والا ! میں تجویز کرتا ہوں کہ مرحوم نورالامین صاحب کی وفات پر اس ایوان کی جانب سے ایک متفقہ قرارداد پیش کی جائے اور انہیں ایصال ثواب کے لئے ایک منٹ کی خاموشی اختیار کی جائے اور فاتحہ پڑھی جائے۔

خان امیر عبداللہ خان روکڑی : میں اس تجویز سے اتفاق کرتا ہوں۔ لیکن بہتر یہ ہو گا کہ خاموشی کی بجائے دعا فاتحہ کہی جائے۔

وزیر اعلیٰ : دعا بھی پڑھی جا سکتی ہے لیکن پہلے ان کی تدفین ہو جائے۔

مسٹر سپیکر : دعا تو تدفین سے پہلے بھی پڑھی جا سکتی ہے۔

وزیر اعلیٰ : اس صورت میں مناسب یہ ہو گا کہ ہم آج اجلاس ختم ہونے سے پہلے آپس میں مل کر ایک متفقہ قرارداد آپ کی خدمت میں پیش کر دیں اور ایصال ثواب بھی کریں گے۔

خان امیر عبداللہ خان روکڑی : جناب والا ! میں تھوڑی سی ترمیم چاہتا ہوں اگر قائد حزب اقتدار میرے ساتھ اتفاق کریں۔ ہمارے ملک میں ایک ایسی اہم شخصیت کی وفات ہوئی ہے جو قائد اعظم مرحوم کے پہلے تین چار ساتھیوں میں سے ایک تھے اور اتفاق سے وہ یہاں رہ گئے تھے اور اس المیہ میں جب مشرقی پاکستان ہم سے علیحدہ ہوا تو انہوں نے آخر دم تک اور مرتے دم تک پاکستان کو تسلیم کئے رکھا۔ تو اگر قائد حزب اقتدار میرے ساتھ اتفاق کریں تو میری تجویز یہ ہے کہ کم از کم ایک گھنٹے کے لئے اجلاس ملتوی کیا جائے۔

چوہدری محمد انور سمہ : ایک دن کے لئے ملتوی کر دیں۔

خان امیر عبداللہ خان روکڑی : اگر ایک دن کے لئے ملتوی کر دیا جائے تو زیادہ بہتر ہو گا ورنہ ایک گھنٹے کے لئے اجلاس ملتوی کر دیا جائے تاکہ ہمارے مشرقی پاکستان کے بھائیوں کو معلوم ہو جائے کہ مغربی پاکستان کے لوگوں کو ابھی تک مشرقی پاکستان سے اسی طرح محبت ہے جس طرح پہلے تھی۔

مسٹر سپیکر : اس کا مطلب یہ ہے کہ ہم آج کا اجلاس ایک گھنٹہ پہلے ملتوی کر دیں یعنی بجائے ایک بجے کے بارہ بجے اجلاس ملتوی کر دیں ۔

وزیر اعلیٰ : یہ زیادہ بہتر ہے ۔

مسٹر سپیکر : قائد حزب اقتدار نے یہ فرمایا ہے کہ متفقہ قرارداد آج ہو جائے اور دعاء فاتحہ کل پڑھ لیں گے ۔

خان امیر عبداللہ خان روکڑی : لھیک ہے ۔

مسئلہ استحقاق

مسٹر سپیکر : اب میں تحریک ہائے استحقاق لیتا ہوں ۔ رانا پھول محمد خان کی تحریک استحقاق نمبر 61 ہے رانا صاحب ، آپ پڑھیں گے یا میں پڑھدوں ۔

رانا پھول محمد خان : میرے پاس کاپی نہیں ہے ۔ میں نے تو لکھ کر آپ کو دے دی تھی ۔ آپ ہی پڑھ دیں ۔

مسٹر سپیکر : رولز کے مطابق کچھ تو مجھے بھی پڑھنے کا شرف حاصل ہوتا ہے ۔ مگر کچھ چیزیں آپ کو بھی پڑھنے کا حق ہے ۔ بہر حال میں اسے پڑھے دیتا ہوں ۔

سیکرٹری محکمہ انہار کی طرف سے ممبران صوبائی اسمبلی کے بارے میں نازیبا کلمات

مسٹر سپیکر : رانا پھول محمد خان حال ہی میں وقوع پذیر ہونے والے ایک خاص اہمیت کے حامل واضح مسئلے کو زیر بحث لانے کے لئے تحریک استحقاق پیش کرتے ہیں ۔ مسئلہ یہ ہے کہ مورخہ 9 ستمبر 1974ء کو میں اپنے علاقے کے لوگوں کے ایک وفد کے ہمراہ ایک نہایت ضروری مسئلے کے سلسلے میں سیکرٹری صاحب انہار پنجاب کو ملنے کے لئے ان کے دفتر گیا ۔ ان کے پی ۔ اے نے انہیں اس بارے میں ٹیلیفون پر اطلاع دی مگر انہوں نے

ملنے سے انکار کر دیا ۔ میں نے انہی کے ٹیلیفون پر ان سے درخواست کی کہ صرف دو منٹ وقت دے دیں تاکہ ان لوگوں کے جائز مسائل آپ کے گوش گزار کر سکیں ۔ اس پر سیکرٹری صاحب نے ممبران اسمبلی کے بارے میں نازیبا کلمات کہنے شروع کر دیئے اور کہا کہ یہ اسمبلیاں ڈھونگ ہیں اور انسان کے پاس اتنا وقت نہیں ہے کہ آپ لوگوں کو ملیں ۔ عوام کو کوئی تکلیف ہے تو دورہ کے وقت ہمیں مل سکتے ہیں آپ کو ان کے ساتھ آنے کی ضرورت نہیں ہے ۔ یہ کہہ کر انہوں نے ٹیلیفون بند کر دیا اور ہمیں بغیر ملاقات کے واپس آنا پڑا ۔ سیکرٹری صاحب کے ان الفاظ سے جو انہوں نے آئین کے تحت قائم کردہ اسمبلیوں اور منتخب شدہ ارکان کے بارے میں کہے اس سے اس ایوان اور میرے وقار کی پامالی ہوئی ہے ۔

وزیر قانون وپارلمانی امور : جناب والا ! اسے برائے مناسب کارروائی متعلقہ کمیٹی کو بھیج دیا جائے ۔

Mr. Speaker : It is referred to the Committee on Privileges. The report to come within a month.

مرزا طاہر بیگ : پوائنٹ آف آرڈر ۔ جناب والا ! یہ مسئلہ ایسا ہے کہ پہلے فوری طور پر سیکرٹری صاحب کو معطل کیا جائے اور اس کے بعد اس تحریک کو استحقاق کمیٹی میں بھیجا جائے ۔

وزیر قانون و پارلمانی امور : جناب والا ! یہ مسئلہ ہو چکا ہے اور آپ نے announce کر دیا ہے ۔ اس پر کوئی پوائنٹ آف آرڈر نہیں ہو سکتا ۔

مسٹر سپیکر : یہ پوائنٹ آرڈر تو نہ تھا لیکن مرزا صاحب آپ اس کو ایک تحریک کی صورت میں پیش کر سکتے تھے ۔

I am sorry that you are a bit late.

ایک تحریک استحقاق اور ہے ۔ ایڈوکیٹ جنرل صاحب تشریف لائے ہوئے ہیں ۔ کیا اس تحریک کی نقل آپ کو مل گئی ہے ۔

Advocate General : Not yet Sir.

مسٹر سپیکر : آپ نے صرف ریڈیو اور ٹیلی وژن پر ہی تو نہیں سنا کہیں ؟

Advocate General : I stayed to find out which date will suit to this august House.

مسٹر سپیکر : اس سلسلے میں میں نے اپنا ایک نوٹ تیار کیا ہے ۔ وہ میں پڑھ دیتا ہوں تاکہ آپ کو exactly پتا چل جائے جب آپ debates پڑھیں گے تو آپ کو زیادہ واضح پتا چل جائے گا ۔ بہرحال میں نے ایک سمری تیار کی ہے کہ What is the point raised in this privilege motion تحریک استحقاق کے الفاظ یہ ہیں :

مسٹر سپیکر : سید قابش الوری حال ہی میں وقوع پذیر ہونے والے ایک اہم اور خاص مسئلے پر بحث کرنے کے لئے تحریک استحقاق پیش کرتے ہیں ۔ مسئلہ یہ ہے کہ حال ہی میں جناب گورنر پنجاب نے قواعد انضباط کار صوبائی اسمبلی میں ترامیم کر کے ، پارلیمانی سیکرٹری کے لئے ایوان کی کارروائی میں حصہ لینے ، سرکاری بل پیش کرنے اور انہیں عام ارکان اسمبلی سے زیادہ تقریر کا وقت دینے کی خاطر امتیازی استحقاق بخشا ہے ، جب کہ اس وقت تک پارلیمانی سیکرٹری کے عہدے کی تخلیق نہ تو آئین میں موجود ہے اور نہ اس مقصد کے لئے اب تک کوئی قانون وضع کیا گیا ہے جس کے تحت ان کے تقرر کے اختیار یا ان کی اہلیت کے معیار کے بارے میں وضاحت و صراحت کی گئی ہو ۔ الدریں حالات قواعد انضباط کار صوبائی اسمبلی میں حالیہ ترامیم اور پارلیمانی سیکرٹریوں کا تقرر خلاف آئین و ضوابط ہے اور اس معزز ایوان کی باضابطہ کارروائی میں صریحاً بے جا مداخلت کے مترادف ہے ۔ جس سے اس ایوان کا انفرادی و اجتماعی استحقاق مجروح ہوا ہے ۔

اس پر کل کوئی تیس منٹ تک بحث ہوئی ۔ چونکہ میں کسی حتمی رائے پر نہیں پہنچا تھا ۔

Therefore I soght the assistance of some of the members and they assisted me.

وہ آپ کو سیکرٹری صاحب بھی پہنچا دیں گے ۔ بہرحال میں نے اپنے نوٹس میں ایک خلاصہ تیار کیا ہے جو میں اس وقت لکھ رہا تھا ۔

I will send this note to you as well.

یہ میں نے رف لکھا ہوا ہے۔

Article 260 of the Constitution gives definitions of the various expressions used in it. Expression "Service of Pakistan" does not include service as Speaker, Deputy Speaker, Chairman, Deputy Chairman, Prime Minister, Federal Minister, Minister of State, Chief Provincial Minister, Attorney General, Parliamentary Secretary or a Member of a House or a Provincial Assembly.

The assertion of the mover and the Members supporting him is that in Article 260, holder of the office of Parliamentary Secretary has been saved from certain consequences which would have normally flowed from the effect of the Constitution. The contention of the mover appears to be that there is no office in existence which can be termed as "Parliamentary Secretary" and there being no law by which the office of the Parliamentary Secretary is created, how is it that a Member has been distinguished as such in the rules of Procedure. It is further asserted that a Parliamentary Secretary has been given certain rights and duties which amounts to discrimination against other Members. It is also asserted that in the absence of either a constitutional provision creating the office of Parliamentary Secretary or an enactment doing the same, Article 67 read with Article 127 of the Constitution does not give any authority to the Governor to frame a rule which would discriminate, without reasonable cause, between the various Members so far as time limit for speech under Rule 72 of the Rules of Procedure and other matters are concerned.

وزیر قانون اور محرک دونوں بیٹھے ہوئے ہیں۔ وہ بتائیں گے

what date they would like to have on any working day.

وزیر قانون و پارلیمانی امور : میرے خیال میں ایڈوکیٹ جنرل صاحب کو مناسب وقت دینا چاہئے - ان سے ہی پوچھا جائے کہ کب تک یہ تیاری کر سکتے ہیں ؟

Advocate General : Monday or Tuesday.

Minister for Law : Tuesday.

Mr. Speaker ; Alright let it be Tuesday. It would be near about 9.00 a.m. Now we go on to adjournment motions.

اگر ایڈووکیٹ صاحب اب بیٹھنا چاہتے ہیں تو he is entitled to this میں یہ نہیں کہہ رہا کہ آپ چلے جائیں But whenever he feels that he would like to go, he is free.

تحاریک التوائے کار

مسٹر سپیکر : ڈاکٹر عبدالخالق صاحب ! یہ تحریک التوا نمبر 18 ہے ، قصابوں کے متعلق -

وزیر صنعت : جناب والا ! کیا آپ اسے پہلے پڑھیں گے ؟

مسٹر سپیکر : کل سے تین مرتبہ تو اس کو پڑھ چکے ہیں - ویسے آپ کے پاس اس کی کاپی موجود ہے ؟

وزیر صنعت : جی ہاں - میرے پاس ہے -

Mr. Speaker : Then every member knows this and at least he is supposed to know.

وزیر صنعت : جناب والا ! چلے جو ساڑھے سات روپے فی سیر گوشت کی قیمت مقرر کی گئی تھی اس حکم کو ایڈوکیٹ جنرل صاحب کی ہدایت پر واپس لے لیا گیا کیونکہ قصابوں نے عدالت میں اپنا پوائنٹ اٹھایا تھا جس کی وجہ سے حکومت نے محسوس کیا کہ اس حکم کو واپس لے لینا

چاہئے اس کے بعد جس طرح اور چیزوں کی قیمتیں بڑھی ہیں اب جب کہ ڈپٹی کمشنر صاحب نے نئی قیمت مقرر کی ہے اور اس میں یہ خیال رکھا گیا ہے کہ وہ حقیقت پسندانہ قیمت ہو ، تو موجودہ حالات کے مطابق ہم سمجھتے ہیں کہ دس روپے فی سیر ایسی قیمت ہے جو حقیقت پسندانہ ہے اور اسے ڈپٹی کمشنر صاحب اپنے مجسٹریٹوں کے ذریعے enforce کرائیں گے - اس لئے میں نہیں سمجھتا کہ اب اضطراب کی کوئی وجہ باقی رہ جائے۔

خان امیر عبداللہ خان روکڑی : پوائنٹ آف الفارمیشن - اگر خدانخواستہ وہ دوبارہ کورٹ میں چلے جائیں اور ایڈوکیٹ جنرل صاحب پھر یہ ہدایت کر دیں تو پھر گوشت کی کیا پوزیشن ہو گی ؟

Mr. Speaker : If Law Department will agree to this. It is disposed of accordingly تو واپس لے لیں گے - اس میں تو کوئی ایسا مسئلہ نہیں ہے -

خان امیر عبداللہ خان روکڑی : جناب والا ! مجھے الفارمیشن نہیں ملی -

وزیر صنعت : میں نے عرض کی ہے کہ قانونی سد باب کیا جائے گا -

چوہدری امان اللہ لک : جناب والا ! اس ضمن میں میں یہ گزارش کرنی چاہتا ہوں - - - -

Mr. Speaker : It has been disposed of accordingly. You would like to know what the Minister has to say in the matter. He has made a statement and the matter is accordingly disposed of. Now we go on to No. 21.

چوہدری امان اللہ لک : میں تو ایک وضاحت چاہتا تھا جناب والا ! آپ نے تو فرما دیا ہے - ابھی اس حصے کا جواب انہوں نے نہیں دیا - - -

Mr. Speaker : It is not an occasion for such polemics.

چوہدری امان اللہ لک : کون سا occasion ہو گا جناب جب کسی اور occasion پر جائیں گے یا اسی وقت ؟

Mr. Speaker : You better study the rules please.

جنرل بس سٹینڈ بادامی باغ پر جرائم پیشہ افراد کے خلاف پولیس کی طرف سے چلائی گئی مہم میں ناکامی

مسٹر سپیکر : چوہدری امان اللہ لک یہ تحریک پیش کرنے کی اجازت طلب کرتے ہیں کہ اہمیت عامہ رکھنے والے ایک اہم اور فوری مسئلہ کو زیر بحث لانے کے لئے اسمبلی کی کارروائی ملتوی کی جائے ۔ مسئلہ یہ ہے کہ روز نامہ مشرق 22 ستمبر 1974ء میں شائع شدہ خبر کے مطابق جنرل بس سٹینڈ بادامی باغ ۔ ۔ ۔ ۔

چوہدری امان اللہ لک : میرے پاس اس کی کاپی نہیں ہے ۔

مسٹر سپیکر : یہ تو بڑے ظلم کی بات ہے کہ فاضل اراکین جن کی یہ موشن ہوتی ہے وہ اپنے پاس نقول بھی نہیں رکھتے ۔ کل بھی مجھے اس میں بڑی تکلیف ہوئی کہ وہ پڑھا نہیں جاتا تھا ۔

چوہدری امان اللہ لک : آج کے لئے تو یہ دقت برداشت فرمالیں کل یہ رکھ لیں گے ۔

مسٹر سپیکر : اس سے آگے میں پڑھ دیتا ہوں ۔ جرائم پیشہ افراد کا اڈا بنا ہوا ہے ۔ جہاں ہزاروں افراد روزانہ آتے جاتے ہیں ۔ سماج دشمن عناصر کے رحم و کرم پر ہوتے ہیں جو خواتین سے چھیڑ خوانی کرتے ہیں ۔ جیب تراشوں کی سرپرستی کرتے ہیں ۔ اور ہاکروں کی غنڈہ گردی کی پشت پناہی کرتے ہیں ۔ پولیس بس سٹینڈ کے غنڈوں کے خلاف مہم میں ناکام ہو چکی ہے ۔ اس خبر سے با عزت عوام میں غم و غصہ پایا جاتا ہے ۔

وزیر اعلیٰ : جناب والا ! بادامی باغ بس سٹینڈ کے سلسلے میں جو کچھ اس تحریک التواء میں کہا گیا ہے وہ بڑی حد تک درست تھا ۔ لیکن یہ بات حکومت کے نوٹس میں جب بھی آئی اس کے بعد میں نے خود جنرل بس سٹینڈ کا دورہ کیا ۔ میں نے اس میں گشت کر کے تمام حالات معلوم کئے ویسے بھی یہ میرے حلقہ نیابت میں آتا ہے اور اس کے بعد میں نے خاص طور پر ہدایات جاری کیں کہ بہتر انتظام کے لئے اور خاص طور پر

لوگوں کی جان و مال اور عزت و آبرو کی حفاظت کے لئے ایک مستقل پولیس چوکی قائم کر دی جائے۔ چنانچہ ایک ذمہ دار اور دیانت دار پولیس افسر کی تلاش کر کے اس کو وہاں تعینات کیا گیا ہے اور اسے وافر تعداد میں پولیس کی نفری بھی دی گئی ہے تاکہ وہاں نظم و نسق مناسب طریقے سے قائم رکھا جا سکے۔ اس کے علاوہ کارپوریشن کے ایک اچھے اونچے درجے کے افسر کو وہاں خاص طور پر مقرر کیا گیا ہے جس کی صرف اور صرف یہی ڈیوٹی ہوگی کہ وہ بادامی باغ بس سٹینڈ کا انتظام اور انصرام کرے۔ پھر میں نے وہاں دیکھا کہ وہاں صفائی نہیں ہے تو اس چیز کا بھی وہاں خاص طور پر اہتمام کیا گیا اور میں نے ہدایات جاری کیں کہ اگر ضرورت پڑے تو چند دن کے لئے پانچ سو ہزار آدمیوں کو ایک دم سے وہاں بھیجا جائے تاکہ یہاں اتنے عرصے سے جو صفائی نہیں ہے وہ بھی ہو جائے۔ چنانچہ یہ تینوں چاروں اقدامات اسی غرض سے کئے گئے ہیں کہ واقعی اس بس سٹینڈ کے بارے میں اس طرح کی کیفیت نہ ہو جس کا ذکر یہاں اس تحریک التواء میں کیا گیا۔ لیکن اب حالات بہت بہتر ہیں اور کیونکہ اس پر ہماری نظر ہے۔ اس لئے امید ہے کہ اور بھی زیادہ جلد اس میں بہتری کی صورت پیدا ہو جائے گی۔

چوہدری امان اللہ لک : میں جناب وزیر اعلیٰ سے مزید دریافت کروں گا کہ وہ غنڈہ عناصر جو غنڈہ گردی کے مرتکب ہو رہے ہیں کافی عرصے سے ان کو سختی سے کیوں نہیں پکڑا جاتا یا کچلا جاتا یہ تو ٹھیک ہے دائمی طور پر وہاں پولیس چوکی تعینات ہو چکی ہے۔

Mr. Speaker : Do you want due process of law or undue process of law ? That is the question which I asked yesterday. I can't permit the question at least in this Assembly which would suggest that the Government should proceed with undue process of law.

چوہدری امان اللہ لک : غنڈہ عناصر کو ختم کرنے کے لئے لاء موجود ہے اس کو نافذ کیا جائے۔ غنڈہ ایکٹ بھی موجود ہے وہاں ایک Process موجود ہے آپ بھی وکیل ہیں میں بھی وکیل ہوں۔

مسٹر سپیکر : انہوں نے کہا ہے کہ وہاں پولیس لگا دی گئی ہے وہ معروف عمل ہے اس کے بعد میں سمجھ نہیں سکا ہوں کہ اب اس میں آپ کیا چاہتے ہیں ۔

چوہدری امان اللہ لک : میں تو مزید وضاحت چاہتا تھا کہ غنڈہ عناصر کی جو لگرز وہاں موجود ہیں ان کو قابو کیا جائے ۔

وزیر اعلیٰ : جناب والا ! جس بات پر محترم لک صاحب کو اصرار ہے اس سلسلے میں بھی میں عرض کرنی چاہتا ہوں ۔ میں ان بزرگوار کا نام نہیں لینا چاہتا جو یہاں کے غنڈہ عناصر کے سربراہ ہیں لیکن آپ کی اطلاع کے لئے عرض کرتا ہوں کہ وہ بھی اس وقت جیل میں ہیں ۔ یہ الگ بات ہے کہ جیسے آپ نے فرمایا کوئی قانون کوئی دستور ہوگا جس کے تحت ہم کسی کو پکڑ سکتے ہیں بے شمار مرتبہ مجھ پر یہ پریشر ڈالا جاتا ہے کہ جی جیسے موسیٰ خان کے زمانے میں پولیس مقابلے میں غنڈوں کے متعلق کہا جاتا تھا اور ان کو مار دیا جاتا تھا آپ بھی ایسا کریں لیکن ہم ایسا کرنے کے لئے تیار نہیں ہیں ۔ اس کا ایک صحیح طریقہ یہی ہے کہ جب کوئی جرم کرے اور خود قانون کی زد میں آئے تو اس کے مطابق اس پر کارروائی کی جائے ۔ چنانچہ یہ کارروائی جاری ہے اور اس وقت بھی وہ صاحب جو اس علاقے اور خاص طور پر جنرل بس سٹینڈ کے سب سے بڑے مشہور فرد تھے اس ضمن میں وہ گرفتار ہیں اور ہم کسی طرح سے بھی کسی شخص کو بھی قانون سے بالا نہیں سمجھتے اس پر آج تک کسی نے ہاتھ نہیں ڈالا تھا اور یہ پہلی مرتبہ ہے کہ کئی مہینے سے بند ہے ۔ (نعرہ ہائے تحسین)

خان امیر عبداللہ خان روکڑی : پوائنٹ آف انفارمیشن چونکہ جناب وزیر اعلیٰ نے فرمایا ہے کہ پولیس کو یہ اختیار دے دیا گیا تھا ایئر مارشل نور خان کے زمانے میں ۔ ۔ ۔

آوازیں : موسیٰ خان کے زمانے میں ۔

خان امیر عبداللہ خان روکڑی : میں ان کے نوٹس میں یہ لانا چاہتا

ہوں کہ آج سے کچھ عرصہ پہلے بھی یہ واقعات ہوتے رہے ہیں اور پولیس مارتی رہی ہے یہ رواج بن چکا ہے اسے ختم کرنا چاہئے۔

وزیر اعلیٰ : یہ رواج ختم کر دیا گیا ہے۔

Mr. Taj Muhammad Khanzada : The Chief Minister has mentioned on the floor of the House that somebody who is sheltering this goonda element also happens to be a member.....

Mr. Speaker : He never said that.

Mr. Taj Muhammad Khanzada : Well, I am sorry.

Mr Speaker : In view of the statement of the Chief Minister the motion is not admitted. No, we go on to adjournment Motion No. 23. I don't see any incident involved in it but I was not very sure of that. Any how I will read it.

ربوہ میں قادیانیوں سے مرزا ناصر احمد کے خطاب اور سر ظفراللہ خان کے اخباری انٹرویو پر مسلمانوں کی طرف سے غم و غصہ کا اظہار

مسٹر سپیکر : چوہدری امان اللہ لک یہ تحریک پیش کرنے کی اجازت طلب کرتے ہیں کہ اہمیت عامہ رکھنے والے اہم اور فوری مسئلہ کو زیر بحث لانے کے لئے اسمبلی کی کارروائی ملتوی کی جائے۔ مسئلہ یہ ہے کہ روز نامہ وفاق مورخہ 23 ستمبر 1974ء میں شائع شدہ خبر کے مطابق 10 ستمبر جمعہ کے دن ربوہ میں قادیانیوں سے مرزا ناصر احمد کے خطاب اور سر ظفراللہ خان کے اخباری انٹرویو سے کہ قادیانیوں کو عنقریب خوشخبری ملے گی کسی سازش کی طرف اشارہ ہے۔ مرزائی بدستور اپنے باطل نظریات کی تبلیغ میں مصروف ہیں۔ ان کے مکانات میں اسلحہ کے خفیہ ذخائر موجود ہیں، اس خبر سے مسلمانوں میں غم و غصہ کی لہر دوڑ گئی۔

چوہدری صاحب اس میں واقعہ کیا ہے جس کی طرف آپ یہ چاہتے ہیں کہ اس تحریک التواء کو منظور کیا جائے اور اس کو اسمبلی میں زیر بحث لایا جائے ۔

چوہدری امان اللہ لک : میں صرف جناب اتنی استدعا کرتا ہوں کیونکہ ایک بہت بڑا قدم حکومت نے اٹھایا ہے اور اس کے بعد یہ سٹیٹمنٹ جو انہوں نے جاری فرمائی تھی یہ واضح طور پر نشان دہی کرتی ہے کہ اس کے پس پردہ ایسی کوئی سرگرمی ہے ۔

مسٹر سپیکر : میں نے تو یہ پوچھا ہے کہ اس میں کون سے واقعے کی طرف آپ نے اشارہ کیا ہے ۔

چوہدری امان اللہ لک : وہ سٹیٹمنٹ جو انہوں نے جاری فرمائی ہے وہ واقعات کی نشان دہی کرنے کے لئے کافی ہے ۔ اگر اس کو آپ admit فرمائے ہیں ۔ اس سٹیٹمنٹ پر اگر اس کو آپ واقعہ تسلیم فرمائے ہیں تو ٹھیک ہے اس کو admit فرمالیں ۔

مسٹر سپیکر : اس کو میں admit نہیں کر سکتا ۔

سید ناہش الوری : جناب سپیکر جہاں تک میں سمجھتا ہوں کہ اس تحریک التواء کے ذریعے جناب امان اللہ لک نے اس طرف اشارہ کیا ہے کہ پارلیمنٹ کے فیصلے کے مطابق قادیانیوں کو تبلیغ کی ممانعت کر دی گئی ہے لیکن جناب ناصر احمد نے خود یہ اعلان کیا ہے کہ ہم تبلیغ کرتے رہیں گے ہمیں اس سے کوئی نہیں روک سکتا ۔

مسٹر سپیکر : اس تحریک التواء میں کہیں نہیں لکھا ہوا ہے ۔

سید ناہش الوری : جناب والا ! اس تبلیغ کا جاری رہنا یہ ایک ایسا مسئلہ ہے جس سے مسلمانوں میں اضطراب پیدا ہو رہا ہے ۔

مسٹر سپیکر : آپ نے آئین کے ذریعے ان کو ایک اقلیت قرار دیا ہے اور جو آئین میں اقلیت کے حقوق ہیں اس کے مطابق اگر وہ کام کر رہے ہیں تو کوئی انہیں نہیں روک سکتا ۔

سید تابش الوری : انہوں نے کہا ہے کہ ہم بحیثیت مسلمان ہیں ۔

مسٹر سپیکر : اس ساری تحریک التواء میں کہیں اسلام ۔ مسلمان یا ملت اسلامیہ کا ذکر نہیں ہے اب آپ کو میرے پڑھنے میں کوئی چیز نظر آ گئی ہے تو مجھے بتا دیں ۔ یہ admit نہیں کی جا سکتی ۔ اس کے بعد تحریک التواء 26 ہے ۔

پنجاب انڈسٹریل مینیجمنٹ بورڈ کے مقرر کردہ ڈیلروں کی طرف سے آڑھتیوں سے ملکر نچلی کوالٹی کا توریہ وغیرہ اونچے داموں خریدنا

مسٹر سپیکر : چوہدری امان اللہ لک یہ تحریک پیش کرنے کی اجازت طلب کرتے ہیں کہ اہمیت عامہ رکھنے والے ایک اہم اور فوری مسئلہ کو زیر بحث لانے کے لئے اسمبلی کی کارروائی ملتوی کی جائے مسئلہ یہ ہے کہ روزنامہ امروز مورخہ 6 ستمبر 1974ء میں شائع شدہ خبر کے مطابق پنجاب انڈسٹریل مینیجمنٹ بورڈ نے کھی ملوں کے لئے توریہ ، سرسوں اور رایا کی خرید کے لئے غلہ منڈیوں میں ڈیلروں کی تقرریاں کی ہیں ان نمائندوں نے آڑھتیوں سے ملکر نچلی کوالٹی کا مال اونچے داموں پر خریدنا شروع کر دیا ہے ۔ سرکاری ملوں کو نقصان پہنچنے کا پورا پورا اندیشہ ہے اور ان بیجوں سے تیار کیا ہوا کھی بھی معیار کے مطابق نہیں ہوگا ۔ اس خبر سے عوامی حلقوں میں غم و غصہ پایا جاتا ہے ۔

وزیر تعلیم : جناب والا ! یہ ٹھیک نہیں ہے کہ پنجاب انڈسٹریل مینیجمنٹ بورڈ نے ڈیلرز مقرر کئے ہیں میں اس خبر کی تردید کرتا ہوں ۔ دوسری بات یہ کہ ہم نے سرسوں ضرور خرید کیا ہے لیکن وہ آڑھتیوں سے خرید کیا ہے اور کھلی منڈی میں خرید کیا ہے اور ہم نے جو اب تک سرسوں خرید کیا ہے وہ ساڑھے بہتر روپے فی من ہے اور عام طور پر مارکیٹ میں ریٹ 77 اور 78 روپے ہے تو اس لئے یہ بھی کہنا غلط ہے کہ جو سرسوں خرید کیا ہے وہ زیادہ داموں پر یا مہنگے داموں پر خرید کیا ہے ۔

حاجی محمد سیف اللہ خان : جناب والا ! میں آپ کی اطلاع کے لئے عرض کر دوں کہ جناب وزیر تعلیم نے حتمی طور پر بتایا ہے کہ ہم نے سرسوں معقول داموں پر خرید کی ہے۔

مسٹر سپیکر : حاجی صاحب ! آپ سے تو بہرحال میں یہ توقع کرتا تھا کہ آپ ضوابط کا بڑا احترام کرتے ہیں۔

حاجی محمد سیف اللہ خان : جناب والا ! میں کون سے ضوابط کی خلاف ورزی کر رہا ہوں۔

Mr. Speaker : I have not opened the discussion.

حاجی محمد سیف اللہ خان : جناب والا ! ڈسکشن تو نہیں ہو رہی ہے میں کہہ رہا ہوں کہ کیا وہ تحقیقات کرانے کا وعدہ کرتے ہیں کہ ساٹھ روپے سے لے کر 75 روپے تک اس ریٹ پر انہوں نے سرسوں خرید کی ہے۔

Mr. Speaker : But that is still participating in the discussion.

Haji Muhammad Saifullah Khan : I am giving an information.

Mr. Speaker : There is no provision in the Rules to give information.

Haji Muhammad Saifullah Khan : But it is the precedent of the House. Always informations have been given and allowed by you.

مسٹر سپیکر : اب آپ بھی زبردستوں میں شامل ہو گئے ہیں میں نے اس لئے کہا کہ آپ سے میں کم از کم یہ امید نہیں کرتا تھا آج سے آپ کا نام بھی میں نے زبردستوں کی فہرست میں لکھ لیا ہے۔

چوہدری اسلم اللہ لک : جناب والا ! اپنے فیصلے سے پہلے مجھے ایک لفظ کہنے کی اجازت دیجئے۔ حاجی صاحب کو جس بات پر آپ نے زبردستوں کی فہرست میں شامل کیا ہے میں بھی اسی کا اعادہ کرتا ہوں۔

مسٹر سپیکر : آپ تو بڑی باقاعدگی سے زبردستوں کی فہرستوں میں شامل ہیں ۔

چوہدری امان اللہ لک : میں ذاتی طور پر وزیر موصوف سے یہ درخواست کرتا ہوں کہ لاکھوں لوگوں کی زندگی اور موت کا معاملہ ہے ۔ اس میں ذاتی سٹیٹمنٹ جو آئی ہے ، یہ بالکل غلط ہے ۔ ذاتی دلچسپی لیں ذاتی انکوائری کروائیں ۔

مسٹر سپیکر : وہ کہتے ہیں کہ ہم نے ڈیلرز ہی مقرر نہیں کئے ہیں ۔

The fact is that he is the head of the department and is dealing with that department.

اور آپ کہہ رہے ہیں کہ ان کی سٹیٹمنٹ ہی غلط ہے ۔ آپ نے اخبار سے خبر دی ہے ۔ آپ اتنا ظلم تو نہ کریں ۔

You will please know your limitations. The Member even does not know what a member has to say.

وہ محکمے کے وزیر ہیں اور وہ کہہ رہے ہیں کہ ہم نے ڈیلرز مقرر نہیں کئے ہیں ۔ آپ نے صرف ایک اخبار کی خبر دی ہے اور کہہ رہے ہیں کہ وزیر صاحب غلط بتا رہے ہیں ۔

چوہدری امان اللہ لک : جناب والا ! یہ اخبار کی خبر نہیں ہے میں عرض کرتا ہوں کہ اگر اس کی تحقیقات کے لئے تیار ہیں تو ٹھیک ہے ۔

Mr. Speaker : It is not a forum for enquiry.

چوہدری امان اللہ لک : جناب والا ! کیا forum for enquiry نہیں ہے کہ liability ان پر آتی ہے ۔

Mr. Speaker : I hope that the ministers are available to the members of House. If that is the object, you can go and see the Minister.

چوہدری امان اللہ لک : جناب والا ! یہ میرا کوئی ذاتی مسئلہ نہیں ہے میں اپنے ذاتی مسئلے کے لئے تو جاؤں گا ۔

Mr. Speaker : A categorical statement has been made by the Minister that the news appearing in the newspaper on which this Adjournment Motion is based, is incorrect.

In view of the statement of the Minister, this adjournment Motion is not admitted. Dr. Heleem Raza.

ڈاکٹر حلیم رضا : جناب والا ! مجھے آپ سے صرف استدعا کرنی ہے کہ ابھی آپ نے حاجی سیف اللہ صاحب کو اور چوہدری امان اللہ لک صاحب کو زبردست گروپ میں شامل افراد سے تعبیر کیا ہے ۔

Mr. Speaker : Not group. There is no Assembly Party here by that name.

ڈاکٹر حلیم رضا : جناب والا ! میں سمجھا کہ اس میں کوئی زبردست گروپ بھی شامل ہے ۔

مسٹر سپیکر : ویسے تو وہ لفظ بھی حذف ہو جائیں گے مگر کبھی کبھی مجھے بھی کچھ تھوڑی سی بات کرنے کا موقع ملنا چاہئے ۔

ڈاکٹر حلیم رضا : جناب والا ! اگر آپ زبردست کی ذرا تعریف کر دیں تو بہت اچھا ہو ۔

مسٹر سپیکر : کبھی کبھی مجھے بھی پیار کے اظہار کرنے کا موقع ملنا چاہئے ۔ یہ بات تو نہیں ہے ۔

سید تابش الوری : جناب والا ! زبردست تو بحیثیت چیئر کے آپ ہیں ۔

(قہقہہ) ۔

سردار عبدالحمید خان دستی : جناب والا ! میری صرف ایک ہی تحریک التوائے کار ہے مجھے ایک ضروری کام سے باہر جانا ہے ۔

مسٹر سپیکر : اس تحریک التوائے کار کا نمبر کیا ہے ؟

سردار عبدالحمید خان دستی : جناب والا ! نمبر 97 ہے ۔

مسٹر سپیکر : اس کی باری تو ابھی ہفتہ یا دس دن میں آنے کی توقع

نہیں ہے - میں نے تو اسے ابھی پڑھا ہی نہیں ہے کہ within the frame-work of the Rules of Procedure آتی ہے یا نہیں -

خان امیر عبد اللہ خان روکڑی : جناب والا ! آپ نے ایک دن یہ فیصلہ فرمایا تھا کہ جن کی پچاس پچاس تحریک ہائے التوائے کار ہیں وہ بھی پڑھی جائیں گی - ہر ایک کی باری آتی ہے - ہمارے تو بال سفید ہیں اب تو جو کالے بالوں والے ہیں ان کی بھی باری نہیں آتی -

مسٹر سپیکر : ممبر صاحبان اس پر ناراض ہو گئے تھے کہ یہ کیوں کیا گیا ہے -

خان امیر عبداللہ خان روکڑی : جناب والا ! آپ کے ساتھ لیڈر آف دی اپوزیشن اور لیڈر آف دی ہاؤس بھی موجود تھے اور یہ فیصلہ کیا گیا تھا -

مسٹر سپیکر : لیڈر آف دی اپوزیشن آج بھی موجود ہیں اور ان ہی کے کہنے پر یہ طریقہ اختیار کیا گیا تھا -

خان امیر عبداللہ خان روکڑی : جناب والا ! یہ کوئی طریقہ نہیں ہے -

مسٹر سپیکر : امیر عبداللہ صاحب آپ ان سے بات کر لیں -

وزیر قانون : جناب سپیکر ! میں گزارش کرنی چاہتا ہوں کہ اگر 97 ممبر آپ پیش کرنا چاہتے ہیں تو ہمیں کوئی اعتراض نہیں ہے ہم اس کا جواب دینے کے لئے تیار ہیں -

مسٹر سپیکر : پہلے میں اس کو پڑھ تو لوں -

علامہ رحمت اللہ ارشد : جناب والا ! میں آپ کی اجازت سے گزارش کرنی چاہتا ہوں کہ جہاں تک آپ کے اس ارشاد کا تعلق ہے کہ آپ نے اس تحریک التوائے کار کا مطالعہ نہیں فرمایا ہے تو یہ بالکل صحیح بات ہے کیونکہ ابھی مطالعہ نہیں فرما سکے - تو کیا آپ یہ فیصلہ بھی نہیں فرما سکیں گے کہ آیا اس کو رولز کے مطابق admit کرنا ہے یا نہیں کرنا ہے لیکن میں یہ چاہوں گا کہ پہلے اجلاس میں جو آپ نے ترتیب رکھی تھی کہ آئے دن

تحریک التوائے کار دینے والے کی کوئی نہ کوئی تحریک التوائے کار آ جاتی تھی اور ترتیب کو آپ مد نظر نہیں رکھتے تھے اور اسی ترتیب کو آپ جاری رکھیں ۔ بعض اصحاب ایسے ہیں جن کی صرف ایک تحریک التوائے کار ہے مثلاً میری ایک ہی تحریک التوائے کار ہے اس لئے بعض ایسے ہیں جن کی ستر ستر تحریک ہائے التوائے کار ہیں ۔ اس لئے میرے بال تو سفید ہو چکے ہیں باقی لوگوں کے بھی کالے بال سفید نہ ہو جائیں ۔

خان امیر عبد اللہ خان روکڑی : جناب والا ! میری صرف ایک ہی تحریک التوائے کار ہے میں صبح سویرے آ جاتا ہوں اور جناب کا چہرہ دیکھ کر واپس چلا جاتا ہوں ۔

مسٹر سپیکر : چیف منسٹر صاحب ! یہ تحریک التوا غالباً آپ کے محکمہ سے تعلق رکھتی ہے میں نے ابھی تک اس کا مطالعہ نہیں کیا اور میں اس کو پڑھ لوں ۔

Not with the object of admitting this. I may have to take a decision.

ڈائریکٹر انٹی کرپشن کی طرف سے سابق چیف منسٹر ملک غلام مصطفیٰ کھر اور ان کے بعض وزیروں اور مشیروں کے خلاف انکوائری رپورٹ پر کارروائی سے متعلق مسٹر محمد حنیف رامے ۔ چیف منسٹر کا پبلک اور ممبران اسمبلی کو اعتماد میں نہ لینا

مسٹر سپیکر : سردار امجد حمید خان دستی یہ تحریک پیش کرنے کی اجازت طلب کرتے ہیں کہ اہمیت عامہ رکھنے والے ایک اہم اور فوری مسئلہ کو زیر بحث لانے کے لئے اسمبلی کی کارروائی ملتوی کی جائے ۔ مسئلہ یہ ہے کہ روزنامہ نوائے وقت مورخہ 8 ستمبر 1974ء کے پرچہ میں یہ خبر جلی سرخی سے دی گئی تھی کہ سابق چیف منسٹر ملک غلام مصطفیٰ کھر اور ان کے بعض وزیروں اور مشیروں کے خلاف انکوائری مکمل ہو چکی ہے اور یہ

ڈائریکٹر اینٹی کرپشن ڈیپارٹمنٹ نے انکوائری کی رپورٹ جناب حنیف رامے صاحب چیف منسٹر کے پاس بھیج دی ہے لیکن اس رپورٹ پر کیا ایکشن لیا گیا ہے پبلک کو حتیٰ کہ ممبران اسمبلی کو بھی اس سلسلہ میں اعتماد میں نہیں لیا گیا اور نہ ہی کسی طرح اس معاملہ سے آگاہ کیا گیا ہے۔ اس طرز عمل سے اور ان حالات کی وجہ سے پبلک میں عموماً اور ممبران اسمبلی میں خصوصاً سخت اضطراب اور ۔ بے چینی پائی جاتی ہے اور یہ تاثر پیدا ہو گیا ہے کہ اگر موجودہ گورنمنٹ کے وزراء اور مشیروں کو بھی کھلی چھٹی مل جائے گی کہ وہ جس قسم کی دھاندلی بازی، بددیانتی، ظلم و ستم اور بے قاعدگیوں کے ذمہ دار پائیں گے ان کے خلاف بھی کوئی ایکشن نہیں لیا جائے گا۔ یہ مسئلہ اتنی قدر اہم مفاد عامہ رکھنے والا ہے کہ اسے فوری طور پر زیر بحث لانے کے لئے اسمبلی کا اجلاس ملتوی کیا جائے۔

چیف منسٹر صاحب آپ اس کے بارے میں کچھ کہنا چاہتے ہیں۔ میں اصل میں ان سے یہ پوچھنا چاہتا ہوں

What is the incident involved.

وزیر اعلیٰ : جناب والا! جیسا کہ آپ نے فرمایا ہے اسی طرح میں نے بھی تعزیک التوائے کار کو دیکھا ہے۔ میں تو صرف ایک اصولی بات اس وقت یہاں کر سکتا ہوں۔ اگر آپ اجازت دیں۔ چونکہ اس میں موجودہ گورنمنٹ کے وزراء اور مشیروں کے سلسلے میں کچھ فرمایا گیا ہے اور ساتھ ہی میرا ذکر بھی ہے کہ مجھے انکوائری رپورٹ پیش کی گئی۔ تو میں ایک ہی بات کہنا چاہتا ہوں کہ کوئی بھی شخص قانون سے بالا نہیں ہے یہی میرا وعدہ تھا اور یہی بات میں نے اپنی پہلی تقریر میں اس ایوان میں کہی کہ ہم قانون کی حکومت لائیں گے اور جہاں تک انکوائری کا تعلق ہے ظلم و ستم یا رشوت کا تعلق ہے ان تمام معاملات میں کوئی شخص بھی قانون سے بالا تر نہیں ہے۔ جناب والا! پیشتر اس کے کہ میں سابق حکومت کے سلسلے میں کچھ کہوں میں پہلے یہ کہنا چاہتا ہوں کہ میں اور میرے یہ ساتھی جو یہاں بیٹھے ہیں قانون سے بالا نہیں ہیں اور کبھی بھی کوئی بات ایسی جو اس ضمن میں کریں گے جو ظلم و ستم، بے قاعدگی، دھاندلی اور بددیانتی کے دائرہ میں آتی ہیں۔

جناب والا ! ہرگز ہرگز قانون ان کو نظر انداز نہیں کرے گا اور ان کے خلاف وہ تمام کارروائی کی جائے گی جس کا قانون کی حکومت میں مکمل طور پر جواز ہو اور یہ کارروائی ہونی چاہئے ۔ (نعرہ ہائے تحسین)

جناب والا ! جب یہ نظریہ ہو تو اس کے ساتھ میں یہ بھی کہہ سکتا ہوں کہ سابقہ یا آئندہ یا موجودہ ان تینوں میں بلا تمیز ایک ہی رویہ اپنایا جائے گا ۔ چنانچہ جو اس سے پہلے کی انکوائری چل رہی ہیں کیونکہ میری طرف سے یہ ہدایات ہیں ایسے تمام معاملات میں جو پبلک کے نوٹس میں لائے جائیں ان کو نظر انداز نہ کیا جائے ۔ ان کو یہ نہ سمجھا جائے کہ ٹھیک ہے اخبارات میں باتیں ہوتی رہتی ہیں ۔ آپ نے دیکھا ہوگا ان دنوں یہاں تک ہوا کہ جناب وزیر اعظم کی طرف سے مختلف چیف منسٹروں کو حکم جاتے ہیں کہ اخبارات میں یہ بات چھپی ہے اس کا نوٹس کیوں نہیں لیا اور اس کی باقاعدہ رپورٹ طلب کی جاتی ہے یہ نہیں کہ ہم نے یا کسی ہماری ایجنسی نے یہ خبر چھپوائی ہوتی ہے اس میں یہ تاثر دیا گیا ہے کہ لوائے وقت میں یہ خبر جلی سرخی سے دی گئی ہم نے تو نہیں دی ، اخبار نے دی ہے ۔ لیکن چونکہ اخبار نے دی ہے اور ایک بڑے قومی اخبار نے دی ہے اس کا نوٹس یقیناً لیا جاتا ہے تو اس صورت میں کوئی ایسی بات نہیں ہے کہ جو باتیں اخبارات کر رہے ہیں عوام کر رہے ہیں ہم ان کا نوٹس نہ لیں ۔ ہمارے محکمہ جو اسی کام کے لئے بنے ہیں گورنر انسپکشن ٹیم ہے انٹی کرپشن ڈیپارٹمنٹ ہے یہ محکمے اسی لئے بنے تھے کہ اگر اسی طرح کی باتیں عوام کے نوٹس میں آتی ہیں ان کا ضرور نوٹس لیا جائے ۔ لیکن آج تک کیا ہوتا رہا ۔ جناب والا اس ملک میں اور اس صوبہ میں یہ ہوتا رہا ہے کہ جو اپنے مخالف تھے اگر انہوں نے چوں بھی کی ہے ان کے خلاف جھوٹے مقدمات بنا دیئے جاتے تھے میں ہرگز اس بات کے لئے تیار نہیں کہ اگر میرا کوئی جانی دشمن بھی ہو یا میرا کوئی سخت سے سخت سیاسی مخالف بھی ہو تو میں اس کے خلاف جھوٹا مقدمہ بناؤں ۔ (نعرہ ہائے تحسین)

اس لئے میں جھوٹا مقدمہ نہیں بنانا چاہتا ۔ میں نے اپنے محکموں کو ہدایت کی ہے کہ مقدمہ صرف اور صرف اس صورت میں بنے گا جب آپ کے پاس اس کا حتمی ثبوت ہو ۔ کیونکہ اس طرح حکومت کے لئے بھی مناسب نہیں

ہے کہ غلط سلط مقدمات عدالتوں میں لے کر جائے۔ اس کے بعد عدالتوں میں ان کو خوار ہونا پڑے اس کے بجائے یہ صحیح طریقہ ہے کہ قانون کے مطابق جب تک جواز نہ ہو اس وقت تک کسی کے خلاف مقدمہ درج نہ کیا جائے۔ لیکن اگر جواز موجود ہے تو پھر میں ہوں یا سابقہ وزیر اعلیٰ ہوں وہ میرے وزیر ہوں یا سابقہ وزیر ہوں، قانون سے بالا نہیں ہے اور میں اس ایوان کو یقین دلاتا ہوں کہ اس نظریہ کے مطابق جو کارروائی بھی ہوگی وہ انشاء اللہ ہوگی اور جس موقعہ پر یہ مناسب ہوگا کہ ایوان کو اس میں اعتماد میں لیا جائے اس سے بھی گریز نہیں کیا جائے گا۔

Mr. Speaker: Sardar Sahib what is the recent occurrence ?

سردار امجد حمید خان دستی: جناب والا ! recent occurrence یہ ہے کہ کچھ الزامات عائد تھے اور ان الزامات کی ۔ ۔ ۔ ۔

مسٹر سپیکر: یہ کس تاریخ کو واقع ہوا ہے جس کا آپ ذکر کر رہے ہیں۔

سردار امجد حمید خان دستی: جناب والا ! مجھے آپ اجازت دیں گے تو میں عرض کروں گا۔

Mr. Speaker: I am not alloWing you to make a speech. I want to know on which date this incident took place.

Sardar Amjad Hamid Khan Dasti: No speech at all Sir.

میں عرض کرتا ہوں کہ 28 ستمبر کو یہ خبر آئی کہ ان کے خلاف الکوالری مکمل ہو چکی ہے۔

This is an incident.

مسٹر سپیکر: تو آپ incident پر تحریک التوا دے رہے ہیں۔

سردار امجد حمید خان دستی: اس incident کا کیا نتیجہ ہوا ہے۔

Mr. Speakrr: Consequcnce is not an incident, therefore, I cannot entertain it.

سردار امجد حمید خان دستی: consequence تو ابھی آیا ہی نہیں۔

Mr. Speaker : No incident has taken place.

Mr Taj Muhammad Khanzada : Sir, on a motion the Chief Minister could dilate and make such a comprehensive statement and take the House in confidence. I don't know any reason why the sponsor of this motion even has not been allowed to open his month. It is very unconventional. I would like to seek your indulgence to allow the speaker to speak.

Mr. Speaker : No debate has been opened.

Mr. Taj Muhammad Khanzada : Though personally I feel that any movement at this time to start discussion against Mr. Khar, with whom I have no great love, would be repugnant because the man is no longer here and because he is not in the office and therefore we should not have discussed him. If you have the guts then you should have come up there and then when he was the Governor of the Punjab.

مسٹر سپیکر : I can't allow this. There is no incident that has taken place. یعنی آپ ایک incident کو expect کر رہے ہیں کہ it will happen in future.

اس پر تو گورنمنٹ فیصلہ کرے گی یا فیصلہ نہیں کرے گی ؟

سردار امجد حمید خان دستی : جناب والا ! میں نے خان زادہ صاحب کی بات تو اچھی طرح سے نہیں سنی لیکن مجھے بتایا گیا ہے کہ جب ملک غلام مصطفیٰ کھر اقتدار پر تھے تو اس وقت میں خاموش رہا ۔

چوہدری ممتاز احمد کاہلوں : جناب والا ! انہوں نے آپ کے متعلق نہیں کہا بلکہ ان کا اشارہ چیف منسٹر صاحب کی طرف تھا ۔

سردار امجد حمید خان دستی : ٹھیک ہے جناب !

Makhdumzada Syed Hasan Mahmud : Mr. Spekar ! Sir, I raise a question under the constitution .....

مسٹر سپیکر : وہ میں پڑھوں گا I didn't have the time to go

through. I sent it to the Secretary of the Assembly and I can't disassociate myself from the proceedings that has been taking place, I will study what has been given by Makhdum-zada Sahib.

سال مختتمہ 31 دسمبر 1972 کے لئے حکمت عملی کے اصولوں کی پابندی اور ان پر عمل درآمد کے بارہ میں رپورٹ پر بحث

(بحث جاری)

مسٹر سپیکر : وزیر قانون و پارلیمانی امور ۔

وزیر قانون و پارلیمانی امور : جناب سپیکر ! دو یوم سے حکمت عملی کی پالیسی سال 1972ء پر بحث جاری ہے ۔ خدا کا شکر ہے کہ آئین میں جو قوم نے متفقہ طور پر منظور کیا ہے جس میں ملک کی تمام سیاسی پارٹیاں شامل ہیں اس میں جو حکمت عملی کی پالیسیاں درج ہیں وہ میری جماعت کے بنیادی اصولوں میں سے ہیں ۔ ہمارے منشور میں پہلے سے درج ہے ۔ مثال کے طور پر جب ہم اسلامی طرز زندگی کا ذکر کرتے ہیں تو سال 1972ء میں حج سے پابندی اٹھائی گئی ۔ قرآن کی طباعت کو درست کیا گیا ۔

چوہدری محمد یعقوب اعوان : پوائنٹ آف آرڈر ۔ جناب والا ! میں یہ گزارش کرنا چاہتا ہوں کہ کل جب کارروائی ختم ہوئی تھی تو جناب نے فرمایا تھا کہ کل قاضی اسماعیل جاوید صاحب تقریر جاری رکھیں گے ۔

مسٹر سپیکر : وہ بات میرے ذہن سے نکل گئی ہے ۔

He was in possession of the floor of the house and I am grateful to the Hon'ble member for this. Yes, Qazi Mohammad Ismail Javaid.

قاضی محمد اسماعیل جاوید : بسم اللہ الرحمن الرحیم ۔ جناب والا ! اسلامی کانفرنس کی بات ہو رہی تھی ۔ وقت ختم ہو گیا ۔ اس کے بعد آج میں اپنی تقریر شروع کرنا چاہتا ہوں ۔ میں عرض کر رہا تھا کہ سب مسلمان بادشاہ اکٹھے ہوئے ۔ بادشاہی مسجد میں نماز پڑھی گئی ۔

علامہ رحمت اللہ ارشد : پوائنٹ آف آرڈر ۔ جو حکمت عملی کی پالیسی کا موضوع اس وقت زیر بحث ہے یہ صوبائی معاملات کے ساتھ تعلق رکھتی ہے ۔ اور سال 1972-73ء کے واقعات کے ساتھ تعلق رکھتی ہے ۔ کسی قسم کا اس میں ریفرنس ایسا نہیں دیا جا سکتا ہے جو کہ مرکزی حکومت نے کیا ہو یا جو واقعات 1973-74ء کے ہوں ۔

مسٹر سپیکر : ان کا جو argument تھا جو انہوں نے build کیا وہ یہ تھا کہ سال 1972ء میں پنجاب کی صوبائی حکومت نے جو اسلام کی خدمت کی اس کا ایک نتیجہ یہ بھی ہے کہ اس نے countribute کیا

to what has happened in the year 1973-74.

وہ نتیجہ کہہ رہے ہیں کہ ان کی خدمت کا ہے ۔

علامہ رحمت اللہ ارشد : جب سال 1973-74ء کی رپورٹ آ جائے گی تو وہ اس وقت یہ نتیجہ بتائیں کہ یہ کس بات کا نتیجہ تھیں ۔ اس وقت اس کے متعلق نہیں کہا جا سکتا ۔

قاضی محمد اسماعیل جاوید : جناب والا ! میں اس بارے میں پہلے بھی عرض کر چکا ہوں کہ اسلام ہمارا دین ہے ۔ یہ پاکستان پیپلز پارٹی کا پہلا اور بنیادی اصول ہے ۔ ہم نے بنیاد قائم کی ۔ سال 1972ء کی بات کر رہا ہوں ۔ اگر بنیاد مضبوط تھی تو اس کے بعد یہ چیزیں ظہور میں آئیں ۔ میرے معزز دوست راجہ افضل صاحب نے سندھ کی بات کی ۔ بلوچستان کی بات کی ۔ کیا اس میں یہ درج تھا ۔

مسٹر سپیکر : انہوں نے صدروں کی بات نہیں بلکہ صدور کی بات کی تھی ۔

قاضی محمد اسماعیل جاوید : بہر حال میں اس کے بعد 1972ء پر بھی آؤں

گا میں پہلے یہ بات ختم کر لوں ۔ تو پھر اور بات بتاؤں گا جناب والا ۔ سب مسلمان بادشاہ اکھٹے ہوئے ۔

علامہ رحمت اللہ ارشد : جناب والا ! مجھے اس بات کا اعتراف ہے ۔ مجھے قاضی صاحب سے کسی قسم کا عناد نہیں ہے ۔ کسی قسم کا اختلاف نہیں ہے ۔ ہمیں صوبائی اسمبلی کے اس ایوان کو کسی قاعدے ۔ قانون اور کسی ترتیب کے ماتحت چلانا چاہئے ۔ آخر یہ رپورٹ لازمی قرار دے دی گئی ہے آئین کی طرف سے ۔ اور یہ سال 74-1973ء میں بھی آئے گی اور انشاء اللہ تعالیٰ اگر ہم بقید حیات ہوئے تو اس کو پڑھ لیں گے اور اس وقت دیکھ لیں گے کہ اسلام کی خدمت کس طرح سر انجام دی گئی ہے ۔ اور جو اس پر رائے ہو گی اس کا بھی اس وقت اظہار کر دیں گے ۔ یہ مرکزی معاملہ ہے ۔ اسلامی سربراہی کانفرنس مرکز نے منعقد کی ہے ۔ صوبے میں اس سلسلہ میں کچھ نہیں کیا ہے ۔ سوائے ایک قرار داد پیش کرنے کے ۔ اس کے علاوہ اور کچھ نہیں کیا گیا ۔ اس لئے 73-1972ء میں جو باقی واقعات ہوئے اور وہ اسلام کے مطابق ہیں ۔ اور ان کی پارٹی نے جو جو کارنامے سر انجام دئے ہیں اس کی تشریح کریں ۔ اس کی وضاحت فرما دیں ۔ ہمیں خوشی ہو گی ۔ اور ہم بڑی خوشی کے ساتھ سنیں گے لیکن یہ بالکل بڑی غیر متعلقہ باتیں کرتے ہیں ۔ اس طرح سے ایوان کا وقت ضائع ہوتا ہے ۔ اس کو ترتیب میں رکھیں ۔ آپ کے انضباط کار کا تقاضا یہ ہے کہ ایوان کی کارروائی ضابطے کے مطابق چلائی جاوے ۔ اور قاعدے اور قانون کے مطابق ہونی چاہئے ۔

قاضی محمد اسماعیل جاوید : جناب والا ! میں قائد اپوزیشن کی قدر کرتا ہوں ۔ اگر وہ نہیں چاہتے ہیں تو میں یہ باتیں نہیں کہوں گا اور نہ ہی میں اپنے قائد کے اس کارنامے ۔ ختم نبوت کے کارنامے کی طرف آؤں گا ۔ جس کی طرف وزیر اعلیٰ پنجاب جناب حنیف رامے نے اس ایوان میں کہا تھا کہ ہم وہ فیصلہ کریں گے ۔ جو آپ کے وہم و گمان میں بھی نہیں ہو گا ۔ اس کی طرف بھی میں بات نہیں کروں گا ۔ کیونکہ وہ نہیں چاہتے ہیں کہ ہم اپنے کارنامے دھرائیں ۔

جناب والا ! اس کے بعد بات کی گئی ہے ۔ عائلی قوانین کی ۔ عائلی قوانین کو آئین میں تحفظ دیا گیا ہے ۔ اور ہم اس آئین کے تحت ۔ اس اسلامی آئین کے تحت حلف اٹھا چکے ہیں ۔ اگر کوئی بھی چیز آئین کے خلاف ہوتی تو ہمیں پہلے بولنا چاہئے تھا ۔ اس میں علمائے کرام بھی تھے اور سب حضرات موجود تھے ۔ تو میں یہ کہہ رہا تھا کہ اگر ہم آئین سے انحراف کرتے ہیں ۔ ہم اسلام سے انحراف کرتے ہیں ۔ اگر ہم آئین سے غداری کرتے ہیں ۔ تو ہم اسلام سے غداری کرتے ہیں ۔ جب اس چیز کو آئین تحفظ دے چکا ہے تو ہمیں اس پر تنقید نہیں کرنی چاہئے اس کے ساتھ میں یہ کہوں گا ۔ بلکہ میرے خیال سے ۔ میری دانست میں ۔ میرے ذاتی دانست میں جو چیز آئی ہے وہ یہ ہے کہ یہ عائلی قوانین جو ہیں وہ بہتر ہیں ۔ میں نے "غنیۃ الطالبین" میں پڑھا ہے حدیث نبوی کے حوالے سے شیخ عبدالقادر جیلانی کے قلم سے جو لکھی گئی ہے ۔ میں نے اس میں پڑھا ہے کہ اگر مرد چھ مہینے گھر واپس نہ آئے تو عورت طلاق لے سکتی ہے ۔ بلکہ میں نے ایک حوالہ وہ بھی پڑھا ہے کہ خالد بن ولید جب جنگوں پر جاتے کرتے تھے تو ہر چار چار ماہ بعد اپنے سپاہیوں کو باری باری چھٹی دے دیا کرتے تھے تاکہ وہ اپنے گھر جائیں ۔ اور اپنی بیویوں کے پاس جائیں ۔ تو جناب والا ! پھر یہ راگ الاپتے ہیں کہ جمہوریت نہیں ۔ اس میں صرف جمہوریت ہی عورتوں کو دی گئی ہے ۔ عورتوں کو ان کا حق دیا گیا ہے ۔ جیسا کہ وہاں پر گورنر یا وائس چانسلر بنایا گیا ہے تو میں یہ کہوں گا کہ یہ صحیح اسلامی بلکہ قرآن کریم کے عین مطابق عائلی قوانین ہیں اس میں یہ ضرور ہے کہ اگر عورت کا مرد بیمار ہوتا ہے ۔ یا اس کو چھ ماہ یا اس سے زیادہ سزا ہو جاتی ہے تو اس میں یہ ضروری ہے کہ وہ اپنا حق لے سکے ۔ جو کہ طلاق کا اس کو ملا ہوا ہے ۔

اس کے بعد اسلام کے فروغ کے لئے اوقاف کے ذمہ کام لگایا گیا کہ وہ اس کی تبلیغ کرے ۔ پہلے آپ جانتے ہیں کہ اوقاف کے ادارے صرف چھوٹے چھوٹے ادارے تھے ۔ کسی مسجد پر قبضہ کر لیا ۔ اس سے پیسے کمائے اور اس پر خرچہ کوئی نہیں ۔

چوہدری غلام قادر : جناب والا ! میں تھوڑی سی قاضی صاحب کی

تصحیح کرنی چاہتا ہوں ۔ انہوں نے چھ ماہ کہا ہے ۔ یہ چھ ماہ نہیں ہے ۔ بلکہ چھ سال ہیں ۔

قاضی محمد اسماعیل جاوید : جناب والا ! میں نے "غنیۃ الطالبین" کا حوالہ دیا ہے ۔

مسٹر سپیکر : انہوں نے صرف ایک حوالہ دیا ہے ۔

قاضی محمد اسماعیل جاوید : جناب والا ! میں نے ایک حوالہ دیا تھا ۔ اس میں رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم تاجدار مدینہ نے یہ فرمایا ہے کہ چھ ماہ تک اگر مرد اپنی بیوی کے پاس نہ جائے تو وہ عورت طلاق لے سکتی ہے ۔

علامہ رحمت اللہ ارشد : جناب والا ! میں قاضی صاحب سے گزارش کروں گا کہ کیا وہ یہ بتا سکیں گے کہ "غنیۃ الطالبین" کس صاحب کی لکھی ہوئی کتاب ہے ۔

مسٹر سپیکر : وہ قاضی ہیں ۔ الحمد اللہ ۔

علامہ رحمت اللہ ارشد : میں عرض کرنا چاہتا ہوں ۔ اپنے علم کے لئے ۔ اپنی بے خبری کو دور کرنے کے لئے ۔

قاضی محمد اسماعیل جاوید : جناب والا ! اس کے پہلے صفحہ پر حضرت شیخ عبدالقادر جیلانی کا نام لکھا ہوا ہے ۔ اور حدیث نبوی کے حوالے سے اس نے لکھا ہے ۔ میں نے ابھی تھوڑے دن ہوئے اس کو شروع کیا ہے ۔ میں رات ہی پڑھ رہا تھا ۔

علامہ رحمت اللہ ارشد : وہ جناب محمد حنیف رامے صاحب کے تصوف سے کچھ تعلق رکھتے ہیں ۔ وہ اچھی طرح سے جانتے ہیں کہ "غنیۃ الطالبین" تصوف کی اور اوراد و وظائف کی کتاب ہے ۔ فقہ کی کتاب نہیں ہے ۔

قاضی محمد اسماعیل جاوید : جناب والا ! ہم پابند ہیں ۔ ہم عالم نہیں ہیں ۔ ہم خدا سے بھی ڈرتے ہیں اور خدا کے رسول سے بھی ڈرتے ہیں ۔ اور میں

سمجھتا ہوں کہ ہم مسلمان ہیں ۔ اور جو کچھ ہمیں بتایا جاتا ہے ہم آپ کی خدمت میں عرض کرتے ہیں ۔ تو جناب والا ! اوقاف کے متعلق میں بات کر رہا تھا ۔ کہ علماء کی اکیڈیمی قائم کی گئی اور ان کے امتحانات رکھے گئے ۔ ان کے لئے ریفریشر کورسز رکھے گئے تاکہ وہ آگے بھی کچھ بتائیں ۔ یہ نہیں کہ ایک چھوٹا سا ملا کھڑا کر دیا اور وہ اوقاف کا مالک ہو گیا ۔ نہ آگے کچھ اور نہ پیچھے کچھ ۔ اس کے لئے ہماری حکومت نے وہاں ریفریشر کورسز مقرر کئے ہیں ۔ ان کے باقاعدہ امتحان مقرر کئے ہیں ۔ علما کی اکیڈیمی بنائی ہے ۔ اور جس طرح بہاولپور میں جامعہ تھی اس کو یونیورسٹی کا درجہ دیدیا گیا ہے ۔ یہ باتیں تھیں اور اس کے بعد اوقاف کے ذمہ لگایا گیا ۔ کہ وہ تبلیغ کریں ۔ اسلام کی اشاعت کریں ۔ یہ چیزیں ہم نے سال 1972ء میں کیں ۔ علامہ صاحب ان کے متعلق خوب جانتے ہیں ۔

جناب والا ! اس کے بعد میں زرعی اصلاحات کی طرف آؤں گا ۔ یہ ہماری حکومت کا بہت بڑا زبردست کارنامہ ہے ۔ زرعی اصلاحات ہوئیں ۔ بڑی بڑی جاگیر داریاں ٹوٹیں ۔ بڑے بڑے زمیندار چھوٹی چھوٹی زمینداریوں پر آئے ۔ وہاں مزارعین میں زمین تقسیم کی گئی اور سب سے بڑی بات یہ ہے کہ چیزیں پہلے نہیں تھیں ۔ پہلے یہ تھا کہ جب ان کی زمین ٹوٹتی تو اس طرح کر لیا کرتے تھے ۔ جس طرح پہلے میاں ممتاز دولتانہ نے کیا ہے جب میاں ممتاز دولتانہ کی جاگیر داری ٹوٹی تھی تو اس نے شفع کرکے ساری زمین واپس کرا لی ۔ لیکن اس دفعہ جو 1972ء میں رکھا گیا وہ یہ کہ غریب مزارعین کو بھی شفع کا حق دیا گیا تاکہ جاگیر دار پھر بڑے جاگیر دار نہ بن جائیں بلکہ مزارعین وہ زمین حاصل کر سکیں ۔ جناب والا ! اس کے ساتھ جو حکومت نے مزارعین کی بے دخلیاں بند کیں اس کے ساتھ کھاد ۔ معاملہ ۔ آبیانہ اور اس کے ساتھ بیج اور ساری چیزوں کی ذمہ داری مالکان پر ڈالی گئی ۔ اس طرح سے یہ ایک بہت بڑا کارنامہ تھا اور اس کے ساتھ سب سے بڑی چیز یہ تھی کہ پہلے کوئی مزارع کسی مالک کے سامنے بول نہیں سکتا تھا کہ مجھے بتائی دو ۔ میں وھاڑی کے علاقے کی بات کروں گا کہ 1972ء سے پہلے کبھی مزارعین کو بٹائی نہیں ملی تھی صرف تھوڑے سے پیسے ملتے تھے ۔ اس سے وہ غریب لوگ گزارہ کرتے تھے ۔ اس حکومت نے کمیٹیاں مقرر کیں جو زمینداروں

اور مزارعین کے درمیان فیصلہ کرتی تھیں اور وہ بٹائی لے کر دیتی تھیں ۔ پہلے ناجائز اخراجات حاوی تھے ۔ کوئی معمولی خرچ ہے کوئی اور خرچ ہے اور وہ سارا سامان اپنے ڈیرے میں لے جاتے تھے ۔ لیکن اب مزارعین کو ان کا حق ملا ۔ وہ حق مانگنے کے قابل ہوئے ۔ حکومت کا کیا یہ کوئی تھوڑا کارنامہ ہے جناب والا ! اس کے علاوہ اور بھی زرعی اصلاحات ہیں ۔ subsidy کی سکیم تیار کی گئی جس کے تحت چھوٹے مالکان کو ٹیوب ویل کے لئے پیسے دئے گئے ۔ غریب مزارعین اور چھوٹے مالکان کو کھاد کے لئے پیسے دئے گئے ۔

جناب والا ! اس کے بعد میں تعلیمی اصلاحات کی طرف آتا ہوں ۔ سکول قومیا لئے گئے ۔ یہ بہت بڑا کارنامہ ہے ۔ یہ سکول صرف کاروبار کے اڈے بن گئے تھے ۔ وہاں صرف کاروبار ہوتا تھا تعلیم نہیں ہوتی تھی ۔ وہاں غریب بچہ جا نہیں سکتا تھا صرف بڑے لوگوں کے اڈے تھے انہیں ختم کیا گیا ۔ نئے سکول کھولے گئے ۔ میں دیہی کی بات کرتا ہوں ۔ جس میں دس دس میل تک کوئی سکول نہیں ملتا تھا ۔ لیکن اللہ کے فضل و کرم سے 1972ء کی بات ہے ابھی دوسرے سکول منظور نہیں ہوئے تین تین چار چار میل پر پرائمری اور مڈل سکول اور اس کے بعد ہائی سکول منظور ہوئے ۔

جناب والا ! اس کے بعد میں پیپلز ورکس پروگرام کی طرف آتا ہوں ۔ یہاں کہا گیا کہ بنیادی جمہوریت کو ختم کر دیا گیا ہے اور پیپلز ورکس پروگرام بنیادی جمہوریت ہی کی شکل میں ہے ۔ یہ ٹھیک ہے کہ انتخابات نہ ہو سکے لیکن جو کام پیپلز ورکس پروگرام نے 1972ء میں کیا ہے کوئی ملک کبھی ایسا کام نہیں کر سکے گا ۔ اس میں سب سے بڑی چیز نوجوانوں کے لئے طالبعلموں کے لئے اور پڑھے لکھے لوگوں کے لئے جو کی گئی تھی وہ تھی سپاہ دانش ۔ ایسے لوگ جو بالکل احساس کمتری میں مبتلا تھے کہ ہمیں کوئی ملازمت نہیں ملے گی انہیں سپاہ دانش میں کھپایا گیا ۔ ایسے ایسے قابل لوگ آئے جنہوں نے ہماری امداد کی ۔ سیلاب کے متعلق امداد کی ۔ جب گندم کی خریداری تھی تو ان لوگوں نے ہماری مدد کی اور اس کے بعد ہر قسم میں

ہر جگہ ہیلپ ورکس پروگرام کے تحت سڑکیں بنیں ۔ اس کا اگر آپ اندازہ لگائیں تو 1972ء میں جتنا کام ہوا ہے کبھی بھی کسی سال ایسا کام نہیں ہوا ۔ لیبر اصلاحات ہوئیں ۔ منافع میں مزدوروں کا حصہ رکھا گیا ۔ لیبر یونینیں بنیں ۔ لیبر کورٹس بنیں تاکہ ان کا تحفظ کیا جا سکے ۔ ان کو ان کا حق دیا جا سکے ۔ پنشن کا حق دیا گیا معذوری کی شکل میں حق دیا گیا ۔ مرنے کی شکل میں حق دیا گیا ۔ یہ کیا حکومت کا کارنامہ کم تھا ۔

جناب والا ! اس کے بعد صنعتی اصلاحات ہوئیں ۔ صحت کے میدان میں اصلاحات ہوئیں ۔ جگہ جگہ ڈسپنسریاں قائم ہوئیں ۔ جگہ جگہ ہسپتال قائم ہوئے اور یہ حکومت کا سب سے بڑا کارنامہ تھا ۔

Mr. Speaker : Sardar Saghir Ahmad (Not present). Mr. Abdul Hafiz Kardar please. I hope that the Members know the time-limit—not more than ten minutes.

Mr. Abdul Hafiz Kardar : Sir, I will restrict myself to the time-limit.

Mr. Speaker Sir, the report we are discussing falls within a frame-work which must be kept in view and that all those Principles of Policy and their implementation is restricted to the availability of resources and considering that the resources were available to the extent that they were used. Government's steps in various directions which have been put forward in the report are extremely commendable. One could say that in such a short time the Government put forward numerous steps which could be in theire own right called the bills of rigths for the people of this country. I think one need not dwell on the legislative measures that were put forward but I would certainly state one particular thing and that is that what we had promised we did. That was, all power must flow back to the people. The power that comes to the legislature, to the Government from the

people must also flow back to them. So in all respects i.e. in labour legislation, in bringing about Education Reforms, in Reforms for the lands and the relation between the tenants and the owners, this particular principle that participation of the people as people, citizens of this country having rights was fully observed and that is one of the great achievements of the Government in the year for which the report has been put forward.

Sir, these were the steps which have been reported and I need not dwell on them as a number of speakers have talked about them and very very eloquently. But I do want to put forward one or two things which I think are extremly important because the answer to the question "What is Pakistan" has been asked repeatedly and it was only recently that the answer of what Pakistan was, was given i.e. the integrity and solidarity of Pakistan based on the Ideology of Pakistan itself, which is on the basis of Islam and the tenets of Islam and that is in the decision which I don't want to refer because the decision was taken only recently i.e. the declaration about the finality of Prophethood. In doing so, the Prime Minister and the National Legislature gave half answer to what Pakistan is i.e. Pakistan is based on Islam and the tenets of Islam that were put forward by our great Religion. The half of the question needs to be answered and that is, how we want to run this country. If we look around, we find various social evils and one can only hope that all these will have to be answered and tackled under conditions which would permit legal action as the Chief Minister has repeatedly said that we cannot really proceed against these people who commit acts of illegality

without having the legal sanction. But I will say that if we can create conditions under which more and more observance of the tenets of Islam is possible, then we would have set the foundation for a more just and more honourable and more humane society. In this particular respect I would like to put forward two proposals :

(1) That one Channel of Radio Pakistan must be devoted for Quran Khawani. It happens in large number of Muslim countries and from this (a) the teachings of Quran and of Islam are propagated ; and (b) a large number of people are benefitted ; they correct their pronunciation of the Holy Book.

(2) I would very strongly recommend that Friday prayears should be covered on the T.V. and Radio. If you go to Europeon countries all over the world, in fact you find that Sunday Services are relayed from the Churches to the homes of the people. And if this is done in this country then you will find that the women and childran sitting at home who don't participate in the Friday congregations, it will have a very salutary effect. I would very strongly recommend that if it is the central Government's responsibility, this House and the Governmet recommend that these steps are taken for the propagation of Islam, for the teaching of Islam, so that whatever influences that are permeated in our society are effectively challenged because if you look around Sir, today we find ourselves in the same kind of cultural vacuum which was faced by Maulana Hali when he said :-

اے خاصۂ خاصانِ رسل وقت دعا ہے
امت پہ تیری آ کے عجب وقت پڑا ہے

It was said at the time of "Ghadar". What is "Ghadar"?

"Ghadar" is not the transition of poltical power. It is also the inroads which alien cultural pattern takes hold of your people and this is what is happening in the youth of this country and one has totake very strong measures against the particular in-road. I would suggest that it is not enough to say that education facilities have been made for the teachings of Islam and Islamayat has been made compulsory. One has really to take also steps to eradicate certain evils that are taking hold in our society. I would like you to refer to the provisions under Article 31 and Article 37 and also in this context say that when the expression used in Articl 37 (g) is :

> Article 37 (g): Prevent prostitution, gambling and taking of injurious drugs, printing, publication, circulation and display of obscene literature and advertisements ;
>
> (h) prevent the consumption of alcoholic liquor otherwise than for medicinal and, in the case of non-Muslims, religious purposes, and"

according to the dictionary, the word "prevant" means to"stop". It is not merely to put certain bars by saying that only those who are sick or belong to a particular category can draw upon their permits for the consumption of liquor. The use of the word in the constitution itself is very clear. "Preventing and stopping". I would say that this would be another step in which we can eradicate evils from our society. And racing is another one. Because Sir Syed Ahmad

Khan said :-

درمیان قعر دریا تختہ بندم کردہ ای
باز می گوئی کہ دامن تر مکن ہوشیار باش

is not enough when you create such conditions in the society as to protect it. Why can't the legislators and the Government of the country take steps to protect the people and this is what I understand from the provision in the Constitution "prevent" i.e. to "stop".

I would make only these very humble submissions to you and to the Government in this House.. Thank you.

مسٹر سپیکر : سید تابش الوری ! آپ کی تقریر شروع ہونے سے پہلے میں ایک اعلان کرنا چاہتا ہوں ۔

سید تابش الوری : جناب وہ میرے وقت کا حصہ نہیں بنے گا ۔

مسٹر سپیکر : نہیں ، وہ آپ کے وقت کا حصہ نہیں بنے گا ۔

جناب اختر عباس بھروانہ ۔ پارلیمانی سیکرٹری نے اراکین اسمبلی کے لئے آج شام افطار پارٹی کا اہتمام کیا ہے ۔ پارٹی آج شام ساڑھے پانچ بجے ان کے مکان واقع 22/8 ڈیورنڈ روڈ ، گڑھی شاہو جو کہ کراؤن سینما کے اور تاج سینما کے قریب ہے ، ہوگی ۔ بھروانہ صاحب تمام وزراء ، اراکین اسمبلی اور پریس سے درخواست کرتے ہیں کہ وہ اس افطار پارٹی میں شرکت فرما کر انہیں ممنون ہونے کا موقع دیں ۔

چوہدری غلام قادر : پوائنٹ آف آرڈر ۔ جناب والا ! اس افطار پارٹی میں صرف کھجوریں ہونگی یا کھانے کا بندوبست بھی ہوگا ؟

مسٹر سپیکر : یہ تو وہاں جا کر پتہ چلے گا ۔ انہوں نے تو افطار پارٹی کہا ہے ۔ لیکن یہ ڈنر ہی ہوگا ۔ تابش الوری !

سید تابش الوری : جناب سپیکر ! حکمت عملی کے جن بنیادی اصولوں کی پابندی اور عمل درآمد سے متعلق جو رپورٹ آج ہمارے سامنے ہے وہ اصول

سال مختتمہ 31 دسمبر 1972ء کے لئے حکمت عملی کے اصولوں کی پابندی اور ان پر عمل درآمد کے بارہ میں رپورٹ پر بحث

پارلیمانی طرز حکومت رکھنے والے ممالک میں اسامی اہمیت رکھتے ہیں ۔ جس طرح کوئی فرد اپنا کیریئر منتخب کرتا ہے ۔ جس طرح کوئی جماعت اپنا منشور تیار کرتی ہے اسی طرح سے ہر جمہوری اور نظریاتی ملک اپنے لئے ایک نصب العین اور منزل کا تعین کرتا ہے ۔ ایک مفکر کے مطابق بنیادی اصول اصل میں ساکی مقاصد کا منشور ہوتے ہیں جنہیں کسی عدالت میں چیلنج نہیں کیا جا سکتا ۔ یہ اصول ملک کے حال اور مستقبل پر محیط ہوتے ہیں ۔ یہ اصول ملک کی معاشی اور نظریاتی پالیسی مدون کرنے میں معاون ہوتے ہیں اور یہ اصول وہ مشعل ہدایت ہوتے ہیں جن کی روشنی میں ملت کا قافلہ اپنی منزل کی طرف گامزن رہتا ہے ۔ جناب والا ! اس اصول کے تحت زندگی کے تمام شعبوں سے متعلق حکومت اپنا لائحہ عمل، پروگرام اور پالیسی مرتب کرتی ہے ۔ آج جب کہ پنجاب میں پہلی مرتبہ ان اصولوں کی روشنی میں یہ رپورٹ اس ایوان میں پیش ہو رہی ہے ۔ جو 1972ء سے متعلق ہے ان اصولوں میں واضح طور پر کہا گیا ہے کہ مملکت اسلامی طرز زندگی رائج کرے گی ۔ لوکل گورنمنٹ کے اداروں کو فروغ دے گی ۔ تعصبات کا انسداد کرے گی ۔ خاندان کا تحفظ کرے گی ۔ اقلیتوں کی حفاظت کرے گی ۔ معاشرتی انصاف کا فروغ اور معاشرتی برائیوں کا انسداد کرے گی اور عوام کی معاشی اور معاشرتی ترقی کے لئے اقدامات بروئے کار لائے گی ۔ آئین کی رو سے ان اصولوں پر عمل کرنا حکومت کا بنیادی فریضہ ہے ۔ دیکھنا یہ ہے کہ انتظامیہ اور حکومت نے پنجاب کی حد تک اس فریضے کو کہاں تک ادا کیا ہے ۔

جناب والا ! اگر ہم اس رپورٹ پر ایک طائرانہ سی نظر بھی ڈالیں تو ہمیں یہ محسوس ہوتا ہے کہ یہ رپورٹ انتہائی ناقص ۔ نا مکمل ۔ لایعنی ۔ خشک اور ۔ روح رپورٹ ہے ۔ یہ محض ایک محکمانہ نوٹ ہے اور یہ محکمانہ فرائض کی ایک وضاحت تو ہے لیکن اصطلاحاً اسے کسی اعتبار سے بھی رپورٹ نہیں کہا جا سکتا ۔ جناب والا ۔ جناب حنیف رامے خود ادیب اور صحافی رہے ہیں ۔ اگر وہ اس رپورٹ پر ایک طائرانہ سی نظر بھی ڈال لیتے تو وہ یقیناً اسے ایوان میں پیش نہ ہونے دیتے ۔

جناب والا ! یہ رپورٹ اس اعتبار سے بھی اہم ہے کہ یہ اس سال سے متعلق ہے جب فوجی آمریت کے بعد منتخب عوامی نمائندوں کو اپنی حکمرانی مستحکم کرنے کا موقع ملا تھا ۔ عوام نے صبح جمہوریت کے ان لمحات کے لئے کتنے حسین خواب دیکھے تھے ۔ کتنے خوبصورت تصورات ذہنوں میں سجائے تھے اور خوشحالی اور مستقبل کے حصول کے لئے آزمائشوں اور قربانیوں کی کتنی جہنمی منزلیں طے کی تھیں ۔ لیکن جب حکمران پارٹی کا اقتدار نصف النہار پر پہنچا تو لوگوں کے یہ خواب ایک چھناکے کے ساتھ ٹوٹ گئے اور تصورات کا یہ تاج پاش پاش بکھر کر رہ گیا ۔

جناب والا ! میں انتہائی دکھ کے ساتھ یہ کہنے پر مجبور ہوں کہ 1972ء کا یہ سال مطلق العنانیت اور فسطائیت کے عفریت کی صورت میں نمودار ہوا ۔ یہ سال وہ تھا کہ جب ہمارے بنیادی حقوق معطل ہو گئے تھے ۔ ہنگامی حالات برقرار رہے اور مارشل لاء کا جبر و قہر پھیلتا چلا گیا ۔

مسٹر سپیکر : علامہ صاحب کا اعتراض آپ پر بھی عائد ہو گا کہ جو کچھ مرکزی حکومت یا چیف مارشل لاء ایڈمنسٹریٹر نے کیا وہ یہاں پر ہماری گفتگو کا موضوع نہیں بن سکتا ہے ۔

سید تابش الوری : جناب والا ! اس وقت پنجاب میں مارشل لاء ایڈمنسٹریٹر کی حیثیت سے گورنر کام کر رہے تھے اور میں اسی طرف اشارہ کر رہا ہوں ۔

مسٹر سپیکر : مارشل لاء تو مرکز نے لگایا تھا ۔

سید تابش الوری : جناب والا ! پنجاب میں بھی مارشل لاء لگا ہوا تھا ہم اس سے کیسے انکار کر سکتے ہیں ۔

مسٹر سپیکر : اس طرح تو جب بیرونی ممالک کے صدر مملکت پاکستان آئے تو وہ لاہور بھی آئے تھے اور انہوں نے مسجد میں جمعہ بھی پڑھا تھا لیکن اس کے باوجود یہ صوبائی معاملہ نہیں تھا ۔

سید تابش الوری : جناب والا ! میں تو صرف حوالے کے طور پر کہہ رہا ہوں میں اسے تقریر کا موضوع نہیں بنا رہا ۔ تو میں یہ عرض کر رہا تھا

کہ یہ وہ سال تھا جب مارشل لاء کا جبر و قہر پھیل رہا تھا اور عوامی ڈکٹیٹر شپ کا ایک طاغوتی نظام حکومت رائج و نافذ ہو کر رہ گیا تھا ۔

Mr. Speaker : I hope that the Hon'ble member would refrain from dealing with the subject which is central and not provincial.

سید تابش الوری : بالکل ٹھیک ہے ۔

جناب والا ! یہ سال حکمران جماعت کے فکر و عمل کے تضادات کا بد ترین سال تھا ۔ یہ سال ایک تاریک سال تھا جس میں یک جماعتی آمریت و فسطائیت کی خاطر تشدد بے زنجیر ہو گیا اور جمہوریت بے توقیر ہو گی ۔ یہ وہ سال تھا جب قانون کی برسر عام بے حرمتی کی گئی اور سیاسی و معاشی اخلاق کو نیلام پر چڑھا دیا گیا ، جب شریفوں کو رسوا کیا گیا اور غنڈوں کو خلعتیں بخشی گئیں ، جب طلبہ کو برسر بازار ننگا کر کے پیٹا گیا ، جب علماء کا تقدس پامال ہوا ۔ یہ وہ سال تھا جب سیاسی راہنماؤں کو جیلوں میں دھکیلا گیا اور مزدوروں کو کال کوٹھڑیوں کی نذر کیا گیا ۔ یہ وہ سال تھا جب کسانوں کی تحریکوں کو بہ جبر کچلا گیا اور سرکاری ملازمین کی ایک بڑی تعداد کو صفائی کا موقع دیئے بغیر بیک بینی و دو گوش نکال دیا گیا ۔ جناب والا ! یہ وہ سال تھا جب پورا صوبہ پولیس سٹیٹ کی صورت میں دہشت گردی کے راج سے استفادہ کر رہا تھا ۔ اور میں سمجھتا ہوں کہ یہ سب کچھ اس لئے ہو رہا تھا کہ اس صوبے میں شکست خوردہ عوام اس سہمی ہوئی اور دہشت زدہ فضا میں اس یک جماعتی آمریت اور فسطائی نظام کو قبول کر کے سجدہ ریز ہو جائیں جناب والا ! کچھ لوگ یہ کہیں گے کہ یہ سب کچھ کسی ایک فرد نے نہیں کیا ۔ یہ سب کچھ پنجاب میں کیا نہیں گیا بلکہ کرایا گیا تھا ۔ کچھ لوگ یہ کہتے ہیں کہ اس وقت پنجاب میں صوبائی خود مختاری حاصل نہ تھی اور جو کچھ مرکز سے ارشاد کیا جاتا تھا اس پر عمل ہوتا تھا ۔ لیکن میں کہتا ہوں کہ اس ذمہ داری سے پوری حکمران جماعت نہیں بچ سکتی ۔ کیونکہ پوری جماعت

اجتماعی طور پر پوری قوم اور پورے صوبے کے سامنے جواب دہ ہے ۔ کوئی فرد یا کوئی گروہ اس سلسلے میں تنہا جواب دہ نہیں ہو سکتا ۔ میں سمجھتا ہوں کہ یہ سب کچھ اس لئے کیا گیا کہ اس بات کو ثابت کیا جا سکے کہ That the Punjab can be governed on telephone اور ٹیلیفون پر govern ہونے والی یہ حکومت پنجاب میں صرف اس لئے لاقانونیت اور دہشت گردی کرتی رہی کہ پنجاب میں کوئی ایسی قیادت نہ ابھر سکے ، کوئی ایسا قائد نہ ابھر سکے جسے ملکی اور قومی قیادت کے لئے چنا جا سکے ۔ جناب والا ! یہ ایک ایسا المیہ ہے جو پاک پنجاب کی تاریخ میں ہمیشہ ہمیشہ کے لئے ایک تاریک باب کی حیثیت سے برقرار رہے گا ۔ جناب والا ! 1972ء کی اس رپورٹ میں ان تاریک اور کالے کارناموں کا کہیں ذکر نہیں ، لیکن عوام کی لوح دل پر نقش کالحجر کی طرح موجود ہیں ۔ جو کبھی بھلائے نہیں جا سکتے ۔ جو کبھی نظر انداز نہیں ہوں گے ۔

جناب سپیکر ! 1972ء کی اس اجتماعی تصویر کشی کے بعد میں چند بنیادی اصولوں اور ان پر عمل درآمد سے متعلق بعض پہلوؤں کا محض اجمالاً ذکر کروں گا ۔ کیونکہ اس پر ہمارے بہت سے دوست بہت تفصیل سے بول چکے ہیں ۔ ان میں سب سے پہلا اصول اسلامی طرز معاشرت کا فروغ ہے ۔ قائد اعظم نے فرمایا ، اسلام ہماری زندگی اور وجود کا بنیادی سرچشمہ ہے ۔ اور بھٹو صاحب نے بھی یہ عہد کیا تھا کہ اسلام ہمارا مذہب ہے اور اس کے لئے ہم ہر چیز کو قربان کر دیں گے ۔ اسلام ہی اس ملک کی نظریاتی اساس ہے ، اس لئے بجا طور پر پہلے بنیادی اصول کی حیثیت سے اس کو تسلیم کیا گیا ہے ۔ لیکن یہیں یہ دیکھ کر افسوس بھی ہوتا ہے اور حیرت بھی کہ صوبائی حکومت اس بنیادی اہمیت کے اصول کو اپنی پالیسی کا جلی عنوان بنانے میں ناکام رہی ہے ۔ جناب والا ! کہا گیا ہے کہ محکمہ اوقاف نے اس سلسلے میں بعض قابل تعریف کام کئے ہیں ۔ ہم انہیں یقیناً تسلیم کرتے ہیں لیکن اجتماعی انداز میں حکومت مسلمانوں کی انفرادی اور اجتماعی زندگیوں کو اسلام کے سانچے میں ڈھالنے میں ناکام رہی ہے اور ایسے ٹھوس کام ہمارے سامنے نہیں آئے جس کی وجہ سے ہم پنجاب میں ایک اسلامی معاشرے کی حقیقی طور پر تشکیل کا فریضہ انجام دے سکتے ۔ جناب والا ! پنجاب اس

ملک کا سب سے بڑا صوبہ ہے۔ پنجاب جذبہ اسلامی اور ولولہ اسلامی کا سب سے بڑا مظہر ہے اور اسے اس حیثیت میں رہنمایانہ کردار ادا کرنا چاہئے تھا۔ لیکن وہ تقلید محض بھی نہ کر سکا۔ سرحد کو یہ شرف حاصل ہوا کہ وہاں شراب پر مکمل پابندی عائد کر دی گئی۔ آزاد کشمیر کو یہ امتیاز ملا کہ وہاں اسلامی تعزیری قوانین نافذ ہو گئے۔ لیکن پنجاب کو اس سلسلے میں نہ صرف یہ کہ کوئی عملی کام کرنے کی توفیق نہیں ہوئی، بلکہ عملاً ہم نے اس طرف سوچنا بھی شروع نہیں کیا۔

مسٹر سپیکر: چوہدری محمد یعقوب اعوان۔

Chaudhri Muhammad Yaqub Awan: Sir, the year 1972 was the golden year in the history.....

سید نابش الوری: جناب والا! میں تو سمجھا کہ وہ پوائنٹ آف آرڈر پر کھڑے ہوئے ہیں۔

مسٹر سپیکر: نہیں، آپ کے گیارہ منٹ ہو گئے ہیں۔

سید نابش الوری: جناب والا! کل آپ نے کنور یاسین صاحب کو آدھ گھنٹے تک بولنے کا موقع دیا تھا، جب کہ آپ نے کہا تھا کہ وہ ایک عام رکن کی حیثیت سے بول رہے ہیں۔ اور آدھ گھنٹہ جناب ڈپٹی سپیکر کو۔ آپ کو معلوم ہے کہ حزب اختلاف انتہائی مختصر ہو گئی ہے۔

مسٹر سپیکر: نابش صاحب! آپ شاید میرے ساتھ اتفاق نہ کریں۔ حزب اختلاف نے اب تک اس بحث میں گورنمنٹ سے آج ایک گھنٹہ زیادہ وقت لیا ہوا ہے۔

Ch. Mohd. Yaqoob Awan: One full day.

مسٹر سپیکر: اگر وقت کے بارے کی بات ہے تو حزب اختلاف زیادہ وقت لے چکی ہے اور یہ شاید وہ پورا کرتے ہیں یا نہیں کرتے۔ چوہدری محمد یعقوب اعوان۔

سردار امجد حمید خان دستی : میری باری کا وقت ان کو دے دیں ۔

مسٹر سپیکر : آپ کی باری تو میرے پاس ہے ہی نہیں ۔ I never received your name. Name can't be given in the tail end. Yes Ch. Mohammad Yaqoob Awan.

Chaudhry Muhammad Yaqub Awan : Sir, the year 1972 in the history of the Peoples Party and its regime was the golden year. It was a year of reforms in every field and in every walk of life—on the agriculture side, on the industrial side, on the education side, on the labour side and what not. I may submit that the reforms made in that year have borne fruit in the later years. The seed is judged from the fruit that it bears. The seeds that were sown in the year 1972 in the field of propagation of Islamic values and Islamic ideology have borne fruit in the year 1973 and 1974 in the shape of Islamic Summit Conference and the Ahmedia issue decision, I need not dwell on these issues any further because these things happened in 1973 and 1974 although I would refer to them incidentally.

Sir, I may further submit that so far as regional and other prejudices are concerned, I think, some thing more needs to be done. There are regional prejudices on the inter-provincial side. There still exist Baluchis and Sarhadis. I think they have got prejudices, I may be wrong that is a different matter, against the Punjabis and this thing is cutting at the very roots of Pakistan or the foundations of Pakistan. I think the Government should take keen steps to rout out these prejudices at least from within the Province. So far as national integrity is concerned, we should feel satisfied. Even a legislation has been enacted in this

direction which lays down that any action or any word which goes towards the violation of national integrity or which affects the national integrity is legally punishable.

So far as the treatment of minorities is concerned, I think, this regime right from the beginning is keen to protect their interest. Where it has found that a certain sect of people which have not been declared a minority in order to protect their interests they have declared them a minority.

So far as the prisoners are concernad the reforms in jails are quite prominent. Even fans have been provided, arrangements have been made for religious and other educational facilities in jails. I think the conditions in the jails are much better as compared with the years prior to 1972.

Sir, in the field of Social Justice, Family Planning needs a mention. I think the amount the Government is spending in this direction, most of it in my humble opinion is being wasted in the sense that the results that it has so far shown are hopeless. I am of the opinion, Sir, the keenness of the Government cannot be questioned but the results are poor and unless the expenditure is justified by the results, it cannot be said to have been justified.

Sir, then as to the backward areas, we have seen the Budget of 1972 and even the Budgets that followed they have taken the year 1972 as a precedent. Therein major provisions for the backward areas have been made and major decisions with regard to che backward areas have been taken *i.e.* they are given preference and precedence everywhere and all round. In the field of Rural Works Pro-

gramme and the Rural Integrated Development Programme, I think the year 1972 is the first year in which such a programme was initiated. Nobody ever thought of such a programme earlier to the year 1972.

You may say whatever you like about the administration as some of the Members from the Opposition did. You may say anything against the administration but you will have to admit that there has been fall in crimes. That fall was quite significant. So far as the cattle lifting cases were concerned, I perfectly remember that in the year 1972 and some later period too, this crime was brought to the lowest possible extent.

سید تابش الوری : وہ بھینسوں کا کیس جناب کیا تھا جو چوہدری ظہور الٰہی سے برآمد ہوئیں تھیں ؟

چوہدری محمد یعقوب اعوان : میرے عزیز میرا خیال ہے اگر بیان کرنا ہے تو باہر کریں گے ۔ یہ کوئی موقع نہیں ہے ۔ So far as the Agriculture Reforms are concerned, I think the Government has been doing its utmost. They tried to provide the agriculturists subsidies for manure. At least in the year 1972 it was subsidized to a large extent. They tried to provide agricultural machinery at reasonable rates. They tried to provide loans to the agriculturists and even to the tenants which were not previously given the loans.

As regards the Labour Reforms, I think it is now the management which is on the defensive. The management generally complains that so many rights have been given to the labour but they have not been made conscious of their obligations that fall upon them and I think they are true to some extent. Labour got security in all fields—against

illness, injury, death compensation etc. I think the complaint of the management now is to some extent justifiable that the obligations which fall upon the labour, they have not been maintained by the labour itself.

Thank you very much, Sir.

مسٹر سپیکر : سید فدا حسین موجود نہیں ہیں ۔ سردار صغیر احمد !

اب اپوزیشن یہ ہے کہ دو نام اور آئے ہیں ۔ فیصلہ یہ ہوا تھا کہ 12 بجے ہم ہاؤس کو ختم کر دیں گے ایک گھنٹہ پہلے ہی ختم کر دیتے تو آج اس سے بھی آدھا گھنٹہ پہلے اٹھ جائیں گے اور ابھی چیف منسٹر صاحب نے اور لیڈر آف دی اپوزیشن نے بھی بولنا ہے اس حساب سے اس وقت ابھی 13 نام باقی ہیں ۔

خان امیر عبداللہ خان روکڑی : میرا خیال ہے گورنمنٹ والے ہی بولتے جائیں باری کیا لگانا ہے ۔

مسٹر سپیکر : امیر عبداللہ صاحب ! بات یہ ہے کہ میں اس دن چاہتا تھا کہ کوئی ممبر بھی دوسرے سے زیادہ نہ بولے اور حساب سے بولے ۔ اس دن اپوزیشن نے اس بات پر بہت اصرار کیا کہ آج کا دن حاجی سیف اللہ خان صاحب ہی بولیں گے اور انہوں نے اڑھائی گھنٹے تقریر کی ہے ۔

خان امیر عبداللہ خان روکڑی : میں الزام نہیں لگا رہا لیکن میں آپ کی صرف توجہ دلا رہا ہوں کہ کل طے جناب یہ ہوا تھا ۔ ۔ ۔ ۔

مسٹر سپیکر : کل گورنمنٹ کے تین ممبر بولے ہیں اور اپوزیشن کا ایک ممبر بولا ہے کل اپوزیشن نے پچاس منٹ لئے ہیں اور کوئی پندرہ چودہ منٹ کے قریب جو ہیں وہ گورنمنٹ نے لئے ہیں اس حساب سے ابھی گورنمنٹ کے کھاتے میں ڈیڑھ گھنٹہ باقی ہے اپوزیشن کا حساب برابر کرنے کے لئے ۔ ۔ ۔ ۔

خان امیر عبداللہ خان روکڑی : میں تو یہ عرض کر رہا ہوں کہ ان

کا اور ہمارا کیا حساب ہے وہ گورنمنٹ ہیں ہم نے تو وہ تکالیف ان کی خدمت میں عرض کرنا ہیں -

سید تابش الوری : کل جناب کنور یاسین خان نے بہت سا ٹائم لیا اور انہوں نے صرف اعداد و شمار پیش کئے اور صرف دس منٹ راجہ افضل صاحب بولے ہیں کل آپ نے سارا دن ہمیں بولنے کا موقع نہیں دیا اور آج بھی یہی ہے - ہم تو یہ اصولوں کی پابندی کے لئے کہہ رہے ہیں -

مسٹر سپیکر : آپ ٹائم کے متعلق کہہ رہے ہیں تو ٹائم کوئی میں نے نہیں لکھا رپورٹر وقت لکھتے ہیں کہ کتنے بجے کون آیا کتنے بجے کون بولا - تو سیشن ختم ہونے کے بعد سارے ہم بیٹھ جائیں گے اور دیکھ لیں گے کہ کتنا انہوں نے ٹائم لیا ہے کیونکہ آپ جو بار بار کہہ رہے ہیں کہ کنور محمد یاسین خان نے آدھا گھنٹہ لیا ہے یہ حقیقت میں صحیح نہیں ہے -

سید تابش الوری : اس سے بھی زیادہ وقت لیا ہے -

مسٹر سپیکر : میں نے کہا ہے کہ بعد میں بیٹھ جائیں گے اور دیکھ لیں گے کہ کتنا ٹائم انہوں نے لیا ہے - جہاں تک مجھے اندازہ ہے کل سارا دن میں بیٹھا ہوں اور ڈپٹی سپیکر صاحب اس کرسی پر نہیں بیٹھے - آپ نے یہ کہا کہ شائد ڈپٹی سپیکر صاحب نے ٹائم دے دیا ہے وہ کل بالکل کرسی پر بیٹھے ہی نہیں اس لئے آپ کو شائد غلطی ہوئی ہے -

خان امیر عبداللہ خان روکڑی : میں نے یہ نہیں کہا ہے -

مسٹر سپیکر : تابش صاحب نے چلے بھی کہا تھا کہ شاید ڈپٹی سپیکر صاحب بیٹھے تھے -

سید تابش الوری : جناب والا ! جناب ڈپٹی سپیکر صاحب نے آپ کی توجہ دلائی تھی کہ یہ بحیثیت پارلیمانی سیکریٹری بول رہے ہیں یا عام ممبر کی حیثیت سے تو آپ نے فرمایا تھا کہ عام ممبر بھی ہیں - اس کے باوجود میں نے کہا ہے کہ انہوں نے آدھا گھنٹہ تقریر کی -

مسٹر سپیکر : میں نے کہہ دیا ہے کہ بعد میں ٹائم منگوا لیں گے کہ حاجی صاحب نے کتنے بجے تقریر شروع کی تھی اور کتنے بجے ختم کی اور کل باقی ممبروں نے کتنا ٹائم لیا ہے ۔ کیونکہ باقی فاضل وزراء بھی جو تھے کل انہوں نے بھی آدھے گھنٹے سے ایک منٹ زیادہ نہیں لیا مثلاً ڈاکٹر عبدالخالق صاحب نے ۔

سید ناہش الوری : جناب ! ہم تو اصولوں کی پابندی پر اصرار کر رہے ہیں اگر اصول پر پابندی عاید کرنی ہے تو ٹھیک ہے ۔

مسٹر سپیکر : میں یہ بات نہیں کہہ رہا ہوں میں جو کہہ رہا ہوں وہ یہ ہے کہ میں نے ٹائم کا حساب لگایا ہوا تھا کہ دس منٹ پر ایک کو کم از کم ملیں گے اب دو نام اور آ گئے ہیں تو اب وہ سارا شیڈول upset ہو جائے گا ۔ میرے پاس یہ دو نام صبح آ جاتے تو میں صبح ہی کہہ دیتا کہ آج ممبران 8 منٹ بولیں گے اب آخر میں یہ دو نام اور آ گئے ہیں اور سارا ڈیڑھ گھنٹہ باقی رہتا ہے ۔

(قطع کلامیاں)

مسٹر تاج محمد خان زادہ : آپ شیڈول upset نہ کریں میں اپنا نام واپس لینے کے لئے تیار ہوں ۔

مسٹر سپیکر : خان زادہ صاحب یہ بات نہیں ہے اگر آپ اپنے پرانے فیصلے کو ختم کر دیں کہ بارہ بجے نہیں اٹھنا بلکہ ہمیں دو بجے اٹھنا ہے تو میری طرف سے بیس بیس منٹ بھی فاضل اراکین حصہ لے لیں اور دس نام اور آ جائیں مجھے کوئی اعتراض نہیں ہے ۔

خان امیر عبداللہ خان روکڑی : اس وقت اصل میں ہمارا منشاء یہ تھا کہ اس وقت فوری بریک کر دی جائے میں نے یہ استدعا کی تھی ۔

مسٹر سپیکر : آپ نے آدھا گھنٹہ پہلے اجلاس ختم کرنے کی تجویز کی تھی ۔

خان امیر عبداللہ خان روکڑی : میں نے اس وقت یہ تجویز پیش کی تھی کہ اس وقت بریک کر دی جائے تا کہ دنیا کو معلوم ہو اور پاکستان کے عوام کو بھی معلوم ہو کہ ہمیں کتنا رنج والم ہوا ہے ۔ میں اسے واپس لینے کے حق میں نہیں ہوں کیونکہ آپ نے ایک فیصلہ کیا ہے ۔ لیکن بات ہماری یہ تھی کہ وہ اسی وقت فوری بریک کر دی جائے تا کہ یہ تاثر ہوتا کہ واقعی ہمارے دلوں کے اوپر اس کا یہ اثر ہوا ہے اور یہ صدمہ ہوا ہے ۔ تو گورنمنٹ سطح پر ڈپٹی لیڈر صاحب مفصل طور پر تقریر کر چکے ہیں اگر آپ ہمارا خیال نہیں کریں گے تو پھر اور کون کرے گا ۔

سید تابش الوری : جناب والا ! نہ جانے آپ وقت کے معاملہ میں بہت زیادہ کیوں حساس ہو جاتے ہیں ۔ آج ابھی تو منٹ ہوئے تھے کہ آپ نے کہہ دیا ۔ حالانکہ آپ ہر معاملہ میں نرمی اختیار کرتے ہیں لیکن اس قسم کی اہم رپورٹ پر میری تقریر ہو رہی تھی آپ نے مجھے warning bell بھی نہیں دی ۔

مسٹر سپیکر : میں اب اس میں کیا کہہ سکتا ہوں کہ میں نے warning bell نہیں دی ہے ۔ اگر کوئی ممبر اپنی تقریر کی طرف attentive ہو تو اس میں میری معذوری ہے مگر میرے پاس الرجک ہونے کا کوئی علاج نہیں ہے ۔

سید تابش الوری : جناب والا ! ہاؤس گواہ ہے ۔

مسٹر سپیکر : میرے پاس الرجک ہونے کا کوئی علاج نہیں ہے ۔

سید تابش الوری : جناب ! آپ بھی تو الرجک ہو جاتے ہیں ۔

(قطع کلامیاں)

مسٹر سپیکر : آپ تجویز کریں کہ اس کو بارہ بجے کی بجائے دو بجے آج کیا جائے

Why don't you propose it ? You can propose,

سید قابض الوری : شام تک بیٹھنے کے لئے تیار ہیں آپ اجازت تو دیں ۔

Mr. Speaker : I would not propose.

کہ میں نے نورالامین صاحب کے لئے آج اس ایوان کو بارہ بجے Rise کرنے کے لئے کہا ہے ۔ آپ تجویز کریں کہ تین بجے تک بیٹھیں گے ۔

سید قابض الوری : آپ نے یہ بھی اعلان اس ایوان میں کیا تھا کہ ہم تین روز نہیں چار روز اس ایوان میں ڈسکس کریں گے ۔ یا تو آپ اتنے فراخدل تھے یا پھر اتنے تنگ دل ہو جاتے ہیں کہ دس منٹ بھی بولنے کی اجازت نہیں دیتے ۔

خان امیر عبداللہ خان روکڑی : جناب والا ! اس کا ایک علاج یہ بھی ہے کہ نورالامین کے لئے بریک کا جو گھنٹہ ہے وہ ہم ولایتی لینے کے لئے تیار ہیں ہم یہ چاہتے ہیں کہ شام کے وقت آپ دوبارہ اجلاس بلا لیں یہ کوئی ایسی بات نہیں ہے ۔ میں یہ تجویز پیش کرتا ہوں کہ دوبارہ شام کو اسپیشل کا اجلاس بلایا جائے ۔

میسٹر سپیکر : نہیں ۔ میں اس کا یہ کرتا ہوں

That the House shall break at 12.00. It shall reassemble at 12.30.

وزیر قانون : جناب والا ! اس میں ہم کچھ قربانی بھی کر سکتے ہیں کہ رانا اقبال صاحب آج نہیں بولیں گے ۔

مسٹر سپیکر : ایک آدمی کے نہ بولنے سے کوئی فرق نہیں پڑتا ۔ میرے پاس تو چلے ہی اتنا وقت نہیں ہے ۔ میں نے اس پر بڑی تقریر نہیں کرنا تھی بارہ منٹ تو اس بات پر لگ گئے ۔

Mr. Taj Muhammad Khanzada : Sir, if you are going to punish the House I take my name back.

Mr. Speaker : There is no question of saying my name and other members name.

علامہ صاحب ذرا توجہ کریں اس وقت بات یہ ہے کہ میرے پاس پہلے جو نام آئے ہوئے ہیں ان میں اپوزیشن کی طرف سے ابھی تین ممبران پہلے ناموں کے مطابق بقایا ہیں اس میں آپ ہیں ۔ مخدوم زادہ سید حسن محمود ۔ خان امیر عبداللہ خان روکڑی ہیں ۔ گورنمنٹ پارٹی کے پہلے جن کے نام آئے ہیں ان میں میاں منظور احمد موہل ۔ کرنل محمد اسلم خان نیازی ۔ رانا اقبال ۔ بیگم زعانہ سرور ۔ میاں منظور حسین جنجوعہ اور چوہدری بشیر احمد ہیں یہ اب دس نام ہیں اور چیف منسٹر صاحب نے بھی بولنا ہے ۔

مسٹر تاج محمد خان زادہ : جناب والا ! کرنل محمد اسلم خان نیازی ہی کافی ہیں ۔

مسٹر سپیکر : یہ مذاق نہیں ہے ۔ میں نے جو حساب لگایا تھا وہ اس حساب سے لگایا تھا کہ دس بارہ ممبران نے بولنا ہے تو اتنے وقت پر اتنے ممبر بولیں گے ۔ آخری وقت پر بھی کسی اپوزیشن کے ممبر کا نام آ سکتا ہے یا گورنمنٹ پارٹی کی طرف سے کسی ممبر کا نام آ سکتا ہے ۔

وزیر قانون : جناب والا ! اس میں ہم اپنی طرف سے اپوزیشن کو ایک تجویز پیش کرنا چاہتے ہیں وہ یہ ہے کہ اگر وہ کل کے پراپوزیٹ ممبرز ڈے کو اس پر استعمال کرنا چاہیں تو بڑے شوق سے کر لیں ۔

مسٹر سپیکر : یہ کہ میں accommodate نہیں کرتا ہوں ۔ پہلے دن اکثر ممبران کا تاثر یہ تھا کہ ہماری main تقریر ہے اس کو آپ نہ روکیں ۔

مسٹر تاج محمد خانزادہ : جناب والا ! آپ زیادہ وقت کیوں نہیں دیتے ۔

مسٹر سپیکر : میں نے تو تجاویز دی ہیں کہ وقت کو بڑھایا جا سکتا ہے ۔ میں اس کو stick کرتا ہوں کہ بارہ بجے پہلے فیصلے کے مطابق اٹھ جائیں گے ۔ اس کے بعد پندرہ منٹ میں دوبارہ آ کر reassemble ہو

جائیں گے تا کہ ہم نے جو as a mark of respect ہاؤس کو adjourn کرنا ہے وہ بھی ہو جائے ۔ This is the suggestion that I have made لیکن یہ بات کہ دس منٹ سے زیادہ وقت دیا جائے یہ اب میرے بس کی بات نہیں ہے ۔ آپ ممبران یہ سمجھتے ہوں اور آپ کو یاد ہے کہ کاردار صاحب کھڑے ہوئے تو میں نے سب سے پہلے ان کو point out کیا ہے وہ اس وجہ سے کیا ہے کہ پچھلی دفعہ میں ہاؤس کو preside نہیں کر رہا تھا اور اس کے بعد ڈپٹی سپیکر صاحب He started while I was presiding. تھے انہوں نے غالباً بجٹ میں ڈیڑھ یا سوا گھنٹہ تقریر کی ہے تو میں نے اب اس بات کو دیکھنا ہوتا ہے اور مجھے خطرہ اس بات کا تھا کہ وہ زیادہ وقت لے لیں گے اس لئے ان کو تقریر شروع کرنے سے پہلے میں نے یہ بتایا ہے ۔

Iam grateful to him that he closed his speech in nine minutes.

حاجی محمد سیف اللہ خان : جناب والا ! سچی بات تو یہ ہے کہ اگر ہم روایات کو اپنا لیں تو یہ دقت کبھی بھی واقع نہ ہو اور آپ روایات الٹا کر دیکھیں اس قسم کے جب بھی واقع آتے ہیں وہاں پر دو فریق ہوا کرتے ہیں ایک حکومت اور دوسری حزب اختلاف ۔ اس پالیسی پر عمل درآمد کرانا حکومت کا کام تھا ۔ اس کو جج کرانا حزب اختلاف کا کام تھا ۔ اصولی طور پر حزب اختلاف کو محاسبے کا مکمل موقع ملنا چاہئے تھا اور حزب اقتدار کی جانب سے وزراء صاحبان اس کا جواب دیں ۔ یہ جو طرز عمل شروع ہو جاتا ہے کہ تمام ممبران جو حزب اقتدار کے ہیں وہ بھی حصہ لیں گے یہ جنرل ڈیبیٹ نہیں ہوا کرتی بلکہ ایک پالیسی کی ڈسکشن ہوا کرتی ہے اور وزراء صاحبان اپنی پارٹی کو represent کرتے ہیں ۔ وہ یہ نہیں کہ ہاؤس سے باہر کسی طبقہ سے تعلق رکھتے ہیں ۔ ان کا جو جواب ہے وہ ان ہی کی طرف سے ہوا کرتا ہے ۔ ان کے ممبران کو حصہ نہیں لینا چاہئے تھا ان میں سے صرف وزراء ہی حصہ لیتے اور حزب اقتدار کے ممبران بھر پور حصہ لیتے ۔ یہ تو

اس ڈسکشن کا مقصد تھا جو کہ نہیں ہوا ۔ تو میں گزارش کروں گا کہ آئندہ کے لئے جو اس قسم کی censure motions ہوتی ہیں انہیں اس طریقہ سے deal کیا جائے کہ حزب اقتدار کے ممبران کو عام موقع نہ دیا جائے ۔

مسٹر سپیکر : حاجی صاحب اس ہاؤس کو آپ پیار سے سمجھائیں ۔

حاجی محمد سیف اللہ خان : جناب والا ! میں اس ہاؤس کی توجہ آپ کے توسل سے مبذول کرا رہا ہوں ۔

وزیر قانون و پارلیمانی امور : جناب والا ! میں گزارش کرنی چاہتا ہوں کہ حاجی صاحب نے جو فرمایا ہے وہ آئینی طور پر درست نہیں ہے ۔ انہوں نے فرمایا ہے کہ حکومت کا فرض ہے عملدرآمد کرانا اور اپوزیشن کا فرض ہے اسے جج کرنا ۔ یہ آئین میں واضح طور پر لکھا ہوا ہے کہ حکمت عملی کی پالیسی پر عملدرآمد کے متعلق جو لوگ اس پر عملدرآمد کرتے ہیں وہی فیصلہ کر سکتے ہیں کہ عمل درآمد ہوا ہے یا نہیں ہوا ہے ۔ اسے نہ کسی عدالت میں چیلنج کیا جا سکتا ہے اور نہ اپوزیشن یا کوئی فورم جو ہے اس بات کو چیک کر سکتا ہے ۔

حاجی محمد سیف اللہ خان : جناب والا ! یہی تو میں نے کہا ہے ۔

بیگم ریحانہ سرور : پوائنٹ آف آرڈر ۔ جناب والا ! آپ کی بڑی مصروفیات تھیں ۔ اب اس بحث کو ختم کیا جائے اور یہ تعین کیا جائے کہ کتنے بجے ہاؤس کو ملتوی کیا جائے گا اور پھر دوبارہ بلایا جائے گا کیونکہ یہ بڑا اہم مسئلہ ہے اور کافی ممبر صاحبان اس میں حصہ لینا چاہتے ہیں ان کو موقع ملنا چاہئے ۔

مسٹر سپیکر : وزیر قانون صاحب کیا آپ چیف منسٹر صاحب سے پوچھ آئے ہیں ۔ When he will like to speak.

علامہ رحمت اللہ ارشد : جناب والا ! بارہ بجے جس وقت جناب مرحوم نورالامین صاحب کے لئے تعزیتی قرار داد پیش کی جائے گی ۔ اس کے بعد کسی لحاظ سے یہ موزوں نہیں ہے کہ دوبارہ اجلاس بلایا جائے ۔ آپ اگر کرنا

چاہتے ہیں تو اس طرح پیشکش کر لیجئے کہ کل کے دو اجلاس رکھ لیں اور جو مقرر رہ جائیں ان کی سپیچز ۔ میری سپیچ اور جناب قائد ایوان کی کل ہو جائیں گی لیکن جب بارہ بجے ان کی قرار داد تعزیت پیش ہو گئی تو اس کے بعد ہم کسی اجلاس میں کسی طرح سے بھی شریک نہیں ہوں گے ۔

آوازیں : ٹھیک ہے ۔

مسٹر سپیکر : وزیر قانون صاحب ! آپ چیف منسٹر سے بات کر لیں ۔ مخدوم زادہ سید حسن محمود ۔

Makhdumzada Syed Hassan Mahmood : Sir, the learned member, Haji Mohammad Saifullah Khan, on behalf of the Opposition, made a very comprehensive and eloquent speech interpreting the sentiments and feelings of the members of the Opposition. The Government benches have defended an indefensible period of time and, above all, Dr. Abdul Khaliq, for whom I have deep personal regard, tried to defend the indefensible which I never expected from him. I think, the year 1972 was the blackest period in the political history of Pakistan. Its immediate past should have been before us and the causes should have been eradicated by the Government which was put at the helm of affairs. Pakistan was achieved through the united efforts of the Muslims of the sub-continent. Unfortunately, more than half the country went away and only half of Pakistan was left behind. The Government should have scrutinised and thoroughly studied the causes which led to this catastrophe. According to me, the main item in this report is the national solidarity. This should have been upper-most in our minds. It does not matter whether four thousand primary schools were opened, whether Auqaf Department was streamlined, who-

ther a few more Moazans were appointed and whether a few mosques were nationalised. As long as Pakistan's solidarity is ensured the rest is dependent on that and that could only be ensured if there was regional autonomy, if there was given the opportunity of full play to the political process, if there was an independent judiciary, if the Executive—the institutions of services—was made impartial, if they were strengthened to do justice, if there was no political interference, if political parties were allowed to freely exercise and propagate their points of view, if justice was done in all sectors between the Centre and the Provinces and the sharing of socio-economic benefits was spread over each and every area equitably and justifiably. Then, I think, there would be a spirit of cohesion, a spirit of oneness, a spirit of fraternity and the whole community would pool together as one nation but, as against this, power was centralised in individuals. The Punjab Province was governed by one individual. There was no regional autonomy. This is what happened in East Pakistan where Field Marshal Muhammad Ayub Khan claimed that greater regional autonomy was given to East Pakistan but a nominee, Khan Munim Khan, was the Governor. The East Pakistanis were not feeling full sense of participation in the governance of the country. That led to disintegration. The Province of Punjab has never till today, leave alone 1972, enjoyed full regional autonomy. How can the Ministers and the present Government condone the crimes committed in 1972 against political parties, against misuse of Section 144, against false cases against political leaders, against curbs on press and other media of information ; how can they justify suspension and retirement of government officers ? That is

absolute coercion and this coercion was brought about to root the Peoples Party which would form one-party government in the country. Thanks to the combined efforts of the united Opposition that all these coercions were resisted. Dr. Abdul Khaliq is a very learned man, he has travelled abroad and he has seen democracy functioning. Can he quote a single example in any country of the world where so much power of coercion is used by the Government in power? Certainly, it has never been done. False cases to the extent of cutting of trees, cutting of outlets, excessive use of water and cutting of electricity were registered against political leaders. Mr. Speaker, you will recollect that I, as a member of this House, moved a privilege motion where I was accused of cutting my own electricity. Now, is that how democracy was allowed to flourish? Is this how the solidarity and integrity of the country could be maintained? Is this the spirit with which democracy can flourish?

Today, they say that seeds were sown which are bearing fruits. Sir, I would submit, they are having the fruits, not us, not the people. I do not know what Mr. Yaqub Awan referred to by way of seeds. Is it the forcible exterment and dismissal of officers, is it the use of Section 144 to disable the Opposition from holding its meetings and is it the curbs placed on the Opposition to propagate its own views? Are these the fruits that you are harvesting? That is why members are crossing floor? The essential principle to govern the country and to make the process of democracy flourish is to protect the legitimate rights of the Opposition because without Opposition democracy cannot flourish. It is the attribute of democracy that Opposition must flourish. You

promise so much to the students, you promise so much to the labour, you promise so much to the peasants and you promise so much to the poor ; have those seeds given you the harvest of high and soaring prices where living has become impossible, where you have had to raise the salaries ? You promised cloth, you promised house and you promised food. What God should have given, you arrogated that right to yourself and God has said that it is upto Him whether he orders the waters of the rivers to over-flow or to ask the clouds to give you so much rain as to destroy your crops. Let us be human beings with compassion and with every intention to do justice. You have a right to govern ; nobody denies that but you cannot treat people worse than the people treated in colonial rule. Your first attempt in 1972 should have been to establish democratic conventions. You should have introduced Local Bodies legislation, you should have given Municipal Corporations which were given as far back as 1930 by the British.

You talk proudly of Peoples Works Programme. Nominated individuals are eating away from the public exchequer and you are now calling for explanations and lodging complaints in the Anti-Corruption Department. There is a lot to say but, unfortunately, due to limitation of time we cannot go into comprehensive details of every aspect of the Policy Report submitted by the Government. However, I would appeal to the Government not to exaggerate their doings.

The learned Minister, Dr. Abdul Khaliq, has said that they have opened four thousand primary schools in Punjab, the huge Province of Punjab. Mr. Minister, I, as Minister for Education, the Leader of Opposition will bear me out,

opened four thousand primary schools in three districts of Bahawalpur in one year. Punjab is six times more. You should have taken the pride had you said I open 24,000 schools. Punjab is too big an area to account for four thousand.

Sir, in every sector today the labour is suffering, the student is suffering, the teacher is suffering, the land owner is suffering and the peasant is suffering. Everybody is suffering except the P.P.P. (Applause) The Pakistan Peoples Party thinks it is their Pakistan. They are the owners. They are enjoying the fruits.

Mr. Speaker: Mr. Manzoor Hussain Janjua. Not present. Begum Rehana Sarwar (Shaheed) please.

Begum Rehana Sarwar Shaheed (Parliamentry Secretary): Mr. Speaker Sir, today is the third day of discussion on the Principles of Policy in this magnanimous House. The Principles of Policy, as you know, were laid before the House under the Interim Constitution, Article 27 and Clause 3, while we are discussing the Principles of Policy under the new Constitution of Pakistan, Aricle 29 (3).

Sir, never before in the history of Pakistan, the Principles of Policy were discussed on the floor of the House merely because of the fact that previously not a single Government wanted to be questioned, not a single Government wanted to account for, not a single Government wanted to shoulder the responsibility and not a single Government wanted to act accordingly because, Sir, there was neither any effective policy nor there was any implementation. Sir, by

the Grace of God Almighty, Peoples Government has been responsible in restoring democracy in the country by constitutional means and that is why this House today has the privilege to discuss the Principles of Policy. Sir, we are discussing the Principles of Policy in order to inform the House and we have rendered our accountability to the House which can only happen in a democratic State.

Sir, the Government has tried its best to perform its functions and duties in accordance with the Principles of Policy keeping in view the resources available. Sir, since the very first year, the tumultuous year of the Peoples Government i.e. 1972, is under discussion, therefore, this discussion is restricted to the year 1972. So, it is very necessary to see the prevailing circumstances and the conditions when the Peoples Government came to power. Sir, as everybody knows, nearly half of our country was separated from us by our neighbouring enemy. There was misery and disaster all over. Besides, there were nearly 90,000 prisoners in India. Besides this, nearly 5,000 square miles of our sacred soil was in the occupation of India. Besides this, we inherited a completely shattered economy and on top of that we inherited a deficit budget. Sir, here I would like to quote Article 29 (2) of the Constitution which is the same as Article 27 (2) of the Interim Constitution.

> "29 (2) In so far as the observance of any particular Principle of Policy may be dependent upon resources being available for the purpose, the Principle shall be regarded as being subject to the availability of resources."

Sir, firstly, we inherited a deficit budget. Secondly, there was a completely shattered economy. Keeping all this in view and the resources available, the Peoples Government has done all that was possible for the betterment of the people.

Mr. Speaker Sir, Mr. Zulfiqar Ali Bhutto, when he became the President of Pakistan, in his first broad-cast to the nation he promised to restore democracy in the country by constitutional means and you must be remembering that within a short period of four months Martial Law was lifted and Interim Constitution was introduced. Here I would like to quote a few lines of the historic speech delivered by the Prime Minister when he was the President of the country, in the National Assembly on the 4th of April, 1972. I quote—

> "This great day, in fact, this very minute, I have a most decisive announcement to make. In my hand now I have the commitment and pledge of over one hundred Members of this august Assem bly to vote for the approval of contin- uation of Martial Law till 14th of Aug- ust, 1972. I am thankful to these Honourable Members. I am particul- arly grateful to those who although, belonging to other political parties, have reposed their confidence in my leadership and my judgement. They know full well, that I will not retain Martial Law one day longer than is

absolutely necessary. This was my commitment to the people of Pakistan. It was my commitment to those over 100 Members comprising more than 70% of the present strength of this House. It is in deference to them, and not those who played with the safety and security of the State that when and only if this House adopts, on 17th April, 1972, the Interim Constitution is now before it. Martial Law will stand lifted on the 21st of April, 1972."

Sir, if there was no sun, there would be no rays, thus there would be no life on the earth. Similarly, the Peoples Government paved the way to restore democracy in the country so that these reforms and policies were introduced and implemented in a better way. Corrupt and dishonest officers were weeded out in order to improve the working of the Administration, in order to get rid of the stiff-neck attitude, in order to put God's fear in their hearts and in order to provide full justice to the people of Pakistan. Sir, the basic industries were nationalised in order to pave the way for the Islamic Socialism because, as you know, the rich in our country during previous regimes had gone richer while the poor in the country had gone poorer. Therefore it was necessary to put an end to this widening gap. Some land reforms were introduced, as you know, during Ayub's regime and many of his well-wishers and supporters got themselves allotted squares of land under various schemes and they got rich over-night. Therefore, it was necessary to put an end to it and fix up a land ceiling and when this ceiling was fixed up, it gave unlimited benefits. Sir, besides many

more policies like Health Policy, Labour Policy and many reforms were also introduced to up-grade and uplift the standard of living of the people and they gave tremendous benefits to the people. I would not like to go into the details of those policies. However, I would like to add to that these policies were introduced to put an end to the capitalistic and feudalistic attitude and expliotation and these policies were introduced to crush the tyranny of the bureaucrats.

Sir, in the Education Policy as you know, we made education free up to 8th class. We also opened many schools and colleges specially in the backward areas. Besides this, we nationalised many schools and college except of Cource the Eureopean Type schools. Besides we also tried to improve the quality of education. New syllabus and new curriculum was introduced. The methods of teaching were improved. The method of evaluation was improved and we also made it compulsory that Dinyat and Islamiyat should also be taught in every class. Sir, the budgetary allocation for the Annual Development Programme regarding education for 1972/73 was 11.96 crores while in 1971-72 it was only 6.25 crores, which shows a lot of progress.

Sir, special attention was paid to uplift and upgrade the standard of living in rural areas and under developed areas. That is why Peoples Works Programme and Integrated Rural Development Programme was introduced. Sir, as you see the Gross National Produce for the year 1972 was 4.5 per cent in Punjab while in 1971-72 it was only 2.5 per cent.

Mr. Speaker : Yes Amir Abdullah Khan Rokari.

Begum Rehana Sarwar (Shaheed) : Sir, there is one point left and I would like to add to this that there was increase in production as well.

Finally I would like to add that Peoples Government left no stone unturned in promoting social well-being of all the people, in promoting cultural and social harmony and in providing equal job opportunities and academic freedom and opportunity of equal participation in all spheres of life. Sir, we also want to eradicate social evils, illiteracy and we want to provide equitable distribution of wealth with your coopera tion. Sir, we intend to do much more for a better and a glorious future.

Mr. Speaker : Now I would like to actually clear one confusion

رولز کے مطابق جو پارلیمانی سیکرٹری کی entitlement ہے

it is yet to be decided ultimately.

وہ صرف adjournment motion پر ہے ۔

This is not in the other debate.

خان امیر عبداللہ خان روکڑی : جناب بالکل ٹھیک ہے ان کو ڈسپلن کا زیادہ خیال ہونا چاہئے لیکن میں کچھ عرض نہیں کرتا ۔

Mr. Speaker : ہاں وہ بھی when a Member Speaks on behalf of Minister.

خان امیر عبداللہ خان روکڑی : جناب والا ! میں سب سے پہلے تو جناب ڈاکٹر صاحب کے متعلق یہ عرض کروں گا کہ ڈاکٹر صاحب نے جس جوش سے ، جس قابلیت سے ، جس اہمیت کے ساتھ جن فقروں کو کاغذوں کے طور پر بیان فرمایا میں سمجھتا ہوں کہ انہوں نے بڑی محنت کی اور بڑا کچھ

انہوں نے دیکھا ۔ جناب والا ! میں ایک دیہاتی آدمی ہوں ۔ قابلیت کے لحاظ سے ہمارا ڈاکٹر صاحب سے مقابلہ نہیں ہے ۔ اصل میں میں یہ کہوں گا کہ پہلے ہمیں یہ دیکھنا چاہئے کہ اس وقت ہمارے ملک کی موجودہ regime میں اقتصادی حالت کی کیسے ترقی ہوئی ہے اور کتنی ترقی ہوئی ہے ۔ میرے فاضل اور قابل احترام منسٹر صاحب نے یہ فرمایا کہ ہم نے لیبر اصلاحات کیں اور ساتھ فرمایا کہ ہم نے پچاس روپے ہر آدمی کی تنخواہ میں اضافہ کر دیا ہے ۔ جناب والا ! جناب منسٹر صاحب نے یہ بھی فرمایا کہ ہم نے زرعی اصلاحات بھی کیں ۔ جناب والا ! میں سب چیزوں سے اتفاق کرتا ہوں کہ انہوں نے نہایت مہربانی ، نہایت کمال اور محنت سے اصلاحات کیں ۔ میں صرف ان اصلاحات کے نتیجہ پر آؤں گا کیونکہ مجھے اگلے دن ایک ادنیٰ ملازم ملا ۔ میں نے اس سے بات پوچھی کہ ہوئی اب تو تم مزے کر رہے ہو ۔ پہلے ایک زمانہ تھا تمہاری تنخواہ سترہ روپے تھی ۔ پھر فیلڈ مارشل محمد ایوب خان نے آ کر توسیع کر دی ۔ اب تمہاری تنخواہ پچاس ساٹھ روپے اور بڑھ گئی ہے ۔ اس نے مجھے جواب میں کہا آپ بالکل ٹھیک کہتے ہیں ۔ یہ تو وہی بات ہے جو عموماً quote کی جاتی ہے ۔ اس واقعہ کے متعلق جس میں فرانس کی کوئین نے کہا ''روٹی نہیں تو کیک کیوں نہیں کھا لیتے'' ۔ مجھے اس نے کہا کہ آپ اسی طرح سوچتے ہوں گے کہ جس وقت ہماری تنخواہ سترہ روپے تھی اس وقت دو روپے من ڈیڑھ روپے من گندم تھی ۔ اس وقت لٹھا اور ململ دو آنے اور چھ پیسے گز ملتی تھی ۔ اس نے کہا آج ہماری تنخواہ اسی تناسب سے دیکھ لیں تو آپ اندازہ لگائیں کہ ہماری پوزیشن کیا ہے ۔ ساتھ ہی میں نے بہت سے سوالات کئے ۔ وہ خاصا آدمی تھا اس نے مجھے آہستہ سے کہہ دیا ''پیٹ نہ پیاں روٹیاں تے سبے گلاں کھوٹیاں'' ۔ جناب والا ! جب لوگ پریشانی اور بھوک میں مبتلا ہیں تو ان کو جب باہر دیکھتے ہیں کہ موجودہ دور میں ہم کتنے گورنمنٹ کے خیر خواہ ہیں اب بھی جو کچھ کہہ رہے ہیں اسی لئے کہہ رہے ہیں کہ ہم اصلاح چاہتے ہیں ۔ ہم یہ چاہتے ہیں کہ عوام کی بہتری کے لئے یہ جو کچھ کر رہے ہیں اور کچھ کریں ۔

جناب والا ! لیبر کے متعلق آپ دیکھ لیں نہایت آرام میں یہ بھی آیا

وہ فیشن کے طور پر کرتے ہیں یا ان کو عادت پڑ گئی ہے ۔ میں اس کے متعلق کچھ نہیں کہہ سکتا کیونکہ یہ مجھ سے زیادہ جانتے ہیں اور وہ ذمہ دار ہیں ۔ جناب والا ! انہوں نے اصلاحات کیں ۔ انہوں نے چند ملیں لیں ان میں سے ایک گھی کی مل لے لی ۔ جناب والا ! جب سے گھی کی مل انہوں نے لی ہے مجھے معلوم نہیں یہ جانتے ہوں گے کہ پہلے سے کتنے گنا گھی مہنگا ہو گیا ہے اور بازار سے غائب ہے ۔ جناب والا ! اصلاحات تو ہو گئیں لیکن ایسی اصلاحات ہوئی ہیں جس سے عوام کو کچھ نہیں ملے گا ۔ ایسی اصلاحات سے جناب بھوک کیا کرے گی ۔

جناب والا ! ابھی میں عرض کر رہا تھا کہ کس طریقے سے انہوں نے بہت بڑی زرعی اصلاحات کیں ۔ سبحان اللہ ۔ جناب والا ! زرعی اصلاحات کی وجہ سے آپ کے ملک کے اندر دیہاتوں میں اس وقت کھانے کے لئے گندم موجود نہیں ہے ۔ یہ اصلاحات کی برکتیں ہیں ۔ جناب والا ! جیسے یہ اندازہ لگایا جاتا ہے اور بڑے ماہرین نے بڑے ایکسپرٹ نے یہ کہا اس وقت ملک کے اندر صحیح اگرز مجھے یاد نہیں اتنے لاکھ ٹن گندم پیدا ہوئی ۔

علامہ رحمت اللہ ارشد : 86 لاکھ ٹن گندم پیدا ہوئی ہے ۔

خان امیر عبداللہ خان روکڑی : 86 لاکھ ٹن گندم پیدا ہوئی ۔ جناب والا ! خدا جانے وہ سنگل ہو گئی یا یہ ہمارے ماہرین نے کہیں reserve رکھ دی ہے ۔ زمین کے نیچے رکھ دی ہے تاکہ مشکل وقت میں ہمارے کام آئے ۔ ہوا یہ کہ انہیں کے کہنے پر میں اس میں پنجاب گورنمنٹ کا گناہ بالکل نہیں سمجھتا ہوں ۔ میں اس میں پنجاب گورنمنٹ کو یا فوڈ منسٹر کو شامل نہیں کرتا ۔ حقیقت یہ ہے کہ اس نے بڑی محنت کی ہے ۔

Chaudhri Muhammad Yaqub Awan : Point of order Sir. I will request the Honable Member that these figures are the figures of 1972 and not of the present year.

مسٹر سپیکر : ان کا اعتراض یہ ہے کہ 1972 کی بات کریں ۔

خان امیر عبداللہ خان روکڑی : جناب والا ! میں ان سے معافی چاہتا

ہوں ۔ میں لینڈ ریفارمز کی بات کر رہا تھا جو 1972 میں ہوئی ہیں ۔

مسٹر سپیکر : اس میں پہلے بھی یہ بات آئی تھی ۔ لیڈر آف دی اپوزیشن نے یہ فرمایا تھا اور مجھے ان سے اتفاق کرنا پڑا ۔ نتیجے کے سال کا ذکر جب نتیجے کے سال کی رپورٹ ہوگی تب کریں گے ۔ اب اس فعل کا ذکر کریں جو 1972 میں ہوا ہے ۔

خان امیر عبداللہ خان روکڑی : جناب والا ! میں اسی 1972 کا ذکر کر رہا ہوں میں پھر یہ کہوں گا کہ یہ جو واقعہ ہوا ہے یہ جو اصلاحات ہوئی ہیں یہ 1972 میں ہوئی ہیں اور اسی کے اثرات اب پڑ رہے ہیں ۔

مسٹر سپیکر : فیصلہ یہ ہوا تھا کہ اثرات کا ذکر اس سال کریں گے جس سال میں یہ ہوا ہے ۔

خان امیر عبداللہ خان روکڑی : جناب والا ! اس سال کیا ہوا ۔ میں یہ عرض کروں اس سال تو میں 1970 اور 1971 والوں کو قرض دے دوں گا ۔ جناب والا ! آپ دیکھئے آج گندم کاشت کرتے ہیں آپ اس سال میں دیں گے اور اگلے سال اس کا نتیجہ دیکھیں گے ۔

مسٹر سپیکر : ایک اصول جس کا یہاں فیصلہ ہوا تھا وہ آپ کے نوٹس میں لانا تھا ۔ اگر فاضل اراکین مجھے دوبارہ موقع دیں گے تو شاید میں اس پر دوبارہ کہہ سکوں گا ۔

خان امیر عبداللہ خان روکڑی : میں ادھر نہیں جانا چاہتا ۔ جناب والا ! آج ہی تھوڑی سی ڈیبیٹ میں معلوم ہو گیا ہے کہ زراعت کے مسئلے میں جناب نہیں چاہتے کہ بحث ہو کیونکہ آپ کو تو گندم آسانی سے مل جاتی ہے ۔ مجھے پتا ہے کس لئے آپ نہیں چاہتے ۔ خواہ مخواہ ہم یہ بتائیں کہ لوگوں کی کیا حالت ہے ۔ تو میں اس کا ذکر نہیں کرتا ۔

مسٹر سپیکر : آپ میرا ذکر کر رہے ہیں یا وزراء کرام کا ذکر کر رہے ہیں ۔

خان عبداللہ خان روکڑی : جناب والا ! میں کوئی ذکر نہیں کروں گا کیونکہ وزراء تو مصروف ہیں وہ سننے کے لئے تیار نہیں کہیں ایسا نہ ہو کہ اصلاح ہو جائے۔ بہر حال میں آج کی تحریک التواء کی طرف توجہ مبذول کراتا ہوں ۔ کل اریگیشن منسٹر نے بڑے فخر سے کہا کہ میں نے یہ آرڈر کر دیا ہے کہ دس دن سے زیادہ ناغہ نہیں ہوگا ۔ جناب میں کہتا ہوں 1972 سے ناغہ شروع ہوا ہے اس سے پہلے ناغے نہیں ہوا کرتے تھے ۔ سال میں کینال مرمت کے لئے صرف ایک مہینہ ناغہ ہوتا تھا ۔ مجھے نہیں معلوم ہمارے پنجاب کا پانی 1972 میں کہاں چلا گیا ۔ میں کچھ نہیں جانتا ۔ جناب یہی جانتے ہوں گے پہلے یہ ناغے نہیں تھے ۔ یہ ناغے اصلاح کے لئے لے آئے کہ غریب دیہاتی اور غریب مزدوروں کی اصلاح ہو جائے ۔ اس ایریا میں جناب پینے کا پانی کڑوا ہے اور وہ لوگ نہروں کا پانی پیتے ہیں ۔ خاص طور پر میں بہاولپور کا ذکر کروں گا ۔ ان بدنصیبوں کو جب وہاں ایک ہفتہ ناغہ ہوتا ہے تو پانی نہیں ملتا ۔ یہ میں 72ء کی بات کر رہا ہوں ۔

جناب والا ! اسی طرح میں آپ کی تھوڑی سی توجہ ایڈمنسٹریشن کی طرف بھی مبذول کراوں گا ۔ آج وزیر اعلیٰ صاحب نے یہ فرمایا تھا کہ اگر مارشل نور خان کے زمانے میں پولیس کو یہ اختیار تھا کہ عدالت میں کیس پیش نہ ہو بلکہ وہ خود مار دیں ۔

وزیر قانون : جناب سپیکر ! میں فاضل ممبر کی اطلاع کے لئے عرض کرتا ہوں کہ انہوں نے اگر مارشل نور خان نہیں کہا تھا ۔ انہوں نے موسیٰ خان کہا تھا ۔

خان امیر عبداللہ خان روکڑی : وہ تو پیغمبر تھے ۔

مسٹر سپیکر : پیغمبر تو نہیں ہو سکتے ۔ ان کا نام پیغمبر والا تھا ۔

وزیر قانون : ہر فرعونے را موسیٰ ۔

خان امیر عبداللہ خان روکڑی : تو موسیٰ خان ہی کہا ہوگا ۔ میں تو یہ اعداد و شمار بتانا چاہتا ہوں ۔ میں یہ عرض کر رہا تھا کہ 72ء میں کیا

ہوا صرف 48 آدمی لالٹپور میں پولیس سے مقابلہ کرتے ہوئے قتل ہوئے۔ مجھے پتہ نہیں کہ جب انہیں ہتھکڑیاں لگی ہوتی ہیں تو وہ مقابلہ کیسے کرتے ہیں ۔ یہ میں 72ء کی بات کر رہا ہوں ۔ اسی طرح 25 آدمی جھنگ میں پولیس مقابلے میں قتل ہو گئے ۔ نہ جانے کیسا زمانہ آ گیا تھا کہ وہ گرفتار ہونے کے باوجود پولیس کا مقابلہ کرتے تھے ۔ اسی طرح میانوالی میں چھ آدمی پولیس مقابلے میں قتل ہوئے اور 15 آدمی مظفر گڑھ میں قتل کئے گئے ۔ اور میں کیا عرض کروں ۔ اسی طرح ملتان میں 88 آدمی پولیس سے مقابلہ کرتے ہوئے قتل ہو گئے ۔ جناب والا ! خدا جانے یہ لوگ ایسی باتیں کرنے سے پہلے اپنے گریبان میں کیوں نہیں جھانکتے اور اپنی شکل آئینے میں کیوں نہیں دیکھتے آخر میں میں آپ کا شکریہ ادا کرتا ہوں ۔

مسٹر سپیکر : میاں منظور احمد موہل ۔ موجود نہیں ہیں ۔ کرنل محمد اسلم خان نیازی ۔

کرنل محمد اسلم خان نیازی : جناب سپیکر ! عرض ہے
یہ پھول ہم نے خیرات میں نہیں پائے ہیں
خون دل صرف کیا ہے تو بہار آئی ہے

جناب والا ! 1972 میں جو حکمت عملی عمل میں لائی گئی تھی اس کے متعلق یہاں بحث ہو رہی ہے میں نے اس کے متعلق مختصراً عرض کرنی ہے ۔ دونوں اطراف سے اس پر کافی لے دے ہوئی ہے ۔ لیکن اگر آپ انصاف فرمائیں ۔ اگر ایوان انصاف فرمائے تو آپ یہ دیکھیں گے کہ 72ء میں کتنی اصلاحات ہوئیں ۔ وہ اصلاحات اس غرض سے کی گئیں کہ اس شعبہ کو ، اس محکمہ کو، اس ادارہ کو درست کیا جائے ۔ اس کے نقائص دور کئے جائیں ۔ مثلاً اس میں کوئی شک نہیں کہ لیبر اصلاحات مزدور کے حالات کو بہتر بنانے کے لئے نافذ کی گئیں ۔ آگے سوال یہ اٹھتا ہے کہ اگر مزدور ان سے صحیح معنوں میں استفادہ نہیں کرتا بلکہ وہ ان سے غلط معنی لیتا ہے ۔ مثلاً ایک کارخانے کا مزدور یہ سمجھتا ہے کہ جس کارخانے میں وہ کام کر رہا ہے اب وہ اس میں حصہ دار ہے تو بات ٹھیک رہتی ۔ لیکن اس نے یہ سمجھا کہ اب وہ اس

کارخانے کا اسی طرح مالک ہے اور اس نے اصل مالک کی پرواہ نہ کی ۔ تو اس وجہ سے ان اصلاحات کا بھٹہ بیٹھ گیا ۔ اگر لینڈ ریفارمز آئیں تو وہ بھی اسی لئے آئیں کہ کسانوں کی حالت بہتر کی جائے اور مزارعوں کی حالت بہتر کی جائے ۔ اس جاگیردارانہ نظام کا خاتمہ کیا جائے جو صدیوں سے چلا آتا تھا ۔ جس میں زیادہ تر جاگیردار ظلم اور تشدد کرتے تھے مگر اچھے لوگ بھی بیچ میں ہوتے ہیں ۔ یہ میں ضرور کہوں گا کہ ان میں بہترین جاگیردار بھی رہے ہیں اور انہوں نے اپنے مزارعین کو اپنے بیٹوں کی طرح سمجھا ۔ ان کی بیٹیوں کو ، ان کی مستورات کو اپنی بہنوں اور اپنی بیٹیوں کی طرح سمجھا ۔ اگر ان سے کوئی جرم سرزد ہو گیا یا ان پر کوئی آفت آئی تو ساری ذمہ داری اس جاگیردار نے اپنے سر لے لی اور اس کے مزارعین بڑے مزے سے بیٹھے رہے ۔ اگر مزارعہ کے مویشی چوری ہوئے تو جاگیردار باقاعدہ اپنے مختار کو کہتا تھا کہ ایک پارٹی ان کا کھوج لگانے کے لئے بھیجی جائے جو چوروں کی نشان دہی کرے ۔ اگر پولیس کو کھانا کھلانا ہو یا کوئی اخراجات کرنے ہوں تو یہ بھی جاگیردار خود اپنے ذمے لیتا تھا ۔ اور ایسے جاگیردار بھی تھے ۔ کہ جن کے خلاف بدنامیوں ، بدکرداریوں اور زیادتیوں کا ایک سلسلہ تھا کہ وہ بیگار لیتے ہیں ، یہ کرتے ہیں ، وہ کرتے ہیں ، تو اسی لئے لینڈ ریفارمز کی گئیں ۔ اب زمینداروں کو 12 ہزار یونٹ رکھنے کی اجازت ملی ہے ۔ اس کے علاوہ دو ہزار یونٹ ٹیوب ویل کے ملے ہیں اور اتنے ہی ٹریکٹر کے ملے ہیں ۔ اب مثلاً ایک زمیندار کو اگرچہ چھ ہزار یونٹ چھوڑنا پڑا تو اس اراضی کا مالک وہی مزارع بنا جو اس پر قابض تھا ۔ لیکن وہ سابق مالک کی پرواہ نہیں کرتے ۔ انہوں نے خود اپنے رویہ اور لالچ کی وجہ سے جاگیردار سے نفرت پیدا کی ہے ۔ یہ قطعاً نہیں ہے کہ اب زمیندار ظلم کر رہا ہے ۔ وہ بیچارہ چھ مربعے کا زمیندار کیا کرے گا ۔ میرے مزارعین کئی ہیں جو 6 مربعوں کے مالک تھے ۔ اگر آپ چاہیں تو میں ان میں سے 15/20 کی لسٹیں دے سکتا ہوں کہ جو پہلے چھ چھ مربعوں کے موروثی مزارعین تھے ۔ اب میں بھی چھ مربعوں کا مالک ہوں ۔ اب میں نے ان سے کیا ظلم اور تشدد کرنا ہے ۔ اب تو یہ حالت ہے کہ جو لوگ ہم خدا اور پنج تن پاک کے نام کا دیا کرتے تھے اب وہ بھی دینے سے عاری

ہو گئے ہیں ۔ اس کا مطلب یہ ہے کہ انہوں نے خود اس نظام کو درہم برہم کیا ہے ۔ انہوں نے خود اپنے کرم فرماؤں اور ایسے آدمیوں کو جو انہیں تحفظ دیتے تھے ان کے ساتھ تعلقات منقطع کر لئے ہیں ۔ تو ان حالات کو مدنظر رکھتے ہوئے ذرا انصاف فرمائیں کہ اس میں حکومت کا یا قائد عوام کا یا پیپلز پارٹی کا کیا قصور ہے ۔

اسی طرح سے جو تعلیمی اصلاحات آئی ہیں وہ لا محالہ بغیر کسی شرط کے آئی ہیں کہ اگر طلبا کو کوئی تکلیف ہو تو وہ رفع کی جائے ۔ اگر اساتذہ کو کوئی تکلیف ہو تو وہ رفع کی جائے ۔ لیکن طلبا نے سمجھا کہ وہ خود استاد بن گئے ہیں ۔ سبحان اللہ اور اساتذہ ان کے شاگرد ہیں ۔ اور بیچاری استانیوں کا اللہ حافظ ۔ تو گزارش یہ ہے کہ یہ حالات ان اصلاحات نے خراب نہیں کئے ۔ یہ خود ان لوگوں نے خراب کئے ہیں جنہیں یہ مراعات دی گئی ہیں ۔ جنہیں تحفظ دیا گیا ہے ۔ پیپلز پارٹی انہیں جتنی مراعات دے سکتی تھی اور جتنی ہمدردی ان کے ساتھ کر سکتی تھی وہ اس نے کی ہے ۔ اگر حالات کو خراب کیا ہے تو ان لوگوں نے خود کیا ہے ۔ مثل مشہور ہے کہ حلوہ خوردن روئے باید ۔ یعنی حلوہ کھانے کے لئے بھی منہ چاہئے ۔ ان کے منہ اس قابل نہ تھے ۔ ابھی ہم سوشلزم کے لئے تیار نہیں ، ہماری قوم سوشلزم کے لئے تیار نہیں ہے ۔ ہماری قوم کو سوشلزم کا اہل قرار دیا گیا ہے مگر فیل ہو چکی ہے ۔ سوشلزم میں تو یہ چیزیں دی گئی ہیں مگر ہم نے یہ سمجھا کہ اب یہ سب پاکستان ہمارا ہے ۔ ہمیں تو اب یہ فکر دامن گیر ہے کہ وزرا صاحبان اپنے دفتروں اور اپنی کرسیوں کا فکر کریں ۔ یہ نہ ہو کہ ایک دن آئے تو کوئی ان کی کرسیوں پر ہرا جھنڈا ہو ۔ جیسے کہ سب ڈویژنز کے اندر اے ۔ سی کے آنے سے پہلے کوئی صاحب کرسی پر لٹے ہوئے تھے پوچھا گیا کہ وہ کون ہے جواب ملا جناب میں پیپلز پارٹی کا چیئرمین ہوں ۔ اب عدالت ہم نے کرنی ہے ۔ اس قسم کی گندی بھیڑیں ، منہ کالی بھیڑیں ، یعنی black sheep ۔ اگر اس طرح کی ہوں تو اس میں یہ دیکھنا ہے کہ پرنسپلز آف پالیسی کس طرح غلط ہیں اگر غلط ہیں تو وہ ہیں جن کے لئے اصلاحات کی گئی ہیں

Principles of Policy were right but you know the man who was given all this, he did not deserve it.

گزارش یہ ہے کہ حزب اختلاف کی طرف سے بڑی مخالفت ہوئی ہے ، اڑا کیچڑ اچھالا گیا ہے ۔ میں عرض کروں گا :

ہم آہ بھی کرتے ہیں تو ہو جاتے ہیں بدنام
وہ قتل بھی کرتے ہیں تو چرچا نہیں ہوتا

(نعرہ ہائے تحسین)

Mr. Speaker : Mr. Taj Mohammad Khanzada please.

Mr. Taj Mohammad Khanzada : Mr. Speaker Sir, I am conscious of the fact that the year 1972 was a year which inherited numerous problems and numerous difficulties for this unfortunate country. 56% of its population had separated from us under duress and under the threat of a foreign war. West Pakistan was in the process of disintegration because of a demoralised army and a demoralised nation. The President, a representative of the Army, had checked in his resignation and the country was in a turmoil. There was political rivalry and political bickering as to who should take over the Government. As luck would have it, the P.P.P. as a result of a very fair election had come in majority in West Pakistan. Therefore, it was only right that the Chairman of the P.P. Party should helm the affairs of this country.

Sir, much as I may disagree on certain issues and policies of the Government but there cannot be any difference with regard to the achievements of this Government in consolidating the West Wing of this country into one well-knit unit. Sir, the Reforms which were inevitable had not been enacted

by the previous regimes because of political weaknesses and political instability and because of vested and feudal interests. Pakistan was ripe for reforms when the late Field Marshal introduced the first instalment of Land Reforms. It was only right that in a country like ours Reforms should be gradual and the process should not be revolutionary but evolutionary. Therefore, the process of evolution started before 1971 was taken in hand by the Chairman of the Pakistan Peoples Party and he brought in certain very vital and important Reforms which will have their hearing on the country of this nation in due course of time.

Sir, while we give them credit for some of the major Reforms which they brought in, there were lot of consequent legacies and consequent evils which resulted from them too. Sir, in our enthusiasm to win more heads we lost the balance of sense in some of these Reforms. I do agree with you when you say that the Reforms were essential but we should have seen that where they were clashing with the national interest, there the Reforms should have been different. Sir, I, not because I happen to be in Industry by accident not by design, am a soldier by birth and profession both, but being by accident in Industry, know the impact of the Labour Reforms on the industries. Sir, I will not disagree with the people when they say that the Labour Reforms were most essential because the pays of the workers were inadequate. The facilities given to them were inadequate. The facilities for their children and other compensatory and insurance benifits should have been given. But the Government, in its enthusiasm, gave the full rights to the people and industrialists were deprived of hiring and firing. What is the result ?

The people who have set up industries cannot touch an individual. The result is, nobody works. Now, Sir, it is not for me to say whether it is good to be able to turn out a man but what is good is that we want production in this country and without production, there cannot be an economic prosperity in this country. Our nation, our country is not sufficiently advanced both educationally as well as socially to enable a man to work without him being in a position to be punished. Even in our religion, Sir, for a bad act you are punished and for a good act you are compensated. Where you take away these two principles, you deplete the principles of production.

Sir, what has happened in the Land Reforms ? No doubt there should be security for the tenants who look after the land but when a tenant knows that the land-lord cannot do anything to him, he can stick to the land and there would be litigation for five or six years and in that time he need not pay the owner of the land anything. There may be some land-lord but, by and large, this land belongs to 80% of people who are small holders to which as my hon'ble friend, Col, Aslam has pointed that every *Muzara* of his owns as much land as his or even those people who have left small pieces behind and are serving the Armed Forces, When they come back, the man who owns land is poorer than the man who cultivates the land because he refuses to give him anything.

Sir, while we appreciate that some of these Reforms were essential, the time has arrived that in the light of experience we should make amendments in those Reforms so that the spirit under which the Reforms are brought is not

lost and the greater good of the country is not defeated and that the protection and the security of every individual is ensured. Sir, richness is itself not a crime nor is it a sin. Some of our *Khalifas* were some of the richest people. But as long as you earn and you spend your money according to the laws of Allah you are obeying Him. The slogan, our cheap slogan of socialism, is not for which this country came into existence. This country came into being in the name of Islam. It can survive in the name of Islam. It can last in the name of Islam. So my appeal to you will be that let us remove this social evil. In the time of the Prophet, there was no such thing as Islamic Socialism. There was Islam and subsequently wherever Islam has prospered, wherever Islamic regime has made meritorious contributions to the traditions of Muslims, there Islam and Islam only was the code word of administration. Sir, my submission and my appeal to my country-men and Members of the House will be that whatever social reforms you wish to brings which are not incompatible with the principles of Islam, we are all with you, but any reform or any thing which goes against the spirit of Islam, it pays no good and we shall certainly oppose it till the last day of life.

مسٹر سپیکر : سردار صفیر احمد ۔

وزیر قانون و پارلیمانی امور (سردار صفیر احمد) : جناب سپیکر ! میں جناب سید تابش الوری کا حوالہ دے رہا تھا جیسا کہ انہوں نے کہا ہے کہ کسی بھی نظریاتی فوم کے یا کسی بھی نظریاتی ملک کے کچھ مقاصد ہوا کرتے ہیں ۔ یہ حکمت عملی میں جو اصول ہیں یہ ہماری قوم کے متفقہ مقاصد ہیں جو بلا امتیاز کسی پارٹی کے ہم نے آئین میں

متفقہ طور پر ان کو منظور کیا ہے کہ یہ ہمارا لائحہ عمل بطور قوم کے ہوگا ۔ جناب والا ! مجھے اس بات پر فخر ہے کہ یہ اصول جو اس آئین میں درج کئے گئے ہیں یہ اس سے پیشتر صرف اور صرف میری جماعت کے منشور میں شامل ہیں ۔ آپ جب میری جماعت کے اصولوں کو دیکھیں گے اسلام کا نام اس میں آتا ہے ۔ اقتصادیات کا اس میں ذکر آتا ہے ۔ ہر چیز ہماری پارٹی کے اصولوں میں واضح طور پر موجود ہے اور ہمیں اس بات پر فخر ہے کہ ان مقاصد کو حاصل کرنے کے لئے جو جد و جہد اس ملک کے اندر کسی سیاسی جماعت کی ہے پاکستان بننے کے بعد یہ پہلی جماعت ہے جس نے ان اصولوں کو حاصل کرنے کے لئے ان مقاصد کو حاصل کرنے لئے جو جد و جہد کی ہے ۔

علامہ رحمت اللہ ارشد : پوائنٹ آف آرڈر ۔ ۔ ۔

وزیر قانون : جناب والا ! میں تمہیداً عرض کر رہا ہوں میری بات تو مکمل ہو لینے دیں بعد میں بے شک اعتراض کر لیں ۔

مسٹر سپیکر : ان کی بات سن لیں ۔

علامہ رحمت اللہ ارشد : اگر جناب فاضل وزیر قانون حکمت عملی کے اصولوں کو دیکھیں گے تو اس میں پائیں گے کہ یہ قرار داد مقاصد کی عکاسی کرتے ہیں جو شیخ السلام مولانا شبیر احمد عثمانی نے پہلی بار دستور ساز اسمبلی میں پیش کی ۔ تھی ۔ یہ پہلی بار نہیں ہے کہ حکمت عملی کے اصول بنائے گئے ہیں ۔

وزیر قانون : جناب والا ! میں جو ذکر کر رہا ہوں وہ یہ ہے کہ ان مقاصد کو حاصل کرنے کے لئے کسی سیاسی جماعت نے جد و جہد نہیں کی ۔

مسٹر سپیکر : انہوں نے تو آپ کو انفارمیشن دی ہے ۔

وزیر قانون : جناب والا ! مجھے کہنے تو دیجئے میرا فقرہ تو مکمل ہونے دیجئے ان کو سمجھ آ جائے گی میں کہنا کیا چاہتا ہوں ۔ تو میں یہ عرض کر رہا تھا کہ اس ملک کے اندر پاکستان بننے کے بعد ان مقاصد کو حاصل

کرنے کے لئے اگر کسی سیاسی جماعت نے جد و جہد کی ہے تو وہ صرف میری جماعت تھی اور پیپلز پارٹی کی حکومت تھی - کسی اور جماعت نے جد و جہد نہیں کی - لوگوں کو دکھائی ہوگی قرار داد مقاصد - درج کیا ہوگا ان کو کتابوں میں - درج کیا ہوگا ان کو اخباروں میں - لیکن کسی نے اس کے لئے جد و جہد نہیں کی - ہمیں فخر ہے ہمارے قائد عوام ذوالفقار علی بھٹو نے ان مقاصد کو حاصل کرنے کے لئے جہاں جہاد کیا ہے جہاد کرنے کے بعد جب سے یہ پارٹی بر سر اقتدار آئی ہے 1972ء پہلا سال تھا - بہت سارے اعتراضات کئے گئے ہیں - میں نہیں سمجھتا وہ کیسی کوئی قوم ہوگی جس کے مقاصد ایک سال میں پورے ہو سکتے ہیں - اگر کسی قوم کے مقاصد ایک سال میں پورے ہو سکتے ہیں تو میں سمجھتا ہوں کہ وہ قوم اپنے سامنے مقاصد نہیں رکھتی - قوموں کے مقاصد پورے ہونے کے لئے عرصہ اور صدیاں چاہئیں لیکن آپ دیکھیں گے کہ 1972ء میں ہی تمام مقاصد پر ہم نے کام کا آغاز کیا اور کسی طرح سے کسی پہلو کو نظر انداز نہیں کیا - میں اس بات میں نہیں جاتا چاہتا کہ 1972ء میں ملک کے حالات کیا تھے یہ میرے دوستوں نے آپ کو پہلے بتایا ہے لیکن آپ دیکھیں گے کہ اسلامی طرز زندگی کے متعلق سب سے پہلے حج پر پابندی ہوا کرتی تھی - یہاں کے اسلام پسند اور یہاں کی جو اسلام پسند جماعتیں بر سر اقتدار رہی ہیں ان کو بھی یہ شرف حاصل نہ ہوا کہ وہ خانہ کعبہ کے حج کے لئے لوگوں کو بلا امتیاز اجازت دے سکیں - لیکن پہلی مرتبہ اس کے مطابق پیپلز پارٹی کی گورنمنٹ نے اس پابندی کو ختم کیا -

(نعرہ ہائے تحسین)

حاجی محمد سیف اللہ خان : پوائنٹ آف آرڈر - جناب والا! ہم صوبہ پنجاب کی حکمت عملی کے اصولوں پر اس وقت بحث کر رہے ہیں ہم نہ مملکت پر بحث کر رہے ہیں نہ وفاق پر - جناب وزیر قانون کو صوبہ پنجاب کی حد تک محدود رہنا چاہئے کہ اس سلسلے میں ان کی حکومت نے کیا کیا ہے - یہ مرکزی حکومت نے کیا ہے -

وزیر قانون : جناب والا ! میں فاضل رکن کی اطلاع کے لئے عرض کرنی چاہتا ہوں کہ صوبے میں اور مرکز میں ایک ہی جماعت کی حکومت ہے ۔

حاجی محمد سیف اللہ خان : جناب والا ! یہ قانون کی بات ہے اور آئین کی بات ہے ۔

مسٹر سپیکر : اپوزیشن کی طرف سے کم از کم تین مقررین نے یہ بات کہی ہے کہ صوبے کا اور مرکز کا آپس میں کیا تعلق ہے ۔ وہ بھی یہ بتا رہے ہیں کہ صوبے کا اور مرکز کا کیا تعلق ہے ۔ ان کو بتا لینے دیجئے ۔

حاجی محمد سیف اللہ خان : جناب والا ! وہ تو ایک پالیسی کا اعلان کر رہے ہیں کہ ہم نے یہ حج پالیسی دی حالانکہ صوبائی حکومت نے نہیں دی ۔

وزیر قانون : میں جناب والا ! اپنی حکومت کا ذکر کر رہا تھا کہ صوبے میں اور مرکز میں پیپلز پارٹی کی حکومت ہے ۔

حاجی محمد سیف اللہ خان : نہیں جناب والا ! آپ کو ہم discuss نہیں کر رہے ۔ ہم حکومت کو کر رہے ہیں ۔ ہم پیپلز پارٹی کو discuss نہیں کر رہے ۔ ہم حکمت عملی کے اصولوں کو کر رہے ہیں جن کا تعلق صوبہ پنجاب سے ہے ۔

وزیر قانون : جناب والا ! یہاں جب دو دن سے بجٹ کا آغاز ہوا تو کئی ایسی باتیں بھی تھیں جن کا تعلق مرکز سے تھا لیکن اس پر بھی تنقید کی گئی ہے ۔ جو صوبائی حکومت سے متعلق تھیں ان پر بھی تنقید کی گئی ہے ۔ اس لئے یہ میرا بنیادی حق ہے کہ میں ان تمام باتوں کا جواب دوں ۔

مسٹر سپیکر : وہ ان باتوں کا جواب دے رہے ہیں جو یہاں کی گئی ہیں ۔

ایک آواز : اگر کوئی غلط بات ہوئی ہے تو اس کا جواب بھی یہ غلط دیں گے ۔

وزیر قانون : بحیثیت وزیر یہ میرا فرض ہے کہ جن اپنی حکومت کی

طرف سے اپنی جماعت کی طرف سے ان تمام باتوں کا جواب دوں جو اپوزیشن کی طرف سے بیان کی گئی ہیں۔

حاجی محمد سیف اللہ خان : آپ صوبے کی حد تک محدود رہیں۔

مسٹر سپیکر : اگر میں ان کی جگہ ہوتا تو پھر آپ کو بتاتا کہ صوبائی حکومت نے اس میں کیا contribution کی ہے اور کس طرح سے مرکز سے اور صوبوں کے علاوہ اس کی اپنی زور جملت کی ہے۔

خان امیر عبداللہ خان روکڑی : انہیں سپیکر بتا دیں اور آپ وزیر قانون بن جائیں۔ انہیں پتہ نہیں ہے۔

علامہ رحمت اللہ ارشد : جناب والا ! وزیر قانون فرما رہے ہیں کہ ادھر سے اپوزیشن کے مقررین نے ایسی باتیں کی ہیں جن کا مرکز سے تعلق تھا۔ تو ان کا فرض تھا کہ وہ پوائنٹ آف آرڈر پر کھڑے ہو کر اس کو روک دیتے۔

وزیر قانون : جناب والا ! یہ میرا فرض ہے کہ اگر اپوزیشن کی طرف سے کوئی تنقید کی جائے تو اس کا ہم جواب دیں۔ کیونکہ ہمارا حساب صاف ہے۔ ہمارے پاس سچ موجود ہے پھر ہمیں ان کی تنقید کا خوف کرنے کی کوئی ضرورت نہیں۔ ہم جواب دے سکتے ہیں۔ جناب والا ! میں ذکر کر رہا تھا کہ اسلام کے لئے حج پر سے پابندی ختم کی گئی اسلامک کانفرنس بھی گویا 1973ء میں ہوئی۔

مسٹر سپیکر : کس سال ہوئی ؟

وزیر قانون : اسی سال میں ہوئی 1974ء میں۔

(قہقہہ)

چوہدری ممتاز احمد کاہلوں : اور اسی سال میں ہوئی۔

وزیر قانون : آپ جانتے ہیں کہ 1972ء میں اس کے لئے کام کیا گیا

قائد عوام ذوالفقار علی بھٹو تمام عالم اسلام میں گئے ۔

خان امیر عبداللہ خان روکڑی : پوائنٹ آف آرڈر ۔ جناب والا ! میں صرف آپ کی توجہ اس امر کی طرف مبذول کرانا چاہتا ہوں کہ آپ نے مجھے ٹوکا تھا کہ 1972ء سے آگے پیچھے نہیں جا سکتے وہ 1973ء اور پھر 1974ء میں پہنچ گئے ہیں ۔

مسٹر سپیکر : میں نے اشارتاً ان کو کہا تھا ۔

وزیر قانون : جناب والا ! ایک تو مصیبت یہ ہے کہ بات کرنے نہیں دیتے ۔ میں ذکر رہا تھا کہ قائد عوام نے جو دورے کئے اس کے نتیجے میں اسلامی کانفرنس ہوئی تھی اور وہ 1972ء میں ہوئے تھے ۔

حاجی محمد سیف اللہ خان : یہ نتیجہ بھی آپ بیان نہیں کر سکتے ۔

وزیر قانون : 1972ء میں قائد عوام ذوالفقار علی بھٹو نے تمام عالم اسلام میں شب و روز دورے کئے ۔ آج ایک ملک میں ہیں تو کل دوسرے میں ہیں ۔ اس طرح عالم اسلام کو اسلام کے سربراہان کو جو اس وقت دنیا میں حکومت کرتے تھے کو متحد کیا اور اس کے نتیجے میں جو عالم اسلام کی سب سے بڑی کانفرنس تھی وہ اسی ہال میں منعقد ہوئی ۔

علامہ رحمت اللہ ارشد : جناب والا ! یہ صوبے کے متعلق بات کریں ۔ جناب ناراض نہ ہوں میرا خیال ہے وزیر صاحب ابھی کنفرم نہیں ہوئے ۔

(قہقہے)

بات یہ ہے کہ عالم اسلام کا انہوں نے ذکر کیا ہے جس وقت 1974ء کی پالیسی آ جائے گی اس میں ساری چیزیں آ جائیں گی ہم ان کے اس اقدام کو سراہتے ہیں ۔

وزیر قانون : یہ دورے بھی 1972ء میں ہوئے ہیں ان کا ذکر کیوں نہ کیا جائے ۔

مسٹر سپیکر : وہ 1972ء کا ذکر کر رہے ہیں ۔

وزیر قانون : جناب والا ! میں اپنے فاضل دوستوں کو جب مصر پر پہلا

حملہ ہوا تھا تو وہ وقت یاد دلانا چاہتا ہوں کہ یہاں سے کہا گیا تھا کہ جو عالم اسلام ہے اگر صفر کو صفر میں جمع کیا جائے تو نتیجہ صفر میں جمع کیا جائے تو نتیجہ صفر نکلے گا لیکن ہمارے قائد نے سمجھا اور یہ کہا کہ یہ صفر نہیں ہیں بلکہ یہ ایک قوت ہیں ۔ اگر عالم اسلام کو متحد کیا جائے تو عالم اسلام دنیا میں ایک تیسری طاقت بن سکتا ہے ۔

علامہ رحمت اللہ ارشد : پوائنٹ آف آرڈر ۔ ۔ ۔

مسٹر سپیکر : علامہ صاحب آپ تشریف رکھیں مسٹر لاء منسٹر ۔ اعتراض یہ کیا جا رہا ہے کہ صوبائی حکومت نے پرنسپلز آف پالیسی کو جس طرح لاگو کیا ہے اس کے متعلق صوبائی گورنمنٹ کی طرف سے جواب دیا جائے ۔

وزیر قانون : جناب والا ! در اصل یہ ساری باتیں ان کی طرف سے ہوئی ہیں اس لئے میں ان کا جواب دے رہا ہوں ۔

حاجی محمد سیف اللہ خان : کس نے کی ہے ؟

وزیر قانون : آپ ریکارڈ اٹھا کر دیکھ لیں کہ تمام بحران نے ہر وہ بات کی ہے جو مرکز سے تعلق رکھتی ہے ۔ اچھا جناب اگر انہیں اسلام کے نام سے تکلیف ہوتی ہے تو میں اگلے اصول پر چلتا ہوں ۔

حاجی محمد سیف اللہ خان : بالکل دلیا جاتی ہے ۔

وزیر قانون : جناب ایک اور چیز کا ذکر کیا گیا کہ لوکل گورنمنٹ کے لئے کوئی کام نہیں کیا گیا ۔ لوکل باڈیز کا نظام قائم کرنے کے لئے کوئی کام نہیں کیا گیا ۔ میں فاضل اراکین کی اطلاع کے لئے عرض کر دینا چاہتا ہوں کہ جناب ملک معراج خالد صاحب کے زمانے میں انہوں نے ایک کمیٹی تربیت دی جس ۔ ایک جامع رپورٹ تیار کرنے کے لئے اس نظام کو قائم کرنے کے لئے 1972ء میں کام کیا اور وہ رپورٹ گورنرز کانفرنس میں منظور ہوئی جس کی روشنی میں تمام ملک میں چاروں صوبوں میں یکساں قسم کا لوکل باڈی نظام لایا جا رہا ہے میں مزید ان کی اطلاع کے لئے عرض کرنی چاہتا ہوں کہ اب اس پر عمل کرنے کے لئے لاء کمیٹی اس کو قانونی شکل

دینے کے لئے بنائی گئی ہے ۔

حاجی محمد سیف اللہ خان : ان کی حیثیت بھی بتادیں کہ 1972ء میں ان کی حیثیت کیا تھی ۔

مسٹر سپیکر : چیف منسٹر تھے ۔

علامہ رحمت اللہ ارشد : جناب والا ! اس وقت تک جتنی تقریریں ہوئی ہیں میں معذرت کے ساتھ کہنا چاہتا ہوں کہ یہ جناب غلام مصطفےٰ کھر صاحب کا قصیدہ پڑھا گیا ہے یہ 1972ء کے زمانے کی باتیں ہیں ۔

وزیر قانون : جناب والا ! جو اس وقت اس صوبے کے چیف ایگزیکٹو تھے ملک معراج خالد صاحب میں ان کا نام لے رہا ہوں ۔

حاجی محمد سیف اللہ خان : جناب والا ! جس قانون کا یہ ذکر کر رہے ہیں اس کا ابھی یہاں کوئی ڈرافٹ تک نہیں پہنچا ۔ ہمیں کیا پتہ کہ بن رہا ہے یا نہیں ۔

وزیر قانون : میں اس کی اطلاع دے رہا ہوں ۔

خان امیر عبداللہ خان روکڑی : اچھا ٹھیک ہے ۔

(قہقہہ)

وزیر قانون و پارلیمانی امور : میں اس کی اطلاع آپ کو دے رہا ہوں اور وہ سچی ہے ۔ جناب والا ! وہ قانون اس رپورٹ کی روشنی میں جس پر 1972ء میں کام ہوا تھا اب زیر غور ہے اور اس کا ڈرافٹ کیا جا رہا ہے اور بہت جلد اس اجلاس میں یا بعد میں پیش کر دیا جائے گا ۔

خان امیر عبداللہ خان روکڑی : جناب والا ! انہوں نے ذکر فرمایا تھا کہ ان کے علم میں ہے ۔ اگر وہ inform کر دیں تو ہم ان کے مشکور ہوں گے ۔

وزیر قانون و پارلیمانی امور : جناب والا ! میں واضح طور پر آپ کو بتا دیتا ہوں کہ لوکل باڈیز کے نظام کے متعلق قانون ڈرافٹ کیا جا رہا ہے ۔ اس کے مندرجات میں آپ کی خدمت میں عرض نہیں کر سکتا ۔ وہ ایک لمبا

چوڑا لوکل باڈیز کا نظام ہے تو انشا اللہ بہت جلد وہ اس ایوان میں آپ کے پاس ہو گا اور آپ کو معلوم ہو جائے گا ۔

جناب والا ! پی۔ڈبلیو۔پی کونسلز کے قیام پر اعتراض کیا گیا کہ لوگوں کو نامزد کیا گیا ہے میں فاضل دوستوں سے یہ پوچھنا چاہتا ہوں جب حالات اس قسم کے تھے کہ فوری طور پر لوکل باڈیز کا قانون موجود نہ ہو انتخابات نہیں کرائے جا سکتے اور کوئی ایسا جمہوری قانون موجود نہیں تھا تو سب سے بہتر طریقہ جو اس حکومت کے پاس موجود تھا وہ یہی تھا کہ عوام کے منتخب نمائندوں کو یعنی تمام ایم پی۔اے صاحبان جو عوام کی طرف سے منتخب ہوئے تھے ان کو ان لوگوں نے نامزد کیا تھا ۔ اگر یہ نمائندے نہیں ہیں تو پھر میں سمجھتا ہوں کہ اس اسمبلی میں آپ ممبران کو بیٹھنے کا کوئی حق نہیں کیونکہ جب تک عوام کی طرف سے mandate حاصل ہے اور آپ کو کسی جمہوری ادارہ میں نامزد کیا جاتا ہے تو میں سمجھتا ہوں کہ آپ کی وہاں پوزیشن بھی ایک نمائندہ پوزیشن ہوتی ہے ۔ یہ کسی صورت میں نہیں کہا جا سکتا کہ آپ کو صرف نامزدگی کے ذریعے سے کونسل میں نامزد کیا گیا ہے ۔

مسٹر سپیکر : اب آپ کے دو منٹ باقی رہ گئے ہیں ۔

وزیر قانون و پارلیمانی امور : جناب والا ! عورتوں کو قومی زندگی میں شامل کرنے کے متعلق کہا گیا ہے ۔ میں عرض کرتا ہوں کہ سب سے پہلے 1972ء میں اس ایوان کے لئے اس مقدس ایوان کے لئے عورتوں کو چنا گیا ۔ یہ ایک زندہ مثال ہے تاکہ وہ تمام شعبہ ہائے زندگی میں ہمارے ساتھ حصہ لے سکیں ۔ آپ نے یہ کبھی بھی نہیں سنا ہوگا کہ محکمہ صحت میں کسی عورت کو ملازم رکھا گیا ہو ۔ 1972ء میں محکمہ لیبر میں عورتیں ملازم رکھی گئی ہیں ۔ دو عورتوں کو اسسٹنٹ ڈائریکٹرز کے عہدہ پر ترقی دی گئی ہے ۔

جناب والا ! اقلیتوں کے تحفظ کے متعلق کیونکہ لاء اینڈ آرڈر کی ذمہ داری صوبائی حکومت کا فرض ہے ۔ آپ جانتے ہیں کہ اقلیتوں کے ساتھ ہندوستان میں کیا سلوک ہوا ہے ۔ آئرلینڈ میں کیا سلوک ہوا ۔ فلپائن میں کیا سلوک ہوا

لیکن پاکستان میں اور خاص طور پر پنجاب میں پنجاب کی حکومت نے اقلیتوں کے تحفظ کے لئے کوئی کسر باقی نہیں اٹھا رکھی اور جس سکون کے ساتھ جس اطمینان کے ساتھ یہاں اقلیتی لوگ زندگی بسر کر سکتے ہیں اس کی مثال دنیا بھر میں نہیں ملتی ۔ بحیثیت مسلمان کے یہ ہمارا فرض ہے کہ ہم اقلیتوں کا تحفظ کریں اور حکومت پنجاب نے اس ذمہ واری کو نہایت خوش اسلوبی کے ساتھ اور احسن طریقہ سے نبھایا ہے ۔

جناب والا ! سماجی انصاف کے متعلق عرض ہے کہ یہ ایک بہت بڑا شعبہ ہے جناب والا ! یہ 1972ء کا سال تھا جب لیبر اصلاحات کا آغاز کیا گیا تمام شعبہ ہائے زندگی میں انقلاب لانے کے لئے ہم نے ایک منزل کی طرف رخ کیا اور وہ 1972ء کا سال تھا اور ہم انشا اللہ اس منزل پر پہنچنے کے لئے کامزن ہیں ۔ مجھے یقین ہے کہ 1974ء میں جس mission کا آغاز مختلف اصلاحات نافذ کر کے مختلف پروگرام جاری کر کے ہم نے کیا تھا اس پر کامزن ہو کر ان مقاصد کو مناسب وقت پر جو آئین میں درج ہے جو قوم کا نظریہ ہے ہمارے نظام میں شامل ہے ہمارا مقصد ہے ہم ان کو حاصل کر لیں گے ۔ شکریہ ۔

مسٹر سپیکر : راجہ جمیل اللہ خان ۔

راجہ جمیل اللہ خان : جناب والا ! پاکستان اسلام کی بنیاد پر حاصل کیا گیا تھا اور 1972ء کا سال وہ سال ہے جس میں تشدد اور ظلم علما اور مشائخ کے اوپر اور طلبا کے اوپر کیا گیا اور میں یقین سے کہہ سکتا ہوں صرف حزب اختلاف والے ہی نہیں بلکہ حزب اقتدار والے بھی میرا ساتھ دیں گے کہ ان پر ظلم و ستم اور تشدد ہوا ۔

جناب والا ! شاعر مشرق نے فرمایا تھا اور اس نے انتباہ کیا تھا کہ

سرود رفتہ باز آید کہ ناید
نسیم از حجاز آید کہ ناید
سر آمد روزگارے ایں فقیرے
دگر دانائے راز آید کہ ناید

جناب والا ! قائد اعظم نے بھی قوم کو خبردار کیا تھا کہ صرف دو چیزوں سے بچے رہنا Colonialists اور دوسرے Communists لیکن 1972ء میں جو تصور آپ کو پیپلز پارٹی نے دیا ہے اس میں پہلا اصول آپ کا اسلام ہے ۔ دین آپ کا اسلام ہے اور معیشت جو ہے وہ آپ کی سوشلزم ہے ان کی آپس میں ٹکر ہو گئی ۔ میرا ایمان یہ ہے کہ جدا ہو دین سیاست سے تو رہ جاتی ہے چنگیزی ۔ یہاں تو یہ ہے کہ 1972ء میں اگر آپ نے سوشلزم علیحدہ اور معیشت علیحدہ رکھی تھی اور دین اسلام سے علیحدہ رکھا تھا تو پھر آپ 1972ء میں چنگیزی کرتے رہے ۔

جناب والا ! national solidirity کے متعلق کہا گیا ہے کہ national solidarity قوم کے لئے ہے پاکستان کے لئے ہے۔ میں بھی مانتا ہوں کہ مسلمان کو اور ہر پاکستانی کو ایک پلیٹ فارم پر آنا چاہئے یہ جو اسلام کی شمع آپ نے فروزاں کی ہے میں اسے مانتا ہوں کیونکہ اس کی لو وہ لو ہے جس لو سے 17 پروانے ہماری شمع کی نظر ہو گئے لیکن 1972ء میں اگر اس میں کچھ بھی لو ہوتی ۔ کچھ بھی اسلام کی اس حکومت میں رمق ہوتی تو اس وقت بھی ہمارے پروانے ضرور منڈلاتے ۔

چوہدری غلام قادر : پوائنٹ آف انفارمیشن ۔ جناب والا ! کیا مسلم لیگ نے قائد اعظم کے قول پر عمل کرتے ہوئے ہی دو کونسل لیگیں بنائی تھیں ؟

مسٹر سپیکر : یہ کوئی پوائنٹ آف انفارمیشن نہیں ہے ۔ راجہ جمیل اللہ خان ۔

راجہ جمیل احمد خان : جناب والا ! کل تقریر میں جناب وزیر تعلیم نے فرمایا تھا میں ان کی شرافت کا بہت مداح ہوں کہ پے سکیل 65 سے 100 روپے کر دیا گیا تو جناب والا ! اس کے مقابلہ میں اگر وہ یہ دیکھیں یا غریبوں سے پوچھیں جو لائنوں میں لگے ہوتے ہیں یا جن کے چار بچے ہیں اور چاروں بچے لائنوں میں لگے ہیں اور چینی یا آٹا لے رہے ہیں یا کوئی اور چیز لے رہے ہیں

وہ ان سے جا کر پوچھیں کہ چیزوں کے بھاؤ کیا ہو گئے ہیں ہم نے کریلے آٹھ روپے سیر کھائے ہیں اور چار روپے سیر کدو کھایا ہے ۔ کیا وہ بھی نیشنلائز ہو چکے ہیں یا ان پر کوئی اصلاحات نافذ ہو چکی ہیں ؟

چوہدری ممتاز احمد کاہلوں : 1972ء میں بارہ آنے سیر تھا ۔

راجہ جمیل اللہ خان : جی ہاں اس وقت بارہ آنے سیر تھا ۔ جناب والا! میں چاہتا ہوں کہ جب آپ نے سکھیل کی بات کرتے ہیں تو یہ بھی دیکھیں کہ غریب کس بوجھ تلے دبے ہوئے ہیں اور قیمتوں کے بھاؤ کہاں تک پہنچ چکے ہیں اور اب یہ غریب لوگ وہ برداشت نہیں کر سکتے ۔

جناب والا ! کل انہوں نے لوکل گورنمنٹ یعنی پیپلز ورکس کونسل کے متعلق فرمایا تھا کہ یہ لوکل گورنمنٹ جس کی آج جناب وزیر قانون نے بھی وضاحت کی ہے وہ یہ کہ یہ قانون خدا کرے کہ حمود الرحمان کمیشن رپورٹ کی طرح چھپا نہ رہے لیکن مجھے گلہ یہ ہے کہ کہا تو یہ گیا تھا کہ عوامی نمائندے ایم ۔ پی اے اور ایم ۔ این ۔ اے جو ہیں وہ عوام کے نمائندے ہیں جو اس کمیٹی میں ہوتے ہیں تو اس لئے وہ عوامی نمائندے کہلانے کے حق دار ہیں لیکن جناب والا ! اس کے علاوہ چناؤ ہوتا ہے اور چناؤ صرف اور صرف پیپلز پارٹی کے ورکرز تک ہی محدود ہے ۔ اس میں ہم جو ایم ۔ پی ۔ اے دوسری پارٹیوں سے منسلک ہیں ان کو بھی اختیار نہیں ہے کہ وہ اپنی constituency سے اپنے حلقہ نیابت سے جہاں سے وہ اپنا نام دے سکیں کہ وہ اس کونسل میں شامل کئے جائیں ۔ وہ تو صرف پیپلز پارٹی ورکرز کے لئے محدود کر دی گئی ہے انہوں نے اعتراض کیا ہے کہ ایک پارٹی کی حکومت ہو جائے national solidarity تب ہی ہو سکتی ہے ۔

اس کے بعد جناب والا میرے محترم دوست کرنل نیازی صاحب تشریف لے گئے ہیں انہوں نے فرمایا تھا کہ ہم نے لینڈ ریفارمز کیں ۔ تو میں ریفارمز کے متعلق اتنا عرض کرتا ہوں کہ یہ لوگ طلبہ اور کسان پہلے اکسائے ہوئے نہیں تھے ۔ اگر یہ لینڈ ریفارم ان کو دی جاتی تو لاکھوں کسانوں طلبا اور مزدوروں کی آج یہ حالت نہ ہوتی ۔ ان کا استحصال مجروح ہوا ہے ۔ میں یہ

کہتا ہوں کہ یہ پرنسپل آف پالیسی صحیح ضرور ہوں گے لیکن ان کے چلانے والے میں پوچھتا ہوں کون تھے ۔ وہ حکومت ہے ۔ اگر وہ صحیح طور پر چل نہیں سکے تو اس کا نتیجہ آپ کے سامنے ہے ۔ آپ کی سرکاری ملیں جو ہیں وہ بند پڑی ہیں چہ جائیکہ آپ کہہ سکتے ہیں کہ سرمایہ دار کہا گیا ہے اس لئے ملیں بند پڑی ہیں ۔ آپ دیکھ لیں آپ کی اپنی ملوں میں ہڑتال ہے ۔ یہ اسی کا نتیجہ ہے اور یہ سزا اسی لئے آپ بھگت رہے ہیں ۔ آپ کی پالیسی صحیح ضرور ہو گی مگر چلانے والے لوگ غلط تھے ۔ اگر جناب والا چلانے والے صحیح ہوتے تو آج دیواروں کے اوپر برق رو کی تاریں نہ ہوتیں ۔ ہمارے جو قائد ایوان ہیں آج ان کی بھی حفاظت کی ضرورت نہ ہوتی حالانکہ انگریزوں کے زمانہ میں اس ایوان کے دروازے ہمیشہ کھلے رہتے تھے اور لوگ یہاں اپنی تکالیف پیش کرتے تھے ۔ لیکن آج ہمارے قائد ایوان بھی مشین گنوں اور دوسروں کا سہارا لیتے ہیں ۔

جناب والا ! قائد عوام جناب ذوالفقار علی بھٹو کے 72ء کے اسلامی ممالک کے دورے کے متعلق ذکر کیا گیا ۔ میں آپ کو ایک چیز بتائے دیتا ہوں کہ انہوں نے اسی ایوان میں قسم کھائی تھی اور آج بھی وہ اسی کا ذکر کرتے ہیں اور کہتے ہیں کہ طالع آزما لوگ ان کی پارٹی میں گھس آئے ہیں اور وہ مساوات بھی کہتے ہیں سوشلزم کا نام نہیں لیتے ۔ چونکہ سوشلزم جناب والا میری نگاہ میں ایک مکمل ضابطہ حیات ہے اور اس کا تکرار ہے اسلام ساتھ اسلام بھی ایک مکمل ضابطہ حیات ہے اور آج اس کو مساوات بھی کا نام پکارتے ہیں اور انہوں نے اسی ایوان میں جہاں آپ بیٹھے ہیں خدا کی قسم کھائی تھی ، ہزاروں ڈیلیگیٹ کے سامنے سربراہان کے سامنے کہ ہر پاکستانی جو ہے وہ اسلام کا سپاہی ہے اور افواج پاکستان اسلام کی فوج ہے آج میں کہتا ہوں وہ پاکستانی جو ہے مسلمان سمجھا جائے گا سوشلسٹ نہیں سمجھا جائے گا ۔

مسٹر سپیکر : چوہدری بشیر احمد

(قطع کلامیاں)

مسٹر سپیکر : چوہدری صاحب آپ تشریف رکھیں ۔ آپ نے تقریر ہی شروع نہیں کی ۔ چار منٹ تو آپ نے ایسے ہی گزار دیے ۔ اب پوزیشن یہ ہے کہ آج کی اس ڈیبیٹ کے دو فاضل اراکین چوہدری بشیر احمد صاحب اور مسٹر منظور حسین جنجوعہ پارلیمانی سیکرٹری ۔ لیڈر آف دی اپوزیشن ، اور لیڈر آف دی ہاؤس اس حکمت عملی کی بحث میں حصہ لیں گے ۔ اب پہلے فیصلہ کے مطابق یہ جو ڈرمل کاروائی ہے اس کو معطل کیا جاتا ہے ۔ فاضل قائد حزب اختلاف اور قائد ایوان جناب نورالامین سابق لائب صدر پاکستان کی وفات پر قرار داد پیش کریں گے ۔

حاجی محمد سیف اللہ خان : جناب والا کل وقفہ سوالات ہوگا ؟

مسٹر سپیکر : جی ہاں ۔

حاجی محمد سیف اللہ خان : جناب والا ! وہ پھر نہ رکھیں اس طرح ٹائم بچ جائے گا ۔

مسٹر سپیکر : ٹائم ہم بڑھا لیں گے ۔

علامہ رحمت اللہ ارشد : جناب کل تو جمعہ ہے ۔

مسٹر سپیکر : وزیر اعلیٰ صاحب کیا آپ اس قرارداد سے متفق ہیں ؟

وزیر اعلیٰ : ٹھیک ہے ۔

قرار داد تعزیت

علامہ رحمت اللہ ارشد : جناب سپیکر ۔ میں قرار داد پیش کرتا ہوں ۔

کہ صوبائی اسمبلی کا یہ ایوان جناب نورالامین مرحوم کی وفات کو ایک قومی سانحہ قرار دیتا ہے ۔ مرحوم ملی وحدت اور پاکستان کے اتحاد و استحکام کا ایک روشن نشان تھے ۔ وہ تحریک پاکستان میں حضرت قائد اعظم کے دست راست تھے اور بجا طور پر یہ

کہا جا سکتا ہے کہ پاکستان کی تخلیق میں ان کی محنتوں اور کاوشوں کا بڑا حصہ تھا ۔

1971ء کے اندوہناک واقعات کے بعد پاکستان کو اپنا وطن قرار دے کر انہوں نے ثابت کر دیا کہ وہ ایک عظیم محب وطن تھے ۔ ان کی وفات سے بہت بڑا سیاسی خلا واقع ہو گیا ہے ۔ ہم سب مرحوم کے لئے مغفرت کی دعا کرتے ہیں اور مرحوم کے پسماندگان کو یقین دلاتے ہیں کہ صوبائی اسمبلی کے تمام ارکان ان کے غم اور صدمہ میں برابر کے شریک ہیں ۔ (انا للہ وانا الیہ راجعون)

مسٹر سپیکر : یہ تحریک پیش کی گئی اور سوال یہ ہے ۔

کہ صوبائی اسمبلی کا یہ ایوان جناب نورالامین مرحوم کی وفات کو ایک قومی سانحہ قرار دیتا ہے ۔ مرحوم ملی وحدت اور پاکستان کے اتحاد اور استحکام کا ایک روشن نشان تھے ۔ وہ تحریک پاکستان میں حضرت قائد اعظم کے دست راست تھے اور بجا طور پر کہا جا سکتا ہے کہ پاکستان کی تخلیق میں ان کی محنتوں اور کاوشوں کا بڑا حصہ تھا ۔

1971ء کے اندوہناک واقعات کے بعد پاکستان کو اپنا وطن قرار دے کر انہوں نے ثابت کر دیا کہ وہ ایک عظیم محب وطن تھے ۔ ان کی وفات سے بہت بڑا سیاسی خلا واقع ہو گیا ہے ۔ ہم سب مرحوم کے لئے مغفرت کی دعا کرتے ہیں اور مرحوم کے پسماندگان کو یقین دلاتے ہیں کہ صوبائی اسمبلی کے تمام ارکان ان کے غم اور صدمہ میں برابر کے شریک ہیں ۔ (انا للہ وانا الیہ راجعون)

باتفاق رائے قرار داد منظور کی گئی)

راجہ جمیل اللہ خان : جناب والا ! یہ عوام کی طرف سے کہہ دیں ۔

علامہ رحمت اللہ ارشد : یہ قرار داد تغریت آف دی ہاؤس اور لیڈر آف دی اپوزیشن کی طرف سے آئی ہے ۔

وزیر اعلیٰ : جناب والا ! دراصل جو بات بھی اسمبلی میں ہوتی ہے وہ عوام کے نمائندوں کی طرف سے ہوتی ہے اور اس وجہ سے اس تمام کارروائی کو کوئی اہمیت بھی ہے ! تو اس لئے میں سمجھتا ہوں کہ یہ بات اس میں شامل ہے اور اس کے ساتھ ہی چونکہ یہ متفقہ قرار داد ہے اور میں نے اس کی مکمل تائید کی ہے ، اس کے ساتھ ہی میں آپ سے درخواست کرتا ہوں کہ اجلاس کا باقی وقت آج کارروائی کے لئے نہ رکھا جائے اور اب اجلاس کو مرحوم کی تعزیت سوگ اور احترام میں ختم کر دیا جائے البتہ دعائے مغفرت کل کی جائے گی جب ان کو دفن کر دیا جائے گا ۔

علامہ رحمت اللہ ارشد : جناب والا ! میں اس کی تائید کرتا ہوں ۔

Mr. Speaker : To House is adjourned till 8.30 A M tomorrow.

(اسمبلی کا اجلاس ! اکتوبر 1974ء بروز جمعۃ المبارک ساڑھے آٹھ بجے صبح تک کے لئے ملتوی ہو گیا ۔)

صوبائی اسمبلی پنجاب

پہلی صوبائی اسمبلی پنجاب کا بارھواں اجلاس

جمعرات 4 اکتوبر 1974ء
(پنج شنبہ 17 رمضان المبارک 1394ھ)

اسمبلی کا اجلاس اسمبلی چیمبر لاہور میں ساڑھے آٹھ بجے صبح منعقد ہوا۔
مسٹر سپیکر رفیق احمد شیخ، کرسی صدارت پر متمکن ہوئے۔

تلاوت قرآن پاک اور اس کا اردو ترجمہ قاری اسمبلی نے پیش کیا۔

بِسْمِ اللّٰهِ الرَّحْمٰنِ الرَّحِيْمِ ۝

إِنَّ الَّذِيْنَ اٰمَنُوْا وَالَّذِيْنَ هَادُوْا وَالصَّابِئُوْنَ وَالنَّصٰرٰى وَالْمَجُوْسَ وَ
الَّذِيْنَ اَشْرَكُوْٓا اِنَّ اللّٰهَ يَفْصِلُ بَيْنَهُمْ يَوْمَ الْقِيٰمَةِ اِنَّ اللّٰهَ عَلٰى كُلِّ شَيْءٍ شَهِيْدٌ ۝
اَلَمْ تَرَ اَنَّ اللّٰهَ يَسْجُدُ لَهٗ مَنْ فِي السَّمٰوٰتِ وَمَنْ فِي الْاَرْضِ وَالشَّمْسُ وَالْقَمَرُ
وَالنُّجُوْمُ وَالْجِبَالُ وَالشَّجَرُ وَالدَّوَآبُّ وَكَثِيْرٌ مِّنَ النَّاسِ وَكَثِيْرٌ حَقَّ
عَلَيْهِ الْعَذَابُ وَمَنْ يُّهِنِ اللّٰهُ فَمَا لَهٗ مِنْ مُّكْرِمٍ اِنَّ اللّٰهَ يَفْعَلُ مَا يَشَآءُ ۝

پ ۱۷ سورہ ۲۲ رکوع ۹ آیات ۱۷ ر ۱۸

بیشک وہ لوگ جو مسلمان ہیں اور جو یہودی ہیں اور ستارہ پرست۔ عیسائی مجوسی اور مشرک ہیں اللہ ان سب میں قیامت کے دن فیصلہ کردے گا۔ بلاشبہ اللہ ہر چیز سے پوری طرح خبردار ہے کیا تم نے نہیں دیکھا کہ جو مخلوق آسمانوں میں ہے اور جو زمین میں ہے۔ سورج و چاند ستارے۔ پہاڑ۔ درخت اور چوپائے اور بہت سے انسان سب کے سب اللہ کو سجدہ کرتے ہیں۔ اور بہت سے ایسے بھی ہیں جن پر عذاب ثابت ہو چکا ہے اور جس شخص کو اللہ ذلیل کرے۔ اسکو کوئی عزت دینے والا نہیں بلاشبہ اللہ جو چاہتا ہے کرتا ہے۔

وما علینا الا البلاغ

ازاکین اسمبلی کی رخصت

چوہدری بشیر احمد

سیکرٹری اسمبلی : مندرجہ ذیل درخواست چوہدری بشیر آحمد صاحب ممبر صوبائی اسمبلی کی طرف سے موصول ہوئی ہے :-

"Due to fever and bad cold, I could not attend the Meeting of the Govt. Assurances Committee on 6.8.74. Leave may kindly be granted to me by the House."

مسٹر سپیکر : سوال یہ ہے کہ :-

کہ مطلوبہ رخصت منظور کر دی جائے ۔

(تحریک منظور کی گئی)

تحاریک التوائے کار

اپوا ہوسٹل کی طالبات کو بنیادی ضروریات کا مہیا نہ کیا جانا اور ان سے دوسرے ہوسٹلوں کی نسبت زیادہ واجبات وصول کرنا

مسٹر سپیکر : چوہدری امان اللہ لگ : یہ تحریک پیش کرنے کی اجازت طلب کرتے ہیں کہ اہمیت عامہ رکھنے والے ایک اہم اور فوری مسئلہ کو زیر بحث لانے کے لئے اسمبلی کی کارروائی ملتوی کی جائے ۔ مسئلہ یہ ہے کہ اپوا ہوسٹل میں تقریباً 32 خواتین ہیں جن میں سے نصف طالبات لاہور کے مختلف کالجوں میں زیر تعلیم ہیں ۔ ہوسٹل کے ہر کمرے میں چار چار خواتین رہائش پذیر ہیں ۔ کمروں کی صفائی کا انتظام نہیں ۔ ضروری سامان جو کہ لازمی ہے کمروں میں موجود نہیں ۔ انتہائی گھٹیا خوراک دی جاتی ہے ۔ دوسرے ہوسٹلوں میں صبح دودھ دیا جاتا ہے لیکن اس ہوسٹل میں کبھی

نہیں دیا گیا ۔ طالبات لاہور کے تمام ہوسٹلوں سے زیادہ کرایہ 110 روپے ادا کر رہی ہیں دھوبی کے علاوہ پانی ۔ بجلی اور دوسری بنیادی ضرورتوں سے محروم ہیں جب کہ لاہور کے دوسرے ہوسٹلوں میں اسلامیہ کالج برائے خواتین کے ہوسٹل میں 60 روپے ماہوار ۔ کینرڈ کالج ہوسٹل میں 115 روپے ۔ لیڈی میکلیگن میں 81 روپے ۔ ہوم اکنامکس ہوسٹل میں 111 روپے ادا کرتے ہیں ان ہوسٹلوں میں بہتر انتظامات موجود ہیں ۔ اب اپوا ہوسٹل میں 150 روپے ادا کرنے کے لئے کہا گیا ہے جب کے اپوا ہوسٹل کو محکمہ سوشل ویلفیئر سے معقول گرانٹ ملتی ہے ۔ انتظامیہ اس کو کہاں خرچ کرتی ہے ۔ کوئی پوچھنے والا نہیں ۔ اس خبر سے طالبعلموں میں غم و غصہ پایا جاتا ہے ۔

حاجی محمد سیف اللہ خان : جناب والا ! ایک اور اسی قسم کی تحریک التوا نمبر 38 ہے ۔ اسے بھی ساتھ لے لیں ۔

اپوا ہوسٹل کی بد عنوان انتظامیہ کے باعث طالبات کے لئے جائز سہولیات کا فقدان ۔

مسٹر سپیکر : تحریک التوائے کار نمبر 38 ہے ۔ حاجی محمد سیف اللہ خان یہ تحریک پیش کرنے کی اجازت طلب کرتے ہیں کہ اہمیت عامہ رکھنے والے ایک اہم اور فوری مسئلہ کو زیر بحث لانے کے لئے اسمبلی کی کارروائی ملتوی کی جائے مسئلہ یہ ہے کہ روز نامہ نوائے وقت مورخہ 18 ستمبر 1974ء میں شائع ہونے والی خبر کے مطابق اپوا ہوسٹل انتہائی بد انتظامی کا شکار ہو گیا ہے ۔ ہوسٹل کی انتظامیہ بد عنوانی کی مرتکب ہو رہی ہے جبکہ ہوسٹل میں کسی قسم کی جائز سہولیات کا انتظام نہیں ہے اور طالبات پینے کے پانی کی ایک ایک بوند کو ترس رہی ہیں ۔ انتظامیہ نے ہوسٹل چارجز میں 20 روپے فی کس مزید اضافہ کر دیا ہے ۔ اس کے علاوہ چارجز میں مزید 50 روپے اضافہ کا نوٹس بھی طالبات کو دے دیا گیا طالبات نے اس قسم کے ناجائز اضافے پر انتظامیہ کی توجہ مبذول کرائی ہے تو انہوں نے خالصہ سان کو نکال دیا جس سے کچن بند ہو جانے کی وجہ سے طالبات شدید پریشانی

کا شکار ہو گئی ہیں ۔ اس تمام تر صورت حال کے باوجود حکومت کی جانب سے اس سلسلہ میں کسی قسم کی انضباطی کارروائی نہیں کی گئی جس سے عوام میں سخت اضطراب بے چینی اور شدید غم و غصہ پایا جاتا ہے ۔

وزیر تعلیم : جناب والا ! اپوا ہوسٹل تنظیم کا ہوسٹل ہے اس پر محکمہ تعلیم کا کوئی کنٹرول نہیں ہے چنانچہ بہت سی عورتیں جو کالج میں نہیں پڑھتیں ہیں وہ کچھ اور کرتی ہیں وہ اپوا کے اداروں میں اس سلسلے میں کام کرتی ہیں وہ وہاں پر رہائش پذیر ہیں ۔ جس وقت اخبارات میں یہ خبر شائع ہوئی ہے اور ایوان کے بعض اراکین نے اس طرف توجہ دلائی ۔ میں نے پہلے ہی اس تحریک پر غور کیا اور میں نے محکمہ تعلیم کے ڈائریکٹر کو کہا کہ اس پر انکوائری کرے ۔

ایک اور نشان دہی کی گئی ہے کہ سوشل ویلفیئر سے گرانٹس ملتی ہیں تو میں نے ڈائریکٹر سوشل ویلفیئر اور ڈائریکٹر تعلیم کو کہا ہے کہ اس ہوسٹل کے انتظام کو بہتر بنایا جائے اور تکالیف دور کی جائیں ۔ دوسرے یہ کہ اس کو محکمہ تعلیم کے کنٹرول میں دے دیا جائے ۔

حاجی محمد سیف اللہ خان : ٹھیک ہے ۔

Mr. Speaker : The movers are satisfied and they are not pressing it.

اب تحریک التوا نمبر 29 لی جاتی ہے ۔ ایک تو یہ بڑی ویگ ہے ۔ اس کو زیر غور نہیں لایا جا سکتا ۔ باقی اس کو میں تو نہیں سمجھ سکا ۔

چوہدری امان اللہ لک : یہ ٹھیک ہے میں اس کو واپس لیتا ہوں اس سلسلے میں جناب والا ! میری ایک گزارش ہے کہ بہت سے ذہین طلبا ہیں جو داخلے کے لئے بے چین ہوتے ہیں اور ان کو وہاں لوٹا جا رہا ہے ۔ اس سے پہلے بھی میں گورنر صاحب کے علم میں یہ چیز لایا تھا اور اب وزیر تعلیم صاحب اور اس ایوان کے علم میں یہ بات لانا چاہتا ہوں کہ یہ واقعات ہو رہے ہیں ۔ ان واقعات کی تحقیقات فرمائی جائے کیونکہ یہ ایک طرح کا رشوت کا مسئلہ ہے اس لئے اس پر توجہ مبذول فرمائی جائے ۔

حاجی محمد سیف اللہ خان : جناب والا ! کچھ تو ہوئی ویک اور کچھ ہو گئی واپس باقی کیا بچا ۔

مسٹر سپیکر : میں یہ کہنے والا تھا کہ ڈاکٹر صاحب یہ فرمائیں گے وئی واقعہ بتائیں یا میرے نوٹس میں لائیں ۔

وزیر تعلیم : جناب یہ ٹھیک ہے ۔ میں ان سے یہ کہتا ہوں کہ اگر کوئی ایسا واقعہ ہے تو مجھے بتائیں ۔ کیونکہ ان پانچ کالجوں میں میرٹس کے حساب سے داخلے ہوئے ہیں ۔ گورنمنٹ کالج 727 نمبروں تک ۔ اسلامیہ کالج سول لائینز 580 تک ۔ ایف سی کالج 690 ۔ لاہور کالج 568 تک ۔ کینرڈ کالج 661 تک ۔

مسٹر سپیکر : میں تو سمجھتا تھا کہ ایم ۔ اے ۔ او کالج بڑا کالج ہے ۔

وزیر تعلیم : اس کے علاوہ کچھ اور طلبا جو Sports basis پر یا Debating Activities یا کالج کی کچھ اور distinctions ہوتی ہیں ۔ یا کسی کے رشتہ دار کی بنا پر اس مد میں کچھ لڑکے داخل ہوتے ہیں ۔ اگر کوئی اس کے علاوہ کیس ہو تو میرے نوٹس میں لائیں ۔ میں اس پر غور کروں گا اور اگر ایسا ہوا تو تادیبی کارروائی کروں گا ۔

Mr. Speaker : In view of the assurance of the Minister, this stands withdrawn.

جامعہ پنجاب کے شعبہ امتحانات کی ایک برانچ میں آگ لگ جانے سے پرانے ریکارڈ کا جل جانا

مسٹر سپیکر : یہ نمبر 36 ہے ۔ حاجی محمد سیف اللہ خان یہ تحریک پیش کرنے کی اجازت طلب کریں گے کہ اہمیت عامہ رکھنے والے ایک اہم اور فوری مسئلہ کو زیر بحث لانے کے لئے اسمبلی کی کارروائی ملتوی کی جائے مسئلہ یہ ہے کہ روزنامہ نوائے وقت مورخہ 15 ستمبر 1974ء میں شائع ہونے والی اس خبر کے مطابق جامعہ پنجاب کے شعبہ امتحانات کی ایک برانچ

میں مورخہ 14 ستمبر 1974ء کو اچانک آگ لگ گئی جس کے نتیجے میں برانچ میں موجود پرانا ریکارڈ جل کر خاکستر ہو گیا ۔ پنجاب یونیورسٹی سنڈیکیٹ یونین نے اس واقعہ کو ایک سوچا سمجھا منصوبہ قرار دیا ہے ۔ شعبہ امتحانات میں اس قسم کے واقعات سے عوام میں بالعموم اور طلبا میں بالخصوص سخت اضطراب بے چینی اور شدید غم و غصہ پایا جاتا ہے ۔

حاجی محمد سیف اللہ خان : جناب والا ! اگر مناسب سمجھیں تو اسی سلسلے میں اور بھی تحاریک التوا ہیں ان سب کو اکٹھا لے لیں ۔

مسٹر سپیکر : ان کے نمبر ہیں 41 ۔ 44 ۔ 45 ۔

41 کو میں نہیں سمجھ سکا ۔ آپ دیکھ لیں ۔

پنجاب یونیورسٹی کے بی ۔ اے ۔ کے پرچے آوٹ ہونے کے متعلق وائس چانسلر کا حقیقت حال کے برعکس اخباری بیان ۔

مسٹر سپیکر : حاجی محمد سیف اللہ خان یہ تحریک پیش کرنے کی اجازت طلب کرتے ہیں کہ اہمیت عامہ رکھنے والے ایک اہم اور فوری مسئلہ کو زیر بحث لانے کے لئے اسمبلی کی کارروائی ملتوی کی جائے ۔ مسئلہ یہ ہے کہ روز نامہ نوائے وقت مورخہ 21 ستمبر 1974ء میں شائع ہونے والی خبر کے مطابق پنجاب یونیورسٹی میں بی ۔ اے ۔ کے پرچے آؤٹ ہونے کے بارے میں کوئی واضح ثبوت نہیں مل سکا ۔ جس کا انکشاف وائس چانسلر پنجاب یونیورسٹی نے ایک اخباری بیان میں کیا ہے جب کہ ان پرچوں کے امتحان اس وجہ سے ملتوی کئے گئے کہ یہ پرچے آؤٹ ہو گئے ہیں ۔ اس سے یہ بات واضح ہو گئی ہے کہ پنجاب یونیورسٹی میں شعبہ امتحانات نا کام ہو گیا ہے اور اس میں بد انتظامی اور بد نیتی بنیاد بن چکی ہے جب کہ یونیورسٹی کا انحصار صرف اور صرف اسی شعبہ پر ہوا کرتا ہے ۔ اس صورت حال سے عوام میں سخت اضطراب بے چینی اور شدید غم و غصہ پایا جاتا ہے ۔

ستمبر 1974 میں ہونے والے جامعہ پنجاب کے بی - اے - بی - ایس سی کے امتحانات کے متعدد پرچوں کا آؤٹ ہونا

مسٹر سپیکر : اس موضوع کی 102 بھی ہے -

چوہدری امان اللہ لک یہ تحریک پیش کرنے کی اجازت طلب کرتے ہیں کہ اہمیت عامہ رکھنے والے ایک اہم اور فوری مسئلہ کو زیر بحث لانے کے لئے اسمبلی کی کارروائی ملتوی کی جائے - مسئلہ یہ ہے کہ ماہ ستمبر 1974ء میں ہونے والے بی - اے - و بی - ایس - سی کے امتحانات کے متعدد پرچے آؤٹ ہو گئے تھے اور طلبا ڈیٹ شیٹ کے مطابق امتحان نہ دے سکے اور نئے پرچے جو سابقہ پرچوں کی جگہ پر بنائے گئے تھے وہ بھی آؤٹ ہو چکے ہیں - ان واقعات سے امتحانات ہی ملتوی نہیں ہوئے بلکہ عوام میں شدید غم و غصہ پیدا ہو چکا ہے کہ حکومت اور یونیورسٹی نظام امتحانات میں بری طرح ناکام ہو چکی ہے - واقعہ چونکہ سنگین ہے اور عوام میں شدید ہیجان پایا جاتا ہے - اس لئے اس پر بحث کے لئے اسمبلی کی کارروائی ملتوی کر دی جائے -

---

جامعہ پنجاب میں ایک گروہ کا امتحانی کاپیاں فروخت کرنا -

مسٹر سپیکر : حاجی محمد سیف اللہ خان یہ تحریک پیش کرنے کی اجازت طلب کرتے ہیں کہ اہمیت عامہ رکھنے والے ایک اہم اور فوری مسئلہ کو زیر بحث لانے کے لئے اسمبلی کی کارروائی ملتوی کی جائے مسئلہ یہ ہے کہ روز نامہ نوائے وقت مورخہ 18 ستمبر 1974ء میں شائع ہونے والی خبر کے مطابق جامعہ پنجاب میں ایک گروہ امتحانات کی کاپیاں فروخت کرنے کا کاروبار کر رہا ہے اس سلسلے میں سی - آئی - اے پولیس نے چوہدری روڈ کے ایک مکان پر چھاپہ مار کر پنجاب یونیورسٹی کے امتحان کی کاپیاں بھاری تعداد میں برآمد کی ہیں - اس صورت حال سے عوام کا یونیورسٹی کے شعبہ

امتحانات پر سے اعتماد ختم ہو گیا ہے اور طلبا میں سخت اضطراب ۔ بے چینی اور شدید غم و غصہ پایا جاتا ہے ۔

وزیر تعلیم : جناب والا ! پنجاب یونیورسٹی کے متعلق بات کرتے ہوئے خود وزیر اعظم پاکستان جناب ذولفقار علی بھٹو نے پنجاب یونیورسٹی کے معاملات کو شرمناک scandal کہا ہے اور یہ بات قومی اخبارات میں آ چکی ہے ۔ مجھے خود بھی یونیورسٹی کی انتظامیہ پر کوئی اعتماد نہیں اور یہ شکایات پریس کے ذریعے اور طلباء کے ذریعے سے مجھ تک پہنچی ہیں اور پہلے بھی پہنچتی رہی ہیں لیکن میں یہ کہتا ہوں کہ یونیورسٹی میں وزرات تعلیم یا وزیر تعلیم کا آج کل کوئی دخل نہیں ۔ اس لئے کہ ایکٹ کے مطابق پرووائس چانسلر کو صرف وہی اختیارت حاصل ہیں جو چانسلر انہیں دیتا ہے ۔ آج کل چانسلر ہمارے گورنر صاحب ہیں اور وہ خود براہ راست انتظام سنبھالے ہوئے ہیں ۔ یہ جو رپورٹ اس تحریک التوا کے جواب میں مجھے یونیورسٹی کی طرف سے موصول ہوئی ہے ۔ مجھے یقین نہیں کہ جو کچھ اس میں لکھا ہوا ہے وہ درست ہے لیکن ایک رپورٹ میں یہ لکھا ہے کہ وائس چانسلر صاحب نے ایک تحقیقاتی کمیٹی بنائی ہے ۔

مسٹر سپیکر : یونیورسٹی کا status کیا ہے ۔ کیا یہ ایک autonomous organisation ہے ؟

وزیر تعلیم : جناب والا ! ایکٹ کے مطابق اسے کافی autonomy حاصل ہوتی ہے لیکن چانسلر صاحب اس کے چیف کنٹرولر ہوتے ہیں ۔

مسٹر سپیکر : وہ تو ایکٹ کے باعث ہوں گے ۔ گورنر کے طور پر تو نہیں ہوں گے ۔

وزیر تعلیم : جناب یہ ایکٹ کے باعث ہیں اور traditionally یہ ہوتا رہا ہے کہ یونیورسٹی کا انتظام وزارت تعلیم یا وزیر تعلیم ہی چلاتے ہیں لیکن بہرحال کیونکہ چانسلر صاحب کنٹرولنگ اتھارٹی ہیں ۔ ان کے حکم کے مطابق ہی سب کچھ ہوتا ہے اور سب احکام انہی کے نام پر جاری ہوتے ہیں ۔ میں تو اس ایوان میں واضح طور پر یہ کہنا چاہتا ہوں کہ میرا

پنجاب یونیورسٹی پر کوئی کنٹرول نہیں اور نہ کسی معاملے میں مجھ سے مشورہ ہی لیا جاتا ہے ۔ حالات اتنے ابتر ہیں کہ اگر پاکستان کے وزیر اعظم صاحب انہیں شرمناک Scandal کہیں تو میں اس سے کم لفظ اور کیا استعمال کر سکتا ہوں جو جوابات انہوں نے لکھ کر بھیجے ہیں وہ یہ ہیں کہ یہ غلط بات ہے کہ ریکارڈ جل گیا بلکہ یہ کہ تھوڑا سا غیر کار آمد ریکارڈ جل گیا ہے اور پولیس میں رپورٹ درج کرا دی گئی ہے ۔ اور باقی جو گڑبڑیں ہوئی ہیں ان کے متعلق وائس چانسلر صاحب نے ایک تین رکنی کمیٹی مقرر کی ہے اس میں دو تو یونیورسٹی کے ملازمین ہیں ۔ صاف ظاہر ہے وہ وہی رپورٹ دیں گے جو وائس چانسلر صاحب چاہیں گے اور ایک ان میں سے ریٹائرڈ جج ہیں جو یونیورسٹی کے لئے کام کرتے ہیں ۔

مسٹر سپیکر : وہ تنخواہ لیتے ہیں ۔

وزیر تعلیم : جی ہاں ۔ تو بہر حال اس کی جو رپورٹ آئے گی اگر وہ مجھ تک پہنچی تو میں ایوان کو بتا دوں گا ۔

حاجی محمد سیف اللہ خان : جناب والا !.....

مسٹر سپیکر : میں پہلے رولز دیکھ لوں کہ کیا پوزیشن ہے ۔

حاجی محمد سیف اللہ خان : جناب والا ! وزیر تعلیم صاحب کے بیان کا ایک حصہ تو تحریک التوا کا باعث بن گیا ہے ۔ جس کے بارے میں ہم مفصل تحریک التوا کل دیں گے کہ حکومت یونیورسٹی کے معاملات کے بارے میں بے بس ہو چکی ہے.....

مسٹر سپیکر : آپ بہر حال دیں ۔ میں اسے دیکھ لونگا کیونکہ عام طور پر اس ایوان میں contention یہ رہی ہے کہ حکومت کو یونیورسٹی کے معاملات میں دخل اندازی نہیں کرنی چاہئے ۔ کم از کم دو سال سے تو میں یہی سنتا آ رہا ہوں ۔ اب شائد یہ موضوع بدل جائے ۔

حاجی محمد سیف اللہ خان : جناب والا ! جب یہاں یونیورسٹی آرڈیننس زیر بحث آیا تھا تو ایک ایکٹ بن رہا تھا تو ہم نے پرووائس چانسلر کے عہدہ پر

اعتراض کیا تھا اور کہا تھا کہ اسے ختم کر دینا چاہئے کیونکہ اس سے یونیورسٹی کے معاملات میں آپ کی بے جا مداخلت بڑھ جائے گی ۔ جو حکومت کی طرف سے نہیں ہوتی رہی ۔ تو اس وقت یہی فاضل وزیر تعلیم تھے جنہوں نے محض اس لئے اس عہدہ پر زور دیا تھا کہ اگر یہ عہدہ نہ رکھا جائے تو پھر ہمارا عمل دخل ختم ہو جائے گا اور ہم جوابدہ نہیں رہیں گے اور محض ایوان میں جوابدہی کے لئے ہم نے یہ عہدہ رکھا ہے کیونکہ گورنر صاحب خود آ نہیں سکتے تو جب تک وزیر تعلیم اس کا پرووائس چانسلر نہ ہو وہ ذمہ دار نہیں کہلائے گا ۔ یہ contention تھی جو انہوں نے اس وقت اس ایوان میں دی تھی ۔ اگر وہ اس کے پرووائس چانسلر نہ بھی ہوتے تو وہ ایک autonomous body ہے اور اس ایوان کے ایکٹ کے تحت بنائی گئی ہے اور جتنی بھی autonomous bodies کسی صوبائی ایکٹ کے تحت بنائی جاتی ہیں وہ آزاد نہیں ہو جایا کرتیں ۔ وہ حکومت کے ہی ماتحت ہوا کرتی ہیں ۔ البتہ یہ درست ہے کہ ان کا عمل دخل انتظامی محکموں سے نکل کر براہ راست وزیر اعلیٰ صاحب یا براہ راست گورنر صاحب کے سپرد ہو جایا کرتا ہے ۔ چاہے گورنر کا ایکشن بطور گورنر ہو یا as a Chancellor of the University. They should be questionable in the House and this government is liable to reply for all these allegations which have been made against the University.

تو یہ کیسے اس چیز سے بری الذمہ ہو سکتے ہیں کہ جناب گورنر کی وجہ سے یہ بد انتظامی ہو رہی ہے یا یونیورسٹی کی انتظامیہ اس بد انتظامی میں ملوث ہے اور حکومت بے اختیار ہو کر رہ گئی ہے ۔ اس کی براہ راست ذمہ داری حکومت پر آتی ہے اور انہیں اس ایوان میں واضح طور پر یقین دلانا چاہئے کہ یونیورسٹی اس صوبہ کا ادارہ ہے کہ نہیں اور حکومت کا یونیورسٹی کے معاملات میں عمل دخل ہے یا نہیں اور کیا یہ بد انتظامی حکومت کی ذمہ داری ہے یا نہیں ۔ اس کا واضح فیصلہ ہو جانا چاہئے تاکہ عوام میں آج اس بیان کے بعد.....

Mr. Speaker: Haji Sahib, this is no occasion to make a speech.

حاجی محمد سیف اللہ خان : جناب والا ! یہ نہایت اہم اور سنگین صورت حال پیدا ہو گئی ہے اور.....

مسٹر سپیکر : حاجی صاحب ! بات یہ ہے کہ ان چیزوں کی اہمیت اپنی جگہہ پر تسلیم ! مگر ہم یہاں ایک ضابطے کے مطابق کام کرتے ہیں میرے ذہن میں تو اصل میں ان تینوں چاروں تحریکوں کے متعلق بنیادی طور پر یہ بات تھی کہ یہ کیسے admit ہو سکتی ہیں اور اس مسئلہ پر اب بھی مشکوک ہوں مگر میں نے ان کو..... .....

قاضی محمد اسماعیل جاوید : پوائنٹ آف آرڈر.....

مسٹر سپیکر : یہ بڑا بنیادی اور ابتدائی اصول ہے کہ جب سپیکر بول رہا ہو تو فاضل ممبران اس پر مہربانی فرماتے ہیں اور اس کی بات کو نہیں کاٹتے..... مگر میں نے تو یہ ایک قسم کا جسے قانون کی زبان میں benefit of doubt کہتے ہیں ان کو یہ benefit دیا ہے کہ انہیں admit کر لیا ہے کیونکہ جس ادارے کے متعلق صوبے کی ایگزیکٹو کی ذمہ داری نہ ہو وہ آپ کو کیا جواب دے سکتی ہے آپ نے جو یہاں قانون بنایا ہے اس میں آپ نے حکومت پنجاب کو divest کر دیا جو آلین کی زبان میں جناب گورنر ہیں ۔

How can the Executive be responsible for what is being done ?

اور میں سمجھتا ہوں کہ اس وقت ایوان کی دونوں اطراف سے یہ زور دیا گیا تھا کہ حکومت کو کوئی دخل نہیں ہونا چاہئے ورنہ یہ طلباء کو اپنی مرضی کے مطابق پڑھائے گی ۔ وہ اپنے مزاج کے پروفیسر اور اپنی طبیعت کی انتظامیہ لائے گی ۔ غالباً دونوں اطراف سے یہی تاثر دیا گیا تھا ۔ تو میرے ذہن میں یہی بات تھی کہ یہ admissible ہیں کہ نہیں ۔ مگر میں نے یہ سمجھتے ہوئے کہ اگرچہ مجھے اس میں شک ہے لیکن پھر بھی مجھے انہیں admit کر لینا چاہئے اور انہیں رول آؤٹ نہیں کرنا چاہئے ۔

مسٹر امان اللہ لک : جناب ! میں یہ عرض کروں گا کہ آپ یونیورسٹی ایکٹ کو سامنے رکھتے ہوئے فیصلہ کریں ۔

مسٹر سپیکر : دیکھئے ! چور چوری کر لیتا ہے یا کوئی ڈاکو ڈاکہ ڈالتا ہے تو

how the Education Minister or the Chief Minister is responsible for that.

اس کے بعد اگر پولیس اسے نہیں پکڑتی تو وہ پولیس کی ناکامی کی بات تو ہو سکتی ہے ۔ لاء اینڈ آرڈر کی بات تو ہو سکتی ہے یا ایڈمنسٹریشن کی بات تو ہو سکتی ہے but not on the educational side.

مسٹر امان اللہ لک : جناب ! آپ اسے ملاحظہ فرما لیں ۔

The criminal acts have been done by the University, and also study whether the House has got the jurisdiction or not.

مسٹر سپیکر : میں نے یہ نہیں کہا تھا کہ jurisdiction نہیں but this is how my mind has been working.

مسٹر امان اللہ لک : جناب ! اسے ایڈووکیٹ جنرل سے verify کرا لیں ۔ بڑا اہم مسئلہ ہے ۔

حاجی محمد سیف اللہ خان : جناب ! جب یونیورسٹی ایکٹ زیر بحث آ رہا تھا تو حکومت نے پرو وائس چانسلر کا عہدہ create کرنے کے لئے کیا دلیل دی تھی ۔ آپکو بھی تو یاد ہوگا ۔

Mr. Speaker : But the assurance was there that there will be no interference.

Haji Muhammad Saifullah Khan : No interference, but we will be liable for the activities of the House in this way that this office of Pro-Chancellor be created.

مسٹر سپیکر : حاجی صاحب! میں نے اس کے باوجود انہیں admit کر لیا ہے ۔ مگر اس ایکٹ کی جو ساری بحث اور سپرٹ تھی وہ ابھی تک میرے ذہن میں ہے ۔

The attitude of the House and even the contents of the

law that we have passed was that there will be no Government interference in the affairs of the University.

Makhdumzada Syed Hasan Mahmud : Mr. Speaker Sir...

Mr. Speaker : .....due or undue, when you give the discretion then you don't become the judge. The man in authority becomes the judge when you give him the discretion Whether it is due or undue, who is going to determine that.

Makhdumzada Syed Hasan Mahmud : Mr. Speaker Sir...

حاجی محمد سیف اللہ خان : یونیورسٹی کو گرانٹ دینا بھی تو interference ہے مگر یہ due interference ہے ۔ بے جا مداخلت کرنا undue interference ہے ۔ due interference تو وہ ہر وقت کر سکتے ہیں کیونکہ انہوں نے قانون بنایا ہے ، انہوں نے ادارہ قائم کیا ہے ، وہ از خود نہیں بن گیا اور نہ وہ کسی سنٹر کے ایکٹ کے تحت بنا ہے ۔ جو چیز صوبائی اسمبلی تخلیق کر سکتی ہے اس کے لئے یہ حکومت مکمل اختیارات رکھتی ہے ۔

مسٹر سپیکر : I have admitted this میں نے آپ کو یہ بتا دیا ہے کہ how my mind worked while I was considering these four adjournment motions.

حاجی محمد سیف اللہ خان : Thank you sir.

Mr. Speaker : This discussion will go on. I will take them up on Monday. 30 minutes are over.

سید ثاقب الوری : جناب سپیکر ! جناب نے بڑے اہم نکات کی طرف توجہ مبذول کرائی ہے ۔ بڑی مناسب بات ہے کہ پیر کو تفصیلی بحث ہوگی ۔۔

مسٹر سپیکر : یہ تو مجھے پتہ نہیں کہ تفصیلی بحث ہوگی ۔ یا نہیں ۔ آپ اس کو admit کروا لیں گے ، تو تفصیلی بحث ہو گی ۔ لیڈر آف دی اپوزیشن اور لیڈر آف دی ہاؤس ، اگر وہ نہ ہوں تو سینیر منسٹر فیصلہ کریں گے کہ اس پہ تفصیلی بحث ہونی چاہیے تو ہو جائے گی ۔ میں تو بحث کے

متعلق بالکل فیصلہ نہیں کر سکتا ۔

سید قابش الوری : جناب والا ! جو نکتہ پیدا ہوا ہے ۔ اس سلسلے میں وزیر موصوف کی طرف سے یہ وضاحت بڑی ضروری ہے کہ دستور کے مطابق گورنر چیف منسٹر کے مشورے کے مطابق عمل کرنے کا پابند ہے ۔

مسٹر سپیکر : اگر قانون میں یہ لکھا ہو کہ اس کو اختیار ہے ۔

He is not there as Chancellor because of the Constitution He is there because of that University law.

سید قابش الوری : جناب والا ! اس سے یہ بات ثابت ہو رہی ہے کہ گورنر اور کابینہ کے درمیان ہم آہنگی نہیں ہے ۔ اور چانسلر اپنے اختیارات.....

مسٹر سپیکر : مجھے اس بات کا پتہ نہیں ہے ۔

I won't allow that.

اگر ایڈمٹ ہو جاتی ہے تو دیکھیں گے ۔

وزیر اعلیٰ : جناب والا ! یہ نہایت نامناسب انداز ہے ۔ خواہ مخواہ اس طرح سے جملے کہنا اور الزام تراشی کرنا بالکل نامناسب بات ہے ۔ ہرگز ایسی کوئی بات نہیں ہے ۔ سوال یہ ہے کہ یہ مسئلہ آپ نے پیر پر اٹھا دیا ہے ۔ اس دن اگر ان کے پاس اتنے ممبر ہوں گے تو بڑی خوشی سے اس پر بحث کر لیں ۔ ہم تیار ہیں ۔

حاجی محمد سیف اللہ خان : ٹھیک ہے ۔

مسٹر سپیکر : اب ہم اگلی آئیٹم لیتے ہیں ۔ مسٹر منظور حسین جنجوعہ

مسٹر منظور حسین جنجوعہ : جناب سپیکر.....

حاجی محمد سیف اللہ خان : پوائنٹ آف آرڈر.....

علامہ رحمۃاللہ ارشد : تعاریک التوا کا کیا فیصلہ ہوا ؟

مسٹر سپیکر : وہ تو پیر پر چلی گئی ہیں اور تیس منٹ بھی گزر گئے ہیں

حاجی محمد سیف اللہ خان : جناب والا ! میں آپ کی توجہ ایک اہم نکتے

کی طرف مبذول کرانا چاہتا ہوں جو کل کی اس اہم ترین قرار داد کے بارے میں ہے جو ایوان نے نورالامین کے بارے میں پاس کی ہے ۔ میں سمجھتا ہوں کہ اس قرارداد کے پاس کرنے میں ایک بنیادی lacuna رہ گیا ہے جس کا دور ہو جانا ضروری ہے تاکہ وہ قرارداد باضابطہ ہو جائے ۔ کیونکہ قواعد کی رو سے جب بھی کسی مسئلے میں اسمبلی کا فیصلہ مقصود ہو تو اس کے لئے جناب سپیکر ایوان کے سامنے سوال پیش کرتے ہیں ۔ کل کی قرارداد کے سلسلے میں جناب والا نے ایوان میں سوال پیش نہیں کیا تھا بلکہ فرما دیا تھا کہ قرارداد پاس ہو گئی ۔

مسٹر سپیکر : نہیں نہیں ۔ وہ ہو گیا تھا ۔

It was pointed out yesterday and..... ..

حاجی محمد سیف اللہ خان : میں نے کہا تھا کہ پیش کرالیں ۔ آپ نے فرمایا پاس ہو گئی ۔

مسٹر سپیکر : میں نے سوال پیش کیا تھا ۔ اس کے بعد پھر آپ نے توجہ نہیں کی ۔

I put the question. I am very clear.

حاجی محمد سیف اللہ خان : جناب ڈیبٹ دیکھ لیں ۔ میں واضح ہوں ۔ یہ چیز چھپنی ہے ۔

مسٹر سپیکر : میں نے سوال پوچھا تھا ۔ لیگیٹو ووٹ کا بھی پوچھا تھا

حاجی محمد سیف اللہ خان : نہیں پوچھا تھا ۔

مسٹر سپیکر : بالکل پوچھا تھا ۔

حاجی محمد سیف اللہ خان : جناب والا ! میں یقین سے کہہ رہا ہوں کہ نہیں پوچھا گیا ۔ ریکارڈ دیکھ لیں ۔ جب ایک چیز آپ کے پاس واضح ہے تو ریکارڈ میں دیکھ لیں ۔ قطعاً نہیں پوچھا گیا ۔

مسٹر سپیکر : اچھا ۔

I will check it up.

حاجی محمد سیف اللہ خان : شکریہ جناب ۔

Mr. Speaker : But so far as my recollection is concerned some body pointed out and it was done.

وزیر اعلیٰ : جناب والا ! چونکہ نورالامین صاحب کا ذکر آ گیا ہے اور کل متفقہ قرارداد پاس ہو گئی تھی تو ان کے لئے دعائے مغفرت کرنی باقی تھی چونکہ ان کی تدفین ہو چکی ہے تو ان کے لئے دعائے مغفرت کر لی جائے ۔

(اس مرحلے پر دعائے مغفرت پڑھی گئی)

سال مختتمہ 31 دسمبر 1972 کے لئے حکمت عملی کے اصولوں کی پابندی اور ان پر عمل درآمد کے بارہ میں رپورٹ پر بحث

مسٹر سپیکر : منظور حسین چنجوعہ ۔

مسٹر منظور حسین چنجوعہ : جناب والا ! 31 دسمبر 1972ء تک سال بھر کی حکومت پنجاب کی حکمت عملی کے اصولوں کی پابندی اور ان پر عمل درآمد کے متعلق اس ایوان میں جو رپورٹ پیش کی جا چکی ہے ، اس پر آج چار دن سے بحث ہو رہی ہے ۔ جناب والا ! مجھے اس بات کا افسوس ہے کہ ان چار دنوں میں جتنی بحث اس پر ہوئی ہے ، اس میں سے حزب اختلاف کے بارے کسی ساتھی نے بھی ان میں جو اعداد و شمار دئے گئے ہیں ان کو یا ان کی کسی اور افادیت کو چیلنج نہیں کیا ، بلکہ اجتماعی طور پر یہ کہا جاتا رہا ہے کہ اس صوبے میں 1972ء میں غنڈہ گردی ہوتی رہی ہے ، طلبہ کی تعلیم کا ضیاع کیا گیا ، علماء کی بے حرمتی کی گئی ، مزدوروں کے حقوق کا تحفظ نہیں کیا گیا ، کسانوں اور مزارعین کے حقوق کو پامال کیا گیا ۔ یہ اس قسم کی باتیں ایسی ہیں جن کا صرف اس سال سے تعلق نہیں ہو سکتا بلکہ جو واقعات ، حادثات اور اس قسم کی چیزیں ہوتی ہیں ان کی ایک کڑی ہوتی

ہے جن کا تعلق پچھلے سالوں کی حکومت سے بھی ہوتا ہے اور جو آئندہ حالات پر بھی اثر انداز ہوتی ہیں - اس سلسلے میں میں چند ایک باتیں عرض کرنا چاہتا ہوں جو اس وقت میں نے نوٹ کیں - میرے عزیز دوست حاجی سیف اللہ صاحب نے یہاں تک کہا ہے 1972ء میں اس صوبے میں کچھ بھی نہ تھا یعنی اس کا مطلب یہ ہوا کہ نہ میں تھا ، نہ اس معزز ہاؤس کے اور اراکین تھے اور نہ ہی کوئی اور تھا اور نہ ہی وہ خود تھے .

حاجی محمد سیف اللہ خان : نکتہ وضاحت - میں نے کہا تھا کہ بہت کچھ ہوا - بڑی غندہ گردی ہوئی ، بڑی دھاندلی ہوئی ، بڑا لاٹھی چارج ہوا ، بڑی گولیاں برسیں - میں نے بہت کچھ بتایا تھا .

Mr. Speaker : He is interpreting what you have said.

مسٹر منظور حسین جنجوعہ : جناب والا ! جو الفاظ میں نے ادا کئے ہیں وہ میں نے الورلڈ کا ساز میں لکھے ہوئے ہیں اور میں نے وہی الفاظ بیان کئے ہیں - ان کے ہو بہو یہی الفاظ پش ہیں اور وہ ریکارڈ پر موجود ہیں - اس کے ساتھ ساتھ انہوں نے بہاول پور کے نام پر کہا کہ بہاول پور کا نام جیسے ہی آتا ہے - میں نہیں سمجھتا کہ لوگ الرجک کیوں ہو جاتے ہیں - تو الرجک ہونے کی کوئی ایسی بات نہیں ہے - ہماری حکومت کی پالیسی ، ہمارے عظیم قائد کی پالیسی ہمیشہ یہ رہی ہے کہ پسماندہ علاقوں کو ترقی دی جائے ،پس ماندہ لوگوں کو اٹھایا جائے - ان کو ترقی یافتہ صفوں میں شامل کرایا جائے - اس لحاظ سے جو کچھ بھی بجٹ میں سہولتیں میسر ہو سکی ہیں ، وہ 1972ء میں بھی دی گئیں اور اس کے بعد بھی دی جا رہی ہیں -

جناب والا ! یہاں کہا گیا ہے کہ یہ ڈیموکریٹک پارٹی ہے - ڈیموکریسی کے متعلق بہت کچھ کہا گیا ہے . میں یہ پوچھنا چاہتا ہوں کہ جب لوگ غلطی کرتے ہیں تو کہا کرتے ہیں کہ ہم سے سہواً غلطی ہو گئی - ہم ہمیشہ غلطیاں کرتے رہتے ہیں - چلو ، ہماری غلطیاں ہی سہی - ہمارے بہت اعمال غلط ہی سہی ، لیکن اتنا تو ہو کہ تین چار سال میں ہم سے کوئی

سہواً اچھائی بھی ہوئی ہے اگر ان چار سالوں میں ہم ایک آدھ اچھائی بھی نہیں کر سکے اور اس کی نشاندھی نہیں ہو سکی تو اس کا مطلب یہ ہے کہ ہم نے کچھ بھی نہیں کیا ۔ پھر جو کچھ بھی ہم نے کیا ، مزدوروں ، کسانوں ، مزارعین ، اساتذہ ، علماء اور بیوروکریسی کے خلاف کیا ۔ تو ہم نے کس کے لئے کیا ؟ خدا کے لئے ، ہمیں ایسی تنقید سے باز رہنا چاہئے ۔ جس سے تنقید کا مفہوم جاتا رہے ۔ جو کسی میں بھی اچھائی ہے ، وہ چاہے حزب اختلاف میں ہے یا حزب اقتدار میں ۔ چاہے وہ کسی دوست میں ہو یا کسی دشمن میں ، ہمیں وہ اچھائی گننی چاہئے ۔تاکہ اچھائیوں کی حوصلہ افزائی ہو اور لوگ اس طرف مائل ہوں ۔ جناب والا ! جہاں تک جمہوریت کا تعلق ہے ۔ ہم دل سے اس کی عزت کرتے ہیں ۔ ہم دل سے چاہتے ہیں ہمارے قائد نے بار ہا اس کے متعلق وضاحتیں کی ہیں ۔ تو اس سلسلے میں جو ہم پر طعنہ زنی اور تنقید کرتے ہیں ۔ ہم ان سے پوچھتے ہیں کہ کس قسم کی جمہوریت وہ چاہتے ہیں ۔ کیا وہ ایک آدھ مثال ہمیں پیش کر سکتے ہیں کہ ہم اس قسم کی جمہوریت چاہتے ہیں اور آپ اس مثال کے تحت اس صوبے میں جمہوریت قائم کریں ؟ کیا یہ جمہوریت تھی جو اصغر خان نے الیکشن کے فوراً بعد کہا کہ یہ غیر جمہوری حکومت ہے ۔ حالانکہ خود آپ لوگوں نے اعتراف کیا کہ جو الیکشن ہوئے اس سے پیشتر اس سے بڑھ کر صحیح اور غیر جانبدارانہ الیکشن آج تک نہیں ہوئے ؟

(اس مرحلہ پر مسٹر ڈپٹی سپیکر کرسی صدارت پر متمکن ہوئے)

علامہ رحمت اللہ ارشد : پوائنٹ آف آرڈر ۔ جناب والا ! جناب پارلیمنٹری سیکرٹری کو یہ معلوم ہونا چاہئے کہ 1970ء کے الیکشن ہوئے تھے تو اس وقت پیپلز پارٹی برسر اقتدار نہیں تھی ۔ اس وقت زیر بحث ہیں حکمت عملی کے اصول اور حکمت عملی کے اصولوں کے متعلق وہ جو کچھ ارشاد فرمانا چاہتے ہیں فرمائیں ۔ اگر وہ الیکشن منصفانہ اور غیر جانب دارانہ ہوئے تھے تو اس کا کریڈٹ یحییٰ خان کو جاتا ہے پیپلز پارٹی کو نہیں ۔

مسٹر ڈپٹی سپیکر : وہ اپنے منصفانہ کامیاب ہونے کے متعلق فرما رہے ہیں ۔

مسٹر منظور حسین جنجوعہ : جناب والا ! جہاں تک جمہوریت کا تعلق ہے جمہوریت صرف 1972ء میں نہیں ہوئی بلکہ یہ شروع سے چلی آ رہی ہے اور اس کے بعد بھی رہے گی ۔ جیسا کہ آپ اس کا لنک اس سے پیشتر بھی جوڑتے ہیں اس کے آئندہ آنے والے حالات کے ساتھ بھی جوڑیں ۔ لہذا میرے لئے ضروری ہے کہ میں بھی چند ایک چیزوں پر روشنی ڈالوں ۔ جس کے مرہون منت یہ 1972ء کے واقعات رونما ہوئے ہیں اور آئندہ بھی ہوں گے ۔ تو اس سلسلے میں میں یہ عرض کر رہا تھا کہ اگر اس قسم کی جمہوریت چاہئے کہ ایک طرف تو آپ یہ اعلان کرتے ہیں کہ اتنے اچھے ۔ غیر جانبدارانہ انتخابات اور اس قسم کی کارروائیاں جو ہوئی ہیں وہ ایک مثال ہیں اور اس سے پیشتر اس صوبے میں اور اس پورے پاکستان میں اس طرح کے انتخابات نہیں ہوئے لیکن جیسے ہی ان کے نتائج نکلے اور جناب ذوالفقار علی بھٹو مسند اقتدار پر بیٹھے تو یہ واویلا شروع کر دیا کہ نہیں یہ غیر آئینی حکومت ہے تو کیا یہ انصاف ہے ۔ اس میں کیا ان ساری باتوں کا کوئی جواز ہے ۔

علامہ رحمت اللہ ارشد : پوائنٹ آف آرڈر ۔ جناب والا ! ہم نے پیپلز پارٹی کی اکثریت کو ہمیشہ اس ایوان کے اندر خوش دلی کے ساتھ تسلیم کیا ہے اور بار بار ہمیں یہ کہنے کی ضرورت نہیں ہے کہ جمہوریت اور جمہوری نظام کا سرچشمہ پیپلز پارٹی ہے ۔ جمہوری نظام کے اصل اصول یہ ہیں کہ جو پارٹی اکثریت میں ہوتی ہے وہ حکومت کرتی ہے اور اس بناء پر پیپلز پارٹی برسر اقتدار آئی ہے ۔ تو ہم نے کبھی نہیں کہا کہ غیر منصفانہ انتخابات ہوئے ۔ ہم نے کبھی نہیں کہا کہ ان منصفانہ انتخابات کے نتیجے میں پیپلز پارٹی کی اکثریت جو وجود میں آئی ہے وہ غلط ہے ۔ ہم نے کبھی نہیں کہا ۔ خواہ مخواہ پارلیمنٹری سیکرٹری صاحب اس کی طرف توجہ دلا رہے ہیں ۔

مسٹر منظور حسین جنجوعہ : جناب والا ! میں قائد حزب اختلاف کا مشکور ہوں ۔ میں یہ جو الفاظ کہہ رہا ہوں یہ ان کی طرف منسوب نہیں کر رہا ۔ ان کی ذات سے مجھے کبھی شکایت نہیں ہوئی اور نہ کبھی انہوں نے اس قسم کے الفاظ اس ایوان یا ایوان سے باہر ہی کہے ہیں لیکن حزب اختلاف میں

چند ایک ایسے اراکین بھی موجود ہیں اور ان کی پارٹیوں کے جو سربراہ ہیں۔ اُن کے بیانات پر میں یہاں تھوڑی سی روشنی ڈال رہا ہوں۔ اس کے ساتھ ساتھ جناب والا! کل پرسوں کے اخبار میں پروفیسر عبدالغفور صاحب سے متعلق ایک بیان آیا تھا جس میں انہوں نے کہا تھا کہ بلوچستان کے مسئلے پر تحریک چلائی جائے گی۔ جناب والا! ایک تحریک ختم ہوتی ہے تو دوسری شروع ہو جاتی ہے۔ دوسری ختم ہوتی ہے تو تیسری شروع ہو جاتی ہے۔ میں یہ پوچھنا چاہتا ہوں کہ ان تحریکوں کا دور کبھی ختم ہوگا یا نہیں۔ اگر یہ تحریکیں ملک کے مفاد میں ہیں تو آپ ضرور شروع کریں لیکن کیسے یہ ہو سکتا ہے کہ یکے بعد دیگرے تحریک در تحریک چلتی رہے تو یہ نہ تحریکیں چلیں گی نہ چلنے دیں گے۔ اور یہ بات کہ صرف قادیانیوں کے مسئلے کے متعلق جو تحریک چلی تھی اس کے جواز پر اگر یہ چاہیں کہ اس قسم کی کوئی اور تحریک چلا سکیں گے تو یہ ان کی بھول اور خام خیالی ہے۔ ایسا کبھی نہیں ہو سکتا اور آئندہ اس صوبے کے غریب عوام ان کا ساتھ دینے کے لئے کبھی تیار نہیں ہیں۔

جناب والا! میں ایک انتہائی ضروری مسئلہ پر روشنی ڈالنا چاہتا ہوں کہ آئے دن ہڑتالیں اور یہ گروپ پریشر جو بنتے ہیں ہمیں ان کا جوانمردی سے مقابلہ کرنا پڑے گا ورنہ ان کی انتہا کبھی نہیں ہو سکتی نہ یہ ختم ہو سکتے ہیں اگر آج آپ ایک گروپ کا پریشر قبول کریں گے تو پرسوں دوسرا تیار ہو جائے گا۔ پھر تیسرا پھر چوتھا۔ لگاتار یہی دائرہ عمل جو ہے وہ رہے گا۔ لہذا جن کے جائز حقوق ہیں انہیں ہمیں ضرور دینے چاہئیں اور جو ناجائز ہیں۔ چاہے وہ اس صوبے میں ہوں یا کہیں بھی ہوں۔ ہمیں ان کا سختی سے محاسبہ کرنا چاہئے تاکہ ملک و قوم ترقی کی راہوں پر گامزن ہو سکے او اس وقت اس کی ترقی میں جو رکاوٹیں اور رخنے ہیں وہ دور کئے جا سکیں۔

جناب والا! اس سلسلے میں سبزیوں کا ذکر آیا تھا۔ کل کریلے۔ بینگن۔ دھنیا۔ اور پیاز کا ذکر آیا تھا۔ میں یہ عرض کرنا چاہتا ہوں کہ یہ چیزیں جو ہیں یہ ایک غریب سے غریب آدمی کی پیداوار ہیں۔ یہ ہمارے گھروں میں بھی پیدا ہو سکتی ہیں۔ یہ ہمارے مکان کی چھتوں پر بھی پیدا ہو سکتی

ہیں اور اگر ان کی قیمت کسی طریقے سے بڑھ سکتی ہے۔ ایکسپورٹ کرنے سے یا کسی طریقے سے۔ تو ہمیں ان کی قیمتیں بڑھانی چاہئیں اور ان قیمتوں پر ہمیں کڑی نظر رکھنی چاہئے جو سرمایہ داروں اور جاگیرداروں کے ہاتھوں میں ہیں تاکہ ان کی قیمتیں گھٹیں اور ان غریب لوگوں کی پیداوار کی قیمت جو ہے وہ بڑھے تاکہ مساوات محمدی کا جو وعدہ ہے وہ پورا ہو سکے۔

چوہدری بشیر احمد : جناب سپیکر 20 دسمبر 1971ء کو جب قائد عوام جناب ذوالفقار علی بھٹو نے اقتدار سنبھالا تو 1972ء کا سورج طلوع ہونے سے صرف 12 روز پہلے عوامی حکومت قائم ہوئی تھی جناب والا ! اس وقت ملک کے حالات کیا تھے۔ ہماری معیشت تباہ و برباد ہو چکی تھی اور ہماری معیشت کا پہیہ جام ہو چکا تھا۔ خزانہ بالکل خالی تھا اور 1971ء کی جنگ کی وجہ سے قوم مایوس اور بد دل ہو چکی تھی۔ ایک لاکھ کے قریب فوج دشمن کی قید میں تھی اور باقی ماندہ فوج کے پاس مناسب اسلحہ بھی نہیں تھا۔ پانچ سو مربع میل رقبہ دشمن کے قبضے میں تھا۔ بیرون ملک ہمارا وقار بری طرح مجروح ہو چکا تھا۔ اندرون ملک مایوسی۔ نا امیدی۔ افرا تفری اور بے چینی تھی۔ جناب والا ! اندرون ملک اور بیرون ملک پاکستان کے خلاف سازشیں ہو رہی تھیں۔ ہمارا ایک بازو کٹ چکا تھا اور دوسرے بازو پر لرزہ طاری تھا۔ جناب والا ! پاکستانی قوم اور ملک کی حالت ایسی تھی۔ جیسے کوئی بھرا ہوا جہاز ڈوب رہا ہو۔ کوئی ملاح اس کو بچانے والا نہ تھا۔ پاکستانی قوم بے یارو مددگار تھی۔ جناب والا ! اس وقت پاکستان ایک حرص کی بھٹی بن چکا تھا۔ لوگ حرص کا ایندھن اس بھٹی میں جھونک رہے تھے اور ایک شخص دوسرے شخص کے مقابلے میں زیادہ ایندھن لا رہا تھا۔ مجبور و معصور مظلوموں کی آہیں اس بھٹی کو ہوا دے رہی تھیں ظالموں اور جابروں کا دباؤ اس بھٹی کو کشادہ کر رہا تھا۔ آگ اس قدر تیز ہوئی کہ اتنا بڑا دھماکہ ہوا کہ پاکستان دھماکے سے پھٹا اور پاکستان کا ایک ٹکڑا دشمن کی سرزمین پر جا گرا۔ جناب والا ! ان نامساعد حالات میں جناب ذوالفقار علی بھٹو نے اقتدار سنبھالا۔ جناب ذوالفقار علی بھٹو نے چوبیس گھنٹوں میں سے بائیس بائیس گھنٹے کام کر کے ٹوٹے پھوٹے پاکستان کو سنبھالا دیا اور شکست خوردہ قوم کو حوصلہ

دیا ۔ جناب والا ! جناب قائد نے جانگسل ، انتھک محنت کرکے قوم اور ملک کو ترقی کی راہ پر گامزن کیا ۔ جناب والا ! اصلاحات نافذ کی گئیں جن کا ذکر کافی تفصیل سے وزیر تعلیم ڈاکٹر عبدالخالق صاحب کر چکے ہیں ۔ مارشل لاء ہمیشہ ہمیشہ کے لئے ختم کر دیا گیا جو 14 سال سے اس ملک پر مسلط تھا ۔ ۔ ۔

حاجی محمد سیف اللہ خان : پوائنٹ آف آرڈر ۔ جناب والا ! یہ جتنی بھی اس وقت تک تنقید ہوئی ہے اس صوبے کی حکمت عملی کی رپورٹ 1972ء سے گویا متعلق ہے ۔ یہ صوبے کے معاملات تک محدود رہیں ۔

چوہدری بشیر احمد : میں اس طرف آ رہا ہوں ۔

حاجی محمد سیف اللہ خان : اس کا اس سے کوئی تعلق نہیں ہے ۔

مسٹر ڈپٹی سپیکر : وہ صوبے کی ہی بات کر رہے ہیں ۔

وزیر اعلیٰ : جناب والا ! بہت مرتبہ ہم نے یہ اعتراض سنا ہے کہ ہمارے فاضل دوست جو حزب اختلاف میں بیٹھے ہیں بار بار یوں اٹھ کر یہ تنقید کرتے ہیں کہ جب یہ خود گوہرا فشانی کر رہے ہوتے ہیں تو اتنے منطقی ہوتے ہیں اور اتنے to the point ہوتے ہیں اور اس وقت انہیں یہ بھول جاتا ہے کہ خود جب یہ دو ۔ دو ۔ تین ۔ تین گھنٹے کی تقریریں کرتے ہیں اور اس میں بھٹکتے بھٹکتے کن میدانوں میں نکل جاتے ہیں تو ہم انہیں بالکل نہیں ٹوکتے لیکن پانچ منٹ کی تقریر میں پانچ مرتبہ یہ اعتراض اٹھایا جاتا ہے کہ کس اعتبار سے یہ کہہ رہے ہیں کہ اس کا پنجاب سے تعلق ہے ۔ جب بھی پرنسپلز آف پالیسیز پر بحث ہو گی تو یقیناً پالیسی issues پر بات آئے گی پالیسیاں مرکزی حکومت بناتی ہے ۔ اس مرکزی حکومت کے سائے میں کام کرنے والی صوبائی حکومتیں ان ہی پالیسیوں سے سیراب ہوتی ہیں ان کا ذکر آنا ہی آنا ہے ۔ یہ عجیب تک ہے کہ پانچ منٹ کی تقریر میں پانچ دفعہ اٹھ کر اس انداز سے تقریر کی جاتی ہے جیسے جب یہ خود تقریر کرتے ہیں تو یہ بالکل بھی نہیں بھٹکتے اور حالت یہ ہے کہ اگر ہم بھٹکنے بیٹھیں تو پھر بات بات پر ہم بھی انہیں نہ بولنے دیں ۔ تو میرا خیال ہے کہ یہ

رویہ مناسب نہیں ہے اور ہمارے ساتھیوں نے مختصر سی تقریر کرنی ہے انہیں کر لینے دیں۔

حاجی محمد سیف اللہ خان : پوائنٹ آف پرسنل انفارمیشن۔ جناب والا! ریکارڈ شاہد ہے کہ ان کی پانچ منٹ کی تقریر میں پہلی دفعہ اعتراض کیا ہے۔ قطعاً پانچ مرتبہ اعتراض نہیں ہوا۔ نا معلوم وہ کس خیال میں ڈوبے ہوئے تھے کہ انہیں پانچ دفعہ دکھائی دیا حالانکہ یہ ان کی تقریر کے دوران میرا پہلا اعتراض ہے۔

جناب والا! کسی فاضل رکن کے متعلق یہ کہنا کہ وہ بھکتے ہیں یہ میں سمجھتا ہوں کہ اس کی توہین ہے اور میں وزیر اعلیٰ سے درخواست کروں گا کہ وہ یہ الفاظ واپس لیں ان کو حق نہیں پہنچتا کہ کسی مقرر کی تقریر کے بارے میں وہ یہ کہیں کہ تقریر کے دوران بھکتے ہیں۔ انہیں یہ تو حق پہنچتا ہے کہ تقریر کے دوران اٹھیں اور پوائنٹ آف آرڈر اٹھائیں اس کے متعلق چیئر کی توجہ مبذول کرائیں۔ مگر اس قسم کے ریمارکس پاس کرنے کا کسی بھی رکن کے متعلق کسی فاضل رکن کو حق نہیں پہنچتا۔ یہ الفاظ واپس ہونے چاہئیں۔

وزیر اعلیٰ : جناب والا! بھکنے کا لفظ ہر گز غیر پارلیمانی نہیں ہے۔

مسٹر ڈپٹی سپیکر : بھکنا اردو زبان میں مستعمل ہے۔

بیگم ریحانہ سرور شہید : جناب والا! relevant کا لفظ Rules of Procedure میں دیا جا چکا ہے اور پہلے بھی استعمال کیا جا چکا ہے اور اب بھی استعمال کیا جا سکتا ہے۔

مسٹر ڈپٹی سپیکر : وہ کہہ رہے ہیں کہ بھکنے سے مراد irrelevant ہے تو I rule it out.

حاجی محمد سیف اللہ خان : جناب والا! آپ اندازہ فرمائیں کیا کوئی رکن کسی کو irrelevant کہہ سکتا ہے۔ یہ تو سپیکر کا فرض ہے کہ وہ کہے کہ

he is irrelevant. He can rule that such and such member is irrelevant.

مسٹر ڈپٹی سپیکر : پوائنٹ آؤٹ تو کیا جا سکتا ہے ۔

حاجی محمد سیف اللہ خان : جناب والا ! جس وقت تقریر ہو رہی ہو بے شک پوائنٹ آؤٹ کریں مگر یہ ریمارکس جو ہیں ۔

No member can pass for a member that such and such member is irrelevant, always irrelevant, or so irrelevant. He should seek the ruling of the chair whether he is relevant or not.

مسٹر ڈپٹی سپیکر : اسمبلی کی جو پریکٹس ہے اس پر لیڈر آف دی ہاؤس اور لیڈر آف دی اپوزیشن ہمیشہ comment کرتے ہیں ۔

This is a part of the comment ; hence it has got no force.

چوہدری بشیر احمد ۔

چوہدری بشیر احمد : جناب والا ! 1972ء میں قوم کو عبوری آئین دیا اور 1972ء میں مستقل آئین کی بنیاد رکھی ۔ پاکستان دنیا میں واحد بدقسمت ملک تھا جس کے پاس کوئی بھی دستور نہ تھا اور 1972ء میں مستقل آئین کی بنیاد رکھ کر قائد عوام ذوالفقار علی بھٹو نے قوم پر احسان کیا ۔

جناب والا ! پاکستان جس کا وقار بیرون ملک میں تباہ ہو چکا تھا اور کوئی دوست نہیں تھا اس کے وقار کو بحال کیا اور بیرونی ممالک سے دوستانہ تعلقات استوار کئے ۔ اندرون اور بیرون ملک جو پاکستان کے خلاف سازشیں ہو رہی تھیں ان کو ختم کیا اور اس میں کسی نہ کسی حد تک کامیابی حاصل ہوئی ۔

جناب والا ! میں آپ کی وساطت سے اس ہاؤس کو اور ان دوستوں کو یہ کہنا چاہتا ہوں کہ 1972ء میں ملک اور قوم کی خاطر اس عوامی حکومت نے جو کام کیا ہے اگر سابقہ پچیس سال کے کام کو جمع کر کے پلڑا میں رکھ دیں تو ایک سال میں جو کام ہوا اس کا ہی پلڑا بھاری ہو گا ۔

جناب والا ! میرے دوستوں نے کہا تھا کہ غلہ کردی ۔ چور بازاری بد معاشی ۔ رشوت ستانی ۔ اقربا نوازی ۔ لوٹ کھسوٹ یہ تمام چیزیں سابقہ نظام اور سابقہ حکومتوں کی پیداوار ہیں اور 1972ء سے پہلے رائج تھیں ۔ اس لئے ہماری پارٹی کو یہ برائیاں ورثہ میں ملی ہیں اور انشاء اللہ ان کا بھی قلع قمع ہو گا ۔

جناب والا ! وہ وقت دور نہیں جب میں بشیر احمد ۔ حاجی محمد سیف اللہ اور میرے دوست سید تابش الوری ۔ علامہ رحمت اللہ ارشد اور باقی دوست سب عملی زندگی کا آغاز کریں گے اور ہر لمحہ روزانہ قوم اور ملک کے لئے کچھ نہ کچھ اپنے ہاتھوں سے پیدا کریں گے اور ملک کی پیداوار بڑھائیں گے ۔ اسمبلی کے ممبر عوام کے نمائندے جو اگر خود پیداوار کریں گے تو وہ اس ملک کے عوام کے لئے ہو گی ۔ ملک کی پیداوار بڑھے گی اور ملک اور قوم اس سے ترقی کی راہ پر گامزن ہوں گے ۔

(نعرہ ہائے تحسین)

جناب والا ! جب ہم چرب زبانی اور اعتراض برائے اعتراض سے اجتناب کریں گے اور مفت خوری کی لعنت کو اتار پھینکیں گے تو پھر ہم کو پتہ چلے گا کہ ہم نے 1972ء کے 365 دنوں میں کیا پیداوار کی اور کیا کام کیا ہے ؟

(اس مرحلہ پر مسٹر سپیکر کرسی صدارت پر متمکن ہوئے)

جناب والا ! جب تک قوم کا ہر فرد پیداوار نہیں کرتا ملک کبھی بھی ترقی کی راہ پر گامزن نہیں ہو سکتا ۔ اس لئے ہمیں یہ عہد کرنا چاہئے کہ ہم اپنے ہاتھ سے پیداوار کریں گے اور اپنے ہمسایوں کو بھی کام پر لگائیں گے تا کہ ملک دن دوگنی اور رات چوگنی ترقی کرے ۔ اسلام علیکم ۔

(نعرہ ہائے تحسین)

سید تابش الوری : جناب سپیکر ! فاضل رکن اس تفصیل میں اپنے جو کارنامے ہیں وہ بیان کرنے سے قاصر رہے ہیں اور ان کو اس سلسلہ میں جو

چارج شیٹ ملی ہے غالباً اس کو بھی اگر اس میں استعمال کر دیتے ۔ ۔ ۔ ۔

Mr. Speaker : It is not relevant.

سید تابش الوری : جناب والا ! میرے خیال میں انہوں نے اس چارج شیٹ کا جواب بتایا ہے ۔

مسٹر سپیکر : اب پتہ نہیں اس میں کس کس پردہ نشیں کے نام آتے ہیں ۔ (قہقہہ)

چوہدری بشیر احمد : جناب والا ! جناب تابش الوری صاحب نے چارج شیٹ کی بات کی ہے مجھے کوئی چارج شیٹ نہیں ملی ۔

Mr. Speaker : It is not relvent. I have not allowed. علامہ رحمت اللہ ارشد !

علامہ رحمت اللہ ارشد : جناب والا ! آج یہ معزز ایوان چوتھے دن بھی حکمت عملی کے اصولوں پر بحث کر رہا ہے ۔ حکمت عملی کے اصول ہمارے عبوری آئین اور مستقل آئین میں مندرج کئے گئے اور یہ بڑی خیر و برکت کی بات ہے اور میں یہ کہہ سکتا ہوں کہ حکمت عملی کے اصول قرار داد مقاصد کی عکاسی کرتے ہیں اور یہ صوبائی اور مرکزی حکومتوں کو پابند کرتے ہیں کہ وہ ان اصولوں کے اندر رہ کر بات کریں ۔ حکومت نے 1972ء میں کیا خیر و برکت کے کارنامے انجام دیئے اور کیا کیا باتیں اس میں ہوئیں ۔ اس پر سیر حاصل تبصرہ ہو چکا ہے ۔ اس طرف بیٹھنے والے دوستوں نے اس حکمت عملی کا مکمل پوسٹ مارٹم کیا ہے اور نشان دہی کی ہے ان واقعات اور حوادث کی جو 1972ء میں ہوئے ۔ میں کسی معذرت کے بغیر یہ کہوں گا کہ یہ رپورٹ اپنی معنویت کے اعتبار سے کوئی گراں قدر رپورٹ نہیں ہے ۔ ایسے معلوم ہوتا ہے کہ مختلف محکموں کے مختلف اہلکاروں نے جو رپورٹیں تیار کیں اسے کنسالیڈیٹ کر کے ۔ اس کو مجتمع کر کے اس ہاؤس کے اندر پیش کر دیا گیا ۔ یقیناً میرے اندازے کے مطابق یہ رپورٹ کابینہ نے مرتب نہیں کی ۔ ورنہ اس کی صورت مختلف ہوتی ۔ میں حیران ہوں کہ جتنی بھی تقریریں اس موضوع پر اس معزز ایوان میں ہوئیں ۔ پیپلز پارٹی کے فاضل ارکان نے کیں ۔ وہ جناب ملک غلام مصطفےٰ کھر کے

دور اقتدار کی قصیدہ مدحیہ کے طور پر تھیں اس کو کہا جا سکتا ہے۔ آنچہ گزشت آن گزشت ۔ اب ہم نے 1972ء کی طرف نہیں دیکھنا بلکہ ہم نے یہ دیکھنا ہے کہ آگے چل کر نئی پالیسیاں کیا ہونی چاہیں ۔ سابقہ حکومت کے کارناموں کو بھی پیپلز پارٹی کی حکومت کا کارنامہ بتایا گیا ہے اور یہ ظاہر کیا گیا ہے کہ یہ کام پیپلز پارٹی نے انجام دیئے ہیں ۔ مثلاً میں محکمہ اوقاف کو لیتا ہوں ۔ محکمہ اوقاف صدر ایوب خان کے زمانہ میں قائم ہوا اور میں جناب سپیکر پورے وثوق کے ساتھ کہہ سکتا ہوں کہ اس محکمہ میں جتنی دہاندلیاں ہوئیں اور خرابیاں موجود ہیں وہ کسی اور محکمہ میں نہیں ہیں ۔ بلکہ ہمارے ایک دوست کے قول کے مطابق یہ محکمہ ایک گئو شالہ ہے جس میں بوڑھی گائیں پلتی ہیں لیکن دودھ نہیں دیتیں ۔

اس طرح جناب ! اس میں ڈاکٹر عبدالخالق صاحب نے 370 مساجد اور مزارات کا اپنی تقریر میں ذکر کیا تھا جو محکمہ اوقاف کی تحویل میں ہیں ۔ محکمہ اوقاف کی تحویل میں جتنی مساجد جتنے مقابر اور جتنی زیارت گاہیں ہیں ۔ ان کی حالت نہایت ہی خستہ اور ناگفتہ ہے ۔ سب سے پہلے اوقاف کا قانون ریاست بہاول پور میں بنا تھا ۔ خان بہادر دین محمد جو بعد میں گورنر سندھ بنے ۔ اس وقت بہاول پور کے چیف جسٹس تھے ۔ وہ اس کے صدر تھے ۔ میں اس کمیٹی کا سیکرٹری تھا ۔ ہم نے سب سے پہلے اس قانون کو اس ملک کے لئے مرتب کیا ۔ لیکن اب صورت حال یہ ہو گئی ہے کہ مقابر اور زیارت گاہوں سے مجاور اٹھا کر وہاں گورکن بٹھا دیئے گئے ہیں اور خانقاہوں کی حالت نہایت ہی خراب ہے ۔ میں اپنی ہی ایک خانقاہ کا تذکرہ کرتا ہوں ۔ مسٹر سپیکر ! میرا گھر بہاول پور میں نہیں ہے بلکہ بہاول پور سے دس میل دور ۔ شاید آپ بھی وہاں تشریف لے گئے ہیں ۔ خانقاہ صاحب اسیر ۔ خانقاہ صاحب اسیر کی کیفیت یہ ہے کہ جب محکمہ اوقاف نے اس مزار کو اپنی تحویل میں لیا تو وہاں ایک سو چھبیس سال پرانا تعلیم القرآن کا مدرسہ تھا ۔ پہلا کارنامہ اس نے یہ انجام دیا کہ اس کو بند کیا ۔ دوسرا کارنامہ یہ انجام دیا کہ وہاں مزار سے لے کر اوقاف کی تحویل میں آنے تک ایک لنگر خانہ چلتا تھا ۔ جہاں زائرین کے مفت قیام و طعام کا اہتمام کیا جاتا

تھا ۔ لیکن وہ لنگر خانہ بند کر دیا گیا ۔

جناب والا ! اس میں ذکر آیا ہے کہ محکمہ اوقاف نے علماء اکیڈمی قائم کی اس کے متعلق ملک کے عوام کی رائے جناب چیئرمین راسے محترم قائد ایوان سے پوشیدہ نہیں ہو گی ۔ یہ دراصل سرکاری مولوی بنانے کی ایک ٹکسال ہے اور مسجدوں اور خانقاہوں پر سرکاری قبضہ برقرار رکھنے اور لوگوں کی آزادی تقریر سلب کرنے کا ایک ادارہ ہے ۔ اس سلسلے میں میں سب سے زیادہ توجہ جناب وزیر اعلیٰ کی دلاؤں گا ۔ کیوں کہ وہ مجھ سے بہتر جانتے ہیں کہ اوقاف کی جو مد ہے اور اوقاف کی جو آمدنی ہوتی ہے اس کو اغراض وقت کے لئے ہمیشہ صرف کیا جاتا ہے ۔ آئندہ وہ اس بات کا اہتمام کریں کہ جو اوقاف کی جائیداد ہے ۔ جو اوقاف سے آمدنی ہوتی ہے ان کو ان اغراض پر صرف کیا جائے جن کے لئے یہ جائیداد وقف کی گئی تھی ۔ یہ نہایت ہی ضروری ہے ۔

اس کے بعد تھوڑا سا میں جامعہ اسلامیہ کے متعلق کہوں گا کہ جامعہ اسلامیہ کے قیام کو بھی پیپلز پارٹی کی صوبائی حکومت نے اپنے کھاتے میں ڈال لیا ہے ۔ حلوائی کی دکان پر نانا جی کا فاتحہ ۔ 15 جون 1925ء کو یہ ادارہ قائم ہوا اور اس کو بہاول پور میں قائم کیا گیا ۔ فرق صرف اتنا ہوا کہ پہلے یہ محکمہ تعلیم کے پاس تھا پھر یہ محکمہ اوقاف کے پاس منتقل ہو گیا ۔ میں مسلسل احتجاج کرتا رہا کہ یہ محکمہ محکمہ تعلیم کے پاس ہونا چاہئے تب اس کی کوئی حیثیت ہو گی ۔ اب اس کی حیثیت یہ ہے کہ نام اس کا جامعہ اسلامیہ ہے ، اسلامیہ یونیورسٹی لیکن اسکی اسناد کو تسلیم نہیں کیا جاتا ۔ آٹھ لاکھ روپیہ سالانہ اس پر خرچ ہوتے ہیں ۔ ستر لڑکے اس میں پڑھتے ہیں اور میں ایک گواہ کے طور پر یہ کہہ دوں کہ جس وقت اسلامیہ یونیورسٹی آرڈیننس اس ہاؤس کے اندر پیش ہوا تھا تو اس وقت حسن اتفاق یا سوئے اتفاق سے میں بھی اس ہاؤس کا ایک ممبر تھا اور انہی بنچوں پر بیٹھا تھا جن پر آج بیٹھا ہوں ۔ ہم نے اس کا خیر مقدم کیا تھا لیکن میں نے یہ اندیشہ ظاہر کیا تھا کہ ادارہ کسی بورڈ کا نام کسی میز اور ڈیسک کا نام نہیں ہوتا فرنیچر یا در و دیوار کا نام نہیں ہوتا ، ادارہ تعمیر ہوتا ہے نظام کار سے بلکہ

اس میں کام کرنے والے لوگ کون سے ہیں اور میں نے یہ اندیشہ ظاہر کیا تھا کہ مجھے اندیشہ ہے کہ سیاسی تاثرات کے تحت اس کے اندر لوگوں کو بھرتی کیا جائے گا اور اگر اس طرح کیا گیا تو اس کا فائدہ ختم ہو جائے گا۔ چنانچہ گزشتہ سالوں میں یہی ہوا کہ political considerations کے ساتھ لوگ آتے رہے، لوگ جاتے رہے اور اس سے کوئی نتیجہ برآمد نہیں ہوا۔ تو اس کے متعلق میں تجویز پیش کروں گا۔ جناب قائد ایوان سے اور جناب وزیر تعلیم سے بھی کہ ایک ہائی پاور کمیٹی قائم کر دی جائے۔ جو یہ دیکھے کہ جو مدرسے چندے پر چلتے ہیں۔ ان میں دور حدیث پڑھنے والے طلباء کی تعداد تو 600 ہے۔ لیکن جن پر ہم 8 لاکھ روپے سالانہ خرچ کرتے ہیں۔ اس میں پڑھنے والوں کی تعداد صرف 70 کیوں ہے۔

تیسری اور آخری چیز جو اس حکمت عملی میں آتی ہے اور جس کے متعلق میں توجہ دلانا چاہتا ہوں۔ وہ ہے سود کا مسئلہ۔ ڈاکٹر عبدالخالق صاحب کو آیتیں یاد ہیں اور وہ حدیث بھی پڑھتے ہیں۔ ان کو عربی زبان سے درک حاصل ہے کہ قرآن نے کتنی وضاحت کے ساتھ فرمایا ہے۔

احل اللہ البیع و حرم الربوا

خدا تعالیٰ نے بیع کو حلال اور سود کو حرام قرار دیا ہے اور اس کے بعد بہت بڑی دھمکی دی ہے کہ اس کے بعد اگر کسی نے سود کا کاروبار کیا۔ تو

فاحذنوا بحرب من اللہ و رسولہ

اللہ اور رسول کی جانب سے ان کے خلاف اعلان جنگ ہے اور یہ ایک واحد گناہ ہے۔ جس کے کرنے سے پانچ آدمیوں پر اللہ تعالیٰ کی لعنت برستی ہے۔ صحیحین کی حدیث ہے۔ لعن اللہ علی الاکل ربا موکلہ و شاھدہ و کاتبہ۔ کہ خدا تعالیٰ نے سود کھانے والے۔ کھلانے والے دو گواہوں اور اس کے لکھنے والے جو ہیں ان پانچ آدمیوں پر اللہ تعالیٰ لعنت بھیجتا ہے۔ چاہئے تو یہ تھا کہ جیسے حکمت عملی کے اصولوں میں آیا ہے کہ ربا کو اس ملک کے اندر سے ختم کر دیا جائے گا۔ لیکن ہم دیکھتے ہیں کہ بنکوں کا سود جہاں پہلے ساڑھے سات فیصدی تھا۔ اب دس فیصدی اور گیارہ فیصدی کر دیا گیا ہے۔

اس میں اضافہ ہوا ہے ۔ کمی نہیں اس لئے اس طرف بھی صوبائی حکومت کو توجہ دینی چاہئے کہ یہ بڑی بے دردی کی بات ہے کہ ایک ہی قوم کے افراد جب آپس میں لین دین کریں ۔ تو اس میں سود کار فرما ہو ۔ جیسے کہ صوبائی حکومت اگر مرکزی حکومت سے قرضہ لے ۔ تو اس کا سود ادا کرے اور مرکزی حکومت اگر صوبائی حکومت سے قرضہ لے ۔ تو اس کا سود دے اگر تلافی دی جائے ۔ تو سود پر دی جائے ۔ flood effected لوگوں کو اگر روپیہ دیا جاوے ۔ تو دو سال کے لئے سود معاف اور اس کے بعد اس پر سود ہوگا ۔ اس قسم کے کارنامے ختم کر دیئے جائیں ۔ یہ حکمت عملی کے اصولوں کے خلاف ہے ۔ شکریہ ۔

مسٹر سپیکر : وزیر اعلیٰ ۔

وزیر اعلیٰ : جناب والا ! حکمت عملی کے اصولوں پر یہ بحث گزشتہ تین دن سے جاری ہے ۔ ان تین دنوں میں فاضل دوستوں نے اس موضوع پر سیر حاصل بحث کی ہے ۔ اتنی سیر حاصل کہ جو دائرے اس بحث میں شامل نہیں تھے ۔ اکثر اوقات ان دائروں سے بھی وہ نکل گیا اور دونوں جانب سے بنیادی طور اظہار خطابت ہی ہوتا رہا ۔ بہر حال اسمبلی ایک ایسا ایوان ہے کہ جہاں خطابت کے جوہر دکھائے جاتے ہیں اور آئندہ بھی دکھائے جاتے رہیں گے ۔ لیکن پھر بھی آج تاریخ کے جس موڑ پر پاکستان کے لوگ کھڑے ہیں ۔ وہ اپنے نمائندوں سے یہ توقع کرتے ہیں کہ ان کی اور ان کے غور و فکر کا انداز زیادہ سنجیدہ ہو اور وہ ٹھوس دلائل اور ٹھوس حقائق سے اپنی گفتگو کو آراستہ کریں ۔ لیکن جیسا کہ میں نے پہلے کہا تھا کہ یہ بحث پالیسی سے تعلق رکھتی ہے ۔ حکمت عملی سے تعلق رکھتی ہے ۔ لیکن اس میں ان نظریات اور حقائق کو بھی زیر بحث لانا پڑے گا ۔ جو ہمیں عمل کے لئے اکساتے ہیں اور عمل میں سرگرم رکھتے ہیں ۔

جناب والا ! اس سلسلہ میں سب سے اہم بات یہ کہی گئی ہے کہ 1972ء ایک ایسا سال ہے ۔ جو یک جماعتی آمریت کا سال ہے ۔ جو مارشل لا کا سال ہے ۔ جو غنڈہ گردی کا سال ہے اور مطلق العنانی کا سال ہے ۔ لیکن جناب والا ! جو بہت سیانے ہوتے ہیں ۔ وہ اور سب کو گنتے ہیں ۔ لیکن اپنے

آپ کو گننا بھول جاتے ہیں ۔ آپ نے وہ مشہور لطیفہ سنا ہوگا کہ جب جولاہوں کی ایک بارات جا رہی تھی ایک آدمی گم ہو گیا ۔ ہر گننے والا آدمی سب کو گنتا تھا ۔ لیکن اپنے آپ کو گننا بھول جاتا تھا ۔ چنانچہ جو آدمی گم تھا ۔ وہ گم ہی رہا ۔

جناب والا ! ہم اس مطلق العنانی ۔ آمریت ۔ ظلم و تشدد اور مارشل لائی دور کو دیکھتے ہیں ۔ تو ہم یہ بھول جاتے ہیں کہ یہ سال 1972ء تھا ۔ جس کی دو مئی کی تاریخ کو یہ اسمبلی وجود میں آئی تھی ۔ جناب والا ! یہ اسمبلی اس صورت میں وجود میں آئی تھی کہ اس ملک میں جس پر عملاً پچھلے گیارہ سال ہی نہیں ۔ گیارہ سال تو ایوب صاحب کے دور حکومت کے تھے ۔ اس کے بعد اڑھائی سال یحییٰ خان کے دور حکومت کے تھے ۔ تقریباً ساڑھے تیرہ سال آمریت کے سائے اس ملک پر منڈلاتے رہے ۔ اور ان ساڑھے تیرہ تاریک سالوں کے بعد پہلی مرتبہ 72-4-21 کو راولپنڈی کے ایک سٹیڈیم میں قائد عوام ذوالفقار علی بھٹو نے مارشل لاء کو صرف ایک مرتبہ نہیں بلکہ ہمیشہ ہمیشہ کے لئے دفن کرنے کا اعلان کیا تھا ۔

(نعرہ ہائے تحسین)

جناب والا ! 71_12_21 کو یہ پارٹی برسراقتدار آئی اور 72-4-21 کو چار ماہ کے بعد مارشل لاء ختم کر دیا گیا اور اس سال جس کی آج ہم بات کر رہے ہیں ۔ اس کا گویا 1/3 حصہ مارشل لاء کا دور ہے اور 8 ماہ گویا ایسا عرصہ ہے ۔ جو مارشل لا کے خاتمہ کا period تھا اور یہ وہی period ہے 72-4-21 کو مارشل لاء ختم ہوا 2 مئی 72ء کو اسمبلی بلا لی جاتی ہے ۔ اس سے آپ اندازہ کر سکتے ہیں کہ وہ لوگ جو برسراقتدار تھے اور وہ پارٹی جو برسراقتدار تھی ۔ وہ کتنی خواہش مند تھی کہ جلد از جلد جمہوریت کا سفر شروع ہو اور جمہوریت کے عظیم ترین ادارے اپنے کام کا آغاز کریں ۔ جناب والا ! یہ جمہوریت کی فضا کا کرشمہ ہے اور یہ اسی ادارے کے معرض وجود میں آنے کا حاصل ہے کہ آج جہاں ہم حکمت عملی کے اصولوں پر بحث کر رہے ہیں اور اس بات کے پیچھے ایک ہی بات ہے کہ ہم قانون کی حکومت

چاہتے تھے اور قانون کی حکومت چاہتے ہیں ۔ قانون کا سر چشمہ دستور ہے ۔ جو قوانین کا قانون ہے ۔ اصل اصول ہے ۔

جناب والا ! یہ سال 1972ء ہی تھا ۔ جب عارضی طور پر ایک دستور نافذ کیا گیا اور فوراً ہی اسی بات کا اہتمام کیا گیا کہ ایک مستقل دستور کے لئے قوم کے نمائندے سر جوڑ کر بیٹھیں اور بالآخر اسی کے نتیجے میں ۔ اسی سال 1972ء میں ہوئے ہوئے عارضی دستور کے بیچ سے وہ مستقل دستور نمودار ہوا جو ایک جمہوری ۔ عوامی اور اسلامی دستور کہلایا اور جس کے سایہ میں بلکہ جس کی روشنی میں آج ہم اپنی قومی زندگی کے شیرازے کو جمع کر رہے ہیں ۔ جناب والا ! یہ انتہائی آسان تھا کہ میں اور میرے ساتھی خاص طور پر میں اور میری کابینہ کے ارکان یہ کہہ کر ایک طرف ہو جاتے کہ جو تنقید حزب اختلاف کی جانب سے کی جا رہی ہے ۔ وہ تمام اس دور سے تعلق رکھتی ہے ۔ جب کہ پنجاب پر ملک غلام مصطفیٰ کھر حکمران تھے ۔ جناب والا ! یقیناً جو بھی حکمران آتا ہے ۔ جو بھی حکومت کا سربراہ ہوتا ہے اس کا مزاج حکومت کے مزاج میں کچھ نہ کچھ اثر رکھتا ہے اور اس کی حکومت کی طبیعت اس کی تاثیر اور اس کے اثرات پر یقیناً فرق پڑتا ہے ۔ لیکن اگر یہ ایک جماعت کی حکومت تھی مگر اس جماعت کے قائد سوائے ذوالفقار علی بھٹو کے اور کوئی نہ تھے ۔ تو پھر جو کچھ بھی اس دور میں اس جماعت کی حکومت نے کیا وہ اسی برسراقتدار پارٹی جس کا نام پاکستان پیپلز پارٹی ہے ۔ اس کے منشور اور اس کے قائد اور نظریات کے مطابق ہے ۔ ہاں ۔ یقیناً اس میں طبیعتوں کے دخل کے مطابق کہیں کہیں ایسا بھی ہوا جسے ضروری نہیں کہ ہم قابل تعریف سمجھیں ۔ لیکن مجموعی طور پر جن پالیسیوں پر ہم گامزن اور کاربند تھے ۔ وہ پالیسیاں تھیں جو ذوالفقار علی بھٹو کی قیادت میں پاکستان پیپلز پارٹی نے مرتب کیں اور انہیں کی روشنی میں پنجاب کی حکومت اس زمانے میں 1972ء میں بھی اور آج 1974ء میں بھی اپنے سفر کو جاری رکھے ہوئے ہے ۔

جناب والا ! میں نے جس بات کا اعتراف کیا ہے ۔ اس کو میں دوبارہ ایک اور رنگ میں آپ کے سامنے رکھتا ہوں ۔ جس کی جانب بہت اصرار سے

بات کی گئی تھی کہ اس دور میں مطلق العنانی تھی ۔ اس میں ایک ہاتھ میں تمام تر قوت جمع تھی ۔ اس میں غنڈہ گردی تھی ۔ اس میں بہت سی چیزیں تھیں جن کا بقول حاجی صاحب انہوں نے بہت منہ بھر کر ذکر کیا ۔ جناب والا ! میں مانتا ہوں ۔ واقعی ایسا ہے لیکن قوموں کی تاریخ میں ایسے واقعات اور ادوار آتے ہیں ۔ جب ایک خاص مزاج کا حاکم اس قوم کے لئے ضروری ہوتا ہے ۔ آج جس کے بارے میں شائد یہ سمجھا جاتا ہو کہ وہ غلام مصطفیٰ کھر کا رقیب ہے ۔ میں آج یہاں کھڑے ہو کر جناب ذوالفقار علی بھٹو کی اس حکمت عملی کو داد دینا چاہتا ہوں کہ انہوں نے پاکستان کی اس اندو هناک تاریخ کے اس تاریک دور میں ملک غلام مصطفیٰ کھر کو پنجاب کا حکمران بنا کر واقعی ایک صحیح اقدام کیا ۔ اس وقت پنجاب کو نہیں بلکہ پاکستان کو ایسے رویے کی ایک حد تک ضرورت تھی ۔ لیکن اس رویے کو اگر آگے بڑھایا جاتا تو یقیناً ایک بہت بڑی غلطی ہوتی ۔ ایک صحیح موقع پر ہمارے قائد نے اس میں تبدیلی کر دی ۔ اس میں کسی سیاسی اتراؤ چڑھاؤ ۔ کسی سیاسی دباؤ یا سیاسی کھیل یا جوڑ توڑ کی وجہ سے میں پنجاب کا وزیر اعلیٰ نہیں بنا ۔ جناب والا ! میں سمجھتا ہوں کہ یہ جناب ذوالفقار علی بھٹو کی اس مشہور timings کا نتیجہ ہے جو وہ ہمیشہ کیا کرتے ہیں ۔ کہ کتنے دن کتنے گھنٹے کتنے منٹ کتنے سیکنڈ اس طرح کے آدمی کی اس مقام پر ضرورت ہے اور اس کے بعد کتنے دن کتنے گھنٹے کے بعد اس طرح کے آدمی کو چلا جانا چاہئے اور اس کی بجائے اس طرح کے آدمی کو آ جانا چاہئے جناب والا ! میں اس نکتہ میں سے یہ نکتہ پیدا کرنا چاہتا ہوں کہ اگر 1972ء میں وہ تمام چیزیں نہ کی جاتیں جو کی گئیں تو یہ لمحہ بھی نہ آتا کہ پنجاب کی حکومت پر حنیف رامے جیسے ایک ۔ غریب مسکین اور سیدھا سادھا عام آدمی کو برسراقتدار لایا جاتا ۔ (نعرہ ہائے تحسین) یہ لمحہ اس لئے پیدا ہوا اس سے پہلے چند کام کئے گئے یا کروائے گئے ۔ میں ان تمام باتوں کا جواز پیدا نہیں کر رہا جو کسی نے اپنی طبیعت یا جوانی کے زور پر کیے ہوں گے لیکن حقیقت یہ ہے کہ اس ابتدائی دور میں واقعی اس بات کی ضرورت تھی کہ پاکستان جس کو اب ہم محفوظ نہیں رکھ سکے ۔ جس

کا آدھا حصہ ہمارے ہاتھوں سے نکل گیا ہے ۔ اس میں کسی طرح سے ایسی طاقتوں کو جو انتشار کی قوتیں ہیں سر اٹھانے کا موقع نہ دیا جائے ۔ جناب والا ! اس کا یہ مطلب نہیں کہ آج ہم اس بات کی دعوت یا اجازت دے سکتے ہیں کہ آج بے شک وہ قوت انتشار بھی سر اٹھائے ۔ نہیں ۔ آج ہم اس مقام پر ہیں کہ ان قوتوں کو پنپنے ہی نہیں دیں گے ۔ لیکن اس کے ساتھ اس بات کی بھی ضرورت تھی کہ وہ عناصر برسراقتدار آئیں ۔ جو ان انتشاری قوتوں کا بھی مقابلہ کر سکیں اور اس کے ساتھ خدا نے انہیں کچھ اور کام کرنے کی صلاحیت بھی دی رکھی ہو ۔ یہ وقت ایسا نہیں کہ صرف اس دشمن کا ہاتھ توڑنے کی ضرورت ہو جو پاکستان کی جانب اٹھے بلکہ یہ وقت وہ ہے کہ ایک ایسی حکومت برسراقتدار آئے جو اس دشمن کا ہاتھ بھی توڑ سکے اور اپنے اس غیر فعال اور غیر موثر ہاتھ کو جو کام کرنے کا عادی نہیں رہا جو ترقی اور خوشحالی لانے کے قابل نہیں رہا بروئے کار لا کر پاکستان کے دشمنوں کا بھی قلع قمع کرے ۔ اس کے ساتھ تعمیر اور ترقی کی داغ بیل ڈالے ۔ (نعرہ ہائے تحسین)

جناب والا ! اسی حکمت عملی کے نتیجہ میں آج آپ ایک ایسے دور میں جی رہے ہیں ۔ جس میں نسبتاً آپ کہہ سکتے ہیں ۔ آپ کہیں یا نہ کہیں میں اپنے ضمیر کو گواہ بنا کر کہہ سکتا ہوں کہ آج آپ کے صوبہ کی جو کیفیت ہے ۔ اس میں یقیناً پہلے سی کیفیت نہیں ہے ۔ یہ اسی لئے ہے کہ صحیح وقت پر صحیح طریقے سے کام کو چلایا گیا ۔ جناب والا ! میں بات کو یہاں تک لے آیا ہوں کہ ضرورت اس بات کی تھی کہ انتشاری قوتوں کو ختم کرنے کے ساتھ ساتھ ہم تعمیری قوتوں کو بروئے عمل لائیں ۔ چنانچہ میں پھر 1972ء کی جانب چلتا ہوں اور آپ کو یاد دلاتا ہوں کہ 1972ء جس میں وہ تمام اصلاحات کی گئیں ۔ دوسری حکومتوں نے جن کے خواب دیکھے ہیں ۔ لیکن جنہیں وہ دس دس برس تک بروئے کار نہیں لا سکیں جناب والا ! ایک سال کے اندر اندر زرعی اصلاحات کی گئیں ۔ لیبر اصلاحات کی گئیں اور تعلیمی اصلاحات کی گئیں ۔ میں بہت سے شعبے نہیں گنواتا جو خالصتاً مرکزی حکومت سے تعلق رکھتے ہیں لیکن یہ حقیقت ہے کہ زرعی اصلاحات کا سب سے زیادہ اثر پنجاب پر پڑا ۔ جب 36 ہزار پیداواری یونٹوں کی بجائے upper

upper ceiling 12 ہزار پیداواری یونٹوں پر لا کر روک دی اور اس کے ساتھ ہی یہ اہتمام کیا گیا کہ زرعی انفرادیات کا بوجھ مزارعین اور غریب کسانوں سے ہٹا کر زمینداروں پر ڈال دیا جائے۔ جناب والا ! اس سے ایک سال کے اندر مزارعوں کا 52 کروڑ روپے کا بوجھ کم کر کے زمینداروں پر ڈال دیا گیا اور مزارعین کو پہلی مرتبہ سکھ کا سانس لینا نصیب ہوا ۔ جناب والا ! 52 کروڑ روپے کوئی معمولی بوجھ نہیں ہے ۔ آبیانہ ۔ مالیہ ۔ بیج ۔ کھاد کی خرید کا بوجھ مزارعوں سے کم کر کے زمینداروں پر ڈال دیا ۔ اس کے علاوہ جو بڑی بات کی گئی وہ مزارعوں کو شفع کا حق دیا گیا تاکہ وہ اس بات کا اہتمام کر سکیں کہ وہ زمین جس پر پہلے سے بیٹھے ہیں اگر اس نے بکنا ہے کسی اور ہاتھ میں منتقل ہونا ہے تو پہلا اختیار ان کو ہو کہ وہ اس زمین کو خرید کریں ۔ اس کے مالک بن سکیں ۔

جناب والا ! اس کے ساتھ مزدوروں کی اصلاحات کی گئیں جن کو پنجاب میں نافذ کیا گیا ۔ اس کے تحت انہیں انتظامیہ میں شرکت دی گئی ۔ گروپ انشورنس کا حق دیا گیا ۔ ان کی تعلیم اور رہائش کی سہولتیں بہتر کی گئیں ۔ انہیں بونس کا حقدار قرار دیا گیا ۔ اسی طرح تعلیمی اصلاحات آپ جانتے ہیں ۔ ان کے تحت آٹھویں جماعت تک تعلیم مفت کر دی گئی ۔ جس کے نتیجہ میں اب آگے بڑھ کر اسی سال ہم نے میٹرک تک تعلیم مفت کر دی ہے ۔

جناب والا ! اس کے ساتھ میں اسی لمحہ کی جانب جانا چاہتا ہوں جو اسی ایوان میں 1972ء میں میں نے پنجاب کا اپنے دور کا پہلا میزانیہ پیش کیا تھا اور اپنا ایک مشہور اور بد نام فقرہ ادا کیا تھا کہ میں پنجاب کا غریب ترین وزیر اعلیٰ ہوں یہ ایک وہ لمحہ تھا جب پنجاب میں پہلی مرتبہ کسی شخص نے یہ جرأت کی تھی کہ وہ پنجاب جسے ساری دنیا میں سونے کی چڑیا اور گندم کے گوداموں کے طور پر پیش کیا جاتا ہے ۔ جو پاکستان کا ذرخیز ترین اور عظیم ترین صوبہ ہے ۔ جناب والا ! پہلی مرتبہ اس معزز ایوان میں جب خسارے کا بجٹ پیش کر کے میں نے پنجاب کی اصل تصویر اپنے نمائندوں اور بھائیوں کے سامنے آپ کی وساطت سے اور پنجاب میں بسنے

والے اپنے غریب عوام کے سامنے رکھی تھی - جس میں کوشش کی تھی کہ جہاں گنتی کے چند خوشحال جزیرے نظر آئیں وہاں لق و دق صحرا اور بنجر بیابان آپ کے سامنے آئے - وہ آبادیاں اور تحصیلیں آپ کے سامنے آئیں جہاں پینے کے لئے پانی نہیں ملتا - چلنے کے لئے سڑک نہیں - جہاں کی سڑکوں اور راستوں پر دھول اڑتی ہے - جناب والا ! اس دھول کو میں نے یہاں اڑا کر اپنے سر پر اور آپ کے اوپر ڈالا - اسی لئے کہ آپ کو اور ہمیں پتہ چلے کہ پنجاب کے نمائندے اور پنجاب کے غریب عوام ہم سے کیا توقع کرتے ہیں - جناب والا ! وہ توقع پورا کرنے کے لئے میں نے کہا تھا کہ میں وہ سب کچھ لایا ہوں جو میرے کشکول میں ، میرے دامن میں ، میری جھولی میں موجود ہے لیکن حقیقت یہ ہے کہ میں اس طرح سے وہ کیفیت رکھتا ہوں جیسے یوسف کی خریداری کے لئے ایک بڑھیا سوت کی ایک اٹی لے کر نکل آئی تھی - جناب میں نے کہا تھا کہ یہ بجٹ پنجاب کا سب سے بڑا ترقیاتی بجٹ ہے لیکن میں نے کہا تھا جو کچھ بجٹ میں ہے جو کچھ پنجاب کے عوام کو چاہئے - جو کچھ پنجاب کے غریب پسماندہ علاقوں کو چاہئے - اس کے مقابلہ میں کوئی ترقیاتی بجٹ نہیں ہے اس کی حیثیت اس سوت کی اٹی کی سی ہے - جناب والا ! حکومتوں کا کام عموماً یہ نہیں ہوا کرتا تھا اس سے پہلے کسی حکومت نے نہیں کیا اور نہ آنے والی کوئی اور حکومت کر سکے گی - یہ آپ کی حکومت کو شرف حاصل ہے کہ تمام مسائل کو سمجھتے ہوئے اور اپنے وسائل کا اندازہ کر کے پچھلی تمام حکومتوں سے زیادہ کارکردگی کا اظہار کرتے ہوئے بھی ان میں اتنا انکسار تھا ، ان میں اتنی جرأت تھی کہ وہ یہ کہہ سکیں کہ بہت کچھ کرنا چاہئے لیکن ہم اس کے مقابلہ میں شرمندہ ہیں - جناب والا ! یہی ہماری انکساری ہے کہ جو ہمیں آج اس تنقید کو تحمل اور رواداری سے سننے پر مجبور کرتی ہے - ہم اس تنقید کو حزب اختلاف کی طرف سے سنتے ہیں - ہم اس کو اپنے سر اور آنکھوں پر جگہ دیتے ہیں - جناب والا ! ہم یہ کہتے ہیں کہ یہ آپ کی تنقید صرف الفاظ ہی تک نہ ہوا کرے بلکہ ہم ان سے کہتے ہیں کہ آپ ہمارے گریبان کو چاک کریں - ہم تو پہلے ہی ان عاشقوں میں سے ہیں جن کے گریبان پہلے ہی چاک ہیں - اس لئے ہم نے عوام کے ساتھ وعدے کر

رکھے ہیں اور حق دیا ہے کہ تم نے ہی ہمیں ان مسندوں پر بٹھایا ہے - جب چاہو ہمارا گلہ پکڑ سکتے ہو - جب چاہو ہمارا محاسبہ کر سکتے ہو - آپ بھی عوام کے ووٹ لیکر ان مسندوں پر بیٹھے ہیں - ہم کیسے ان کا یہ حق چھین سکتے ہیں ہم کبھی اس میں کوئی اختلاف نہیں رکھتے - آپ کو یہ حق ہے - لیکن خدا را لفاظی کی بجائے ٹھوس تنقید کریں - ہم اسے سننے کے لئے تیار ہیں - اس سال بجٹ کے دوران ہم نے اپنے ساتھیوں کو اجازت دے دی تھی کہ تنقید کرو - جناب والا ! کیوں نہ کریں بجائے اس کے کہ پاکستان پر ساری دنیا تنقید کرے ، سارے پنجاب پر تنقید کرے کیوں نہ ہم خود اپنے اوپر تنقید کریں - یہی تو ایک مرض ہے کہ پہلے ہم اپنے اوپر تنقید نہیں کرتے - تاریخ ہم پر کرتی ہے زمانہ تنقید کرتا ہے قومیں ہمارا تمسخر اڑاتی ہیں -

جناب والا ! تنقید ضرور ہونی چاہئے - میں اپنے ساتھیوں اور حزب اختلاف کے ساتھیوں کو یہ حق بسرو چشم دیتا ہوں - لیکن خدا را اتنے دور نہ نکل جائیے آپ نے اندھیروں کو کوسنے اور ماضی کو کوسنے کا وطیرہ اختیار کر رکھا ہے - کہیں ایسا نہ ہو کہ وہ لوگ جن کے دامن میں کوئی چنگاری باقی ہے کبھی وہ بھی اداس ہو کر مایوس ہو کر اس چنگاری کو بجھ جانے دیں - اگر ہم نے خیر کا اعتراف نہ کیا اور خیر کے اعتراف کی روش کا احترام نہ کیا تو جناب والا ! خیر کا ہوٹا نہ لگے گا - خیر خش و خاک کی طرح اڑ جائے گا - لیکن مجھے یقین ہے کہ جب وہ اپنے دلوں کو اپنے گریبانوں کو چاک کریں گے اور اس میں جھانکنے کی زحمت کریں گے تو انہیں اس بات کا اعتراف ہو گا کہ جن حالات میں پیپلز پارٹی نے حکومت کا اقتدار سنبھالا تھا اس میں ایک قدم اٹھانا کتنا دشوار تھا - جناب والا ! ایک وقت آتا ہے جب علامات واضح ہو جاتی ہیں ، ایک وقت ہوتا ہے جب جسموں کی ابتدا ہوتی ہے - جناب والا ! ماں کے پیٹ میں جب انسان کا جسم ابتدا پاتا ہے اس وقت ایک نطفے سے ایک سیل سے دو سیل بننا ایک اتنا بڑا واقعہ ہوتا ہے - اس کے بعد کسی کا بچپن سے جوان ہو جانا اتنی بڑی بات نہیں - جناب صفر سے ایک کے درجے تک آنا اتنی بڑی انقلابی

تبدیلی ہے جو کہ ایک سے دو بننے ۔ نو سے دس بننے اور دس سے بیس بننے میں نہیں ہے ۔ ابتدا بہت کٹھن اور بہت نایاب ہے ۔ جناب ابتدا ہی تو ہے جس کی کسر ہے ورنہ یہ مٹی تو بڑی ذرخیز ہے ۔ اس میں صحیح عمل کا بیج ڈالنا آج تک کسی نے نہیں سیکھا ۔ جناب والا ! اس لئے کسانوں کو علم ہے زمینداروں کو علم ہے کہ بیج ڈالنے اور فصل کو دیکھنے کے درمیان انتظار کے کیسے صبر آزما لمحات آتے ہیں ۔ جناب والا ! کسان زمین کو نرم کرتا ہے ۔ سیراب کر کے اپنے خون اور پسینے سے سینچ کر اس میں بیج بوتا ہے ۔ اس کے بعد خدا پر چھوڑ دیتا ہے ۔ اس پر پھل پھول لگیں گے ۔ جناب والا ! یہ ہے ابتدا ۔ اس عرصہ میں اس میں واقعی ایسا لگے گا کہ کچھ بھی نہیں ہوا ۔ یہ وہ عرصہ ہے جو خوشحالی کی تاریکی میں بیج کو سڑنے کے لئے چھوڑ دیا گیا ہے ۔ کسان یہ نہیں جانتا کہ بیج لگے گا یا نہیں ۔ جناب والا ! یہ وہ عرصہ ہے کہ جب مالی بھر بھر مشکیں تو ڈال دیتا ہے لیکن انجام مالک پر چھوڑ دیتا ہے کہ پھل پھول لاتا ہے یا نہیں ۔ جناب والا ! ہم نے اپنی بساط کے مطابق بھر بھر مشکیں ڈال دیں ہیں اور ہمیں یقین ہے کہ جو بیج ہم نے نیک دلی سے عوام کی ہمت اور استقامت اور ان کے بخشے ہوئے حوصلے سے خدا وند کے فضل سے بویا ہے وہ یقیناً پھل لائے گا ۔ جو دوست تاریخ کے طالب علم ہیں وہ جانتے ہیں کہ 1972ء میں زرعی اصلاحات ۔ مزدوروں کی اصلاحات بینکوں کو قومی تحویل میں لینا ۔ تعلیمی اصلاحات اور یہ بعد میں ہی جو واقعہ ہوا ہے بڑی بڑی صنعتوں کو قومی تحویل میں لینے کی جو داغ بیل ڈالی گئی تھی وہ آہستہ آہستہ پھل لائیں گے اور واقعی ایسی معیشت معاشرہ میں جنم لے رہی ہے کہ واقعی ہم توقع کرتے ہیں کہ وہ سماجی برائیاں ختم ہو جائیں گی جن کی طرف میرے فاضل دوست نے بڑے اصرار سے توجہ دلائی ہے ۔

جناب والا ! یہ سماجی برائیاں جنہیں ہم ختم دیکھنا چاہتے ہیں ۔ یہ آخر کہاں سے آئی ہیں اس کے دو بڑے چشمے ہیں ۔ جب سیاست غلط ہو جاتی ہے ۔ جب سیاست کا محاسبہ ختم ہو جاتا ہے ۔ جب سیاست پر خود تنقیدی اور تنقید کو پنپنے کا موقع نہیں ملتا ۔ جب سیاست میں جمہوریت کے رول کے عمل کی کوتاہی برتی جاتی ہے ۔ جب سیاست میں عوام کو

شرکت نہیں دی جاتی تو اس وقت سیلاب چھک جاتی ہے ۔ اس وقت سیاست کے چھک جانے سے سماجی برائیاں شروع ہو جاتی ہیں ۔ لوٹ کھسوٹ شروع ہو جاتی ہے ۔ آمریت شروع ہو جاتی ہے ۔ مطلق العنانی شروع ہو جاتی ہے ۔ جناب والا ! وہ وزراء ایجنسیوں اور کمیشنوں تک نہیں رہتی بلکہ جو شخص جتنے منصب پر فائض ۔ جس کرسی پر فائض ہے ۔ جس کرسی پر بیٹھا ہوا ہے ۔ وہ اپنی جگہ مطلق العنان فرعون بننے کی خواہش کرنے لگتا ہے ۔

جناب والا ! دوسرا بڑا سرچشمہ معیشت ہے جہاں سے سماجی برائیاں پھوٹتی ہیں ۔ جناب والا ! جب لوگوں کو کھانے کے لئے نہیں ملتا ۔ عورتیں جو پاکباز مائیں اور بہنیں ہیں وہ عصمتیں بیچنے پر مجبور ہو جاتی ہیں ۔ جناب والا ! 1947ء کے فسادات میں دیکھا ہو گا ۔ یقیناً وہ ظلم و ستم ہمارے دشمنوں نے ڈھایا تھا لیکن بھوک کے دشمن کے غلبے میں مائیں اپنے بچے بھی اپنے قافلے میں پیچھے چھوڑ جاتی ہیں ۔ جناب والا ! یہ بھوک ایک ایسی بڑی مصیبت ہے ۔ ایک ایسی بڑی بری بلا ہے کہ خدا نے قرآن حکیم میں اہل ایمان کے لئے اس بات کو ایک نعمت قرار دیا ہے کہ انہیں بھوک سے ۔ حزن و ملال سے نجات دی جائے ۔ جناب والا ! جب معاشرے میں بھوک ہو اور بھوک اس وقت ہوتی ہے جب معاشرے میں انصاف اور مساوات نہ ہو ۔ جب معاشرے میں کچھ لوگوں کے پاس تو بہت کچھ ہو اور بہت لوگوں کے پاس کچھ بھی نہ ہو ۔ تو پھر معاشرتی برائیوں مثلاً چوری چکاری ۔ ڈاکہ ۔ عصمت فروشی وغیرہ ۔ ان سب کی ایک فصل اگنے لگتی ہے ۔ میرے فاضل دوست جنہیں ان سماجی برائیوں سے بہت زیادہ تکلیف ہے اور ہمیں بھی ہے ۔ لیکن ایک حقیقت پسند انسان کی طرح ہم ان سماجی برائیوں کو ان objective conditions سمجھتے ہیں ۔ ہم سمجھتے ہیں کہ یہ وہ حالات ہیں جن میں آج خدا نے ہمیں پیدا کیا ہے ۔ اس لئے ہم ان سے آنکھیں بند نہیں کر سکتے لیکن اس سے ایک اور طریقے سے بھی آنکھیں بند کی جاتی ہیں ۔ وہ اس طرح سے کہ یہ سماجی برائیاں ہمیں اپنے وجود سے باہر تو نظر آتی ہیں لیکن اپنے وجود کے اندر نظر نہیں آتیں ۔ جب ایک ایسا شخص یہاں کھڑا ہو کر سماجی برائیوں کے خلاف بات کرتا ہے جس نے خود اس قوم

کی وافر دولت کو اپنے ہاتھوں میں سمیٹا ہوا ہوتا ہے ۔ جب وہ کئی لوگوں کے رزق پر قبضہ کر کے بیٹھا ہوا ہوتا ہے ۔ جب وہ خود آرام کی زندگی چاہتا ہے اور جب وہ ہمیں یہ وعظ دیتا ہے کہ یہ لوگ جنہوں نے روٹی ۔ کپڑے اور مکان کا نعرہ لگایا اور اتنی بڑی جسارت کی کہ وہ بات جو خالصتاً خدا وند کریم کے احاطہ قدرت میں تھی ۔ جو صرف اس کا حق تھا کہ وہ کس کو روٹی دیتا یا نہ دیتا ۔ وہ آیات کی تلاوت فرماتا ہے اور کہتا ہے کہ دیکھئے خدا نے فرمایا ہے کہ میں بارش برساتا ہوں اور میں پانی دیتا ہوں ۔ چاہوں تو دوں چاہوں تو نہ دوں ۔ بات وہ پانی کی کرتا ہے اور اعتراض ہمارے روٹی ۔ کپڑے اور مکان پر کرتا ہے ۔ ہاں ۔ پانی ، ہوا اور اس طرح کی چیزیں خدا نے اپنے ہاتھ میں رکھی ہیں لیکن جہاں تک روٹی ۔ کپڑے اور مکان کا تعلق ہے وہ حکومت وہ ملک اور مملکت جو خدا کے نام پر قائم ہوئی ہے یہ اس کا فرض ہے اور وہ خلافت جو خدا کے نام پر قائم کی جائے خواہ وہ ایک جمہوری حکومت کی صورت میں ہو یا پرانے معنی میں ایک خلافت ہو ۔ اس کا فرض ہے کہ وہ اس ربوبیت کا فریضہ اپنے ذمے لے جس کا خدا وند کریم نے قرآنی آیات میں اشارہ کیا ۔ جب اس نے " انی جاعل فی الارض خلیفۃ " کہا ۔ اس میں خدا وند کریم نے اپنے لئے جو الفاظ استعمال کئے اور قرآن میں جہاں بھی خدا وند کریم نے اپنے لئے کوئی صفت استعمال کی تو اس کا ایک خاص مطلب ہے ۔ اس مقام پر بھی خدا نے اپنے لئے رب کا لفظ استعمال کیا ۔ جناب والا ! انسان کی خلافت صرف ایک چیز میں ہے کہ جب انسان اس دنیا میں انسانوں پر ایک خلافت قائم کرتا ہے ۔ ایک مملکت قائم کرتا ہے ۔ ایک نظام حکومت قائم کرتا ہے تو وہ اس وقت تک خدا کا خلیفہ ہے جب تک وہ خدا کی شان ربوبیت کا امین ہے ۔ جناب والا ! یہ حکومتوں کا فرض ہے ۔ یہ مملکتوں کا فرض ہے کہ وہ دیکھیں کہ ان کے لوگوں کی ربوبیت ہوتی ہے کہ نہیں اور اسی بات پر حکومتوں کا اور اہل حکمران کا محاسبہ خدا وند کریم کی عدالت میں ہو گا ۔ اس لئے ہم اپنے اس فریضے سے ان معنوں میں غفلت برتنے کے لئے تیار نہیں بلکہ یوم حشر کے منتظر ہیں اور اسے یاد کرتے ہیں ۔ ہمیں علم ہے کہ خدا نے ۔ جس نے ہمیں اس مقام پر فائز کیا ہم اس کے بندوں کی خوش دلانہ تائید سے حکومت کے منصبوں پر فائز ہیں تو ہم اس لمحے کے

لئے تیار ہیں کہ خدا ہم سے یہ پوچھے کہ بتاؤ جب تمہیں مسند دی گئی تھی تو تم نے اس ربوبیت کا کیا حق ادا کیا تھا۔

جناب والا! اگر مخدوم زادہ صاحب کی طرف سے اسی طرح کی حکمت عملی پیش کی جاتے تو حضرت عمر فاروقؓ کبھی یہ نہ کہتے کہ میرے سر کے بال اس لمحے کی یاد میں سفید ہوگئے ہیں جب مجھے یہ یاد آتا ہے کہ حشر کو خدا مجھے پوچھے گا کہ تمہارے دور حکومت میں دجلہ اور فرات کے کنارے ایک کتا بھوک اور پیاس سے مر گیا۔ مجھے اس کا بھی جواب دینا ہوگا۔ جناب والا! اگر حکمران اس بات کے پابند نہ ہوتے کہ وہ جواب دہ ہیں کہ ان کی مملکت میں لوگوں کو روٹی کپڑا اور مکان مل رہا تھا یا نہیں تو عمر فاروقؓ کو کبھی اپنے سر کے بال سفید کرنے کی ضرورت پیش نہ آتی۔ اس لئے ہمارا یہ فریضہ ہے۔ خداوند کریم نے ان لوگوں کو یہ فریضہ دیا ہے جو حکومت کے منصب پر ہیں اور ہم اس فریضے کے ادا کرنے میں انشاء اللہ کبھی کوئی کوتاہی نہیں برتیں گے۔

جناب والا! یہی وجہ ہے کہ اس بات کی پابندی محسوس کرتے ہوئے۔ ہم نے ان تمام وسائل رزق کو جن کی تقسیم آج تک غلط انداز میں ہوتی رہی اور جس کی وجہ سے کچھ آقا بن گئے اور کچھ بندے رہ گئے۔ جناب والا! جس کی آج یہ کیفیت ہے کہ جیسے سورۃ القصص میں خدا نے یہ فرمایا کہ یہ فرعون زمین پر بڑا بن بیٹھا۔ اس نے زمین پر طبقات پیدا کر دئے۔ اہل زمین کو طبقات میں بانٹ دیا۔ کچھ اوپر آ گئے اور کچھ نیچے ہوگئے اور خدا نے کہا کہ اب ہم نے بھی ارادہ کر لیا ہے کہ جو لوگ زمین پر پس ماندہ رہے۔ جو زمین پر نیچے رکھے گئے۔ جن کو زمین پر کمزور کر دیا گیا اب ہم ان کو اوپر لائیں گے اور انہیں زمین کی امانت بخشیں گے۔ جناب والا! یہی آج کے دور کا ایک انقلابی پیغام ہے۔ آج پھر وہی وقت ہے اور اس وقت میں ہم اسی پیغام کے امین ہیں۔ ہم بھی یہی چاہتے ہیں کہ جنہیں زمین میں کمزور کر دیا گیا ہم انہیں اوپر لائیں اور بالآخر انہیں اس زمین کی امانت بخشیں۔

(نعرہ ہائے تحسین)

جناب والا ! ابتدا میں تمام تبدیلیاں تکلیف لاتی ہیں ۔ میں کہتا ہوں کہ بھلائے سے زیادہ کوئی چیز مشکل نہیں اور باہر انقلاب لانے سے پہلے اندر انقلاب لانا ضروری ہے اور اگر میں اور آپ اپنے گریبانوں میں جھانکیں تو ہم جن کے اب سر سفید ہو رہے ہیں اور جنہوں نے بہت کوشش کی ہوگی کہ اپنے آپ کو بدل لیں ۔ جناب والا ! اپنے آپ کو بدلنے سے زیادہ انسان کے لئے کوئی اور مشکل کام نہیں ۔ انسان جو ایک physical reality بھی ہے ۔ جو ایک جسم کا بھی مالک ہے وہ اکثر و بیشتر اپنی خواہشات کا اسیر رہتا ہے ۔ جناب والا ! انسان کو اس کی خواہشوں کے دائرے سے نکالنا ۔ انسان کو اس کی اپنی محبت اور اپنی ملکیت کے احساس سے نکالنا ۔ اس کو اس خیال سے نکالنا یہ میرا حق ہے ۔ میں اسے دوسروں کے لئے کیوں دے دوں یہ کوئی آسان کام نہیں ۔ جناب والا ! اس دنیا میں اس کائنات میں نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم سے بڑا کوئی انقلابی پیدا نہیں ہوا ۔ جتنی بڑی تبدیلی اسلام کی صورت میں روئے زمین پر واقع ہوئی اس سے بڑی انقلابی تبدیلی نہ کبھی ہوئی نہ ہوگی ۔ جناب والا ! وہ تبدیلی بھی کتنے دن قائم رہی جو نبی کریم اور دور اصحابہ میں برپا کی گئی ۔ کتنی جلدی اسلام کی لائی ہوئی خلافت ملوکیت میں بدل گئی ۔ جناب والا ! انسان کا بدلنا اور اس کا بدلے رہنا آسان ہوتا تو آج تاریخ جداگانہ ہوتی ۔ انسان کو بدلنے اور مسلسل بدلتے رہنے کی ضرورت ہے ۔ اس لئے میرے وہ فاضل دوست جو یہ سمجھتے ہیں کہ ایک انقلابی تبدیلی ہتھیلی پر سرسوں جمانے کے مترادف ہے ۔ جناب والا ! ایسا ہرگز نہیں ۔ انقلاب ایسے نہیں آیا کرتے ۔ تیرہ سال تک نبی کریم ﷺ الرسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم مکے کی گلیوں میں اپنے لوگوں کو اس انقلابی تبدیلی کا پیغام دیتے رہے جو ان کی زندگی بدلنے کے لئے خداوند کریم نے انہیں ایک امانت کے طور پر دیا تھا ۔ جناب والا ! کیا لوگ بدل گئے ۔ کیا وہ لوگ جو رسول کی اپنی قوم میں سے تھے ۔ اس رسول کی بات کو مان گئے ۔ جو اپنے قول کے متعلق فصیح ترینوں سے فصیح ترین تھے اور جو قرآن کے مطابق اپنے حواس سے ، اپنی خواہش سے کچھ بھی نہیں کہتے تھے ۔ وہ جو کچھ کہتے تھے خداوند کریم اور روح الامین کی تائید سے کہتے تھے ۔ جناب والا ! کیا اس نبی کریم کے کہنے سے جنہوں نے کہا کہ میں آپ سے کوئی اجر نہیں

مانگتا ۔ میرا اجر تو میرے خدا کے پاس ہے ۔ کیا اس کی قوم کے لوگ تبدیل ہو گئے ؟ تیرہ سالوں میں کتنی تبدیلی آئی ۔ جناب والا ! پھر جب تیرھواں سال لگا تو حضور اپنے ایک صاحب صدیق اکبر رض کی ہمراہی میں راتوں کو غاروں میں چھپتے چھپاتے جان بچاتے مکے سے مدینے کی جانب ہجرت کرتے ہوئے نظر آتے ہیں اور وہاں جا کر بھی کیا اتنی جلدی تبدیلی آ گئی ۔ نہیں ۔ وہ میرے اور آپ کے آقائے نامدار پیٹ پر پتھر باندھے ہوئے اور خندقیں کھودتے ہوئے نظر آتے ہیں ۔ جہاد کرتے ہوئے نظر آتے ہیں کبھی ایک غزوے میں کبھی دوسرے غزوے میں ۔ کبھی بدر میں خدا سے یہ دعا کرتے ہوئے کہ اے خدا اگر یہ مٹھی بھر انسان آج نہ رہے تو روئے زمین پر تیرا نام لینے والا کوئی نہیں رہے گا اور کبھی احد کے میدان میں اس حالات میں کہ حضور کے چہرہ مبارک سے خون بہہ رہا ہے اور آپ کے دانت شہید ہو چکے ہیں ۔ جناب والا ! کیا اتنی آسانی سے تبدیلیاں آ جاتی ہیں ؟ نہیں ۔ جو لوگ اتنی آسانی سے تبدیلیاں چاہتے ہیں ، وہ در اصل تبدیلی نہیں چاہتے اور جو لوگ یہ سوچتے ہیں کہ تبدیلی اس طرح سے آئے گی جناب والا ! آپ مشرق وسطیٰ کو دیکھ لیں جہاں ایک سے ایک انقلاب روز آتا رہا ۔ فوجی انقلاب بھی آتے رہے ۔ جناب والا ! وہ انقلاب جن کی عوام میں ، عوام کے عقائد میں جڑیں نہ ہوں وہ اس فصل کی مانند ہیں جن کی جانب خدا وند کریم نے کہا تھا کہ وہ اس شجر خبیث کی طرح ہے کہ جب ایک گرم ہوا چلتی ہے اور وہ ریزہ ریزہ ہو کر آندھیوں میں تحلیل ہو جاتا ہے ۔ جناب والا ! وہ انقلاب بھی اس طرح تحلیل ہو جاتے ہیں اس لئے ہم اس انقلاب کے داعی نہیں ۔ ہم جس انقلاب کے داعی ہیں ہم اس کے سرچشموں کو اپنی قوم کے عقائد میں تلاش کر رہے ہیں ہم جس عدل اور احسان کے داعی ہیں ۔ ہم اسے قرآن کریم کی زندہ و پائندہ تعبیر میں تلاش کر رہے ہیں ۔ جناب والا ! اس سلسلے میں ہماری بنیادیں اس عدل اور احسان پر ہیں جس کی جانب ہمارے خدا نے ہمیں حکم دیا ۔ جس کی جانب اس نے امر کیا اور اس لئے ہماری جمہوریت بھی اس سرچشمے سے پھوٹتی ہے ۔ ہم اپنے انقلاب کو اپنے عوام کے عقائد میں اس طرح سے رچا دینا چاہتے ہیں کہ اس کے بعد ان کے لئے اس سے الگ سوچنا بھی ممکن نہ ہو ۔ جناب

والا ! اس لئے ہمیں دیر لگ رہی ہے ۔ اس لئے دیر لگ رہی ہے کہ ہم ایک رہی نئی نسل کو اس بھٹی میں سے کندن بنا کر نکالنا چاہتے ہیں ۔ جناب والا ! ہم پتھیلی پر سرسوں نہیں جانا چاہتے ۔ ہم لوگوں کو اس کا قائل کرنا چاہتے ہیں ۔ اس لئے میرے قائد ، ہماری پیپلز پارٹی کے قائد نے یہ فیصلہ کیا کہ گو ہماری معیشت سوشلزم پر مبنی ہوگی لیکن ہماری سیاست جمہوریت پر مبنی ہوگی ۔ کیونکہ ہمارے خدا نے حکم دیا ہے کہ تم اپنے قومی باہمی اجتماعی معاملات میں باہم مشورہ کر لیا کرو ۔ مشورے ہمارے اصول اور جمہوریت کی بنیاد ہیں ۔ جناب والا ! ہم تو خود سوشلزم جمہوری طریقے سے لائے ہیں ۔ جب تک عوام کی اکثریت ، مسلمان عوام کی اکثریت ہماری ان سوشلسٹ اصلاحات پر ہمارے ساتھ تائید نہیں کرتی ، سوچ نہیں لیتی ہم کوئی قدم نہیں اٹھاتے ۔ جناب والا ! اس لئے ہم جو انقلاب لا رہے ہیں ہم اس کی ایک ایک سٹیج اور ایک ایک منزل کو عوام کے عقائد اور ان کی رائے سے سیراب کرتے ہوئے آگے بڑھ رہے ہیں ۔ ہم اپنے انقلاب کی جڑیں لگا رہے ہیں ۔ جناب والا ! ہم ایک مکسر مالی کی طرح ایک انقلاب کا پودا بو رہے ہیں ۔ ہم یہ نہیں کہتے کہ ہم نے راتوں رات انقلاب برپا کر دیا ہے ۔ ہاں انقلاب برپا کیا ہے 1970ء میں ، جب ہم نے عوام کی خواہشات اور امنگوں کے مطابق تبدیلی کی ۔ علامہ اقبال کی بات یاد کیجئے جب اس نے کہا تھا کہ میری دعا ہے کہ تیری آرزو بدل جائے ۔ انقلاب صرف اتنا جو فوری آیا کہ لوگوں کی آرزو کو ہم نے بدل دیا ۔ لیکن جناب والا ! اس آرزو کے مطابق جو عمل ہم کر رہے ہیں وہ لمحہ بہ لمحہ ، قدم بقدم آگے بڑھتے ہوئے ہو رہا ہے اور ایک قدم ہم اس وقت تک نہیں اٹھاتے ہیں جب پہلا قدم زمین پر مضبوطی سے گاڑ نہیں لیتے ہیں ۔ اس لئے میرے وہ دوست جو ہم سے یہ توقع کرتے ہیں کہ ہم کسی چھو منتر سے انقلابی تبدیلی کر دیں گے ، ہم اس کے قابل نہیں ہیں ۔ ہم یہ معجزہ کرنے کے لئے تیار نہیں ہیں ۔ یہ معجزے انسان کر سکتا ہے ۔ معجزے خدا کے بندوں کے راستے کی ٹھوکر ہیں ۔ معجزے انسان کیا کرتے ہیں ۔ لیکن جب ہمارے نبی سے لوگوں نے معجزے مانگے تو حضور نے انکار کر دیا کہ میں اس طرح کے معجزے نہیں لاؤں گا کہ یہ کر دیں اور وہ کر دیں ۔ بادل کا سایہ ہو اور آپ کے پاس یہ چیز ہو ۔ نہیں ، رسول پاک کا معجزہ یہ

ہے کہ انہوں نے قرآن حکیم پوری امانت کے ساتھ اپنی قوم کو دے دیا اور اس پر عمل کر کے دکھایا ۔ انہوں نے اپنا اسوہ حسنہ ہمارے لئے چھوڑا جو ان کا سب سے بڑا اور واحد معجزہ ہے ۔

جناب والا ! ہم عمل سے یہ معجزہ کریں گے ۔ لیکن اگر کوئی یہ سوچتا ہے کہ اس طرح کے معجزوں سے انقلاب آ جاتے ہیں ، وہ استقلال پا جاتے تو یہ خام خیالی ہے ۔ اپنے ہمسایہ ملکوں میں دیکھیں ۔ چین میں انقلاب 1949ء میں آیا لیکن آج بھی وہ اس بارے میں یہ نہیں کہتے کہ انقلاب مکمل ہو گیا ۔ آج بھی ان کے ہاں ایک ثقافتی انقلاب پچھلے دنوں شروع ہوا ہے ۔ اس کو انہوں نے کیوں شروع کیا ؟ وہ جانتے ہیں کہ انقلاب انسان کو تبدیل کرنے کا نام ہے اور انسان جس کے اندر ایک نفس بھی لگا دیا ہے وہ واپس برائی کی جانب بھی پلٹ جاتا ہے اس لئے انسان کو بار بار بدلنے کی ضرورت ہے ، بدلتے رہنے کی ضرورت ہے ۔ جناب والا ! ہم بھی ایک پائیدار اور مستقل انقلاب کے داعی ہیں ۔ ہم اس انقلاب کو اپنے نظریات اور اپنے عقائد میں لا رہے ہیں ، اپنے اعمال میں بھی لا رہے تھے ۔ پنجاب کی حکومت نے 1972ء میں جو کچھ بھی کیا ۔ اس کی صحیح معنویت صرف اس قدر ہے کہ ہم نے اپنے ملک ، اپنے صوبے ، اپنے عوام اور اپنے علاقوں کی ضروریات کو سمجھا اور ان کے مطابق ایسی پالیسیاں بنائیں ، ان پر عمل کا آغاز کیا ۔ آغاز ہو چکا ہے ۔ جناب والا ! کونپل پھوٹ چکی ہے ۔ اندھیرے افق پر ایک امید کی کرن نمودار ہو چکی ہے ۔ اگر آپ نے اور ہم نے سر جوڑ کر سوچا اور اس پر عمل کیا اور ہمارے وہ ہاتھ جو خدا نے محنت کرنے کے لئے دئے تھے لیکن آج تک صرف کھانے کے لئے استعمال ہوتے رہے ، اگر وہ دو ہاتھ بر سر کار آ گئے تو ہم امید کرتے ہیں اور آپ کو امید دلاتے ہیں کہ آنے والے دنوں میں ہمارا حال پہلے سے بہتر ہوگا اور اس امید پر میں اپنی ان گزارشات کو ختم کرتا ہوں ۔

(نعرہ ہائے تحسین)

Mr. Speaker : The debate on the Principles of Policy for the year 72 now concludes.

Haji Muhammad Saifullah Khan: There is a right of reply.

Mr. Speaker : The motion to bring it under discussion was not disputed. There is no right of reply. If the objection had been taken, then there would be a right of reply. They agreed to this.

ضلع رحیم یار خان کے غیر تربیت یافتہ اساتذہ کی بحالی سے متعلق مجلس مواعید کی رپورٹ کا زیر بحث لانا

مسٹر سپیکر : حصہ اول ۔ مجلس مواعید کی رپورٹ ۔ حاجی محمد سیف اللہ خان ۔

حاجی محمد سیف اللہ خان : جناب والا ! میں یہ تحریک پیش کرتا ہوں !

کہ ضلع رحیم یار خان کے غیر تربیت یافتہ اساتذہ کی بحالی سے متعلق مجلس مواعید کی رپورٹ کو زیر بحث لایا جائے ۔

مسٹر سپیکر : تحریک پیش کی گئی ہے :

کہ ضلع رحیم یار خان کے غیر تربیت یافتہ اساتذہ کی بحالی سے متعلق مجلس مواعید کی رپورٹ کو زیر بحث لایا جائے ۔

Minister for Education : I oppose it.

Mr. Speaker : Should I put it to the vote.

Haji Muhammad Saifullah Khan : Never Sir. I have to speak on that as a whole. If they would like, they may speak and after that I would like to speak. If they don't like to speak then I shall open this.

Mr. Speaker : I hope that you understand the scope of debate on this point.

حاجی محمد سیف اللہ خان : Yes Sir, اور جناب والا ! یہ بھی میں آپ کو بتا دوں کہ یہ رپورٹ کمیٹی کے پاس پیش ہوئی ہے اور اس پر بحث کی اجازت کی ضرورت ہی نہیں ہوتی بلکہ یہ رپورٹ از خود زیر بحث آیا کرتی ہے اور یہ اس ایوان کا حصہ پہلے ہی بن چکی ہے ۔

مجھے سمجھ نہیں آتی کہ اس کو سوال کی شکل میں کس طرح پیش کیا جا رہا ہے ۔

Then what is the use of the Committee's Report ?

Mr. Speaker : It is upto the House. You may ask the members of the House.

Haji Muhammad Saifullah Khan : Never. There is no need of such permission. The matter is already under consideration.

Mr. Speaker : If the provision is to the effect that this report will automatically become a motion, then it will come before the House. If it comes as a motion then it can be opposed.

Haji Muhammad Saifullah Khan : It has come before the House.

Mr. Speaker : And it will be discussed.

Haji Muhammad Saifullah Khan : Has some new procedure been adopted ? The Report of the Committee has come before the House and that is to be discussed,

Mr. Speaker : That is your own view but the procedure is that if there is a motion, it can be disputed. They may not like to dispute that or oppose that but if there is a motion then every member is entitled to oppose it.

Haji Muhammad Saifullah Khan : They have a right. I don't say they don't have a right.

اگر یہ سکوپ آج میرا رکھیں کہ آج صرف اس چیز کو کرنا ہے کہ مجھے بحث کرنے کی اجازت دی جائے تو وہ نہیں ہے - اس کا سکوپ یہ رپورٹ ہی discuss ہو گی -

مسٹر سپیکر : نہیں یہ کس طرح ہو گی ؟

حاجی محمد سیف اللہ خان : جناب والا ! جس طرح بل کرتے ہیں کہ

That it should be brought into consideration.

مسٹر سپیکر : ابھی تو آپ نے ہاؤس کو اس بات پر قائل کرنا ہے کہ اس رپوورٹ کو زیر بحث لانے کے حق میں ہاؤس فیصلہ دے -

It may not oppose it.

Haji Muhammad Saifullah Khan : I have to discuss all the pros and cons.

Mr. Speaker : That I can't allow.

Haji Muhammad Saifullah Khan : This is the procedure for Bills.

مسٹر سپیکر : آپ میری بات سنیں - آپ نے ان کو اس بات پر قائل کرنا ہے کہ جناب دیکھیے یہ ایوان جو ہے اس نے ایک کمیٹی مقرر کی - اب یہ ایوان کی کمیٹی ہے یہ اس کی رپورٹ ہے اور آج آپ اس کو consider کرنے سے انکار کرتے ہیں that would be the argument یہ نہیں کہ رپورٹ میں یہ لکھا ہوا ہے اس لئے آپ اس کو consider کریں -

Haji Muhammad Saifullah Khan : When a Bill is presented in the House, all the principles of the Bill are discussed. It is said that so and so Bill, as reported by the Standing Committee, should be considered atonce. This is the motion before the House that it should be considered at once and on that we discuss the principles of that very Bill.

مسٹر سپیکر : نہیں یہ نہیں ہوتا کہ اس کو فوری طور پر زیر بحث لایا جائے ۔ یہ ہوتا ہے کہ اس کو consider کرنا کیوں ضروری ہے ۔

Haji Muhammad Saifullah Khan : This is the motion which I have moved that the report of the Committee should be considered at once.

مسٹر سپیکر : اس میں مختلف پوائنٹس ہوتے ہیں ۔ اس میں ہوتا ہے کہ consider تو یہ ضرور ہونی ہے لیکن فوری طور پر کیوں ہو

The motion is actually within first part of it.

کہ اس کو زیر بحث لایا جائے ۔ تو اس میں یہ ہوتا ہے کہ زیر غور تو لائیں گے لیکن اس کو فوری طور پر زیر غور کیوں لایا جائے فوری

There the emphasis is on

حاجی محمد سیف اللہ خان : اس کے جناب دو پورشن ہوتے ہیں ایک.....

مسٹر سپیکر : پریکٹس کی بات ہے کہ اس کو oppose نہ کریں اور اس کو out-right جو ہے وہ ہو ۔

حاجی محمد سیف اللہ خان : oppose انہیں کرنا پڑتا ہے جس طرح ہم بل کو oppose کرتے ہیں تو پورشن دو بن جاتے ہیں ۔ ایک تو اس کو discuss کیا جاتا ہے پھر منظوری کی موشن کی جاتی ہے کہ اس کو منظور کیا جائے

Discussion is started on the opposition of that very motion. Then we start discussing merits and then it is brought for authentication.

Mr. Speaker : The position with regard to Bills is quite different.

اس کی تین readings ہوتی ہیں ۔

حاجی محمد سیف اللہ خان : readings تو بل کی ہوتی ہیں ۔

It is the report of the Committee that is to be discussed and decided by the House.

Mr. Speaker : Where is that provision ? Let us see it.

حاجی محمد سیف اللہ خان : کمیٹی کے لئے تو پروویژن جو ہے وہ یقین دہانیوں کی ہے ۔

Mr. Speaker : Which is a motion that has been moved by a member ? This motion does not related to a Bill presented in the House and there is a provision which relates to the motion moved by a Member.

Haji Muhammad Saifullah Khan : And where there is no such provision then the Speaker.....

Mr. Speaker : That provision should apply to every motion.

Haji Muhammad Saifullah Khan : There is a specific provision for privilege motion but where there is no such specific provision ?

مسٹر سپیکر : دیکھئے اس میں پوزیشن یہ ہے کہ اگر وہ آپ کو oppose کر رہے ہیں تو آپ کو ہاؤس کو قائل کرنا پڑے گا ۔

حاجی محمد سیف اللہ خان : میں بھی یہی کہہ رہا ہوں ۔

مسٹر سپیکر : مگر آپ تو یہ کہتے ہیں کہ یہ موشن جو ہے اسی پر مسئلہ زیر بحث آ جائے ۔

حاجی محمد سیف اللہ خان : جناب والا ! یہ بتانا پڑے گا کہ موشن ہے کیا ۔ میں مالگ کس چیز کی اجازت رہا ہوں ۔

مسٹر سپیکر : نہیں اس میں آپ تو یہ کہیں گے کہ اس کو کیوں زیر بحث لایا جانا ہے

You will tell the subjects but not the merits and demerits of the report.

Haji Muhammad Saifullah Khan : Yes, I fully understand that.

جناب والا ! سٹینڈنگ کمیٹی کی یہ رپورٹ جو حکومت کی ایک یقین دہانی کے سلسلے میں.. ....

مسٹر سپیکر : آپ oppose کر رہے ہیں اس کو ؟

وزیر تعلیم : Consideration کو oppose نہیں کر رہے -

Mr. Speaker : Consideration is not being opposed.

Haji Muhammad Saifullah Khan : Not being opposed ? Thank you, Sir.

مسٹر سپیکر : اچھا جی اب ایوان کے سامنے سوال یہ ہے :

کہ ضلع رحیم یار خان کے غیر تربیت یافتہ
اساتذہ کے متعلق مجلس مواعید کی رپورٹ کو
زیر بحث لایا جائے -

جو اس کو زیر بحث لانے کے حق میں ہیں وہ ہاں کہیں -

آوازیں : ہاں -

مسٹر سپیکر : جو اس کو زیر بحث لانے کے خلاف ہیں وہ نہ کہیں

آوازیں : نہ -

مسٹر سپیکر : میرے خیال میں فیصلہ ہاں والوں کے حق میں ہے -

شیخ عزیز احمد : فیصلہ نہ والوں کے حق میں ہے -

مسٹر سپیکر : میرے خیال میں تو فیصلہ بڑا واضح تھا - اچھا جو اس کو زیر بحث لانے کے حق میں ہیں وہ اپنی سیٹوں پر کھڑے ہو جائیں گنتی کی گئی.....

جو اس کو زیر بحث نہیں لانا چاہتے وہ اپنی سیٹوں پر کھڑے ہو جائیں گنتی کی گئی :

مسٹر سپیکر : گنتی کے بعد تحریک منظور کی گئی اب یہ زیر بحث کب لائی جائے گی ۔

حاجی محمد سیف اللہ خان : آج جناب ۔ جناب والا ! میں اس معزز ایوان کے نوٹس میں یہ امر لانا چاہتا ہوں کہ آج کی یہ موشن جو اس ایوان میں زیر بحث ہے وہ مجلس مواعید کی رپورٹ کے بارے میں ہے جو حکومت کی یقین دہانیوں کے سلسلے میں اس ایوان میں پیش کی گئی ہے ۔ جناب والا ! آپ پارلیمانی تاریخ اٹھا کر دیکھ لیں آپ تمام آزاد اور جمہوری دنیا کے precedents اٹھا کر دیکھئے تو آپ کو ایک بھی مثال ایسی نظر نہیں آئے گی کہ کسی بھی حکومت کی کرائی گئی یقین دہانی پوری نہ ہو اور اس کے بارے میں یہ ضرورت لاحق ہو کہ اس یقین دہانی کو پورا کرانے کے لئے مجلس مواعید کی سفارش کے باوجود یہ ضرورت لاحق ہو کہ اس کو پورا کیا جائے ۔ جناب والا ! اس سلسلہ میں میں کوئی نیا مطالبہ نہیں کر رہا ۔ نئی چیز حکومت سے نہیں مانگ رہا بلکہ ان کے ایفائے عہد کی یاد تازہ کرا رہا ہوں ۔ جس کی اہمیت اسلام میں بھی ہے ۔ وعدہ کا ایفاء میں سمجھتا ہوں ہر مہذب معاشرہ اور بالخصوص ہمارے اسلام میں ایمان کی حد تک اس کو قرار دیا گیا ہے اور یہی وجہ ہے کہ ان ایوانوں میں جمہوری روایات میں پارلیمنٹری تاریخ میں حکومت کی جانب سے جب بھی کوئی یقین دہانی کرائی جاتی ہے پھر اس کا کوئی جواز باقی نہیں رکھا جاتا کہ اس ایوان کا کوئی فاضل رکن اس یقین دہانی پر اعتماد نہ کرے یا اس کو چیلنج کرے یا اس وقت جب وہ یقین دہانی کرائی جا رہی ہو یہ کہے کہ مجھے فلاں وزیر پر اعتماد نہیں ہے ۔ یہ غلط بیانی کر رہا ہے یہ وعدہ کو پورا نہیں کرے گا ۔ یہی حال جناب والا! اس تحریک کا ہوا جو میں نے 30 جون 1974ء کو اس ایوان میں ایک تحریک التوائے کار کے سلسلے میں پیش کی تھی اور میری تحریک التوائے کار یہ تھی کہ ضلع رحیم یار خان کے سینکڑوں اساتذہ کو مورخہ 74-1-9ء کو بلاوجہ اور بغیر کسی قصور اور نوٹس کے ملازمت سے فارغ کر دیا گیا ہے اور اس طرح سینکڑوں خاندان بے روزگاری کا شکار ہو کر نان شبینہ سے محروم ہو گئے ہیں ۔ جب کہ حکومت پنجاب نے واضح اعلان کیا تھا کہ غیر تربیت یافتہ اساتذہ کو ان کی ملازمت سے فارغ نہیں کیا جائے گا مگر اس واضح یقین دہانی

کے باوجود اساتذہ کو علیحدہ کر دیا گیا اور ان میں بیشتر اساتذہ ایسے ہیں ہیں - جن کی عمریں پچیس سال سے زیادہ ہو چکی ہیں اب وہ کسی سرکاری محکمہ میں ملازمت بھی نہیں کر سکتے - مزید برآں ایسے اساتذہ کے لئے پی - ٹی - سی - میں داخلے کا بھی کوئی انتظام نہیں کیا گیا اور اس صورت حال سے عوام میں سخت اضطراب - بے چینی اور شدید غم و غصہ پایا جاتا ہے -

جب میری یہ تحریک التوائے کار اس ایوان میں پیش ہوئی اور یہ جناب بھی جانتے ہیں کہ تحریک التوائے کار حکومت کی کارکردگی کے متعلق ہوا کرتی ہے حکومت کے کارنامے کے متعلق ہوا کرتی ہے حکومت کے کسی ایکشن کے متعلق ہوا کرتی ہے جب میری تحریک التوائے کار پیش ہوئی تو اس وقت حکومت کی جانب سے یہ یقین دہانی کرائی گئی کہ "جناب والا ! موجودہ حکومت کی یہ پالیسی ہے کہ غیر تربیت یافتہ اساتذہ کو بھی ان کی ملازمت سے علیحدہ نہیں کیا جائے گا - جناب حاجی سیف اللہ صاحب اپنی تحریک التوائے کار میں حکومت کے نوٹس میں یہ چیز لائے ہیں کہ ضلع رحیم یار خان کے کچھ اساتذہ کو ان کی ملازمت سے علیحدہ کیا گیا ہے ہم ان کے مشکور ہیں اب ان کو ملازمت میں رکھا جائے گا اور بحال کیا جائے گا -"

جناب والا ! یہ تھی وہ یقین دہانی جو حکومت کی جانب سے بغیر کسی بحث کے میری تحریک التوائے کار کے مضمون کو تسلیم کرتے ہوئے کرائی گئی کہ ہمارے نوٹس میں آپ لائے ہیں اور میرا شکریہ بھی ادا کیا گیا کہ آپ نے ہماری سنگین غلطی کی نشاندہی کی ہے اور ہم اس کا ازالہ کریں گے اساتذہ کو بحال کریں گے اور وہ بدستور ملازمت پر قائم رہیں گے - اس طرح جناب والا ! میں نے اپنی اس تحریک التوائے کار کو واپس نہیں کیا اور ان کی اس حقیقت پسندی پر داد دیتے ہوئے ان کا شکریہ ادا کیا -

جناب والا ! آپ کی پارلیمانی تاریخ میں ایسا ایک بھی واقعہ نہیں ہے کہ جہاں حکومت نے یقین دہانی بحیثیت حکومت کے اور بالخصوص ایوان میں کرائی ہو اور پھر اس کو پورا کرنے میں لیت و لعل کرے - یہ یقین دہانی ماضی قریب کی نہیں ہے بلکہ یہ یقین دہانی 30 جنوری 1974ء کو

واضح طور پر کرائی گئی - بغیر کسی پس و پیش کے کی گئی - میری یہ تحریک التوائے کار دس دن پہلے پیش ہوئی تھی - جس پر فاضل وزیر تعلیم نے (اس وقت جناب حفیظ کاردار تھے) کہا تھا کہ جناب ہم چھان بین کے لئے وقت مانگتے ہیں اور جناب والا نے اسے ملتوی کیا - پھر چھان بین کر لی اور 30 جنوری کو اس تحریک التوائے کار پر یہ واضح یقین دہانی کرائی میرے بارہا توجہ دلانے کے باوجود ذاتی طور پر سفارش کرنے کے باوجود کہ یہ یقین دہانی نہ صرف اساتذہ سے تعلق رکھتی ہے بلکہ اس میں ایوان کا وقار بھی شامل ہے کیوں کہ آپ نے ایوان میں یہ یقین دہانی کرائی ہے - اگر آپ اس یقین دہانی کو پورا نہیں کرتے تو پھر آپ کی کوئی بھی یقین دہانی اس ایوان میں قابل قبول نہیں ہو گی اور پھر ہر وہ چیز اور ہر وہ وعدہ جو ایوان میں آپ کرایا کرتے ہیں - جس کی پارلیمانی روایت میں بہت ہی اہمیت ہوا کرتی ہے اور محض ایک وعدہ پر آپ پارلیمانی روایت کو برقرار رکھتے ہوئے موشنز کو رول آؤٹ بھی کیا کرتے ہیں - dispose of کرتے ہیں اور جناب وزیر نے یہ جو یقین دہانی کرائی ہے پھر اس کی کوئی وقعت نہیں رہے گی - پھر وہ یقین دہانیاں جن کی اہمیت اس حد تک قانون میں رکھی گئی ہے کہ آپ نے اپنے ضابطہ کار کی خاص طور پر ایک کمیٹی مقرر کی ہوئی ہے کہ کوئی بھی یقین دہانی جو کوئی وزیر کرائے اور وہ یقین دہانی معقول وقت کے اندر پوری نہ ہو تو پھر وہ مجلس مواعید کو بھیجی جائے - اس سے یہ بات ثابت ہوتی ہے کہ یہ چیزیں ایسی نہیں ہیں کہ ایوان کے وقار سے تعلق رکھتی ہوں یا آئین سے تعلق رکھتی ہوں یا قواعد و ضوابط سے تعلق رکھتی ہوں اور کمیٹی کا کام غور و خوض کرنے سے تعلق نہیں رکھتا بلکہ کمیٹی کا دائرہ بھی محدود کیا گیا ہے کہ کمیٹی بھی صرف یقین دہانی کی حد تک یہ دیکھے گی کہ یہ یقین دہانی پوری ہوئی ہے یا نہیں ہوئی - کمیٹی کو بھی یہ اختیار نہیں ہے کہ وہ یہ فیصلہ دے کہ یہ ہے یا یہ یقین دہانی قابل قبول ہے یا یہ یقین دہانی قابل قبول نہیں ہے - بلکہ اسی حد تک کہ یہ یقین دہانی پوری ہوئی ہے یا نہیں ہوئی ہے - اس کے لئے کمیٹی کے پاس بھیجی جاتی ہے اور اسی لائحہ عمل کو تیار کرتے ہوئے قواعد و ضوابط کی پابندی کرتے ہوئے اور ذاتی طور پر ناکام ہو جانے کے باوجود - ذاتی توجہ مبذول کرانے کے

باوجود کہ آپ اپنے وعدے کا پاس کریں ۔ حکومت کا وعدہ ہے ۔ فرد واحد کا وعدہ نہیں ہے ۔ ایوان میں کیا ہوا وعدہ ہے ۔ یہ کسی سڑک یا چوک میں کیا ہوا وعدہ نہیں ۔ کسی جلسے کا وعدہ نہیں ہے اور قانون کے تحت آپ پر لازم ہے کہ اس کی پابندی کریں مگر وہ نہ کی گئی ۔ جس پر میں نے جناب والا ! قاعدے کے مطابق موشن دی ۔ Assurance Motion دی اور جناب والا نے قواعد و ضوابط کے مطابق وہ موشن مجلس مواعید کے سپرد کر دی ۔ مجلس مواعید نے جناب والا ! یہ رپورٹ کی ہے "محرک نے بیان کیا کہ وزیر کی طرف سے کرائی گئی مذکورہ یقین دہانی پر جہاں تک اساتذہ کی بحالی کا تعلق ہے ۔ عمل درآمد نہیں کیا گیا اس لئے انہوں نے موجودہ تحریک پیش کی ہے ۔ محکمہ تعلیم کے نمائندے نے وضاحت کی" ۔ یہ ایک انوکھی چیز ہے ۔ جناب والا ! وہ بھی ملاحظہ فرمائیں کہ جو ایک افسر کہہ رہا ہے ۔ ایک طرف تو وزیر کی ٹرم یہ ہے جناب والا ! کہ کوئی بھی وزیر کسی قسم کا بیان دے ، بل پیش کرے ۔ وہ حکومت کی جانب سے اور اس کا وہ مجاز ہے اور اگر وزیر یقین دہانی کرائے جس طرح ہوتا رہا ہے کہ جس محکمہ کے متعلق تحریک التوائے کار ہوتی ہے ۔ وہ کسی محکمہ کے خلاف نہیں ہوتی وہ حکومت کے خلاف ہوتی ہے اور جب کوئی وزیر حکومت کی جانب سے اٹھ کر جواب دے تو وہ یقین دہانی حکومت کی جانب سے ہوتی ہے ۔ وزیر صاحب کی یقین دہانی کی تو موشن بھی نہیں ہوتی ۔ وہ حکومت کا سوال ہوتا ہے ۔ مگر اس نمائندے نے فرمایا کہ "مورخہ 20.11.72 کو وزیر تعلیم نے ہدایات جاری کیں تھیں کہ اس کے بعد ڈسٹرکٹ ایجوکیشن افسران غیر تربیت یافتہ اساتذہ کی بھرتی نہیں کریں گے ۔ ضلع رحیم یار خان کے ایجوکیشن افسران نے ان واضح ہدایات کی خلاف ورزی کرتے ہوئے مئی 73ء سے اکتوبر 73ء تک 117 غیر تربیت یافتہ اساتذہ کی تقرری کر دی ۔ لہذا ابتدا میں ان کی تقرریاں بے ضابطہ تھیں" ۔ یہ ہدایات کی خلاف ورزی ہے اور قانون اور قواعد کی کوئی خلاف ورزی نہیں ۔ انہوں نے مزید کہا کہ "مورخہ 22.11.73 کو ڈسٹرکٹ رکروٹمنٹ کمیٹی نے فیصلہ کیا" ۔ جس کے دائرہ اختیار میں بھی یہ فیصلہ کرنا نہیں ہے "کہ ایسے تمام غیر تربیت یافتہ اساتذہ کو مورخہ 1.11.1973 کے بعد فارغ کر دیا جائے اور یہ

اساتذہ تربیت یافتہ پی-ٹی-سی- اساتذہ سے پر کی جائیں - اس فیصلہ پر عمل درآمد کرتے ہوئے 127 غیر تربیت یافتہ اساتذہ کی ملازمتوں کو ختم کر دیا گیا اور ان کی جگہ تربیت یافتہ اساتذہ کو مقرر کر دیا گیا ہے - ڈسٹرکٹ ایجوکیشن افسر نے غیر تربیت یافتہ اساتذہ کو مقرر کر کے حکومت کے واضح احکامات کی خلاف ورزی کی ہے اس پر فرد جرم عائد کی جا چکی ہے - مزید برآں انہوں نے دلائل پیش کئے کہ ضلع رحیم یار خان کے اتنی تعداد میں اساتذہ کو بحال کرنے کا share دیگر اضلاع پر ہو گا اور حکومت کے لئے یہ پیچیدہ مسئلہ ہے -"

اس پر جناب والا ! کمیٹی کی یہ ساری چیزیں سننے کے بعد مجلس نے کثرت رائے سے اسمبلی میں اس کو پیش کرنے کا فیصلہ کیا کہ ایوان میں وزیر نے جو یقین دہانی کروائی تھی - اس پر عمل درآمد کیا جائے اور مزید برآں اس امر کی سفارش کرنے کا بھی فیصلہ کیا گیا کہ ضلع رحیم یار خان کے 127 غیر تربیت یافتہ اساتذہ کو فی الفور بحال کر دیا جائے - جناب والا ! کمیٹی کی رپورٹ یہ ہے - حکومت کی یقین دہانی یہ ہے - میری تحریک التوا پر آج اگر حکومت اپنی اس واضح یقین دہانی سے انحراف کرتی ہے تو یقین جانئے کہ عوام کا ان جمہوری اداروں سے اعتماد ختم ہو جائے گا - عوام کا حکومت کے وعدوں سے اعتماد ختم ہو جائے گا - جو اگر حکومت نے اس معزز ایوان میں کئے ہوئے وعدے پورے نہیں کئے - واضح یقین دہانی کو نہیں نبھایا - تو اس حکومت پر کس طرح اعتماد کیا جا سکتا ہے کہ وہ عوام کے مفاد کے تحت کوئی کام کرے گی - ہم نے کوئی جبر نہیں کیا تھا ، ہم نے کوئی تشدد نہیں کیا تھا - 20 جنوری کو میری تحریک التوا" پیش ہوتی ہے - 30 جنوری کو چھان بین کے بعد جواب دیا جاتا ہے کہ ہم ان کو بحال کر دیں گے اور پھر جناب والا ! اس کے بعد لیت و لعل سے کام لیا جاتا ہے - میں سمجھتا ہوں کہ یہ ایک بد نما داغ ہو گا - بد نما دھبہ ہو گا جمہوریت کی تاریخ میں کہ اگر ایک کیا گیا وعدہ جس کی واضح یقین دہانی کروائی گئی اس کو پورا نہ کریں -

پھر ہم اسے انسانی نقطہ نگاہ سے بھی دیکھیں - جناب والا ! کہ اگر ان

کا تقرر نہیں کیا جانا تھا اور غلط تقرر کیا گیا تھا تو میں سمجھتا ہوں اس سے بڑھ کر حکومت کی نا اہلی کا ثبوت اور کیا ہو سکتا ہے کہ جس طرح انہوں نے وضاحت کی ہے کہ ان کی تقرری ہی غلط ہوئی تھی۔ خلاف ضابطہ ہوئی تھی۔ ان میں سے وہ لوگ جو بعض ایک ایک سال سے تقرر شدہ تھے بعض نو نو مہینے سے تقرر شدہ تھے اور وہ سارا سال تنخواہیں وصول کرتے رہے۔ بل ان کے پاس ہوتے رہے ثبوت ان کے پاس ہیں۔ ان کے اپوائنٹ منٹ آرڈر ہوتے بل ان کے آڈٹ ہوتے رہے۔ اس وقت ان پر اعتراض نہیں کیا گیا۔ یہ ہے آپ لوگوں کی اہلیت۔ یہ ہے آپ لوگوں کی کارکردگی کہ ایک سال ایک غلط عمل جو آپ کے کہنے کے مطابق ہے اور جو میرے نزدیک نہیں ہے۔۔۔۔

مسٹر سپیکر : آپ حکومت کی کارکردگی کو زیر بحث لائیں۔

حاجی محمد سیف اللہ خان : جناب والا! انہیں کے محکمہ میں تقرری ہوئی ہے ایک سال اور وہ کہتے ہیں کہ خلاف ضابطہ ہوئی ہے اور پھر سال کے بعد کہتے ہیں کہ ٹھیک ہے اس سے زیادہ نا اہلی اور کیا ہو سکتی ہے۔ بہرحال میرا اس سے کوئی تعلق نہیں۔ کوئی سروکار نہیں۔ میں ان حقائق کی طرف نہیں جاتا۔ میرا تعلق اس ایوان کے وقار سے ہے۔ میرا تعلق پارلیمنٹری تاریخ کی روایات سے ہے اور میں جناب والا! وثوق سے آپ کو کہہ رہا ہوں کہ میں نے شاید ہی کوئی پارلیمنٹری بک چھوڑی ہو۔ جس کا میں نے مطالعہ نہ کیا ہو کہ کسی بھی ایوان میں اس قسم کی کوئی مثال مل جائے کہ کسی حکومت نے ایوان میں یقین دہانی کروائی ہو پھر اس ایوان کو نوبت پیش آئی ہو کہ حکومت نے یقین دہانی پوری نہ کروائی ہو یا اس پر بھی کسی قسم کی کوئی بحث ہوئی ہو یا ہاؤس نے فیصلہ کیا ہو۔ میں وثوق سے آپ کو کہہ سکتا ہوں اپنے علم کی بنا' پر کہتا ہوں کہ پارلیمنٹری تاریخ میں ایک روائیت بھی مجھے ایسی نہیں ملی جس میں یہ ثابت ہو کہ حکومت وعدہ کر کے یقین دہانی کروا کے واضح اعلان کر کے پھر اس سے انحراف کرے۔ اس کا کیا سد باب ہو گا میری تحریک التوا' ہی یہی تھی کہ اس مسئلہ کو زیر بحث لایا جائے مگر وہ مسئلہ محض ان کی یقین دہانی پر

ختم کیا گیا کہ ہم جناب تسلیم کرتے ہیں اپنی غلطی کو اور ہم انہیں بحال کر رہے ہیں ۔ اس پر جناب والا ! میں نے اپنی موشن واپس کر لی ۔ اس سے بڑھ کر اور کیا پارلیمنٹری فریب ہو سکتا ہے کہ ایک طرف مسئلہ پیش ہو ۔ جب مسئلہ پیش ہو تو یقین دہانی کروا کر اس کو اس طرح سے ختم کر دیا جائے اور جب وہ ختم کر دیا جائے پھر جب اس پر عمل درآمد کے لئے کہا جائے تو پھر جواز پیدا کئے جائیں کہ ہم کریں گے یہ نہیں کریں گے ۔ میرے نزدیک جناب والا ! اس سے بڑھ کر اور کوئی برا فعل نہیں ہو گا ۔ اگر اس تحریک کو آپ اس مجلس مواعید کی روشنی میں دیکھیں کہ اس کے ممبران کی تمام تر اکثریت ما سوائے ایک کے حکومتی پارٹی سے تعلق رکھتے ہیں ۔ ان ہی کی قائم کردہ مجلس مواعید کے تمام تر ممبروں کے مطابق یہ درست ہے ۔ یہ صحیح ہے اور یہ وعدہ پورا ہونا چاہئے اس میں ایوان کے وقار کا سوال ہے حکومتیں اپنے وعدوں پر بڑی سے بڑی قربانیاں دے دیا کرتی ہیں حکومتیں اپنا وعدہ نبھانے کے لئے اپنا تخت و تاج تک چھوڑ دیا کرتی ہیں ۔ یہ تو ایک معمولی سی چیز ہے ۔ یہ ایک حق مانگا جا رہا ہے ان غیر تربیت اساتذہ کا جن بیچاروں کو بغیر کسی وجہ کے نکال دیا گیا ۔ انہیں بھرتی بھی کیا گیا لیکن اب یہ خیال تک نہیں کیا جا رہا کہ وہ بیچارے over age ہو گئے ہیں ۔ ان کو تو اب کسی ادارے میں داخلہ تک نہیں ملے گا ۔ ٹریننگ حاصل نہیں کر سکیں گے ۔ ملازمت نہیں کر سکیں گے ۔ کیا دشمنی تھی آپ کو ان سے ؟ آپ کے غلط فعل کا وہ خمیازہ کیوں بھگتیں اس ایوان کے وقار کے پیش نظر ، جمہوریت کی بقا کے لئے ۔ اپنی ساکھ کو قائم رکھنے کے لئے اور اس ایوان میں اس مجلس مواعید کو قائم رکھنے کے لئے میں آپ سے استدعا کرتا ہوں کہ اگر جناب والا ! مجلس مواعید کی سفارش اور مجلس مواعید کی چھان بین کے بعد بھی یہ فیصلہ حکومت کر دیتی ہے اور حکومت مصر ہوتی ہے کہ ہم ان کو بحال نہیں کرتے تو پھر میں کہوں گا کہ اس ایوان کی بھی ضرورت نہیں ہے ۔ ان مجالس کی بھی پھر کوئی ضرورت نہیں ہے حکومت کو پھر مارشل لا' لگانے کی اجازت ہے ۔ اپنی مرضی سے جو چاہے کرے ان ایوانوں کی وہ پابند نہیں ہے اور ان ایوانوں میں کرائی گئی یقین دہانی کی کوئی وقعت نہیں ہے ۔ اس حکومت کے متعلق ہم پھر ہر وہ چیز کہنے میں حق

بجانب ہوں گے ۔ جو آمریت اور اس قسم کی حرکات کے متعلق ہوا کرتی ہے ۔ ہم قطعاً پھر یہ کہنے کا حق نہیں دیں گے کہ ہم عوام کے نمائندوں کے خادم اور ہم جمہوریت کے قائل ہیں ۔ ہم ان ایوانوں کا وقار قائم کرنے کے لئے یہاں بیٹھے ہوئے ہیں اور ہم سے ہی اس ایوان کا وقار وابستہ ہے ۔ پھر ان کو یہ کہنے کا کوئی حق نہیں پہنچے گا ۔

میں استدعا کروں گا ، پر زور انداز میں استدعا کروں گا جناب ڈاکٹر عبدالخالق صاحب سے کہ یہ اس ایوان کا وقار ، جمہوریت کی بحالی ، ان کے وعدوں کا پاس ، مجلس مواعید کی ضرورت ، ان تمام چیزوں کو ملحوظ خاطر رکھتے ہوئے اس کے بعد جو بھی وہ فیصلہ کریں یہ ان کی مرضی ہے اور یہ تاریخ میں پہلا فیصلہ ہو گا ۔ اگر یہ وعدہ پورا نہیں ہوتا تو یہ مثال جو دنیا کے کسی بھی جمہوری ادارے میں ۔ دنیا کی کسی بھی پارلیمنٹ میں نہیں پائی گئی کہ وعدہ کیا گیا ہو اور اسے ایفا نہ کیا گیا ہو ۔ پھر اس کا سہرا بھی اس حکومت کو حاصل ہو گا اور اس اسمبلی کی تاریخ میں یہ بد نما داغ آئے گا کہ اس اسمبلی میں حکومت کی جانب سے ایک وعدہ کیا گیا تھا جس کو نہیں نبھایا گیا اور حکومت نے اپنی طاقت سے اپنی اکثریت کے بل بوتے پر اس کئے گئے وعدے کو رد کرا دیا ، یہ ہماری مرضی ہے کہ وعدہ پورا کریں یا نہ کریں ۔ ان کی یقین دہانی کو پورا کریں یا نہ کریں ۔

میں معزز ایوان سے بھی یہ کہوں گا کہ یہ قرار داد حکومت کے خلاف نہیں ہے ۔ یہ قرار داد اس ایوان کی برتری کو ثابت کرنے کے لئے ہے اس ایوان کا وقار بحال کرنے کے لئے ہے کہ اس ایوان میں آئندہ کسی کو جرأت نہ ہو کہ کوئی وعدہ کرے اور پھر اسے پورا نہ کر سکے ، تو میں استدعا کروں گا کہ آج اس ایوان میں جمہوریت کے بارہ میں ہم نے ایک اہم ترین فیصلہ کرنا ہے ۔ میں جناب ڈاکٹر صاحب سے استدعا کروں گا کہ وہ اس ایوان کو اس امتحان میں نہیں ڈالیں گے اور وہ صمیم قلب سے اس امر کا اعلان کریں گے کہ ہم اس مجلس مواعید کی رپورٹ کو تسلیم کرتے ہیں اور اس کے فیصلہ کے مطابق ان اساتذہ کو بحال کرتے ہیں ۔ آگے ان کی مرضی

ہے جس طرح سے وہ چاہیں کر سکتے ہیں۔

وزیر تعلیم : جناب والا ! محترم فاضل رکن جناب حاجی محمد سیف اللہ خان صاحب ایک اچھے مقرر ہیں اور کبھی کبھی تھوڑا مبالغہ کر جاتے ہیں لیکن اس حد تک نہیں کرنا چاہئے کہ سننے والے یقین ہی نہ کریں ، کیونکہ اگر یہ بات ہوتی جو کچھ حاجی صاحب نے کہا ہے تو میرے خیال میں یہ ایوان شاید گر گیا ہوتا ، یا پتہ نہیں کیا پٹاخہ ہو گیا ہوتا اگر جو کچھ انہوں نے کہا ہے یہ سچ ہوتا تو ۔ آپ بہت اچھی تقریر کرتے ہیں مجھے سارا وقت بیٹھے ہوئے ہنسی آ رہی تھی تو میں عرض کروں گا جناب والا ! ۔

سید نابش الوری : رونا چاہئے تھا اس میں ہنسی کی کیا بات ہے ۔

وزیر تعلیم : جناب والا ! حکومت پنجاب کے فیصلہ کے مطابق جو ٹیچرز کی ہڑتال اکتوبر 1972ء میں ہوئی تھی ۔ اس کے بعد جب ٹیچرز کی یونین سے گورنر پنجاب صاحب نے اکتوبر 1972ء میں ایک میٹنگ بلائی ۔ تو اس میں بہت سے فیصلے ہوئے ۔ ان میں ایک فیصلہ یہ بھی تھا کہ آئندہ سے غیر تربیت یافتہ ٹیچرز نہیں رکھے جائیں گے لیکن جو غیر تربیت یافتہ ٹیچرز اس تاریخ سے پہلے ملازمت میں آچکے ہیں ان کو حکومت نہیں نکالے گی ۔ یہ فیصلہ تو ویسے اکتوبر یا نومبر کے شروع میں ہوا ہو گا لیکن اس کی بنیاد پر جو سرکار محکمہ تعلیم سے ہمارے آفیسرز کو گیا گورنمنٹ کی طرف سے 2 نومبر 1972ء کو یہ آرڈر گیا ہے اس میں یہ حکم تھا کہ آئندہ سے یعنی اس تاریخ کے بعد سے کوئی غیر تربیت یافتہ استاد ملازم نہ رکھا جائے ۔ اب یہ کہ رحیم یار خان میں ایسے 122 استاتذہ ہیں ۔ جو کہ مئی 1973ء اور اکتوبر 1973ء کے درمیان رکھے گئے ۔ اس میں جناب والا ! دو بے قاعدگیاں اور دو بے ضابطگیاں تھیں ۔ ایک تو یہ کہ ڈسٹرکٹ ایجوکیشن آفیسر اپنے طور پر کسی بھی استاد کو خواہ ٹرینڈ بھی ہو ۔ تب بھی رکھنے کا مجاز نہیں تھا ۔ جب تک کہ ڈسٹرکٹ ایجوکیشن کمیٹی اسے approve نہ کرے ۔ دوسری بات یہ تھی کہ اس قانونی حکم کی خلاف ورزی تھی ۔ تو اس لئے میرا یہ موقف ہے کہ ان کی appointment ab-initio تھی اور اس کے بعد فاضل رکن حاجی محمد سیف اللہ خان نے اس زمانہ میں جبکہ ہمارا اجلاس کارپوریشن

ہال میں ہوا کرتا تھا ۔ جو موشن پیش کی تھی وہ میں پڑھ کر سنانا چاہتا ہوں ۔ اس لئے کہ وہ اتنی vague ہے اور وہ گورنمنٹ کی اس assurance سے تعلق رکھتی ہے جس کے لئے میں آج بھی تیار ہوں کہ جو پہلے سے غیر تربیت یافتہ اساتذہ تھے وہ ۔ ۔ ۔

حاجی محمد سیف اللہ خان : پوائنٹ آف آرڈر سر ۔ ۔ ۔ ۔

وزیر تعلیم : میں جناب والا ! ان کی موشن پڑھ دوں گا پھر وہ ۔ ۔ ۔

حاجی محمد سیف اللہ خان : میں پوائنٹ آف آرڈر پر ہوں ۔ جناب والا ! کسی موشن کو جب آپ باضابطہ سمجھتے ہوئے admit کر لیں اس کے بعد کیا ہمیں یہ حق پہنچتا ہے کہ ہم کہیں کہ یہ vague ہے ۔ یہ ایک قانونی نکتہ ہے ۔

وزیر تعلیم : آپ کی تحریک التوا میں ۔ ۔ ۔ ۔

حاجی محمد سیف اللہ خان : میں اس تحریک التوا کے متعلق کہہ رہا ہوں ۔ میں ایک قانونی نکتہ لینا چاہتا ہوں کہ مسٹر سپیکر جب ایک تحریک التوا کو باضابطہ قرار دے دیں ۔ ۔ ۔ ۔

وزیر تعلیم : جناب والا ! حاجی صاحب کی جتنی باتیں تھیں ۔ میں نے آرام سے سنیں ۔ انہوں نے بالکل اتنی مبالغے کی باتیں کیں اور میں نے وہ تمام باتیں آرام سے بیٹھ کر سنیں ۔ میری بات بھی یہ سن لیں ۔ جناب والا ! ان کی جو تحریک التوا تھی نمبر 175 مورخہ 74 ۔ 1 ۔ 14 وہ vague اس معنی میں ہے ۔ جناب والا ! کہ اگر تو اس میں یہ ذکر ہوتا کہ وہ غیر تربیت یافتہ اساتذہ جو کہ رحیم یار خان میں مئی 1973ء اور اکتوبر 1973ء کے درمیان employ کئے گئے تھے ۔ اب ان کو نکال دیا گیا ہے ۔ ان کے متعلق آپ کی کیا رائے ہے ۔ تو ان کی تحریک التوا vague نہ ہوتی ۔ یہ اس تحریک التوا میں ذکر نہیں ۔ آپ خود بھی فاضل وکیل رہے ہیں اور میری بات کو appreciate کر سکیں گے ۔ یہ میں ان کی تحریک التوا پڑھ رہا ہوں ۔

"حاجی محمد سیف اللہ خان یہ تحریک پیش کرنے کی

اجازت طلب کرتے ہیں کہ اہمیت عامہ رکھنے
والے ایک اہم اور فوری مسئلہ کو زیر بحث
لانے کے لئے اسمبلی کی کارروائی ملتوی کی جائے۔
مسئلہ یہ ہے کہ ضلع رحیم یار خان میں سینکڑوں
ان ٹرینڈ اساتذہ کو مورخہ 74 ۔ 1 ۔ 9 کو بلا
وجہ اور بغیر کسی قصور و نوٹس کے ملازمت
سے فارغ کر دیا گیا ہے اس طرح سینکڑوں
خاندان ۔ ۔ ۔ ۔

باقی غیر متعلقہ چیز ہے ۔ تو جناب والا ! اگر تو فاضل رکن کی تحریک التوا میں یہ واضح نشان دھی کی جاتی کہ ۔ ۔ ۔ ۔

مسٹر سپیکر : آپ کا مطلب ہے یہ vague نہیں بلکہ یہ wide ہے ۔

وزیر تعلیم : جو جناب والا ! اس پر فیصلہ دیں ۔ بہر حال وزیر صاحب نے جو assurance دی تھی ۔ وہ بھی ایک General Assurance تھی یا اس طرح wide کہہ لیں vague کی بجائے ۔ وہ assurance جناب والا ! یہ ہے ۔ ۔ ۔ ۔ ۔

مسٹر سپیکر : ایک بات تو یہ ہے کہ "بلاوجہ" اور دوسری کیا ہے ؟

وزیر تعلیم : دوسری ہے جناب والا ! کہ بغیر کسی نوٹس کے ملازمت سے فارغ کر دیا گیا ہے ۔ ۔ ۔ ۔ ۔

مسٹر سپیکر : کوئی تاریخ fix نہیں ہے اور سینکڑوں ہیں ۔

وزیر تعلیم : اور جناب والا ! میں خاص طور پر آپ کی توجہ دلانا چاہتا ہوں ۔ یہ اس میں ذکر نہیں ہے کہ یہ ان غیر تربیت یافتہ اساتذہ کے متعلق ہے ۔ جو کہ حکومت کے حکم Standing orders کے خلاف مئی 1973ء اور اکتوبر 1973 کے درمیان لگائے گئے ۔ یہ ذکر نہیں ہے ۔

حاجی محمد سیف اللہ خان : جنوری 1974ء کو یہ اساتذہ فارغ ہوئے اب 9 تاریخ کو جو ہوئے ۔ وہ یہ خود سمجھ سکتے ہیں کہ یہ کون سے ہوئے

ہیں ۔ صاف موجود ہے کہ 9 تاریخ کو فارغ ہوئے ۔

مسٹر سپیکر : اس طرح سے سینکڑوں خاندان بے روزگاری کا شکار ہو کر لان شیبہ سے محروم ہو گئے ہیں ۔ جب کہ حکومت پنجاب نے واضح اعلان کیا تھا کہ غیر تربیت یافتہ اساتذہ کو ان کی ملازمت سے علیحدہ نہیں کیا جائے گا ۔

وزیر تعلیم : جناب والا ! وہ میں عرض کرتا ہوں کہ جس طرح سے یہ ایک جنرل قسم کی تحریک التوا تھی اور اس میں یہ reference نہیں تھا کہ کون سے اساتذہ کو نکالا گیا ہے ۔ ان ٹرینڈ ٹیچرز کو بر طرف کرنے کا مسئلہ ۔ ۔ ۔ ۔

حاجی محمد سیف اللہ خان : جو 9 تاریخ کو فارغ ہوئے ۔

وزیر تعلیم : نہیں ۔ آپ نے تو تاریخ لکھی ہے ۔ جناب فاضل رکن نے تاریخ لکھی ہے کہ فلاں دن ان کو نوکری سے نکال دیا گیا ہے ۔ یہ نہیں کہا کہ کون سے غیر تربیت یافتہ اساتذہ کی بات وہ کر رہے ہیں ۔ اب اس کے مقابلہ میں وزیر ہاؤسنگ و بلدیات کی جو یقین دہانی تھی ۔ وہ میں پڑھ کر سنا دیتا ہوں ۔

> ''وزیر ہاؤسنگ و بلدیات ۔ جناب والا ! موجودہ حکومت کی یہ پالیسی ہے کہ غیر تربیت یافتہ اساتذہ کو بھی ان کی ملازمت سے علیحدہ نہیں کیا جائے گا ۔ چنانچہ حاجی محمد سیف اللہ صاحب حکومت کے نوٹس میں یہ چیز لائے ہیں کہ ضلع رحیم یار خان میں غیر تربیت یافتہ اساتذہ کو ان کی ملازمت سے علیحدہ کیا گیا ہے ۔ میں ان کا مشکور ہوں کہ وہ یہ چیز حکومت کے نوٹس میں لائے ہیں اب ان کو ملازمت میں رکھا جائے گا اور بحال کیا جائے گا ۔

اب جناب والا ! فاضل رکن کی contention یہ ہے کہ یقین دہانی ان اساتذہ کو refer کرتی ہے کہ جن کی تقرری initially irregular تھی ۔ ۔ ۔

حاجی محمد سیف اللہ خان : جی نہیں ۔

وزیر تعلیم : اگر آپ کو پتہ نہیں ہے تو میں اب بتا رہا ہوں ۔ ۔ ۔

حاجی محمد سیف اللہ خان : جو 9 تاریخ کو فارغ ہوئے جناب والا ! ان کی بات ہے ۔

وزیر تعلیم : نہیں جناب والا ! بہر حال اگر آپ کو پتہ نہیں ، تو اب میں بتا رہا ہوں ۔ میں اب آپ کو بتا دیتا ہوں کہ ان کی تعیناتی ۔ ۔ ۔

Mr. Speaker : No polemics like that please.

وزیر تعلیم : ان کی تقرری ab-initio irregular تھی اور ایسا کرنے کے لئے ڈسٹرکٹ ایجوکیشن آفیسر کو charge-sheet کیا گیا ہے ۔ کیونکہ یہی اس پر کارروائی کرنی چاہئے تھی ۔ تو اس لئے جناب والا ! جو کچھ میں نے کہا اب میں اسکو summarise کرتا ہوں ۔ میرا موقف یہ ہے کہ چونکہ فاضل رکن کی تحریک التوا آپ کے الفاظ کے مطابق wide تھی ۔ اس قسم کی یہ assurance تھی اور حکومت کی یہ پالیسی ہے ۔ لیکن یہ کہنا کہ ان کی تحریک التوا ۔ ۔ ۔

مسٹر سپیکر : بلکہ انہوں نے خود اس میں لکھا ہوا ہے کہ حکومت نے واضح اعلان کیا تھا کہ غیر تربیت یافتہ اساتذہ کو ان کی ملازمت سے فارغ نہیں کیا جائے گا ۔

وزیر تعلیم : جناب والا ۔ یہ reference بالکل ٹھیک ہے ۔ اس لئے اگر فاضل رکن یہ contention پیش کریں کہ ان کی تحریک التوا ان ملازمین کے متعلق تھی ۔ جو کہ غیر قانونی طور پر مئی ۷۳ء اور اکتوبر ۷۳ء کے درمیان رکھے گئے تھے ۔ تب تو ہم کہہ سکتے تھے کہ منسٹر صاحب کی assurance ان ٹیچرز کو refer کرتی تھی ۔ جس طرح سے wide فاضل رکن کی تحریک التوا تھی ۔ اسی طرح سے منسٹر صاحب کی طرف سے assurance wide تھی ۔ اب میں نے آپ کو واضح طور پر بیان کر دیا ہے

کہ جس طرح سے ان کی موشن wide تھی - ہماری assurance بھی wide تھی - اس حد تک اب ہم assurance پر آج بھی قائم ہیں اور جو غیر تربیت یافتہ اساتذہ ہمارے اس حکم سے پہلے کے ملازم تھے - ہم نے ان کو ملازمت سے نہیں نکالا ہے اور کوئی case آپ دکھا بھی نہیں سکتے ہیں۔ پنجاب میں ہزاروں اساتذہ غیر تربیت یافتہ ایسے موجود ہیں جو اس سے پہلے کی تاریخ کے ہیں جب سے حکومت نے فیصلہ کیا ہے - اب جب کوئی آفیسر اس کے بعد غلط کام کرے اور اسے چارج شیٹ بھی کیا جاتا ہے - تو حکومت کس طرح سے اپنے آپ کو پابند کر سکتی ہے اور پھر اس پر طرہ یہ کہ جناب والا ! یہ بات میں نے نوٹس نہیں کی ہے - خود رحیم یار خان کی ڈسٹرکٹ ایجوکیشن کمیٹی نے کی ہے جس کے خود فاضل رکن فاضل محرک جنہوں نے یہ تحریک التوا پیش کی ہے اور جنہوں نے آج یہ تقریر فرمائی ہے یہ خود اس کے ممبر ہیں .

حاجی محمد سیف اللہ خان : میں اس دن نہیں تھا -

وزیر تعلیم : آپ اس دن نہ ہوں - یہ ایک الگ بات ہے - آپ اگر یہاں نہ ہوتے تو یہ بحث نہ ہوتی - بہرحال خود یہ فاضل رکن اس کمیٹی کے ممبر ہیں جس نے ۲۲-۲-۷۳ کو یہ فیصلہ کیا ہے اور چیرمین اس کمیٹی کے جناب محمد حنیف لارو صاحب ہیں - تو اس کمیٹی میں یہ فیصلہ ہوا - خود اس ضلع کے عوامی نمائندوں نے یہ نوٹس لیا کہ یہ lapse ہوا ہے - یہ غلط ہے اور اس کی درستی ہونی چاہئے اور ان ہی کی ہدایت پر ایسا کر دیا گیا ہے - کیونکہ یہ ڈسٹرکٹ ایجوکیشن کمیٹی ایسا کرنے کی مختار ہے - تو جناب والا - یہ محکمے سے بھی بڑھ کر ایک بات ہے - خود اس ایوان کے بہت سے نمائندگان جو کہ اس کمیٹی کے ممبر ہیں - ان کا یہ فیصلہ ہے کہ ان کی تقرری غلط ہوئی تھی - یہ میرے محکمہ کے موقف کی مزید تصدیق ہوتی ہے - تو اس لئے میں یہ کہوں گا - جناب والا کہ حاجی محمد سیف اللہ خان صاحب کی یہ تحریک التوا جس کو جناب والا نے Wide کہا ہے - اس کے مقابلہ میں جو وزیر ہاؤسنگ و بلدیات کی assurance ہے اس کی خلاف ورزی قطعاً نہیں ہوتی - نہ ہی فاضل رکن کی تحریک التوا میں ان خاص ایجنز کا ذکر تھا اور نہ وزیر

ہاؤسنگ و بلدیات کی assurance میں ان خاص ٹیچرز کو بحال کرنے کا ذکر تھا ۔ اس لئے نہ ہم نے assurance ان خاص ٹیچرز کے لئے دی اور نہ ہم آج ان کو بحال کرنے کے لئے تیار ہیں ۔ کیونکہ ان کی appointment irregular ہے ۔ قانون کے خلاف ہے ۔ جس افسر نے کیا تھا ہم اس کے خلاف انضباطی کارروائی کر رہے ہیں ۔ جناب والا ۔ شکریہ ۔

حاجی محمد سیف اللہ خان : جناب والا نہایت ہی افسوس سے کہنا پڑا ہے کہ جناب وزیر تعلیم جن کی حقیقت پسندی ، دیانتداری اور شرافت کا میں ہمیشہ معترف رہا ہوں ۔ آج انہوں نے کس طرح حقائق سے منہ موڑ لیا ہے ۔ کس طرح وہ جذبات کی رو میں بہہ گئے ہیں اور مجھ سے مطالبہ کر رہے ہیں کہ مجھے تحریک التوا میں لکھنا چاہیے تھا کہ یہ مئی اور نومبر میں appointed اساتذہ کی برطرفی کی گئی ۔ جناب والا ۔ میں نے تحریک التوا میں اساتذہ کی برطرفی کی تاریخ دی ۔ حکومت ان کے پاس ہے ۔ محکمہ ان کے پاس ہے ۔ فائلیں ان کے پاس ہیں اور یہ توقع رکھی جاتی ہے کہ جب بھی کوئی وزیر صاحب کسی مسئلے پر آ کر یہاں بیان دیں وہ جہاں بین کر کے دیتے ہوں گے ۔ پھر یہ نہیں ہے جناب والا کہ وہ مسئلہ اچانک پیش ہوا اور at random اس کا جواب دیا گیا ۔

مسٹر سپیکر : حاجی صاحب : یہ تو آپ پہلے بھی کہہ چکے ہیں ۔

حاجی محمد سیف اللہ خان : جی ہاں جناب ۔ یہی میں کہہ رہا ہوں وہ آپ کے ریکارڈ میں ہے ۔ پہلے ملتوی ہوئی اور اس وقت کے وزیر صاحب نے ٹائم مانگا ۔

مسٹر سپیکر : right of reply ہے ۔

حاجی محمد سیف اللہ خان : جی ہاں یہ right of reply ہے ۔

مسٹر سپیکر : مگر new points دیں ۔ یہ تو آپ پہلے کہہ چکے ہیں ۔

حاجی محمد سیف اللہ خان : new points نہیں ہوتے وہ تو ان کا جواب ہوتا ہے ۔ right of reply بھی یہی ہوتا ہے ۔

مسٹر سپیکر : وہ تو پھر ساری speech ہو جائے گی ۔

حاجی محمد سیف اللہ خان : ان کے دلائل کو میں rebut کر رہا ہوں ۔

مسٹر سپیکر : آپ یہ بات پہلے کہہ چکے ہیں ۔

حاجی محمد سیف اللہ خان : جی ہاں ۔ اس کے لئے میں آپ سے یہ گزارش کروں گا کہ میری یہ تحریک بالکل واضح تھی ۔ چھان بین کرنا ان کا کام تھا اور چھان بین کر کے انہوں نے جواب دیا ۔ ہم تو یہ توقع رکھتے ہیں کہ کوئی وزیر غیر ذمہ دار بیان اس ہاؤس میں نہیں دیتا اور نہ اسے دینا چاہئے ۔ یہ ایک ذمہ دارانہ بیان تھا حکومت کی جانب سے بیان تھا ۔ جس کا پاس کرنا ان کے فرض اولین میں ہے ۔

جناب والا ۔ دوسری بات یہ بھی میں آپ کے نوٹس میں لا دوں کہ یہ Assurance motion یعنی یقین دہانیوں کی اہمیت ایک فیصلے کی ہوا کرتی ہے ۔ اور اسی لئے قواعد میں رکھا گیا ہے کہ Assurance motions ہاؤس کی صوابدید پر کمیٹی کے پاس نہیں جائیں ۔ باقی تمام motions ہاؤس کے ذریعے سے کمیٹیوں کے پاس جاتی ہیں ۔ یہ صرف Assurance Committee کی اہمیت ہے یہ assurances کی اہمیت ہے کہ یہ براہ راست جناب کو خطاب کر کے دی جاتی ہے اور براہ راست جناب ہی اسے کمیٹی کے پاس بھیجتے ہیں ۔ چونکہ جناب اس ہاؤس کے کسٹوڈین ہیں ۔ امین ہیں ۔ پاسدار ہیں ۔ اس لئے یہ آپ کے بھی فرائض میں شامل ہے کہ جو یقین دہانی آپ کی صدارت میں اس ایوان میں کرائی گئی ہو اور وہ اس ہاؤس کی پروسیڈنگ کا حصہ بن چکی ہو ۔ ایک فیصلے کی حیثیت اختیار کر چکی ہو ۔ اس کے بعد کوئی حق نہیں پہنچتا کسی حکومت کو کسی وزیر صاحب کو کہ وہ اس کو اپنے دلائل کی بنا پر رد کریں یا اس کے merits اور demerits کی بنا پر اب discuss کریں ۔ انہیں اس وقت تو حق پہنچتا تھا جب میری تحریک التوا پیش ہوئی تھی ۔ اس وقت ان کو مکمل حق تھا کہ یہ کہتے ۔ ۔ ۔

مسٹر سپیکر : آپ legally بات کر رہے ہیں یا morally ؟

حاجی محمد سیف اللہ خان : جناب والا ۔ میں legally بات کر رہا ہوں کہ جو انہوں نے وعدہ کیا ہے اور جو کچھ انہوں نے کہا ہے اس کا پاس کریں ۔

مسٹر سپیکر : انہوں نے وعدہ کیا ہی نہیں ۔

حاجی محمد سیف اللہ خان : جناب والا ۔ ریکارڈ پر موجود ہے کہ ہم بحال کریں گے ۔ وہ سٹیج تھی ۔ جب میری تحریک التوا پیش ہوئی تھی کہ یہ تمام حقائق بتلائے کہ نہیں جناب ! کوئی غلطی نہیں ہوئی ۔ ہم نے بالکل غلط نہیں کیا ۔ جولائی میں برطرف ہونے والے اساتذہ قانونی طور پر برطرف ہوئے ہیں ۔ لہذا ان کا حق تھا اور ہم نہیں ہول سکتے تھے ۔ جب انہوں نے اس تاریخ کو ان اساتذہ کے متعلق جو ۹ جنوری کو جناب والا ! برطرف ہوئے کہا کہ ان کو ہم بحال کریں گے ۔ جن کی نشاندھی میں نے تحریک التوا میں کر دی ہے ۔ میں اور کسی اساتذہ کی برطرفی نہیں چاہتا ۔ میں تو ان کی بحالی چاہتا ہوں جو ۹ جنوری کو برطرف ہوئے ۔ جن کی میں نے نشاندھی کی ۔ جن کا آپ نے وعدہ کیا اور اگر کوئی ہے تو وہ آپ جانیں ۔ آپ کا کام جانے ۔ میرا وعدہ اسی سے متعلق ہے اور اس کا ایفا آپ کے فرائض میں شامل ہے ۔

مسٹر سپیکر : اب جناب سید قابض الوری صاحب نے یہ تحریک پیش کی ہے ۔

جناب حاجی محمد سیف اللہ خان کی پیش کردہ تحریک میں مجلس مواعید کی رپورٹ کو منظور کر لیا جائے ۔

(تحریک منظور نہیں کی گئی)

حاجی محمد سیف اللہ خان : جناب والا ۔ ہم اس فیصلہ پر اس ایوان کے وقار کو پیش نظر رکھتے ہوئے بطور احتجاج واک آؤٹ کرتے ہیں ۔

(اس مرحلہ پر جناب حاجی محمد سیف اللہ خان صاحب اور جناب سید قابض الوری صاحب ایوان سے باہر تشریف لے گئے) ۔

مسٹر سپیکر : Now we go to Part II

ضلع رحیم یار خان کے غیر تربیت یافتہ اساتذہ کی بھالی سے متعلق مجلس مواعید کی رپورٹ کو زیر بحث لانا

اب سب سے پہلے چوہدری محمد سرور جوڑا اپنا بل پیش کریں گے۔

مسٹر تاج محمد خانزادہ : جناب والا ۔ کورم نہیں ہے۔

مسٹر سپیکر : گنتی کریں۔

(گنتی کی گئی)

حاجی محمد سیف اللہ خان : جناب میرے خیال میں کورم پورا ہے۔

مسٹر سپیکر : خانزادہ صاحب کے خیال کے مطابق کورم پورا نہیں ہے ۔ ۔ ۔ ۔ گھنٹی بجائیں ۔ ۔ ۔ ۔ گھنٹیاں بجائیں گئیں ۔ ۔ ۔ ۔ پانچ منٹ ہو گئے ہیں۔

The House isadjourned. It shall reassemble on Monday the 7th October, 1974 at 8.30 a.m.

(اسمبلی کا اجلاس 7 اکتوبر 1974ء سوموار ساڑھے آٹھ بجے صبح تک کے لئے ملتوی ہو گیا)۔

صوبائی اسمبلی پنجاب

پہلی صوبائی اسمبلی پنجاب کا بارھواں اجلاس

سوموار 7 اکتوبر 1974ء
(دو شنبہ 20 رمضان المبارک 1394ھ)

اسمبلی کا اجلاس اسمبلی چیمبر لاہور میں ساڑھے آٹھ بجے صبح منعقد ہوا۔ مسٹر سپیکر رفیق احمد شیخ، کرسی صدارت پر متمکن ہوئے۔

تلاوت قرآن پاک اور اس کا اردو ترجمہ قاری اسمبلی نے پیش کیا۔

بِسْمِ اللّٰهِ الرَّحْمٰنِ الرَّحِيْمِ

اِنَّآ اَرْسَلْنٰكَ بِالْحَقِّ بَشِيْرًا وَّنَذِيْرًا ۙ وَّلَا تُسْـَٔلُ عَنْ اَصْحٰبِ الْجَحِيْمِ ۝ وَلَنْ تَرْضٰى عَنْكَ الْيَهُوْدُ وَلَا النَّصٰرٰى حَتّٰى تَتَّبِعَ مِلَّتَهُمْ ۭ قُلْ اِنَّ هُدَى اللّٰهِ هُوَ الْهُدٰى ۭ وَلَىِٕنِ اتَّبَعْتَ اَهْوَاۗءَهُمْ بَعْدَ الَّذِيْ جَاۗءَكَ مِنَ الْعِلْمِ ۙ مَا لَكَ مِنَ اللّٰهِ مِنْ وَّلِيٍّ وَّلَا نَصِيْرٍ ۝ اَلَّذِيْنَ اٰتَيْنٰهُمُ الْكِتٰبَ يَتْلُوْنَهٗ حَقَّ تِلَاوَتِهٖ ۭ اُولٰۗىِٕكَ يُؤْمِنُوْنَ بِهٖ ۭ وَمَنْ يَّكْفُرْ بِهٖ فَاُولٰۗىِٕكَ هُمُ الْخٰسِرُوْنَ ۝

پ ۱ س ۲ رکوع ۴: آیات ۱۱۹ تا ۱۲۱

ہے پیغمبر ہم نے تمکو حق و صداقت کے ساتھ خوشخبری سنانے والا اور ڈرانے والا بنا کر بھیجا ہے۔ اور اہل دوزخ کے بارے میں تم سے کچھ بھی پرسش نہ ہوگی۔ اور اے پیغمبر تم سے نہ یہودی کبھی خوش ہوں گے اور نہ عیسائی جب تک کہ تم ان کے مذہب کی پیروی اختیار نہ کرو تم یہ کہدو کہ اللہ کی ہدایت میں سچی رہنمائی ہے اور اگر آپ نے یہ جاننے کے بعد بھی ان کی خواہشوں کی پیروی کی تو اللہ کے ہاں آپ کا نہ کوئی دوست ہوگا اور نہ مددگار۔ وہ لوگ جنہیں ہم نے (یہ قرآن جیسی جلیل القدر) کتاب دی ہے وہ اس کو پڑھتے ہیں۔ جیسا کہ اس کے پڑھنے کا حق ہے اور وہی لوگ اس پر ایمان رکھتے ہیں اور جو اس کے منکر ہیں۔ وہی نقصان اٹھانے والے ہیں۔

وَمَا عَلَيْنَا اِلَّا الْبَلَاغ

Mr. Speaker : Malik Shah Mohammad Mohsin please.

Makhdumzada Syed Hassan Mahmud : Mr. Speaker Sir, the House is not in quorum.

Mr. Speaker : All right Before this objection was taken the Question Hour had been started.

Haji Muhammad Saifullah Khan : Sir, we admit that the proceedings have been started but any time a question can be raised that the House is not in quorum.

Mr. Speaker : All right. I have agreed.

Haji Muhammad Saifullah Khan : Thank you very much Sir.

Mr. Speaker : I have accepted that but the Question Hour has started and the Question Hour will close now at 9.50 a.m. after sixty minutes of the Question Hour started.

Let the bells be rung .... Bells were rung.

Ch. Amanullah Lak : Sir, five minutes are over.

Mr. Speaker : Five minutes are over. Let there be a count. (The count was taken and the House was not in quorum). The House is adjourned for twenty minutes.

The House then adjourned for twenty minutes.

اسمبلی کا اجلاس وقفے کے بعد دوبارہ شروع ہوا ۔ کرسی صدارت پر جناب رفیق احمد شیخ متمکن ہوئے ۔

نشان زدہ سوالات اور ان کے جوابات

وقت مقررہ سے زیادہ وقت دوکان کھلی رکھنے کے الزام میں دوکانداروں کے چالان

*5485 ۔ **ملک شاہ محمد محسن :** کیا وزیر محنت از راہ کرم بیان فرمائیں گے

گے کہ 1973ء میں لاہور شہر میں وقت مقررہ سے زیادہ وقت تک دوکان کھلی رکھنے اور دوکان پر کام کرنے والے ملازمین کو حکومت کی طرف سے مقرر کردہ سہولتیں نہ دینے کے الزام میں کتنے دوکانداروں کا چالان کیا گیا ؟

وزیر محنت : (سردار صغیر احمد) 5286 دوکانداروں کا چالان کیا گیا۔

صوبوں میں باٹ اور پیمانوں میں گڑبڑ کرنے کے الزام میں چالان

***5486 ۔ ملک شاہ محمد محسن :** کیا وزیر محنت از راہ کرم بیان فرمائیں گے کہ 1973ء میں پنجاب میں باٹ اور پیمانوں وغیرہ میں گڑبڑ کرنے کے الزام میں کتنے افراد کا چالان کیا گیا اور ان میں سے لاہور شہر سے کتنے چالان ہوئے ؟

وزیر محنت (سردار صغیر احمد) : کل 2528 افراد کا چالان کیا گیا اور ان میں سے لاہور شہر سے 412 چالان ہوئے ۔

شعبہ پیشہ وارانہ رہنمائی کی کارکردگی

***6306 ۔ چوہدری شبیر حسین چیمہ :** کیا وزیر محنت از راہ کرم بیان فرمائینگے کہ ۔

(الف) شعبہ پیشہ وارانہ رہنمائی کب قائم ہوا ۔

(ب) 1973ء اور 1974ء میں اس شعبے پر کیا اخراجات آئے اور جنوری تا مارچ 1974ء تک کتنی رقم خرچ ہوئی ہے ۔

(ج) کیا یہ درست ہے کہ پیشہ وارانہ رہنمائی کے شعبے کے افسران عملاً اعداد و شمار کرنے کی بجائے فرضی کارروائی سے کام لیتے ہیں۔

(د) اب تک کل کتنے لوگوں کو پیشہ وارانہ رہنمائی حاصل ہوئی ہے؟

وزیر محنت (سردار صغیر احمد) : (الف) یہ شعبہ 1972_73ء میں قائم ہوا اور اصل کام یکم جون 1973ء سے شروع کیا گیا ۔

(ب) 1973_74ء میں اس شعبہ پر کل 85 ہزار روپے خرچ ہوئے جنوری سے مارچ 1974ء تک اس شعبے پر 21 ہزار روپے خرچ ہوئے ۔

(ج) اس شعبہ کے افسران کو اعداد و شمار اکٹھے کرنے سے کسی قسم کا کوئی تعلق نہیں ۔ ان کا کام صرف پیشہ وارانہ رہنمائی تک محدود ہے اور اس کام کے سلسلے میں بنیادی مواد تیار کرنا ہے ۔ اس بنیادی مواد کی تیاری کے سلسلے میں اب تک تسلی بخش کام ہوا ہے اور ہو رہا ہے ۔

(د) اس وقت 827 لوگوں کو اس شعبہ سے پیشہ وارانہ رہنمائی حاصل ہوئی ۔

سوشل سیکورٹی سکیم کے تحت ڈسپنسریوں کا قیام

*6307 ۔ چوہدری شبیر حسین چیمہ : کیا وزیر محنت از راہ کرم بیان فرمائیں گے کہ ۔

(الف) 1972_73ء اور اس کے بعد اب تک سوشل سیکورٹی سکیم پر کتنے اخراجات آئے ہیں ۔

(ب) سوشل سیکورٹی سکیم کے تحت 1972_73ء کے دوران کل کتنی ڈسپنسریاں کہاں قائم کی گئی تھیں ۔

(د) اس سکیم کے تحت آنے والی کتنی لسٹیبلشمنٹ ایسی ہیں جن میں ابھی تک یہ ڈسپنسریاں قائم نہیں ہوئیں اور کیا حکومت وہاں ڈسپنسریاں قائم کرنے کا ارادہ رکھتی ہے ۔؟

وزیر محنت (سردار صغیر احمد) : (الف) (i) 1972_73 کے دوران سوشل سیکیورٹی سکیم پر کل 1,73,03,228,04ء ایک کروڑ تہتر لاکھ تین ہزار دو سو اٹھائیس روپے چار پیسے) خرچ ہوئے ۔

(ii) 1973_74ء کے بجٹ کے مطابق اخراجات کا تخمینہ 2,21,66,070 روپے (دو کروڑ اکیس لاکھ چھیاسٹھ ہزار ستر روپے) ہے۔ چونکہ اس ادارہ کے متعدد متاسی دفاتر تمام پنجاب میں ہیں اس کا جملہ حساب کتاب 15 ستمبر 1974ء تک ہیڈ آفس میں موصول ہوگا اس لئے 1973_74ء کے خرچ کا تخمینہ لیا گیا ہے۔

(ب) 1972_73ء میں سوشل سیکیورٹی سکیم کے تحت 11 نئی ڈسپنسریاں مندرجہ ذیل مقامات پر قائم کی گئیں۔ تا حال ڈسپنسریوں کی کل تعداد 93 ہے۔

(۱) ملتان انڈسٹریل یونٹ نمبر 4

(۲) لالہ موسیٰ (ہاک پور)

(۳) منڈی بہاؤالدین

(۴) ڈسکہ

(۵) گوجرانوالہ نزد گوجرانوالہ گھنٹہ گھر

(۶) سرگودھا

(۷) لاہور شیش محل ٹیکسٹائل ملز جی ٹی روڈ لاہور

(۸) اتحاد کیمیکل کالا شاہ کاکو جی ٹی روڈ لاہور

(۹) کوٹ عبدالمالک شیخوپورہ روڈ لاہور

(۱۰) اوکاڑہ (لالہ زار)

(۱۱) ساہیوال (شہر)

(ج) سوشل سیکیورٹی سکیم کے تحت تمام بڑی بڑی ملوں میں علیحدہ علیحدہ ڈسپنسریاں قائم ہیں لیکن ہر رجسٹرڈ ادارہ میں ڈسپنسری کا قیام ناممکن ہے۔ اس وقت کل یونٹ کی تعداد جو سکیم کے ساتھ ہیں 4000 ہزار تک پہنچ گئی ہے۔ ظاہر ہے کہ ہر ایک یونٹ میں ڈسپنسری قائم نہیں کی جا سکتی۔ ایک ڈسپنسری

سے بالعموم 2000 یا 3000 کارکن حضرات کو طبی اور مالی فائدہ پہنچایا جاتا ہے ۔

چوہدری محمد سرور جوڑا : کیا وزیر محنت از راہ کرم بیان فرمائینگے کہ کیا حکومت کے زیر غور ایسی سکیم ہے جس کے تحت اس محکمے کو ختم کیا جائے ۔

مسٹر سپیکر : یہ ایک علیحدہ سوال ہے ۔

چوہدری محمد سرور جوڑا : کیا وزیر محنت از راہ کرم بیان فرمائیں گے کہ اس محکمہ پر کیوں کروڑوں روپے خرچ کئے جا رہے ہیں جب کہ سوشل سیکیورٹی سکیم عملی طور پر فیل ہو چکی ہے اور اس سے مزدوروں کو کوئی فائدہ نہیں پہونچا ہے ؟

مسٹر سپیکر : I cannot allow this Question سوال یہ ہے کہ کتنے اخراجات ہوئے ہیں اور ان اخراجات کے تابع کہہ سکتے ہیں کہ فلاں جگہ پر خرچ زیادہ ہوا ہے ۔ ضمنی سوال اصل سوال کے تابع ہو سکتا ہے ۔ اصل سوال کے علاوہ نہیں ہو سکتا ۔

مری میں دفتر روزگار

*6455 ۔ **مسٹر محمد حنیف خان** : کیا وزیر محنت از راہ کرم نشان زدہ سوال نمبر 2248 کے جزو (ب) کے جواب کے حوالہ سے جو ایوان میں 9-3-73ء کو دیا گیا تھا بیان فرمائیں گے کہ کیا حکومت نے موجودہ مالی سال کے دوران مری میں دفتر روزگار کی برانچ کھولنے پر غور کیا ہے ۔ اگر ایسا ہے تو یہ دفتر کب تک کھول دیا جائے گا اور اگر نہیں تو کیوں ؟

وزیر محنت (سردار صغیر احمد) : جی ہاں محکمہ محنت سال رواں میں مری میں دفتر روزگار کھولنے کا ارادہ رکھتا تھا اور اس سلسلے میں ایک سکیم مالیتی 30,000 روپے محکمہ مالیات حکومت پنجاب کو برائے منظوری

بھیجی تھی ۔ مگر محکمہ مالیات حکومت پنجاب نے فنڈ مہیا کرنے سے معذوری ظاہر کی ۔ جب تک محکمہ مالیات فنڈ مہیا نہیں کرتا محکمہ محنت سری میں دفتر روزگار کھولنے سے قاصر ہے ۔

مسٹر محمد حنیف خان : جناب والا ! یہ بڑی افسوس ناک بات ہے کہ تیس ہزار روپیہ کی معمولی رقم محکمہ مالیات نے اس سکیم میں نہیں دی ۔ میرا سوال یہ ہے کہ کیا وزارت محنت سری کی پس ماندگی کے پیش نظر اس سکیم کو اسی سال دوبارہ پیش کرنے کا ارادہ رکھتی ہے یا نہیں ؟

وزیر محنت : جناب والا ! میں ایک سکیم پر غور کر رہا ہوں کہ سری میں seasonal دفتر کھول دیا جائے اور گرمی کے موسم میں پنڈی سے کچھ سٹاف وہاں پہنچا دیا جائے ۔ اس پر غور کرنے کے بعد میں اپنے فاضل دوست کو حتمی طور پر کچھ بتا سکوں گا ۔

فرحت ٹریڈنگ کارپوریشن لاہور کے مزدوروں اور کلرکل سٹاف کو مہنگائی الاؤنس کی ادائیگی

*6519 ۔ **مرزا فضل حق** ۔ کیا وزیر محنت از راہ کرم بیان فرمائیں گے کہ ۔

(الف) کیا یہ درست ہے کہ فرحت ٹریڈنگ کارپوریشن کاٹھیالہ مینشن ۲ میکلوڈ روڈ لاہور اور فرحت الیکٹریکل انڈسٹریز (ورکشاپ) میں کام کرنے والے مزدوروں اور دیگر کلریکل سٹاف کو سابقہ ۳۵ روپے اور حالیہ ۱۰ فی صد جو کم از کم ۵۰ روپے بطور مہنگائی الاؤنس نہیں دئیے جا رہے ۔

(ب) کیا یہ بھی درست ہے کہ اس کارپوریشن کے مزدوروں اور دیگر کلریکل سٹاف کو صبح آٹھ بجے سے رات آٹھ بجے تک کام کرنا پڑتا ہے جس کا انہیں کوئی اوور ٹائم نہیں دیا جاتا ۔

(ج) کیا یہ بھی درست ہے کہ اس کارپوریشن میں کام کرنے والوں کو نہ تو کوئی میڈیکل الاؤنس دیا جاتا ہے اور نہ دیگر سہولتیں ہی بہم پہنچائی جاتی ہیں ۔

(د) اگر جزوہائے (الف) تا (ج) کا جواب اثبات میں ہے تو کیا حکومت مذکورہ کارپوریشن کے مالک کے خلاف لیبر لاز کے تحت قانونی کارروائی کرے گی ۔ اگر ایسا ہے تو کب تک ۔ اگر نہیں تو اس کی وجوہات کیا ہیں ؟

وزیر محنت ۔ (سردار صغیر احمد) : (الف) یہ اس حد تک درست ہے کہ فرحت ٹریڈنگ کارپوریشن اور فرحت الیکٹریکل انڈسٹریز (ورکشاپ) لاہور میں مزدوروں اور دیگر کلریکل سٹاف کو باقاعدہ ۳۵ روپے مہنگائی الاؤنس کی ادائیگی کی جا رہی ہے ۔ حالیہ پچاس روپے (۵۰) مہنگائی الاؤنس کے بارے میں مالکان نے مزدوروں سے وعدہ کیا تھا کہ جیسے ہی ۵۰ روپے کی ادائیگی کے متعلق آرڈیننس جاری ہو جائے گا ۔ اس کی ادائیگی کر دی جائے گی ۔ چنانچہ حالیہ آرڈیننس کے اجراء پر کارکنوں کو ۱۰ اکتوبر تک بقایا جات کی ادائیگی کی جا رہی ہے ۔

(ب) یہ درست نہیں ہے کہ کارکنوں سے مجوزہ اوقات کار سے زائد کام لیا جاتا ہے ۔ چونکہ کارکنوں سے کوئی اوور ٹائم نہیں لیا جاتا ۔ اس لئے اوور ٹائم کی ادائیگی کا سوال پیدا نہیں ہوتا ۔

(ج) جی ہاں ۔ میڈیکل الاؤنس دیئے جانے کے متعلق لیبر قوانین میں کوئی شق موجود نہیں ہے ان قوانین کے تحت ملنے والی دوسری تمام سہولتیں کارکنوں کو دی جاتی ہیں ۔

(د) چونکہ ۵۰ روپے کی ادائیگی آرڈیننس کے اجراء سے قبل قانونی حیثیت نہیں رکھتی تھی ۔ اس لئے مالکان کے خلاف کوئی قانونی کارروائی کی نہیں جا سکتی تھی ۔ اب اس آرڈیننس میں بھی اجازت

دے دی گئی ہے کہ مالکان یہ الاؤنس ۱۰ اکتوبر ۱۹۷۳ء تک ادا کر سکتے ہیں ۔ اگر اس تاریخ تک ادائیگی نہ کی گئی تو کارپوریشن کے مالکان کے خلاف اس آرڈیننس کے تحت قانونی کارروائی کی جائے گی ۔

کرنل محمد اسلم خان لیازی (ریٹائرڈ) : پوائنٹ آف آرڈر ۔

مسٹر سپیکر : اگر یہ ضمنی سوال ہے پھر تو آپ فرمائیں اور اگر پوائنٹ آف آرڈر ہے تو جب میں وقفہ سوالات ختم کر دوں تو آپ بڑے اطمینان سے فرمائیں ۔

کرنل محمد اسلم خان لیازی (ریٹائرڈ) : میرے سوالات جمعہ ۵ تاریخ کے لئے رکھے گئے تھے جو میرے خیال میں ہوتھی سیلاب میں بہہ گئے ہیں ۔

مسٹر سپیکر : نہیں ۔ نہیں ۔ انشاء اللہ وہ اپنی باری پر آئیں گے ۔ کیوں نہیں آئیں گے ۔

کرنل محمد اسلم خان لیازی (ریٹائرڈ) : جناب ۔ دو سالوں کے بعد میرے بدنصیب علاقے کے سوالات آئے تھے وہ بھی رہ گئے ہیں ۔

مسٹر سپیکر : وہ بھی اپنی اپنی باری پر آئیں گے ۔ وہ انشاء اللہ ۲۱ تاریخ کو آئیں گے ۔

کرنل محمد اسلم خان لیازی (ریٹائرڈ) : شکریہ ۔

مسٹر سپیکر : اب ممبران اسمبلی کی رخصت کی درخواستیں لی جائیں گی ۔

اراکین اسمبلی کی رخصت

مسٹر تاج محمد خانزادہ

سیکرٹری اسمبلی : مندرجہ ذیل درخواست مسٹر تاج محمد خانزادہ ممبر

صوبائی اسمبلی کی طرف سے موصول ہوئی ہے :

I shall be grateful if leave is granted to me from the 7th October till the 11th October.

مسٹر سپیکر : سوال یہ ہے :

کہ مطلوبہ رخصت منظور کر دی جائے ۔

(تحریک منظور کی گئی)

مسٹر ممتاز احمد کاہلوں

سیکرٹری اسمبلی : مندرجہ ذیل درخواست مسٹر ممتاز احمد کاہلوں ممبر صوبائی اسمبلی پنجاب کی طرف سے موصول ہوئی ہے :

سلام مسنون ۔ مجھے آج شب درمیان 4-5 اکتوبر رات تقریباً ایک بجے پولیس تھانہ شہر سرگودھا (انسپکٹر مٹی بمعہ دیگران) بغیر کوئی جرم بتائے یا وارنٹ دکھائے گرفتار کر کے لے جا رہی ہے ۔ میری رہائی کے لئے مناسب کارروائی کی جائے اور جب تک پولیس مجھے رہا نہ کرے میری اسمبلی میں غیر حاضری سے رخصت منظور فرمائی جائے ۔

مسٹر سپیکر : اب سوال یہ ہے ۔

کہ مطلوبہ رخصت منظور کر دی جائے

وزیر قانون : جناب سپیکر ۔ جب آپ کو اطلاع ہو گئی ہے تو اب رخصت کی ضرورت نہیں ۔

مسٹر سپیکر : مجھے ایس ۔ پی سرگودھا کی طرف سے یہ اطلاع موصول ہوئی ہے ۔

"No—Dated 6th October, 1974 (.)
SUBJECT ARREST OF AN

MPA (.) MR. MUMTAZ AHMAD KAHLOON MPA RESIDENT OF CHAK NO. 104/N.B. P.S. SADAR SARGODHA HAS BEEN ARRESTED IN THE FOLLOWING CRIMINAL CASES BY THE CITY INSPECTOR SARGODHA ON 6-10-1974 ( ) THIS IS FOR YOUR KIND INFORMATION (.)

1. F.I.R. NO 628 DATED 5.10.1974 U/s 452/436/147/149 PPC AND PS CANTT SARGODHA (.)

2. F.I.R. NO 381 DATED 5.10.1974 U/s 436/452/382/109/148/149 PPC ps cantt sargodha (.)

میرے پاس تعاریک استحقاق نمبر 64 اور 65 بھی پہنچ گئی ہیں ۔ پہلی تحریک چوہدری امان اللہ لک کی ہے ۔ کیونکہ یہ میرے پاس یہیں آئی ہیں ۔ اس لئے میں ان کی اس طرح اطلاع نہیں دے سکا ۔ یہ آپ کے پاس پہنچ گئی ہے ۔ پہلے میں نمبر 64 کو لیتا ہوں ۔ ابھی میں نے آپ کے سامنے ایس ۔ پی ۔ سرگودھا کی جانب سے موصول ہونے والی ٹیلیگرام پڑھی ہے کہ انہیں دو باقاعدہ کیسوں میں جو مختلف تھانوں میں رجسٹر کئے گئے ہیں گرفتار کیا گیا ہے ۔ تو اس سلسلے میں Will the Minister concerned be in a position to make a statement.

چوہدری امان اللہ لک : جناب ۔ انہیں سب واقعات کا علم ہے ۔

وزیر قانون : جناب ۔ اسے التوا میں رکھ لیں تو میں اس کے متعلق آپ کو صحیح صورت حال سے آگاہ کر دوں گا ۔

مسٹر سپیکر : کیونکہ یہ مجھے ابھی ملی ہیں ۔ مجھے یہ علم نہیں کہ انہیں کس وقت نوٹس ملا ہے ۔ بہرحال یہ مجھے ابھی دو منٹ قبل ملی ہیں ۔

وزیر قانون : جناب ۔ ہمیں ابھی تک اس کا نوٹس نہیں ملا ۔

چوہدری امان اللہ لک : جناب ۔ انہیں سب پتہ ہے اور یہ تحریک استحقاق وقت پر دی گئی ہے ۔

مسٹر سپیکر : تحریک استحقاق تحریک التوا کی طرح وقت پر شمار نہیں کی جاتی ۔

چوہدری امان اللہ لک : جناب والا ۔ جناب کے علم میں تو واقعات نہیں ہوں گے لیکن وزیر موصوف کے علم میں تو وہ تمام واقعات ہیں جو سرگودھا میں رونما ہوئے ہیں ۔ انہیں تو تمام واقعات حفظ ہیں ۔ اس لئے انہیں نوٹس کی ضرورت نہیں ۔

مسٹر سپیکر : مجھے نہیں پتہ کہ آپ غیب کا علم جانتے ہیں ۔ مجھے تو یہ ابھی ملی ہیں ۔

وزیر قانون : جناب والا ۔ میرے فاضل دوست یہ نہیں سمجھتے کہ اگر میں یہاں پر بیان دوں یا بات کروں تو وہ کارروائی جو عدالت میں ہو رہی ہے یا جو تحقیقات ہو رہی ہیں وہ prejudice ہو سکتی ہے ۔

چوہدری امان اللہ لک : آپ ہی بیان دے دیں کہ ہم اس پر کوئی بیان نہیں دینا چاہتے ۔ کیونکہ تحقیقات ہو رہی ہے اور ڈیفنس آف پاکستان رولز کے تحت کیس درج ہو چکا ہے ۔ میں یہ تو نہیں کہتا کہ آپ کس قسم کا بیان دیں ۔

وزیر قانون : جناب سپیکر نے واضح الفاظ میں فرمایا ہے کہ ۔ ۔ ۔

مسٹر سپیکر : میں اسے کل لوں گا ۔ یہ دوسری تحریک حاجی محمد سیف اللہ خان کی ہے جس کا نمبر 65 ہے ۔ اس میں انہوں نے کہا ہے کہ تاحال اطلاع نہیں ملی ۔ کیونکہ دراصل یہ تار مجھے کل میرے مکان پر ملی تھی ۔

حاجی محمد سیف اللہ خان : جناب والا ۔ میں آپ کی توجہ قواعد کی طرف

میڈول کراؤں گا ۔ قواعد میں یہ کہیں نہیں لکھا کہ اطلاع تار کے ذریعے ہوئی ۔ وہ ایک proforma ہے جس پر اطلاع بھیجی جاتی ہے اور یہ proforma رولز کا جزو ہے ۔ اگر انہوں نے یہ اطلاع on proforma قواعد کے تحت آپ کو بھیجی ہے تب تو requirement پوری ہو گئی اور اگر proforma پر نہیں آئی تو یہ رپورٹ جناب کے پاس قواعد کے مطابق نہیں آئی اور وہ ہمیں سرکولیٹ نہیں ہوئی تو ہمارا استحقاق مجروح ہوا ہے ۔

مسٹر سپیکر : آپ رولز دیکھیں ۔

For that, then you will have to wait for a reasonable time.

کہ ان کی چٹھی چلے اور وہ proforma بھر کر بھیجیں کیونکہ تار تو گھنٹے دو گھنٹے میں پہنچ جاتی ہے ۔

حاجی محمد سیف اللہ خان : ویسے جناب یہ بڑی اہم چیز ہوتی ہے ۔

مسٹر سپیکر : میں آپ سے اتفاق کرتا ہوں ۔

حاجی محمد سیف اللہ خان : special messenger بھی بھیجے جا سکتے ہیں اور سرگودھا تو ویسے بھی دور نہیں ۔ دو گھنٹوں میں آدمی وہاں پہنچ سکتا ہے اور اگر انہیں یہ اہمیت محسوس ہو کہ ایک فاضل رکن جو اس ایوان کے ایک privileged رکن ہیں ان کی گرفتاری بڑا اہم مسئلہ ہے ۔

Mr. Speaker : However, they have tried to comply with the spirit. The telegram was received after the arrest.

Haji Muhammad Saifullah Khan : Yes, Sir. You may please see rules 62 and 63.

Mr. Speaker : I don't want to decide this matter in a hurry because it relates to the privilege of a member of this House. What is the number of the rule you just referred to?

Haji Muhammad Saifullah Khan : Rules No. 62 and 63.

Mr. Speaker : Le me see it.

(After consulting the rules)

I has not been sent immediately.

حاجی محمد سیف اللہ خان : فارم اور قواعد کے مطابق آنی تھی جس کا بھیجنا ان کے لئے نہایت ضروری ہے اور immediately کا لفظ ہے -

Mr. Speaker : I will wait for the day.

Haji Muhammad Saifullah Khan : What has been the fate of my privilege motion.

Mr. Speaker : Both are pending. It cannot be expected in a telegram that it will be in accordance with...

حاجی محمد سیف اللہ خان : لیلی گرام کی تو توقع بھی نہیں کی جا سکتی -

Mr. Speaker : We were dealing with certain adjournment motions concerning the affairs of the Punjab University.

یہ کن کن کی تھیں

حاجی محمد سیف اللہ خان : چار تحریکیں میری ہیں اور ایک چودہری امان اللہ لک کی -

مسٹر سپیکر : آپ کی تین ہیں - چوتھی میں نے نہیں لی تھی -

حاجی محمد سیف اللہ خان : ٹھیک ہے جناب -

جناب والا ! جہاں تک تحریک التوا کا تعلق ہے - میں سمجھتا ہوں کہ اصولی طور پر اس پر حکومت کو اعتراض نہیں - حکومت نے تسلیم کر لیا ہے کہ یونیورسٹی کے حالات واقعی شرمناک حد تک پہنچ چکے ہیں - یہ ریمارکس ان کے نہیں ، وزیر اعلیٰ کے نہیں ، بلکہ پرائم منسٹر آف پاکستان کے ہیں کہ یونیورسٹی کے حالات شرمناک حد تک پہنچ چکے ہیں - جب یہ نوبت آ جائے تو میں نہیں سمجھتا کہ اس تحریک پر بحث نہ کرنے کے لئے

حکومت کے پاس کیا جواز رہ جاتا ہے اور کیوں نہ اسمبلی کی کارروائی کا التوا کر کے اس مسئلے کو فوری طور پر زیر بحث لایا جائے۔ جہاں تک میرا خیال ہے، تحریک التوا بحث کے لئے اصولی طور پر منظور کی جا چکی ہے۔ انہوں نے میری مخالفت نہیں کی۔ روایات دیکھیں، ان میں یہی ہے کہ جب حکومت کی طرف سے کسی تحریک التوا کی مخالفت نہ کی جائے تو یہی نتیجہ نکالا جاتا ہے کہ انہوں نے اپنی رضامندی ظاہر کر دی ہے اور پھر اس کے لئے ووٹ لینے کی بھی ضرورت نہیں ہوتی۔ ایسی ایک نہیں، بیسیوں مثالیں موجود ہیں۔ اس اہم ترین مسئلے پر جسے خود حکومت تسلیم کر چکی ہے، اس ایوان میں فوری طور پر دو گھنٹے تک بحث حاصل بحث ہونی چاہئے۔

مسٹر سپیکر: بحث آپ کروائیں گے تو ہوگی۔

حاجی محمد سیف اللہ خان: میں نے روایات بتائی ہیں۔ انہوں نے میری تحریک کی مخالفت بھی نہیں کی، بلکہ تائید کی ہے۔ جب ایک واقع صحیح ہو تو اس کے بعد ایسی کوئی صورت نہیں پیدا ہوتی کہ ایوان اس پر بحث کی اجازت نہ دے یا اس پر اجازت کی ضرورت پڑے۔ ہو سکتا ہے کہ تسلیم کرنے کے باوجود وہ اس کا سامنا کرنے کے لئے تیار نہ ہوں۔ یہ ماننے کے باوجود کہ یونیورسٹی کے حالات شرمناک حد تک پہنچ چکے ہیں، وہ اسے اپنی انا کا مسئلہ بنا لیں کہ ہمارے پاس طاقت ہے، ہمارے ساتھ اکثریت ہے، ہم چاہیں تو منظور ہو سکتی ہے، چاہیں تو نہیں ہو سکتی۔ ہو سکتا ہے کہ بحث کی اجازت نہ ملے۔ تو میں عرض کر دوں کہ جس وقت یونیورسٹی کا آرڈیننس اس ایوان میں زیر بحث تھا، اسے ایکٹ بنایا جانا تھا تو ہم نے دو بنیادی اعتراض کئے تھے۔ ایک یہ کہ یونیورسٹی کی خود مختاری کو قائم رکھا جائے۔ اس سے ہمارا مطلب یہ نہ تھا کہ اس کی ہر قسم کی account-ability ختم کر دیں، اس سے کسی قسم کی باز پرس نہ ہو اور وہ جو چاہے کرے حکومت اس سے لاتعلق ہو جائے۔ اس ایوان کا یہ کبھی مقصود نہ تھا۔ ہم نے یہی کہا تھا کہ یونیورسٹی کو یونیورسٹی کے معیار پر لایا جائے۔ اسے ہر وقت عوام، عوامی نمائندوں اور ایوان کے سامنے جواب دہ قرار دیا جائے۔

جناب والا ، آپ کو بھی اور فاضل اراکین کو بھی یاد ہوگا کہ ہم نے کہا تھا کہ پروچانسلر کے عہدے کی ضرورت نہیں ہے ، اس قسم کا dummy عہدہ تخلیق کرنے کا کوئی فائدہ نہیں ۔ یا تو پروچانسلر پر ذمہ داریاں ڈالیں تاکہ پھر وہ یہ اعتراض نہ کر سکے اور اپنے آپ کو بری الذمہ قرار نہ دے سکے کہ میرے پاس اختیارات نہیں ، میں چانسلر کے رحم و کرم پر ہوں ، ان کی مرضی کا محتاج ہوں ، وہ چاہیں تو اختیارات دیں ، چاہیں تو نہ دیں ، میں تو بے بس ہوں اور میں کچھ نہیں کر سکتا ۔

جناب والا ! میں کہتا ہوں کہ پرائم منسٹر نے یونیورسٹی کے حالات کو شرمناک کہا ہے ۔ میں جناب وزیر تعلیم کے اس بیان کو شرمناک قرار دیتا ہوں ۔ جس میں انہوں نے حکومت کی بے بسی کا اظہار کیا ہے ۔ کہ ہمیں اس ادارے پر کوئی کنٹرول نہیں ہے ۔

مسٹر سپیکر : آپ نے تو تقریر شروع کر دی ۔

حاجی محمد سیف اللہ خان : میں وضاحت کر رہا ہوں ۔ میں صرف تجویز پیش کروں گا کہ جہاں اس ادارے کی خود مختاری کو برقرار رکھا جائے اور اس کی عزت و احترام کو ملحوظ رکھا جائے ، وہاں اس ادارے کو کم از کم اس ایوان کا جواب دہ بنایا جائے ۔ اس کی واحد صورت یہ ہے کہ پروچانسلر کے اختیارات متعین کئے جائیں ، اس قانون میں ترمیم کی جائے اور وہ تمام انتظامی اختیارات جو یونیورسٹی کا نظم و نسق برقرار رکھنے کے لئے اور یونیورسٹی کے نظام کو بہتر اور درست طریقے پر چلانے کے لئے ضروری ہوا کرتے ہیں وہ لازمی طور پر پروچانسلر کر دئے جائیں ۔ اس کے ساتھ ساتھ یہ ترمیم بھی نہایت ضروری ہے کہ جس طرح حکومت کی حکمت عملی کی رپورٹ اس ایوان میں پیش ہوتی ہے ، جس طرح آرڈیننس ایوان کی میز پر پیش ہوتے ہیں اور جس طرح دوسری کارکردگیوں کی رپورٹ پیش ہوتی ہے ، اسی طرح یونیورسٹی کی رپورٹ بھی ہر سال اس ایوان میں پیش ہو تاکہ ایوان یونیورسٹی کی کارکردگی سے آگاہ ہو اور اسے یونیورسٹی کے حالات کا پتہ چل سکے اور وہ ضرورت محسوس کریں تو اسے زیر بحث لا سکیں

اگر یہ دو ترمیمات کر دیں تو آئندہ کے لئے کم از کم یہ نوبت نہیں آئے گی کہ حکومت اپنے آپ کو یونیورسٹی پر کنٹرول کرنے سے قاصر سمجھے۔

وزیر تعلیم : جناب والا ! میں نے جو بیان جمعے کو دیا تھا ، میں اس بیان کی وضاحت کرنا چاہتا ہوں ۔ ویسے تو وہ بیان بڑا واضح تھا لیکن بعض حلقوں میں یہ سمجھا گیا ہے کہ شاید میں نے اپنی ذمہ داریوں سے فرار حاصل کرنے کے لئے وہ بیان دیا تھا حالانکہ یہ بات نہیں ۔ بلکہ میں اپنی ذمہ داریوں کو پورا کرنے لئے قانونی اختیارات چاہتا تھا ۔ میں نے اس دن یہ عرض کیا تھا کہ میں اپنی ذمہ داری سے ہر گز فرار نہیں حاصل کرنا چاہتا ۔ میرے پاس اور بھی شعبے ہیں اور ان کے بارے میں تعاریک کو میں face کرتا ہوں ۔ اس سے پہلے بھی یونیورسٹی کے بارے میں جو سوالات آتے رہے ہیں تو میں نے کبھی یہ بات نہیں کی ۔ یہ ریکارڈ شاہد ہے ۔ چند سی قربکیں آئی ہیں ۔ پچھلے چانسلر کے زمانے میں ، میں نے کبھی نہیں کہا کہ میں اس کی ذمہ داری نہیں لیتا ۔ میں نے وہ بیان اس لئے نہیں دیا کہ میں یونیورسٹی کے معاملات سے فرار حاصل کرنا چاہتا ہوں ۔ دوسرے میں نے نہ یہ ہی کہا تھا کہ یونیورسٹی کو اس قسم کی خود مختاری ہے کہ اس کے معاملات کو یہاں زیر بحث نہیں لایا جا سکتا ۔ یونیورسٹی کو ایک خاص قسم کی اکیڈمک خود مختاری ہوتی ہے کہ وہ اپنے اکیڈمک پروگرام بنائے ۔ کیونکہ ہم ان باتوں میں مداخلت نہیں کرتے ۔ جہاں تک یونیورسٹی کو چلانے کے لئے اس ادارے کا مختص کیا ہوا بجٹ ہے اس ضمن میں بہت سے معاملات ہیں جن کے لئے ضروری ہے کہ ہاؤس میں اس کے لئے جواب دھی ہو ۔ میں جواب دینے کے لئے تیار ہوں اور میں ہمیشہ جواب دیتا رہا ہوں ۔ پہلے یہ مسئلہ خوش اسلوبی سے چل رہا تھا ۔ پروچانسلر کے عہدے کے متعلق فاضل رکن حاجی صاحب نے فرمایا ہے کہ اس وقت انہوں نے اس پر اعتراض کیا تھا ۔ ہم نے کافی ضد کی تھی کہ یہ ضرور ہونا چاہئے ۔ ہمارا خیال یہی تھا کہ آئندہ جو آئین آنے والا ہے ۔ اس میں گورنر صاحبان کے اختیارات آئین کے مطابق ایک خاص قسم کے ہوں گے اور ممکن ہے کہ وہ ہماری پارٹی ہے ، حکومت ہے اس قسم کا تعلق نہ رکھتے ہوں ۔ اس لئے

ضروری ہے کہ ایسا شخص جو وزیر تعلیم ہو جو اس ایوان میں ہو ، اس ایوان کا ممبر ہو اور ایوان کے سامنے جواب دہ ہو ، اس کو یونیورسٹی میں پروچانسلر ہونا چاہئے اور اس کے اختیارات بھی ہونے چاہیں اور یہ اعتراض کہ اختیارات واضح نہیں رکھے گئے - یہ جناب والا ! usage ہوتی ہے کئی offices ہوتے ہیں وہ صدیوں سے یا decades سے چل رہے ہیں اور کبھی ضرورت نہیں پڑتی کہ اس کو define کیا جائے تو ہم نے اس لئے یہ سمجھا تھا کہ کوئی ضرورت نہیں ہے کہ اس میں define کیا جائے کہ پروچانسلر کے کیا اختیارات ہیں اور مجھ سے پہلے جو پروچانسلر تھے جناب کاردار صاحب انہوں نے جب وہ وزیر تعلیم تھے تو ایک نوٹ بھیجا تھا - موجودہ چانسلر صاحب کو اسی سال فروری میں شاید کہ پروچانسلر کے اختیارات تفویض کئے جائیں کیونکہ یہ قانون کے مطابق چانسلر صاحب نے دینے ہوتے ہیں - اس پر آج تک کوئی فیصلہ نہیں ہوا اور چانسلر صاحب سے فائل واپس نہیں آئی تو میں جناب والا ! اپنی سٹیٹمنٹ کی وضاحت کرنا چاہتا تھا -

باقی جہاں تک ایڈمشن کا تعلق ہے اس میں ہم اپنا جو حکومتی پارٹی کا استحقاق ہے ہم ایکسرسائز کریں گے اور جو رولز اینڈ ریگولیشن ہیں ان کے مطابق جناب والا ! فیصلہ کریں گے - اس لئے میں اپنی سٹیٹمنٹ کی وضاحت کرنا چاہتا تھا اور میں پھر کہتا ہوں کہ میں ذمہ داری سے فرار نہیں چاہتا - میرے پاس جتنے محکمے ہیں ان پر تنقید ہو گی - میں انشاءاللہ اس کو face کروں گا میں نے آج تک سب محکموں میں بہت مخلصانہ طور پر کام کیا ہے - اس سے زیادہ میں کچھ نہیں کہہ سکتا - لیکن میرے کسی محکمے میں اگر کوئی غلطی ہو تو جناب والا ! اگر میں اس کو ٹھیک کرنے کا اختیار نہیں رکھتا تو پھر میں کیسے اس کا جواب دہ ہوں - اگر آپ شکایت کریں کہ فلاں ڈائریکٹر تعلیم نے فلاں گڑبڑ کی ہے - میں اس کو چینج کر سکتا ہوں اس کو suspend کر سکتا ہوں اس کو تبدیل کر سکتا ہوں تو میں اس کا جواب دہ ہوں میں ذمہ داری سے قطعاً فرار حاصل نہیں کر رہا -

سید قابض الوری : جناب سپیکر ! جناب وزیر تعلیم نے جو ارشادات فرمائے ہیں - ان کے پیش نظر ہم یہ کہنے پر مجبور ہیں کہ حکومت جس طرح

سے یونیورسٹی کے معاملات میں اپنی بے بسی کا اعتراف کر رہی ہے وہ ایک ایسے خلاء کا مظہر ہے جو یونیورسٹی چانسلر اور پروچانسلر کے درمیان پیدا ہو گیا ہے جناب والا ! - - - -

مسٹر سپیکر : سید صاحب ابھی میں نے debate کو open نہیں کیا پھر آپ کہیں گے کہ آپ مجھے روک دیتے ہیں -

سید ناہیدالوری : جناب والا ! میں صرف ان سے یہ وضاحت چاہ رہا تھا کہ اتنی اہم تحریک التوا کے جواب میں محض اس بات کا اظہار کہ ابھی تک ان کے اختیارات کا تعین نہیں ہوا - عوام کے اطمینان کے لئے قطعی ناکافی ہے - انہیں اعلان کرنا چاہئے کہ ان معاملات کی تحقیقات کے لئے وہ چانسلر سے رابطہ قائم کر کے ایک اعلیٰ سطح کی کمیٹی قائم کریں گے - جو ان تمام معاملات کی چھان بین کر کے اس ہاؤس کو اپنی رپورٹ پیش کرے -

جناب والا ! ابھی تک یونیورسٹی اس اعتبار سے بھی خود مختار نہیں ہے کہ وہاں سنڈیکیٹ اور سینٹ کے الیکشن ابھی تک نہیں ہو سکے - یہی وجہ ہے کہ عوام کا جو ایک احتسابی ہاتھ ہوتا ہے وہ ابھی تک یونیورسٹی سے دور ہے - اگر سنڈیکیٹ اور سینٹ کے انتخابات عمل میں آ جاتے تو آج حکومت اس طرح اپنی بے بسی کا اعلان نہ کرتی - اس لئے میں یہ بھی مطالبہ کرتا ہوں کہ فوری طور پر چانسلر سے رابطہ قائم کر کے سینٹ اور سنڈیکیٹ کے انتخابات عمل میں لائے جائیں تاکہ نہ صرف سکالر بلکہ اس ایوان کے نمائندگان بھی سینٹ اور سنڈیکیٹ کے ذریعے یونیورسٹی کے معاملات کا احتساب کر سکیں اور اصلاح احوال کے لئے اقدامات کر سکیں - ہم سمجھتے ہیں کہ جب تک وزیر تعلیم یہ یہاں اعلان نہیں کریں گے عوام کی بے چینی اور اضطراب دور نہیں ہو گا -

Mr. Speaker : Now, I hold in order all those four motions. All those who want that the House should be adjourned may rise in their seats (Count was taken) [of the members standing in their seats]. It falls short of the required number, therefore, it is not admitted.

تحاریک التوائے کار

موضع ڈوگہ تحصیل کھاریاں میں ایس - پی - گجرات اور انسپکٹر کی بلا وجہ فائرنگ سے دو آدمیوں کی ہلاکت -

مسٹر سپیکر : علامہ رحمت‌اللہ ارشد صاحب یہ تحریک پیش کرنے کی اجازت طلب کرتے ہیں کہ اہمیت عامہ رکھنے والے ایک اہم اور فوری مسئلہ کو زیر بحث لانے کے لئے اسمبلی کی کارروائی ملتوی کی جائے۔ مسئلہ یہ ہے کہ مسٹر اے - ایم - اکرم ایڈووکیٹ لالہ موسیٰ کے ٹیلیگرام مورخہ 14 جولائی کے مطابق ڈوگہ تحصیل کھاریاں میں ایس - پی گجرات نے انسپکٹر پولیس کے ساتھ مل کر بلا وجہ اور بلا جواز فائرنگ کر دی - جس سے دو آدمی ہلاک ہو گئے یہ مسئلہ نہایت ہی سنگین نوعیت کا ہے اس لئے اسے فوری طور پر زیر بحث لایا جائے -

وزیر تعلیم : جناب والا ! یہ مسئلہ sub-judice ہے - اس پر حکومت پہلے Judicial Tribunal قائم کر چکی ہے - اس لئے اب اس کے متعلق بحث نہیں ہو سکتی اور اس کو زیر بحث نہیں لایا جا سکتا -

علامہ رحمت‌اللہ ارشد : جناب والا ! میں آپ کے توسط سے صرف ان سے ایک وضاحت چاہوں گا کہ sub-judice کس اعتبار سے ہے - ان دونوں کے خلاف judicial inquiry ہو رہی ہے - کیا صورت حال ہے ؟ اس کی وضاحت فرمائیں -

وزیر تعلیم : Judicial Inquiry ہو رہی ہے -

Mr. Speaker : In view of the statement of the Minister that a judicial inquiry is being held into the incident, this is not admitted.

حاجی صاحب یہ آپ کی 39 نمبر ہے اس میں کون سا incident involved ہے کیا یہ آپ کے پاس ہے ؟

حاجی محمد سیف اللہ خان : جناب بڑھ دیں تو بہتر ہے ۔

مسٹر سپیکر : بڑھ تو میں دوں گا ۔ اگر آپ کے پاس ہو تو مجھے پہلے بتا دیں تاکہ ۔ ۔ ۔

حاجی محمد سیف اللہ خان : یہ کس چیز کے متعلق ہے ؟

مسٹر سپیکر : یہ کپاس کی مجموعی پیداوار کے متعلق ہے ۔

مخدوم زادہ سید حسن محمود : ایک جناب میری بھی کپاس کے متعلق ہے ۔

حاجی محمد سیف اللہ خان : جو مہم ہے کہ ایک ایکٹر پیداوار کم کرو ۔

مسٹر سپیکر : ہاں ہاں ۔

حاجی محمد سیف اللہ خان : یہی incident ہے کہ مہم چل چکی ہے اور کپاس ہماری وہ پیداوار ہے جس پہ صوبے کی معشیت کا دارومدار ہے ۔ بجائے اس کے کہ اسے کاشت کیا جائے مہم چل رہی ہے کہ ایک ایکٹر پیداوار کم کاشت کرو ۔

کھاد کی قیمت میں اضافہ ہو جانے کی وجہ سے پنجاب میں کپاس کی مجموعی پیداوار میں کمی

مسٹر سپیکر : حاجی محمد سیف اللہ خان یہ تحریک پیش کرنے کی اجازت طلب کرتے ہیں کہ اہمیت عامہ رکھنے والے ایک اہم اور فوری مسئلہ کو زیر بحث لانے کے لئے اسمبلی کی کارروائی ملتوی کی جائے ۔ مسئلہ یہ ہے کہ روز نامہ نوائے وقت مورخہ 30 اگست 1974ء میں شائع ہونے والی اس خبر کے مطابق کہ پنجاب میں اس سال کپاس کی مجموعی پیداوار دس سے بیس فیصد کم ہو گئی ہے ۔ کھاد کی قیمت بڑھ جانے کی وجہ سے اس سال پچاس فیصد کھاد کم استعمال ہوئی ہے ۔ کاشتکاروں نے ناراضگی کا اظہار کیا ہے اور انہوں نے "ایک ایکٹر پیداوار کم کرو" کی مہم بھی شروع کر رکھی

ہے جس سے کپاس کی مجموعی پیداوار پر بہت برا اثر پڑا ہے - مزید برآں تیلے کی بیماری بھی دن بدن پھیلتی جا رہی ہے - جس سے پنجاب کی معیشت بری طرح تباہ ہونے کا خدشہ پیدا ہو گیا ہے - اس سے عوام میں سخت اضطراب بے چینی اور شدید غم و غصہ پایا جاتا ہے -

وزیر زراعت : جناب والا ! اس تحریک التواء میں چار موضوع الگ الگ کر دیئے ہیں بلکہ اس سے بھی زیادہ ہیں - ایک ہے کہ چالیس فی صد کھاد کم استعمال ہوئی ہے کیونکہ کھاد کی قیمت بڑھی ہے - دوسرا یہ کہ ایک مہم شروع ہے کہ ایک ایکٹر پیداوار کم کرو - - - -

مسٹر سپیکر : پہلے انہوں نے کہا ہے کہ چونکہ یہ خبر اخبار میں شائع ہوئی ہے -

وزیر زراعت : اس لئے میں الگ الگ جواب دے رہا ہوں - تاکہ وجہ وضاحت سے بتا سکوں - اس تحریک التواء کے جو پہلو ہیں میں الگ الگ بتا سکوں - تیسرا ہے کہ تیلے کی بیماری دن بدن پھیلتی جا رہی ہے - جس سے پنجاب کی معیشت بری طرح تباہ ہونے کا خدشہ پیدا ہو گیا ہے اور اس سے عوام میں سخت اضطراب اور بے چینی ہے اور اس سے بھی کہ کپاس کی مجموعی پیداوار دس سے بیس فیصد کم ہو گئی ہے -

جناب والا ! یہ حقیقت ہے کہ کپاس کی پیداوار کم ہوئی ہے اس کی وجہ پانی کی کمی تھی اور جو رقبہ تھا وہ پہلے سے کم کاشت ہوا ہے - جہاں تک تیلے کی بیماری کا تعلق ہے - تیلے کی بیماری اس وقت ہوتی ہے جس وقت کہ موسم خشک ہو - اس دفعہ موسم خشک تھا - اس کے بعد امید تھی کہ بارشیں ہوں گی اور بارشوں میں تیلے کی بیماری کم ہوتی ہے لیکن خشک موسم طویل ہو گیا اور تیلے کی یا white fly کا حملہ ہوا اس لئے ہر ممکن کوشش کی گئی ہے - سپرے کیا گیا ہے اور دوسرے طریقوں سے بواسطہ جہاز سے سپرے کیا گیا - سوائے چند تحصیلوں کے تیلے کی جو بیماری تھی اس پر کنٹرول کیا جا چکا ہے اس سے ضرور پیداوار پر اثر پڑے گا - ایک ایکٹر پیداوار کم کرنے کی مہم میرے خیال میں کہیں

نہیں ہے یا ہمیں اس کا علم نہیں ہے کہ جو زمیندار نے جان بوجھ کر یہ مہم چلائی ہو ۔ حقیقت یہ ہے کہ جو زمیندار کپاس بوتا ہے وہ کوشش کرتا ہے کہ اس کی پیداوار زیادہ سے زیادہ بڑھے اور وہ چاہتا ہے کہ اس کو تمام مراعات حاصل ہوں ۔ اب رہ گیا کھاد کا کم ہونا ۔ دوسری دفعہ جب پھول آتے ہیں تو کھاد ڈالی جاتی ہے پچھلے سال کھاد کی جو فروخت ہوئی ہے وہ کافی زیادہ ہے ۔ خاص کر اس موسم میں جبکہ کھاد کپاس میں ڈالی جاتی تھی ۔ میں آپ کو فیگرز بتا دیتا ہوں کہ 1973ء میں (یہ مٹرک ٹن ہے اگر اس کو دو سے ضرب دی جائے تو بوریاں بن جاتی ہیں) اگست 1971ء میں 16828 ۔ ستمبر میں 24360 اور اگست 1974ء میں 38545 بجائے 16000 کے ۔

Mr. Speaker : More then twice.

وزیر زراعت : Yes more than twice. اور ستمبر میں 24 ہزار سے کم ۔ تو حقیقت یہ ہے کہ جب پہلے کھاد کی قیمت بڑھائی گئی تھی تو یہ ایک نفسیاتی عمل تھا کہ اس وقت کھاد کم فروخت ہوئی ۔ لیکن جوں جوں زمانہ آگے چلتا گیا ۔ کھاد کی فروخت زیادہ ہوتی گئی اور اب پچھلے سال سے کئی گنا زیادہ ہے ۔ میں یہ بتا دینا چاہتا ہوں کہ پاکستان میں کھاد کی قیمت ہندوستان سے کہیں کم ہے اور جو نرخ ہیں وہ بھی مقابلتاً اتنے نہیں ہیں ۔ کھاد کی قیمت بڑے غور و خوض کے بعد لگائی گئی تھی اور جو نرخ حکومت نے رکھے ہیں ۔ یہ میں مانتا ہوں کہ ان نرخوں میں کھاد کی قیمت نہیں ہے ۔ اس لئے شاید ہاؤس کو پتہ ہے کہ ان زمینداروں کے پاس کھاد خریدنے کے لئے پیسے نہیں ہیں ۔ تو پورے پنجاب میں یہ فیصلہ ہوا ہے کہ کھاد deferred payment پر دی جائے گی اور مالیہ کے ساتھ واپس پیسے لئے جائیں گے ۔ یہ بھی فیصلہ کیا گیا ہے کہ کھاد کو اور بڑھانے کے لئے فاسفورس اور نائٹروجن کی مقدار کو صحیح کرنے کے لئے ڈی ۔ اے ۔ ٹی ۔ زیادہ ڈالی جائے کیونکہ پہلے یوریا کا استعمال زیادہ رہا ہے ۔ یہ بھی فیصلہ کیا گیا ہے کہ ایک اور دو کی نسبت سے ڈی ۔ اے ۔ ٹی ۔ اور یوریا ہو ۔ اس طرح سے کھاد پر قرضہ دیا جائے گا ۔ تو جہاں تک حکومت کا تعلق ہے

وہ مراعات جو کاشتکاروں کو میسر آ سکتی ہیں وہ دی جا رہی ہیں اور جو حکومت کے بس کی بات نہیں ہے - وہ پانی ہے - پانی کی کمی صرف اس طرح سے پوری ہو سکتی ہے کہ بارشیں ہوں - باقی جو دوسرے کمی پورا کرنے کے ذرائع ہیں یعنی پانی ٹیوب ویلوں کے چلانے یا لئے لگانے سے حاصل کیا جا سکتا ہے - تو اس پر بھی حکومت غور کر رہی ہے تو ایسی کوئی بات نہیں ہے کہ کسی وجہ سے کاشتکاروں کو یا کپاس کی کاشت کو حکومت کی لا پرواہی سے یا حکومت کے بروقت اقدام نہ اٹھانے سے نقصان پہنچا ہو -

Mr. Speaker : In view of the statement of the Minister.

حاجی محمد سیف اللہ خان : جناب والا ! تھوڑی سی وضاحت کی ضرورت ہے کہ جناب وزیر موصوف نے میری تحریک کے سلسلے میں محض اپنی فیگرز کا سہارا لیا ہے اور انہوں نے دو چیزوں کا بتایا ہے - ایک تو کھاد کم استعمال نہیں ہوئی بلکہ زیادہ ہوئی ہے اور دوسرے انہوں نے فرمایا ہے کہ ایک ایکڑ کم پیداوار کرنے کی سکیم نہیں چلائی گئی -

مسٹر سپیکر : تیسری یہ جو لیلے کی بیماری ہے اس پر قابو پالیا گیا ہے -

حاجی محمد سیف اللہ خان : جناب والا ! اس پر قابو تو نہیں پایا گیا ہے -

مسٹر سپیکر : پریکٹیکلی تو قابو پا لیا گیا ہے -

حاجی محمد سیف اللہ خان : جناب والا ! یہ سارا سوال دراصل یہ ظاہر کرنے کے لئے تھا کہ اس سال - - - -

مسٹر سپیکر : نہیں - جب عوام میں اب یہ تینوں چیزیں نہیں رہیں تو پھر اضطراب کاہے کا -

حاجی محمد سیف اللہ خان : جناب والا ! جہاں تک فیگرز کا سوال ہے وہ تو میں نہیں کہتا خود فاضل وزیر صاحب ہی بتا دیں کہ حکومت کی دی گئی کوئی بھی فیگرز آج تک صحیح ثابت ہوئی ہیں ؟ گندم کے بارے میں بھی انہوں نے فیگرز دی تھیں کہ جناب ! ہم نے اتنے کروڑ رقبہ پر

گندم کاشت کی ۔ اتنے کروڑ من اس سال پیدا ہو گی ۔ ہم خود کفیل ہو گئے ہیں وہ نتیجہ بھی سامنے ہے ۔

Mr. Speaker : Will you please listen to me ? No such statement was made in this House.

The only statement that کہ اتنے لاکھ ٹن اس سال پیدا ہو گئی ۔ was made is that the Punjab Province is practically self-sufficient in wheat.

اور وہ کہ procurement کتنی ہونی چاہئے ۔

That has no co-relation with self-sufficiency.

حاجی محمد سیف اللہ خان : جناب والا ! ہم self sufficient نہیں تھے تو ہم نے دس لاکھ ٹن کا ٹارگیٹ بنایا اور گیارہ لاکھ ٹن وصول کیا ۔

Mr. Speaker : Procurement has no co-relationship with self-sufficiency.

حاجی محمد سیف اللہ خان : جناب والا ! sufficient نہیں تھے تو دس لاکھ ٹن کے ٹارگیٹ سے گیارہ لاکھ ٹن وصول ہوئی ۔

Mr. Speaker : That may be a failure of some agencies, There is no relationship.

حاجی محمد سیف اللہ خان : جناب والا ! اگر sufficient نہ ہو تو ہم 18 لاکھ ٹن کی بجائے 15 لاکھ پر بھی نہیں پہنچ سکتے ۔ اس پر میری بحث نہیں ہے ۔ جناب والا ! میں تو کہتا ہوں کہ جناب والا ۔ ۔ ۔

Mr. Speaker : Let us avoid such explanations.

حاجی محمد سیف اللہ خان : جناب والا ! میری تو intention اظہار ناراضگی کے طور پر کھاد کی بڑھتی ہوئی قیمتوں کے خلاف ہے ۔ یہ میرے پاس پمفلٹ موجود ہیں ۔ ملتان کے اندر باقاعدہ مہم چلائی گئی ۔

مسٹر سپیکر : latest قیمتیں کب بڑھی ہیں ۔

حاجی محمد سیف اللہ خان : latest میرے خیال میں شاید نئی نہیں بڑھی ہیں ۔

Mr. Speaker : We had at least more than one session after that date.

حاجی محمد سیف اللہ خان : میں نے قیمتوں کے بارے میں تو نہیں کہا اور نہ ہی ان اثرات کے متعلق کہا ہے جن سے پیداوار میں کمی ہوئی ہے ۔ جناب والا ! میں نے تو اس پر تحریک التوائے کار دی ہے جو مہم چلائی گئی ہے کہ عوام اس سے غافل رہیں پمفلٹ اس کے لئے جاری ہوئے ہیں اور باقاعدہ مہم شروع کی انہوں نے میٹنگیں کیں اور حکومت کے نوٹس میں آج تک یہ چیز نہیں آئی ۔

Mr. Speaker : That is what he has said. In view of the statement of the Minister.....

Mr. Addul Hafiz Kardar : Mr Speaker Sir, I would like to get your ruling on a Point of Order which I would like to raise later.

Mr. Speaker : After that ?

Mr. Abdul Hafiz Kardar : After your ruling.

Mr. Speaker : In view of the statement of the Hon'ble Minister this motion is ruled out.

Mr Abdul Hafiz Kardar : Mr. Speaker my point of order relates to two or three things which are going to be connected with your rulings on the adjournment motions, as to what is admitted on the basis on what is reported in the press. Now most of the adjournments are discussed. Some are admitted on the basis of reports in the press. You are also on record having told Members of this House during their speeches on the debate on 'Principles of Policy' that

'newspaper reports' cannot be quoted. If I am correct in saying.....

Mr. Speaker : No, I.....

Mr. Abdul Hafiz Kardar : Let me finish Mr. Speaker, I raised a point of order in the last session that certain papers don't carry the full spirit of the stetement made by Members with the result that a wrong impression is likely to be created.....likely to be created... The answer seems to be, and that is why I raised the point of order, that you may please consider issuing an authentic official version of the day's proceedings so that no misunderstanding is caused as a result of unofficial reporting.

Mr. Speaker : I will look into it, whether it will be practicable for the office.

Mr. Abdul Hafiz Kardar : It seem to be practicable to the best of my knowledge.

Mr. Speaker : But there have been more privilege motions in the National Assembly about the misreporting.

Mr. Abdul Hafiz Kardar : That was one part. The second is.....

Mr. Speaker : About the newspaper.....

Mr. Abdul Hafiz Kardar : What is your ruling regarding how much usage can be made in this House by the Members of reports in the press. You admitted for discussion where the adjournment motions were concerned, but where falsity of Government's statements vis-a-vis the press reports are concerned, you have clearly recorded, already ordered, that they should not be placed on record and the Members cannot take protection under the statements made in the newspapers. I like that clarification.

Mr. Speaker : Actually it was not during the discussion on budget that I made that observation that the newspapers should not be quoted. The rules cover.....

Mr. Abdul Hafiz Kardar : I said the Principles of Policy.

Mr. Speaker : No, it was not about the Principles of Policy. This is what I am going to state. I recollect that a few days back I did make that observation.

It was about a supplementary question. The rule governing the supplementary question is that newspapers cannot be referred to when a question is asked. Consequently, a supplementary question cannot be asked in which reliance is placed on newspapers.

Mr. Abdul Hafiz Kardar : Of that I am aware. I recollect...

Mr. Speaker : I will look into it whether it was a casual observation but I don't think.....

Mr. Abdul Hafiz Kardar : Now that the explanation is available, it will be a guide but I suggest that you kindly consider issuing an official statement.

Mr. Speaker : I will look into it. The time fixed for adjournment motions is over.

سید تابش الوری : جناب والا ! سرگودہا اور راولپنڈی میں کشیدگی پائی جاتی ہے ۔ اس سنگین صورت حال کے پیش نظر میں آپ سے درخواست کرتا ہوں کہ اس تحریک التوا کو آپ out of turn take up کر لیں ۔ تاکہ ہاؤس کو اعتماد میں لے کر اس کے تمام پہلوؤں کا جائزہ لیا جا سکے ۔

مسٹر سپیکر : میں اسے دیکھوں گا ۔

سید تابش الوری : جناب والا ! راولپنڈی میں چار سو کے قریب طلبا گرفتار کئے گئے ہیں اور کئی سو کے قریب زخمی ہیں ۔

مسٹر سپیکر : میں دیکھوں گا ۔ جو تحاریک التوائے کار بہرحال نہیں آئیں

The proper course is that either the Leader of the Opposition or even Syed Tabish Alwari could have made that request at the beginning of the hour fixed for adjournment motions. I don't think this is very fair. I wouldn't say it is not fair but I would say, I think, that it is not very fair.

تحریک التوا' کا ٹائم ختم ہو گیا ۔

سید تابش الوری : ابھی چار منٹ رہتے ہیں ۔

Mr. Speaker : Now I have started noting time because this objection had been taken earlier. The time was 9.40 a.m.

سید تابش الوری : جناب والا ! 9.40 پر تو تحریک استحقاق ۔ ۔ ۔ ۔

Mr. Speaker : It was 9.40 a.m. I had noted the time when I took it up because I was conscious that objection would be taken when thirty minutes are over.

سید تابش الوری : جناب والا ! کیا آپ مناسب سمجھیں گے کہ اسے کل پر کر لیا جائے ۔

مسٹر سپیکر : میں نے تو اسے ابھی دیکھا ہی نہیں ۔ ۔ ۔

Probably while I was sitting here these were received in the office. However, I will look into it.

مخدوم زادہ سید حسن محمود نے ایک چٹھی مجھے لکھی تھی کہ کچھ ممبروں نے اپنے آپ کو disqualify کر لیا ہے ۔ کیونکہ انہوں نے اپنی پارٹی تبدیل کر لی ہے ۔

The note that has been submitted to me by the office is

a detailed one and consists of three pages. Their view is that they don't stand disqualified. I am sending this note to the Advocate General and expect that he will send me his report within a fortnight.

Makhdumzada Syed Hassan Mahmud : My view should also be examined along with this note.

Mr. Speaker : I will request the Advocate General to contact you.

Makhdumzada Syed Hassan Mahmud : I have to go abroad.

Mr. Speaker : I can make this file available to you.

Makhdumzada Syed Hassan Mahmud : Sir, it is a very simple point.

Mr. Speaker : Then other members will also get up. This is something which may not be light. I would not allow proceedings in this House which could pre-judice their case. Then, I think, I will fix a date. Let the matter come up on Thursday and, in the meantime, the members will have time.

حاجی محمد سیف اللہ خان : جناب والا ! نان آفیشل ڈے رکھیں ۔ کوئی اور دن مقرر کر لیں ۔ نان آفیشل ڈے جو بھی کوئی کام ہو رکھ لیا جاتا ہے ۔

Mr. Speaker : It comes up on Wednesday.

ویسے میں آپ کو ایک بات بتا دوں کہ یہ میری طرف سے کبھی نہیں ہوا ۔ کبھی یہ آپ کی طرف سے ہو جاتا ہے اور کبھی کسی اور محترم ممبر کی وجہ سے ۔

But I have never done it. I am jealous about Thursday.

کیونکہ پارلیمنٹری پریکٹس آنے سے پہلے پریکٹس یہ تھی کہ ہر ممبر کو ایک جتنا

اختیار کیا ۔ یہ کو پچھلے ایک سو سال میں جس طرح سے یہ ہوا ہے ۔ کیبنٹ منسٹری ، کیبنٹ اور پارلیمنٹری پریکٹسز ، اس میں آپ میرا کا یہ استحقاق ہے کہ وہ ہر چیز کو موو کر سکتا ہے اور ہر دن اس کا اپنا دن ہے ۔ اب دایا میں بھی ، جہاں ابھی پارلیمنٹری جمہوریت ہے وہاں ایک دن ہی رہ گیا ہے ۔

I am very much jealous about it.

Mr. Abdul Hafiz Kardar : I want your clarification. Do you mean "jealous of" or "jealous regard"?

Mr. Speaker : I want to protect it.

ہنگامی قوانین جو ایوان کی میز پر رکھے گئے

ہنگامی قانون (ترمیم پنجاب) حکم (اصلاحات) انجمن ہائے امداد باہمی مجریہ 1974ء

وزیر قانون : جناب والا ! دی کوآپریٹو سوسائٹیز (ریفارمز) آرڈر (پنجاب امنڈمنٹ) آرڈیننس 1974ء ایوان کی میز پر رکھتا ہوں ۔

مسٹر سپیکر : چاروں رکھے ہیں یا ایک رکھا ہے ۔

وزیر قانون : جناب والا ! ایک ہی رکھا ہے ۔

مسٹر سپیکر : یہ ایوان کی میز پر رکھ دیا گیا ہے ۔

It will be deemed to be a Bill presented by the Minister for Law & Parliamentary Affairs. It is referred to the concerned Standing Committee; Report to come within three days.

ہنگامی قانون رہائشی سہولیات برائے دیہی غیر مالکان پنجاب مجریہ 1974ء

وزیر قانون : جناب والا ! میں دی پنجاب ہاؤسنگ فیسلیٹیز ان رورل ایریاز آرڈیننس 1974ء ایوان کی میز پر رکھتا ہوں ۔

حاجی محمد سیف اللہ خان : جناب والا ! میں آپ کی رولنگ چاہوں گا کہ جو آرڈیننس ایوان کی میز پر رکھے جاتے ہیں وہ کوالف کے مطابق لے ڈاون ہو جاتے ہیں اور انٹروڈیوس تصور ہوتے ہیں ۔ کیا ایسا بھی ہے کہ کوئی منی بل ہو جس کے ساتھ چیف منسٹر کی اجازت لازمی ہو جب تک وہ نہ ہو ۔ بل انٹروڈیوس نہیں ہو سکتا ۔ کیا ایسا بل یا آرڈیننس جو منی سے تعلق رکھتا ہو کیا انٹروڈیوس کرتے وقت چیف منسٹر کی اجازت ضروری ہے یا نہیں اور اگر ہے تو اس سلسلہ میں وہ دی گئی ہے یا نہیں ؟

Thay have to bring to the notice of the House that the Chief Minister has recommended to introduce this Money Bill in the House.

وزیر قانون : جناب والا ! پہلے تو یہ منی بل ہی نہیں ہے ۔

حاجی محمد سیف اللہ خان : یہ منی بل ہے یا نہیں ہے ۔

وزیر قانون : یہ سٹینڈنگ کمیٹی کو جائے گا ۔ اس کے بعد جب یہ واپس آئے گا تو پتہ چلے گا کہ یہ منی بل ہے یا نہیں ۔

مسٹر سپیکر : دی پنجاب ہاؤسنگ فیسلیٹیز فار لان پراپرائیٹرز ان رورل ایریاز آرڈیننس 1974ء ایوان کی میز پر رکھ دیا گیا ہے ۔

It shall be deemed to be a Bill presented to this House. It is referred to the concerned Standing Committee ; Report to come within seven days.

حاجی محمد سیف اللہ خان : پہلے تو یہ بتائیں کہ منی بل ہے یا نہیں ۔

مسٹر سپیکر : وہ کہہ رہے ہیں کہ یہ منی بل نہیں ہے - اگر ہوگا تو پھر دے دیں گے یا تو آپ کہیں کہ یہ منی بل ہے ؟

حاجی محمد سیف اللہ خان : میرے خیال میں تو ہے - جناب پراپرٹیز ہیں اور پراپرٹیز دی جا رہی ہیں - ایکوزیشن آف پراپرٹی ہے . . .

مسٹر سپیکر : پراپرٹی لینے سے تو کوئی نہیں ہٹتا - یہاں ہم نے لینڈ ایکوزیشن بل پاس کیا ہے -

Haji Mohammad Saifullah Khan : Public money is to be spent from the exchequer for this very purpose.

جناب والا ! لینڈ کی ایکوزیشن ہو رہی ہے - اور اس کی پے منٹ ہونی ہے -

مسٹر سپیکر : پھر کیا ہو گیا ہے - آپ نے ایکوزیشن بل اتنا لمبا چوڑا پاس کیا اور ہمیشہ ہوتا رہا ہے -

حاجی محمد سیف اللہ خان : پے منٹ ہو رہی ہے سر -

مسٹر سپیکر : کہاں سے ہو رہی ہے -

حاجی محمد سیف اللہ خان : پے منٹ ایکسچیکر سے ہو رہی ہے - ایکوزیشن آف لینڈ ایکٹ کے تحت پے منٹ ہونی ہے -

مسٹر سپیکر : اصل میں payment کا مسئلہ money bill کی definition میں نہیں آتا - دیکھ لیں آپ - اس طرح تو almost every bill جو ہے مثلاً یونیورسٹی بل بھی ہوگا - وہ money bill ہوگا - کیونکہ اساتذہ کو تنخواہیں دینی ہیں - اس طرح سے تو ہر بل money bill بن جائے گا -

---

ہنگامی قانون (ترمیم و ازالہ شکوک) مزارعت پنجاب مجریہ 1974ء

وزیر قانون : جناب والا ! میں ہنگامی قانون (ترمیم و ازالہ شکوک)

مزارعت پنجاب مجریہ 1974ء ایوان کی میز پر رکھتا ہوں ۔

Mr. Speaker ; The Punjab Tenancy (Removal of Doubts and Amendment) Ordinanae, 1974 has been placed on the Table of the House. It shall be treated as a Bill presented in the House and is referred to the concerned Standing Committee ; the report to come within 15 days.

ہنگامی قانون معدنی ترقیاتی کارپوریشن پنجاب مجریہ 1974ء

وزیر قانون : جناب والا ! میں ہنگامی قانون معدنی ترقیاتی کارپوریشن پنجاب مجریہ 1974ء ایوان کی میز پر رکھتا ہوں ۔

Mr. Speaker : The Punjab Mineral Development Corporation Ordinance, 1974 has been placed on the Table of the House. It shall be deemed to be a Bill presented in the House and it is referred to the concerned Standing Committee ; Report to come within 2 weeks.

ہنگامی قانون (مشاہرات مواجب و استحقاقات برائے اراکین) صوبائی اسمبلی پنجاب مجریہ 1974ء

وزیر قانون : جناب والا ! میں ہنگامی قانون (مشاہرات مواجب و استحقاقات برائے اراکین) صوبائی اسمبلی پنجاب مجریہ 1974ء ایوان کی میز پر رکھتا ہوں ۔

Mr. Speaker : The Punjab Provincial Assembly (Salaries, Allowance and Privileges of Members (Ordinance, 1974 has been placed on the Table of the House. It shall be deemed to be a Bill presented in the House and is referred to the concerned Standing Committee ; Report to come within 2 days.

حاجی محمد سیف اللہ خان : جناب والا ! میں ایک نہایت ہی اہم مسئلہ آپ کے نوٹس میں لایا تھا مگر جناب نے اس بارے میں میری صحیح رہبری نہیں کی ہے - رورل ایریا والے کے متعلق عرض کر رہا ہوں -

مسٹر سپیکر : یہ کسی اور موقع پر کرلیں گے -

حاجی محمد سیف اللہ خان : جناب والا ! جہاں منی بل کا سوال پیدا ہوتا ہے وہاں تو .....

وزیر قانون : جناب والا ! میں یہ گزارش کرنا چاہتا ہوں کہ اس وقت کوئی ایسی چیز زیر بحث نہیں ہے - جو پوائنٹ آف آرڈر حاجی صاحب نے اٹھایا ہے -

حاجی محمد سیف اللہ خان : جناب والا ! اس بل میں 500 ایکڑ کا معاوضہ رکھا گیا ہے -

مسٹر سپیکر : تو پھر کیا ہو گیا ہے ؟

وزیر قانون : جناب والا ! جب یہ بل زیر بحث آئے گا - اس وقت یہ اعتراض اٹھالیں -

مسٹر سپیکر : ہر بات میں معاوضہ ہوتا ہے -

حاجی محمد سیف اللہ خان : لوگوں نے نہیں دینا ہے - جناب گورنمنٹ نے دینا ہے -

مسٹر سپیکر : اب تو جو بھی لیجسلیشن ہوتی ہے - اس میں کچھ نہ کچھ لینا اور کچھ نہ کچھ دینا ہے - تو وہ منی بل میں نہیں آتے -

There will be so many occasions.

حاجی محمد سیف اللہ خان : منی بل کی تعریف کیا ہے -

مسٹر سپیکر : وہ دیکھ لیں گے - اس لئے میں نے رولنگ نہیں دی - کیونکہ اب میں رولنگ دینے میں کچھ محتاط ہو گیا ہوں -

I don't want to embarrass my successors.

علامہ رحمت اللہ ارشد : جناب والا ! آپ نے یہ کب خیال کیا ہے کہ آپ کا بھی successor آئے گا ۔

مسٹر سپیکر : اللہ کرے گا ۔ کیوں نہیں ۔

علامہ رحمت اللہ ارشد : یہ کرسی دوامی طور پر آپ کو دے دی گئی ہے ۔

مسٹر سپیکر : وہ تو وہی سب کچھ ہے دوام صرف اس کو ہے باقی بتان آذری ۔

مسودات قانون

(جو ایوان میں پیش کئے گئے)

مسودہ قانون (ترمیم و جواز فیس) آبکاری پنجاب مصدرہ 1974ء

وزیر تعلیم : جناب والا ! میں مسودہ قانون (ترمیم و جواز فیس) آبکاری پنجاب مصدرہ 1974ء ایوان میں پیش کرتا ہوں ۔

Mr. Speaker : The Punjab Excise (Amendment and Validation of Fees) Bill, 1974, has been introduced in the House. It is referred to the concerned Standing Committee ; the report to come within two days.

مسودہ قانون (ترمیم) سماجی سروسز بورڈ پنجاب مصدرہ 1974ء

وزیر تعلیم : جناب والا ! میں مسودہ قانون سماجی سروسز بورڈ پنجاب مصدرہ 1974ء پیش نہیں کرنا چاہتا ۔

Mr. Speaker : It is not being presented.

وزیر تعلیم : میں اسے withdraw کر رہا ہوں ۔

مسٹر سپیکر : ٹھیک ہے ۔

Then I don't have to make that announcement,

علامہ رحمت اللہ ارشد : جناب والا ! میں یہ دریافت کر رہا ہوں کہ آیا یہ بل ہاؤس کی پراپرٹی ہے ۔ یا یہ پیش نہیں ہوا ہے ۔

مسٹر سپیکر : یہ پیش نہیں ہوا ہے ۔

مسودات قانون

مسودہ قانون (نقل و حمل فیس کو جائز قرار دینا) انضباط پنبہ پنجاب مصدرہ 1974ء

وزیر زراعت : جناب والا ! میں یہ تحریک پیش کرتا ہوں : کہ

> مسودہ قانون (نقل و حمل فیس کو جائز قراد دینا) انضباط پنبہ پنجاب مصدرہ 1974ء جیسا کہ اس کے بارے میں مجلس قائمہ برائے زراعت ۔ منصوبہ بندی اور ترقیات نے سفارش کی ہے ۔ فی الفور زیر غور لایا جائے ۔

Mr. Speaker : The motion moved is :—

> That the Punjab Cotton Control (Validation of Transportation Fee) Bill, 1974, as recommended by the Standing Committee on Agriculture, Planning and Development, be taken into consideration at once.

Syed Tabish Alwari : I oppose it.

Haji Mohammad Safiullah Khan : I oppose it Sir.

مسٹر سپیکر : اب اس کے بعد مخدوم زادہ سید حسن محمود اپنی ترمیم پیش کریں -

Makhdumzada Syed Hassan Mahmud : Sir, I don't move the amendment because the Government have accepted a major amendment in the Bill which will be moved later.

Mr. Speaker : Haji Mohammad Saifullah Khan please.

Haji Mohammad Saifullah Khan : Sir, I move :

> That the Punjab Cotton Control (Validation of Transportation Fee) Bill, 1974, be circulated for the purpose of eliciting opinion thereon by the 15th November, 1974.

Mr. Speaker : The motion moved is :—

> That the Punjab Cotton Control (Validation of Transportation Fee) Bill, 1974, be circulated for the the purpose of eliciting opinion thereon by the 15th November, 1974.

Minister for Agriculture : I oppose it Sir.

Mr. Speaker : Makhdumzada Syed Hassan Mahmud please.

Makhdumzada Syed Hassan Mahmud : On the basis that a major amendment is being accepted by the Government, I don't move this too.

Mr. Speaker : O.K. Haji Mohammad Saifullah Khan.

حاجی محمد سیف اللہ خان : جناب والا ! آج کا یہ بل جو پنجاب کاٹن

کنٹرول (ویلیڈیشن آف ٹرانسپورٹیشن فی) بل 1974ء کے نام سے موسوم ہوکر اس ایوان کی منظوری کے لئے پیش کیا جا رہا ہے - مجھے انتہائی حیرانی ہوئی ہے کہ یہ بل اس عوامی حکومت کی جانب سے پیش کیا جا رہا ہے جو ہمیشہ ایسے کھوکھلے وعدے کرتی آئی ہے کہ ہم انصاف کے بنیادی تقاضے پورے کرنے کے لئے یہاں آئے ہیں - ہم یہاں پر سماجی انصاف مہیا کرنے کے لئے آئے ہیں - ہم سوشل جسٹس کے سب سے بڑے علمبردار ہیں اور ہم قانون اور عدالتوں کی حکمرانی ہمیشہ ہمیشہ کے لئے مانتے ہیں مجھے سمجھ نہیں آتی کہ یہ قول و فعل کا تضاد آخر کیوں پیدا ہو رہا ہے ؟ کیوں عوام کی آنکھوں میں دھول جھونکی جا رہی ہے ؟ کیوں مہذب معاشرے میں اس قسم کے قوانین لائے جا رہے ہیں جس کی کوئی بھی با اخلاق معاشرہ کسی بھی حالت میں اجازت نہیں دے سکتا - جناب والا ! یہ محض وہی مثال ہے کہ جس کی لاٹھی اس کی بھینس - حکومت اس قسم کے قوانین لا کر اپنی طاقت کا مظاہرہ تو کر سکتی ہے - حکومت عوام کو اس قسم کے قوانین لا کر یہ تو باور کرا سکتی ہے کہ وہ جس قسم کا قانون جس قسم کی خواہش کی تکمیل کرانا چاہے وہ بزور بازو کرا سکتے ہیں مگر میں سمجھتا ہوں کہ اس سے انصاف کے تقاضے پورے نہیں ہوا کرتے -

جناب والا ! یہ ٹرانسپورٹیشن فی قبل ازیں ایک آرڈیننس کے ذریعے اس صوبہ پر لگائی گئی تھی اور اس کے ذریعے سے کپاس کی ٹرانسپورٹیشن پر ایک فیس عائد کی گئی - ایک ریجن سے دوسرے ریجن میں کپاس لانے کے لئے بغیر فیس کی ادائیگی کے ٹرانسپورٹیشن نہیں ہو سکے گی - اس حکم کو اس آرڈیننس کو عدالت عالیہ میں چیلنج کیا گیا اور بالاخر ملک کی سب سے بڑی عدالت سپریم کورٹ نے اس قانون کو بہاولپور کے علاقے کے لئے غیر موثر ، غیر آئینی - خلاف ضابطہ - خلاف قاعدہ قرار دیتے ہوئے یہ فیس منسوخ کر دی - اب ہوا کیا جناب والا ! کہ جس وقت یہ قانون لگایا گیا تھا اور مالیے کے طور پر یہ فیسیں وصول کی گئیں جبراً جو بالاخر کپاس کے کاشتکار پر ہی فیس پڑا کرتی تھی وہ ان سے وصول ہوئی اور لاکھوں روپے کا سرمایہ حکومت کے خزانے میں آیا - جہاں تک فیس لگانے کا تعلق اور فیس لینے کا تعلق ہے وہ ثانوی چیز ہے اس کا جواز یا عدم جواز ثانوی حیثیت رکھتا ہے کہ وہ فیس

درست تھی یا غلط تھی ۔ اس کے لگانے کا جواز تھا ۔ وہ عوام کے فائدے کے لئے تھی یا عوام کے لئے ضرررساں تھی ۔ یہاں یہ مسئلہ زیر بحث نہیں ہے گو وہ فیس جس مقصد کے لئے لگائی گئی تھی وہ مقصد ہی پورا نہیں ہوا ۔ جس مقصد کے لئے کاٹن کنٹرول ایکٹ نافذ کیا گیا تھا ۔ وہ قطعی طور پر اس صوبے میں ناکام ہو گیا ہے اور آج کپاس بحران کا شکار اس صوبے میں ہو گئی ہے ۔ وہ کپاس silver product جو نہ صرف اس صوبے کی بلکہ ملک کی اہم ترین exportable commodity تھا جس پر نہ صرف اس صوبہ کے عوام بلکہ تمام ملک کے عوام کی معیشت کا دارومدار تھا کسمپرسی کی حالت میں ہے ۔ آج جس حالت میں کاشتکار اور زمیندار اس کپاس سے discourage ہو گئے ہیں جسے وہ ایمان کی حد تک اپنا جزو بناتے ہوئے کاشت کرتے تھے آج اس کی کاشت سے ڈرتے ہیں کہ اس کا کوئی خریدار بھی ہوگا یا نہیں ۔ ان چیزوں میں میں نہیں پڑتا ۔ اس کو زیر بحث نہیں لاتا کیونکہ یہ بل کا موضوع نہیں ہے ۔ اصل موضوع اس بل کا یہ ہے کہ جس وقت ملک کی سب سے بڑی عدالت نے اس قانون کو باطل قرار دیا اور فیس کو منسوخ کر دیا تو ہمیں چاہئے یہ تھا کہ ہم آزاد اور مہذب معاشرے کی روایت کو قائم رکھتے ہوئے حاکم و محکوم کی برابری کو قائم رکھتے ہوئے اور عدل و انصاف کے تقاضوں کو پورا کرتے ہوئے اپنا سر خم کر دیتے ۔ ٹرانسپورٹیشن فیس کا اگر کوئی جواز تھا تو قانون کے تحت قانون کے نئے تقاضوں کے تحت نیا بل لا کر اس تاریخ سے جس تاریخ سے قانون ہمیں اجازت دیتا ہے آئین ہمیں اجازت دیتا ہے ۔ ہم اس کو نافذ کرتے ۔ ہم اس کی تائید کرتے ۔ قانون کے تقاضے پورے کرکے وہ سقم دور کرتے جو سپریم کورٹ نے اس قانون میں بتلائے تھے اور جن کی بناء پر وہ قانون غیر موثر اور باطل ہو گیا کیا جناب والا کہ حکومت نے ایک جنگل کا قانون نافذ کیا کہ وہ سرکاری فیس ٹرانسپورٹیشن فیس جس کو عدالت عالیہ نے خلاف قانون ۔ خلاف ضابطہ قرار دیا اور حکومت نے اپنے جبر و تشدد سے ایسے غیر قانونی طور پر وصول کر لیا ۔ اس ایوان کو کہا جا رہا ہے کہ اس غیر قانونی وصول کردہ اور نافذ کردہ فیس کو validate کر دو اور یہ اختیار دے دو کہ ہم نے ایک خلاف قانون ۔ خلاف اختیارات ۔ خلاف واقعات ۔ آئین اور قوانین کی پابندی نہ کرتے ہوئے ایک

قانون جو نافذ کیا تھا جس کو ملک کی عدالت نے بطل قرار دیا اس کو آج اسی قانون کے ذریعے جائز اور درست قرار دے دیں تاکہ ہم عدالتوں کو یہ بھی بتلا سکیں کہ وہ جتنا چاہیں زور لگاتے رہیں مجھے بتائیں پھر عدالتوں کی ضرورت کیا ہے ۔ کیا صرف نشاندہی کے لئے وہ لوگ گئے تھے ؟ میں مثال کے طور پر آپ کو بتاتا ہوں کہ اگر عدالت عالیہ سپریم کورٹ آپ کے حق میں فیصلہ کر دیتی اور اس فیس قانون کو وہ جائز قرار دے دیتی ۔ تو کیا عوام کے پاس اس کے بعد کوئی remedy تھی ؟ سپریم کورٹ کے بعد وہ سوائے اللہ تبارک و تعالیٰ کے کہاں دروازے کھٹکھٹائے ؟ اگر وہ اپنے آپ کو اس کا حقدار یا مستحق سمجھتے ہیں تو دنیا کا کوئی ایسا دروازہ تھا جو ان کے لئے کھلا تھا ؟ پھر عدل و انصاف کیسا ۔ قانون کیسا ۔ مساوات کیسی کہ اگر آپ کے خلاف فیصلہ ہو جائے تو آپ اس تاریخ سے validation کر دیں ۔ جس تاریخ کو وہ فیصلہ ہوا ہے ۔ جس تاریخ کو وہ غیر قانونی حرکت آپ نے کی تھی اور وہ قانون نافذ ہوا تھا ۔ آپ سے مراد میری آپ نہیں ہیں بلکہ آپ سے پہلے والی حکومت ۔ کیوں پھر گئی وہ حکومت ؟ اس قسم کے اگر ان کے ذمے کوئی dues ہوتے ہیں تو آپ ان سے جبراً وصول کرتے ہیں ۔ ان سے وصول کرنے کا آپ کو حق حاصل ہے ۔ آپ وصول کر سکتے ہیں لیکن اگر آپ نے کسی قسم کی غلط وصولی ان سے کر لی ہے ۔ غلط پیسہ ان سے آپ نے بٹور لیا ہے ۔ تو کیا انصاف نہیں کہتا کہ جس انصاف کے تحت آپ وصول کرنے کے حقدار ہیں اسی اصول کے تحت آپ ان سے غلط وصول کردہ پیسہ واپس کریں ۔

جناب والا ! اس قانون میں صرف اس حد تک نہیں کہ جو غیر قانونی طریقے سے وصولی کی گئی تھی اس کو validate کیا جاتا بلکہ یہ بھی اس میں جناب والا ! روا رکھا گیا کہ جو غیر قانونی levy قائم ہوئی تھی جو وصول نہیں ہوئی وہ بھی حکومت وصول کرے گی ۔ جو refund کر دی گئی ہے ۔ وہ بھی واپس لے گی ۔ جو adjust کر دی گئی ہے عدالت کے فیصلے تسلیم کرتے ہوئے ۔ اس کو بھی دوبارہ revise کر کے اس کے کھاتے میں ڈال دیا جائے گا اور ان سے ازسرنو مطالبہ کیا جائے گا ۔ مجھے بتائیں کہ دنیا کا کوئی قانون یا ہمارا آئین اس امر کی اجازت دیتا ہے کہ آپ کسی شخص

کو اس جرم کی سزا دیں جو جرم کسی بھی قانون میں جرم قرار نہیں دیا جا سکتا تھا ۔ اس وقت وہ فیس وصول کریں جب وہ فیس لاگو ہی نہیں تھی کون نہیں جانتا کہ اس قسم کی فیس کس کی جیب سے جایا کرتی ہے ۔ مگر اس کے باوجود چاہیے تو یہ تھا اور انصاف کا تقاضا یہ تھا کہ حکومت عدالت کی برتری تسلیم کرتی ۔ عدالت کے آگے اپنا سر جھکاتی ۔ آج اگر کوئی نئے ٹیکس لگانے کی ضرورت تھی یا نیا ٹیکس لگانا چاہتی تھی تو کہتی کہ ہم آج سے اس کو نافذ کرتے ہیں اور آج سے ہم اس کو لگاتے ہیں مگر ایسا نہیں کیا گیا اور اس میں انہوں نے ایسی تمام فیسوں کو جو جبراً وصول کی گئی ہیں ۔ ان کو validate کیا ۔ البتہ میں اس حد تک ضرور حکومت کا شکر گزار ہوں کہ انہوں نے کچھ حد تک انصاف پسندی اور معقولیت کا ثبوت دیا ہے کہ اتنا تو مان گئے ہیں کہ جو ہم ناجائز طریقے سے وصول کر چکے ہیں وہ تو ہمیں ہضم ہونے دیں ۔ وہ ہم سے نہ لیا جائے اور کھاتہ بے باک کر دیا جائے نہ آگے ہم لیتے ہیں نہ پچھلا ہم حساب دیتے ہیں اور قصے کو ختم کر دیا جائے ۔ گو انصاف کے مکمل تقاضے پورے نہیں ہوتے مگر پھر بھی میں ان کا شکر گزار ہوں کہ اس حد تک انہوں نے تسلیم کر کے اس ایوان کو مزید تضحیک سے بچا لیا ہے ۔

بہر حال اس موجودہ ترمیم کے ساتھ جس کو حکومت نے مان لیا ہے ۔ میں پھر بھی گزارش کروں گا کہ اگر وہ نظر ثانی کر سکیں تو اس validation سے جو فیس وہ لے چکے ہیں ۔ عدالت کا احترام کرتے ہوئے وہ بھی انہیں واپس کریں ۔ چونکہ عدالت نے اسے خلاف قانون قرار دیا جس شکل میں بھی قرار دیا خلاف قانون خلاف قانون ہی ہوا کرتا ہے ۔ اس کے پھر merits, demerits نہیں ہوا کرتے ۔ مجرم ہر حال میں مجرم ہوتا ہے ۔ چاہے وہ moral مجرم ہو یا immoral مجرم ہو ۔ قتل کا ہو یا چوری کا ۔ معمولی سے معمولی سزا کا ہو بہر حال لفظ مجرم اس کے اوپر آئے گا ۔ اور جب عدالت نے انہیں مجرم نہیں قرار دیا ۔ عدالت نے انہیں اس قسم کی ادائیگی سے بری الزمہ قرار دیا ہے تو آپ انصاف کے تقاضے پورے کرتے ۔ میں اب بھی گزارش کروں گا کہ آپ اپنے اس فیصلے پر نظرثانی کریں ۔ اس قسم کی validation کی ضرورت نہیں ہے یہ مذہب اور معاشرے پر ایک داغ کی حیثیت رکھا کرتے

ہیں اور اگر اس کے باوجود معمر ہیں تو جو معمہ آپ نے حل کیا ہے جو تقاضے آپ نے پورے کیے ہیں بہر حال ان کے لئے میں آپ کا شکریہ ادا کرتا ہوں اور اس کو ہر لحاظ سے میں سراہتا ہوں کہ بہر بھی کچھ حد تک تو آپ نے معقولیت پسندی کا اظہار کیا ہے۔

(اس مرحلے پر مسٹر ڈپٹی سپیکر کرسی صدارت پر متمکن ہوئے)

وزیر قانون : جناب والا۔ آج پہلی مرتبہ حاجی محمد سیف اللہ خان خانصاحب کی تقریر سن کر shock ہوا ہے۔

سید تابش الوری : جناب والا۔ وہ کس حیثیت میں جواب دے رہے ہیں۔

Mr. Deputy Speaker : Are you speaking on a point of order ?

Minister for Law : He knows that I am the Law Minister.

حاجی محمد سیف اللہ خان : جناب والا۔ کیا یہ جوابی تقریر فرما رہے ہیں ؟

مسٹر ڈپٹی سپیکر : ابھی تو ایک تقریر باقی ہے۔ سید تابش الوری صاحب۔

سید تابش الوری : جناب سپیکر : اس وقت جو ترمیمی بل ہمارے سامنے ہے وہ کپاس کی نقل و حمل کی فیس کو جائز قرار دینے کے متعلق ہے۔ یہ فیس سالہا سال قبل ایک آرڈیننس کے ذریعے کپاس کی نقل و حمل کے سلسلے میں عائد کی گئی تھی لیکن عدالت کے ایک فیصلے کے مطابق اس فیس کی وصولی کے نفاذ کو ناجائز قرار دے دیا گیا ہے اور اب اس سلسلے میں اس تکنیکی غلطی کو دور کرنے کے لئے اس اصولی غلطی کا ازالہ کرنے کے لئے یہ بل پیش کیا جا رہا ہے۔

جناب والا۔ یہ بل اس اعتبار سے غیر معمولی اہمیت کا ہے کہ یہ کپاس سے متعلق ہے وہ کپاس جو ہماری قومی معیشت کا اہم جزو ہے۔ وہ کپاس

جو زرمبادلہ کمانے کا سب سے بڑا ذریعہ ہے ۔ وہ کپاس جو نقد یا جنس کی حیثیت سے سب سے زیادہ اہمیت اور انفرادیت کی حامل ہے ۔ ضرورت اس بات کی تھی کہ کپاس کی معاشی اہمیت کے پیش نظر اور اس کی تجارت اور کاشت کے سلسلے میں اہم اور بنیادی تبدیلیاں لا کر کاشتکاروں اور تاجروں کے لئے زیادہ سے زیادہ سہولتوں کا اعلان کیا جاتا یا ایسا قانون منظور کیا جاتا ۔ جس کے پیش نظر اس اہم جنس کو زیادہ سے زیادہ فروغ دینے کے لئے لوگ زیادہ سے زیادہ جاذبیت اور ترغیب محسوس کرتے لیکن یہ دیکھ کر حیرت ہو رہی ہے کہ آج اس ایوان میں جو پنجاب کا ایک نمائندہ ادارہ ہے پنجاب کی سب سے بڑی زرعی جنس کے سلسلے میں ایسا قانون منظور کرانے کی کوشش کی جا رہی ہے ۔ جس کی وجہ سے تاجروں اور زمینداروں پر ایک ناروا اور ناپسندیدہ بوجھ کی پابندیاں عائد ہو جائیں گی ۔

جناب والا ! اس بل کے ذریعے تاجروں پر نئی پابندیوں ۔ نئی مشکلات کے جال بنے جا رہے ہیں اور ایسا قانون منظور کرایا جا رہا ہے جسے عدلیہ نے اصولی اور تیکنیکی اعتبار سے غلط قرار دے دیا تھا ۔ جناب والا ! عدلیہ کی بالا دستی ہمارے دستور کا جلی عنوان ہے ۔ عدلیہ کی بالا دستی ہمارے سیاسی اور سماجی معاشرہ کا اہم جزو ہے اور عدلیہ کی بالا دستی تمام جماعتوں کے اور خود حکمران پارٹی کے منشور کا ایک اہم حصہ ہے لیکن ہم دیکھ رہے ہیں کہ حکمران پارٹی جس طرح اپنے منشور کے دوسرے تمام حصوں سے منحرف ہو کر ایک ایسی روایت قائم کر رہی ہے جو غیر جمہوری ہے اور غیر آئینی نوعیت کے اعتبار سے آمرانہ مزاج رکھتی ہے وہاں یہ دیکھ کر افسوس ہوتا ہے کہ روزانہ نت نئے وعدے کرنے کے باوجود ایسی ناقص قانون سازی کرنے پر اصرار کر رہے ہیں ۔ جسے کوئی جمہوری اور عوامی معاشرہ کسی صورت میں قابل رشک قرار نہیں دے سکتا ۔ جناب والا ! آپ بہتر طور پر جانتے ہیں کہ اس فیس کو مختلف عدالتوں میں زیر بحث لایا گیا بالآخر اس ملک کی سب سے بڑی عدالت سپریم کورٹ نے اس فیس کو قطعاً ناجائز اور کالعدم قرار دے دیا ۔ اب اس قانون کے ذریعے یہ اختیار حاصل کیا جا رہا ہے کہ سپریم کورٹ کے اس فیصلے کی رو سے سپریم کورٹ کی کثرت رائے کے خلاف محض اس مقصد کے لئے یہ قانون نافذ کیا جائے کہ

پنجاب حکومت کی انا کی تسکین ہو سکے ۔ اب وہ جو غلط فیصلہ کیا اور غلط فیس عائد کی اس کو قانون سازی کے ذریعے سے جائز قرار دے کر اپنی من مانی کارروائی کی تکمیل کی جائے ۔ جناب والا ! کسی صورت میں ایسی قانون سازی کے حصہ دار ہم نہیں ہو سکتے ۔ جس کا مقصد عدالت عالیہ کے فیصلے کو بے معنی بنا کر حکومت کی من مانی کو پورا کرنا ہے ۔ ہم کسی صورت میں ایسے قانون کی حمایت نہیں کر سکتے ۔ جس کا مقصد عدالت کی بالا دستی کو ختم کرنا ہے ۔ اگر یہی صورت حال ہوگی کہ ہم نے قانون بنائے اور ان قوانین کو عدالتوں نے کالعدم قرار دیا اور پھر اس کے بعد انہی قوانین کو دوسرے انداز سے پیش کر کے عدالتوں کو غیر موثر بنانے کی کارروائی کرتے رہے تو یاد رکھئے کہ اس ملک میں انصاف اور عدلیہ کی بالادستی کا تصور ختم ہو کر رہ جائے گا ۔

جناب والا ! ایک مہذب معاشرہ کی حیثیت سے ہمارا یہ فرض ہے کہ ہم عدالتوں کے فیصلوں کا احترام کریں اور دستور نے جو بنیادی حقوق عطا کئے ہیں ۔ تجارت اور زراعت کی جو آزادی بخشی ہے ۔ اس کو برقرار رکھنے کے لئے تمام تدابیر بروئے کار لائیں ۔ جو ہم پر دستور کے تحفظ کے بنیادی فریضہ کی حیثیت سے عائد ہوتا ہے ۔ ہم کسی لاقانونیت کو قانونی شکل دینے کے لئے تیار نہیں ہیں اور اس بل میں لاقانونیت کو قانونی شکل دینے کی کوشش کی جا رہی ہے ۔ جناب والا ! کسی طور پر کامن سنس کے اعتبار سے اس بات کی اجازت نہیں دی جا سکتی کہ سالہا سال پہلے جو فیس عائد کی گئی ہو اور جسے عدالت نے طویل سماعت کے بعد ناجائز قرار دیا ہو ۔ اسے جائز اور موثر قرار دیا جائے ۔ انہیں یہ حق حاصل تھا کہ اس قانون کو پیش کرتے اور آئندہ کے لئے اس فیس کی وصولی کے سلسلے میں چلے لئے قواعد اور لئے رولز مرتب کر کے وصولی کی صحیح صورت پیدا کی جاتی لیکن انہیں یہ حق نہیں پہنچتا کہ سالہا سال پہلے جو قانون بنا تھا جو فیس عائد کی گئی تھی ۔ جسے عدالت عالیہ نے ناجائز قرار دے دیا ہو اس کو محض اس بنا پر کہ اس ایوان کو اختیارات کامل حاصل ہیں ۔ عدالتوں کے فیصلوں کو غیر موثر بنایا جائے ۔ جناب والا ! یہ انصاف اور اخلاق کے خلاف ہے اور میں سمجھتا ہوں کہ اب بھی وقت ہے کہ فاضل وزیر اخراج صاحب جو خود عدلیہ کی حکمرانی

اور قانون کی بالا دستی پر یقین رکھتے ہیں ۔ اس کو واپس لےلیں گے ۔ کیونکہ اس طرح ایک بدعت قائم ہو رہی ہے ۔ ایسی قبیح روائیت قائم ہو رہی ہے ۔ جس کے نتیجے میں غیر معمولی اختیارات کو غیر موثر بناتے رہیں گے ۔ اگر حکمران پارٹی قانونی حکمرانی میں یقین رکھتی ہے اور عدلیہ کا احترام کرنا اپنا فرض سمجھتی ہے تو اس کو اس بل کو واپس لے لینا چاہئے ۔ یہ ایک ایسا کالا قانون ہوگا جس کے ساتھ ہم موثر بہ ماضی فیس اور جرمانہ عائد کر کے لوگوں کے لئے نت نئی مشکلات پیدا کرتے رہیں گے ۔

جناب والا ! خاص طور پر یہ بل بہاولپور سے متعلق ہے کیونکہ بہاولپور سے کاٹن کنٹرول ایکٹ کے تحت اس فیس کی وصولی کا کوئی جواز نہیں تھا اور اب اس بل کے ذریعے بہاولپور کی حد تک اس بل کی وسعت کو پھیلا دیا گیا ہے اور اس طرح سے بہاولپور کے کاشتکار اور تاجر بری طرح سے متاثر ہوں گے ۔ ہم اس سلسلے میں یہ بھی گزارش کرتے ہیں کہ اگر انہوں نے اس بل کو اس مرحلے پر واپس نہ لیا تو اس بات کا بھی امکان موجود ہے کہ اسے پھر ایک دفعہ چیلنج کر دیا جائے اور ہمارے اس ایوان کے اجتماعی تقدس کی توہین ہو ۔ ہم ان سے گزارش کرتے ہیں کہ وہ اسی مرحلے پر اس بل کو واپس لیں تاکہ آئندہ کے لئے یہ روائت قائم ہو سکے کہ ہم ہر مرحلے اور ہر سٹیج پر قانون کی حکمرانی اور عدلیہ کی بالا دستی کا احترام کرنے میں اپنے بنیادی فرض سے کوتاہ ہو ۔ کے مرتکب نہیں ہو رہے ۔

وزیر قانون : جناب والا ۔ جیسا کہ میں نے پہلے عرض کی تھی کہ مجھے آج اپنے دوستوں کی تقاریر سن کر کچھ دکھ اور افسوس ہوا ہے ۔ آج پہلی مرتبہ اس ایوان میں بیٹھنے والے فاضل اراکین نے اس ایوان کی بالا دستی کو چیلنج کیا ہے ۔ آپ جانتے ہیں کہ جمہوریت میں سب سے اعلیٰ ادارہ مقننہ کو تصور کیا جاتا ہے ۔ ہم عدالتوں کا احترام کرتے ہیں اور کسی صورت میں بھی ہم عدالت کے احترام سے دور نہیں رہ سکتے ۔ لیکن آپ کو معلوم ہے کہ عدالتیں صرف قانون کو interpret کرتی ہیں اور موقع کے مطابق اور عوام کی ضرورت کے مطابق اپنی طرف سے کوئی interpretation نہیں دے سکتیں ۔ یہ ان پر قانونی پابندی ہے ۔ مجھے یقین ہے کہ یہ قانون جسے سپریم

کورٹ نے باطل قرار دیا ہے اگر سپریم کورٹ کو یہ اختیار ہوتا کہ وہ اپنی طرف سے کوئی اور فیصلہ کر دیتے تو شائد یہ فیصلہ مختلف ہو سکتا تھا۔

جناب والا! دوستوں نے جس چیز کو آپ سے اخفا رکھا ہے وہ یہ ہے کہ بنیادی قانون 1949ء میں پاس ہوا جس کے ذریعے یہ فیس لی جا رہی تھی جسے اب سپریم کورٹ نے باطل قرار دیا ہے۔ اس کے تحت 90 لاکھ روپیہ کی رقوم وصول ہو چکی ہیں۔ جناب والا۔ آپ جانتے ہیں کہ اگر یہ 90 لاکھ روپیہ واپس کیا جائے اور 1949ء سے واپس کیا جائے تو بہت سارے لوگ ایسے ہوں گے جو فوت ہو چکے ہوں گے۔ بہت سارے اصل لوگ مل نہیں سکیں گے اور اس میں رشوت اور غبن کے امکانات بھی موجود ہیں۔ پھر یہ 90 لاکھ روپیہ قوم سے ٹیکسیشن کے ذریعے واپس لیا جا سکتا ہے۔ میرے فاضل دوست اس بات کو بھول گئے کہ یہ 90 لاکھ روپیہ جو 1949ء سے وصول کیا جا رہا تھا اگر اسے واپس کرنا ہے تو 90 لاکھ روپیہ کی رقم کی ٹیکسیشن پنجاب کے عوام پر کرنی پڑے گی۔ ایک طرف آپ پنجاب کے عوام سے لیں گے اور دوسری طرف دیں گے اور اس کے ساتھ بہت سی الجھنیں اور پیچیدگیاں پیدا ہوں گی اور سوائے رشوت ستانی کے اور کوئی نتیجہ برآمد نہیں ہو سکتا۔

جناب والا! جہاں تک اس بات کا تعلق ہے کہ ہم نے عدالت کا احترام نہیں کیا تو یہ بات سراسر بے بنیاد اور غلط ہے۔ کسی صورت میں یہ نہیں کہ ہم عدالت کا احترام نہیں کرتے بلکہ ہم نے تو قانون کی بالا دستی کے لئے وہ جہاد شروع کیا ہے کہ صوبے میں اس کی مثال پہلے نہیں ملتی تھی۔ لیکن جہاں تک public importance کے معاملات کا تعلق ہے اس مقننہ کے اختیارات کو کسی صورت میں بھی مفلوج نہیں کیا جا سکتا۔ کسی عدالتی فیصلہ کی روشنی میں کہ فلاں عدالت کا فیصلہ ہوا ہے اور آئندہ عوام کی ضرورت ہے اور جب صوبے کے مفاد کا تقاضا ہو تو کسی صورت میں بھی اس مقننہ کو اس کے اس حق سے جو اسے جمہوریت اور آئین کے ذریعے حاصل ہوا ہے۔ محروم نہیں کیا جا سکتا۔ اس ایوان میں بیٹھ کر میرے فاضل دوستوں نے خود اس حق کی نفی کرنے کی کوشش کی ہے۔ جس پر میں نے اظہار افسوس کیا ہے۔ جیسے کہ مخدوم صاحب نے اپنی ترامیم واپس لی ہیں۔ میں

نے اور میری حکومت نے اس بل پر غور کیا ہے ۔ ہم یہ بات ماننے کے لئے تیار ہیں ۔ ہم یہ پیشکش کرنی چاہتے ہیں کہ جو وصولی اس وقت تک ہو چکی ہے اس کو validate کیا جائے اور جو آئندہ کے لئے وصول کرنی مقصود ہے ہم عدالت کے فیصلہ کا احترام کرتے ہوئے اس کی وصولی ترک کرنے کے لئے تیار ہیں ۔ ہم حکومت کی طرف سے حزب اختلاف کو یہ پیشکش کرتے ہیں اور مجھے یقین ہے ۔ جیسے کہ حاجی صاحب نے کہا ہے کہ ہم بادل نا خواستہ قبول کریں گے ۔ تو میں سمجھتا ہوں کہ میری اس پیشکش کو وہ صدق دل سے قبول کریں گے کیونکہ اگر ہم وصول کی ہوئی رقوم واپس کریں گے تو اس میں رشوت ستانی کے امکانات زیادہ ہیں اور اصل حقداروں کو شائد وہ رقوم واپس نہ مل سکیں اور پنجاب کے غریب عوام پر 90 لاکھ روپیہ کی ٹیکسیشن کرنی پڑے گی ۔ تو یہ عوام سے لے کر عوام کو دینے والی بات ہے ۔ اس لئے ہمیں اس جھگڑے میں پڑنے کی ضرورت نہیں ۔ ان الفاظ کے ساتھ میں اپیل کرتا ہوں کہ فاضل دوست اپنی ترامیم واپس لے لیں اور ایک ترمیم کر کے ہم اس کا فیصلہ کر لیتے ہیں ۔

Mr. Deputy Speaker : The question is :—

> "That the Punjab Cotton Control (Validation of Transportation Fee) Bill, 1974, be circulated for the purpose of eliciting opinion thereon by the 15th December, 1974."

(The motion was lost)

Mr. Deputy Speaker : The question is :

> "That the Punjab Cotton Control (Validation of Transporation Fee) Bill, 1974, as recommended by the Standing Committee on Agriculture, Planning and Development be taken into consideration at once."

(The motion was carried)

Clause 2

Mr. Deputy Speaker : Clause 2 is under consideration. Amendment No. 1 Part II to be moved by Haji Saifullah Khan, Sh. Aziz Ahmad, Makhdumzada Syed Hisan Mahmud, Syed Tabish Alwari and Chaudhri Ali Bahadur Khan.

Haji Muhammad Saifullah Khan: Sir, I move the amendment:

That for Clause 2 of the Bill, as recommended by the Standing Committee on Agriculture, Planning and Development, the following be substituted, namely :

> "2. Notwithstanding any omission or anything to the contrary contained in West Punjab Cotton (Control) Act, 1949, or the Bahawalpur Cotton (Control) Act, 1949 (both since repealed) or the rules made thereunder, or anything to the contrary contained in any decree, judgment or order of any court or other authority, the transportation fee levied, charged, collected or realised under the provisions of the above said Acts shall be deemed to have been validly levied or as the case may be, charged, collected or realised :
>
> Provided that the transportation fee levied under the above Acts which has not been paid or realised before the coming into force of this Act, or if so paid or realised has been refunded or adjusted against other fees payable under the above said Acts or the West Pakistan Cotton (Control) Ordinance, 1966, shall not be recovered."

Mr. Deputy Speaker : The amendment moved is :

That for Clause 2 of the Bill, as recommended by the Standing Committee on Agriculture, Planning and Development, the following be substituted, namely :—

> "2. Notwithstanding any omission or anything to the contrary contained in West Punjab Cotton (Control) Act, 1949, or the Bahawalpur Cotton (Control) Act, 1949 (both since repealed) or the rules made thereunder, or anything to the contrary contained in any decree, judgment or order of any court or other authority, the transportation fee levied, charged, collected or realised under the provisions of the above said Acts shall be deemed to have been validly levied, or as the case may be, charged, collected or realised :
>
> Provided that the transportation fee levied under the above said Acts which has not been paid or realised before the coming into force of this Act, or if so paid or realised has been refunded or adjusted against other fees payable under the above said Acts or the West Pakistan Cotton (Control) Ordinance, 1966, shall not be recovered."

Minister for Law : Accepted Sir.

Makhdumzada Syed Hasan Mahmud : Sir, I want to speak on it.

Mr. Deputy Speaker : As there is no objection anpthe amendment has been accepted, there is no need of saying

anything. So, I put the question.

The question is :—

> "That for Clause 2 of the Bill, as recommended by the Standing Committee on Agriculture, Planning and Development, the following be substituted, namely :—
>
> "2. Nothwithstanding any omission or anything to the contrary contained in the West Punjab Cotton (Control) Act, 1949, or the Bahawalpur Cotton (Control) Act, 1949 (both since repealed) or the rules made thereunder, or anything to the contrary contained in any decree, judgment or order of any court or other authority the transportation fee levied, charged, collected or realised under the provisions of the above said Acts shall be deemed to have been validly levied, or as the case may be, charged, collected or realised:
>
> Provided that the transportation fee levied under the above said Acts which has not been paid or realised before the coming into force of this Act, or if so paid or realised has been refunded or adjusted against other fees payable under the above said Acts or the West Pakistan Cotton (Control) Ordinance, 1966, shall not be recovered."

(The motion was carried unanimously).

مسٹر ڈپٹی سپیکر : اب کلاز 2 میں جو باقی ترامیم دی گئی تھیں ،

وہ بے معنی ہو گئی ہیں ۔ سوال یہ ہے کہ :

کہ کلاز 2 ترمیم شدہ صورت میں بل کا حصہ بنے ۔

(تحریک منظور کی گئی)

کلاز 1

مسٹر ڈپٹی سپیکر : اب کلاز نمبر 1 ایوان کے سامنے ہے ۔ اس میں کوئی ترمیم نہیں ملی ۔ سوال یہ ہے ۔

کہ کلاز نمبر 1 بل کا حصہ بنے ۔

(تحریک منظور کی گئی)

پری ایمبل

مسٹر ڈپٹی سپیکر : اب بل کا پری ایمبل زیر غور ہے ۔ مخدوم زادہ سید حسن محمود ۔

Makhdumzada Syed Hasan Mahmud : Mr. Speaker, in view of our amendments. having been accepted, I wouldn't like to move any amendment in the preamble, but I would like to say a few things in reference to the Law Minister's speech, if you permit me.

Mr. Deputy Speaker : You can do so in the third reading.

Makhdumzada Syed Hasan Mahmud . All right.

مسٹر ڈپٹی سپیکر : اب سوال یہ ہے :

کہ پری ایمبل بل کا حصہ بنے ۔

(تحریک منظور کی گئی)

مسٹر ڈپٹی سپیکر : اب چونکہ لالگ ٹائٹل میں کوئی ترمیم موصول نہیں ہوئی ۔ اس لئے اسے بل کا حصہ قرار دیا جاتا ہے ۔

وزیر زراعت : جناب والا ! میں یہ تحریک پیش کرتا ہوں ۔ کہ

The Punjab Cotton Control (Validation of Transportation Fee) Bill, 1974.

منظور کیا جائے ۔

مسٹر ڈپٹی سپیکر : یہ تحریک پیش کی گئی ہے ۔ کہ

The Punjab Cotton Control (Validation of Transportation Fee) Bill, 1974.

منظور کیا جائے ۔

Makhdumzada Syed Hasan Mahmud : I oppose it.

Mr. Speaker ! the Law Minister probably in-advertantly misconstrued the point of view of the Opposition and that is why I wished to place on record our view point. While this legislature has complete powers to legislate on the subjects given to it under the Federal Constitution, it should be our duty to see that these are fully abided by. To inflict penalties of taxes with retrospective effect, that is a generally accepted principle in all the democracies of the world that both in matters of fiscal and penal or in penalty cases no legislation is made which gives a retrospective effect. In this case the legislation was done and a law was made in Bahawalpur which was governed under the Instruments of Accession. There was a similar law in the Punjab in this connection. After the merger, the Punjab Government issued a new law. This was challenged in the High Court and then in the Supreme Court. In certain cases the interpretation was that there were diesel-run engine factories, electricity-run factories, and steam-engine run factories. The Punjab Government made certain amendments but the Bahawalpur Government didn't deem it necessary to make those amendments because diesel-run factories were expensive to run and there overheads were more costly. By this legislation they tried to cover

and come to a decision which was not legally valid, and that is why we congratulate the Government that they have accepted the basic principle that where fiscal statute is to be given retrospective effect, they have not tried to force that through the majority of the House. I hope this precedent will be followed for future, and we will always cooperate in the matter of taxation which is legitimate. But please abide by one main and fundamental point that no penalty and no taxation with retrospective effect should be taken up in the House on the basis of majority. It is bad in law, it is no where done and it should not be done here as a precedent.

مسٹر ڈپٹی سپیکر : اب سوال یہ ہے ۔

The Punjab Cotton Control (Validation of Transportation Fee) Bill, 1974.

منظور کیا جائے ۔

(تحریک منظور کی گئی)

حاجی محمد سیف اللہ خان : پوائنٹ آف آرڈر جناب والا ! کورم نہیں ہے ۔

مسٹر ڈپٹی سپیکر : گنتی کی جائے ۔ ۔ ۔ گنتی کی گئی ۔ ۔ ۔ کورم نہیں ہے ۔ ۔ ۔ گھنٹی بجائی جائے ۔ ۔ ۔ گھنٹی بجائی گئی ۔

Mr. Deputy Speaker : The House is called to order.

Makhdumzada Syed Hassan Mahmud : Sir, while discussing the question that I have raised under the Constitutional provision, the Speaker had said that the office had prepared a three-page note and that I would have the facility to study it and I volunteered that I will give a written argument. Having read the note, I feel that it should be examined and opinion be invited of the Advocate General. I reserve my opinion. I will give my opinion on the day the opinion of the Advocate General is received by the Speaker, i.e. Thursday.

Mr. Deputy Speaker : This question has been referred to the Advocate General for his opinion.

Makhdumzada Syed Hassan Mahmud : Wednesday or Thursday ?

Mr. Deputy Speaker : It was for Wednesday so far as I remember.

(*interruptions*)

Makhdumzada Syed Hassan Mahmud : Wednesday or within fifteen days.....

(*interruptions*)

سید قابش الوری : جناب والا ! ہاؤس کورم میں نہیں ہے ۔ کارروائی کیسے ہو رہی ہے ۔

Mr. Deputy Speaker : The House was called to order and it was in quorum.

The question has been referred to the Advocate-General for his written reply within fifteen days.

مسودہ قانون (ترمیم پنجاب) حکم بنیادی جمہوریت مصدرہ 1974ء

وزیر قانون : جناب والا ! میں یہ تحریک پیش کرتا ہوں :

کہ دی پیسک ڈیموکریسی آرڈر پنجاب امنڈمنٹ بل 1974ء جیسا کہ اس کے بارہ میں مجلس قائمہ برائے سماجی بہبود اور لوکل گورنمنٹ اور اوقاف نے سفارش کی ہے اسے فی الفور زیر غور لایا جائے۔

مسٹر ڈپٹی سپیکر : یہ تحریک پیش کی گئی ہے :

کہ دی پیسک ڈیموکریسی آرڈر پنجاب امنڈمنٹ بل 1974ء جیسا کہ اس کے بارہ میں مجلس قائمہ

برائے سماجی بہبود اور لوکل گورنمنٹ اور اوقاف
نے سفارش کی ہے اسے فی الفور زیر غور لایا جائے۔

حاجی محمد سیف اللہ خان : جناب والا ! میں اس کی مخالفت کرتا ہوں ۔

مخدوم زادہ سید حسن محمود : جناب والا ! میں اس کی مخالفت کرتا ہوں ۔

وزیر قانون : جناب والا ! آپوزیشن کے فاضل دوستوں نے یہ خواہش ظاہر کی ہے کہ چونکہ ایک بل پاس کر لیا ہے اس لئے ہاؤس کو کل تک کے لئے اب ملتوی کر دیا جائے۔ جناب والا ! میری ان سے بات ہوئی ہے اس لئے میں آپ کی خدمت میں عرض کر رہا ہوں ۔

مسٹر ڈپٹی سپیکر : اب ایوان کی کارروائی 8 اکتوبر 1974ء ساڑھے آٹھ بجے صبح تک کے لئے ملتوی کی جاتی ہے۔

(اسمبلی کا اجلاس 8 اکتوبر 1974ء بروز منگل ساڑھے آٹھ بجے صبح تک کے لئے ملتوی ہو گیا) ۔

صوبائی اسمبلی پنجاب

پہلی صوبائی اسمبلی پنجاب کا بارھواں اجلاس

منگل 8 اکتوبر 1974ء

(سہ شنبہ 21 رمضان المبارک 1394ھ)

اسمبلی کا اجلاس اسمبلی چیمبر لاہور میں ساڑھے گیارہ بجے صبح منعقد ہوا۔ مسٹر سپیکر رفیق احمد شیخ، کرسی صدارت پر متمکن ہوئے۔

تلاوت قرآن پاک اور اس کا اردو ترجمہ قاری اسمبلی نے پیش کیا۔

بِسْمِ اللّٰهِ الرَّحْمٰنِ الرَّحِيْمِ

رَبَّنَا وَابْعَثْ فِيْهِمْ رَسُوْلًا مِّنْهُمْ يَتْلُوْا عَلَيْهِمْ اٰيٰتِكَ وَيُعَلِّمُهُمُ الْكِتٰبَ وَالْحِكْمَةَ وَيُزَكِّيْهِمْ ۚ اِنَّكَ اَنْتَ الْعَزِيْزُ الْحَكِيْمُ ۝ وَمَنْ يَّرْغَبُ عَنْ مِّلَّةِ اِبْرٰهٖمَ اِلَّا مَنْ سَفِهَ نَفْسَهٗ ۭ وَلَقَدِ اصْطَفَيْنٰهُ فِي الدُّنْيَا ۚ وَاِنَّهٗ فِي الْاٰخِرَةِ لَمِنَ الصّٰلِحِيْنَ ۝ اِذْ قَالَ لَهٗ رَبُّهٗٓ اَسْلِمْ ۙ قَالَ اَسْلَمْتُ لِرَبِّ الْعٰلَمِيْنَ ۝

پ ۱ س ۲ رکوع ۱۶ ایات ۱۲۹ تا ۱۳۲

اے ہمارے پروردگار ان ہی لوگوں میں سے ایک پیغمبر مبعوث فرما جو ان کو تیری آیتیں پڑھکر سنایا کرے اور کتاب و دانائی اور حکمت کی تعلیم دے اور ان کے دلوں کو پاک وصاف کیا کرے بیشک تو غالب اور صاحب حکمت ہے۔

اور ملت ابراہیمی سے کون منہ موڑ سکتا ہے بجز اس شخص کے جو احمق ہو اور انہیں تو ہم نے دنیا میں بھی برگزیدہ قرار دیا تھا اور آخرت میں بھی وہ بلاشبہ جماعت صالحین میں سے ہوں گے۔ یاد کرو جب ابراہیم کو اس کے رب نے کہا کہ فرمانبرداری قبول کر اس نے کہا کہ میں رب العالمین کا فرمانبردار ہو گیا ہوں۔

وما علینا الا البلاغ

نشان زدہ سوالات اور ان کے جوابات

صوبہ مین پولیس مقابلہ میں ہلاک ہونے والے ملزمان کی تعداد

*4659 ۔ **میاں مصطفیٰ ظفر** : کیا وزیر اعلیٰ از راہ کرم بیان فرمائیں گے کہ ۔

(الف) 1968ء تا نومبر 1973ء صوبے میں ہر سال کتنے ملزمان پولیس مقابلہ میں ہلاک ہوئے۔ ہر سال کی تفصیل ضلع وار علیحدہ علیحدہ بتائی جائے ۔

(ب) پولیس مقابلہ میں ہلاک ہونے والے ملزمان کے نام ولدیت اور پتے کیا تھے اور ان کے خلاف کیا کیا الزامات تھے اور ان میں سے ہر ملزم یا ملزمان کا کس مقام اور کس وقت پولیس کے ساتھ مقابلہ ہوا ۔

(ج) ہر مقابلہ میں شامل پولیس کی نفری کیا تھی اور ہر ایک پولیس والے کا نام اور عہدہ کیا تھا ۔

(د) ان میں سے کس کس مقابلہ کی حکومت نے عدالتی تحقیقات کروائی اور تحقیقات کرنے والے افسران کا نام اور عہدہ کیا تھا ۔

(ہ) ان تحقیقات کے نتیجہ میں کون کون سے پولیس افسران کو سزا یا انعام ملا ؟

وزیر اعلیٰ (مسٹر محمد حنیف رامے) : متعلقہ گوشوارہ "الف" ۔ "ب" ۔ "ج" ۔ "د" ۔ اور "ہ" میں موجود ہے جو ایوان کی *میز پر رکھ دی گئی ہے ۔

حاجی محمد سیف اللہ خان : جناب والا ! یہ وقفہ سوالات کا سٹارٹ ہے ۔

---

*گوشوارے اسمبلی لائبریری میں ملاحظہ فرمائیں ۔

اس تفصیل کی حد تک تو ایوان کا وقت بچایا جا سکتا ہے۔ مگر یہاں تو اعداد و شمار پوچھے گئے ہیں کہ ہر سال کتنے ملزمان پولیس مقابلہ میں ہلاک ہوئے۔ یہ تو ایک سیکنڈ میں بتایا جا سکتا ہے کہ سو ہیں یا پچاس، ایک تو گوشوارہ دیا ہمیں اب جاتا ہے۔ اگر ضمنی سوال کریں تو کیسے کریں۔ اب کم از کم یہ تو بتا دیا جائے کہ 1968ء سے لے کر 1971ء تک پولیس مقابلہ میں کتنے ہلاک ہوئے۔ تفصیل کی حد تک اب بے شک ایوان کی میز پر رکھ دیں۔

وزیر اعلیٰ : جناب والا! گوشوارہ بڑا مدلل اور واضح ہے۔۔۔۔

مسٹر سپیکر : یہ تو سب کو تقسیم کر دیا گیا ہے۔

حاجی محمد سیف اللہ خان : جناب والا! یہ تو اب تقسیم ہوا ہے ویسے بھی ہمیں حق ہے کہ ہم نشان زدہ سوال کا جواب پڑھوا سکتے ہیں۔ لیکن ہم نہیں پڑھوانا چاہتے کیونکہ اس سے ایوان کا وقت ضائع ہو گا۔ ہم تو ٹوٹل اعداد و شمار چاہتے ہیں۔

مسٹر سپیکر : یہ تجویز غالباً وزیر اعلیٰ نے بھی کی ہے کہ ایک ہی سوال پر سارا دن نہ لگ جائے۔

حاجی محمد سیف اللہ خان : جناب والا! ٹھیک ہے ہم نے تو کوئی اعتراض نہیں کیا۔ معقول چیز کو ہر وقت ماننے کے لئے تیار ہیں۔ ٹوٹل تو ہمیں بتایا جائے۔

مسٹر سپیکر : ٹوٹل تو خود ہی نہیں کیا۔

حاجی محمد سیف اللہ خان : پھر سوال پینڈنگ کر دیں۔

وزیر اعلیٰ : جناب والا! میں وضاحت کرنا چاہتا ہوں، میرا خیال ہے کہ اس سے زیادہ ناانصافی نہیں ہو سکتی کہ اس سوال پر جسے عموماً حکومتیں چھپاتی ہیں، میں نے پوری ایک کتاب تیار کروا کر اس ایوان کی میز پر رکھی ہے اور "ظلم خدا کا" جیسے کہتے ہیں کہ میں تو یہ کوشش کروں کہ اپنے ساتھیوں اور اپنے معزز ایوان کے سامنے اپنا کلیجہ اور دل

نکال کر رکھ دوں ، اور اس کے بعد بھی اس میں الزام تراشی کی جائے۔ جناب والا ! کہ جیسے ہم کوئی چیز چھپانا چاہتے ہیں ۔ جناب والا ! حقیقت یہ ہے کہ یہ سوال کئی مرتبہ پہلے بھی دیا جا چکا ہے ۔ جب میں وزیر اعلیٰ بنا میرے پاس یہ سوال آیا اور میں نے اپنے محکمہ والوں کو باقاعدہ بلا کر ڈانٹا کہ آپ لوگ ہمیشہ اس طرح کی بات کر کے اس سے گریز کرتے ہیں کہ کوائف موجود نہیں ہیں ، کوائف اکٹھے کئے جا رہے ہیں ، میں نے انہیں حکم دیا کہ آپ کوائف اکٹھے کریں ۔ چنانچہ یہ دو سوال جس میں پہلا ایک سردار عاشق صاحب کا بھی سوال ہے اس میں بھی ، اور خاص طور پر اس سوال میں کیونکہ وہ اس وقت اپوزیشن میں تشریف رکھتے تھے تا کہ انہیں یہ گلہ نہ ہو کہ میرے سوال کا جواب نہیں دیا گیا میں نے پورا ایک کتابچہ تیار کروایا ۔ جناب والا ! ایک ایک نام اس میں لکھا ہوا ہے ۔ اس کے بعد اب اگر آپ چاہتے ہیں کہ اس کی تمام الاٹیوں اور رکنوں کے متعلق مجھ صبح سے لے کر شام تک بیان کرتا رہوں ، کمال کی بات یہ ہے کہ بجائے تعریف کرنے کے اس پر بھی اعتراض کیا جاتا ہے جیسے ہمارا کوئی مقصد ہو ۔ اس کو چھپانے کے لئے ، کون سی بات اس میں چھپائی گئی ہے ۔ جناب والا ! اگر یہ بات ہے کہ جمع تفریق نہیں ہوئی تو ٹھیک ہے جمع تفریق کر کے بھی حاجی صاحب کی خدمت میں پیش کر دیتا ہوں ۔

مسٹر سپیکر : میں نے تو کہا ہے یہ کوئی مسئلہ نہیں ہے خود جمع تفریق کر لیں ۔

حاجی محمد سیف اللہ خان : جناب والا : میں نے تو خود ان سے تفصیل نہیں اڑھوائی ۔ میں نے یہ مطالبہ نہیں کیا کہ وہ تفصیل پڑھ کر سنائیں ۔ کم از کم آپ ہی انہیں سمجھا دیں کہ میرا ایک جائز سوال ہے کہ ٹوٹل نکر مجھے بتا دیں اس میں کوئی سی غیر معقول بات ہے ۔

مسٹر سپیکر : ٹوٹل نکر تو اس میں دی ہوئی ہیں یہ تو جمع کرنے والی بات ہے ۔

حاجی محمد سیف اللہ خان : جناب لیٹو آف دی باقس کی حیثیت سے آپ

جس قسم کی پرولیج دیں وہ آپ کی مرضی ہے ۔ میں آپ سے انصاف کی توقع چاہتا ہوں مجھے یہ بتائیں کہ مجھے یہ حق حاصل ہے یا نہیں ۔

مسٹر سپیکر : وہ تو انہوں نے دے دیا ہے ۔

حاجی محمد سیف اللہ خان : وہ نہیں دیا ۔ جناب انہوں نے ٹوٹل کر کے نہیں دیا ہے ۔ انہوں نے یہ تو نہیں بتایا کہ 68ء میں 100 اور 71 میں دو سو 73ء میں چھ سو یہ تو انہوں نے نہیں بتایا ۔

مسٹر سپیکر : They have given you the details اگر آپ چاہتے ہیں تو وہ پڑھ دیں گے ۔

حاجی محمد سیف اللہ خان : میں تو صرف ٹوٹل چاہتا ہوں ۔

Mr. Speaker : You have just to raise this objection

جو آپ کا حق ہے کہ پڑھیں وہ میں ان کو کہہ سکتا ہوں ۔

حاجی محمد سیف اللہ خان : اس سوال کو defer کر دیں ۔

مسٹر سپیکر : نہیں ۔ defer والی بات تو غلط ہے کیونکہ اس سوال کی اتنی وضاحت کر دی گئی ہے ۔

حاجی محمد سیف اللہ خان : ٹھیک ہے جناب ! پھر میں ایک اور سوال کرتا ہوں کہ آیا 1970ء میں پولیس مقابلے میں زیادہ ملزم مارے گئے ہیں یا 1972ء میں زیادہ ملزمان مارے گئے ہیں ۔

Mr. Speaker : The details have been given to the member.

وزیر اعلیٰ : جناب والا ! 1972ء میں زیادہ ملزمان مارے گئے ہیں ۔

حاجی محمد سیف اللہ خان : شکریہ ۔ بس یہی میں چاہتا تھا ۔

سرکاری کوارٹروں کی تعداد

*4995 ۔ چوہدری امان اللہ لک : کیا وزیر اعلیٰ از راہ کرم بیان فرمائیں گے کہ ۔

(الف) گورنمنٹ کوارٹرز چوہرجی پونچھ ہاؤس اور وحدت کالونی لاہور میں دو کمروں اور تین کمروں پر مشتمل کتنے کوارٹرز ہیں ۔

(ب) مذکورہ کوارٹرز کی الاٹمنٹ کا طریق کار کیا ہے اور کیا یہ امر واقعہ ہے کہ سیکرٹریٹ سٹاف اور نان سیکرٹریٹ سٹاف کو دو ایک کی شرح سے کوارٹرز کی الاٹمنٹ کی جاتی ہے ۔ اگر جواب اثبات میں ہے تو کیوں ؟

وزیر اعلیٰ (مسٹر محمد حنیف رامے) : (الف) گورنمنٹ کوارٹرز چوہرجی پونچھ ہاؤس اور وحدت کالونی لاہور میں دو کمروں اور تین کمروں پر مشتمل کوارٹروں کی تعداد مندرجہ ذیل ہے ۔ درجہ وار رہائشی گاہیں ۔

تین کمروں والے کوارٹرز	343
دو کمروں والے بڑے کوارٹرز	776
دو کمروں والے چھوٹے کوارٹرز	679
کل تعداد	1798

(ب) مذکورہ کوارٹرز امیدواروں کی سینیارٹی کے مطابق الاٹ کئے جاتے ہیں ۔ جب کسی امیدوار کی درخواست کوارٹرز کی الاٹمنٹ کے لئے اسٹیٹ آفس میں موصول ہوتی ہے تو اسے اس کی تنخواہ کے مطابق سیکرٹریٹ یا نان سیکرٹریٹ ملازمین کی وہٹنگ لسٹ میں درج کیا جاتا ہے ۔ امیدواروں کی سینیارٹی ان کی درخواست اسٹیٹ آفس میں موصول ہونے کی تاریخ سے لی جاتی

ہے - جب کوارٹرز خالی ہوتے ہیں انہیں سیکریٹریٹ سٹاف اور نان سیکریٹریٹ سٹاف کے درمیان جن امیدواروں کی باری ہو ان میں دو ایک کی شرح سے تقسیم کر کے الاٹ کر دیئے جاتے ہیں - دو ایک کی شرح حکومت کی قائم کردہ پالیسی کے مطابق ہے - یہ پالیسی اس لئے وضع کی گئی ہے کہ محکمے کے اپنے کوارٹرز اور مکانات بھی ہوتے ہیں - سیکرٹریٹ کے ملازمین محکمہ جات کے کوارٹرز اور مکانات میں حصہ دار نہیں ہیں - مندرجہ بالا طریقے کے علاوہ الاٹمنٹ کمیٹی مستحق لوگوں کو کوارٹر الاٹ کرتی ہے - جو خاص حالات کے تحت باری سے پہلے کوارٹر الاٹ کر سکتی ہے -

---

صوبہ میں صنعت کاروں اور مزدوروں کے درمیان فسادات کے واقعات

*5159 - **سردار امجد حمید خان دستی :** کیا وزیر اعلیٰ از راہ کرم بیان فرمائیں گے کہ 1972ء اور 1973ء میں پنجاب میں صنعت کاروں اور مزدوروں کے درمیان کتنے فسادات ہوئے اور کتنے کتنے صنعت کار اور مزدور غنڈہ گردی کرنے پر حوالہ پولیس کئے گئے -

وزیر اعلیٰ (مسٹر محمد حنیف رامے) :

	1972ء		1973ء	صنعت کار		مزدور
رینج		1972		1973	1972	1973
لاہور	17	27	—	—	154	190
ملتان	0	3	—	—	30	65
بہاولپور	1	—	—	—	14	—
سرگودھا	—	—	—	—	12	10
راولپنڈی	3	—	5	—	71	—

صوبہ میں قتل ہونے والے اور گرفتار ہونے والوں کی تعداد

*5161 ۔ سردار امجد حمید خان دستی : کیا وزیر اعلیٰ از راہ کرم بیان فرمائیں گے کہ ۔

(الف) سال 1968ء میں مغربی پاکستان کے اس علاقہ میں جو آج کل صوبہ پنجاب کہلاتا ہے کتنے افراد قتل ہوئے اور کتنے افراد قتل کے الزام میں گرفتار ہوئے ۔

(ب) پنجاب میں 1973ء میں کتنے افراد قتل ہوئے اور کتنے افراد کی قتل کے الزام میں گرفتاری عمل میں لائی گئی ۔

(ج) کیا یہ امر واقعہ ہے کہ 1968ء کے مقابلہ میں 1973ء میں قتل ہو۔' والے افراد کی تعداد زیادہ اور گرفتار ہونے والوں کی تعداد کم ہے ۔ اگر جواب اثبات میں ہے تو اس کی وجوہات کیا ہیں اور قتل کی وارداتوں کو روکنے کے سلسلے میں کیا قدم اٹھایا جا رہا ہے ؟

وزیر اعلیٰ (مسٹر محمد حنیف رامے) : (الف) 1875 افراد قتل ہوئے ۔ 3915 افراد قتل کے الزام میں گرفتار کئے گئے ۔

(ب) 2249 افراد قتل ہوئے اور 4682 ملزمان قتل کے الزام میں گرفتار کئے گئے ۔

(ج) یہ امر واقعہ ہے کہ قتل ہونے والے افراد کی تعداد 1968ء کے مقابلہ میں 1973ء میں زیادہ ہے ۔ لیکن یہ صحیح نہیں کہ گرفتار ہونے والوں کی تعداد کم ہے ۔ ایسی وارداتوں کو روکنے کے لئے پولیس انسدادی کارروائی کرتی ہے ۔ اس سلسلہ میں پولیس نے 1973ء میں 40395 چالان کئے جب کہ 1968ء میں 38496 چالان کئے گئے ۔

حوالاتوں میں ناقص خوراک کی فراہمی

*5579 ۔ راؤ مراتب علی خان : کیا وزیر اعلیٰ از راہ کرم بیان فرمائیں گے کہ ۔

(الف) کیا یہ امر واقعہ ہے کہ صوبہ پنجاب میں تھانوں کی حوالاتوں میں جس قدر ملزمان کو مقدمات میں ماخوذ کر کے حوالاتوں میں بند کر کے رکھا جاتا ہے ان کی خوراک کا شیڈول شہری تھانوں پر 1.25 روپیہ اور دیہاتی تھانوں پر ایک روپیہ یومیہ منظور شدہ ہے ۔

(ب) کیا یہ بھی امر واقعہ ہے کہ مذکورہ ملزمان کو ٹھیکیدار کے ذریعہ انتہائی ناقص کھانا تقسیم کیا جاتا ہے ۔

(ج) اگر جزو ہائے اولا کا جواب اثبات میں ہے تو کیا حکومت مذکورہ شیڈول میں ترمیم کرنے کا ارادہ رکھتی ہے اور اگر نہیں تو کیوں نیز ضلع بہاولنگر کے تھانہ جات پر یکم جنوری 1973ء سے 28 فروری 1974ء تک کس قدر ملزمان گرفتار کر کے حوالات میں بند کئے گئے اور ان کی خوراک پر سرکاری خزانہ سے کتنی رقم ادا کی گئی ۔ ہر تھانہ کی علیحدہ علیحدہ تفصیل فراہم کی جائے اور ہر تھانہ کا منظور شدہ شیڈول خوراک بھی بتایا جائے ؟

وزیر اعلیٰ (مسٹر محمد حنیف رامے) : (الف) تھانوں کی حوالاتوں میں ماخوذ ملزمان کی خوراک کا شیڈول یہ ہے ۔

گوشت خور	62 پیسے فی کس
سبزی خور	53 پیسے فی کس

البتہ بہاول نگر میں شیڈول یہ ہے ۔

دیہاتی علاقہ	ایک روپیہ فی کس یومیہ
شہری علاقہ	ایک روپیہ پچیس پیسے فی کس یومیہ

(ب) جی نہیں ۔

(ج) شیڈول میں ترمیم کا معاملہ محکمہ پولیس کے زیر غور ہے ۔ ضلع بہاولنگر کے تھانہ جات میں جنوری 1973ء سے لے کر 74ء ۔ 2 ۔ 28 تک گرفتار ہونے والے ملزمان کے کوائف یہ ہیں ۔

تھانہ کا نام	گرفتار ہونے والے ملزمان کی تعداد	رقم جو خرچ کی گئی	منظور شدہ خوراک شیڈول فی یوم
بہاولنگر	912	2935/73	ایک روپیہ
صدر	—	—	ایضاً
میکلوڈ گنج	259	671/50	ایضاً
منڈی صادق گنج	197	510/--	ایضاً
منچن آباد	493	3456/29	1/25 روپیہ
ڈونگا بونگا	772	—	ایک روپیہ
ہارون آباد	370	975/78	1/25 روپیہ
فورٹ عباس	189	1166/05	ایک روپیہ
مروٹ	115	143/75	1/25 روپیہ
ڈھرانوالا	438	804/50	ایک روپیہ
چشتیاں	890	2838/18	1/25 روپیہ
شہر فرید	173	173/03	ایک روپیہ
تخت محل	428	10/11	ایضاً

راؤ مراتب علی خان : سپیکر صاحب ۔ جناب والا ! وزیر موصوف یہ بیان فرمائیں گے کہ ڈونگا بونگا پر خرچ ہونے والی رقم کی اطلاع کب

موصول ہو گی اور یہ تخت محل میں 428 آدمی گرفتار ہوئے اور ان پر 10/11 روپے کی رقم خرچ کی گئی ۔ حالانکہ یہ بہت کم ہے ۔

وزیر اعلیٰ : یہ میں نے پہلے کہہ دیا ہے تخت محل والی رقم غلط لکھی گئی ہے ۔ شاید یہ mis-print ہو گئی ہے ۔

راؤ مراتب علی خان : جناب والا ! میں گزارش کروں گا کہ ایک روپیہ یومیہ کے حساب سے ان کی خوراک کا جو شیڈول دیا گیا ہے ۔ وہ قطعاً ناکافی ہے اور اس مہنگائی کے دور میں اس ایک روپے سے کتنی خوراک ان کو مل سکتی ہے ۔ اس کی ایزادگی کا کیا حکومت ارادہ رکھتی ہے ؟

وزیر اعلیٰ : اس کے متعلق میں عرض کروں گا کہ حکومت غور کر رہی ہے ۔

راؤ مراتب علی خان : سپلیمنٹری سر ۔ جناب والا ! یہ ڈونگا بونگا کے گرفتار شدہ ملزمان پر خرچ کی جانے والی رقم کی اطلاع کب تک آ جائے گی ؟

مسٹر سپیکر : اگر تو یہ ضروری ہے ۔ تو پھر ڈونگا بونگا پر یہ سوال کر دیا جاتا ۔

راؤ مراتب علی خان : جناب والا ! یہ ایک نہایت اہم معاملہ ہے اور اس لئے یہ تمام تفصیل طلب کی گئی تھی ۔ کیونکہ تھانوں کی حوالات میں خوراک کا معقول انتظام نہیں ہے ۔

مسٹر سپیکر : کب تک اس کا جواب آ جائے گا ؟

وزیر اعلیٰ : بہت جلد آ جائے گا اگر آج دو بجے تک آ جاتا ہے ۔ تو میں فاضل ممبر کی کوٹھی پر بھجوا دوں گا ۔

چوہدری امان اللہ لک : سپلیمنٹری سر ! کیا وزیر موصوف کے علم میں ہے کہ یہ خرچہ تھانوں میں قیدیوں پر عملی طور پر خرچ نہیں ہوتا ؟ یومیہ بڑھایا تو جائے لیکن وہ پولیس کی جیب میں چلا جاتا ہے ۔ اس کا بھی تدارک کیا جائے ۔

مسٹر سپیکر : سمجھ میں نہیں آتا کہ

میں الزام ان کو دیتا تھا ۔ قصور اپنا نکل آیا ۔

ایک طرف تو آپ کہتے ہیں کہ یومیہ بڑھا دیا جائے ۔

چوہدری امان اللہ لک : جناب والا ! میں اس کی وضاحت کر سکتا ہوں کہ خرچہ چاہے کم ہو یا زیادہ ۔ جو کم ہوتا ہے ۔ وہ بھی پولیس کی جیب میں چلا جاتا ہے ۔ جب وہ زیادہ ہو گا ۔ تو بھی عملی طور پر پولیس ہی اس سے فائدہ اٹھائے گی ۔ وہ فرضی چیزیں بناتے ہیں اور رقم پولیس کی جیب میں چلی جاتی ہے ۔ میں یہاں وہ تدابیر پوچھ رہا ہوں کہ کم ہو یا زیادہ وہ پولیس کی جیب میں میں نہ جائے ۔ کیا اس کو کنٹرول کیا جا سکتا ہے ؟

وزیر اعلیٰ : اس کے متعلق جناب والا ! پوری کوشش کی جائے گی کہ جو رقم گورنمنٹ کے خزانے سے برآمد ہوتی ہے ۔ وہ حوالات میں انہیں پر ہی خرچ ہو اور کوئی پولیس کا آفیسر اس رقم کو خرد برد نہ کرے ۔ لیکن آپ جانتے ہیں کہ آج کل مختلف محکموں کی جو کیفیت ہے ۔ اس لئے ہم کوشش کریں گے کہ جو غلط صورت حال ہے اس کو بدلیں اور انشاءاللہ بہت جلد اس کی اصلاح کے لئے کارروائی عمل میں لائی جائے گی اور ہم پوری کوشش کریں گے کہ جو روپیہ سرکاری خزانہ سے نکلے وہ ان لوگوں پر خرچ ہو ۔

راؤ مراتب علی خان : سپلیمنٹری سر ۔ جناب والا ! میں وزیر اعلیٰ سے گزارش کروں گا کہ وہ کبھی دیہاتی تھانوں میں جا کر دیکھیں اور وہاں پر جا کر پڑتال کریں کہ وہاں کتنی ناقص خوراک حوالات میں ملتی ہے ۔ وہ وہاں جا کر دیکھیں ۔ تو شاید ان کو یقین آ جائے گا ۔

وزیر اعلیٰ : جناب والا ! میں یہ نہیں کہتا کہ ناقص خوراک نہیں ملتی ہے ۔ یقیناً ملتی ہے اور ایک روپیہ یومیہ میں جو خوراک ملتی ہے ۔ میں اس کا بھی اندازہ کر سکتا ہوں ۔ لیکن جو 'جی نہیں' کا

لفظ جواب میں کہا گیا تھا ۔ وہ اس سوال کے اس حصہ کا جواب تھا ۔ جس میں یہ تھا کہ ناقص غذا ٹھیکیداروں کے ذریعہ دی جاتی ہے ۔ ہم چاہتے ہیں کہ غذا تو بہر حال انہیں ملنی چاہئے ۔ جس قدر وہ اس کے حقدار ہیں اگر یہ ایک روپیہ یومیہ کم ہے ۔ تو اس پر غور ہو رہا ہے کہ اس میں اضافہ کر دیا جائے ۔

راؤ مراتب علی خان : جناب والا ! میں وثوق سے کہہ سکتا ہوں کہ تھانہ میں خوراک ٹھیکیدار مہیا کرتے ہیں اور جناب ! اگر تحقیقات کریں ۔ تو معلوم ہو گا کہ یہ کام ٹھیکیداروں کے ذمہ ہے ۔

مسٹر سپیکر : اب یہ سوال جو انہوں نے کیا ہے اس کو سمجھنے کے لئے میں یہ کہوں گا کہ proportionately ایک سال میں ایک تھانہ میں 259 آدمی گرفتار ہوتے ہیں ۔ ایک تھانہ میں روز کی اوسط ایک بنتی ہے یا پورے ایک سال میں زیادہ سے زیادہ 272 ہیں ۔ تو بہر حال ایک اوسط دن میں دو یا ایک اور ایک یا آدھے کے لئے ایک ٹھیکیدار کا مقرر کرنا ۔ میں سمجھتا ہوں کہ یہ ۔ ۔ ۔ ۔

راؤ مراتب علی خان : جناب والا ! یہ معاملہ بڑا اہم ہے اور اس کی اہمیت کے پیش نظر اس پر ہمدردی کے ساتھ غور کیا جائے اور جلد کیا جائے۔

وزیر اعلیٰ : جناب والا ! میں راؤ مراتب علی خان کا شکریہ ادا کرنا چاہتا ہوں کہ انہوں نے ایک نہایت ہی اہم بات کی طرف توجہ دلائی ہے ۔ میں آپ کی وساطت سے ایوان کو یقین دلاتا ہوں کہ اس پر پوری توجہ دی جائے گی اور اگر ٹھیکیدار کا ایسا نظام ہے ۔ تو پھر اس کی تحقیق کروں گا اور یہ جو مسئلہ سامنے لایا گیا ہے کہ یہ رقم بہت کم ہے ۔ اس پر بھی غور کیا جائے گا ۔

موٹر وہیکلز آرڈیننس کے تحت چالان

*5635 ۔ **شیخ عزیز احمد :** کیا وزیر اعلیٰ از راہ کرم بیان فرمائیں گے کہ ۔

(الف) آیا موٹر ٹریفک سٹاف متعینہ کوتوالی لاہور نے یکم جنوری

1973ء تا 30 جون 1973ء موٹر وہیکلز آرڈیننس اور اس کے تحت مرتبہ رولز کی خلاف ورزی میں کوئی چالان کئے ۔

(ب) اگر جزو (الف) کا جواب اثبات میں ہے تو چالان کی کل تعداد جس میں مندرجہ ذیل تفصیلات بیان ہوں ایوان کی میز پر پیش کی جائیں ۔

نمبر شمار	نام ماہ	موٹر گاڑی کا رجسٹریشن نمبر
1	2	3
موٹر گاڑی کی قسم	جرم کی نوعیت و دفعات	چالان شدہ ڈرائیور یا مالک کا نام
4	5	6
چٹ جاری کردہ کا نمبر مع تاریخ و بک نمبر	کاغذات موٹر گاڑی جو قبضہ میں لئے گئے	چالان کا نتیجہ (جرمانہ کی صورت میں رقم یا برأت) مع نام عدالت
7	8	9

چالان جو تا حال زیر تجویز ہیں ۔

مع نام عدالت اور نوعیت کاغذات گاڑی جو قبضہ عدالت میں ہیں اور وجوہات تاخیر فیصلہ ؟

وزیر اعلیٰ (مسٹر محمد حنیف رامے) : (الف) جی ہاں ۔

(ب) کل 608 چالان کئے گئے ۔ 388 چالانوں کے فیصلے ہو چکے ہیں اور 220 باقی مقدمات ۔ عدالت جناب محمد اسحاق ۔ سعید اختر بھٹہ راجہ محمد ایوب ۔ ایم انور ۔ ریاست علی خان مجسٹریٹ صاحبان اور AC صاحب لاہور زیر سماعت ہیں ۔ تاخیر نہیں ہو رہی ۔ تاہم عدالت میں کام کی زیادتی اور ملزمان کے مقرر تاریخ پر

پیش نہ ہونے کی وجہ سے کچھ دیر لگ جاتی ہے -

باقی ماندہ مطلوبات ایوان کی میز پر رکھ دی گئی ہے -

شیخ عزیز احمد : سپلیمنٹری سر ! کیا وزیر اعلیٰ صاحب یہ بیان فرمائینگے کہ میز پر رکھے ہوئے گوشوارہ کے ملاحظہ سے آپ یہ دیکھیں گے کہ جو کاغذات پولیس اپنے قبضہ میں لیتی ہے - وہ رجسٹریشن اور انشورنس ہی ہوتی ہے - کیا یہ صحیح ہے کہ باوجود معتدد بار ہدایات جاری کرنے کے کہ رجسٹریشن اور انشورنس قبضہ میں نہیں لینی چاہئے پولیس اب تک یہ بدستور قبضہ میں لے لیتی ہے ؟

وزیر اعلیٰ : جی ہاں اس میں یہ بات کافی واضح ہے کہ اس پر میں نے کوشش کی ہے کہ تمام کوالف بڑے واضح اور بڑے کھلے انداز میں سامنے آ جائیں اور ایک ایسی کتاب ایوان کے سامنے تیار ہو کر پیش ہو - اس کا پوری طرح سے میں تجزیہ کراؤں گا - محکمہ کو بھی پہلے سے میں نے ہدایات جاری کر دی ہیں کہ اس کا مکمل analysis کیا جائے کہ پولیس کہاں کہاں زیادتی کرتی ہے اور جیسا کہ شیخ صاحب نے پوائنٹ آؤٹ کیا ہے اگر وہ اپنے دائرہ اختیار سے باہر نکل کر بعض کاغذات کو اپنے قبضہ میں لیتی ہے تو اس کا ہم ڈیو نوٹس لیں گے اور اس کا تدارک کیا جائے گا -

شیخ عزیز احمد : کیا جناب وزیر اعلیٰ صاحب یہ دیکھیں گے کہ گوشوارہ کے آئٹم نمبر 7 کے تحت جہاں پر بک نمبر لکھا ہوا ہے - آپ اگر ملاحظہ کریں - تو کہیں پر - 215-13-18404-11211-15 یعنی کوئی بھی سیریل نمبر آپ نہیں بتا سکیں گے ایک سے لے کر دس تک جس میں مکمل کتابیں دی گئی ہوں - اس کا مطلب یہ ہے کہ کوتوالی میں بلا حساب کتب دیدی گئی ہیں - وہ جونسی کتاب چاہیں - وہ استعمال کریں اور جونسی چاہیں وہ پھاڑ دیں -

وزیر اعلیٰ : اس کا یہاں کوئی اندازہ ہمارے سامنے نہیں ہے البتہ یہ ہے کہ جو کتابیں دی گئی ہیں ان کے اوپر باقاعدہ ابتدائی نمبر دیئے گئے ہیں -

---

*گوشوارہ اسمبلی لائبریری میں ملاحظہ فرمائیں -

اس کے بعد 21226 ہیں ۔ تو اس کے بعد انہوں نے صرف 27۔28۔30۔31 لکھ دیا ۔ جو کتاب کا serial نمبر ہے وہ ایک جگہ انہوں نے دے کر اس کے آگے صرف اس کے جو پنسلیں بدلتے ہیں ۔ ان کو دے دیا ۔ اگر اس میں کہیں کوئی کوتاہی ہے تو ہم اس کو بھی چیک کر لیں گے ۔ serial نمبر موجود ہیں ۔ صرف یہ ہے کہ آسانی کے لئے انہوں نے وہ ہزار لاکھوں والے پنسلیں ہر دفعہ نہیں لکھے بلکہ صرف جہاں نمبر بدلتے ہیں وہاں لکھے ہیں ۔

مسٹر سپیکر : اس میں جو continuity ہے وہ نہیں لکھا ہے ۔ کتاب نمبر جو اصل میں ہے وہ نہیں لکھا ۔ اس کے بعد جو نئی کاپی کے نمبر زیرو ہوتے ہیں وہ لکھ دیے ۔

وزیر اعلیٰ : وہ لکھ دیے ہیں ۔

شیخ عزیز احمد : کیا وزیر اعلیٰ ازراہ کرم بیان فرمائینگے کہ موٹر وہیکل آرڈیننس 1965ء دفعہ 116 کے ساتھ جو طریقہ چالان بھگتنے کا درج ہے ۔ اس کو رائج کرنے کے لئے حکومت غور کر رہی ہے ؟

مسٹر سپیکر : پہلے تو آپ یہ پوچھیں کہ وہ رائج ہے یا نہیں ۔ وہ اس کی تائید یا تردید کریں گے پھر اس کے بعد رائج ہوگا ۔

شیخ عزیز احمد : جناب والا ! میں اس کی وضاحت کر دیتا ہوں ۔

مسٹر سپیکر : نہیں آپ ان سے یہ پوچھیں کہ کیا یہ حقیقت ہے کہ یہ حق قانون میں ہونے کے باوجود اس پر کارروائی نہیں کی گئی ۔

شیخ عزیز احمد : جناب والا ! کیا وزیر اعلیٰ صاحب بیان فرمائینگے کہ اس کی کیا وجہ ہے کہ دفعہ 116 ہونے کے باوجود اس پر کارروائی نہیں کی گئی اور اس پر عمل نہیں کیا گیا ؟

وزیر اعلیٰ : جناب والا ! جو قانون بھی رائج ہے اگر اس پر عمل نہیں کیا جاتا تو میں اس کا سدباب کروں گا کیونکہ قانون پر عمل ہونا چاہیے ۔ شیخ صاحب کسی وقت اس مسئلے پر ہمارے ساتھ تفصیلی طور پر بات کر لیں۔

جہاں جہاں مروجہ نافذ شدہ قوانین کے نفاذ میں کوئی کمی ہے اس کا تدارک کر دیا جائے گا ۔

شیخ عزیز احمد : شکریہ ۔

بس نمبر 5999 - جی ٹی کے ڈرائیور کا چالان

*5702 ۔ شیخ عزیز احمد : کیا وزیر ٹرانسپورٹ از راہ کرم بیان فرمائیں گے کہ ۔

(الف) کیا یہ حقیقت ہے کہ بس نمبر 5999 ۔ جی ٹی صرف پشاور تا قلعہ صوبا سنگھ روٹ پر چلتی ہے حالانکہ اس کا روٹ پرمٹ سیالکوٹ تا قلعہ صوبا سنگھ کا ہے ۔

(ب) کیا یہ بھی درست ہے کہ مذکورہ بس کے ڈرائیور کے خلاف مورخہ 1-10-1974 کو زیر دفعہ 3/112 موٹر وہیکلز آرڈیننس مورخہ 5-2-1974 کو 112/99 و 112/44-106 موٹر وہیکلز ایکٹ اور آرڈیننس اور 16-1-1974ء کو 112/99 و 3/112 موٹر وہیکلز ایکٹ اور آرڈیننس کے تحت مقامی پولیس یا ٹریفک پولیس نے چالان کئے تھے ۔

(ج) اگر جزو (الف) و (ب) بالا کا جواب اثبات میں ہے تو دفعہ 3/112 موٹر وہیکلز آرڈیننس کی دفعہ 5/112 کے تحت مالک بس کا چالان کیوں نہیں کیا گیا ۔ اور جو چالان کئے گئے ان کا نتیجہ کیا نکلا ؟

وزیر اعلیٰ (مسٹر محمد حنیف رامے) : (الف) مذکورہ بس اپنے منظور شدہ روٹ پر ہی چلتی ہے ۔

(ب) مذکورہ بالا بس کے ڈرائیور اور مالک کا چالان از ٹریفک ٹریفک پولیس و موٹر وہیکل پٹرول M M P.I. انسپکٹر

سیالکوٹ مورخہ 10-1-1974 5-2-1974 اور 16-1-1974 کو نہیں ہوا ۔

(ج) تاہم اس بس کا چالان سیکرٹری ریجنل ٹرانسپورٹ اتھارٹی لاہور کی شکایت پر موٹر وہیکل انسپکٹر سیالکوٹ نے مورخہ 23-3-1974 کو زیر دفعہ 44/106 SQZCV/112 ۔ 178/112 998/112 اور 150/112 کیا تھا ۔ اور مندرجہ بالا چالان جناب اے ۔ ڈی ۔ سی ۔ جی سیالکوٹ کی عدالت میں زیر سماعت ہے ۔

ناجائز اسلحہ رکھنے کے الزام میں گرفتاریاں

*5792 ۔ میاں خورشید انور : کیا وزیر اعلیٰ از راہ کرم بیان فرمائیں گے کہ صوبہ میں گذشتہ ایک سال کے دوران کتنا ناجائز اسلحہ پکڑا گیا ۔ کتنے افسران کا چالان ہوا کتنے افراد کو سزا دی گئی ؟

وزیر اعلیٰ (مسٹر محمد حنیف رامے) : تعداد ناجائز اسلحہ ۔ 21913

تعداد افراد جو چالان ہوئے ۔ 16391

تعداد افراد جنکو سزا ہوئی ۔ 6995

چوہدری امان اللہ لک : جناب والا ! یہ تعداد جیسے کہ فرمائی گئی ہے ۔ چالان ہونے والوں کی اور ان لوگوں کی جن کو سزا ہوئی ہے ۔ ویسے عموماً ہوتا بھی یہی ہے ۔ تو کیا حکومت اس سلسلے میں ان پولیس افسران کے خلاف کارروائی کرنے کے لئے تیار ہے جو جھوٹے چالان کرتے ہیں اور عدالت سے بری ہو جاتے ہیں اور بے گناہ لوگ سزا پاتے ہیں ۔ حوالات کاٹتے ہیں جو کہ صریحاً نا انصافی ہے ۔

مسٹر سپیکر : مجھے سمجھ نہیں آیا کہ آپ کیا فرما رہے ہیں ۔

چوہدری امان اللہ لک : جناب والا ! وزیر اعلیٰ صاحب سمجھ گئے ہیں

مسٹر سپیکر : مجھے بھی سمجھ لگنی چاہیے ۔ اصل میں سوال مجھ سے پاس ہو کر ان تک پہنچتا ہے ۔ سوال جو ہے وہ یہ ہے کہ کیا وزیر اعلیٰ ازراہ کرم بیان فرمائینگے کہ صوبہ میں گذشتہ ایک سال کے دوران کتنا اسلحہ پکڑا گیا ۔ کتنے افسران کا چالان ہوا ۔ کتنے افراد کو سزا دی گئی اس سے آپ کیا نتیجہ نکالتے ہیں کہ جن لوگوں کو سزا نہیں دی گئی ؟

چوہدری امان اللہ لک : جن لوگوں کو سزا نہیں ہوئی ۔ وہ پولیس افسران جنہوں نے چالان کیے ہیں انکے خلاف کوئی کارروائی کرنے کے لئے تیار ہیں؟

مسٹر سپیکر : مقصد یہی ہے ۔ اس جواب میں یہ کہیں نہیں ہے کہ پچھلے سال جن لوگوں سے اسلحہ برآمد ہوا ' ان میں سے کتنوں کو سزا ہوئی ہے ۔ میں نے اسی لئے آپ کو ٹوکا تھا۔ سوال یہ ہے کہ 1972ء میں یعنی دو باتیں انہوں ۔' پوچھی ہیں جن کا آپس میں کوئی co.relationship نہیں ہے ۔ ایک بات یہ ہے کہ کتنا ناجائز اسلحہ پکڑا گیا ۔ کتنے لوگوں کے چالان ہوئے ۔ کتنے افراد کو سزا دی گئی ۔ یہ ضروری نہیں ہے کہ سزا انہیں لوگوں کو ہو جو 1972ء میں پکڑے گئے ہیں ۔ 1972ء میں ان لوگوں کو سزا بھی ہو سکتی ہے جو شائد 1969ء یا 1951ء میں پکڑے گئے ۔

خان امیر عبد اللہ خان روکڑی : آپ ۔' صحیح پڑھا تھا ۔ افسران لکھا ہوا ہے افراد نہیں لکھا ہوا ۔

مسٹر سپیکر : میں نے یہاں سے ٹھیک پڑھا تھا ۔

خان امیر عبداللہ خان روکڑی : جناب والا ! ممکن ہے افسران کے متعلق سوال پوچھا گیا ہو ۔

مسٹر سپیکر : اس لئے ان دونوں چیزوں کا آپس میں تعلق نہیں ہے جو آپ جوڑ رہے ہیں ۔

چوہدری امان اللہ لک : جناب والا ! میں یہ عرض کر رہا تھا کہ میں نے یہ نہیں کہا کہ یہ 9 ہزار آدمی جو ہیں یعنی جمع تفریق کرنے کے لئے

بعد نہیں پوچھا تھا جس کی آپ نے وضاحت فرمائی ہے ۔ میں آپ کا مشکور ہوں کہ آپ نے arithmatically اس کا صحیح جواب فرمایا ۔ تو میں یہ عرض کر رہا ہوں کہ ناجائز اسلحہ میں بڑی حد تک افراد بلا جواز سزا بھگتتے ہیں ۔ کیا ان افسران کے خلاف حکومت کوئی کارروائی کرنے کے تیار ہے جو ایسے افراد کا چالان کرتے ہیں اور بری ہو جاتے ہیں ؟ یہ بری ہونے والوں کی تعداد بھی انشا اللہ بہت زیادہ ہے ۔

وزیر اعلیٰ : جناب والا ! جس بات کی جانب ہمارے فاضل دوست احسان اللہ لک صاحب اشارہ کر رہے ہیں وہ پولیس کی روایتی اور ایک ظالمانہ کارروائی ہے جس میں جب بھی اس نے کسی شخص کو گرفتار کرنا ہوتا ہے۔ وہ اس پر اسلحہ ڈال کر محاورۃ جیسے کہا جاتا ہے وہ اس کو پکڑ لیتی ہے۔ تو ایسے بھی بہت سے چالان ہوتے ہیں ۔ جس میں لوگوں کے پاس ناجائز اسلحہ نہیں ہوتا لیکن پولیس یہ کہہ کر ان کو شبہ ہے کہ یہ ناجائز اسلحہ ان کے پاس ہے ۔ ان کو گرفتار کر لیتی ہے ۔ بعد میں عدالت انہیں بری کر دیتی ہے ۔ تو ان کا یہ کہنا ہے کہ وہ لوگ جو خواہ مخواہ اس میں ملوث کرلئے جاتے ہیں ۔ کیا جو لوگ ان کو ملوث کرتے ہیں ان کے خلاف کوئی کارروائی کی جائے گی ؟ تو میں انہیں یقین دلاتا ہوں کہ آپ کے پنجاب کی اس وقت کی حکومت کی یہ ہرگز پالیسی نہیں ہے کہ کسی پر ناجائز مقدمہ بنایا جائے اور اس طرح کی کارروائیاں کی جائیں ۔ اس قسم کی کارروائی ناجائز اسلحہ ڈال کر کی جاتی ہے ہم ان کا سدباب کر رہے ہیں ۔ تو جو بھی ایسی کارروائیاں پولیس میں کرے گا ہم یقیناً اس کا محاسبہ کرینگے ۔

سید قابض الوری : کیا وزیر اعلیٰ ازراہ کرم یہ بتا سکینگے کہ اس ناجائز اسلحہ کی اتنی بڑی تعداد میں کس کس قسم کا اسلحہ شامل ہے ؟

وزیر اعلیٰ : اس میں prohibited bore بہت کم ہے لیکن non-prohibited bore زیادہ ہے اگر اس کی آپ تفصیلات چاہتے ہیں کہ کس طرح کے پسٹل کتنے تھے ۔ کتنی گن تھیں تو پھر اس کے لئے کسی وقت الگ سوال کرلیں ۔

مسٹر سپیکر : انہوں نے extent نہیں پوچھا ۔ nature ہی پوچھی ہے ۔

سید تابش الوری : جناب والا ! کیا اس میں ہم اور مشین گنیں بھی شامل ہیں ۔

وزیر اعلیٰ : نہیں اس میں نہ لینک ہیں نہ اس میں طیارے ہیں۔ یہ معمولی درے درے کے بنے ہوتے ہیں زیادہ تر پستل ہوتے ہیں ۔ ویسے خطرے کی بات نہیں ہے ۔ لیکن اگر آپ تفصیلات چاہتے ہیں تو اس سلسلے میں آپ کوئی الگ تفصیلی قسم کا سوال کریں ۔

اسلحہ لائسنس حصول

*5793۔میاں خورشید انور : کیا وزیر اعلیٰ از راہ کرم بیان فرمائیں گے کہ آیا حکومت اسلحہ کا لائسنس حاصل کرنے کے طریق کار کو آسان بنانے کے لئے کوئی کارروائی کرنے کا ارادہ رکھتی ہے ؟

وزیر اعلیٰ (مسٹر محمد حنیف رامے) : موجودہ طریق کار کافی آسان ہے اور اس میں ترمیم کی خاص ضرورت نہیں ۔

میاں خورشید انور : جناب والا ! ان دنوں کوئی طریقہ کار نہیں ہے ۔ کسی طریقہ پر اسلحہ نہیں مل سکتا اس پر پابندی ہے ۔

وزیر اعلیٰ : جناب والا ! ہے طریقہ کار اگر کسی کو بہت ضرورت ہو اور میں اس کا قائل ہوں کہ واقعی اس کی ضرورت ہے تو میں اسلحہ جاری کر دیتا ہوں ۔ لیکن وقتی طور پر اس پر عام پابندی لگائی گئی ہے کیونکہ پچھلے چند سالوں میں بہت indiscriminately بلا تمیز اس طرح سے صوبے میں اسلحہ پھیلایا گیا کہ جس سے واقعی لا اینڈ آرڈر کی صورت حال کو خطرہ پیش ہو گیا تھا ۔ اس لئے کچھ عرصہ کے لئے اس کو بند کر دیا گیا البتہ کہیں ایسی ضرورت محسوس ہو ۔ جیسے پچھلے دنوں بعض دھماکے وغیرہ ہوئے ۔ بعض بنکوں نے ہمیں بتایا کہ صاحب ان کو اسلحہ کی ضرورت ہے تو ہم نے اسی طرح کے معاملات میں ان کو اسلحہ دیا ہے ۔ اگر کہیں

ایسا واقعہ پیش آ جائے ۔ صورتحال ایسی ہو کہ حفاظت کے لئے اسلحہ ضروری ہو تو ہم قاعدے کے طور پر نہیں استثنا کے طور پر اسلحہ جاری کر دیں گے ۔ وہ بھی وزیر اعلیٰ کی اجازت سے اسلحہ جاری کر دی جائے گا ۔

خان امیر عبداللہ خان روکڑی : کیا وزیر اعلیٰ از راہ کرم بیان فرمائیں گے کہ کیا ڈسٹرکٹ لیول پر جہاں اسلحہ رکھنے کی ضرورت ہو وہاں جاری کیا جائے گا ؟

وزیر اعلیٰ : یقیناً وہ صرف لاہور کے لئے نہیں ہو گا بلکہ تمام صوبے کے لئے ہو گا حتیٰ کہ کسی گاؤں میں بھی درکار ہے تو وہاں بھی ۔ بشرطیکہ میرے نوٹس میں وہاں کی صورتحال لائی جائے ۔ کیونکہ میں تمام صوبہ کے امن و امان کا ذمہ دار ہوں ۔ اگر کہیں حفاظت کے لئے ضرورت ہو تو اس کا اہتمام کیا جائے گا ۔

خان امیر عبداللہ خان روکڑی : جناب والا ! میں اپنا مقصد آپ کو سمجھا نہیں سکا ۔ میرا مقصد یہ ہے کہ کیا اسلحہ جاری کرنے کے اختیارات ڈسٹرکٹ لیول پر دئے جا سکتے ہیں تاکہ وہ صحیح قسم کے لوگوں کو اسلحہ کا لائسنس جاری کر سکیں ؟

وزیر اعلیٰ : جناب والا ! مسئلہ پھر وہی آ جائے گا کیونکہ 19 ضلعوں میں تو یہ اختیارات 19 جگہوں پر دیئے جائیں گے تو پھر اسلحہ کا پھیلاؤ زیادہ ہو جائے گا ۔

خان امیر عبداللہ خان روکڑی : ایڈمنسٹریشن کے طور پر کر کے دیکھیں ۔

وزیر اعلیٰ : بجائے اس کے کہ ان کو یہ اختیارات دیں جہاں یہ لوگ خود محسوس کرتے ہیں وہ محکمہ داخلہ سے یا ہوم سیکرٹری سے رابطہ قائم کر لیتے ہیں کہ لاء اینڈ آرڈر کی وجہ سے ہمیں اس جگہ پر یہ اسلحہ چاہئے ۔ ہم اس کے مطابق کارروائی کریں گے ۔

چوہدری امان اللہ لک : کیا وزیر اعلیٰ از راہ کرم بیان فرمائیں گے

کہ موجودہ طریق کار کو دائمی اور مستقل قانونی شکل دیں گے ؟

مسٹر سپیکر : یہ کسی اور موقع پر پوچھ لیں ۔

چوہدری امان اللہ لک : کیا وزیر اعلیٰ از راہ کرم بیان فرمائیں گے کہ یہ طریق کار آئندہ بدل جائے گا ؟

مسٹر سپیکر : اگلا سوال ۔

چوہدری امان اللہ لک : جناب والا یہ سوال بڑا اہم ہے ۔ نا معلوم آپ پوچھنے کیوں نہیں دیتے ۔ اس کو آسان بنانے کے لئے طریقہ کار کیا ہے ۔

مسٹر سپیکر : سوال بھی آسان ہے اور جواب بھی آسان ہے ۔ چوہدری صاحب کا اس ضمن میں ضمنی سوال بنتا نہیں ہے ۔

راجہ محمد افضل خان : کیا وزیر اعلیٰ از راہ کرم بیان فرمائیں گے کہ موجودہ دور میں حکمران پارٹی نے اسلحہ کا لائسنس دینا اتنا آسان کر دیا ہے کہ گذشتہ دور میں کبھی ایسا نہیں کیا تھا ؟

مسٹر سپیکر : احمد بخش لیہم صاحب ۔

راجہ محمد افضل خان : میرے سوال کا جواب نہیں آیا ۔

مسٹر سپیکر : میں اس میں کیا کروں ۔ میری بھی مجبوری ہے اور کچھ میرے فرائض ہیں ۔

راجہ محمد افضل خان : جناب والا ! انگریز کے دور میں اسلحہ آسانی سے مل جاتا تھا لیکن اب امن پسند شہریوں کے پاس اسلحہ نہیں ہے ۔ لیکن غنڈوں کے پاس اسلحہ موجود ہے اس سلسلے میں بہت تکالیف ہیں ۔ اسلحہ نہیں ملتا ۔

وزیر اعلیٰ : جناب والا ! اگر آپ چاہیں تو میں جواب دے دوں ؟

مسٹر سپیکر : یہ اس سوال کا ضمنی سوال نہیں بنتا ۔

پولیس کے اسسٹنٹ سب انسپکٹروں کی بھرتی

*5875۔حافظ علی اسد اللہ : کیا وزیر اعلیٰ از راہ کرم بیان فرمائیں گے کہ یکم جنوری 1972ء سے 15 مئی 1974ء تک صوبہ میں کتنے اسسٹنٹ سب انسپکٹر پولیس بھرتی کئے گئے تھے ۔ ضلع وار ان کے نام ۔ پتے اور اور تعلیمی کوائف ایوان کی میز پر رکھے جائیں ۔ نیز یہ بھی بتایا جائے کہ ان انتخاب اور بھرتی کا طریق کار کیا تھا ؟

وزیراعلیٰ (مسٹر محمد حنیف رامے) : فہرست لف ہے کل تعداد 57

مجموعی طریق کار کے مطابق اے ایس آئی کی بھرتی رینج سلیکشن بورڈ جو کہ ڈی آئی جی پولیس اور دو ایس پی صاحبان پر مشتمل ہوتا ہے کرتا ہے ۔ امیدواروں کو متعلقہ رینج کے ضلع کا سکونتی ہونا چاہئے اور تعلیم کم از کم ایف اے ، قد پانچ فٹ سات انچ اور چھاتی 33 انچ اور پھیلاؤ کے ساتھ 34 انچ ہونی چاہئے ۔

امیدواروں کو تحریری اور جسمانی امتحان پاس کرنا ہوتا ہے اور اس کے بعد رینج سلیکشن بورڈ انٹرویو لیتا ہے ۔ مذکورہ مدت میں بھرتی ہونے والے ایس آئی جن کی فہرست لف ہے مندرجہ بالا طریق کار کے مطابق ہی بھرتی کئے گئے ہیں ۔

ضلع لاہور ۔

نمبر شمار	نام اور ولدیت	سکونت	تعلیم
1	محمد مبین ولد چوہدری محمد صدیق	61 آریہ نگر سمن آباد لاہور	ایف اے
2	محمد اسلم خان ولد گلزار احمد	بھاٹی پھیرو ۔ لاہور	بی ۔ اے

نمبر شمار	نام اور ولدیت	سکونت	تعلیم
3	منظور احمد ولد منور علی	نواں کوٹ لاہور	ایف ۔ اے
4	محمد اعظم ولد عارف علی	رائے ونڈ لاہور	ایضاً
5	مروت باری ولد غلام باری	مکان نمبر 10 رحمت سٹریٹ نمبر 7 مزنگ لاہور	ایضاً
6	شوکت علی ولد دیوان علی شاہ	16 رٹیگن روڈ انارکلی لاہور	ایف ۔ اے
7	غلام حسین ولد اللہ دتہ	مکان 3703 چوک وزیر خان لاہور ۔	ایضاً
8	عبدالقیوم رشید ولد محمد رشید	مکان نمبر 37 نعمت اللہ سٹریٹ سالدہ کلاں لاہور	ایضاً
9	صداقت علی ولد خوشی محمد	مکان نمبر 19 گلی نمبر 47 گوالمنڈی لاہور ۔	ایضاً
10	محمد ادریش صادق ولد ایس صادق سہدی	سابقہ سپرنٹنڈنٹ دفتر ایمر پی لاہور ۔	ایضاً
11	منیر اقتدار ولد ایس اقتدار حسین	آفس سپرنٹنڈنٹ ڈی آئی جی بہاولپور رینج 1/157 چوک نواب صاحب چوک اکبری گیٹ لاہور	ایضاً
12	معظم ولد فرزند علی	D/4 وحدت کالونی لاہور	ایضاً
13	جاوید اکبر ولد تاج دین	آفس سپرنٹنڈنٹ C.P.C. مکان نمبر 16 گلی نمبر 23 سنت نگر لاہور ۔	میٹرک

نمبر شمار	نام اور ولدیت	سکونت	تعلیم
14	امداد حسین ولد ملک غلام رسول	مکان نمبر 18 گلی نمبر 35 مصطفیٰ آباد مغل پورہ - لاہور -	ایف - اے
15	خالد رشید ولد محمد رشید	سکنہ 565/566 گلستان کالونی دھرم پورہ، لاہور	ایف اے
	ضلع گوجرانوالہ		
1	سعید احمد ولد نذیر احمد	جاہل کلوں تھانہ تعلہ دیدار سنگھ گوجرانوالہ -	بی - اے
2	پرویز احمد ولد محمد ابراہیم جٹ	مرالی والا تھانہ کاموکی ضلع گوجرانوالہ -	ایف - اے
3	ساجد حسین ولد عنایت علی شاہ	سکنہ چک بیگ ڈاکخانہ مدد علی تحصیل وزیر آباد ضلع گوجرانوالہ -	ایف - اے
4	محمد شوکت حیات خان ولد چوہدری لیک محمد خان	سکنہ کاموکی منڈی ضلع گوجرانوالہ -	" "
5	محمود احمد جٹ ولد غلام مصطفیٰ جٹ	محلہ بختے والا چوک رفیق شہید گوجرانوالہ -	" "
6	حسن عزیز ولد نذر محمد خان	شہر گوجرانوالہ	" "
7	وزیر محمد ولد شیر محمد	ایمن آباد گوجرانوالہ	" "

نمبر شمار	نام اور ولدیت	سکونت	تعلیم
	ضلع شیخوپورہ		
1	علی اصغر ولد طفیل حسین	سکنہ خالقا ڈوگراں ضلع شیخوپورہ ۔	بی ۔ اے
2	عبدالرشید ولد علی محمد	سکنہ چوہا جھال تھانہ سانگلہ ہل شیخوپورہ ۔	ایف ۔ اے
3	محمد حسین ولد ٹھیس خان	سکنہ مکھن تھانہ سید والا تحصیل ننکانہ ۔	ایف ۔ اے
	ضلع سیالکوٹ		
1	افتخار حسین ولد شبیر حسین	سکنہ شاہ جلیل تھانہ شاہ گ ب سیالکوٹ ۔	ایف ۔ اے
2	محمد یاسین ولد محمد یوسف	سکنہ مانک تھانہ نارووال سیالکوٹ ۔	ایضاً
3	محمد اسلم ولد لال دین	سکنہ ٹبی دین گاہ تھانہ پھاڑن سیالکوٹ ۔	ایضاً
4	شمس الحسن ولد منظور حسین ۔	خالپور سیداں سیالکوٹ	ایضاً
5	شمس جاوید ولد محمد سلیمان	کرسچن ٹاؤن سیالکوٹ	بی ۔ اے
	ضلع راولپنڈی		
1	غلام صابر ولد غلام اصغر	سکنہ 693 بی ہید گاہ راولپنڈی ۔	بی ۔ اے

نمبر شمار	نام اور ولدیت	سکونت	تعلیم
2	افتخار احمد ولد چوہدری سردار خان	نمبر 1 پولیس بلڈنگ چونگی 22 تحصیل روڈ راولپنڈی کینٹ	بی ۔ اے
3	محمد ریاض ولد علی بہادر	مکان وارڈ نمبر 8 گوجر خان ضلع راولپنڈی	بی ۔ اے
	ضلع کیمبلپور		
1	محمد رحمان مشور کیپر سہالہ	موضع ساکن ضلع کیمبلپور	نہم کلاس
	ضلع جہلم		
1	محمد ذوالفقار ولد محمد ہاشم	مکان تین تھانہ صدر جہلم	بی ۔ اے
2	صفدر عنایت ولد لال خان مرحوم	مکان ڈھڈی پھوپھرا تھانہ پی ۔ ڈی خان ضلع جہلم	بی ۔ اے
	ضلع بہاولپور		
1	محمد عاشق	مکان 62/B چاہ فتح خان تھانہ کوتوالی بہاولپور ۔	ایف ۔ اے
	ضلع رحیم یار خان		
1	دلشاد علی	مکان روشن بیگ تھانہ صادق آباد ضلع رحیم یار خان	ایف ۔ اے
	ضلع بہاولنگر		
1	محمد ظفر	مکان 56/B ٹی بہاولنگر	بی ۔ اے بی ۔ ایل ۔ ایل

نمبر شمار	نام اور ولدیت	سکونت	تعلیم
2	نذیر احمد	سکنہ ڈولکا ہولکا ضلع بہاولنگر	ایف ۔ اے
3	محمد سلیم اختر	سکنہ ڈولکا ہولکا ضلع بہاولنگر	بی ۔ اے
	ضلع ملتان		
1	کیپٹن اشفاق حسین 1637 ولد محمد شریف	ضلع ملتان	ایف ۔ اے
2	کیپٹن ریاض علی شاہ ولد رحمت علی شاہ	ضلع ملتان	ایف ۔ اے
	ضلع ساہیوال		
1	محمود الحسن رانا ولد علی حسین رانا	سکنہ 96/EB عارف والا ضلع ساہیوال ۔	بی ۔ اے
2	محمد یوسف ولد چوہدری عبدالحق	سکنہ چک 45/12/L فردوس تھانہ چیچہ وطنی ضلع ساہیوال	ایف ۔ اے
3	جاوید حسین شاہ ولد نادر شاہ	چک 187/E/B تھانہ گگو ضلع ساہیوال	بی ۔ اے
4	مرزا رمضان بیگ ولد مرزا انور بیگ	چک 8/71/R تھانہ ہڑپہ ساہیوال	بی ۔ اے
5	اعظم علی شاہ ولد ہاشم علی شاہ	عارف والا تحصیل پاک پتن	بی کام
6	محمد جاوید خان ولد محمد رفیق خان	مکان نمبر 359 محلہ تلیاں والا ساہیوال	۔ اے

نمبر شمار	نام اور ولدیت	سکونت	تعلیم
	ضلع مظفر گڑھ		
1	کفایت حسین ولد نذر حسین	وارڈ نمبر 5 لیہ ضلع مظفر گڑھ	ایف - اے
2	زاھد علی شیرازی ولد سید نور حسین	محلہ تجاری والا ضلع مظفر گڑھ	ایف - اے
3	آفتاب احمد ولد خورشید احمد ملک	مکان نمبر 109 بلاک اے پروال ضلع مظفر گڑھ	بی اے
	ڈیرہ غازی خان		
1	عباس حیدر ولد غلام حیدر خان	مکنہ بلاک ایکس ڈی - جی - خان	ایف - اے
	سرگودھا		
1	فارق احمد ولد نثار احمد	بلاک نمبر 6 سرگودھاشہر	ایف - اے
	لائل پور		
1	محمد اسلم ولد غلام حسین	سمندری ضلع لائلپور	بی - اے
2	عبدالسلام ولد عبدالکریم	چک نمبر 165/G-B.G. تھانہ ستیانہ لائل پور	ایف - اے
	جھنگ		
1	محمد انیس ولد شبیر احمد خان	مکنہ تھانہ کوتوالی جھنگ صدر	ایف - اے

شیخ انور علی : کیا وزیر اعلیٰ از راہ کرم بیان فرمائیں گے کہ اس میں لکھا ہوا ہے کہ ضلع کا سکونتی ہونا چاہئے - تعلیم ایف - اے ہونی چاہئے -

اسی فہرست کے صفحہ نمبر 18 پر ضلع کیمبلپور کے نیچے محمد رحمان سٹور کیپر سہالہ نہم کلاس لکھا ہوا ہے ۔ اس میں جناب والا یہ تعلیمی تفاوت کیوں ہے اور یہ کس حد تک مناسب ہے ؟

وزیر اعلیٰ : جناب والا ! یہ محکمانہ امیدوار ہے جو نیچے سے ترقی کرکے آیا ہے لیکن جو ڈائریکٹ بھرتی کی گئی ہے وہ تمام ایف ۔ اے اور بی ۔ اے ہیں اور یہ تمام اس کے مطابق ہیں ۔

خان امیر عبداللہ خان روکڑی : اس امیدوار کی کتنی ملازمت ہے ؟

وزیر اعلیٰ : اس کے لئے علیحدہ سوال درکار ہے ۔ اس کے ساتھ واضح طور پر لکھا ہوا ہے کہ یہ سہالہ میں سٹور کیپر تھا پولیس کے محکمہ سے تعلق رکھتا ہے ۔ اس میں کچھ سیٹیں ہوتی ہیں جو نیچے کے عملے کے لوگوں کے لئے مخصوص ہوتی ہیں اگر آپ اس کے لئے علیحدہ سوال کریں تو جواب دیا جا سکتا ہے ۔

شیخ انور علی : کیونکہ تعلیمی قابلیت ایف ۔ لکھا ہوا ہے ۔ اس لئے میں نے یہ سوال کیا تھا ۔

وزیر اعلیٰ : آپ نے صحیح سوال کیا ہے ۔ اس کی داد دیتا ہوں اگر آپ پہلے صفحے پر سیریل نمبر 13 پر دیکھیں تو وہاں بھی میٹرک لکھا ہوا ہے ۔ اس پر بھی سوال کریں ۔ ان دونوں کی ایک ہی وجہ ہے ۔

خان امیر عبداللہ خان روکڑی : وہ تو میٹرک ہے یہ پرائمری ہے ۔

وزیر اعلیٰ : یہ سہالہ میں سٹور کیپر ہے ۔ اس کو نیچے سے ترقی دی گئی ہے اور ایسا تمام محکموں میں ہوتا ہے ۔ سب کو ترقی دی جاتی ہے ۔

کرنل محمد اسلم خان نیازی : کیا وزیر اعلیٰ از راہ کرم بیان فرمائیں گے کہ اس فہرست میں تمام اضلاع دئے گئے ہیں ۔ لیکن ایک بد نصیب ضلع میانوالی نہیں ہے حالانکہ اس ضلع کی پولیس میں اکثریت ہے اور یہاں کے افسران بہت کامیاب ثابت ہوئے ہیں لیکن اس کے باوجود اس ضلع کو کوئی

فوقیت نہیں دی گئی ہے ۔

وزیر اعلیٰ : جواب بھی میرے دوست نے خود ہی دے دیا ہے کہ پہلے ہی پولیس میں بہت زیادہ اکثریت ہے ۔ جس کی وجہ سے نہیں لئے گئے ۔ جن ضلعوں کو کوئی حق نہیں ملا تھا ۔ اس دفعہ ان کو بھی ایک ایک دو دو نشستیں دی گئی ہیں ۔

شیخ عزیز احمد : جناب والا ! فہرست کے مطابق ضلع لاہور میں پندرہ نشستیں دی گئی ہیں جو کسی بھی ضلع کو نہیں دی گئی ہیں ۔

وزیر اعلیٰ : اس کی وجہ یہ ہے کہ جناب والا ! یہ تمام میرلس پر داخلے ہوئے ہیں ۔ البتہ آئندہ کے لئے حکومت نے مناسب خیال کیا ہے کہ رینجز کے کوٹے بنائے جائیں گے ۔ ان کو ان کے مطابق نمائندگی دی جائے گی ۔

مسٹر سپیکر : یہ دیکھنے والی بات ہے کہ آیا یہ تمام امیدوار لاہور کے ضلع سے ہیں یا ان کے صرف پتے ہی لاہور کے ہیں ۔

وزیر اعلیٰ : میں نے پہلے ہی ذکر کیا تھا کہ سکونتی ہونا ضروری ہے ۔ اس کا مطلب یہ ہے کہ ان کو ڈسٹرک مجسٹریٹ نے سکونتی سرٹیفکیٹ دیا ہے ۔ اس لئے چیک کرنے والی بات یہ ہے کہ آیا ان کی سکونت واقعی لاہور کی ہے یا صرف پتے لاہور کے ہیں ۔ یہ دو باتیں چیک کرنے والی ہیں ۔ ایک بات اور ہے ۔ اصل میں مسئلہ یہ ہے کہ کس علاقے میں کس رینج میں کتنی آسامیاں ہیں ۔ بعض اوقات یہ ہوتا ہے کہ سرگودھا رینج میں 8 ہیں اور اس کے مقابلہ میں لاہور رینج کی 16 ہو سکتی ہیں ۔ اس لئے جب ہم فہرست پیش کریں گے کہ کتنے لوگ بھرتی ہوئے تو لاہور کے 16 نظر آئیں ۔ اس کی وجہ یہ ہے کہ لاہور میں ان کی 16 آسامیاں ہیں اور جتنی آسامیاں مختلف رینجز میں ہیں اس کے مطابق بھرتی ہوتی ہے اور اس میں یہ خیال نہیں کہ فلاں علاقہ سے کم لئے گئے ہیں ۔ یہ تو اس کے مطابق بھرتی ہوتی ہے ۔

خان امیر عبداللہ خان روکڑی : جب رینج کی بنیاد پر سوال آیا ہے تو اس میں ضلع سیالکوٹ بھی شمار ہو سکتا ہے کیونکہ یہ بھی لاہور رینج میں

ہے اور اسے لاہور رینج کے مقررہ کوٹہ میں سے حصہ ملنا چاہئے ۔ تو میں عرض کروں گا کہ کیا وزیر اعلیٰ از راہ کرم اس تجویز سے اتفاق کریں گے کہ جو پہلے طریقہ کار تھا کہ ہر رینج کا کوٹہ مقرر تھا اور ہر رینج سے آدمی بھرتی کئے جاتے تھے آئندہ بھی اس پر عمل درآمد ہوگا ؟

وزیر اعلیٰ : ویسے اگر آپ غور فرمائیں تو صفحہ 2 پر ملاحظہ فرمائیں گے کہ ضلع سیالکوٹ سے افتخار حسین ، محمد یاسین ، محمد اسلم ، شمس الحسن اور شمس جاوید لئے گئے ہیں اور ایسا نہیں کہ سیالکوٹ کو نظر انداز کیا گیا ہے ۔ البتہ جو چیز آپ نے فرمائی ہے کہ کیا پہلے طریق کار کو مناسب خیال کریں گے تو میں اس بارے میں اس ایوان میں کچھ نہیں کہہ سکتا کیونکہ ایک منصفانہ حل تلاش کرنے کے لئے جس طریق کار کو اپنایا گیا ہے وہ یہ ہے کہ جیسے کہ میں نے وضاحت کی ہے یہ جگہیں vacancies کے مطابق پر کی گئی ہیں ۔ اب کسی خاص ضلع میں یہ vacancies زیادہ بھی ہو سکتی ہیں ۔ اب اس بات کو ایک طرف رکھتے ہوئے کہ کسی ضلع کو کوئی حق نہیں دیا گیا تو ایسا طریقہ اختیار کرنے کے قابل ہوں اور چاہتا ہوں کہ ایسے اختیار کروں جس سے پنجاب کے تمام علاقوں کو ان کی جائز نمائندگی کی یقین دہانی ہو جائے ۔

سید قابش الوری : کیا وزیر موصوف بتا سکیں گے کہ اسسٹنٹ سب انسپکٹر آف پولیس کی بھرتی کی بنیاد کیا تھی اور 1972ء سے لے کر 15 مئی 1974ء تک ضلع بہاولپور اور رحیم یار خان میں سے ایک ایک اے ۔ ایس ۔ آئی کیوں لیا گیا ہے ؟

مسٹر سپیکر : اس کا جواب دے دیا گیا ہے ۔

وزیر اعلیٰ : بہاولپور اور رحیم یار خان کے علاوہ آپ کا ضلع بہاولنگر بھی ہے ۔ وہاں سے تین چار آدمیوں کو لیا گیا ہے ۔ باقی جگہوں پر بھی ایسا ہی ہوا ہے ۔ اگر ان اضلاع سے ایک ایک لیا گیا ہے تو ضلع ڈیرہ غازیخان سے اور سرگودھا سے بھی ایک ہی لیا گیا ہے ۔ جہاں جتنی vacancies تھیں انہیں پر کیا گیا ہے ۔ ایسا نہیں کہ کوئی نئی بھرتی کی گئی ہے کہ

پنجاب میں اتنے یا اتنے ہوں گے ۔ اصول یہ نہیں کہ ضرور سرگودھا سے یا جاولپور سے ایک ایک ہی لیا جائے گا اگر مجموعی تعداد کو پیش نظر رکھا جائے تو صحیح نقشہ بنے گا کہ سرگودھا یا لاہور میں کتنی ضرورت ہے ۔ پھر پتہ چلے گا ایک دوسرے کے مقابلے میں کیا proportion رکھتے ہیں ۔ یہ تو جو خالی جگہیں تھیں انہیں پر کیا گیا ہے ۔

مسٹر شمیم احمد خان : کیا یہ درست ہے کہ سال متذکرہ میں جتنے قیدی واپس آئے تھے ۔ ان کے پیش نظر پنجاب میں نئے پولیس افسران کی بھرتی پر پابندی تھی اگر یہ بات درست ہے تو یہ بھرتی کرکے یہ exception کیوں اختیار کی گئی ہے ؟

وزیر اعلیٰ : جناب والا ! ایسی کوئی بندش تو نہیں تھی البتہ یہ ضرور تھا کہ بہت سے دوست repatriate ہو کر آئے ہیں ۔ ہم نے انہیں بھی قبول کرکے absorb کیا ہے ۔ لیکن اس بات کے پیش نظر کہ وہاں سے لوگوں نے آنا ہے کوئی پابندی نہیں لگائی ۔ مختلف اوقات میں پابندیاں لگتی رہی ہیں مثلاً بلوچستان سے بہت سے لوگ repatriate ہو کر آ گئے تھے ۔ ان کی وجہ سے کچھ دیر کے لئے یہ خیال ہوا تھا لیکن جو مسئلہ بنگلہ دیش کے متعلق تھا اس کے متعلق ہمیں حتمی طور پر کچھ معلوم نہیں تھا اس لئے ہم نے لازمی پابندی نہیں لگائی لیکن انہیں absorb کیا ہے ۔

مسٹر شمیم احمد خان : میرا سوال ban کے متعلق نہیں تھا ۔ میں نے یہ پوچھا ہے کہ کیا کوئی ایسی چٹھی جاری ہوئی تھی کہ جب تک وہ نہیں آتے بھرتی نہ کی جائے ؟

وزیر اعلیٰ : میرے علم میں ایسی کوئی چٹھی نہیں ۔

مسٹر شمیم احمد خان : جو آدمی لائلپور سے بھرتی ہو کر آئے ہیں ۔ کیا وہ direct لئے گئے یا indirect لئے ہیں ؟

مسٹر سپیکر : ان کا خیال ہے کہ بھرتی لائلپور سے کی گئی ہے کیا وہ لوگ پہلے سے پولیس میں تھے یا براہ راست لئے گئے ہیں ۔

وزیر اعلیٰ : ان کی تعلیمی قابلیت بی۔ اے اور ایف۔ اے ہے - تو اس سے معلوم یہ ہوتا ہے کہ direct آئے ہیں یہ ranks سے نہیں آئے۔

سب ڈویژن نارووال میں مجسٹریٹ دفعہ 30 کی تعیناتی

*5926 - صوفی نذر محمد : کیا وزیر اعلیٰ از راہ کرم بیان فرمائیں گے کہ :

(الف) سب ڈویژن نارووال میں اس وقت کتنے مجسٹریٹ تعینات ہیں۔

(ب) کیا یہ درست ہے کہ مذکورہ سب ڈویژن میں کافی عرصہ سے دفعہ 30 کا مجسٹریٹ تعینات نہیں کیا گیا اگر ایسا ہے تو کب سے اور کیا حکومت وہاں مجسٹریٹ دفعہ 30 تعینات کرنے کا ارادہ رکھتی ہے اگر نہیں تو کیوں ؟

وزیر اعلیٰ (مسٹر محمد حنیف رامے) : (الف) نارووال میں اس وقت ایک مجسٹریٹ فرسٹ کلاس اور ایک دفعہ 30 کے اختیارات کا حامل اسسٹنٹ کمشنر تعینات ہے۔

(ب) جی ہاں۔ اپریل 1973ء کے بعد مورخہ 19-7-1974ء سے دفعہ 30 کے اختیارات کا حامل اسسٹنٹ کمشنر تعینات کر دیا گیا ہے۔

ملک ثناء اللہ خان : کیا وزیر اعلیٰ از راہ کرم بیان فرمائیں گے کہ تحصیل نارووال میں کوئی دفعہ 30 کے اختیارات کا مجسٹریٹ مقرر فرمایا جائے گا ؟

مسٹر سپیکر : وہ کہتے ہیں کہ تعینات کر دیا گیا ہے۔

ملک ثناء اللہ خان : وہ تو اے۔ سی صاحب کو اختیارات دیئے گئے ہیں۔

وزیر اعلیٰ : اگر کام میں اتنا اضافہ ہوا اور ہم نے محسوس کیا کہ دفعہ 30 کے اختیارات کے ساتھ اے۔ سی کام نہیں نپٹا سکتے تو وہاں دفعہ 30

کے الگ مجسٹریٹ تعینات کئے جا سکتے ہیں لیکن یہ تو ہم پہلی دفعہ آزما رہے ہیں کہ اگر اے ۔ سی کو اختیارات دے کر کام چل جائے تو پھر ان کی ضرورت نہیں ۔

مسٹر محمد اشرف : کیا وزیر موصوف بیان فرمائیں گے کہ آیا وہ جوڈیشری اور ایگزیکٹو کو علیحدہ کرنے کا ارادہ رکھتے ہیں ؟

وزیر اعلیٰ : جناب والا ! یہ بجا ہے ۔ ہم یہ تجربہ شروع کر رہے ہیں ۔ یہ process شروع ہے اور ساہیوال اور سیالکوٹ دو اضلاع ہیں جن میں جوڈیشری اور ایگزیکٹو کو الگ الگ کیا جا رہا ہے ۔ جب ان کے کام کے مطابق یہ واقعی ضروری ہو جائے گا کہ ایگزیکٹو کے پاس جوڈیشری کے اختیارات نہ ہوں تو بالآخر ناروال میں بھی یہ علیحدگی کرنی پڑے گی اور جس وقت ایسا وقت آئے گا تو وہاں الگ دفعہ 30 کا مجسٹریٹ لگا دیا جائے گا ۔

کرنل محمد اسلم خان لیازی (ریٹائرڈ) : کیا وزیر اعلیٰ یہ فرمائیں گے کہ عیسیٰ خیل سب ڈویژن میں حوالات بھی نہیں اور ۔ ۔ ۔ ۔

مسٹر سپیکر : کرنل صاحب ! یہ سوال ضلع سیالکوٹ کے متعلق ہے اور یہ اس کا ضمنی سوال نہیں بنتا ۔

کرنل محمد اسلم خان لیازی (ریٹائرڈ) : جناب والا ! میرا سوال سب ڈویژن کے متعلق ہے ۔

مسٹر سپیکر : لیکن اصل سوال سب ڈویژن کے متعلق نہیں ۔

کرنل محمد اسلم خان لیازی (ریٹائرڈ) : وہ تو دفعہ 30 کے مجسٹریٹ مانگتے ہیں اور ہم تو وہاں صرف اے ۔ سی مانگتے ہیں جو وہاں حوالات نہ ہونے کی وجہ سے مستقل نہیں رہ سکتا ۔

وزیر اعلیٰ : دیں گے ۔

دفاتر خزانہ کے ملازمین کو سکیل نمبر 10—11 اور 12 کی عطائیگی

5958۔ **مسٹر احمد بخش لیمبر :** کیا وزیر اعلیٰ از راہ کرم بیان

فرمائیں گے کہ :

(الف) کیا یہ درست ہے کہ حکومت نے 1972ء میں قومی تنخواہ کمیشن کے بنائے ہوئے فارمولا کو نظر انداز کرتے ہوئے ایک ہی سکیل اور درجے کے ملازمین کو مختلف سکیل دئے۔

(ب) کیا یہ بھی درست ہے کہ مذکورہ بالا تنخواہ کمیشن نے دیگر اسسٹنٹوں کے لئے تو دسواں سکیل مقرر کیا تھا لیکن دفاتر خزانہ کے اسسٹنٹوں کو نواں سکیل دیا حالانکہ وہ نئے سکیل کے نفاذ سے پیشتر دوسرے محکمہ جات کے اسسٹنٹ سے زیادہ تنخواہ لیتے تھے۔

(ج) اگر جزو بالا کا جواب اثبات میں ہے تو کیا حکومت دفاتر خزانہ کے ملازمین کو سکیل نمبر 10 – 11 اور 12 دینے پر غور کرنے کا ارادہ رکھتی ہے ؟

وزیر اعلیٰ (مسٹر محمد حنیف) : جناب والا ! یہ سوال مسٹر احمد بخش تھیم کی طرف سے دوسری بار آیا ہے۔ اس سے پہلے وہ تشریف نہیں رکھتے تھے۔ 5869 بھی یہی سوال ہے۔ میں دونوں کا جواب اکٹھا دیتا ہوں۔

(الف) جی نہیں۔ یہ کہنا درست نہیں ہے۔

(ب) دفاتر خزانہ میں اسسٹنٹ کے نام کی کوئی آسامی موجود نہیں۔ اسسٹنٹ اکاؤنٹنٹ کی آسامی سکیل نمبر 9 میں ہے۔

(ج) سوال ہی پیدا نہیں ہوتا۔

صوبائی ملازمین کو قومی پے سکیل کی عطائیگی

*5869۔ مسٹر احمد بخش تھیم : کیا وزیر اعلیٰ از راہ کرم بیان فرمائیں گے کہ :

(الف) کیا یہ حقیقت ہے کہ صوبائی حکومت نے اپنے ملازمین کو قومی تنخواہ کمیشن کی تیار کردہ رپورٹ کی روشنی میں مورخہ 2-6-1972 سے نئے قومی سکیل دئے ہیں۔

(ب) کیا یہ بھی حقیقت ہے کہ حکومت نے اپنے ملازمین کو کمشن کے بتائے ہوئے فارمولا کو نظر انداز کرتے ہوئے ایک ہی رتبے کے ملازمین کو مختلف سکیل دئے ہیں ۔

(ج) کیا یہ بھی حقیقت ہے کہ حکومت نے مختلف محکموں کے بعض ملازمین کے سکیلوں میں ترمیم کر دی ہے ۔

(د) کیا یہ بھی حقیقت ہے کہ مذکورہ رپورٹ میں اسسٹنٹ کی آسامی کے لئے دسواں سکیل مقرر کیا گیا تھا لیکن ضلعی خزانوں کے اسسٹنٹوں کو نواں سکیل دیا گیا ہے جب کہ وہ نئے سکیل کے نفاذ سے پہلے دوسرے محکموں کے اسسٹنٹوں سے زیادہ تنخواہ لیتے تھے ۔

(ہ) کیا حکومت دفاتر خزانہ کے ملازمین کی نظرثانی کی درخواست پر انہیں سکیل نمبر 11 — 10 اور 12 دینے پر غور کر رہی ہے جیسا کہ حکومت نے اپنے نوٹیفیکیشن نمبر72/ — 20 — 16 پی آر ایف ڈی مورخہ 1973-2-26ء کے تحت سکیل نمبر 8 کے ملازمین کے اٹھارہ گروپس کو سکیل نمبر 10 دیا ہے ؟

وزیر اعلیٰ (مسٹر محمد حنیف رامے) : (الف) جی نہیں ۔ یہ سکیل مرکزی حکومت نے ایشنل پے سکیل کی سکیم کی روشنی میں یکم مارچ 1972ء سے دئے ہیں ۔

(ب) جی نہیں ۔ یہ سکیل مرکزی حکومت کی ایشنل پے سکیل کی سکیم میں وضع کردہ فارمولا کے تحت دئے ہیں ۔

(ج) جی ہاں ۔ اس مقصد کے لئے حکومت کی مقرر کردہ انامل کمیٹی Anomalies Committee کی سفارشات کی روشنی میں حکومت نے بعض آسامیوں کے سکیل میں ترمیم کی ہے جن میں دقت پائی جاتی ہے ۔

(د) جی نہیں ۔ جیسا کہ جزو الف کے جواب میں کہا گیا ہے قومی پے سکیل کمیشن کی رپورٹ کے مطابق نہیں بنائے گئے ضلعی خزانہ کے دفاتر میں اسسٹنٹ کی کوئی آسامی نہیں البتہ

اسسٹنٹ اکاؤنٹنٹ کی آسامی موجود ہے جسے وفاقی حکومت کے وضع کردہ فارمولا کے تحت سکیل نمبر 9 دیا گیا ہے ۔

(ہ) جی نہیں ۔ یہ معاملہ حکومت کے زیر غور ہے ۔

تھانہ واہ کینٹ تھانہ سنگ جانی اور تھانہ صدر بیرونی میں موجودہ سٹاف کی تعداد

*5995 ۔ شیخ محمد انور : کیا وزیر اعلیٰ از راہ کرم بیان فرمائیں گے کہ تھانہ واہ کینٹ ، تھانہ سنگ جانی اور تھانہ صدر بیرونی راولپنڈی میں موجودہ سٹاف کی تعداد بلحاظ عہدہ کیا ہے ؟

وزیر اعلیٰ (مسٹر محمد حنیف رامے) :

نام تھانہ	انسپکٹر	سب انسپکٹر	اسسٹنٹ سب انسپکٹر	ہیڈ کانسٹیبل	کانسٹیبل
1 ۔ واہ کینٹ	1	3	5	8	51
2 ۔ سنگ جانی	—	1	3	2	16
3 ۔ بیرونی صدر	—	3	1	1	18

سب ڈویژن گوجر خان میں تھانہ گوجر خان ۔ تھانہ منڈرہ اور تھانہ جاتلی میں درج شدہ مقدمات کی تعداد

*6025 ۔ مرزا خالق حسین : کیا وزیر اعلیٰ از راہ کرم بیان فرمائیں گے کہ گذشتہ دو سالوں میں سب ڈویژن گوجر خان کے تین پولیس تھانوں (تھانہ گوجر خان ۔ تھانہ منڈرہ ۔ تھانہ جاتلی) میں کل کتنے مقدمات درج رجسٹر ہوئے ۔ ان میں سے کتنے مقدمات کی تفتیش مکمل ہو چکی ہے ۔ کتنے خارج ہوئے ہیں اور کون کون سے ابھی تک زیر تفتیش ہیں ؟

وزیر اعلیٰ (مسٹر محمد حنیف رامے) :

تعداد مقدمات

جو درج ہوئے	جن کی تفتیش مکمل ہو چکی ہے	جو خارج ہوئے
899	876	53

مقدمات جو زیر تفتیش ہیں

نام تھانہ نمبر 28 ، 29 اور 75 ، بجرم 147/149 اور 307 تعزیرات پاکستان کوجر خان ۔

سال 1972ء

نمبر 112, 117, 157, 154, 167, 177, 178, 180, 186 اور 187 بجرم 379, 457, 409, 407, 447, 451 اور 363 تعزیرات پاکستان ، سال 1973ء

(سندوہ) نمبر 57 ، بجرم 392 ، تعزیرات پاکستان ، سال 1972ء ۔

نمبر 93, 112, 113, 117, 114 اور 142 بجرم 379, 376, 339, 457 اور 447 تعزیرات پاکستان سال 1973ء ۔

(چاتلی) نمبر 18 بجرم 457 تعزیرات پاکستان سال 1972ء ۔

نمبر 53 بجرم 379 تعزیرات پاکستان اور نمبر 81 بجرم دفعہ 28 ٹیلیگراف ایکٹ 1973ء ۔

تھانہ صدر سیالکوٹ میں درج شدہ مقدمات کی تعداد

*6081 ۔ **چوہدری غلام قادر :** کیا وزیر اعلیٰ از راہ کرم بیان فرمائیں گے کہ ۔

(الف) 1973-74 کے دوران تھانہ صدر سیالکوٹ میں کتنے مقدمات درج کئے گئے تھے ۔

(ب) تھانہ مذکور میں مذکور عرصہ کے دوران دفعہ 54 ضابطہ فوجداری میں کتنے چالان کئے گئے ۔ ان میں سے کتنے خارج کئے گئے اور کتنے عدالت میں پیش کئے گئے ۔

(ج) تھانہ صدر سیالکوٹ میں عرصہ مذکور میں جتنے مقدمات درج کئے گئے ہیں ان میں سے کتنے مقدمات کا فیصلہ عدالت کر چکی ہے اور کتنے مقدمات زیر سماعت ہیں ؟

وزیر اعلیٰ (مسٹر عبد حنیف رامے) : (الف) تعداد مقدمات جو درج کئے گئے

(ب) کوئی چالان دفعہ 54 ضابطہ فوجداری نہیں ہوا	—	
(ج) تعداد مقدمات جو چالان ہوئے	—	345
مقدمات فیصلہ شدہ	—	34
عدم پتہ	—	30
خارج شدہ	—	16
زیر سماعت	—	311
زیر تفتیش	—	47

تھانہ چھاؤنی سیالکوٹ میں بستہ الف اور بستہ ب کے بدمعاشوں کا اندراج

*6082 ۔ **چوہدری غلام قادر** : کیا وزیر اعلیٰ از راہ کرم بیان فرمائیں گے کہ ۔

(الف) تھانہ چھاؤنی سیالکوٹ کے ریکارڈ میں اس وقت بستہ الف اور بستہ ب کے کتنے بدمعاشوں کا اندراج ہے ۔

(ب) اب تھانہ میں درج شدہ مقدمات میں ملوث کتنے مجرم اشتہاری ہیں اور کب سے ۔ یہ مجرم کس کس دیہات یا علاقہ سے تعلق رکھتے ہیں اور کن کن جرائم میں اشتہاری ملزم ہیں ؟

وزیر اعلیٰ (مسٹر محمد حنیف رامے) : (الف) بستہ الف — 1

بستہ ب — کوئی نہیں ۔

(ب) 1

24.4.67 سے اشتہاری ہے ۔ بجرم 420/471/468 تعزیرات پاکستان یہ ملزم ڈوک کالونی کراچی کا رہنے والا ہے ۔

ضلع سیالکوٹ کے تھانہ پھلورہ میں مقدمات کی تعداد

*6086 ۔ **چوہدری بشیر احمد** : کیا وزیر اعلیٰ از راہ کرم بیان فرمائیں گے کہ تھانہ پھلورہ ضلع سیالکوٹ میں 74-1973ء میں اب تک کتنے مقدمات

درج رجسٹر کئے گئے ہیں ۔ ان میں سے کتنے مقدمات عدالت میں پیش ہو چکے ہیں ۔ کتنوں کا فیصلہ عدالت سے ہو چکا ہے ۔ کتنوں کو پولیس خارج کر چکی ہے ؟

وزیر اعلیٰ (مسٹر محمد حنیف رامے) : 1 مقدمات درج شدہ — 213

2 ۔ مقدمات جو عدالت میں پیش کئے گئے — 81

3 ۔ مقدمات جن کا فیصلہ عدالت میں ہوا — 24

4 ۔ مقدمات جو خارج کئے گئے — 27

مسٹر سپیکر : اب وقفہ سوالات ختم ہوتا ہے ۔

غیر نشان زدہ سوال اور اس کا جواب

شجاع آباد میں سول جج کی عدالت اور رہائش گاہ کے لئے رقم کی فراہمی

103 ۔ چوہدری علی بہادر خان : کیا وزیر اعلیٰ از راہ کرم بیان فرمائیں گے کہ کیا یہ درست ہے کہ حکومت ۔ شجاع آباد ضلع ملتان میں سول جج کی عدالت اور رہائش گاہ کے لئے سال 1972-73ء میں کچھ رقم فراہم کی تھی ۔ اگر ایسا ہے تو کیا یہ رقم مذکورہ کام پر خرچ کی گئی ہے ۔ اگر نہیں تو کیوں ؟

وزیر اعلیٰ (مسٹر محمد حنیف رامے) : سال 1972-73ء میں اس مقصد کے لئے کوئی رقم فراہم نہیں کی گئی تھی ۔

نکتہ وضاحت

پنجاب اسمبلی میں مسلم لیگ پارلیمانی گروپ کی پیپلز پارٹی میں شمولیت

میاں خورشید انور : جناب سپیکر ! میں ایک ضروری وضاحت کرنا چاہتا ہوں ۔ جناب مخدوم زادہ حسن محمود صاحب نے . . . .

مسٹر سپیکر : اس کے بارے میں تو کل طے ہوگیا تھا کہ میں اٹارنی جنرل کے پاس بھیج دوں گا ۔

میاں خورشید انور : اس کے بعد آپ یہاں تشریف نہیں رکھتے تھے تو مخدوم زادہ صاحب نے دوبارہ یہ سوال اٹھایا تھا ۔ اس کے بعد پریس کو کچھ بیان بھی دیا ۔ ان کی طرف سے اخبارات میں جو version شائع ہوئی ہے ۔ اس سے بڑی غلط فہمی پیدا ہو سکتی ہے ۔ میں چاہتا ہوں کہ جب آپ اٹارنی جنرل صاحب سے کسی قسم کا استفسار کریں تو اس میں ہمارا نقطہ نظر بھی شامل کر لیں تاکہ صحیح رہنمائی ہو سکے ۔

جناب والا ! میں اچھی طرح سے جانتا ہوں کہ جب یہاں ہم اس اسمبلی میں آئے تو ہم ایک پارٹی کی طرف سے منتخب ہو کر آئے تھے ۔ لیکن افسوس ہے کہ وہ پارٹی قائم نہ رہ سکی ۔ وہ کسی اور میں جا کر merge ہو گئی ، ختم ہو گئی ۔ اس لیے کسی قانون ، سیاسی یا اخلاقی پابندیوں کا ہم پر کوئی اطلاق نہیں ہوتا ۔ جناب والا ! مجھے یاد ہے کہ کرنل محمد اسلم صاحب کے متعلق میں نے ہی اعتراض کیا تھا لیکن اس وقت ایوان کے باہر ہماری پارٹی موجود تھی ، قائم تھی ۔ لیکن جب سے وہ ختم ہوئی ہے ، میں نے ، کرنل صاحب گواہ ہیں ، ان کے کسی کیس کی پیروی نہیں کی ۔ ڈیڑھ سال ہو گیا ہے ، الیکشن کمشن مجھے بلاتا رہا ہے ، مگر میں کس منہ سے جاتا ، جب کہ میری پارٹی ختم ہو گئی تھی ۔ جناب والا ! مخدوم زادہ حسن محمود صاحب کو غلط فہمی ہوئی ہے ۔ دراصل وہ پارٹیاں بدلنے اور بنانے کے بادشاہ ہیں ۔ اس ایوان میں.....

مسٹر سپیکر : میاں صاحب ، تھوڑا سا اس میں.....

میاں خورشید انور : جناب والا ! میں وضاحت کرنا چاہتا ہوں کہ انہیں غلط فہمی کیوں ہوئی ہے ۔ وہ اس طرح کرتے ہیں ۔ ویسے تو ان کے نزدیک پارٹی بدلنا اس طرح ہے جس طرح وہ کرتے رہے ہیں ۔ ایک دن یہاں بیٹھے بیٹھے ان کو وزارت دکھائی گئی تو وہ راتوں رات ریپبلکن پارٹی بنانے میں کامیاب ہو گئے ۔ جناب والا ! وہ کنونشن مسلم لیگ میں گئے ، وہ قیوم لیگ میں گئے ۔ میں نے آج تک پارٹی تبدیل نہیں کی ۔ جناب والا ! وہ تو پارٹیاں بدلنے کے عادی ہیں ۔ فرق یہ ہے کہ وہ وزارت مانگا کرتے ہیں .....

مسٹر سپیکر : میاں صاحب ! انہوں نے کسی کا نام لے کر کسی ذات پر تنقید نہیں کی ۔ انہوں نے تو قانون اور اصولی بات کی ہے ۔ ۔ ۔

میاں خورشید انور : جناب والا ! انہوں نے نام لیا ہے ۔ آپ آج کا "پاکستان ٹائمز" اٹھا کر دیکھیں ۔ انہوں نے نام لیا ہے ۔ گذارش یہ ہے کہ اگر میں وزارت لے کر پارٹی تبدیل کرتا تو میرے خیال میں وہ خوش ہوتے کیونکہ وہ اس کے عادی ہیں ۔ وہ لائسنس لیتے رہے ہیں ، انہوں نے پارٹیوں میں جا کر لاکھوں روپیہ کمایا ہے آج ان کی پانچویں پارٹی ہے ۔

(نعرہ ہائے تحسین)

اب بھی یہ قیوم لیگ کے ٹکٹ پر آئے ہیں ۔

مسٹر سپیکر : میاں صاحب آپ تشریف رکھیں ۔

میاں خورشید انور : جو ان کے ایک رشتہ دار نے پارٹی بنائی اور رشتہ دار کی وجہ سے یہ لوگ شامل ہوئے ہیں ۔ انہیں پیپلز پارٹی نے منہ نہیں لگایا ۔ ۔

Mr. Speaker : This is not a place for this.

Makhdumzada Syed Hassan Mahmud : Not only on grounds of personal explanation but in complete deference to your wishes I had deferred to raise the question on the floor of the House.....

(Interruptions)

Sir, as he has put the argument, it was absolutely on merit that when under Article 63 of the permanent Constitution a question is raised that certain members have incurred disqualification, the Speaker has only to refer the question to the Chief Election Commisssioner.

Mr. Speaker : This is how you interpretit. I have asked for the interpretation of the Advocate General and you know where I am going to.....

(Interruptions)

میاں خورشید انور : جناب سپیکر ! جب آپ نے کل یہاں پر فرما دیا کہ میں رائے لوں گا ، اس کے بعد . . .

Makhdumzada Syed Hassan Mahmud : I am in possession of the House. I have a right to reply. Sir, you may take it as a question raised or as an answer to the member who has argued that he does not stand disqualified. I may be right, I may be wrong, but Article 63 of the permanent Constitution clearly lays down.

> "If any question arises whether a member of Parliament has become disqualified from being a member, the Speaker or, as the case may be, the Chairman shall refer the question to the Chief Election Commissioner and, if the Chief Election Commissioner is of the opinion that the member has become disqualified, he shall cease to be a member and his seat shall become vacant."

Mr. Speaker : I have yet to see whether a question has arisen and for that I have sought the opinion of the Advocate-General. Something is being pre-supposed that a question has arisen which I have yet to decide. It is not that a member stands up or sends me a letter and the question arises.

Makhdumzada Syed Hassan Mahmud : It does.

Mr. Speaker : That is where you and I differ.

Makhdumzada Syed Hassan Mahmud : Let me explain that this law has been applied to the Provincial Assembly under...

Mr. Speaker : We are actually working on the premises that a question has arisen, Whether a question has arisen is

yet to be decided and all that is contained in that Article will follow.

Makhdumzada Syed Hassan Mahmud : But Mr. Speaker. .

Mr. Speaker : I am not satisfied that a letter written by Makhdumzada Syed Hassan Mahmud, MPA, does really cause the arising of a question.

Makhdumzada Syed Hassan Mahmud : My submission is that at this juncture the Speaker cannot go into the merits and demrits.

Mr. Speaker : It is not a question of merits and demrits.

Makhdumzada Syed Hassan Mahmud : It is a mandatory provision. Once question has been raised on the floor of the House, the question has to be decided.

Mr. Speaker : I have yet to see whether it has arisen or not. I have yet to determine.

Makhdumzada Syed Hassan Mahmud : Sir, then give me an opportunity.

Mr. Speaker : I have fixed Wednesday. The Advocate-General would be here and I would hear any body who would like to participate in it.

Makhdumzada Syed Hassan Mahmud : Tomorrow Sir ?

Mr. Speaker : Whenever Wednesday comes.

Makhdumzada Syed Hassan Mahmud : Right Sir.

Then on ground of personal explanation Sir. The Hon'ble Member should have realised, as you have very kindly realised that I have not been personal. I have taken an oath to defend the Constitution of Pakistan. The discrepancy has

cropped up because of the Hon'ble Members crossing the floor and it was my moral and Constitutional duty to point it out. As regards my past, I say that I will be cleaner than most of the Members who feel that my past in politics is not clean. I have never run after ministry. I have never been offered one. I shall never accept it.

Mr. Speaker : I have yet to say something. Makhdumzada Syed Hassan Mahmud appears to be under the impression that the moment he writes a letter to me or rises up in the Assembly and tells me that a particular Member has been disqualified on account of a particular fact the question has arisen, I have yet to come to a conclusion whether prima facie that fact disqualifies him or not. Otherwise any Member may write that he found Mr. so and so having his lunch in a particular hotel and thereby he has been disqualified from being a Member and then he requests me to send his requisition or his letter to the Election Commission. I won't do it. There has to be a *prima facie* case that it is a matter which may be *prima facie* concerned to disqualify him. I will only then send it and that is why I have sought the advice of the Advocate-General.

میاں خورشید انور : جناب والا ! جب آپ advice لیں تو دو لین چیزیں اور لے لیں کہ ہم نے پارٹی تبدیل نہیں کی ہماری پارٹی ختم ہوگئی - ہم نے پارٹی join کی ہے - نمبر دو پہلے پولیٹیکل پارٹیز ایکٹ تھا - لئے آئین میں اس کو تحفظ نہیں دیا گیا - نمبر تین - میں عرض کروں گا کہ آئین کی شق 17 پڑھ کر دیکھ لیں اس میں تمام انسانوں کو شہری آزادیاں دی گئی ہیں - وہ فیصلہ کر سکتے ہیں کہ وہ کس پارٹی میں شامل ہونا چاہتے ہیں - جناب والا ! جب ہماری پارٹی رہی نہیں تو ہم کب تک یوسف بے کارواں پھرتے رہتے - مخدوم زادہ صاحب کی پارٹی ہے اور انہوں نے پارٹی تبدیل کی ہے اس لئے ان کے متعلق راستے لیں ہمارے متعلق کیوں شک ہے -

Makhdumzada Syed Hassan Mahmud : I will explain it tomorrow.

Mr. Speaker : Yes, Mr. Abdul Hafiz Kardar.

Mr. Abdul Hafiz Kardar : Sir, on a point of order to seek your guidance. What exactly is meant by a question has arisen ? I am not very clear as to when you use the expression that the question has not yet arisen.

Mr. Speaker : That is why I am seeking the advice of the Advocate-General whether a question has really arisen or not.

Mr. Abdul Hafiz Kardar : I think I am on a linguistic issue semantics of your particular interpretation. A question is raised when I get up or a Member gets up and raises something. I think you should clarify as to what you meant by making a reference. It is not a matter of raising a question that you want to determine.

Mr. Speaker : There has to be a prima facie case. I have to satisfy myself.

Mr. Abdul Hafiz Kardar : Surely, there is something that you are lacking in your expression. A question has been raised. What you want to know is to determine whether this question is to be decided here or a reference as provided in the Constitution, has to go to the Chief Election Commissioner.

Mr. Speaker : Neither of the two.

Mr. Abdul Hafiz Kardar : I think what you are seeking is the guidance to determine where lies the authority which decides this particular issue.

Mr. Speaker : No. Not like that.

Mr. Abdul Hafiz Kardar : I think when you say that a

question has arisen, you want to determine that. I think your semantics are wrong, Mr. Speaker.

Mr. Speaker : I know what I am saying and that is that certain disqualifications are given in the Constitution. If the objection would be that he stands disqualified because of these provisions of the Constitution, there would be a *prima facie* case and I would feel that really a question has arisen. There are certain disqualifications according to the mover, which are not contained in the Constitution and are a consequence of another act of legislation.

Mr. Abdul Hafiz Kardar : Mr. Speaker Sir, I am not really questioning what your ruling is. I am only saying perhaps you would like to change your language on it. It is a matter of semantics. You are seeking an advice whether there is really substance in what has been raised in the House.

Mr. Speaker : That is what I am saying. That would really mean whether a question has really arisen or not.

Mr. Abdul Hafiz Kardar : No Sir. It is not that. The question has arisen. You are seeking guidance whether this particular interpretation of the Constitution is correct or not.

Mr Speaker : He has raised a point whether it actually amounts to a question and that is still to be determined.

Mr. Abdul Hafiz Kardar : Mr. Speaker Sir, you have come near the truth. The question has arisen and you are seeking the interpretation whether this question can be agitated before the Speaker or should it more legally and constitutionally go to the Chief Election Commissioner.

Mr. Speaker : You are missing one thing and that is whether this matter can be agitated or can actually be treated as a question, is yet to be determined.

Mr. Abdul Hafiz Kardar : You are seeking the interpretation. The question has arisen. You are seeking an interpretation.

Mr. Speaker : No. No. That is not the position. I am seeking the advice of the Advocate-General whether a question has arisen or not.

Makhdumzada Syed Hassan Mahmud : How can you seek the advice when I have not fully explained, how the question has arisen ?

Mr Speaker : Pardon.

Makhdumzada Syed Hassan Mahmud : When I have not been given the opportunity to explain.....

Mr. Speaker : You will be given the opportunity.

Makhdumzada Syed Hassan Mahmud : How can you consult before my explanation ?

Mr. Speaker : You have written.

Makhdumzada Syed Hassan Mahmud : I have written that a question has arisen.

Mr. Speaker : And I am not satisfied that as required by the Constitution a question has arisen.

Makhdumzada Syed Hassan Mahmud : I have to express myself and explain that.

Mr. Speaker : I will hear you.

Mr. Abdul Hafiz Kardar : If a question has not arisen, then how are you asking the answer from the Advocate-General.

Makhmzada Syed Hassan Mahmud : Quite right.

Mr. Speaker : Does it mean to be a question under the Constitution ?

Mr. Abdul Hafiz Kardar : You are seeking an interpretation, Mr. Speaker.

کرنل راجہ جمیل اللہ خان : جناب والا ! اس میں آج ایک اور سوال پیدا ہوا ہے ۔ ایک تو جناب مخدوم زادہ سید حسن محمود صاحب نے raise کیا ہے ۔ دوسرا یہ ہے کہ پارٹی کی جو بندش ہے اور پارٹی نہ ہونے کی وجہ سے کیا آدمی آزاد ہے ۔ یہ دو سوال ہیں جو پیدا ہوئے ہیں ۔

مسٹر سپیکر : پتہ نہیں کیا سوال پیدا ہوئے ہیں ۔ چلی بات یہ ہے کہ دیکھیں گے کہ کوئی سوال پیدا بھی ہوا ہے جس کے متعلق فیصلہ کرنا ہے this is going to be nubmer one اور اگر کوئی سوال پیدا ہوا ہے تو کیا سوال پیدا ہوا ہے ؟

کرنل راجہ جمیل اللہ خان : اس کا جواب دیدیا گیا ہے کہ پارٹی نہیں رہی ۔

مسٹر سپیکر : وہ انہوں نے جواب دیا ہے ۔ I have not taken a decision

میاں خورشید انور : تسی آپے ای دسو کوئی پارٹی ہے ۔

کرنل راجہ جمیل اللہ خان : کیا اس چیز کا جواب دوں ؟

مسٹر سپیکر : جب descussion آئے گی آپ اس کا جواب دے لیں ۔

Mr. Abdul Hafiz Kardar : Then should I understand that when you use the expression 'whether a question has arisen' you really mean that you are seeking interpretation.

Mr Speaker : Of ?

Mr Abdul Hafiz Kardar : Of the issue before you.

Mr. Speaker : The point that has been raised by the Hon'ble Member, does that amount to a question ? That has to be determined and if no determination of that question is required, I will rule it out.

Mr. Abdul Hafiz Kardar : Determination : I am satisfied.

Mahdumzada Syed Hassan Mahmud : Mr. Speaker Sir,

This letter is not a legal document. If the Advocate-General advises you on my letter that the Hon'ble Member or the Members have a right to raise a question on the floor of the House, will I be permitted to raise it on the floor of the House ?

Mr. Speaker : I have not followed what you are saying.

Mahdumzada Syed Hassan Mahmud : Sir, you are referring my letter in which I have raised...

Mr. Speaker : No, no, even it can be a motion. Doesn't matter.

Makhdumzada Syed Hassan Mahmud : You will permit me to give my full arguments tomorrow.

Mr. Speaker : Full arguments, I don't know, but I will hear you to my satisfaction.

Makhdumzada Syed Hassan Mahmud : Right.

Mr. Speaker : Now Are leave applications.

اراکین اسمبلی کی رخصت

میاں غلام فرید چشتی

سیکرٹری اسمبلی : مندرجہ ذیل درخواست میاں غلام فرید چشتی صاحب ممبر صوبائی اسمبلی کی طرف سے موصول ہوئی ہے :

بندہ 7/10 کو بوجہ بیمار ہونے کے اسمبلی کے اجلاس میں حاضر نہیں ہو سکا ۔ رخصت منظور فرمائی جائے ۔

مسٹر سپیکر : سوال یہ ہے :

کہ مطلوبہ رخصت منظور کر دی جائے

(تحریک منظور کی گئی)

میاں منظور احمد موہل

سیکرٹری اسمبلی : مندرجہ ذیل درخواست میاں منظور احمد موہل صاحب ممبر صوبائی اسمبلی کی طرف سے موصول ہوئی ہے :

جناب التماس ہے ۔ کہ بندہ مورخہ 7.10.74 کو بوجہ بیماری اجلاس میں شمولیت نہیں کر سکا ۔ لہٰذا ایک یوم کی رخصت عطا فرمائی جائے ۔

مسٹر سپیکر : سوال یہ ہے :

کہ مطلوبہ رخصت منظور کر دی جائے

(تحریک منظور کی گئی)

راؤ مراتب علی خاں

سیکرٹری اسمبلی : مندرجہ ذیل درخواست راؤ مراتب علی خاں صاحب ممبر صوبائی اسمبلی کی طرف سے موصول ہوئی ہے :

میں بوجہ بیماری یکم اکتوبر 74ء تا 4 اکتوبر 1974ء صوبائی اسمبلی کے جاریہ اجلاس میں شمولیت نہیں کر سکا ہوں ۔ براہ کرم رخصت منظور فرمائی جائے ۔ ممنون ہو گا ۔

مسٹر سپیکر : سوال یہ ہے :

کہ مطلوبہ رخصت منظور کر دی جائے

(تحریک منظور کی گئی)

مسٹر خالد نواز وٹو

سیکرٹری اسمبلی : مندرجہ ذیل درخواست مسٹر خالد نواز وٹو ممبر صوبائی اسمبلی کی طرف سے موصول ہوئی ہے :

I could not attend the Assembly Session due to illness on 4th Oct, 1974. The leave may please be granted.

سپیکر : سوال یہ ہے :

کہ مطلوبہ رخصت منظور کر دی جائے۔

(تحریک منظور کی گئی)

نوابزادہ سردار محمود خان لغاری

سیکرٹری اسمبلی : مندرجہ ذیل درخواست نوابزادہ سردار محمود خان لغاری صاحب ممبر صوبائی اسمبلی کی طرف سے موصول ہوئی ہے :

I have just received information that a young son of my cousin has passed away. I may therefore kindly be granted leave for 7th & 8th instant to go to D.G. Khan to attend the funeral.

مسٹر سپیکر : سوال یہ ہے :

کہ مطلوبہ رخصت منظور کر دی جائے

(تحریک منظور کی گئی)

ملک غلام نبی

سیکرٹری اسمبلی : مندرجہ ذیل درخواست ملک غلام نبی صاحب ممبر صوبائی اسمبلی کی طرف سے موصول ہوئی ہے :

I could not attend meeting of the Committee on Law & Parliamentary Affairs on 25th July, 8th August, 15th August, 24th August, 5th Septhmber, 12th September and 24th september, 1974. House may be requested to grant me leave for these days.

مسٹر سپیکر : سوال یہ ہے :

کہ مظلوبہ رخصت منظور کر دی جائے

(تحریک منظور کی گئی)

مسئلہ استحقاق

پارلیمانی سیکرٹریوں کا خلاف آئین و ضوابط تقرر

Mr. Speaker : Now we have in hand Privilege Motion No. 62.

میں اس تحریک کو پڑھ دیتا ہوں ۔

سید قابض الوری حال میں وقوع پذیر ہونے والے ایک اہم اور خاص مسئلے پر بحث کرنے کے لئے تحریک استحقاق پیش کرتے ہیں ۔ مسئلہ یہ ہے کہ حال ہی میں جناب گورنر پنجاب نے قواعد الضباط کار صوبائی اسمبلی میں ترامیم کرکے پارلیمانی سیکرٹری کے لئے ایوان کی کارروائی میں حصہ لینے، سرکاری بل پیش کرنے اور انہیں عام ارکان اسمبلی سے زیادہ تقریر کا وقت دینے کی خاطر امتیازی استحقاق بخشا ہے ۔ جب کہ اس وقت تک پارلیمانی سیکرٹری کے عہدے کی تخلیق نہ تو آئین میں موجود ہے اور نہ ہی اس مقصد کے لئے اب تک کوئی

ایسا قانون وضع کیا گیا ہے جس کے تحت ان کے تقرر کا اختیار یا ان کی اہلیت کے معیار کے بارے میں وضاحت کی گئی ہو ۔ اندریں حالات قواعد ، الضباط کار صوبائی اسمبلی میں حالیہ تراسیم اور پارلیمانی سیکرٹریوں کا تقرر خلاف آئین و ضوابط ہے اور اس معزز ایوان کی باضابطہ کارروائی میں صریحاً بے جا مداخلت کے مترادف ہے جس سے ایوان کا انفرادی و اجتماعی استحقاق مجروح ہوا ہے ۔

Before I call upon the Advocate General to give his views, I would like to inform him that I tried to check it up in the Government of India Act, 1935, and there is no provision for Parliamentary Secretaries. But I had an impression and that is why I looked into various files, that there has been a Chief Parliamentary Secretary and there have been Parliamentary Secretaries. All of them have been members of the Provincial Assemblies and they were drawing allowances and other benefits, and there was no provision in the 1935 Act whereby the office of the Parliamentary Secretary was not held to be an office of profit or not in the service of Government of India or the Queen or the King or Pakistan.

Mr. Advocate General (M.B. Zaman) : Mr. Speaker Sir, during my research on the problem I glanced through the provisions in the 1956 Constitution, in the 1962 Constitution and also the 1935 Constitution. I found that in 1935 Constitution there is no provision for the appointment of Parliamentary Secretaries at all and even if you look at the notification which has been issued by the Governor appointing Parliamentary Secretaries it is no where mentioned that by virtue of the powers under section so and so or under law so and so "A" is hereby appointed Parliamentary Secretary. It is just a notification issued by the Governor under his

executive authority. This is one of my contentions in support of my submissions that I was going to make before this august House that the office of Parliamentary Secretary in the Parliament is a political office as distinguished from non-political offices and the Parliamentary Secretaries as well as the Ministers in the House of Commons are known as Ministerial Offices, so when I am using the phrase Ministerial Offices it will be with reference to the practices as it is understood in parliamentary democracy and not that is understood here, because here Ministerial office means something else according to the definition of our services. So my reference to the learned Ministers and the Parliamentary Secretaries when I say Ministerial Offices may not be taken in other context.

Mr. Speaker, the point that has been raised has been very clearly enunciated in the note which you have very kindly given to me and the privilege motion tabled by the learned member. So I need not read that but I would like to go into the history before I make my submissions. The Gazette Extraordinary of Pakistan dated 8th May 1974 contains the first Constitutional Amendment Act 1974 whereby Article 260 of the Constitution was amended so as to exclude the offices of the Attorney General, and the Parliamentary Secretary from the Definition of the service of Pakistan. The natural effect was, as is clear from the provision of the Constitution, that any member, if he holds an office of profit in the service of Pakistan he is disqualified from sitting in any House either in the Provincial or the National Assembly or the Senate. So by this amendment in Constitution the concept of the post of a Parliamentary Secretary was accepted and given recognition by the Constitution itself,

The next question which arises for your consideration is that in view of the provisions in the 1956 Constitution Article 71 and Article 35 of 1962 Constitution where a specific power has been given to the competent authority to appoint Parliamentary Secretaries. Was it necessary that such a power should have been conclusively given by the Constitutional document or by law? The proposition boils down to this that for all sections to be valid in law they must be backed by a contemporaneous law. This proposition of law, I may submit respectfully, is not correct because it is not possible that every executive action must have the backing of law. In fact, this was the view which was expressed by the "Dacca High Court" in one or two decisions and one of the cases is a very famous case known as "Gul Zaman's case". Appeal was filed against that before the Supreme Court but this appeal, unfortunately, has not yet been disposed of and now the question of disposal does not arises because, may be, the papers are not there. Those decisions were relied upon by the parties while submitting their arguments in other cases before the Supreme Court and the Supreme Court has clearly overruled those decisions or disapproved them. Not only the Supreme Court but the Lahore High Court has also disapproved those decisions in three recent judgements. So, to lay down that all executive actions must have the backing of a contemporaneous law is not a solid proposition of law. I don't want to be understood to be saying that executive can do anything. There are certain limitations placed on the actions of the executive. That is quite inherent in the Constitution itself. The proposition can be explained by stating that if there is a law which occupies a field then the executive action or the prerogative or the soverign power

of the State has been abrogated. This is the basic principle which will have to be relied upon to determine all situations. If the field is not occupied and if there is no positive prohibition in any other enactment or in the Constitution, then the executive, being a repository of the residual power of a sovereign State or of the sovereign, can act in that field without the backing of a contemporeneous law. This proposition I will now try to establish by referring to few books on the Constitutional law.

The first proposition, Mr. Speaker, for this House to appreciate is that creation of an office can be by law and can also be by an executive act. The question whether a particular office shall be created by law or by an executive act is a matter of policy for which the Chief Executive of the Province is the sole judge because it is the privilege or it is function of the Council-of-Ministers to frame policy matters. Once they decide that the policy is that a particular office is to be created by an executive action then they can do so but once they decide that 'no, they will make a law', then the law will take the field and all appointments will be made in accordance with the law so enacted. In the present circumstances, the Chief Executive of the Province took a decision, which he made public, even on the television, after this amendment was known, that he has created posts of Parliamentary Secretaries and that, later on, they will be filled up. So, that was the order for the creation of the posts of Parliamentary Secretaries by an executive order. So far as the authority for this is concerned, I would first refer you to Laws of Halsbury, Vol. VII, pages 235 and 236, paragrap' 506 under the heading "Executive Acts". I will read only the relevant portion from the middle—

"Executive acts are concerned either

with the administration of prrliamentary enactments and the subordinate legislation made there-under, or with the exercise of the discretionary authority which is placed in the hands of the Sovereign by virtue of the common law....."

This is important—

".....without any express parliamentary sanction or supervision".

Then on the next page you will find in paragraph 507, under the heading "Appointment of public officers"—

"Moreover, all public officers are appointed by and derive their authority either mediately or immediately from the Sovereign....."

Then, finally, it says—

"The Sovereign may also create new offiee..."

So, the executive authority clearly extends to the creation of new offices unless it is prohibited by law or by Constitution.

Then I refer you to another book known as "Administrative Law" by Garner. Iwill read from pages 36 and 37 under the heading "The Prerogative".

"The Royal Prerogative may be described as that residuum of power left vested in the Crown not dependent on and not regulated by statute. There

are still a number of powers vested in the Crown which, however, can be exercised only on the advice of the Ministers of the Sovereign. Such matters as the making of treaties with foreign powers, the prerogative of mercy, the conferment of honours, the government of dependent colonies, and even the declaration of war and of peace, can be effected by and through the prerogative, without recourse to Parliamentary legislation."

And here I may again bring to the notice of this House that it is a well-known and accepted principle that when the President of Pakistan appoints Ambassadors to various countries which is the law under which he acts? If the Prime Minister of State declares war, which is the law under which he acts; when he makes peace which is the law under which he acts; when he makes a treaty which is the law under which he acts? These are all incidents of sovereignty or the executive power and, as I submitted earlier, unless the field is occupied, the power of the executive is not restricted. This is proposition which I will further support from "Garner". I will read out from page 37 bottom—

"Although there is a maxim of statute law construction to the effect that a statute shall be deemed not to bind the Crown unless the contrary intention clearly appears, nevertheless a prerogative power will not be exercisable where a corresponding power has been

conferred by statute on the same or some other government agency. If a statute deals with or regulates a matter hitherto regarded as being part of the prerogative, the prerogative is treated as having been abrogated pro tanto."

That was the phrase which I used when I explained that unless the executive power of the State has been abrogated pro tanto by occupying the field and by binding the hands of the executive, the executive has all those incidents which go alongwith it for the running of a good government.

The other book which I would like you to have is the "Constitutional Law" by Wade and Bradley. On page 18, under the heading "The Executive Function and the Executive," it says –

"Although some writers attempt to distinguish between the executive and administrative function by confining the first to matter of policy and the second to the administration ....."

Mr. Speaker : What is the name of the Author ?

Advocate General : "Constitutional Law" by E, C. S. Wade and A.W. Bradley.....

"Although some writers attempt to distinguish between the executive and administrative function by confining the first to matters of policy and the second to administration, there is in practice no true distinction. Adminis-

tration necessary raises questions of policy, just as policy can be implemented by administrative action....."

So, he says there is no distinction, when he says :—

"....The majority of the powers of the Executive are today derived from statutes, though some of the most important are prerogative powers of the Crown based on common law, e.g. the conduct of foreign affairs, the summoning and dissolution of Parliament, appointments to the public services....."

So the theory of Executive power which I am propounding for the acceptance of the House is that if the field is occupied, then the question of exercise of prerogative of the Crown or the Executive power of the State does not arise, but if the field is not occupied then, unless there is a positive prohibition, that power can be exercised.

Sir, I may now refer to "Constitutional and Adminstrative Law" by O. Hood Phillips, page 312 where Parliamentary Secretaries and Private Parliamentary Secretaries are discussed. One phrase I want to borrow from it for supplementing my submission :—

"Under the Minister will be one or more Parliamentary Secretaries, or Parliamentary Under-Secretaries of State if the Minister himself is a Secretary of State. As their name implies, Parliamentary Secretaries are members

of one or other of the House of Parliament ;"

This I want to emphasise because from the debate in the House, which I read, there was this question being considered whether a person who is not a Member of the House can be appointed as a Parliamentary Secretary. To that my answer is 'No'. In the past constitutions we have seen Members sitting here and holding the office of Ministers but they were not Members of the House but for a limited period they were allowed till they were elected but never a Parliamentary Secretary had been appointed who was not a Member of any House. This is parliamentary convention. That is why I have referred that a Parliamentary Secretary means a member of the Parliament or of the House who has been given the power to assist some Minister so far as the proceedings of the House are concerned.

Now, same is the position, Mr. Speaker Sir, under the American Law. I am referring to this book which is called "The American Constitution" by C. Herman Pritchett, pages 308, 309, 3 0, 311 and 312. I am not reading all these pages but I will refer here and there. It says :—

"The executive power shall be vested in the President of the United States of America."

As here you will see in the Constitution, the executive powers rest with the Chief Minister who can act through his Council of Ministers. He is the Chief Executive. Then the author says—

"The prime characteristic of executive power is that it is "residual."

As I was earlier submitting—

> "The executive is always in session, always available to fill in gaps and meet emergencies."

Then the author has given a quotation in his book from a book written by President Roosevelt when he says—

> ".....that the executive powers was limited only by specific restrictions and prohibitions appearing in the Constitution or imposed by the Congress under its Constitutional powers.....I declined to adopt the view that what was imperatively necessary for the Nation could not be done by the President unless he could find some specific authorization to do it. My belief was that it was not only his right but his duty to do anything that the needs of the Nation demanded unless such action was forbidden by the Constitution or by the laws."

So, Sir the same principle and the same feeling is being expounded here.

Mr. Speaker : The American principle may not be very strictly applicable for very obvious reasons.

Mr. Advocate General : No Sir. So far as the power of the Executive is concerned it is a residuary power. That is why I am quoting from that.

Mr. Speaker : Because the concepts of the legislature and the concepts of Executive in a Presidential System are

different from the concepts of the Executive and the Legislature in a Parliamentary System.

Mr. Advocate General : There is no dispute about it but my submission is that even under the American System this theory find support. I am not relying my submission only on American System. It was just to aid my submission Sir, if you want I can quote some cases from the Indian jurisdiction. That was a case reported in AIR.....

Mr. Speaker : I may not very much like it but may be it is more relevant.

Mr Advocate General ; Yes Sir. I will quote one instance.

Mr. Speaker : This is from ?

Mr Advocate General : Sir, it is A.I.R. 1959, Supreme Court, Page 549 .—

> "The Executive indeed can exercise the power of departmental or subordinate legislation when such powers are delegated to it by the legislature It can also, when so empowered exercise judicial function in a limited way. The executive Government, however, can never go against the provisions of the Constitution or of any law. This is clear from the provisions of Art. 154 of the Constitution, but it does not follow from this that in order to enable the executive to function there must be a law already in existence and that the powers of the executive are limited

merely to the carrying out of these laws."

So this principle is accepted in England and also accepted in India and same is the view in Pakistan because Article 4 of the present Constitution says :—

(1) "To enjoy the protection of law and to be treated in accordance with law is the inalienable right of every citizen, wherever he may be, and of every other person for the time being within Pakistan."

and—

(2) In particulars—

(a) no action detrimental to the life, liberty, body, reputation or property of any person shall be taken except in accordance with law ;"

Here also the law has been interpreted by the Supreme Court not necessarily meaning statute Law. Even the dictums of their Lordship of the Supreme Court is law. This is also supported by the conventions. Therefore the point that I am making is that unless there is a substantive provision in the Constitution or under any law that no Parliamentary Secretary can be appointed for the reasons, there is no bar to the appointment of Parliamentary Secretaries by the Chief Executive of the Province under his executive authority.

With regard to the other submissions I am not well versed as you Mr. Speaker, may be in understanding the privileges of the House and the Members, but what I know from the constitutional law is that if a constitutional

guarantee given to the House or to the Members, and if the privilege of the member is breached or violated, it is the breach of the privileges of the House or the Members. If other privileges are conferred upon the Members of the House by some law and they are violated it is a breach of the privilege of the House and the Members. The regulation of the procedure is a constitutional duty of the Governor and the Governor is doing it because unfortunately this House has not uptil now regulated its procedure. They have this power inherent in this House, but if this House doesn't act, then the Constitution provides an alternative method that the Governor will regulate the procedure. If he has regulated the procedure by law—the Rules of Business is a law, he is framing those under the Constitutional powers and if he has regulated the procedure which is inherent otherwise in you Mr. Speaker, how can it be a breach of the privilege of a Member ? This is beyond my comprehension. Therefore my submission would be that the motion as such is not maintainable because there the question of breach of privilege doesn't arise. Mr. Speaker if there is any question left you can ask.

Mr. Speaker ; No, and we are actually very grateful for the light that you have thrown on this point. In the Interim Constitution there is a provision which saves certain persons who hold office in the service of Pakistan from being disqualified and one of such offices is 'Advisor.'

Mr. Advocate General : Legal Advisor, Advisor to the Governor.

Mr. Speaker : It is just a word of 'Advisor' if I rightly recollect. I would just tell you where it is and there have

been Advisors from Ministers, the Members of the Provincial Assembly in the Government of the NWFP after the Interim Constitution came into force. I tried to contact and I did obtain the information that there was no law and no provision for the appointment of Advisors in the Frontier Government but they work. Whether it was really in accordance with law or not, that question has yet to be determined but may be that this actually supports the contention that has been made by you today.

Mr. Advocate General : Sir, another thing which I have discovered in this resarch is that under the 1962 Constitiution judges of the High Court and the Supreme Court were also not holding office of profit because that was excluded under that Constitution.

Mr. Speaker : Thank you very much, I will give my decision tomorrow.

سید نایش الوری : جناب والا ! جناب ایڈووکیٹ جنرل نے بڑی دقت فکر کے ساتھ ہمارے سامنے تحریک استحقاق میں اٹھائے گئے بعض اہم سوالات کے متعلق اظہار خیال کیا ہے اور انہوں نے فرمایا ہے کہ پارلیمانی سیکرٹری کا عہدہ ایک سیاسی عہدہ ہے اور انتظامیہ کو قوت حاکمہ کی حیثیت سے یہ اختیار ہے کہ کسی بھی انتظامی حکم کے ذریعے بغیر کسی قانون کی حمایت تائید کے کوئی بھی آرڈر جاری کر سکتی ہے لیکن اس کے ساتھ انہوں نے اعتراف کیا ہے کہ اس کے لئے کچھ limitations بھی موجود ہیں اور ہم نے جو سوال اٹھایا ہے اس میں انہیں limitations کا سہارا لینا ضروری ہے - جناب والا ! اگر یہ بات تسلیم کر لی جائے کہ انتظامی اختیارات کے تحت عہدوں کی تخلیق کر کے اس ایوان میں انہیں کچھ فرائض سونپے جا سکتے ہیں- تو پھر جناب والا ! پولیٹیکل ایڈوائزر کے اس قسم کے دوسرے عہدوں کو بھی جنہیں انتظامیہ اپنے حکم سے تخلیق کرتی ہے ۔ اس ایوان میں حصہ لینے کا اختیار حاصل ہو جائے گا ۔

Mr Speaker : But not against the provisions of the Constitution. The Constitution makes a specific provision that only Members of the Provincial Assembly can participate in the proceedings of the House. The only exception is that of the Advocate General.

سید قابش الوری : جناب والا ! ہمارا بنیادی اعتراض یہ نہیں ہے کہ پارلیمانی سیکرٹریوں کا تقرر انتظامیہ نہیں کر سکتی - ہم اعتراف کرتے ہیں کہ انتظامیہ اپنے مقاصد کے لئے پارلیمانی سیکرٹریوں کا تقرر کر سکتی ہے - ہمارا اعتراض بنیادی طور پر یہ ہے کہ وہ اس ایوان میں کسی بھی فرض کو ادا کرنے کے اس وقت تک اہل نہیں ہیں جب تک دستور میں یا کسی قانون کے ذریعے اس کا جواز پیدا نہ کیا جائے -

Mr. Speaker : You may have to answer that if you are on this point. The Advocate General has said and on the face of it I agree with him that the Rules of Procedure of this Assembly is a law. Therefore, the contention that they have been entrusted with certain functions not in accordance with law is not correct.

سید قابش الوری : جناب والا ! آپ نے بجا طور پر اس نکتہ کی طرف اشارہ کیا ہے - میں اسی طرف آنا چاہ رہا تھا -

Mr. Speaker : If that is a Law.

سید قابش الوری : جناب والا ! مثال کے طور پر میں یہ عرض کرنی چاہتا ہوں کہ ایڈووکیٹ جنرل صاحب دستور کے تحت دیئے گئے ایک حق کے مطابق اس ایوان میں حصہ لینے کے مجاز ہیں اگر دستور ان کو یہ استحقاق نہ بخشتا تو میں سمجھتا ہوں کہ گورنر صاحب اپنے کسی آرڈر کے ذریعے بعض قواعد الضباط کار میں ترمیم کرکے انہیں یہ حق نہیں بخش سکتے تھے -

Mr. Speaker : For the reason that the Constitution provides that only Members of this House can participate in

the proceedings of this House, if that provision was not there, I don't know what would happen. Any Member may come in.

سید تابش الوری: جناب والا! میں یہ عرض کر رہا ہوں کہ ہمارے قواعد انضباط کار میں بھی تراجیم کے لئے صرف اس حد تک گورنر صاحب کو اختیار حاصل ہے کہ جس حد تک دستور انہیں اختیار بخشتا ہے۔ وہ کسی شخص کو بھی چاہے ایڈووکیٹ جنرل ہوں۔ پولیٹیکل ایڈوائزر ہوں اس وقت تک یہ استحقاق نہیں بخش سکتا۔ جب تک دستور انہیں یہ حق بخشنے کے لئے کوئی پروویژن واضح طور پر نہ عطا کرتا ہو۔ جناب والا! ہماری contention یہ ہے کہ گورنر صاحب کو قواعد انضباط کار میں پارلیمانی سیکرٹری کے لئے کوئی بھی امتیازی استحقاق بخشنے کا اختیار حاصل نہیں ہے اور اس طرف جناب ایڈووکیٹ جنرل نے پورے طور پر توجہ نہیں فرمائی۔ انہوں نے امریکہ کے صدارتی نظام کے بعض حوالے دیئے جو ہمارے یہاں پارلیمانی طرز حکومت کے سلسلے میں زیادہ مناسب اور relevant نہیں ہیں۔ اس طرح جناب والا! یہ بھی کہا کہ انگلستان کے Unwritten Constitution میں کچھ ایسی روائیتیں موجود ہیں۔ جن کے تحت اقدامات کئے جاتے ہیں۔ انہوں نے ایک یہ بھی حوالہ دیا ہے کہ جناب صدر کس اختیار کے تحت کس قانون کے تحت ایمبیسڈر کو مقرر کرتے ہیں اور کس قاعدے کے تحت وہ تقاریر کرتے ہیں میں سمجھتا ہوں کہ یہ بھی یہاں زیادہ relevant نہیں ہے۔ اس لئے کہ جناب صدر کو یہ اختیار حاصل نہیں ہے کہ وہ ایمبیسڈر کو کسی پارلیمنٹ یا ایوان سے خطاب کے سلسلے میں حق بخش دیں۔ ان کو ایڈوائزر مقرر کرنے کا اختیار حاصل ہے۔ انہیں یہ بھی اختیار حاصل ہے کہ انہیں جو چاہیں اختیار دیں۔ جو چاہیں تنخواہ دیں۔ جو چاہیں پریولیجز دیں لیکن وہ دستور کی پروویژن کے خلاف کسی ایمبسڈر کو کسی پارلیمنٹ سے خطاب کرنے کا اختیار نہیں دے سکتے۔ اب جناب والا! نکتہ یہ ہے کہ انتظامیہ کو قوت حاکمہ کی حیثیت سے پولیٹیکل عہدے Create کرنے کا حق بھی حاصل ہے اور اس سلسلے میں ان کو مراعات دینا چاہیں وہ دینے کا بھی حق ہے لیکن انہیں اس ایوان میں جب تک دستور اور قانون کے تحت واضح طور پر کوئی اختیار

حاصل نہ ہو ۔ اس ایوان کی کارروائی میں حصہ لینے یا مختلف اراکین کے درمیان امتیازی استحقاق بخشنے کا حق حاصل نہیں ہے ۔ اس لئے میں جناب والا آپ سے درخواست کرتا ہوں کہ گورنر صاحب نے اس ایوان کے مختلف ارکان کے درمیان امتیازی استحقاق دیکر ہمارے پریولیج کی خلاف ورزی کی ہے ۔ ہمارے استحقاق کو مجروح کیا ہے اس لئے جس حد تک وہ تراسیم کی گئی ہیں وہ غیر آئینی اور غیر قانونی ہیں اور جس حد تک پارلیمانی سیکرٹری کو اس ایوان کی کارروائی میں حصہ لینے کا حق دیا گیا وہ بے ضابطہ اور غیر قانونی ہے ۔ اس طرح سے ہمارا استحقاق پامال ہوا ہے ۔ اس لئے میں آپ سے درخواست کرتا ہوں کہ اس پریولیج موشن کو پریولیج کمیٹی کے سپرد کر دیا جائے۔

Mr. Abdul Hafiz Kardar : Sir, I rise not to contest or defend but there were certain issues which agitated my mind and I thought I should seek further guidance from the Advocate-General. He seems to imply that customs and traditions, when they cotinue for some time, take the status of law. I grant him that all laws which apply to human society have deep roots in their customs and their traditions which they observe but, I think, it is a very dangerous kind of thing to say, in particular, when a distinction is drawn between the legislative actions and the executive actions and is then said that it is for the Chief Executive of the Province to decide whether a particular measure should be enforced through legislative action or through executive action. I think, this is a very dangerous kind of statement to make and I want this distinction to be drawn that... .....

(applause from the Opposition)

.....where the Constitution specifically mentions certain provisions, there the Chief Executive has no recourse but to fall within the requirements of the Constitution because that is the supreme law of the country where, as he has rightly

said, Ambassadors are appointed, foreign policy is conducted but he must know under what Constitutional provision the Prime Minister declares war. He must know that he has taken oath to defend the country. Isn't that a sufficient Constitutionol provision and guarantee that he can declare war? At the same time, when he appoints Ambassadors, when he conducts foreign policy, that is within the assignments of the Constitution to conduct the affairs of the country in various fields. What I am agitating about is, and I want that to be very clearly made out by the Advocate-General, and I do hope, that he does not contend that all decisions whether to make laws or to take executive action is within the province of the Chief Executive because if that is the case, then a certain person who might get himself in the position of the Chief Executive Authority may defy the constitutional provisions whereby a very difficult position would be created. As far as I think, the Advocate-General needs to elaborate on this particular point that where he wants to draw distinction between legislative action and executive action he means executive action entirely within the umbrella and province of the legal procedure and laws,-particularly the Constitutional laws-of the country.

Secondly, Mr. Speaker, it may be true, as he contends, that in certain situations the executive action may not need the backing of law, particularly the Constitutional law, but as I understand the position, no executive action can really be enforceable without the backing of Constitutional law. I can quote an example. The other day, the Administration said that the price of meat will be Rs. 9/- or Rs. 10/- I forget the exact figure, but that executive action was legally contested as to under what law was that executive order passed,

As a result, in deference to the Court's interpretation, the Administration of the Province withdrew that order. This is the distinction which I actually want to be drawn that there are certain executive actions which can be taken without infringing or without violating the law of the country but there are certain actions which certainly call into question the Constitutional law of the country and that is where, I think, the Advocate-General left me in very great doubt and under a very grave mood.

The third point was the creation of an office which belongs to this particular House, which means that a certain additional responsibility – I am not using the word "distinction" as used by Syed Tabish Alwari ; I am using the words "certain additional responsibility"—is added to a person who is a member of this House. Can that be given without parliamentary sanction is another matter which.....

Mr. Speaker : I would like to note it down if you will repeat it again.

Mr. Abdul Hafiz Kardar : I said "additional resposibility" is being conferred on a member of this House and I am not using the word "distinction".

Mr. Speaker : I follow it.

Mr. Abdul Haffiz Kardar : "Additional responsibility" ; can that be put on a particular member without parliamentary sanction, that is, Constitutional backing ? The Advocate-General seems to maintain that the Chief Executive is empowered to do so.

Mr Speaker : I have understood that.

Mr. Abdul Hafiz Kardar ; This is the particular point on

which I am seeking a clarification because according to the very very limited and scant study.....

Mr. Speaker : Have I correctly written it ? "Can any additional resposibility be conferred on a particular member of this House ?"

Mr. Abdul Hafiz Kardar : Without parliamentary sanction.

Mr. Speaker : Yes, without parliamentary sanction.

Mr. Abdul Hafiz Kardar : Or Constitutional provision.

M. Speaker : This might be at.....

(*interruptions*)

Mr. Abdul Hafiz Kardar : No, Mr. Speaker, you must add the other words also "or Constitutional provision" because this is a very dangerous ground on which the Advocate-General is treading He seems to say that the Chief Executive of a Province can decide whether to go in for enactment of law or merely to take recourse to executive action. I think the gravity of this particular power that is being granted by this particular interpretation by the Advocate-General needs serious consideration and serious notice by this House.

Finally, as I began, he took recourse to absence of provision in the Constitution of 1935. Those who believe that Constitution should remain supreme and it should reign supreme can take recourse that on the basis of more recent experience, the framers of the Constitutions of 1956 and 1962 made this provision that the office needs to be brought within the purview of the Constitution and that, Mr. Speaker, seems to be much more relevant. I would hate to adopt

some-thing which was foisted upon me by a colonial power.

(Applause from the Opposition)

I would rather go by the decision taken by the fathers of the two Constitutions. Whether those fathers were democrats or the aggressors I do not know, but the fact is that those were the two Constitutions of this country. The distinction between Constitutional provision and executive action is this and I want you to take notice of it-Constitutional provision is national concensus, an executive action is the action of Party Government.

Nawabzada Mohammad Khan Khakwani : Mr. Speaker Sir, first of all, I think it must be understood clearly that we are not opposing the appointment of the Parliamentary Secretaries here. We are trying to solve a legal problem. The authority of the Chief Executive is not being challenged here. It is the amendment in the Rules of Procedure by which the rights and privileges of the Members of this august House are affected.

Sir, you will recall that in our Constitution all the Members of the Provincial Assembly have equal rights and privileges. There are certain exceptions like the Advocate-General. He is not a Member of the Assembly but the Constitution says that he will take part in the proceedings of the Assembly but will not vote in the House. It gives different rights, different privileges, different responsibilities to those Members and those privileges and rights which are different from the ordinary Members, they have been enumerated in the Constitution. Similarly, the Chief Minister, who is the Chief Executive of the Province, has a right to dissolve the Assembly at any time he likes, and it is also

mentioned in the Constitution. Similarly, the Ministers of the Cabinet are collectively responsible, through the Chief Minister, to this House. Now these are over and above the ordinary rights, duties and the privileges of the Members and they are mentioned in the Constitution. Similarly, in these exceptional cases they have a different oath from the ordinary Members. Chief Minister and the Minister, have a different oath than the ordinary Members. The Speaker has a different oath than the ordinary Members. The Deputy Speaker has a different oath from the ordinary Members and I am sure that this is also an exception where a substantive amendment has not been made. Only a procedural amendment has been made that if and when an office of a Parliamentary Secretary is created in the Constitution then it will be considered as an office of profit. If and when. Now that substantive provision has not come about and if it does come, I think, then they also have to take a different oath from the ordinary Members because the Ministers are duty-bound by their oath not to divulge any State Secrets and the Parliamentary Secretaries will also be going through the same files. The Parliament is there. Why should we draw some analogy? Why should we take the examples of America. As you said, Sir, their Constitution is entirely different. There is the separation of power. There the Ministers neither belong to the Congress nor to the House nor the Senate. Similarly, the British Constitution is unwritten law. We have a Constitution and we have an Assembly. The people are there and can make a substantive amendment so that we are not worried about this lacuna.

Thank you Sir.

Makdumaada Syed Hassan Mahmud : Sir, may I have your permission.

Mr. Speaker : No I would like actually to have the views of Mr. A.K.Kardar and Mr. Khakwani on a particular question that has actually arisen out of their addresses to the House. We have Standing Committees of the House and that is only the creation by the Rules of Procedure. Supposing the Governor tomorrow makes a provision in the Rules of Procedure that every Chairman of the Standing Commitee when he presents the report of a Committee to the House, may address the House for twenty minutes. Will it be in accordance with the law or against the law ? Will it be in violation of the Constitution or in accordance with the Constitution. (Haji. Saifullah Khan stands up to say something). I have asked those two honourable Members and if they would help me, I would also seek your help because substantially this amounts to the same thing.

Nawabazda Mohammad Khan Khakwani : That is true Sir. But in the Constitution, as you said very elaborately, the Standing Committees are not mentioned. But in this case in the Constitution an amendment has been made in Article 260 wherein it says that the Parliamentary Secretary will be exempt from.....

Mr. Speaker : This has no other purpose. Actually I tried to make a distinction last time if you will bear with me for a minute. This has been created with the object that if some remunerations, some allowances, amenities, some extra facilities than those of the Members are given to them, they will not stand disqualified from the membership of the House. That provision in the Constitution has been made

with that objective. Now look at it from other point. Anybody, or any person, who holds an office of porfit and that he gets or is entitled to get any remuneration for the office that he is holding, he would be disqualified from being a Member of this House, and if he is a Member of this House, he would cease to be a Member of this house. That is why article 260 has been amended. Now that is a different thing. Supposing there was no provision in the Constitution and the Rules had provided that this House would elect ten persons who woul be called the Parliamentary Secretaries and these will be the functions that they will perform, will it be in violation of the Constitution or in accordance with the Law ?

Makhdumzada Syed Hassan Mahmud : In violation Sir.

Mr. Speaker : Then what is the position of the Chairman and the Members of the Standing Committee ?

Mr. Abdul Hafiz Kardar : Mr. Speaker Sir, you particularly asked me to express myself if one of the Members of the Standing Committee were appointed as Chairman and given extra time to address the House, will it be in conformity with the Constitution or not. Sir;

(a) there is no provision in the Constitution but they are elected by this House to act in a particular subject. A particular reference is made to them on which they give their opinion.

Mr. Speaker : They get their authority because of the Rules of Procedure.

Mr. Abdul Hafiz Kardar : They get their authority because the provision is made for regulation of business and they are appointed without making any, what Mr. Tabish

Alwari said, distinction between the Members and the load or the responsibility is added to them by the Members of this House, and, as a result, in case of an important matter the Chairman is asked to express himself and give details and make explanation within 20 minutes, half an hour, or an hour, which ever time is necessary for making any reference, that would be in order.

Makhdumzada Syed Hassan Mahmud : Sir, I have listened to the honourable Advocate-General and I feel that he did not realise one basic and important factor when he talks of sovereignty that vests in the National Assembly of Pakistan. We are an Assembly subordinate and subservient to the National Assembly. The Constitution has been given to us and we have come into existence under the Constitution made by the National Assembly of Pakistan. The Constitution has provided for the Governor, for the Provincial Assemblies, for the Ministers, for the Speaker, for the Deputy Speaker and for the Advocate General. The provincial authorities, be it the Governor, be it the Executive, be it the Provincial Assembly, is not competent to effect any Constitutional change in creation of an office or in changing the office of a Minister to another. This is not provided for in the Constitution. Any amendment by the Centre to exclude Parliamentary Secretaries from the office of profit doesn't automatically provide specific provision in the Constitution for the appointment of a Parliamentary Secretary.

Mr. Speaker : That is true.

Makhdumzada Syed Hasan Mahmud : When he refers to the American Constitution, that has no relevancy. When the Advocate General refers to the British Constitution, it is

an unwritten Constitution where everything goes on the basis of conventions and Parliamentary practices. We can talk of countries that have rigid Constitutions. The rigid Constitutions are perhaps in Australia, in Canada, in India, in Ceylone and in Pakistan.

Mr. Speaker : But he referred right from 14th August, 1947 to 23rd of March, 1956.

Makhdumzada Syed Hasan Mahmud : Quite right. But subsequently our Parliament had two Constitutions in the country which superseded all convention because we are coming with rigid Constitution henceforth.

Mr. Speaker : 1935 Constitution was a very rigid Constitution, almost as rigid as we have today.

Makhdumzada Syed Hasan Mahmud : It has a lot of power for the Governor General and it was adopted for Pakistan with several amendments but we have subsequently had two Constitutions and we have had Parliamentary Secretaries, and as one of the Members has very rightly pointed out, the Parliamentary Secretary's office must be created by the Constitution makers. This is not within the purview of the Provincial Assembly nor it is in the Provincial List. This is a subject on which we, on our own, can not legislate for the creation of Parliamentary Secretaries posts. It is outside our jurisdiction It is completely under the domain of the Central Legislature They alone can allow the posts of Parliamentary Secretaries in the Province. Indian Constitution positively provides for the provision of Parliamentary Secretaries in the Constitution. Ours is silent. Therefore, silence alone doesn't authorise the executive or

even the Provincial Assembly. I would like to go further that even this Provincial Assembly can't do it because it is not in the list of subjects to amend the Constitution.

Mr. Speaker : It is not amending the Constitution.

Makhdumzada Syed Hasan Mahmud : Sir, the constitutional provisions are made, There shall be a Secretary, there shall be a Governor, there shall be a Chief Minister, there shall be Ministers, there shall be a Speaker, there shall be a Deputy Speaker and the Advocate General.....

Mr. Speaker : There shall be Chairman of the Standing Committees.

Makhdumzada Syed Hasan Mahmud : Standing Committees are different. They are not holders of office, they are holders of office created within the domain of the Provincial Assembly.

Mr. Speaker : Supposing no extra-remuneration and amenities were to be given to the Parliamentary Secretaries...

Makhdumzada Syed Hasan Mahmud : Doesn't matter. You cannot create a political office under the Constitution because you are disallowed to do it. How do we draw that. Article 260 states that the list given at the end of Article 260 will not be an office of profit. Even if he gets profit out of the Government revenues, it will not be treated as an office of profit but if it is not an office of profit from the very beginning and it is only a designation and no profit attaches to this office, then what will be the position. Mr. Speaker, the amendment is on the basis that if a Parliamentary Secretary is appointed and he is given remuneration he shall not stand disqualified.

Mr. Speaker : This is exactly what I say. Supposing he was not to be given remuneration will it still be an office of profit ?

Makhdumzada Syed Hasan Mahmud : There can be an honorary office.

Mr. Speaker : Then it will not be an office of profit.

Makhdumzada Syed Hasan Mahmud : No, no, why not. It may not be created.

Mr Speaker : Why ?

Mawabzada Muhammad Khan Khakwani : It will be an office of profit if he uses the house or car.

Mr. Speaker : Yes, Yes, there I agree. No amenities, no allowances, no salaries, no remuneration, no car, no flag, no guard, no extra amenities, no house, but as a member will it be an office of profit.

Makhdumzada Syed Hasan Mahmud : No, no it is beyond that.

Mr. Speaker : It will be a political office.

Makhdumzada Syed Hasan Mahmud : I am contesting another point.

Mr. Speaker : A Chairman of a Standing Committee holds an office but it is not an office of profit. He does hold an office.

Mr. Abdul Hafiz Kardar : Mr. Speaker, he doesn't hold an office. He performs the functions.

Makhdumzada Syed Hasan Mahmud : Mr. Speaker, my point is slightly different. Is it within the Provincial List

to create parliamentary offices by the legislature ? If it is not, the constitutional amendment is the right of the National Assemely and not the Provincial Assembly. We cannot alter the Constitution. If it were provided that the Provincial Assembly may for its deliberations, for its functions create offices that it deem necessary, he asserts we could do it. We can't do it. Rules cannot be amended to that effect.

مسٹر سپیکر : حاجی محمد سیف اللہ خان

حاجی محمد سیف اللہ خان : جناب والا ! جناب ایڈووکیٹ جنرل نے اس اہم ترین نکتے پر جو وضاحت فرمائی ہے ، وہ ہر لحاظ سے قابل قبول اور قابل عمل ہوتی ، اگر اس صوبے یا اس ملک میں گورنمنٹ آف انڈیا ایکٹ 1935ء نافذ ہوتا ۔ اس کی وضاحت کرتے وقت وہ یہ بھول گئے ہیں کہ گورنمنٹ آف انڈیا ایکٹ 1935ء میں اتھارٹی کے دو concept تھے sovereignty and executive authority اور وہ concepts ہر آئین میں ہوا کرتے ہیں ۔ گورنمنٹ آف انڈیا ایکٹ 1935ء میں sovereignty .....

مسٹر سپیکر : اعوان صاحب ، آپ جا رہے ہیں ۔ آپ نے ابھی کچھ کہنا تھا ۔

چوہدری محمد یعقوب اعوان : میں نے ان سے پہلے درخواست کی تھی ۔

مسٹر سپیکر : یہ پہلے کھڑے تھے ، اس وقت آپ نے توجہ نہیں کی ۔

چوہدری محمد یعقوب اعوان : جناب والا ! مجھے ہائی کورٹ میں جانا ہے میں ایک کیس رکوا کر آیا تھا ۔

حاجی محمد سیف اللہ خان : اگر یہ پہلے بول لیں تو مجھے کوئی اعتراض نہیں ۔ یہ ہمارے بزرگ ہیں ۔ پہلے بول لیں ۔

Mr. Muhammad Yaqub Awan - Sir, I am very grateful to you for giving me this opportunity and I am also grateful to Haji Muhammad Saifullah Khan. Sir, in reply to the

question that has been raised by the Chair I would like to submit that the office of the Chairman of the Standing Committee itself has been created under some rules and the rules have got the force of law. My submission is that the creation of the post of Parliamentary Secretary according to the Advocate General is through executive action, so an office of the Chairman of the Committee I think is distinguishable from the present office of the Parliamentary Secretary because this is an office which is created by the executive action of the Governor and that is an office which is created by the rules which have got the force of law.

My second respectful submission is that the authority of the Governor extends only to the subjects which are contained in the Provincial List. It cannot exceed those subjects, his authority at the most can be exercised to the extent of the subjects which lie within the Provincial List provided in the Constitution. So if the appointment of Parliamentary Secretaries is not provided in that list Sir, this power cannot be exercised by the Governor. This is my respectfull submission and I thank you.

مسٹر سپیکر : حاجی محمد سیف اللہ خان :

حاجی محمد سیف اللہ خان : جناب والا ! میں عرض کر رہا تھا کہ گورنمنٹ آف انڈیا ایکٹ 1935ء میں اس صوبے کی sovereign authority یہ ایوان نہیں ہوا کرتا تھا ۔ صوبے کی executive authority گورنر ہوا کرتا تھا اور جتنے بھی ملک میں آئین نافذ رہے ہیں ، چاہے وہ adopted آئین 1935ء کا رہا ہے ، 1956ء کا آئین رہا ہے ، چاہے 1962 کا آئین رہا ہے ۔ جہاں تک sovereign authority کا تعلق ہے ، جتنی وضاحت ہمارے اس موجودہ آئین نے sovereign authority کی کی ہے کسی اور آئین میں موجود نہیں ۔

مسٹر سپیکر : 1944 کے بعد sovereign authority Constituent اسمبلی تھی یا کوئی گورنر جنرل تھا ؟

حاجی محمد سیف اللہ خان : گورنر جنرل sovereign اتھارٹی تھے ۔

Mr. Speaker : Not the Constituent Assembly.

حاجی محمد سیف اللہ خان : جی ہاں sovereign وہ ہوتا ہے جس کی تمام تر صوابدید اپنے دائرہ کار میں اس کے اوپر ہے ۔ اب جس طرح سے جناب والا ! اس وقت گورنر منسٹرز کو appoint کرتا تھا irrespective of the majority. یہ اس کی discretion تھی ۔ ایک مشورہ دیا گیا تھا کہ جو اکثریت رکھتے ہوں ان میں سے چنیں ۔ نہ چنیں تو کوئی پابندی نہیں تھی ۔مگر اس آئین نے یہ sovereignty اس ہاؤس کو دی ہے کہ وہ ایگزیکٹیو اتھارٹی جس کو آئین نے چیف منسٹر کا نام دیا ہے اس ایگزیکٹیو اتھارٹی کو پہلے یہ اداره منتخب کرے گا.....

He will get the executive authority of being Chief Minister from this very House which has never been invested under any Constitution.

تو اس کا مطلب یہ ہے جناب والا کہ اس صوبے کی حد تک گورنر sovereign authority نہیں ہے ۔ چیف منسٹر sovereign authority نہیں ہے ۔ sovereign authority اس صوبے کی صرف اور صرف یہ ایوان ہے ۔ اس ایوان کے علاوہ اس صوبے کی کوئی بھی طاقت اس ایوان کی کارکردگی میں مداخلت نہیں کر سکتی اور نہ کسی ایگزیکٹیو اتھارٹی کے تحت اس ایوان کے حقوق و مراعات میں تبدیلی کی جا سکتی ہے ۔

مسٹر سپیکر : حاجی صاحب ! یہاں میں ایک بات پوائنٹ آؤٹ کرنا چاہتا ہوں اور وہ یہ ہے کہ آئین میں یہ پروویژن ہے کہ یہ ہاؤس اپنے نظام کا اپنے پروسیجر کا خود فیصلہ کرے گا اور جب تک یہ نہیں کرتا تب تک گورنر صاحب کو اختیارات ہیں ۔

حاجی محمد سیف اللہ خان : جی بالکل ۔

Mr. Speaker: He functions as an alternative authority.

حاجی محمد سیف اللہ خان: جناب والا! وہ اختیارات interim ایک گورنر صاحب کو دئیے گئے ہیں رولز بنانے کے To conduct the procee-ding of this House جہاں تک ہاؤس کی ہیئت ترکیب کا سوال ہے وہ آئین نے خود بتا دی ہے کہ اس ہاؤس کا ایک سپیکر ہوگا۔ اس ہاؤس کا ایک ڈپٹی سپیکر ہوگا۔ اس ہاؤس میں منسٹرز ہوں گے اس طرح سے چیف منسٹر elect ہوں گے اور اس ہاؤس کے ممبران ہوں گے۔ اس کے مطابق باقی تمام ترکارروائی جو بھی ہے وہ اس ہاؤس نے کرنی ہے۔ رہ گیا جناب سٹینڈنگ کمیٹیوں کا سوال اگر جناب گورنر appoint کر دیتے کہ فلاں ممبرز چیرمین ہوں گے فلاں فلاں کمیٹی کے اور یہ یہ ممبرز، ممبر ہوں گے فلاں فلاں سٹینڈنگ کمیٹیوں کے تو یہ پھر ایوان کی کارروائی میں مداخلت تھی تو ان کا یہ اقدام قطعی طور پر غیر قانونی تھا۔ یہ کہہ دینا کہ انہوں نے پابندی بھی نہیں لگائی ہاؤس مجاز ہے کہ وہ سٹینڈنگ کمیٹیاں بنائے۔ ہاؤس مجاز ہے کہ.....

مسٹر سپیکر: یہ اگر وہ لکھ دیتے کہ ہاؤس مجاز ہے کہ وہ پارلیمنٹری سیکریٹری منتخب کر لیں۔

حاجی محمد سیف اللہ خان: تو پھر جائز تھا۔ میں اسی چیز پر آ رہا تھا جناب والا کہ اگر وہ ہاؤس کی مرضی کے تابع کر دیتے۔ ان کی creation ہاؤس کے اوپر ڈال دیتے تب تو وہ مجاز تھے اور وہ کر سکتے تھے یہ ایک پروسیجر ہے۔ پروسیجر کے حساب سے وہ کہہ دیتے

The House may select some members as Parliamentry Secretaries.

and the sovereignty of the House پھر اس کے بعد ہاؤس کا کام تھا جس طرح سٹینڈنگ کمیٹی کے بارے میں کہا گیا ہے کہ سٹینڈنگ کمیٹی کا concept انہوں نے دیا ہے would have been there.

That these may be the Standing Committees. There is no such concept in the Constitution or in any law of the

country but sovereignty of this House has been upheld. This House has been requested to elect these Standing Committees.

ہمارا اعتراض بھی بنیادی یہی ہے کہ جناب گورنر نے یا جناب چیف منسٹر نے اپنی ایگزیکٹیو اتھارٹی کے تحت اس ہاؤس کے چند ممبران کو اپنے اختیارات سے ہم میں سے discriminate کر دیا ہے ۔ ان کو distinguish کر دیا ہے ۔ ان کی مراعات الگ تفویض کر دی ہیں جن کا انہیں اختیار نہیں ہے ۔ یہ ہاؤس جس کو چاہے سپیکر بنا دے ۔ یہ ہاؤس جس کو چاہے چیف منسٹر بنا دے ۔ یہ ہاؤس جس قسم کی چاہے سپیشل کمیٹی بنا دے ۔ یہ ہاؤس جس طرح کی مراعات دینا چاہے دے سکتا ہے ۔ تو میں عرض یہ کر رہا تھا ۔ جناب والا ! کہ گورنر صاحب کو یا چیف منسٹر صاحب کو ایگزیکٹیو اتھارٹی قطعاً حاصل نہیں ہے اس ایوان میں مداخلت کرنے کا قطعاً اختیار نہیں ہے اور یہ appointment قطعی طور پر غیر قانونی اور illegal ہے ۔

Minister for Eaucation : From the statement of the learned Advocate-General, I think, there is one point which has probably not been appreciated. I just want to point out that he said that if a field is vacant and if there is no law existing in that field which prevents or restricts or limits an executive action, then the Executive may take action for the running of the Government. If you agree, he has made a point that if there is no law in a field which prevents or restricts the Executive from taking an action then the Executive may, in the interest of running the business of the Government, take action. I ask further than this. Is there a law which prevents the Executive from...

(a) appointing the Parliamentary Secretaries ;

(b) making changes in the Rules of Procedure of this House ?

If his contention is correct, then the second point will arise.

Mr. Speaker : Executive can't change the Rules of Procedure. Either this House or the Governor, as a substitute can do so but not the Executive. There, it is the Constitution that gives authority to the Governor and not to the Executive It may be in the ultimate analysis that one Section Officer drafts it.

سید تابش الوری : جناب والا ! اگر یہ بنیادی بات اس طرح سے تسلیم کر لی جائے تو پھر جناب والا ! یہ بھی سوال پیدا ہوگا کہ اگر کوئی دستوری تحفظ یا کوئی قانونی جواز موجود نہ ہو تو کیا ایگزیکٹو کو بھی اختیار دیا جا سکتا ہے کہ وہ کسی معاوضے کے بغیر کسی بھی ممبر اسمبلی کو پروسنسٹر یا پولیٹیکل ایڈوائزر کی حیثیت سے تخلیق کرکے اس ایوان میں کوئی امتیاز بخش سکتی ہے ۔

مسٹر سپیکر : اگر آلین میں یہ ہوتا ہے ۔ ۔ ۔

سید تابش الوری : اور اگر یہ contention تسلیم کر لی جائے کہ بغیر کسی دستوری تحفظ یا بغیر کسی قانونی تحفظ کے چیف ایگزیکٹو کو یہ اختیار حاصل ہو سکتا ہے کہ وہ پروسنسٹر یا پولیٹیکل ایڈوائزر کا عہدہ create کرکے کسی بھی ممبر اسمبلی کو یہ اختیار بخش دے تو جناب والا ! یہ لا محدود اختیار ہمارے اس ایوان میں کیا مداخلت تصور نہیں ہوگی ؟

وزیر تعلیم : میرا بھی یہی پوائنٹ ہے کہ کیا آپ ان کی contention کو مانتے ہیں یا نہیں ؟ انہوں نے یہ ایک پوائنٹ اٹھایا ہے اور میرا خیال ہے کہ ہم miss کر رہے ہیں ، کیونکہ یہ فیصلہ کرنے میں ہمیں بڑی مدد ملے گی ۔ ۔ ۔

مسٹر سپیکر : میں تو سارا فیصلہ اکٹھا ہی کروں گا ۔

وزیر تعلیم : میرا مطلب یہ ہے کہ ایڈووکیٹ جنرل صاحب نے جو نکتہ اٹھایا ہے کہ اگر کسی میدان میں کوئی ایسا قانون نہیں ہے کہ جو منع کرتا

ہو یا رکاوٹ ڈالتا ہو کسی ایکشن میں تو وہ ایسا ایکشن لے سکتا ہے ۔ میں بھی پوچھنا چاہتا تھا کہ اگر ان کا point valid ہے تو پھر تو ۔ ۔ ۔

مسٹر سپیکر : میں اس کے متعلق ابھی یقین سے نہیں کہہ سکتا ۔ میں نے ابھی اس کا فیصلہ نہیں کیا ۔

وزیر تعلیم : تو پھر سوال یہ پیدا ہوتا ہے کہ کیا کوئی قانون ہے جو انہیں منع کرتا ہے ؟

مخدوم زادہ سید حسن محمود : جی ہاں منع کرتا ہے ۔

Mr. Abdul Hafiz Kardar : I feel that I caught your eye.

Mr. Speaker : You did. Let Makhdumzada Sahib speak first.

Makhdumzada Syed Hassan Mahmud : The learned Minister feels that the field is vacant. Previously, in the Constitution, there used to be three lists (i) the Federal List; (ii) the Concurrent List and (iii) the Provincial List. For the first time in the Constitution now there is a Current Legislative List. Now, not even in the Federal List for the amendment of the Canstitution a specific provision has been incorporated that the Constitution will be amended by two-third majority.....

Mr. Speaker : I can assure the member that this has no relevancy to the amendment of the Constitution.

Makhdumzada Syed Hassan Mahmud : You are creating a post in the Province which you are not permitted to do.

Mr. Speaker : The question is whether it is a Constitutional post.

Makhdumzada Syed Hassan Mahmud : It is a Constitutional post.

Mr. Speaker : You are making a contention but that has yet to be determined.

Mr. Abdul Hafiz Kardar : The learned Minister for Education did mention that when a field is vacant and there is no law, executive action can be taken recourse to ; I think, that does not apply to Constitutional Law. Fundamental law has not to be interferred and it cannot be abrogated through an executive order.

Mr. Speaker : The Law Minister, please.

وزیر قانون : جناب والا ! میں وہ معروضات جو اس فاضل ایوان کی خدمت میں جناب ایڈووکیٹ جنرل صاحب نے پیش کی ہیں ان کو دھرانا نہیں چاہوں گا ۔ میں صرف عرض یہ کرنا چاہتا ہوں کہ فاضل اراکین کی طرف سے جو اعتراض ہوا ہے وہ یہ ہے کہ پارلیمنٹری سیکرٹریوں کا تقرر تو ہو سکتا ہے ۔ ایگزیکٹیو آرڈر کے ذریعے ان کو تنخواہ بھی دی جا سکتی ہے لیکن اسمبلی میں وہ مراعات جو وزراء کو حاصل ہوتی ہیں وہ نہیں ہونی چاہئیں ۔

Mr. Abdul Hafiz Kardar : Point of order.

I never said "all the members". He must make exception.

(*Interruptions*)

I also raised a Constitutional issue.

Minister for Law : I am mentioning the mover. Not your goodself.

کہ جن لوگوں کو پارلیمانی سیکرٹریز مقرر کیا گیا ہے ان کو تقرر کے لئے یہ جو مراعات وزراء کو ایوان میں کارروائی کے سلسلے میں حاصل ہیں وہ حاصل نہیں ہونی چاہئے ۔

سپیکر سپیکر : وزراء والی مراعات تو انہیں ہیں بھی نہیں ۔ جو بھی ہے ۔ ۔ ۔

وزیر قانون : جس طرح دوسرے distinguished ممبران کو ہونی ہیں وہ نہیں ہونی چاہئیں ۔ تو جناب والا ! اس میں میری گذارش یہ ہے کہ وزراء کا تقرر آئین کے تحت ہوا اور پارلیمانی سیکرٹریز کا تقرر ایک Executive Order کے ذریعہ سے ہوا ہے ۔ اسے چیلنج نہیں کیا گیا اور نہ چیلنج کیا جا سکتا ہے کیونکہ کسی قانون میں کوئی امر مانع نہیں ہے کہ پارلیمانی سیکرٹریز تقرر نہیں کر سکتے ۔ اس لئے جو مراعات اس ایوان میں کارروائی کے سلسلے میں وزراء کو حاصل ہیں وہ Rules of Procedure کے ذریعے حاصل ہوئی ہیں ۔ اس طرح پارلیمانی سیکرٹریز کو بھی وہ مراعات گورنر صاحب رولز میں ترمیم کر کے دے سکتے ہیں ۔ اس پر جہاں تک میرا اعتراض ہے وہ یہ ہے کہ وہ فاضل دوست جو رولز میں ترمیم چاہتے ہیں کہ ایسا نہ ہو ان کے لئے ایک remedy available ہے ۔ وہ چاہیں تو رولز میں ترمیم اسمبلی کے ذریعہ سے کرا سکتے ہیں ۔ وہ ترمیم لے آئیں اور اسمبلی کو پیش کریں اگر اسمبلی ترمیم دے گی تو ہم پارلیمانی سیکرٹریوں کو وہ مراعات نہیں دیں گے جو اس وقت انہیں رولز کے تحت حاصل ہیں ۔

Mr. Speaker : I will give my ruling. I have further to deliberate.

ایڈووکیٹ جنرل صاحب آپ نے جو پوائنٹ raise کیا ہے میں نہیں سمجھتا کہ آپ نے اس پر کچھ کہنا ہے اس پر آپ نے پہلے کافی کہہ دیا ہے ۔

Mr. Advocate General : Mr. Speaker ! Sir, I don't want to repeat what I have said. But I think there is some misunderstanding with Mr. Abdul Hafiz Kardar. What I said was that the Executive Authority, where the field is not occupied, can take action, but it does not mean that by Executive Authority, I can deprive or your rights can be taken away without the sanction of law or a right can be curtailed. These rights of the citizens cannot be curtailed by the Executive Authority unless they are backed by law. But here the field is absolutely vacant and it is not a question of invasion of any rights. Then the creation of an office by

itself is not invasion of any rights. Therefore, the Executive was competent to create these offices under the Executive Authority. So far as their functions are concerned, how they will act here, how they will be regulated, this House would have done it because it was the primary function of the House and the Governor had exercised a Constitutional power given to him. That is the power of the House itself in fact Tomorrow you will frame your own regulations and you may curtail your authority if you like.

That is what I wanted to say.

مسٹر سپیکر : اب یہ دو تحریک ہائے استحقاق چوہدری ممتاز احمد کاہلوں کی ہیں جو کل آئی ہیں I shall wait for another day.

وزیر قانون : جناب والا ! وہ انفارمیشن جو پروفارما میں چاہئے تھی وہ آ رہی ہے ۔

مسٹر سپیکر : آ رہی ہے ۔

وزیر قانون : جی جناب والا !

مسٹر سپیکر : چل کر آ رہی ہے یا کوئی لا رہا ہے ۔

وزیر قانون : کوئی آدمی غالباً لے کر آ رہا ہے ۔

مسٹر سپیکر : I think it is reasonable کیونکہ انہوں نے مجھے telegraphically inform کر دیا تھا ۔ تو I took a lenient view of this, otherwise Sargodha is not far distant.

وزیر قانون : جناب والا ! سرگودھا میں Rules of Procedure کی کاپی موجود نہیں ۔ جس سے وہ شیڈول لیتے ۔

مسٹر سپیکر : آپ ان کو مہیا کریں ۔

وزیر قانون : ان کو مہیا کر دی گئی ہے ۔

مسٹر سپیکر : یہ بتانا ہی اس لئے ہے کہ Exeeutive should take care of this ان کو فوری طور پر convey کرنا چاہئے ۔

چوہدری امان اللہ لک : جناب والا ! میری تحریک استحقاق میں proforma technicalities کا بالیس میل کا سفر تو involve نہیں تھا ۔

مسٹر سپیکر : وہ اکٹھے ہی لے لیں گے اس کو piece-meal لینے میں ۔ ۔ ۔

وزیر قانون : جناب والا ! اس کو take-up کر لیں ۔ اس میں کوئی حرج نہیں ہے وہ تو ٹیکنیکل ہے یہ انہوں نے واقعات پر دی ہے ۔ میں اس پر کچھ عرض کر دیتا ہوں چونکہ یہ سوشن نہیں آ سکتی ہے ۔ this matter is subjudice.

مسٹر سپیکر : اس لئے دونوں کو اکٹھے لے لیں گے ۔ آپ نے جو کچھ کہنا ہے مجھے بھی کچھ اندازہ ہے۔ اس لئے دونوں کو اکٹھے لینا چاہتا ہوں ۔

چوہدری امان اللہ لک : اس کو آپ بچاتے کیوں ہیں ۔ جس چیز کو if the Law Minister is so much curious for کرنا چاہتے ہیں وہ کریں that جناب یا تو اس کو kill کریں یا ان کے فرمان کے مطابق subjudice ہے ۔ اس کو فرما دیجئے ۔

Mr. Speaker : I thought probably it would be preferable to have both, but if you insist on that.....

چوہدری امان اللہ لک : جناب والا ! کل تک گھڑ لیں گے ۔ سب کچھ کر لیں گے ۔ ۔ ۔ ۔

وزیر قانون : جناب والا ! میں وثوق کے ساتھ اس فاضل ایوان کو اطلاع دیتا ہوں کہ یہ معاملہ ۔ ۔ ۔

مسٹر ممتاز احمد کاہلوں ایم۔پی۔اے کی سرگودھا میں گرفتاری

مسٹر سپیکر : اب اگلی تحریک استحقاق لی جاتی ہے ۔

مسٹر امان اللہ لک : جناب والا ! یہ جناب نے نہیں پڑھی تھی ۔ آپ اس کو پڑھ دیں ۔

مسٹر سپیکر : چوہدری امان اللہ لک یہ تحریک پیش کرتے ہیں کہ میں حال ہی میں وقوع پذیر ہونے والے واقعہ پر تحریک استحقاق پیش کرتا ہوں جو اسمبلی کی دخل اندازی کا متقاضی ہے ۔ مسئلہ یہ ہے کہ مسٹر ممتاز احمد کاہلوں ممبر صوبائی اسمبلی پنجاب کو مورخہ 5 .6 اکتوبر 1974ء کی درمیانی رات کو سرگودھا میں گرفتار کر لیا گیا ہے ۔ ممتاز احمد کاہلوں کے بیان کے مطابق انہیں سیاسی انتقام میں گرفتار کیا گیا ہے اور سرگودھا میں ہونے والے ہنگاموں سے ان کا کوئی تعلق نہیں ہے ۔ ممتاز احمد کاہلوں اس معزز ایوان کے رکن ہیں ان کی گرفتاری سے اس معزز ایوان کا وقار مجروح ہوا ہے اور اگر ممبران اسمبلی کی گرفتاریاں اسی طرح ہوتی رہیں تو اس معزز ایوان کا کوئی رکن بھی اسمبلی کے اندر اپنے فرائض کی ادائیگی آزادانہ طور پر نہ کر سکے گا ۔ اس گرفتاری سے نہ صرف ممبران اسمبلی کو عدم تحفظ کا احساس پیدا ہوا ہے بلکہ حکومت کے لئے بھی باعث بدنامی ہے ۔ لہذا میں مستدعی ہوں کہ اس واقعہ کو زیر بحث لایا جائے ۔

وزیر قانون : جناب والا ! یہ بات سراسر غلط اور بے بنیاد ہے ، اور میں اسے لغو کہوں گا کہ اسے انتقام کے طور پر گرفتار کیا گیا ہے ۔

چوہدری امان اللہ لک : جناب والا ! اس سے پہلے جو روایتیں جناب قائم کر چکے ہیں وہ میرے لئے بھی قائم رکھیں کیونکہ شارٹ سٹیٹمنٹ کا ایک لفظ شامل ہوتا ہے یہ exception جناب کیوں فرما رہے ہیں ۔ تو جناب والا ! اس سے پہلے کہ وزیر صاحب برانگیختہ ہو جائیں اور وہ اپنے ۔ ۔ ۔

Mr. Speaker : You cannot have the cake and eat it too.

آپ نے تو اتنی تکلیف بھی نہیں کی کہ اپنی تحریک استحقاق پڑھتے اور اس پر شارٹ سٹیٹمنٹ دے دیتے ۔ وہ پڑھنے کا فرض تو آپ نے میرے سپرد کر دیا اور اس کے بعد آپ کھڑے نہیں ہوئے تو یعنی یہ شکایت کیسی ہے ۔ میں اس کو سمجھ نہیں سکا ۔

You even do not have the courtesy to have a copy of this privelege motion.

آپ نے مجھے حکم دیا کہ میں پڑھ کر سناؤں ۔ ۔ ۔ ۔

چوہدری امان اللہ لک : My humble submision...

Mr. Speaker : Please listen to me. Resume your seat.

آپ کو تو اللہ نے توفیق نہیں دی کہ آپ اس کو پڑھتے جو رولز میں لکھا ہوا ہے The mover will read it اور آپ نے مجھے حکم دیا اور میں نے اس حکم کی تعمیل کی ۔

چوہدری امان اللہ لک : جناب والا ! گزارش ہے کہ تحریک استحقاق تو آپ خود پڑھتے ہیں ۔

مسٹر سپیکر : میں نہیں پڑھتا ہوں ۔

I have never done it and it is not provided in the rules. I only read Adjournment Motions. Please don't mis quote me and don't misquote the precedents.

یہ اللہ نے آپ کو توفیق نہیں دی اور مجھے الزام دینا شروع کر دیا ۔ آپ کو تلخ نہیں ہونا چاہئے آپ کو یہ پتہ ہونا چاہئے کہ I did you a favour

چوہدری امان اللہ لک : جناب والا ! میں تو درخواست کر رہا تھا ۔

مسٹر سپیکر : نہیں ۔ بعد میں یہ کہا کہ precedent ہے ۔ آپ نے نہ تو پڑھی ہے

How do I know that you are going to give a short statement over this.

چوہدری امان اللہ لک : جناب والا ! میرا مطلب یہ ہے کہ یہ کون سی گستاخی ہے ۔ میں نے تو صرف یہ گزارش کی تھی کہ جناب پڑھ دیجئے ۔ ۔ ۔ ۔ ۔

مسٹر سپیکر : آپ کو تو یہ بھی پتہ نہیں چلتا کہ آپ اس ایوان میں کیا کرتے ہیں ۔ کیا بولتے ہیں اور کیا کہتے ہیں ۔

چوہدری امان اللہ لک : جناب والا ! مجھے پتہ چلتا ہے کہ میرے ساتھ کیا سلوک ہو رہا ہے ۔ میں اس کو اچھی طرح سے جانتا ہوں اور میں اس کو digest بھی کر رہا ہوں ۔ اب میں عرض کر رہا ہوں کہ میں نے تو صرف یہ درخواست کی ہے کہ کیا شارٹ سٹیٹمنٹ دینے کی اجازت ہے ۔ آپ کو اس پر برانگیختہ ہونے کی ضرورت نہیں ۔

مسٹر سپیکر : نہیں آپ نے یہ کہا کہ میرے ساتھ علیحدہ سلوک کیوں ہو رہا ہے آپ کو تو پتہ نہیں چلتا کہ آپ کی زبان سے کیا نکل رہا ہے

The words that you utter you never realize them.

چوہدری امان اللہ لک : وہ exception میں نے کہی کہ وہ میرے لئے کیوں ہو رہی ہے ۔

مسٹر سپیکر : یہ کیسے exception ہو گئی تھی ذرا تشریف رکھئے ۔ میں نے جو کل کیا ہے آپ نے اس کو پڑھا نہیں ۔ آپ نے مجھے حکم دیا کہ میں اس کو پڑھوں ۔

How do I know that you are going to make a short statement when you do not have the copy of the Privilege Motion.

چوہدری امان اللہ لک : میں جناب والا ! اس میں یہ گزارش کروں گا اور آپ اس پر ٹھنڈے دل سے غور فرمائیے کہ اگر ممبر کے پاس تحریک استحقاق کی کاپی نہ ہو تو کیا اس کا شارٹ سٹیٹمنٹ دینے کا حق چھن جاتا ہے ؟ دوسری بات یہ ہے کہ جناب والا ! ممبر اگر آپ سے request کرے کہ شارٹ سٹیٹمنٹ کی اجازت دی جائے ۔ ۔ ۔ ۔

مسٹر سپیکر : آپ نے یہ plainly مجھے کیوں نہیں کہا ۔ آپ نے یہ کیوں پوچھا ہے کہ میرے ساتھ exception کی جا رہی ہے ۔ آپ نے کہنا تھا

I want to give a short statement and I would have said ; 'Yes' please do it ;

یہ کہنے کی کیا ضرورت تھی ؟

Exception is an observation.

آپ کو تو اس بات کا احساس بھی نہیں کہ

The statement that you are making that I am being a victim of exception, is a reflection on the conduct of the Speaker.

آپ کو تو پتہ ہی نہیں ہوتا کہ آپ نے کیا بات کرنی ہے ؟

چوہدری امان اللہ لک : جناب والا ! غلط فہمی اس وجہ سے ہوئی کہ جناب وزیر قانون صاحب شروع ہو گئے ۔

مسٹر سپیکر : آپ مجھے کہتے کہ

I have to give a short statement.

آپ نے فرمایا ہے کہ میرے سلسلہ میں exception کی جا رہی ہے ۔

Don't you realize what does the sentence amount to ?

چوہدری امان اللہ لک : جناب والا ! آپ متوجہ تھے اور وزیر قانون صاحب شروع ہو گئے تھے ۔ میں نے اس وقت یہ repeat کیا تھا ۔

مسٹر سپیکر : مجھے کیا معلوم تھا کہ آپ شارٹ سٹیٹمنٹ دینا چاہتے ہیں ۔

You have to stand up and tell me that you would like to give a short statement.

کیونکہ رولز میں تو دونوں چیزیں ہیں کہ آپ اس کو پڑھیں گے اور اس کے بعد شارٹ سٹیٹمنٹ دیں گے ۔ آپ نے تو پڑھنے کی تکلیف ہی نہیں کی ۔

How do I know that you are going to excercise the second part of your right ?

چوہدری امان اللہ لک : جناب والا ! میں عرض کرنا چاہتا تھا کہ اس سے پہلے کہ وزیر متعلقہ حکومت کی جانب سے اپنا موقف بیان کریں میں اس معزز ایوان کے معزز ممبران سے عرض کرنا چاہتا ہوں جو وقتاً فوقتاً عدم تحفظ کا شکار ہو" رہتے ہیں ۔ اس کے بعد ان کا کردار بدلتا رہتا ہے ایک وقت میں وہ تماشہ بنائے جاتے ہیں اور اس کے فوری بعد وہ ٹیکہ ہو جاتے ہیں ۔ میں جناب سپیکر ۔ جناب راجہ منور احمد ۔ مسٹر خاکوانی اور میاں منظور احمد موہل ۔ ۔ ۔ ۔

Mr. Speaker : Let us deal with the present privilege motion and let us not make a general privilege motion.

چوہدری امان اللہ لک : جناب والا ! اگر آپ ٹھنڈے دل سے غور کریں تو میں عرض کروں گا کہ ہمارے اندر عدم تحفظ کا احساس پیدا ہو رہا ہے

with the relevancy of the facts which have occurred in the past, Sir.

جناب والا ! یہ ایک consequence ہے آپ اسے appreciate کریں گے ۔ جناب والا ! دو اڑھائی سال کے عرصہ میں ممبران کے ساتھ جو کچھ ہوا جو اوٹ کھسوٹ کے مقدمات درج ہوتے رہے ہیں یہ بھی اس کی ایک کڑی ہے ۔ تو جناب والا ! میں عرض کروں گا کہ چوہدری ممتاز احمد کاہلوں صاحب آج تک تو انہیں بنچز پر بیٹھا کرتے تھے اور ان کا کردار بھی اچھا تھا اور آج ان کے متعلق یہ کہا جا رہا ہے کہ انہوں نے آگ لگائی ہے ۔ میں عرض کرنا چاہتا ہوں کہ میرا ان سے کوئی لگاؤ نہیں ہے ۔

مسٹر سپیکر : واسطہ تو ہے ۔ ۔ ۔

چوہدری امان اللہ لک : تو جناب والا ! میں اس سلسلہ میں یہ وضاحت کرنا چاہتا تھا کہ وہ ممبران جو اختلاف رائے رکھتے ہیں یا وہ ممبران جو گروپ کے اندر اختلاف رکھتے ہیں حکومت کے ساتھ یا کوئی انفرادی اختلاف رکھتے ہوں میں جناب اسپیکر کی وساطت سے یہ استدعا کروں گا کہ اس کی پاداش میں یہ سلسلہ نہیں ہونا چاہئے ۔ ایوان کے اراکین سے من حیثیت المجموع اس

کو کنڈیم کیا جائے اور من حیثیت الجماعت اس معزز ایوان کے تمام ممبران کے ساتھ سلوک ہونا چاہئے - یہ چاہے ماضی میں ہو حال میں ہو یا مستقبل میں ہو - یہ ایوان اور ممبران کے حقوق پر ضرباً ڈاکہ ڈالنے کے مترادف ہے - اس لئے میں التماس کرتا ہوں کہ کسی گروپ کے اتار چڑھاؤ - حکومت کی ناراضگی اور حکومت کی خوشنودی کا خیال کئے بغیر تمام ممبران کے حقوق کی حفاظت کی جائے اور حقوق کی پامالی کا سلسلہ بند ہونا چاہئے - تو میں جناب کی وساطت سے اس تلخ تجربہ کی روشنی میں مخدوش مستقبل کی روشنی میں استدعا کرتا ہوں کہ مجھے ممتاز کاباوں صاحب سے کوئی ذاتی انس نہیں ہے - ذاتی لگاؤ نہیں ہے - میں تو سمجھتا ہوں بلکہ میں حقیقت عرض کر رہا ہوں کہ اس معزز ایوان کے ارکان خاکوانی صاحب اور راجہ منور خان صاحب کل تک وہ خود بھاگنے والے تھے اور آج وہ خود مرنے والوں میں سے ہیں - تو میں پوچھتا ہوں کہ اس اتار چڑھاؤ میں اس معزز ایوان کے تمام ممبران کے حقوق کی کیوں پامالی کی جائے - میں استدعا کرتا ہوں کہ اس ایوان میں ممبران کے ساتھ یہ سلسلہ ہمیشہ کے لئے ختم کیا جائے - کل تک راجہ منور صاحب - منظور موہل صاحب اور خاکوانی صاحب کی کوئی جگہ نہیں تھی اور آج وہ بیٹھے مسکرا رہے ہیں - کل وہ مسکرائیں گے مجھ پر اور پرسوں کسی اور پر مسکرائیں گے - تو یہ میں استدعا کروں گا کہ یہ شرمناک حرکت نہیں ہونی چاہئے اور میں یہ کہوں گا کہ جو کمنٹس بھی درج کئے گئے ہیں - وہ غلط اور بے بنیاد ہیں -

وزیر قانون : جناب والا ! یہ تمام الزامات بے بنیاد اور لغو ہیں -

سید نابش الوری : جناب سپیکر ! جناب وزیر قانون نے پرولیج موشن میں لگائے گئے الزامات کو بے بنیاد اور غلط - گمراہ کن اور لفظ، لغو، کہا ہے - میں آپ سے درخواست کرتا ہوں کہ لفظ 'لغو' غیر پارلیمانی ہے لہذا اسے حذف کیا جائے -

مسٹر سپیکر : میں نے سنا نہیں کیونکہ میں کام میں مصروف تھا -

وزیر قانون : میں نے اس خیال سے یہ نہیں کہا ،

مسٹر سپیکر : آپ نے کسی بھی لحاظ سے کہا ہو یہ واپس لیں ۔

وزیر قانون و پارلمانی امور : جناب والا ! میں یہ الفاظ واپس لیتا ہوں ۔ جناب والا ! جہاں تک اس بات کا تعلق ہے کہ یہ کارروائی انتقامی طور پر کی گئی ہے ۔ جیسا کہ میں نے پہلے بھی عرض کیا یہ بات قطعی طور پر درست نہیں ہے ۔ آپ جانتے ہیں کہ موجودہ وزارت جو پنجاب کی ہے اسے برسراقتدار آئے ہوئے چھ ماہ کا عرصہ ہو گیا ہے اگر کوئی انتقامی کارروائی ہوتی تو چھ ماہ کے عرصہ میں ہو سکتی تھی ۔ اور ایسی بھی بات نہیں کہ میرے دوست کا * * * * اتنا صاف ہے کہ اس پر کارروائی نہ کی جا سکتی ۔ لیکن محض ایک اچھی روایات قائم کرنے کے لئے ہم نے اس بات سے گریز کیا ہے کہ کسی ممبر کے خلاف سابقہ حکومتوں کی طرح کسی قسم کی کوئی انتقامی کارروائی کی جائے ۔ جہاں تک اس موجودہ موشن کا تعلق ہے یہ ایک ایسے واقعہ سے تعلق رکھتی ہے جو عدالت میں زیر غور ہے اور زیر تجویز ہے ۔ اس پر کسی قسم کی بحث نہیں کی جا سکتی ۔ میرے فاضل دوست نے کھلے منہ سے یہ کہہ دیا کہ یہ واقعات غلط ہیں یہ واقعات جب تک عدالت کے سامنے ہیں ہاؤس میں کوئی رائے اس میں قائم نہیں کی جا سکتی ۔ کیونکہ اگر ہم اس قسم کی کوئی رائے قائم کرتے ہیں تو ان کی انکوائری اور عدالت کے سامنے جو تحقیقات ہو رہی ہے وہ متاثر ہو سکتی ہے ۔ اس لئے میری گزارش یہ ہے کہ یہ موشن جو ہے ،

مسٹر سپیکر : اب سوال یہ ہے ۔

کہ اس تحریک استحقاق کو منظور کیا جائے ۔

(تحریک منظور نہیں کی گئی)

راجہ جمیل اللہ خان : جناب والا ! لا' منسٹر صاحب نے ایک لفظ * * * * استعمال کیا ہے میرے خیال میں ایسا فقرہ کہنا بھی اچھا نہیں ہے ۔

وزیر قانون : ٹھیک ہے جناب ! الفاظ * * * * کو حذف کر دیں ۔

راجہ جمیل اللہ خان : کیونکہ کل کو کوئی اور بھی یہی کہہ سکتا ہے ۔

---

*بحکم مسٹر سپیکر حذف کر دیا گیا ۔

مسٹر سپیکر : نہیں میں نے خیال نہیں کیا تھا ۔ حذف کر دیا جائے ۔

وزیر قانون : جناب والا ! ہمارے پاس تو زندہ شہادت چوہدری امان اللہ لک صاحب موجود ہیں آپ ان سے پوچھیں اسمبلی سے باہر یہ ہمیشہ ہماری مخالفت کرتے ہیں بے جا مخالفت بھی کرتے ہیں لیکن ہم نے کبھی ان سے کچھ نہیں کہا ۔ ہم ان کا احترام بھی کرتے ہیں ۔ چوہدری ممتاز تو ہمیشہ خاموشی سے بیٹھتے ہیں ۔ وہ ہمیشہ ہمارے ساتھ تعاون کرتے ہیں ۔ ہماری پارٹی کے ممبر ہیں ۔ ان کا ہمارے ساتھ کوئی ایسا تعلق نہیں ہے کہ ۔ ۔ ۔ ۔

Mr. Speaker : The matter is closed. I have put it for vote.

چوہدری امان اللہ لک : جناب والا ! یہ چار ماہ بعد جب بدلیں گے تو ان کے نامہ سیاہ کا بھی پتہ چل جائے گا ۔

Mr. Speaker : I would request to the members to stop this dialogue.

سید تابش الوری : جناب والا ! نامہ سیاہ کا ذکر آیا ہے تو عرض کرتا ہوں ۔

مسٹر سپیکر : وہ الفاظ تو واپس ہو گئے ہیں ؟

سید تابش الوری : تمہاری زلف میں آئی تو حسن کہلائی

وہ تیرگی جو میرے نامہ سیاہ میں تھی ۔

مسٹر سپیکر : یہ شعر لکھ لیں کام آئے گا ۔
مگر وہ نامہ سیاہ تو کٹ گیا ۔ یہ شعر اس میں کس طرح آئے گا ۔ اب ہم تحریک التوا کی طرف آتے ہیں ۔

حاجی محمد سیف اللہ خان : جناب والا ! میری تحریک التوا کا کیا بنا ؟

مسٹر سپیکر : وہ میں نے کل کے لئے رکھی ہے کیونکہ وزیر قانون صاحب کہتے ہیں کہ انہیں اطلاع آئی ہے کہ وہاں سے بھیج دیا گیا ہے ۔

حاجی محمد سیف اللہ خان : پتہ نہیں بھیجا گیا ہے یا نہیں ۔ آپ کے پاس پہنچا ہے ۔ ۔ ۔ ۔

مسٹر سپیکر : نہیں وہ کہہ رہے ہیں کہ وہاں سے چل پڑی ۔ کل جب آئے گی تو میں اسے دیکھوں گا کہ وہ انہوں نے فوری طور پر بھیجی تھی یا نہیں ۔

حاجی محمد سیف اللہ خان : یہ کس کے پاس بھیجی گئی ہے یہ تو آپ کے پاس بھیجی گئی ہے ۔

مسٹر سپیکر : وہ کہتے ہیں کہ ہم بھی یہ دیکھنا چاہتے ہیں کہ ضابطہ اور قانون کی پوری طرح سے پابندی ہوتی ہے یا نہیں ۔ انہوں نے وہاں سے یہ اپنے طور پر پتہ کروایا ہے کہ آیا انہوں نے اسمبلی کے ضابطہ کی اور اسمبلی کے استحقاقات کا خیال رکھا ہے یا نہیں ۔ تو وہ مجھے بتا رہے ہیں کہ ایس ۔ پی نے پورا خیال رکھا ہوا ہے اور وہاں سے انہوں نے سپیکر کے نام پر پرفارما بھیجا ہوا ہے اور وہ کسی وقت آج موصول ہو جائے گا ۔ امید ہے ۔ اور اگر نہیں ہوتا تو پھر ۔ ۔ ۔ ۔

حاجی محمد سیف اللہ خان : جناب والا ! ٹھیک ہے اگر آج آ جائے اور میری تحریک استحقاق پہلے آ چکی ہے اور اس اطلاع کے مطابق ۔ ۔ ۔ ۔

Mr. Speaker :I will give them a reasonable time.

فرض کیجئے کسی دیہات سے کسی جگہ سے کوئی چیز آ ہے ۔ ٹیلیگرام بھی پہنچتے پہنچتے دو دن لگ جاتے ہیں ۔

حاجی محمد سیف اللہ خان : جناب والا ! اگر بھیجنا تھا تو اس کے مطابق بھیجتے یہ تو نہیں کہ چوری کر کے پیسہ واپس دے دینا اور اس کا مطلب یہ تو نہیں ۔ ۔ ۔ ۔ ۔ ۔

مسٹر سپیکر : میں اسے دیکھوں گا کہ چوری کر کے کیا ہے یا

I will Judge every thing on its marits.

حاجی محمد سیف اللہ خان : جناب والا ! میں تو میں پوچھ رہا ہوں ایک

آدمی چوری کرتا ہے اور پھر مال واپس کر دیتا ہے تو پھر وہ جرم کا ارتکاب نہیں کرے گا ۔

مسٹر سپیکر : دیکھتے ہیں - اسے کل دیکھ لیں گے ۔

It will be taken up tomorrow.

تحاریک التوائے کار

نشتر میڈیکل کالج میں انستھیسیا کے ماہر نہ ہونے کی وجہ سے تمام اپریشنوں کا بند ہو جانا

مسٹر سپیکر : تحریک التوا نمبر 37 ۔

حاجی محمد سیف اللہ خاں یہ تحریک پیش کرنے کی اجازت طلب کرتے ہیں کہ اہمیت عامہ رکھنے والے ایک اہم اور فوری مسئلہ کو زیر بحث لانے کے لئے اسمبلی کی کارروائی ملتوی کی جائے ۔ مسئلہ یہ ہے کہ روزنامہ مشرق مورخہ یکم اگست 1974ء میں شائع ہونے والی اس خبر کے مطابق کہ نشتر میڈیکل کالج میں انستھیسیا کے ماہروں کے نہ ہونے کی وجہ سے تمام اپریشن بند کر دیئے گئے ہیں اور اب صرف ہنگامی صورت حال میں آنے والے مریضوں کے آپریشن کئے جا سکیں گے ۔ ہسپتال کے ایک ترجمان کے مطابق اس مقصد کے لئے آٹھ آماسیاں رکھی گئی ہیں مگر وہاں پر صرف دو افراد کام کر رہے ہیں - اس صورت حال سے عوام میں سخت بے چینی ، اضطراب اور غم و غصہ پایا جاتا ہے ۔

منسٹر منسلو (ڈاکٹر عبدالخالق) : جناب والا ! اسے کل تک ملتوی فرما دیں ۔

سید ناہش الوری : جناب سپیکر ! میں تجویز پیش کروں گا کہ سرگودھا اور راولپنڈی کے متعلق جو تحاریک التوا ہیں ۔ ان کو آپ آج زیر بحث لائیں - کیونکہ یہ مسائل اتنے اہم ہیں اور ان کی اہمیت کے پیش نظر حکومت ان پر پہلے توجہ کرے ۔

علامہ رحمت اللہ ارشد : جناب والا ! میں اس سلسلہ میں عرض کروں گا کہ موجودہ حالات کے پیش نظر میں تابش الوری صاحب کی تحریک کی حمایت کرتا ہوں ۔ تحریک التوا کو ملتوی رکھنے کی بجائے اس کو کسی ترتیب کے ساتھ لینا چاہئے اور جو اہم تحاریک التوا ان کو پہلے لینا چاہئے ۔

مسٹر سپیکر : اب یا تو آپ کی طرف سے کوئی ایسی چیز آ جائے کہ جن کو منسٹر صاحبان پہلے زیر بحث لایا کریں ۔ تو پھر میں اس کو یہ اتفارم کر دوں کہ آج میں نے کون کون سی لینی ہے ۔

علامہ رحمت اللہ ارشد : کل ان سب کو لے لیں ۔

مسٹر سپیکر : ان کو کل زیر بحث لایا جائے گا ۔

تحریک ختم نبوت کے دوران عائد کردہ سنسر شپ کی معیاد میں توسیع

حاجی محمد سیف اللہ خاں یہ تحریک پیش کرنے کی اجازت طلب کرتے ہیں کہ اہمیت عامہ رکھنے والے ایک اہم اور فوری مسئلہ کو زیر بحث لانے کے لئے اسمبلی کی کارروائی ملتوی کی جائے ۔ مسئلہ یہ ہے کہ روز نامہ نوائے وقت مورخہ 15 ستمبر 1974ء میں شائع ہونے والی اس خبر کے مطابق صوبائی حکومت نے سنسر شپ کی معیاد میں 30 ستمبر تک توسیع کر دی ہے اور اس حکم کا اطلاق چھاپہ خانوں ۔ اخبارات ۔ جرائد ۔ کتابوں ۔ پمفلٹوں ۔ کتابچوں ۔ پوسٹروں ۔ اور بینڈ بلوں وغیرہ پر ہو گا ۔ حکومت پنجاب نے ڈیفنس آف پاکستان رولز کی دفعہ 54 کے تحت 2 جولائی کو مذکورہ پابندی عائد کی تھی ۔ جو ختم نبوت کے مسئلہ کے حل کے سلسلہ میں کی گئی تھی اور اس دوران مسلمانوں کے تمام تر حلقوں کی جانب سے اس سلسلہ میں مکمل تعاون کیا گیا تھا ۔ اور فضا کو ہر ممکن طریقہ سے خوشگوار رکھنے کی کوشش کی گئی ۔ اب جب کہ یہ مسئلہ خوش اسلوبی کے ساتھ عوام کی خواہشات اور اسلامی تقاضوں کے عین مطابق حل ہو گیا ہے سنسر شپ کی لاروا پابندیوں کا کوئی جواز نہیں رہتا ۔ اور ایک طرف سے حکومت کی

جانب سے عوام کے شعور ۔ اہمیت اور ذمہ داریوں پر عدم اعتماد کا اظہار ہے اس صورتحال سے عوام میں سخت اضطراب ۔ بے چینی اور شدید غم و غصہ پایا جاتا ہے ۔

سینئر منسٹر (ڈاکٹر عبدالخالق) : جناب والا ! سنسر شپ ختم ہو گئی ہے ۔

مسٹر سپیکر : تو ختم ہو جانے سے یہ infructuous تو نہیں ہو جاتی ہے ۔

سینئر منسٹر (ڈاکٹر عبدالخالق) : جناب والا ! اس تحریک التوا میں جو نکتہ اٹھایا گیا ہے ۔ وہ ختم ہو گیا ہے ۔

حاجی محمد سیف اللہ خان : جناب والا ! میری تحریک التوا کو مد نظر رکھتے ہوئے ۔ انہوں نے سنسرشپ ختم کر دی ہے اس لئے میں اپنی تحریک التوا پر زور نہیں دیتا ۔

Mr. Speaker : Not pressed.

راشن ڈپوؤں پر چری ملے ناقص آٹے کی فراہمی

مسٹر سپیکر : تحریک التوا نمبر 47 ۔

حاجی محمد سیف اللہ خان یہ تحریک پیش کرنے کی اجازت طلب کرتے ہیں کہ اہمیت عامہ رکھنے والے ایک اہم اور فوری مسئلہ کو زیر بحث لانے کے لئے اسمبلی کی کارروائی ملتوی کی جائے ۔ مسئلہ یہ ہے کہ روز نامہ نوائے وقت مورخہ 15 ستمبر 1974ء میں شائع ہونے والی خبر کے مطابق حکومت کی جانب سے فلور ملوں کو گندم میں ملانے کے لئے دی جانے والی چری ۔ انسانی صحت کے لئے مضر ہے اور حکومت کے لیبارٹری انالسٹ کی رپورٹ کے مطابق چری کرم خوردہ ہے اور یہ جانوروں کو بھی نہیں کھلانی چاہئے ۔ اس رپورٹ کی اشاعت کے بعد یہ امر واضح ہو گیا ہے کہ حکومت کی جانب سے راشن ڈپوؤں پر جو آٹا مہیا کیا جاتا رہا ہے ۔وہ ہر لحاظ سے انسانی صحت

کے لئے مضر تھا اور اس طرح حکومت عوام کے مسلسل احتجاج کے باوجود اس السالیت سوز حرکت کی مرتکب ہوئی ہے ۔ اس صورتحال سے عوام میں شدید غم و غصہ پایا جاتا ہے ۔

سید تابش الوری : جناب والا ! اس سلسلہ میں میری بھی ایک تحریک التوا ہے ۔

مسٹر سپیکر : اس کا کیا نمبر ہے ۔

سید تابش الوری : نمبر تو مجھے یاد نہیں ہے ۔

مسٹر سپیکر : سید تابش الوری کی تحریک بھی اس کے ساتھ ہی لی جائے گی ۔

وزیر خوراک : جناب والا ۔ میں صرف یہ وضاحت کردوں کہ یہ خبر جو اخبار میں دی گئی ہے ۔ یہ اس بنیاد پر دی گئی ہے کہ پبلک اینلسٹ نے ایک رپورٹ دی ۔ ان کو چری کا نمونہ بھیجا گیا ۔ اس چری کے متعلق کہا گیا کہ حکومت پنجاب گندم میں جوار ملا کر 3 فیصدی یا کہ 5 فیصدی کے حساب سے لوگوں کو کھلا رہی ہے یہ وہی چری ہے جو نوائے وقت والوں نے بھیجی تھی ۔ اس کے متعلق پوزیشن یہ ہے ۔ جناب والا ! کہ ہم نے پبلک اینلسٹ سے رابطہ قائم کیا ۔ اس نے جو جواب دیا ہے ۔ اس پر میں ایوان میں وضاحت پیش کرنا چاہتا ہوں ۔ میں ممنون ہوں اپنے دوست کا جنہوں نے یہ تحریک التوا یہاں لا کر ہمیں یہ موقعہ دیا ہے کہ حکومت اپنے نکتہ نظر کی وضاحت کر سکے ۔ یہ میں جناب پبلک اینلسٹ کی رپورٹ پڑھتا ہوں ۔

It will be observed from the report that it only relates to the sample submitted to the undersigned, the source of which is not known to me. It has wrongly been attributed that I have declared sorghum supplied by the Government for milling as unfit for human consumption.

اس کے بعد لکھتے ہیں ۔ کہ

It may be pointed out that words "Mr. Majid Nizami

Editor" occurring after "forwarded by" have been concealed from the original report issued by this office. It appears as if it has been done intentionally.

آگے لکھتے ہیں ۔

Any individual or organization can get samples analysed and obtain analysis report pertaining to the samples submitted. A copy of analysis report of samples seized under the West Pakistan Pure Food Ordinance, 1960 by the authorised Food Inspector.....

میں insist کروں گا کہ جب تک کوئی authorised آدمی جا کر اس سیمپل کو سیل نہ کرے ۔ یہ چیز جو وہاں بھیجی گئی ہے ۔ اس پر کوئی سیل نہیں ہے ۔ میں یا کوئی آدمی کسی جوہڑ کا پانی یا کسی نلکے کا پانی یا کوئی غلیظ پانی اٹھا کر پبلک اینلسٹ کے پاس لے جائے اور کہے کہ یہ وہ پانی ہے جو میونسپل کارپوریشن لاہور کے عوام کو پلا رہی ہے ۔ جب تک authentic source کا پتہ نہ ہو کہ یہ کون سے نلکے سے لیا گیا ہے ۔ کسی authenticated آفیسر کی seal نہ ہو ۔ اس وقت تک اس قسم کی باتوں کو play up کرنا انتہائی افسوس ناک ہے ۔

.....may also be obtained by the vendor as provided under section 21 sub-section 2 of the said Ordinance.

جناب والا ! یہ نوٹ کرنے والی بات ہے کہ

> Display/advertisement of such copy is prohibithd under sub-section 3 of Section 21 of the Ordinance. Whoever contravenes the provisions of Section 21 is liable to be penalised under sub-section 2 of section 23 of the West Pakistan Pure Food Ordinance, 1960.

تو میں گزارش کروں گا ۔ کہ اس سلسلہ میں

> Since provisions of the said Section have been violated and the report of

the analysis has been published after concealing the words "Mr. Majid Nizami Editor" as pointed out in para No. 2, it is suggested that persons resp onsible for publication/advertisement of the news may be prosecuted in consultation with the Law Department

جناب والا ! اس سلسلہ میں چونکہ اپنے قومی پریس کا زبردست احترام کرتے ہیں اور ہم نے اس قسم کی نہ کوئی قانونی چارہ جوئی چلے کی ہے اور نہ ہی آئندہ کوئی قانونی چارہ جوئی کرنے کا ارادہ رکھتے ہیں۔ اس ہاؤس میں میری صرف یہی گزارش ہے کہ اس قسم کے statements سے حکومت کے خلاف نفرت پھیلانے سے پہلے یہ اچھا ہوتا کہ حقائق پر نظر رکھ لی جاتی اور اس کے بعد اس قسم کی public statement دی جائے اور لوگوں کی opinion حکومت کے حق میں یا اس کے خلاف دلائیں۔ ہم criticism کو برداشت کرتے ہیں اور اس کے لئے تیار ہیں۔ ہمیں خوشی ہوتی ہے۔ اس لئے ہم guidance seek کرتے ہیں۔ پریس کی اور ارکان اپوزیشن کی ہم قدر کرتے ہیں۔ لیکن میں اس کے ساتھ گزارش کروں گا کہ اس قسم کی چیزوں کو play up نہ کیا جائے جن کی کوئی بنیاد ہو۔ جن حالات میں سے ہمارا ملک گزر رہا ہے ان حالات میں اس قسم کی ۔ بنیاد افواہیں پھیلا کر ہم اپنے ملک کی کوئی خدمت نہیں کر رہے بلکہ میں یہ سمجھتا ہوں کہ یہ بہت بڑی ہم زیادتی کر رہے ہیں۔ چونکہ جس بات پر انہوں نے base کیا ہے وہ ہے پبلک اکاؤنٹس کی رپورٹ اس کی رپورٹ ہو یہ خبر چھپی ہے۔ وہ خود یہ کہہ رہے ہیں کہ انہیں اس کے source کا کوئی پتہ نہیں ہے۔ تو امید کرتا ہوں کہ میرے معزز دوست اب اس کو پریس نہیں کریں گے اور اس کو withdraw کر لیں گے۔

حاجی محمد سیف اللہ خان : جناب والا ! مجھے افسوس ہے کہ اتنی لمبی ساری تقریر میں جناب وزیر خوراک نے پبلک اکاؤنٹس کی رپورٹ پڑھ کر سنا دی اور یہ وضاحت نہ فرمائی اور نہ خود اس کی تحقیق کرنے کی کوشش کی

اور انہوں نے اس رپورٹ کو تو جھٹلایا نہیں کہ یہ جو رپورٹ شائع ہوئی ہے جس کا عکس اخبار میں ہے یہ ہماری جاری کردہ ہی نہیں ہے ۔ یہ تو صحیح ہے کہ گورنمنٹ کی جاری کردہ ہے فوڈ انسپکٹر نے نہیں دی تو یہ ان سے پوچھیں جنہوں نے جاری کی ہے کہ یہ کہاں سے رپورٹ شائع ہوئی ہے ۔

مسٹر سپیکر : وہ تو خیر انہوں نے بتایا ہے آپ نے توجہ نہیں کی ۔

حاجی محمد سیف اللہ خان : کیا کہا ؟

مسٹر سپیکر : انہوں نے یہ کہا ہے کہ مسٹر مجید نظامی ایڈیٹر نے یہ sample اپنی طرف سے وہاں analysis کے لئے بھیجا ہے ۔ جب وہ رپورٹ اخبار میں چھاپی گئی تو اس میں سے مسٹر مجید نظامی ایڈیٹر کے الفاظ حذف کر دیئے گئے ہیں ۔

That is what he has said.

حاجی محمد سیف اللہ خان : اچھا پھر ٹھیک ہے ۔

مسٹر سپیکر : آپ نے اس بات پر توجہ نہیں دی ۔

سید نابش الوری : جناب والا ! اس میں جو اصل وضاحت طلب مسئلہ ہے کہ کیا اس چری کو آٹے میں ملا کر فروخت نہیں کیا گیا ۔

مسٹر سپیکر : ہاں ۔ اصل میں تو آپ کو یہ بتانا چاہئے ۔ رپورٹ کو آپ چھوڑیں ۔

What is the position of the Government ?

اگر چری شامل کی گئی ہے تو کیسے کی گئی ہے ؟

سید نابش الوری : جناب والا ! مجھے اجازت دیں تاکہ میں ایک فقرے میں ان سے وضاحت چاہ لوں تاکہ دوبارہ انہیں زحمت کا موقع نہ ملے ۔ میں گزارش یہ کرنا چاہ رہا تھا کہ الزام اور اعتراض یہ ہے کہ سرکاری طور پر ایسی چری آٹے میں ملا کر سپلائی کی گئی جو ناقابل استعمال تھی ۔ یہ وہ چری ہے جو 25 ہزار ٹن کی مقدار میں ڈیڑھ کروڑ روپے کے سرمائے سے امپورٹ

گی گئی اور اس کو اس سے پہلے ناقابل استعمال قرار دے کر ذخیرہ میں رکھا گیا ، لیکن اب جبکہ پورے صوبے میں آٹے کی قلت پیدا ہوئی تو انہوں نے اس قلت کو دور کرنے کے لئے ڈیڑھ کروڑ روپے کی درآمد کردہ ناقص چری گندم میں ملانے کا فیصلہ کیا اور اس طرح سے نہ صرف یہ کہ انسانی صحت کے لئے مسائل پیدا کئے بلکہ اپنے جو بنیادی فرائض ہیں ۔ ان سے بھی کوتاہی کی ہے ۔ اس لئے ہم یہ پوچھنا چاہتے ہیں کہ جناب وہ چری انہوں نے استعمال کی اور اگر نہیں کی تو اس چری کا اب استعمال کیا ہو رہا ہے ؟ کتنی چری موجود ہے اور کتنی چری آٹے میں ملا کر فروخت کر دی گئی ہے ؟

وزیر خوراک : جناب والا ! اس بارے میں میں آپ کے توسط سے سب سے پہلے اپنے فاضل رکن دوست کی خدمت میں یہ گزارش کروں گا کہ یہ facts and figures جو ان کے پاس ہیں کہ 25 ہزار ٹن sorghum import کی گئی ہے بالکل صحیح نہیں ہیں ۔

مسٹر سپیکر : انہوں نے تو sorghum کا نام نہیں لیا وہ تو چری کہتے ہیں ۔ sorgham کا ترجمہ جوار ہوتا ہے ۔

وزیر خوراک : جناب والا ! میں نے اپنی explanation میں اپنے پہلے جواب میں یہ گزارش کی ہے کہ چری حکومت نے بالکل نہیں ملائی ۔ نہ پہلے ملائی ہے نہ اب ملانے کا ارادہ ہے ۔ نہ حکومت کے پاس اس قسم کی چری نام کی کوئی چیز موجود ہے ۔ حکومت پاکستان نے 42 ہزار ٹن جوار امپورٹ کی ۔ جس میں سے 22 ہزار ٹن ہمارے پنجاب کے صوبے کو دی گئی ۔ 20 ہزار ٹن دوسرے صوبوں کو دی گئی ۔ دوسرے سارے صوبوں نے 20 ہزار ٹن چری گندم میں ملا کر استعمال کر لی ۔ ہم نے 22 ہزار میں سے صرف چار ہزار سات سو ٹن mix کی ۔ اس کے بعد فلور ملز ایسوسی ایشن نے آپ کو اگلی یاد ہو ایک لمبی چوڑی تھی ۔ جس میں شروع میں یہ لکھا جناب چری جوروں کی خوراک ہے ۔ یہ ملا کر عوام کو کھلائی جا رہی ہے ۔ عوام تباہ و برباد ہو رہے ہیں اور آخر میں لکھا ہے "کہ ہمارے ملنگ چارجز بڑھا دیئے جائیں ۔ فلور ملز ایسوسی ایشن نے اپنے ملنگ چارجز بڑھانے کے لئے ایک ڈرامہ کیا اور اس

قسم کی چیز play up کرتے رہے میں دعویٰ سے کہتا ہوں ۔ جناب والا ! کہ آج تک پبلک کی طرف سے ایک آدمی میرے پاس نہیں آیا ۔ میں نے انفورسمنٹ ٹیمیں ۔ موبائل ٹیمیں مقرر کیں ۔ پریس میں request کی کہ اگر آپ کو کسی قسم کی کوئی شکایت ہے تو آپ آ کر میرے ڈائریکٹر فوڈ ۔ میرے سیکرٹری کو ملئے ۔ مجھے آ کر ملئے مجھ سے رابطہ قائم کیجئے ۔ میں جناب والا ! آپ کو یقین سے کہتا ہوں کہ ایک آدمی بھی آ کر مجھے نہیں ملا ۔ اس وقت آپ کو پتہ ہے کہ جب کسی کو تکلیف ہو کسی کو ناقص چیز مل رہی ہو تو وہ آ کر میرا گھیراؤ نہ کرے گا ؟ میرے سیکرٹری اور ڈائریکٹر کے پاس نہ جاتا ؟ پبلک کی طرف سے ایک بھی ایسی شکایت سوائے فلور مل والوں کے اور ان کے ایجنٹوں کے نہیں آئی ۔ جب بھی ہم نے یہ جوار ملائی ہے اس کی باقاعدہ پبلک انیلسٹ سے رپورٹ لی ہے اس نے یہ certify کیا ہے کہ This is fit for human consumption اس کے بعد ہم نے ملایا لیکن عوام کے جذبات کے ساتھ اس حد تک play up کیا جا چکا ہے کہ میرے دوستوں نے یہ نہیں دیکھا کہ جس دن خبر چھپی ہے یعنی 16 ستمبر کو سرکاری گندم میں ملائی جانے والی چری میں کیڑا لگ چکا تھا اور اس سے ایک دن پہلے میں نے پریس کانفرنس کی ہے ۔ اس میں کہا گیا ہے کہ ایک ہفتہ تک شہریوں کو راشن ڈپوؤں سے خالص آٹے کی فراہمی شروع ہو جائے گی ۔ چری کی آمیزش کے متعلق میں ۔' اس دن پریس کانفرنس میں کہہ دیا تھا کہ بند ہو چکی ہے ۔ یہ بھی اسی دن خبر چھپی ہے جس دن یہ پبلک انالسٹ کی رپورٹ کو play up کیا گیا ہے تو اب اس کے ملانے کا آئندہ سوال ہی نہیں پیدا ہوتا ۔

اب چونکہ میرے فاضل دوست نے یہ پوچھا ہے کہ آئندہ اس کے متعلق کیا پروگرام ہے ۔ چونکہ جہاں پر حکومت کو بدنام کرنے کی کوشش میں اس کو اتنا غلط طریقے پر propagate کیا گیا تو حکومت نے یہ فیصلہ کیا ہے کہ میرے ڈیرہ غازی خان جیسے غریب علاقے میں یہ دے دی جائے جہاں برسوں میں نے جا کر لوگوں سے پوچھا ہے ۔ انہوں نے welcome کیا ہے کہ ہمیں اکیس روپے چھاس پیسے پر آپ جوار دیں ہم خوشی سے استعمال کریں گے ۔ تو ہم نے یہ فیصلہ کیا ہے کہ جہاں جوار بطور staple food کے

استعمال ہوتی ہے اور لوگ لینے کے لئے تیار ہیں - وہ ہم ان علاقوں میں دیں گے - وہاں سپلائی کی جائے گی اور آئندہ آٹے میں اس کی ملاوٹ بند کر دی گئی ہے - میرے خیال میں اب میرے فاضل دوست کی تسلی ہو گئی ہوگی -

Mr. Speaker : In view of the statement of the Minister it is not pressed ?

Haji Muhammad Saifullah Khan : Yes Sir. Not pressed.

کوچہ مہدیاں (شاہ عالم مارکیٹ) میں پانی کے بوسیدہ نل اور شکستہ نالیوں کے باعث دس مکانوں کے گرنے کا خطرہ

مسٹر سپیکر : حاجی محمد سیف اللہ خان یہ تحریک پیش کرنے کی اجازت طلب کرتے ہیں کہ اہمیت عامہ رکھنے والے ایک اہم اور فوری مسئلہ کو زیر بحث لانے کے لئے اسمبلی کی کارروائی ملتوی کی جائے - مسئلہ یہ ہے کہ روز نامہ مشرق مورخہ 26 اگست 1974ء میں شائع شدہ خبر کے مطابق کوچہ مہدیاں شاہ عالم مارکیٹ کے دس مکانوں کی دیواریں شق ہو چکی ہیں اور بعض مکانات کے باشندے خطرہ کے پیش نظر مکانات خالی کر رہے ہیں - ان تین منزلہ خطرناک مکانات میں سے اگر کوئی ایک مکان بھی کسی وقت گر پڑا تو محلہ کے لئے خطرناک صورت حال پیدا ہو جائے گی - ان مکانات کے مخدوش ہونے کی وجہ محلہ میں پانی کا بوسیدہ نل اور شکستہ نالیاں ہیں مگر کارپوریشن یا امپروومنٹ ٹرسٹ میں سے کوئی بھی اپنی ذمہ داری کو پورا نہیں کر رہے - جس سے محلہ کے عوام سخت اضطراب ، بے چینی اور پریشانی کے عالم میں مبتلا ہیں -

وزیر تعلیم : جناب والا ! متعلقہ عوام کا ایک وفد چیئرمین امپروومنٹ ٹرسٹ سے ملا تھا اور اس کے نتیجہ میں وہاں موقع پر جا کر دیکھا گیا کہ اس مکان کے مالک نے عمارت کی بنیادوں کو مضبوط کرنے کے لئے ایک کھائی کھودی تھی اس کی وجہ سے کچھ پائپ وغیرہ کٹ گئے تھے اور پانی نکل رہا تھا - وہ پائپ اب درست کرا دئے گئے ہیں - وہاں پر نکاسی کے معمولی بندوبست

لگا دیئے گئے ہیں ، جن سے عمارت کو سہارا مل گیا ہے اور وہ کھائی بھی پر ہو گئی ہے - پائپ لائن بھی مرمت کر دی گئی ہے - اس لئے جتنے وہاں پر نقائص تھے وہ موقع پر جا کر دیکھ کر تسلی بخش طریقے سے حل کر دیئے گئے ہیں -

مسٹر سپیکر : وہ کسی کو بھی سمجھ نہیں لگی کہ وہ لکڑی کے کیا لگا دیئے ہیں ، اس کا ایک حصہ ہے کہ اس کو لکڑی کا سہارا دیا گیا ہے - مطلب یہ ہے کہ وہ کیا ہے ؟

وزیر تعلیم : لکڑی کے پول سے اوپر والی منزل کو عموداً سہارا دیا گیا ہے -

مسٹر سپیکر : اس کا تو یہی مطلب ہے کہ گرنے کا اندیشہ ہے اور external support سے اس کو بچایا گیا ہے -

وزیر تعلیم : ہاں بچایا گیا - ویسے تو جناب والا ! اندرون شہر بہت سے علاقے خاص کر جناب والا کی constituency جو ہے اس میں کسی مکان سے متعلق اگر آپ کو interest ہے -

مسٹر سپیکر : میں اس طرح interest نہیں لے سکتا لیکن اس طرح سے تو interest لے سکتا ہوں کہ ان کا کچھ ہو جائے -

حاجی محمد سیف اللہ خان : جناب والا ! جناب فاضل وزیر صاحب نے - - -

مسٹر سپیکر : اس پر میں سمجھتا ہوں کہ مزید توجہ کی ضرورت ہے - انہوں نے لکھا ہے کہ بعض مکانات میں سے دس مکانات کی دیواریں شق ہو گئی ہیں - اس کے متعلق اس میں کچھ نہیں ہے -

وزیر تعلیم : میں مزید اس معاملہ میں عملے کو کہوں گا کہ وہ خود جا کر معائنہ کریں -

مسٹر سپیکر : میں تحریک التوا کے وقت کو بہت سنبھ پہلے ختم کر رہا ہوں - I keep it pending

حاجی محمد سیف اللہ خان : جناب والا ! آج قانون سازی کا کام نہ ہو ۔

مسٹر سپیکر : کر لیں تو اچھا ہے ۔

Makhdumzada Syed Hassan Mahmud : Mr. Speaker, we have studied this Bill introduced by the Government. There seems to be certain ambiguity and there is need for several amendments. I hope that the Law Minister will agree with me that it should be deferred till tomorrow.

Mr. Speaker : Has the Law Minister decided to defer it?

Law Minister : Yes Sir.

حاجی محمد سیف اللہ خان : وہ سات منٹ بھی پورے کر لیں ۔

مسٹر سپیکر : وہ کل پر چھوڑ دیتا ہوں ۔ اب وزیر قانون اگلا مسودہ قانون پیش کریں گے ۔

مسودہ قانون

مسودہ قانون مرکب خوراک برائے مویشیان پنجاب مصدرہ 1974ء

(مسودہ قانون نمبر 10 بابت 1974ء)

وزیر قانون : جناب والا ! میں یہ تحریک پیش کرتا ہوں ۔

کہ مسودہ قانون مرکب خوراک برائے مویشیان پنجاب مصدرہ 1974ء جیسا کہ اس کے بارہ میں مجلس قائمہ برائے زراعت منصوبہ بندی اور ترقیات نے سفارش کی ہے فی الفور زیر غور لایا جائے ۔

مسٹر سپیکر : یہ تحریک پیش کی گئی ہے ۔

کہ مسودہ قانون مرکب خوراک برائے مویشیان پنجاب مصدرہ 74ء جیسا کہ اس کے بارہ میں مجلس قائمہ برائے زراعت ، منصوبہ بندی اور ترقیات نے سفارش کی ہے کہ فی الفور زیر غور لایا جائے ۔

حاجی محمد سیف اللہ خان)
سید نابش الوری) ہم مخالفت کرتے ہیں
مخدوم زادہ سید حسن محمود)

حاجی محمد سیف اللہ خان : جناب والا ! ہم نے اس بل پر ابھی غور نہیں کیا ہے اس لئے اس کو پھر رکھ لیں -

مسٹر سپیکر : اب ایوان کی کارروائی کل صبح ساڑھے آٹھ بجے تک ملتوی کی جاتی ہے -

(اسمبلی کا اجلاس 9 اکتوبر 1974ء بروز بدھ ساڑھے آٹھ بجے صبح تک کے لئے ملتوی ہوگیا)

صوبائی اسمبلی پنجاب

پہلی صوبائی اسمبلی پنجاب کا بارھواں اجلاس

بدھ 9 اکتوبر 1974ء

(چہار شنبہ 22 رمضان المبارک 1394ھ)

اسمبلی کا اجلاس اسمبلی چیمبر لاہور میں ساڑھے آٹھ بجے صبح منعقد ہوا۔
سپیکر رفیق احمد شیخ، کرسی صدارت پر متمکن ہوئے۔

تلاوت قرآن پاک اور اس کا اردو ترجمہ قاری اسمبلی نے پیش کیا۔

بِسْمِ اللّٰهِ الرَّحْمٰنِ الرَّحِيْمِ ۝

مَا قَدَرُوا اللّٰهَ حَقَّ قَدْرِهٖ ۘ اِنَّ اللّٰهَ لَقَوِيٌّ عَزِيْزٌ ۝ اَللّٰهُ يَصْطَفِيْ مِنَ الْمَلٰٓئِكَةِ رُسُلًا وَّ مِنَ النَّاسِ ۭ اِنَّ اللّٰهَ سَمِيْعٌۢ بَصِيْرٌ ۝ يَعْلَمُ مَا بَيْنَ اَيْدِيْهِمْ وَمَا خَلْفَهُمْ ۭ وَاِلَى اللّٰهِ تُرْجَعُ الْاُمُوْرُ ۝ يٰٓاَيُّهَا الَّذِيْنَ اٰمَنُوا ارْكَعُوْا وَاسْجُدُوْا وَاعْبُدُوْا رَبَّكُمْ وَافْعَلُوا الْخَيْرَ لَعَلَّكُمْ تُفْلِحُوْنَ ۝

پارہ ۱۷ سورہ ۲۲ رکوع ۱۷ آیات ۷۴ تا ۷۷

لوگوں نے اللہ کی قدر جیسی کرنی چاہیئے تھی نہیں کی بلاشبہ اللہ زبردست طاقت وقوت کا مالک اور غالب ہے۔ اللہ فرشتوں میں پیغام بر منتخب کر لیتا ہے اور انسانوں میں سے بھی بلاشبہ اللہ سب کچھ سن رہا ہے اور دیکھ رہا ہے جو ان کے سامنے ہے اور جو ان کے پیچھے ہے وہ (اللہ) اس سے پوری طرح واقف و خبردار ہے اور تمام کام اللہ ہی کی طرف لوٹائے جائینگے اے ایمان والو رکوع کرتے رہو۔ سجدے کرتے رہو اور اپنے پروردگار کی عبادت کرتے رہو اور فلاحی کام کرو تاکہ تم کامیاب و کامران رہو۔

وما علینا الا البلاغ

مسٹر ممتاز احمد کاھلوں ایم۔پی۔اے کی گرفتاری کے متعلق اطلاعات

Mr. Speaker: Now I would read before the House, the information as required by the Rules of Procedure that has been sent by the varous police officers.

"Sargodha, dated 8th of October, 1974 to the Speaker, Provincial Assembly of the Punjab, Lahore,

Sir, I have the honour to inform you that I have found it my duty in the exercise of my powers under Section 382, 440, 506, 148, 149 P.P.C. to direct that Mr. Mumtaz Ahmad Kahloon, Member of the Provincial Assembly of the Punjab, be arrested for having committed the commission of offence in case F.I.R. No. 652 dated 6th of October, 1974 under Secton 382, 440, 506, 148 and 149 P.P.C. Police Station City Sargodha. Mr. Mumtaz Ahmad Kahloon Member of the Provincial Assembly of the Punjab was accordingly arrested at 11.00 a.m. on 8th October, 1974 and is at present lodged in the Police Look Up of the Police Station, City Sargoda.

Yours obediently,
Raja Ansar Ali
Inspector,
C.I.A. Investigating Officer."

"Case F.I.R. No. 625 dated 6th of October, 1974 under Section 382, 440, 506, 148, 149 P.P.C. Police Station City Sargodha. On 6th of October, 1974 at 10.00 a.m. Mumtaz Ahmad Kahloon, MPA while leading a procession consisting of about 200 persons on Fatima Jinnah Road, brick-batted a bus as a result the passengers received injuries. The accused was raising provocative slogans and the processionists snatched a wrist watch and an amount of Rs. 520/- from Bashir Ahmad complainant who got the above mentioned case registered at Police Station City Sargodha. The accused was arrested in the case on 8th of October, 1974 at 11.00 a.m."

"Place Sargodha, dated 8th October, 1974.
To the Speaker, Provincial Assembly of the Punjab, Lahore."

Sir, I have the honour to inform you that I have found it my duty in the exercise of my powers under Section 436, 452, 148, 149, PPC to direct that Mr. Mumtaz Ahmad Kahloon, Member of the Provincial Assembly of the Punjab, be arrested for having instigated the commission of offences in the following cases :-

"Case F.I.R. 281 dated 5th of October, 1974 under section 436, 452, 382, 148, 149, 109 P.P.C. Police Station, Cantt Sargodha."

Mr. Mumtaz Ahmad Kahloon, Member of the Provincial Assembly of the Punjab was accordingly arrested at 4.30 p.m. on 7th October, 1974 and is at present lodged in the Police Lock Up of Police Station City Sargodha.

Yours Obedient Servant
Investigating
Officer, Incharge,
Police Station, Cantt
Sargodha.

Case F.I.R. 281 dated 5th of October, 1974 under Section 436. 452, 147, 109 P.P.C. Police Station, Cantt, Sargodha. The accused in this case on 5th of October, 1974 at 1.30 p.m. set on fire the residential house of Shamim Ahmad, a Qadiani, which was burnt to ashes at the instigation of Mumtaz Ahmad Kahloon and others. He was arrested in the above-noted case and was granted bail by the Court of Sessions Judge, Sargodha."

Place Sargodha. Dated 8th of October, 1974 to the Speaker, Provincial Assembly of the Punjab, Lahore.

Sir, I have the honour to inform you that I have found it my duty in exercise of my powers under Section 436, 452, 147, 148, 149 of the Pakistan Penal Code and Section 16 of the West Pakis- Maintenance of Public Order Ordinance, 1960 to direct that Mr. Mumtaz Ahmad Kahloon, Member of the Provincial Assembly of the Punjab be arrested for having instigated the commission of offences in the following cases :-

Case FIR 628 dated 5th of October, 1974 under Section 436, 452, 147, 149 P.P.C. and Section 16 of the West Pakistan Maintenance of Public Order Ordinance, 1960, Police Station City Sargodha.

Case FIR No. 639 dated 5th of October, 1974 under Section 436, 452, 147, 149 P.P.C. Police Station City Sardodha.

Case F.I.R. No. 643 dated 5th of October, 1974 under Section 436, 452, 147, 149 P.P.C. Police Station City, Sargodha.

Case F.I.R. No. 644 dated 5th of October, 1974 under Section 436, 452, 148, 149 P.P.C. Police Station City, Sargadha.

Mr. Mumtaz Ahmad Kahloon, Member of the Provincial Assembly of

the Punjab was accordingly arrested at 6.30 a.m. on 6th of October, 1974 and is at present lodged in the Police Lock-Up of Police Station City, Sargodha.

Your Obedient Servant
Sikandar Hayat
Khan Inspector City
Sargodha, Investigation Officer.

Case F.I.R. 628 dated 5th of October, 1974 under Section 436, 452, 147, 149 P.P.C., and Section 16 of the West Pakistan Maintenance of Public Order Ordinance, Police Station City, Sargodha. On 5th October, 1974 at 10.00 a.m. Mr. Mumtaz Ahmad Kahloon MPA along with others entered the house of Abdus Salam in Block No. 9, Sargodha and set his house-hold articles on fire. The house was partly burnt but all the house-hold articles were burnt and damaged.

Case F.I.R. 639 dated 5th of October, 1974 under Section 436, 452, 147, 149 P.P.C., Police Station City Sargodha. The accused of the above case took out house-hold articles from the house of Rana Abdul Ghafoor, a Qadiani, and set the same on fire. The mischief was

committed at the instigation of Mr. Mumtaz Ahmed Kahloon and others.

Case F.I.R. 643 dated 5th of October, 1947 under section 436, 147, 149 P.P.C. Police Station City Sargodha. The accused of this case removed the household articles from the house of Dr. Abdul Ghafoor, a Qadiani, and set the same on fire at the instigation of Mr. Mumtaz Ahmad Kahloou, MPA and others.

Case F.I.R. No. 644 dated 5th of October, 1974 under Section 436, 452, 148, 149 P.P.C. Police Station City Sargodha. The accused of this case removed the house-hold articles from the house of Abdur Rashid Khalid, a Qadiani and set the same on fire at the instigation of Mumtaz Ahmad Kahloon, MPA and others."

This was the information.

Now we take up the questions. The question hour starts.

نشان زدہ سوالات اور ان کے جوابات

گوجرہ تا قادر آباد سڑک کی بختگی

*4122 ۔ چوہدری لال خان : کیا وزیر اعلیٰ از راہ کرم بیان فرمائیں گے کہ ۔

(الف) کیا یہ امر واقعہ ہے کہ گوجرہ تا قادر آباد تحصیل بھلوال ضلع

گجرات ایک پرانی سڑک ہے جس کی حالت کچا ہونے کی وجہ سے بہت زیادہ خراب ہے اور اس پر آمدورفت بھی بہت زیادہ ہے ۔

(ب) اگر جزو (الف) کا جواب اثبات میں ہے تو کیا حکومت مذکورہ سڑک کو فی الفور پختہ کرنے کا ارادہ رکھتی ہے ۔ اگر نہیں تو اس کی وجوہات کیا ہیں ؟

وزیر تعلیم (ڈاکٹر عبدالخالق) : (الف) جی ہاں ۔ آمدورفت معمولی ہے ۔

(ب) مطلوبہ فنڈز کے مہیا ہونے پر اس منصوبہ پر غور کیا جائے گا ۔

گوجرہ تا بھابڑہ سڑک کی پختگی

***4123 . چوہدری لال خان :** کیا وزیر اعلیٰ از راہ کرم بیان فرمائیں گے کہ ۔

(الف) کیا یہ امر واقعہ ہے کہ گوجرہ تا بھابڑہ براستہ رھڑکا والی تحصیل بھالیہ ضلع گجرات ایک کچی سڑک ہے ۔ جس پر آمدورفت بھی بہت زیادہ ہے ۔

(ب) اگر جزو (الف) کا جواب اثبات میں ہے تو کیا حکومت مذکورہ سڑک کو پختہ کرنے کا ارادہ رکھتی ہے ۔ اگر ایسا ہے تو کب تک ۔ اگر نہیں تو اس کی وجوہات کیا ہیں ؟

وزیر تعلیم (ڈاکٹر عبدالخالق) : (الف) جی ہاں ۔

(ب) ڈسٹرکٹ کونسل گجرات نے گوجرہ ۔ پنڈی راواں روڈ کی تعمیر کے لئے بجٹ سے دو لاکھ روپیہ کی رقم مختص کی ہے ۔ کام جلد شروع ہونے کی توقع ہے ۔

لکاسی کے منصوبہ جات کی تکمیل

***4134 . سردار محمد عاشق :** کیا وزیر اعلیٰ از راہ کرم بیان فرمائیں

گے کہ۔

(الف) کیا یہ درست ہے کہ محکمہ پبلک ہیلتھ انجینئرنگ کی لاپرواہی کی وجہ سے صوبہ بھر کی کافی تحصیلوں میں ابھی تک نکاسی کے منصوبہ جات مکمل نہیں ہوئے۔

(ب) اگر جزو (الف) بالا کا جواب اثبات میں ہے تو ان تحصیلوں کے نام بتائے جائیں جن کی میونسپل کمیٹیوں اور ٹاؤن کمیٹیوں نے عرصہ پانچ سال سے محکمہ کے پاس رقوم جمع کروا رکھی ہیں مگر محکمہ نے ان کے منصوبہ جات ابھی تک مکمل نہیں کئے ؟

وزیر تعلیم (ڈاکٹر عبدالخالق) : (الف) محکمہ پبلک ہیلتھ انجینئرنگ کے مطابق کوئی ایسا منصوبہ نکاسی آب اور آب رسانی کا نہیں ہے جو محکمہ کی لاپرواہی کی وجہ سے صوبہ کی تحصیلوں میں مکمل نہ ہوا ہو۔ بہت سے منصوبے اس لئے مکمل نہیں ہو سکتے تھے کہ ان کی ایک سال میں رقم کافی نہیں تھی۔ اس سال ایسے کئی منصوبے بنائے گئے مگر چونکہ ہر منصوبے کو کافی رقم نہیں ملی اس لئے ہر منصوبہ دو دو تین تین سال میں مکمل ہوتا ہے۔

(ب) جواب منفی میں ہے۔

چوہدری علی بہادر خان : کیا وزیر موصوف یہ بیان فرمائیں گے کہ جیسا کہ انہوں نے فرمایا ہے کہ پبلک ہیلتھ انجینئرنگ کی لاپرواہی سے کوئی منصوبہ پنجاب میں نامکمل نہیں ہے۔ ہماری شجاع آباد تحصیل کا 50 ہزار روپیہ میونسپل کارپوریشن نے جمع کروایا تھا۔ لیکن اس کے باوجود پبلک ہیلتھ والوں نے کام نہیں کیا اور اس منصوبہ کو درمیان میں چھوڑ کر چلے گئے۔ کیا اس بارہ میں وزیر اعلیٰ صاحب تحقیقات فرمائیں گے۔

سپیکر منسٹر : ضرور کروں گا۔

حاجی محمد سیف اللہ خان : جناب والا ! چونکہ ان کی اطلاع محکمہ کی دی ہوئی اطلاع کے مطابق ہے۔ جس کا اظہار انہوں نے اپنے جواب میں کیا ہے۔ میں قواعد کے مطابق استدعا کروں گا کہ جو اطلاع انہیں محکمہ کی

جانب سے پہنچائی گئی ہے ۔ وہ ایوان کی میز پر رکھیں ۔

مسٹر سپیکر : وہ اطلاع کیا ہے ۔

حاجی محمد سیف اللہ خان : جناب والا ! انہوں نے یہ کہا ہے کہ جو کچھ انہوں نے کہا ہے ۔ یہ ریکارڈ کے مطابق ہے ۔ انہوں نے اپنے علم سے نہیں کہا ہے ۔ چونکہ قواعد میں ہے کہ جو اطلاع کسی آفیسر کے ذریعہ سے وزیر کو دی جائے اور وہ ہاؤس میں پہنچائیں ۔ تو ممبر اس کا مطالبہ کر سکتا ہے کہ وہ ہاؤس کی میز پر رکھیں ۔

مسٹر سپیکر : یہ کس قاعدے کے تحت ہے ۔

حاجی محمد سیف اللہ خان : یہ قاعدہ ہے ۔ ۔ ۔ ۔ ۔ میں نے رولز منگوائے ہیں ۔

مسٹر سپیکر : میں آپ کو دے دیتا ہوں ۔ اتنے میں اگلا سوال ہو جائے ۔

حاجی محمد سیف اللہ خان : جی ہاں ۔

سینئر منسٹر : ویسے جناب والا ! اس سے میرا مطلب یہ نہیں ہے جو کہ فاضل رکن لے رہے ہیں ۔ بلکہ محکمہ میں مختلف منصوبے ہوتے ہیں ۔ منصوبے منظور ہوتے ہیں ۔ رقم منظور ہوتی ہے ۔ کنٹریکٹر لگتا ہے کوئی کسی وجہ سے کمی ہو جاتی ہے ۔ ان ریکارڈ سے میرا مطلب یہ تھا ۔ یہ نہیں کہ کسی آفیسر نے مجھے بتایا ہے ۔ بلکہ میں پوری ذمہ داری سے اس کا جواب دے رہا ہوں ۔

مسٹر سپیکر : اچھا ۔ وہ دیکھتے ہیں ۔ سوال نمبر 4188 ۔

بجلی کی فراہمی

*4188 ۔ مرزا فضل حق : کیا وزیر اعلیٰ از راہ کرم بیان فرمائیں گے کہ ۔

(الف) تحصیل چکوال ضلع جہلم کے کتنے دیہاتوں نے بجلی کی فراہمی

کے لئے جنوری 1973ء سے اکتوبر 1973ء تک درخواستیں دی تھیں ۔ ان میں سے اب تک کتنے دیہات میں بجلی پہنچانے کا منصوبہ حکومت کے زیر غور ہے ۔

(ب) ضلع جہلم کے اکثر دیہات جو کہ بجلی سے محروم ہیں اور جنہوں نے درخواستیں دی ہوئی ہیں انہیں کب تک بجلی فراہم کر دی جائے گی اور کیا حکومت اس سلسلے میں فوری اقدام کرنے کا ارادہ رکھتی ہے ؟

وزیر تعلیم (ڈاکٹر عبدالخالق) : (الف) موجودہ عام پالیسی کے تحت دیہات کو بجلی کی فراہمی صوبائی حکومت سے موصول شدہ سفارش کی بنیاد پر کی جاتی ہے نہ کہ انفرادی درخواستوں کی بنیاد پر ۔ ماہ فروری 1973ء میں موضع ڈلاوت تحصیل چکوال ضلع جہلم کو بجلی مہیا کی گئی موضع نور وال اور کلاس پور کو سال 1973_74ء میں بجلی پہنچانے کا منصوبہ زیر غور ہے ۔ مزید 33 دیہات کو صوبائی حکومت سے منظور شدہ لسٹ میں سے مزید کچھ دیہات کو امسال بجلی مہیا کی جائے گی اور باقی دیہات کو وسائل مہیا ہونے پر بتدریج آئندہ سالوں میں بجلی مہیا کر دی جائے گی ۔

(ب) ضلع جہلم کی تحصیل پنڈ دادن خان کے مزید دو دیہات موضع سروبہ اور بلوال کو بھی امسال بجلی مہیا کرنے کا پروگرام ہے مزید دیہات کو بجلی پہنچانے کا پروگرام صوبائی حکومت کے مشورہ سے طے کیا جائے گا ۔

مسٹر سپیکر : ویسے کل کی بات مجھے پسند آئی کہ ممبر ایوان میں موجود نہ ہو ۔ اس کے متعلق دوسرے ممبران ان کی امداد نہ کریں اور ان کا سوال پیش نہ کیا جائے ۔ اس میں تکلیف تو ہوتی ہے کہ سوال پوچھا گیا ۔ محکمہ نے بتایا ۔ ہاؤس کو کانفیڈنس میں لیا ۔ لیکن جو ممبران سوال دینے کر غیر حاضر ہو جاتے ہیں ۔ اس میں ان کو یہ خطرہ ضرور ہو گا کہ اگر میں نہ گیا تو

میرا سوال پیش نہیں ہو گا ۔ اس میں میرا خیال تھا کہ ممبران حاضر ہونے کی کوشش کریں گے ۔

دیوان سید غلام عباس بخاری : جناب والا کیا وزیر موصوف یہ بتائینگے کہ بیشک واپڈا دیہاتوں میں بجلی صوبائی حکومت کی سفارش پر مہیا کرتا ہے ۔ تو صوبائی حکومت ۔ اس سلسلے میں کون سے میرٹ یا کون کون سے اصول رکھے ہیں ۔ جس کی بنا پر پسند دیہات کو پہلے اور چند دیہات کو بعد میں بجلی ملتی ہے اور چند کو ملتی ہی نہیں ۔

مسٹر سپیکر : اصل میں یہ ضمنی سوال پالیسی کے متعلق ہے اور اصل سوال ایک خاص ایریا کے متعلق ہے ۔ آپ کا سپلیمنٹری سوال بھی چکوال اور جہلم کے متعلق ہو سکتا ہے ۔

دیوان سید غلام عباس بخاری : جناب والا ! میں جہلم کے متعلق سوال کرنا چاہتا ہوں کہ وہاں کس بنا پر سفارش کی گئی ہے کہ ان دیہاتوں کو جلد بجلی دی جائے ۔ اور ان کو دیر میں دی جائے اور اس کی بنیاد کیا ہے ؟ even in Jhelum.

سیکرٹری منسٹر : جناب والا ! اس سلسلہ میں عرض یہ ہے کہ پہلے تو ہمیں واپڈا یہ بتاتی ہے کہ اس سال کتنے دیہات میں بجلی لگانے کا پروگرام ہے ۔ جیسا کہ سال 74_1973ء میں 300 اور موجودہ مالی سال میں 75_1974ء میں 600 villages کی electrification ہونی ہے ۔ اس کے بعد یہ لسٹ پبلک ورکس کونسل میں بھیج دی جاتی ہے تاکہ یہ اپنے اجلاس میں یہ فیصلہ کریں ۔ کیونکہ یہ پبلک ورکس کونسل ایک ضلع کی ہوتی ہے ۔ ان سے پوچھا جاتا ہے ۔ یہ اپنے ضلع کے متعلق بتائیں کہ کون کون سے دیہات میں یا کہ کتنے دیہات میں آپ بجلی لگوا سکتے ہیں ۔ ان کے نام وہ بتاتے ہیں اور پھر جب وہ نام آ جائیں ۔ تو ہم اسی طرح سے واپڈا کو بھیج دیتے ہیں ۔ اب واپڈا اس میں بعض اوقات اس قسم کی تبدیلی کر لیتا ہے ۔ کہ مثلاً ہم نے نام دیئے ہیں اور نام دیتے وقت یہ نہیں دیکھا کہ یہ گاؤں بالکل دوسرے کے ساتھ لائن میں آتا ہے یا کہ نہیں اور اگر وہ الگ ہے یا دور ہے ۔ تو وہ اسکو

چھوڑ جاتے ہیں ۔ کیونکہ وہ گاؤں جسے وہ چھوڑ جاتے ہیں ۔ اس کے لئے انہیں بھاری رقم خرچ کرنی پڑتی ہے اور کئی بار کسی ایسے گاؤں کو مل جاتی ہے ۔ جس کا نام نہیں دیا ہوتا ۔ لیکن وہ لائن کے بالکل راستے پر ہوتا ہے ۔

Mr. Speaker : Technically it is feasible.

راجہ محمد افضل خان : جناب والا ! یہ جو پروگرام انہوں نے 75-1974ء کا بجلی کا مرتب کیا ہے ۔ کیا تربیلا میں جو ابھی ابھی Disaster ہوا ہے اس کا اس پر اثر پڑے گا یا نہیں ۔

سپیکر منسٹر : جناب والا ! تربیلا سے اس سال بجلی پیدا نہیں ہونی تھی ۔ ابھی پاور سٹیشن install ہو رہا تھا ۔ بجلی اس سال پیدا نہیں ہونی تھی ۔

راجہ محمد افضل خان : چونکہ جہاں تک میرا علم ہے امسال بجلی پیدا ہونی تھی ۔

مسٹر سپیکر : اب آپ کا خیال ہے اور ان کا فرض ہے جواب دینا اگر جواب غلط ہوگا ۔ تو بہرحال اس کے لئے ضابطہ ہے ۔

بجلی کے کنکشنوں کی فراہمی

***4159 ۔ مرزا فضل حق :** کیا وزیر اعلیٰ از راہ کرم بیان فرمائینگے کہ ۔

(الف) تھانہ ڈوھمن تحصیل چکوال کے علاقہ میں جنوری 1973ء سے ستمبر 1973ء تک کتنے اور کن کن دیہات کو بجلی کے کنکشن دئے گئے ۔ ان کے نام اور تاریخ فراہمی بجلی بتائے جائیں ۔

(ب) اگر ابھی تک مذکورہ تھانہ کے کسی گاؤں میں بجلی کا کنکشن نہیں دیا گیا تو اس کی وجوہ کیا ہیں ؟

وزیر تعلیم (ڈاکٹر عبدالخالق) : (الف) تحصیل چکوال کے تھانہ ڈوھمن کے علاقہ میں جنوری 1973ء سے ستمبر 1973ء تک کتنے دیہات

کو بجلی فراہم نہیں کی گئی تاہم اس تحصیل میں فروری 1973ء میں ڈنڈوت کو بجلی مہیا کی گئی ہے مزید صوبائی حکومت کی طرف سے تحصیل چکوال کے 33 دیہات کو بجلی مہیا کرنے کی منظوری دی گئی ہے جس میں سے کچھ دیہات کو اس سال اور باقی آئندہ سال فنڈز اور سامان کی فراہمی کے مطابق پر بتدریج بجلی مہیا کر دی جائے گی نیز اطلاعاً عرض ہے کہ دیہات کو بجلی مہیا کرنے کا پروگرام صوبائی حکومت سے منظور شدہ لسٹ کے مطابق کیا جاتا ہے جیسے کہ اوپر بیان کیا گیا ہے منظور شدہ لسٹ تحصیل وار ہے تھانہ وار نہیں اس لئے صحیح صورت حال کا پتہ نہیں چل سکتا کہ کون کون سے گاؤں تھانہ ڈوھدن میں واقع ہیں ۔

(ب) اوپر تشریح کر دی گئی ہے ۔

(اس مرحلہ پر مسٹر ڈپٹی سپیکر کرسی صدارت پر متمکن ہوئے)

میاں خان محمد : جناب والا ! کیا وزیر موصوف ان 33 دیہات کے نام بتا سکینگے جن کا یہاں ذکر کیا گیا ہے ۔

سینئر منسٹر : جناب والا ! اس سوال میں یہ نہیں پوچھا گیا ہے ۔ اگر فاضل رکن ان کا نام پوچھنا چاہتے ہیں ۔ تو تفصیل سے علیحدہ سوال کریں ۔ میں انشاء اللہ ضرور بتا دوں گا ۔

میاں خان محمد : جناب والا ! جزو (الف) میں 33 دیہات بتائے گئے ہیں ۔ جن کی منظوری دیدی گئی ہے ۔ لیکن فنڈز کے نہ ہونے کی بنا پر ابھی ان کو بجلی نہیں دی گئی ۔ ان 33 دیہات کے نام اگر وزیر موصوف کے پاس ہوں ۔ تو وہ پڑھ کر سنا دیں ۔

سینئر منسٹر : جناب والا ! میں وائڈا سے لے سکتا ہوں ۔ یہ وائڈا کے

سوال ہوتے ہیں اور ہم وائڈا سے جواب لیتے ہیں اگر جناب والا اجازت دیں کہ فاضل رکن اس پر سوال دیدیں ۔ تو میں جواب منگوا دوں گا ۔

مسٹر ڈپٹی سپیکر : ہاں ویسے آپ تفصیلی جواب دیدیا کریں ۔ کیونکہ سوال میں یہ ظاہر ہے کہ کس کس دیہات میں انہوں نے پوچھا ہے ۔

It means the particular village.

سینئر منسٹر : بالکل ٹھیک ہے جناب والا ! یہ سپیشل arrangment وائڈا نے کئے ہیں کہ وہ جواب دے دیتے ہیں ۔ ورنہ یہ مرکزی محکمہ ہے ۔

خاکروبوں کی مستقل ملازمت پر تعیناتی

*4256 ۔ چوہدری امان اللہ لک : کیا وزیر اعلیٰ از راہ کرم بیان فرمائیں گے کہ ۔

(الف) کیا یہ حقیقت ہے کہ لاہور میونسپل کارپوریشن میں ایسے بھی خاکروب ہیں جو بیس سال سے کام کر رہے ہیں مگر انہیں اب تک مستقل نوکری پر نہیں لگایا گیا ۔

(ب) کیا یہ بھی حقیقت ہے کہ لاہور میونسپل کارپوریشن کے خاکروبوں کو چھٹی ہمہ تنخواہ ۔ اتفاقی چھٹی ۔ بیماری کی چھٹی ۔ وظیفہ اور دوسری مراعات جو سرکاری اور بلدیہ کے درجہ سوم و چہارم کے ملازمین کو دی جاتی ہیں نہیں ملتیں اگر ایسا ہے تو اس کی وجوہ کیا ہیں ۔

(ج) کیا وہ قوانین جن کے تحت بلدیہ کے خاکروبوں کی بھرتی کی جاتی ہے شائع ہو چکے ہیں اگر نہیں ہوئے تو ان کو ایوان کی میز پر رکھ دیا جائے ؟

وزیر تعلیم (ڈاکٹر عبدالخالق) : (الف) عملہ خاکروب ورک چارجڈ ہونے کی وجہ سے مستقل نہیں کیا جاتا رہا ۔ اب دو سال کی ملازمت

والے دو ہزار خاکروبوں کو سینیارٹی کی بناء پر مستقل کیا جا چکا ہے۔

(ب) مستقل کیڈر میں آنے والے خاکروبوں کو درجہ چہارم کے ملازمین کے مطابق تمام مراعات از قسم رخصت اتفاقیہ۔ رخصت زچگی (برائے خواتین خاکروب) وغیرہ دی جا رہی ہیں۔

(ج) خاکروبوں کی بھرتی کے سلسلے میں کوئی قوانین وضع نہیں کئے گئے۔ کسی آسامی کے خالی ہونے پر علاقہ کے اے۔ایم۔او ایچ صاحب خاکروب امیدواروں میں سے موزوں امیدواروں کا انتخاب کرکے ناظم صحت کی وساطت سے ناظم سے احکام تقرری حاصل کرتے ہیں۔

گلستان کالونی دھرم پورہ لاہور کے مکینوں کو مالکانہ حقوق کی عطائیگی

*4260۔ چوہدری امان اللہ لک: کیا وزیر اعلیٰ از راہ کرم بیان فرمائیں گے کہ۔

(الف) کیا یہ حقیقت ہے کہ گلستان کالونی دھرمپورہ لاہور آج سے 30 سال پہلے حکومت کے زیر انتظام متوسط طبقہ کے لوگوں کے لئے آباد کی گئی تھی۔

(ب) کیا یہ بھی حقیقت ہے کہ مذکورہ کالونی کے لوگوں نے یہاں اپنی ضروریات کے مطابق چھوٹے چھوٹے مکان بنا رکھے ہیں۔

(ج) کیا یہ بھی حقیقت ہے کہ مذکورہ کالونی کے مکینوں کو 20 سال کا طویل عرصہ گزر جانے کے بعد بھی مالکانہ حقوق نہیں دئے گئے۔

(د) اگر جزو ہائے بالا کا جواب اثبات میں ہے تو کیا حکومت

مذکورہ کالونی کے مکینوں کو فوری طور پر مالکانہ حقوق دینے کا ارادہ رکھتی ہے اگر ایسا ہے تو کب تک ؟

وزیر اعلیٰ (ڈاکٹر عبدالخالق) (الف) جی ہاں ۔

(ب) جی ہاں ۔

(ج) یہ اراضی متروکہ وقف املاک ہے ۔ لہذا اس کے مالکانہ حقوق دینے کا اختیار حکومت پنجاب کو نہیں ہے ۔

(د) جواب پیرا (ج) کے پیش نظر یہ سوال پیدا نہیں ہوتا ۔

چوہدری امان اللہ لک : کیا وزیر موصوف فرمائیں گے کہ آیا وہ وقف املاک جو کہ اب تک وفاقی حکومت کے تحت تھیں صوبائی حکومت کو منتقل کی جا رہی ہیں ؟

مسٹر ڈپٹی سپیکر : یہ تو independent question ہے ۔

چوہدری امان اللہ لک : نہیں جناب ! انہوں نے فرمایا ہے کہ "یہ اراضی متروکہ وقف املاک ہے" ۔

مسٹر ڈپٹی سپیکر : یہ متروکہ اوقاف مرکز کے پاس ہے ۔

چوہدری امان اللہ لک : نہیں ۔ وہ ایک سکیم تھی حکومت کے زیر غور جس کے متعلق میں وضاحت چاہتا تھا ۔

مسٹر ڈپٹی سپیکر : آپ پوچھ لیں ۔ ویسے سکیم زیر غور ہے ۔

چوہدری امان اللہ لک : جناب والا ! جو سکیم زیر غور تھی ۔ اس پر کہاں تک عمل درآمد ہوا ہے کہ یہ صوبائی حکومتوں کی تحویل میں دے دیئے جائیں گے ؟ ۔ ۔ ۔ جناب بجائے تذبذب میں پڑنے کے وہ فرما دیں کہ ہیں یا نہیں ۔ ان کو علم ہو گا ۔ نہ آپ کو علم ہے نہ مجھے ۔

مسٹر ڈپٹی سپیکر : اس کے لئے علیحدہ سوال چاہئے ۔ میں منسٹر صاحب سے کہہ دیتا ہوں کہ اگر ان کے پاس کوئی ایسی انفارمیشن ہو تو آپ کو دے دیں ۔

چوہدری امان اللہ لک : جناب والا ! ضمنی سوال اس میں بالکل واضح ہے ۔ میرے سوال کے یہ اب انہوں نے جواب دیا ہے کہ یہ صوبائی حکومت کی تحویل میں نہیں ہے ۔ تو کیا حکومت پنجاب کے علم میں یہ بات ہے کہ یہ محکمہ صوبائی حکومتوں کو منتقل کیا جا رہا تھا ؟ یہ میرا ضمنی سوال ہے اور بڑا واضح ہے ۔

مسٹر ڈپٹی سپیکر : میں نے رولز میں اسے allow نہیں کیا ۔ ویسے منسٹر صاحب سے کہہ رہا ہوں کہ اگر ان کے پاس ایسی کوئی اطلاع ہے تو وہ ایوان کو دے دیں ۔

چوہدری امان اللہ لک : جناب والا ! وہ جواب دینے کے لئے تیار تھے ۔ کوئی ایسی بات تو نہیں ہے ۔

مسٹر ڈپٹی سپیکر : آپ کے پاس کوئی ایسی اطلاع ہے ؟

وزیر تعلیم : جناب والا ! اگر آپ اجازت دیں تو میں عرض کر دیتا ہوں ۔

مسٹر ڈپٹی سپیکر : جی فرمائیں ۔

وزیر تعلیم : جناب والا ! ایسی کوئی سکیم زیر غور نہیں ہے ۔

شجاع آباد تا جلالپور پیر والہ سڑک کی مرمت

*4675 ۔ **دیوان سید غلام عباس بخاری :** کیا وزیر اعلیٰ از راہ کرم بیان فرمائیں گے کہ ۔

(الف) کیا یہ حقیقت ہے کہ شجاع آباد تا جلالپور پیر والہ ضلع ملتان ایک پختہ سڑک 27 میل لمبی موجود ہے ۔

(ب) کیا یہ بھی حقیقت ہے کہ حالیہ سیلاب کے دوران مذکورہ سڑک جا بجا مختلف مقامات پر سیلاب سے متاثر ہو کر نا کارہ ہو چکی ہے اور کئی جگہوں پر کھڈے پڑ گئے ہیں جس کی وجہ سے ٹریفک کی آمد و رفت میں دشواری پیش آ رہی ہے ؟

(ج) اگر جزو (الف) و (ب) کا جواب اثبات میں ہے تو کیا حکومت مذکورہ سڑک کی ضروری مرمت کے لئے فوری اقدامات کرنے کو تیار ہے ؟

سینئر منسٹر (ڈاکٹر عبدالخالق) : (الف) جی ہاں ۔

(ب) جی ہاں ۔

(ج) جی ہاں ۔ مرمت کا کام شروع ہو چکا ہے اور امید ہے کہ جلد مکمل ہو جائے گا ۔

دیوان سید غلام عباس بخاری : کیا وزیر موصوف "ذرا جلد" کی وضاحت فرمائیں گے ؟ کیونکہ یہ بھی تجربے میں آیا ہے کہ جس چیز کو حکومت جلد کہتی ہے وہ کام کبھی کبھی سالوں میں بھی ختم نہیں ہوتا ۔ اس کی کوئی وضاحت ہوگی کہ جلد سے کیا مراد ہے ؟

وزیر تعلیم : جناب والا ! جب ٹھیکہ دیا جاتا ہے تو اس کا خاص پیریڈ مقرر کیا جاتا ہے مجھے تو مدت یاد نہیں میرے پیچھے بیٹھے فاضل رکن چوہدری علی بہادر فرما رہے ہیں کیونکہ وہ بھی پیلز ورکس کونسل کے ممبر ہیں کہ جو مدت ٹھیکیدار کو دی گئی ہے اس کے مطابق کام ہو رہا ہے ۔

میٹر کی فراہمی

*4676 ۔ دیوان سید غلام عباس بخاری : کیا وزیر اعلیٰ از راہ کرم بیان فرمائیں گے کہ :

(الف) کیا یہ حقیقت ہے کہ جلالپور پیروالہ ضلع ملتان میں بجلی کا گرڈ سٹیشن موجود ہے اور شہر میں بجلی استعمال کی جا رہی ہے ۔

(ب) کیا یہ بھی حقیقت ہے کہ شہر کے متعدد اشخاص نے بجلی کی بہم رسانی کے لئے سیکورٹی کی رقم 35 روپے فی کس عرصہ

تقریباً پانچ ماہ سے داخل خزانہ کر دی ہے مگر ان کو آج تک میٹر مہیا نہیں کئے گئے اور وہ بجلی کی نعمت سے محروم چلے آ رہے ہیں ۔

(ج) کیا یہ بھی حقیقت ہے کہ صارفین جب میٹر کی بہم رسانی کے لئے مقامی لائین سپرنٹنڈنٹ واپڈا سے رابطہ قائم کرتے ہیں تو وہ میٹروں کی عدم موجودگی کا عذر کرتے ہیں ۔

(د) اگر جزو ہائے بالا کا جواب اثبات میں ہو تو کیا حکومت واپڈا کی انتظامیہ کو ہدایات دے گی کہ وہ جلالپور پیروالہ ضلع ملتان کے متذکرہ صارفین کو بجلی کی بہم رسانی کے لئے فوری طور پر حسب ضرورت میٹر مہیا کرے تاکہ ان کی پریشانی کا ازالہ ہو سکے ۔

وزیر تعلیم (ڈاکٹر عبدالخالق) : (الف) یہ درست ہے کہ جلال پور پیر والہ میں بجلی کا گرڈ سٹیشن موجود ہے اور شہر میں بجلی استعمال ہو رہی ہے ۔

(ب) یہ درست ہے کہ صرف 43 درخواست کنندگان سے مورخہ 18-11-1973 سے اس وقت تک سیکیورٹی داخل خزانہ ہو چکی ہے مگر میٹروں کی قلت کی وجہ سے ان کو بر وقت بجلی مہیا نہیں ہو سکی کوشش جاری ہے کہ کم سے کم وقت میں بجلی دے دی جائے گی ۔

(ج) یہ حقیقت ہے بوجہ عدم ترسیلی سٹاف لائن سپرنٹنڈنٹ جلالپور پیر والا کنکشن نہیں دے سکا تاہم کوشش کی جا رہی ہے کہ میٹروں کی فراہمی کا جلد از جلد بندوبست ہو جائے ۔

(د) اس سوال کا جواب واضح طور پر جزو (ج) میں دیا گیا ہے ۔

دیوان سید غلام عباس بخاری : جناب والا ! جناب وزیر موصوف نے جو جواب دیا ہے اس کے مطابق ایک سال ہو چکا ہے لوگوں نے سکیورٹی جمع کرائی ہے اور درخواستیں دی ہوئی ہیں ۔ جناب والا ! میں یہ وضاحت چاہوں

گا کہ واپڈا بغیر میٹروں کے کیسے چل رہا ہے اگر میٹر نہیں ہیں تو واپڈا کی ضرورت نہیں ہے اگر واپڈا ہے تو میٹر ہونے چاہئیں - تو مجھے یہ وضاحت فرمائی جائے کہ ایک سال کے باوجود ابھی میٹر مہیا نہیں کئے جا سکے - یہ تکلیف کب تک رفع ہوگی اور عوام کی یہ ضرورت کب تک پوری کی جائے گی کیونکہ ایک سال کا عرصہ اتنا عرصہ ہے کہ اس میں میٹر مہیا کئے جا سکتے تھے -

وزیر تعلیم : جناب والا ! ویسے ایک سال ابھی نہیں ہوا لیکن دوسری بات یہ ہے کہ صرف جلال پور پیر والا میں نہیں سارے پاکستان میں بجلی کے میٹروں کی کمی ہے - اس کی وجہ یہ ہے کہ یہاں پر میٹر کی جو manufacturing capacity ہے - پاکستان کے لئے کافی نہیں ہے اور ان کے لئے جو میٹریل ہے وہ بھی کافی نہیں تو اس لئے اب کچھ امپورٹ کئے جا رہے ہیں - ملک میں بھی بنتے ہیں - ان کو بھی کافی تیز کیا جا رہا ہے - اس خاص قصبے کے متعلق اس سلسلے میں جو جناب فاضل رکن کا اصرار ہے وہ میں واپڈا کو convey کر دوں گا کہ اس کی طرف فوری توجہ دیں -

چوہدری علی بہادر خاں : کیا وزیر موصوف یہ فرمائیں گے کہ پچھلے دنوں میٹروں کی کمی کی وجہ سے واپڈا نے یہ اجازت دے دی تھی کہ جو consumer بازار سے میٹر خرید کر لانا چاہے تو اس کو اجازت دے دیں کہ وہ خرید کر میٹر لگا لے لیکن اس کے بعد ابھی recently ایک ہفتہ ہوا کہ انہوں نے پھر یہ پابندی لگا دی کہ جو بازار سے خریدنا ہوا میٹر ہوگا اس کو ہم allow نہیں کریں گے حالانکہ گذشتہ دو تین مہینوں سے وہ allow کرتے رہے ہیں اگر پھر وہ رعایت دے دی جائے تو لوگوں کا مسئلہ حل ہوسکتا ہے - بازار سے میٹر آسانی سے مل جاتے ہیں -

مسٹر ڈپٹی سپیکر : کوئی ایسی سکیم آپ کے زیر غور ہے ؟

وزیر تعلیم : جناب والا ! یہ تو میں پتہ کر کے بتا سکتا ہوں لیکن بظاہر تو مجھے بڑی معقول بات معلوم ہوتی ہے کیونکہ مقصد تو میٹر حاصل کرنے کا ہے جہاں سے بھی مل جائے -

چوہدری علی بہادر خان : جناب والا ! یہ معلومات حاصل کرنے کے بعد اگر جناب یہ بات ٹھیک ہوئی اور بازار سے مل سکتے ہیں تو انہیں اجازت دے دیں گے تاکہ consumers بازار سے خرید کر واپڈا کو دے دیں اور وہ fix کر دے ۔

مسٹر ڈپٹی سپیکر : یہی بات تو انہوں نے کہی ہے ۔

چوہدری علی بہادر خان : جناب والا ! انہوں نے وعدہ نہیں فرمایا ۔

وزیر تعلیم : جناب والا ! یہ محکمہ ہمارے کنٹرول میں نہیں ہے ۔ اس کی ہسٹری یہ ہے کہ شروع میں ہم سوالوں کے جواب نہیں دیتے تھے ۔ پھر اپوزیشن والوں کے ساتھ ایک agreement ہو گیا کہ جو جواب وہ بھیج دیں ۔ وہی جواب آپ پڑھ دیا کریں تو اس طرح ہم جواب دیتے ہیں ۔

خان امیر عبد اللہ خان روکڑی : کیا جناب وزیر متعلقہ ان سے سفارش کریں گے ؟

وزیر تعلیم : جناب والا ! میں نوٹ کر رہا ہوں ۔ جتنے سوالات اب تک پیدا ہوئے ہیں ۔ انشاء اللہ ضرور سفارش کروں گا ۔

مواضعات تحصیل خوشاب ضلع سرگودھا کے عوام کو پینے کے پانی کی فراہمی

*4812 ۔ **ملک محمد اعظم :** کیا وزیر اعلیٰ از راہ کرم بیان فرمائیں گے کہ :

(الف) کیا یہ حقیقت ہے کہ مواضعات جسوال ، منگوال ، کوڑ تلوکر ، ناڑی تحصیل خوشاب ضلع سرگودھا کے عوام کو پینے کا پانی میسر نہیں ۔

(ب) کیا یہ بھی حقیقت ہے کہ متذکرہ مواضعات کے لئے پانی مہیا کرنے کی سکیمیں بنائی گئی تھیں جو ابھی تک کاغذی کارروائی

تک محدود ہیں ۔

(ج) اگر جزو (الف) و (ب) کا جواب اثبات میں ہے تو ان سکیموں پر کب سے کام شروع کیا جائے گا اور کب تک یہ مکمل ہو جائیں گی ؟

وزیر تعلیم (ڈاکٹر عبدالخالق) : (الف) جی ہاں ۔

(ب) سکیمیں بنائی گئی تھیں ۔ لیکن یہ درست نہیں ہے کہ یہ سکیمیں کاغذی کارروائی تک محدود ہیں ۔

(ج) موضع ناڑی کی سکیم پر کام شروع ہو چکا ہے ۔ سکیم اگلے مالی سال میں مکمل ہو جائے گی ۔ دوسرے مواضعات کی سکیمیں زیر کارروائی ہیں ۔ تاہم جس چشمے کے اوپر ان مواضعات کی اجتماعی سکیم کا انحصار ہے اس چشمے کی ملکیت متنازعہ ہے ۔ جس کی وجہ سے تدریے رکاوٹ ہے ۔

ملک محمد اعظم : کیا وزیر موصوف از راہ کرم بیان فرمائیں گے کہ اگر میں ان کے علم میں یہ بات لاؤں کہ یہ تنازعہ اشخاص کے درمیان نہیں ہے بلکہ یہ جو چشمہ ہے حکومت کی اراضی میں ہے اور ہو سکتا ہے کہ دو اضلاع میں جھگڑا ہو ، اگر ایسی بات ہو تو کیا اس کا جلد تصفیہ فرمایا جائے گا ؟

وزیر تعلیم : جناب والا ! یہ وارہ بندی کا مسئلہ ہے اور یہ واقعی دو اضلاع جہلم اور سرگودھا سے تعلق رکھتا ہے ۔ اس مسئلہ کو ہم ۔ take up کیا ہوا ہے کوشش کریں گے کہ جلدی حل ہو جائے کیونکہ ساری سکیم کا دار و مدار اسی چیز پر ہے ۔

جوہر آباد ضلع سرگودھا میں پینے کے پانی کی فراہمی

*4813 ۔ ملک محمد اعظم : کیا وزیر اعلیٰ از راہ کرم بیان فرمائیں گے کہ :

(الف) کیا یہ حقیقت ہے کہ جوہر آباد ضلع سرگودھا میں پینے کے پانی

کی ایک سکیم پر عملدرآمد ہو رہا ہے ۔ اگر ایسا ہے تو متذکرہ سکیم پر 31 دسمبر 1973ء تک کتنی رقم خرچ کی گئی ہے اور اس کی تکمیل کس مرحلہ میں ہے ۔

(ب) کیا یہ بھی حقیقت ہے کہ مذکورہ سکیم کے لئے جو رقم مختص کی تھی وہ ناکافی ہے اگر ایسا ہے تو مذکورہ سکیم کی تکمیل کے لئے کب تک معقول رقم مختص کی جائے گی اور متذکرہ سکیم کب تک مکمل ہو جائے گی ؟

وزیر تعلیم (ڈاکٹر عبد الخالق) : (الف) جی ہاں ۔ اس سکیم پر 31 دسمبر 1973ء تک 6,26,868 روپے خرچ ہو چکے ہیں اور اس سکیم کا کام ساٹھ فیصد مکمل ہو چکا ہے ۔

(ب) جی ہاں ۔ بقایا کام تخمینہ کے مطابق رقم کی فراہمی کے بعد اگلے مالی سال میں مکمل کیا جا سکے گا ۔

ملک محمد اعظم : کیا وزیر موصوف از راہ کرم بیان فرمائیں گے کہ اتنی خطیر رقم جو کہ اس understanding پر خرچ کی گئی تھی کہ جب یہ خرچ ہو جائے گی تو شہر کے کچھ حصہ کو کم از کم پانی مہیا کیا جا سکے گا ۔ لیکن کیا یہ درست ہے کہ ابھی تک کوئی پانی کسی حصہ کو مہیا نہیں کیا گیا ۔

وزیر تعلیم : جناب والا ! عرض یہ ہے پہلے سال 5 لاکھ 50 ہزار روپے ملے اور کام اصل میں 5 لاکھ 65 ہزار روپے کا ہوا ۔ دوسرے سال 2 لاکھ 65ہزار روپے ملے اس طرح کل 8 لاکھ 15 ہزار روپے خرچ ہو چکے ہیں ۔ باقی رقم 2 لاکھ 30 ہزار روپے اس کے لئے چاہئیں ۔ جب یہ رقم مل جائے گی تو پھر یہ سکیم مکمل ہو جائے گی فاضل رکن کا سوال یہ تھا کہ ابھی تک کسی کو فائدہ نہیں پہنچا اس لئے کہ سکیم پوری طرح مکمل نہیں ہوئی ۔

قصبہ سکندر آباد تحصیل شجاع آباد کو ٹاؤن کمیٹی کا درجہ دینا

* 4937 ۔ چوہدری علی بہادر خان : کیا وزیر اعلیٰ پہلے نشان زدہ سوال نمبر 2410 کے جواب کے حوالہ سے جو ایوان میں مورخہ 5 جون 1973ء کو دیا گیا از راہ کرم بیان فرمائیں گے کہ کیا یہ حقیقت ہے کہ قصبہ سکندر آباد تحصیل شجاع آباد کو ٹاؤن کمیٹی کا درجہ دینے کے لئے ایک سال گزرنے کے باوجود ابھی تک نوٹیفیکیشن جاری نہیں کیا گیا ۔ اگر ایسا ہے تو تاخیر کی کیا وجہ ہے ؟

وزیر تعلیم (ڈاکٹر عبدالخالق) : میرے صاحب موصوف کے گذشتہ سوال نمبر 2410 کے جواب میں اطلاع دی گئی تھی ۔ سکندر آباد ضلع ملتان کو ٹاؤن کمیٹی کا درجہ دینے کے لئے اعداد و شمار اکٹھے کئے جا رہے ہیں ۔ گو اعداد و شمار سے ظاہر ہوتا ہے کہ سکندر آباد کو ٹاؤن کمیٹی کا درجہ دیا جا سکتا ہے ۔ تاہم جب تک دستورالعمل بنیادی جمہوریت مجریہ 1959ء میں ترمیم جو کہ اسمبلی میں پیش ہے ۔ نہیں ہو جاتی اس وقت تک ٹاؤن کمیٹی تشکیل نہیں دی جا سکتی ۔

چوہدری علی بہادر خان : کیا وزیر موصوف از راہ کرم بیان فرمائیں گے کہ قانون کے پاس ہونے میں کتنے دن اور لگیں گے کیونکہ دو سال سے یہ مسئلہ التوا میں پڑا ہے ۔

مسٹر ڈپٹی سپیکر : تھوڑی تسلی دے دیں ۔

وزیر تعلیم : انشاء اللہ جلد ہو جائے گا ۔

صوبہ میں ترقیاتی منصوبوں کے لئے رقم کی تخصیص

* 4964 ۔ ملک داد محمد خان : کیا وزیر اعلیٰ از راہ کرم بیان فرمائیں گے کہ ۔

(الف) 1972-73ء اور 1973-74ء کے دوران پنجاب میں ترقیاتی

منصوبہ بندی کے لئے کتنی رقم مختص کی گئی تھی ۔

(ب) مذکورہ ہر دو برسوں میں کتنی رقم خرچ ہو چکی ہے اور ان رقوم سے کون کون سے ترقیاتی منصوبے مکمل کئے گئے ہیں ؟

وزیر تعلیم (ڈاکٹر عبدالخالق) : (الف) 73-1972ء اور 74-1973ء کے دوران پنجاب میں ترقیاتی پروگرام کے لئے ترمیم شدہ تخمینہ جات بالترتیب ایک ارب چھ کروڑ آٹھ لاکھ سولہ ہزار روپے اور ایک ارب اکتالیس کروڑ نو لاکھ اکتالیس ہزار روپے تھے ۔

(ب) 73-1972ء کے دوران پنجاب کے ترقیاتی پروگرام پر کل ایک ارب ایک کروڑ نو لاکھ پانچ ہزار روپے کی رقم صرف ہوئی ۔ 74-1973ء کے دوران ترقیاتی پروگرام پر ایک ارب اکتالیس کروڑ چھ لاکھ اکیانوے ہزار روپے خرچ کئے گئے ۔

73-1972ء اور 74-1973ء کے دوران جو منصوبے مکمل ہوئے ان کی فہرستیں بالترتیب گوشوارہ (الف) اور (ب) میں دی گئی ہیں ۔ تاہم یہ بات قابل ذکر ہے کہ کسی منصوبے کی تکمیل صرف اس بات پر منحصر نہیں ہوتی کہ اس کے لئے کسی ایک سال میں یا چند خاص سالوں میں کتنی رقم مختص کی گئی تھی ۔ رقم کی تخصیص سال بہ سال کی جاتی ہے اور ایک منصوبہ عام طور پر ایک یا دو سال سے زیادہ عرصہ میں مکمل ہوتا ہے ۔

APPENDIX 'A'

DEVELOPMENT SCHEMES COMPLETED DURING 1972-73.

Agriculture.

1. Replacement of bullocks.
2. Rapid Soil Fertility Survey and Soil Testing Institute.
3. Soan Valley Land Improvement Project.
4. Residential and Non-Residential Accommodation at Rice Research Institute, Kala Shah Kaku.

Animal Husbandry.

1. Provision of additional staff and facilities at the existing Vety. Hospitals and Dispensaries.
2. Post-graduate Training Fellowships in Animal Production Research and Extension.
3. Empolyment of 1500 Stock Assistants at Union Council level.
4. Distribution and Maintenance of Rams.
5. Lahore Milk Supply Scheme.
6. Destruction of Wild Boars.

Forestry.

1. Planting of 600 miles of PWD Roadside Landstrips in Multan Civil Division.
2. Survey of Feasibility of afforestation for special areas.

   Phase I.

   Phase II.
3. Introduction of Valuable Exotic Species.
4. Construction of Road from Depalpur to Depalpur Plantation.
5. Survey for afforestation of Suleman Hill Range.
6. Construction of Forest Distributory in Lal Sohara Irrigated Plantation in Multan Forest Region.
7. Collection of growth and Quick growing species.
8. Feasibility Survey Scheme for test bores in Dera Chali.

Fisheries.

1. Establishment of Fish Seed Farms and Nurseries at Jhelum, Sheikhupura and Jhang.
2. Utilization of Abandoned Irrigation Canals for fish culture.
3. Utilization of Saline water areas for fish culture.

Cooperatives.

1. Pak-German Institute of Cooparative Agriculture Chak 5 Faiz Multan.
2. Cooperative Consumer Society, Lahore.

Food Storage.

1. Construction of 67,000 tons capacity.
   a) Gujar Khan.
   b) Sihala.
   c) Lahore.
   d) Hafizabad.
   e) Pindi Ghab.
   f) Hasan Abdal.
   g) Jhelum.
   h) Sohawa.
   i) Chakwal.
   j) Lala Musa.
2. Providing Electric installation in House No. 2 Lyallpur.

PEOPLE WORKS PROGRAMME.

Sector	Physical Progress for the Year 972-73.	
	Completed	on going.
Communication.		
1. Metalled Road Mile	130	360
2. Treated Road ,,	51	125
3. Kacha Road ,,	521	240
4. Repair Road ,,	62	22
5. Street Pavement No.	46	47
6. Small Bridges.	12	10
7. Culverts.	125	466
Health.		
8. Hand pumps No.	32	3
9. Water Tank/diggies.	81	108
10. Civil Dispensaries.	26	32

11.	Drainages.	80	20
12.a)	Water Supply.	3	64
	Irrigation.		
12.	Tubewells No.	45	10
13.	Open Surface Wells.	34	64
14.	Small Dams.	11	15
15.	Water Courses.	3	—
	Education.		
16.	New Schools.	406	332
17.	Room added in old Schools or repair.	153	384
18.	Adult Literacy.	—	—
	Social Welfare & Housing.		
19.	Community Shops No.	18	58
20.	Housing units/Developed plots.	—	1
21.	Play Grounds.	491	748
22.	Industrial Homes for Women.	1171	
	Agriculture.		
23.	Veterinary Centres.	24	15
24.	Fish Culture.	—	—
25.	Afforestation.	1	—
25.	Tree Plantation.	54 lacs	—
27.	Soil Conservation.	—	—
28.	Sheeps Breeding.	3	—
29.	Agriculture Market centres.	—	—
30.	Orchard Growing.	—	—
31.	Development of poultry.	4	—
	Industry.		
32.	Cottage Industry.	1	
33.	Community/Agriculture Workshops.	—	—

Industries.

1. Small Industrien Estate, Lahore.
2. -do- Gujranwala.
3. -do- Gujrat.
4. -do- Bahawalpur.
5. Handicrafts Development Centre, Multan.
6. -do- Bahawalpur.
7. -do- Dera Nawab Sahib.
8. Development-cum-Training Centre for Carpet Industry, Talagang.
9. -do- Gujarkhan.
10. -do- Leiah.
11. -do- D.G. Khan.
12. Carpet Centre, Naushera, District Sargodha.
13. Matting Development Centre, Kot Adu.
14. Institute of Ceramics and Common Facility Centre for Potters, Gujrat.
15. Light Engineering Service Centre, Gujranwala.
16. Sports-goods Service Centre, Sialkot.
17. Electrical Appliance Cell at Metal Industries Development Centre, Sialkot.
18. Small Textile Industries Service Centre, Multan.
19. Installation of a turbine pump (tubewell) in the Government Press, Lahore.
20. Minor Works (Printing & Stationery Deptt.)
21. Minor Works (Directorate of Industries & Mineral Development.
22. Special Repairs -do-
23. Purchase of Land for new Forms Press at Kotlakhpat.

DEVELOPMENT SCHEMES COMPLETED DURING 1972-73.

Water (Irrigation)

1. Land to be acquired for inundation link channel for Depalpur Canal RD 0-16159.

2. Rehabilitataion and Reconditioning 9 -L Disty L.B.D.C.
3. Taunsa Project unit II.
4. Taunsa Project unit - III.
5. Installing Tubewells to improve intensity of Irrigation at Tail Depalpur Canal Nehranwala Disty.
6. Mopalka Tubewell Project.
7. Gogera Tubewell Scheme.
8. Lamma Distributory tubewell scheme.
9. Raj Rahim Disty. tubewell scheme.
10. Khanbella and Duphly Minor G.M.E.T/well scheme.
11. Allahabad and Melta Minor G.M.F.T/well scheme.
12. Bunwala G.M.F.T/well scheme.
13. Improving Aik Nala for the protection of Sialkot city and Cantt.
14. Constructing connection channels & Link water courses in SCARP II (in Mandi Bahauddin).
15. Constructing connecting channels and link water courses in SCARP II.
16. Constructing Paca link water courses in Lalian Reclamation scheme in SCARP II area.
17. Constructing Pacca link water courses in Khaddar Reclamation scheme in SCARP II area.
18. Flood protection works Naugran Village.
19. Construction of Flood Protection Bund dor Lalamusa Town.
20. Constructing protection works down stream Trimmu Barrage.
21. Cost of Additional releases down stream, Rasul Barrage.
22. Mianwali Riverain area tubewell scheme.
23. Remodelling bridge at Balloki Headworks.
24. Remodelling and repairing damaged syphon at RD 63450 main line upper U.C.C.

Transport and Communications.

1. Constructing Kala Kas Bridge in mile 190 of GT Road.
2. Constructing Bhai Khan Bridge in mile 138/3 of GT Road.

3. Widening of Sari Kala Kot Najibullah Road from mile 4/0 to 7/0.

4. Widening Taxila Bypass Road.

5. Widening and strengthening of GT Road from mile 23/0 to 43/0 (20' width).

6. Providing Dual Carriageway in Sheikhpura Town mile 22/4 to 24/5.

7. Detailed survey and designing Sheikhupura-Sargodha-Khushab Highway including Bridge.

8. Widening and reconditioning Shahpur Jhawarian Road from mile 0 to 10-37 (upto 12' width).

9. Providing culverts on Chiniot Sargodha Road art No. 28.

10. Improvement of Art No. 2 mile 140 to 141 of Shahpur city.

11. Raising and improving Battery of culverts mile 238/6-239/2.

12. Widening of Lyallpur Jhang Road mile 94 to 111.7.

13. Constructing Road from Ban Hafizjee to Chakrala.

14. Constructing a single Road from Kalabagh to Shakardara mile 19 in Mianwali.

15. Constructing Darya Khan Dullewala Road mile 0 to 18.47.

16. Constructing Bhakkar Khansar Road mile 0 to 18.47.

17. Constructing Art Road No. 3 mile 168.94 to 235.80

18. Constructing Mianwali Muzaffergrah road mile 34 to 90.25.

19. Construction of over head Bridge at Sahiwal.

20. Improvement of Sahiwal Arifwala Qaboola Bukan Bahawalnagar Road.

21. Decking of Sher Shah Bridge over Chenab between Multan and Muzaffargarh.

22. Construction of Mabarikpur Kotala Musa Khan Khairpur The Uch Panjnad Road.

23. Widening and improvement of Bahawalpur Chanigoth Road mile 0 to 49/2.

24. Constructing High Level Bridge over River Sutlej at Bahawalpur.

25. Improvement of Ahmadpur Uch Road.

26. Construction of Road from Kotla Pathan to junction of Rahimyar Khan.

27. Providing Additional spans to Bridge in mile 8 of Jalapur Marala Road.
28. Widening of Upper Chenab Bridge on Wazirabad Sialkot Kashmir Road.
29. Providing Multi Span culverts on Sialkot Pasrur Road.
30. Improving and widening Aminabad Link Road.
31. Construction of Bridges on Pattoki Chunain Road.
32. Improvement to Link Road Kana Kacha to Kana Kacha Railway Station.
33. Widening Reconditioning Gujrat Sargodha Road mile 70 to 83.

Urban and Rural Water Supply Schemes.

1. Urban Sewerage Scheme Gujranwala, Phase-III, Part I.
2. Urban Sewerage Scheme Gujranwala, Civil Line Area.
3. Urban Water Supply Scheme Daska.
4. Urban Water Supply Scheme Kamalia.
5. Urban Water Supply Scheme Mianwali.
6. Urban Godown at Gujranwala.
7. Store Godown at Lahore.
8. Survey and Investigation for providing Water Supply Scheme in Rural Area of Gujrat and Jhelum District.

Low Income Housing.

1. Development of Shadman Colony, Lahore (Phase III) Under Mental Hospital.
2. Development of Jail Area Scheme, Lahore.
3. Lahore Township Scheme Lahore.
4. Construction of C&D Type Colony, Lahore.
5. Purchase of 1 and 2 room quarters Lahore.
6. Jhang Statellite Town.
7. Construction of 68 Model House Santangar, Lahore.
8. People's Colony (Extns. Scheme), Lyallpur.
9. Gujranwala S. Te. (Extension), Scheme.
10. STS Gulmarg, Road, Rahimyar Khan.

Government Servants Housing.

1. Construction of Residential Accommodation for Field Staff of Buildings Department, at D.G. Khan.
2. Construction of Residential Accommodation for Field Staff of Buildings Department, at Bahawalpur.
3. Construction of Low Paid Government Servants Residential Estate, Lahore (Phase-I).
4. Construction of Quarter for Imam Maqua in Poonch House Staff Colony, Lahore.
5. Providing 2 Cusec Tubewell in GOR-II Lahore.
6. Providing Street Light in Poonch House Colony, Lahore.
7. Construction of Mosque in One Unit Colony, Multan.
8. Provision of Ceiling Fans in A and B type quarters in Poonch House Colony, Lahore.
9. Construction of quarter for Clerk of Court in District and Session Judge, Sialkot.
10. Construction of Residence for Administrative Civil Judge at Bahawalpur.
11. Construction of residence for Civil Judge at R.Y. Khan.
12. Construction of residence for Resident Magistrate Vehari District, Multan.
13. Construction of Ward damaged residential quarters at Police Station Burki.
14. Construction of Family Quarter for one A.S.I. and 5 F.Cs at Police Station Hasilpur.
15. Construction of Family Quarters for 1 S.I. 1 ASI, 1 HC, and 4 Foot Constables at P.S. Musafir Khana.
16. Construction of married Quarters for 2 S.Is., 2 ASI's and 6 Foot Constables at P.S. Kotwali, Jhang.

Government Offices and Buildings.

1. Construction of Office Accommodation for Provincial Buildings Division, Bahawalnagar.
2. Construction of Civil Court Building in the premises R.D.M's Court P.D. Khan.

3. Construction of Court room and Office for Judicial officers at Sahiwal.
4. Construction of War damaged P.S. Burki
5. Construction of War damaged P.S. Hadiara.
6. Construction of War damaged P.S. Miniala.
7. Construction of barracks for 60 F Cs. and 4 H.C.S. at City P.S./Sargodha.
8. Shifting of District Jail Lyallpur from its present site to new site.
9. Construction of underground Magazine at Unit H/Q Ranger at Bahawalpur.
10. Lecture and Training Hall of Civil Defence Training School, Lahore.
11. Construction Treasure Building and Guard Block at B. Nagar.
12. Revehation of Sub-Treasury at Khanpur.
13. Construction of New Strong room for Sub Treasury at Pindigheb.
14. Strengthening of Judicial Malkhana in Tehsil Buildings Pind-Dadan Khan, District Jhelum.
15. Addition and alteration in Judicial Lock up at Chakwal.
16. Construction of Public Shelter near S.D.M.O's Court at Gujarakhan.
17. Construction of court room for resident Magistrate Murree.
18. Construction of Malkhana in District Court at Bahawalpur.
19. Construction of Shed in Court compound of Tehsil Hasilpur.
20. Provision of Water S. installation in District Court Bahawalnagar.
21. Construction of Petition writer Shed in District Court B.Nagar.
22. Construction of Sub Tehsil Building at Gaggo.
23. Construction of Additional Accommodation for Judicial Lockup at Sahiwal.
24. Re-construction of Guard Room of National Bank of Pakistan and Treasury at Sahiwal.

25. Provision of Electric Installation in Tehsil Building Veharl, District Multan.

26. Provision of Electric Installation in Tehsil Bldgs. Shujabad (Distt. Multan).

27. Provision of Electric Installation in Tehsil Bldgs. (Mailsi Distt. Multan).

28. Provision of Electric Installation in Tehsil Bldgs. Lodhran (Distt. Multan).

29. Construction of Sub Tehsil at Rangpur Distt. M/garh (new scheme).

30. Construction of Munshi Khana in Civil Rest House at Leiah Distt. M. Garh.

31. Construction of Additional Accommodation in Judicial Lock up at Alipur Distt. M. Garh.

32. Extension of Judicial Lock up in Distt. Court Kasur.

33. Construction of Court Room for Touring Officers at G/wala.

34. Reconstruction of Damagad portion of Tehsil Bldgs. Wazirabad Distt. Gujranwala.

35. Reconstruction of Tehsil Office at Hafizabad, Distt. Gujranwala.

36. Rewiring of E.I. in District Court Room at G/wala.

37. Provision of Additional Racks in English Record Room in DC Office, Gujranwala.

38. Extension of Judicial Lock up in Distt. Courts, Sorgodha.

39. Extension of Record Room in Tehsil Building at Bhalwal Distt. Sargodha.

40. Re-construction and additions of P.I. Malkhana at Jhang.

41. Construction of Litigant's Shed in Distt. Court at Jhang.

42. Replacemant of D.C. mottor with A.C. Motor in Assembly, Chamber, Lahore.

EDUCATION

S. No.	Name of the Scheme	No. of Schools/ colleges.
1.	Opening of Primary Schools.	3300

2.	Provision of Buildings for Primary Schools	485
3.	Consolidation of Primary Schools.	1200 (buildings for 500).
4.	Upgradation of Primary Schools to Middle Standard.	200
5.	Upgradation of Middle Schools to higher standard.	32
6.	Construction of hostel for high Schools.	2 completed.
7.	Construction of comprahensive high schools.	3
8.	Opening of Intermediate Colleges	10
9.	Opening of Degree Colleges.	2
10.	Nationalized Colleges.	78 improved
11.	Scholarships.	on going programe.

Health

1. Rural Health Centres.
   - (*i*) Akalgarh, Gujranwala.
   - (*ii*) Aimanabad, Gujranwala.
   - (*iii*) Chiwanda, Sialkot.
   - (*iv*) Chillianwala, Gujrat.
   - (*v*) Mamukanjan, Lyallpur.
   - (*vi*) Motatatah, Multan.
   - (*vii*) Chak No. 45/12-1, Sahiwal.
   - (*viii*) Vehova, D.G. Khan.
   - (*ix*) Shahr-Farid Bahawalnagar.
   - (*x*) Garh Maraja Jhang.

APPENDIX 'B'

LIST OF SCHEMES COMPLETED DURING 1973-74.

Agriculture and Agricultural Credit.

1. Agricultural Development in SCARP II-A.

2. Tractor Operations in Flood Affected Areas.
3. Provision of 600 wheat thrashers on customer hire basis to the farmers in Punjab.
4. Micro-plot trials of wheat areas.

Animal Husbandry.

1. Provision of Medicines in 567 Union Councils where Stock Assistants have been provided.
2. Provision of staff for new hospitals and dispensaries.
3. Modernization of Animal Health Laboratory and Vety. Research.

Forestry.

1. Creation of Farm Forestry Cell.

Fisheries.

1. Development of Fisheries in Dams and Reservoirs.
2. Survey of Fisheries Resources.

Cooperative.

1. Introduction of Cooperative Mechanised Farming in Chaks Multan Zone.

Food Storage.

1. Providing additional storage accommodation of the capacity of 11,000 tons in wheat growing districts of Lahore Region.
2. Electrification of Godown at :—
   1. Sheikhupura
   2. Sialkot
   3. Lyallpur
   4. Gujrat
   5. Rawalpindi
   6. Gujranwala.
   7. Bahawalpur.
3. Construction of sheds for parking blowers/suckers units received with inflatable silos at Lahore, Sargodha, Rawalpindi and Multan.
4. Minor works for food godowns at different places in Lahore Region.

Peoples Works Programme.

Sector	Physical Progress for the year 1973-74	
	Completed	On going.
1973-74 July to June.		
Communications.		
1. Metalled Road (mls.)	133	281
2. Treated Road ,,	310	118
3. Katcha Road ,,	380	81
4. Small Bridges No.	8	6
5. Repair of Roads.	32	15
6. Culverts.	131	91
Health & Sanitation.		
7. Hand pumps. No.	654	4
8. Water Tank/diggies.	103	61
9. Civil Dispensaries.	45	46
10. Drainages/streets Pavement (yds)	1,20,750	23,500
11. Water supply.	70	28
Irrigation.		
12. Tubewell No.	126	3
13. Open surface well.	109	47
14. Small dams.	27	14
Education.		
15. New Schools.	336	284
16. Rooms added in old schools.	666	478
17. No of schools repaired.	9	5
Social Welfare & Housing.		
18. Community Centres.	15	17

19.	Housing plots developed areas.	14	4
20.	Play grounds.	1531	11
21.	Women Industrial Homes.	358	10
	Agriculture.		
22.	Veterinary Centres.	33	21
23.	Fish Culture.	—	1
24.	Afforestation (Scheme).	1	2
25.	Tree plantation (number).	9,10,000	—
26.	Soil Conservation (schemes)	2	
27.	Sheep breading (Schemes).	10	—
28.	Agriculture Marketing Centres.	1	—
29.	Orchard Growing Schemes.	1	1

Industries :

1. 3 Handicrafts shops at Lahore, Lyallpur and Sargodha.
2. Rubber & Plastic Research & Development Centre, Sialkot.
3. Small Industries Estate, Sialkot.
4. Minor Works (Directorate of Industries & Mineral Development).
5. Payment of Share of cost of land purchased for P.I.T.A.C.
6. Construction of fencing and office room for Government Coal Dump at Chichokimallian.
7. Construction of Boundry Wall around Government Weaving Centre, Shahdara.
8. Minor Works (Printing & Stationery Deptt.)

Water (Irrigation).

1. 4-L Ikhtiar and other distributory T/W Scheme.
2. Multan G.M.F.Tubewell scheme No.1.
3. Islamqaim Tubewell scheme Phase I.
4. -do- Phase II.
5. Amruka Tubewell scheme.

6. Padda Shahpur T/well scheme.
7. Constructing Chakbandi drainage system.
8. Procurement of Transport Vehicles for SCARP II-A.
9. Taunsa Project Unit I.
10. Thal Project including H/works
11. Mianwali Lift Irrigation Scheme.
12. Constructing drainage system in Thal area.
13. Constructing Charar drainage system.
14. Constructing Silt Ejection D.G. Khan.

Roads And Bridges

1. Widening and Improving of Sheikhupura Pindi Bhattian Sargodha Road Mile 51/6 to 67/3.
2. Widening and Improvement of Bhai Pheru-Balloki Road.
3. Widening of Lahore Sheikhupura Road 5/3 to 22/2 (including filling up of causeway.)
4. Widening and strengthening road from Pindi Bhattian to Chiniot.
5. Widening and Improving road from Shorkot Road to Shorkot Town.
6. Strengthening of Link Road along the bank of Chashma Jhelum Link and Paharpur Feeder Canal to Chashma Barrage (length 5.90 miles).
7. Widening West Pakistan Highway from Zahirpir to Trindo Mohammad Pannah Mile 466/0 to 496/6.
8. Metalling and Tarring Shahi road from mile 49/2 to 57/0 (7.75 miles).
9. Metalling and Tarring Shahi road from mile 57/0 to 62/0 (5 miles).
10. Widening and Strengthening of West Pakistan Highway Section Sadiqabad to Rahimyar Khan mile 423/4 to 434/4.
11. Widening Road from Rahimyar Khan crossing to Khanpur crossing mile 434/0 to 466/0.
12. Constructing Metalled Road from Pacca Lamu Nawan Kot from mile 0/0 to 6/0 (length 6 miles).

Rural & Urban Water Supplies

1. Urban Water Supply Scheme Jhelum.
2. Urban Water Supply Scheme Gujrat.
3. Urban Water Supply Scheme to Model Town and Southern side of Railway line at Khanpur.
4. Urban Rahimyarkhan Water Supply Scheme Phase III.
5. Urban Haroonabad Water Supply Scheme Phase II.
6. Urban Water Supply Scheme Campbellpur Phase II.
7. Drainage Scheme Gujranwala Phase III.
8. Rural Water Supply Scheme Fateh Jang.
9. Rural Water Supply Scheme Domel.
10. Rural Water Scheme Dahranwala.
11. Rural Water Scheme Fort Marot.
12. Rural Water Supply Scheme Kot Samabad.
13. Rural Water Supply Scheme Injra.
14. Extension Water Supply Scheme Kichiwali.
15. Extension Water Supply Scheme Jandwali
16. Extension Water Supply Scheme Faqirwali.
17. Water-Supply Scheme, Nowshera.
18. Water Supply Scheme, Farooqa.
19. Water Supply Scheme, Jaura Skasor.
20. Water Supply Scheme, Dherama.
21. Water Supply Scheme, Shapur Sadar.
22. Water Supply Scheme, Chak No. 22 N.P.
23. Water Supply Scheme, Sahiwal.
24. Water Supply Scheme, Chak No. 394, J.B.
25. Extension Water Supply Scheme Manun Kanjan.
26. Extension Water Supply Scheme Bacawana.
27. Extension Water Supply Scheme Qamar Mashani.
28. Extension Water Supply Scheme Jandawala.
29. Extension Water Supply Scheme Tabisar.

30. Extension Water Supply Scheme Kala Bagh

31. Extention Water Supply Scheme Chak No. 173-J

32. Water Supply Scheme Chak No. 118-P

33. Extension Water Supply Scheme Talagang.

Government Servants' Housing.

1. Construction of Family Quarters at Police Station Wazirabad, Distt: Gujranwala.

2. Two cuseca tubewell and 5000 galon capacity overhead reservoir in Wahdat Colony Lahore.

3. Construction of residential accommodation to the staff of Building Department at Bahawalpur.

4. Construction of residences for Administrative Civil Judges Bahawalpur and Civil Judges Ahmad pur East.

5. Construction of residence of Civil Judge at Rahimyar Khan.

6. Construction of residential accommodation for S.D.O. and two Overseers at D.G. Khan.

7. Construction of pooled residential accommodation for Deptt. at Muzaffargarh.

8. Construction of Family Quarters at P.S. Miani Distt. Sargodha.

9. Construction of residence for Civil Judge at Chakwal.

Government Offices and Buildings.

1. Construction of portion of Judicial Lookup at Police Station Lulliani.

2. Construction of Court Room for Touring Officer, Gujranwala.

3. Construction of Civil Court Buildings in the premises of S.D.M. Court. P.O. Khan.

4. Provision of additional tube-well and over-head reservoir in P.T.C. Sahala.

5. Construction of New Strong Room for Sub-Treasury at Pindigheb.

6. Construction of Public Shelter near the Court of S.D.M. Gujar Khan.

7. Construction of Court Room for the resident Magistrate at Gujar Khan.

8. Construction of Detective Training Centre at Sihala.

9. Sargodha Civil Division Construction of Barracks for 80 Foot Constables and 4 Head Constables at City Police Station, Sargodha.

10. Construction of Sub-Tehsil Building Gagoo.

11. Construction of additional accommodation for Judicial Lock up at Sahiwal.

12. Reconstruction of Guard Room of National Bank of Pakistan and Treasury, Sahiwal.

13. Construction of Court Room and Office for resident Magistrate, Depalpur.

14. Construction of Sub-Tehsil Building at Rangpur Distt. Muzaffargarh.

Education :

1.	Opening of Primary Schools in Economically Deprived Areas.	100
2.	Consolidation of Primary Schools.	1500 (building provided to 66 Shcools)
3.	Upgrading Primary Schools to middle Standard.	250 (buildngs provided to 60 Schools).
4.	Upgrading Middle Schools to High Standard.	150 (building provided to 25 Schools).
5.	Library Books and Professional Literature provided to High Schools	80
6.	Agro-Tech. Courses started in Middle and High Schools.	419

Health

1. Rural Health Centres.

(i) Ahmadpur Sial, Jhang.

(ii) Shahjiwana, Jhang.

(iii) Bahawana, Jhang.

(iv) Daryya Khan Mianwali.

(v) Kot Momin, Sargodha.

(vi) Chak No. 394/JB, Lyallpur.

(vii) Pir Mahal, Lyallpur.

(viii) Chak 30 J.B. Lyllpur.

میٹرک پاس محرران چونگی کو نئے سکیل کی عطائیگی

*4965 ۔ ملک شاہ محمد محسن : کیا وزیر اعلیٰ نشان زدہ سوال نمبر 3499 کے جواب کے حوالہ سے جو کہ مورخہ 14 جنوری 1974ء کو ایوان میں دیا گیا تھا از راہ کرم بیان فرمائیں گے کہ ۔

(الف) میٹرک پاس محرر چونگی کو نیا سکیل دینے کا جو معاملہ حکومت کے زیر غور تھا اس پر کوئی فیصلہ کر دیا گیا ہے ۔

(ب) اگر جزو (الف) کا جواب اثبات میں ہے تو نیا سکیل کب سے دیا جائے گا اور آیا یہ نیا سکیل صوبہ کی تمام بلدیات کے محرر چونگی کے لئے ہوگا ؟

وزیر تعلیم (ڈاکٹر عبدالخالق) : (الف) یہ معاملہ ابھی زیر غور ہے ۔

(ب) سوال پیدا نہیں ہوتا ۔

سائیکل رکشوں پر پابندی عائد کرنا

*5034 ۔ چوہدری علی بہادر خان : کیا وزیر اعلیٰ از راہ کرم بیان فرمائیں گے کہ ۔

(الف) کیا یہ درست ہے کہ بہاولپور شہر میں سائیکل ۔ رکشے آج کل بھی چل رہے ہیں اگر ایسا ہے تو ان کی تعداد کیا ہے ۔

(ب) کیا یہ بھی درست ہے کہ ایک رکشہ میں متعین تعداد سے زیادہ سواریاں بیٹھی ہوتی ہیں اور سامان بھی ہوتا ہے ۔

(ج) اگر جزو (الف) و (ب) کا جواب اثبات میں ہے تو کیا حکومت ان پر یہ پابندی لگانے کا ارادہ رکھتی ہے ؟

وزیر تعلیم (ڈاکٹر عبدالخالق) : (الف) جی ہاں موجودہ تعداد 1122 ہے ۔

(ب) جی ہاں دو سواریوں کے علاوہ معمولی سامان بھی ہو سکتا ہے ۔

(ج) فی الحال نہیں ۔ کیونکہ ایسا کرنے سے بہت سے معاشی اور معاشرتی مسائل پیدا ہو جائیں گے ۔

چوہدری علی بہادر خان : جناب والا ! سائیکل رکشا چلانا انسان کے لئے بہت مشکل کام ہے اور اس سے اور بھی معاشرتی مسائل پیدا ہو سکتے ہیں اگر حکومت اس مسئلے کو حل کرنا چاہے تو حل کر سکتی ہے اور حکومت اس کو کب تک حل کرے گی ؟

وزیر تعلیم : میرے خیال میں پاکستان کی جو حقیقت حال ہے کہ پاکستان میں لوگ اس سے بھی زیادہ مشکل اور خطرناک کام کرتے ہیں اور وہ کام ان کاموں کی نسبت بہت زیادہ خراب ہیں ۔ یہ اتنا خراب نہیں ہے ۔ ان کو کاروبار ملا ہوا ہے اور جو ہماری معاشی حالت ہے اور ہر سال rate of creation of employment کے مطابق میں سمجھتا ہوں کہ اس چیز کو ختم کرنے لئے جوں جوں وسائل میسر ہوں گے ۔ لوگوں کو ملازمتیں مل جائیں گی ۔ اس کے لئے کوئی عرصہ مقرر نہیں کیا جا سکتا ۔ یہ لوگ ضرور کام پر لگیں گے اور اس کے متعلق تفصیل سے جواب دینا بہت مشکل ہے کیونکہ یہ سوال بہت وسیع ہے ۔

پلوں کی کشادگی

***5180 ۔ سردار امجد حمید خان دستی :** کیا وزیر اعلیٰ از راہ کرم بیان فرمائیں گے کہ ۔

(الف) کیا یہ اس واقعہ ہے کہ لاہور کارپوریشن نے دو موریہ پل اور اک موریہ پل کو کشادہ کرنے کے لئے کچھ رقم محکمہ ریلوے کے حوالہ کی ہے اگر ایسا ہے تو یہ رقم کب اور کتنی دی گئی ۔

(ب) کیا محکمہ ریلوے نے حکومت کو کوئی یقین دلایا ہے کہ مذکورہ بالا دونوں پل کشادہ کر دیئے جائیں گے اگر ایسا ہے تو یہ پل کب تک کشادہ ہو جائیں گے ؟

وزیر تعلیم (ڈاکٹر عبدالخالق) : (الف) جی ہاں ۔ لاہور میونسپل کارپوریشن نے مورخہ 28.6.1973 کو دس لاکھ اور مورخہ 1.10.1973 کو چالیس لاکھ روپے کی رقم ریلوے کے حوالے کی ہے ۔

(ب) جی ہاں ۔ پاکستان ریلوے کی اطلاع کے مطابق دو موریہ پل اور اک موریہ پل بالترتیب 31 اکتوبر اور 31 دسمبر 1974ء تک مکمل ہونے کی امید ہے ۔

خان امیر عبداللہ خان روکڑی : کیا وزیر موصوف از راہ کرم بیان فرمائیں گے کہ کیا ریلوے نے کام شروع کر دیا ہے یا ابھی زیر تجویز ہے ۔

وزیر تعلیم : پل بنانے کا کام شروع کر دیا ہے ۔

ٹاؤن کمیٹی میلسی کی آمدن

*5399 ۔ قاضی محمد اسماعیل جاوید : کیا وزیر اعلیٰ از راہ کرم بیان فرمائیں گے کہ ۔

(الف) ٹاؤن کمیٹی میلسی کو 1972.73ء اور 1973.74ء میں کن کن ذرائع سے کتنی آمدن ہوئی ۔

(ب) مذکورہ مدت میں کن کن کاموں پر کتنی رقم صرف ہوئی؟

وزیر تعلیم (ڈاکٹر عبدالخالق) : (الف) ٹاؤن کمیٹی میلسی کو 1972.73ء میں محصول چونگی، دھرت ٹیس، کرایہ جات وغیرہ کل بائیس ذرائع سے مبلغ 5,65,444 روپے آمدنی ہوئی اور 1973.74ء میں 30 اپریل 1974ء تک کل اٹھارہ ذرائع سے مبلغ 5,57,345

روپے آمدنی ہوئی ہر دو کی تفصیلات Annexure 'A' میں دی گئی ہیں جو *ایوان کی میز پر رکھ دی گئی ہیں -

(ب) 72-1973ء میں عملہ تعمیرات ترقیاتی کاموں پر مبلغ 16,955 روپے خرچ ہوئے اور 74-1973ء 30 اپریل 1974ء تک مبلغ 5,32,686 روپے خرچ ہو چکے ہیں تفصیلات Annexure 'B' میں دی گئی ہیں - *جو ایوان کی میز پر رکھ دی گئی ہیں -

قاضی محمد اسماعیل جاوید : کیا وزیر موصوف از راہ کرم بیان فرمائیں گے کہ 22 ذرائع 5,65,444 روپے آمدنی ہوئی اور 74-1973ء میں 30 اپریل 1974 تک کل الٹھاوہ ذرائع سے مبلغ 5,57,345 روپے آمدنی ہوئی ، وہ کون سے چار ذرائع آمدنی ہیں جن کو ختم کیا گیا ہے -

وزیر تعلیم : اگر جناب والا مناسب سمجھیں تو سوال کو repeat کر دیں - کیونکہ فاضل رکن کا جو سوال ہے کہ "کن کن ذرائع سے" اس کا جواب دینا ہے -

مسٹر ڈپٹی سپیکر : فاضل رکن پوچھ رہے ہیں کہ کون کون سے ذرائع ختم ہوئے ہیں -

وزیر تعلیم : اسی لئے میں نے عرض کیا ہے کہ اس کو repeat کر دیں - جواب کاف موجود نہیں ہے -

قاضی محمد اسماعیل جاوید : اسی کا ضمنی سوال ہے -

مسٹر ڈپٹی سپیکر : سوال repeat کر دیا ہے -

ٹاؤن کمیٹی میلسی کا محکمہ واپڈا کے ذمے محصول چونگی کا واجب الادا سرمایہ

*5402 - **قاضی محمد اسماعیل جاوید :** کیا وزیر اعلیٰ از راہ کرم بیان فرمائیں گے کہ -

(الف) کیا یہ درست ہے کہ محکمہ واپڈا کے ذمہ ٹاؤن کمیٹی میلسی

---

*تفصیلات آخر میں ملاحظہ فرمائیں -

کا چھتر ہزار روپیہ محصول چونگی کا واجب الادا ہے اور حکمہ کافی عرصہ سے رقم دینے سے گریز کر رہا ہے۔

(ب) اگر جزو (الف) کا جواب اثبات میں ہے تو کیا وزیر موصوف یہ روپیہ کمیٹی کو دلوائیں گے تا کہ یہ روپیہ نئے ترقیاتی منصوبوں پر خرچ کیا جا سکے؟

وزیر تعلیم (ڈاکٹر عبدالخالق) : (الف) یہ درست ہے کہ محکمہ وائلڈ کے ذمہ ٹاؤن کمیٹی میلسی کا چھتر ہزار دو سو چھتیس روپیہ تریسٹھ پیسے محصول چونگی کا واجب الادا ہے۔ ٹاؤن کمیٹی کو رقم کی ادائیگی کا معاملہ سندھ طاس کے ترقیاتی بورڈ کو پیش کیا گیا تھا جس نے اس کی منظوری دے دی ہے۔

(ب) ٹاؤن کمیٹی کو مبلغ چھتر ہزار دو سو چھتیس روپے تریسٹھ پیسے کی رقم بذریعہ چیک نمبر A/12-781260 بتاریخ 20 مئی 1974ء ادا کر دی گئی ہے۔

قاضی عبداسماعیل جاوید : جناب والا! چونکہ جواب دوبارہ آیا ہے اس میں ایک ضمنی سوال داخل کر لیں۔

مسٹر ڈپٹی سپیکر : ضمنی سوال شامل نہیں ہو سکتا آپ ایسا کریں کہ آپ وزیر صاحب کے کمرے میں یا ان کے پارلیمنٹری سیکرٹری کے کمرے میں جا کر مل لیں۔

بہاولنگر شہر میں واٹر سپلائی سکیم

*5506۔ رانا مراتب علی خان : کیا وزیر اعلیٰ از راہ کرم بیان فرمائیں گے کہ :

(الف) کیا یہ امر واقعہ ہے کہ بہاول نگر شہر کی کثیر آبادی کو واٹر سپلائی سکیم کے ذریعے صاف پینے کا پانی مہیا کیا جا رہا ہے۔

(ب) کیا یہ حقیقت ہے کہ اس تشویش ناک صورت حال کے ازالہ کے لئے شہر جھاولنگر کے عوام نے بار بار حکومت سے مطالبہ کیا ہے لیکن ہنوز اس اہم انسانی مسئلہ پر ضروری توجہ نہیں دی گئی ۔

(ج) اگر جزو (الف) و (ب) کا جواب اثبات میں ہے تو کیا حکومت نے اس مستقل تکلیف کے ازالہ کے لئے کوئی جامع سکیم مرتب کی ہے ۔ اگر ایسا ہے تو اس پر کب تک عمل ہونے کی توقع ہے ؟

وزیر تعلیم (ڈاکٹر عبدالخالق) : (الف) جی نہیں ۔

(ب) جی نہیں ۔

(ج) جواب اثبات میں نہیں ۔

میاں منظور احمد موہل : وزیر موصوف نے "جی نہیں" ۔ "جی نہیں" جواب دیا ہے ۔ یہ بالکل غلط ہے ۔ میں بھی جھاولنگر سے تعلق رکھتا ہوں وہاں کا پانی نہایت مضر صحت تھا دو ٹیوب ویل اسی لئے بند ہو گئے ہیں اور چار نئے جاری کئے ہیں ۔ 50 لاکھ روپے اس کے لئے منظور کئے گئے ہیں اور اس سے بڑی غلط رپورٹنگ اسمبلی کے سیشن میں نہیں ہو سکتی ۔

مسٹر ڈپٹی سپیکر : آپ کیا چاہتے ہیں یہ آپ کا ضمنی سوال نہیں ۔

میاں منظور احمد موہل : یہ ضمنی سوال نہیں ہے ۔ یہ ایک protest ہے کہ وزیر موصوف کو محکمہ نے غلط رپورٹنگ دی ہے ۔

مسٹر ڈپٹی سپیکر : Protest کے لئے رولز چاہئیں ۔

راؤ مراتب علی خان: جناب والا ! میں یہ عرض کرنا چاہتا ہوں کہ یہ جواب صریحاً غلط ہے کیا وزیر موصوف اگر یہ جواب غلط ثابت ہو تو معلوماتی ذریعے کے خلاف کارروائی کریں گے ۔

وزیر تعلیم : جناب والا ! مجھے یہ اطلاعات فراہم کی گئی ہیں ۔ میرا محکمہ یہ نہیں اور میں وزیر اعلیٰ کی جگہہ جواب دے رہا ہوں ۔ بہر حال میں اس

کی ذمہ داری لیتا ہوں کہ میں تحقیقات کروں گا اور میں امید کرتا ہوں کہ فاضل رکن بھی اس میں مدد دیں گے اگر کسی نے جان بوجھ کر غلط اطلاع دی ہے تو اس کے خلاف مناسب تادیبی کارروائی کی جائے گی۔

راؤ مراتب علی خان : جناب یہ جواب سو فیصدی غلط فراہم کیا گیا ہے اور انتہائی افسوس ہے کہ اتنے بڑے ایوان میں اتنی بڑی جھوٹی اطلاع فراہم کی گئی ہے۔

مسٹر ڈپٹی سپیکر : اب تو یقین دہانی ہو گئی ہے کہ اگر یہ اطلاع غلط فراہم کی گئی ہے تو اس کی تحقیقات کرائی جائے گی۔

ضلع بہاولنگر میں سیم اور تھور کا انسداد

* 5515 ۔ راؤ مراتب علی خان : کیا وزیر اعلیٰ از راہ کرم بیان فرمائیں گے کہ۔

(الف) کیا یہ امر واقعہ ہے کہ ضلع بہاولنگر میں واقع دو تحصیلیں منچن آباد اور بہاولنگر کثیراً سیم اور تھور کا شکار ہو چکی ہیں اور فورٹ عباس و چشماں کا 1/4 حصہ سیم اور تھور کی لپیٹ میں آ چکا ہے جس کے باعث زرعی معیشت شدید حد تک متاثر ہو چکی ہے اور اس صورت حال سے عام زمینداروں اور کسانوں میں بے چینی و مایوسی پیدا ہو چکی ہے۔

(ب) کیا یہ بھی امر واقعہ ہے کہ حکومت نے صوبہ پنجاب میں سیم اور تھور کے خاتمہ کے لئے ایک جامع منصوبہ بنایا ہے۔

(ج) کیا یہ بھی امر واقعہ ہے کہ وزیر اعلیٰ حکومت پنجاب نے سیم اور تھور کے مکمل خاتمہ کے لئے حکام مجاز کی فوری توجہ مبذول کرائی ہے اور واضح ہدایات دی ہیں۔ اگر ایسا ہے تو کیا ضلع بہاولنگر کا متاثرہ زرعی رقبہ جو ہر لحاظ سے کمایاں پیداواری نتائج کا حامل ہے کو ایسی سکیم کو عملی جامہ پہنانے میں اول ترجیح دی جائے گی ؟

وزیر تعلیم (ڈاکٹر عبدالخالق) : (الف) اس میں کوئی شبہ نہیں کہ ضلع بہاولنگر کا بیشتر رقبہ سیم اور تھور سے متاثر ہو چکا ہے - اس سلسلہ میں مزید اعداد و شمار محکمہ آبپاشی سے حاصل کئے جا سکتے ہیں -

(ب) اور (ج) حکومت پاکستان نے سارے ملک میں سیم اور تھور پر قابو پانے کے لئے ایک منصوبہ مرتب کیا ہے اس منصوبہ کے تحت صوبہ پنجاب کے عملی پروگرام پر حکومت پنجاب نے حال ہی میں نظر ثانی کی ہے اور ضلع بہاولنگر کے زیادہ متاثرہ علاقہ کو اول ترجیحی رقبوں میں شامل کرنے کی سفارش کی ہے تاکہ اس علاقہ میں سیم اور تھور پر قابو پانے کی سکیم کو تشکیل دینے کے بعد اس کو عملی جامہ پہنانے کا کام اگلے مالی سال کے وسط تک شروع کیا جا سکے -

راؤ مراتب علی خان : جناب ! یہ متاثرہ علاقہ چار تحصیلوں میں ہے - تو وہ کون سا علاقہ ہے جس کو اولاً ترجیح دی جائے گی -

وزیر تعلیم : جناب والا ! جو علاقہ سیم اور تھور کی لپیٹ میں آ چکا ہے یہ سوال اسی علاقے سے تعلق رکھتا ہے - سیم اور تھور کے علاقے کے بھی گریڈ ہوتے ہیں - تو ان گریڈز کے مطابق جو علاقہ سیم اور تھور سے زیادہ متاثر ہوگا اس کو ترجیح دی جائے گی - فاضل ممبر جانتے ہیں کہ ایسے علاقے کسی ایک تحصیل کی حدود میں نہیں - کئی ایک تھانے کی حدود میں نہیں بلکہ وہ مختلف تھانوں اور مختلف تحصیلوں میں واقع ہیں - یہ تو نقشے کی مدد سے ہی سمجھا جا سکتا ہے کہ کون سے علاقے زیادہ متاثر ہیں - بہر حال یہ علاقے ان تحصیلوں میں ہیں جن کا فاضل رکن نے جواب مانگا ہے -

راؤ مراتب علی خان : جناب والا ! میں دریافت کرنا چاہتا ہوں کہ اس میں تو کوئی بد دیانتی نہیں ہوگی اور آپ اطمینان دلائیں کہ جو علاقہ زیادہ متاثر ہے اس پر پہلے کام شروع کیا جائے گا -

مسٹر فرش سپیکر : یہی بات تو انہوں نے کہی ہے -

گندے پانی کی نکاسی

* 5677 ۔ سید ناظم حسین شاہ : کیا وزیر اعلیٰ از راہ کرم بیان فرمائیں گے کہ ۔

(الف) کیا یہ امر واقعہ ہے کہ کمہار منڈی نزد ریلوے پل ملتان شہر میں گندے پانی کا کافی ذخیرہ موجود ہے جو نزدیکی ہینڈ پمپوں پر بھی اثر انداز ہو رہا ہے ۔

(ب) کیا یہ بھی امر واقعہ ہے کہ مذکورہ علاقہ کے عوام نے گندے پانی کے نکاس کے سلسلہ میں حکام بالا اور میونسپل کمیٹی ملتان سے کئی بار رابطہ قائم کیا ہے ۔

(ج) اگر جزو (الف) و (ب) بالا کا جواب اثبات میں ہے تو کیا حکومت مذکورہ علاقہ سے گندے پانی کی نکاسی کا فی الفور بندوبست کرنے کا ارادہ رکھتی ہے؟

وزیر تعلیم (ڈاکٹر عبدالخالق) : (الف) جی ہاں ۔

(ب) جی ہاں ۔

(ج) میونسپل کمیٹی ملتان نے گندے پانی کے اخراج کے لئے منصوبہ تیار کر لیا ہے ۔ جس پر جلد ہی کام شروع کر دیا جائے گا ۔

پینے کے پانی کی بہم رسانی

* 5678 ۔ سید ناظم حسین شاہ : کیا وزیر اعلیٰ از راہ کرم بیان فرمائیں گے کہ ۔

(الف) کیا یہ امر واقعہ ہے کہ کمہار منڈی ملتان شہر کی تقریباً بیس ہزار سے زائد نفوس پر مشتمل آبادی کے لئے پینے کے پانی کی بہم رسانی کے لئے کوئی انتظامات نہیں ۔

(ب) کیا یہ بھی امر واقعہ ہے کہ مذکورہ علاقہ کے باشندے ہینڈ پمپوں کا مضر صحت پانی استعمال کر رہے ہیں اور انہوں

نے اس سلسلہ میں متعدد بار میونسپل کمیٹی ملتان سے پانی کے پائپ بچھانے کی گذارش کی ہے ۔

(ج) اگر جزو (الف) و (ب) بالا کا جواب اثبات میں ہے تو کیا حکومت مذکورہ علاقہ میں پانی کی ٹینکی تعمیر کرنے کا ارادہ رکھتی ہے ۔ اگر ایسا ہے تو کب تک ؟

وزیر تعلیم (ڈاکٹر عبدالخالق) : (الف) یہ درست نہیں ۔

(ب) ہینڈ پمپ اکثر علاقوں میں پینے کے پانی کے لئے مستقل ہیں ۔ ضروری نہیں کہ یہ پانی مضر صحت ہو ۔ کمہار منڈی کے اکثر علاقے میں پائپ لائن بھی بچھا دی گئی ہے ۔ باشندگان جب چاہیں پانی کا کنکشن حاصل کر سکتے ہیں ۔

(ج) جس حصہ میں ابھی تک پائپ نہیں بچھایا گیا ۔ وہاں بھی پائپ بچھانے کا منصوبہ تیار کیا جا رہا ہے ۔

کچے راستے کی پختگی

* 5688 . **چوہدری منظور احمد :** کیا وزیر اعلیٰ از راہ کرم بیان فرمائیں گے کہ ۔

(الف) کیا یہ امر واقعہ ہے کہ چک 46 جنوبی تا چک 86 جنوبی ضلع سرگودھا ایک پختہ سڑک موجود ہے ۔

(ب) کیا یہ بھی امر واقعہ ہے کہ چک 86 جنوبی مذکورہ سڑک سے تقریباً پون میل دور ہے اور اس پون میل میں صرف ایک کچا راستہ ہے ۔ جس کی وجہ سے عوام کو بہت تکلیف اٹھانی پڑتی ہے ۔

(ج) اگر جزو (ب) بالا کا جواب اثبات میں ہے تو کیا حکومت مذکورہ کچی سڑک کے پون میل حصہ کو پختہ کرنے کا ارادہ رکھتی ہے اگر ایسا ہے تو کب تک اور اگر نہیں تو کیوں ؟

وزیر تعلیم (ڈاکٹر عبدالخالق) : (الف) جی ہاں درست ہے ۔

(ب) جی ہاں ۔

(ج) عوامی تعمیراتی پروگرام کے تحت منصوبوں کی منظوری کا مکمل اختیار پبلک ڈسٹرکٹ ورکس کونسلوں کو ہے جن کے فیصلے عوامی نمائندگان کے باہمی مشورے سے ہوتے ہیں سڑک مذکورہ کے بارہ میں تحصیل سرگودھا کی عوامی تعمیراتی کمیٹی نے 1973-74ء میں کوئی رقم مختص نہیں کی ۔ ڈسٹرکٹ ورکس کونسل اس کی مجاز ہے کہ اس سڑک کی تعمیر کو اگلے سال کے پروگرام میں شامل کر لے ۔

مسٹر ڈپٹی سپیکر : سوالات کا وقفہ ختم ہوا ۔ اب اراکین اسمبلی کی رخصت کی درخواستیں لی جائیں گی ۔

اراکین اسمبلی کی رخصت

سردار نذر محمد خان جتوئی

سیکرٹری اسمبلی : مندرجہ ذیل درخواست سردار نذر محمد خان جتوئی ممبر صوبائی اسمبلی کی طرف سے موصول ہوئی ہے :

میں بوجہ تکلیف 1-10-74 تا 4-10-74 تک اجلاس میں حاضر ہونے سے قاصر رہا ہوں ۔ برائے مہربانی ان ایام کی رخصت منظور فرمائی جاوے ۔ نوازش ہوگی ۔

مسٹر ڈپٹی سپیکر : سوال یہ ہے :

کہ مطلوبہ رخصت منظور کر دی جائے ۔

(تحریک منظور کی گئی)

راجہ منور احمد

سیکرٹری اسمبلی : مندرجہ ذیل درخواست راجہ منور احمد صاحب ممبر صوبائی اسمبلی کی طرف سے موصول ہوئی ہے :

I could not attend the meeting of public Accounts Committee held on 29.8.74 due to illness. Please request the house to kindly grant me the leave for 29.8.74.
Thanking you.

مسٹر ڈپٹی سپیکر : سوال یہ ہے :

کہ مطلوبہ رخصت منظور کر دی جائے۔

(تحریک منظور کی گئی)

بیگم بلقیس حبیب اللہ

سیکرٹری اسمبلی : مندرجہ ذیل درخواست بیگم بلقیس حبیب اللہ صاحب ممبر صوبائی اسمبلی کی طرف سے موصول ہوئی ہے :

میں بروز جمعہ 4 اکتوبر کو اجلاس میں بوجہ بیماری حاضر نہیں ہو سکی۔ اس لئے مجھے رخصت دی جائے۔

مسٹر ڈپٹی سپیکر : سوال یہ ہے :

کہ مطلوبہ رخصت منظور کر دی جائے۔

(تحریک منظور کی گئی)

راجہ [illegible] خان

سیکرٹری اسمبلی : مندرجہ ذیل درخواست راجہ [illegible] خان صاحب ممبر صوبائی اسمبلی کی طرف سے موصول ہوئی ہے :

میں آج مورخہ 9-10-74 بوجہ بیمار ہونے کے اجلاس حاضر نہیں ہو سکتا ۔ برائے مہربانی ایک روز کی رخصت عطا فرمائی جائے ۔

مسٹر ڈپٹی سپیکر : سوال یہ ہے :

کہ مطلوبہ رخصت منظور کر دی جائے ۔

(تحریک منظور کی گئی)

حاجی [illegible] علی خان

سیکرٹری اسمبلی : مندرجہ ذیل درخواست [illegible] صاحب ممبر صوبائی اسمبلی کی طرف سے موصول ہوئی ہے :

گزارش ہے کہ مورخہ 18-7-74 کو بوجہ بخار کے لوکل گورنمنٹ کی کمیٹی میٹنگ میں شرکت نہیں کر سکا ۔ رخصت عطا فرمائی جاوے ۔

مسٹر ڈپٹی سپیکر : سوال یہ ہے :

کہ مطلوبہ رخصت منظور کر دی جائے ۔

(تحریک منظور کی گئی)

مسٹر نذیر حسین منصور

سیکرٹری اسمبلی : مندرجہ ذیل درخواست مسٹر نذیر حسین منصور صاحب ممبر صوبائی اسمبلی کی طرف سے موصول ہوئی ہے :

Most Respectfully I beg to request for the grant of leave from 3. 10. 74 to 6. 10. 74 as I was unable to be present in the session due to my illness. Kindly grant and oblige.

مسٹر ڈپٹی سپیکر : سوال یہ ہے :

کہ مطلوبہ رخصت منظور کر دی جائے۔

(تحریک منظور کی گئی)

چوہدری عبدالعزیز ڈوگر

سیکرٹری اسمبلی : مندرجہ ذیل درخوست چوہدری عبدالعزیز ڈوگر صاحب ممبر صوبائی اسمبلی کی طرف سے موصول ہوئی ہے :

I could not attend the Assembly Session due to illness on 8th October. Leave may kindly be granted for the same-day.

مسٹر ڈپٹی سپیکر : سوال یہ ہے :

کہ مطلوبہ رخصت منظور کر دی جائے۔

(تحریک منظور کی گئی)

چوہدری علی محمد خادم

سیکرٹری اسمبلی : مندرجہ ذیل درخواست چوہدری علی محمد خادم صاحب ممبر صوبائی اسمبلی کی طرف سے موصول ہوئی ہے ۔

گزارش ہے کہ بوجہ طبیعت کی ناسازی اجلاس میں شرکت نہیں کر سکا ۔ مہربانی فرما کر مورخہ 7 اکتوبر 1974ء کی رخصت فرمائی جاوے ۔

مسٹر ڈپٹی سپیکر : سوال یہ ہے :

کہ مطلوبہ رخصت منظور کر دی جائے

(تحریک منظور کی گئی)

چوہدری فرزند علی

سیکرٹری اسمبلی : مندرجہ ذیل درخواست چوہدری فرزند علی صاحب ممبر صوبائی اسمبلی کی طرف سے موصول ہوئی ہے :

گزارش ہے کہ بندہ بوجہ بیماری 4-7-8/10/74 کو حاضر اجلاس نہیں ہو سکا ۔ رخصت عطا فرمائی جائے ۔

مسٹر ڈپٹی سپیکر : سوال یہ ہے :

کہ مطلوبہ رخصت منظور کر دی جائے ۔

(تحریک منظور کی گئی)

(اس مرحلہ پر سپیکر کرسی صدارت پر متمکن ہوئے)

تحاویکہ التوائے کار

نشتر میڈیکل کالج میں انستھیسیا کے ماہر نہ ہونے کی وجہ سے تمام اپریشنوں کا بند ہو جانا

مسٹر سپیکر: یہ تحریک التوا حاجی محمد سیف اللہ خان کی ہے جو میں نے اس دن پڑھی تھی ۔ حاجی صاحب کہاں ہیں ۔

In accordance with rules it has been received.

سید تابش الوری: جی ہاں ! وہ تو آپ پہلے ہی admit کر چکے ہیں ۔ یہ آپ نے آج کے لئے رکھی تھی ۔

مسٹر سپیکر: تو حاجی صاحب آ جائیں پھر ہم یہ تحریک التوا لیتے ہیں ۔ اب تحریک التوا نمبر 37 ہے جو آج کے لئے رکھی گئی تھی ۔ یہ نشتر میڈیکل کالج کے Anaesthesia کے ماہرین کے متعلق ہے ۔ میں یہ دوبارہ پڑھ دیتا ہوں ۔ یہ پہلے ہی حاجی صاحب کی موجودگی میں پڑھ دی گئی تھی ۔ حاجی محمد سیف اللہ خان یہ تحریک پیش کرنے کی اجازت طلب کرتے ہیں کہ اہمیت عامہ رکھنے والے ایک اہم اور فوری مسئلہ کو زیر بحث لانے کے لئے اسمبلی کی کارروائی ملتوی کی جائے ۔ مسئلہ یہ ہے کہ روزنامہ مشرق مورخہ یکم اگست 1974ء میں شائع ہونے والی اس خبر کے مطابق کہ نشتر میڈیکل کالج میں انستھیسیا کے ماہروں کے نہ ہونے کی وجہ سے تمام اپریشن بند کر دئے گئے ہیں اور اب صرف ہنگامی صورت میں آنے والے مریضوں کے آپریشن کئے جا سکیں گے ۔ ہسپتال کے ایک ترجمان کے مطابق اس مقصد کے لئے آلہ آسامیاں رکھی گئی ہیں ۔ وہاں صرف دو افراد کام کر رہے ہیں ۔ اس صورت حال سے عوام میں سخت اضطراب ۔ بے چینی اور شدید غم و غصہ پایا جاتا ہے

وزیر صحت (بریگیڈیر چوہدری صاحبداد خان): جناب والا ! نشتر ہسپتال میں Anaesthesia کی خالی اسامیاں گزشتہ ماہ میں تین اور Assistant Anaesthesiat کی پانچ ہیں ۔ کل آٹھ اسامیاں ہیں ۔

مسٹر سپیکر : چھ نہیں آٹھ ہیں ۔

وزیر صحت : یہ صحیح ہے کہ Anaesthesia کی مجموعی پانچوں اسامیاں خالی پڑی ہیں ، کیونکہ ہمیں ڈاکٹر نہیں مل رہے ۔ یہ بالکل صحیح ہے کہ یکم اگست سے 30 اگست تک صرف ضروری اور ہنگامی نوعیت کے اپریشن ہوتے رہے ہیں ۔ کیونکہ اس وقت Anaesthesia کی ڈاکٹر خورشید بیگم گرمیوں کی چھٹیوں پر ہیں ۔ صرف دو Anaesthesia کے ڈاکٹر کام کر رہے ہیں ۔ یہ ممکن نہ تھا کہ وہ لگاتار چوبیس گھنٹے وہاں ڈیوٹی پر حاضر رہتے ۔ اب یکم اکتوبر سے ڈاکٹر صاحبہ واپس تشریف لے آئی ہیں ۔ کام ہو رہا ہے اور معمول سے پھر بھی پچاس فی صد کم ہے ۔ یہ کوشش ہو رہی ہے کہ ہمیں اور ڈاکٹر ، خاص طور پر Anaesthesia کے ڈاکٹر مل سکیں ۔ ان کا Non-practising الاؤنس بھی نئی جاری کردہ مراعات کے مطابق دگنا کر دیا گیا ہے ۔ لیکن افسوس ہے کہ نہ تو ڈاکٹر مل رہے ہیں اور نہ جو ڈاکٹر آج کل کام پر آ رہے ہیں ۔ جہاں تک حکومت کا تعلق ہے ہم پوری کوشش کر رہے ہیں کہ یہ اسامیاں پر ہو جائیں اور لوگوں کی تکالیف دور ہو جائیں ۔ اس سے میں یہ سمجھتا ہوں کہ ایسی کوئی کوتاہی حکومت کی طرف سے نہیں ہوئی جس سے کہ یہ سمجھا جائے کہ نشتر میڈیکل ہسپتال میں حکومت کی وجہ سے ایسی کوئی چیز ہوئی ہے جس کا اثر پڑا ہے ۔

راجہ محمد افضل خان : پوائنٹ آف آرڈر جناب والا ! تحاریک التوا کے متعلق گزارش ہے کہ جو حالات حاضرہ کے متعلق تحاریک التوا ہیں ان کو ترجیح دی جائے ۔ جب سے اسمبلی شروع ہوئی ہے ہم ماضی کو ڈسکس کر رہے ہیں اور عوام کو ایسا تاثر ملتا ہے گویا اسمبلی بالکل موجودہ حالات پر نظر ثانی نہیں کر رہی ۔ عوام یہ محسوس کرتے ہیں کہ اسمبلی کام نہیں کوئی مہربانی کر کے زیادہ تحاریک التوائے کار وہ پیش کی جائیں جو موجودہ صورت حال کے مطابق ہوں اور ان کو پڑھ کر روشنی ڈالی جائے ۔

مسٹر سپیکر : اصل میں میں نہ تو میتھمیٹکس کا اتنا ماہر ہوں اور نہ مجھے فلسفے پر کوئی دسترس ہے کہ میں یہ فیصلہ کر سکوں کہ حال کیا ہے ماضی کیا تھا اور مستقبل کیا ہے ۔ فی الحال تو میں [illegible]

ہوں ۔ لیکن اس میں exception ہو جاتی ہے ۔ جب قائد حزب اختلاف یا تحریک التوا پیش کرنے والے معزز ممبر یہ محسوس کرتے ہیں کہ ان کی کسی خاص تحریک التوا کو پہلے لے لینا چاہئے تو پھر میں ایوان کی اجازت سے ایسا کر لیتا ہوں ۔ لیکن ابھی تک مجھے یہ اختیار حاصل نہیں ہوا کہ میں ان میں سے سلیکشن شروع کر دوں اور یہ اختیار ہونا بھی نہیں چاہئے ، اس لیے نہیں ہونا چاہئے کہ پھر تو سپیکر کی discretion اتنی ہو جائے گی کہ جس کے بارے میں وہ یہ سمجھے گا کہ یہ حال کا ہے ، اس کو وہ پیش کرے گا اور اس کی ججمنٹ پر بہرحال آپ کو انحصار کرنا پڑے گا ۔

مسٹر عبدالحفیظ کاردار : پوائنٹ آف آرڈر سر ! آپ خود کہہ رہے ہیں کہ آپ فیصلہ نہیں کر سکتے کہ حال کیا ہے اور ماضی کیا ہے ۔ کیونکہ تحریک التوا میں جو پروویژن ہے وہ تو یہ کہتی ہے کہ حال ہی میں وقوع پذیر ہونے والے ۔

I hope you do not really mean what you have said ?

مسٹر سپیکر : جو وہ فرما رہے ہیں ۔ کیونکہ حالیہ.....

مسٹر عبدالحفیظ کاردار : آپ نے خود فرمایا ہے کہ آپ فیصلہ نہیں کر سکتے کہ حال کیا ہے ۔ آپ اپنے الفاظ دیکھ لیجئے ۔ (قہقہے)

مسٹر سپیکر : میں نے کوئی اتنی غلط بات نہیں کی ۔ آپ اس کو بھی دیکھیں کہ اس میں بھی present and past دونوں کو اکٹھا ملا دیا گیا ہے ۔ اس لئے جو بات انہوں نے کہی ہے ، اس کے متعلق میرا اب بھی جواب یہی ہے کہ جو distinction یہ چاہتے ہیں کہ میں draw کروں ، میں اس پوزیشن میں نہیں ہوں کہ اس distinction کو draw کروں ۔ میں آپ کو وہ پڑھ کے سناتا ہوں جو اس پر relevant رول ہے ۔

مسٹر عبدالحفیظ کاردار : اگر آپ فرماتے کہ more recent اور recent میں آپ تفریق نہیں کر سکتے تو وہ علیحدہ بات تھی ۔ آپ نے کہا ہے کہ حال اور ماضی میں.....

Mr. Speaker : If there is recent and more recent, than

there is one past and one present. What I said I was not wrong in that.

Haji Muhammad Saifullah Khan : Thanks for an addition in dictionary.

مسٹر سپیکر : میرے وہ فاضل دوست جنہوں نے higher Mathematics اور higher Philosophy پڑھی ہے ، ان کو تو اس بات کا علم ہے کہ ماضی ، حال اور مستقبل کے اس concept کے متعلق بہت سے عالموں کی کیا رائے ہے ۔ اس لئے میں تو اس کو اس sense میں استعمال کر رہا تھا ۔

مسٹر عبدالحفیظ کاردار : میں آپ سے وضاحت چاہتا ہوں کہ آپ recent کی بات کر رہے ہیں ۔ آپ time series کی بات کر رہے ہیں یا recent time کی بات کر رہے ہیں ۔ مجھے سمجھ نہیں آئی ، آپ نے فلسفے کا جو ریفرنس دیا ہے ۔

Mr. Speaker: Rule 65—

> "A motion for an adjournment of the business of the Assembly for the purpose of discussing a definite matter of recent and urgent public importance may be made with the consent of the Speaker."

راجہ محمد افضل خان : جناب والا ! میں آپ کی توجہ دلانا چاہتا ہوں کہ recent اور important public matter کے متعلق میں نے 105 نمبر تحریک التوا کا ذکر کیا تھا جو جھنگ کے متعلق ہے ۔ جس میں یہ ہے کہ طلبا اور پولیس کے عملے کے اندر کشیدگی بڑھ رہی ہے اور اس صورت میں طبقاتی جنگ ہونے کا خطرہ ہے اور جو پنڈی میں واقعہ ہوا ہے.....

مسٹر سپیکر : آپ کی یہ بات ٹھیک ہوگی ۔ لیکن آپ کا کیا خیال ہے کہ اگر ہسپتال میں مریض جائیں اور وہاں حکومت کی طرف سے ڈاکٹر مقرر ہی نہ ہو تو وہ کم اہمیت کی بات ہے اور وہ اس کیٹگری میں نہیں آتی جو ٹھیک ہے ۔ پھر مجھے زیادہ آسانی ہو جائے گی ۔ میرا کام کم ہو جائے گا ۔

راجہ محمد افضل خان : جناب والا ! آپ نے تو ایک ڈاکٹر کی بات کی ہے ۔ موجودہ حالات میں تو ہزاروں ڈاکٹر نہیں جا رہے ۔ تو ان کو پہلے لینا چاہئے ۔ ان حالات میں یہ ہے کہ عوام میں یہ تاثر ہے کہ ہم موجودہ حالات پر بالکل بحث کرنے کے لئے تیار نہیں ہیں اور جو واقعات پیچھے tail ہو گئے ہیں ان پر بحث کر رہے ہیں ۔ موجودہ حالات پر اسمبلی بالکل خاموش ہے اور اس سے ہماری کارکردگی پر برا اثر پڑے گا ۔ عوام یہ سوچتے ہیں کہ ہم اسمبلی میں ان کے مطالبات کو ڈسکس کرتے ہیں ۔ چار پانچ دن سے پنجاب میں اتنے ہنگامے ہیں لیکن اس کے متعلق ایک بھی تحریک التوا نہیں آئی ۔ تو لوگ کیا سمجھیں گے ۔

مسٹر سپیکر : میں اس میں کیا کر سکتا ہوں ۔ یہ تو آپ کو سوچنا چاہئے کہ اس پر آپ کو کیا کرنا ہے ۔

راجہ محمد افضل خان : ہم نے تو تحریک التوا اس اصول پر دے دی ہیں کہ آپ حال کے واقعات کو چھوڑ لیں گے اور اس کے ساتھ ساتھ دوسرے واقعات کو بھی لے لیں گے ۔

مسٹر سپیکر : انہوں نے بھی یہی لکھا ہوا ہے ۔ میں یہ تحریک پیش کرنے کی اجازت طلب کرتا ہوں کہ حال ہی میں وقوع پذیر ہونے والے ایک اہم اور فوری مسئلے کو زیر بحث لانے کے لئے ۔

علامہ رحمت اللہ ارشد : اس سلسلے میں میں گزارش کرنا چاہتا ہوں ۔ اس بحث کو مختصر کرتے ہوئے آپ وہی طریقہ کار اختیار کریں جو آپ نے گزشتہ اڑھائی سال سے اختیار کیا ہوا ہے کہ جو ممبر یہ چاہے اور آپ بھی محسوس کریں کہ اس کی تحریک التوا فوری طور پر زیر بحث آنی چاہئے ، چاہے وہ دیر سے آئی ہو ، یا وہ حالیہ واقعے کے متعلق ہو اور آپ اس پر اسمبلی میں بحث کرنی ضروری سمجھیں تو اس کو آپ پہلے لے لیا کریں ۔ تقدم و تاخیر آپ ہماری گزارش کے مطابق متعین کر لیں ۔

مسٹر سپیکر : علامہ صاحب ! اس میں یہ نہیں ہو سکتا کہ آپ مجھے بھی اور ان کو بھی قائل کریں جو لوگ اپنے حساب سے تحریکیں دیتے ہیں ۔

میں تو بہر حال آپ کا قائل ہوں ۔ ذرا آپ ان کو بھی تھوڑا سا قائل کرلیں۔ تو دفتر کے کام میں بھی ہمیں کافی سہولت ہو جائے گی ۔

مسٹر عبدالحفظ کاردار : جناب والا ! میں نے جو عرض کیا تھا وہ یہ نہیں تھا کہ آپ تعریک التوا لیں ۔ میں تو آپ کی خدمت میں صرف یہ عرض کر رہا تھا کہ آپ نے جو الفاظ استعمال کئے ہیں ان کے معنی کچھ اور نکلتے ہیں البتہ جو آپ نے اب فرمایا ہے یہ بہت اہم مسئلہ ہے ۔ کئی تعاریک التوائے کار ایسی ہیں جو حال میں وقوع پذیر ہو۔ والے ۔ ۔ ۔ ۔

مسٹر سپیکر : حال میں وقوع پذیر ہو نہیں سکتے ۔ میں اس لئے کہہ رہا ہوں

'Recent' does not mean 'present'. Let us not confuse 'recent' and 'present'. Recent is always in the past. If it is recent it cannot be present.

Mr. Abdul Hafiz Kardar : Then translation in the Urdu version should be amended.

Mr. Speaker : An occurrence that has taken place must have taken place in the past.

Mr. Abdul Hafiz Kardar : In fact what you uttered just became past.

(*Laughter*)

Mr. Speaker : Exactly. That is what I am saying. This may become a little difficult.

چوھدری امان اللہ لک : جیسے جناب والا ! ایک لفظ ماضی قریب ہے اس کا ترجمہ ہے حال ہی میں میں آپ کو اس معاملے میں assist کرتا ہوں ۔

مسٹر سپیکر : شکریہ اس کے لئے ۔

چوھدری امان اللہ لک : وہ ماضی قریب ہے تو وہ صیغہ ابھی ہے ۔

Mr Speaker : Discussion is actually in a different way.

چوہدری امان اللہ لک : ماضی قریب آپ استعمال فرمائیں ۔

مسٹر سپیکر : اچھا جی اس میں تو میں نے پہلے بھی کہا تھا ۔ حاجی صاحب آپ تشریف لے آئے ہیں تو یہ اصل میں آج کے لئے pending رکھی ہوئی ہے میرے فاضل دوست کو جو شکایت ہے کل علامہ صاحب سے یہ بات ہوئی تھی کہ دو قسم کی تحریک ہائے التوائے کار آج لی جائیں گی ایک تحریک ہائے التواء کار ہوں گی جو ڈاکٹروں کی ہڑتال کے متعلق ہیں دوسری تحریک ہائے التواء کار وہ ہیں جو پنڈی کے طلباء کے واقعات کے متعلق ہیں یہ کل فیصلہ ہوا تھا کہ آج لی جائیں گی مگر بہر حال جو آج کے لئے pending رکھی ہوئی ہے اور ہر گیڈیئر صاحب بھی آج تشریف رکھتے ہیں میرا فرض تھا کہ میں اس کو پہلے dispose of کر دیتا ۔ آپ نے سن لیا ہے ہر گیڈیئر صاحب کا جواب ؟

سید تابش الوری : جناب والا ! اس سلسلے میں ۔ ۔ ۔ ۔

مسٹر سپیکر : اس سلسلے میں آپ کی تحریک التوائے کار ہی نہیں ۔

سید تابش الوری : جناب والا ! انہوں نے سنا نہیں کہ انہوں نے کیا جواب دیا ہے ۔

مسٹر سپیکر : میں ان کو بتا رہا ہوں ۔ ہر گیڈیئر صاحب نے کہا ہے کہ anaesthesist کی آٹھ آسامیاں وہاں ہیں کیا یہی کہلاتے ہیں ؟

وزیر صحت : جناب والا ! تین گریڈ 18 اور پانچ گریڈ 17 کی ہیں ۔ کوئل آٹھ ہیں اور ان میں سے ہمارے پاس پانچ میں سے ایک آسامی بھی ابھی خالی نہیں ہے ۔ تین میں سے صرف ایک چھٹی پر تھے دو اس وقت حاضر تھے ۔

مسٹر سپیکر : یہ ایڈورٹائز کی گئی ہیں یا کوشش کی گئی ہے اس سلسلے میں ؟

وزیر صحت : سر ! یہ ایڈورٹائز کی گئی ہیں اور اس کے بعد یہ ایسی speciality ہے جن کا ہسپتال میں ہی کام ہو سکتا ہے اگر کی ہزالیوٹ پریکٹس نہیں ہو سکتی تو ایسے لوگوں کم ملتے ہیں ۔ اسی لئے نان پریکٹس

الاؤنس دوگنا کیا گیا ہے کہ کسی صورت میں ہمیں اس طبقہ specialist کے آدمی مہیا ہو سکیں ۔

مسٹر سپیکر : اگر پاکستان میں نہیں ہیں تو باہر سے منگوانے کا انتظام نہیں ہو سکتا ؟

وزیر صحت : ہر ممکن کوشش کی جا رہی ہے اور جہاں تک امتحان پاس ہونے کا تعلق ہے اس میں تو یہ ایسی صورت حال نہیں ہے کہ نہ مل سکیں ۔ یہ بات ہے کہ ان کی مرضی ہے کہ وہ ملک میں آ کر خدمت کرنے کو ترجیح دیتے ہیں یا نہیں ۔

مسٹر عبدالحفیظ کاردار : جناب والا ! یہ جو آپ نے لفظ بولا ہے anaesthetist اس کی ٹرانسلیشن اردو میں مدہوش کرنے والا ہو سکتی ہے ۔

(قہقہے)

وزیر صحت : جناب والا ! مدہوش نہیں ہو ہوش تو کھو سکتا ہوں ۔

(قہقہے)

مسٹر سپیکر : مجھے impression ہے کہ انہوں نے کہا تھا کہ میں فاضل ممبر اور اسمبلی کے دوسرے اراکین سے ابتدا کروں گا کہ اس سلسلے میں اگر وہ مدد کر سکیں تو ہم ان کے مشکور ہوں گے ۔

چوہدری فتح سیف اللہ خان : جناب والا ! اگر حکومت کسی بھی اس قسم کا طریقہ کار اپنا سکی ہو یا اپنایا ہو یا یہ ہمارے فرائض میں ہو ، حکومت کے فرائض میں نہ ہو ۔ تب تو بات بنتی ہے اور اس سے ہٹ کر میں سمجھتا ہوں حکومت کی کارکردگی اور کیا ہو سکتی ہے کہ وہ اپنے سروے میں اس قسم کے افراد جن کی چلے کبھی کمی واقع نہیں ہوئی یہ اب جناب والا ! پیدا ہوئی ہے ۔ اس ہڑتال سے بھی پہلے کا واقعہ ہے کہ نشتر میڈیکل ہسپتال میں آپریشن بند کر دیئے گئے ہیں محض اس وجہ سے کہ anaesthetist نہیں تھے ۔

مسٹر سپیکر : ایک سیکنڈ ۔ پہلے میں ایک بات پوچھنا چاہتا ہوں شاید میری اپنی domain میں ہی نہ ہو کہ چلے کیا پوزیشن تھی ؟

وزیر صحت : میں یہ پوزیشن پڑتال سے پہلے کی بتا رہا ہوں ۔

مسٹر سپیکر : نہیں پہلے کی بات نہیں مگر نشتر ہسپتال تو آٹھ دس سال سے کام کر رہا ہے تو کیا شروع ہی سے اس طرح ہے ؟

وزیر صحت : یہ میں پتہ کرکے بتاؤں گا ۔ مجھے یہ پتہ نہیں ہے ۔

مسٹر سپیکر : حاجی صاحب کی بات میں نے اس لئے روک دی ہے کہ ان کی تقریر relevant نہیں ہوتی اس وقت تک جب تک اس کے متعلق کوئی اطلاع صحیح طور پر نہ ہو ۔

حاجی محمد سیف اللہ خان : اس کو defer کر دیں وہ معلومات حاصل کر لیں ۔

سید ناہض الوری : جناب والا ! وزیر موصوف نے اس سلسلے میں جو خواہش ظاہر کی ہے کہ اس سلسلے میں اراکین اسمبلی ان کی امداد کریں تو میں ان کے علم میں یہ بات لانا چاہتا ہوں کہ ڈاکٹروں اور پروفیسروں کی قلت کا ایک بڑا سبب یہی ہے کہ ہم ماضی میں بڑی فراخ دلی سے انہیں ملک سے باہر جانے کی اجازت دیتے رہے ہیں اور ایک بہت بڑی تعداد ڈاکٹروں کی ایسی ہے جو گورنمنٹ سے چھٹی حاصل کرکے تین تین چار چار سال سے باہر ملازمتیں کر رہے ہیں ۔ نہ ان کی چھٹیاں منسوخ کی جاتی ہیں اور نہ انہیں واپس بلانے کا حکم دیا جاتا ہے ۔ اس کے نتیجے میں نہ صرف یہ کہ دوسرے ڈاکٹروں کی promotion رکی ہوئی ہیں بلکہ ملک میں ڈاکٹروں اور پروفیسروں کی قلت واقع ہو گئی ہے تو کیا وزیر موصوف اس کے لئے تیار ہیں کہ ان ڈاکٹروں کو جو تین تین چار چار سال سے بغیر کسی معقول وجہ کے بیرون ملک ملازمتیں کر رہے ہیں ان کی چھٹیاں منسوخ کرکے ان کو واپس بلانے کے آرڈر کریں گے ۔

وزیر صحت : جناب والا ! جو ابھی فاضل رکن نے یہاں فرمایا ہے کہ باہر چلے جاتے ہیں باہر جانے کی قطعاً اجازت نہیں ہے ۔

مسٹر سپیکر : وہ آپ کی بات نہیں کر رہے ہیں وہ تو پورے بیس سال کی بات کر رہے ہیں ۔ ماضی کی بات انہوں نے کی ہے ایک دو چار سال کی بات نہیں کر رہے ۔

وزیر صحت : میں عرض کرتا ہوں وہ شاید آپ نے آج پاکستان ٹائمز میں پڑھا ہوگا کہ تمام وہ ڈاکٹر صاحبان جو گورنمنٹ سروس میں تھے یا کسی وجہ سے ڈیپوٹیشن پر باہر گئے ہوئے ہیں اور مقررہ وقت پر نہیں آئے۔ ان تمام کو نوٹس چلے گئے ہیں اور کہا گیا ہے کہ اگر وہ واپس نہ آئے تو ان کی یہاں ملازمتیں ختم کر دی جائیں گی۔ ان کو یہ نوٹس چلے گئے ہیں۔

مسٹر سپیکر : اچھا جی اب میں تحریک التواء کار 119 لیک اپ کر رہا ہوں۔ علامہ صاحب نہیں ہیں ؟

حاجی محمد سیف اللہ خان : وہ آن ڈیوٹی ہیں ذرا ابھی تشریف لے گئے ہیں۔

مسٹر سپیکر : اچھا جی 120 نمبر ہے کرنل راجہ جمیل اللہ خان ، محمد تابش الوری اور 122 ہے حاجی محمد سیف اللہ خان صاحب کی۔

چوہدری امان اللہ لک : یہ کون سی ہیں ؟

مسٹر سپیکر : راولپنڈی کے واقعات کے متعلق ہیں۔

خان امیر عبداللہ خان روکڑی : سر ! میں یہ عرض کرتا ہوں میری ایک تحریک التواء کار 96 نمبر تھی اس کا کیا بنا ؟

مسٹر سپیکر : میں ابھی 96 تک پہنچا نہیں ہوں۔

خان امیر عبداللہ خان روکڑی : یہ 122 پر کیسے پہنچ گئے۔

مسٹر سپیکر : کل خاص طور پر کہا گیا تھا ، کل آپ بھی موجود تھے اور پھر ابھی آپ کے سامنے لیڈر آف دی اپوزیشن نے یہ کہا ہے کہ اسی مضمون کی جو ہیں ان کو چلے لے لیا جائے۔

خان امیر عبداللہ خان روکڑی : جناب والا ! یہ خاص طور پر والا جو طریقہ ہے یہ بھی بتا دیں۔ جناب مجھے تو پتہ نہیں ہے کہ خاص طور پر کیا ہے۔ میں تو بطور نمبر عرض کر رہا ہوں خاص طور پر مجھے نہیں پتہ کہ وہ کیا ہے۔

مسٹر سپیکر : اچھا پھر میرے لئے تو یہی ہے کہ باری باری میں چلوں

اگر حزب مخالف اس بات پر اتفاق نہیں کرتے کہ کون سی پہلے لے لی جائے ، آپس میں وہ arrangement کرنے کے لئے تیار نہیں ہیں تو میرے لئے پھر ایک ہی طریقہ ہے کہ میں رولز کے مطابق چلوں ۔

خان امیر عبد اللہ خان روکڑی : سر ! میں نے یہ عرض کیا ہے کہ جناب والا نے بجا فرمایا تھا اور لیڈر آف دی اپوزیشن بھی یہ فرما چکے ہیں کہ ٹھوک کے سال میں اور دوسرے سال میں فرق رکھا جائے گا ۔ یہ آپ سے فیصلہ ہو گیا تھا ۔ اب ہماری جو تحریک بائے التواء کار بہت ضروری اور اہم ہوتی ہیں ان کو تو کوئی پوچھتا نہیں اور ایسے ہی جو اخبار میں آجائے وہ سب آ جاتی ہیں اور پچاس پچاس پڑھی جاتی ہیں ۔ جناب میں یہ نہیں چاہتا کہ ان کو روکا جائے لیکن کم از کم یہ ہو کہ بعض ایسی ہیں کہ ان کا نمبر آتا ہی نہیں اور آپ نے جو الفاظ استعمال کئے ہیں وہ تو مجھے ضرور بتائیں تاکہ ہم وہی طریقہ استعمال کریں ۔

مسٹر سپیکر : دیکھئے جی ۔ اس ایوان میں کل صبح آپ بھی موجود تھے کل یہ request کی گئی تھی کہ ایک ہی مضمون کے متعلق جو ہیں وہ اکٹھی لے لی جائیں ایک ان میں سے ڈاکٹروں کے متعلق تھی کہ وہ ہڑتال پر ہیں اور دوسری راولپنڈی کے سٹوڈنٹس کے متعلق تھی ۔ یہ کوئی چھپی ہوئی بات نہیں تھی اس وقت کسی فاضل رکن نے اس پر اعتراض نہیں کیا لیکن اگر فاضل اراکین یہ سمجھتے ہیں کہ یہ جو یہاں استدعا کی گئی تھی وہ مناسب نہیں تھی یہ نہیں ہونا چاہئے تھا اور اس وقت بھی میں نے یہی کہا تھا کہ جو فاضل اراکین یہ محسوس کرتے ہیں کہ وقت گزرنے کے ساتھ ان کی تحریک التواء کار کا جو مقصد ہے وہ فوت ہو جائے گا وہ صبح مجھے اطلاع دے سکتے ہیں تاکہ میں متعلقہ منسٹر کو یہ بتا سکوں کہ یہ آج اس نمبر کو چھوڑ کر اس کے بعد فلاں تحریک التواء کار جو ہے وہ میں نے لیگ اپ کرنی ہے آخر وہ منسٹر بھی موجود ہونا چاہئے اور ان کو بھی اطلاع ہونی چاہئے کہ وہ آج لیگ اپ ہوگی تو میں اس طرح آپ کی کوئی خدمت نہیں کر رہا ہوں گا کہ آپ کی تحریک التواء کار پڑھ دوں کسی کا جواب تیار ہے یا نہیں ہے وزیر صاحب موجود ہیں یا نہیں ہیں ان کے سیکرٹری موجود ہیں یا نہیں ہیں تو مجھے تو پتہ نہیں ہے ان سب چیزوں کا ۔

خان امیر عبد اللہ خان روکڑی : جناب والا ! میں صرف اتنی گزارش کرتا ہوں کہ ان دونوں کے بعد میری تحریک کو بھی لے لیں ۔

مسٹر سپیکر : مجھے تو پتہ نہیں ہے ۔ آپ مجھے بتائیں گے تو کیوں نہیں ٹیک اپ کروں گا ۔

خان امیر عبداللہ خان روکڑی : جناب والا ! میری تحریک التوائے کار کا نمبر 96 ہے ان تحریک ہائے التوائے کار کے بعد جناب اس کو لے لیں ۔ ان پر مجھے کوئی اعتراض نہیں ہے ان پر جو فیصلہ ہوا ہے میں اس کا پابند ہوں ۔

مسٹر سپیکر : راجہ صاحب ۔ آپ کی تحریک کا نمبر کیا ہے ؟

راجہ محمد افضل : جناب والا ! میری تحریک التوائے کار کا نمبر 105 ہے جس میں میں نے جھنگ میں طلباء اور بسوں کے عملہ کے تصادم کے متعلق نشاندہی کی ہے ۔

مسٹر سپیکر : اچھا جی ۔ پھر میں دیکھوں گا ۔ نہ میں تحریک ہائے التوائے کار کا حافظ ہوں اور نہ میں اپنے آپ کو اتنا قابل سمجھتا ہوں کہ یہ جو دو سو یا ڈیڑھ سو تحریک ہائے التوائے کار ہیں مجھے ان کے متعلق سبھی یاد رہے کہ کونسی کونسی تحریک التوائے کار تھی ابھی میں اس مقام پر نہیں پہنچا شاید آپ مجھے اس مقام پر پہنچا دیں ۔

راجہ محمد افضل : جناب والا ! میری تحریک التوائے کار بھی اس کے ساتھ dispose of ہو جائے گی ۔ وہ بھی اسی مضمون کی ہے ۔

صوبہ پنجاب میں تمام جونیئر ڈاکٹروں کی ہڑتال سے علاج معالجے کے نظام میں تعطل

مسٹر سپیکر : پہلے میں ڈاکٹروں کے متعلق جو تحریک ہائے التوائے کار نمبر 94 ۔ 95 اور 99 ہیں ان کو لے رہا ہوں ۔

تحریک التوائے کار نمبر 94 حاجی محمد سیف اللہ خان صاحب کی طرف سے ہے ۔ حاجی محمد سیف اللہ خان یہ تحریک پیش کرنے کی اجازت طلب

کرتے ہیں کہ اہمیت عامہ رکھنے والے ایک اہم اور فوری مسئلہ کو زیر بحث لانے کے لئے اسمبلی کی کارروائی ملتوی کی جائے۔ مسئلہ یہ ہے کہ روز نامہ نوائے وقت مورخہ یکم اکتوبر 1971ء میں شائع شدہ خبر کے مطابق صوبہ پنجاب میں تمام جونئیر ڈاکٹروں نے ہڑتال کر دی ہے اور کام بند کر دیا ہے چونکہ ڈاکٹر کا تعلق انسانوں کی حفاظت کے لئے بہت ضروری ہے اس لئے موجودہ ہڑتال صوبہ پنجاب کے عوام کے لئے نہایت خطرناک اور مہلک ثابت ہو سکتی ہے یہ ہڑتال ڈاکٹروں کے جائز مطالبات جو انہوں نے کافی عرصہ پہلے حکومت کو پیش کئے تھے نہ مانے جانے کی وجہ سے ہوئی ہے جس کی تمام تر ذمہ داری حکومت پنجاب پر ہے ہڑتال سے پیدا شدہ صورت حال سے عوام میں خوف و اضطراب ، بے چینی اور شدید غم و غصہ پایا جاتا ۔

مسٹر سپیکر : تحریک التوائے کار نمبر 95 سید تابش الوری یہ تحریک پیش کرنے کی اجازت طلب کرتے ہیں کہ اہمیت عامہ رکھنے والے ایک اہم اور فوری مسئلہ کو زیر بحث لانے کے لئے اسمبلی کی کارروائی ملتوی کی جائے۔ مسئلہ یہ ہے کہ یکم اکتوبر سے صوبہ پنجاب کے تمام جونئیر ڈاکٹروں نے اپنے مطالبات منوانے کے لئے ہڑتال کر دی ہے جس کے نتیجہ میں سرکاری ہسپتالوں میں علاج معالجے کا پورا نظام معطل ہو کر رہ گیا ہے ۔ اور ہزاروں انسانی جانیں خطرے میں پڑ گئی ہیں اس سنگین صورت حال سے عوام میں شدید اضطراب کی لہر دوڑ گئی ہے ۔

مسٹر سپیکر : تحریک التوائے کار نمبر 99 چوہدری امان اللہ لک یہ تحریک پیش کرنے کی اجازت طلب کرتے ہیں کہ اہمیت عامہ رکھنے والے ایک اہم اور فوری مسئلہ کو زیر بحث لانے کے لئے اسمبلی کی کارروائی ملتوی کی جائے مسئلہ یہ ہے کہ صوبہ پنجاب کے سرکاری ڈاکٹروں نے یکم اکتوبر سے غیر معینہ عرصہ کے لئے ہڑتال کر دی ہے جس سے لاکھوں مریض موت و حیات کی کشمکش میں مبتلا ہو چکے ہیں پورے صوبہ میں ڈاکٹروں کی ہڑتال کی وجہ سے انتہائی تشویشناک صورت حال پیدا ہو چکی ہے ۔ صوبہ کے عوام میں شدید اضطراب پیدا ہو چکا ہے ۔ واقعہ انتہائی اہم ہے اس کو فوری طور پر زیر بحث لانے کے لئے اسمبلی کی کارروائی ملتوی فرمائی جائے ۔

وزیر صحت : جناب والا ! میں اس تحریک التوائے کار کا جواب دینے سے پہلے صرف چند ایک گزارشات عرض کر دینا چاہتا ہوں کہ 14 ستمبر کو مجھے یہ فرض سونپا گیا کہ میں محکمہ صحت کا وزیر بنوں ۔ تین ہفتوں کے اندر میں نے خود قائد اعظم میڈیکل کالج بہاولپور ، نشتر میڈیکل کالج ملتان اور لاہور میڈیکل کالج (جہاں پر راولپنڈی اور لاہور کے طالب علم ہیں) وہاں پر جا کر ہسپتال کو دیکھا ۔ کالج کو visit کیا اور طالبعلموں کو ایڈریس کیا ۔ اس سے پہلے سنٹرل میڈیکل سٹورز میں پورے ڈاکٹروں کی convention میں گیا اور تمام ڈاکٹروں کے جو مسائل تھے وہ میں نے سمجھنے کی کوشش کی ۔ یہ ہڑتال جو کہ ینگ ڈاکٹروں کے نام سے کافی دیر سے شروع ہے ۔ میں یہ بتا دینا چاہتا ہوں کہ جہاں تک پنجاب کا تعلق ہے جو آدمی جہاں سے lead کر رہے ہیں ۔ ان کو میڈیکل افسر بنے ہوئے صرف تین ماہ ہوئے ہیں ۔ اس سے پہلے انہوں نے House Job کیا تھا ۔ حقیقت میں جب میں اس عہدہ پر فائز ہوا تھا تو اس وقت کچھ ڈاکٹر سنٹر میں پہنچ چکے تھے ۔ دوسرے صوبوں میں بھی ہمل چکے تھے انہوں نے ایک متحدہ ایکشن کمیٹی بنائی تھی ۔ جس میں تمام صوبہ کے ڈاکٹر ینگ ڈاکٹرز کی حیثیت سے موجود تھے ۔ ان کے تمام مسائل میں سے ایک مسئلہ یہ تھا کہ ایک نعرہ دیا گیا کہ "ہمارا نعرہ ۔ گریڈ 18" ۔ کہ ہمیں گریڈ 18 چاہئے موجودہ حالات میں گریڈ 17 (جو 500 روپے سے 1250 روپے تک ہے) ڈاکٹروں کو دیا گیا اور اس گریڈ میں الاؤنس بھی تھے ۔ اس مسئلہ کو جب ہم نے سوچا تو صرف اس طرح سے نہیں سوچا کہ یہ صرف ینگ ڈاکٹروں کا مسئلہ ہے ۔ جس میں ینگ جو آج ینگ ہیں کل ینگ نہیں رہیں گے ۔ وہ آگے جائیں گے تو اس سے ہم نے یہ سمجھا کہ پورے ہیلتھ ڈیپارٹمنٹ کا مسئلہ ہے مجموعی طور پر نہ سوچا جائے بلکہ ایسے مسئلہ کو پورے ملک کے مسئلوں کے ساتھ سلجھایا جائے اور اس کا کوئی piecemeal حل ٹھیک نہیں ہو گا ۔ اس مسئلہ کو یوں سلجھایا جائے کہ آج جو ڈاکٹر صرف داخل ہوتے وقت جو تنخواہ مانگتا ہے یہ کافی نہیں ہے بلکہ ضروری یہ ہو گا کہ ان کا سٹرکچر بنایا جائے تاکہ یہ دلجمعی سے ملک کے اندر کام کر سکیں اور یہ ہو چکا ہے کہ بہت سے ڈاکٹر ملک سے باہر جا چکے

ہیں جہاں کہ نسبتاً پاکستان سے تنخواہیں زیادہ ہیں خواہ وہ عرب ممالک ہوں یا یورپ کے لیکن اس تنخواہ کو زرمبادلہ میں بدل کر یہاں کی تنخواہ کا مقابلہ کرنا یہ بالکل غلط ہے اگر کسی ڈاکٹر کو ایک ہزار ڈالر امریکہ میں ملتا ہے تو اس کا یہ کہنا کہ دس ہزار روپیہ کے برابر ہے یہ غلط ہے ۔ دیکھنا یہ ہے کہ اس کو جس ملک میں ایک ہزار ڈالر ملتا ہے اس ملک کے حالات کیا ہیں تو یہ دو طریقے تنخواہوں کو relate کرنے کے ہیں اور کسی ملک میں per capita income کا relationship تنخواہوں سے کیا ہو سکتا ہے یا پھر یہ ہو کہ وہاں کی کم از کم تنخواہ کیا ہے اور دوسرے افسران کی تنخواہ کیا ہے جہاں تک میری معلومات کا تعلق ہے کم از کم تنخواہ امریکہ میں چھ سو ڈالر سے لیکر آٹھ سو ڈالر کے قریب ہے ۔ تقریباً آٹھ سو سے زیادہ نہیں ہے اور وہاں ایک ہزار ڈالر سے شروع کرنا کوئی ایسی چیز نہیں تھی ۔ جس کا ہمارے ملک کے ساتھ مقابلہ ہو سکے اور جہاں کی تنخواہ 150 ہے ۔ اس طرح اگر per capita income لی جائے تو جو تنخواہوں کی اوسط نکلتی ہے وہ امریکہ میں 1 اور 11 کی نسبت ہے یورپ میں 10 اور 14 کی نسبت ہے اور ہمارے ہاں 1 اور 60 کی نسبت ۔ ان تمام چیزوں کو مد نظر رکھتے ہو۔ ہم نے کہا کہ ڈاکٹروں کو ایسی مراعات دی جائیں تاکہ وہ زیادہ سے زیادہ اپنے ملک میں رہ سکیں اور دلجمعی سے کام کر سکیں ۔ اس میں ہم نے سوچا کہ ایک تو مسئلہ ہے accommodatoin کا ۔ دوسرا مسئلہ ہے ان کی سروس سٹرکچر کا کہ یہ کس طرح 17۔18۔19 ۔ 20۔21 اور 22 سکیل میں چلے جائیں تاکہ کوئی ایسا گریڈ اس ملک میں نہ ہو سکے جس پر ڈاکٹر نہ پہنچ سکیں اور ڈاکٹر کا ہی کام کرتے ہوئے سب سے زیادہ تنخواہ لے سکے تاکہ اس مسئلہ کو ایک دفعہ حل کیا جا سکے اس کے متعلق پھر یہ بھی سوچا گیا کہ اگر ٹاؤن پریکٹسنگ الاؤنس کم ہے تو اس کو بڑھایا جائے ۔ اس مسئلہ کو آگے لانے والی ایک تو پی۔ایم۔اے تھی جو کہ تمام ڈاکٹروں کی نمائندہ جماعت ہے اور ایک جماعت ینگ ڈاکٹروں کی صرف اس مطالبہ کے لئے بنائی گئی تھی ۔ جس کا اور کوئی وجود نہیں ۔

جب یہ سارا مسئلہ زیر بحث آیا تو حکومت نے تمام صوبوں سے ملکر

شاہی گڑھ پنجاب میں جس میں سب سے زیادہ ڈاکٹر ہیں ہم نے یہ فیصلہ کیا کہ ڈاکٹروں کی سروس کو اور زیادہ بہتر بنایا جائے۔ ہمارے سامنے جو مسئلہ تھا وہ یہ تھا کہ امتحان کا معیار اتنا اونچا ہو جائے کہ ہماری ڈگری کا معیار اور تقدس قائم رہے تمام دنیا کی میڈیکل ڈگریوں کے ساتھ اس کا مقابلہ کیا جائے۔

دوسرا یہ تھا کہ ڈاکٹروں کو زیادہ سے زیادہ مراعات دی جائیں تاکہ وہ باہر جانے کی بجائے یہاں کام کریں۔ اس لئے یہ فیصلہ کیا گیا کہ صرف ایک گریڈ کا مسئلہ نہیں ہے بلکہ یہ تمام گریڈوں کا مسئلہ ہے اور فیصلہ یہ کیا گیا کہ جو سہولیات دوسری سروسز کے لوگوں کی دی جاتی ہیں وہ انہیں بھی دی جائیں۔ پہلا فیصلہ تو یہ کیا گیا کہ تمام ڈاکٹر 22 گریڈ تک ترقی کر سکیں ڈاکٹر رہتے ہوئے۔ اب تک تو یہ صرف 20 گریڈ تک جا سکتے ہیں۔ دوسرا فیصلہ یہ کیا گیا کہ ان کے ساتھ بھی وہی سلوک کیا جائے گا جو دوسری سروسز کے ساتھ ہے اور اس کے لئے جو کمیٹی بنے گی۔ اس میں ڈاکٹروں کا وہ نمائندہ شامل ہو گا جسے ڈاکٹر چاہیں گے۔

اس کے علاوہ یہ فیصلہ بھی ہوا کہ وہ رہائش کا بندوبست جس کے لئے کہ ڈاکٹر دوسرے ہسپتالوں میں نہیں جاتے جیسا کہ آپ نے ابھی سنا ہو گا کہ لاہور میڈیکل کالج میں نہیں جاتے یا دوسرے ہسپتالوں میں۔ حقیقت یہ ہے کہ وہاں ڈاکٹروں کی رہائش کا مسئلہ سب سے بڑا مسئلہ تھا یہی وجہ ہے کہ تمام ڈاکٹر لاہور میں زیادہ رہنا چاہتے ہیں۔ تو اس کے لئے یہ فیصلہ کیا گیا کہ وہ ڈاکٹر جن کی ہر وقت ضرورت پڑ سکتی ہے۔ سرجن یا اس قسم کے لوگ جن کو ہر وقت بلایا جا سکتا ہے ان کے لئے رہائش کا انتظام ہسپتال کے اندر یا ہسپتال کے نزدیک کیا جائے اور ان کو فیملی لیو کی مراعات بھی دی جائیں۔ دوسرا فیصلہ یہ کیا گیا کہ لاہور پر بکنگھم الاؤنس جو اتنا اچھا نہیں ہے ان کو دوگنا کیا جائے۔ اس کے علاوہ یہ فیصلہ بھی کیا گیا کہ ڈاکٹروں کو جو کہ بینکوں ڈاکٹر ہیں یہ تو کبھی ہو نہیں سکے گا کہ ہم اتنی تنخواہ دے سکیں جس کا مقابلہ ایبیکس یا عربیہ ریلسٹوں سے کیا جائے۔ لیکن اتنا ضرور کریں گے کہ شروع تنخواہ اتنی دی جائے کہ

کے لئے داخلہ ہو جائے۔ یعنی پانچ ترقیاتی پیشگی یعنی پانچ سو روپیہ تنخواہ اور ڈھائی سو روپے اس کے علاوہ یعنی ساڑھے سات سو سے سٹارٹ۔

اس کے علاوہ یہ فیصلہ بھی کیا گیا کہ دیہاتی علاقوں میں جہاں کہ ڈاکٹروں کی بہت کمی ہے۔ وہاں ان کو ڈسپنسری کے حساب سے جتنی بھی دور ہے اس حساب سے ڈیڑھ سو روپیہ سے لیکر کر ڈھائی سو روپیہ تک اور الاؤنس دیا جائے تاکہ ان کو باہر بھیجا جا سکے تو اگر وہ باہر جائیں تو زیادہ سے زیادہ تنخواہ ایک ہزار روپیہ اور نو سو روپیہ اگر ڈسپنسری نزدیک ہے۔ اگر وہ پریکٹس نہ کرنا چاہے نان پریکٹسنگ ہو تو اس کے لئے 300 روپیہ الاؤنس اس علاوہ ہے۔ یہ جتنی مراعات ہیں کسی اور سروس میں پاکستان میں شروع میں نہیں ہیں۔ اس کے بعد جب یہ معاملا پیش ہوا تو میں نے کوشش کی کہ میں ڈاکٹروں سے ملوں پی۔ ایم۔ اے سے میں نے رابطہ قائم کیا تو انہوں نے کہا کہ جو ینگ ڈاکٹر ہیں وہ ہماری نہیں مانتے۔ ینگ ڈاکٹروں سے رابطہ قائم کیا تو پتہ چلا کہ وہ سنٹرل گورنمنٹ میں سنٹرل منسٹر جو کہ صحت کے متعلق ہیں انہیں ملنے گئے ہوئے ہیں۔ بہر صورت ان کا متحدہ محاذ یا جو کچھ بھی آپ کہہ دیں (ایکشن کمیٹی) انہوں نے اپنا ہیڈ کوارٹر اسلام آباد میں جا کر بنا لیا اور میں نے یہ کوشش کی کہ یہ مجھ سے بات کریں کیونکہ یہ پنجاب کے ڈاکٹر ہیں۔ میں یہاں کا وزیر صحت ہوں تاکہ میں ان کو سمجھا سکوں اور میں بھی ان کی باتیں سن سکوں اور انہیں بتاؤں کہ ہم کہاں تک جا سکتے ہیں اور آپ کا جو رتبہ ہے پورے صوبہ اور ملک کے اندر وہ آپ کس طرح تعین کریں۔ آپ کی جو اہمیت ہے وہ آپ خود تعین کریں۔ میں آپ کے ساتھ ہوں اور اگر کوئی اور چیز آپ کو چاہئے تو میں آپ کا کیس پلیڈ کروں گا لیکن کسی صورت میں ڈاکٹروں کو ہڑتال پر نہیں جانا چاہئے کیونکہ یہ دکھی انسانوں کے علاج کرنے کا جو مقدس فریضہ ہے، اور پہلے ہی بہت کم انسانوں کا علاج ہم کر سکے ہیں اور جو جدید علم ہے ابھی تک اس کو بہت کم حاصل کر سکے ہیں۔ بڑی مشکل سے میں نے ان کو منایا اور اس کمیٹی روم میں میں نے ان سے ساری بات کی۔ اس سے پہلے میں تمام سٹوڈنٹس سے نشتر میڈیکل کالج، جاولپور میڈیکل کالج اور لائلپور میڈیکل کالج

میں ایڈریس کیا ، انہوں نے میرے سامنے احتجاج کیا کہ "پیشہ جلیل تنخواہ قلیل" اور پھر میں نے انہیں سمجھایا آپ کا جو اصل مقام ہے وہ اس ملک میں یہ ہے آپ نے یہ فیصلہ کرنا ہے کہ اس ملک میں تعلیم حاصل کرنے کے بعد ، ڈگری حاصل کرنے کے بعد ان کالجوں میں جن پر 32 سے 35 کروڑ روپیہ لگا ہے اس سے فارغ ہونے کے بعد آپ یہاں کام کرنا چاہیں گے یا باہر جانا چاہیں گے ۔ ایک اور بات بھی ، یہ ڈاکٹر صاحبان ایک ای ۔ سی ۔ ایف ۔ ایم ۔ جی ۔ امتحان ہے اس کو پاس کر کے ملک سے باہر سمگل ہو رہے تھے ، پاسپورٹ تو بہر حال ہر ایک آدمی کا حق ہے اس سے یہ لوگ باہر جا رہے تھے ان ساری چیزوں کو سمجھتے ہوئے میں نے ہر ممکن کوشش کی کہ میں سٹوڈنٹس تک پہنچوں وہ لوگ جو ابھی تک ڈاکٹر نہیں بنے اس ہڑتال میں حصہ نہ لیں تاکہ ان کی تعلیم میں کوئی فرق نہ آئے ۔ ینگ ڈاکٹروں سے میں نے علیحدہ بات کرنے کی کوشش کی ۔ جب میں نے ینگ ڈاکٹروں سے بات کرنے کی کوشش کی تو ان کے لیڈر نے مجھے بتایا کہ بات تو ٹھیک ہے ابھی ہمیں یہ فوراً بتا دیں کہ یہ جو سروس سٹرکچر ہو گا ۔ کتنے فیصد اٹھارویں گریڈ میں ہو گا کتنے 19 میں اور کتنے فیصد بیس میں ۔ تو ہم نے کہا 18 کا تو ہم آپکو بتا چکے ہیں کہ سہولیات تو 18 گریڈ کے مطابق چلی جاتی ہیں وہ پچیس سے چالیس فیصد ہیں۔ باقی جو چالیس فیصد کو دے کر 67 فیصد تک یہ ہو جاتا ہے۔ باقی اس طرح ہوگا جس طرح دوسری سول سروس کے ساتھ ہے ان سے کسی طرح سے بھی کم نہیں ہوگا زیادہ ہو سکتا ہے ۔ لیکن یہ کہ ہم فوری طور پر فکر میں دے سکیں کہ دس فیصد ہوگا یا بارہ فیصد یہ ممکن نہیں ۔ جو ان کے لیڈر تھے انہوں نے کہا کہ بات تو ٹھیک ہے میں اپنے دوسرے دوستوں سے بات کرتا ہوں کیونکہ یہ بات اب صرف صوبہ پنجاب کی نہیں ہے بلکہ دوسرے صوبوں کی بھی ہے ۔ اس وقت ہم اپنی مرضی سے کوئی بات نہیں کر سکتے کیونکہ پھر ہمیں دوسرے صوبہ والے کہتے ہیں کہ صوبہ پنجاب والے ہمیں چھوڑ جاتے ہیں ۔ تو میں نے انہیں بڑے خلوص دل سے کہا کہ آپ ضرور بات کریں لیکن آج شام تک ضرور فیصلہ ہونا چاہئے اور یہ سٹرائیک نہیں ہونی چاہئے جو آپ کے لئے میرے لئے آپ کے پیشہ کے لئے مریضوں کے لئے سراسر تشویش ناک اور باعث ذلت ہے ۔ تو اس کے بعد وہ مجھے ملنے نہیں آئے اور

انہوں نے فیصلہ کیا کہ جس وقت وہ ساری مراعات جو ہیں ان کا اعلان کر دیا گیا ۔ تو اس وقت انہوں نے یہ کہا کہ ہم ہڑتال پر جائینگے اور یہ ہڑتال ہوگی ۔ اس کے بعد ظاہر ہے کہ حکومت پنجاب نے کوئی طریقہ نہیں چھوڑا اور میں یہاں پر یہ بات واضح طور پر اس ایوان میں کہہ دینا چاہتا ہوں کہ پی ایم اے کے تمام ڈاکٹروں نے نہایت جوش و خروش کے ساتھ ان کے مطالبات کو پیش کیا اور نہایت ایمانداری سے ہر ممکن کوشش کی میں یہ بھی کہنا چاہتا ہوں کہ وزیر اعلیٰ صاحب نے باوجود اس امر کے کہ فنانس والے یہ کہتے رہے کہ بڑا خرچ آئے گا ۔ اس کا دوسری سروسز پر بڑا اثر پڑیگا ۔ اور یہ سارے ملک میں ایک تماشہ بن جائیگا ۔ اس میں انجینیرز Scientists, economists اور research scholars ہونگے ۔ ایسے ایگریکلچر سکالر ہونگے ۔ جنہوں نے وہ کام کیا کہ نوبل پرائزز حاصل کیئے کیونکہ انہوں نے Break through کیا اس طرح سے دوسرے محکمے ہیں Armed Forces ہیں ۔ GD Poilots اور ایئر فورس ہے ۔ یہ سارا چکر ہے ۔ اس میں نہ پھنسیں ۔ لیکن وزیر اعلیٰ صاحب نے باوجود اس امر کے وہ تمام چیزیں مان لیں ۔ جو کہ اس وقت مانی جا سکتی تھیں اور تقریباً تمام سروسز سے زیادہ تھیں۔ اس کے بعد جس وقت یہ ہڑتال ہوئی تو مجھے سخت افسوس ہوا لیکن میں یہ واضح طور پر کہوں گا کہ آپ کی حکومت پنجاب نے مکمل طور پر یہ کوشش کی کہ کسی طرح یہ ہڑتال ختم ہو جائے لیکن حالت یہ تھی کہ ایک دفعہ وہ یہاں پر ہماری بات سنتے تھے ۔ دوسری دفعہ وہ اسلام آباد چلے جاتے اور یہ ساری چیزیں وہ دوسرے آدمیوں کے ساتھ ملتے ان کا جو موقف تھا ۔ وہ میں نے سامنے بیٹھکر نہیں سنا ۔ کیونکہ نہ کبھی میں آمنے سامنے سندھیوں سے ملا ہوں اور نہ کبھی بلوچستان والے اور نہ کبھی فرنٹیئر والے مجھے ملے ہیں ۔ لیکن آخر میں یہ ہوا کہ ینگ ڈاکٹروں نے ان کے پی۔ایم۔اے اور دوسرے لوگوں نے کہا کہ آپ اس structure کو اور زیادہ spell out کریں ۔ تو پھر ہمیں کوئی نہ کوئی چیز سمجھ میں آئیگی ۔ پھر میں نے ان سے ایک دفعہ وعدہ کیا کہ آپ ہڑتال پر نہ جائیں جو بھی کمیٹی بنے گی ۔ اس میں ہم یہ فیصلہ کریں گے کہ وہ کمیٹی اپنی رپورٹ مقررہ وقت کے اندر پیش کرے اور آپ کا ایک ڈاکٹر جو آپ انتخاب کرینگے ۔ وہ اس کا نمائندہ ہوگا

اور اپنے یہ مکمل طور پر حق حاصل ہوگا کہ وہ آپ کا موقف پیش کریں ۔ لیکن پھر مجھے صاف پتہ چل گیا کہ ینگ ڈاکٹرز بہت کم متاثر ہوئے ہیں ۔ سینئر ڈاکٹرز سے اور ان کی بات سننے کے لئے وہ تیار نہیں ہیں ۔ پھر جیسا کہ تمام ہاؤس کو معلوم ہے کہ تمام ڈاکٹر ہڑتال پر چلے گئے ۔ اس کے بعد پھر میں ایک دفعہ میونسپل گیا ۔ میں نے ڈاکٹروں سے درخواست کی کہ strike call off کریں ۔ میں پھر آپ کا کیس اسی شد و مد کے ساتھ plead کروں گا ۔ جیسا میں نے پہلے کیا ہے ۔ رہائش کا مسئلہ ۔ تنخواہ کا مسئلہ ۔ ترقی کے متعلق ۔ باہر جانے کے متعلق ۔ ڈگریوں کے متعلق ۔ باہر بھیجنے کے متعلق اور آپ کو جو دیگر مراعات چاہئیں ۔ لیکن میری بات کہیں نہیں سنی گئی کیونکہ ڈاکٹروں کی باہر مارکیٹ ہے میں آج بتا دینا چاہتا ہوں کہ باہر مارکیٹ ایمیل بسبنڈری کے ڈاکٹروں کی بھی ہے اور مجھے دھڑا دھڑ خط آ رہے ہیں کہ ان کو باہر بھیج دو ۔ ایف او میں 22 ہزار روپے تک فنڈ ریسرچ والوں کے لئے آئے ہیں ۔ جو کہ یہاں صرف 800 روپے لے رہے ہیں اور یہی حالت ہے ایگریکلچر ریسرچ انسٹیٹیوٹ کی ۔ لیکن اس کے بعد میں یہ کہنا چاہتا ہوں کہ ہو سکتی کوشش کی گئی کہ اس ہڑتال کو کسی طریقہ سے ٹالا جائے ۔ لیکن اس کے ہونے کے بعد میں یہ واضح طور پر کہنا چاہتا ہوں ۔ باقی تمام حالات آپ کے سامنے ہیں ۔ میں صرف یہاں تک بتانا چاہتا ہوں کہ حاجی صاحب اور دوسرے صاحبان کی تحاریک التوا میں جو تھا کہ تمام ذمہ داری پنجاب گورنمنٹ پر عائد ہوتی ہے ۔

سر ! میں آپ کو مکمل یقین دلانا چاہتا ہوں کہ آپ کی حکومت نے مکمل طور پر اور اپنی طاقت سے بڑھکر اپنے ذرائع اور وسائل سے بروئے کار مراعات دی ہیں اور اس ہڑتال کو روکنے کی کوشش کی ہے اگر اس میں ہم کامیاب نہیں ہوئے ہیں ۔ تو یہ اس میں حکومت کی کسی قسم کی کوئی کوتاہی یا لغزش نہیں یا کوئی ایسی کسر نہیں جو کہ ہم نے چھوڑ دی ہو ۔ یہ ساری کی ساری ذمہ داری ان ڈاکٹروں کی ہے ۔ جو یہ سمجھ بیٹھے ہیں کہ ملک کے اندر اور ملک کے باہر وہ اتنا پیسہ کما سکتے ہیں جو کہ سروس سے زیادہ ہے یہ ایک وہ بنیادی نکتہ ہے ۔ جس کو ہم سلجھانا چاہتے ہیں اور اس میں اس وقت تک ایک کنفرنٹیشن کی حالت خراب ہو گئی ہے ۔ میں ابھی تک ایمان

ہوں کہ اگر کسی طریقہ سے اس کو سلجھایا جا سکے اور اس ہڑتال کو ختم کیا جائے ۔ میں اس ہاؤس میں وعدہ کرتا ہوں کہ وہ آج صحیح طور پر اپنی ڈیوٹی پر چلے جائیں ۔ میں ان کے ساتھ ہوں اور جتنی بھی مراعات وہ چاہتے ہیں یا جو ان کے اختلافات ہیں ۔ میں حکومت پنجاب کی طرف سے اور آپ کی طرف سے مکمل حمایت کے ساتھ ان کا کیس plead کروں گا ۔ لیکن جب تک وہ کام پر نہیں آئیں گے ۔ یہ ذمہ داری ڈاکٹروں اور صرف ڈاکٹروں کی ہے ۔

چوہدری امان اللہ لک : جناب والا ! میں فاضل وزیر سے ایک وضاحت چاہوں گا کہ ہڑتال کے بعد مریضوں کا کیا ہو رہا ہے ۔ میری یہ تحریک التوا تھی کہ ہڑتال کی وجہ سے مریضوں کی بے بسی اور بے کسی کی طرف بھی کوئی توجہ دی گئی ۔ اس کا کوئی alternative arrangement کیا گیا ہے ۔ حکومت پنجاب یا وزیر صحت صاحب نے اس بارے میں کیا کہا ہے اگر ڈاکٹر ہڑتال پر چلے گئے ہیں ۔ تو ہماری ہمدردیاں ان کے ساتھ ۔ بہت کم ہیں اور اس صورت حال سے زیادہ ہیں جو اس وقت ہسپتالوں میں ہے.....

مسٹر سپیکر : ہاں اس صورت حال سے مقابلہ کرنے کے لئے پنجاب گورنمنٹ نے کیا کیا ہے ۔ اس کی وضاحت چاہئے ۔ ان کا نقطہ نظر یہ معلوم ہوتا ہے کہ یہ ان کی تحریک التوا ڈاکٹروں کی حمایت میں نہیں دی گئی ہے بلکہ ان مریضوں کی بابت دی گئی ہے ۔ جن کا ڈاکٹروں کے ہڑتال پر جانے کی وجہ سے مناسب طور پر علاج نہیں ہو سکا ہے ۔

چوہدری امان اللہ لک : میرا مطلب یہ ہے کہ جو صورت حال پیدا ہو گئی ہے اس کو ہم کنٹرول کیسے کر رہے ہیں اور ان کی تکالیف کا ازالہ کیسے کر رہے ہیں ۔

راجہ فضل الفضل : جناب والا ! میری تحریک التوا نمبر 115 میں یہ ہے کہ پہلے انہوں نے token strike کی اور مطالبات اگر اس وقت مان لئے جاتے تو آج یہ جنرل ہڑتال نہ ہوتی ۔

مسٹر سپیکر : بہت اچھا آپ نے تحریک التوا کا کیا نمبر بتایا ہے ۔

راجہ محمد انور : جی نمبر 115 یہ دیکھا گیا ہے کہ عموماً ہڑتال کے بعد مطالبات مانے جاتے ہیں اور دھمکیاں دی جاتی ہیں جس سے خلق اور کشیدگیاں پیدا ہوتی ہیں ۔

وزیر صحت : جناب والا ! اس سلسلہ میں میں نے پہلے عرض کیا ہے کہ یہ سارے مطالبات جس پر فاضل رکن نے بتایا ہے ۔ یہ تمام کے تمام مطالبات یہ ساری مراعات ، یہ ساری چیزیں ہڑتال سے پہلے بتائی گئیں اور کی گئیں اور اس کے بعد میں ہڑتال ہوئی ۔ دوسرا مسئلہ جو کہ میرے فاضل دوست نے صورت حال کے متعلق کہا ہے ۔ اس کے متعلق جیسا کہ آپ سب حضرات کو معلوم ہے کہ اس کو Essential Service declare کیا گیا اور ان کو کہا گیا کہ وہ اپنی ڈیوٹی پر واپس آئیں ۔ اس پر وہ نہیں مانے اور اس کو Essential Services declare کرنے کے باوجود انہوں نے یہ کہا کہ کچھ تو آئے ہی نہیں اور کچھ ڈاکٹروں نے حاضری لگا کر کام نہیں کیا ۔ اس کے بعد ظاہر ہے کہ قانون کے پاس اپنی فورس ہے اور قانون اپنی فورس کو استعمال کرنے پر مجبور ہے اور پھر وہ مجبور ہوکے آگے بڑھے ۔ اس کے بعد ہم نے کوشش کی کہ سینیئر ڈاکٹرز کو پروفیسروں اور اسسٹنٹ پروفیسروں کو کہا ۔ جنہوں نے وعدہ کیا کہ تمام ایمرجنسی کیسز کی وہ دیکھ بھال کریں گے ۔ اس وقت کوئی ایسی صورت حال نہیں ہے ۔ کہیں بھی کسی بھی ہسپتال میں جس سے مجھے یہ معلوم ہو کہ ڈاکٹروں کی ہڑتال کی وجہ سے پریشانی ہو رہی ہے البتہ یہ درست ہے کہ آؤٹ ڈور مریضوں کا نقصان ہو رہا ہے ۔ غریب کا نقصان ہو رہا ہے ۔ جہاں تک امیر کا تعلق ہے اس کا کیا ہے وہ تو خود بھی ڈاکٹر کے پاس آ سکتا ہے اور ڈاکٹر بھی اس کے پاس جا سکتا ہے ۔ آؤٹ ڈور مریض کئی ہسپتالوں میں نہیں دیکھے جا رہے ہیں ۔ بلکہ کسی ہسپتال میں نہیں دیکھے جا رہے ۔ حالات ڈسٹرکٹس میں لاہور سے زیادہ بہتر ہیں اور جہاں تک تعلق ہے حکومت کا ۔ ہم نے ڈاکٹروں سے اپیل کی ہے اور دوسرے پرائیویٹ پریکٹیشنروں سے یا جو کہ کسی اور محکمہ میں ملازم ہیں کہ وہ آئیں اور آ کر آؤٹ ڈور مریضوں کی امداد کریں اور جو لوگ ہسپتال میں ہیں ۔ ان کی دیکھ بھال کریں ۔ اس وقت میں یہ واضح کردوں کہ میں انتہائی مشکور ہوں ، ان پیرا میڈیکل سٹوڈنٹس کا جن میں نرسز

اور ٹریننگ سٹاف بھی شامل ہے اور دوسرے بھی ہیں کہ انہوں نے اپنے فرائض نہایت خوش اسلوبی سے سر انجام دیئے جس کی وجہ سے ایسی کوئی صورت حال پیدا نہیں ہوئی ہے کہ جس کا یہاں پر تشویش ناک حد تک ذکر کیا گیا ہے۔

حاجی محمد سیف اللہ خاں : جناب والا! میں آپ کی وساطت سے اس ایوان اور حکومت کی توجہ مبذول کراؤں گا کہ اس وقت تک ڈاکٹروں کے مسائل اور ان کے مطالبات کو سمجھنے کی ہی کوشش نہیں کی گئی ہے اور یہ تاثر دیا گیا ہے اور دیا جاتا رہا ہے کہ شاید ڈاکٹر تنخواہوں کے لئے لڑ رہے ہیں۔ شاید پیسوں کے لئے ہڑتال کر رہے ہیں۔ حالانکہ یہ صورت حال نہیں ہے اصل صورت حال یہ ہے اور ڈاکٹروں کا مطالبہ یہ ہے کہ ہمیں محکمے میں ترقی کرنے کے مواقع میسر ہونے چاہئیں۔ ایک گریجوایٹ جس وقت گریجوایٹ کے طور پر بھرتی ہوتا ہے تو وہ تو اسسٹنٹ کمشنر اور ڈپٹی کمشنر بن سکتا ہے۔ ایک سی۔ ایس۔ پی جو کہ ای۔ اے۔ سی یا اے۔ سی بھرتی ہوتا ہے وہ تو جناب سیکرٹری کے رینک تک پہنچ سکتا ہے۔ لیکن ڈاکٹر جب ڈاکٹر کے طور پر بھرتی ہوتا ہے تو وہ تمام زندگی ڈاکٹر ہی رہتا ہے اور پھر ایسی کیٹیگریز پیدا کر دی ہیں کہ وہ میڈیکل آفیسر ہی رہتا ہے۔ کیونکہ جو سپیشلسٹس ہیں۔ وہ تو سینئر ڈاکٹر ہوں اور جو ایم۔ بی۔ بی۔ ایس ہوں۔ وہ تمام زندگی میڈیکل آفیسر ہی رہیں اور اس کے علاوہ ان کی ترقی کے کوئی چانسز نہیں ہیں اور ڈاکٹروں کا مطالبہ صرف یہی ہے کہ جب کہ دوسرے جو کہ ہم سے کم تعلیمی قابلیت رکھتے ہیں۔ ایسی تعلیمی قابلیت کے لوگ ہو کہ low qualifications کے لوگ ہیں۔ جن qualifications کو حاصل کرنے کے لئے زیادہ labour نہیں کرنا پڑتی اور وہ جو mere Graduates یا اس قسم کی دیگر ڈگریوں کے حامل ہوتے ہیں۔ کسی قسم کی Technical qualifications ان کے پاس نہیں ہوتی ہیں۔ ان کو تو ترقی کے مواقع حاصل ہیں کہ وہ تو زمین سے آسمان تک پہنچ جائیں اور وہ ڈاکٹر جو بیچارے سب سے زیادہ محنت کر کے ایک ڈگری حاصل کرتا ہے۔ وہ ساری کی ساری زندگی ایک میڈیکل آفیسر ہی رہے۔ کیا حکومت نے ان کے اس مطالبہ کی طرف بھی کوئی توجہ دی ہے اور انہوں نے اس ضمن

میں بھی سوچا ہے کہ میڈیکل آفیسر کی ترقی کے chances آپ سکیل کی حد تک نہ جائیں کہ وہ سکیل 17 کی بجائے 18 میں 45 فیصد کر دیں ۔ رہے گا تو پھر بھی وہ ڈاکٹر کا ڈاکٹر اور ڈاکٹر ہی کہلائے گا ۔ کیا ایسا کوئی طریقہ کوئی لائحہ عمل ان سے negotiate کرکے حکومت نے سوچا ہے کہ انہیں کس طرح زیادہ ترقی دی جا سکتی ہے ۔ یہ ان کی ایک psychology جس طرح انسان میں ہوتی ہے یہ سمجھ لیں یا دوسرے جس طرح سے گورنمنٹ کے ملازمین ہوتے ہیں ۔ ان میں اسی طرح سے steps اور ترقی کے مواقع ہیں ۔ ڈاکٹروں کے لئے ایسی کون سی چیز حکومت نے فراہم کی ہے ۔ کیا ان کے اس مطالبے کی طرف توجہ دی ہے تو اس میں کون سے نام کی feasibility ہے ؟ اور نہیں دی تو کیا وہ اس پر توجہ دینے کے لئے تیار ہیں اور اس لائن پر ان سے negotiate کرکے ان کا اہم ترین مطالبہ اور مسئلہ حل کرنے کی کوشش کریں ۔

Mr. Speaker : Now I rule this adjournment motion in accordance with the rules. Those who want that the House be adjourned for discussion on these adjournment motions may rise in their seats. (Count was taken) It falls short of the required number. Now we go on to the next item.

سید تابش الوری : جناب والا ! کل آپ نے فرمایا کہ تحریک التواء پر آپ کم وقت دے رہے ہیں آج زیادہ وقت دیں گے ۔ اس لئے راولپنڈی کے متعلق ایک تحریک التواء ہے اسے لے لیں ۔

Mr. Speaker : We have taken about 50 minutes.

سید تابش الوری : جناب والا ! یہ تو جناب وزیر موصوف نے بھی نوٹس لیا ہے ۔ ۔ ۔ ۔

مسٹر سپیکر : جس نے بھی لیا ہے ۔

سید تابش الوری : جناب والا ! آپ نے مجھے تحریک کی وضاحت کرنے کا بھی موقع نہیں دیا ۔

مسٹر سپیکر : یہ وضاحت والی بات کہیں رولز میں نہیں ہے ۔ آپ ہنسٹر صاحب کو سننا چاہتے تھے ۔

You want to hear the Minister, otherwise I would have put it to vote immediately.

راجہ جمیل اللہ خان : جناب والا ! وہ ایک اہم تحریک راولپنڈی کے متعلق ہے اسے آپ لے لیں ۔

مسٹر سپیکر : وہ ٹھیک ہے ۔ وہ اب اسی آرڈر میں آئے گی ۔ آج دونوں take up کرنے سے پچاس منٹ اگ گئے ہیں ۔ اب وہ انشاء اللہ کل آئے گی ۔

مجلس قائمہ کی رپورٹ پیش کرنے کی مدت میں توسیع

علامہ رحمت اللہ ارشد : جناب والا ! میں آپ کی اجازت سے تحریک پیش کرتا ہوں :

کہ دی پنجاب پراونشل اسمبلی (سیلریز ۔ الاؤنسز اور پریولیجز آف ممبرز) بل 1974ء مجلس قائمہ لاء اینڈ پارلیمنٹری افیرز کی رپورٹ پیش کرنے کی تاریخ میں مورخہ 25 اکتوبر 1974ء تک توسیع کر دی جائے ۔

سپیکر : تحریک پیش کی گئی ہے :

کہ دی پنجاب پراونشل اسمبلی (سیلریز ۔ الاؤنسز اور پریولیجز آف ممبرز) بل 1974ء مجلس قائمہ لاء اینڈ پارلیمنٹری افیرز کی رپورٹ پیش کرنے کی تاریخ میں مورخہ 25 اکتوبر 1974ء تک توسیع کر دی جائے ۔

(تحریک منظور کی گئی)

Makhdoomzada Syed Hassan Mahmud : Mr. Speaker Sir, yesterday ybu were kind enough to allow me to raise the question which pertains to the Constitution. I would like to draw your attention to Article 127.

Mr. Speaker : About what?

Makhdumzada Syed Hassan Mahmud : In regard to the 'disqualification''

مسٹر سپیکر : سیکرٹری صاحب آپ تشریف لائے تھے اور آپ نے کہا تھا کہ وہ Wednesday کو یہ نہیں چاہتے۔

Makhdumzada Syed Hassan Mahmud : Yesterday it was decided. You said that, you can see the proceedings.

Mr. Speaker : Yes, But I was told that yesterday. کوئی decide نہیں ہوا تھا جب آپ نے کہا کہ آپ Wednesday کو نہیں کرنا چاہتے۔

Makhdumzada Syed Hassan Mahmud : I have not said that. Yesterday I was told that you will be heard tomorraw.

مسٹر سپیکر : نہ ۔ نہ Yesterday کی بات بھی ٹھیک ہوگی مگر

It is not the matter of yesterday but I actually decided day before yesterday that it will be taken up on Wednesday, and when I was not here, I have been given to understand that the Hon'ble Member whom I requested to resume his seat again raised the same question when the Deputy Speaker was in the Chair about which I had decided that it will be taken up on Wednesday. When he raised the subject again, he referred it to the Advocate-General. If the Secretary informs me correctly, it was stated by the Hon'ble member that he had read the office note and agreed that the matter may be referred to the Advocate General and the

matter will be discussed when the report comes back. Mian Khurshid Anwar yesterday rose actually on the point that despite the decision that was takeh when the Speaker was in the Chair, the Hon'ble Member who has written that letter rose in his seat and took advantage of the Speaker's absence and then issued a statement to the press. It was only to repel the impression that has appeared in the press that he rose and made a personal explanation.

علامہ رحمت اللہ ارشد : جناب والا ! میں اچھی طرح سے یاد رکھتا ہوں اور میرے حافظے میں یہ محفوظ ہے کہ کل مخدوم زادہ سید حسن محمود صاحب کی request پر آپ نے یہ فرمایا تھا کہ آپ کل اپنی طرف سے یہ لیں گے ۔

Mr. Speaker : I am under the impression.

جو میں نے پہلے فیصلہ کیا ہے کہ Wednesday کو یہ subject آئے گا مگر یہ تو آپ خود فیصلہ کروا چکے ہیں کہ Wednesday کو نہیں آئے گا ۔

Makhdumdaza Syed Hassan Mahmud : No Sir, I have not.

Mr. Speaker : I will keep it for tomorrow or for the next official working day. I will look into the record.

Makhdumzada Syed Hassan Mahmud : Mr. Speaker, it is not a long discussion.....

Mr. Speaker : I don't know that. Actually my view appears to be quite different.

مگر میں اس کو اس ایوان میں express نہیں کرنا چاہتا تھا ۔ میرے نقطہ نظر سے تو ابھی وہ question arise نہیں ہوا ۔

That this question has arisen, I have yet to decide whether to entertain the objection raised by the Hon'ble Member or not. That is way I have sent it to the Advocate General to know whether there is any substance in the objection or not.

Makhdumzada Syed Hassan Mahmud : Mr. Speaker, without hearing me.....

Mr. Speaker : No, no I will hear you but the...

Makhdumzada Syed Hassan Mahmud : How can you determine whether the question has arisen or not ? How can you seek the advice without hearing me ? I want to raise a constitutional question for which I am legally and constitutionally entitled.

Mr. Speaker : There I don't know whether you are really entitled.

Makhdumzada Syed Hassan Mahmud : Sir, if you don't hear me how you can determine.....

Mr. Speaker : I am first seeking the advice of the Advocate General. When that comes then I will place the matter in the House and will hear the Hon'ble Member who has written me that latter.

Makhdumzada Syed Hassan Mahmud : Quite right, but under the provisions of the Constitution I am entitled to raise a question. You must listen to me and then decide.

Mr. Speaker : How you are entitled to raise this question ? Let me hear it now, nothing on the merits.

Makhdumzada Syed Hassan Mahmud : Alright. Sir, I would invite your attention to Article 127 of the Permanent Constitution.

Mr. Abdul Hafiz Kardar : Point of order Sir. You will recall that yesterday on this very issue I had disagread with the mover and I had submitted to you that when a Member rises and raises an issue, a question has already

been raised. What you were in fact seeking, and I am raising a semantic question, when you were referring the matter to the Advocate Ceneral, you were seeking the interpretation whether a question of this substance can be raised. I realize your difficulty under para 2 of Article 63 of the Constitution. You are really hand bound when a question has been raised to be referred to the Chief Election Commissioner. I realize your difficulty and I appreciate it but I am trying to say irrespective of that. I am at the semantics issue that if a member gets up and raises an issue whether the question has been raised or not, and the discussion yesterday was also on this particular point. I realize the difficulty in which you find yourself but the fact is that the Constitution doesn't leave you much to move on. I have said this yesterday and I am saying it again with fullest responsibility.

Mr. Speaker : Before Mr. Kardar actually closes his observation may I ask one question ? Supposing I receive a letter from a member sitting in this House that Mr. AB was seen dining in the Inter-Continental on the 7th of October, 1974 and thereby he has disqualified himself ; is it a question raised ? Has a question arisen ? This is what I have to know whether there is some Prima facie material in the matter that has been received by me. Does it really raise a question as contemplated and required by law ? That is what I was at ; does that letter or that motion, whatever it be treated, really raise a question as contemplated by Law ?

Mr. Abdul Hafiz Kardar : To be more specific on the issue, the substance, the evidence has been provided to you by the statement made by one of the persons concerned. He said that he had already done the act. That was his

statement yesterday when he criticised the mover on his past practices of having made changes in the affiliations of various parties. One of the persons who had crossed the House and joined another party had acknowledged that the action had already taken place.....

Mr. Speaker : Supposing that a member had said, "Yes, I have dined in the Intercontinental", is he disqualified? The question is whether the fact which is alleged prima facie disqualifies him.

(Interruptions)

Supposing the Member AB would stand up and tell me, "yes, on the 7th of October, I have dined in the Intercontinental"; the question would still be whether really a question has arisen. Admission in that sense whether admission of being disqualified has been made or not.

(Interruptions)

سید نایاب الوری : اگر وہ مردہ ایسا statement دے گا تو وہ پھر تبرستان میں بھی دفنے سکتا ہے۔

Makhdumzada Syed Hassan Mahmud : Mr. Speaker, the simile that you have drawn, I am fully conscious of my responsibility.....

Mr. Speaker : So am I.

Makhdumzada Syed Hassan Mahmud : I shall be within the Four corners of the Constitution to say that it is not for this House or for the Speaker to decide whether Prima facie a case exists or not.

Mr. Speaker : Yes, it.....

Makhdumzada Syed Hassan Mahmud : I will prove my

point and then it is for you to decide. I draw your attention to Article.....

Mr. Speaker : I am not at present dealing with the merits of the case. I have not yet decided whether I would hear you on the facts or not.

Makhdumzada Syed Hassan Mahmud : I am not going into the case. I am merely raising a question. I draw your attention to Article 127 of the permanent Constitution which applies certain provisions to the Provincial Assembly.

Mr. Speaker : I know that. Now, let us proceed.

Makhdumzada Syed Hassan Mahmud : Let us come to Article 63, clause (2), which reads.

> "If any question arises whether a member of Parliament has become disqualified from being a member, the Speaker or, as the case may be, the Chairman....."

Mr. Speaker. Will the member please read para (1) of Article 63 as well so that we may understand what is contained in para (2). You are also requested Mr. Kardar to consult the Constitution if you have got it.

Makhdumzada Syed Hassan Mahmud :

> "A person shall be disqualified from being elected or chosen as, and from being, a member of Parliament, if
>
> (*a*) he is of unsound mind and has been so declared by a competent court ; or
>
> (*b*) he is an undischarged insolvent ; or

(c) he ceases to be a citizen of Pakistan, or acquires the citizenship of a foreign State ; or

(d) he holds any office of profit in the service of Pakistan other than an office declared by law not to disqualify its holder ; or

(e) he is so disqualified by Act of Parliament.

Mr. Speaker : Now, let us see what is Act of Parliament.

Makhdumzada Syed Hassan Mahmud : It is very simple.

Mr. Speaker : Please ; the question is not so simple as you would like to believe it.

Makhdumzada Syed Hassan Mahmud : Sir, let me complete it. Clause (2).

> "If any question arises whether a member of Parliament has become disqualified from being a member, the Speaker or, as the case may be, the Chairman shall refer the question to the Chief Election Commissioner and, if the Chief Election Commissioner is of the opinion that the member has become disqualified he shall cease to be a member and his seat shall become vacant."

Now, Mr. Speaker, you are confusing the issue.

Mr. Speaker : I am not confusing the issue. Your reliance is on Article 63 (1) (e).

Makhdumzada Syed Hassan Mahmud : No, Sir. My reliance is on Article 273 (b) which lays down two disqualifications for two kinds of members. I quote

> "the qualifications and disqualifications for membership of the first Assembly of a Province shall, except in case of member filling casual vacancies after the commencing day, be the same as were provided in the Interim Constitution of the Islamic Republic of Pakistan :"

Those that are bye-elected their disqualification will be under the permanent Constitution, under the Article read out by me, but the disqualification for members elected prior to the enforcement of the Constitution shall be the same as contained in the Interim Constitution.

Mr. Speaker : What are those qualifications and disqualifications in the Interim Constitution ?

Makhdumzada Syed Hassan Mahmud : There the procedure for the question to be raised is the same as is contained in the permanent Constitution. If you so desire I will read it out.

Mr. Speaker : Yes, I would like to know what are the qualifications and disqualifications.

Makhdumazada Syed Hassan Mahmud : How a question is to be raised ?

Mr. Speaker : No, I am only interested in the qualifications and disqualifications. Under what Article of the Interim Constitution ?

Makhdumzada Syed Hassan Mahmud: Besides the disqualification as mentioned in the permanent Constitution in Schedule I of the Political Parties Act.....

Mr. Speaker: What is the Schedule about ?

Makhdumaza Syed Hassan Mahmud: These are Acts and Ordinances promulgated. They are all exempted from .....

Mr. Speaker: Are they exempted now ?

Makhdumzada Syed Hassan Mahmud: They may not be but they are allowed. When I come to that I will give proof.

Mr. Speaker: Let us know what are the disqualifications in the first instance. Will the member help me ?

Makhdumaza Syed Hassan Mahmud: The law under which these members stand disqualified is contained in Section 8, sub-section (2) of the Political parties Act. I will draw your attention to this Section which lays down.

> "If a person having been elected to the National Assembly or a Provincial Assembly as a candidate or a nominee..."

Mr. Speaker: This is Article number ?

Makhdumzada Syed Hassan Mahmud: Section 8, subsection (2) of the Political Parties Act.

Mr. Speaker: You have gone to the Political Parties Act and I am talking of the Interim Constitution that where are the qualifications and disqualifications given in that.

Makhdumzada Syed Hassan Mahmud: That is besides the disqualifications mentioned here in. It saves the Political Parties Act.

Mr. Speaker : I don't know. You will come to that at the proper stage. Let us know the disqualificatioes or qualifications contained in the constitution.

Makhdumzada Syed Hassan Mahmud : They are exactly the same to be read with.....

Mr. Speaker : I don't know. These may be the same. If you are asserting your point, let me hear it.

Makhdumzada Syed Hassan Mahmud : Sir, the disqualifications are exactly the same.

Mr. Speaker : I don't know that. These may be the same. Will the honourable Member read that. Iwon't go by that word, if I am required to decide it.

Makhdumzada Syed Hassan Mahmud : Disqualifications of Membership Article 116 of the Interim Constitution :—

> "116.-(1) A person shall be disqualified from being elected as, and from being, a member of a Provincial Assembly if –
>
> (a) he is of unsound mind and has been so declared by a competent court ; or
>
> (b) he is an undischarged insolvent ; or
>
> (c) he has been, after the twentieth day of December, 1971, on conviction for any offence, sentenced to transportation for any term or to imprisonment for a term of not less than two years, unless a period of five years, or such less period as the President may allow in any

particular case, has elapsed since his release ; or

(d) he has been dismissed for misconduct from the service of Pakistan, unless a period of five years, or such less period as the President may allow in any particular case, has elapsed since his dismissal ; or

(e) he, whether by himself or by any person or body of persons in trust for him or for his benefit or on his account or as a member of a Hindu undivided family, has any share or interest in a contract, not being a contract between a cooperative society and Government, for the supply of goods to, or for the execution of any work or the performance of any service undertaken by, Government :

Provided that the disqualification under this paragraph shall not apply to a person -

(i) where the share or interest in the contract . . . ."

Mr. Speaker : We can leave it because it does not apply. Now, may I ask the honourable Member—can he tell me-on which clause of this Article does he rely ?

Makhdumzada Syed Hassan Mahmud : I rely on this Sir that the permanent Constitution has clearly stipulated . .

Mr. Speaker : May I sum up your argument. Your argument is that Article 273 which provides for the qualifications and disqualications for the sitting Member are the same as were provided, I would now take care of the word, please note it, as were provided in the Interim Constitution; not in any earlier law but in the Interim Constitution. The emphasis, from my point of view, would be on the words "in the Interim Constitution". Now we have gone to the earlier Constitution i.e. the Interim Constitution and we have read Article 116. In the Article 116, will the Honble, Member now point out the clause on which he is relying that here is the disqualification.

Makhdumzada Syed Hassan Mahmud : Sir, may I, if you permit me, pose you a counter-question ?

Mr. Speaker : Oh. Yes.

Makhdumzada Syed Hassan Mahmud : That the disqualifications mentioned in the Interim Constitution, would that not be read with the laws exempted and saved.

Mr. Speaker : No, that is not in the Constitution. This is why I requested you to note the words "In".

Makhdumzada Syed Hassan Mahmud : May I make one more request that the provision under which I have raised the question does not allow room for determining the case here. That jurisdiction is that of the Chief Election Commissioner.

Mr. Speaker : I know that.

Makhdumzada Syed Hassan Mahmud : And, therefore, we cannot here decide whether.....

Mr. Speaker : Now, I actually did not want to pre-

judice your case. I wanted to know what the Advocate-General was to say. The illustration that I gave, that if some body is dining in the Inter-continental Hotel and a complaint is made that by dining in the Inter-continental he has disqualified himself and please refer this case to the Chief Election Commissioner, how can I do it.

Makhdumzada Syed Hassan Mahmud : Under what law ?

Mr. Speaker : This exactly I asked you and requested you and you have read both the provisions of the Article in the present Constitution and the Interim Constitution and there is nothing to that effect. But still I would not like to decide it. I would still like the opinion of the Advocate-General to be made available to me to come to a conclusion.

Makhdumzada Syed Hassan Mahmud : And, Sir, I would like to add that I have raised the question.

Mr. Speaker : No question has arisen unless I decide it.

Makhdumzada Syed Hassan Mahmud : But you cannot decide it.

Mr. Speaker : I would decide whether a question has arisen. Initially I have to decide when and if a question has arisen. Then obviously I would refer it to the Chief Election Commissioner.

Makhdumzada Syed Hassan Mahmud : Sir, you have already made a reference in a similar case under the Political Parties Act, Col. Aslam Niazi's case. How did you do that then ?

Mr. Speaker : Now, I would explain it, if my friends would allow me. I emphasise the word 'in', Earlier there

were many disqualifications—disqualifications contained in the Interim Constitution and disqualifications by virtue of other laws. Before the permanent Constitution came into force, there were two types of disqualifications, one contained in the Interim Constitution and one contained in other laws. The present Constitution has only saved those disqualifications and requires only those disqualifications which are contained in the Interim Constitution and not in those laws which were protected by the Interim Constitution. My honourable friend has so far failed to appreciate this difference between those in qualifications and disqualifications which are provided in the Constitutions and those qualifications and disqualifications which are saved by the Constitution. And that is why I am still of the view that no question has so far arisen.

Makhdumaza Syed Hassan Mahmud : Mr. Speaker Sir, you could say that the question has been raised.

Mr. Speaker : No question has been raised and if the question has been rised and I treat it as a question having been raised, I have no alternative but to refer it to the Election Commission.

Makhdumzada Syed Hassan Mahmud : But Sir, how do you say that the question has not arisen.

Mr. Speaker : I gave you an illustration, if you agree with me, that a Member comes and makes a complaint to me that somebody made a speech in Sargodha .. ..

Makhdumzada Syed Hassan Mahmud : How that becomes relevant ?

Mr. Speaker : I don't know. That is the way, you are trying to make it relevant so far.

Makhdumzada Syed Hasan Mahmud: So I am not, because why did the Federal Parliament make this distinction that for the sitting Members the disqualifications shall be the ones contained in the Interim Constitution.

Mr. Speaker: For obvious reasons. In the Interim Constitution Governor could be a Member of the House, Central Ministers could be Members of the Provincial Assemblies and Members of the Provincial Assembly could be Ministers in the Federal Government and Ambassadors could be Members of the Provincial Assemblies and Members of the National Assembly. The reason for that is very obvious. Now I close this discussion and I maintain that what I decided was, according to the best of my judgment, the proper course. I have yet to decide whether a question has arisen or not.

Now we go on to the legislative business.

مسودہ قانون

مسودہ قانون (ترمیم پنجاب) حکم بنیادی جمہوریت مسدرہ 1974ء (مسودہ قانون نمبر 9 بابت 1974ء)

Haji Muhammad Saifullah Khan: Sir, I move:

> That the Basic Democracies Order (Punjab Amendment) Bill, 1974 be circulated for the purpose of eliciting opinion thereon by the 15th November, 1974.

Mr. Speaker: The motion moved is:

> That the Basic Democracies

Order (Punjab Amendment) Bill, 1974 be circulated for the purpose of eliciting opinion thereon by the 15th November, 1974.

Minister for Law : I oppose it.

مسٹر سپیکر : حاجی محمد سیف اللہ خان ۔

حاجی محمد سیف اللہ خان : جناب والا ! میں دونوں اکٹھی لیتا ہوں ۔ پرلسپلز بھی اور یہ بھی ۔

مسٹر سپیکر : ہاں ہاں ۔

حاجی محمد سیف اللہ خان : جناب کی اجازت ضروری ہے ۔

جناب والا ! آج بنیادی جمہوریت کا جو ترمیمی بل اس ایوان میں پیش کیا گیا ہے اس نے ہمارے ان شکوک و شبہات کو یقین کی حد تک بدل دیا ہے کہ یہ حکومت اس صوبے میں لوکل گورنمنٹ کا نظام رائج کرنا ہی نہیں چاہتی ۔ یہ بنیادی جمہوریتوں کا قانون جس کا نفاذ 1959ء میں کیا گیا تھا اور میں سمجھتا ہوں کہ اس قانون کی مخالفت موجودہ حکمران جماعت نے اپنے ایمان کے جز کی حد تک بنا لی تھی ۔ اس قانون کی جتنی بھی خرابیاں وہ بتا سکتے تھے ، اس قانون کو جتنا بھی برا وہ کہہ سکتے تھے ، اس نظام کے بارے میں جتنا بھی زہر وہ اگل سکتے تھے انہوں نے اگلا ۔ عوام کالانعام ہوا کرتے ہیں ۔ انہوں نے ان کی نیت پر شک نہ کیا ۔ بنیادی جمہوریت کے نظام نے ایک ایک محلے ، ایک ایک گاؤں ، ایک ایک بستی اور ایک ایک فرد چاہے وہ غریب تھا یا امیر ، اس تک پہنچ کر اسے یہ احساس دلایا کہ تم بھی اس معاشرے کے ایک فرد ہو ، تم بھی حکومت کی مشینری کا ایک حصہ ہو ۔ اس نظام نے عوام میں وہ شعور پیدا کیا جس سے حاکم و محکوم کی تمیز ہوئی ، حاکموں کی صلاحیتوں کو جانچنے کا فرق محسوس ہوا ، ذمہ داری کا احساس پیدا ہوا ، مگر اس قانون کی آپ نے مخالفت کی اور ہر شخص نے اس مخالفت کو نیک نیتی پر مبنی قرار دیتے ہوئے یہ سمجھا کہ

شاید اس حکومت کے پاس اس سے کوئی اچھا متبادل قانون موجود ہے ، اس سے کوئی اچھا نظام اس کے ذہن میں موجود ہے جو شاید اس سے بہتر ہو اور ہو سکتا ہے کہ اس نظام سے ہم میں کچھ خرابیاں پیدا ہوئی ہوں تو انہوں نے بھی آپ کی مخالفت کی آواز پر لبیک کہتے ہوئے اس بیسک ڈیموکریسی آرڈر کو رد کر دیا اور اس پر اپنی نفرت کا اظہار کر دیا جو آپ نے پیدا کی تھی ۔ مجھے انتہائی افسوس ہے کہ اس قانون کے خلاف جو نفرت آپ نے پیدا کی اور جس کے بارے میں عوام میں یہ تاثر آپ نے پیدا کر دیا کہ ملک میں دس سالہ خرابیوں کی تمام تر ذمہ داری بنیادی جمہوریت پر عاید ہوتی ہے ، آج اسی بیسک ڈیموکریسی آرڈر کو سینے سے لگا رہے ہیں ۔ وہ نظام جس کے بارے میں آپ ایک بار نہیں سو بار کہہ چکے ہیں کہ یہ غیر موثر ہو کر رہ گیا ہے ۔ اس کی اب کوئی قانونی حیثیت نہیں رہی اور اس کے مقابلے میں آپ نے ایک نیا قانون لانے کی خوش خبری سنائی اور ایک بار نہیں ، دو بار نہیں بیسیوں بار سنائی ۔ وہ کسی غیر ذمہ دار شخصیتوں کی طرف سے نہیں ، بلکہ لیڈر آف دی ہاؤس اور چیف منسٹرز کی طرف سے خوشخبریاں سنائی جاتی رہیں کہ ہم عنقریب اس لوکل گورنمنٹ کے لئے ایسا قانون لا رہے ہیں جو عوام کو شریک حکومت کر دے گا ۔ عوام کی خوش حالی ، معیشت اور ترقی کا باعث بنے گا مگر افسوس کہ اس کو لانے کی آپ کو ہمت نہیں ہوئی ۔ کیونکہ وہ قانون اگر آپ لاتے ، اگر آپ لوکل گورنمنٹ کا نظام بحال کرتے ہیں تو پھر آپ کی یہ چودھراہٹ ختم ہو جاتی ہے اور وہ لوکل باڈیز جن کو آپ نے اپنے پنجوں میں جکڑا ہوا ہے ، جن کو دن بدن دیوالیہ بنائے جا رہے ہیں ان کو سدھرنے کا موقع مل جائے گا اگر آج آپ اس ایوان میں لائے بھی ہیں تو وہ ترمیم آپ لائے ہیں جس کے تحت صرف یہ اختیار حاصل کرنا ہے کہ حکومت کو یہ اختیار حاصل ہو جائے کہ وہ کسی بھی تحصیل کے حصوں کو bifurcate کر دے ۔ ان میں سے کسی کو urban area بنا دیں ، کسی کو رورل ایریا بنا دیں ۔ اس کے کچھ ایریاز کو ٹاؤنز کہہ لیں اور کچھ ایریاز کو یونینز کہہ لیں ۔ میں نہیں سمجھتا کہ اس سے کیا فرق پڑ رہا ہے ۔ یونین کونسلیں تو پہلے ہی قائم ہیں ، ٹاؤن کمیٹیاں تو پہلے ہی کاغذی حد تک قائم ہیں ، bifurcation پہلے ہی ہو چکی ہے ، اصل مقصد تو وہ نظام لانا

تھا ، اصل مقصد تو وہ اصول متعین کرنا تھا جس کے تحت لوکل گورنمنٹ کا نظام ہم نے اس صوبے میں قائم کرنا ہے ۔ وہ تو ہم نہیں لائے اور پھر یہ بھی نہیں بتلایا گیا ۔ قانون اس چیز سے عاری ہے کہ آیا ہماری حکومت اسمبلی کو مصروف رکھنے کے لئے اس قسم کے قانون لاتی ہے ۔ آیا مقصد صرف یہی ہے کہ یہ ذہن نشین ہو جائے کہ حکومت کے ذہن میں لوکل گورنمنٹ کا نظام ہی ہے ۔ حکومت بنیادی جمہوریت کو اپنے سینے سے چمٹائے ہوئے ہے ، اسے اپنائے ہوئے ہے اور یہ بھی نہیں بتایا گیا کہ یہ تجویز کس لئے کر رہے ہیں ، مقصد آپ کا کیا ہے ؟ الیکشن کرانے مقصود ہیں ، نظام قائم کرنا مقصود ہے یا پھر اس قائم شدہ ڈھانچے میں اور ابتری پیدا کرنا ہے ۔ جس طرح چاہیں ایک حصہ کاٹ کر دوسرے میں شامل کر دیں گے اور دوسرے کا حصہ کاٹ کر تیسرے میں شامل کر دیں گے اور سیٹ اپ وہی کا وہی رہ جائے ۔ اس وقت تک ، جب تک ہمارے پاس وہ قانون نہ آئے ۔ جس کے تحت اس قسم کی bifurcation ضروری محسوس ہوئی ۔ پہلے آپ ہمیں سیٹ اپ تو بتائیں ۔ bifurcation کس لئے کرنا چاہتے ہیں ؟ کس خیال سے ٹاؤنز اور لوکل کونسلیں بنانا چاہتے ہیں ؟ کیا صرف نام دینا مقصود ہے یا وہ ادارے قائم کرنا مقصود ہے ؟ کیونکہ ادارے کے قیام کے لئے آپ نے اپنے قانون میں کسی قسم کی کوئی گنجائش اور شق نہیں رکھی کہ وہ ٹاؤنز اور وہ یونینیں کس لئے بنیں گی ؟ جو بنی ہوئی ہیں ان سے کیا اختلاف ہو گیا کہ آپ موجودہ ترمیم سے اسے ٹوبیک کر دیں گے ؟ جو کانٹ چھانٹ آپ کریں گے اس سے عوام کو کیا فائدہ پہنچے گا اور جو موجود ہے اس سے کیا نقصان پہنچ رہا ہے جو اصل چیز آپ نے لانے کا وعدہ کیا تھا وہ یہ تھی کہ آپ لوکل گورنمنٹ کا ایک مستحکم اور عام فہم نظام قائم کرنے کے لئے اس ایوان میں بہت جلد ایک قانون پیش کریں گے ۔ جو وعدے آپ کی طرف سے اس ایوان میں کئے گئے ان میں سے اکثر پورے نہیں ہوئے ۔ لیکن اگر واقعی آپ اپنے اس وعدے میں سچے تھے اور اس پر قائم ہیں تو میں نہیں سمجھ سکا کہ اس ترمیم کے لانے سے ہمارے شکوک و شبہات میں اضافہ کیوں نہ ہو ۔ بلکہ یہ سوال یقین کی حد تک پیدا ہو گیا ہے کہ آپ اس صوبے کو ہمیشہ ہمیشہ کے لئے لوکل گورنمنٹ کے نظام سے محروم رکھنا چاہتے ہیں ۔ وہ تمام تجاویز جو آپ اس

ایوان سے منظور کرانے کی کوشش کر رہے ہیں اور جو اس قسم کے قوانین پاس کرانے کی کوشش کر رہے ہیں ، محض اس لئے ہیں کہ اس نظام کی ترویج میں اور اس صوبے کو لوکل گورنمنٹ کا نظام دینے میں زیادہ سے زیادہ تاخیر ہو ۔ اگر آپ واقعی یہ نظام چاہتے ہیں تو ان ترمیموں کا کوئی فائدہ نہیں ۔ آپ کا بیسک ڈیموکریسی آرڈر ویسے ہی غیر موثر ہو چکا ہے ۔ اس کے تحت اس صوبے میں اس وقت کوئی بھی کونسل قائم نہیں ، سوائے آپ کے سیکرٹریوں اور افسران کے ۔ کونسل کا اور کمیٹی کا جو مقصد ، مدعا اور concept اس آرڈر میں دیا ہوا ہے کہ عوام کے منتخب نمائندوں پر مشتمل ہوگی ، وہ تو ایک بھی اس صوبے میں موجود نہیں ۔ چلیے آپ کم از کم کونسلیں تو بنالیں ، چلیے عوامی concept تو دیں اور وہ اس صورت میں دیا جا سکتا ہے جب ایک جامع اور مکمل قانون اس صوبے میں نافذ کرکے اپنے اوپر ذمہ داری لے لیں ۔ جب آپ جامع اور مکمل قانون نافذ کرنا چاہتے ہیں اگر اس کے لئے لوکل گورنمنٹ کا نظام قائم کرنے کے لئے آپ ایک قانون دینے والے ہیں تو پھر مجھے بتائیے کہ آپ کو اس ترمیم کا فائدہ کیا ہے آپ کی اس ترمیم کا مقصد کیا ہے اس قانون میں ترمیم سے آپ کو فائدہ کیا پہنچے گا ایک قانون بنالیے اس میں سسٹم رکھ دیجئے یہی پرویژن اس میں رکھ دیجئے کہ حکومت یا جو بھی با اختیار ادارہ ، میری رائے میں بہرحال الیکشن کمیشن ہوگا کہ ان کو اختیار ہونا چاہئے تاکہ عوامی اداروں کے قیام میں حکومت کا دخل عمل براہ راست سیاسی دخل عمل نہ ہو کیونکہ حکومت ایک سیاسی جماعت کی ہوا کرتی ہے اور عوام کی رائے ہر قسم کے دباؤ سے بالاتر ہوا کرتی ہے اور وہ اس صورت میں ہوتی ہے جب انصاف کے تقاضے پورے کرتے ہوئے انصاف کے عین مطابق علاقوں کی bifurcation کی جائے ۔ علاقوں کو یونین کونسلوں اور ٹاؤن کمیٹیوں میں بانٹا جائے تو یہ نہ دیکھا جائے کہ اس حصے کو اگر اس حصے میں شامل کر دیا جائے تو ہماری جماعت کی اکثریت ہو جائے گی ۔ اس حصے کو کاٹ دیا جائے تو ہماری جماعت کی حیثیت کمزور ہو جائے گی اور محض اس بنا پر جناب والا ! یہ bifurcations ہوتی رہی ہیں ۔ اگر بجائے گورنمنٹ کو یہ اختیار دینے کے یہ الیکشن کمیشن کو اختیار دیا جائے جب وہ صوبائی اسمبلی جیسے ادارے کی bifurcation کرتا ہے اور محض اس لئے اس کو اختیار دیا

جاتا ہے کہ سیاسیات کا عمل دخل نہ ہو تو وہ ادارے جو بنیادی حیثیت رکھتے ہیں جو جمہوریت میں ریڑھ کی ہڈی کا تعلق رکھتے ہیں ان کا ستیاناس کرنے کے لئے حکومت کو کیسے اختیار دیا جا سکتا ہے اور حکومت کی منشاء کیسے پوری کی جا سکتی ہے - یہ نہیں ہے کہ کوئی نئی بات آپ لا رہے ہیں آپ کہیں گے صاحب یہ تو پچھلی حکومتیں کرتی آئی ہیں وہ اپنی مرضی اور منشاء سے ہر قسم کی توڑ پھوڑ کرکے دخل اندازی کرکے عوام کی رائے کو متاثر کرتی رہی ہیں - ہم تو ایسا نہیں کریں گے - اجی صاحب اگر یہ چیز آپ دو مئی 1972ء کو کہتے تو شاید ہم مان بھی لیتے ابھی ہم نے آپ کو آزمایا نہیں تھا ابھی ہم نے آپ کی دھاندلیاں دیکھی نہیں تھیں - آپ کی سیاسی کرپشن ابھی ہم نے دیکھی نہیں تھی - ابھی آپ کی سیاسی کرپشن کا ہمیں اندازہ نہیں ہوا تھا - اب جب دو سال آپ کے زیر سایہ ہم دیکھ چکے ہیں آپ کے وقت میں جتنے الیکشن بھی ہوئے ہیں جتنی خرابیاں ہوئی ہیں جتنی دھاندلیاں ہوئی ہیں اور جتنی سیاسی اقدار کو آپ لوگوں نے پامال کیا ہے شاید ہی اس کی مثال کسی بھی دور سیاسی دور میں مل سکے - تو ہم کیسے توقع رکھ سکتے ہیں کہ اگر آج یہ ایوان اس چیز کا اختیار آپ کے حوالے کر دے کہ آپ جس طرح چاہیں مقامی اداروں کی قسمت کا فیصلہ کریں اور ان کی bifurcation کرکے انہیں یونین کونسلوں اور ٹاؤن کمیٹیوں میں دے دیں اور وہ عوام کے لئے قابل قبول ہوگا یا وہ اس ملک میں صحیح ہوگا اور بنیادی لوکل گورنمنٹ کا نظام قائم کر دے گا میں قطعاً اس چیز کے حق میں نہیں ہوں اور میں یہ استدعا کروں گا کہ اس قسم کے پر فریب بل لا کر عوام کی آنکھوں میں دھول نہ جھونکیں اور ایک سیدھا سادا بل لوکل گورنمنٹ کے نظام کا لائیں جو انصاف کے تقاضے بھی پورے کرے اور جو حکومت کی غیر جانب داری کو بھی اس کے اندر رکھے اور عوام کو موقع فراہم کرے کہ وہ بنیادی لوکل گورنمنٹ کا نظام خود قائم کر سکیں اور اس میں کسی کا دخل عمل نہ ہو - جب تک یہ ادارے مضبوط نہیں ہوں گے جب تک لوکل گورنمنٹ کا صحیح نظام ہمارے یہاں قائم نہیں ہو گا یہ بات یاد رکھیں یہ ادارے جن میں ہم بیٹھیں ہیں یہ بے ستون ادارے ہو کر رہ جائیں گے اور یہ کسی بھی وقت دھڑام سے گر سکتے ہیں اور گرتے رہے ہیں محض اس لئے

کہ لوکل گورنمنٹ کے نظام کی طرف کسی حکومت نے توجہ نہیں دی ۔ حکومت ہمیشہ یہی سمجھتی رہی کہ اسمبلیاں ، سینٹ اور نیشنل اسمبلیاں قائم کر دینے اور وزراء کو منتخب کر دینے سے شاید ملک میں جمہوریت آ جایا کرتی ہے ۔ قطعاً نہیں یہ جمہوریت کا آخری حصہ ہوا کرتی ہے ۔ جمہوریت کا ابتدائی حصہ لوکل گورنمنٹ سے دیہات ، گلی ، کوچے اور قصبہ سے شروع ہوتا ہے ۔ جس میں وہ بنیادی کونسلیں بنتی ہیں اور وہ بنیادی کونسلیں آگے بڑھ کر ہنپ کے پھر اسمبلیوں کی شکل اختیار کر لیتی ہیں ۔ یہاں اسمبلیاں پہلے بن جاتی ہیں لوکل گورنمنٹ کی طرف کوئی توجہ نہیں دی جاتی اور ہمیں بارہا بتلایا گیا کہ پچھلے دور کی خرابیاں ہیں ہمیں سب کچھ ورثے میں ملا ہے ۔ ہمیں سب کچھ جناب ورثے میں وصول ہوا ہے ۔ میں پوچھنا چاہتا ہوں کہ اگر یہ خرابیاں ہمیں واقعی ورثے میں ملی ہیں تو کس قانون میں لکھا ہوا ہے کہ گندہ ورثہ بھی ہمیشہ اپنے پاس رکھیں اور اسے ہمیشہ کے لئے ختم نہ کریں اور اس کے متبادل آپ کوئی اچھی چیز نہ دیں ۔ میں تو یہ کہوں گا کہ یہ ساری گندگی جو پچھلے دور کی تھی جو دس سالہ دور کی تمام تر غلاظت تھی وہ بھی آپ ہی کی تھی ۔ آپ ہی کی پیدا کردہ تھی اور اب آپ نے ایک نیا لبادہ اوڑھ کر جب اس لئے سلسلے کو شروع کیا ہے تو اس گندگی کو پھر آپ نے سنبھال لیا ہے اور اپنا لیا ہے اگر وہ آپ کا پیدا کیا ہوا نہ ہوتا تو آپ پہلے دن سے ہی اس کو ختم کر دیتے ۔ جب آپ کا مکمل عمل دخل تھا اور مارشل لاء کی حد تک اختیارات آپ کو حاصل تھے کیونکہ آپ ہی کا پیدا کردہ تھا اس لئے وہ سب سے زیادہ آپ ہی کو عزیز ہے آپ نے ہی اسے اپنایا اور وہ تمام تر خرابیاں بڑپ بھی کئے جا رہے ہیں اپنا بھی رہے ہیں ساتھ ساتھ آپ چلا بھی رہے ہیں اور پروپیگنڈا بھی کر رہے ہیں کہ ہمیں جناب والا ورثے میں ملا ہے ۔ اس سے ہمیں کوئی سروکار نہیں ہے کوئی تعلق نہیں ہے مجھے بتلائیے کہ ان چیزوں کو ختم کس نے کرنا ہے ۔ ان چیزوں کی اصلاح کس نے کرنی ہے ۔ جب آپ مانتے بھی ہیں کہ یہ نظام برا ہے جب آپ مانتے ہیں کہ لوکل گورنمنٹ ۔ ۔ ۔ ۔

مسٹر سپیکر : حاجی صاحب ! وہ آپ کی بات ٹھیک ہوگی مگر آج کا یہ قانون جو اس وقت زیر بحث ہے اور اس کے متعلق جو آپ بتا

رہے ہیں - - - -

وزیر قانون : اس پر انہیں اعتراض نہیں ہے -

مسٹر سپیکر : - - - اس کے جو اصول ہیں وہ زیر بحث ہیں یا آپ کیوں مناسب سمجھتے ہیں کہ اس کو قبول کرنا چاہئے کہ اس عرصے تک قانون بنانے کے لئے عوام کی رائے لی جائے - تو کچھ آپ اس کے متعلق فرمائیں -

حاجی محمد سیف اللہ خان : جناب والا - - - -

علامہ رحمت اللہ ارشد : (پوائنٹ آف آرڈر) جناب والا ! ہاؤس کورم میں نہیں ہے -

مسٹر سپیکر : گنتی کی جائے - - گنتی کی گئی - - گھنٹیاں بجائی جائیں - گھنٹیاں بجائی گئیں - اب کورم پورا ہے - حاجی محمد سیف اللہ صاحب !

حاجی محمد سیف اللہ خان : جناب والا ! اس بل کو پیش کرتے وقت اگر ہمیں یہ بتا دیا جاتا کہ حکومت نے اس پر غور و خوض کر لی ہے - حکومت نے اچھی طرح دیکھ لیا ہے اور یہ ترمیم ہم صرف اس لئے دے رہے ہیں کہ آج ہم بنیادی جمہوریت کے قائل ہو رہے ہیں اور صرف اس قسم کا اختیار چاہئے کہ ہم موجودہ تحصیلوں کو ٹاؤن پولیینز میں bifurcate کر سکیں اور ان کے حصے بخرے کرکے ان کے مطابق ہم کونسلیں بنانا چاہتے ہیں تو پھر یہ سمجھا جا سکتا تھا کہ چلو دیر سے سمجھ آیا انسان سے غلطیاں بھی ہو جاتی ہیں وہ نظام جس کی انہوں نے مخالفت کی تھی اب انہیں محسوس ہوا کہ اصل نظام وہی بنیادی جمہوریت کا تھا اور اس میں جو خرابی تھی وہ نکل گئی کہ الیکٹورل کالج بنا دیا گیا تھا اور اب چونکہ Franchise basis پر الیکشن ہوتے ہیں تو اس میں یقیناً کوئی خرابی نہ رہی کوئی وجہ نہ رہی کہ ہم اس نظام کو دوبارہ رائج اور نافذ نہ کریں تب بھی ہم ان کی اس ترمیم کے ساتھ اتفاق کرتے اس ترمیم کے ساتھ یہ اختیار خود نہ لیں - آپ پر اب ہمیں اعتماد نہیں رہا اور یہ اختیارات آپ الیکشن کمشنر کو دیں اور وہی اس کے حصے بخرے کرے مگر انہوں نے تو یہ بھی نہیں بتایا ایک طرف اس میں ترمیمیں بھی دے رہے ہیں - حصے بخرے کرنے کے اختیارات

بھی لے رہے ہیں اور یونین کونسلوں اور ٹاؤن کمیٹیوں کی تشکیل کرنے کا اختیار بھی ہم سے حاصل کیا جا رہا ہے کہ وہ بنیادی جمہوریت کا قانون قطعی غلط تھا اور ہم اس کے متبادل لوکل گورنمنٹ کا قانون آپ کو دیں گے اور وہ اس سے اچھا اور بہتر قانون ہوگا اور یہ دو عملی بہر حال میری سمجھ میں نہ آ سکی اور میں اس وقت نہیں سمجھ سکا کہ اس ترمیم کے لانے سے فائدہ کیا پہنچے گا یا تو واضح طور پر ہمیں یہ بتا دیں کہ ترامیم کرنے کے بعد اس Basic Democracies Order کے تحت لوکل گورنمنٹ کا نظام قائم کریں گے اور اگر وہ لوکل گورنمنٹ کا نظام Basic Democracies Order کے تحت قائم کرنا ہی نہیں چاہتے ۔ اور اس definition کے تحت جو یونین کونسلوں اور ٹاؤن کمیٹیوں کی اس میں موجود ہے ان کی اس کے مطابق کرنا ہی نہیں چاہتے پھر مجھے بتائیں کہ اس تضیع اوقات کا فائدہ کیا ہے ۔ قوم کا کثیر سرمایہ اس پر ضائع کرنے کی ضرورت کیا ہے ؟ پھر اس ترمیم کی ضرورت آپ کو لاحق کیوں نہ ہو ۔ حکومت کو ہمیشہ ایک لیتی سے کام کرنا چاہئے حکومت کی پالیسی ہمیشہ واضح اور صاف ہونی چاہئے جس سے عوام یہ تاثر لے سکیں کہ حکومت نے یہ قانون بنایا کس لئے ہے ۔ میں یقین اور وثوق سے کہہ سکوں ۔ اس وقت بہر حال میں اگر یہ کہوں تو یہ زیادتی ہو گی کہ شاید ہمارے وزیر قانون کو بھی پتہ نہیں کہ یہ ترمیم کیوں لائی جا رہی ہے اور اس کا مقصد کیا ہے کس لئے اس کو نافذ کیا جا رہا ہے مگر چونکہ ان کا بہت زیادہ دخل عمل ہو سکتا ہے کہ انہیں صحیح motives کا پتہ ہو کہ یہ کس لئے نافذ کیا جا رہا ہے ۔ اس لئے اگر وہ ہمیں بھی آگاہ کر دیتے ۔ اس قانون کے اغراض و مقاصد میں ہی وہ motives اگر بیان کر دیتے تو ہم سمجھ سکتے کہ حکومت کی نیت کیا ہے بہر حال تجربات شاہد ہیں کہ حکومت کی پالیسی سے یہ صاف ظاہر ہو چکا ہے کہ حکومت لوکل گورنمنٹ کا نظام قائم کرنے میں نیت و نعل کر رہی ہے اور وہ واضح طور پر اپنی کوئی پالیسی بیان کرنا نہیں چاہتی اور ہم آج بھی یقین دلاتے ہیں کہ اگر فاضل وزیر قانون یہ کہہ دیں کہ چونکہ موجودہ قانون میں یہ اختیار حکومت کو حاصل نہیں تھا اور اس Basic Democracy Order میں flaw تھا کہ یونین کونسلیں اور

لوکل کمیٹیاں الیکٹورل کالج ایکٹ کے تحت constitute ہوتی تھیں ۔ انہی کے تحت مقرر کردہ یونٹس یونین کی کونسل یا یونین کمیٹی قائم کی جاتی تھی اور اب ہم صرف اتنی ترمیم کر رہے ہیں کہ وہ الیکٹورل کالج ایکٹ کی شق ختم کر کے براہ راست ہم اس کی bifurcation کر کے یونین کونسلیں اور ٹاؤن کمیٹیاں بنانا چاہتے ہیں تو ہمیں کوئی اعتراض نہیں ۔ صرف ایک چھوٹی سی ترمیم چاہیں گے کہ گورنمنٹ کی بجائے آپ الیکشن کمشنر کو دیں تا کہ آپ کی دیانتداری پر زیادہ حرف نہ آئے بلکہ جو آچکا ہے وہی کافی ہے اور زیادہ زیر بار آپ نہ ہوں ۔ زیادہ خرابیاں آپ کو نہ کرنا پڑیں ۔ چلے ہی جا رہے ہیں ان کا تو حساب دے لیں ۔ ان سے تو چھٹکارا حاصل کر لیں ۔ مزید بوجھ ڈالنے کا کوئی فائدہ نہیں ہے تب ہی وہ ہمارے لئے قابل قبول ہو سکتا ہے ۔ وہ اپنی پالیسی نہ بدلیں اور یہ بیان نہ کریں کہ وہ قانون نافذ کس لئے کر رہے ہیں میں اس قانون کی سراسر مخالفت کرتا ہوں اور اس کے ساتھ جناب والا ! یہ تجویز پیش کرتا ہوں کہ عوام میں لوکل گورنمنٹ کے نظام کے قائم کرنے کے سلسلے میں کیوں حکومت کے خلاف نفرت اور بدگمانی پھیلی چکی ہے ۔ اس لئے میں چاہوں گا کہ پہلے وہ عوام کو ساتھ لے لیں اس کو عوام میں circulate کرایا جائے اور عوام کی رائے لی جائے کہ انہیں حکومت کی نیت پر بھروسہ ہے بھی ۔ وہ حکومت سے توقع رکھتے ہیں کہ کوئی ایسا نظام قائم کرے گی یا نہیں کرے گی اور اگر عوام ان کے حق میں فیصلہ دے دیں تو پھر ہمیں اس میں کوئی اعتراض نہیں ہو گا اور اس بل پر تاوقتیکہ عوامی رائے نہ لی جائے ۔ حکومت کی پالیسی واضح نہ ہو جائے میں اس بل کی اصولی طور پر مخالفت کرتا ہوں اور استدعا کرتا ہوں کہ اس بل کو واپس لیا جائے اور لوکل گورنمنٹ کا صحیح جامع نظام اور قانون نافذ کیا جائے ۔

مسٹر سپیکر : سید قابش الوری !

سید قابش الوری : جناب سپیکر ! موجودہ ترمیمی بل لوکل باڈیز سے متعلق ہے جو جمہوری زندگی میں عوامی معاشرے میں بنیادی اداروں کی حیثیت رکھتا ہے لوکل باڈیز ایسے ستون ہوتے ہیں ۔ جن پر جمہوریت کے قصر

عظمت تعمیر ہوتے ہیں - جن کے ذریعے مسند اقتدار تک پہنچا جاتا ہے یہ ایک مسلمہ حقیقت ہے کہ جب تک کسی مہذب معاشرہ میں ہر سطح پر جمہوری ادارے مستحکم اور فعال نہ ہوں - اس وقت تک جمہوریت کامل حقیقی طور پر متشکل نہیں ہو سکتی -

جناب والا ! ہمارے صوبہ میں اور قومی سطح پر قیادت کا جو خلا موجود ہے - اس کے جہاں اور بہت سے اسباب ہیں - ان میں ایک بنیادی سبب یہ ہے کہ ہم نے لوکل باڈیز کے نظام کو معطل کر کے رکھ دیا ہے وہ نظام جو عوام سے قریب تھا وہ نظام جو عوام کی صحیح نمائندگی کے لئے ایک اہم فریضہ تھا - ہم نے اسے معطل بنا کر رکھ دیا اور نتیجے کے طور پر ہمارے ملک میں اور صوبہ میں قیادت کا ایک غیر معمولی خلا پیدا ہو گیا -

جناب والا ! جمہوری معاشرہ میں قیادت اوپر سے نہیں نیچے سے جنم لیتی ہے اور یہ لوکل باڈیز کے ادارے اس سلسلہ میں اہم کردار ادا کرتے ہیں یہ وہ تربیتی ادارے ہوتے ہیں جن سے مختلف افراد اپنی عوامی زندگی کا آغاز کرتے ہیں اور بتدریج آگے بڑھ کر مقامی علاقوں اور قومی سطح پر قیادت مرتب کرتے ہیں -

جناب والا ! ہمارے ہاں قیادت اوپر سے مسلط کرنے کا رجحان عام ہو گیا ہے ماضی میں اس رجحان نے ہمیں بہت سے سیاسی المیوں سے دو چار کیا ہے اور ہماری تاریخ کا ایک تاریک باب اس غلطی کا نتیجہ ہے اور سقوط مشرقی پاکستان اس کے معراج کی حیثیت رکھتا ہے -

جناب والا ! مجھے اس بات کا احساس ہے کہ خود موجودہ حکمران پارٹی نے اپنے اقتدار میں آنے کے بعد فوراً لوکل باڈیز کا احساس کیا تھا اور یہ اعلان کیا تھا کہ وہ عنقریب لوکل باڈیز کے نظام کو نئے سرے سے تدوین کرنے کے لئے انتخابات کرائیں گے اور انتخابات کی تاریخ بھی مقرر کر دی گئی تھی - لیکن اس کے بعد اس مسئلہ کو نظر انداز کر دیا گیا کہ آج تک یہ جمہوری ادارے ایک تعطل اور کسمپرسی کے عالم میں اپنا وقت گزار رہے ہیں - جناب والا ! یہ محض اس لئے کیا گیا کہ اگر حکمران پارٹی واقعی خلوص نیت کے ساتھ لوکل باڈیز کے انتخابات کرانا چاہتی تو یہ طویل عرصہ

اس کے لئے کافی تھا لیکن انہوں نے اس کو اب نظر انداز اس لئے کر دیا ہے کہ اگر اب الیکشن کروائے جائیں تو حکمران پارٹی کی مقبولیت کے ڈھول کا پول کھل کر سب لوگوں کے سامنے آ جائے گا ۔ اس لئے عوام کے اور عوامی حلقوں کے مسلسل مطالبے کے باوجود حکومت انتخابات کروانے سے آنکھیں چرا رہی ہے اور کوئی ایسا قانون ہمارے سامنے لانے کے لئے تیار نہیں جس کے ذریعے ہم انتخابات کروا کے لوکل باڈیز کے نظام کو نئے سرے سے نئی روح بخش سکیں ۔ جناب والا ۔ ۔ ۔ ۔

وزیر قانون : جناب والا ! جو بل زیر غور ہے اس کے صرف پرنسپل پر بحث ہونی چاہئے ۔ دوسری میرے فاضل دوست کو وجہ بتانی چاہئے کہ اسے مشتہر کرنے کی کیا ضرورت ہے ۔ نظام پر اگر جنرل بحث ہو گی تو یہ سلسلہ بڑا طویل ہو جائے گا ۔

مسٹر سپیکر : یہ جو اعتراض کیا گیا ہے اس پر توجہ فرمائیں ۔

سید تابش الوری : جناب والا ! میں اسے ذہن میں رکھ کر ہی اپنی گزارشات پیش کروں گا ۔ جناب والا ! آپ مجھ سے اتفاق کریں گے اور ایک درد مند سیاسی کارکن کی حیثیت سے ہر شخص اس بات سے اتفاق کرے گا کہ ہمارے ملک میں اس وقت قیادت کے خلاء کے باعث کوئی ایک لیڈر بھی ایسا موجود نہیں ہے جسے ملک کے اس بھے کھچے حصہ اس بھے کھچے پاکستان کے چاروں صوبوں کے عوام میں مقبولیت اور ہر دل عزیزی کا شرف حاصل ہو

Minister for Law : Sir, I protest on this. There is a leader and the Hon'ble member knows Quaid-i-Awam Zulifiqar Ali Bhotto who is the leader of Pakistan.

اور آپ کی جماعت کا اگر کوئی لیڈر نہیں ہے اور اسے کسی صوبہ میں کوئی نہیں پوچھتا تو آپ دوسری جماعت کے لیڈروں کے متعلق کوئی ریمارکس جہاں پاس نہ کریں ۔

سید تابش الوری : جناب سپیکر ! مجھے اپنی رائے قائم کرنے کا حق حاصل ہے ۔ ۔ ۔ ۔

وزیر قانون : آپ کو اپنے کسی لیڈر کے متعلق حق حاصل ہے دوسرے کے متعلق نہ کہیں ۔

سید نابش الوری : جناب والا ! میں نہایت خلوص نیت اور دلسوزی کے ساتھ یہ عرض کررہا ہوں ۔ میں نے حزب اختلافات اور اقتدار کے لیڈروں میں کوئی تمیز نہیں کی ، میں عرض یہ کر رہا ہوں کہ اس وقت ملک میں کوئی ایک ایسا لیڈر نہیں ہے جسے چاروں صوبوں میں عوام کی مقبولیت اور ہر دلعزیزی کا شرف حاصل ہو ۔

مسٹر سپیکر : سید صاحب آپ لوکل گورنمنٹ پر بحث کریں ۔

سید نابش الوری : جناب والا ! میں اس قیادت کے خلاء کی وجہ سے کہہ رہا ہوں اوپر سے جو قیادت مسلط ہوتی رہی ہیں ۔

وزیر قانون : جناب والا ! اگر ان کا کوئی سیاسی رہنما نہیں ہے تو یہ لوگوں کو کیوں محروم سمجھتے ہیں اگر آپ کا کوئی سیاسی رہنما یا قائد نہیں ہے تو ہمیں اس پر کوئی اعتراض نہیں ہے ۔

مسٹر سپیکر : آپ اصل مسئلہ کی طرف آئیں ۔

شیخ عزیز احمد : جناب والا ! یہ متعلق نہیں ہے ۔

مسٹر سپیکر : جناب میں نے آپ سے پہلے کہہ دیا ہے ۔

شیخ عزیز احمد : نہیں جناب میں آپ سے گزارش کروں گا اگر تو میرے فاضل دوست نے اس بل کی دفعہ کو پڑھا ہے جس کو امینڈ کرنا چاہتے ہیں تو اس میں تو صرف اتنا ہی ہے کہ گورنمنٹ کسی ایریا کو ٹاؤن یا یونین میں تقسیم کر دے ۔

سید نابش الوری : میں یہی عرض کر رہا ہوں ۔ ۔

شیخ عزیز احمد : آپ یا تو اس کی تعریف پڑھ لیں ۔

امیر عبداللہ خان روکڑی : میرے خیال میں فاضل ممبر صاحب نہیں بول سکتے آپ صاف رولنگ دے چکے ہیں اب مجھے سمجھ نہیں آتی کہ وہ کس بات پر بات کر رہے ہیں ۔

سپیکر : وہ میری تائید کر رہے ہیں ۔

شیخ عزیز احمد : For the purpose of Basic Democracies Act 1959.

حاجی محمد سیف اللہ خان : ایکٹ نہیں جی آرڈر ۔

شیخ عزیز احمد : I am sory Sir. It is "Order"

تو اب کس بات پر یہ کہہ رہے ہیں ۔

سپیکر : میں نے پہلے کہہ دیا ہے آپ تشریف رکھیں ۔

سید نابش الوہی : جناب والا ! موجودہ ترمیمی بل کے تحت نئی لاؤن کمیٹیوں اور یونین کونسلوں کی حدود مقرر کرنے کا اختیار لیا جا رہا ہے ۔ تحصیل کی مختلف یونین کونسلوں کو مختلف یونین کونسلوں کی صورت میں نئے سرے سے ترتیب دینے کا اختیار حاصل کیا جا رہا ہے اور اس طرح سے لوکل باڈیز کو پھیلانے کا ایک عمل ہمارے سامنے ہے جب کہ ہم دیکھ رہے ہیں کہ ان اداروں کی مالی استطاعت پھیلنے کی بجائے سکڑتی چلی جا رہی ہے ۔ آپ انہیں دن بدن زیادہ سے زیادہ اختیارات اور وسعت دے کر زیادہ سے زیادہ غیر موثر بنا رہے ہیں کیونکہ ان کے مالی وسائل اور ذرائع اس قدر کم ہیں کہ وہ اپنی موجودہ حدود میں بھی اپنے فرائض کو صحیح طور پر انجام دینے کے اہل نہیں ہیں ۔ ایسی صورت میں یہ بل ہمیں خاصا محل نظر نظر آتا ہے ۔ جناب والا ! ہم بڑی فراخ دلی کے ساتھ بڑی وسعت نظر کے ساتھ ایسے بل کی حمائیت کرتے جس کے ذریعہ نہ صرف یہ کہ لوکل باڈی کے انتخابات کے لئے کوئی طریقہ کار متعین کیا جاتا اور ان کی کارکردگی کو زیادہ مؤثر اور بہتر بنانے کے لئے کوئی قواعد وضوابط منضبط کئے جاتے لیکن یہاں صورت حال یہ ہے کہ اس وقت یہ جمہوری ادارے یہ لوکل باڈی یہ میونسپل کمیٹیاں ، ڈسٹرکٹ کونسلیں نامزد ارکان کے ذریعہ چلائی جا رہی ہیں اور اس وقت تو حالت یہ ہے کہ نامزد ارکان بھی موجود نہیں ہیں ۔ ۔ ۔

شیخ عزیز احمد : پوائنٹ آف آرڈر سر ۔ جناب یہ زیر بحث نہیں ہے اور نہ ہی اس ترمیم کا یہ مقصد ہے کہ اس میں لوکل باڈیز کے الیکشن کروائے

جائیں ۔ مقصد تو صرف اتنا ہے کہ جو درجہ دینا ہو ٹاؤن کمیٹی کا اس کے نہ ہونے کی وجہ سے بنیادی جمہوریت کے آرڈر 1959ء میں ٹاؤن کمیٹی بنانے کی جو پاورز 1964ء میں لے لی گئیں تھیں ان کو بحال کرنے کے لئے ہے۔ اس کے علاوہ اس کا کوئی مقصد ہی نہیں ہے ۔

سید تابش الوری : جناب سپیکر میں یہی عرض کر رہا ہوں کہ جن جمہوری اداروں کو نئے سرے سے ، ان کی حدود مقرر کرنے کا اختیار مل رہا ہے وہ ادارے کن لوگوں کے ذریعے چلائے جا رہے ہیں میں اس بات کی مخالفت کرتا ہوں کہ اس تبدیلی کا اختیار نہیں ہونا چاہئے ۔

شیخ عزیز احمد : حدود نہ ہوں تو الیکشن کیسے ہوگا ۔

سید تابش الوری : جناب والا ! حدود اس وقت موجود ہیں ۔ ان میں ردوبدل کا مسئلہ ہے ۔ ان میں سے بعض یونین کونسلوں کو ضم کر کے نئی یونین کونسلیں بنانے کا مسئلہ ہے بعض یونین کونسلوں کو ٹاؤن کمیٹیوں کے دینے کا مسئلہ ہے اور یہی میں عرض کر رہا ہوں کہ یہ اختیار ہم اس وقت تک گورنمنٹ کو نہیں دے سکتے جب تک ان کو چلانے کے لئے عوام کے صحیح نمائندے موجود نہ ہوں ، میں اسی لئے یہ گزارش کر رہا تھا کہ اس وقت ڈسٹرکٹ پیپلز کونسل ۔ میونسپل کمیٹیوں اور ٹاؤن کمیٹیوں میں نامزد ارکان ہیں اور آج کی حالت یہ ہے کہ ان نامزد ارکان کو بھی کام کرنے سے روک دیا گیا ہے کیونکہ پسند اور نا پسند کا سلسلہ متواتر جاری ہے ۔ ایک حکومت کا ایک طبقہ برسر اقتدار آتا ہے ۔

مسٹر سپیکر : سید صاحب ان کا اعتراض تو اپنی جگہ پر قائم ہے ۔

سید تابش الوری : جناب والا ! میں یہی عرض کر رہا ہوں کہ حکومت کو یہ اختیار نہیں ملنا چاہئے اس لئے کہ اس وقت نامزد ارکان ان یونین کمیٹیوں اور میونسپل کمیٹیوں کے انچارج ہیں اور ان کی موجودگی میں ان کے حدود میں جو وسعت ہے کسی طرح سے بھی پسندیدہ اور جمہوری نہیں ہے ۔ یہ میرا مقصد ہے ، میں یہ گزارش کر رہا ہوں کہ اس وقت ان نامزد ارکان کے خاتمہ سے ڈسٹرکٹ پیپلز کونسلیں بھی معطل ہو گئی ہیں میونسپل کمیٹیوں کی ورکس کمیٹیاں بھی معطل ہو گئی ہیں ۔

مسٹر سپیکر : وہ ہو گئی ہو گئی مگر - - -

سید تابش الوری : اس لئے جناب والا ! یہ چاہتے ہیں کہ گورنمنٹ ایسا اختیار حاصل کر لے جس میں تمام تر نوکر شاہی کے اختیار میں تمام تر میونسپل کمیٹیاں اور لوکل باڈیز اور ڈسٹرکٹ کونسلیں آ جائیں - - -

مسٹر سپیکر : پہلے نہیں ہے -

سید تابش الوری : میں یہی عرض کر رہا ہوں کہ اس زنجیر کو - - -

مسٹر سپیکر : آپ کی دلیل کے مطابق کہ پہلے بھی اور اب بھی ہے -

سید تابش الوری : جناب والا ! میں یہی عرض کر رہا تھا کہ پہلے ہی یہ بلدیاتی ادارے عوامی نمائندوں سے محروم ہونے کے باعث نوکر شاہی کے پنجے میں جکڑے ہوئے ہیں اور اب نئے اختیارات کے ساتھ ان پنجوں کو اور زیادہ گہرا اور زیادہ مضبوط کیا جا رہا ہے - جناب والا ! میں یہ عرض کرنا چاہتا ہوں کہ اگر میونسپل کمیٹیوں اور یونین کونسلوں کی موجودہ حالت کو برقرار رکھا گیا تو بلدیاتی نظام ہمیشہ ہمیشہ کے لئے تباہ و برباد ہو کر رہ جائے گا -

شیخ عزیز احمد : We are going to changeit. ہم تو اس کو Divide کرنا چاہتے ہیں

سید تابش الوری : جناب والا ! ہم اس بل کے ذریعہ حدود بڑھا رہے ہیں موجودہ حدود میں یہ ادارے اپنے ترقیاتی منصوبے زیر عمل لانے کی پوزیشن میں نہیں ہیں - مہنگائی الاؤنس کے حالیہ اضافے سے تمام کمیٹیوں کا بجٹ تہہ و بالا ہو کر رہ گیا ہے - یہاں پر میں بہاولپور میونسپل کمیٹی کا خاص طور پر حوالہ دیتا ہوں کہ وہاں دو مہینے سے ملازمین کو تنخواہیں نہیں دی جا سکیں اور آج تک ان کے مالی وسائل کو بڑھانے کا انتظام نہیں کیا گیا ہے اور ان حدود کو وسیع کر دینے سے ان کمیٹیوں اور لوکل باڈیز کی حالت اور زیادہ خراب ہو گئی ہے - اس وقت صورتحال یہ ہے کہ لوکل باڈیز میں تنخواہیں زیادہ ہیں اور ان کا بجٹ کم ہے - بعض جگہ ایسی

صورتحال موجود ہے کہ 28 لاکھ روپے آمدنی ہے اور ساڑھے اٹھائیس لاکھ روپے صرف تنخواہوں پر خرچ ہو رہے ہیں۔ اس لئے ایسا بل لائیے جس کے ذریعے ان لوکل باڈیز کی مالی حالت کو بہتر بنایا جا سکے۔ ان کو ایسی گرانٹ دیجیئے۔ تاکہ وہ اپنے رفاہی فرائض کو صحیح طور پر انجام دے سکیں۔ ایسا بل لائیے کہ جس کے ذریعہ ان لوکل باڈیز کو واقعی حقیقی طور پر عوام کی فلاح اور خوشحالی کا سب سے بڑا ذریعہ ثابت کیا جا سکے۔ اس وقت جو صورت حال ہے جناب والا ! اس میں ہم کسی طور پر بھی اس بات کی اجازت نہیں دے سکتے ہیں کہ ان لوکل باڈیز کو نوکر شاہی کے تسلط میں رکھیں۔ عوامی نمائندے ان سے دور رہیں کہ ان کی حدود اور وسعت میں اضافہ کا اختیار حکومت کو ملتا رہے۔ اس کو کسی طور پر بھی جمہوری اور عوامی اقدام نہیں کہا جا سکتا اور ہم کسی طرح بھی اس قسم کے غیر جمہوری اور ایک غیر اخلاقی اقدام کی حمایت نہیں کر سکتے ہیں۔

جناب والا ! اگر ہمارے وزیر قانون اب بھی اس بل میں مناسب ترمیم کرنے کے لئے تیار ہوں۔ ایسا جامع اور مؤثر قانون لانے کے لئے تیار ہوں کہ جس کے ذریعہ سے لوکل باڈیز کی حدود میں وسعت کے ساتھ مالی وسائل میں بھی وسعت پیدا کی جائے اور ان کی کارکردگی کو زیادہ مؤثر بنایا جا سکے۔ تو ہم بڑی فراخدلی اور بڑی خوشدلی کے ساتھ اس کی حمایت کریں گے۔ لیکن محض وعدوں کے قریب میں اب نہ عوام آنے کے لئے تیار ہیں اور نہ یہ ایوان۔ اس لئے میں آپ کے توسل سے یہ درخواست کرتا ہوں کہ اس بل کو رائے عامہ معلوم کرنے کے لئے متداول کرائیں۔ تاکہ عوام کی حقیقی مشکلات اور حقیقی ضروریات ان کے سامنے آ سکیں اور وہ ان کی روشنی میں اس قانون کو نئے سرے سے مرتب کر کے جس طور پر بھی لوکل باڈیز کو مؤثر اور بہتر بنا سکیں اور اس طرح سے ہمارے ملک اور صوبے کو صوبائی اور قومی سطح پر قیادت میسر آ سکے اور نیچے سے قیادت جنم لے کر اوپر تک ہمارے لئے ایک ایسا مثالیہ بن سکے۔ جس کی موجودگی میں کسی قسم کی غیر جمہوری تحریکوں کو پنپنے کا موقعہ نہ مل سکے۔ شکریہ

The motion may be put to vote. : مخدوم زادہ سید حسن محمود

مسٹر سپیکر : آپ اس بل پر بول نہیں رہے ۔

No. Sir. : مخدوم زادہ سید حسن محمود

Mr. Speaker : The question is :

That the Basic Democracies Order (Punjab Amendment) Bill, 1974, be circulated for the purpose of eliciting opinion thereon by the 16th November, 1974.

(The motion was lost)

مسٹر سپیکر : اب سوال یہ ہے :

کہ دی بیسک ڈیموکریسی آرڈر پنجاب امنڈمنٹ بل 1974ء جیسا کہ اس کے بارے مجلس قائمہ برائے سماجی بہبود و لوکل گورنمنٹ و اوقاف نے سفارش کی ہے ۔ کو فی الفور زیر غور لایا جائے ۔

(تحریک منظور کی گئی)

مسٹرسپیکر : اب بل کی کلاز نمبر 2 زیر غور ہے مخدوم زادہ سید حسن محمود ۔

Makhdumzada Syed Hassan Mahmud : I seek your permission to move a short notice amendment before the clause is taken up. Sir, may I move ?

Mr. Speaker : Yes.

Makhdumzada Syed Hassan Mahmud : I beg to move.

That after Clause 1 of the Bill, as recommended by the Standing Committee on Local Government and Social Welfare and Auqaf, the following be added as Clause 2 and the subsequent claueses be re-numbered accordingly, namely :-

"2. In the Basic Democracies Order,

1959 in Article 3, for Clause (50), (51), (52), (53) and (54), the following shall be substituted, namely :-

"(50) 'Town' means as area declared to be a town under Article 8 ;

(51) 'Town Committee' means a town committee constituted under this Order ;

(52) 'Union' means an area declared to be a Union under Article 8 ;

(53) 'Union Committee' means a Union Committee constituted under this Order ;

(54) 'Union Council' means a Union Council constituted under this Order.'."

Mr. Speaker : Motion moved. The question is :

That after Clause 1 of the Bill as recommended by the Standing Committee on Local Government and Social Welfare and Auqaf, the following be added as claure 2nd the subsequent clauses be re-numbered accordingly, namely :-

"2. In the Basic Democracies Order, 1959 in Article 3, for the Clause (50), (51), (52), (53) and (54), the

following shall be substituted, namely :-

'(50) 'Town' means an area declared to be a town under Article 8 ;

(51) 'Town Committee', means a town committee constituted under this Order ;

(52) 'Union' means an area declared to be a Union under Article 8 ;

(53) 'Union Committee' means a Union Committee constituted under this Order ;

(54) 'Union Council' means a Union Council constituted under this Order.'."

(The motion was carried)

Mr. Speaker : Mian Manzur Ahmad Mohal, Chaudhri Ali Bahadur, Haji Muhammad Saifullah Khan and Syed Tabish Alwari have also moved amendments to the same effect.

The question is :

That Clause 2 as amended, form part of the Bill,

(The motion was carried)

(Clause 2)

Now, the Clause 2 of the Bill is under consideration.

Haji Muhammad Saifullah Khan : I oppose it.

Makhdumzada Syed Hassan Mahmud : With you permission, Sir, I would move a short notice amendment.

Mr. Speaker : Yes ; please.

حاجی محمد سیف اللہ خان : جناب والا ! یہ بعد میں آئے گی ۔ پہلے جو شروع ہوتی ہیں وہ پہلے آئیں گی اور یہ بعد میں آئے گی ۔

مسٹر سپیکر : ترامیم پیش ہو جائیں تو وولنگ میں میں حساب کر لوں گا ۔

حاجی محمد سیف اللہ خان : جناب والا ! یہ دیکھ لیجئے کہ کہیں ایسا نہ ہو ہماری ترامیم infructous ہو جائیں ۔

Makhdumzada Syed Hassan Mahmud : I move the amendment :-

> That in Clause 2 of the Bill, as recommended by the Standing Committee on Local Government and Social Welfare and Auqaf, in the proposed Clause (2) of Article 8 of the Basic Democracies Order, 1959, the colon appearing at the end of line 5 be replaced by a full-stop and the proviso appearing thereafter be deleted.

Mr. Speaker : The amendmet moved is :

> That in Clause 2 of the Bill, as recommended by the Standing Committee on Local Government and Social Welfare and Auqaf, in the proposed Clause (2) of Article 8 of the Basic Democracies Order, 1959, the colon appearing at the end of line 5 be re-

placed by a full-stop and the Proviso appearing thereafter be deleted.

Minister for Law : Accepted Sir.

Mr. Speaker : Next amendment to be moved by Haji Muhammad Saifullah Khan, Syed Tabish Alwari, Makhdum zada Syed Hassan Mahmud and Sardar Amjad Hamid Khan Dasti (not present).

Haji Muhammad Saifullah Khan : Sir, I move the amendment:-

That in Clause 2 of the Bill, as re-comended by the Standing Committee on Local Government & Social Walfare and Auqaf, in the proposed Clause (2) of Article 8 of the Basic Democracies Order, 1959, for the word "Govern-ment" occurring in the beginning of line 1, the words "Election Commis-sion" be substituted.

Mr. Spekaer : The amendment moved is:-

"That is Clause 2 of the Bill, as re-commended by the Standing Committee on Local Government & Social Welfare and Auqaf, in the proposed Clause (2) of Article 8 of the Basic Democracies Order, 1959, for the word" Govern-ment" occurring in the beginning of line 1, the words "Election Commis-sion" be substituted.

Minister for Law : Opposed Sir.

مسٹر سپیکر : ترامیم نمبر 2 ۔ 3 اور 4 infructous ہو جاتی ہیں ۔

Syed Tabish Alwari : Sir, I move the amendment :-

> That in Clause 2 of the Bill, as recommended by the Standing Committee on Local Governmet and Social Welfare and Auqaf, in the Proviso to proposed Clause (2) of Article 8 of the Basic Democracies Order, 1959, for the word "thirty" occurring in line 3, the word "forty" be substituted,

Mr. Speaker : The amendment moved is :-

> That in Clause 2 of the Bill, as recommended by the Standing Committee on Local Government and Social Welfare and Auqaf, in the Proviso to proposed Clause (2) of Article 8 of the Basic Democracies Order, 1959 for the word "thirty" occurring in line 3, the word "forty" be substituted.

Minister for Law : Opposed Sir.

مسٹر سپیکر : سید تابش الوری ۔

سید تابش الوری : جناب سپیکر ! ہم نے اپنی ترمیم نمبر 1 میں اس بات پر زور دیا ہے کہ حکومت یونین کونسلوں کی تقسیم اور ٹاؤن کمیٹیوں کی تشکیل کے سلسلے میں جو اختیار لے رہی ہے اسے زیادہ منصفانہ ۔ زیادہ حقیقت پسندانہ اور عوام کے لئے زیادہ قابل قبول بنانے کے لئے ضروری ہے کہ یہ اختیار حکومت کی بجائے الیکشن کمشنر کو دیا جائے ۔

شیخ عزیز احمد : پوائنٹ آف آرڈر ۔ جناب والا ! پیسک ڈیموکریسی

رولز 153ء میں کمشنر کی کوئی definition نہیں دی گئی ۔ ۔ ۔

مسٹر سپیکر : کوئی بات نہیں ہے ۔

شیخ عزیز احمد : Nowhere اس لئے یہ ترمیم out of order ہونی چاہئے ۔ اگر out of order نہیں ہے تو اسے move کرنے کے لئے بھی تو کم از کم کوئی جواز ہونا چاہئے کیونکہ الیکشن کمشنر کی definition نہیں ہے ۔

مسٹر سپیکر : ابھی کیا پتہ کہ آگے کوئی ترمیم الیکشن کمشنر کے متعلق آ جائے ۔ یہ تو آپکا جواب ہونا چاہیے پوائنٹ آف آرڈر نہیں ۔

سید تابش الوری : جناب والا ! آپ بہتر طور پر جانتے ہیں کہ یونین کونسلوں کمیٹیوں یا ٹاؤن کمیٹیوں کی تشکیل یا ان کی حدود کے تعین کے سلسلے میں ہمیشہ مختلف سیاسی مکاتب فکر کے افراد مختلف انداز میں کام کیا کرتے ہیں اور عام طور پر یہ الزام عائد کیا جاتا ہے کہ حکمران پارٹی اپنے سیاسی مقاصد کے حصول کے لئے مختلف یونین کونسلوں کی حدود میں ردوبدل کرتی ہے اور اس طرح سے مستقبل کی انتخابی حلقہ بندی میں بھی یہ حدود کا تعین اثر انداز ہوتا ہے ۔ ان شکوک و شبہات کو ختم کرنے کے لئے اور عوام کو ان حدود کے تعین کے سلسلے میں یقین دہانی کرانے کے لئے اس بات کی ضرورت ہے کہ یہ اختیار حکومت کی بجائے ایک ایسے ادارے کو تفویض کر دیا جائے ۔ ایک ایسے ادارے کے فرد کو تفویض کر دیا جائے ۔ جس کی غیر جانبداری اور انصاف و عدل پر تمام طبقوں کو یکساں طور پر اعتماد ہو ۔ اس لئے ہم سمجھتے ہیں کہ اگر حکومت واقعی انتہائی منصفانہ طریقے سے یونین کونسلوں کی حدود میں ردو بدل کرنا چاہتی ہے انہیں تقسیم کرنا چاہتی ہے یا نئی ٹاؤن کمیٹیاں بنانے کا منصوبہ رکھتی ہے تو انہیں ایسے ہاتھوں سے سر انجام دینا چاہیے جسے عام طبقے یکساں طور پر قبول کر سکیں اور کوئی ایسی فضا پیدا نہ ہو جس میں شکوک و شبہات کی بنا پر اس حکومت کے اقدام کو چیلنج کیا جا سکے یا اسے غلط قرار دیا جا سکے ۔ میں سمجھتا ہوں حکومت بارہا یہ اعلان کر چکی ہے کہ وہ لوکل باڈیز کے نظام انتخابات اور جمہوریت

کے فروغ کے سلسلے میں ایسے اقدام کرنے کا ارادہ رکھتی ہے جو تمام طبقوں کو قابل قبول ہوں ۔ اس لئے ہماری یہ تجویز بھی ان کے ان اعلانات اور بیان دہانیوں سے مطابقت رکھتی ہے اس لئے انہیں یہ قبول کرنے میں کوئی پس و پیش نہیں ہونا چاہیے ۔ شکریہ ۔

مسٹر سپیکر : حاجی صاحب ! آپ تقریر کریں گے یا صرف فرما رہے ہیں؟

حاجی محمد سیف اللہ خان : جی تھوڑی سی عرض کروں گا ۔ جناب والا ! یہ ایک تسلیم شدہ امر ہے کہ ہم نے اپنے صوبے میں جمہوریت کو سیاسی نظام کے طور پر تسلیم کیا ہوا ہے اور جمہوریت اس وقت تک قائم نہیں ہو سکتی جب تک ہم آزادی رائے کا مکمل طور پر اہتمام نہ کریں اور آزادی رائے تب مکمل طور پر دی جا سکتی ہے جب رائے لینے والے ادارے قطعی طور پر غیر جانبدار ہوں اور ان کی کسی قسم کی سیاسی غرض یا وابستگی اس سے نہ ہو ۔ ہمارے ملک میں جمہوریت کا تجربہ محض اس لئے ناکام ہوتا رہا ہے ۔ جس کی تمام تر بدنامی ہم جمہوریت کو دیتے رہے ہیں اور یہ ہم نے کبھی نہ سوچا کہ ہم نے جمہوریت کو جمہوری انداز میں چلایا بھی ہے یا نہیں ۔ جمہوریت اس وقت قائم ہوگی جب آپ کو بولنے کا موقع دیں گے ۔ جب تک جمہوریت کو اپنی جیب میں ڈالے رکھیں گے ۔ جب تک اسے اپنی صوابدید اور نظر کرم کا محتاج رکھیں گے ۔ اس وقت تک جمہوریت اس ملک میں قائم نہیں ہو سکے گی ۔ جس طرح پہلے کہا جا چکا ہے کہ جمہوریت کی بقا اور فروغ کے لئے یہ بنیادی جمہوری ادارے نہایت اہم ہوتے ہیں جب تک ہم اپنی غیر جانبداری کی پالیسی ان اداروں پر مسلط نہیں کریں گے اور ان اداروں میں ہم غیر جانبدار رویہ اختیار نہیں کریں گے اس وقت تک میں سمجھتا ہوں کہ جمہوریت کبھی قائم نہیں ہوگی ۔ میں استدعا کرونگا کہ اگر حکومت اس ملک میں جمہوریت کو نافذ کرنے اور جمہوری نظام قائم کرنے میں نیک نیت ہے تو ہماری ترمیم انہیں خوشدلی کے ساتھ قبول کر لینی چاہیے ۔ حکومت کے پاس اور بہت سے کام ہیں ۔ حکومت کے پاس عوام کے بہت سے مسائل ہیں ۔ میں پوچھنا چاہتا ہوں کہ یہ الیکشن کمشن جو پورا سال قائم رہتا ہے ۔ جس کا بوجھ اس الیکشن چیکر پر پورا سال رہتا ہے ۔ اس کے بھی تو

آخر کچھ فرائض ہیں - اس سے ہم نے کام لینا ہے - پروانشل اسمبلیوں اور لیشنل اسمبلی کے الیکشن کرانے کے بعد قریباً قریباً فارغ ہو جایا کرتے ہیں اور ان کو دفتروں میں سوائے مکھیاں مارنے کے اور کوئی کام نہیں ہوا کرتا ۔ اس درمیانی عرصے میں اس مشینری کو چالو رکھنا چاہئے - جتنے بھی اور جس قسم کے الیکشن ہوں جن کا تعلق جمہوریت سے ہو اس کی تمام تر ذمہ داری الیکشن کمیشن کے سپرد کر دینی چاہئے تاکہ عوام کو احساس ہو کہ حکومت غیر جانبدار ہے جو بھی حکومت قائم ہوتی ہے وہ عوام کی رائے اور مرضی سے قائم ہوتی ہے - اس میں سیاسی ذاتی اغراض کا دخل نہیں ہوتا - مجھے یقین ہے کہ اگر ہماری حکومت جمہوریت پر ایمان رکھتی ہے اگر ہماری حکومت غیر جانبداری پر یقین رکھتی ہے اگر ہماری حکومت واقعی لوکل گورنمنٹ کے نظام کو اس صوبہ میں نافذ کرانا چاہتی ہے تو پھر ہماری سیدھی سادی چھوٹی سی ترمیم کو تسلیم کر لینا چاہئے - ہم ان کا بوجھ ہلکا کر رہے ہیں اور یہ فرض الیکشن کمیشن کے سپرد کر دینا چاہئے - اس کے ساتھ ساتھ میں یہ بھی عرض کر رہا تھا کہ انہوں نے یہ پابندی لگا دی کہ کوئی بھی میونسپل کمیٹی ۳۰ سے زیادہ حلقوں میں منقسم نہیں ہوگی ۔

وزیر قانون : آپ نے جو ترمیم کی پرویزو والی تسلیم کر لی ہے میرے خیال میں اب اس کی ضرورت نہیں ہے ۔

مسٹر سپیکر : یہ ترمیم infructious ہو گئی ہے ۔

حاجی محمد سیف اللہ خان : وہ ختم ہو گئی ۔

وزیر قانون : جی ہاں ۔

حاجی محمد سیف اللہ خان : چونکہ وہ پیش نہیں ہوئی ۔ اس لئے شاید پیش کرتے وقت بھی ان کی نیت نہ بدل جائے ۔ مجھے اعتماد بہت کم ہے - پہلی یقین دہانیاں پوری نہیں ہوئیں ہیں - اگر بھی میں بھروسہ کر لیتا ہوں اور استدعا کرتا ہوں کہ جہاں ہماری یہ تجویز مان لی ہے وہ پروویزو delete کر دیا ہے وہاں چھوٹی سی گزارش اور مان لیں ۔ گورنمنٹ کی بجائے لفظ الیکشن کمیشن کر دیا جائے تاکہ ہم جمہوریت کو صحیح معنوں میں جمہوریت

کہہ سکیں اور اس کے فروغ کے لئے کام کر سکیں ۔

وزیر قانون : جناب والا !

کی میرے قتل کے بعد اس نے جفا سے توبہ
ہائے اس زود پشیاں کا پشیاں ہونا

آپ جانتے ہیں کہ آج حاجی صاحب نے بنیادی جمہوریت کے نظام کے خلاف جو آواز اس ایوان میں بلند کی ہے ۔ مجھے اس بات کا فخر ہے کہ یہ آواز آج سے کئی سال پیشتر اس ملک کے گلی کوچوں ۔ بازاروں میں ۔ میدانوں اور دیہاتوں میں ہر جگہ بلند کی تھی ۔ میں بڑا خوش ہوں کہ حاجی صاحب ان چند اراکین میں سے اور ان چند وارثان بازگشت میں سے ہیں ۔

Mr. Speaker : Nothing personal please.

وزیر قانون : جناب والا ! یہ کنونشن مسلم لیگ سے تعلق رکھتے ہیں یہ بات اظہر من الشمس ہے کیونکہ اس نظام کو ایوب خان نے تشکیل دیا تھا اور حاجی صاحب اس نظام کے وارث بازگشت ہیں اور اب انہوں نے اس کی بڑے زور شور سے مخالفت کرنے کی کوشش کی ہے ۔ جناب والا ! جیسا کہ میں نے عرض کیا ہے کہ ہمارا جہاد ہے کہ ہم کسی صورت میں بنیادی جمہوریت کے نظام کو لمبے عرصے کے لئے برقرار رکھنے یا طوالت دینے کے لئے تیار نہیں ہیں اور میں یہ عرض کرنا چاہتا ہوں کہ نیا قانون جو صحیح معنوں میں جمہوری قانون ہوگا جس میں لوکل گورنمنٹ کی اصل روح محفوظ ہوگی اس میں ایسا کوئی نظام نہیں ہوگا ۔ اور 1935ء کے آئین اور 1956ء کے آئین کے تحت افسران کو جو بنیادی جمہوریت پر تسلط حاصل تھا وہ ختم ہو جائے گا ۔ انشاء اللہ زیادہ دیر نہیں ہے وہ قانون جلد مرتب کیا جا رہا ہے اور اس ایوان میں منظوری کے لئے پیش کر دیا جائے گا ۔ آج جس ترمیمی بل کو رنگ دینے کی کوشش کی گئی ہے اس کی اس خلا کو پر کرنے اور عبوری دور کو پورا کرنے کے لئے ضرورت تھی جب تک نیا قانون نہیں آتا یہ قانون اس ضرورت کو پورا کرنے کے لئے لایا گیا ہے ۔ آپ جانتے ہیں کہ ٹاؤنز کی آبادی بڑھ رہی ہے ۔ اکثر ٹاؤنز میں فوری ضرورت ہے ، جیسا کہ انہوں نے

خود کہا ہے کہ ان اداروں کی مالی حالت کمزور ہو چکی ہے کہ یہ لنگڑاہ بھی ادا نہیں کر سکتے ۔ میں یہ بات تسلیم کرتا ہوں چونکہ جونہی لوکل گورنمنٹ کے اس پرانے نظام کو جس کو میں درست اور صحیح نہیں سمجھتا ہوں ۔ بنیادی جمہوریت میں تبدیل کرکے آپ نے بڑا غرق کیا ۔ اس کو درست کرنے کے لئے انقلابی اقدامات اٹھانے ہوں گے ۔ میں یقین سے کہتا ہوں کہ تمام ادارے ما سوائے پنجاب میں چند ایک کے مالی پریشانی سے دو چار ہیں ۔ اس کو دور کرنے کے لئے اس بل کو لانا نہایت ضروری تھا تاکہ مالی پریشانی کو دور کیا جا سکے ۔ ہم چاہتے ہیں کہ ٹاؤن کمیٹی جہاں آبادی بڑھ چکی ہے اس کی حدود کو وسعت کے ذرائع آمدن میں اضافہ کیا جائے ۔ جناب والا ! عبوری دور کے لئے اس اختیار کی ضرورت تھی ۔ پولیٹیکل پارٹیز ایکٹ repeal ہو چکا ہے ۔ پہلے یہ اختیارات حکومت کو اس ایکٹ کے تحت حاصل تھے لیکن اس کے repeal ہونے کے بعد حکومت کو ان اختیارات کی ضرورت ہے کہ فوری طور پر ٹاؤن کمیٹی میں یونین کمیٹی میں کسی تشکیل نو کے لئے رد و بدل کی جا سکے ۔ اس لئے یہ ترمیمی بل عبوری دور کے لئے ہے ہم کسی صورت میں بنیادی جمہوریت کے نظام کو برقرار نہیں رکھنا چاہتے اور انشاء اللہ اس طرح بہت جلد نیا قانون لوکل گورنمنٹ کے نظام کے متعلق اس ایوان میں پیش کر دیا جائے گا ۔ جو قطعی طور پر بنیادی جمہوریت کے نظام کی نفی کرے گا جیسی آپ کی خواہش ہے ۔ وہی میری خواہش ہے ۔ اس صوبے میں لوکل گورنمنٹ کی ایسی عمارت تعمیر ہو ۔ جو واقعی اقتدار اعلیٰ کے لئے ایک زینہ ثابت ہو ۔ تمام لوگ گاؤں کی سطح سے لے کر اعلیٰ سطح پر کاروبار حکومت میں شریک کار ہو سکیں ۔ وہ قانون بہت جلد آپ کی خدمت میں پیش کر دیا جائے گا ۔ دوسری ترمیم الیکشن کمیشن کے متعلق ہے ۔ یہ قانونی طور پر غلط ہے ۔ جب الیکشن کمیشن کا بنیادی قانون میں ذکر نہیں محض اس میں ترمیم کرنے سے الیکشن کمیشن کو اختیارات حاصل نہیں ہو سکتے ۔ یہ ترمیم ایکٹ میں ہونی چاہئے تھی ۔ اب چونکہ ایکٹ ہو چکی ہے ۔ دوسرے 1956ء کے آئین کو ۔ 1962ء کے آئین کو یا دنیا کے کسی آئین کو لے لیں الیکشن کمیشن کے ذمے اسمبلی اور صدر کے انتخابات کے متعلق ہوتا ہے ۔ اس طرح اب لوکل گورنمنٹ کے انتخابات کے لئے الیکشن اتھارٹیز قائم کی جاتی ہیں ۔ میں حاجی

صاحب کو یقین دلاتا ہوں کہ نیا نظام اور نیا قانون جو اس ایوان میں پیش ہونے والا ہے۔ اس میں ایک بات ہے کہ خود مختار الیکشن اتھارٹیز قائم کی جائے گی اور ہم کسی صورت میں افسران اور حکومتی کارکنان کا تسلط انتخابات میں نہیں رکھنا چاہتے۔ ہم چاہتے ہیں کہ اس ملک میں جمہوریت کی جڑیں مضبوط ہوں اور جمہوریت کو فروغ حاصل ہو جو اسی صورت میں ہوگی کہ انتخابات میں غیر جانبداری برتی جائے۔ میں یقین دلاتا ہوں کہ پیپلز پارٹی کی حکومت اس ملک میں جمہوریت کو فروغ دینے کا مکمل ارادہ رکھتی ہے اور انشاء اللہ ہم اس پر عمل کریں گے۔ شکریہ۔

Mr. Speaker : The question before the house is :

That in Clause 2 of the Bill, as recommended by the Standing Committee on Local Government and Social Welfare and Auqaf, in the proposed Clause (2) of Article 8 of the Basic Democracies Order, 1959, for the word "Government" occurring in the beginning of line 1, the words "Election Commissioner" be substituted.

(*The motion was lost*)

The question before the House is :

That in Clause 2 of the Bill, as recommended by the Standing Committee on Local Government and Social Welfare and Auqaf, in the proposed Clause (2) of Articles 8 of the Basic Democracies Order, 1959, the colon appearing at the end of line 5 be replaced by a full-stop and the Proviso appearing

thereafter be deleted."

(The motion was carried)

مسٹر سپیکر : اب سوال یہ ہے ۔

کہ کلاز 2 ترمیم شدہ صورت میں بل کا حصہ بنے

(تحریک منظور کی گئی)

(کلاز 3)

اب بل کی کلاز 3 زیر غور ہے آپ کی ترمیم کس طرح آ سکتی ہے ۔

حاجی محمد سیف اللہ خان : یہ infructious ہو گئی ہے ۔ میں اسے پیش نہیں کرتا ۔

Mr. Speaker : The question before the House is :—
"That Clause 3 form part of the Bill".

(The motion was carried)

(کلاز 1)

مسٹر سپیکر : اب بل کی کلاز نمبر 1 زیر غور ہے ۔ سوال یہ ہے :

کہ کلاز نمبر 1 بل کا حصہ بنے ۔

(تحریک منظور کی گئی)

اری ایمبل

مسٹر سپیکر : اب بل کا Preamble زیر غور ہے ۔

اب سوال یہ ہے :

کہ Preamble بل کا حصہ بنے ۔

(تحریک منظور کی گئی)

لانگ تائٹل

مسٹر سپیکر : اب بل کا long title زیر غور ہے ۔ اس پر چونکہ کوئی ترمیم نہیں اس لئے یہ خود بخود منظور ہوگیا ہے ۔

وزیر قانون : جناب والا ! میں تحریک پیش کرتا ہوں ۔

کہ The Basic Decmocracies Order
(Punjab Amendment) Bill, 1974

منظور کیا جائے ۔

حاجی محمد سیف اللہ خان : میں اس کی مخالفت کرتا ہوں ۔

مسٹر سپیکر : حاجی محمد سیف اللہ خان ۔

حاجی محمد سیف اللہ خان : جناب والا ! میرے بہت سے بزرگ ممبران کہ جو میں سمجھتا ہوں کہ میری طرح بیزار اور پریشان بیٹھے ہیں ان کی خواہشات کا احترام کرتے ہوئے میں اپنی پہلی گذارشات کو دہرانا نہیں چاہتا ۔ میں استدعا کرنی چاہتا ہوں کہ انہیں مد نظر رکھتے ہوئے اس بل کو منظور کیا جائے کیونکہ یہ جمہوریت کشی کے مترادف ہوگا ۔

مسٹر سپیکر : اب سوال یہ ہے :

کہ The Basic Democracies Order
(Punjab Amendment) Bill, 1974 منظور
کیا جائے ۔

(تحریک منظور کی گئی)

مسٹر سپیکر : اب ایوان کی کاروائی کل صبح ساڑھے آٹھ بجے تک کے لئے ملتوی کی جاتی ہے ۔

(اسمبلی کا اجلاس 10 اکتوبر 1974ء بروز جمعرات ساڑھے آٹھ بجے صبح تک کے لئے ملتوی ہوگیا)

تفصیلات

(بحوالہ نشان زدہ سوال نمبر 5399)

April, 1974.

No.	Head of Account.	Budget Estimate 1972-73	Income upto 1974.	Total
1.	Octroi....	389254	372647	
2.	Tool Tax.....	14443	20504	
3.	Licence Fee for Vehicles.	1978	951	
4.	Licence Fee for Articles of Food and Drink.	944	2397	
5.	Licence Fee for Dangerous and offensive grades.	1610	5390	
6.	Licence Fee for encroachment and Tehbazari	15859	6895	
7.	Building application fee.	216	470	
8.	Fees for Markets.	52394	74746	
9.	Fees for the slaughtering of animals.	3617	2576	
10.	Copying fees.	114	161	
11.	Rent of Municipal property.	41928	41966	
12.	Receipts on account of the sale of water.	11536	8938	
13.	Receipts on account of the sale of sullage	3000	1400	
14.	Receipts on account of the sale of refuse.	5050	5225	
15.	Receipts on account of the sale of garden fruits.	3148	2200	
16.	Other receipts.	—	—	
16.A.	Share of Property Tax.	—	4678	
17.	Grant for Libraries.	—	—	
18.	Grant for Cattle pounds.	184	22	
19.	Grant for Magisterial fines.	220	—	
20.	Investments.	9000	—	
21.	Interest on investment.	5400	—	
22.	Miscellaneous.	3204	5930	
23.	Advance and Deposits.	3609	100	
24.	Income from Cattle pounds.	726	341	
	Total income.	567444	557345	

Annexure 'B'

EXPENDITURE

Sr. No.	Head of Account.	Budget estimate 1972-73	Exp : during the month April, 74.	Total
1	2	3	4	5
		Rs.	Rs.	Rs.
	I- General Departments.			
	A- Municipal Secretariat.			
1.	Establishment charges.	39742	39743	
2.	Contingencies.	28105	36358	
3.	Works.	18092	—	
	Total Municipal Secretariat.	85939	76101	
	Total General Department	85939	76101	
	II- Finance Deptt.			
	A- Charged Expenditure.			
1.	Audit Fees.			
2.	Cost of Local Council Service.	600	870	
3.	Other charges Expenditure amount payable to Govt.	756	713	
	Total A-Charge Expenditure.	1356	1583	
	B- Advances and Deposits.			
1.	Re-payment/Deposit of Cattle pound fines.	10	978	
2.	Miscellaneous advances and refund of securities etc.	5643	19324	
	Total B-Advances and Deposits.	5653	20302	
	C-Investmetts			
1.	Earmarked Investments.	—	—	
2.	Unearmarked Investments.	—	—	
	Total. C-Investments.	Nil	Nil	
	D-Reserve			
1.	Reserve for unforeseen Expenditure.	2000	—	
	E-Commercial Scheme.			
1.	Establishment.			

1	2	3	4	5
2.	Contigencies.			
3.	Works (Construction of new shops).			
	Total E-Commercial Schemes.			
	Total II-Finance Deptt-	11508	21885	
	III-Taxation Department.	55232	68905	
	A-Octroi.			
2.	Contigencies.	9397	9799	
3.	Works.	—	—	
	Total A-Octroi.	64629	78704	
	B-Other Taxes and Revenues.			
1.	Establishment.	961	1810	
	Total III-Taxation Department.	65590	80514	
	IV-Education Department.			
	A-Colleges.			
1.	Establishment charges.	—	—	
2.	Contigencies.	—	—	
3.	Works.	—	—	
	Total A-Colleges.	—	—	
	B-High Schools for Boys.			
1.	Establishment Charges.			
2.	Contingencies.			
3.	Works.			
	Total B-High Schools for Boys.			
	C-High Schools for Girls.			
1.	Establishment Charges.			
2.	Contigencies.			
3.	Works.			
	Total C-High Schools for Girls.			
	D-Middle Schools for Boys.			
1.	Establishment charges.			
2.	Contingencies.			
3.	Works.			
	Total D-Middle Schools for Boys			
	E-Middle Schools for Girls.			
1.	Establishment Charges.			
2.	Contingencies.			
3.	Works.			

1	2	3	4	5
	Total E-Middle Schools for Girls.			
	F-Primary Schools for Boys.			
1.	Establishment Charges.	9333	2600	
2.	Contingencies.	7695	41095	
3.	Works.			
	Total F-Primary Schools for Boys.	17028	43695	
	G-Primary Schools for Girls.			
1.	Establishment Charges.			
2.	Contingencies.	125	1596	
3.	Works.			
	Total Primary Schools for Girls.	125	1596	
	H-Other Educational Institutions.			
1.	Establishment Charges			
2.	Contingencies.			
3.	Works.	5000	—	
	Total H-Other Educational Institutions.	5000	—	
	I-Education (Miscellaneous)			
1.	Compulsary Education.			
2.	Adult Education.			
3.	Medical Inspection of School Childern.			
4.	Grants to Educational Institutions.			
5.	Scholarships	16	—	
	Total I-Educational (Miscellaneous).	16		
	Total IV-Education Deptt.	22169	45319	
	V-SOCIAL WELFARE DEPARTMENT.			
	A-Social Welfare.			
1.	Establishment.			
2.	Contingencies.	8270	—	
3.	Works.			
		8270	—	
	B—Information and Public Relations.			

1	2	3	4	5
1.	Establishment charges.			
2.	Contingencie	1000	—	
3.	Works.			
		1000	—	
	C—Welfare Institutions.			
1.	Establishment charges.			
2.	Contingencies.			
3.	Works.			
	Total C—Welfare Institutions.			
	D—Famines, Flood and Community rlief.			
1.	Famine Relief.			
2.	Flood Relief.			
3.	Civil Defence.		736	
4.	Relief Against other Communities			
	Total D—Famines, Floods and Community Relief.		736	
	E—Libraries.			
1.	Establishment charges.			
2.	Contingencies.	4690	1367	
3.	Works.			
	Total E—Libraries.	4690	1367	
	F—Sports.			
1.	Establishment charges			
2.	Contingencies.	5023	1015	
3.	Works.	19687	7652	
			3177	
		24710	11844	
	Total V—Social Welfare Department.	49671	19997	
	VI—HEALTH DEPARTMENT.			
	A—Sanitation.			
1.	Establishment Charges.	55779	52565	
2.	Contingencies.	782	1856	
3.	Works.	—	—	
	Total A—Sanitation.	56560	54421	
	B—Drainage.			
1.	Establishment Charges.	55480	55677	
2.	Contingencies.	13946	11895	
3.	Works.			
	Total B-Drainage.			
	C—Vital Statistics.			

1	2	3	4	5
1.	Establishment	—	—	
2.	Contingencies.	—	—	
3.	Works.	—	—	
	Total C—Vital Statistics.	Nil	Nil	
	D—Vaccination.			
1.	Establishment Charges.	3842	4314	
2.	Contingencies.	153	205	
3.	Works.	—	—	
	Total Vaccination.	3995	4519	
	E—Community Diseases.			
1.	Establishment Charges.			
2.	Contnigehcies.	801	—	
3.	Works.	—	—	
	Total E—Community Diseases.	801	—	
	F—Food Inspection.			
1.	Establishment.			
2.	Contingencies.	254	—	
3.	Works.			
	Total F. Food Inspection	254	—	
	G—Health Centre.			
1.	Establishment.			
2.	Contingencies.	1200	1000	
3.	Works.	—	—	
	Total C—Health Centre.	1200	1000	
	Total VI—Health Department.	46226	133867	
	VII-Medical Department.			
	A—Hospitals.			
1.	Establishment			
2.	Contingencies.	50	1215	
3.	Contribution (for Mental Hosp)	136	136	
	Total A—Hospital.	186	1351	
	B-Dispensaries.			
1.	Establishment.			
2.	Contingencies.			
3.	Works.	186	1351	
	Total B—Dispensaries			
	Total VII—Medical Deptt.	186	1351	

1	2	3	4	5
	VIII—Animal Husbandary Deptt.			
	A—Vaternary Hospitals and Dispensaries.			
1.	Establishment charges.			
2.	Contingencies.			
3.	Works.			
	B—Cattle Fairs and shows.			
1.	Establishment.	—	—	
2.	Contingencies.	—	—	
3.	Works.			
	Total B—Cattle Fairs & Shows			
	C—Slaughter Houses.			
1.	Establishment Charges	360	300	
2.	Contingencies.	480	120	
3.	Works.	7076	—	
	Total C-Slaughter House	7916	420	
	D—Cattle pounds.			
1.	Establishment charges.			
2.	Contingencies.	1723	1126	
3.	Works.	—	—	
	Total D—Cattle Pounds.	1732	1126	
	Total VIII—Animal Husbandry Deptt.	9648	1546	
	IX—WATER SUPPLY DEPARTMENT.			
	A—Municipal Water Works.			
1.	Establishment Charges.	6000	6615	
2.	Contingencies.	19676	17418	
3.	Works.	134897	321	
	Total—A Municipal Water Works	160573	24353	
	B—Fire Fighting.			
1.	Establishment Charges.	—	1227	
2.	Contingencies.	—	1401	
3.	Works.	—		
		—	2628	

1	2	3	4	5
	C—Street Watering.			
1.	Establishment.			
2.	Contingencies.	1304	1284	
3.	Works.	8	—	
	Total C—Street Watering	1312	1284	
	Total IX—Water Supply Department.	161885	28265	
	X—BUILDINGS AND WORKS DEPTT.			
	A—Roads and Streets.			
1.	Establishment Charges.	10618	9077	
2.	Contingencies.	22	3405	
3.	Works.	112259	64400	
	Total—A—Roads and Streetr.	122899	7688	
	B—Works.			
1.	Establishment Charges.	—	4065	
2.	Contingencies.	—	—	
3.	Works.	—	—	
			4065	
	C—Building Control			
	D—Gardens and Roadside Trees.			
1.	Establishment Charges.	4859	4533	
2.	Contingencies.	60	243	
3.	Works.	—	6074	
	Total D—Gardebs and Roadside Trees.	4919	10850	
	E—Street Lighting.			
1.	Establishment Charges.			
2.	Contingencies.	7307	9582	
3.	Works.	14004	22508	
	Total Street Lighting.	21311	32090	
	Total X—Municipal Buildings and Works Department.	149129	123887	
	Continue total all Departments.	716955	532686	

Chairman,
Town Committee, Mailsi.

صوبائی اسمبلی پنجاب

پہلی صوبائی اسمبلی پنجاب کا بارھواں اجلاس

جمعرات 10 اکتوبر 1974ء

(پنجشنبہ 23 رمضان المبارک 1394ھ)

(اسمبلی کا اجلاس اسمبلی چیمبر لاہور میں ساڑھے آٹھ بجے منعقد ہوا
سپیکر رفیق احمد شیخ کرسی صدارت پر متمکن ہوئے۔)

تلاوت قرآن پاک اور اس کا اردو ترجمہ قاری اسمبلی نے پیش کیا:

بِسْمِ اللّٰهِ الرَّحْمٰنِ الرَّحِيْمِ

وَمِنَ النَّاسِ مَنْ يُّعْجِبُكَ قَوْلُهٗ فِي الْحَيٰوةِ الدُّنْيَا وَيُشْهِدُ اللّٰهَ عَلٰى مَا فِيْ قَلْبِهٖ وَهُوَ اَلَدُّ الْخِصَامِ ۝ وَاِذَا تَوَلّٰى سَعٰى فِي الْاَرْضِ لِيُفْسِدَ فِيْهَا وَيُهْلِكَ الْحَرْثَ وَالنَّسْلَ ۗ وَاللّٰهُ لَا يُحِبُّ الْفَسَادَ ۝ وَاِذَا قِيْلَ لَهُ اتَّقِ اللّٰهَ اَخَذَتْهُ الْعِزَّةُ بِالْاِثْمِ فَحَسْبُهٗ جَهَنَّمُ ۭ وَلَبِئْسَ الْمِهَادُ ۝ وَمِنَ النَّاسِ مَنْ يَّشْرِيْ نَفْسَهُ ابْتِغَاۗءَ مَرْضَاتِ اللّٰهِ ۭ وَاللّٰهُ رَءُوْفٌۢ بِالْعِبَادِ ۝

پارہ ۲ سورہ رکوع ۹ آیات ۲۰۴ تا ۲۰۷

اور کوئی شخص تو ایسا ہے جس کی گفتگو دنیا کی زندگی میں تم کو دلکش معلوم ہوتی ہے اور وہ اپنے دل کی بات پر اللہ کو گواہ بناتا ہے۔ حالانکہ وہ سخت جھگڑالو ہے اور جب پیٹھ پھیر کر چلا جاتا ہے تو زمین میں دوڑتا پھرتا ہے تاکہ اس میں فتنہ برپا کرے اور کھیتی کو اور انسانوں اور حیوانوں کی نسل کو برباد کرے اور اللہ فتنہ انگیزی کو پسند نہیں کرتا جب اس سے کہا جاتا ہے کہ خدا سے خوف کر تو غرور اس کو گناہ میں پھنسا دیتا ہے پس ایسے کے لئے جہنم سزاوار ہے اور وہ بہت برا ٹھکانہ ہے اور کوئی شخص ایسا ہے کہ اللہ کی خوشنودی حاصل کرنے کیلئے اپنی جان بیچ ڈالتا ہے اور اللہ بندوں پر بہت مہربان ہے۔

وما علینا الا البلاغ

نشان زدہ سوالات اور ان کے جوابات

گنے کا تول

*4514 (ب) ۔ چوھدری لال خان : کیا وزیر خوراک از راہ کرم بیان فرمائینگے کہ ۔

(الف) کیا یہ درست ہے کہ گنے کو تولتے وقت کنڈے پر متعینہ مل کے آدمی کاشتکاروں کو وزن کم بتا کر ان کے گاڑھے پسینے کی کمائی لوٹ رہے ہیں ۔

(ب) اگر جزو (الف) کا جواب اثبات میں ہے تو حکومت اس بارے میں کیا اقدامات کرنے کا ارادہ رکھتی ہے ؟

وزیر خوراک (سردار نصراللہ خان دریشک) : (الف) یہ درست نہیں ہے ۔

(ب) سوال پیدا نہیں ہوتا ۔

بہاولنگر شوگر ملز میں گنا ٹیکس کی جمع شدہ رقوم

*5886 ۔ حافظ علی اسداللہ : کیا وزیر خوراک از راہ کرم بیان فرمائینگے کہ گنا ٹیکس کے تحت بہاولنگر شوگر ملز کے قیام سے لے کر اب تک کتنا فنڈ سڑکوں کی تعمیر کے لئے جمع ہوا ہے اور کتنا خرچ کیا گیا ہے ۔ نیز یہ بھی بتایا جائے کہ یہ فنڈ کہاں کہاں خرچ کیا گیا ہے ؟

وزیر خوراک (سردار نصراللہ خان دریشک) : بہاولنگر شوگر ملز میں سال 1968-69ء سے 1973-74ء تک محصول لیشکر (گنا ٹیکس) کے تحت مبلغ 36,45,898 روپے جمع ہوئے ۔ اور اس میں سے دو فی صد محکمانہ اخراجات (مبلغ 72,917 روپے) وضع کرنے کے بعد مبلغ 35,72,981 روپے سڑکوں کی مرمت کے لئے مخصص کئے گئے ۔ جن میں سے مئی 1974ء تک کل 8,89,687 روپے خرچ ہوئے اور بقایا 27,2,294 روپے کمشنر بہاولپور نے محکمہ بائی وے کو موجودہ سکیموں پر صرف کرنے کے لئے مہیا کر دئیے ہیں ۔ اخراجات کی تفصیل کا گوشوارہ منسلک ہے ۔

محکمہ شاہرات بہاولپور

گوشوار بابت ترقی منصوبہ جات از وصولی گنا ٹیکس (بہاولنگر شوگر ملز زون چشتیاں)

نمبر شمار	نام منصوبہ	مدت منصوبہ	تخمینہ اخراجات	تعین رقوم	اخراجات	منصوبہ کی موجودہ حالت	غیر صرف شدہ بقایا
1	کشادگی سڑک از بہاول پور تا بہاولنگر از میل نمبر 78 تا میل 80	69-70 تا 72-73	1,78,500	1,72,300	1,62,811	مکمل	9,489
2	کشادگی سڑک چشتیاں سمتہ جھوڈو ریلوے کراسنگ تا بہاولنگر شوگر مل	69-70 تا 72-73	1,73,000	1,69,000	1,53,164	مکمل	10,836
3	تعمیر اتصالی سڑک (گذامی) از سمتہ جھوڈو تا بہاولنگر شوگر مل چشتیاں	69-70 تا 71-72	52,000	52,750	50,659	مکمل	2,091
4	تعمیر سڑک چشتیاں شبیر شریف	72-73 تا 72-73	12,95,000	13,64,500	2,53,897	زیر تعمیر	11,10,603
5	تعمیر سڑک چشتیاں منگھیراں شریف	72-73 تا 73-74	13,86,700	13,27,300	2,09,156	زیر تعمیر	10,68,144
6	تعمیر پختہ سڑک از ریلوے سٹیشن سخی شوق الٰہی تا چک چوبہ	72-73	14,51,900	2,49,200	—	ابھی کام شروع نہیں ہوا	2,49,200

نشان زدہ سوالات اور ان کے جوابات

7	تعمیر ہفتہ سڑک از بخش خان بس سٹاپ تا پل نہر فورڈو	—	1,76,000	—	—	—	—
8	گنے کی فصل کو کیڑے مکوڑے سے بچانے کے لئے محکمہ زراعت کی وساطت سے دواؤں کا چھڑکاؤ	—	50,000	10,000	—	40,000	
8	وہ رقم جو کہ سن 74-73ء کے مالی سال کے دوران وصول کی گئی اور ابھی کمشنر کے نام منتقل ہونی ہے۔	—	—	—	—	2,27,931	
			8,89,687			27,23,294	

میاں منظور احمد موہل : کیا وزیر موصوف ازراہ کرم یہ بیان فرمائیں گے کہ گوشوارے کا جو نمبر 6 ہے۔ اس میں منصوبے کی موجودہ حالت کے متعلق لکھا ہوا ہے کہ ابھی کام شروع نہیں ہوا جبکہ تمام منصوبہجات یا تو مکمل ہو چکے ہیں یا زیر تعمیر ہیں۔ اس کے بارے میں کیا خیال ہے اور کیا وجہ ہے کہ یہ منصوبہ ابھی تک شروع نہیں کیا گیا ؟

وزیر خوراک : اس کے لئے فاضل رکن علیحدہ سوال کریں۔

مسٹر سپیکر : شروع نہیں کیا گیا تو نہیں کیا گیا اب آپ دیکھیں کہ آپ کا main سوال یہ ہے۔ کیا وزیر خوراک ازراہ کرم بیان فرمائیں گے کہ گنا لیکس کے تحت بہاولنگر شوگر ملز کے قیام سے لے کر اب تک کتنا فنڈ سڑکوں کی تعمیر کے لئے جمع ہوا ہے اور کتنا خرچ کیا گیا ہے ؟ نیز یہ بھی بتایا جائے کہ یہ فنڈ کہاں کہاں خرچ کیا گیا اگر یہ سوال ہوتا کہ کون کون سی سڑک مرمت کی گئی ہے اور کون کون سی سڑک تعمیر کی گئی اور کیوں نہیں کی گئی تو پھر تو یہ ضمنی سوال بنتا ؟

میاں منظور احمد موہل : جناب والا ! چونکہ جواب میں یہ بات آئی ہے۔

مسٹر سپیکر : نہیں ابھی انہوں نے آپ کو ایک جواب دیا ہے۔ جواب سے تو ضمنی سوال نہیں بنتا ضمنی سوال تو آپ کے main سوال سے بنتا ہے۔

میاں منظور احمد موہل : سپیکر سر ! اس جواب میں وزیر موصوف نے فرمایا ہے کہ کمشنر بہاولپور نے محکمہ ہائی وازز کی موجودہ سکیموں پر خرچ کرنے کے لئے رقم مہیا کر دی ہے۔ کیا وہ یہ بتائیں گے کہ کمشنر صاحب کس پالیسی کے تحت یہ رقم مہیا کرتے ہیں ؟ کیا وہ اس پر روشنی ڈال سکیں گے ؟

مسٹر سپیکر : اس میں پہلی بات تو یہ ہے کہ آپ نے کہاں سے معلوم کیا ہے کہ سڑکیں بنانے کی ہدایت کمشنر صاحب دیتے ہیں۔ جواب میں تو نہیں ہے اور سوال میں بھی نہیں ہے۔ ممکن ہے کہ یہ ٹھیک ہو میں یہ

نہیں کہتا کہ یہ بات ایسی نہیں ہے مگر جواب میں کم از کم یہ بات موجود نہیں ہے۔

میاں منظور احمد موہل : جناب جواب میں یہ بات موجود ہے میں آپ کو پڑھ کر سنا دیتا ہوں۔

مسٹر سپیکر : انہوں نے کہا ہے کہ موجودہ سکیموں کے لئے روپیہ مہیا کر دیا ہے۔ یہ سکیمیں کس نے بنائی ہیں اس کے متعلق جواب میں وضاحت نہیں ہے۔

میاں منظور احمد موہل : اس بارے میں میں کچھ پوچھ رہا ہوں۔

مسٹر سپیکر : یا تو آپ یہ پوچھیں کہ یہ سڑکیں کون بنواتا ہے۔ کون فیصلہ کرتا ہے۔

میاں منظور احمد موہل : میرا مطلب یہ ہے کہ کمشنر صاحب کس طرح یہ پالیسی بناتے ہیں۔

مسٹر سپیکر : سوال میں بھی کوئی ایسی بات نہیں ہے جواب میں یہ کہیں نہیں ہے کہ یہ سکیمیں کمشنر صاحب کی منصوبہ بندی میں ہیں۔ اصل سوال تو آپ کا یہ بنتا ہے جو پورا سپلیمنٹری شاید نہ ہو کہ ان سڑکوں کی منصوبہ بندی کون کرتا ہے۔

میاں منظور احمد موہل : جناب والا ! سپلیمنٹری کا مقصد ہی یہ ہوتا ہے کہ اس سے سوال آگے نکالا جاتا ہے۔ ہم نے اپنے آپ کو مطمئن کرنا ہے جناب والا ! ہم اس علاقہ سے تعلق بھی رکھتے ہیں۔ ہم نے یہ پتہ کرنا ہے کہ کمشنر صاحب کس پالیسی کے تحت یہ رقوم خرچ کرتے ہیں یا کس بنیاد پر یہ رقم مختص کی جاتی ہے یہ ہے میرا مقصد ؟

مسٹر سپیکر : انہوں نے تو کہا ہے کہ رقم مہیا کی ہے۔ مختص تو انہوں نے نہیں کیں جو سوال آپ کا بنتا ہے وہ یہ بنتا ہے کہ یہ پیسہ کس کے حکم سے خرچ ہوتا ہے اور سڑکوں کی منصوبہ بندی کون کرتا ہے۔ آپ نے ایک premises خود پیدا کر لیا ہے کہ اس کی منصوبہ بندی کمشنر کرتا ہے ممکن ہے کہ وہ یہی جواب دیں مگر جواب میں کہیں موجود نہیں ہے کہ

اس کی منصوبہ بندی کمشنر صاحب کرتے ہیں اگر تو یہی آپ کے دو سوال ہیں کہ رقم خرچ کرنے کا فیصلہ کون کرتا ہے اور سڑکوں کی منصوبہ بندی کون کرتا ہے تو ٹھیک ہے ۔

میاں منظور احمد وٹو : میں یہی بات کہنا چاہتا تھا ۔

وزیر خوراک : جناب والا ! اس کے لئے ایک بورڈ بنا ہوا ہے ہر ڈویژنل مل سے ، جس میں ہر شوگر مل کا ایک ایک نمائیندہ ہوتا ہے ایک ممبر grower کی طرف سے ہوتا ہے جسے حکومت خود منتخب کرتی ہے وہ ایک کمیٹی کی شکل میں بیٹھتے ہیں اور بیٹھکر priorty fix کرتے ہیں ۔ اور اس کے مطابق دیکھا جاتا ہے کہ کس منصوبہ کو پہلے کرنا ہے اور اس کے لئے کتنی رقم مختص کرنی چاہیے ۔ اس طریقہ سے وہاں فیصلہ کیا جاتا ہے اور اس پر عمل درآمد کیا جاتا ہے ۔ یہ رقم پھر ہائی وے ڈیپارٹمنٹ والوں کو دے دی جاتی ہے اور پھر ان کی ہدائیات کے مطابق ان سڑکوں کی تعمیر کی جاتی ہے ۔

حافظ علی اسداللہ : جناب والا ! شوگر مل فنڈ جو کہ سڑکوں کی تعمیرات کے لئے مخصوص ہے اس کا مطلب تو یہ ہے کہ سڑکیں جلد از جلد تعمیر کی جائیں لیکن چشتیاں تا شبیر شریف سڑک اور چشتیاں تا منگھیران شریف سڑک گذشتہ دو سال سے زیر تعمیر ہیں اور ابھی تک ان پر مٹی ہی پڑی ہے اور کوئی کام نہیں ہوا ۔ اس طرح تو مقصد ہی فوت ہو جاتا ہے ۔

وزیر خوراک : جناب والا ! میں نے اپنے معزز رکن کا ارشاد نوٹ کر لیا ہے کوشش کروں گا کہ جلد از جلد ان سڑکوں کی تعمیر ہو سکے ۔

بہاولنگر شوگر ملز کے گنا ٹیکس سے سڑکوں کی تعمیر

*5887 ۔ حافظ علی اسداللہ : کیا وزیر خوراک ازراہ کرم بیان فرمائیں گے کہ ۔

(الف) کیا یہ حقیقت ہے کہ بہاولنگر شوگر ملز کا مخصوص علاقہ مل کے چاروں طرف 10,10 میل تک کے رقبہ پر مشتمل ہے ۔

(ب) کیا یہ بھی حقیقت ہے کہ گنا ٹیکس اسی مخصوص علاقے میں سڑکوں کی تعمیر کے لئے مختص ہوتا ہے ۔

(ج) کیا مذکورہ ٹیکس سے حاصل شدہ روپیہ بہاولنگر شوگر ملز چشتیاں کے قیام سے صرف مخصوص علاقے میں ہی سڑکوں کی تعمیر کے لئے خرچ کیا جا رہا ہے یا کسی دوسرے علاقے میں بھی استعمال کیا گیا ہے ؟

وزیر خوراک (سردار نصراللہ خان دریشک) : (الف) اس مل کا مخصوص علاقہ مل کے چاروں طرف تقریباً 40-20 میل تک کے رقبے پر مشتمل ہے ۔

(ب) یہ رقم سڑکوں اور پلوں کی تعمیر و مرمت کے علاوہ مل زون میں گنے کی خصوصی دیکھ بھال ، افزائش اور پیداوار بڑھانے کے لئے بھی استعمال کی جا سکتی ہے ۔

(ج) یہ ٹیکس مل کے مخصوص شدہ علاقے کی سڑکوں کی تعمیر و مرمت کے علاوہ ملحقہ علاقے جہاں سے مل کو گنا مہیا کیا جاتا ہے میں بھی استعمال ہو سکتا ہے ۔

پنجاب پراونشل کوآپریٹو بنک کو (Denationalise) کرانا

*5939 ۔ **میاں احسان الحق پراچہ** : کیا وزیر امداد باہمی از راہ کرم بیان فرمائیں گے کہ حکومت نے پنجاب پراونشل کوآپریٹو بنک کو denationalise کرانے کے لئے اب تک کیا اقدام کئے ہیں اور اگر حکومت ایسا کرانے میں ناکام ہوئی ہے تو سنٹرل بنکوں کو مالی امداد دینے کے لئے کیا متبادل انتظامات کئے گئے ہیں ؟

وزیر امداد باہمی (سردار نصراللہ خان دریشک) : حکومت پنجاب نے دی پنجاب پراونشل کوآپریٹو بنک لمیٹڈ کو denationalise کرانے کے لئے ہر ممکن اقدام کئے ہیں ۔ اس بارے میں وفاقی حکومت سے رابطہ قائم کر رکھا

ہے ۔ وزیر اعلیٰ پنجاب نے ایک نیم سرکاری خط وزیر اعظم پاکستان اور وفاقی وزیر مالیات کو تحریر کیا ہوا ہے اور فیصلہ کا انتظار ہے ۔ اس مرحلہ پر یہ تصور کرنا کہ صوبائی حکومت اپنی کوششوں میں کامیاب نہیں ہوئی درست نہیں ہے ۔ تاہم اگر کوئی ایسی صورت پیدا ہوئی تو متبادل انتظامات کے بارے میں غور کیا جائیگا ۔

سنٹرل کوآپریٹو بنکوں کو مالی امداد کے لئے ابھی تک کوئی دشواری پیش نہیں آئی ۔ کیونکہ سٹیٹ بنک آف پاکستان نے وفاقی حکومت کی ہدایت پر ربیع 1973-47ء کے دوران امداد باہمی کے اداروں کیلئے مبلغ پانچ کروڑ روپیہ فراہم کیا تھا اور موجودہ فصل خریف 1974ء کیلئے بھی مبلغ چار کروڑ روپیہ منظور کیا ہے اور اس ضمن میں ضروری کارروائی زیر عمل ہے ۔

رورل سپلائی کوآپریٹو کارپوریشن کے اغراض و مقاصد

*5940 ۔ میاں احسان الحق پراچہ : کیا وزیر امداد باہمی از راہ کرم بیان فرمائیں گے کہ ۔

(الف) رورل سپلائی کوآپریٹو کارپوریشن کے معرض وجود میں لانے کے لئے اغراض و مقاصد کیا تھے اور اب یہ کارپوریشن کیا کام سر انجام دے رہی ہے ۔

(ب) مذکورہ کارپوریشن کے عملہ کی تعداد اور ان کی ماہانہ تنخواہوں پر کیا خرچ آتا ہے ؟

وزیر امداد باہمی (سردار نصراللہ خان دریشک) : (الف) رورل سپلائی کوآپریٹو کارپوریشن لاہور کیمیاوی کھاد کی تقسیم بذریعہ انجمن ہائے امداد باہمی کی غرض سے قائم کی گئی تھی ۔ اس کے فرائض میں تقسیم بیج و آلات زرعی وغیرہ بھی شامل تھا ۔ اس وقت یہ کارپوریشن صوبہ پنجاب اور صوبہ سندھ میں کوئی کاروبار نہیں کر رہی ہے اب یہ صرف صوبہ سرحد میں وہاں

کی انجمن بائے کو کپھیاوی کھاد سپلائی کرنے کا انتظام کر رہی ہے۔

(ب) عملہ کی تعداد 58 ہے اور ان کی تنخواہوں کا ماہانہ خرچ مبلغ 20,667.10 روپے ہے۔

سمگلنگ کی روک تھام

*5959۔ ملک محمد اعظم : کیا وزیر خوراک از راہ کرم بیان فرمائیں گے کہ :

(الف) کیا یہ درست ہے کہ امسال گندم کی فصل گذشتہ سالوں کی نسبت بہتر ہے ؟

(ب) کیا حکومت گندم کی سمگلنگ کی روک تھام کے لئے کوئی اقدام کر رہی ہے۔ اگر ایسا ہے تو وہ اقدامات کیا ہیں ؟

وزیر خوراک (سردار نصراللہ خان دریشک) : (الف) جی نہیں۔

(ب) جی ہاں۔ حکومت نے سمگلنگ کی روک تھام کے لئے متعدد اقدامات کئے ہیں مثلاً۔

1۔ سرحدوں کی نگرانی سختی سے کی جا رہی ہے اور اس مقصد کے لئے فوج۔ سیکورٹی فورس اور رینجرز کے دستے سرحدوں پر تعینات کر دیئے گئے ہیں۔

2۔ سرحدوں کی جانب گندم کی نقل و حمل پر پابندی عائد ہے۔

3۔ مشتبہ سمگلروں کی سرگرمیوں پر کڑی نگاہ رکھی جا رہی ہے۔

4۔ ایک سنٹرل آپریشنل انٹیلیجنس سیل Central Operational Intelligence Cell قائم کیا گیا تھا۔ جس کے ذمہ سمگلنگ کے سلسلہ میں کی جانے والی جملہ کارروائیوں کی نگرانی اور اس سلسلہ کے مختلف اداروں میں رابطہ قائم رکھنا شامل ہے۔

5 ۔ محکمہ خوراک نے بارڈر ایریا میں گندم کی خرید کے لئے خاص اقدامات کئے تھے خریداری کے مراکز کی تعداد میں اضافہ کر دیا گیا تھا ۔ حکومت نے کاشتکاروں سے گندم خرید کر اپنے اخراجات پر نزدیک ترین سنٹروں پر ترسیل کا انتظام کیا تھا ۔

ملک محمد اعظم : پارلیمنٹری سیکرٹری ! کیا یہ بات درست ہے کہ حکومت پنجاب نے جو محکمہ زراعت کی طرف سے گندم کی پیداوار کا جو تخمینہ دیا تھا وہ پچھلے سال سے زیادہ دیا گیا تھا ؟ کیا وہ اس کی وضاحت فرمائیں گے ؟

مسٹر سپیکر : ڈریشک صاحب کیا یہ ٹھیک ہے ؟

وزیر خوراک : جناب والا ! اس کا مجھ سے تعلق نہیں ہے یہ محکمہ زراعت سے متعلق ہے اگر آپ حکم دیتے ہیں تو پھر میں جواب دینے کے لئے تیار ہوں ۔

مسٹر سپیکر : اس کی وجوہات اگر وہ پوچھیں گے تو میں انہیں پوچھنے دوں گا ۔

وزیر خوراک : جناب والا ! یہ درست ہے کہ پہلے اندازہ یہ تھا کہ گندم کی پیداوار 65 لاکھ سے 70 لاکھ ٹن ہو گی ۔ جب کہ بعد میں جو فائنل اندازہ سنٹرل گورنمنٹ کو محکمہ زراعت کی طرف سے دیا گیا 55 لاکھ 75 ہزار ٹن تھا ۔

ملک محمد اعظم : ٹھیک ہے ۔ جناب والا ! اگر جناب وزیر صاحب کی خدمت میں میں یہ عرض کروں کہ گندم کی سمگلنگ کی روک تھام کے لئے جو اقدامات کئے گئے تھے یہ ناکافی تھے تو کیا آئندہ کے لئے زیادہ سخت اقدامات کئے جائیں گے ۔

وزیر خوراک : جناب والا ! میرے خیال میں حکومت نے اپنی طرف سے اقدامات کرنے میں کوئی دقیقہ فروگزاشت نہیں کیا ۔ مثال کے طور پر ہم نے 192 سمگلر جو کہ renowned قسم کے تھے ۔ ۔ ۔ ۔

مسٹر سپیکر : یعنی جو notorious تھے ۔

وزیر خوراک : جی ہاں ۔ جناب والا ! جو notorious smugglers تھے ۔ اور اس قسم کی حرکت کر سکتے تھے ۔ ہم نے ان کو haul up کیا اور اس سے زیادہ جو حکومت کی سمجھ میں آیا ۔ ہم نے maximum انتظامات کئے ۔ فاضل رکن کے ذہن میں اگر دیگر کوئی اچھی تجاویز ہیں ۔ تو وہ مجھے آ کر بتائیں ۔ میں انہیں خوش آمدید کہوں گا ۔ میں انشاءاللہ اس پر عمل کروں گا ۔

کرنل محمد اسلم خان لیازی : Point of information, Sir, ۔ میری سب ڈویژن عیسیٰ خیل دریائے سندھ کے پار ہے اور فرنٹیئر کے صوبے کے ساتھ تقریباً 70 میل اس کا بارڈر چلتا ہے اور وہاں سے ڈیورنڈ لائن یا علاقہ غیر 60 میل کے فاصلہ پر ہے وہاں سمگلنگ ہو رہی ہے ۔

This is a point of information for the House or for you or for the Minister, Sir.

اور میں آپ کو اطلاع دے رہا ہوں ۔ وہاں کڑی نگرانی ہونی چاہئے ۔ پنجاب کی گندم آسانی سے فرنٹیئر میں اور وہاں سے قبائلی علاقے میں اور وہاں سے افغانستان جا رہی ہے ۔ یہ میں آپ کو اطلاع دے رہا ہوں ۔

آوازیں = شعر ۔ شعر

کرنل محمد اسلم خان لیازی : اگر شعر کہتے ہیں تو وہ بھی آ جائے گا ۔ پہلے یہ سن لیں ۔

مسٹر سپیکر : شیر کے دو بچے تو چڑیا گھر میں آتے ہیں ۔

کرنل محمد اسلم خان لیازی : اتنا important matter ہے اور آپ کہتے ہیں ۔ شعر ۔ شعر ۔ شعر ۔

مسٹر سپیکر : please. please آپ نے جو بات کہی ہے ۔ وہ درست ہے ۔

چوہدری محمد اشرف : کیا وزیر موصوف اس امر کی وضاحت فرمائیں گے کہ جو تخمینہ حکومت کو دیا گیا تھا ۔ وہ درست تھا ۔ لیکن procurement policy کے تحت جو گندم کی قیمت خرید تھی ۔ اس میں نقص تھا ۔ اس وجہ سے آپ اپنا target پورا نہ کر سکے ۔

مسٹر سپیکر : یہ کس محکمے کا سوال ہے ۔ وہ یہ کہہ رہے ہیں کہ تخمینہ تو ٹھیک تھا ۔ لیکن ان کی جو قیمت خرید کی پالیسی تھی ۔ وہ مناسب نہیں تھی ۔ اس لئے وہ target پورا نہیں ہو سکا ہے ۔

وزیر خوراک : جناب والا ! جہاں تک تخمینہ کا تعلق ہے ۔ وہ تو میں نے جناب کے ارشاد کی تعمیل میں جواب دے دیا تھا ۔ میں نے تو target fix نہیں کیا محکمہ زراعت والوں نے یہ target fix کیا اور انہوں نے تخمینہ دیا ۔ ۔ ۔ ۔

مسٹر سپیکر : اور نہ ہی آپ نے بعد میں اس تخمینہ کو تبدیل کیا ۔

وزیر خوراک : جی ہاں ۔ نہ ہی میں نے اس کو تبدیل کیا ہے ۔ میں تو صرف اس قدر گزارش کروں گا کہ تخمینہ 65 لاکھ سے 55 لاکھ پر پہنچ گیا اور ہمیں 8 لاکھ ٹن گندم کی procurement کرنا پڑی ۔

مسٹر سپیکر : یہ قیمت آپ مقرر کرتے ہیں یا کہ سنٹرل گورنمنٹ ۔

وزیر خوراک : یہ فیڈرل گورنمنٹ مقرر کرتی ہے ۔

مسٹر سپیکر : اگر تو آپ نے مقرر نہیں کی تو پھر سوال کی admissibility کا سوال ہے ۔

Mr. Abdul Hafiz Kardar : Is it a fact that in addition to the estimates the Food Department received from the Agriculture Department, the estmates are also prepared by the Department of Food?

مسٹر سپیکر : وہ یہ پوچھ رہے ہیں کہ یہ ٹھیک ہے کہ estimates تو Agriculture Department والے بھیجتے ہیں ۔ ۔ ۔ ۔

وزیر خوراک : میں سمجھ گیا ہوں ۔ جناب والا ! اس قسم کا اسٹیمیٹ فیڈرل گورنمنٹ تیار نہیں کرتی ہے ۔ صرف Agriculture Department تیار کرتا ہے ہم صرف procurement کرتے ہیں ۔

Mr. Abdul Hafiz Kardar : Will the Honourable Minister kindly re-assert his statement that no estimates are prepared by the Food Department, because, if so, then I will bring forward a Privilege Motion.

مسٹر سپیکر : یہ verify کر لیں ۔

وزیر خوراک : جناب والا ! اس بارے میں گزارش یہ ہے کہ میرے فاضل دوست بھی کواپریٹیو اور فوڈ کے منسٹر رہے ہیں ۔ میں ان کو چیلنج نہیں کرنا چاہتا ہوں ۔ اس بارے میں مجھے مہلت دی جائے ۔ تو میں facts پیش کر سکتا ہوں ۔

مسٹر عبدالحفیظ کاردار : جناب والا ! اگر یہ صحیح ہے ۔ تو پھر کیا وزیر موصوف اس بات کا کوئی تدارک کریں گے کہ آئندہ سے دونوں محکموں کے تخمینوں میں اتنا فرق اور تضاد نہ ہو کہ حکومت کی پالیسی اچھی طرح اور مناسب طریقہ سے اس پر مبنی نہ کی جا سکے ؟

مسٹر سپیکر : پہلے تو آپ نے یہ premises lay نہیں کیا کہ ان دونوں میں تفاوت تھا ۔

Mr. Abdul Hafiz Kardar : I have not been contradicted and I assume that I am right because I speak with certain amount of authority.

مسٹر سپیکر : آپ نے اس میں یہ ایک پوائنٹ مس کر دیا ہے ۔ پہلی بات تو یہ ہے کہ آپ کی assertion ہونی چاہئے تھی کہ محکمہ خوراک اور محکمہ زراعت کے اسٹیمیٹس میں فرق ہے ۔ یہ پہلے تو آپ نے lay down نہیں کیا ۔

Mr. Abdul Hafiz Kardar : That I canot lay down as I have not.....

Mr. Speaker : I know that it is not. How does the next question come ?

یعنی وہ آپ کا اگلا سوال بنتا نہیں ہے ۔

مسٹر عبدالحفیظ کاردار : وہ سوال کا جواب دیں گے ۔ تو میں کر سکتا تھا ۔

خان امیر عبداللہ خان روکڑی : سپلیمنٹری سر ۔ جناب والا ! کیا وزیر موصوف یہ بیان کر سکیں گے کہ ان سے پہلے جو منسٹر صاحب تھے ۔ ان کی کیا پالیسی تھی اور وہ کیا ہدایات چھوڑ کر گئے تھے ؟

مسٹر سپیکر : کس سلسلہ میں ؟

خان امیر خان عبداللہ خان روکڑی : فوڈ کی تقسیم کے سلسلہ میں ۔

مسٹر سپیکر : یہ سوال آپ کا بنتا نہیں ہے ۔ اول تو یہ بڑا واضح ہے ۔ اور ۔ ۔ ۔ ۔

خان امیر عبداللہ خان روکڑی : میں information کے لئے پوچھنا چاہتا ہوں ۔

مسٹر سپیکر : نہیں وہ پالیسی تو اتنی مفصل ہے اور اگر کسی ڈیپارٹمنٹ کی پالیسی پوچھنی ہو تو وہ آپ بجٹ میں بھی پوچھ سکتے ہیں اور اب ایک سپلیمنٹری تو آپ پوچھ سکتے ہیں کہ سمگلنگ کو روکنے کے لئے ان کی پالیسی کیا تھی ؟ یہ سوال سمگلنگ کا ہے ۔

خان امیر عبداللہ خان روکڑی : سر میں یہی کہہ رہا تھا ۔ میرا مقصد یہی ہے ۔ میں جناب کا مشکور ہوں کہ جناب نے پہلی مرتبہ میری امداد فرمائی ہے ۔

مسٹر سپیکر : (قہقہہ) ضرورت نہیں پڑتی ۔

خان امیر عبداللہ خان روکڑی : جناب والا ! میں یہی عرض کر رہا تھا - کہ یہ جو پالیسی ہے - یہ ایک پارٹی اور ایک حکومت کی پالیسی ہے - ان سے پہلے جو منسٹر صاحب تھے - ان کی کیا پالیسی تھی تاکہ ان کے چارج میں آنے سے پہلے کے حالات کی وضاحت ہو سکے -

مسٹر سپیکر : ہاں جی - وہ پوچھ رہے ہیں کہ سمگلنگ کی روک تھام کے لئے آپ سے پہلے جو وزیر محکمہ تھے - ان کی کیا پالیسی تھی -

خان امیر عبداللہ خان روکڑی : انہوں نے کیا کیا اقدامات کئے -

وزیر خوراک : جناب والا ! اس کے متعلق علیحدہ سوال دیں - تو میں عرض کر سکوں گا -

Mr. Speaker : Present policy is not in continuity of the earlier policies.

وزیر خوراک : جناب والا ! اس پر ہم نے کچھ اور additions کئے ہیں - لیکن basically صحیح اور حتمی طور پر میں کچھ نہیں کہہ سکتا -

میاں خان محمد : کیا یہ حقیقت ہے کہ محکمہ فوڈ wheat procurement میں فیل ہو گیا تھا - جس کی وجہ سے ریونیو اور کوآپریٹو تمام محکموں کو چھ ماہ مسلسل صرف wheat procurement پر لگانے پڑے -

مسٹر سپیکر : یہ سوال آپ کا بنتا نہیں ہے -

میاں خان محمد : بالکل بنتا ہے -

مسٹر سپیکر : آپ پڑھیں - اس سوال کو - یہاں کوئی procurement کا ذکر نہیں ہے -

میاں خان محمد : جناب والا ! اس میں سے نکلتا ہے -

مسٹر سپیکر : نہیں - وہ آپ قیامت اور جوانی والی بات نہ کریں -

مسٹر نذر حسین منصور : سپلیمنٹری سر - جناب والا ! ضمن نمبر 5 کے

متعلق کیا وزیر موصوف بیان فرمائیں گے کہ بارڈر ایریا میں گندم کی خرید کے سلسلہ میں کیا خاص اقدامات کئے گئے تھے اور وہ کون کون سے خاص اقدامات ہیں ؟

وزیر خوراک : جناب والا ! بارڈر ایریا میں پچھلے سال کل 31 procure-ment centres تھے اس سال 31 سے بڑھا کر 45 procurement centres کر دئے گئے ہیں اور اس کے علاوہ ہم نے یہ طریقہ رائج کیا تھا کہ سب سے پہلے جو Border Districts ہیں ۔ وہاں پر زیادہ concentrate کیا جائے اور procurement side پر وہاں زیادہ سے زیادہ توجہ دی جائے اور سب سے پہلے بارڈر ایریا سے گندم خریدی جائے ۔

مسٹر نذر حسین منصور : جناب والا ! وزیر موصوف نے یہ فرمایا ہے کہ پچھلے سال کی نسبت 14 سینٹرز زیادہ کر دئے گئے ہیں اور اس بنا پر انہوں نے اس کارکردگی کو بہتر بنایا ۔ کیا وہ بتا سکتے ہیں کہ اس wheat procurement مہم میں 14 سینٹرز زیادہ کرنے سے کوئی فرق پڑا ۔

مسٹر سپیکر : یہ انہوں نے کہا ہی نہیں ۔ انہوں نے کہا کہ کون کون سے انتظامات کئے گئے ۔ نتیجہ کی اس سوال میں بات ہی نہیں ہے ۔

سید ناہش الوری : کیا وزیر موصوف یہ بتا سکیں گے کہ ان اقدامات کے نتیجہ میں کتنے سمگلروں کو پکڑا گیا اور ان سے کتنی گندم برآمد کی گئی ۔

مسٹر سپیکر : انہوں نے سمگلروں کا تو بتا دیا ۔ اب کتنی گندم ان سمگلروں سے برآمد کی گئی ہے ۔

سید ناہش الوری : جی !

مسٹر سپیکر : یہ جواب باقی ہے ۔ سمگلروں کی تعداد تو آپ نے بتا دی ۔

وزیر خوراک : جناب والا ! ہم نے تو 192 سمگلر پہلے ہی پکڑ لئے تھے ۔ اور اُن کو چھوڑا ہی اس وقت تھا procurement بند ہو گئی تھی ۔

مسٹر سپیکر : وہ کہہ رہے ہیں کہ ان سے برآمدگی کا سوال اس لئے پیدا نہیں ہوتا ۔ کیونکہ سمگلر ہی پکڑ لئے گئے تھے ۔

مسٹر محمد اشرف : جناب والا ۔ کیا یہ حقیقت نہیں ہے کہ ان میں گندم سمگل کرنے والا کوئی بھی نہیں تھا ؟

سید ناہش الوری : جناب والا ! اس کا مطلب یہ ہے کہ ان کے علاوہ اور کوئی بھی سمگلر موجود نہیں ہے ۔

مسٹر سپیکر : نہیں ۔ وہ اب انہوں نے چھوڑ دئے ہیں اب تو غالباً سارے موجود ہیں ۔

مسٹر محمد اشرف : جناب والا ! میں بتانا چاہتا ہوں کہ جو سمگلر انہوں نے پکڑے تھے ان میں سے گندم سمگل کرنے والا کوئی بھی نہیں تھا ۔

مسٹر سپیکر : یہ سوال تو نہیں ہے یہ تو آپ کی سٹیٹمنٹ ہے ۔

تحصیل خوشاب کے علاوہ سون کے لئے گندم کی فراہمی

*5961 ۔ **ملک محمد اعظم :** کیا وزیر خوراک از راہ کرم بیان فرمائیں گے کہ ۔

(الف) کیا یہ درست ہے کہ تحصیل خوشاب ضلع سرگودھا کے علاقہ سون اور دامن پہاڑ میں گندم کی پیداوار کم ہوتی ہے اور پیداوار ضرورت کے مطابق نہیں ہوتی ۔

(ب) اگر جزو (الف) کا جواب اثبات میں ہے تو مذکورہ علاقوں میں گندم مہیا کرنے کے نظام کو بہتر بنانے کے لئے حکومت کیا اقدام کرے گی ؟

وزیر خوراک (سردار نصراللہ خان دریشک) : (الف) جی ہاں ۔

(ب) حکومت شہروں اور کم پیداوار والے علاقوں میں اپنے ذخائر

سے گندم یا آٹا مہیا کرتی ہے مذکورہ بالا علاقہ کے لئے ڈپٹی کمشنر سرگودھا نے ہفتہ وار 225 من آٹا مخصوص کر رکھا ہے ۔

ملک محمد اعظم : جناب والا ! اگر میں جناب وزیر متعلقہ کی خدمت میں یہ عرض کروں کہ اس تعمیل کے لئے یہ مقدار نا کافی ہے تو کیا اس مقدار کو بڑھانے کے لئے اقدامات کئے جائیں گے ؟

مسٹر سپیکر : وہ یہ پوچھ رہے ہیں کہ اگر ان کے کہنے پر آپ کی تسلی ہو جائے کہ یہ مقدار کم ہے تو آپ اس کا کچھ مداوا کریں گے ۔

وزیر خوراک : جناب والا ! اس سلسلے میں میں نے پہلے بھی عرض کیا ہے کہ 225 من ہفتے کا یعنی ایک ہزار من مہینے کا کوٹہ ڈپٹی کمشنر نے وہاں کے لئے تجویز کیا ہے تو میں آپ کی خدمت میں یہ عرض کروں گا کہ فروری میں وہاں کے ڈپو ہولڈر نے 214 من ۔ مارچ میں 286 من ۔ اپریل میں 96 من ۔ مئی میں ساڑھے بالیس من ۔ جون میں 191 من ۔ جولائی میں 488 من ۔ اگست میں 731 من اور ستمبر میں 529 من اٹھایا ۔ ابھی ان کا 5 سو من کا کوٹہ اور بڑھ چکا ہے جو کہ ڈپو ہولڈروں نے اٹھایا نہیں ہے ۔ اگر یہ میرے نوٹس میں لے آئیں تو جو کچھ انہیں ستمبر میں ملا تھا اس کا ڈبل کوٹہ تو پہلے ہمارے پاس موجود ہے ہم دے سکتے ہیں ۔ وہ میرے پاس تشریف لے آئیں تو میں تعمیل کروں گا ۔

ملک محمد اکرم اعوان : کیا وزیر موصوف یہ فرمائیں گے کہ یہ آٹا جو تقسیم کیا گیا ہے یہ شہری علاقے میں تقسیم ہوا یا دیہاتی علاقے میں ؟

مسٹر سپیکر : ان کا سوال یہ ہے تعمیل میں اربن ایریا میں آٹا تقسیم ہوا ہے یا رورل ایریا میں ۔

وزیر خوراک : جناب والا ! یہ وادی سون اور دامن پہاڑ کا پہاڑی علاقہ ہے جہاں پر آٹا حکومت تقسیم کرتی ہے ۔

چوہدری علی بہادر خان : کیا وزیر موصوف یہ فرمائیں گے کہ یہ

آٹا صرف ضلع سرگودھا کی تحصیل کو دیا گیا ہے یا صوبے کی ہر تحصیل کو دیا گیا ہے ؟

مسٹر سپیکر : یہ سوال اس سے پیدا نہیں ہوتا ۔

چوہدری علی بہادر خان : جناب والا ! انہوں نے کہا ہے کہ خوشاب میں 225 من آٹا دیا ہے تو باقی صوبے میں کس پالیسی کے تحت دیا ہے ؟

مسٹر سپیکر : یہ تو پھر آپ چاہتے ہیں کہ وہ پیپس فائلیں یہاں نکال کر بیٹھ جائیں ۔

چوہدری علی بہادر خان : جناب والا ! میں پالیسی پوچھ رہا ہوں ۔ میں یہ تو نہیں پوچھ رہا کہ کتنا کتنا آٹا دیا ہے ۔

مسٹر سپیکر : پالیسی کی بات اس میں نہیں ہے ۔ انہوں نے specific بات ان سے پوچھی ہے ۔

چوہدری علی بہادر خان : جناب والا ! میں اپنے سوال کو اس طرح amend کر لیتا ہوں کہ کیا تحصیل خوشاب کو جو آٹا دیا گیا ہے یہ صوبے میں کس پالیسی کے تحت دیا جاتا ہے ۔ آیا یہ تحصیلوں میں دیہی علاقہ میں دیا جاتا ہے ۔

مسٹر سپیکر : انہوں نے پہلے کہا ہے کہ یہ باراتی علاقہ ہے ۔

چوہدری علی بہادر خان : ٹھیک ہے جناب ! باراتی علاقہ ہے لیکن صوبے میں یہ پالیسی ہے کہ دیہاتی علاقے میں دیا جائے تو میں یہ پوچھ رہا ہوں کہ تحصیل خوشاب میں آٹا انہوں نے دیا ہے باقی صوبے کے دیہات بھی ہیں لیکن وہاں کسی کو کہیں آٹا نہیں ملتا ۔

ڈاکٹر غلام ہلال شاہ : کیا وزیر موصوف بیان فرمائیں گے کہ یہ جو آٹا دیا جا رہا ہے یہ فی ہفتہ کتنا دیا جا رہا ہے ؟

وزیر خوراک : جناب والا ! اس کے لئے ہمارے پاس کوئی sliding scale نہیں ہے بلکہ مختلف علاقوں میں ہمارے مختلف سکیل مقرر ہیں اور

جہاں جس قدر ضرورت ہو ۔ مثال کے طور پر بڑے شہروں میں جہاں بالکل گندم نہیں ہوتی وہاں ہمارا سکیل زیادہ ہوتا ہے اور ایسے شہروں میں جہاں supplement کرنے کے لئے دیتے ہیں وہاں یہ سکیل comparatively کم ہوتا ہے ۔

چوہدری علی بہادر خان : جناب والا ! میرے سوال کا جناب نے فیصلہ نہیں فرمایا ۔ میں نے یہ پوچھا ہے کہ کیا صوبے میں یہ پالیسی ہے کہ دیہاتی علاقوں میں آٹا دیا جائے کیا اس پالیسی کے تحت تحصیل خوشاب کو آٹا دیا گیا ہے یا اس سلسلے میں کوئی سپیشل آرڈر ہیں ؟

مسٹر سپیکر : اس سے یہ سپلیمنٹری نہیں بنتا ۔

چوہدری علی بہادر خان : جناب والا ! آپ ذرا ملاحظہ فرمائیں گے تو میرا سپلیمنٹری بنے گا ۔

مسٹر سپیکر : میں اس کو کس طرح widen کرنے کی اور ایک specific علاقے کے متعلق سوال کو سپلیمنٹری میں ایک جنرل سوال بننے کی اجازت دے دوں ۔

چوہدری علی بہادر خان : نہیں جناب ! یہ جنرل سوال نہیں ہے ۔

مسٹر سپیکر : اگر سوال یہ ہوتا کہ کیا اس سے پہلے صوبے میں یہ پالیسی ہے کہ آٹا اس طرح دیا جائے ؟ اس کے بعد اس کا ضمنی سوال یہ ہو سکتا تھا کہ فلاں علاقہ بارانی ہے یا دیہاتی ہے کیا اس میں بھی دیا جا رہا ہے ۔ یہ تو اس کا ضمنی سوال ہو سکتا ہے وہ اس کا ضمنی سوال نہیں ہو سکتا ۔

ڈاکٹر غلام ہلال شاہ : کیا وزیر موصوف یہ بیان فرمائیں گے وہ جو پیمانہ ہے جس کے تحت دیہاتی علاقے میں آٹا دیا جاتا ہے کسی ایک جگہ کے بارے میں فرما دیں کہ آٹا کس ratio سے دے رہے ہیں ؟

مسٹر سپیکر : یہ سوال بڑا واضح ہے ۔ وہ یہ پوچھ رہے ہیں کہ یہ جو آٹا وہاں دیا جاتا ہے یہ کس basis پر تقسیم کیا جاتا ہے ۔ اس کی

distribution کی basis کیا ہے اور quantity کیا ہے جو per head یا per family دی جاتی ہے ۔

وزیر خوراک : جناب والا ! وہ واضح طور پر بتا دیں کہ وہ کس علاقے کے متعلق پوچھنا چاہتے ہیں ۔

مسٹر سپیکر : وہ علاقہ سون اور دامن پہاڑ کے متعلق پوچھ رہے ہیں ۔

وزیر خوراک : جناب والا ! یہ ایک سیر پانچ چھٹانک فی کس فی ہفتہ دیا جاتا ہے ۔

(قطع کلامیاں)

مسٹر سپیکر : ایک سیر پانچ چھٹانک فی کس فی ہفتہ ؟ ۔ ۔ ۔ ۔ ان کی بات آپ نے سنی نہیں انہوں نے یہ کہا ہے کہ یہ آٹا ابھی نہیں اٹھایا جا رہا ۔ آپ کی سٹیٹمنٹ ٹھیک ہوتی ہے کہ چار لاکھ کی آبادی ہے ۔ وہ کہہ رہے ہیں کہ ہم 225 من ایک ہفتے کا دیتے ہیں ۔ وہ بھی پورے طور پر نہیں اٹھاتے ہیں ۔

گڑ بنانے پر پابندی

* **6012 ۔ چوہدری لال خان :** کیا وزیر خوراک از راہ کرم بیان فرمائیں گے کہ کیا یہ حقیقت ہے کہ حکومت نے حال ہی میں گڑ بنانے پر پابندی عائد کی ہے ۔ اگر ایسا ہے تو اس کی کیا وجہ ہے اور کیا حکومت یہ پابندی ہٹانے کا ارادہ رکھتی ہے ؟

وزیر خوراک (سردار نصراللہ خان دریشک) : گڑ بنانے پر پابندی صرف چینی کے کارخانوں کے زون ایریا میں لگائی گئی تھی تاکہ چینی کے کارخانوں کو ان کی روزانہ ضرورت کے مطابق گنے کی مسلسل فراہمی ہو سکے اور صارفین کی ضرورت کے لئے چینی کی پیداوار بڑھائی جائے ۔ زون ایریا میں آئندہ

ملوں چینی تیار کرنے کے موسم کے دوران گڑ بنانے پر پابندی بدستور قائم رہے گی۔

راجہ محمد افضل خان : کیا وزیر موصوف فرمائیں گے کہ جن علاقوں میں گڑ بنانے پر پابندی لگائی گئی ہے وہاں پر لوگوں کو چینی کا کوٹہ شہروں کے مطابق ملے گا ؟ کیونکہ وہاں پر گڑ پیدا نہیں ہوتا اس لئے ان کو چینی چاہئے۔ چینی کا کوٹہ دیہی علاقوں میں کم دیا گیا ہے۔ اس لئے کہ وہ لوگ گڑ پیدا کرتے ہیں۔ تو کیا ان علاقوں میں عوام کے لئے چینی کا کوٹہ پورا کر دیا گیا ہے ؟

وزیر خوراک : جناب والا ! ان علاقوں میں جہاں چینی بنائی جاتی ہے وہاں کے ہر کاشتکار کو جو سو من گنا دیتا ہے دس سیر چینی کنٹرول پرائس پر اس کے راشن کارڈ کے کوٹہ کے علاوہ دی جاتی ہے۔ جس طرح شہروں میں دی جاتی ہے۔ وہ کافی مقدار بن جاتی ہے اور ان کا گزارہ ہو جاتا ہے۔

راجہ محمد افضل خان : جناب والا ! کاشت کار سارے تو گنا نہیں دیتے۔ جو کاشت کار گنا نہیں دیتے ان کے لئے کیا پالیسی ہے ؟

مسٹر سپیکر : جو گنا نہیں دیتے ؟

راجہ محمد افضل خان : جو کاشت کار گنا فیکٹریز کو نہیں دے رہے۔ ان کے لئے کیا پالیسی ہے ؟

مسٹر سپیکر : جو گنا نہیں دیتے وہ سوال اس میں کیسے پیدا ہوتا ہے۔

راجہ محمد افضل خان : کیونکہ چینی کا کوٹہ گاؤں میں اس لئے کم کیا گیا ہے کہ وہ لوگ گڑ استعمال کر لیتے ہیں لیکن جب وہاں گڑ بنانے کی اجازت نہیں تو انہیں چینی کا کوٹہ پورا ملنا چاہئے۔

مسٹر سپیکر : انہوں نے یہ جواب دیا ہے کہ ہم وہاں by sugar supplement کر رہے ہیں۔

راجہ محمد الفضل خان : صرف وہ لوگ جو گنا استعمال کرتے ہیں ۔

مسٹر سپیکر : جن کا گنا تھا انہوں نے گڑ بنانا تھا اور ان کو گڑ کی بجائے چینی دے دی ہے ۔

راجہ محمد الفضل خان : جناب والا ! تھوک ڈیلر جو ہوتے ہیں وہ گنا براہ راست زمینداروں سے لے لیتے ہیں اور وہی چینی کا فائدہ اٹھاتے ہیں اور عموماً زمینداروں کو چینی نہیں مل رہی ۔ میرا یہ مقصد ہے کہ ان کے لئے کوٹے کا اضافہ شہروں کے مطابق ہونا چاہئے کیونکہ اس علاقے میں گڑ بنانا آپ نے بند رکھا ہے ۔

مسٹر سپیکر : یہ سوال نہیں بنتا ۔

مسٹر محمد اشرف : کیا وزیر موصوف یہ بیان فرمائیں گے کہ کیا یہ حقیقت ہے کہ زون ایریا میں جہاں گڑ بنانے پر پابندی لگائی گئی تھی وہاں پر کاشتکاروں کا گنا نہیں اٹھایا گیا ۔ اس کے بعد گنے کو آگ لگانی پڑی ۔ میں آپ کو ثبوت مہیا کروں گا کہ کس کس علاقے میں کس کس جگہ کس زمیندار کا تمام گنا جلایا گیا ۔

مسٹر سپیکر : وہ تو بعد کی بات ہے ۔ ان کو جواب تو دینے دیجئے ۔

وزیر خوراک : جناب والا ! مجھے افسوس ہے کہ اس قسم کا کیس میرے فاضل دوست رکن گنے کو آگ لگانے کے بعد اب یہ میرے نوٹس میں لے آئے ہیں کیونکہ جو بھی اس قسم کا مسئلہ بروقت ہمارے نوٹس میں لایا گیا تو ہم نے اس وقت نوٹس لیا ۔ متعلقہ ڈپٹی کمشنر کو ہدایت کی اس سلسلے میں growers اور مل اونرز کے ساتھ میٹنگ کی ۔ مثال کے طور پر رحیم یار خان کے علاقے میں جو گنا اٹھایا نہیں گیا تھا انہوں نے باہمی طور پر قیمت مقرر کر لی ۔ اس کے باوجود انہوں نے گنا جلایا اور کھاد کے طور پر استعمال کیا ۔ لیکن اس کے باوجود ہم نے ان کو پیسے دلوائے اگر اس قسم کی بات تھی تو میرے نوٹس میں لے آتے ۔

راجہ جمیل اللہ خان : کیا وزیر موصوف از راہ کرم بیان فرمائیں گے کہ

دس سیر چینی تو زمیندار کو جو گنا سپلائی کرتا ہے ۔ ملتی ہے لیکن زمیندار کے علاوہ گاؤں میں مزارعے کاشتکاران اور دوسرے لوگ بھی تو رہتے ہیں اور ان کے خاندان والے بھی رہتے ہیں یہ باقی لوگ کہاں سے کھائیں ۔

وزیر خوراک : جناب والا ! گڑ شکر پر پابندی نہیں ۔ ملیں تمام پنجاب میں نہیں ہیں لیکن دوسرے علاقے سے گڑ شکر آ سکتی ہے ۔

راجہ جمیل اللہ خان : جن علاقوں میں آپ نے پابندی لگا رکھی ہے ۔ ان علاقوں کا گنا آپ پورا خرید لیتے ہیں یا چھوڑ دیتے ہیں ۔

وزیر خوراک : تمام خرید لیتے ہیں ۔

کرنل محمد اسلم خان نیازی : کیا وزیر موصوف از راہ کرم بیان فرمائیں گے کہ اگر یہ مل کی خاطر گڑ بنانے پر پابندی لگائی گئی ہے تو کیا اس میں چھوٹے کاشتکاروں کا خیال نہیں رکھنا تھا ۔ جن کا ایک ایکڑ یا دو ایکڑ گنا ہوتا ہے ۔ اس کو اٹھانے کے لئے نہ وہاں کوئی ٹرک جاتا ہے اور نہ ہی کوئی خریدار جاتا ہے یہی لوگ زیادہ suffer کرتے ہیں اور آخر میں ان کو گنا جلانا پڑتا ہے ۔ کیا ایسے لوگوں کو اس پابندی سے مستثنیٰ قرار دے سکتے ہیں تاکہ وہ اپنا گڑ بنائیں اور گڑ سے اپنی ضروریات زندگی پوری کریں ۔ کیا یہ ہماری economy کے لحاظ سے بہتر نہ ہوگا ؟

وزیر خوراک : جناب والا ! اس قسم کا کوئی کیس میرے نوٹس میں نہیں ہے ۔ ہم چھوٹے صنعت کار کی بھلائی اور بہتری کے لئے ہر وقت کوشاں رہتے ہیں اگر اس قسم کا کوئی کیس ہو تو میرے نوٹس میں لائیں ۔ ایک ایکڑ کیا بلکہ ایک کنال والے کا بھی گنا نہیں لیا تو اس کا احتساب کیا جائے گا ۔

حاجی محمد سیف اللہ خان : کیا وزیر موصوف از راہ کرم بیان فرمائیں گے کہ ضلع رحیم یار خان میں ہزاروں ایکڑ کماد کو محض اس لئے نذر آتش کرنا پڑا کہ حکومت نے زون ایریا میں گڑ شکر بنانے پر پابندی کر دی تھی ۔

وزیر خوراک : اس کی پوزیشن یہ تھی کہ recovery بالکل کم ہو گئی

تھی مل والوں نے احتجاج کیا کہ گنا جو ہے اس سے چینی بنانے سے مل کی مشینری تباہ و برباد ہو جائے گی - ہم نے کسی قسم کی رکاوٹ نہیں ڈالی جب ملیں بند ہوگئیں تو ہم سے کسی کاشتکار نے گڑ یا شکر بنانے کے لئے اجازت نہیں مانگی - بلکہ ہم نے اس کھڑے گنے کی رقم دلوائی اور جب مل والوں نے گنا لینے سے انکار کر دیا تھا تو وہ ہم سے گڑ بنانے کے لئے اگر اجازت مانگتے تو سوال ہی پیدا نہیں ہوتا کہ حکومت اجازت نہ دیتی -

حاجی محمد سیف اللہ خان : آپ شاید میرا سوال سمجھے نہیں ہیں - میں یہ عرض کر رہا تھا کہ حکومت نے ضلع رحیم یار خان میں جہاں بے پناہ گنا پیدا ہوتا تھا اور اس ضمن میں ایوان میں تحریک التوا بھی دی تھی کہ حکومت نے گڑ بنانے پر پابندی لگا دی ہے - زمینداروں کو گرفتار کرنا شروع کر دیا ہے - جس کا جواب دیا گیا ہے کہ اگر گڑ پر پابندی نہ لگائیں تو ملوں کو گنا نہیں ملے گا -

مسٹر سپیکر : سوال دوبارہ کریں -

حاجی محمد سیف اللہ خان : میں نے عرض کیا تھا کہ کیا یہ حقیقت ہے کہ ضلع رحیم یار خان میں ہزاروں ایکڑ گنا اس لئے نذر آتش کرنا پڑا کہ حکومت نے اس پر پابندی لگائی ہوئی ہے - اس کا ہاں یا نہ میں جواب دیں -

مسٹر سپیکر : ہاں یا نہ میں ضروری نہیں ہے -

He is not being cross-examined.

وزیر خوراک : جناب والا ! حکومت نے ان علاقوں کے growers کی پوری پوری امداد کی اور 2/50 روپے فی من کے حساب سے ان کے گنے کی قیمت دلوائی - جو بالکل سوکھا ہوا تھا اور جو مل والوں کے لئے ناقابل استعمال تھا - جیسا کہ حاجی صاحب نے فرمایا انہیں بھی اس گنے کو جلانا پڑا - تھوڑی سی بھی اگر اس میں رس ہوتی تو اس کو کھاد کے طور پر استعمال کر سکتے تھے - یا کسی اور طریقے سے گڑ یا شکر بنایا جا سکتا تھا - ہمیں کوئی اعتراض نہیں ہے ہم انہیں اجازت دے دیتے کہ گڑ بنا لیں - لیکن

اس کی حیثیت ایسی نہیں تھی ۔ وہ کسی کام کے لائق نہیں تھا ۔ اس کے باوجود بھی 2/50 روپے فی من کے حساب سے دیا ہے ۔

صوبہ میں راشن ڈپوؤں کی تعداد

* 6253 ۔ سید فاظم حسین شاہ : کیا وزیر خوراک از راہ کرم بیان فرمائیں گے کہ ۔

(الف) صوبہ میں راشن ڈپوؤں کی ضلع وار تعداد کیا ہے ۔

(ب) ضلع ملتان کے شہروں اور دیہات میں علیحدہ علیحدہ کتنے ڈپو ہیں ۔ تحصیل ملتان میں ڈپوؤں کی تفصیل موضع وار بتائی جائے ۔

(ج) ملتان شہر کے ڈپوؤں پر جنوری 1973ء سے یکم مئی 1974ء تک کتنا آٹا ۔ چینی اور گھی سپلائی کیا گیا تھا ۔

(د) تحصیل ملتان میں مذکورہ عرصہ میں کتنی چینی اور گندم سپلائی کی گئی ؟

وزیر خوراک (سردار نصراللہ خان دریشک) : (الف) صوبہ میں راشن ڈپوؤں کی ضلع وار تعداد کی فہرست ایوان میں پیش کی جاتی ہے ۔

(ب) ضلع ملتان میں شہروں اور دیہات میں راشن ڈپوؤں کی تعداد مندرجہ ذیل ہے :-

شہری ڈپو	294
دیہاتی ڈپو	1807

تحصیل ملتان میں موضع وار راشن ڈپوؤں کی فہرست بھی ایوان میں پیش کی جاتی ہے ۔

(ج) ملتان شہر کے ڈپوؤں پر جنوری 1973ء سے یکم مئی 1974ء

تک چینی اور آٹا کی مندرجہ ذیل مقدار سپلائی کی گئی :۔

چینی 14312·3 ٹن
آٹا 37485 ٹن

کسی محکمہ خوراک سے متعلق نہیں ۔

(د) مذکورہ عرصہ میں تحصیل ملتان میں ماسوائے ملتان شہر و چھاؤنی مندرجہ ذیل چینی اور گندم سپلائی کی گئی :۔

چینی 2857 ٹن
گندم برائے پسائی آٹا 2352·5 ٹن

صوبہ میں ضلع وار راشن ڈپوؤں کی فہرست

نام ضلع	تعداد راشن ڈپو
جہلم	863
جھنگ	835
گوجرانوالہ	1354
شیخوپورہ	1173
کیمبلپور	747
میانوالی	804
لائلپور	1784
گجرات	1818
لاہور (ڈی)	575
راولپنڈی	1451
راشننگ کنٹرولر لاہور	1290
سیالکوٹ	1239
سرگودھا	1019
ڈیرہ غازی خان	538
ملتان	2101
ساہیوال	1353
مظفر گڑھ	965
بہاولپور	728
بہاول نگر	941
رحیم یار خان	1032
	22,892

فہرست موضع وار ڈپو ہولڈران تحصیل ملتان

نمبر شمار	نام ڈپو ہولڈر	موضع
1	2	3
1	رہنواز	جھوک وینس والی
2	غلام محمد اکبر	جھوک وینس والی
3	نذیر احمد	سردانی بیلا سائیں ڈھلو
4	اللہ یار	نورنگ آباد - اللہ داری
5	محمد اقبال	کھادل
6	محمد ادریس	اعلم پور لوھاری والا - ساھی چاون جنگل عبدالستار
7	محمد نواز	کوٹلی بخشو خان
8	رہنواز	حامد پور مورکھا
9	نور محمد	الیہ
10	محمد اختر	مان پور مونڈہ - ساھی جادن کوٹلی محکم زاھدی پور
11	محمد اشفاق	مبارک پورا ٹھنگل روھٹی
12	محمد بخش	بوسن اناڑن نورنگ آباد
13	اللہ دوھایا	مران لب دریا
14	محمد شفیع	مستے ھٹی
15	غلام حسین	بوسن بٹھار
16	محمد یاسین - محمد اکرم	مردان پور جان والہ
17	محمد شریف	متی تل کلرانوالہ
18	محمد نواز	متی تل شمالی
19	نصر احمد	سانگی
20	اللہ یار	پنج کوھا
21	محمد اسلم	کھیڑہ آباد
22	ملک عاشق محمد	مدینہ
23	محمد صدیق	بخشیش کڑھ
24	ملک سیفل	باھو والا

1	2	3
25	نور حسین شاہ	چک گاگر
26	اللہ دتہ حقنواز	طاہر پور
27	نصیر احمد	رسول پور
28	غلام عباس	بستی لوڈھن
29	محمد بخش	صدر پور
30	محمد ادریس	لاڑی
31	ملک بہادر محمد اسلم	گاڑھے والہ رائے پور
32	محمد خان	کاکڑہ
33	محمد بخش	بستی رتہ
34	اللہ بخش	قادر پورا
35	نذیر احمد	,, ,,
36	حاجی گل محمد	,, ,,
37	محمد باقر شاہ	,, ,,
38	محمد حسین	,, ,,
39	محمد رمضان	قادر پور راں
40	محمد رفیق	,, ,,
41	محمد اسماعیل	بستی درکھانہ والا
42	عاشق محمد خان	بنگل والا
43	نصر اللہ خان قمر الدین	,, ,, مشرقی
44	محمد بشیر	کوٹلہ کرپار
45	نور محمد	درانی
46	صوفی محمد اقبال	بستی لوٹھر شمالی
47	حاجی فیض محمد	لوٹھر
48	صوفی غلام سرور	ریاض آباد
49	سید بشارت علی شاہ	اکرم آباد
50	عاشق محمد	کرپال پور
51	ناصر الدین	سبحان پور
52	نور محمد - قمر دین	بوھمبر - فیلر
53	منظور حسین - غلام حسین	سید پور
54	مقصود احمد	فیض پور پٹھیاں

1	2	3
55	غلام حسین	گوٹلہ دوطر بان
56	اللہ دتہ	تیل کوٹ بہادر پور
57	محمد حنیف	نبی محمد صدیق نمبر دار تیل کوٹ
58	سلطان محمود	درانہ لنگاہ
59	شمشاد علی	لطیف آباد
60	شمشیر عباس - ضمیر الحسن	عنایت پور دینہ
61	خان محمد	عنایت پور - موضع مشرقی
62	محمد صدیق	نظام آباد چک - لطیف آباد چک - جھوک سرکاری خزاں پور - بی بی پور
63	رانا محمد صدیق	نواب پور
64	مولوی عبدالعلی	جھوک چھجڑا
65	غلام حسین	گٹھ برابر براوٹ
66	محمد بخش	جوشے پور
67	احمد علی	بیچ خسرو آباد
68	محمد نواز - رحیم بخش	نصف مہانی - شاہ پور
69	محمد بخش	اللہ یار پور
70	امیر بخش	گوٹلہ سادات
71	اللہ دتہ	صالح سہیر
72	مہدی حسن	عمر پور بستی
73	محمد افضل	رضا خان
74	حق نواز	طرف مبارک - اول سڑکھا
75	واحد بخش	بیچ مبارک
76	محمد شریف	چک ماہنی
77	عبدالمجید - کرم حسین	باڈلہ
78	اللہ بخش	توان ادھوا
79	محمد عسکر	ڈوڈھی
80	عبدالرحمان	تھور ساجر وربن
81	محمد حسین - اللہ دتا	اکبر پور
82	گل محمد - محمد شفیع	لچھمی نرائن

1	2	3
83	شبیر احمد	بندو سندیلہ-گیرے والا - باتر آباد خاکوانی
84	اکرم حسین - عبدالرشید	تاج پور سندیلہ
85	نذیر حسین شاہ	کوٹلہ وارث شاہ
86	عبدالشکور	ٹنڈنی
87	عبدالغفار شاہ	درم پورے بڑھیانی
88	عبدالستار ظفر	ارج گھاٹ
89	عاشق حسین	علمری سورہ
90	یعقوب شاہ	چک مبارک
91	محمد اکرم - محمد حسین	کوٹلہ محمد بقا
92	رنگ علی	طرف مبارک - ورم پھلانوالہ اسلام آباد
93	محمد حسین	طرف مبارک - اول خروی
94	خدا بخش - عبدالرحمان	ہوار پور - حسین آباد
95	محمد یعقوب	طرف راوی
96	خدا بخش	جہانگیر آباد
97	مبین علی	براق غائب -لبنیٰ امیر آباد
98	عبدالرشید	سمبھیہ آباد
99	محمد یاسین	طرف جمعہ خالص
100	غلام حسین شاہ	طرف جمعہ خالصہ
101	عاشق علی	سمبھیہ آباد
102	طارق حمید زمان شاہ	شاہ کھوتی سار
103	محمد رفیق	دولت آباد - عبد عارضی
104	نصیر احمد	کوٹلہ عبدالفتح
105	محمد ظفر حسین	طرف دائرہ
106	صفدر حسین شاہ	قعاب پور - جنگل خان محمد
107	شمش الدین	پنڈت رام ٹرائن
108	سلطان احمد	رنگمل پور
109	اللہ دتہ - محمد حسین	پنڈہ مل
110	عبداللہ سیال	ہم آوٹ
111	محمد نواز	لنگریال
112	علی محمد	,,

1	2	3
113	فیض بخش	جلیل پور
114	نثار حسین - فد حسین	ارجوانی شریف
115	اللہ دتہ	ٹھٹھی کھوسا کاں
116	خدا بخش	سید علی پور
117	ناظر خان	جنگل پیڑہ
118	فد اقبال	جھکھڑ پور
119	فد یار	کوٹلہ فقیر علی مظفرآباد - کوٹ لاں شاہ
120	حسن بخش	بگھری
21	حسین بخش	جلال آباد
122	احمد یار	تاج پورہ راجہ پور
123	فد حسین	حماد پور
124	فد باران خان	ٹبہ مقصود پور
125	فد عبداللہ	خیر پور ٹھٹھہ
126	اعلیٰ خان	بستی شولیہ
127	غلام جیلانی	مرزا پور
128	رحیم بخش	بھنجور
129	غلام مصطفیٰ	کاکرہ کھجور
130	واحد بخش	شیر شاہ
131	غلام فد	ابوٹلہ شکر بیلہ
132	دوست فد	کچا بیج
133	گل فد	بیج پکا
134	غلام سرور	سلطان پور بیڑ
135	محمد اعظم	فیروز پور شرقی
136	اللہ بخش	بستی علی والا
137	خدا بخش	پہوڑ کھوکھر
138	حاجی رحیم بخش	فیروز پور
139	امام بخش	تارہ گڑھ - محمد ہوکھر
140	معاوت علی	انبالہ
141	اللہ دتا	حامد پور تربیلی

1	2	3
142	نور محمد - احمد یار	لتول پور کوٹلہ - گھیوہاتی
143	عاشق محمد	حامد پور کنورہ
144	نذیر احمد سجانی	بلیل
145	نذیر احمد ملک	لاہر
146	احمد ولد رمضان	کاٹیان پور
147	محمد رمضان	بہاولپور سکھا
148	مولوی خدا بخش	ساغورانہ
149	عبدالرحمان - عبدالعزیز	جزوی عالمگیر - وزن چھتہ
150	گلزار احمد - حق نواز	عالمگیر
151	غلام رسول	جائی ورین
152	محمد طفیل	اراضی غلام
153	فضل محمد - محمد رفیع	ماڑی سیتہ
154	غلام شبیر	بھکل
155	کرم شیر	ڈیرہ بدھو
156	حاجی اور محمد محمد رفیق خیردی ڈیرہ بدھو	
157	بشیرالدین - محمد لقمان	بھینی
158	قاسم علی زیدی	رام کلی
159	اللہ یار	بستی خدا بخش والی
160	سید فیض اللہ عسکری	حبیبہ سیال
161	حاجی محمد یعقوب	لائی والا
162	امیر بخش - خدا بخش	ڈومرہ
163	محمد رمضان	کوٹ رنواز
164	محمد نواز	ملال فقیر
165	نور محمد	چوہیرانوالہ
166	سیف الرحمان	میانی والا
167	ریاض حسین (موج)	سندہ غلام حسین - ماڑی والوں
168	حافظ ریاض حسن	ہمن والہ
169	محمد نواز	لالے پوربر
170	عبدالغفار	چونک ودڈم

1	2	3
171	خدا بخش	کولھے والا
172	بشیر احمد	خیروی کولھے والا
173	فضل دین	اعظم ھالس
174	نور محمد	چک نمبر 1 ھالس
175	خدا بخش	چک نمبر 4 ھالس
176	محمد رمضان	کوڑی نمک
177	احمد نواز	چک نمبر 3 KMK
178	بشیر احمد شاہ	کھگے والا
179	نور محمد	چک نمبر 3 ھالس
180	عبدالشکور	چک نمبر 2 ,,
181	خدا بخش	چک نمبر 5 KMR
182	عبدالحمید	اسلام پور کجران
183	میر خدا بخش	کوٹلہ بہاران
184	محمد خان	چک نمبر 9/T
185	خدا بخش	چک نمبر 8/T
186	رفیق احمد	چک نمبر 7/T
187	سید عبدالحق شاہ	آرائیں والہ
188	محمد نواز	کھڑے بھن
189	احمد نواز	ملتانی والہ
190	عبدالعزیز	لوگرانہ
191	فیض بخش	لیلی پور
192	محمد نواز - فخر الدین	جلیل
193	محمد اسلم	چک نمبر 5/T 2
194	ولی محمد	چک نمبر 1/MR
195	محمد نواز	چک نمبر 1-4/T
196	جلال دین	چک نمبر 2/MR
197	محمد حسین	چک نمبر 6/T
198	عبدالمجید	چک نمبر 3/T
199	فتح محمد	ہستی علی گوھر کھڑیالہ

1	2	3
200	محمد اسلم	بستی ورنالہ بھٹیاں
201	حاجی فقیر بخش	غریب آباد
202	محمد اسحاق	بستی ذوالفقار شاہ
203	احمد بخش	چھڑ
204	اللہ دتہ - ارشاد حسین	خان پور مڑل
205	محمد موسیٰ	چک نمبر 9/MR
206	جان محمد	چک نمبر 15/MR
207	خوشی محمد - فتح محمد	چک نمبر 13/MR
208	نبی داد خان	چک نمبر 14-7/MR
209	شیر محمد	چک نمبر 11/MR
210	محمد طفیل	چک نمبر 5/MR
211	حافظ خوشی محمد	چک نمبر 8/MR
212	محمد نواز	عنایت مڑل
213	محبوب احمد	چک نمبر 6/MR
214	علی نواز - نذر دین	چک نمبر 9/MR
215	محمد یعقوب	چک نمبر 16/MR
216	محمد یونس	چک نمبر 4/MR
217	قمر دین	شیخ پور
218	ظہور حسین	گل محمد والا
219	محمد شفیع	باز دار والا
220	لال شاہ	خیروی باز دار والا
221	اصغر علی	پوٹھوانہ
222	عظیم الدین	گلزار پور
223	محمد منظور	جھوک بشکر پور
224	غلام رسول	عاری
225	شوکت علی	جلال آباد شیلی
226	محمد ذکریہ	شیر سنگھ
227	ظفر علی	جلال آباد
228	خان محمد	چک نمبر 19/MR

1	2	3
229	محمد رمضان	چک نمبر 12/MR
230	محمد عارف	سلطان پور
231	محمد نسیم اختر	جسونت گڑھ
232	ولی محمد	چک نمبر 15/MR
233	خورشید احمد	بلی والہ
234	محمد رفیق	ٹھاکروالہ روشن دلیف
235	ملک محمد عاشق	تربت پور
236	غلام رسول	چک نمبر 14/F
237	محمد اسماعیل	چک گلزار 1-2
238	محمد انور	کوٹلہ رحم علی
239	محمد شفیع خان	چک نمبر 10-11/MR
240	محمد علی گل	گل
241	خلیل احمد	فرید پور
242	حاجی امیر شاہ	مخدوم رشید 1/2
243	حاجی بادھن شاہ	مخدوم رشید
244	حق نواز	سہو
245	نثار احمد	مرزان پور
246	محمد حسین	گوپال پور
247	غلام رسول	" "
848	محمد نواز	چک نمبر 21/MR
249	سردار محمد	نورنگ آباد
250	حاجی محمد رفیق	کبیر پور - سید پور
251	محمد شفیع	وہ
252	زوار حسین	جنگل فیض پور - چکن آباد
253	رانجھا	زین پور
254	محمد سلیم	چک نمبر 2/F
255	محمد یعقوب	چک نمبر 1/F
256	غلام رسول	چک نمبر 20/MR
257	محمد رمضان	چک نمبر 9/F
258	محمد بخش	چک نمبر 7-8/F

1	2	3
259	خدا بخش	سنگھے بستی ۔جہانگیر آباد
260	فضل محمد	جام پور
261	محمد شریف	امیر پور
262	سراج دین	باقر پور
263	محمد حسن	جنگل رنگ علی
264	محمد اسماعیل	لاڑ
265	عبدالغفور	جھوک گامون
266	نذر حسین	سرور شاہ کوٹ
267	امام بخش	فیض اللہ پور ۔ چک نمبر 6/F
268	رسالدار غلام خالق	بستی مبارک، پور ۔ مبارک پور
269	عبدالقادر	پیر ٹنوں
270	محمد نواز	کرپال سنگھ
271	غلام رسول	قادر پور لاڑ
272	اللہ داد	مخدوم پور
273	پیر بخش مڑل	قصبہ مڑل اول
274	خادم حسین	قصبہ مڑل ثالث 1/2
275	عبدالغفور ۔ حاجی شاکرہد	قصبہ مڑل ثانی
276	فلک شیر	قصبہ مڑل ثالث 1/2
877	محمد حیات	چدھڑ 1/2
278	نتھو خان نمبر دار	بستی رانا واہن
279	منگتو خان	کراڑ والہ
280	نذر حسین	چک نمبر 15/F
281	کرم بخش	بستی رانا واہن 1/2
282	عبدالحمید	بستی ملوک 12/F
283	رحیم بخش	نور علی شاہی
284	شاکر محمد	چک نمبر 4/F
285	پیر بخش	چک نمبر 11/F
286	اللہ وسایا	چک نمبر 9-10/F
287	محمد منظور	چک نمبر 5/F
288	تصور علی	ترگڑ
289	رحیم بخش	پلہ کھورانہ
290	خادم حسین	جہاں پور

سید تابش الوری : کیا وزیر موصوف از راہ کرم بیان فرمائیں گے کہ کیا نئے راشن ڈپو قائم کرنے پر کوئی پابندی عائد کی گئی ہے ؟

مسٹر سپیکر : اس میں یہ کہاں ہے ۔

That policy has nothing to do with this.

آپ کیا سوال کریں ۔

سید تابش الوری : اس سے یہ سوال پیدا ہوتا ہے کیونکہ انہوں نے بتایا ہے کہ کل اتنے ڈپو ہیں ۔

مسٹر سپیکر : یہ کہاں سے پیدا ہوتا ہے ۔

چوہدری محمد اشرف : کیا وزیر موصوف از راہ کرم بیان فرمائیں گے کہ اس ماہ کا کوٹہ 4 چھٹانک کی بجائے دو چھٹانک ہمارے علاقہ میں کر دیا ہے ؟

مسٹر سپیکر : یہ اس سوال سے متعلق نہیں ہے ۔

فلور ملز گرائینڈنگ اجرت چارج پر نظرثانی

*6291 ۔ چوہدری محمد نواز : کیا وزیر خوراک از راہ کرم بیان فرمائیں گے کہ :

(الف) کیا یہ حقیقت ہے کہ فلور ملز گرائینڈنگ اجرت چارج جو کہ پہلی دفعہ 1954ء میں نافذ کئے گئے تھے پر آج تک نظرثانی نہیں کی گئی ۔

(ب) اگر جزو (الف) بالا کا جواب اثبات میں ہے تو کیا حکومت فلور ملز گرائینڈنگ اجرت چارج پر نظر ثانی کرنے کا ارادہ رکھتی ہے ؟

وزیر خوراک (سردار نصر اللہ خان دریشک) : صارفین کو میدہ اور سوجی نکالے بغیر خالص آٹا دستیاب کرنے کی سکیم کے سلسلہ میں فلور ملوں کی

پیمائش کی اجرت 15ء1 روپے فی من سے بڑھا کر 99ء1 روپے فی من تعین کی جا چکی ہے ۔

گجرات میں راشن ڈپوؤں سے چینی کی بلیک میں فروخت

*6292 (الف) ۔ چوہدری محمد نواز : کیا وزیر خوراک از راہ کرم بیان فرمائیں گے کہ :

(الف) کیا یہ حقیقت ہے کہ کچھ عرصہ قبل موضع اجنالہ ضلع گجرات کے تین ڈپو ہولڈروں جن میں مسمی محمد اکبر ، شکیل احمد اور محمد اشرف شامل ہیں کے خلاف چینی بلیک کرنے کے الزام میں شکایات درج ہوئی تھیں ۔

(ب) کیا یہ بھی حقیقت ہے کہ مذکورہ ڈپو ہولڈروں کے علاوہ ابھی تک کوئی کارروائی نہیں کی گئی ۔

(ج) کیا یہ بھی حقیقت ہے کہ یہ ڈپو ہولڈر اب بھی باقاعدہ کوٹہ لیتے ہیں اور بلیک بھی بدستور کر رہے ہیں ۔

(د) اگر جزو ہائے (الف) تا (ج) بالا کا جواب اثبات میں ہے تو کیا حکومت مذکورہ ڈپو ہولڈروں کے خلاف مناسب کارروائی کرنے کا ارادہ رکھتی ہے ؟

میاں خورشید (سردار نصراللہ خان دریشک) : (الف) چوہدری محمد نواز صاحب ایم ۔ پی ۔ اے نے دفتر ڈسٹرکٹ فوڈ کنٹرولر گجرات میں شکایت کی کہ ان کے گاؤں موضع اجنالہ ضلع گجرات میں تین ڈپو ہولڈرز مسمیان محمد اشرف ، مسکین انجم اور محمد اکبر چینی کا کوٹہ صحیح طور پر تقسیم نہیں کر رہے ہیں ۔ اس شکایت پر مسٹر نسیم اختر اے ۔ ایف ۔ سی کو تفتیش پر متعین کیا گیا ۔ جس نے چوہدری محمد نواز ایم ۔ پی ۔ اے کی موجودگی میں چینی تقسیم کرائی اور موقع پر کسی کارڈ ہولڈر نے کسی ڈپو

ہولڈر کے خلاف کوئی شکایت نہیں کی ۔ لہذا کسی ڈپو ہولڈر کے خلاف محکمانہ کارروائی کی ضرورت نہیں تھی ۔

(ب) جزو (الف) کے جواب کے پیش نظر سوال پیدا نہیں ہوتا ۔

(ج) و (د) اگر کوئی بدعنوانی کسی وقت بھی ثابت ہوئی تو مناسب کارروائی کی جائے گی ۔

کلاس والا تحصیل پسرور کے راشن کارڈوں کی پڑتال

*6342 ۔ شیخ عزیز احمد : کیا وزیر خوراک از راہ کرم بیان فرمائیں گے کہ :

(الف) کیا یہ درست ہے کہ کچھ عرصہ قبل اسسٹنٹ کمشنر پسرور ضلع سیالکوٹ نے ٹاؤن کمیٹی کلاس والا تحصیل پسرور میں جاری شدہ راشن کارڈوں کی پڑتال کے لئے ایک سب کمیٹی زیر صدارت بابا محمد شفیع سکنہ کلاس والا مقرر کی تھی جس کی رپورٹ پر اے ۔ سی پسرور نے تقریباً 200 راشن کارڈ بوگس قرار دے کر منسوخ کر دئے تھے ۔

(ب) کیا یہ بھی درست ہے کہ منسوخی کا حکم 1974ء 5 ۔ 2 کو جاری کیا گیا تھا جس کی اطلاع معہ تفصیل یعنی نام اشخاص وارڈ نمبر اور تعداد افراد بذریعہ سیکرٹری ٹاؤن کمیٹی کلاسوالہ ڈپو ہولڈروں کو 15-5-1974 کو دی گئی تھی لیکن انسپکٹر محکمہ خوراک نے مئی کے پہلے ہفتہ سے ہی چینی کا کوٹہ کم کر دیا تھا ۔

(ج) کیا یہ بھی درست ہے کہ متذکرہ صدر کے حکم کے خلاف تقریباً 80 افراد نے مشترکہ طور پر اور 64 افراد نے فرداً فرداً اسسٹنٹ کمشنر کے پاس اپیلیں دائر کی تھیں اور قریباً 4) افراد کی اپیلوں کی سماعت ہونے تک بعد راشن کارڈ مورخہ

8 جون 1974ء کو ریذیڈنٹ مجسٹریٹ بسرور نے بحال کر دئے تھے ۔

(د) کیا یہ بھی درست ہے کہ متذکرہ راشن کارڈ سب کمیٹی کے سربراہ بابا محمد شفیع کی سفارش اور دستخطوں سے پہلے منسوخ ہوئے تھے اور دوبارہ بابا محمد شفیع کے دستخطوں سے صرف ان الفاظ کی تحریر پر کہ "غلطی سے منسوخ کئے گئے ہیں جو کہ سہواً ہو گیا" بحال ہوئے تھے ۔

(ہ) اگر جزو ہائے بالا کا جواب اثبات میں ہے تو ریذیڈنٹ مجسٹریٹ بسرور کے فیصلہ کی نقل ایوان کی میز پر رکھی جائے ؟

وزیر خوراک (سردار نصر اللہ خان دریشک) : (الف) جی ہاں ۔ کمیٹی نے 193 بوگس راشن کارڈوں کی فہرست کمشنر بسرور کو پیش کی تھی اور یہ کارڈ منسوخ کر دئے گئے تھے ۔

(ب) جی ہاں ۔ 2-5-1974 کے جاری کردہ احکام کے تحت چینی کا کوٹہ کم کر دیا گیا تھا ۔

(ج) ریذیڈنٹ مجسٹریٹ بسرور نے 7 جون 1974ء کو 58 اور 15 جون 1974ء کو 33 راشن کارڈ اپیلوں کی سماعت کے بعد بحال کر دئے گئے ۔

(د) جی ہاں ۔ 91 راشن کارڈ بابا محمد شفیع کی سفارش پر دوبارہ بحال کر دئے گئے تھے ۔

(ہ) ایم ۔ پی ۔ اے موصوف کسی وقت بھی میرے دفتر متعلقہ مثل کا معائنہ کر سکتے ہیں ۔

وزیر خوراک : (چھپا ہوا جواب پڑھنے کے بعد) ۔ جناب والا ! متعلقہ مسل میرے پاس یہاں موجود ہے جو میں فاضل ممبر کی خدمت میں پیش کر سکتا ہوں ۔

شیخ عزیز احمد : کیا یہ حقیقت ہے کہ بمطابق جواب جز "الف" و

"د" جب یہ راشن کارڈ جناب اے۔ سی کی سفارش پر کینسل کر دئے گئے تھے تو بابا محمد شفیع کی سفارش پر کیوں بحال کر دئے گئے۔ اس کی کیا وجہ ہے کہ یہ بابا محمد شفیع نے ہی کینسل کرائے اور پھر انہوں نے ہی بحال کرائے۔

مسٹر سپیکر: آپ کس بات کا جواب طلب کر رہے ہیں کہ ایکشن کیوں لیا گیا کینسل کرنے کے لئے یا بحال کرنے کے لئے۔

شیخ عزیز احمد: دونوں کے سلسلے میں۔ پہلے کہا گیا کہ منسوخ کر دئے جائیں اور پھر لکھ دیا گیا کہ "غلطی سے منسوخ کئے گئے ہیں جو کہ سہوا ہو گیا ہے" اور بحال کر دئے گئے۔

مسٹر سپیکر: تو آپ یوں سوال کریں کہ کیا یہ بات درست ہے کہ ایک ایسا شخص جو پہلے راشن کارڈوں کو منسوخ کراتا ہے بعد میں وہی شخص انہیں بحال کراتا ہے۔ کیا ایسے شخص کو کسی کمیٹی کا چیئرمین ہونا چاہئے؟

شیخ عزیز احمد: جناب وہ کمیٹی تو اب ختم ہو گئی ہے۔

مسٹر سپیکر: وہ کمیٹی کیا تھی اور وہ کیا ایکشن لے سکتی تھی۔

شیخ عزیز احمد: وہ جعلی راشن کارڈوں کی نشان دہی کرنے کے لئے اس کمیٹی کے چیئرمین بنائے گئے تھے۔

مسٹر سپیکر: ممکن ہے انہوں نے کمیٹی سے اتفاق نہ کیا ہو کیونکہ کمیٹی تو ایک ممبر پر بھی مشتمل ہو سکتی ہے۔ تو معلوم ہوتا ہے کہ یہ ایک ممبر کی کمیٹی نہیں تھی اگر اس کمیٹی کے تین ممبر ہوں اور دو کہیں کہ انہیں منسوخ ہونا چاہئے اور وہ کہیں کہ انہیں منسوخ نہیں ہونا چاہئے اور اگر تین ممبروں میں سے دو یہ کہیں کہ منسوخ نہیں ہونے چاہئیں تو اس نے یہ کہا منسوخ ہونے چاہئیں۔

شیخ عزیز احمد: یہ انہی کے دستخطوں سے ہوا ہے۔ پہلے یہ منسوخ کئے گئے اور بعد میں اسی سربراہ کی سفارش سے بحال کر دئے گئے۔

مسٹر محمد اشرف : پوائنٹ آف آرڈر ۔ جناب والا ! میرا پوائنٹ آف آرڈر یہ ہے کہ سوال نمبر 6253 کے جز "د" کا جواب صحیح طور پر نہیں دیا گیا ۔

مسٹر سپیکر : اسمبلی کا ایک ضابطہ ہے ۔ آپ اس کے مطابق عمل کریں ۔ اس پر پوائنٹ آف آرڈر کی کیا ضرورت ہے اگر اسی طرح پوائنٹ آف آرڈر آنے لگیں تو اتنے آنے شروع ہو جائیں گے کہ ہم ایک سوال سے آگے نہیں جا سکیں گے ۔

مسٹر محمد اشرف : پوائنٹ آف پریویلج ۔ جناب والا ! یہ میرا حق ہے ۔

مسٹر سپیکر : آپ مجھے پریویلج موشن لکھ کر دیں کہ آپ نے کیا سوال دیا تھا اور انہوں نے کیا جواب دیا ہے اور وہ کیسے غلط ہے ۔

مسٹر محمد اشرف : جناب والا ! یہ اتنا غلط نہیں کہ اس کے لئے پریویلج موشن لکھ کر دیا جائے ۔

مسٹر سپیکر : آج نان آفیشیل ڈے ہے اور میرا خیال ہے کہ آج آپ کو اس قسم کی باتیں کرنے کا کافی موقع ملے گا ۔

شیخ عزیز احمد : جناب والا ! میرے سوال کے جز "ہ" کے جواب میں وزیر موصوف نے فرمایا ہے کہ فاضل ممبر کسی وقت بھی ان کے دفتر میں متعلقہ مسل کا معائنہ کر سکتے ہیں ۔ میں نے یہ سوال کیا تھا کہ ریزیڈنٹ مجسٹریٹ پسرور کے فیصلے کی نقل ایوان کی میز پر رکھی جائے ۔

مسٹر سپیکر : میں سمجھتا ہوں کہ یہ جواب اتنا غلط نہیں ۔

شیخ عزیز احمد : جناب ! میں یہ کہتا ہوں کہ ان کی مسل میں جو ریزیڈنٹ مجسٹریٹ کا فیصلہ ہے ۔ اس کی نقل ایوان کی میز پر رکھ دی جائے تاکہ یہ کارروائی کا حصہ بن جائے ۔

مسٹر سپیکر : اس کا کیا فائدہ ہوگا ۔

شیخ عزیز احمد : اس کا فائدہ یہ ہوگا کہ ریزیڈنٹ مجسٹریٹ کے ریمارکس یہاں ریکارڈ کا حصہ بن جائیں گے ۔

مسٹر سپیکر : تو آپ یہ پوچھ سکتے ہیں کہ کیا بابا محمد شفیع کے متعلق ریزیڈنٹ مجسٹریٹ نے کوئی ریمارکس دیئے تھے ۔

شیخ عزیز احمد : تو میں ضمنی سوال کی شکل میں پوچھ لیتا ہوں ۔

ڈاکٹر غلام بلال شاہ : کیا وزیر موصوف یہ یقین دہانی کرائیں گے کہ بابا محمد شفیع کو دوبارہ اس کمیٹی کا چیئرمین نہیں بنایا جائیگا ۔

مسٹر سپیکر : یہ ضمنی سوال نہیں بنتا ۔

شیخ عزیز احمد : کیا وزیر موصوف یہ بیان فرمائینگے کہ ریزیڈنٹ مجسٹریٹ کے فیصلہ میں بابا محمد شفیع کے متعلق کوئی ریمارکس دیئے گئے ہیں ۔ اگر دیئے گئے ہیں تو کیا ہیں ۔

وزیر خوراک : اس کے متعلق میں نے گزارش کی ہے کہ فاضل ممبر میرے دفتر میں تشریف لا کر مسل کا معائنہ کر سکتے ہیں ۔ یہ بہت بڑی مسل ہے۔

مسٹر سپیکر : اس کا مطلب یہ ہے کہ کوئی ریمارکس بابا محمد شفیع کے متعلق دیئے گئے ہیں تو یہ کس قسم کے ہیں ۔

وزیر خوراک : جناب والا ! دراصل یہ بڑا دلچسپ مسئلہ ہے ۔ اے۔سی پسرور نے 193 راشن کارڈ منسوخ کئے اور ریزیڈنٹ مجسٹریٹ نے اے۔سی VI کے فیصلہ کے خلاف اپیل سنی ۔ فائل میں بابا محمد شفیع نے لکھا ہے کہ میں نے غلطی سے لکھ دیا ہے اب انہیں بحال کیا جائے ۔ تو اس پر ریزیڈنٹ مجسٹریٹ نے انہیں بحال کر دیا ۔ تو یہ میرے محکمہ کی نااہلی نہیں ۔ جس کسی نے یہ کیا ہے وہ اس کے متعلق چارہ جوئی کریں اگر میرے محکمہ نے کوئی غفلت کی ہو تو معزز ممبر میرے علم میں لائیں ۔ میں اپنے محکمہ کا ذمہ دار ہوں اور میں ان کے خلاف سخت ایکشن لونگا ۔

ڈسٹرکٹ کونسل بہاولپور کے اناج کے گوداموں کے کرایہ کی ادائیگی

*6355 ۔ سید تابش الوری : کیا وزیر خوراک از راہ کرم بیان فرمائینگے کہ ۔

(الف) کیا یہ درست ہے کہ ڈسٹرکٹ کونسل بہاولپور نے حکومت کی ہدایت پر اپنے سولہ اناج کے گودام 1 اکتوبر 1969ء سے محکمہ خوراک بہاولپور کو کرایہ پر دئیے ہوئے ہیں ۔

(ب) کیا یہ بھی درست ہے کہ ان گوداموں کا کرایہ بحساب پانچ ہزار روپیہ سالانہ فی گودام ابھی تک ادا نہیں کیا گیا جب کہ اس کرایہ کی ادائیگی کا فیصلہ جناب چیف منسٹر صاحب کی زیر صدارت میٹنگ منعقدہ 22.12.1972ء میں ہوا تھا ۔

(ج) اگر جزو (الف) اور (ب) بالا کا جواب اثبات میں ہے تو یہ کرایہ ابھی تک کیوں ادا نہیں کیا گیا نیز کب تک ادا کر دیا جائے گا ؟

وزیر خوراک (سردار نصراللہ خان دریشک) : (الف) جی ہاں

(ب) جناب چیف منسٹر صاحب کی صدارت میں منعقدہ میٹنگ کے فیصلہ کے مطابق مذکورہ گوداموں کا کرایہ جون 1974ء تک ادا کیا جا چکا ہے ۔

(ج) سوال نہیں پیدا نہیں ہوتا ۔

سید تابش الوری : کیا وزیر موصوف یہ بتا سکیں گے کہ وزیر اعلیٰ صاحب نے 22.12.72 کی میٹنگ میں ہدایت کی تھی کہ کرائے کی ادائیگی کی جائے جب کہ کرایہ جون 74ء میں ادا کیا گیا ۔ اس تاخیر کی کیا وجہ ہے ۔

وزیر خوراک : انہوں نے کرایہ 30 جون 74ء کو ادا نہیں کیا بلکہ

30 جون 74ء تک کا کرایہ ادا کیا ہے ۔ اب نیا مالی سال شروع ہوا ہے جس کا کرایہ انہوں نے دینا ہے ۔

سید تابش الوری : کیا وزیر موصوف یہ بتا سکیں گے کہ یہ کرایہ کس تاریخ کو ادا کیا گیا ۔ کیا یہ سوال دینے کے بعد کرایہ کی ادائیگی ہوئی ہے ۔

مسٹر سپیکر : غالباً آپ کا سوال یہ ہے کہ کرایہ ایک دفعہ ادا نہیں کیا گیا ۔

سید تابش الوری : جناب والا ! یہ کرایہ 69ء سے ادا نہیں کیا گیا تھا تو جناب وزیر اعلیٰ نے 22.12.72 کو ہدایت کی کہ اس کا کرایہ ادا کیا جائے ۔

مسٹر سپیکر : غالباً آپ کا سوال یہ ہے کہ اس حکم کے بعد پہلی مرتبہ کرایہ کب ادا کیا گیا ؟

وزیر خوراک : جناب والا ! جیسا کہ سوال سے بھی واضح ہے 22.12.72 کو جناب چیف منسٹر کے زیر صدارت میٹنگ ہوئی ۔ انہوں نے احکام صادر کیے کہ یہ کرایہ دے دیا جائے ۔ اس دوران یہ کیس فنانس کمیٹی والوں کے پاس جاتا ہے اور formalities ہوتی ہیں ۔ بہرحال ان کے ارشاد کی تعمیل ہو چکی ہے اور 30 جون 1974ء تک کا کرایہ دیا جا چکا ہے ۔

مسٹر سپیکر : دوسری بات انہوں نے یہ پوچھی تھی کہ آپ کو یہ سوال موصول ہونے سے پہلے کرایہ ادا ہوا تھا یا بعد میں ؟

وزیر خوراک : جناب والا ! اس کے متعلق وہ میرے پاس تشریف لے آئیں تو میں تسلی کر کے بتا دوں گا ۔

حاجی محمد سیف اللہ خان : سپلمنٹری سر ! جناب والا ! کیا یہ صرف بہاول پور کے لیے ہی فیصلہ ہوا ہے یا پالیسی کے طور پر جہاں جہاں بھی ڈسٹرکٹ کونسلوں کے گودام محکمہ خوراک کے پاس ہیں ، ان سب کا کرایہ ادا کرنے کا حکم صادر ہوا ہے ؟

مسٹر سپیکر : پہلی بات تو آپ یہ کہیں کہ ان کا کرایہ ادا نہیں ہوا ۔ آپ کے علم میں ہے ۔

حاجی محمد سیف اللہ خان : میں تو مان چکا ہوں کہ ہو گیا ہوگا ۔

مسٹر سپیکر : یہ بات نہیں ۔ اب آپ ایک premises lay down کر رہے ہیں کہ باقی ڈسٹرکٹ کونسلوں کے بھی کرایے اس طرح ادا نہیں ہوئے تھے ۔

حاجی محمد سیف اللہ خان : یہ پالیسی کے طور پر فیصلہ ہوا ہے یا ایک...

مسٹر سپیکر : آپ کا یہ سوال پیدا نہیں ہوتا ۔ آپ نے بہاول پور کے متعلق ایک مخصوص سوال پوچھا کہ کرایہ ادا ہوا ہے کہ نہیں ۔ انہوں نے فائل سٹڈی کر کے بتا دیا کہ حکم دے دیا ہے کہ کر دیجیے یا دیکھ لیا کہ ادا ہو گیا ہے ۔ باقی تو پھر انہیں فائلیں دیکھنی پڑیں گی ۔

حاجی محمد سیف اللہ خان : میں تو یہ پوچھتا ہوں کہ ایک کے متعلق یہ فیصلہ ہوا ہے یا.....

مسٹر سپیکر : اس میں وہ permises موجود نہیں ہے ۔ اس میں تو آپ کو factually کا پتہ تھا کہ کرایہ ادا نہیں ہوا ۔ پہلی بات تو پھر آپ کو یہ پوچھنی پڑے گی کہ باقی اضلاع میں جو ڈسٹرکٹ کونسلوں کے گودام تھے ان کے کرائے ادا نہیں ہوئے ۔

حاجی محمد سیف اللہ خان : چلیے ، میں یہی پوچھ لیتا ہوں ۔

مسٹر سپیکر : مگر یہ سوال اس سوال کا سپلمنٹری کیسے بنے گا ؟ پہلے تو آپ یہ سوال پوچھیں گے ۔ پھر اس کا جو بھی وہ جواب دیں گے اس کے بعد آپ کا یہ سپلمنٹری بنے گا ۔ آپ کا یہ سوال اصل سوال کا سپلمنٹری نہیں بن سکتا ۔

حاجی محمد سیف اللہ خان : میں یہ پوچھنا چاہتا ہوں کہ کیا یہ درست ہے کہ رحیم یار خان کے جو گودام حکومت کے پاس ہیں ان کے کرائے بھی ادا نہیں کیے گئے ۔

مسٹر سپیکر : وہ یہ کس طرح بتا سکتے ہیں ۔ انہوں نے تو صرف بہاول پور کا کیس سٹڈی کیا ہے ۔

حاجی محمد سیف اللہ خان : اگر انہیں پتہ بھی ہو تو آپ ہمیں اس حق سے کیوں محروم کرنا چاہتے ہیں ؟

مسٹر سپیکر : یہ بات نہیں ۔

حاجی محمد سیف اللہ خان : وہ کہیں کہ مجھے علم نہیں ، یا کہیں کہ نیا نوٹس آنا چاہیے ۔

مسٹر سپیکر : پہلے تو اس کا سپلمنٹری بننا ضروری ہے ۔

حاجی محمد سیف اللہ خان : گوداموں کے کرایوں کا سوال ہے اور اس کے متعلق سپلمنٹری ہے جناب ! ان انہوں نے ایک خاص مقام کا پوچھا ہے اور میں سارے صوبے کا پوچھتا ہوں ۔ وہ کہیں کہ اس کے لیے نوٹس چاہیے میرے پاس جواب نہیں ہے ۔

مسٹر سپیکر : یہ اس کا سپلمنٹری کیسے بن سکتا ہے ؟

حاجی محمد سیف اللہ خان : میں کسی اور چیز کا کرایہ تو نہیں پوچھ رہا ۔ میں بھی تو گوداموں ہی کا پوچھ رہا ہوں ۔

مسٹر سپیکر : گوداموں کا ، مگر سارے صوبے کے گوداموں کا ۔

حاجی محمد سیف اللہ خان : میں ضلع رحیم یار خان کا پوچھ رہا ہوں کہ وہاں کیا پوزیشن ہے ؟ کیا وہاں کرایہ ادا کر دیا گیا ہے ؟

مسٹر سپیکر : یہ اس کا سپلمنٹری نہیں بنتا ۔ وقفہ سوالات ختم ہوتا ہے ۔

غیر نشان زدہ سوال اور اس کا جواب

راولپنڈی شہر اور صدر ایریا میں راشن ڈپوؤں کی تعداد

97 ۔ مرزا خالق حسین : کیا وزیر خوراک از راہ کرم بیان فرمائیں گے کہ راولپنڈی شہر اور صدر ایریا میں اس وقت کتنے راشن ڈپو ہیں ۔ یہ ڈپو کن کن لوگوں کے پاس ہیں ۔ ان کے نام پتے بمعہ ولدیت بتائے جائیں نیز یہ بھی بتایا جائے کہ ہر ڈپو کو کتنا ماہوار کوٹہ دیا جا رہا ہے ؟

وزیر خوراک (سردار نصراللہ خان دریشک) : راولپنڈی شہر اور صدر ایریا میں راشن ڈپوؤں کی تعداد و دیگر مطلوبہ کوائف فہرست میں درج ہیں جو ایوان کی میز پر رکھ دی گئی ہے ۔

نمبر شمار	نام ڈیو ہولڈر	ولدیت و زوجیت	محل وقوع	جنی ماہوار بوری	آٹا ماہوار بوری
1	2	3	4	5	6
1	محمد تاج	فقیر محمد	پیرو دھائی	34	208
2	عبدالحمید	محمد اعظم	جنی آباد پنڈروڑہ	41	312
3	خضر	کرم الٰہی	اکال گڑھ	49	390
4	کیپٹن بہاول شاہ	حیدر شاہ	جنگلات روڈ بنی	50	338
5	عبدالقیوم	فضل الٰہی	ڈھوک رتہ	43	312
6	محمد صدیق ولی داد	سبحان خان محمد خان	پرانا قلعہ	44	312
7	عمر خیام	عبدالقیوم	رتہ روڈ کشمیر ملز	51	368
8	عبدالرحیم ' محمد اکرم	کرم داد ۔ محمد بشیر	مومن پورہ	48	364
9	بی بی اسم اصغر	عظیم اللہ	لوکر ہیڈ	32	390
10	عبدالحمید	عزیز دین	نیا محلہ	41	338
11	محمد غوث	عبدالرحمٰن	ورکشاپ محلہ	45	338
12	محمد اسلم	خواجہ غلام حسین	ڈھوک رتہ	32	260
13	مسماۃ قمر بیگم	بیوہ راجہ سلطان جہانگیر	سہد پوری روڈ	53	338
14	محمد صدیق	فضل الٰہی	کرشن پورہ	45	312

15	راجہ گلتساسپ	جمعہ خان	رتہ ارال	49	338
16	ملک محمد عبداللہ	غلام حسین	ڈھوک رتہ	43	338
17	محمد ریاض قریشی	زمان علی قریشی	شاہ چن چراغ	45	364
18	اصغر علی	اکبر علی	فیض پور روڈ	46	364
19	آغا شیر احمد	آغا امیر بخش	نیا محلہ	43	312
20	میاں خان ، ایم شریف	خان گل ، حاکم علی	اکال گڑھ کشمیر کالونی	49	364
21	ملک محمد رمضان	فیروز دین	اکال گڑھ	37	312
22	ایم فقیر بیگ	ثناء اللہ بیگ	شاہ چن چراغ	50	338
23	شبیر حسن	محمد علی	عید گاہ روڈ	56	416
24	چوہدری گلاب خان ، عبدالستار	حاجی لال خان ، گلاب دین	گندم منڈی	57	390
25	عبدالجبار	شیخ محمد بشیر	موتی بازار	43	312
26	محمد رفیق	احمد دین	امام باڑہ روڈ	51	364
27	فضل الٰہی	کرم الٰہی	ڈھوک رتہ	47½	338
28	محمد امین ، محمد رفیق	جمال دین	نیو کٹاریاں	47	338
29	محمد یعقوب بٹ	خواجہ محمد رمضان	نسواری بازار	35	234

1	2	3	4	5	6
30	محمد ارشد	عبدالخالق	موہن پورہ	57	338
31	نوز محمد ترین	محمد روشن	ڈھوک رتہ	42	338
32	مہربان خان	باغ علی	ڈھوک رتہ	42	312
33	راجہ شیر انگن	راجہ محمد اقبال	کالی پتی سٹلائیٹ ٹاون	44	338
34	شیخ فیروز دین	امام دین	کرتار پورہ	57	390
35	محمد شفیع	محمد شریف	ڈھوک دلال	29	182
36	محمد اسحاق	فقیر محمد	نیو کٹاریاں	46	312
37	ایم رفیق ، منظور حسین	اللہ بخش ، مٹی محمد صادق	ڈھوک رتہ	43	312
38	محمد یوسف	خدا بخش	ڈھوک منگال	42	260
39	راجہ منیر زمان	راجہ فضل خان	ہنڈوڑہ	56	364
40	راجہ عبدالرزاق	محمد صادق	محلہ راجہ سلطان	36	208
41	شیخ شوکت علی	حاجی ولی محمد	محلہ راجہ سلطان	40	286
42	عبدالمجید	کرم دین	ڈھوک دلال	40	286
43	حاجی چوہدری فیض محمد	جان محمد چوہان	محلہ راجہ سلطان	46	312
44	محمد ابراہیم	فضل حسین	پروڈھوک دوپائی	34	260
45	زبیر محمد بیگ	جنی بخش بیگ	ڈھوک نور	37	260

46	محمد رمضان	کالا خان	ڈھوک منگال	46	312	
47	محمد بشیر ، غلام قادر	میاں احمد ، محمد رفیق	ڈھوک رتہ	45	338	
48	محمد فیاض خان	سرن نراٹن	کریم پورہ	24	286	
49	ایم اختر ، نثار احمد	فضل کریم ، حسین بخش	ڈھوک فجو	36½	234	
50	ایم انور جہانگیر خان	ملک عباس خان ، جلال خان	کشمیری بازار	206	ہوٹل بیکرز پوسٹ وغیر	
51	شہزادہ عالم	نور عالم	جامع مسجد روڈ	240	- - - - -	
52	ایم اعظم علی	غلام مصطفیٰ	ارجن نگر	39	312	
53	بیگم زیتون	زوجہ محمد صادق	ناظم آباد - پنڈوڑہ	34½	234	
54	عبدالرشید	محمد دین	بازار تلوڑاں سبزی منڈی	27	208	
55	ملک فدا حسین	ملک غلام مہدی	نئی آبادی پیرود ھا'	29	208	
56	خادم حسین	کرم الٰہی	بالمقابل نیو دہلی دواخانہ	33½	286	
57	عبدالمجید چوہدری	خان گل	نئی آبادی	26	156	
58	ملک محمد شفیع ، برہان شاہ	حاجی محمد حسین	پنڈوڑہ جنتی آباد	34	234	
59	محمد سلیم ، محمد انور	عبداللطیف ، عطائی خان	لیا محلہ	21	156	
60	شیخ محمد اکبر	شیخ عبدالغنی	رتہ اوال	26	182	
61	سلطان محمود	محمد یوسف	ایف بلاک نیو گلزاربان	33	208	
62	محمد صابر چوہان	حیات بخش چوہان	شاہ جن چراغ	24	208	
63	ملک اللہ داد	کیپٹن غلام محمد	سنی محلہ	24	182	

نمبر نشان زدہ سوال اور اس کا جواب

1	2	3	4	5	6
64	محمد یونس	محمد بشیر	ڈھوک رتہ	27	208
65	محمد ہارون	ظہورالدین	ٹاہلیاں شاہاں	36	260
66	اللہ دتہ	عبدالرحیم	محلہ نیاربان	38	234
67	عبدالرشید	پنارس خان	مدنی مارکیٹ	36	260
68	نظام الدین	محمد خان	ڈھوک حکمداراں	38	234
69	علی حیدر	علی اکبر	لنڈا بازار	50	390
70	عبدالکریم	محمد شفیع	بھابڑا بازار	38	260
71	عبدالخلیل	عبدالرحیم	ظفر الحق روڈ	42	312
72	راجہ محمد اشرف، خالد حسین	لال خان ، حسین علی	آریہ محلہ	46	338
73	عبدالحفیظ	تاج دین	ڈھوک الٰہی بخش	46	364
74	بیوہ حنیفہ بیگم	بیوہ غلام نبی	کرتار پورہ	32	260
75	مظفر شاہ	سید رسول شاہ	ڈھوک کالا	34	234
76	شیخ عتیق احمد معراج بیگم	شیخ محمد صدیق " "	کالج روڈ	42	312
77	بکا خان	نور حسین	لنڈا بازار	40	286
78	ماسٹر محمد حسین	عنایت علی	سید پوری گیٹ	42	286

79	پرویز حمید	مرزا خدا بخش	بھاٹیا بازار	40	286		
80	احمد دین	محمد امین	محلہ وارث خان	40	234		
81	جمعدار شیر محمد	خدا بخش	ڈھوک حکمداد	44	234		
82	قاضی عبدالمحبوب	سلطان محمود	ظفرالحق روڈ	44	260		
83	محمد صدیق	محمد شریف	سرفراز روڈ	42	260		
84	راجہ فرخ عنایت	راجہ عنایت اللہ	نئی آباد سرکٹ ٹاون	38	234		
85	شیخ لطیف اختر	چوہدری لال	چٹان مٹیاں	46	260		
86	دلاور شاہ	سید مسکین شاہ	فیض آباد	52	338		
87	محمود سلطان	فضل الٰہی	جھنگی محلہ	42	260		
88	غلام محمود مرزا خان	فتح خان	امیر پورہ چوک	46	312		
89	ملک جاھر خان	فضل داد خان	نزد سنٹر ہسپتال	54	416		
90	گل محمد	شیر جنگ	امیرپورہ	44	338		
91	محمد حنیف	محمد عالم	گوبند پورہ	26	208		
92	محمد رمضان	جھنڈا خان	چھاپی محلہ	48	286		
93	عبدالقدوس	سید احمد	آریہ محلہ	40	338		
94	ملک چنن دین	عبدالمجید	گھٹی محلہ	38	260		
95	راجہ محمد صدیق	راجہ سرفراز خان	امیرآباد	42	312		
96	خواجہ قمر الدین	شمس دین	کوچہ سیوارم	40	286		

1	2	3	4	5	6
97	ملک غلام فرید	ملک غلام خان	کالج روڈ	44	312
98	ملک نصیر احمد	ملک فقیر محمد	سلطان پورہ	40	234
99	منظور حسین قریشی	محمد عالم	سٹلائٹ ٹاون مارکیٹ	42	234
100	محمد یوسف	میر زمان	کرتار پورہ	42	312
101	گلزار بیگم	بیوہ قطب دین	شریف آباد سٹلائیٹ ٹاون	46	312
102	راجہ گوہر رحمان	راجہ میر زمان	اس پورہ	32	208
103	محمد قاسم	بدھو	سید پوری محلہ	50	312
104	عبدالخالق	فیض احمد	نزد ناز سینما	46	312
105	مرزا احمد عسکری	مرزا ظفر بیگ	چوک کلاس فیکٹری	42	208
106	ملک محمد یوسف	نور محمد	ڈھوک کھبہ	40	286
107	عاشق حسین	لال خان	رحمان آباد	48	312
108	کشیر خان	گل محمد	کمرشل مارکیٹ	48	338
109	سیف الرحمان	عبدالرحمان	سٹلائٹ ٹاون ڈی بلاک	56	416
110	طارق منصور	چوہدری عنایت علی	ڈھوک نرمان علی	30	208
111	محمد امین	خوشیا خان	ڈھوک کشمیر ہان	34	260
112	راجہ محمد اسحاق	محمد کریم	اصغر مال سکیم	46	312

113	راجہ فیض اکبر	فضل خان	صادق آباد	42	286
114	مسرت فرمان	بیوہ ناگی	کمرشل ہاوکیٹ سٹلائٹ ٹاؤن	30	234
115	راجہ جہان داد خان	سید مجد	صادق آباد	36	260
116	مجد صابر	مجد افضل	ڈھوک محمد خان	48	338
117	صابر خان	لال خان	ڈھوک محمد خان	36	260
118	مجد اسلم	محمد زمان	فیلور فیکٹری	40	286
119	چوہدری اللہ نواز	محمد نواز	ڈھوک حکمداد	34	234
120	محبوب احمد	محمد ایوب خان	نئی آبادی ڈھوک الٰہی	48	338
121	راجہ محمد عظیم	اللہ داد خان	نیو امر پور بخش	44	286
122	محمد ارشاد	اللہ داد خان	صادق آباد	40	312
123	شاہد منظور	مصطفیٰ احمد	ڈھوک فرمان علی	40	312
124	علی اصغر کیانی محمد نثار	لال خان و محمد نواز	صادق آباد	34	286
125	راجہ مجد الیاس	راجہ فتح مجد خان	نیو کھنا	32	234
126	اللہ دتہ	بدر دین	سلطان پورہ	40	312
127	بشیر احمد	شجرات علی	صادق آباد	34	234
128	عبدالمجید خان	مظفر خان	نئی آبادی ڈھوک کھپہ	48	260
129	سید طارق مقصود شاہ	آغا سید علی اصغر شاہ	کوہاٹی بازار	46	338

1	2	3	4	6	6
130	نوازش خان	ملک ظفر خان	محلہ قاسم آباد	36	234
131	محمد تاج	سنچا خان	محلہ وارث خان	34	312
132	ظفر اقبال	غلام نبی	نیو امر پورہ	36	260
133	ملک رحمت اللہ	ملک خان بہادر	ڈھوک پراچہ	34	208
134	محمد عمران	احسان الحق	ظفر الحق روڈ	26	208
135	ولی محمد	کرم بخش	سٹلائٹ ٹاؤن	38	260
136	محمد حنیف	لٹھے خان	صادق آباد	32	208
137	عبدالخالق	عبدالقادر ۔ رضی الدین	کوٹھی محلہ	28	208
	مہتاب و آفتاب احمد				
138	محمد ضمیر	فیروز الٰہی	قاسم آباد	28	182
139	قمرالدین بٹ	شمس الدین بٹ	امر پورہ	30	234
140	ممتاز بیگم	نبی بخش	سلطان پورہ	32	260
141	ناصر اسحاق	محمد اسحاق	بھابڑا بازار	34	260
142	صادق سنز	محمد صادق مرحوم	کالج روڈ	0	234
143	ریحانہ ملک	امیر حسین	چٹیان مٹیان	20	156
144	عبدالرؤف	عبدالرشید	لرنہ محلہ	20	156

145	پرویز اقبال	میاں برکت علی	صدر میسی گیٹ	35	234
146	کریم بخش	شبراتی	لال کرتی بازار	33	208
147	سید حسین خان	نور حسین خان	چوہڑ ہڑپال	35	260
148	ایم صدیق بھٹی	کرم الٰہی بھٹی	قلیش مین ہوٹل	48	312
149	قاضی منیر الدین	سراج الدین	گوالمنڈی	37	234
150	محمد رفیع	محمد شفیع	جھنڈا چیچس	46	312
151	بوستان - صابر حسین	اللہ دتہ	چک لالہ گاؤں	38	260
152	اعجاز مظفر حسین	مظفر حسین	صدر	34	234
153	راجہ جاوید ایس اے رضوی	خضر حیات	بھوسہ منڈی صدر	48	286
154	راجہ مظفر حسین	محمد خان	ٹینچ بھاٹہ	33	260
155	ایم محمد رفیق	محمد دین	لال کرتی بازار	33	208
156	ایوب خان	یعقوب خان	ڈھیری حسن آباد	46	286
157	ایم اختر	محمد طفیل	گوال منڈی	45	338
158	محمد رمضان	شاہ محمد	صدر	40	286
159	محمد اکبر	فتح خان	آر-اے-بازار	29	208
160	محمد صادق	خان محمد	ٹینچ بھاٹہ	44	260
161	علی گوہر	فیروز خان	گندم منڈی صدر	38	234

1	2	3	4	5	6
162	اللہ دتہ	سید محمد	کولا سنٹر صدر	36	208
163	رب نواز	حکیم جمعہ	ریلوے روڈ صدر	35	260
164	کرم الٰہی	رحیم بخش	لال کرتی بازار	30	208
165	خالد محمود	عبد صادق	صدر ہاؤس	42	234
166	عاشق حسین شاہ	ضامن شاہ	مغل آباد	44	260
167	خواجہ لطیف بیگ	غلام محمد	گوالمنڈی	30	182
168	شاکرہ بیگم	بیوہ سجاد مرزا	جھنڈا چیچی	34	234
169	اصغر علی	میر زمان	ڈھوک قاسیاں	47	338
170	عطاء اللہ	عبداللہ	وہسرج	40	260
171	چوہدری عبدالرحیم	لال خان	ڈھوک پیرا فقیر	38	234
172	علی زمان	غلام احمد	ڈھیری حسن آباد	48	260
173	عبدالروف	عبدالرقیب	مرہڑ حسن	58	234
174	ماسٹر اشرف	خدا بخش	جھنڈا چیچی	48	286
175	ایم اکرم	محمد حسین	مرہڑ حسن	42	260
176	راجہ محمد صادق	محمد امین	صدر	49	364
177	کیپٹن ایم ملک	ملک خدایا	ٹیلیگراف کالونی	41	364

178	راجہ محبوب	کرم داد	ڈھوک ستراں	52	286
179	مرزا کرم	گل بہ	ڈھوک کشمیریاں	36	234
180	راجہ مبارک	غلام محمد	ڈھوک حسو	43	312
181	محمد عنایت	بہادر خان	منڈل آباد	39	208
182	غلام علی	امام دین	رمس کورس	40	286
183	خورشید عالم	فضل الٰہی	گریس لائن چک لالہ	36	234
184	راجہ شیر خان	محمد خان	دیول لائن چک لالہ	52	364
185	نثار حسین قریشی	غلام حسین	وطن ملز	32	234
186	راجہ منظور اختر	میر خان	22 نمبر چونگی	39	60۔
187	عطا محمد	حیدر خان	لال کرتی	46	260
188	میران بخش	شیر خان	چوک بکرا منڈی	51	390
189	ملک محمد اسلم	لال خان	کوہ نور ملز	40	234
150	میر محمد	کرم دین	چوہڑ پڑیال	31	234
191	سیکرٹری کوہ نور ملز		کوہ نور ملز	186	13 8
192	ملک بشیر	گوہر رحمان	ٹوپی گاؤں	48	364
193	راجہ اللہ داد	محمد جی	بکرا منڈی	45	364
194	ملک میران بخش	محمد بخش	نیچ بھالہ	34	234
195	محمد رفیق	سجاول خان	نیچ بھالہ	50	286

نمبر نشان زدہ سوال اور اس کا جواب

1	2	3	4	5	6
196	مختار شاہ	الفت حسین شاہ	مسلم ٹاؤن	42	286
197	مسماۃ محمد جان	بیوہ مشتاق	سیام	33	208
198	ظفر علی - کاظمی	قائم شاہ	جھنگی سیداں	35	234
199	عنایت الرحمان	عبدالرحمان	ڈھوک گجران	22	130
200	عبدالغنی	علم دین	مسریال	21	130
201	امانت حسین	فضل دین	لالہ زار کالونی	38	234
202	غلام سرور	فضل الٰہی	کولڑ موڑ	44	234
203	سردار نسیم	خان محمد خان	ٹیچ بھاٹہ	53	260
204	مس زاہدہ انور میر	بابو شیر محمد	میرا آباد	27	156
205	فدا حسین شاہ	عبداللہ شاہ	نصیر آباد	28	182
206	عبدالغفار	ملک اللہ داد	چوہڑ ہڑپال	38	260
207	سرفراز خان	کاظم خان	ٹالی موری	40	260
208	راجہ فاضل	عبداللطیف	مسلم ٹاؤن	46	312
209	امین بٹ	محمد ولی	کچہری	32	130
210	ماسٹر اللہ دتہ	کریم بخش	مریڑ حسن	35	208
211	محمد یونس	خورشید احمد	جی-ٹی-ایس	38	182

212	مسکین خان	اکبر خان	گالی موہری چوک	38	260
213	سیکرٹری وطن ووٹن فلز	———	وطن فلز	42	234
214	شیخ انعام	نور حسین	نواز لائن چک لالہ	50	390
215	امیر حسین شاہ	شاہ عباس	22 نمبر چونگی	37	234
216	مخلد نواز	الٰہی بخش	لیچ بھاٹہ	41	312
217	کیپٹن کیانی	مہدی خان	آر۔اے۔بازار	34	208
218	راجہ رحمت خان	عدالت خان	نصیر آباد	43	286
219	راجہ ایوب	راجہ اکرم	ڈھوک چوہدرایال	28	182
220	دین محمد	اللہ دتہ	چوہڑ ٹھڑیاں	28	156
221	اشرف قریشی	شیر احمد	نصیر آباد	26	156
222	عبدالحمید شوکت حسین	غلام حسین	نصیر آباد	37	260
223	عبدالرحمان	میران بخش	ڈھوک چراغ دین	44	260
224	لطیف	میران بخش	جھنڈا	55	364
225	محمد رفیق	اللہ دتہ	ڈھبری	50	234
226	حوالدار غلام محمد	منگو خان	ڈھوک حسو	43	312
227	سید شاہسوار	چادر شاہ	جوہڑاللہ آباد	36	260
228	حبیب اللہ	حاجی فضل الٰہی	ریلوے	10	872
229	راجہ بشیر احمد	خان	ریلوے	15	650

1	2	3	4	5	6
230	راجہ حبیب اللہ اینڈ سنز	عبدالرحمان	ریلوے	12	416
231	ملک رحمت خان	ملک خدا بخش	چک مدد خان	39	286
232	بشیر احمد غلام مصطفیٰ	چنگا خان	چوہڑ علی آباد	22	156
233	تصدق نسیم	عبدالرحیم	ریلوے بیکری	22	156
234	محبوب شاہ	ولایت شاہ	ڈی-ایم ملز	19	130
235	چوہدری شریف	محمد دین	قاضی آباد	48	286
236	محمد دین	فضل دین	مغل آباد	43	234
237	عبدالرشید	محمد بخش	چمن بازار	48	312
238	ظفر اللہ خان	عبداللطیف	صدر	شوگر پرمٹ	265 من
239	حفیظ الرحمان	ضمیر دین	صدر	شوگر پرمٹ 15	246 من
240	بشیر احمد	شیر زمان	مراڑ حسن	شوگر پرمٹ 28	183 من
241	ریاض	نذیر احمد	نصیر آباد	30	182
242	بشیر حسین	محبوب شاہ	نئی آبادی بوکڑہ	11	78
243	شیر زمان	محمد خان	ڈھیری حسن آباد	27	182
244	محمد ایوب - محمد خان	نادر خان	کمال آباد	40	286
245	راجہ مبارک حسین	دین محمد	مغل آباد	42	260

246	جاوید اختر	محمد حسین	ستار مل	34	234
247	محمد ایوب خان	علیا	کوالمنڈی	40	286
248	عبدالقیوم	غلام محمد	صدر	28	208
249	محمد ایوب و محمد اقبال	سردار بلور	چوہڑ ہڑپال	23	130
250	صابر حسین	اقبال	ٹیچ بھاٹہ	34	260
251	ریاست حسین	راجہ کالا خان	لال کرتی	37	234
252	خالد محمود	عبدالکریم	جھنڈا چیچی	34	234
253	سپرنٹنڈنٹ پولیس	———	پولیس لائن	ندارد	ندارد
254	ملک حیات	ندارد	صدر	27	234
255	شاہد رؤف	عبدالرؤف	بھاری کیمپ	12	78
256	راجہ نہراسب خان	راجہ مالک خان	ٹینچ بھاٹہ	25	156
257	شاہد منصور	منصور احمد	نالہلی موہری	20	208
258	محمد شفیع محمد آصف	غلام محمد	ڈھوک چراغ دین	17	130

مجلس قائمہ کی رپورٹ پیش کرنے کی مدت میں توسیع

خان امیر عبد اللہ خان روکڑی : جناب والا ! میں تحریک پیش کرتا ہوں :

کہ مجلس قائمہ برائے خوراک و امداد باہمی کی رپورٹ بسلسلہ کوآپریٹو سوسائیٹیز ریفارم آرڈر پنجاب امینڈمنٹ بل 1974ء پیش کرنے کی مدت 25-11-1974 تک بڑھا دی جائے۔

سپیکر : تحریک پیش کی گئی ہے اور سوال یہ ہے :

کہ مجلس قائمہ برائے خوراک و امداد باہمی کی رپورٹ بسلسلہ کوآپریٹو سوسائیٹیز ریفارم آرڈر پنجاب امنڈمنٹ بل 1974ء پیش کرنے کی مدت 25-11-1974 تک بڑھا دی جائے۔

(تحریک منظور کی گئی)

مجلس استحقاقات کی رپورٹ پیش کرنے کی مدت میں توسیع

قاضی محمد اسماعیل جاوید : جناب والا ! میں تحریک پیش کرتا ہوں :

کہ مجلس استحقاقات کی رپورٹ بسلسلہ حاجی محمد سیف اللہ خان کی تحریک استحقاق نمبر 59 پیش کرنے کی مدت میں 31 دسمبر 1974ء تک توسیع کی جائے۔

مسٹر سپیکر : تحریک پیش کی گئی ہے اور سوال یہ ہے :

کہ مجلس استحقاقات کی رپورٹ بسلسلہ حاجی محمد سیف اللہ خان کی تحریک استحقاق نمبر 59 پیش کرنے کی مدت میں 31 دسمبر 1974ء تک توسیع کی جائے۔

(تحریک منظور کی گئی)

مجلس قائمہ کی رپورٹ پیش کرنے کی مدت میں توسیع

کرنل محمد اسلم خان نیازی : جناب والا ! میں تحریک پیش کرتا ہوں :

کہ مجلس قائمہ برائے مواصلات و تعمیرات کی رپورٹ بسلسلہ دی پنجاب ہائیکنگ فیسیلیٹیز فار ٹان پروپرائیٹرز ان رورل ایریاز بل 1974ء پیش کرنے کی مدت میں 25-10-1974 تک توسیع کی جائے۔

مسٹر سپیکر : تحریک پیش کی گئی ہے اور سوال یہ ہے :

کہ مجلس قائمہ برائے مواصلات و تعمیرات کی رپورٹ بسلسلہ دی پنجاب ہائیکنگ فیسیلیٹیز فار ٹان پروپرائیٹرز ان رورل ایریاز بل 1974ء پیش کرنے کی مدت میں 25-10-1974 تک توسیع کی جائے۔

(تحریک منظور کی گئی)

مسئلہ استحقاق

نشان زدہ سوال نمبر 5506 کے جواب کی غلط فراہمی

مسٹر سپیکر : اب جناب منظور احمد موہل کی تحریک استحقاق نمبر 66 لی جاتی ہے ۔ ڈاکٹر صاحب ! یہ آپ سے متعلق ہے ۔

وزیر تعلیم : جناب والا ! اسے مجلس استحقاقات کے سپرد کر دیا جائے ۔

مسٹر سپیکر : میں اسے پڑھ تو دوں ۔

جناب منظور احمد موہل یہ تحریک پیش کرتے ہیں کہ حال ہی میں وقوع پذیر ہونے والے ایک اہم مسئلے کو زیر بحث لانے کے لئے تحریک استحقاق پیش کرتا ہوں ۔ مسئلہ یہ ہے کہ مورخہ 9 اکتوبر 1974ء کو ڈاکٹر عبدالخالق وزیر تعلیم نے نشان زدہ سوال نمبر 5506 کے جواب میں جو بیان فرمایا ، وہ بالکل غلط اور بے بنیاد ہے محکمہ متعلقہ نے غلط رپورٹ مہیا کی ہے ۔ جس سے نہ صرف میرا بلکہ اس معزز ایوان کا استحقاق مجروح ہوا ہے ۔ حقیقت میں بہاولنگر شہر میں پانی پینے کے قابل نہ رہا تھا ۔ شہریوں نے زبردست احتجاج کیا ۔ چار ٹیوب ویل نئے لگائے گئے ۔ سات ٹیوب ویل لگانے ابھی باقی ہیں ۔ یہ سکیم پچاس لاکھ روپے کی ہے ۔ لیکن ان تمام امور سے انکار کیا گیا ہے لہذا تحریک استحقاق پیش کی جاتی ہے ۔

It is referred to the Priviliges Committee. Report to come within a month.

تحاریک التوائے کار

مسٹر ممتاز احمد کاھلوں ایم ۔ پی ۔ اے کی گرفتاری کے بارے میں ایوان کو تاخیر سے مطلع کرنا

حاجی محمد سیف اللہ خان : میری تحریک التوا pending پڑی تھی ۔

مسٹر سپیکر : وہ تو dispose of ہو گئی ۔

The information received is in accordance with the rule.

حاجی محمد سیف اللہ خان : کل میں نے پوچھا تھا تو آپ نے فرمایا تھا کہ کل لیں گے ۔ آج آپ فرماتے ہیں کہ وہ dispose of ہو گئی ہے ۔

مسٹر سپیکر : نہیں میں نے ان معنوں میں نہیں کہا کہ آپ کی غیر حاضری میں dispose of کر دی ہیں ۔ میں اب یہ اطلاع دے رہا ہوں کہ

information as required by the rules of procedure.

کل میرے دفتر میں موصول ہو گئی تھیں ۔

حاجی محمد سیف اللہ خان : اگر آپ کو اطلاعات مل گئی ہیں تو مجھے یہ تو کم از کم موقع دیں کہ میں آپ کو یہ بتا سکوں کہ آیا وہ درست اور جائز ہیں اور آیا اس ایوان کا استحقاق مجروح ہوا ہے یا نہیں ۔

مسٹر سپیکر : ان کی تحریر کے مطابق 8 تاریخ کو انہوں نے اطلاع بھیجی ہے ۔

حاجی محمد سیف اللہ خان : اور 5 تاریخ کو گرفتار کیا ۔ یہ تو کم از کم سنیں کہ انہیں یہ اطلاع بھیجنا کب چاہئے تھی ۔ اجازت ہے جناب والا ؟

مسٹر سپیکر : فرمائیے ۔

حاجی محمد سیف اللہ خان : جناب والا ! قواعد انضباط کار کے قاعدہ نمبر 61 کے تحت مندرجہ ذیل خصوصی پرویژن لکھی گئی ہے :

Rule 62 –

When a member is arrested on a criminal charge or for a criminal offence or is sentenced to imprisonment by a court or is detained under any executive order, the court or executive authority,

as the case may be, shall immediately intimate such fact to the Speaker indicating the reasons for the arrest, detention or imprisonment of the member in the appropriate form set out in Schedule II.

جناب والا ! شیڈول نمبر 2 بڑا comprehensive ہے ۔ جس میں وقت تک دیا گیا ہے کہ اس کو کس وقت گرفتار کیا گیا اور کن کن جرائم کے تحت ۔ پھر قواعد میں یہ پابندی لگائی گئی ہے کہ اطلاع immediately دینا پڑے گی ۔ اب ہم نے اس sense کو دیکھنا ہے کہ اس پرویژن کو رکھنے کا آخر کیا فائدہ ہے ۔ گرفتار کرنے کا اختیار تو ہے ۔ ایک criminal جرم میں ایک افسر نے گرفتار کر لیا ۔ عام شہری بھی گرفتار ہوتے ہیں ۔ آخر ایک ممبر کو گرفتار کرنے کے بعد ان قواعد میں اس افسر کے لئے کیوں ضرورت لاحق ہوئی کہ وہ جناب سپیکر کو فوراً اطلاع دے ۔ محض اس لئے کہ اس ایوان کے فاضل ممبران کچھ استحقاق رکھتے ہیں اور ان کی کچھ اہمیت ہے ۔ جمہوریت کی اہمیت کے پیش نظر عوامی نمائندوں کے لئے خاص طور پر یہ شق رکھی گئی تاکہ ان کے ساتھ کسی قسم کی دھاندلی نہ ہو ۔ اس طرح کی روایات نہ اپنائی جا سکیں ۔ جس طرح ہوتا ہے کہ آج ایک کیس درج کر لیا ، اس کے بعد اس کی ضمانت ہوئی ۔ پھر اس کو پتہ نہیں اور خاموشی سے پھر دوسرے کیس میں گرفتار کر لیا اور پھر اس کی ضمانت ہوئی اور پھر کوئی تیسرا کیس بنا دیا کہ اس میں ہم نے گرفتار کر لیا ہے ۔ فاضل ممبران کے سلسلے میں یہ طریق کار اپنایا جائے ۔ اس لئے حکومت اور گرفتار کرنے والی اتھارٹی کے لئے ضروری قرار دیا گیا کہ جب وہ کسی فاضل رکن اسمبلی کو گرفتار کریں تو فوری طور پر جناب سپیکر کے توسط سے اس ایوان کو ان الزامات سے مطلع کریں ۔ جن کے تحت گرفتاری عمل میں آئی اور immediately جس کا معنی یہ ہے کہ بلا تاخیر ۔ اس سے ہم نے تفتیش کا نتیجہ مانگنا ہے اور نہ انہوں نے پوچھا ہے کہ آیا وہ واقعی مجرم ثابت ہوئے ہیں اور انہیں گرفتار کرنا چاہئے تھا یا نہیں ۔ جب ایک incident ہو جائے ، جب

ایف ۔ آئی ۔ آر lodge ہو جائے تو اس کے بعد گرفتار کرنے والے افسر کا فوری اور سب سے پہلا کام یہی ہے ۔ immediately after arrest لکھا ہوا ہے ۔ گرفتاری پر ہم نے اعتراض نہیں اٹھایا بلکہ یہ کہ ایف ۔ آئی ۔ آر lodge ہوئی ہے پانچ کو اور انہوں نے اطلاع بھیجی ہے 8 کو ۔ ہو سکتا ہے کہ انہوں نے گرفتار بھی آٹھ ہی کو کیا ہو اور ایف ۔ آئی ۔ آر lodge کرنے کے بعد نہیں بلکہ گرفتاری کے بعد اطلاع ملی ہو ۔

جہاں تک ممتاز احمد کاہلوں کی گرفتاری کا تعلق ہے ۔ ان کی رپورٹ کے مطابق انہیں پانچ اور چھ کی درمیانی شب کو گرفتار کیا گیا اور پہلے اس کی ایف ۔ آئی ۔ آر درج ہوئی ہے ۔ ان کے خلاف پرچہ ہوا ہے اور گرفتاری ہونے کے بعد جب چھ تاریخ کی صبح کو ان کے کہنے کے مطابق چھ بجے صبح جناب والا ان کو گرفتار کیا گیا ۔ مجھے بتائیے کہ اگر motive غلط نہیں ہے اگر قواعد کے مطابق عمل کرنے کی واقعی انہیں ضرورت لاحق ہوئی ہے اور انہوں نے قانون اور قواعد کا احترام کیا تو مجھے بتائیں کہ تین دن صرف رپورٹ کے آنے میں لگ جاتے اور وہ بھی اس وقت آئی جب کہ دوسرے روز تحریک استحقاق اس ہاؤس میں پیش کر دی گئی کہ جناب اس ہاؤس کا ایک فاضل رکن گرفتار کر لیا گیا ہے ۔ ہم تک تو یہ اطلاع پہنچ گئی ہے مگر پولیس نے یہ زحمت گوارا نہیں کی کہ وہ آپ کو بر وقت اس کی اطلاع دے اور وہی کچھ ہوا ۔ جس خدشے کے تحت یہ قواعد بنائے گئے تھے کہ وہ اس سلسلے میں اس قسم کا لائحہ عمل ممبران کے ساتھ نہ کر سکیں کہ انہیں پتہ ہی نہ ہو وہ ایک جرم میں جناب ضمانت کراتے ہیں ابھی ان کی ضمانت منظور ہوتی ہے release orders پہنچتے ہیں کہ دوسرا warrant of arrest ان کے پاس پہنچ جاتا ہے کہ ان کے خلاف تو فلاں کیس بھی درج ہوا ہے اور اس لئے آپ کے پاس 8 تاریخ کو یہ رپورٹ بھیجی گئی ہے تاکہ نہ اس رپورٹ کا پتہ فاضل رکن کو لگ سکے کہ میرے خلاف کتنے مقدمات درج ہوئے ہیں نہ اس ایوان کے ممبران کے علم میں آ سکے اور یہ سارا کچھ bad motive کے تحت کیا گیا ہے ۔ اس طرح یہ قواعد کی مٹی پلید کی گئی ہے اور اسی طرح اگر انہوں نے اپنا طریقہ کار

اپنایا تو میں یقین سے کہہ سکتا ہوں کہ کسی بھی فاضل رکن کی عزت اور جان و مال محفوظ نہیں رہ سکتا ۔ قانون کی پابندی ہر شخص کا فرض ہے ۔ ان کو گرفتار کرنے کا انہیں حق ہے ہم یہ نہیں کہتے کہ انہوں نے گرفتار کیوں کیا یا نہ کیا ۔ یہ عدالت کا کام ہے اور جیسے ہمیں حق حاصل ہے کہ ہمارے ساتھ کوئی زیادتی نہ ہو ۔ ہمارے ساتھ کسی قسم کا غلط فعل نہ اپنایا جائے ۔ غلط کام ہمارے ساتھ نہ کیا جائے وہ انہوں نے ان قواعد کی خلاف ورزی کرکے ثابت کر دیا ہے کہ انہوں نے صریحاً دانستہ طور پر سو میل کے فاصلہ پر ایک واقعہ ہونے کے بعد جناب سپیکر کو ۔ ۔ ۔ ۔

وزیر قانون : پوائنٹ آف آرڈر ۔ کیا آپ نے اس تحریک پر بحث کی اجازت دے دی ہے ۔

Mr. Speaker : He can make a short statement in its support.

وزیر قانون : تقریر لمبی ہوگئی تھی اس لئے میں نے عرض کیا ہے ۔ وہ short نہیں رہی تھی ۔

حاجی محمد سیف اللہ خان : تو جناب میری یہی یہ استدعا ہے کہ اب جو proforma انہوں نے 8 تاریخ کو بھیجا ہے ۔ ۔ ۔ ۔

مسٹر سپیکر : پانچ تاریخ کو کوئی گرفتاری نہیں ہے ۔

حاجی محمد سیف اللہ خان : پانچ اور چھ کی درمیانی شب کو ہوئی ہے ۔ میں نے بھی یہی لکھا کہ پانچ اور چھ کی درمیانی شب کو گرفتار کیا گیا ہے اور اخبارات میں بھی یہی آیا ہے کہ پانچ اور چھ کی درمیانی شب کو انہیں گرفتار کیا گیا ۔

مسٹر سپیکر : میں وہ تو نہیں کہتا بہر حال جو انفارمیشن مجھے آئی ہے ۔ ۔

حاجی محمد سیف اللہ خان : وہ چھ کی صبح چھ بجے ہوئی ہے ۔

مسٹر سپیکر : سارے چھ بجے لکھا ہوا ہے ۔

حاجی محمد سیف اللہ خان : جی ہاں وہ صبح کے ساڑھے چھ بجے ہی ہوتے ہیں ۔

مسٹر سپیکر : ایک سات تاریخ کو کی ہے اور ایک پھر انہوں نے آٹھ تاریخ کو کی ہے ۔

حاجی محمد سیف اللہ خان : ۔ ۔ ۔ اور میری تحریک استحقاق سات کو آئی ہے ۔ ان کے گرفتار ہو جانے کے جناب والا ! 26 گھنٹے بعد میری وہ تحریک استحقاق آئی ہے ۔ جس کے متعلق انہیں فوری intimate کرنا ضروری تھا اور جب میری تحریک استحقاق اخبارات میں آ گئی اور وہ pending رکھ دی گئی تو پھر پولیس نے تکلیف گوارا کی اور انہوں نے proforma میں آپ کے پاس یہ اطلاع بھیجی کہ ۔ ۔ ۔ ۔

مسٹر سپیکر : آپ کچھ فرمائیں گے ۔

وزیر قانون : جناب والا ! میں اس میں یہ عرض کرنا چاہتا ہوں کہ اس میں کوئی بد نیتی نہیں ہے جیسا کہ آپ کو معلوم ہے ٹیلی پرنٹر کے ذریعے ۔ ۔ ۔ ۔

حاجی محمد سیف اللہ خان : جناب والا ! اس میں ایک چھوٹی سی گذارش اور کرنا چاہتا تھا وہ رہ گئی ہے کہ ان حالات کی روشنی میں میں یہ گذارش کروں گا کہ چونکہ ایک فعل سر زد ہو گیا ہے اس کا ازالہ کر دینے سے جرم ختم نہیں ہوا کرتا میں یہ استدعا کروں گا کہ اس تحریک کو استحقاق کمیٹی کے پاس بھیج دیا جائے تاکہ متعلقہ پولیس افسران اپنی پوزیشن کی وضاحت کر سکیں کہ یہ تاخیر کیوں ہوئی ہے اور کس طرح انہوں نے دیر سے اطلاع بھیجی ہے اگر ان چیزوں کو lightly لیا گیا تو یقین جانیں کہ پھر کسی معزز رکن کے استحقاق کا کوئی خیال نہیں رکھا جائے گا اور یہ قواعد و ضوابط اور دوسری یہ جو provisions رکھی گئی ہیں وہ بے کار اور غیر موثر ہو کر رہ جائیں گی ۔ اس لئے اسے استحقاق کمیٹی میں بھیجا جائے ۔ میں یہ تحریک پیش کرتا ہوں ۔

وزیر قانون : جناب والا ! جیسا کہ آپ کے علم میں ہے اطلاع تار کے ذریعے آپ کو دی گئی ہے یہاں اگر بد ایتی ہوتی تو تار کے ذریعے اطلاع دینے کی ضرورت نہ ہوتی ۔ وہ تو ڈاک میں بھی بھیجی جا سکتی تھی اور اس میں دیر ہوتی ۔ اس ہاؤس کو مطلع کرنے کے لئے عجلت سے کام لیا گیا ہے اور تار سے اطلاع دی گئی ہے ۔ جہاں تک اطلاع کا تعلق ہے کہ ۔ ۔ ۔

مسٹر سپیکر : اس میں کچھ عجیب سی باتیں ہیں مثلاً جو ٹیلی گرام آئی ہے وہ میں آپ کو پڑھ کر سنا دیتا ہوں وہ یہ ہے کہ

> Mr. Mumtaz Ahmad Kahloon, M.P.A. resident of Chak No. (so and so) has been arrested in the following criminal cases by the City Inspector, Sargodha on 6-10-1974. This is for your kind information :
>
> F.I.R. 628 and F.I.R. 381.

اب جو میرے پاس ان کی بعد میں تحریراً انفارمیشن آئی ہے اس میں اتنی contradiction ہے کہ 631 میں وہ ٹیلی گرام جو کو بھیجتے ہیں کہ ہم نے گرفتار کر لیا ہے اور میرے پاس جو آئی ہے اس میں 4-30 p.m. on the 7th Oct. وہ لکھ رہے ہیں یعنی ٹیلی گرام ان کی گرفتاری سے چوبیس گھنٹے پہلے انہوں نے بھیج دی ہے ۔ تو اب ان حالات میں

I would like to know what is your opinion.

وزیر قانون : جناب والا ! میں اس کے متعلق دریافت کرکے کچھ بتا دوں گا چونکہ یہ ٹیلیگرام ہوائیس ڈیپارٹمنٹ کی طرف سے آئی ہے اور یہ اطلاع بھی آپ کے پاس ان کی طرف سے آئی ہے ۔ میں اس contradiction کے متعلق ۔ ۔ ۔

Mr. Speaker : In view of this, are you opposing that this should go to the Privilege Committee.

وزیر قانون : چلی جائے ۔

مسٹر سپیکر : پھر انہوں نے چھ کو انہیں گرفتار کیا ہے اور اس کا ٹیلیگرام میں کوئی ذکر نہیں ہے ۔ 652 میں انہوں نے چھ اکتوبر کو گرفتار کیا ہے اور چھ اکتوبر کی ایف ۔ آئی ۔ آر جو ہے اس کا اس ٹیلیگرام میں کوئی ذکر نہیں ہے ۔

وزیر قانون : یہ کمیٹی میں چل جانے میں کوئی اعتراض نہیں ہے ۔

علامہ رحمت اللہ ارشد : جناب والا ! یہی بات ٹھیک ہے کہ اسے استحقاق کمیٹی کو ریفر کر دیا جائے ۔

Mr. Speaker : The matter is referred to the Privileges Committee, the report to come within a fort-night.

میں اسے جلدی کر دیتا لیکن fortnight میں نے اس لئے کیا ہے کہ آج چونکہ پاؤس دس دن کے لئے ملتوی ہو رہا ہے اس لئے

We will be meeting on 21st October, 1974 and the Members of the Committee may not stay in Lahore.

حاجی سیف اللہ خان : ٹھیک ہے ۔

مسٹر سپیکر : تو عید آ جائے گی ۔ جمعۃالوداع آ جائے گا ۔

سید نابش الوری : جناب سپیکر ! کیا ممتاز احمد کاھلوں صاحب کی گرفتاری کے سلسلے میں کوئی نئی اطلاع بھی قواعد و ضوابط کے مطابق جناب کو موصول ہوئی ہے کہ گھڑی چرانے کے الزام میں بھی ایک مقدمہ ان کے خلاف درج کیا گیا ہے ۔

مسٹر سپیکر : یہ نہیں ہے ۔ وہ میں نے کل آپ کو پڑھ کر سنایا تھا کل آپ نے توجہ سے سنا نہیں کہ ان کے متعلق ڈالرکٹ الزام نہیں ہے ۔ وہ جو کوئی واقعہ ہوا ہے جس میں بہت سے لوگ تھے ان میں سے غالباً کسی شخص کو گھڑی اور کچھ روپیہ پیسہ لوٹنے کے جرم میں دھر لیا گیا ہے ۔

سید نابش الوری : اور اس میں ممتاز احمد کاھلوں صاحب بھی شامل ہیں ۔

مسٹر سپیکر : اب یہ براہ راست نہیں ہے ۔ آپ دیکھ لیں اس کو ۔

I have read it in the House. You may check up the record of the House.

سید تابش الوری : سابق وزیر کھڑی چرا رہے ہیں ۔

مسٹر سپیکر : میں یہاں بیٹھ کر comment نہیں کر سکتا ۔ یہ تو ہوتا ہے ۔

حاجی محمد سیف اللہ خان : ہم اگر بھینسیں چرا سکتے ہیں تو وہ کھڑی نہیں چرا سکتے ۔

مسٹر سپیکر : مگر کھڑی چرانے میں اور بھینسیں چرانے میں بڑا فرق ہے with due apology cattle lifters تو ہماری سوسائٹی میں بڑے معتبر قسم کے لوگ بھی ہیں ۔ مگر شاید کھڑی چور اتنے معتبر نہیں ہیں ۔

(قہقہے)

Let us come to the subject.

یہ دو تین تعاریک آج کے لئے رکھی ہوئی ہیں اگر تو آپ کہیں کہ ان کو ہم لے لیں اور پہلے راولپنڈی والی کر لیں جس کا میں نے ان کو نوٹس دیا ہوا ہے ۔

حاجی محمد سیف اللہ خان : ٹھیک ہے کر لیں ۔

مسٹر سپیکر : 119 نمبر علامہ رحمت اللہ ارشد 120 راجہ جمیل اللہ خان ۔ سید تابش الوری ۔ حاجی محمد سیف اللہ خان 121 میں دوبارہ پڑھ دیتا ہوں ۔

گورنمنٹ کالج اصغر مال راولپنڈی کی حدود کے اندر داخل ہوکر پروفیسروں اور طلباء پر پولیس کا تشدد

سید تابش الوری : جناب والا ! آپ نے پڑھی نہیں ہیں ۔

مسٹر سپیکر : ایک دو میں نے پڑھ دی تھیں لیکن پھر بھی میں پڑھے دیتا ہوں ۔

تحریک التوائے کار نمبر 119 علامہ زحمت اللہ ارشد یہ تحریک پیش کرنے کی اجازت طلب کرتے ہیں کہ اہمیت عامہ رکھنے والے ایک اہم اور فوری مسئلہ کو زیر بحث لانے کے لئے اسمبلی کی کارروائی ملتوی کی جائے مسئلہ یہ ہے کہ روزنامہ مشرق 6 اکتوبر 1974ء کی اطلاع کے مطابق راولپنڈی میں کالجوں کے اندر طلباء گذشتہ روز کے پولیس تشدد کے خلاف کالج کی حدود کے اندر مظاہرہ کر رہے تھے کہ پولیس کی بھاری نفری نے گورنمنٹ کالج اصغر مال کے اندر داخل ہوکر پر امن طلباء پر بے جواز تشدد کیا اور طلباء کو گرفتار کرکے انہیں برہنہ کیا گیا اور پھر سر عام سڑکوں پر پھرایا گیا اس نازک اور تکلیف دہ صورت حالت سے شہریوں اور خصوصاً طلباء میں سخت اضطراب و غم و غصہ پایا جاتا ہے ۔

تحریک التوائے کار نمبر 120 کرنل راجہ جمیل اللہ خان یہ تحریک پیش کرنے کی اجازت طلب کرتے ہیں کہ اہمیت عامہ رکھنے والے ایک اہم اور فوری مسئلہ کو زیر بحث لانے کے لئے اسمبلی کی کارروائی ملتوی کی جائے مسئلہ یہ ہے کہ روز نامہ مشرق لاہور مورخہ 6 اکتوبر 1974ء کی اطلاع کے مطابق راولپنڈی میں طلباء گذشتہ روز کے پولیس تشدد کے خلاف کالج کی حدود میں مظاہرہ کر رہے تھے کہ پولیس کی بھاری نفری نے گورنمنٹ کالج اصغر مال کے اندر داخل ہوکر پر امن طلباء پر بے جواز شدید تشدد کیا اور کئی طلباء کو گرفتار کرکے برہنہ حالت میں سر عام سڑکوں پر پھرایا گیا پولیس نے کالج کے پروفیسروں کو بھی معاف نہیں کیا ان پر بھی تشدد کیا گیا اس صورت حال سے عوام اور خصوصاً طلباء میں شدید غم و غصہ کی لہر دوڑ گئی ہے ۔

راجہ محمد افضل خان : جناب والا ! اس سلسلہ میں میری بھی تحریک التوائے کار ہے ۔

مسٹر سپیکر : میں دیکھ لیتا ہوں ۔

راولپنڈی اور اسلام آباد میں کالجوں کے اندر گھس کر پولیس کی طرف سے طلباء پر اشک آور گیس کا استعمال ، لاٹھی چارج اور فائرنگ

مسٹر سپیکر : تحریک التوائے کار نمبر 121 سید تابش الوری یہ تحریک پیش کرنے کی اجازت طلب کرتے ہیں کہ اہمیت عامہ رکھنے والے ایک اہم اور فوری مسئلہ کو زیر بحث لانے کے لئے اسمبلی کی کارروائی ملتوی کی جائے مسئلہ یہ ہے کہ 5 اکتوبر 1974ء کو راولپنڈی اور اسلام آباد میں پولیس اور طلباء کے درمیان تصادم کے المناک واقعات ہوئے - پولیس نے تمام کالجوں کے طلباء پر کالجوں کے اندر گھس کر تشدد کیا کسی اشتعال کے بغیر لاٹھی چارج کیا اور متعدد بار اشک آور گیس استعمال کی بعض مقامات پر ہوائی فائرنگ بھی کی گئی اور طلباء کو برہنہ کرکے سر بازار پیٹا گیا - پولیس کی تشددانہ کارروائی سے بہت سے طلباء اور اساتذہ زخمی ہوگئے تقریباً چار سو طالب علموں کو گرفتار کر لیا گیا جس سے طلباء اور عوام میں سخت ہیجان پیدا ہوگیا ہے -

تحریک التوائے کار نمبر 122 حاجی محمد سیف اللہ خان یہ تحریک پیش کرنے کی اجازت طلب کرتے ہیں کہ اہمیت عامہ رکھنے والے ایک اہم اور فوری مسئلہ کو زیر بحث لانے کے لئے اسمبلی کی کارروائی ملتوی کی جائے مسئلہ یہ ہے کہ روز نامہ نوائے وقت مورخہ 6 اکتوبر 1974ء کے مطابق راولپنڈی میں مورخہ 5 اکتوبر 1974ء کو پولیس نے طلباء پر زبردست لاٹھی چارج کیا یہ لاٹھی چارج پولیس نے کالجوں کے اندر گھس کر بغیر کسی قسم کے جواز کے کیا ان پر اشک آور گیس چھوڑی گئی - کالجوں میں پولیس نے فائرنگ بھی کی اور گولیوں کے نشانات کالجوں کی عمارتوں پر موجود ہیں سی - ٹی کالج کے برآمدے میں سے گولیوں کے چار خول بھی سٹیشن کمانڈر کے حوالے کئے گئے صرف یہاں تک اکتفا نہیں کیا گیا بلکہ طلباء کو ننگا کرکے ان کا جلوس نکالا گیا - پولیس کی اس شرمناک حرکت سے پروفیسر اور سینکڑوں طلباء زخمی ہوگئے پولیس کے اس نارروا تشدد اور لاقانونیت کی وجہ سے عوام میں سخت اضطراب بے چینی اور شدید غم و غصہ پایا جاتا ہے -

مسٹر سپیکر : چوہدری صاحب آپ کی تحریک التوائے کار کا نمبر کیا ہے۔

چوہدری امان اللہ لک : جناب والا ! 133 ہے۔

مسٹر سپیکر کرنل صاحب کی ایک تحریک التوائے کار ہو گئی ہے اس لئے دوسری تحریک infructuous ہو گئی ہے۔

راولپنڈی میں ڈرائیوروں اور ہاکروں کا طلباء پر حملہ اور پولیس کا طلباء پر تشدد

تحریک التوائے کار نمبر 133 چوہدری امان اللہ لک یہ تحریک پیش کرنے کی اجازت طلب کرتے ہیں کہ اہمیت عامہ رکھنے والے ایک اہم اور فوری مسئلہ کو زیر بحث لانے کے لئے اسمبلی کی کارروائی ملتوی کی جائے مسئلہ یہ ہے کہ روزنامہ نوائے وقت لاہور کی اشاعت مورخہ 5 اکتوبر 1974ء کے مطابق راولپنڈی میں ڈرائیوروں اور ہاکروں نے حملہ کرکے 55 طلباء کو زخمی کر دیا طلباء نے کئی ویگنوں اور بسوں پر قبضہ کر لیا پولیس نے راولپنڈی میں واقعہ کالجوں کے اندر داخل ہو کر طلباء پر لاٹھی چارج کیا اور آنسو گیس کے گولے پھینکے اور طلباء کو گرفتار کرکے ننگا کرکے ان کا جلوس نکالا اس واقعہ سے پورے صوبہ پنجاب کے طلباء میں بے چینی اور ہیجان پیدا ہو چکا ہے اور صوبے کے عوام میں یہ بے چینی پیدا ہو چکی ہے کہ یہ ہنگامے کرائے جا رہے ہیں اور صوبے کا امن و امان تباہ کیا جا رہا ہے پولیس نے بے جا جبر و تشدد کرکے ان ہنگاموں کو اشتعال دیا ہے اور پولیس اور مقامی انتظامیہ ہنگاموں پر قابو پانے میں ناکام رہے ہیں واقعہ چونکہ انتہائی سنگین ہے اس لئے اس پر بحث کے لئے اسمبلی کی کارروائی ملتوی کر دی جائے۔

راجہ عبد الفضل : جناب والا ! 137

ٹیکنیکل کالج اور گارڈن کالج راولپنڈی کے طلبا پر ڈرائیوروں اور ان کے ساتھیوں کا حملہ کرنا اور پولیس کا بجائے حملہ آوروں کے خلاف کارروائی کرنے کے طلبا کو گرفتار کر لینا

مسٹر سپیکر : راجہ محمد افضل تحریک پیش کرنے کی اجازت طلب کرتے ہیں کہ اہمیت عامہ رکھنے والے ایک اہم اور فوری مسئلہ کو زیر بحث لانے کے لئے اسمبلی کی کارروائی ملتوی کی جائے مسئلہ یہ ہے کہ مورخہ 6 اکتوبر 1974ء نوائے وقت (راولپنڈی) کی اس خبر سے کہ ٹیکنیکل کالج اور گارڈن کالج کے طلباء پر ڈرائیوروں اور ان کے ساتھیوں نے حملے کئے اور پولیس نے حملہ آوروں کے خلاف کارروائی کرنے کی بجائے بہت سے طلبا کو گرفتار کر لیا عوام اور طلباء برادری میں حکومت کے خلاف سخت غم و غصہ کی لہر دوڑ گئی ہے اور عوام یہ سوچنے پر مجبور ہو گئے ہیں کہ کافی عرصہ سے طلبا اور بسوں اور ویگنوں کے عملہ کے مابین فرقہ بندی کی طرح ذہن میں محاذ آرائی ہو رہی ہے جس کو بڑھانے میں حکومت معاونت کرتی ہے اور یہ تاثر پایا جاتا ہے کہ حکومت اس سانحہ کی ذمہ دار ہے کہ یہ جانتے ہوئے کہ ایک دن پہلے طلباء اور ویگن کے ڈرائیوروں اور عملہ میں تصادم ہوا - پھر بھی کوئی انسدادی تدابیر اختیار نہ کی جس طرح حزب اختلاف کے جلسوں کو درہم برہم کرنے کے لئے جدوجہد ہوتی ہے بلکہ غنڈہ گردی.....

یہ آپ کا جواب مضمون ہے یا تحریک التوائے کار ہے اس وقت تو میں اس کو پڑھ رہا ہوں

I would not allow such Adjournment Motions in future. I do not want essays and thesis.

کیونکہ باقی کو admit کرنے کا میرا attitude ہے اس لئے میں پڑھ رہا ہوں.....

راجہ محمد افضل خان : جناب والا ! آپ اس کو کاٹ دیں -

مسٹر سپیکر : نہیں میں اس کو کاٹ نہیں سکتا - آپ تو رواز کی دھجیاں

لڑاتے ہیں - میرے فرائض میں یہ شامل نہیں ہے -

I cannot even change a comma in this. I am not supposed to do this.

بلکہ غنڈہ گردی کی یہ انتہا ہے کہ پولیس کی موجودگی میں غنڈے مذکورہ کالج کے اندر داخل ہو کر طلباء پر بیحالہ تشدد کرتے رہے - سالیکل سکوٹر ضائع کرتے رہے لیکن گرفتاری صرف طلباء کی ہوتی ہے جس کی وجہ سے عوام یہ سوچنے پر مجبور ہیں کہ حکومت نوجوانوں کی تنظیم اور طاقت غنڈوں کے ذریعہ اس لئے توڑوا رہی ہے تاکہ یک شخصی اور ایک پارٹی حکومت کے راستہ میں حائل رکاوٹیں دور کرنے کے لئے نوجوانوں کی کمر توڑ کر ان کی سکت ختم کر دی جائے -

This Adjournment Motion is not in accordance with the rules.

Or I should take my decision. - کیا وزیر تعلیم کچھ فرمائیں گے -

وزیر تعلیم : جناب والا ! میں تھوڑی سی عرض کر دیتا ہوں کہ پچھلے دنوں کے حادثے کی وجہ سے جو طلباء اور اس کے ملازموں میں جھگڑا ہوا تھا تو یہ خیال تھا کہ دوسرے دن شاید اور کوئی بد امنی نہ ہو اس لئے احتیاطی تدابیر کے طور پر امن عامہ قائم رکھنے کے لئے پولیس کی تھوڑی سی نفری مذکورہ کالج کے باہر متعین تھی کہ طلباء نے چھت پر چڑھ کر ان پر پتھراؤ کیا - انہوں نے اپنے بچاؤ کے لئے کالج کے اندر داخل ہو کر چھت پر چڑھ کر پتھراؤ کرنے والے طلباً کو (صرف چھت پر چڑھے ہوئے پتھراؤ کرنے والے طلباً کو) حراست میں لیا - لیکن ان پر کوئی تشدد نہیں کیا گیا اور نہ ہی ان کا کوئی جلوس نکالا گیا اور یہ بھی بالکل غلط ہے کہ کوئی گولی چلی - میں اس کی قطعاً تردید کرتا ہوں کہ نہ تشدد کیا گیا اور نہ کسی سے ناروا سلوک کیا گیا اور نہ انکو برہنہ کیا گیا - پولیس پر چونکہ پتھراؤ ہو رہا تھا تو صرف ان طالبعلموں کو جو شدید پتھراؤ کر رہے تھے - پولیس نے حراست میں لیا اور باقی طلباء کو کچھ نہیں کہا گیا اور نہ اساتذہ کو کچھ کہا گیا اور نہ ہی حکومت کی پالیسی میں ہے کہ طلباً کو تشدد کا نشانہ بنائے -

حاجی محمد سیف اللہ خان : جناب والا ! چونکہ وزیر تعلیم نے یہ تسلیم کیا ہے کہ طلبا نے کالج کی چھتوں پر کھڑے ہو کر پولیس پر پتھراؤ کیا ۔ جس سے یہ ثابت ہو گیا ہے کہ پولیس کالج کے اندر گئی ۔ جناب والا ! میں پوچھنا چاہتا ہوں کہ پولیس کو کیا ضرورت کالج کے اندر جانے کی لاحق ہوئی تھی اور یہ ہمیشہ ہوتا آیا ہے کہ جب کبھی پولیس نے تعلیمی اداروں میں کسی قسم کی مداخلت کی ہے تو طلباء مشتعل ہوتے رہے ہیں اور یہی واقعہ راولپنڈی میں بھی پیش آیا کہ پولیس اندر گئی اور طلباء مشتعل ہو گئے حالانکہ پرنسپل صاحبان کی جانب سے بھی ہمیشہ یہ مخالفت کی جاتی رہی ہے کہ کالج کی چار دیواری کے اندر امن وامان کے ہم ذمہ دار ہیں.....

Mr. Speaker : I admit these motions. Those who are in favour of the motions may rise in their seats. (Members stood in their seats).

سید ناہض الوری : جناب والا ! یہ موجودہ حکومت آخر طالب علموں کی اتنی دشمن کیوں ہو گئی ہے کہ روزانہ یہ واقعات معمول بن گئے ہیں ۔ روزانہ طالب علموں کو سربازار پیٹا جا رہا ہے ۔ وہ طالب علم جن کی مدد سے یہ برسراقتدار آئے تھے ۔ اب یہ ان کے سب سے بڑے دشمن بن گئے ہیں اور طلباء کو مختلف مقدمات میں پھنسایا جا رہا ہے ۔ جناب والا ! چار سو طلباء اس وقت بھی راولپنڈی میں گرفتار ہیں ۔

Mr. Speaker : It falls short of the required number. Leave is refused.

علامہ رحمت اللہ ارشد : جناب والا ! میں آپ کا مشکور ہوں کہ آپ نے اس تحریک کو ضابطہ کے اندر قرار دیا ہے لیکن ہم پولیس تشدد کے خلاف علامتی طور پر واک آؤٹ کرتے ہیں ۔

(اس مرحلہ پر اپوزیشن کے ممبران نے واک آؤٹ کیا)

مسٹر سپیکر : ڈاکٹر صاحب یہ تحریک التوا نمبر 37 المتعلقہ ہے ۔

وزیر تعلیم : جناب اسے کل پر رکھ لیں کیونکہ آج وزیر صحت صاحب تشریف نہیں رکھتے ۔

مسٹر سپیکر : وزیر صحت صاحب نے یہ استدعا کی تھی کہ آج ہڑتال کے سلسلہ میں ڈاکٹر صاحبان کا وفد انہیں ملنے آ رہا ہے اس لئے آج کے لئے انہوں نے معذرت کی ہے کہ اس اہم کام کی وجہ سے شاید آج وہ ایوان میں نہیں آ سکیں گے ۔ تو اس لئے 37 کو پینڈنگ رکھتا ہوں ۔

علامہ رحمت اللہ ارشد : جناب والا ! ایک میری بھی تحریک التوا تھی۔

مسٹر سپیکر : علامہ صاحب آپ مجھے صبح تو کم از کم نوٹس دے دیتے تاکہ میں وزیر متعلقہ کو بتا دیتا ۔ اب اگر وہ بتا بھی دوں تو کوئی فائدہ نہیں ہوگا ۔

علامہ رحمت اللہ ارشد : ٹھیک ہے جناب ۔

مسٹر سپیکر : حاجی صاحب کی تحریک التوائے کار نمبر 51 ہے جو کوچہ مہدیان شاہ عالم مارکیٹ کے دس مکانوں کی دیواریں شق ہونے کے متعلق ہے کیونکہ محلہ میں پانی کے بوسیدہ نل اور شکستہ نالیاں ہیں اور کارپوریشن یا امپروومنٹ ٹرسٹ کوئی بھی اپنی ذمہ داری قبول نہیں کر رہے ۔ یہ پہلے اڑھی جا چکی ہے ۔ اور وزیر صاحب اپنا بیان بھی دے چکے ہیں ۔ حاجی صاحب اب اس کو آپ پریس کر رہے ہیں ؟

حاجی محمد سیف اللہ خان : میں اس پر زور نہیں دیتا ۔

Mr. Speaker : In view of yesterday's statement of the Minister, the motion is not being pressed.

سید ناہش الوری : جناب والا ! سرگودھا کے واقعات سے متعلق ایک تحریک التوا تھی آپ اسے بھی لے رہے تھے ۔

مسٹر سپیکر : اس کا تو پھر پہلے مجھے نوٹس دینا پڑے گا ۔

سید ناہش الوری : جناب والا آپ نے فرمایا تھا.....

مسٹر سپیکر : کل تو وہ دولوں کتے تھے ایک راولپنڈی والا اور ڈاکٹروں والا بھی - اب یہ معلوم نہیں کونسی ہے - میں نے تو ابھی دیکھی بھی نہیں ہے اور مجھے معلوم بھی نہیں ہے کہ یہ آ گئیں ہیں یا نہیں -

سید تابش الوری : جناب والا میری تو نمبر 125 ہے -

حاجی محمد سیف اللہ خان : جناب والا میری نمبر 124 ہے -

وزیر تعلیم : جناب والا ! قاعدہ تو یہی ہے کوئی اگر آپ پہلے لینا چاہتے ہیں تو آپ پہلے ہمیں کہہ دیا کرتے ہیں -

سید تابش الوری : جناب والا ! جو جواب انہوں نے دینا ہے وہ تو مجھے معلوم ہے -

مسٹر سپیکر : یہ جانتے ہوئے بھی - بہر حال کچھ ذمہ داریاں آپ کی بھی ہیں اور کچھ میری بھی -

---

جیمز مسیح کی نعش کا کئی روز تک بغیر پوسٹ مارٹم کئے مردہ خانہ میں پڑے رہنا -

مسٹر سپیکر : حاجی صاحب آپ کی ہیں (52) پڑھ دیتا ہوں اس میں میں نے ایک بات آپ سے دریافت کرنی ہے اس کے بعد میں فیصلہ کر سکوں گا -

حاجی محمد سیف اللہ خان : یہ تحریک پیش کرنے کی اجازت طلب کرتے ہیں کہ اہمیت عامہ رکھنے والے ایک اہم اور فوری مسئلہ کو زیر بحث لانے کے لئے اسمبلی کی کارروائی ملتوی کی جائے - مسئلہ یہ ہے کہ روزنامہ نوائے وقت مورخہ 4 ستمبر 1974ء میں شائع شدہ ایک خبر کے مطابق مغلپورہ پولیس کی طرف سے 17 سالہ جیمز مسیح جو ایک سکوٹر کی زد میں آ کر ہلاک ہو گیا تھا کی نعش کا کئی روز تک نہ تو پوسٹ مارٹم کیا گیا اور نہ ہی نعش ورثا کے حوالے کی گئی اور یہ نعش کئی روز تک مردہ خانہ میں پڑی رہی - متعلقہ پولیس کی اس غیر قانونی حرکت سے عوام میں سخت اضطراب اور بے چینی اور شدید غم و غصہ پایا جاتا ہے -

تو اس میں پولیس کی ذمہ داری کیا ہے

They brought the dead body to the mortuary.

حاجی محمد سیف اللہ خان : جناب جس وقت سے پولیس نے اسے اپنے قبضہ میں لیا اور اسے جس وقت پوسٹ مارٹم کے لئے مردہ خانہ میں دیا ۔ ورثا آتے رہے کہ یہ لاش ہمیں واپس دی جائے یا اس کا پوسٹ مارٹم کیا جائے مگر کئی روز تک.....

مسٹر سپیکر : مگر پوسٹ مارٹم تو پولیس نے نہیں کرنا ہوتا ۔ اس لئے میں جاننا چاہتا ہوں کہ پولیس کا اس میں قصور کیا ہے کیونکہ اس سے یہ تاثر نہیں ہوتا کہ mortuary میں لیجانے میں کوئی تاخیر ہوئی ہو ۔

Was there any default ?

حاجی محمد سیف اللہ خان : ہاں جی fault تو ویسے ہیلتھ ڈیپارٹمنٹ کا ہے ۔ اس لئے میں اس پر زور نہیں دیتا ۔

دو حوالاتیوں کا ایک حوالاتی محمد علی کو گلا گھونٹ کر ہلاک کر دینے کے بعد جیل سے فرار ہو جانا

Mr. Speaker : Now we go to the next motion No. 53

حاجی محمد سیف اللہ خان یہ تحریک پیش کرنے کی اجازت طلب کرتے ہیں کہ ایک اہم اور فوری مسئلہ کو زیر بحث لانے کے لئے اسمبلی کی کارروائی ملتوی کی جائے۔مسئلہ یہ ہے کہ روزنامہ مشرق میں شائع شدہ ایک خبر کے مطابق مورخہ 28 اگست 1974ء کو چار بجے صبح کے قریب مختلف مقدمات میں گرفتار دو حوالاتیوں نے اپنی کوٹھری میں اپنے ایک ساتھی حوالاتی محمد علی کو گلا گھونٹ کر ہلاک کر دیا اور جیل کی دیوار پھلانگ کر فرار ہو گئے ۔ اس صورت حال سے عوام میں سخت اضطراب بے چینی اور شدید غصہ پایا جاتا ہے ۔

مسٹر سپیکر : یہ جیل سے فرار ہونا غم و غصہ کا باعث ہے یا اس حوالاتی کا مارا جانا غم و غصہ کا باعث ہے ۔

حاجی محمد سیف اللہ خان : نہیں جناب جیل سے فرار ہونا اور جیل کے انتظام کے متعلق یہ چیز ہے کہ وہاں یہ بھی ہو سکتا ہے کہ قیدی ایک دوسرے کو مار بھی سکتے ہیں ۔

مسٹر سپیکر :اب گورنمنٹ اس میں کیا کر سکتی ہے ۔

حاجی محمد سیف اللہ خان : جناب یہ دن دھاڑے اگر قتل ہوں ۔ بدامنی ہو ، تو پھر یہ کہا جائے کہ اس میں گورنمنٹ کیا کر سکتی ہے ۔ کرنے تو لوگ ہیں یہ لیکن یہ تو نظم و نسق برقرار رکھنا تو گورنمنٹ کا کام ہے ۔

مسٹر سپیکر : نظم و نسق قائم رکھنا گورنمنٹ کا کام ہے ۔ ۔ ۔

حاجی محمد سیف اللہ خان : جناب والا وہ بتائیں کہ کس احتیاط کے باوجود یہ ہوا ۔

مسٹر سپیکر : نہیں اگر یہ ہوتا کہ جیل کے اندر اس کے پاس کوئی ہتھیار تھا اس نے پستول چلایا ، اس نے چاقو مارا ، اس نے کوئی ہینڈ گرنیڈ مارا ۔ پھر تو میں سمجھ سکتا اب گورنمنٹ اس میں کیا کرے.....

حاجی محمد سیف اللہ خان : ہاں جناب اگر مارنے کی حد تک یہ واقع ہوتا تو بالکل بجا تھا جناب کا فرمان مگر اصل بات تو فرار ہونے سے پیدا ہوتی ہے ۔

مسٹر سپیکر : ڈاکٹر صاحب آپ اس پر کوئی روشنی ڈالیں گے ۔

وزیر تعلیم : جناب اگر آپ اسے پینڈنگ کر لیں تو ہم دوسری دفعہ اس کا جواب دے دیں گے کیونکہ وزیر صاحب تشریف نہیں رکھتے ۔

حاجی محمد سیف اللہ خان : ٹھیک ہے ۔

مسٹر سپیکر : میں پھر تحریک التوا دس منٹ پہلے ختم کر رہا ہوں اگلی دفعہ پھر میں دس پندرہ منٹ زیادہ کر لوں گا ۔

سید تابش الوری : جناب والا ! آٹے کی قلت سارے صوبہ کا مسئلہ ہے ۔ اس سلسلہ میں کئی تحاریک التوا ہیں اور خوش قسمتی سے جناب درویش صاحب بھی موجود ہیں اگر وہ اس کے لئے تیار ہوں.....

مسٹر سپیکر : اصل میں میں اس سے مطمئن نہیں ہوں کہ یہ ایجنڈ ہونی چاہیے یا نہیں ؟

سید تابش الوری : جناب والا ! میری بھی اس قسم کی ایک تحریک ہے اور مسئلہ یہ ہے کہ مختلف علاقوں میں اس وقت آٹے کی شدید قلت ہے تو اس لئے جناب والا اس کے لئے وہ تیار ہوں اور اگر وہ مناسب سمجھیں.....

مسٹر سپیکر : اس میں تو آپ اگر گورنمنٹ کو یہ قائل کر لیں کہ اس پر بحث ہو جائے تو زیادہ بہتر ہوگا ۔ کیونکہ یہ فوڈ پر میں نے جتنی تحاریک دیکھیں ہیں وہ حقیقت میں تحاریک التوا بنتی نہیں ہیں ۔ وہ تو اصل میں پچھلے پندرہ بیس سال کی اس محکمہ کی کارکردگی ہے جس میں میں بھی شامل ہوں کاردار صاحب بھی اور سردار صاحب بھی شامل ہیں اس لئے اگر اس مسئلہ پر آپ حکومت کو قائل کر سکیں تو قائل کر لیں ۔

مسودات قانون

مسودہ قانون محاسبہ و ضبط ناجائز دولت و جائداد پنجاب مصدرہ 1974ء

مسٹر سپیکر : اب بل کی طرف چلتے ہیں ۔

علامہ رحمت اللہ ارشد : کہاں چلتے ہیں جناب ! آپ نے فرمایا ہے کہ چلتے ہیں ۔

مسٹر سپیکر : یہ بس یونہی ہوتا ہے ۔ اب قانون سازی کی طرف چلتے ہیں چوہدری علی بہادر ۔

چوہدری علی بہادر : میں یہ تحریک پیش کرتا ہوں :

کہ مسودہ قانون محاسبہ و ضبط ناجائز دولت و جائداد پنجاب مصدرہ 1974ء پیش کرنے کی اجازت دی جائے۔

Mr. Speaker : Motion moved, the question is :

That leave be granted to introduce The Punjab Control and Confiscation of Ill-gotten Wealth and Properties Bill, 1974.

(*The motion was carried*)

مسٹر سپیکر : چوہدری علی بہادر۔

چوہدری علی بہادر : جناب والا ! مسودہ قانون محاسبہ و ضبط ناجائز دولت و جائداد پنجاب مصدرہ 1974ء پیش کرتا ہوں۔

Mr. Speaker : The Punjab Control and Confiscation of Ill-gotten Wealth and Properties Bill, 1974, has been introduced and it is referred to the concerned Standing Committee for report within 180 days.

مسٹر سپیکر : حاجی محمد سیف اللہ خان۔

مسودہ قانون (تنسیخ پنجاب) قانون ترمیم پنجاب بابت 1973ء مطبع و مطبوعات مغربی پاکستان

حاجی محمد سیف اللہ خان : یہ تحریک پیش کرتا ہوں :

کہ مسودہ قانون (تنسیخ پنجاب) قانون ترمیم پنجاب بابت 1973ء مطبع و مطبوعات مغربی پاکستان پیش کرنے کی اجازت دی جائے۔

Mr. Speaker : Motion moved, the question is :

That leave be granted to introduce The West Pakistan Press and Publications (Pb. repeal) Bill, 1974.

(*The motion was carried*)

مسٹر سپیکر : حاجی محمد سیف اللہ خان ۔

حاجی محمد سیف اللہ خان : میں مسودہ قانون (تنسیخ پنجاب) قانون ترمیم پنجاب بابت 1973ء مطبع و مطبوعات مغربی پاکستان مصدرہ 1974ء پیش کرتا ہوں ۔

Mr. Speaker : The West Pakistan Press and Publications (Pb. Repeal) Bill, 1974, has been introduced is referred to the concerned Standing Committee for report with in 180 days.

مسودہ قانون (ترمیم) استحقاقات صوبائی اسمبلی پنجاب مصدرہ 1974ء

مسٹر سپیکر : حاجی محمد سیف اللہ خان ۔

حاجی محمد سیف اللہ خان : میں تحریک پیش کرتا ہوں :

کہ مسودہ قانون (ترمیم) استحقاقات صوبائی اسمبلی پنجاب مصدرہ 1974ء پیش کرنے کی اجازت دی جائے ۔

Mr. Speaker : The motion moved and the question is :

That leave be granted to introduce The Provincial Assembly of the Punjab Privileges (Ammendment) Bill, 1974.

(*The motion was carried*)

مسٹر سپیکر : حاجی محمد سیف اللہ خان ۔

حاجی محمد سیف اللہ خان : جناب والا ! مسودہ قانون (ترمیم) استحقاقات صوبائی اسمبلی پنجاب مصدرہ 1974ء پیش کرتا ہوں ۔

Mr. Speaker : The Provincial Assembly of the Punjab Privileges (Ammendment) Bill, 1974 has been introduced and is referred to the concerned Standing Committee for report within 180 days.

مسودہ قانون (ترمیم پنجاب) مالیہ اراضی مغربی پاکستان مصدرہ 1974ء

مسٹر سپیکر : چوہدری محمد سرور جوڑا ۔

چوہدری محمد سرور جوڑا : میں تحریک پیش کرتا ہوں :

> کہ مسودہ قانون (ترمیم پنجاب) مالیہ اراضی مغربی پاکستان مصدرہ 1974ء پیش کرنے کی اجازت دی جائے ۔

Mr. Speaker : The motion moved and the question is :

> That leave be granted to introduce The West Pakistan Revenue (Pb. Ammendment) Bill, 1974.

(The motion was carried)

مسٹر سپیکر : چوہدری محمد سرور جوڑا ۔

چوہدری محمد سرور جوڑا : میں دی ویسٹ پاکستان لینڈ ریونیو (پنجاب امنڈمنٹ) بل 1974ء (مسودہ قانون (ترمیم پنجاب) مالیہ اراضی مغربی پاکستان مصدرہ 1974ء) پیش کرتا ہوں ۔

Mr. Speaker : The West Pakistan Land Revenue (Pb Amendment) Bill, 1974 has been introduced and is referred to the concerned Standing Committe for report within 180 days.

مسودہ قانون ترمیم پنجاب ہنگامی قانون تحدید کرایہ جات شہری مغربی پاکستان مصدرہ 1974

مسٹر سپیکر : جناب محمد حنیف نارو ۔

مسٹر محمد حنیف نارو : میں تحریک پیش کرتا ہوں ۔

کہ مسودہ قانون (ترمیم پنجاب) ہنگامی قانون تحدید کرایہ جات شہری مغربی پاکستان مصدرہ 1974 پیش کرنے کی اجازت دی جائے ۔

Mr. Speaker : The motion moved and the question is

That leave be granted to introduce the West Pakistan Rent Restriction Ordinance (Amendment) Bill, 1974

(*The motion was carried*)

مسٹر سپیکر : جناب محمد حنیف نارو ۔

مسٹر محمد حنیف نارو : میں مسودہ قانون (ترمیم پنجاب) ہنگامی قانون تحدید کرایہ جات شہری مغربی پاکستان مصدرہ 1974ء پیش کرتا ہوں ۔

Mr. Speaker : The West Pakistan Rent Restriction Ordinance (Punjab Amendment) Bill 1974 has been introduced and is referred to the concerned Standing Committee for report within 180 days.

مسودہ قانون ترمیم مزارعات پنجاب مصدرہ 1974

مسٹر سپیکر : چوہدری علی بہادر ۔

چوہدری علی بہادر : میں تحریک پیش کرتا ہوں ۔

کہ مسودہ قانون (ترمیم) مزارعت پنجاب مصدرہ 1974ء پیش کرنیکی اجازت دی جائے ۔

Mr. Speaker : The motion moved and the question is

That leave be granted to introduce The Punjab Tenants (Amendment) Bill 1974.

(The motion was carried)

مسٹر سپیکر : چوہدری علی بہادر ۔

چوہدری علی بہادر : میں مسودہ قانون (ترمیم) مزارعات پنجاب مصدرہ 1974ء پیش کرتا ہوں ۔

Mr. Speaker : The Punjab Tenants (Amendment) Bill 1974 has been introduced and is referred to the concerned Standing Committee for report within 180 days.

مسٹر سپیکر : جناب محمد حنیف نارو ۔

جناب محمد حنیف نارو : جناب والا ! میں تحریک پیش کرتا ہوں ۔

کہ مسودہ قانون (ترمیم) مزارعت پنجاب مصدرہ 1974 پیش کرنیکی اجازت دی جائے ۔

Mr. Speaker : The motion moved and the question is

That leave be granted to introduce The Punjab Tenants (Amendment) Bill 1974

(The motion was carried)

مسٹر سپیکر : جناب محمد حنیف نارو ۔

جناب محمد حنیف رامے : جناب والا ! میں مسودہ قانون (ترمیم) مزارعت پنجاب مصدرہ 1974ء پیش کرتا ہوں ۔

Mr. Speaker : The Punjab Tenants (Amendment) Bill 1974 has been introduced and is referred to the concerned Standing Committee for report with in 180 days.

مسودہ قانون ترمیم پنجاب حق شفع مصدرہ 1974

مسٹر سپیکر : چوہدری علی بہادر ۔

چوہدری علی بہادر : جناب والا ! میں تحریک پیش کرتا ہوں ۔

کہ مسودہ قانون (ترمیم پنجاب) حق شفع مصدرہ 1974ء پیش کرنے کی اجازت دی جائے ۔

Mr. Speaker : The motion moved and the question is

That leave be granted to introduce The Punjab Pre-emption (Pb: Amendment) Bill 1974.

(The motion was carried)

چوہدری علی بہادر : میں مسودہ قانون (ترمیم پنجاب) حق شفع مصدرہ 1974ء پیش کرتا ہوں ۔

مسٹر سپیکر : چوہدری علی بہادر ۔

Mr. Speaker : The Pre-emption (Pb. Amendment) Bill, 1974 has been introduced and is referred to the concerned Standing Committee for report within 180 days.

سید تابش الوری : پوائنٹ آف آرڈر ! جناب سپیکر ! آپ نے فرمایا تھا کہ پارلیمانی سیکرٹریوں کے سلسلے میں آپ اپنی رولنگ کل دیں گے ۔ لیکن آپ نے کل بھی رولنگ نہیں دی اور آج بھی نہیں ۔

مسٹر سپیکر : کل کا غلباً میں نے وعدہ نہیں کیا تھا ۔ آپ کو یونہی کچھ تاثر ہو گیا ہے ۔

سید تابش الوری : تو جناب وہ ابھی تک محفوظ ہے ؟

مسٹر سپیکر : ابھی تو مجھے موقع ہی نہیں ملا ۔ آج چھٹی ہوگی تو تھوڑا سا دیکھ لونگا ۔

حاجی محمد سیف اللہ خان : جناب والا ! وہ بیچارے تو دعوتیں بھی کھلا رہے ہیں ۔ یا تو انہیں فیصلے کا پتہ لگ گیا ہے ورنہ انہیں قبل از وقت بتا دیں تاکہ دوسرے دوست دعوت نہ دیں ۔

مسٹر سپیکر : وہ تو اس وقت یہاں موجود ہی نہیں ہیں ہماری بات کا کیا اثر ہو گا ۔

مسودہ قانون ترمیم پنجاب موٹر گاڑی بائے مغربی پاکستان مصدرہ 1974

(اس مرحلہ پر جناب محمد حنیف رامو صاحب کرسی صدارت پر متمکن ہوئے)

مسٹر چیرمین : حاجی محمد سیف اللہ خان ۔

حاجی محمد سیف اللہ خان : جناب والا ! میں یہ تحریک پیش کرتا ہوں ۔

کہ مسودہ قانون (ترمیم پنجاب) موٹر گاڑی بائے مغربی پاکستان مصدرہ 74ء پیش کرنے کی اجازت دی جائے ۔

مسٹر چیرمین : یہ تحریک پیش کی گئی ہے ۔

اور سوال یہ ہے ۔

کہ مسودہ قانون (ترمیم پنجاب) موٹر گاڑی بائے

مغربی پاکستان مصدرہ 1974ء پیش کرنے کی اجازت دی جائے۔

(تحریک منظور ہوئی)

حاجی محمد سیف اللہ خان : جناب والا ! میں مسودہ قانون (ترمیم پنجاب) موٹر گاڑی بائے مغربی پاکستان مصدرہ پیش کرتا ہوں ۔

مسٹر چیرمین : مسودہ قانون (ترمیم پنجاب) موٹر گاڑی بائے مغربی پاکستان مصدرہ 74ء پیش کر دیا گیا ہے ۔ یہ مسودہ قانون متعلقہ مجلس قائمہ کے سپرد کیا جاتا ہے اور اس کی رپورٹ 180 دنوں میں مطلوب ہے ۔

قرارداد

سقوط مشرقی پاکستان کے بعد پاکستان آنے والے افراد کی بحالی اور انہیں روزگار مہیا کرنے کے لئے وزارت کا قیام

مسٹر چیرمین : اب اگلی آئٹم حصہ دوم ہے قراردادیں ۔ بیگم آباد احمد خان ۔

حاجی محمد سیف اللہ خان : جناب والا ! اس قرارداد کے متعلق میری ایک ترمیم ہے جو کہ آج کے ایجنڈے کے ساتھ نہیں دی ہوئی ۔

مسٹر چیرمین : بیگم صاحب کو اپنی قرارداد پیش تو کرنے دیں ۔

بیگم آباد احمد خان : جناب والا ! میں یہ قرارداد پیش کرتی ہوں ۔

> کہ اس ایوان کی رائے ہے کہ مرکزی حکومت سے سفارش کی جائے کہ وہ ایک ایسی وزارت کا قیام عمل میں لائے جس کے ذمے ایسے افراد کی بحالی اور روزگار وغیرہ کے مسائل ہوں جو مشرقی پاکستان کے سقوط کے بعد مغربی پاکستان میں آ بسے ہیں ۔

مسٹر چیرمین : یہ قرارداد پیش کی گئی ہے ۔

کہ اس ایوان کی رائے ہے کہ مرکزی حکومت سے سفارش کی جائے کہ وہ ایک ایسی وزارت کا قیام عمل میں لائے جس کے ذمہ ایسے افراد کی بحالی اور روزگار وغیرہ کے مسائل ہوں جو مشرقی پاکستان کے سقوط کے بعد مغربی پاکستان میں آ بسے ہیں ۔

مسٹر چیرمین : اب ترامیم لی جائیں گی چوہدری امان اللہ لک (نہیں ہیں) ۔

حاجی محمد سیف اللہ خان ۔

حاجی محمد سیف اللہ خان : یہ اس میں ترمیم ہے ۔

جناب والا ! میں یہ ترمیم پیش کرتا ہوں ۔

کہ مذکورہ قرارداد کی سطر 2 میں وارد ہونے والے الفاظ "افراد" اور "کی" کے درمیان الفاظ "بالخصوص بہاریوں" ثبت کئے جائیں ۔

بیگم آباد احمد خان : آپ میرا مطلب ہی نہیں سمجھے ہیں ۔

مسٹر چیرمین : حاجی محمد سیف اللہ خان نے یہ ترمیم پیش کی ہے ۔

کہ مذکورہ قرارداد کی سطر 2 میں وارد ہونے والے الفاظ "افراد" اور "کی" کے درمیان الفاظ "بالخصوص بہاریوں" ثبت کئے جائیں ۔

بیگم آباد احمد خان : جی دیکھئے میں اسے اپوز نہیں کروں گی ۔ میں بہاریوں کے لئے سر آنکھوں سے خدمت کرنے کے لئے حاضر ہوں ۔ میرے

نقطہ نگاہ کو سمجھنے کی کوشش کریں اس ترمیم سے تو میری تجویز کا مقصد ختم کر دیا ہے۔

مسٹر چیئرمین : ابھی آپ تشریف رکھیں۔ آپ کی قرارداد پیش ہو چکی ہے۔ اس کی وضاحت کے لئے آپ کو موقع ملے گا لیکن اب ترامیم پیش ہوں ان کو سن لیں۔۔۔ چوہدری علی بہادر خان۔

چوہدری علی بہادر خان : جناب والا! میں قرارداد مذکور میں یہ ترمیم پیش کرتا ہوں :

کہ اس قرارداد کی سطر 1 میں "ایک ایسی وزارت" کے الفاظ حذف کر کے اس کی بجائے "ایک ایسا علیحدہ شعبہ قائم کیا جائے" کے الفاظ ثبت کئے جائیں۔

مسٹر چیئرمین : یہ ترمیم پیش کی گئی ہے :

کہ اس قرارداد کی سطر نمبر 1 میں "ایک ایسی وزارت" کے الفاظ حذف کر کے اس کی بجائے "ایک ایسا علیحدہ شعبہ قائم کیا جائے" کے الفاظ ثبت کئے جائیں۔

بیگم آباد احمد خان : جناب والا! مجھے کوئی اعتراض نہیں ہے لہٰذا ایسے کر دیا جائے۔

مسٹر چیئرمین : آپ کے اعتراض کی ضرورت نہیں ہے۔ آپ اپنی قرارداد کی وضاحت کے لئے تقریر کریں۔

بیگم آباد احمد خان : جناب والا! مجھے تھوڑا سا بتانا ہے کہ جس وقت شروع میں مصیبت آئی تھی اور مشرقی پاکستان ابھی ہاتھ سے نہیں گیا تھا تو اس وقت کچھ لوگ برسوں پہلے یہاں سے گئے ہوئے تھے۔ سنتالیس سال جو پہلے گزرے جس میں اس وقت تک تقریباً چوبیس سال ہوئے تھے تو وہ

لوگ ادھر آ گئے تھے ۔ خطرے کو مد نظر رکھتے ہوئے کہ کوئی مصیبت آنے والی ہے وہ یہاں سے جانے والے لوگ واپس صرف جان لے کر یہاں پہنچے تو ان لوگوں کو نئے سرے سے زندگی شروع کرنی پڑی ۔ کئی لوگ ایسے آئے تھے جو کہ بالکل خالی ہاتھ تھے وہ ایسے تھے جیسے جاری یا جنگی قیدی اب آ رہے ہیں تو ان سب کے لئے سر آنکھوں پر ہر خدمت حاضر ہے اور آخر دم تک ان سب کے لئے انشاء اللہ ملک کو بھی عوام کو بھی اور حکومت کو بھی خدمت کرنی چاہئے مگر جو لوگ ادھر سے وہاں پر گئے تھے اور کاروبار کیا تھا اور اس کے بعد وہ خالی ہاتھ واپس آئے تو مجھے یاد ہے ایک مثال بتاتی ہوں کہ سوشل ویلفیئر کی طرف سے مجھے یہ بتایا گیا کہ ایک خاتون بدر جہاں عبد العلی ایک مہینے سے یہاں آئی ہوئی ہیں اور پریشان ہیں ۔ وہ مشرق پاکستان سے آئی ہیں اور یہاں رہنے کے لئے جگہ نہیں ہے ۔ کئی دشواریاں ہیں تو میں انہیں ریڈ کراس کے دفتر میں لئے پھری ۔ سوشل ویلفیئر کا کام تو گویا میرے ہی سپرد تھا یعنی اتنا بڑا محکمہ انفرادی طور پر میرے سپرد تھا ۔ بریگیڈیر صاحب داد خان کے دفتر میں گئی ۔ اس زمانے میں وہ وزیر نہیں تھے بلکہ وہ جو فوجی ادھر سے آ رہے تھے ان کے متعلق امور کے انچارج تھے ۔ تو جب میں ان کے دفتر سیکرٹریٹ پہنچی تو انہوں نے بتایا کہ وہ صرف وہاں سے آنے والے فوجیوں کے رشتہ داروں کے لئے انتظام کرتے ہیں ۔ پھر ذاتی طور پر فرداً فرداً سب لوگوں نے ان کی مدد کے لئے کوشش کی ۔ کبھی ان کے لئے ڈبو الاٹ کرانے کی کوشش کی ۔ کبھی ریڈ کراس سے مدد دلائی گئی ۔ کبھی اوقاف سے کچھ چاول دلائے گئے کبھی کچھ کیا گیا ۔

میں صرف دو گھروں کی پریشانی بتا کر چھوڑ دوں گی مجھے یہ دونوں پریشان حال گھرانے معلوم ہیں ۔ بیگم اکبر تالب کا ادھر پاکستان سے پہلے شملہ اور دہلی میں کاروبار تھا ۔ انہوں نے ہجرت کے بعد وہاں جا کر پریس وغیرہ میں مشرق پاکستان میں کچھ کام کیا تھا تو ان کی یہ حالت ہوئی کہ سڑک پر بیٹھی ہوئی تھیں ۔ جنوری 74ء کے جاڑے میں لان میں ان کی تین دن رہائش رہی میرے پاس یہ معاملہ آیا تو جہاں میں نے اسمبلی میں اس معاملے کو پیش کیا ۔ جب ان کے کوئی رشتہ دار مجھ تک پہنچے ۔ اس وقت جناب انور سمہ صاحب وزیر تھے انہوں نے اپنی کوٹھی کے کوارٹروں میں انہیں

جگہ دی جناب سمہ صاحب کی وزارت ختم ہوئی تو کابلوں صاحب اس کوٹھی میں آئے تو وہ اس میں سے نکل کر قیصر علی خان مرحوم سی - ایس - پی کے کوارٹر میں چلی گئیں - وہاں سے بیگم قیصر علی خان کے بنگلہ خالی کرنے پر انہیں اس وقت کے وزیر اعلیٰ معراج خالد صاحب نے مہربانی کی اور انہیں اپنے کوارٹروں میں جگہ دی - وہاں سے وزیر اعلیٰ کے جانے کے بعد disbursal camp تقاضہ پر منتقل کیا گیا اس کی منظوری کے لئے بھاگنا پڑا - وہاں سے ہر پندرہ دن کے بعد نوٹس ملتا رہا کہ اس جگہ پندرہ دن قیام کی اجازت ہے میں انہیں لئے لئے مختلف دفتروں میں پھری - مجھے ایک شکایت بھی مسلمان اوقاف سے کرنی ہے کہ مسلمان اوقاف کسی ایسی نیکی میں مدد دینے کے لئے تیار نہیں ہوتی اس لئے مجھے ان کی رہائش کے لئے ہندو اقاف کے انہارج صاحب سے جا کر ان کے لئے کہنا پڑا اور تب ا ین بارہا کوشش کے بعد ہندو اوقاف میں ماڈل ٹاؤن میں جگہ ملی ہے - میں کہہ نہیں سکتی کہ کتنی دفتوں اور دشواریوں کے بعد میں اس میں کامیاب ہوئی ہوں - لہذا ایسے لوگوں کی رہائش وغیرہ کے لئے کوئی ایسی وزارت یا محکمہ بن جا۔ جس کے پاس جاکر ان کا دکھ بیان کیا جا سکے - ہم فرداً فرداً مدد دینے کے لئے تیار ہوں - میں بیگم بریگیڈیر صاحب داد خان کی اس ایوان میں تعریف کروں گی انہوں نے ذاتی طور مجھے پوچھا کہ ان کی پریشانی رفع ہوئی ہے یا نہیں - میں نے ان کی ہمدردی کے جواب میں یہ شعر پڑھا تھا :

خدا کے بندے تو ہیں ہزاروں
پھریں ہیں گلیوں میں مارے مارے
میں بندہ اس کا بنوں گا جس کو
خدا کے بندوں سے پیار ہو گا

(نعرہ ہائے تحسین)

میں نے ان سے کہا کہ میں تعریف کرتی ہوں آپ کی کہ آپ نے اپنے طور پر مجھ سے ان کا دکھ پوچھا - انہوں کہا کہ انہیں میرے پاس بھیجنا میں انہیں ایک مشین دوں گی چنانچہ بیگم صاحبہ مذکورہ نے یہ مشین بھیج

دی ایسی صورت حال ہو گئی ہے کہ وہ لوگ لا وارث ہو گئے ہیں کوئی ان کا پرسان حال نہیں ان کے دکھ دور نہیں ہوتے - اس لئے ان کے لئے کوئی ایسا شعبہ قائم ہونا چاہئے - مجھے کوئی وزارت کا شوق نہیں ہے - آپ اس سلسلے میں ایک شعبہ قائم کریں تاکہ سرکاری طور پر اس شعبے کی ذمہ داری ہو کہ وہ کام کرے - بے حد شکریہ - میرا یہی مقصد ہے -

جناب والا ! بھارتیوں اور جنگی قیدیوں کے لئے سر آنکھوں سے آخری دم تک ہم خدمت کرنے کے لئے تیار ہیں - حکومت کر رہی ہے اور کرنی چاہئے -

حاجی محمد سیف اللہ خان : جناب والا ! جناب بیگم آباد احمد صاحبہ کے جذبات کی دلی طور پر قدر کرتا ہوں کہ انہوں نے نہایت اہم مسئلہ کی طرف اس ایوان کی توسط سے مرکزی حکومت کی توجہ مبذول کرانے کی کوشش کی ہے - جناب والا ! یہ درست ہے کہ مشرقی پاکستان ہم سے کٹ چکا ہے لیکن جہاں تک برادرانہ تعلقات و جذبات اسلامی اخوت اور ہمارے ان رشتوں کا جو 27 سال سے نہیں بلکہ تیرہ سو سال سے قائم ہیں - ان کا تقاضہ ہے کہ ہم ہمیشہ ان کو اپنا سمجھیں اور وہ حقوق انہیں دیں جو حقوق ہم اپنے لئے مختص کرتے ہیں - جناب والا ! جناب بیگم آباد احمد صاحبہ کی قرارداد کی میں مکمل طور پر حمایت کرتا ہوں لیکن اس میں اتنی ترمیم پیش کروں گا کہ مشرقی پاکستان سے آنے والوں کی تعداد بہت بڑی ہے ان میں ایسے لوگ بھی ہیں جو فی الحقیقت مغربی پاکستان کے رہنے والے ہیں جو یہاں پر آباد تھے جن کی جائدادیں یہاں ہیں اور جو کاروبار کی غرض سے مشرقی پاکستان گئے تھے - مشرقی پاکستان الگ ہو جانے کے بعد وہ واپس اپنے گھروں میں آ گئے ہیں اگر ہم اسے مبہم رکھ دیں تو جو مشرقی پاکستان سے آیا تو میں سمجھتا ہوں کہ اس سے - - - -

بیگم آباد احمد خان : پوائنٹ آف آرڈر - کچھ ایسے بھی ہیں جن کی جائدادیں اور کلیم تھے مگر وہ 27 سال سے اس حق سے محروم ہیں اب میں اس کی زیادہ تفصیل میں جانا نہیں چاہتی -

مسٹر چیرمین : یہ کوئی پوائنٹ آف آرڈر نہیں ہے - حاجی صاحب -

حاجی محمد سیف اللہ خان : جناب والا ! میں یہ عرض کر رہا تھا کہ قائم ہو سکتا ہے کہ عام لوگ بھی فائدہ اٹھائیں اور صحیح آدمی محروم رہ جائیں ۔ غلط آدمی اثر و رسوخ سے مفادات حاصل کر لیں ۔ میں یہ گزارش کروں گا کہ اس قرارداد کو واضح ہونا چاہئے ۔ اس وقت سب سے زیادہ مظلوم طبقہ مشرقی پاکستان کے کٹ جانے کے بعد وہ بہاری ہیں جو ہمیشہ آج نہیں بلکہ جب ہندوستان تقسیم ہو رہا تھا تو انہوں نے اس وقت پاکستان کا نعرہ لگایا ۔ جس وقت پاکستان کے ایک حصہ کو بنگلہ دیش بنایا جا رہا تھا ۔ اس وقت بھی انہوں نے پاکستان کا نعرہ لگایا ۔ ہم ان کو خراج عقیدت پیش کرتے ہیں اور عزت و احترام کی نگاہ سے دیکھتے ہیں اور ان کو باور کرانے کے لئے سب سے زیادہ اونچا مقام دیتے ہیں

بیگم آباد احمد خان : پوائنٹ آف آرڈر ۔ میں بہاریوں کو اونچا مقام دیتی ہوں لیکن میں جانتی ہوں کیونکہ مجھے بنگال میں ان سے واسطہ پڑا ہے چار چار مہینے میں جا کر رہی ہوں مجھے جتنا درد ہے اور دلچسپی ہے کیونکہ جو بہاریوں کے ساتھ بنگالیوں کا سلوک تھا اور وہ اس طرح پریشان حال ہو کر آئے ہیں ۔ میں انتہائی تعریف کرتی ہوں کہ ان کو سب سے پہلے موقع دیا جائے لیکن جو یہاں اجڑ کر آئے ہیں اور ان کے کام کی کوئی چیز نہیں ہے اور 27 سال پہلے اجڑ کر آئے تھے ان میں توازن ہونا چاہئے ۔

مسٹر چیئرمین : یہ کوئی پوائنٹ آف آرڈر نہیں ہے ۔

بیگم آباد احمد خان : آپ یہ نہ سمجھیں کہ انہیں ہم بھول گئے ہیں ۔ ان کا دکھ ہمیں معلوم ہے ان کے گلے کاٹے گئے ہمیں معلوم ہے ان کے دامنوں میں خون ڈالا گیا یہ بھی معلوم ہے میرے بیٹے جو ادھر سے آئے وہ یہ کہتے تھے کہ ہم ماں باپ پر بڑھاپے میں بوجھ بننے کے تیار نہ تھے مگر صرف ان لوگوں کے ساتھ زندگی کے بال دن گزارنا ممکن نہ تھا جنہوں نے ان بہاریوں کے گلے کاٹ کر ڈرموں میں خون ڈالے ہیں ان کے ساتھ باقی دن گزارنے کو جی نہیں چاہتا ان جذبات کے ساتھ میرے بیٹے ویلور سے آئے ہیں اور آزمائش میں پڑے ہوئے ہیں ۔

حاجی محمد سیف اللہ خان : جناب والا ! میں بیگم آباد احمد صاحبہ سے عرض کروں گا کہ میں ان کی مکمل حمایت اور تائید کرتا ہوں مگر اس قرارداد میں اگر مزید کوئی حصہ رہ گیا ہے تو اس کو پورا کر لیں ۔ جناب والا ! میں یہ عرض کر رہا تھا کہ ہمیں بہاریوں کو خاص اس قرارداد میں درج کرنا چاہئے ۔ انہیں یہ حوصلہ اور اس قسم احساس پیدا نہ ہو کہ مغربی پاکستان کے افراد اور بالخصوص پنجاب کے ذمہ دار افراد ۔ ۔ ۔ ۔

بیگم آباد احمد خان : میں اس کی تائید کرتی ہوں کہ یہ الفاظ بڑھا دئے جائیں ۔

حاجی محمد سیف اللہ خان : میں استدعا کرتا ہوں میری ترمیم کو شامل کر لیا جائے باقی سب الفاظ ان کے رہیں کہ تمام مشرقی پاکستان سے آنے والے لوگوں کی بحالی کے لئے بالخصوص بہاریوں کے ۔ حکومت باقاعدہ طور پر ایک وزارت کی تشکیل دے جو ان کی آباد کاری کا جامع اور مکمل مفصل پروگرام بنائے تاکہ وہ صحیح پاکستانی شہری بن کر رہ سکیں ۔

بیگم آباد احمد خان : وزارت بننے سے اس کا احترام اور عمل بڑھ جائے گا ۔

مسٹر چیئرمین : سید تابش الوری ۔

سید تابش الوری : جناب سپیکر ! بیگم آباد احمد صاحبہ کی یہ قرارداد ایک انتہائی دردناک اور انسانی ہمدردی کے جذبات رکھتی ہے ۔ بہاریوں کی بڑی تعداد مشرقی پاکستان سے ہجرت کرکے پاکستان آئی ہے اور اس کا ایک خاصہ حصہ پنجاب کے حصہ میں آیا ہے ۔ بہاری خاک و خون کے سمندر کو عبور کرکے اس ملک میں پہنچے ہیں ۔ ان پر جو ظلم و تشدد کے پہاڑ توڑے گئے ہیں ۔ تاریخ میں ان کی مثال نہیں ملتی ۔ ان کا جرم یہ تھا کہ انہوں نے قیام پاکستان کے لئے نظریۂ پاکستان کی حمایت اور تائید کے لئے اپنا گھر بار لٹوایا ۔

قیام پاکستان کے بعد جب نظریۂ پاکستان کی سلامتی اور اس کے لفاذ کا مسئلہ پیدا ہوا تو انہوں نے ایک دفعہ پھر عظیم قربانی پیش کرکے اس نظریہ

کے تحفظ کا بیڑہ اپنے سر لیا ۔ جناب والا ! ان کے بچوں کو دشمنوں نے نیزوں پر لٹکایا ۔ ان کی بہو بیٹیوں کی عصمتوں کے فانوس گل کئے گئے ۔ ان کے جوانوں کی آنکھیں نکالی گئیں ۔ ان کے گھر بار کو نذر آتش کیا گیا اس طرح ان کی زندگیوں کو اس طور پر تنگ کر دیا گیا کہ وہ ہجرت کا فیصلہ کرنے پر مجبور ہو گئے ۔ یہ لوگ نظریاتی اعتبار سے ہمارے ملک کا بیش قیمت سرمایہ ہیں ۔ وہ اب جب کہ کسمپرسی کے عالم میں اس ملک میں پہنچے ہیں ۔ ہمارا بنیادی فرض ہے کہ ہم ان کی آباد کاری کے لئے اور انہیں روزگار فراہم کرنے کے لئے اور انہیں اس علاقہ میں ایک معزز شہری کا درجہ دینے کے لئے وہ تمام وسائل اور تدابیر بروئے کار لائیں جو ہمارے پاس موجود ہیں ۔ جناب والا ! یہ بات نہایت اطمینان بخش ہے کہ پنجاب کے زندہ دل اور اسلامی جذبے سے بھرپور عوام نے ان بھائیوں کا خیر مقدم کیا اور غیر سرکاری سطح پر ایسے اقدامات کئے جن کے ذریعے انہیں آباد کاری کی سہولتیں فراہم کی جا سکیں اور ان کے لئے روزگار کے انتظامات کے ساتھ روزمرہ کی ضروریات کی تکمیل کی جا سکے ۔ جناب والا ! یہ اتنا بڑا کام ہے جو صرف غیر سرکاری سطح پر نہیں کیا جا سکتا ۔ میں اس بات کا اعتراف کرتا ہوں کہ حکومت نے اس سلسلے میں مرکزی حکومت ۔ ۔ ۔ ۔

بیگم آباد احمد خان : ایسا غیر سرکاری سطح پر نہیں بلکہ سرکاری سطح پر کرنا چاہئے ۔ بالکل ٹھیک ہے تابش صاحب درست فرما رہے ہیں ۔

سید تابش الوری : جناب والا ! میں اس کا اعتراف کر رہا ہوں کہ سرکاری طور پر بھی اس سلسلے میں بعض بنیادی اقدامات کئے گئے ہیں اور ہدایات جاری کی گئیں ہیں لیکن صرف سرکاری سطح پر یہ انتظامات مکمل طور پر نہیں کئے جا سکتے اس لئے جہاں اس بات کی ضرورت ہے کہ حکومت اس سلسلے میں زیادہ سے زیادہ سرمایہ فراہم کر کے زیادہ سے زیادہ سہولتیں فراہم کر کے بھائیوں کی موثر آباد کاری کے انتظامات کرے وہاں اس بات کی بھی ضرورت ہے کہ غیر سیاسی سطح پر اور غیر سرکاری سطح پر عوام کی مختلف سماجی انجمنیں مختلف سماجی طبقے آگے بڑھ کر اس ذمہ داری کو قبول کر کے انہیں زندگی کے مختلف شعبوں میں روزگار دلانے کے لئے ۔ ۔ ۔

بیگم آباد احمد خان : موجودہ حکومت نے تعلیم کا بوجھ اپنے کندھے پر اٹھا لیا ہے ۔ یہ بھی حکومت کے اٹھانے کا نہیں بلکہ عوام کو بھی اٹھانا چاہئے ۔ میں سوشل ویلفیئر کو برقرار دیکھنا چاہتی ہوں ۔

سید تابش الوری : جناب والا ! میں یہ عرض کر رہا تھا کہ سرکاری اور غیر سرکاری سطح پر جب تک منظم موثر کوشش نہ کی جائے گی ۔ یہ مسئلہ موثر طور پر حل نہیں ہو سکے گا ۔ آپ نے دیکھا کہ گذشتہ 27 سال میں مہاجرین کی آباد کاری کا مسئلہ اس طرح معرض التوا میں رہا ۔ کیونکہ اس کے لئے مناسب پلاننگ اور انتظامات اس سطح پر نہیں کئے گئے تھے چاہئے تو یہ تھا کہ انہیں مختلف زندگی کے شعبوں میں ان کے مدارج کے مطابق جگہ دی جاتی بلکہ اس میں بھی مہاجرین کی آبادکاری کا محکمہ ایک بہت بڑی بدعنوانی کا سبب بن گیا ۔ بہت بڑی سیاسی رشوت کا سبب بن گیا اور اس کی وجہ سے نہ صرف مہاجرین کا استحصال ہوتا رہا بلکہ ایک طویل عرصے تک دوسرے مقامی باشندے بھی مختلف ٹیکسوں کی صورت میں جو سرمایہ فراہم کرتے رہے ۔ وہ سرمایہ بھی مہاجرین پر خرچ نہیں کیا جا سکا ۔

جناب والا ! اس طرح سے اب اس بات کی یقیناً ضرورت ہے کہ حکومت ایک الگ شعبہ قائم کر کے بھارتیوں اور مشرقی پاکستان سے آنے والے دیگر مہاجرین کی آبادکاری کے لئے ضروری انتظامات کرے اور ایک شعبہ مخصوص کر دے کہ جو صرف اسی کام کے لئے وقف ہو تاکہ ان لوگوں کی آبادکاری کا کام جلد از جلد کیا جا سکے ۔ یہ ایک بہت بڑی ذمہ داری اور فریضہ ہے اور اگر ہم نے اس فریضہ کی ادائیگی نہ کی تو تاریخ ہمیں کبھی معاف نہیں کرے گی ۔ شکریہ ۔

مسٹر چیئرمین : اب سوال یہ ہے :

کہ مذکورہ قرارداد کی سطر نمبر 2 میں وارد ہونے والے الفاظ "افراد" اور "کی" کے درمیان الفاظ "بالخصوص بھارتیوں" ثبت کئے جائیں ۔

(تحریک منظور کی گئی)

بیگم آباد احمد خان : میں اس قرارداد کے متفقہ طور پر پاس ہونے پر ایوان کا دلی شکریہ ادا کرتی ہوں ۔

مسٹر چیئرمین : بیگم صاحبہ ! ابھی تو ترامیم منظور ہو رہی ہیں ۔ ۔ ۔

چوہدری علی بہادر خان : جناب والا ! بیگم آباد احمد صاحبہ کی قرار داد سے کسی کو اختلاف نہیں بلکہ یہ ایک بڑی اچھی قرارداد انہوں نے پیش کی ہے ۔ جناب ثابش الوری صاحب نے اس ضرورت پر زور دیا ہے کہ ان کی زیادہ سے زیادہ امداد کی جائے تو میں عرض کروں گا کہ موجودہ حکومت پاریوں کے لئے زیادہ سے زیادہ کوشش کر رہی ہے کہ ان کی آبادکاری کی جائے اور موجودہ وقت میں بھی انہیں امداد دی جا رہی ہے ۔ چنانچہ مرکزی حکومت انہیں فی کنبہ 200 روپیہ الاؤنس ادا کر رہی ہے اور عوام بھی ان کا زیادہ سے زیادہ ساتھ دے رہے ہیں اور آئے دن اخبارات میں اور دیگر ذرائع سے اطلاعات آتی رہتی ہیں کہ ہر جگہ مغربی پاکستان میں ان کا پوری طرح ساتھ دیا گیا اور ہم ان کی بحالی اور امداد کے لئے پوری طرح کوشاں ہیں ۔ اس لئے اس وقت تک مرکزی حکومت نے ان کی آبادکاری کے لئے یا ان کی بحالی کے لئے کوئی ایسی رکاوٹ نہیں ڈالی بلکہ وہ زیادہ سے زیادہ اس امر کے لئے کوشاں ہے ۔ اس لئے اس قرارداد میں جو یہ الفاظ ہیں کہ "الگ وزارت قائم کی جائے" ۔ میں سمجھتا ہوں کہ ان کی ضرورت نہیں بلکہ میں نے ترمیم پیش کی ہے کہ ایک الگ شعبہ قائم کر دیا جائے اور میرے خیال میں یہ شعبہ ضرورت پوری کر سکتا ہے اور اس طرف پوری پوری توجہ دے کر انہیں آباد کر سکتا ہے ۔ حالانکہ اس وقت بغیر کسی الگ شعبہ کے بھی ان کی بحالی کی پوری پوری کوشش کی جا رہی ہے لیکن اگر ایک الگ شعبہ بنا دیا جائے تو وہ پوری دلجمعی سے ان کی بحالی کا کام کر سکتا ہے ۔ اس لئے میں یہ تحریک پیش کرتا ہوں :

کہ قرارداد کی مد نمبر ایک میں الفاظ واقع سطر نمبر دو میں "ایسی وزارت" کے الفاظ حذف کر کے الفاظ "ایک ایسا شعبہ" کئے جائیں ۔

مسٹر چیئرمین : اب سوال یہ ہے

کہ قرارداد کی مد نمبر ایک میں الفاظ واقع سطر نمبر 2 میں "ایک ایسی وزارت" کے الفاظ حذف کر کے الفاظ "ایک ایسا شعبہ" کئے جائیں ۔

(تحریک منظور کی گئی)

مسٹر ناصر علی خان بلوچ : جناب ! کورم نہیں ۔

وزیر قانون : جناب والا ! اس وقت یہ قرارداد ایوان کے سامنے . . .

آوازیں : کورم نہیں ۔ کورم نہیں ۔

وزیر قانون : جناب والا ! اس وقت یہ قرارداد ایوان میں جس صورت میں پیش ہے ۔ میں ایوان کی اطلاع کے لئے عرض کرنی چاہتا ہوں کہ چلے ہی ایک الگ شعبہ مرکزی حکومت نے اس کام کے لئے بنایا ہوا ہے ۔ اس لئے اس کے لئے کسی مزید شعبہ کی ضرورت نہیں ۔ اس لئے یہ قرارداد بے اثر ہو گئی ہے ۔

بیگم آباد احمد خان : آپ یہ بتا دیں کہ یہ شعبہ قائم ہے ؟

وزیر قانون : یہ شعبہ صوبائی سطح پر بھی ہے اور اسلام آباد میں بھی ہے ۔ پنجاب میں بھی ہے ۔

بیگم آباد احمد خان : تو آپ اخبارات میں یہ خبر چھپوا دیں کہ فلاں فلاں شعبے ان کی آبادکاری کے لئے موجود ہیں اور کام کر رہے ہیں ۔

وزیر قانون : ٹھیک ہے ۔

مسٹر چیئرمین : تو اب وزیر قانون کی یقین دہانی کی روشنی میں اس ترمیم کی ضرورت باقی نہیں رہتی ۔

وزیر قانون : جناب ! یہ قرارداد ہی بے اثر ہو گئی ہے ۔

بیگم آباد احمد خان : کورم تو پورا نہیں ۔ اس وقت تو قرار داد ویسے بھی منظور نہیں ہو سکتی مگر ہمیں تو کام سے مطلب ہے ۔ نام سے نہیں ۔

مسٹر چیئرمین : تو کیا یہ ایوان اس قرارداد کو واپس لینے کی اجازت دیتا ہے ۔

آوازیں : اجازت ہے ۔

مسٹر چیئرمین : تو یہ قرارداد واپس لے لی گئی ۔

وزیر قانون : جناب والا ! میں کورم کے بارے میں کچھ عرض کرنی چاہتا ہوں ۔ آج چونکہ ۔ ۔ ۔ ۔

مسٹر چیئرمین : کورم نہیں ہے گھنٹیاں بجائی جائیں ۔ ۔ ۔ ۔ گھنٹی بجائی گئی ۔

(اس مرحلہ پر مسٹر سپیکر کرسی صدارت پر متمکن ہوئے)

مسٹر سپیکر : کورم پورا ہو گیا ہے ۔ اب ایوان کی کارروائی 21 اکتوبر 1974ء بروز سوموار چار بجے شام تک کے لئے ملتوی کی جاتی ہے ۔

(اسمبلی کا اجلاس 21 اکتوبر 1974ء بروز سوموار چار بجے شام تک کے لئے ملتوی ہو گیا ۔)

صوبائی اسمبلی پنجاب

پہلی صوبائی اسمبلی پنجاب کا بارھواں اجلاس

سوموار 21 اکتوبر 1974ء

(دو شنبہ 4 شوال المکرم 1394ھ)

اسمبلی کا اجلاس اسمبلی چیمبر لاہور میں شام چار بجے منعقد ہوا۔
مسٹر سپیکر رفیق احمد شیخ کرسی صدارت پر متمکن ہوئے۔

تلاوت قرآن پاک اور اس کا اردو ترجمہ قاری اسمبلی نے پیش کیا۔

بِسْمِ اللّٰهِ الرَّحْمٰنِ الرَّحِيْمِ

يُرِيْدُوْنَ اَنْ يُّطْفِـُٔوْا نُوْرَ اللّٰهِ بِاَفْوَاهِهِمْ وَيَاْبَى اللّٰهُ اِلَّآ اَنْ يُّتِمَّ نُوْرَهٗ وَلَوْ كَرِهَ الْكٰفِرُوْنَ ۝ هُوَ الَّذِيْٓ اَرْسَلَ رَسُوْلَهٗ بِالْهُدٰى وَدِيْنِ الْحَقِّ لِيُظْهِرَهٗ عَلَى الدِّيْنِ كُلِّهٖ وَلَوْ كَرِهَ الْمُشْرِكُوْنَ ۝ يٰٓاَيُّهَا الَّذِيْنَ اٰمَنُوْٓا اِنَّ كَثِيْرًا مِّنَ الْاَحْبَارِ وَالرُّهْبَانِ لَيَاْكُلُوْنَ اَمْوَالَ النَّاسِ بِالْبَاطِلِ وَيَصُدُّوْنَ عَنْ سَبِيْلِ اللّٰهِ وَالَّذِيْنَ يَكْنِزُوْنَ الذَّهَبَ وَالْفِضَّةَ وَلَا يُنْفِقُوْنَهَا فِيْ سَبِيْلِ اللّٰهِ فَبَشِّرْهُمْ بِعَذَابٍ اَلِيْمٍ ۝

پ ۱۰ س ۹ رکوع ۱۔ آیت ۳۲ تا ۳۴

کچھ لوگ چاہتے ہیں کہ اللہ کے نور کو منہ سے پھونک مار کر بجھا دیں اور اللہ تو اپنے نور کو مکمل و تمام کئے بغیر نہیں رہے گا۔ اگرچہ کافروں کو برا ہی کیوں نہ لگے۔ وہی تو ہے جس نے اپنے پیغمبر کو ہدایت اور دین حق دیکر بھیجا تاکہ اس دین کو (دنیا کے) تمام دینوں پر غالب کرے اگرچہ مشرکوں کو ناگوار ہی کیوں نہ ہو۔ (مسلمانو!) (اہل کتاب کے) بہت سے عالم و مشائخ لوگوں کا مال ناحق کھاتے اور ان کو راہ خدا سے روکتے ہیں اور ایسے لوگ جو سونا چاندی جمع کرتے ہیں اور اسکو اللہ کی راہ میں خرچ نہیں کرتے ان کو اس دن کے دردناک عذاب کی خبر سنا دو۔

وَمَا عَلَيْنَا اِلَّا الْبَلَاغُ

نشان زدہ سوالات اور ان کے جوابات

پھالیہ (گجرات) میں سیلاب سے متاثرہ دیہات

*4155 - چوھدری امان اللہ لک : کیا وزیر ریلیف از راہ کرم بیان فرمائیں گے کہ۔

(الف) تحصیل پھالیہ ضلع گجرات میں کتنے دیہات سیلاب سے متاثرہ ہوئے۔ ان کے ناموں کی فہرست ایوان کی میز پر رکھی جائے۔

(ب) مذکورہ بالا دیہاتوں میں کتنا نقصان ہوا اور حکومت نے ہر دیہات میں کتنی کتنی امداد دی اور اس کے لئے کیا طریقہ کار اختیار کیا گیا ؟

وزیر ریلیف (میاں محمد افضل وٹو) : (الف) 216 دیہات تحصیل پھالیہ ضلع گجرات میں سیلاب سے متاثر ہوئے جن کے ناموں کی فہرست ایوان کی میز پر رکھ دی گئی ہے۔

(ب) مذکورہ بالا دیہاتوں میں نقصان کی تفصیل مندرجہ ذیل ہے۔

مکانات پختہ - - - -	1873
مکانات کچہ - - - -	8826
بھوسہ - - - -	1.82.505 من
کاشتکاری کے آلات - - -	3 عدد
کنوئیں - - - -	27 عدد
ٹیوب ویل (بجلی) - - - -	9 عدد
ٹیوب ویل (انجن والے) - -	56 عدد

گندم	- - - -	56,875 من
چاول	- - - -	2,421 من
باجرہ	- - - -	23 من
چنا	- - - -	10 من
تارا میرا	- - - -	5 من
کھانڈ	- - - -	28 من

حکومت نے امدادی فنڈ میں سے اس ضلع کے لئے تقریباً پچاسی ہزار روپیہ دیا ۔ جس میں سے مبلغ چالیس ہزار ایک سو روپیہ مندرجہ ذیل دیہات میں اسسٹنٹ کمشنر منڈی بہاؤالدین نے موقع پر خود تقسیم کیا ۔

1 ۔ دیہہ رکھل	17,750 روپیہ
2 ۔ کالا شادیاں	16,400 روپیہ
3 ۔ گڑھ لگان	3,950 روپیہ
4 ۔ دیوی گڑھ	2,000 روپیہ

یہ رقم مکانات کی مرمت اور دوبارہ تعمیر کے لئے دی گئی ہے ۔ اس کے علاوہ مبلغ اکتالیس لاکھ انتالیس ہزار تین سو اڑتالیس روپیہ (41.39.348 روپیہ) بغیر سود کے سیلاب زدگان میں بطور تقاوی قرضہ کے تقسیم کئے گئے ہیں ۔ جن کی دیہہ وار تفصیل گوشوارہ "ب" میں درج ہے جو کہ ایوان کی میز پر رکھ دی گئی ہے علاوہ ازیں ہاؤس بلڈنگ فنانس کارپوریشن کی طرف سے مبلغ سات لاکھ ستر ہزار روپیہ (7,70,000 روپیہ) مختلف دیہات کے سیلاب زدگان میں تقسیم کیا گیا جس کی تفصیل دیہہ وار گوشوارہ "ج" میں درج ہے جو کہ ایوان کی میز پر رکھ دی گئی ہے ۔ ایگریکلچرل ڈویلپمنٹ بنک آف پاکستان کی طرف سے بھی مبلغ چھ لاکھ چھاسی ہزار ایک سو تیرہ روپیہ (6,82,113 روپیہ) بھی بطور قرضہ اس تفصیل میں تقسیم کیا گیا ۔

تحصیل بھالیہ ضلع گجرات میں سیلاب سے متاثرہ دیہاتوں کی فہرست

1 ملک وال
2 نصیر پور
3 چک دادن
4 بادشاہ پور
5 کرتو وال
6 پریا
7 مراد وال
8 کٹنو وال
9 بھاپھرا
10 کاپڑا
11 بھاگو وال
12 نور پور پیراں
13 ماجھی
14 واڑہ چیباں
15 کوٹ آدمہ
16 پنڈی الیانی
17 کوٹ جھرانا
18 بگا
19 آہلہ
20 دتو جوہر
21 چک دوارکا
22 کوٹ پیراں
23 کھیوا
24 محبت پور
25 کھرل محبت پور
26 گڑھی لطف
27 گڑھی گوہر خان
28 گڑھی لچھا سنگھ
29 چک سردار دیال سنگھ
30 گوہرا
31 توتھہ
32 نواں لوک
33 کوٹ جالیاں
34 اراضی باٹی لڈن
35 میرخانی
36 سونگ
37 کوٹلی افغاناں
38 واڑہ بالیاں
39 دھپئی
40 رسول
41 چک نکال
42 کوٹ اسلام
43 چک شیر محمد
44 سیویا
45 ڈھوک نواں لوک
46 ڈھوک قصاب
47 بٹی مالو وال
48 موجیاں والی
49 جھنڈا چوہان
50 ماندن والا
51 چھڑاں والا
52 نور جمال
53 چک خواجہ
54 رسول پور

55	چک چیون	83	چک جانو خورد
56	خصلاں والا	84	بسی کلاں
57	چران والا	85	چک جانو کلاں
58	چک سیدہ	86	ارزانی
59	چرن والا	87	گاگو کے
60	تھٹہ امیر	88	چکراہ
61	تھٹہ حست	89	ہیگراں والا
62	نور پور	90	مالیاں
63	لسوڑی خورد	91	دویرجی
64	راجوا	92	رکھ کوٹلی قاضی
65	لسوڑی کلاں	93	رن سیکے
66	ہیگر خورد	94	کھبال
67	بھنڈر کلاں	95	ددرائے
68	کوٹلی قاضی	96	رتی پنڈی
69	کوٹلی خورد	97	گھیدون
70	ہیلاں	98	کاموکی
71	گنوھو سلطان	99	چھاڑکا
72	سنتھال	100	لانگ
73	آلو سروانی	101	سعداللہ پور
74	شیخ علی پور	102	چک ظلہیر
57	کوٹ ملتانیاں والا	103	چک مٹھا
76	کوٹ غلام رسول	104	پنڈی ٹھوھرداران
77	لوہا ٹبا	105	کوٹ پاجو
78	پھاڑیاں والی	106	نارنگ
79	بھنڈر خورد	107	کھسرو
80	سوہاوا وڑیھاں	108	جوکالیاں
81	چبھی مست	109	چنی جہانیاں
82	بھیر خورد	110	پنڈی کالو

111	جانوکے	139	برج کھالیاں
112	رکمل	140	تھٹی مرید
113	تھٹہ عالیہ	141	رکھ
114	تھٹہ نکا	142	روک
115	کوٹلہ جھ شاہ	143	رائیکے
116	کوٹ کاکے شاہ	144	گلجن
117	کوٹ شن بلیل	145	سلیمان
118	کوٹ ستار مغربی	146	چک للکھیا
119	چھنی محرم	147	چھنی سیداں
120	بیلہ مشترکہ	148	تھٹہ حکیم والا
121	بلہری	149	کالاشادیاں
122	زنڈیالی	150	مستمل
123	رتو	151	تھٹہ جل جوئیاں
124	کوٹ رحم شاہ	152	تھٹہ خان جھ
125	سرے	153	جگو کلاں
126	لوک	154	جگو خورد
127	چک ڈلہ	155	گدگور
128	میرے والہ	156	تن پور
129	بھرسے	157	قادر آباد
130	بھگت	158	چھنی مغلاں
131	ساہیاں والہ	159	رکھ چھنی مغلاں
132	ساہن پل	160	کوڑے کرم شاہ
133	پرانگ	161	الہن
134	اگرویا	162	دھرم کوٹ
135	دھنبولہ	163	تھٹی شاہ جھ
136	کوٹھا بھولہ	164	کھور کوٹ
137	باہو	165	چوک کلاں
138	مانکا	166	نوشیرہ

167	میلو کہنہ
168	سیدہ
169	ڈنڈکا
170	بھیکی والا
171	بھویا حسنن
172	مٹو
173	میلو نو
174	دیوی گڑھ
175	برج بخت
176	فرخ پور نو
177	فرخ پور کہنہ
178	بھٹہ نو
179	بھٹہ کوہنہ
180	برج مرلان
181	برج گاہنا
182	تھٹی مرلان
183	برج توتھراں
184	دھنی خورد
185	دھنی کلاں
186	چک شہباز
187	چک میاں
188	چنی کہنہ
189	گھہرے
190	چیٹو
191	ولایت والا
192	کھمب کلاں
193	چوٹ کلاں
194	بستی مخدوم
195	ہمبر
196	گڑھ لکان
197	چک چوٹ
198	چکوری
199	لور پور کتوائی
200	کو کرا
201	کھیبو عالم
202	اکال گڑھ
203	قلعہ سردار سوار سنگھ
204	بھیرو وال
205	کانیاں والہ
206	تلن والا
207	ٹھاکر کلاں
208	وریام
209	فتو والا
210	ٹھاکر مینا
211	چانیاں والہ
212	چھنی مرلاں
213	برج عمر
214	برج حسن
215	آورے
216	مرید

گوشوارہ "ب"

قرضہ جات جو کہ حکومت پنجاب نے بطور تقاوی تحصیل پھالیہ ضلع گجرات کے مختلف سیلاب زدہ دیہات میں تقسیم کئے ۔

نمبر شمار	گاؤں کا نام	رقم (بغیر سود کے تقاوی) روپے
1	2	3
1	جھنڈا چوہان	1,000
2	رسول پور	4,000
3	چک خواجہ	50,800
4	چک جیون	2,500
5	حاصلان والا	17,335
6	چورن والا	4,000
7	چک سیدا	16,000
8	چرن والا	27,500
9	بھنڈر کلاں	2,060
10	بیگر خود	13,000
11	جاجوہ	15,500
12	کوٹلی خورد	2,500
13	لسوڑی کلاں	21,055
14	لسوڑی خورد	9,000
15	تھہ امیر	8,000
16	گڈو سلطان	73,614
17	تھہ پست	15,500
18	نور پور	900
19	پھاڑیاں والی	50,928
20	لوہا ٹبہ	8,964
21	بھنڈر خورد	17,500

1	2	3
22	لہاوا وراٹ	8,000
23	کوٹلی قاضی	5,000
24	چک جانو کلاں	34,503
25	سینتھال	6,500
26	چنی مت	30,228
27	باسی کلاں	23,500
28	باسی خورد	3,898
29	چک جانو خورد	32,284
30	شیخ علی پور	48,393
31	کوٹ ملتانیاں والا	25,500
32	کوٹ غلام رسول	22,500
33	آلر سروانی	27,170
34	اردانی	8,000
35	چک ظہیر	51,500
36	کوٹ پھلے شاہ	1,500
37	کوٹ ستار شرق	52,000
38	سہیلو	2,500
39	کوٹلہ محمود شاہ	47,000
40	گھاگوکے	4,000
41	پیجر والا	37,604
42	رن سیکے	3,500
43	کلموں کے	62,871
44	گلو	15,000
45	عشرکے	85,500
46	رتی منڈی	61,461
47	سعداللہ پور	80,080

1	2	3
48	لونگر	90,400
49	چک مٹھا	23,000
50	پنڈی ڈوتھران	54,442
51	کوٹ سیجو	39,910
52	نارنگ	1,44,106
53	کھوسر	36,000
54	میلان	4726
55	جوکالیاں	50,000
56	پنڈی کالو	1,29,965
57	جاتوکے	17,000
58	ٹھٹھہ عالیہ	98,500
59	ٹھٹھنکا	52,700
60	کوٹ کاکے شاہ	55,000
61	چنی شاہن پال	25,000
62	چنی محرم	21,900
63	سالیان	4,198
64	رائتے	88,806
65	رگ	58,259
66	رک	25,00
67	چک لاکھیہ	15047
68	چنی میدان	32,491
69	کالا شادیان	1,35,607
70	بھمبری	99,010
71	رنڈ پانی	60,449
72	رتو	41,298
73	چکے کامل	2500
74	ساہنی پال	60,700

1	2	3
75	سارنگ	5,500
76	اگوریہ	6,500
77	دیولا	4,404
78	بابو	25,552
79	مالکا	15,500
80	برج جہانیاں	14,817
81	مرید	89,012
82	کوٹ رحم شاہ	17,794
83	سارلے	16,000
84	چک والا	42,975
85	لک	38,456
86	متمل	47,080
87	پھیرہ	10,792
88	کوٹلہ شاہ حسین	1,000
89	بھگت	22,642
90	ساہنیاں والا	45,800
91	گانیا	3,949
92	گھاگو کلاں	16,000
93	نادر آباد	2,18,896
94	تن ور	18,192
95	تھٹہ گلجوئیاں	3,906
96	تھٹہ خان محمد	7,880
97	گھاگو خورد	6,964
98	چھنی مغلاں	7,688
99	کورا کرم	13,282
100	الاہنی	20,299

1	2	3
101	چینی گاہنا	51,620
102	تھٹی شاہ محمد	38,425
103	کپور کوٹ	17,026
104	نوشہرہ	42,131
105	جوکر کلاں	13,999
106	مانو کوہنو	18,025
107	سدا	36,201
108	ڈنڈکا	15,632
109	بھوٹیا حسن	17,927
110	بھکے والی	5,373
111	مانو	12,058
112	دیوی گڑھ	8,381
113	برج بھلت	13,306
114	میلو نو	9,042
115	فرخ پور کھنہ	61,037
116	بٹھہ نیو	19,369
117	بھٹہ کھنہ	4,820
118	برج رتوراں	7,000
119	دھنی کلاں	1,000
120	چینی مرلاں	6,000
121	کوکرا	2,550
122	تھٹی مرلاں	26,945
123	برج کھانا	55,695
124	چکوری	8,460
125	نور پور کٹوری	5,590
126	کھمب عالم	2,841
127	کالا سردار جوہر سنگھ	6,000

1	2	3
128	برج حسن	58,286
129	فرخ پور نیو	26,428
130	چنو	3,603
131	چوٹ کلاں	3,454
132	ہمیر	1,980
133		
134	گڑھ لکان	3,500
135	چک چوٹ	9,000
136	بستی مخدوم	8,724
137	بھیرو وال	21,000
138	وریام	25,737
139	ٹھاکر کلاں	7,050
140	ٹھاکر میالہ	45,626
141	کھبوہ	1'000
142	بادشاہ پور	8,000
143	بھکی	1,000
144	گلہنیاں	2,000
145	کوٹلہ شاہ حسین	1,000
146	چک کہال	2,500
147	ڈھال	500
148	ڈھوک مراد	4,000
149	چک نمبر 11	4,000
150	کوٹ ستلر	32,500
		41,39,348 روپے

گوشوارہ "ج"

قرضہ جات جو کہ ہاؤس بلڈنگ فنانس کارپوریشن نے تحصیل پھالیہ کے مختلف سیلاب زدہ دیہات میں تقسیم کئے -

نمبر شمار	گاؤں کا نام	تعداد مستحق افراد جن کو قرضہ بطور تقاوی دیا گیا	رقم
1	2	3	4
1	بھری	53	1,06,000
2	سورید	12	12,000
3	کالا شادیاں	22	44,000
4	گد غور	7	7,000
5	ارزانی	17	31,000
6	کاموکے	17	34,000
7	کامرکے خورد	1	2,000
8	چک جانو خورد	9	13,000
9	چک جانوں کلاں	14	18,000
10	پنڈی کالو	8	16,000
11	سوہاوا وڑیچاں	2	3,000
12	فرخ پور کہنہ	5	9,000
13	ٹھٹھی مراں	3	4,000
14	کھمب عالم	2	2,000
15	کھمب کلاں	8	8,000
16	بھیرو وال	10	14,000
17	نور پور کٹوی	6	7,000
18	گھکھو کلاں	12	24,000
19	ٹھٹھہ بست	3	6,000
20	چسانی بست	9	10,000

1	2	3	4
21	باسی خورد	3	3,000
22	پھندر کلاں	2	2,000
23	سینتھل	6	9,000
24	ادو سروانی	8	16,000
25	شیخ علی پور	10	14,000
26	کوٹ ملتانیاں والا	5	8,000
27	چک ڈالا	3	6,000
28	رمال	26	51,000
29	لونگ	15	30,000
30	قادر آباد	21	37,000
31	مٹو	5	25,000
32	ٹھٹھہ امیر	1	14,000
33	لاسوری خورد	4	8,000
34	ساہن پال	40	80,000
35	باسی کلاں	4	8,000
36	سادلا پور	4	8,000
37	چاہارکے	10	20,000
38	خسر	9	18,000
39	ساہو	5	6,000
40	چھنی مفلاں	6	6,000
41	برج گنھنا	9	18,000
42	چک چوٹ	3	3,000
43	نوشہرہ	11	15,000
44	لاسوری کلاں	2	4,000
	میزان	338	5,77,000/-

چوہدری امان اللہ لک : کیا وزیر موصوف یہ بیان فرما سکیں گے کہ اس فہرست میں 216 متاثرہ دیہات کے نام دئے گئے ہیں جب کہ 150 میں قرضے تقسیم کئے گئے ہیں بقایا 65 دیہات کو قرضے نہ دینے کی وجوہات کیا ہیں ؟

وزیر ریلیف : فاضل رکن اگر علیحدہ سوال کریں تو میں اس کی تفصیل بتا سکوں گا لیکن اس سے یہ بات واضح ہے کہ ان میں اتنا Significant نقصان نہیں ہوا ہو گا یا یقیناً وہاں کے لوگوں نے قرضے کے لئے apply نہیں کیا ہو گا ۔

چوہدری امان اللہ لک : کیا وزیر موصوف یہ فرما سکیں گے کہ ان بلا سود تقاوی کی وصولی کتنے عرصے میں ہو گی ؟

وزیر ریلیف : چونکہ ان دنوں ڈاکٹر عبدالخالق صاحب وزیر آبپاشی تھے اور یہ قرضے انہوں نے تقسیم کرائے تھے ۔ میں نے ان سے معلوم کیا ہے ڈاکٹر صاحب فرماتے ہیں کہ یہ چار فصلوں میں وصول کئے جائے گے ۔

صوبہ میں گاڑیوں کی تعداد

***۴۳۱۹ - چوہدری علی بہادر خان : کیا وزیر ٹرانسپورٹ از راہ کرم بیان فرمائیں گے کہ صوبہ کے ہر ضلع میں کل کتنی گاڑیاں 31 اکتوبر 1973ء کو موجود تھیں ۔ ضلع وار تفصیل بمطابق ذیل بتائی جائے ۔**

(1) سرکاری بسیں ۔

(2) پرائیوٹ بسیں ۔

(3) پرائیوٹ ٹرک ۔

(4) منی بسیں ۔

(5) پرائیوٹ موٹر کار ۔

(6) جیپیں ۔

(7) رکشا اور

(8) ٹیکسی کاریں

وزیر ٹرانسپورٹ : (میاں محمد افضل ولو)

کل میزان	ٹیکسی کاریں	رکشہ	جیپیں	پرائیوٹ موٹر کاریں
11,640	1,021	—	521	5,890
9,579	1,012	—	447	5,074
359	—	—	14	71
941	9	—	33	534
761	—	—	27	211
9,293	17	631	269	3,637
22,44	—	12	29	912
1,116	141	1	41	510
5,018	—	616	60	18,84
915	3	2	39	331
30,996	1,997	4,024	1,843	17,921
26,604	1,964	2,995	1,751	15,799
1,562	—	—	55	809
2,157	—	3	27	1,012
573	33	26	10	301
10,670	82	786	817	4,257
7,209	69	760	413	3,389
1,682	7	19	221	278
742	6	2	78	342
1,037	—	—	105	248
3,878	9	14	694	1,572
2,656	7	12	511	1,133
334	2	2	68	168
888	—	—	115	271
66,477	3,126	5,455	4144	33,277

31 اکتوبر 1973ء کو موجود گاڑیوں کی تفصیل حسب ذیل ہے ۔

نام ضلع وار و صوبہ وار	سرکاری بسیں	پرائیویٹ بسیں	پرائیویٹ ٹرک	منی بسیں
راولپنڈی ڈویژن -	146	1,261	2,132	669
راولپنڈی ۔	139	822	1,531	554
کیمبلپور ۔	2	44	156	72
جہلم ۔	5	105	234	21
گجرات ۔	—	90	211	22
سرگودہا ڈویژن -	193	2,211	2,306	29
سرگودہا ۔	1	614	658	18
میانوالی -	—	211	339	—
لائلپور ۔	192	1,097	1,158	11
جھنگ ۔	—	289	151	—
لاہور ڈویژن ۔	84	2,641	1,924	562
لاہور ۔	83	1,135	1,342	535
شیخوپورہ -	—	701	97	—
گوجرانوالہ ۔	1	703	396	15
سیالکوٹ ۔	—	102	89	12
ملتان ڈویژن ۔	479	1,933	2,280	36
ملتان ۔	98	1,052	1,393	30
ساہیوال ۔	—	670	485	2
مظفر گڑھ ۔	—	121	193	—
ڈیرہ غازی خان ۔	381	90	209	4
بہاول پور ڈویژن ۔	4	1,159	274	152
بہاول پور ۔	3	766	85	139
بہاول نگر ۔	—	83	11	—
رحیم یار خان ۔	1	310	178	13
کل میزان	906	9,205	8,916	1,448

صوبے میں سیلاب سے تباہی

*5135 ۔ سردار امجد حمید خان دستی : کیا وزیر آبپاشی از راہ کرم بیان فرمائیں گے کہ ۔

(الف) جولائی ۔ اگست ۔ ستمبر 1973ء کے سیلاب کا پانی کن کن اضلاع کے نشیبی علاقوں میں پہنچ کر تباہی کا باعث ہوا ۔

(ب) کس کس ضلع کے نشیبی علاقہ سے پانی خارج کر دیا گیا ہے اور اس کام پر کل کتنے انجن استعمال کئے گئے اور آج تک پانی خارج کرنے پر کل کتنی رقم صرف ہو چکی ہے ۔

(ج) کن کن اضلاع کے نشیبی علاقوں سے ابھی تک سیلابی پانی کا اخراج نہیں ہوا اور وہاں سے پانی کا اخراج کب تک ممکن ہو گا اور اس کے لئے کتنے انجن کام کر رہے ہیں یا کتنے جائیں گے ۔

(د) کیا یہ امر واقعہ ہے کہ پانی کے خارج کرنے کے اخراجات متعلقہ متاثرہ آبادی سے وصول کئے جائیں گے ۔ اگر ایسا ہے تو اسکی وجوہات کیا ہیں ؟

وزیر آبپاشی (میاں محمد الفضل وٹو) : (الف) 1973ء کے سیلاب کے پانی نے پنجاب کے تمام اضلاع ماسوائے کیمبل پور ۔ راولپنڈی کے علاقوں کو متاثر کیا تھا ۔

(ب) شہری و دیہاتی نشیبی علاقوں میں سے سیلاب کے پانی کو نکالنے کے لئے محکمہ نہر نے ماسوائے ضلع رحیم یار خان کے کسی اور ضلع میں پانی پمپ کرنے کا انتظام نہیں کیا ۔ ضلع رحیم یار خان کے زیر آب نشیبی رقبہ ہائے کو سیلاب کے پانی سے خالی کرنے کے لئے محکمہ نہر نے 18 عدد پمپ لگائے تھے جس پر تقریباً 6,00,000 روپے صرف ہو چکے ہیں ۔

(ج) ضلع رحیم یار خان کے چک نمبر 229 کا 300 ایکڑ رقبہ اور

ترکڑی کے علاقہ کا 100 ایکڑ رقبہ ابھی تک زیر آب ہے ۔ جس پر 2 پمپ کام کر رہے ہیں اور امید ہے کہ جلد ہی یہ رقبہ خشک ہو جائے گا ۔ جہاں تک محکمہ نہر کو علم ہے باقی اضلاع کے علاقوں میں سے ماسوائے جوہڑوں کے پانی خشک ہو چکا ہے ۔

(د) پانی کے اخراج پر صرف شدہ رقوم کو متاثرہ آبادی سے وصول کرنے کے متعلق گورنمنٹ نے کوئی احکام صادر نہیں کئے ۔

لاہور شہر میں اومنی بسوں کی کمی کو دور کرنا

*5138 ۔ **سردار امجد حمید خان دستی** : کیا وزیر ٹرانسپورٹ از راہ کرم بیان فرمائیں گے کہ ۔

(الف) یکم جنوری 1972ء سے اب تک روڈ ٹرانسپورٹ کارپوریشن جو اب روڈ ٹرانسپورٹ بورڈ بن چکا ہے کو کتنی اُی سنگل ڈیکر اور ڈبل ڈیکر بسیں ملی ہیں ۔

(ب) مذکورہ بالا بسوں میں سے کتنی سنگل ڈیکر اور ڈبل ڈیکر بسیں لاہور اومنی بس سروس کی انتظامیہ کے سپرد کی گئیں ۔ ان میں سے کتنی ڈسٹرکٹ روٹوں پر اور کتنی مقامی طور پر لاہور کارپوریشن کے علاقہ میں چلتی ہیں ۔

(ج) کیا یہ امر واقعہ ہے کہ لاہور کارپوریشن میں شہریوں کی آبادی 21 لاکھ سے بھی تجاوز کر چکی ہے اور جہاں کے لوگ اومنی بسوں کی کمی کے باعث سخت پریشان ہیں ۔ اگر جواب اثبات میں ہے تو حکومت ان کی پریشانی دور کرنے کے لئے کیا اقدام کر رہی ہے ؟

وزیر ٹرانسپورٹ (میاں محمد افضل وٹو) : (الف) آٹھ سو پچاس سنگل ڈیکر بسیں ۔ کوئی ڈبل ڈیکر بس نہیں ملی ۔

(ب) 271 (دو صد اکہتر) سنگل ڈیکر بسیں لاہور اومنی بس سروس کی انتظامیہ کے سپرد کی گئی ہیں - جو کہ مختلف روٹوں پر کارپوریشن کے علاقے میں چل رہی ہیں - اومنی بس سروس کا شیڈول 296 (دو صد چھیانوے) بسوں کا ہے - جو کہ نئی اور پرانی بسوں پر مشتمل ہے - جن میں سے 84 (چوراسی) بسیں لاہور کارپوریشن کی حدود سے باہر ڈسٹرکٹ روٹوں پر چل رہی ہیں -

(ج) لاہور شہر کی بڑھتی ہوئی آبادی کے پیش نظر نئی بسوں کا زیادہ حصہ لاہور اومنی بس سروس کو ہی دیا گیا ہے - منصوبہ بندی کے تحت موجودہ مالی سال کے آخر تک اومنی بس سروس کو مزید 392 (تین صد بانوے) سنگل ڈیکر بسیں مہیا کرنے کا پروگرام ہے -

سید تابش الوری : کیا وزیر موصوف بتا سکیں گے کہ ان بسوں میں سے بہاولپور کو کتنا کوٹہ الاٹ ہوا ہے ؟

وزیر ٹرانسپورٹ : بہاولپور شہر جو کہ قبل ازیں اومنی بس کے سلسلے میں محروم تھا اور جس میں اومنی بس نہیں چلائی جاتی تھی - ہم نے خاص طور پر بہاولپور شہر میں پچھلے ماہ سے چار اومنی بسیں چلوا دی تھیں اور اس ماہ دو بسیں اور چلا دی ہیں - اس وقت بہاولپور شہر میں اومنی بس سروس کی چھ نئی بسیں چل رہی ہیں -

خان امیر عبداللہ خان روکڑی : کیا وزیر موصوف یہ ارشاد فرمائیں گے کہ بہاولپور کے علاوہ اور ڈسٹرکٹ میں بھی آپ کا ایسا پروگرام ہے ؟

وزیر ٹرانسپورٹ : یقیناً جوں جوں ہمیں بسیں ملتی جائیں گی ؟ انشاء اللہ ہم پنجاب کے ہر بڑے شہر میں اور ڈسٹرکٹ روٹس پر بسوں کی تعداد زیادہ سے زیادہ بڑھاتے چلے جائیں گے -

خان امیر عبداللہ خان روکڑی : (پوائنٹ آف انفارمیشن) کیا حضور والا

کسی اور ضلعے کے متعلق بتا سکتے ہیں کہ کس ضلعے کے متعلق ان کا آئندہ ارادہ ہے ؟

وزیر ٹرانسپورٹ : یقیناً گجرات اور گوجرانوالہ ۔ یہ آبادی کے لحاظ سے خاص طور پر ڈویژنل ہیڈ کوارٹر ہیں ۔ اب میانوالی اگر ہیڈ کوارٹر بنے تو ہم یقیناً اس میں بھی فوراً بسیں چلا دیں گے ۔ بہاولپور چونکہ ڈویژنل ہیڈ کوارٹر تھا اس لئے وہاں اومنی بس چلائی گئی تھی ۔

مسٹر سپیکر : انہوں نے میانوالی کا تو نہیں پوچھا ۔

خان امیر عبداللہ خان روکڑی : یہ تو جناب بڑی زیادتی ہو گی ۔ بہاولپور کو اومنی بسیں مل گئی ہیں ۔ جس کی مجھے خوشی ہوئی ہے ۔ لیکن میں نے صرف اتنا سوال کیا تھا کہ بہاولپور کے علاوہ کسی اور ڈسٹرکٹ میں جس کی آبادی بہاولپور سے تین گنا زیادہ ہے اس کو بھی آپ Consider کرنے کے لئے تیار ہیں ۔

مسٹر سپیکر : اس کا جواب انہوں نے دے دیا ہے کہ ڈویژنل ہیڈ کوارٹر ہے ۔

خان امیر عبداللہ خان روکڑی : چونکہ میانوالی کا ذکر آ گیا تھا میں نے تو اس لئے کہا ہے ۔

وزیر ٹرانسپورٹ : میں یقین دلاتا ہوں کہ انشاء اللہ وہاں بھی چلائیں گے ۔

ضلع لاہور میں سیم اور تھور سے متاثر اراضی

*5264 ۔ مرزا فضل حق : کیا وزیر آبپاشی از راہ کرم بیان فرمائیں گے کہ ۔

(الف) ضلع لاہور کے کس کس علاقہ میں کس قدر قابل کاشت اراضی سیم اور تھور سے متاثر ہو چکی ہے اور اس کو قابل کاشت بنانے کے لئے کیا اقدام کیا جا رہا ہے ۔

(ب) کیا یہ امر واقعہ ہے کہ سیم و تھور سے متاثر ناقابل کاشت اراضی کے مالکان سے مالیہ اور آبیانہ ابھی تک وصول کیا جا رہا ہے۔

(ج) کیا حکومت مذکورہ اراضی کو قابل کاشت بنانے تک مالیہ اور آبیانہ کی وصولی بند کرنے کا کوئی ارادہ رکھتی ہے اگر نہیں تو اس کی وجہ کیا ہے؟

وزیر آبپاشی: (الف) ضلع لاہور میں 1،34،347 ایکڑ قابل کاشت رقبہ تھور سے اور 676 ایکڑ قابل کاشت رقبہ سیم سے متاثر ہو چکا ہے۔ تھور کی تباہ کاری کا اثر ضلع لاہور کی تینوں تحصیلوں میں ہے تفصیل حسب ذیل ہے۔

نام تحصیل	رقبہ متاثر تھور	رقبہ متاثر سیم
تحصیل لاہور	45,837	676
تحصیل چونیاں	5 ,517	—
تحصیل قصور	31,993	—
	134,347	

تھور زدہ رقبہ کی اصلاح کے لئے ضلع لاہور کا وہ رقبہ جو لوئر باری دوآب سے سیراب ہوتا ہے۔ اس میں سے 973 ایکڑ رقبہ خریف 1973ء میں برائے اصلاح منتخب کیا گیا تھا۔ اب تک کل 16,088 ایکڑ رقبہ اس سکیم کے تحت درست کیا جا چکا ہے۔ صوبائی حکومت نے واپڈا کو ہدایت کی ہے کہ صوبہ میں تھور و سیم زدہ اراضی کی اصلاح کے لئے ایک جامع منصوبہ (Master Plan) جلدی بنائے اور اس سلسلے میں مناسب کارروائی ہو رہی ہے۔

(ب) آبیانہ صرف اس رقبہ سے وصول کیا جاتا ہے۔ جس میں کہ فصل کاشت کی گئی ہو۔ خالی رقبہ سے آبیانہ وصول نہیں کیا جاتا۔

(ج) چونکہ غیر کاشت شدہ رقبہ پر آبیانہ وصول نہیں کیا جاتا ۔ اس لئے وصولی بند کرنے کا سوال پیدا ہی نہیں ہوتا ۔

لاہور میں اومنی بسوں کی تعداد میں اضافہ کرنا

*5227 ۔ **مرزا افضل حق** : کیا وزیر ٹرانسپورٹ از راہ کرم بیان فرمائیں گے کہ ۔

(الف) لاہور میونسپل کارپوریشن کے علاقے شالیمار ٹاؤن ۔ باغبانپورہ بھو گیوال ۔ سنگھ پورہ ۔ سلطان پورہ ۔ کوٹ خواجہ سعید ۔ انجینئرنگ یونیورسٹی وغیرہ کے عوام کے لئے لاہور ریلوے سٹیشن سے روٹ نمبر 12 اور 17 پر کتنی کتنی اومنی بسیں 1967-68ء میں چلتی تھیں اور آج کل کتنی سنگل و ڈبل ڈیکر بسیں چل رہی ہیں ۔

(ب) کیا یہ امر واقعہ ہے کہ حکومت مذکورہ روٹوں پر بسوں میں اضافہ کرنے کا کوئی ارادہ رکھتی ہے ۔ اگر ایسا ہے تو کتنا اور کب تک ؟

وزیر ٹرانسپورٹ (میاں محمد افضل وٹو) : (الف) 1967-68ء کے دوران روٹ نمبر 12 اور 17 پر 14 بسیں چلائی جا رہی تھیں جن میں 2 سنگل اور 12 ڈبل ڈیکر بسیں شامل تھیں ۔ مذکورہ بالا روٹ شالیمار ٹاؤن ۔ باغبانپورہ ۔ بھو گیوال ۔ سنگھ پورہ ۔ سلطان پورہ ۔ کوٹ خواجہ سعید ۔ انجینئرنگ یونیورسٹی کے علاقوں پر محیط تھیں اس وقت ان روٹوں پر 2 بسیں چل رہی ہیں ۔

میں اس میں یہ وضاحت ضروری سمجھتا ہوں کہ جس وقت 1967-68ء میں 14 بسیں چل رہی تھیں ۔ اس وقت پرائیویٹ بس ایک بھی نہیں تھی اور اس روٹ پر تمام کی تمام گورنمنٹ ٹرانسپورٹ چلا کر عوام کی تکلیف کو مد نظر رکھتے ہوئے انتظام کیا گیا تھا لیکن اس وقت اس روٹ پر 45 پرائیویٹ بسیں چل رہی ہیں ۔

(ب) جی ہاں، اس کے باوجود ہم بالترتیب 5 اور 18 مزید بسیں بھی ان روٹس پر چلانے کا پروگرام بنائے ہوئے ہیں ۔

پنجاب روڈ ٹرانسپورٹ بورڈ کی فاضل پرزہ جات کی خرید

*5359 ۔ چوہدری علی بہادر خان : کیا وزیر ٹرانسپورٹ از راہ کرم بیان فرمائیں گے کہ ۔

(الف) پنجاب روڈ ٹرانسپورٹ بورڈ کی تشکیل کے وقت بورڈ کے پاس کل کتنی رقم کے فاضل پرزہ جات تھے اور اب کتنے ہیں ۔

(ب) کیا یہ درست ہے کہ جزو (الف) بالا میں مندرج پرزہ جات میں سے لاکھوں روپیہ کے مالیتی کچھ پرزہ جات افسران نے صرف کمیشن حاصل کرنے کے لئے ایسے ہی خرید کئے تھے جو کہ بورڈ کی ملکیتی بسوں کے لئے کار آمد نہ تھے ۔ اگر ایسا ہے تو مذکورہ افسران کے خلاف کیا کارروائی کی گئی ہے ؟

وزیر ٹرانسپورٹ (میاں محمد افضل وٹو) : (الف) پنجاب روڈ ٹرانسپورٹ بورڈ کی تشکیل کے وقت موجود پرزہ جات کی کل مالیت تقریباً مبلغ 92ء 227 ، 37 ، 90 روپے تھی اور اب تقریباً مبلغ 23ء 907 ، 75 ، 81 روپے ہے ۔

(ب) مندرجہ بالا پرزہ جات میں سے کوئی پرزہ بھی کسی افسر نے کمیشن حاصل کرنے کے لئے نہیں خریدا تھا ۔ لہذا کسی افسر کے خلاف کارروائی کرنے کا سوال ہی پیدا نہیں ہوتا ۔

سرکاری سامان اور رقم خرد برد کرنے کے الزامات سے سبکدوش شدہ گورنمنٹ ٹرانسپورٹ سروس کے ملازمین کی تعداد

*5471 ملک غلام محمد اصغر : کیا وزیر ٹرانسپورٹ از راہ کرم بیان فرمائیں گے کہ ۔

(الف) پنجاب گورنمنٹ ٹرانسپورٹ سروس سے تعلق رکھنے والے ایسے

افسران اور ملازمین کی تعداد کیا ہے جن کو سال 1972ء اور 1973ء میں سرکاری سامان اور رقم خرد برد کرنے کے الزام میں ملازمت سے علیحدہ کیا گیا ۔

(ب) کیا یہ حقیقت ہے کہ بعض کنڈکٹرز سواریوں سے پیسے لے کر ٹکٹ جاری نہیں کرتے اگر ایسا ہے تو ایسے کنڈکٹرز کی تعداد کیا ہے جن کو ٹکٹ جاری نہ کرنے کے الزام میں 1972ء اور 1973ء میں ملازمت سے علحیدہ کیا گیا ؟

وزیر ٹرانسپورٹ (میاں محمد افضل وٹو) : (الف) پنجاب روڈ ٹرانسپورٹ بورڈ سال 1972ء میں 7 ملازمین کو محکمہ کی رقم خورد برد کرنے کے الزام میں ملازمت سے علیحدہ کیا گیا ۔ جب کہ سال 1973ء میں ایسے ہی ملازمین کی تعداد 6 تھی ۔

(ب) ایسے کنڈکٹرز جن کو سواریوں سے کرایہ وصول کرنے کے باوجود ٹکٹ جاری نہ کرنے کے الزام میں ملازمت سے علیحدہ کیا گیا ۔ ان کی تعداد سال 1972ء میں 101 اور سال 1973ء میں 96 تھی ۔

تحصیل وہاڑی کے راجباہ کی پٹڑی کی مرمت

*5825 ۔ **میاں خورشید انور** : کیا وزیر آبپاشی از راہ کرم بیان فرمائیں گے کہ ۔

(الف) کیا یہ درست ہے کہ موضع کریم واہ شمالی تحصیل وہاڑی کے قریب راجباہ الہ آباد ہر سال ٹوٹ جاتا ہے ۔

(ب) کیا یہ بھی درست ہے کہ کچھ عرصہ قبل علاقہ کے عوام کے مطالبہ پر متعلقہ وزیر صاحب نے اس مقام پر مٹی ڈلوا کر پٹڑی کو مضبوط کرنے کا تحریری حکم چیف انجینئر بہاولپور کو دیا تھا اگر ایسا ہے تو اس سلسلہ میں اب تک کیا کارروائی ہوئی ہے ؟

وزیر آبپاشی (میاں محمد افضل وٹو) : (الف) یہ درست نہیں ہے ۔ البتہ پچھلے سال پانچ اور چھ جولائی کی درمیانی شب کو راجباہ برجی نمبر 68000 اتفاق طور پر ٹوٹ گئی تھی ۔

(ب) یہ درست نہیں ہے ۔ البتہ routine کے مطابق حسب معمول برجی نمبر 68000 سے 78000 کے درمیانی حصہ میں بینک کو مٹی ڈال کر مضبوط کیا گیا تھا ۔

آبیانہ کی وصولی

*5827 ۔ میاں خورشید انور : کیا وزیر آبپاشی از راہ کرم بیان فرمائیں گے کہ ۔

(الف) کیا یہ درست ہے کہ حکومت صوبہ میں ایسے زمینداروں اور کاشتکاروں سے بھی جنہیں ان کی ضرورت کے مطابق نہری پانی نہیں ملتا اور وہ اپنے ذاتی ٹیوب ویلوں سے باقی ضرورت پوری کرتے ہیں ۔ پورا آبیانہ وصول کرتی ہے ۔

(ب) اگر جزو (الف) بالا کا جواب اثبات میں ہے تو کیا حکومت اس ناانصافی کو دور کرنے کے لئے کوئی کارروائی کرے گی اگر نہیں تو کیوں ؟

وزیر آبپاشی (میاں محمد افضل وٹو) : (الف) جو رقبہ جات نہری اور ٹیوب ویلوں کے پانی سے مخلوط طور پر آبپاش ہوتے ہیں ۔ ان پر زیر قاعدہ نمبر 28 کنال ایکٹ نہری آبیانہ تشخیص کیا جاتا ہے مگر ایسے رقبہ جات جہاں پر ٹیوب ویل کا پانی بذریعہ نہری کھال نہیں لے جایا جاتا اور نہ ہی ان میں نہری آبپاشی ہوتی ہے ۔ نہری آبیانہ کی تشخیص میں نہیں آتے ۔

(ب) حکومت نے پہلے ہی زمینداروں کی حوصلہ افزائی اور حق رسی کے لئے ایسے مخلوط آبپاش شدہ رقبہ جات پر تشخیص کردہ

آبیانہ میں 25 فیصد رعایت دی ہوئی ہے۔ جو کہ تاریخ درخواست دائر کرنے سے بجلی کے ٹیوب ویل پر آٹھ سال کے لئے اور ڈیزل انجن کے ٹیوب ویل پر دس سال کے لئے جاری ہوتی ہے۔ اگر اس دوران میں زمینداران ٹیوب ویل کو ری بور (Rebore) کر لیویں۔ تو اس رعایت میں علی الترتیب مزید آٹھ اور دس سال توسیع مل جاتی ہے۔

نہر کی تعمیر

*5860۔ **کرنل محمد اسلم خان نیازی :** کیا وزیر آبپاشی از راہ کرم بیان فرمائیں گے کہ۔

(الف) کیا یہ درست ہے کہ کالا باغ ضلع میانوالی کے مقام پر حکومت نے کچھ عرصہ پہلے کروڑوں روپیہ کی لاگت سے جناح بیراج تعمیر کیا تھا۔

(ب) کیا یہ بھی درست ہے کہ تحصیل عیسیٰ خیل کے لئے مذکورہ بیراج کے رائٹ بینک سے نہر نکالنے کا منصوبہ ایک عرصہ سے حکومت کے زیر غور ہے۔

(ج) اگر جزو (الف) و (ب) بالا کا جواب اثبات میں ہے تو مذکورہ منصوبہ کو کب تک عملی جامہ پہنایا جائے گا؟

وزیر آبپاشی (میاں محمد افضل وٹو) : (الف) یہ درست ہے۔

(ب) یہ درست نہیں۔ جناح بیراج سے رائیٹ بنک نہر نکالنے کا کوئی منصوبہ حکومت کے زیر غور نہیں۔

(ج) سوال پیدا نہیں ہوتا کیونکہ جزو (ب) بالا کا جواب اثبات میں نہیں ہے۔

کرنل محمد اسلم خان نیازی : سپلیمنٹری۔ جناب والا! کیا وزیر موصوف اس طرف غور فرمائیں گے کہ جب ہم کروڑوں روپے کے ہیڈ جناح بیراج سے

تحصیل عیسیٰ خیل کے لئے نہر نکال کر فائدہ اٹھا سکتے ہیں تو کیوں نہ فائدہ اٹھایا جائے۔

وزیر آبپاشی : جناب والا ! سوال یہ ہے کہ فاضل ممبر نے پوچھا تھا کہ پہلے یہ نہر کا منصوبہ تھا ۔ چونکہ پہلے یہ منصوبہ نہیں تھا ۔ اب فاضل ممبر درخواست دیں ہم انشاءاللہ ان کی درخواست موصول ہونے پر اس کی مکمل انکوائری کروالیں گے اور جو کچھ بھی ہو سکے گا ۔ ہم یقیناً کریں گے ۔

کرنل محمد اسلم خان لیازی : بڑی مہربانی ۔

بند کی پختگی

*5861 ۔ کرنل محمد اسلم خان لیازی : کیا وزیر آبپاشی از راہ کرم بیان فرمائیں گے کہ ۔

(الف) کیا یہ حقیقت ہے کہ عیسیٰ خیل ضلع میانوالی کی دیرینہ نہر کمی عمر خان جو کہ 20 (20) موضعات کو سیراب بھی کرتی ہے ۔ کا بند کچا ہے ۔

(ب) کیا یہ بھی حقیقت ہے کہ مذکورہ نہر کے بند کی تعمیر کے سلسلہ میں اب تک تین مرتبہ سروے کیا گیا ہے ۔

(ج) اگر جزو (الف) اور (ب) بالا کا جواب اثبات میں ہے تو بند مذکورہ کے ابھی تک تعمیر نہ ہونے کی کیا وجہ ہے اور یہ کب تک تعمیر ہو جائے گا ؟

وزیر آبپاشی (میاں محمد افضل ولو) : (الف) یہ درست ہے ۔ بہرحال اس نہر کی دیکھ بھال محکمہ آبپاشی کی ذمہ داری نہیں ہے ۔

(ب) یہ درست ہے کہ فاضل ممبر کے کہنے پر اس نہر کی بہتر کارکردگی کے لئے مختلف تجاویز کا سرسری جائزہ لیا گیا ہے ۔ لیکن ابھی تفصیلی سروے نہیں کیا گیا ۔

(ج) جیسا کہ جزو (ب) میں درج ہے کہ میں عمر خان کی جنری کی مختلف تجاویز پر غور کیا جا رہا ہے اور متعلقہ حکام کو تفصیل مروے کرنے اور کسی ٹھوس نتیجہ پر پہنچنے کی ہدایت جاری کی گئی ہے اگر کوئی قابل عمل تجویز سامنے آئی تو اس سکیم کا جامع منصوبہ تیار کیا جائے گا ۔

کرنل محمد اسلم خان لودھی : جناب والا ! جناب وزیر موصوف نے یہ فرمایا ہے کہ نہر کس عمر خان محکمہ آبپاشی کے سپرد نہیں ہے تو کیا یہ شعبہ بھی آبپاشی سے باہر ہے تو اس کے متعلق ہماری جو دیرینہ درخواستیں ہیں کہ اس نہر کو محکمہ آبپاشی کے سپرد کیا جائے ۔ کیا وزیر موصوف اس پر بھی غور فرمائیں گے ؟

وزیر آبپاشی : فی الواقعہ یہ نہر 1878ء میں پرائیویٹ طور پر وہاں کے لوگوں نے خود بنائی تھی اور ہر سال اس نہر کو پانی دینے کے لئے وہ لوگ عارضی طور خود ہی بند بناتے ہیں اور اس نہر کے پانی کو استعمال میں لاتے ہیں یہ باقاعدہ طور پنجاب کے ایریگیشن سسٹم اور ایریگیشن ڈیپارٹمنٹ کے تحت نہیں ہے ۔ جیسا کہ فاضل رکن نے خواہش ظاہر کی ہے یہ اس کے لئے apply کریں ۔ انشاء اللہ محکمہ اس پر بڑے ہمدردانہ طور پر غور کرے گا ۔

کرنل محمد اسلم خان : جناب والا ! گذارش یہ ہے کہ اب یہ نہر پرائیویٹ نہیں رہی یہ 1906ء سے گورنمنٹ نے take-over کر کے اس کا انتظام ڈی ۔ سی کے سپرد کیا ہوا ہے اور میری یہ درخواست ہے کہ محکمہ نہر اس کو take-over کرے ۔ اس پر آپ ان کو حکم دیں گے کہ وہ میرے ساتھ مل کر مشورہ کریں اور ہم ایک رپورٹ تیار کر کے آپ کی خدمت میں پیش کریں ۔

وزیر آبپاشی : جناب والا ! میں نے یہی عرض کی ہے کہ ڈی ۔ سی کے under ہونا یا نہ ہونا تصور نہیں ہوتا ۔ جیسا کہ فاضل ممبر نے خود کہا ہے تو اس سلسلے میں آپ formal طور پر apply کریں اور ہم انشاء اللہ یقیناً اس پر غور کریں گے ۔

خان امیر عبداللہ خان روکڑی : کیا وزیر موصوف یہ فرمائیں گے کہ یہ رپورٹ کب تک مکمل ہو کر آ جائے گی ۔

وزیر آبپاشی : یہ رپورٹ کب تک مکمل ہونے یا نہ ہونے کی بات نہیں ہے ۔ جہاں تک رپورٹ کے ابتدائی سروے کا تعلق ہے ۔ میں نے عرض کیا ہے کہ ہم نے سروے کروایا ہے یہ رپورٹ اس sense میں تفصیلاً مکمل ہوگی جب formally یہ ہمارے سپرد ہو کر اس کے بنانے کا منصوبہ approve ہوگا کہ اس پر total cost کتنی آئے گی ۔ اس کا ڈیزائن کیا ہوگا اور پھر جیسے کہ کسی بند کی تعمیر کا انتظام ہوتا ہے ۔ وہ کرایا جائے گا ۔

خان امیر عبداللہ خان روکڑی : آپ نے جو (ج) کا جواب دیا ہے وہ ذرا دوبارہ پڑھ لیجئے ۔

وزیر آبپاشی : (ج) کا جواب پڑھا جاتا ہے ۔

جیسا کہ جزو (ب) میں درج ہے ۔ کس عمر خان کی بہتری کی مختلف تجاویز پر غور کیا جا رہا ہے اور متعلقہ حکام کو تفصیلی سروے کرنے اور کسی ٹھوس نتیجہ پر پہنچنے کی ہدایت جاری کی گئی ہے اگر کوئی قابل عمل تجویز سامنے آئی تو اس سکیم کا جامع منصوبہ تیار کیا جائے گا ۔

خان امیر عبداللہ خان روکڑی : میں نے اس کے متعلق پوچھا ہے ۔

وزیر آبپاشی : آپ میری عرض سنیں ۔ یہ سوال چونکہ دو تین مہینے پہلے کا ہے اور یہ جواب اس وقت کا دیا ہوا ہے ۔ میں اب جو ضمنی وضاحت پیش کر رہا ہوں یہ latest ہے اور میں آج کی تازہ ترین رپورٹ آپ کی خدمت میں پیش کر رہا ہوں کہ جو سروے ہم کر سکتے تھے ۔ اب وہ مکمل ہو چکا ہے اور یہاں پر پختہ بند بنانا feasible نہیں ہے لیکن اگر فاضل ممبر یہ چاہتے ہیں کہ یہ ایریگیشن ڈیپارٹمنٹ کے سپرد ہو تو اس کے لئے فاضل ممبر باقاعدہ طور پر apply کریں تو اس کے بعد practically ہم اس کی ممکن صورت تجویز کریں گے کہ کس طرح اس کو عملی طور پر feasible بنایا جا سکے ۔

خان امیر عبداللہ خان روکڑی : سپیکر جناب والا ! وزیر موصوف

نے یہ بالکل clear نہیں کیا ہے ۔ کیونکہ ایک جگہ پر تو یہ کہا ہے کہ یہ ممکن نہیں ہے اور ساتھ ہی انہوں نے یہ کہا تھا کہ اگر apply کریں تو ہم اس کا سروے کرائیں گے ۔ کیا اس کا مطلب یہ تو نہیں ہے کہ صرف زبانی جمع خرچ سے خوش کیا جا رہا ہے ؟ جب نہیں ہے تو پھر کیسے ہوگا ۔

وزیر آبپاشی : اس کے بارے میں گذارش یہ ہے کہ آپ سوال پڑھیں (الف) میں یہ ہے کہ کچا بند ہے یہ بھی درست ہے (ب) کا سوال یہ ہے ۔

> "کیا یہ بھی حقیقت ہے کہ مذکورہ نہر کے بند کی تعمیر کے سلسلہ میں اب تک تین مرتبہ سروے کیا گیا ہے" ۔

میں نے کچے بند کی تین مرتبہ سروے کی تفصیل بتاتے ہوئے عرض کیا ہے کہ جو پکا بند فاضل رکن بنانا چاہتے ہیں وہ feasible نہیں لیکن اس نہر کو کیسے پانی دیا جائے یہ جب ہمارے پاس آئے گا تو پھر ہم سوچیں گے کہ آیا پکا بند بنا کر یہ feasible ہو سکتا ہے یا کچے بند سے یا کہ بند کے بغیر کسی اور سکیم سے ۔ تو اس سلسلہ میں یہ عرض کر رہا ہوں ۔

خان امیر عبداللہ خان روکڑی : سپلیمنٹری ۔ کیا وزیر موصوف اس کے متعلق یہ سوچنے کے لئے بھی تیار ہیں کہ یہ ڈیپارٹمنٹ ڈسٹرکٹ اتھارٹی سے لے کر اریگیشن ڈیپارٹمنٹ کے سپرد کیا جائے ۔

وزیر آبپاشی : میرے خیال میں اس کی کوئی گنجائش نہیں ہے ۔

کرنل محمد اسلم خان لیازی : کیا وزیر موصوف یہ بھی غور فرمائیں گے کہ جب انڈس جیسے دریا کے اوپر بند باندھے جاتے ہیں یا ہیڈ باندھے جاتے ہیں اور ہیڈ ورکس اور بیراج بنائے جاتے ہیں اور وہاں پر کوئی رکاوٹ نہیں ہے تو یہ چھوٹا سا دریا جس میں میں آپ کی انفارمیشن کے لئے عرض کرنا چاہتا ہوں کہ چار پانچ سو کیوسک سے زیادہ پانی نہیں جاتا یہاں بند نہیں باندھا جاتا ۔ اور جہاں ہزار ہا اور لاکھوں کیوسک پانی بہہ رہا ہے وہ تو کنٹرول ہو جاتا ہے صرف ہمارا بد نصیب علاقہ محروم ہے ۔

وزیر آبپاشی : جناب والا ! میں فاضل رکن کی خدمت میں گذارش کروں گا کہ نہر کورم کا جو پانی ہے یہ صرف 64 کیوسک ہے اور اس دریا میں بند بالدھنے کے لئے جو لاکھوں روپیہ خرچ آئے گا وہ اس 64 کیوسک کی return سے کم ہے ہم یہ نہیں کہتے کہ ہم اس کو پانی نہیں دیں گے ہم یہ کہتے ہیں کہ اتنے کروڑوں روپوں کا بند 64 کیوسک کی نہر کے لئے feasible اور economical نہیں ہے ۔ ہم اس نہر کو ایک لفٹ سے یا کوئی پمپ لگا کر یا کسی اور طریقہ سے فاضل رکن کو پانی دیں گے ۔ ان کو بند سے غرض نہیں ہے ۔ ان کو پانی سے غرض ہے اور وہ انشاء اللہ ہم ان کو دینے کے لئے یقیناً کوشش کریں گے ۔

کرنل محمد اسلم خان نیازی : پوائنٹ آف انفارمیشن ۔ پارا بند کروڑوں کا بالکل نہیں ہے حضور والا ! آپ کو معلوم نہیں ہے کسی نے غلطی سے کروڑوں کا بتا دیا ہوگا یہ تو 28 لاکھ سے بھی کم ہے ۔ میاں صاحب نے مہربانی کی تھی ۔ اپنے وقت میں انہوں نے اس کا سروے کرایا تھا تو کسی گدھے ایکس ۔ ای ۔ این نے پہلے اس کا estimate ایک کروڑ دس لاکھ لگایا تھا ۔ ۔ ۔

مسٹر سپیکر : کرنل صاحب ۔ گدھا تو ایکس ۔ ای ۔ این نہیں ہو سکتا ہمارے رولز میں دیا ہوا ہے ۔

کرنل محمد اسلم خان نیازی : تو جناب والا ! یہ الفاظ میں واپس لیتا ہوں باقی اس کی گردن میں رہیں ۔ تو گذارش یہ ہے کہ اتنا ہرگز خرچ نہیں آتا تھا اس کا دوبارہ سروے کرایا گیا تو وہ 48 لاکھ تھا اور اگر چالیس لاکھ کا ہمیں ٹھیکہ دیتے ہیں (وہاں کے زمینداروں کو) تو ہم بنا کر دیتے ہیں ۔

مسٹر سپیکر : بہت اچھا جی ، آپ لوٹ کر لیں ۔

کرنل محمد اسلم خان نیازی : وزیر موصوف ارشاد تو فرمائیں ۔

وزیر آب پاشی : ضرور کریں گے ۔

محکمہ ٹرانسپورٹ میں ناجائز ترقیاں

* 5870 ۔ حافظ علی اسد اللہ : کیا وزیر ٹرانسپورٹ از راہ کرم بیان فرمائیں گے کہ کیا یہ درست ہے کہ حکومت نے 73-1972ء کے دوران میاں امین الدین ڈسٹرکٹ مینجر ٹرانسپورٹ بورڈ ۔ تصدق رسول ٹریفک مینجر ۔ علی محمد خواجہ اسسٹنٹ ٹریفک مینجر ۔ عبدالرحمان انصاری لیبر آفیسر ٹرانسپورٹ بورڈ۔ احمد سعید خان ڈپو سپرنٹنڈنٹ ٹرانسپورٹ کو ان کے خراب ریکارڈ کے باوجود ناجائز ترقیاں دی تھیں اگر ایسا ہے تو کیا حکومت اس سلسلہ میں تحقیقات کرائے گی ؟

وزیر ٹرانسپورٹ (میاں محمد افضل وٹو) : (الف) مذکورہ بالا افسران میں ما سوائے عبدالرحمان انصاری کے سب کی عارضی ترقیاں ہوئیں ۔ جہاں تک عبدالرحمان انصاری کا تعلق ہے ان کو مبلغ ایک صد روپیہ بطور الاؤنس جو کہ اس کی اپنی تنخواہ بطور اسسٹنٹ ٹریفک مینجر کے علاوہ ہے دے کر لیبر آفیسر ٹرانسپورٹ بورڈ کا کام عارضی طور پر سپرد کیا گیا ہے ۔

(ب) میاں امین الدین ڈسٹرکٹ مینجر ۔ تصدق رسول خان ٹریفک مینجر ۔ علی محمد خواجہ اسسٹنٹ ٹریفک مینجر اور احمد سعید خان ڈپو سپرنٹنڈنٹ کے متعلق چند ایک خراب رپورٹیں تھیں لیکن ان کے تجربہ اور بہتر کارکردگی جو کہ پچھلے چند ایک سالوں میں نمایاں تھی کی بناء پر عارضی ترقیاں دی گئیں ۔

میاں منظور احمد وٹو : جناب والا ! کیا وزیر موصوف بیان فرمائیں گے کہ یہ تقرریاں آپ کے وقت میں ہوئیں ، جب آپ وزیر ٹرانسپورٹ تھے یا کسی اور وزیر کے وقت میں ہوئیں ؟

وزیر ٹرانسپورٹ : فاضل ممبر یہ سوال دوبارہ کر دیں تو میں تفصیل سے بتا سکوں گا ۔ صحیح تاریخ تو مجھے یاد نہیں ہے انشاء اللہ پھر میں تفصیل سے بتا سکوں گا کہ یہ تقرری میرے وقت میں ہوئی ، یا بریگیڈیئر صاحب یا جناب محمد حنیف رامے صاحب کے وقت میں ہوئی جو اب وزیر اعلیٰ ہیں ۔

محکمہ ٹرانسپورٹ میں چیف ایگزیکٹو کی آسامیوں پر ناجائز تقرری

* 5871 ۔ حافظ علی اسد اللہ : کیا وزیر ٹرانسپورٹ از راہ کرم بیان فرمائیں گے کہ ۔

(الف) کیا یہ حقیقت ہے کہ حکومت نے 73-1972ء کے دوران ٹرانسپورٹ بورڈ کی چیف ایگزیکٹو کی تینوں آسامیوں پر ریگولر آفیسرز کی بجائے باہر سے ضعیف العمر آفیسرز کو مقرر کر دیا تھا جس کی وجہ سے محکمہ کے چند قابل اور دیانتدار افسروں کی حق تلفی ہوئی تھی ۔

(ب) کیا یہ بھی حقیقت ہے کہ حکومت نے مذکورہ عرصہ کے دوران خلیفہ افضل حسین ۔ کیپٹن اورنگ زیب اور احمد صدیقی جیسے بدنام اور بد دیانت سابقہ آفیسرز کو دوبارہ ملازم رکھا تھا ۔

(ج) اگر جزو (الف) و (ب) بالا کا جواب اثبات میں ہے تو کیا حکومت ان بد عنوانیوں کی تحقیقات کرانے کا ارادہ رکھتی ہے ؟

وزیر ٹرانسپورٹ (میاں محمد افضل وٹو) : (الف) 73-1972ء کے دوران ٹرانسپورٹ بورڈ کی چیف ایگزیکٹو کی تین آسامیوں پر برلہ راست امیدواروں کی تقرریاں کی گئیں ۔ فروری 1973ء میں اخبارات میں اشتہار دیا گیا ۔ درخواستیں محکمہ کے موزوں افسر بھی دے سکتے تھے ۔ ان آسامیوں کو پر کرنے کے لئے ایک کمیٹی جس میں ممبر بورڈ آف ریونیو متعلقہ مینیجنگ ڈائریکٹر اور ریلوے کا ایک نمائندہ شامل تھا ۔ تشکیل دی گئی اور بہت سے امیدواروں کو انٹرویو کرنے کے بعد ان افسران کو چنا گیا ۔

(ب) خلیفہ افضل حسین کو ان کی قابلیت پر کمیٹی کی سفارش پر رکھا گیا ۔ کیپٹن اورنگ زیب کو 55 سال کی عمر پہنچنے پر ریٹائر کیا گیا ۔ جس کے خلاف انہوں نے رٹ کی ۔ چند قانونی

سقم کی بناء پر رٹ واپس لی گئی ۔ ان کو دوبارہ لے لیا گیا ۔ جہاں تک احمد صدیقی کا تعلق ہے اس کو بعد دوسرے دو افسروں کے ون یونٹ کے ٹوٹنے سے پہلے گورنمنٹ ٹرانسپورٹ سکھر سے برخاست کیا گیا ۔ ون یونٹ ٹوٹنے کے بعد جب دوسرے ہر دو افسران کو ان کی اپیل پر سندھ حکومت نے بحال کر دیا تو صدیقی کو بھی ان کی اپیل پر غور کرنے کے بعد بحال کر دیا گیا ۔

(چ) مذکورہ بالا تقریروں کی بیان کردہ وجوہات کی بناء پر تحقیقات کی کارروائی کا سوال پیدا نہیں ہوتا ۔

میاں منظور احمد موہل : کیا وزیر موصوف اس کی مزید وضاحت فرمائیں گے ۔ جز (الف) میں بتایا گیا ہے کہ چیف ایگزیکٹو کی آسامیوں پر ریگولر آفیسرز کی بجائے ضعیف العمر آفیسرز کو مقرر کر دیا گیا ۔ آپ نے جو جواب دیا ہے ۔ اس میں وضاحت نہیں کی گئی کہ وہ ضعیف العمر تھے یا کیا تھے ۔

مسٹر سپیکر : ضعیف العمر سے آپ کی کیا مراد ہے ؟

میاں منظور احمد موہل : یہی کوئی چالیس سال کی عمر کے ۔ ان کو یہ بتانا تو چاہئے تھا وہ کس عمر کے تھے ۔

مسٹر سپیکر : یعنی اس کا مطلب تو یہ ہے کہ ہمارے معزز ممبروں کی بھی بہت واضح اکثریت چالیس سال کے اوپر والوں کی ہے اس کا مطلب یہ ہے کہ سب ضعیف العمر ہیں ۔

میاں منظور احمد موہل : جناب والا ! جواب کے (ب) جز میں کہا گیا ہے کہ جب دوسرے ہر دو افسران کی اپیل پر سندھ حکومت نے انہیں بحال کر دیا تو صدیقی کو بھی اس کی اپیل پر بحال کر دیا ۔ یہ کیا criteria تھا ۔ آیا انہوں نے سندھ کی حکومت کو follow کیا یا اپنا بھی mind apply کیا ۔

وزیر ٹرانسپورٹ : یقیناً جب کسی کی اپیل کو سنا جاتا ہے تو تمام پہلوؤں کا بغور جائزہ لیا جاتا ہے ۔ ون یونٹ کے زمانے میں ان کو نکالا گیا تھا اور چونکہ سندھ والوں نے انہی الزامات پر دو ساتھیوں کو بحال کیا تھا اور ان کی اپیل میں کوئی ایسی بددیانتی والی بات نہیں تھی ۔ اس لئے ہم نے بھی ان کو ایک اور چانس دے دیا ۔

میاں منظور احمد وٹو : کیا وزیر موصوف ان کو ان کے ایرئیر اس عرصہ کے دیں گے ۔ جن میں وہ سسپنڈ ہوئے ۔

وزیر ٹرانسپورٹ : اس کے لئے وہ apply کر دیں انشاء اللہ اگر اس میں بھی ان کا کچھ بنتا ہوا تو یقیناً اس پر بھی ہمدردانہ غور کیا جائے گا ۔

ضلع گجرات میں مالیہ اور آبیانہ کی وصولی

***5929 ۔ چوہدری منظور احمد :** کیا وزیر آبپاشی از راہ کرم بیان فرمائیں گے کہ :

(الف) ضلع گجرات میں مالیہ سیلاب سے متاثرہ دیہات کی تعداد کیا ہے ۔

(ب) کیا یہ درست ہے کہ گورنمنٹ نے اپنے اعلانات میں کہا ہے کہ سیلاب زدہ علاقہ سے مالیہ و آبیانہ وصول نہیں کیا جائے گا ۔

(ج) کیا یہ بھی درست ہے کہ مذکورہ ضلع میں 15 ۔ آر نہر گذشتہ سیلاب میں تباہ ہو گئی تھی جس کی وجہ سے چاول کی فصل برباد ہو گئی تھی ؟

(د) کیا یہ بھی درست ہے کہ اس دفعہ اس راجباہ کے رقبہ سے دوگنا آبیانہ وصول کیا گیا ہے اگر ایسا ہے تو اس کی کیا وجہ ہے اور کیا حکومت آبیانہ کی وصول شدہ رقم متعلقہ کاشتکاروں کو واپس کرنے کا ارادہ رکھتی ہے ؟

وزیر آبپاشی (میاں محمد افضل ولو) : (الف اپر جہلم کینال سرکل میں ضلع گجرات کے حالیہ سیلاب سے متاثرہ ہونے والے متعلقہ دیہات کی تعداد 270 ہے ۔

(ب) جی ہاں ۔ متاثرہ فصلات کو بموجب احکام زیر قاعدہ نمبر 20 ضمن نمبر 2 کینال ایکٹ بملاحظہ موقع کھیت بہ کھیت آبیانہ و مالیہ کی معافی دی گئی ۔

(ج) یہ درست ہے کہ نہر 15 ۔ آر گزشتہ سیلاب سے بری طرح متاثر ہوئی تھی ۔ جس کی وجہ سے فصل چاول بھی متاثر ہوئی تھی ۔

(د) جن فصلات کو زیادہ نقصان نہیں ہوا تھا ۔ ان سے آبیانہ وصول کیا گیا ۔ چونکہ یہ رقبہ جات SCARP کے علاقہ میں ہیں اور ان کو ٹیوب ویل سہلائی دی جاتی ہے ۔ اس لئے ان کی آبیانہ کی شرح دوگنی ہے ۔ جن فصلات کو زیادہ نقصان ہوا تھا ۔ ان کو آبیانہ کی معافی دی گئی تھی ۔

چوہدری امان اللہ لک : جناب والا ! ضمن (الف) میں سیلاب سے متاثرہ دیہات کی تعداد پوچھی گئی تھی جواب میں (ب) جز کینال سرکل میں تعداد دی گئی ہے تو میں آپ سے درخواست کروں گا کہ اس کی وضاحت کی جائے ۔ کیونکہ جواب مکمل نہیں ہے ۔

وزیر ٹرانسپورٹ : ضلع گجرات کی جو irrigated boundry ہے ۔ اس کے اندر کے جو دیہات ہیں ۔ اریگیشن ڈیپارٹمنٹ صرف انہی کے متعلق ہوتی ہے اور انہی کے متعلق جواب دیا گیا ہے اگر فاضل ممبر صاحب مزید وضاحت چاہتے ہیں تو علیحدہ سوال کر دیں ہم اگلی دفعہ اس کا تفصیلی جواب دے دیں گے ۔

چوہدری امان اللہ لک : جناب والا ! سوال یہ کیا گیا تھا کہ متاثرہ دیہاتوں کی تعداد کیا ہے ؟

مسٹر سپیکر : آپ نے یہ وزیر آبپاشی کو ایڈریس کیا ہوگا تو انہوں نے اپنے محکمہ سے متعلقہ معلومات کا جواب دے دیا ہے ۔ اب آپ ایک سوال وزیر زراعت کو بھی کرکے دیکھ لیں ۔ وہ آپ کو جواب دے دیں گے پھر جمع تفریق آپ خود کر لیں ۔

چوہدری امان اللہ لک : جناب والا ! وہ جواب بھی دیں اور وضاحت بھی نہ کریں یہ بھی ہو سکتا ہے ۔

مسٹر سپیکر : جواب تو انہوں نے دے دیا ہے ۔

چوہدری امان اللہ لک : جناب والا ! وضاحت تو فرمائی نہیں ہے ۔

وزیر ٹرانسپورٹ و آبپاشی : جناب والا ! اس کی مزید وضاحت میں کرتا ہوں کہ اپر جہلم کینال جو ہے اس سے یہ مراد نہیں ہے کہ ایک نہر بلکہ آگے لفظ سنیں "سرکل" اپر جہلم کینال سرکل سے مراد یہ ایک نہر نہیں ہے بلکہ ۔ ۔ ۔ ۔

مسٹر سپیکر : مگر ان کی مراد یہ ہے کہ کچھ ایسے علاقے جو سرکل سے باہر ہوں گے ۔

وزیر آبپاشی : تمام ڈسٹرکٹ میں جو اریگیشن ہولڈری کے الدر گاؤں ہیں ۔ وہ ہم نے بتا دئے ہیں جو اریگیشن ایریاز کے باہر ہیں ان کی تفصیل نہیں بتائی گئی ۔ اس تفصیل کے لئے فاضل ممبر وزیر مال صاحب کو سوال کر دیں ۔ وہ ان کی تفصیل بتا دیں گے ۔

چوہدری امان اللہ لک : جناب والا ! میں وزیر موصوف کی خدمت میں عرض کروں کہ ضلع گجرات میں اپر جہلم کینال سیراب کرتی ہے ۔ لوئر جہلم ایک حصہ کو سیراب کرتی ہے ۔ اس لئے میں آپ سے استدعا کروں گا کہ آپ کو یہ غلط اطلاع بہم پہنچائی گئی ہے ۔

مسٹر سپیکر : ٹھیک ہے جی ۔ بہت اچھا ۔ یہ سوال دوبارہ دہرایا جائے گا ۔

سیم اور تھور کا تدارک

*5975 ۔ ملک محمد اعظم : کیا وزیر آبپاشی از راہ کرم بیان فرمائیں گے کہ :

(الف) صوبہ پنجاب میں 1973ء میں کل کتنا رقبہ زیر کاشت تھا اور کتنا رقبہ سیم اور تھور کے اثر کی وجہ سے زیر کاشت نہ لایا جا سکا ۔

(ب) حکومت صوبہ میں سیم اور تھور کے تدارک کے لئے کیا تدابیر اختیار کرنے کا ارادہ رکھتی ہے ۔

(ج) کیا یہ درست ہے کہ تحصیل خوشاب اور تحصیل شاہپور میں اراضیات سیم اور تھور کی وجہ سے تباہ ہو رہی ہیں ۔ اگر ایسا ہے تو حکومت ان تحصیلوں میں سیم اور تھور کو روکنے کی کیا تدابیر اختیار کر رہی ہے ؟

وزیر آبپاشی (میاں محمد افضل ولو) : (الف) صوبہ پنجاب میں سال 1973ء (خریف 1972ء اور ربیع 73-1972ء) میں کل 198 لاکھ ایکڑ نہری رقبہ زیر کاشت تھا ۔ تقریباً 11 لاکھ 31 ہزار ایکڑ رقبہ پر بوجہ تھور اور 35 ہزار ایکڑ رقبہ پر بوجہ سیم کاشت نہیں کی گئی تھی بہر حال اس سے کل رقبہ زیر کاشت پر کوئی خاص اثر نہیں پڑتا کیونکہ نہری پانی کی مقدار محدود ہونے کی وجہ سے کاشت کار میسر نہری پانی کو اچھے رقبوں پر استعمال کر لیتے ہیں ۔

(ب) حکومت ہر سال تقریباً 30 ہزار ایکڑ تھور زدہ رقبہ کی اصلاح بذریعہ عارضی ریکلیمیشن سہلائی برائے کاشت چاول کرتی ہے اس کے علاوہ حکومت نے صوبہ میں سیم اور تھور کے تدارک کے سلسلے میں ایک پروگرام مرتب کیا ہے جس کے تحت تمام نہری رقبہ کی اصلاح مقصود ہے پروگرام کے بارے میں وفاق

حکومت اور واپڈا کو مناسب کارروائی کے لئے کہا جا چکا ہے اس سلسلے میں واپڈا کو ہدایت بھی کی گئی ہے کہ جہاں تک ممکن ہو آئندہ دو تین سال کے عرصہ میں صوبہ میں سیم اور تھور کی روک تھام کے لئے جامع منصوبہ اور تفصیلی رپورٹیں تیار کرے تا کہ ان کی روشنی میں عملی اقدامات کئے جا سکیں ۔

(ج) جہاں تک تحصیل خوشاب ضلع سرگودھا کا تعلق ہے محکمہ آبپاشی کے سیم اور تھورگرداوری کے 73-1972ء کے اعداد و شمار کے مطابق کوئی رقبہ سیم اور تھور کی وجہ سے ناقابل کاشت نہیں ہوا ہے ۔ البتہ 4532 ایکڑ (تحصیل کے سروے شدہ رقبہ کا 1ء01 فیصد) رقبہ جزوی طور پر تھور سے متاثرہ ہے تاہم یہ رقبہ بھی زیر کاشت رہتا ہے ۔ تحصیل خوشاب کے کچھ رقبہ میں زیر زمین پانی کی سطح بلند ہو گئی ہے جس سے علاقہ میں سیم ہو جانے کا خطرہ ہے سیم کے تدارک کے لئے تحصیل مذکورہ میں 1962ء سے 1972ء تک تقریباً 39 میل لمبی نالیاں کھودی جا چکی ہیں اور 1973ء سے تقریباً 15 میل لمبی سیم نالی کی کھدائی جاری ہے علاوہ ازیں حکومت نے سیم و تھور کی روک تھام کے سلسلے میں محکمہ واپڈا کو ہدایت کی ہے کہ وہ صوبہ میں سیم و تھور کے انسداد کے لئے جامع منصوبہ اور تفصیلی سکیمیں بنائے تاکہ منصوبہ اور سکیموں کی تفصیلی رپورٹوں کی روشنی میں مزید عملی اقدامات کئے جا سکیں ۔

تحصیل شاہپور میں 73-1972ء کے محکمہ کے تھور گرداوری کے اعداد و شمار کے مطابق 366,668 ایکڑ سروے شدہ رقبہ میں سے کل 63,628 ایکڑ (17ء35 فیصد) رقبہ تھور سے متاثرہ ہے اور 3,260 ایکڑ (88ء فیصد) رقبہ سیم سے متاثرہ ہے تاہم سیم اور تھور کے کل 66،888 ایکڑ متاثرہ رقبہ میں سے 25,150 ایکڑ (86ء6) رقبہ زیر کاشت نہ لایا گیا ۔

تحصیل شاہپور میں سیم اور تھور کو روکنے کے لئے حسب ذیل اقدامات کئے گئے ہیں :

(1) تحصیل میں اراضی کی اصلاح بذریعہ ریکلیمیشن سپلائی کی جا رہی ہے اور سال 1973ء تک اس تحصیل میں کل 767 ایکڑ رقبہ کی اصلاح ہو چکی ہے ۔

(2) تحصیل کی اراضیات کو سیم سے بچانے کے لئے کالر ۔ جہاں آباد ۔ ساکی اور مونا ڈرینیج سسٹم کام کر رہے ہیں ۔

(3) تحصیل میں سیم اور تھور کے تدارک کے سلسلے میں مونا اور آرا سکیم سکارپ نمبر 2 کے تحت واپڈا کے نصب شدہ ٹیوب ویل کام کر رہے ہیں ۔

(4) تحصیل کا وہ رقبہ جہاں زیر زمین پانی کھاری ہے اس میں بھی مالی سال 1974-75ء سے سکارپ نمبر 2 (کھاری پانی کی سکیم) کے تحت ڈرینیج اور ریکلیمیشن کے لئے عملی اقدامات شروع کئے جائیں گے ۔

(5) وہ رقبہ جہاں زیر زمین پانی میٹھا ہے اور ابھی تک سرکاری ٹیوب ویل نصب نہیں ہوئے اس میں بھی شاہپور سکیم کے تحت آئندہ مالی سال سے ٹیوب ویلوں کی تنصیب کا کام شروع کیا جا رہا ہے ۔

سید قابش الوری : سپلیمنٹری سر ! کیا وزیر موصوف بیان فرمائیں گے کہ حکومت نے صوبے میں سیم اور تھور کے انسداد کا جو پروگرام مرتب کیا ہے ۔ اس کی تفصیل کیا ہے اور صوبائی حکومت اس پر کتنا روپیہ خرچ کر رہی ہے ؟

Mr. Speaker : The question is not very relevant. This relates to a particular tehsil.

سید قابش الوری : جناب والا ! ان کا جواب جنرل ہے ۔ اس ضمن "ب" و

میں آپ ملاحظہ فرمائیں ۔ اس میں انہوں نے سارے ضلع کا ذکر کیا ہے ۔ پہلا حصہ صرف متعلقہ تحصیل کے متعلق ہے اور پھر پورے صوبے کا ذکر ہے

وزیر آبپاشی : سیم اور تھور کو بند کرنے کے لئے صوبہ بھر میں حتیٰ کہ تحصیل بہاولپور اور رحیم یار خان میں سکارپ کی سکیمیں منظور کی جا چکی ہیں ۔ جن پر کام شروع ہو چکا ہے ۔ ابتدائی سروے ہو رہا ہے ۔ تاہم تفصیل اور کل رقم کے لئے فاضل ممبر علیحدہ سوال کریں ۔

مسٹر سپیکر : کرنل محمد اسلم خان نیازی ۔

کرنل محمد اسلم خان نیازی : جناب والا ! کیا وزیر موصوف یہ بیان فرمائیں گے کہ تحصیل خوشاب میں موضع راجڑ ۔ موضع ڈہاک ۔ موضع ڈاہیوال ۔ موضع منگھو وال ۔ موضع جسووال میں اگر سیم بالکل ظاہری اور سامنے ہو ۔ تو پھر اس کے متعلق جنہوں نے اطلاع بہم پہنچائی ہے ۔ تو آپ ان کو بھی دوبارہ پوچھیں گے ۔

مسٹر سپیکر : کیوں نہیں ۔ بالکل پوچھیں گے ۔

وزیر آبپاشی : یقیناً ۔ ہم اس کی انکوائری کرالیں گے اور بہت حد تک اس کا تدارک کرنے کی کوشش کریں گے ۔

عباسیہ کینال اور صادق فیڈر کی لائننگ سکیم

*6007 ۔ **چوہدری کلیم اللہ :** کیا وزیر آبپاشی از راہ کرم بیان فرمائیں گے کہ ۔

(الف) عباسیہ کینال اور صادق فیڈر کی لائننگ سکیم کے لئے کس قدر پختہ ٹائلیں اور اینٹیں تیار کرائی گئیں اور ان پر کس قدر خرچ ہوا ۔

(ب) مذکورہ سکیم پر کتنی اینٹیں اور ٹائلیں خرچ ہوئیں اور کس قدر بقایا ہیں ۔

(ج) مذکورہ سکیم پر صرف ہونے والی کس قدر ٹائلیں و اینٹیں بعد ازاں عوام کے پاس فروخت ہوئیں اور کس کس سال اور کس منافع پر ۔

(د) کیا یہ درست ہے کہ بقایا ٹائلیں و اینٹیں کئی بار نیلام کی گئیں لیکن کسی نیلام کی آخری منظوری نہ ہو سکی ۔

(ہ) کیا یہ بھی درست ہے کہ بقایا ٹائلوں و اینٹوں کا 4/3 حصہ اب بالکل ضائع ہو چکا ہے ۔

(و) اگر جزو ہائے بالا کا جواب اثبات میں ہے تو اتنے بڑے قومی نقصان کا ذمہ دار کون ہے ؟

وزیر آبپاشی (میاں محمد افضل وٹو) : (الف)

	تعداد	خرچ
ٹائلیں	6,70,09,006	9,24,171/- روپے
اینٹیں	82,92,084	257355/- روپے

(ب)	استعمال	بقایا
اینٹیں	63,11,370	19,80,014/- روپے
ٹائلیں	3,91,96,115	2,78,12,891

(ج) ٹائلیں اور اینٹیں جو فروخت ہوئیں ۔

سال	ٹائلیں	اینٹیں	منافع
1963ء	3,18,300	...	2004/- روپے
1970-71ء	...	1,16,000	
1971-72ء	2,72,000	4,19,423	894 روپے
1972-73ء	3,11,300	—	630 روپے
1973-74ء	43,33,980	...	22,630 روپے
میزان	52,35,580	5,35,423	26,158 روپے

(د) یہ درست ہے کہ کئی بار لیلامی کی گئی لیکن جب مناسب قیمت ملی تب فروخت کی منظوری دے دی گئی ۔

(ہ) یہ درست نہیں کہ 4/3 حصہ بالکل ضائع ہو چکا ہے ۔ البتہ تقریباً 46 فیصد ٹائلیں و اینٹیں لہور اور موسمی اثرات (weather action) کی وجہ سے خراب ہو گئی ہیں ۔

(و) اس فالتو مال (Surplus Material) کو فروخت کرنے کی تمام تر کوشش کی گئی ہیں لیکن چونکہ یہ غیر آباد اور ریگستانی علاقے میں پڑی ہیں جہاں سے ان کی کیرج (Carrige) بہت مہنگی پڑتی ہے جس کی وجہ سے اس کی فروخت میں مشکل پیش آتی رہی ہے کسی کو اس کا ذمہ دار نہیں ٹھہرایا جا سکتا ۔ تاہم کافی مال (Material) فروخت یا استعمال کیا جا چکا ہے اب 1,55,66,826 ٹائلیں اور 1,20,975 اینٹیں بقایا ہیں ۔

امیر عبداللہ خان روکڑی : سپلیمنٹری سر ! کیا یہ درست ہے کہ جو روپیہ لگایا گیا ہے۔اس کو 25 سال کا عرصہ ہو گیا ہے اگر اس کا سود جمع کیا جائے ۔ تو کتنا سود بنتا ہے ۔

وزیر آبپاشی : جناب والا ! یہ تو میں کسی ماہر معاشیات یا فنانس ڈیپارٹمنٹ کے کسی ماہر سے حساب کتاب کرا کر انشا اللہ اگلے اجلاس میں پیش کروں گا ۔

امیر عبداللہ خان روکڑی : سپلیمنٹری سر ! جناب والا ! یہ کس عرصہ کی اینٹیں پڑی ہیں ۔

وزیر آبپاشی : میں نے یہ پہلے عرض کیا ہے ۔ کہ نواب آف بہاولپور نے 1955 میں یہ سکیم منظور کی تھی ۔ اس کے بعد کچھ تو مکمل ہو گئی اور باقی پانی کی قلت کی وجہ سے اس سکیم کو abandon کر دیا گیا تھا کیونکہ 70-80 میل دور ہے ۔ اس لئے وہاں سے ان کو نہیں لایا جا سکا ۔

— — —

عباسیہ لائننگ سکیم کی منظوری

*6008 ۔ چوھدری کلیم اللہ : کیا وزیر آبپاشی از راہ کرم بیان فرمائیں گے کہ ۔

(الف) عباسیہ لائننگ سکیم کی منظوری کس سال ہوئی اور کس افسر نے منظوری دی تھی ،

(ب) سکیم ہذا کا تخمینہ خرچ کیا تھا ۔

(ج) سکیم ہذا پر کام کس سال روک دیا گیا اور کس افسر کے حکم سے ۔

(د) سکیم ہذا پر کام روک دینے تک کس قدر خرچ ہو چکا تھا اور سکیم کن وجوہات کی بناء پر ختم کی گئی ۔

وزیر آبپاشی (میاں محمد افضل وٹو) : (الف) اس سکیم کی منظوری سال 1955ء میں ہوئی تھی اور منظوری امیر آف بہاولپور نے دی تھی

(ب) اس سکیم کا تخمینہ خرچ مبلغ 1,40,52,560- روپے تھا ۔

(ج) سال 1957ء میں ۔ بحکم چیف انجینیئر محکمہ آبپاشی مغربی پاکستان ۔ لاہور ۔

(د) مبلغ 50,48,346 روپے ۔ یہ سکیم شدید کمی آبی و مالی وسائل کی بناء پر روک دی گئی تھی ۔

محکمہ انہار کے اہلکار کو تنخواہ کی ادائیگی

*6009 ۔ چوھدری امان اللہ تک : کیا وزیر آبپاشی از راہ کرم بیان فرمائینگے کہ ۔

(الف) کیا یہ حقیقت ہے کہ مسٹر خالد چوہان ڈویژنل ہیڈ ڈرافٹسمین

محکمہ انہار جو ایم ۔ جے ۔ سی گجرات میں تعینات ہیں دسمبر 1972ء میں صوبہ بلوچستان سے تبدیل ہو کر آئے تھے ۔

(ب) کیا یہ بھی حقیقت ہے کہ مذکورہ اہلکار کو ستمبر 1973ء سے اپکر اپریل 1974ء تک کی تنخواہ ابھی تک نہیں ملی ۔

(ج) اگر جزو (الف) و (ب) کا جواب اثبات میں ہے تو مسٹر خالد چوہان کو ابھی تک تنخواہ کی ادائیگی نہ کرنے کی کیا وجوہات ہیں ؟

وزیر آبپاشی (میاں محمد افضل وٹو) : (الف) درست ہے ۔

(ب) یہ بھی درست ہے ۔

(ج) مسٹر خالد چوہان بلوچستان سے آنے پر ماہ دسمبر 1972ء سے ماہ مئی 1973ء تک اریگیشن سرگودہا ریجن سے منسلک رہے اور ان کی تنخواہ مندرجہ بالا عرصہ کی (Supernumerary post) جو کہ محکمہ ایس ۔ جی ۔ اے اینڈ آئی منظور کرتا رہا کی وساطت سے اجراء کرائی اور ادا کی جاتی رہی ۔ مورخہ یکم جون 1973ء سے ۔ ۔ ۔

چوہدری امان اللہ لک : سپلیمنٹری سر ! وزیر موصوف نے فرمایا ہے کہ امید ہے کہ اب تک ادائیگی کی جا چکی ہوگی اگر نہیں کی جا چکی تو کیا وزیر موصوف ذاتی دلچسپی لیتے ہوئے ۔ اس پر عمل درآمد کرائیں گے ۔

وزیر آبپاشی : میں نے امید اس لئے کہا ہے کہ 26.9.74 کو تقریباً ایک ماہ سے زیادہ عرصہ منظوری کو اور ہمارے حکم کو ہو چکا ہے ۔ اس لئے سوال ہی پیدا نہیں ہوتا ہے کہ payment نہ ہوئی ہو لیکن احتیاط کے طور پر میں نے کہا ہے کہ امید ہے ہو چکی ہوگی ۔ لیکن اس کے باوجود بھی اگر کل تک payment نہ ہوئی ہو ۔ تو میں فاضل ممبر کو یقین دلاتا ہوں کہ ہم انشا اللہ 24 گھنٹے کے اندر اندر payment کرا دیں گے ۔

راجباہ کالی صوبہ میں ریکلیمیشن کی سپلائی

*6060 ۔ مسٹر چھ صادق : کیا وزیر آبپاشی از راہ کرم بیان فرمائیں گے کہ ۔

(الف) کیا یہ حقیقت ہے کہ راجباہ کالی صوبہ سیکشن مالو کے سب ڈویژن لڑھکی (یو ۔ سی ۔ سی ۔ سرکل لاہور) تحصیل و ضلع گوجرانوالہ کا کافی رقبہ تھور زدہ ہے ۔

(ب) کیا یہ بھی حقیقت ہے کہ اس سے قبل ہر ریکلیمیشن سکیم میں مذکورہ ڈسٹری بیوٹری پر ریکلیمیشن سپلائی دی جاتی رہی ہے ۔

(ج) کیا یہ بھی حقیقت ہے کہ اس سال راجباہ کالی صوبہ پر ریکلیمیشن سپلائی جاری نہیں کی گئی جب کہ ارد گرد کی تمام ڈسٹری بیوٹریز پر ریکلیمیشن سپلائی دی گئی ہے ۔

(د) اگر جزو ہائے (الف) تا (ج) بالا کا جواب اثبات میں ہے تو کیا حکومت راجباہ کالی صوبہ سیکشن مالو کے کو ریکلیمیشن سپلائی دینے کا ارادہ رکھتی ہے ۔ اگر ایسا ہے تو کب تک اگر نہیں تو کیوں ؟

وزیر آبپاشی : (الف) جی ہاں ۔

(ب) یہ درست ہے کہ ماضی میں اس راجباہ پر ریکلیمیشن سپلائی دی جاتی رہی ہے ۔

(ج) یہ درست نہیں ۔

(د) اس سال بھی راجباہ کالی صوبہ پر ریکلیمیشن سپلائی دی گئی ہے ۔

ضلع رحیم یار خان میں سیلاب سے متاثرہ افراد کی آبادی

*6077 ۔ مسٹر محمد حنیف خاروٴ : کیا وزیر ریلیف از راہ کرم بیان فرمائیں گے کہ ۔

(الف) ضلع رحیم یار خان میں سیلاب سے کل کتنے چکوک اور دیہات (تحصیل وار) متاثر ہوئے تھے اور ان میں سے کتنے ابھی تک زیر آب ہیں ۔

(ب) کیا یہ درست ہے کہ ضلع مذکورہ میں گزشتہ سیلاب سے متاثرہ بہت سے لوگ ابھی تک بے گھر ہیں ۔ اگر ایسا ہے تو کیا حکومت کے پیش نظر ان لوگوں کی آبادکاری کا کوئی منصوبہ ہے ؟

وزیر ریلیف (میاں محمد افضل وٹو) : (الف) ضلع رحیم یار خان میں سیلاب سے جتنے چکوک اور دیہات متاثرہ ہوئے ۔ اور جتنے ابھی تک زیر آب ہیں ۔ ان کی تحصیل وار تفصیل نیچے درج ہے ۔

تحصیل کا نام	تعداد دیہات و چکوک	تعداد زیر آب چکوک
1 ۔ صادق آباد	94	صرف ایک چک نمبر 25/A/P
2 ۔ رحیم یار خان	145	اس چک کا تمام رقبہ ناقابل کاشت ہے ۔
3 ۔ خان پور	170	"
4 ۔ لیاقت پور	127	"

(ب) جی نہیں ۔ چونکہ تمام کے تمام سیلاب سے متاثرہ لوگ آباد کئے جا چکے ہیں ۔ اس لئے حکومت کے زیر غور ایسے لوگوں کی آباد کاری کے منصوبے کا کوئی سوال ہی پیدا نہیں ہوتا ۔

پھالیہ (گجرات) میں ٹیوب ویلوں کی درستگی

*6088 ۔ **چوھدری منظور احمد** : کیا وزیر آبپاشی از راہ کرم بیان فرمائیں گے کہ کیا یہ درست ہے کہ تحصیل پھالیہ سکارپ II کے ٹیوب ویل نمبر 84 ۔ ایس او اور 93 ۔ ایس او ایک عرصہ سے خراب پڑے ہیں ۔ اگر ایسا ہے تو کیا حکومت ان کو دوبارہ چلانے کا ارادہ رکھتی ہے ۔ اگر ایسا ہے تو کب تک ؟

وزیر آبپاشی (میاں محمد افضل وٹو) : تحصیل پھالیہ سکارپ نمبر 11 کا ٹیوب ویل نمبر 84 ایس او مورخہ 73-1-22 سے ٹرانسفارمر جلنے کی وجہ سے بند ہے جب کہ ٹیوب ویل نمبر 93 ۔ ایس او جو مورخہ 74 1.4 کو ٹرانسفارمر جلنے کی وجہ سے بند ہوا تھا مورخہ 74-6-14 کو ٹرانسفارمر کی درستگی کے بعد چلا دیا گیا ہے ۔ جہاں تک ٹیوب ویل نمبر 84 ۔ ایس او کی درستگی کا تعلق ہے اس کے بارے میں محکمہ بجلی (واپڈا) سے مسلسل رابطہ قائم ہے اور متعلقہ حکام کو ٹرانسفارمر جلد از جلد درست کرنے کے لئے زور دیا جا رہا ہے ٹرانسفارمر کے ٹھیک ہونے پر ٹیوب ویل کو چلا دیا جائے گا ۔

ٹیوب ویل نمبر 296 ظفر وال سکیم سکارپ نمبر I کی درستگی

*6207 ۔ **رائے عمر حیات خان** : کیا وزیر آبپاشی از راہ کرم بیان فرمائیں گے کہ ۔

(الف) کیا یہ درست ہے کہ ٹیوب ویل نمبر 296 ظفر وال سکیم سکارپ نمبر 1 عرصہ دراز سے بند پڑا ہے ۔

(ب) کیا یہ بھی درست ہے کہ متاثرہ زمینداروں نے اس ضمن میں کئی عرضداشتیں حکام بالا کو بھیجیں ۔ اگر ایسا ہے تو یہ ٹیوب ویل کب تک درست کر دیا جائے گا ۔

وزیر آبپاشی (میاں محمد افضل وٹو) : (الف) ٹیوب ویل نمبر 296 ظفر

وال سکیم سکارپ نمبر 1 مورخہ یکم اپریل 1974ء کو بوجہ خرابی پمپ بند ہوا تھا اور مورخہ 8 مئی 1974ء کو خرابی دور کرنے کے بعد چلا دیا گیا تھا۔

(ب) سپرنٹنڈنگ انجینئر سکارپ نمبر 1 کی رپورٹ کے مطابق متاثرہ زمینداروں کی طرف سے اس ضمن میں کوئی عرضداشت موصول نہیں ہوئی۔ تاہم یہ ضروری نہیں ہے کہ زمینداروں کی درخواست پر ہی ٹیوب ویل کی درستگی کے لئے کارروائی عمل میں لائی جائے۔ جیسا کہ اوپر بیان کیا گیا ہے ٹیوب ویل خرابی دور کرنے کے بعد 8 مئی 1974ء کو چلا دیا گیا ہوا ہے۔

پرائیویٹ بسوں کی چیکنگ

*6261 ۔ چوہدری لال خان : کیا وزیر ٹرانسپورٹ از راہ کرم بیان فرمائیں گے کہ کیا یہ درست ہے کہ صوبہ پنجاب کے ہر روٹ پر ساٹھ یا ستر پرائیویٹ بسوں میں تقریباً ایک سو بیس یا ایک سو تیس سواریاں لادی جاتی ہیں اور کسی قسم کی چیکنگ نہیں کی جاتی جس کی وجہ سے مسافروں کو از حد تکلیف کا سامنا کرنا پڑتا ہے۔ اگر ایسا ہے تو کیا حکومت اس بے قاعدگی کا سدباب کرنے کا ارادہ رکھتی ہے اگر ہے تو اس پر کب عمل درآمد ہو گا اور اگر نہیں تو کیوں ؟

وزیر ٹرانسپورٹ (میاں محمد افضل وٹو) : یہ درست نہیں کہ صوبہ پنجاب کے ہر روٹ پر چلنے والی پرائیویٹ بسوں میں 120 یا 130 سواریاں لادی جاتی ہیں۔ اور چیکنگ نہیں ہوتی۔ بعض اوقات بس والے مقررہ تعداد سے زائد سواریاں بٹھا لیتے ہیں۔ اس بے قاعدگی اور دیگر ٹریفک جرائم کی روک تھام کے لئے ٹریفک مجسٹریٹ مقرر کئے گئے ہیں۔ تمام اضلاع (ماسوائے مظفر گڑھ اور ڈیرہ غازی خان) میں ایم۔ ایم۔ پی۔ آئی (M.M.P.I.) مقرر کئے ہیں جو چیکنگ میں مدد دیتے ہیں۔ اوور لوڈنگ کرنے والے بس مالکان کو قانون کے مطابق پہلی مرتبہ 100 روپے جرمانہ کیا جاتا ہے۔ جو بعد پکڑے جانے کی صورت میں 500 روپے تک ہوتا ہے۔

گورنمنٹ ٹرانسپورٹ سروس نے بھی مختلف روٹوں پر نئی بسیں چلانا شروع کر دی ہیں ۔ مزید بسیں حاصل کی جا رہی ہیں ۔ اس سے اوور لوڈنگ ختم کرنے میں مدد ملے گی ۔

Mr. Speaker : Now the question hour is over.

غیر نشان زدہ سوال اور اس کا جواب

ملتان میں نہری پانی کی چوری

106 ۔ **سید ناظم حسین شاہ** : کیا وزیر آبپاشی از راہ کرم بیان فرمائیں گے کہ ضلع ملتان میں جنوری 1971ء تا مئی 1974ء محکمہ نہر نے پانی کی چوری کے سلسلہ میں کتنے افراد کا چالان کیا اور ان میں سے کتنے لوگوں کو جرمانہ ہوا یا سزا دی گئی ۔ ان کے ناموں کی فہرست مہیا کی جائے ؟

وزیر آبپاشی (میاں محمد افضل وٹو) : ضلع ملتان میں جنوری 1971 تا مئی 1974 پانی کی چوری کے کل 440 کیس پولیس کے پاس رجسٹر کرائے گئے ۔ صرف 18 کیس ہائے بذریعہ پولیس چالان عدالت ہوئے ۔ نتیجہ پولیس کا انتظار ہے ۔ اس لئے ملزمان کی فہرست پیش کرنے سے معذوری ہے ۔ باقی کیس عدم پتہ قرار دیئے گئے ۔

اراکین اسمبلی کی رخصت

سردار عطا محمد خان لغاری

سیکرٹری اسمبلی : مندرجہ ذیل درخواست سردار عطا محمد خان لغاری صاحب ممبر صوبائی اسمبلی کی طرف سے موصول ہوئی ہے :

"At long last after a third operation at Gruy's Hospital, I am feeling normal now although the pain is serious. Prof.

Mecall wants me to remain here till at least 3rd. week of November, 1974 by which date the wound will have healed.

I therefore, request you to kindly apply for leave when the Assembly meets. I hope to come over to Lahore in early November when I will be fit to travel.

Nawabzada Sardar Mahmud Khan Leghari: He has come back yesterday. He might be attending the House tomorrow,

مسٹر سپیکر : بہرحال میرے پاس درخواست آئی ہے ۔ خدا انہیں زندگی دے وہ آجائیں گے ۔

مسٹر سپیکر : سوال یہ ہے :

کہ مطلوبہ رخصت منظور کر دی جائے

(تحریک منظور کی گئی)

مخدوم سید ارشاد حسین شاہ

سیکرٹری اسمبلی : مندرجہ ذیل درخواست مخدوم سید ارشاد حسین صاحب ممبر صوبائی اسمبلی کی طرف سے موصول ہوئی ہے :

گزارش ہے ۔ کہ راقم کی صحت بوجہ بیماری بہت ہی کمزور ہے ۔ سفر کرنے کے قابل نہیں ہوا لہٰذا مہربانی از یکم اکتوبر 1974ء تا 16 اکتوبر 1974 رخصت عنایت فرمائی جائے ۔ عین نوازش ہو گی ۔

مسٹر سپیکر : سوال یہ ہے :

کہ مطلوبہ رخصت منظور کر دی جائے

(تحریک منظور کی گئی)

حاجی چوہدری شوکت علی

سیکرٹری اسمبلی : مندرجہ ذیل درخواست حاجی چوہدری شوکت علی صاحب ممبر صوبائی اسمبلی کی طرف سے موصول ہوئی ہے :

گزارش ہے ۔ کہ میں طبیعت ناساز ہونے کی وجہ سے 7 اکتوبر تا 9 اکتوبر اجلاس میں شرکت نہیں کر سکا۔ رخصت منظور کی جائے ۔ شکریہ ۔

مسٹر سپیکر : سوال یہ ہے :

کہ مطلوبہ رخصت منظور کر دی جائے

(تحریک منظور کی گئی)

حاجی میاں محمد اسلام

سیکرٹری اسمبلی : مندرجہ ذیل درخواست حاجی میاں محمد اسلام صاحب ممبر صوبائی اسمبلی کی طرف سے موصول ہوئی ہے :

سائل بوجہ بیماری اجلاس میں مورخہ 6-8-74 ، 12-8-74 ، 20-8-74 ، 27-8-74 ، 15-7-74 ، 22-7-74 ، 29-7-74 موجود اجلاس از یکم اکتوبر تا 10-10-74 حاضر نہیں ہو سکا ۔ رخصت بیماری منظور فرمائی جائے ۔

مسٹر سپیکر : سوال یہ ہے :

کہ مطلوبہ رخصت منظور کر دی جائے

(تحریک منظور کی گئی)

ملک مختار احمد اعوان

سیکرٹری اسمبلی : مندرجہ ذیل درخواست ملک مختار احمد اعوان صاحب ممبر صوبائی اسمبلی کی طرف سے موصول ہوئی ہے :

"I could not attend the Assembly session on 8-10-1974 due to illness. Kindly grant me leave the said date".

مسٹر سپیکر : سوال یہ ہے :

کہ مطلوبہ رخصت منظور کر دی جائے

(تحریک منظور کی گئی)

مخدوم حمید الدین

سیکرٹری اسمبلی : مندرجہ ذیل درخواست مخدوم حمید الدین صاحب ممبر صوبائی اسمبلی کی طرف سے موصول ہوئی ہے :

"I being ill, cannot attend the Assembly session starting in Ramzan, upto its end in Ramzan.

Leave may kindly be granted to me for these days."

مسٹر سپیکر : سوال یہ ہے :

کہ مطلوبہ رخصت منظور کر دی جائے ۔

(تحریک منظور کی گئی)

مرزا خالق حسین

سیکرٹری اسمبلی : مندرجہ ذیل درخواست مرزا خالق حسین صاحب

ممبر صوبائی اسمبلی پنجاب کی طرف سے موصول ہوئی ہے :

گزارش ہے ۔ کہ میں مورخہ 7-8-74 کو ہاؤس کمیٹی کی میٹنگ میں شرکت نہ کر سکا ۔ اس دن کی رخصت منظور فرمائی جاوے ۔

مسٹر سپیکر : اب سوال یہ ہے ۔

کہ مطلوبہ رخصت منظور کر دی جائے

(تحریک منظور کی گئی)

مہر محمد ظفراللہ خاں بھروانہ

سیکرٹری اسمبلی : مندرجہ ذیل درخواست مہر محمد ظفراللہ خاں بھروانہ صاحب ممبر صوبائی اسمبلی کی طرف سے موصول ہوئی ہے :

التماس ہے ۔ کہ بندہ ذاتی مقدمہ کے سلسلہ میں مصروف رہا ہے جس کی وجہ اجلاس میں شرکت نہیں کر سکا ۔ مہربانی فرما کر 1-10-74 تا 9-10-74 چھٹی منظور فرمائی جائے ۔

مسٹر سپیکر : سوال یہ ہے :

کہ مطلوبہ رخصت منظور کر دی جائے ۔

(تحریک منظور کی گئی)

میاں لیاقت حسین مڑل

سیکرٹری اسمبلی : مندرجہ ذیل درخواست میاں لیاقت حسین مڑل صاحب ممبر صوبائی اسمبلی کی طرف سے موصول ہوئی ہے :

گزارش ہے ۔ میں 5-8-74 اور 16-9-74 ریفرنڈم کی

کمیٹی میٹنگ میں شمولیت نہ کر سکا ۔ براہ مہربانی دو
یوم کی رخصت منظور فرمائی جائے ۔

مسٹر سپیکر : سوال یہ ہے :

کہ مطلوبہ رخصت منظور کر دی جائے ۔

(تحریک منظور کی گئی)

ملک خالد داد خاں

سیکرٹری اسمبلی : مندرجہ ذیل درخواست ملک خالد داد خاں صاحب
ممبر صوبائی اسمبلی کی طرف سے موصول ہوئی ہے :

گزارش ہے ۔ کہ میں مورخہ 31-8-74 بوجہ بیماری
یوم کمیٹی کی میٹنگ میں شمولیت نہ کر سکا ۔ براہ
مہربانی اس دن کی رخصت منظور فرمائی جاوے ۔

مسٹر سپیکر : سوال یہ ہے :

کہ مطلوبہ رخصت منظور کر دی جائے ۔

(تحریک منظور کی گئی)

چوہدری علی بہادر خاں

سیکرٹری اسمبلی : مندرجہ ذیل درخواست چوہدری علی بہادر خاں
صاحب ممبر صوبائی اسمبلی کی طرف سے موصول ہوئی ہے :-

"I could not attend meeting of Standing Committee on Law and Parliamentary Affairs on 12.9. 1974 as I was not feeling well. Kindly grant leave".

مسٹر سپیکر : سوال یہ ہے کہ :-

مطلوبہ رخصت منظور کر دی جائے ۔

(تحریک منظور کی گئی)

چوہدری جمیل حسن خاں منج

سیکرٹری اسمبلی : مندرجہ ذیل درخواست چوہدری جمیل حسن خاں منج صاحب ممبر صوبائی اسمبلی کی طرف سے موصول ہوئی :

"I could not attend the session on 7th of October, 1974 because of my ill health. Leave is requested for the said date".

مسٹر سپیکر : سوال یہ ہے :

کہ مطلوبہ رخصت منظور کر دی جائے

(تحریک منظور کی گئی)

مسٹر خالد نواز خاں

سیکرٹری اسمبلی : مندرجہ ذیل درخواست مسٹر خالد نواز خاں ممبر صوبائی اسمبلی کی طرف سے موصول ہوئی ہے :

"I could not attend the sessison on 8th October, due to illness. Leave may please be granted".

مسٹر سپیکر : سوال یہ ہے :

کہ مطلوبہ رخصت منظور کر دی جائے

(تحریک منظور کی گئی)

مسٹر ممتاز احمد کاھلوں ایم۔پی۔اے کی گرفتاری کے بارے میں ایوان کو اطلاع بہم پہنچانا

Mr. Speaker : A telegram has been received by me regarding the arrest of Chaudhri Mumtaz Ahmad Kahloon. It is No. 643-6-48, dated 12.10.74.

"As already intimated on the prescribed proforma Mr. Mumtaz Ahmad Kahloon, MPA, was arrested in the following first four cases on 6th of October, 1974, in fifth case on 7th October, 1974, and 6th case on 8th October, 1974.

1. Case FIR No. 628, dated 5.10.74 U/S 436/452/147/149 P.P.C. and 16-West Pakistan, Maintenance of Public Order Ordinance, 1960, P.S. City Sargodha.

2. Case FIR No. 639, dated 5th October, 1974 U/S 436/452/147/149 PPC, P.S. City Sargodha.

3. Case FIR No. 643, dated 5th October, 1974 U/S 436/147/149 PPC, P.S. City Sargodha.

4. Case FIR No. 644, dated 5th October, 1974 U/S 436/452/148/149 PPC, PS City Sargodha.

5. Case FIR No. 281, dated 5th October, 1974 US/436/452/382/148/149/109 PPC, PS Cantt. Sargodha.

6. Case FIR No. 652 dated 6th October, 1974 U/S 382/440/506/148/149 PPC, PS City Sargodha.

The intimation conveyed vide this office WT MSG No. 3937-78, dated 6th October, 1974 was not complete and the arrest in case FIR. No. 281/74 of PS Cantt. was shown therein due to misunderstanding because of his having been named in the FIR of that case. The mistake is regretted.

Sent by Manzoor Shah"

Further intimation from the Superintendent of Police, Sargodha, to the Speaker, Provincial Assembly of the Punjab says—

"No. 41392, dated 13th October, 1947.

The intimation regarding the arrest of Mr. Mumtaz Ahmad Kahloon received from the Investigating Officer, on the prescribed proforma and brief facts of the case are attached."

"Place :—Sargodha
Date :—13-10-1974

To

The Speaker,
Provincial Assembly of the Punjab.

(A).

Sir,

I have the honour to inform you that I have found it my

duty in the exercise of my powers U/S 382/440/506/148/149/ PPC., to direct that Mr. Mumtaz Ahmed Kahloon, Member of the Provincial Assembly of the Punjab, be arrested for having committed/instigated the commission of offences in the following case :—

1. Case FIR No. 653 dated 6-10-74 U/S 382/440/148/149 PPC, P.S. City, Sargodha.

2. Case FIR No. 654 dated 6-10-74 U/S 382/440/506/148/149 PPC, P.S. City, Sargodha.

Mr. Mumtaz Ahmed Kahloon, Member of the Provincial Assembly of the Punjab, was accordingly arrested at Sargodha on 13-10-1974 at 4.0 P.M. and is at present lodged in the Police Lock Up of Police Station City Sargodha.

Your Obedient Servant,
(NAZIR AHMED) S.I.
Investigating Officer,
C.I.A., Sargodha.

FACTS OF THE CASES :

1. Case FIR No. 653 dated 6-10-74 U/S 440/382/148/149 PPC, P.S. City Sargodha.

On 5-10-74. Mr. Mumtaz Ahmed Kahloon, MPA., while leading a procession, raised provocative slogans as a result the processionists brick-batted a car and snatched away his attachee case from Fazal Karim owner of the car. The attachee case contained clothes.

2. Case FIR No. 654 dated 6-10-74 U/S 440/382/148/149 PPC, P. S. City Sargodha.

On 5-10-74, Mr. Mumtaz Ahmed Kahloon, MPA, alongwith others while leading a procession raised provocative slogans. The processionists brick-batted a bus and damaged it. Muhammad Sharif a passenger was also robbed of his wrist watch and a purse containing Rs. 120.

مسٹر سپیکر : یہ نمبر 67 ہے۔

شیخ عزیز احمد : میں نے درخواستیں دیکھی ہیں۔ اس لئے میں اپنی تحریک کو واپس لیتا ہوں۔

Mr. Speaker : This stands withdrawn.

The time for Maghrib Prayer has started. So there shall be a break for twenty minutes. We shall re-assemble at quarter to six.

وزیر قانون : جناب والا ! میری گذارش ہے کہ میری حزب اختلاف سے بات ہو گئی ہے۔

Mr. Speaker : I have to do very important work. I have to give two very important rulings.

There will now be a break only for ten minutes.

(The House then adjourned)

(After the break, the House again mat with Mr. Speaker in the Chair).

پارلیمانی سیکرٹریوں کے خلاف آئین و قانون تقرر کے سلسلے میں مسٹر سپیکر کی رولنگ

Syed Tabish Alwari, a Member from Bahawalpur, has given notice of a Privilege Motion (Privilege Motion No. 62)

alleging a specific matter of recent occurrence. The matter, according to the mover is that recently the Governor of the Punjab by amending the Rules of Procedure of the Assembly has bestowed special rights on the Parliamentary Secretaries, to enable them to take part in the proceedings of the House *i e.* to move Government Bills and allotment of more time to address the House as against other Members. According to this motion, creation of the office of Parliamentary Secretary has no Constitutional backing and also that no law has been enacted making provision for the appointment of the Parliamentary Secretaries or even specifying the conditions of their eligibility. It is, therefore, contended that the recent amendment in the Rules of Procedure of the Assembly and that the appointment of Parliamentary Secretaries is against the provision of the Constitution and law and amounts to undue interference in the affairs of the Assembly. The mover contends that it amounts to a breach of the Privilege of the Assembly as well as its Members.

To my mind, the motion on the face of it did not involve breach of privilege and, therefore, I did not give my constent to raise this question. But withholding consent at that stage did not mean that I would not give my consent if I was satisfied at some stage that the matter did involve the breach of privilege. In view of the importance of the matter I sought the assistance of the House as well as the Advocate General to determine whether it was a question fit for giving my comment. Consequently, the learned Advocate-General addressed the House on 8th of October, 1974 and was followed by Haji Muhammad Saifullah Khan, Syed Tabish

Alwari, Mr. Abdul Hafiz Kardar, Mr. M.K. Khakwani and Ch. Mohammad Yaqoob Awan. One of the points raised in the motion relates to the appointment of Parliamentary Secretaries.

Parliamentary Secretaries were first appointed in the various provinces of Indo-Pakistan sub-continent after the introduction of the provincial autonomy under the Government of India Act, 1935. As the nomenclature does itself indicate, Parliamentary Secretaries have invariably been members of the concerned Provincial Assembly.

The Government of India Act, 1935 did not itself provide for the office of Parliamentary Secretary. Even the holder of this office was not saved from disqualification from being a member of the House as it was not amongst the offices which were not to be treated as office of profit under the Govornment of India Act, 1935. However, the Provincial Assemblies did enact laws whereby they saved Parliamentary Secretaries from disqualification from being Members of the respective Provincial Assemblies. However, neither did such a legislation authorise the appointment of Parliamentary Secretaries nor did it provide for the creation of such an office. This position continued till 1956.

For the first time, the Constitution of the Islamic Republic of Pakistan, 1956 specifically provided for the office of Parliamentary Secretary. Under the Constitution of the Islamic Republic of Pakistan, 1962, the same provision was repeated. There was no such provision, however, in the Interim Constiution and when the Constitution of Islamic Republic of Pakistan 1973 was passed, there was no provision about the office of Parliamentary Secretary in it. Later on, by an amendment in Artical 260 of the Constitu-

tion it is provided that amongst various other offices, the office of the Parliamentary Secretary will not be included in the service of Pakistan and so a Parliamentary Secretary has been saved from disqualification from being elected to or from being a member of the Assembly.

It is evident that for about 20 years Parliamentary Secretaries were appointed without any provision in the Constitution and without any provision authorising the creation and appointment of Parliamentary Secretaries by any law. It has also been brought to my notice that the Interim Constitution did not create and also did not authorise the creation of the office of Advisor, yet a number of Members of the N.W.F.P. Assembly were appointed as Advisors and enjoyed almost all the privileges of a Minister in and outside the Assembly. It has been brought to my notice that the only reference in the Constitution or any law concerning the office of the Advisor was a provision in the Interim Constitution saving an Advisor from disqualification from being a Member of the Assembly.

It has also been brought to my notice that there is no constitutional provision for the Leader of the House in an Assembly and for the Leader of the Opposition and that only by precedence and practice, these offices continue to exist in our parliamentary life and they both enjoy certain privileges and rights which other Members of the Assembly do not. The Advocate-General has also put before the House the relevant parts of Constitutional history of U.K; U.S.A; Australia and Bharat. But in view of my approach on the subject I need not refer this constitutional history,

I have summed up some of the arguments advanced or brought to my notice against the privilege motion on the point stated above. Whatever be the legal position, I feel that I am not required to decide this point and therefore, I refrain from giving a ruling in this matter. The constitutionality or otherwise of an executive action like the appointment of a Parliamentary Secretary need not be determined by me. Moreover, the Assembly will have its say when the allocation of funds for the Parliamentary Secretary are demanded by the Government.

The other objection which I have been requested to deal with is that Parliamentary Secretary has been given more privileges than the other Members of the Assembly on account of the recent amendment by the Governor in the Rules of Procedure. The amendment authorises a Parliamentary Secretary to introduce an official bill and also entitles him to take more time during a debate on an adjournment motion. It is contended that this discrimination is unconstitutional and against law and so, there has been a breach of the privilege of the House as well as that of the Members. While addressing the House, the participants did not indicate as to what provision of the Constitution or of any law has been infringed by these amendments.

According to Article 4 of the Constitution 'to enjoy the protection of law and to be treated in accordance with law is an inalienable right of every citizen' and 'no action detrimental to life, liberty, body, reputation or property of any person is allowed except in accordance with law.' The amendment does not infringe this provision of the Constitu-

tion. Again Article 25 of the Constitution provides that –

> "All citizens are equal before law and are entitled to equal protection of law".

The amendment does not violate this provision of equality before law and of equal protection of law. Again Article 66 of the Constitution provides that subject to the Constitution and to the rules of Procedure of the Assembly there shall be freedom of speech in the Assembly and no Member shall be liable to any proceedings in any court and in respect of anything said or any vote given by him in the Assembly and that in other respects, the powers, immunities and privileges of the Members of the Assembly shall be such as may from time to time be defined by law. By the recent amendment, neither is this constitutional provision infringed nor is there any breach of privilege of the Members defined by law. The amendment only enables Parliamentary Secretary to discharge the additional responsibilities entrusted to him.

Moreover, according to Article 67 read with Article 127 of the Constitution, a House may make rules for regulating its procedure and the conduct of business and until rules are so made, the procedure and conduct of business in the House shall be regulated by the Rules of Procedure made by the Governor. A plain reading of this provision will show that the Governor is acting on behalf of the Provincial Assembly and if the Provincial Assembly be of the view that rules made by the Governor are not in accordance with the wishes of the House, there is nothing to stop them from amending

or changing them or from making fresh rules. As stated earlier, enabling a Member, who has been appointed a Parliamentary Secretary, to move a Government Bill is not a privilege. It is entrustment of a responsibility. As to the allotment of time, the Rules authorise the Speaker of the Assembly to allow more time to a Member in his own discretion and a provision in the Rules to the same effect allowing more time to a member enabling him to discharge some additional responsibilities, cannot be treated an act of discrimination. I, therefore, withhold my consent under Rule 53 of the Rules of Procedure.

سترہ ارکان اسمبلی کے سیاسی پارٹی تبدیل کرنے کے متعلق مسٹر سپیکر کی رولنگ

In his application Makhdoomzada Syed Hassan Mahmood, Member from Rahimyar Khan, on 3.10.1974 requested me to refer to the Election Commissioner the question of disqualification of 17 Members of the Provincial Assemoly who had recently changed their political parties and joined the Pakistan Peoples Party.

The note put up by the office on the application did not agree with the contention of Makhdoomzada Syed Hassan Mahmood. However, before determining whether a question about disqualification of these 17 Members as contemplated by Article 63(2) of the Constitution has arisen and I am required to refer the question to the Chief Election Commissioner. I thought it proper to ask the Advocate General for his opinion.

During proceedings in the House, on 9.10.74, Makhdoomzada Syed Hassan Mahmood wanted me to tell him as to

what being done to his application. He was informed by me that before determining whether a question had arisen, I had sought the opinion of the Advocate General in the matter and that I would hear him after the opinion had been received by me. However, Makhdoomzada Syed Hassan Mahmood insisted and I heard him on the subject on 9.10.1974. Again on 16th Oct, 1674, I received a letter from Makhdoomzada Syed Hassan Mahmood. It runs over 5-pages. He has repeated his argument in this letter. He desires me not to wait for or reply on the opinion of the Advocate General. He has made indirect aspersion about me too but I do not propose to take a serious view of this. Accordingly I now propose to dispose of the matter.

The contention of Makhdoomzada Syed Hassain Mahmood is that according to Article 63 ( ) and Article 127 of the Constitution of the Islamic Republic of Pakistan, 1973 (here in after referred to as the Constitution) if a question about the disqualification of a Member arises the Speaker shall refer the question to the Chief Election Commissioner I do not think that there is any dispute over this proposition He further contends that according to Article 273 (1) (b) of the Constitution the qualifications and disqualifications for being elected and for being a Member of a first Provincial Assembly shall be the same as were provided in the interm Constitution of the Islamic Republic of Pakistan, 1972 (hereinafter referred to as the Interim Constitution). As according to the Article 273 (1) (b) of the Constitution the qualifications and disqualification for being elected to or for being a member of the first Provincial Assembly are the same as were provided in the Interim Constitution. We have to

find out as to what were the disqualifications for being a Member of the Provincial Assembly in the Interim Constitution.

Makhdoomazada Syed Hassan Mahmood desires me to agree with him that change of Political Party disqualifies a preson from being a Member of the Assembly under the Political Parties Act, 1962. According to him as the Political Parties Act was included in the 1st Schedule of the Interim Constitution it became a part of the Interim Constitution and as such the Provisions of the Political Parties Act are provisions in the Interim Constitution. I fear that I cannot agree with this proposition propounded by Makhdoomzada Syad Hassan Mahmood. It has been further contended that as in his personal explanation, Mian Khurshid Anwar, Member from Multan, has admitted that he was elected to the Assembly on the Muslim League (Council) Ticket and has now joined Pakistan Peoplss Party, the allegations contained in the application have been prima facie established.

The fact about change of Political Party is established but it is not material. The question is if the change of Political Party disqualifies a Member. If the law requires me to refer to the Chief Election Gommissioner a complaint about the change of Political Party by a Member, for his opininon that Member has been disqualified, I will not go into the facts alleged in complanit. Decision about the allegation of change of Political Party will be some thing in the exclusive jurisdiction of the Chief Election Commissioner But before referring any such complaint to Chief Election Commissioner I have to determine if the facts alleged there in require me to refer the complaint to Chief Election

Commissioner.

As seen earlier, Atricle 273 (1) (b) of the Constitution provides that the qualifications and disqualifications for being elected and for being a Member of a Provincial Assembly shall be the same as were provided in the Interim Constitution. Here I would like to reproduce Article 273 (1) (b) of the Constitution in full :—

"273 (1) (b) the qualifications and disqualifications for membership of the first Assembly of a Province shall except in case of members filling casual vacancies after the commencing day, be the same as were provided in the Interim Constitution of the Islamic Republic of Pakistan :

Provided that no person holding an office of profit in the service of Pakistan shall continue to be a member of the Assembly after the expiration of three months from the commencing day.

Article 116 (1) of the Interim Constitution may be reproduced. It reads :—

"116 (i) A person shall be disqualified from being elected as, and for being, a member of Provincial Assembly—

(a) he is of unsound mind and has been so declared by a competent court : or

(b) he is an undischarged insolvent : or

(c) he has been, after the twentieth day of December, 1971, on conviction for any offence, sentenced to transportation for any term or to imprisonment for a term of not less than two years, unless a period of

five years, or such less period as the President may allow in any particular case, has elapsed since his release ; or

(d) he has been dismissed for misconduct from the service of Pakistan, unless a period of five years, or such less period as the President may allow in any particular case, has elapsed since his dismissal : or

(e) he whether by himself or by any person or body of persons in trust for him or for his benefit or on his account or as a member of a Hindu undivided family has any share or interest in a contract not being a contract between a cooperative society and Government for the supply of goods to, or for the execution of any work or the performance of any service undertaken by, Government ;

When Makhdoomzada Syed Hassan Mahmood was advancing his arguments in support of his contention he read Art. 116 of the Interim Constitution. He admitted that the case of these 17 Members was not coverd by Art. 116 and as stated earlier he relied on the Political Parties Act and wanted me to treat its provisions as provisions in the Interim Constitution. I have not been able to lay my hand on any rule of interpretation which may help me in making the same interpretation as has been done by Makhdoomzada Syed Hassan Mahmood. It is quite evident that there is nothing in the Interim Constitution to the effect that change of Political Party would disqualify a Member of a Provincial Assembly. Similarly it is very clear that the disqualification contained in the Political Parties Act was not a disqualifications provided in the Interim Constitution. The Provision

about qualifications and disqualifications of the Members of the Ist Provincial Assemblies is not about qualifications and disqualifications contained in any law immediately before the commencement of the Constitution as Makhdoomzada Sayd Hassan Mahmood would like me to read. Whenever a constitutional provision so desires it has always been able to find proper and unambiguous words and phrases and I have not been able to convince myself to come to the conclusion that Makhdoomzada Sayd Hassan Mahmood desires me to arrive at.

I am, therefore, of the considered view that in the application of Makhdoomzada Syad Hassan Mahmood no question arises about the disqualification of any of the 17 Members of the Provincial Assembly, mentioned in the application. I, therefore, hold that, on the application of Makhdoomzada Syad Hassan Mahmood alleging that 17 Members of the Assembly who recently changed their Political Parties and joined Pakistan Peoples Party, no reference to the Chif Election Commissioner is called for.

خان امیر عبداللہ خان روکڑی : جناب والا کیونکہ یہ آپ کی رولنگ ہے ہم اس کو چیلنج نہیں کرتے لیکن بطور احتجاج ہم واک آؤٹ کرتے ہیں۔

مسٹر سپیکر : اب اس کے بعد ایک چٹھی مخدوم زادہ سید حسن محمود صاحب کی تھی جس کا پاؤس میں ذکر آیا تھا اور اس کے متعلق میں نے اپنی رولنگ reserve کی ہوئی تھی.....

Mr. Abdul Hafiz Kardar : May I raise a question.....

Mr. Speaker : About my ruling ?

Mr. Abdul Hafiz Kardar : No. It is a point of order.

As certain portions of both the rulings are badly typed out and are not legible, would you kindly have them cyclostyled on a better typewriter and get them redistributed.

Mr. Speaker : I will see that the secretariat complies with your desire. I have been told that some of the cyclostyled copies are not legible but most of them are. It may be just a coincidence that Mr. Abdul Hafiz Kardar received a copy which was not legible.

Mr. Abdul Hafiz Kardar : But you were quite audible.

وزیر قانون : جناب والا ! میں یہ تحریک پیش کرتا ہوں ۔ ۔ ۔

آوازیں : ابھی تو تحریک التوا کا ٹائم باقی ہے ۔

Mr. Speaker : The House is adjourned to meet again tomorrow at 9.00 a.m. instead of 8.30 a.m. This is with a view to enable the members, if they so desire, to see the Ministers while they are sitting for one and a half hour in their offices.

(اسمبلی کا اجلاس 22 اکتوبر 1974ء بروز منگل 9 بجے تک کے لئے ملتوی ہو گیا)

صوبائی اسمبلی پنجاب

پہلی صوبائی اسمبلی پنجاب کا بارھواں اجلاس

منگل 22 اکتوبر 1974ء

(سہ شنبہ 5 شوال المکرم 1394ھ)

اسمبلی کا اجلاس اسمبلی چیمبر لاہور میں 9 صبح بجے منعقد ہوا۔
سپیکر رفیق احمد شیخ، کرسی صدارت پر متمکن ہوئے۔

تلاوت قرآن پاک اور اس کا اردو ترجمہ قاری اسمبلی نے پیش کیا۔

بسم اللہ الرحمٰن الرحیم

یٰٓاَیُّهَا الَّذِیْنَ اٰمَنُوْا مَنْ یَّرْتَدَّ مِنْكُمْ عَنْ دِیْنِهٖ فَسَوْفَ یَاْتِی اللّٰهُ بِقَوْمٍ یُّحِبُّهُمْ وَیُحِبُّوْنَهٗٓ اَذِلَّةٍ عَلَى الْمُؤْمِنِیْنَ اَعِزَّةٍ عَلَى الْكٰفِرِیْنَ یُجَاهِدُوْنَ فِیْ سَبِیْلِ اللّٰهِ وَلَا یَخَافُوْنَ لَوْمَةَ لَآئِمٍ ذٰلِكَ فَضْلُ اللّٰهِ یُؤْتِیْهِ مَنْ یَّشَآءُ وَاللّٰهُ وَاسِعٌ عَلِیْمٌ ۝ اِنَّمَا وَلِیُّكُمُ اللّٰهُ وَرَسُوْلُهٗ وَالَّذِیْنَ اٰمَنُوا الَّذِیْنَ یُقِیْمُوْنَ الصَّلٰوةَ وَیُؤْتُوْنَ الزَّكٰوةَ وَهُمْ رٰكِعُوْنَ ۝

پ ۶ س ۵ رکوع ۱۲ آیت ۵۴، ۵۵

اے ایمان والو! اگر تم میں سے کوئی بھی اپنے دین سے پھر جائے گا۔ تو اللہ ایسے لوگ پیدا کر دے گا۔ جنہیں وہ دوست رکھے گا اور جسے وہ دوست رکھیں گے اور ایمان والوں کے حق میں نرمی سے پیش آئیں گے اور کافروں سے سختی سے پیش آئیں گے۔ اللہ کی راہ میں جہاد کریں گے اور کسی مذمت کرنے والے کی ملامت سے نہیں ڈریں گے۔ یہ اللہ کا بڑا فضل ہے۔ وہ جسے چاہتا ہے دیتا ہے اور اللہ بڑی کشائش والا خبردار ہے۔ تمہارے دوست تو اللہ اور اس کے پیغمبر اور مومن لوگ ہی ہیں جو نماز ادا کرتے ہیں۔ زکوٰۃ دیتے اور اللہ کے آگے سرنگوں ہوتے ہیں۔

وَمَا علینا الا البلاغ

نشان زدہ سوالات اور ان کے جوابات

سڑک کی پختگی

*4121 ۔ **چوہدری لال خان** : کیا وزیر مواصلات و تعمیرات از راہ کرم بیان فرمائیں گے کہ :

(الف) کیا یہ امر واقعہ ہے کہ سیدا تا وریام تحصیل پھالیہ ضلع گجرات ایک کچی سڑک ہے جس پر مقامی دیہاتیوں کی بہت زیادہ آمد و رفت ہے ۔

(ب) کیا یہ بھی امر واقعہ ہے کہ مذکورہ سڑک کے علاوہ ضلع یا تحصیل کے صدر مقام تک پہنچنے کا کوئی اور ذریعہ نہیں ہے ۔

(ج) اگر جز (الف) اور (ب) کا جواب اثبات میں ہے تو کیا حکومت مذکورہ دیہاتی عوام کی تکلیف کے پیش نظر مذکورہ سڑک کو پختہ کرنے کا ارادہ رکھتی ہے ۔ اگر ایسا ہے تو کب تک ۔ اگر نہیں تو اس کی وجوہات کیا ہیں ؟

وزیر مواصلات و تعمیرات (ڈاکٹر محمد صادق سلہری) : (الف) جی ہاں ۔

(ب) جی ہاں ۔

(ج) مذکورہ سڑک کو پختہ کرنے کا کام شروع ہو چکا ہے ۔

گورنمنٹ کوارٹرز وحدت کالونی لاہور میں سڑکوں اور پارکوں کی صفائی

*4947 ۔ **چوہدری امان اللہ لک** : کیا وزیر مواصلات و تعمیرات از راہ کرم بیان فرمائیں گے کہ :

(الف) گورنمنٹ کوارٹرز واقع وحدت کالونی لاہور میں خاکروبوں اور مالیوں کی تعداد کتنی ہے ۔

(ب) کیا یہ حقیقت ہے کہ مذکورہ کالونی کے بلاک "اے - بی اور سی" میں اور ان کے سامنے واقع وحدت روڈ سے ملحقہ پارک اور ان بلاکوں کے پچھلے حصہ کے پارک میں نہ تو کوڑا کرکٹ اور بوسیدہ پتوں کو صاف کیا جاتا ہے اور نہ ان کوارٹروں کے سامنے چھوٹی سڑک کی صفائی مناسب طریقہ سے کی جاتی ہے -

(ج) کیا یہ بھی حقیقت ہے کہ اکثر خاکروب اور مالی ڈیوٹی سے غیر حاضر رہتے ہیں اور اپنے فرائض صحیح طریقہ سے سر انجام نہیں دیتے -

(د) کیا یہ بھی حقیقت ہے کہ انتظامیہ کی لا پرواہی کی وجہ سے متذکرہ بالا پارک نہ صرف ویرانی اور گندگی کا منظر پیش کرتی ہے بلکہ وہاں پھیلی ہوئی گندگی وہاں کے رہنے والے افراد کی صحت کے لئے سخت مضر ہے -

(ہ) اگر جزو ہائے بالا کا جواب اثبات میں ہے تو کیا حکومت متعلقہ اہلکاروں کے خلاف مناسب کارروائی کرنے کا ارادہ رکھتی ہے ؟

وزیر مواصلات و تعمیرات (ڈاکٹر محمد صادق ملہی) : (الف) وحدت کالونی کے کوارٹروں میں 22 خاکروب اور 22 مالی کام کرتے ہیں -

(ب) یہ درست نہیں ہے -

(ج) یہ حقیقت نہیں ہے -

(د) یہ درست نہیں ہے -

(ہ) چونکہ جزو ہائے بالا کا جواب منفی میں ہے اس لئے متعلقہ اہل کاروں کے خلاف کارروائی کرنے کی ضرورت نہیں -

---

پلوں سے ٹول ٹیکس کی وصولی

*5179 ۔ سردار امجد حمید خان دستی : کیا وزیر مواصلات و تعمیرات از راہ کرام بیان فرمائیں گے کہ :

(الف) پنجاب کے کتنے پلوں پر ٹول ٹیکس وصول کیا جاتا ہے ۔

(ب) 1972ء اور 1973ء میں تمام پلوں سے تقریباً کتنا ٹول ٹیکس وصول ہوا ۔

(ج) کیا یہ امر واقعہ ہے کہ دریائے راوی کا پرانا پل شاہدرہ اور لاہور کو آپس میں ملاتا ہے اور ہزاروں لوگ شاہدرہ سے لاہور بسلسلہ ملازمت اور کاروبار پر روز آتے جاتے ہیں ۔ اگر جواب اثبات میں ہے تو شاہدرہ کے ایسے افراد کو حکومت ٹول ٹیکس کی ادائیگی کے سلسلے میں کوئی رعایت دینے کا ارادہ رکھتی ہے ۔ اگر ایسا ہے تو کہاں تک ؟

وزیر مواصلات و تعمیرات (ڈاکٹر محمد صادق سلہری) : (الف) پنجاب کے صرف چار پلوں سے ٹول ٹیکس وصول کیا جاتا ہے ۔

(ب) 1971.72ء اور 1972.73ء میں پلوں سے ٹول ٹیکس کے ٹھیکہ کی کل رقم مبلغ 1،35،76،605 روپے وصول ہوئی ۔

(ج) جی ہاں ۔ حکومت نے ان کی ان کی سہولت کے لئے شاہدرہ کے عوام کی تمام پرائیویٹ گاڑیوں کو ٹول ٹیکس کی ادائیگی سے مستثنیٰ قرار دیا ہے ۔

مسٹر سپیکر : چوہدری لال خان ۔

خان امیر عبداللہ خان روکڑی : (میانوالی 2) ۔ جناب والا ! کورم نہیں ہے ۔

مسٹر سپیکر : گنتی کی جائے ۔ ۔ ۔ ۔ گنتی کی گئی ۔ کورم نہیں ہے ۔ گھنٹی بجائی جائے ۔ ۔ ۔ ۔ گھنٹیاں بجائی گئیں ۔ ۔ ۔ ۔ اب گنتی کی جائے ۔ ۔ ۔ ۔ گنتی کی گئی ۔ ۔ ۔ ۔

کورم پورا ہے ۔ چوہدری لال خان ۔

خان امیر عبد اللہ خان روکڑی : (میانوالی ۔ 2) ۔ کیا وزیر مواصلات و تعمیرات بتائیں گے کہ کسی کو اس ٹول ٹیکس سے مستثنیٰ کرنے کا کیا طریقہ کار ہے ؟

وزیر مواصلات و تعمیرات : شاہدرہ میں رہنے والے لوگ محکمہ اینڈ ڈبلیو کو درخواست دیتے ہیں اور ضروری دریافت کے بعد انہیں پرمٹ جاری کر دیا جاتا ہے ۔

خان امیر عبداللہ خان روکڑی : کیا کوئی ایسا ریکارڈ موجود ہے جس سے ثابت ہو سکے کہ فلاں شخص شاہدرہ کا رہنے والا ہے ۔

وزیر مواصلات و تعمیرات : ان کے پاس شناختی کارڈ ہوتے ہیں ۔

میاں منظور احمد وٹو : کیا وزیر موصوف ان چار پلوں کے نام بتائیں گے ۔ جن پر ٹول ٹیکس وصول کیا جاتا ہے ؟

وزیر مواصلات و تعمیرات : ایک دریائے راوی پر شاہدرہ کے مقام پر ہے ۔ دوسرا دریائے جہلم پر جہلم کے مقام پر ہے ۔ تیسرا دریائے ستلج پر بہاولپور کے مقام پر ہے اور چوتھا دریائے راوی پر جیجہ وطنی کے مقام پر ہے ۔

سرکاری ملازمین کے لئے کوارٹرز بنانے کی سکیمیں

*5265 ۔ **مرزا فضل حق :** کیا وزیر مواصلات و تعمیرات از راہ کرم بیان فرمائیں گے کہ :

(الف) پنجاب میں ایسا کون کون سا شہر یا قصبہ ہے جس کی آبادی ایک لاکھ سے زائد ہے ۔

(ب) مذکورہ بالا کس کس شہر اور قصبہ میں 73-1972ء اور

1973-74ء میں سرکاری ملازمین کے لئے کوارٹرز بنانے کی سکیمیں تیار کی گئیں ۔

(ج) مذکورہ بالا سکیموں میں سے ہر ایک سکیم کے لئے کتنا کتنا سرمایہ ہر دو برسوں کے لئے مختص کیا گیا ہے اور کون کون سی سکیم پر عمل درآمد ہو چکا ہے اور کس کس پر ابھی تک عمل درآمد نہیں ہوا نیز عمل درآمد نہ ہونے کی وجہ کیا ہے ؟

(د) ہر دو برسوں میں ہر سکیم پر مختص شدہ سرمایہ میں سے کتنا کتنا متعلقہ محکمہ کو دیا گیا اور کتنا کتنا خرچ نہیں ہو سکا ۔ نیز ہر سکیم پر آج تک کتنی کتنی سرکاری عمارتیں اور کوارٹرز تیار کر کے سرکاری ملازمین کے حوالے کئے گئے ؟

وزیر مواصلات و تعمیرات : (ڈاکٹر محمد صادق ملہی) : (الف) محکمہ تعمیرات کے پاس یہ کوائف نہیں ہیں ۔ کیونکہ یہ محکمہ ایسے کوائف اکٹھے نہیں کرتا ۔

(ب) 73-1972ء اور 74-1973ء کے دوران صرف لاہور اور راولپنڈی کے شہروں کے لئے ایسی سکیمیں تیار کی گئیں ۔

(ج)

نمبر شمار	نام سکیم	مختص شدہ رقم 1972-73ء	مختص شدہ رقم 1973-74ء
1	لاہور میں چوبرجی گارڈن اسٹیٹ میں چپڑاسیوں کے 100 کوارٹروں کی تعمیر۔	2,20,950 روپے	3,00,000 روپے
2	راولپنڈی میں رہائشی کوارٹرز برائے سٹاف کلاس چہارم ۔	—	5,79,000 روپے

(د)

نام شہر	نام سکیم	1972-73ء		1973-74ء		1974-75	
		مختص شد رقم	خرچ	مختص شدہ رقم	خرچ	مختص شدہ رقم	خرچ
		روپے	روپے	روپے	روپے	روپے	روپے
لاہور	1 - چوبرجی گارڈن اسٹیٹ میں چپڑاسیوں کے لئے 100 کوارٹروں کی تعمیر -	2,20,950	98,540	3,00,000	14,179	5,00,000	36,601
راولپنڈی	2 - راولپنڈی میں رہائشی کوارٹر برائے سٹاف کلاس چہارم -	—	—	5,79,000	1,18,092	8,50,000	1,396

مندرجہ بالا سکیم نمبر 1 کے ماہ جون 1974ء تک 25 کوارٹرز مکمل ہو چکے تھے - اور موجودہ مالی سال میں مزید 19 کوارٹر زیر تعمیر ہیں -

مندرجہ بالا سکیم نمبر 2 کے 8 کوارٹرز چھتوں تک مکمل ہو چکے ہیں - 16 کوارٹروں کی چھتوں تک چنائی ہو چکی ہے -

مسٹر سپیکر : سوال کے جز (الف) کے ضمن میں بتائیں کہ کیا آپ کا محکمہ جواب دینے کی حیثیت میں ہے یا نہیں -

وزیر مواصلات و تعمیرات : نہیں -

Mr. Speaker : Has the Government any data over this ?
کیا یہ data official ہوتا ہے ؟

Who has answered this part of the question ? There are official documents known as Census Reports of the various areas which contain even the information about the total population in various towns. Could that officer lay his hand over that book ? What is this answer ? Every Department in the Punjab would give the same answer, because it is not the responsibility of any Department in the Province, but the question would follow it. No Department in the Punjab carries on with the Census.

Will the proper answer be given to this question ?

Minister for Communicatton : Yes Sir.

Mr. Speaker : Thank you very much. If it is avaiable in official documents, there is no harm in answering this question.

عمارتوں اور سڑکوں کی تعمیر میں بد دیانتی کرنے والے ٹھیکے داروں کے خلاف کارروائی کرنا

* 5422 . ملک شاہ محمد محسن : کیا وزیر مواصلات و تعمیرات از راہ کرم بیان فرمائیں گے کہ -

(الف) کیا یہ امر واقعہ ہے کہ 1972ء اور 1973ء کے دوران ٹھیکیداروں کی معرفت بنائی گئی عمارتوں اور سڑکوں کی تعمیرات کا معائنہ کیا گیا تاکہ معلوم ہو سکے کہ وہ معاہدے کے

مطابق بنائی گئی ہیں اور ان میں مسالہ جات و دیگر سامان حکومت کی منشاء کے مطابق لگایا گیا ہے یا نہیں ۔ اگر ایسا ہے تو ایسے ٹھیکیداروں کی تعداد کیا ہے جنہوں نے بد دیانتی کی حکومت کی ہدایات کی خلاف ورزی کی ۔

(ب) کیا یہ بھی امر واقعہ ہے کہ حکومت کی ہدایات کی خلاف ورزی اور سامان وغیرہ میں بد دیانتی کرنے والے ٹھیکیداروں کے خلاف کارروائی کی جاتی ہے اگر ایسا ہے تو مذکورہ جزو (الف) بالا ٹھیکیداروں کے خلاف کیا کارروائی کی گئی یا کی جا رہی ہے ؟

وزیر مواصلات و تعمیرات (ڈاکٹر محمد صادق ملہی) : (الف) جی ہاں ۔ معائنہ بتدریج ہوتا رہا ہے ۔ معائنہ کے دوران اگر کوئی نقص مشاہدے میں آیا تو اس کی درستی کرائی گئی ۔ اس ضمن میں متعدد ٹھیکیداروں کے کام متعلقہ جی ٹی روڈ کی تحقیق کی گئی ۔ مزید بہاولپور بلڈنگ سرکل میں کچھ کاموں کے متعلق تفتیشات ہو رہی ہے ۔ جس کی رپورٹ ابھی مکمل نہیں ہوئی ہے ۔ مکمل ہونے پر کچھ کہا جا سکے گا ۔

(ب) جی ہاں ۔ مذکورہ بالا تفصیلات کے مکمل ہونے پر ہی ٹھیکیداروں کے خلاف محکمانہ کارروائی ہو سکے گی ۔

Mr. Speaker : Before I allow any supplementary question, I would like to explain one thing. If any Department feels that it is not their responsibility to give that answer to any question, they can write to my office. I don't want that answer in this book. Please let it be noted.

(Applause)

Minister for Communication : In future, it shall not be repeated.

Mr. Speaker : I do receive letters from various Departments that they are not primarily concerned with some

answers and I do change the question or disallow a question but an answer in this book I won't tolerate.

وزیر قانون : جناب سپیکر ! انشاء اللہ آپ کے احکام کی تعمیل موثر طریقے پر کی جائے گی ۔

مسٹر سپیکر : آپ کا جت بہت شکریہ ۔

ضمنی سوالات متعلقہ سوال نمبر 5422 ۔

چوہدری محمد سرور جوڑا : کیا وزیر تعمیرات از راہ کرم بیان فرمائیں گے کہ جی ٹی روڈ سیکنڈل کا کیا بنا ؟

مسٹر سپیکر : اس سوال کا اس سے کیا تعلق ہے ؟

چوہدری محمد سرور جوڑا : جی ٹی روڈ کا ذکر آیا ہے ۔

مسٹر سپیکر : جی روڈ کا تو آفیسرز کے متعلق تھا ۔ that was not about the contractors . پہلے آپ specify کریں کہ سیکنڈل سے آپ کی کیا مراد ہے ؟ The question is very vague

چوہدری محمد سرور جوڑا : میرا سوال کرنے کا مطلب یہ ہے کہ کھر وزارت کے وقت ہائی ویز کا تمام ڈیپارٹمنٹ چور قرار دیا گیا تھا لیکن جب پنجاب کابینہ تبدیل ہوئی تو وہ تمام عملہ چور سے قطب بنا دیا گیا ۔ اس کی کیا وجہ ہے ؟

مسٹر سپیکر : آپ کا سوال تو بڑا vague ہے ۔ آپ اپنا سوال ذرا زیادہ وضاحت سے کریں ۔ جنرل سٹیٹمنٹ سے سوال نہیں بنتا کہ پہلے ان کو کچھ بنایا گیا تھا اور اب ان کو قطب بنا دیا گیا ہے ۔ تاکہ وہ سپلیمنٹری کی definition میں آ جائے ۔

چوہدری محمد سرور جوڑا : جی ٹی روڈ کی انکوائری کا کیا بنا ؟

مسٹر سپیکر : آپ اس میں سال اور تاریخ specify کریں کہ کب ہوا تھا ۔ تاکہ وہ آپ کو جواب دے سکیں ۔

چوہدری محمد سرور جوڑا : یہ کھر وزارت کی بات ہے ۔

وزیر مواصلات و تعمیرات : جی روڈ کی ناقص تعمیر کے بارے میں جی ٹی روڈ کے تمام انجینیرز ، ایس ۔ ڈی ۔ اوز اور اوورسیرز کو معطل کر دیا گیا تھا ۔ انکوائری جاری رہی ۔ چھ مہینے کے بعد تمام ملازمین کو بحال کر دیا گیا ۔ کچھ تو پہلے ہی بحال کر دیئے گئے تھے اور باقی کو بعد میں بحال کر دیا گیا ۔ انکوائری جاری ہے ۔ نتیجہ آنے پر موثر کارروائی کی جائے گی ۔

خان امیر عبداللہ خان روکڑی : سپلیمنٹری سر ۔ کیا وزیر موصوف فرمائیں گے کہ کن وجوہات کی بنا پر ان کو بحال کیا گیا ؟ اور جب بحال کر دیا گیا ۔ تو اب کن وجوہات پر ان کی انکوائری ہو رہی ہے ؟

مسٹر سپیکر : یہ سوال کوئی زیادہ متعلقہ نہیں ہے ۔ کیونکہ سوال تو اصل میں ٹھیکیداروں کے متعلق تھا ۔ اب سوال کو سرکاری افسروں کی طرف divert کر دیا گیا ہے ۔

خان امیر عبداللہ خان روکڑی : جناب والا ! جیسے آپ کی رولنگ ہوگی ، اس کی تعمیل کی جائے گی ۔ مقصد یہ ہے کہ ٹھیکیدار اور افسر میں کوئی فرق نہیں ۔ افسر بد دیانت نہ ہو تو ٹھیکیدار بد دیانت نہیں ہو سکتا ، یہ دونوں ایک ہی چیز ہیں ۔

مسٹر سپیکر : ان کے تعلق کی بات تو صحیح ہو سکتی ہے ۔ اب پتا نہیں کہ اس نقطہ نظر سے انہوں نے سنڈی کیا ہے یا نہیں ، فائلیں دیکھی ہیں یا نہیں ؟

خان امیر عبداللہ خان روکڑی : انہوں نے جواب دے دیا ہے ۔ میں ان کے جواب میں سے سپلیمنٹری کر رہا ہوں اگر وہ جواب نہ دیتے تو میرے سپلیمنٹری کا سوال پیدا نہیں ہو سکتا تھا ۔

مسٹر سپیکر : اب سپلیمنٹری کا سپلیمنٹری تو نہیں ہو سکتا ۔

خان امیر عبداللہ خان روکڑی : اس کے ساتھ لنک ہو گیا ہے ۔ وہ وضاحت کر دیں ۔

مسٹر سپیکر : میرے خیال میں یہ سوال آپ کسی اور موقع پر پوچھ لیں ۔

خان امیر عبداللہ خان روکڑی : اچھا جی ۔

صوبہ میں سڑک کی دونوں جانب لگائے گئے درختوں کی تعداد

* 5423 ۔ **ملک شاہ محمد محسن** : کیا وزیر مواصلات و تعمیرات از راہ کرم بیان فرمائیں گے کہ ۔

(الف) ایسے درختوں کی تعداد اور قسم کیا ہے جو محکمہ جنگلات نے محکمہ مواصلات و تعمیرات کی اجازت سے صوبہ کی سڑکوں کے دونوں جانب 1973ء میں لگائے ۔

(ب) کیا یہ امر واقعہ ہے کہ مذکورہ درختوں کی دیکھ بھال محکمہ مواصلات و تعمیرات کے اہلکاروں کی ذمہ داری ہے ؟

وزیر مواصلات و تعمیرات (ڈاکٹر محمد صادق ملہی) : (الف) کچھ نہیں ۔

(ب) جی نہیں ۔ محکمہ جنگلات ہی مکمل طور پر ذمہ دار ہے ۔

ضلع بہاولنگر میں واقع ہائی سکول کی عمارت کی مرمت

* 5508 ۔ **راؤ مراتب علی خان** : کیا وزیر مواصلات و تعمیرات از راہ بیان فرمائیں گے ۔

(الف) کیا یہ امر واقعہ ہے کہ ضلع بہاولنگر میں واقع ایک ہائی سکول کے ہال کمرہ اور دیگر چند کمروں کی چھتیں اچانک دھڑام سے گر گئیں ۔

(ب) کیا یہ بھی امر واقعہ ہے مذکورہ عمارت کو پہلے خطرناک قرار دیا گیا تھا مگر پھر محکمہ تعمیرات نے معقول سرمایہ کے ساتھ مرمت کرکے اسے قابل استعمال قرار دے دیا تھا

(ج) اگر جزو (الف) و (ب) کا جواب اثبات میں ہے تو مذکورہ عمارت کی مرمت کب اور کتنے سے خرچ سے ہوئی تھی ۔

(د) مذکورہ سکول کی چھتیں اچانک گر جانے کی وجوہات کیا ہیں اور کیا حکومت اس امر کے بارے میں تحقیق کرانے کو تیار ہے ۔

وزیر مواصلات و تعمیرات (ڈاکٹر محمد صادق ملہی) : (الف) یہ امر درست ہے کہ اس سکول کا ہال کمرہ اور دو دوسرے کمرے (ملحقہ) بمعہ برآمدہ گر گئے تھے ۔

(ب) یہ امر درست ہے کہ مذکورہ عمارت کو جون 1972ء میں واقعی خطرناک قرار دیا تھا ۔ نہ تو اس عمارت کی خصوصی طور پر مرمت کی گئی اور نہ ہی محکمہ ہذا نے بعد ازاں اسے قابل استعمال قرار دیا ۔

(ج) جواب (الف) و (ب) جزو کی روشنی میں مزید تفصیل کی ضرورت نہیں ہے ۔

(د) چونکہ مذکورہ سکول کی عمارت کافی پرانی اور بوسیدہ تھی ۔ اس لئے اس کی چھتیں گر گئیں ۔ اس امر کو تصدیق کرانے میں محکمہ ہذا کو کوئی اعتراض نہیں ۔

حاجی محمد سیف اللہ خان : سپلیمنٹری سر ۔ کیا محکمہ تعمیرات کے پاس ایسا کوئی انتظام نہیں ہے کہ وہ اپنی عمارات کی سالانہ پڑتال کریں تاکہ یہ معلوم ہو سکے کہ ان میں کون سی درست اور کون سی خطرناک حالت میں ہیں ؟

مسٹر سپیکر : اس میں تو لکھا ہوا ہے کہ 1972ء میں واقعی خطرناک قرار دیا گیا تھا ۔ اس لئے آپ کا سوال کیسے پیدا ہوسکتا ہے ؟

حاجی محمد سیف اللہ خان : خطرناک نہیں ، وہ تو خود بخود گر گئی تھی ۔ میں تو ایک جنرل سوال پوچھ رہا ہوں کہ ۔ ۔ ۔

مسٹر سپیکر : جز (ب) میں آپ دیکھیں ۔ ۔ ۔ یہ امر درست ہے کہ مذکورہ عمارت کو 1972ء میں واقعی خطرناک قرار دیا گیا تھا ۔ اس کے بعد وہ گر گئی ۔

حاجی محمد سیف اللہ خان : میں یہی پوچھ رہا ہوں کہ جس طرح ہر مالک مکان اپنی عمارات کی سالانہ دیکھ بھال کرتا ہے ، اسی طرح کیا محکمہ تعمیرات بھی سالانہ دیکھ بھال کرتا ہے ؟

مسٹر سپیکر : یہ بڑا جنرل سوال ہے ۔ آپ لکھ کر مجھے بھیج دیں ، میں ان کے پاس بھیج دوں گا ۔

حاجی محمد سیف اللہ خان : بہت اچھا ۔

خان امیر عبداللہ خان روکڑی : سپلیمنٹری ۔ کیا وزیر متعلقہ یہ فرمائیں گے کہ جب ان کے محکمے کو یہ اطلاع دے دی گئی کہ اس عمارت کی حالت اتنی بوسیدہ ہے کہ اس کے گرنے کا خطرہ ہے ۔ تو اس کی چھت گرنے تک انتظار کیوں کیا گیا ۔

وزیر مواصلات و تعمیرات : جہاں تک محکمہ پی ڈبلیو ڈی کا تعلق ہے ، اس نے تو سروے کرکے عمارت کی صحیح صورت حال بتا دی اور اس کو خطرناک ڈیکلیر کر دیا ۔ جہاں تک اس کے گرنے کا تعلق ہے ، وہ ہماری ذمہ داری نہیں ۔

خان امیر عبداللہ خان روکڑی : کیا وزیر موصوف وضاحت فرمائیں گے کہ یہ ذمہ داری اپوزیشن کی ہے یا حکومت کے کسی اور محکمے کی ؟

مسٹر سپیکر : ذمہ داری تو بہر حال حکومت کی ہے ۔

خان امیر عبداللہ خان روکڑی : سر ! میری گذارش ہے کہ محکمہ پی ۔ ڈبلیو ڈی کا اس سے تعلق ہے ۔ اس سے کیا کیا ؟ کم از کم اس پر روشنی ڈالی جائے ۔ یہ اتنا بڑا حادثہ ہے ۔ کیوں نہ اس پر ایکشن لیا گیا ؟

مسٹر سپیکر : گورنمنٹ پراپرٹی کی ذمہ داری تو بہر حال گورنمنٹ پر ہے ۔ یہ سوال تو پیدا نہیں ہوتا کہ اپوزیشن کی ذمہ داری ہے ۔

ملتان شہر کے گرد بائی پاس بنانا

*5610 ۔ چوہدری علی بہادر خان : کیا وزیر مواصلات و تعمیرات از راہ کرم بیان فرمائیں گے کہ ۔

(الف) کیا یہ درست ہے کہ ٹریفک کا ہجوم کم کرنے کے لئے ملتان شہر کے گرد بائی پاس بنایا جا رہا ہے ؟

(ب) کیا یہ بھی درست ہے کہ مجوزہ بائی پاس شہر کے بہت نزدیک ہے اور آبادی کی بڑھتی ہوئی شرح کے پیش نظر یہ جگہ 2 یا 3 سال کے اندر پھر گنجان آباد علاقہ میں تبدیل ہو جائے گی جس سے اس کے بنانے کا مقصد فوت ہو جائے گا۔

(ج) اگر جزو (الف) و (ب) کا جواب اثبات میں ہے تو کیا حکومت مذکورہ بائی پاس کو کسی اور مناسب جگہ تعمیر کرنے کا ارادہ رکھتی ہے؟

وزیر مواصلات و تعمیرات (ڈاکٹر محمد صادق ملی) : (الف) جی ہاں۔ ملتان شہر کے گرد بائی پاس بنانے کا ایک منصوبہ حکومت پنجاب کے زیر غور ہے۔

(ب) جی نہیں۔ ملتان بائی پاس۔ ملتان میونسپل حدود سے قریباً 3 میل کے فاصلہ پر تعمیر کرنا تجویز کیا گیا ہے۔ اور اس علاقہ کے مستقبل قریب میں گنجان آباد ہونے کا کوئی امکان نہیں۔

(ج) مندرجہ بالا جوابات کی روشنی میں اس بائی پاس کے کسی دوسری جگہ پر تعمیر کرنے کا کوئی امکان نہیں۔

خان امیر عبداللہ خان روکڑی : کیا وزیر موصوف اس امر پر روشنی ڈالیں گے کہ کب تک یہ بائی وے بنانے کا ارادہ ہے اور اس وقت تک جو منصوبہ ہے کیا زیر تکمیل ہے یا یہ ابھی تک سوچ رہے ہیں؟

وزیر مواصلات و تعمیرات : یہ منصوبہ ابھی زیر غور ہے۔

سید تابش الوری : کیا وزیر موصوف بتا سکیں گے کہ یہ بائی پاس بنانے کے منصوبے پر اندازاً کتنا سرمایہ خرچ ہو گا؟

وزیر مواصلات و تعمیرات : اس کے لئے علیحدہ سوال چاہئے۔

مسٹر شمیم احمد خان : کیا کوئی ایسا منصوبہ لاہور شہر کے لئے بھی زیر غور ہے؟

خان امیر عبداللہ خان روکڑی : یہ بھی نیا سوال ہونا چاہئے۔

مسٹر شمیم احمد خان : نہیں اگر بائی پاس بننے ہیں تو یہ منصوبہ ملتان کے علاوہ ۔ ۔ ۔ ۔

مسٹر سپیکر : پتا نہیں انہوں نے لائلپور کو سٹڈی کیا ہے یا نہیں ۔

وزیر مواصلات و تعمیرات : میں جواب دیتا ہوں کیونکہ جی ٹی روڈ پر لاہور سے کراچی تک ٹریفک چلتی ہے اور اس سڑک پر بڑا ہیوی لوڈ ہے ۔ اس کے مقابلے میں لائلپور روڈ پر اتنا ہیوی لوڈ نہیں۔ وہاں بائی پاس بننا بہت ضروری ہے جب ادھر بھی ٹریفک ڈیویلپ ہو جائے گی تو پھر ادھر بھی بنا دیں گے ۔

کرنل محمد اسلم خان نیازی : جناب والا ! میں عرض کرتا ہوں کہ ملتان شہر کے گرد یہ بائی پاس نہیں ہے اس کا باضابطہ نام سرکلر روڈ ہے اور یہ بائی پاس تو یوں ہی پگڈنڈی بھی ہو سکتی ہے ۔

مسٹر سپیکر : اب سوال یہی کیا گیا ہے اس لئے انہوں نے یہ جواب دیا ہے ۔

کرنل محمد اسلم خان نیازی : اس کو سرکلر روڈ کہا جائے۔ بائی پاس کوئی چیز نہیں ہے ۔ شارٹ کٹ کو بائی پاس نہیں کہا جا سکتا ۔

عبدالحفیظ کاردار : اس کا ٹیکنیکل نام بائی پاس ہے ۔

(اس مرحلے پر مسٹر ڈپٹی سپیکر کرسی صدارت پر متمکن ہوئے)

سید تابش الوری : کیا وزیر موصوف بتا سکیں گے کہ اس بائی پاس کا فاصلہ کیا ہو گا ؟

کرنل محمد اسلم خان نیازی : یہ 20 میل ہے جا کے کچھ لٹو ۔

وزیر مواصلات و تعمیرات : میرا خیال ہے اس کے لئے علیحدہ سوال کی ضرورت ہے ۔

مسٹر ڈپٹی سپیکر : آپ کا سوال کیا ہے ؟

سید تابش الوری : جناب والا ! اس سے پہلے میں نے یہ سوال کیا تھا کہ اس بائی پاس کا فاصلہ کیا ہو گا ؟

وزیر مواصلات و تعمیرات : ویسے اندازے سے کہہ سکوں گا کہ دس بارہ میل ہو گا ۔

خان امیر عبداللہ خان روکڑی : کیا یہ آپ کا اندازہ ہے یا صحیح فگرز آپ کے پاس موجود ہیں ؟

وزیر مواصلات و تعمیرات : اس وقت تو اندازہ ہی ہے ۔

سید تابش الوری : کیا وزیر موصوف بتا سکیں گے کہ اس منصوبے کی تفصیلات کیا ہیں ؟

مسٹر ڈپٹی سپیکر : اس کی مکمل تفصیل کیا ہے ؟

سید تابش الوری : جو منصوبہ زیر غور ہے ۔ اس کی تفصیلات کیا ہیں ۔

وزیر مواصلات و تعمیرات : تفصیلات کے بارے میں یہ کہوں گا کہ پہلے یہ بتائیں کہ کیا معزز رکن یہ پوچھنا چاہتے ہیں کہ کس لئے بنایا جا رہا ہے یا یہ پوچھتے ہیں کہ کہاں کہاں سے گزرے گا ۔

مسٹر ڈپٹی سپیکر : ہاں ویسے تفصیلات کے حساب سے بڑا vague سوال ہے ۔ آپ ذرا اس کی جزئیات میں چلے جائیں ۔

سید تابش الوری : جناب والا ! میں یہ پوچھنا چاہ رہا ہوں کہ یہ کس طرف سے کس طرف بنایا جائے گا ؟ اس کی وجہ سے کتنا فاصلہ کم ہو گا اور اس پر کتنی رقم خرچ ہو گی ؟

مسٹر ڈپٹی سپیکر : ہاں تو آپ ایک ایک سوال کرتے جائیں ، وہ جواب دیتے جائیں گے ۔

خان امیر عبداللہ خان روکڑی : (پوائنٹ آف آرڈر) میں تو جناب ! اتنا عرض کروں گا کہ آپ نے ایک لفظ vague استعمال کیا ہے ۔ میں یہ سمجھتا ہوں کہ یہ بڑی زیادتی ہے کیوں کہ vague تو وہ سوال بھی ہو سکتا ہے جو ابھی ایک فاضل ممبر نے لائلپور کے متعلق پوچھا تھا کہ لائلپور سے گزر سکتا ہے یا نہیں ۔ جناب والا ! سپیکر کی حیثیت سے ایسے ہی vague کہہ دینا بہت زیادتی ہے ۔

مسٹر ڈپٹی سپیکر : میں نے یہی محسوس کیا ہے ۔ آپ اس کی جزئیات میں چلے جائیں ۔

سید تابش الوری : میں یہ پوچھ رہا تھا کہ بائی پاس کا فاصلہ کیا ہو گا اور وہ کہاں کہاں سے گزرے گا ؟

وزیر مواصلات و تعمیرات : اس کے لئے علیحدہ سوال دیں تو میں باقاعدہ نقشے کے مطابق انہیں سمجھا سکوں گا ۔

مسٹر ڈپٹی سپیکر : آپ کے ۔ ۔ ۔ ۔

وزیر مواصلات و تعمیرات : میرے چیمبر میں تشریف لے آئیں ۔

مسٹر ڈپٹی سپیکر : لیکن یہ تمام تفصیلات آپ کے پاس ہونی چاہیں تھیں ۔

خان امیر عبداللہ خان روکڑی : میں عرض کرتا ہوں کہ ڈپارٹمنٹ والوں کو پوری تفصیلات انہیں فراہم کرنی چاہئیں ۔ ہر بار یہی ہوتا ہے ۔

وزیر مواصلات و تعمیرات : میں اگلے سیشن میں تفصیلات مہیا کروں گا ۔

سڑک کی درستگی

*5722 ۔ **چوہدری فضل حیات گوندل :** کیا وزیر مواصلات و تعمیرات از راہ کرم بیان فرمائیں گے کہ ۔

(الف) کیا یہ درست ہے کہ سڑک اسماعیل سیمنٹ فیکٹری غریب وال تا ڈھڈیال ضلع گجرات کی حالت اس قدر خراب ہے کہ یہ آمد و رفت کے قابل نہیں ہے اور سیمنٹ کو فیکٹری سے باہر لے جانے میں سخت دشواری پیش آ رہی ہے ۔

(ب) کیا یہ بھی درست ہے کہ سڑک کی خرابی کی وجہ سے لاریوں کے مالک تین گنا کرایہ وصول کرتے ہیں ۔

(ج) اگر جزو (الف) اور (ب) بالا کا جواب اثبات میں ہے تو کیا حکومت مندرجہ بالا سڑک کو درست کرنے کا ارادہ رکھتی ہے

اگر ایسا ہے تو کب تک اور اگر نہیں تو اس کی وجوہات کیا ہیں ؟

وزیر مواصلات و تعمیرات (ڈاکٹر محمد صادق ملی) : (الف) غریب وال تا ڈھڈیال ضلع گجرات میں کوئی سڑک محکمہ ہائی وے کے پاس نہیں ہے - البتہ محکمہ ہائی وے کے پاس غریب وال تا چک مجاہد ضلع جہلم کی سڑک ہے جو اسماعیل سیمنٹ فیکٹری غریب وال کی طرف جاتی ہے - یہ امر واقعہ ہے کہ دریائے جہلم میں سیلاب اور بارشوں کی وجہ سے یہ سڑک خراب ہو گئی ہے - جو کہ عارضی طور پر مرمت کر دی ہے اور ٹریفک جاری ہے -

(ب) سڑک خراب ہے اس وجہ سے کرایہ کتنا بڑھا ہے یہ محکمہ کے علم میں نہیں ہے - لیکن کرایہ بڑھنے کی وجہ موجودہ مہنگائی بھی ہے -

(ج) سڑک کی مرمت کا کام شروع ہے اور مالی سال کے اختتام پر مکمل ہو جائے گا -

---

وحدت کالونی لاہور کے کوارٹروں میں بجلی کے پنکھوں کی فراہمی

***5835 - چوہدری امان اللہ لک** : کیا وزیر مواصلات و تعمیرات از راہ کرم بیان فرمائیں گے کہ -

(الف) کیا یہ امر واقعہ ہے کہ حکومت نے ہونچھ ہاؤس لاہور کے ہر کوارٹر میں ایک ایک بجلی کا پنکھا مہیا کیا ہوا ہے -

(ب) کیا یہ بھی امر واقعہ ہے کہ وحدت کالونی لاہور کے دو کمرے والے سینئر اور دو کمرے والے جونیئر کوارٹروں میں بجلی کے پنکھے فراہم نہیں کئے گئے -

(ج) اگر جزو (الف) و (ب) بالا کا جواب اثبات میں ہے تو اس امتیازی سلوک کی وجوہات کیا ہیں اور کیا حکومت وحدت

کالونی کے متذکرہ بالا کوارٹروں کو بھی بجلی کے پنکھے مہیا کرنے کا ارادہ رکھتی ہے ۔ اگر نہیں تو کیوں ؟

وزیر مواصلات و تعمیرات (ڈاکٹر محمد صادق ملی) : (الف) جی ہاں ۔

(ب) جی ہاں ۔

(ج) وحدت کالونی لاہور کے دو کمرے والے سینئر اور جونیئر کوارٹروں میں چھت والے پنکھے مہیا کئے جائیں گے ۔ اس مقصد کے لئے اس سال مبلغ 1,03,000 روپے کی رقم مہیا ہو چکی ہے اور پنکھوں کی سپلائی کے لئے انڈسٹری ڈیپارٹمنٹ کو Indent بھیجا جا چکا ہے ۔ وہاں سے پنکھوں کی دستیابی پر مندرجہ بالا کوارٹروں میں لگا دئے جائیں گے ۔

سید تابش الوری : کیا وزیر موصوف بتا سکیں گے کہ یہ Indent کب بھیجا گیا تھا اور اس سلسلے میں اب تک کیا کارروائی ہوئی ہے ؟

وزیر مواصلات و تعمیرات : Indent بھیجنے کی تاریخ تو یاد نہیں بہرحال اسی سیشن میں بھیجا ہے ۔

سید تابش الوری : اس سیشن میں ؟ جناب والا ! یہ نامکمل جواب ہے ۔ میں نے یہ سوال کیا ہے کہ Indent کب بھیجا گیا اور اس سلسلے میں اب تک کیا کارروائی ہوئی ہے ؟

وزیر مواصلات و تعمیرات : Indent بھیجا جا چکا ہے اور انڈسٹری ڈیپارٹمنٹ والے process کر کے پنکھے مہیا کریں گے تو ہم لگا دیں گے ۔

سید تابش الوری : جناب والا ! کیا وہ بتا سکیں گے کہ یہ پنکھے کب تک مہیا ہو سکیں گے ؟ کیوں کہ عام طور پر محکمہ انڈسٹری ایک ایک سال تک اس کا نوٹس نہیں لیتا ۔

وزیر مواصلات و تعمیرات : میں یقین دلاتا ہوں کہ اس سال کے اختتام پر پنکھے مہیا ہو جائیں گے اور گرمیوں سے پہلے پہلے لگ جائیں گے ۔

سڑک کی تعمیر

*5856 ۔ خان محمد شفیق خان : کیا وزیر مواصلات و تعمیرات از راہ کرم بیان فرمائیں گے کہ ۔

(الف) کیا یہ درست ہے کہ موضع تتلے عالی نوشہرہ ورکاں ضلع شیخوپورہ کی 10 میل پختہ ڈسٹرکٹ کونسل گوجرانوالہ روڈ محکمہ ہائی وے کو منتقل ہو چکی ہے اور اس کی حالت نہایت ہی خستہ ہے ۔

(ب) اگر جزو (الف) کا جواب اثبات میں ہے تو کیا مذکورہ سڑک کی از سر نو تعمیر کے لئے ٹنڈر طلب ہو چکے ہیں ۔ کیا اس سڑک کی تعمیر اس سال میں مکمل ہو جائے گی ؟

وزیر مواصلات و تعمیرات (ڈاکٹر محمد صادق ملہی) : (الف) جی ہاں ۔

(ب) اس سڑک پر کام شروع ہو چکا ہے ۔ فنڈز کی قلت کے مد نظر یہ سکیم آئندہ سال مکمل ہو سکے گی ۔

عیسیٰ خیل تا چشمہ بیراج سڑک کی تعمیر

*5862 ۔ کرنل محمد اسلم خان لہازی : کیا وزیر مواصلات و تعمیرات از راہ کرم بیان فرمائیں گے کہ :

(الف) کیا یہ حقیقت ہے کہ مجوزہ سڑک عیسیٰ خیل تا چشمہ بیراج جو کہ صرف 15 میل ہے کی تعمیر کے بعد عیسیٰ خیل تا سرگودھا اور لاہور کے لئے کل فاصلہ میں 38 میل کی کمی ہو جائے گی ۔

(ب) اگر جزو (الف) بالا کا جواب اثبات میں ہے تو مذکورہ سڑک کب تک تعمیر ہو گی ۔

وزیر مواصلات و تعمیرات : (الف) جی ہاں ۔

(ب) اس سڑک میں دو صوبے پنجاب اور سرحد شامل ہیں ۔ سڑک کا

کچھ حصہ پنجاب میں ہے اور کچھ سرحد میں جب تک دونوں صوبے رضامند نہ ہوں ۔ سڑک کی تعمیر میں دشواری ہو سکتی ہے ۔

کرنل محمد اسلم خان لیازی : کیا وزیر موصوف از راہ کرم فرمائیں گے کہ کیا اس پسماندہ علاقے کی طرف بھی نگاہ کرم ہوگی ؟ فرنٹیر نے چشمہ بیراج تک اپنے حصے کی سڑک کو منظور کر لیا ہے اور اس کے ٹینڈر بھی منظور ہو چکے ہیں اب باقی صرف 5 میل کا ٹکڑا پنجاب میں ہے ۔ کیا وہ آپ منظور فرما کر اس پسماندہ علاقے کی بھی امداد کریں گے ؟ اس کے علاوہ یہ سڑک پاکستان کے دفاع کے لئے بھی مفید ہے اور مواصلات اور پاکستان کی معیشت کے لئے بھی ۔ اضلاع ڈیرہ اسماعیل خان ، بنوں اور وزیرستان تک یہ سڑک مفاد دے سکتی ہے ۔ کیا اس پر نظر کرم فرمائیں گے ؟

وزیر مواصلات و تعمیرات : جناب والا ! سڑک کے بنانے کے متعلق میں یقین دلاتا ہوں کہ ہم ہر جگہ پر چھوٹی سڑکیں بنانے کے لئے تیار ہیں جونہی ان کے لئے فنڈز میسر ہوں گے جگہ جگہ سڑکیں بنا دیں گے ۔

کرنل محمد اسلم خان لیازی : شکریہ ۔

خان امیر عبداللہ خان روکڑی : وزیر موصوف نے اس کی وضاحت نہیں کی ۔ انہوں نے سوال عیسیٰ خیل کے متعلق کیا ہے اس کا انہوں نے جواب نہیں دیا کہ آیا بنائیں گے یا نہیں ؟

وزیر مواصلات و تعمیرات : عیسیٰ خیل والی سڑک بھی ہر جگہ میں آ چکی ہے ۔ عیسیٰ خیل والی سڑک کو ترجیح دیں گے ۔

کرنل محمد اسلم خان لیازی : شکریہ ۔

کالا باغ تا شکر درہ سڑک کی تعمیر

*5863 ۔ **کرنل محمد اسلم خان لیازی :** کیا وزیر مواصلات و تعمیرات از راہ کرم بیان فرمائیں گے کہ :

(الف) کیا یہ حقیقت ہے کہ مجوزہ سڑک کالا باغ تا شکردرہ (ضلع کوہاٹ)

صرف چھ میل کا بقایا ٹکڑا نشنہ تکمیل ہے ۔

(ب) کیا یہ بھی حقیقت ہے کہ مذکورہ سڑک کی تکمیل سے کالا باغ تا کوہاٹ کے لئے 100 میل کا فاصلہ کم ہو سکتا ہے ۔

(ج) جزو (الف) و (ب) بالا کا جواب اثبات میں ہے تو مذکورہ سڑک کی تعمیر کے منصوبہ پر کب تک عمل ہوگا ؟

وزیر مواصلات و تعمیرات (ڈاکٹر محمد صادق ملہی) : (الف) جی ہاں ۔

(ب) جی ہاں ۔

(ج) اس سڑک کے چھ میل نشنہ تکمیل ہیں ۔ جو پنجاب میں ہیں ۔ باقی سڑک صوبہ سرحد میں ہے ۔ اس سال اس سڑک کو مکمل کرنے کے لئے کوئی رقم مختص نہیں کی گئی ۔

کرنل محمد اسلم خان لیازی : سپلیمنٹری ۔ جناب والا ! کالا باغ شکر درہ کی سڑک بہت اہم ہے ۔ اگر اس کے لئے کچھ رقم مختص کر دی جائے تو یہ اس بسماندہ علاقے کی بہتری کے لئے ہوگا ۔ یہ سڑک دو صوبوں کو ملاتی ہے ۔ اس میں دونوں صوبوں کے علاوہ پاکستان کے ڈیفنس کا بھی فائدہ ہے تو کیا اس پر وزیر موصوف نگاہ کرم فرمائیں گے ؟

مسٹر ڈپٹی سپیکر : میرے خیال میں کرنل صاحب اب پر سپلیمنٹری پر ایک تقریر کریں گے ۔

کرنل محمد اسلم خان لیازی : جناب والا ! مصیبت تو یہ ہے کہ میں اپنی حالت زار پر روتا ہوں ۔

خان امیر عبداللہ خان روکڑی : جناب والا ! میں اطلاعاً عرض کروں کہ فرنٹیر میں صرف شکر درہ شہر آتا ہے ۔ باقی ایریا پنجاب میں ہے ۔ فرنٹیر میں نہیں ۔ اس لئے فرنٹیر سے ملانے میں فرنٹیر کا کوئی رقبہ نہیں آتا ۔ صرف پنجاب کا ایریا آتا ہے ۔

وزیر مواصلات : جناب والا ! جیسا کہ کرنل صاحب نے کہا ہے ۔ میں وہاں دورے پر گیا تھا چونکہ انہوں نے بڑی لمبی تقریر کی ہے میں اس

کا جواب دینا بھی پسند کروں ۔ وہاں پر اس علاقے (عیسیٰ خیل) میں مجھے ایک وفد ملا تھا ۔ جس نے بتایا کہ کئی سالوں سے اس سڑک کا مطالبہ ہو رہا ہے ۔ جناب والا ! اب میں یقین دلاتا ہوں کہ آئندہ جب بجٹ بنے گا تو اس کے لئے پرویژن کی کوشش کی جائے گی ۔

کرنل محمد اسلم خان لیازی : شکریہ ۔

خان امیر عبداللہ خان روکڑی : جناب والا ! کیا یہ یقینی بات ہے کہ آئندہ بجٹ تک آپ وزیر رہیں گے ۔

چشتیاں تا منگھیان شریف سڑک کی تعمیر

***5884 ۔ حافظ علی اسد اللہ :** کیا وزیر مواصلات و تعمیرات از راہ کرم بیان فرمائیں گے کہ :

(الف) کیا یہ حقیقت ہے کہ گذا لیکس پروگرام کے تحت چشتیاں تا منگھیان شریف سڑک تعمیر کرنے کا منصوبہ منظور کرکے اس کا ٹنڈر گذشتہ سال طلب کیا گیا تھا ۔

(ب) کیا یہ بھی حقیقت ہے کہ ایک سال گزر جانے کے باوجود اس پر مٹی ڈالنے کا کام بھی مکمل نہیں ہوا ۔

(ج) اگر جزو (ب) کا جواب اثبات میں ہے تو اس سڑک کی تعمیر میں اس قدر سست رفتاری اور تاخیر کی کیا وجہ ہے ؟

وزیر مواصلات و تعمیرات (ڈاکٹر محمد صادق ملہی) : (الف) جی ہاں ۔

(ب) جی ہاں ۔ کام تیزی سے چل رہا ہے ۔

(ج) کام کی رفتار گزشتہ سال کے سیلاب کی وجہ سے اثر انداز ہوئی یہ کام اب جلد ختم ہو جائے گا ۔

حافظ علی اسد اللہ : سپلیمنٹری ۔ کیا وزیر موصوف اس امر کی یقین دہانی کرائیں گے کہ چشتیاں تا منگھیان شریف سڑک اس سال کے آخر تک مکمل ہو جائے گی اور یہ ٹھیکیداروں کی سستی اور محکمانہ غفلت کی نذر نہیں ہو جائے گی ۔

وزیر مواصلات : جناب والا ! میں امید رکھتا ہوں کہ یہ سڑک اس سال کے آخر تک مکمل ہو جائے گی ۔

حافظ علی اسداللہ : جناب والا ! واضح یقین دہانی کی ضرورت ہے ، کیونکہ ہمارا ضلع اور علاقہ پسماندہ ہے اور ہر سال رقم مختص کی جاتی ہے اور ہر سال سستی کی وجہ سے وہ lapse ہو جاتی ہے ۔ اس سے کچھ فائدہ نہیں ۔

مسٹر ڈپٹی سپیکر : یقین دہانی تو ہو چکی ہے ۔

حافظ علی اسداللہ : نہیں ۔ جناب والا ! واضح یقین دہانی یہ ہے کہ یقیناً ہو جائے گی ۔

وزیر مواصلات : جناب والا ! اگر حالات بہتر اور موزوں رہے تو یقیناً بن جائے گی ۔

چشتیاں تا شہر فرید سڑک کی تعمیر

*8585 ۔ حافظ علی اسداللہ : کیا وزیر مواصلات و تعمیرات از راہ کرم بیان فرمائیں گے کہ :

(الف) کیا یہ حقیقت ہے کہ گنا ٹیکس پروگرام کے تحت چشتیاں تا شہر فرید سڑک کی تعمیر کا منصوبہ منظور کرکے گذشتہ سال ٹنڈر طلب کیا گیا تھا ۔

(ب) کیا یہ بھی حقیقت ہے کہ ایک سال گزر جانے کے باوجود ابھی تک مذکورہ سڑک کی تعمیر کا کام مکمل نہیں ہوا نیز اس سڑک کی تعمیر میں اس قدر سست رفتاری اور تاخیر کی وجہ کیا ہے ؟

وزیر مواصلات و تعمیرات (ڈاکٹر محمد صادق ملہی) : (الف) جی ہاں ۔

(ب) سیلاب کی وجہ سے کام سست رہا ۔ ریٹ چڑھ جانے کی وجہ پہلے ٹھیکیدار نے کام چھوڑ دیا ۔ پھر دوسرے ٹھیکیدار کو کام الاٹ کیا گیا ہے ۔ کام تسلی بخش چل رہا ہے ۔

حافظ علی اسد اللہ : سپلیمنٹری ۔ جناب والا ! کیا وزیر موصوف اس امر کی یقین دھانی کرائیں گے کہ یہ سڑک اس مالی سال کے آخر تک مکمل ہو جائے گی ؟

وزیر مواصلات : جناب والا ! مجھے کچھ شبہ ہے کہ یہ سڑک اس سال کے آخر تک مکمل ہوگی ۔

حافظ علی اسد اللہ : جناب والا ! میں نے ابھی جا کر موقع دیکھا ہے صرف چار آدمی مٹی ڈال رہے تھے اگر یہی حالت رہی تو پھر کام نہیں چلے گا کیونکہ اسی ٹھیکیدار کے پاس دوسرا ٹھیکہ بھی ہے ۔ وہاں کام تیزی سے ہو رہا ہے لیکن اس نے یہ کام پس پشت ڈال رکھا ہے اور محکمہ ہائی ویز کے ہیڈ کلرک کے ایک رشتہ دار کے پاس یہ دونوں ٹھیکے ہیں اور اس کا نام محمد صادق ہے ۔

وزیر مواصلات : جناب والا ! جہاں تک اس سوال کے آخری حصے کا تعلق ہے ، میں اس کی پوری پوری تحقیقات کراؤں گا اور جہاں تک ایک ٹھیکیدار کے دو ٹھیکے لینے کا تعلق ہے اسے ہم مجبور نہیں کر سکتے ۔ وہ دو کی بجائے چھ ٹھیکے بھی لے سکتا ہے ۔ لیکن کام کرنا اس ذمہ داری ہے ۔

حافظ علی اسد اللہ : جناب والا ! کام متاثر ہو رہا ہے ۔ ہمارا مطالبہ یہ ہے کہ چاہے وہ چار ٹھیکے لے لے لیکن ہر وہ ٹھیکہ جو اس نے لے رکھا ہے اس پر یکساں رفتار سے کام کرے ۔

مسٹر ڈپٹی سپیکر : ان کا مطالبہ یہ ہے کہ کام تسلی بخش نہیں ہو رہا ۔ کیا آپ اس کے بارے میں کوئی انکوائری وغیرہ کرائیں گے ؟ یہ ان کا مطلب ہے ۔

وزیر مواصلات : جناب والا ! کام کی رفتار کو تیز کرنے یا تسلی بخش کرنے کے لئے محکمہ پوری پوری کوشش کر رہا ہے اور اگر کوئی سستی ہوئی تو اس کا نوٹس لیا جائے گا ۔

حافظ علی اسد اللہ : جناب والا ! میں آپکے توسل سے وزیر موصوف کے نوٹس میں لانا چاہتا ہوں کہ چشتیاں تا شہر فرید سڑک پر محکمے نے ابھی تک

توجہ نہیں دی جس پر توجہ دینی چاہیے تھی وہاں پر پہلے کی طرح کام نہیں ہو رہا ۔ دو چار آدمی وہاں مٹی ڈال رہے ہیں ۔ اگر یہی حالت رہی تو میرا خیال ہے کہ آئندہ سال بھی اسی طرح کام چلتا رہے گا ۔

مسٹر ڈپٹی سپیکر : حافظ علی اسد اللہ صاحب ! آپ سپلیمنٹری میں اختصار سے کام لیں ۔

وزیر مواصلات : جناب والا ! اس کا جواب پہلے آ چکا ہے ۔

سید تابش الوری : سپلیمنٹری ! جناب والا ! کیا وزیر موصوف بتائیں گے کہ جس ٹھیکیدار نے اس سڑک کا کام ریٹ بڑھ جانے کے باعث چھوڑ دیا تھا ۔ کیا اس کے خلاف کارروائی کی گئی ہے اور اس پر کتنا جرمانہ کیا گیا ہے ؟

وزیر مواصلات : اس ٹھیکیدار کا معاہدہ منسوخ کر دیا گیا اور اس کی ضمانت سیکورٹی ضبط کر لی گئی ہے ۔

کہروڑ پکہ - میلسی روڈ کی پختگی

*5954 ۔ **رانا رب نواز نون :** کیا وزیر مواصلات و تعمیرات از راہ کرم بیان فرمائینگے کہ کیا یہ درست ہے کہ تحصیل لودہران ضلع ملتان کی اہم ترین سڑک کہروڑ پکہ میلسی روڈ ہے جو کہ کچی ہے اگر ایسا ہے تو کیا حکومت اس سڑک کو پختہ کرنے کا ارادہ رکھتی ہے اگر ایسا ہے تو کب تک پختہ کر دیا جائیگا ۔ اگر نہیں تو کیوں ؟

وزیر مواصلات و تعمیرات (ڈاکٹر محمد صادق ملہی) : اسے اہم ترین سڑک تو نہیں کہا جا سکتا ہے ۔ اس سڑک کو آئندہ پانچ سالہ منصوبہ میں شامل کرنا زیر غور ہے ۔

رانا رب نواز نون : سپلیمنٹری ! کیا وزیر موصوف بتائیں گے کہ اس ناانصافی کی کیا وجہ ہے ؟ کیونکہ ہمارے علاقہ میں ایک بھی پختہ سڑک تعمیر نہیں ہوئی ۔

وزیر مواصلات : جناب والا ! میں تو اسے ناانصافی نہیں کہونگا ۔ اگر کوئی کوتاہی ہوئی ہے تو اس کا ازالہ کر دیا جائے گا ۔

خان امیر عبد اللہ خان روکڑی : کیا آپ اس کو عین انصاف سمجھیں گے ؟

وزیر مواصلات : مجھے آپ کے سوال کی سمجھ نہیں آئی ۔

خان امیر عبد اللہ خان روکڑی : آپ نے کہا ہے کہ میں یہ نہیں سمجھتا کہ ناانصافی ہوئی ہے ۔ تو میں یہ عرض کرتا ہوں کہ کیا آپ اس کو عین انصاف سمجھیں گے ؟

وزیر مواصلات : میں نے کہا ہے کہ کوتاہی ہوئی ہو گی ۔

مسٹر ڈپٹی سپیکر : کوتاہی کا امکان ہے ۔

قاضی محمد اسمعیل جاوید : جناب والا ! اس کا جواب یہ دیا گیا ہے کہ یہ اہم ترین سڑک نہیں ہے حالانکہ یہ اہم ترین سڑک ہے جو دو تحصیلوں لودہراں اور میلسی کو ملاتی ہے اور دوسرا منصوبہ جو وہاڑی سے میلسی کا ہے اس پر کام شروع ہو چکا ہے ۔ اگر یہ سڑک نہیں بنے گی تو جس طرح گورنمنٹ کی پہلی تجویز ہے کہ کراچی سے لاہور تک شارٹ کٹ راستہ بنا رہے ہیں تو اس سے 51 میل کا فرق پڑتا ہے ۔ اگر یہ سڑک نہیں بنے گی تو واقعی ناانصافی ہے اس پر فوری طور پر غور ہونا چاہیے ۔

مسٹر ڈپٹی سپیکر : یہ کوئی ضمنی سوال نہیں بنتا ۔

فتح جنگ براہما روڈ کی تعمیر

*6001 ۔ **شیخ محمد انور :** کیا وزیر مواصلات و تعمیرات از راہ کرم بیان فرمائینگے کہ ۔

(الف) کیا یہ حقیقت ہے کہ فتح جنگ براہما روڈ جو پچھلے سال اے ۔ ڈی ۔ پی میں پاس ہوئی تھی ابھی تک تعمیر نہیں کی گئی ۔

(ب) اگر جزو (الف) کا جواب اثبات میں ہے تو اس کی کیا وجہ ہے ؟

وزیر مواصلات و تعمیرات (ڈاکٹر محمد صادق ملہی) : (الف) جی ہاں ۔

(الف) گزشتہ سال مذکورہ سڑک کا کام دو گروپ میں الاٹ کیا گیا ۔ ریٹ بڑھ جانے کی وجہ سے ٹھیکیداروں نے کام نہ کیا لہذا ان کا زر ضمانت بحق سرکار ضبط کر لیا گیا ۔ اس کے بعد قریباً 8 بار ٹینڈر طلب کئے گئے ۔ خاطر خواہ ریٹ نہ مل سکے ۔ ایک گروپ میں جس کی لمبائی دو میل ہے کا کام شروع ہو چکا ہے ۔

مسٹر منور خان : سپلیمنٹری ! جناب والا ! وہ میرا حلقہ ہے ۔ وہاں کوئی کام نہیں ہو رہا ۔ محکمے نے غلط رپورٹ دی ہے ۔ آپ مہربانی کرکے اس کی دوبارہ تحقیقات کرا لیں ۔

مسٹر ڈپٹی سپیکر : ڈاکٹر صاحب ! ان کا الزام یہ ہے کہ وہاں پر کوئی کام نہیں ہو رہا ۔

وزیر مواصلات : جناب والا ! اس پر کام ابھی شروع کیا ہے ۔

مسٹر منور خان : جناب والا ! وہاں میرا گھر ہے اور میں وہاں پر رہتا ہوں ۔ وہاں کوئی کام نہیں ہو رہا وہاں کوئی ٹھیکیدار نہیں ہے کوئی چیز نہیں ۔

وزیر مواصلات : جناب والا ! اس ضمن میں میں یہ واضح کر دینا چاہتا ہوں اور ممبران سے یہ التماس ہے کہ وہ یہ سمجھنے کی کوشش کریں کہ جب Work Stop ہو تو وہ یہ سمجھتے ہیں کہ سڑک بن رہی ہوتی ہے ۔ سڑک کے کئی مراحل ہوتے ہیں ٹینڈرز ہوتے ہیں acceptances ہوتی ہیں اور اس کے بعد مال خریدا اور اٹھایا جاتا ہے وہاں لا کر موقع پر رکھا جاتا ہے اور پھر مٹی ڈالتے ہیں تو ان ساری چیزوں سے مراد کام شروع کرنا ہوتا ہے ۔

سید تابش الوری : سپلیمنٹری ! وزیر موصوف نے ریٹ بڑھ جانے کا بار بار ذکر کیا ہے ۔ کیا انہوں نے ریٹ revise کرانے کے لئے کوئی نیا شیڈول مرتب کیا ہے تاکہ کام زیادہ تیزی سے جاری رہے ؟

وزیر مواصلات : آپ کی اطلاع کے لئے 1974ء کا نیا شیڈول آ گیا ہے اور جو upto date ہے ۔

چوہدری امان اللہ لک : پوائنٹ آف آرڈر ۔ جناب والا ! اگر کوئی وزیر ایک بیان کسی سوال یا کسی تحریک کے سلسلے میں فرمائیں اور کوئی ممبر عملی طور پر اور اپنے مشاہدے کی روشنی میں اس کی تردید کرے تو کس کی سٹیٹمنٹ کو زیادہ اہمیت دی جائے گی اور اس کے بعد کیا صورت حال ان کے پیش نظر رکھی جائے گی ؟

مسٹر ڈپٹی سپیکر : بات یہ ہے کہ منسٹر اور ممبر دونوں اس ایوان کے ممبر ہیں ۔ میں تو تمیز نہیں کر سکتا کہ کس کو زیادہ اہمیت دی جائے ۔ اب یہ ان کا ایک سوال ہے اور اس کا انہوں نے جواب دیا ہے کہ سڑک کی تعمیر کے کئی مراحل ہوتے ہیں تو ہمارے نزدیک سڑک کی تعمیر اس وقت شروع ہو جاتی ہے جب ہم اس کے ٹھیکے وغیرہ کے ٹینڈر طلب کرتے ہیں ۔

چوہدری امان اللہ لک : جناب والا ! میرا پوائنٹ کسی ایک کے متعلق نہ تھا ۔ میں نے یہ گزارش نہیں کی تھی کہ سڑک کن مراحل میں ہے ۔ میں نے صرف عرض کیا ہے کہ وزیر صاحب ایک سوال کے جواب میں بیان دے رہے ہیں اور اس معزز ایوان کا اگر کوئی ممبر عملی طور پر یہ دیکھتا ہے کہ اُن کا بیان صریحاً غلط ہے تو اس کے بعد کیا صورت حال پیدا ہو گی ۔

مسٹر ڈپٹی سپیکر : اگر منسٹر کا جواب غلط ہے تو میں سمجھتا ہوں کہ اس سے ممبر کا استحقاق مجروح ہوتا ہے اور منسٹر کے خلاف ایوان جو چاہے ایکشن لے سکتا ہے ۔

امیر عبداللہ خان روکڑی : جناب والا! تحریک استحقاق پیش ہو سکتی ہے؟

مسٹر ڈپٹی سپیکر : ہاں ! تحریک استحقاق پیش کی جا سکتی ہے ۔

علامہ رحمت اللہ ارشد : جناب والا ! اس ہاؤس میں جو جوابات وزرائے کرام نے دیئے اس پر Assurance Motions بھی آتی رہی ہیں ، اس اہم مسئلے کی طرف چوہدری امان اللہ لک صاحب نے متوجہ کرایا ہے ۔ اصل مسئلہ یہ ہے کہ میں بہاولپور کا رہنے والا ہوں اور بہاولپور کے متعلق غلط اطلاعات فراہم کی جاتی ہیں ۔ ان کی اطلاعات ان کے اہل کاروں پر مبنی ہوتی ہیں ۔ چشم دید نہیں ہوتیں ۔ لیکن میں جب بہاولپور کا رہنے والا ہوں اور یہ کہتا

ہوں کہ یہ اطلاع غلط ہے ۔ تو میرا یہ چشم دید معاملہ ہوتا ہے ۔ میں اس پر زیادہ صحیح اطلاع دیتا ہوں ۔

مسٹر ڈپٹی سپیکر : اس پر منسٹر صاحب اب یہ کہہ سکتے ہیں ۔ میں اس کی انکوائری کراؤں گا ، دیکھوں گا ، کافی جواب ہو سکتے ہیں ۔

امیر عبد اللہ خان روکڑی : اگر یہ فرما دیتے تو بات ختم ہو جاتی سوال یہ ہے کہ یہ چشم دید گواہ ہیں ۔ منسٹر صاحب چشم دید گواہ نہیں ہیں ۔ ان کے پاس جو اطلاع ہے چاہے وہ غلط ہے یا صحیح ، یہ اس پر بات کر رہے ہیں معزز ممبر کا اپنا ایک استحقاق ہوتا ہے ۔ اس لئے یہ بات غلط ہے اگر منسٹر صاحب کہہ دیں کہ میں اس کی انکوائری کروں گا ۔ تو یہ مسئلہ خود بخود ختم ہو جائے گا ۔

وزیر مواصلات و تعمیرات : جناب والا ! میں ہاؤس کو یقین دلاتا ہوں کہ اگر یہ اطلاع غلط ہے تو اس کی انکوائری کروائی جائے گی اور پورا پورا نوٹس لیا جائے گا ۔

شیخ عبد الور : کیا وزیر موصوف فرمائیں گے کہ مذکورہ کام جس کو دو کروڑوں میں الاٹ کیا گیا ہے اس کا سروے جون 1973ء میں شروع ہوا اور مارچ 1974ء میں مکمل ہوا ۔

وزیر مواصلات و تعمیرات : میں نے جواب جز (ب) میں کہا ہے کہ تقریباً آٹھ ہار ٹینڈر طلب کئے گئے ہیں ۔ مگر خاطر خواہ ریٹ نہیں مل سکے ۔ جواب واضح ہے اس کے با وجود کوتاہی کا کوئی امکان ہوا تو دیکھیں گے ۔

گوجر خاں میں نالہ کانسی پر پل کی تعمیر

*** 6032 ۔ مرزا خالق حسین :** کیا وزیر مواصلات و تعمیرات از راہ کرم بیان فرمائیں گے کہ کیا یہ حقیقت ہے کہ گوجر خاں میں نالہ کانسی پر پل کی تعمیر کے لئے پچھلے سال بجٹ میں رقم مختص کی گئی تھی ۔ اگر یہ درست ہے تو اب اس منصوبہ پر کس حد تک کام ہوا ہے اور کتنا باقی ہے اور یہ کام کب پایہ تکمیل کو پہنچے گا ؟

وزیر مواصلات و تعمیرات (ڈاکٹر محمد صادق ملہی) : جی ہاں ۔ سال 1973-74 میں ترقیاتی پروگرام کے تحت اس کام کے لئے مبلغ ایک لاکھ تیس ہزار روپیہ رکھا گیا ۔ اس کام کے کرنے میں چونکہ ابتدائی سروے ، ابتدائی ڈرائنگ ، جگہ کا انتخاب ، زمین کا طبقاتی سروے وغیرہ لازمی تھا ۔ لہذا یہ تمام مراحل طے کئے گئے اور اس طرح تقریباً 1,30,774 روپے جون 1974ء تک خرچ ہو چکے تھے اور قریباً اتنی رقم مختص کی گئی تھی ۔ اس کام میں 3 پل شامل ہیں ۔ ایک بڑا پل جس کے پانچ در ہوں گے اور ہر در 82½ فٹ ہوگا ۔ مزید دو چھوٹے پل 20 فٹ در اور 25 فٹ در کے ہوں گے ۔ 20 فٹ اور 25 فٹ والے پل تقریباً مکمل ہونے والے ہیں ۔

بڑے پل کے لئے کئی بار ٹنڈر طلب کئے گئے لیکن مناسب ریٹ پر کوئی فرم سامنے نہیں آئی ۔ اور پھر ٹنڈر وصول کئے گئے ہیں ۔ جن کی جانچ پڑتال ہو رہی ہے ۔

موجودہ مالی سال 75-1974ء میں چھوٹے پل مکمل کر دیئے جائیں گے جبکہ بڑے پل کا تقریباً 30 فی صد حصہ مکمل کر لیا جائے گا ۔ بقایا کام سال 76-1975ء میں پایہ تکمیل کو پہنچے گا ۔

گوجر خاں بھگام روڈ کو پختہ کرنا

* 6035 ۔ مرزا خالق حسین : کیا وزیر مواصلات و تعمیرات از راہ کرم بیان فرمائیں گے کہ کیا یہ درست ہے کہ گوجر خاں بھگام روڈ ڈسٹرکٹ کونسل راولپنڈی سے ہائی وے ڈیپارٹمنٹ کو منتقلی کی جا رہی ہے ۔ اگر ایسا ہے تو اس سڑک کو کب پختہ کرنا شروع کیا جائے گا ؟

وزیر مواصلات و تعمیرات (ڈاکٹر محمد صادق ملہی) : محکمہ ہائی وے کے پاس گوجر خاں بھگام سڑک کی منتقلی کی کوئی تجویز نہیں ہے ۔

مریدکے نارووال سڑک کی تعمیر

* 6066 ۔ صوفی نذر محمد : کیا وزیر مواصلات و تعمیرات از راہ کرم

بیان فرمائیں گے کہ ۔

(الف) سڑک سرید کے نارووال کی تعمیر کا کام کتنے ٹھیکیداروں کے سپرد ہے ۔

(ب) کیا یہ درست ہے کہ مذکورہ سڑک کا کچھ حصہ محکمہ واپڈا ہی ۔ ایم ۔ او کے پاس ہے ۔ اگر ایسا ہے تو محکمہ واپڈا کے پاس کتنے میل کا ٹھیکہ ہے اور دوسرے ٹھیکیداروں کے پاس کتنا ہے ۔ ان میں سے ہر ٹھیکیدار نے اب تک کتنے میل کام مکمل کر لیا ہے اور کتنے میل بقایا ہے ۔

(ج) کیا یہ بھی درست ہے کہ محکمہ واپڈا نے کل کام 32 لاکھ روپے کا کیا ہے جب کہ اس محکمہ کے افسران و مشینری کے تیل وغیرہ کا خرچہ ہی ایک لاکھ روپے ماہانہ سے زیادہ ہے ؟

وزیر مواصلات و تعمیرات (ڈاکٹر محمد صادق ملہی) : (الف) یہ کام دو ٹھیکیداروں کے سپرد ہے ۔

(ب) جی ہاں ۔ محکمہ واپڈا کے پاس 20 میل سڑک زیر تعمیر ہے ۔ جبکہ دوسرے ٹھیکیدار کے پاس 28 میل سڑک زیر تعمیر ہے ۔ محکمہ واپڈا ایم ۔ بی ۔ او نے اب تک جو کام کیا ہے ۔

(i) مٹی کا کام 20 میل میں 90% (نوے فیصد) ختم ہو چکا ہے ۔

(ii) پلیوں وغیرہ کا کام 70% (ستر فیصد) مکمل ہو چکا ہے ۔

(iii) روڑی بچھانے کا کام 5 میل تک مکمل ہو چکا ہے ۔

دوسرے ٹھیکیدار نے از میل 5 تا 28 میل میں 55 فی صد کام مکمل کر لیا اور 45 فیصد کام بقایا ہے ۔

(ج) اب تک محکمہ واپڈا نے 33 لاکھ 32 ہزار روپے کا کام کیا ہے جہاں تک تیل کے خرچہ کا تعلق ہے اس کا جواب محکمہ واپڈا ہی دے سکتا ہے ۔

صوفی نذر محمد : جناب والا ! کیا منسٹر صاحب بتائیں گے کہ یہ سڑک کب مکمل ہوگی ؟

مسٹر ڈپٹی سپیکر : آپ بتا سکیں گے کہ یہ کب مکمل ہو سکے گی ۔

(اس مرحلہ پر مسٹر سپیکر کرسی صدارت پر متمکن ہوئے)

امیر عبداللہ خان روکڑی : میرا پوائنٹ آف آرڈر یہ ہے کہ حضور والا نے ابھی رولنگ دی تھی کہ دوسرے ڈیپارٹمنٹ والے جن سے کسی سوال کے ایک حصہ کا تعلق ہو اس سے پوری انفارمیشن حاصل کرنی چاہئے ۔

مسٹر سپیکر : میں نے کچھ اور کہا ہے آپ اپنی بات ختم کر لیں ۔

امیر عبداللہ خان روکڑی : میرا مطلب صرف اتنا تھا کہ دوسرے حصے کا جواب وائنڈ اپ سے لے کر دیا جائے تو زیادہ بہتر ہے ۔

مسٹر سپیکر : میں نے اصل میں اس سے ذرا مختلف بات کہی تھی ۔ وہ یہ تھی کہ اس میں یہ جواب آنا کہ یہ ہماری ذمہ داری نہیں ہے بالکل غلط بات ہے ۔

غلط بات ہے ۔ میں نے یہ بات کی ہے کہ جب ان کے پاس سوال جاتا تو میرے دفتر میں وہ اطلاع بھیج سکتے ہیں کہ یہ ہماری ذمہ داری نہیں ۔ اس کے علاوہ دوسری بات میں نے یہ کہی تھی ایسی انفرمیشنز جو ڈیپارٹمنٹل تو نہیں ہوتیں مگر گورنمنٹ کے پاس ریکارڈ میں موجود ہوتی ہیں ۔

صوفی نذر محمد : جناب میرے ضمنی سوال کا جواب نہیں دیا گیا ہے ۔ میں نے یہ پوچھا تھا یہ سڑک کب مکمل ہوگی ۔

وزیر مواصلات و تعمیرات : جناب والا ! اگر اس سال فنڈ موجود ہوئے تو اس سال مکمل کریں گے ورنہ اگلے سال ۔

مسٹر محمد انور علی بٹ : سپلیمنٹری سر ! کیا وزیر موصوف اپنے ذہن پر بوجھ ڈال کر بتائیں گے کہ انہوں نے پچھلے سیشن میں یہ فرمایا تھا کہ یہ سڑک دسمبر 9174ء تک مکمل ہو جائے گی ۔

مسٹر سپیکر : یہ مریدکے والی سڑک ہے جو پلیاں والا جھگڑا تھا ؟ لیکن یہ فنڈ کے بغیر مکمل نہیں ہو سکتی ۔

مسٹر عبد النور علی بٹ : جناب فنڈ ہیں وہ چل رہے ہیں ، آپ برا نہ محسوس کریں یہ بس سول کی سڑک بن رہی ہے جسے واپڈا والے بنوا رہے ہیں انہوں نے صد کے حساب سے سٹیٹمنٹ دی تھی اس میں سے ابھی ایک چوتھائی حصہ بھی کام نہیں ہوا نہ کوئی پل مکمل ہوئی ہے نہ کوئی روڑی ڈالی گئی ہے - وہاں صرف مٹی کا کام پچاس فی صد ہوا ہے - اب یہ سارا کام معرض التواء میں پڑا ہوا ہے اور وہاں نہ صرف محکمہ واپڈا یہ کہہ رہا ہے بلکہ باقی دے ڈیپارٹمنٹ والے بھی - - -

مسٹر سپیکر : دیکھیں بٹ صاحب ، بات یہ ہے کہ سوال کا اصول ہے کہ اگر کوئی ممبر سوال پوچھتا ہے اور اس میں کسی محکمے یا ذات کے متعلق الزامات ہوتے ہیں تو ایسے چلے یہ اعلان کرنا پڑتا ہے کہ میں اس کی صحت کی ذمہ داری لیتا ہوں ، تو یہ اصول ضمنی سوال کے لئے بھی ہے -

مسٹر عبد النور علی بٹ : جناب والا ! میں نے عرض کیا ہے کہ اس میں وزیر صاحب نے پچھلے اجلاس میں ہاؤس میں یہ سٹیٹمنٹ دی تھی کہ دسمبر 1974ء میں سڑک مکمل ہو جائے گی - تو کیا ان کی سٹیٹمنٹ کے مطابق یہ سڑک مکمل ہو جائے گی ؟

وزیر مواصلات و تعمیرات : اس بات کی تصدیق تو ریکارڈ سے ہوگی - جہاں تک کام کا تعلق ہے یہ فی صد میں بتایا جا سکتا ہے - میں نے یہ واضح تو کیا ہے کہ ہمارے کام کے مرحلے کئی ہوتے ہیں ، سروے ہوتا ہے ، ٹنڈر ہوتے ہیں ، پھر ان کی منظوری ہوتی ہے اور ٹھیکیدار مال خرید کر لاتا ہے - سالڈ ار مٹی کا کام کرتا ہے اور پلیاں بناتا ہے اور پھر اس پر روڑی بچھا کر کام کرتا ہے - یہ تمام مراحل ہیں - اس کے بعد سڑک کا کام مکمل ہوتا ہے - یہ نہیں کہہ سکتا کہ کام تھوڑا ہوا ہے ، یا کم ہوا ہے ، کیونکہ مٹی کا کام بھی آتا ہے روڑی بچھانے کا بھی - - -

Mr. Abdul Hafiz Kardar : Sir, the question is not, as to how much work has been completed. The hon'ble Member has referred to two different statements by the hon'ble Minister. In one, a specific date is mentioned and now he says ; اس سال نہیں تو اگلے سال

What he wants is that he should be specific in either contradicting his earlier statement or maintaining his present statement. This is what he says.

مسٹر سپیکر : آپ نے میری بات نہیں سنی ۔ وہ ریکارڈ کی بات کر رہے ہیں ۔

Probably he does not recollect his statement if it was ever made.

کیوں جی ، یہی پوزیشن ہے ؟

Minister for Communication : Yes Sir.

Mr. Speaker : He is not in a position to say whether he has made this statement or not.

جناب عبدالحفیظ کاردار : جناب والا ! سٹیٹمنٹ کا پتا تو ریکارڈ سے چل سکتا ہے ۔ But he is more specific in saying that this is the position. If that is the position, is he consisting that the Ho'ble Member is wrong ?

مسٹر سپیکر : وہ پوچھ رہے ہیں کہ فاضل منسٹر اس سے انکار کرتے ہیں ۔

وزیر مواصلات و تعمیرات : جناب والا ! میں اس سے انکار نہیں کرتا اگر ایسی یقین دہانی ایوان میں دی تھی ۔ تو میں اسے چیک اپ کروں گا ۔ میں انکار نہیں کرتا ہوں ۔ ویسے اگر فنڈز دستیاب ہوئے تو ۔

Mr. Abdul Hafiz Kardar : Will the Hon'ble Minister says it again.

تکمیل کے بارے میں وہ تاریخ بتا دیں ۔

مسٹر سپیکر : وہ یہ بتانا چاہتے ہیں کہ وہ انکار نہیں کر رہے ہیں ۔

Should I keep it pending for the next working day. He can study it further, and if he is present tomorrow in the House, he will take the house in confidence.

وزیر مواصلات : میں اس ہاؤس کو یقین دلاتا ہوں کہ اس کو مکمل کرنے کی پوری کوشش کریں گے ۔

مسٹر سپیکر : جب فنڈز ہی نہیں ہوں گے ۔ تو آپ مکمل کیسے کریں گے؟

جناب عبدالحفیظ کاردار : یقین دہانی تو اس وقت کرانے کی ضرورت تھی ۔ جب انہوں نے کہا تھا کہ دسمبر 1974ء تک مکمل ہو جائے گی ۔ یہ تو انہیں اس وقت سوچنا چاہئے تھا ۔

شیخ عزیز احمد : حقائق تو یہی ہیں کہ انہوں نے یہ سٹیٹمنٹ دیا تھا کہ دسمبر 1974ء تک کام مکمل ہو جائے گا ۔

مسٹر سپیکر : اچھا کل اس کے متعلق بتائیں گے ۔

ضلع سیالکوٹ میں پڈھانہ ظفروال روڈ براستہ چوللہ کی تعمیر

* 6069 ۔ چوہدری بشیر احمد : کیا وزیر مواصلات و تعمیرات از راہ کرم بیان فرمائیں گے کہ ۔

(الف) کیا یہ درست ہے کہ ضلع سیالکوٹ میں پڈھانہ ظفروال روڈ براستہ چوللہ تعمیر ہو رہی ہے ۔

(ب) اگر جزو (الف) بالا کا جواب اثبات میں ہے تو یہ سڑک کب سے بن رہی ہے ۔ اب تک کتنے میل مکمل ہو چکی ہے اور محکمہ بائی وے نے جو اس سڑک پر ملازمین تعینات کئے ہیں وہ خزانہ سرکار سے اب تک کتنی تنخواہ وصول کر چکے ہیں ؟

وزیر مواصلات و تعمیرات (ڈاکٹر محمد صادق ملہی) : (الف) جی ہاں ۔

(ب) یہ سڑک فروری 1972ء سے تعمیر ہو رہی ہے اب تک تین میل مکمل ہو چکے ہیں علاوہ ازیں بقایا میلوں میں مختلف مراحل پر کام چل رہا ہے ورک چارج ملازمین اب تک 1,70,000 روپے وصول کر چکے ہیں ۔

جھنگ براھما جی ٹی روڈ کے مقام پر پل کی تعمیر

* 6097 ۔ شیخ محمد انور : کیا وزیر مواصلات و تعمیرات از راہ کرم

بیان فرمائیں گے کہ:

(الف) کیا یہ حقیقت ہے کہ حکومت نے پچھلے سال کے سالانہ ترقیاتی پروگرام میں جھنگ براستہ جی ٹی روڈ کو تعمیر کرنے کی منظوری دی تھی۔

(ب) کیا یہ بھی حقیقت ہے کہ اس سڑک کا سروے کر لیا گیا ہے اور سروے میں براستہ کے مقام پر ایک پل بنانے کا سروے بھی کیا گیا ہے۔

(ج) اگر جزو (الف) و (ب) بالا کا جواب اثبات میں ہے تو سڑک اور پل کا سروے کب اور کس تاریخ کو شروع کیا گیا تھا اور یہ کب تک ختم کیا جائے گا؟

وزیر مواصلات و تعمیرات (ڈاکٹر محمد صادق سلہری): (الف) یہ حقیقت ہے کہ حکومت نے سالانہ ترقیاتی پروگرام 74-1973ء میں جھنگ براستہ جی ٹی روڈ کی تعمیر کرنے کی منظوری دی تھی۔

(ب) مذکورہ سڑک کا سروے پی اینڈ ڈی ڈائریکٹوریٹ ہائی وے ڈیپارٹمنٹ پنجاب نے دوران سال 74-1973ء کو مکمل کر لیا۔ پل کا تفصیلی سروے مورخہ 9-7-1974 سے لوکل سٹاف نے شروع کیا ہے۔

(ج) سڑک کا سروے جون 1973ء کو شروع ہوا اور مارچ 1974ء کو مکمل ہوا۔ پل کا تفصیلی سروے مورخہ 9-7-1974 کو شروع کرکے مکمل ہو چکا ہے۔

مسٹر محمد انور علی بٹ: سپلیمنٹری سر۔ کیا وزیر موصوف یہ بیان فرمائیں گے کہ پل کی تعمیر کا کام کب شروع ہو گا؟

وزیر مواصلات و تعمیرات: جناب والا! میں پہلے واضح کر چکا ہوں کہ تعمیرات کے مختلف مراحل ہوتے ہیں۔ پہلا مرحلہ تو ہم نے طے کر لیا ہے۔

مسٹر سپیکر : اُن کا مطلب یہ ہے ۔ جیسا کہ ٹھیٹھ پنجابی میں کہتے ہیں کہ "پہلی اٹ کدوں لگے گی ؟"

مسٹر محمد انور علی بٹ : سپلیمنٹری سر ۔ انہوں نے کہا ہے کہ تفصیلی سروے مورخہ 9-7-74 کو شروع کر کے مکمل ہو چکا ہے ۔ کیا وزیر موصوف یہ بیان فرمائیں گے کہ پل کی تکمیل کی target date کیا ہے اور کتنا عرصہ لگے گا ؟

وزیر مواصلات و تعمیرات : سر دست تو میں تاریخ نہیں بتا سکتا ۔ کل پتہ کر کے بتا دوں گا ۔

چوہدری امان اللہ لک : سپلیمنٹری سر ۔ جناب والا ! الفاظ "شروع" اور "تکمیل" نے ابہام پیدا کر دیا ہے ۔ کیا وزیر موصوف یہ بیان فرمائیں گے کہ ڈکشنری کے لحاظ سے ان کا کیا مطلب ہے ۔

مسٹر سپیکر : شروع کا مطلب یہ ہے کہ انہوں نے کہا ہے کہ اس کام کے کئی مراحل ہوتے ہیں ۔ اور اوپن مرحلے پر ٹنڈر طلب کئے جاتے ہیں ۔ ان کی منظوری ہوتی ہے ۔ material آتا ہے اور حقیقت میں پھر کام شروع ہوتا ہے ۔

چوہدری امان اللہ لک : جناب والا ! آپ ان کی assistance کر رہے ہیں ۔

Mr. Speaker : He has already taken the House into confidence.

انہوں نے کہا ہے کہ ۔ ۔ ۔ ۔ ۔

چوہدری امان اللہ لک : انہوں نے کہا ہے کہ ابتدائی کارروائی مکمل ہو گئی ہے ۔ یا یہ کہ کیا مراحل ہوتے ہیں ؟ technical language میں تکمیل کس چیز کا نام ہے ؟ یا ڈکشنری کے لحاظ سے 'شروع' کہاں سے ہوتا ہے جبکہ منصوبہ پاس ہو چکا ہو ۔ یا جہاں سے کھدائی شروع ہوتی ہے ۔

مسٹر سپیکر : پہلی اینٹ جب سے شروع ہوتی ہے ۔ انہوں نے جواب دے دیا ہے ۔ باقی تکمیل والی بات آپ پوچھ لیں ۔

چوہدری امان اللہ لک : میں یہی پوچھ رہا ہوں کہ تکمیل سے ان کی مراد کیا ہے ۔

مسٹر سپیکر : تکمیل سے مراد بہرحال تکمیل ہے ۔

وزیر مواصلات و تعمیرات : تکمیل سے مراد پل کا ٹریفک کے لئے کھول دینا ہے ۔

سید تابش الوری : سپلیمنٹری سر ۔ جناب والا ! جزو "ج" میں وزیر موصوف نے فرمایا ہے کہ سڑک کا سروے جون 1973ء کو شروع ہوا اور مارچ 1974ء کو مکمل ہوا اور تفصیلی سروے مورخہ 9-7-74 کو شروع ہو کر مکمل ہوا ۔ اس سے ان کی کیا مراد ہے ؟

مسٹر سپیکر : شاید دو سروے ہوتے ہوں ۔ ایک جنرل سروے اور دوسرا ۔ ۔ ۔ ۔

سید تابش الوری : جناب والا ! ایک تو سڑک کا سروے ہے ۔ جو جون 1973ء شروع ہوا اور دوسرا ۔ ۔ ۔ ۔

مسٹر سپیکر : ہاں جی ۔ یہ کونسا سروے ہے ؟

سید تابش الوری : پل کا تفصیلی سروے 9-7-74ء کو شروع ہو کر مکمل ہوا ؟ کیا وزیر موصوف فرمائیں گے کہ شروع کب ہوا اور مکمل کب ہوا ؟

مسٹر سپیکر : 9-7-74 کو شروع ہوا ؟

سید تابش الوری : اور مکمل کب ہوا ؟ یعنی شروع ہو کر مکمل ہوا ۔ اس سے ان کی کیا مراد ہے ؟

وزیرمواصلات و تعمیرات : جناب والا ! صاف ظاہر ہے کہ یہ 9-7-74 کو شروع ہوا ۔

مسٹر سپیکر : میں خود بھی آپکا مطلب نہیں سمجھ سکا آپ ذرا وضاحت سے سمجھائیں ۔

سید تابش الوری : جناب والا ! تفصیلی سروے 9-7-74 کو شروع ہوا اور ۔ ۔ ۔ ۔

مسٹر سپیکر : آپ کیا یہ پوچھنا چاہتے ہیں ، کہ 9-7-74 کو شروع ہوا ۔ یا 9-7-74 کو مکمل ہوا ۔

سید تابش الوری : جی

وزیر مواصلات و تعمیرات : 9-7-74 کو شروع ہوا ۔

سید تابش الوری : اور مکمل کب ہوا ؟

مسٹر سپیکر : بہر حال آپ کا جواب ملنے سے پہلے مکمل ہوا ۔

Is anything involved in this ?

کہ یہ کب مکمل ہوا ؟

سید تابش الوری : جی ہاں ۔ اس کو vague بنا دیا گیا ہے ۔

مسٹر سپیکر : بس ٹھیک ہے کہ مکمل ہو گیا ہے ۔ یا تو آپ کو تکمیل یا عدم تکمیل کا یقین نہیں ۔ اگر آپ کو یقین ہے کہ یہ مکمل نہیں ہوا ۔ پھر تو آپ سوال پوچھیں اور اگر آپ یہ سمجھتے ہیں کہ جو کچھ کہا گیا ہے ۔ وہ ٹھیک ہے ۔ تو پھر This is not very relevant

سید تابش الوری : سپلیمنٹری سر ۔ جناب والا ! کیا وزیر موصوف بتا سکیں گے کہ اس تفصیلی سروے کے مطابق اس پل پر کتنا خرچ ہو گا ۔

وزیر مواصلات و تعمیرات : اس کے لئے علیحدہ سوال دے دیں ۔

سید تابش الوری : سپلیمنٹری سر ۔ جس سڑک کا مکمل سروے ہوا ہے اس پر کتنا روپیہ صرف ہو گا اور وہ کتنی لمبی ہے ؟

مسٹر سپیکر : خرچ کے متعلق وہ تو پہلے بتا چکے ہیں کہ اس کے لئے علیحدہ سوال کریں ۔ مگر یہ کتنی لمبی ہو گی ۔ ۔ ۔ ۔

سید تابش الوری : جناب والا ! کم از کم سروے سے کچھ تو اندازہ ہو گیا ہو گا ۔

مسٹر سپیکر : نہیں ، سروے سے cost کا اندازہ نہیں ہوتا مگر اس کی لمبائی کے متعلق ۔ ۔ ۔ ۔

وزیر مواصلات و تعمیرات : اس کی لمبائی کے بارے میں کل ہاؤس کو بتاؤں گا ۔

خان امیر عبد اللہ خان روکڑی : آواز نہیں سنائی دی ۔

مسٹر سپیکر : مائیک کو ٹھیک کریں ۔

وزیر مواصلات و تعمیرات : اس کے متعلق کل ہاؤس کو بتا دیا جائے گا ۔

اراکین اسمبلی کی رخصت

خان محمد حنیف خان

سیکرٹری اسمبلی : مندرجہ ذیل درخواست خان محمد حنیف خان صاحب ممبر صوبائی اسمبلی کی طرف سے موصول ہوئی ہے :

"I could not attend the Assembly Session on 21st October. Hence I would request for the grant of leave for the said date."

مسٹر سپیکر : سوال یہ ہے :

کہ مطلوبہ رخصت منظور کر دی جائے

(تحریک منظور کی گئی)

مسٹر محمد نواز

سیکرٹری اسمبلی : مندرجہ ذیل درخواست مسٹر محمد نواز ممبر صوبائی اسمبلی کی طرف سے موصول ہوئی ہے :

میں مورخہ 7/10/74 تا 10/10/74 بوجہ بیماری

حاضر نہ ہو سکا ۔ رخصت منظور فرمائی جاوے ۔

مسٹر سپیکر : سوال یہ ہے :

کہ مطلوبہ رخصت منظور کر دی جاوے

(تحریک منظور کی گئی)

مجلس قائمہ برائے جفت تجارتی و معدنی وسائل کی رپورٹ کا پیش کیا جانا

چوہدری محمد یعقوب اعوان : جناب والا ! میں مسودہ قانون معدنی ترقیاتی کارپوریشن پنجاب مجریہ 1974ء (مسودہ قانون نمبر 43 بابت 1974ء) کے بارے میں مجلس قائمہ برائے صنعت تجارتی و معدنی وسائل کی رپورٹ پیش کرتا ہوں ۔

مسٹر سپیکر : رپورٹ پیش کر دی گئی ہے ۔

مسٹر محمد انور علی بٹ : پوائنٹ آف انفارمیشن ۔ سر آپ کیا کہہ رہے ہیں ۔

مسٹر سپیکر : جی آپ آ کر دیکھ لیں ۔

سید تابش الوری : جناب والا ! ۔ اس سے کیا مطلب نکلا ہوا ؟ کیا اس ایوان میں اراکین کو کھانے پینے کی اجازت ہے یا نہیں ؟

مسٹر سپیکر : نہیں ۔

خان امیر عبداللہ خان روکڑی : جناب والا ! اگر سپیکر صاحب کہا سکتے ہیں تو باقی ممبران بھی کہا سکتے ہیں ؟

مسٹر سپیکر : بالکل سب کہا سکتے ہیں ۔

سید تابش الوری : سپیکر صاحب بعض اوقات الفاظ کو چبا جاتے ہیں ۔

مسٹر سپیکر : اب آپ نے محاورۃً گفتگو کرنی شروع کر دی ہے ۔

میاں منظور احمد موہل : جناب سپیکر ! چند روز ہوئے اس ایوان میں ایک فاضل رکن جناب عبدالحفیظ کاردار نے ایک استفسار کیا تھا کہ آفیشل پروسیڈنگ شائع کی جائے اور آپ نے فرمایا تھا کہ آپ اس پر غور کریں گے ۔

مسٹر سپیکر : کونسی ؟

میاں منظور احمد موہل : جناب والا ! اخبارات میں آفیشل پروسیڈنگ دینے کے لئے ۔

مسٹر سپیکر : میں ابھی اس کو study نہیں کر سکا ۔

میاں منظور احمد موہل : جناب والا ! مطلب یہ ہے کہ وہ مسئلہ consider ہو گیا ہے یا ابھی زیر غور ہے ۔

مسٹر سپیکر : میں ابھی اس کو consider نہیں کر سکا ۔ آج بریگیڈیر صاحب موجود نہیں ۔

مسٹر عبدالحفیظ کاردار : پارلیمانی سیکرٹری صاحب موجود ہیں ۔

مسٹر سپیکر : ان کے ساتھ کوئی پارلیمانی سیکرٹری ہے ؟ وہ خود ایک سوال کا جواب دے رہے تھے ۔ ایک بات کے متعلق انہوں نے فرمایا تھا کہ وہ دوسرے دن اس کا جواب دیں گے ۔ اس دن تحریک التوا کے متعلق بڑی اہم چیزیں تھیں اور ہاؤس کی رائے یہ تھی کہ چلے وہ لے لی جائیں ۔ لیکن وہ بات رہ گئی ۔

مسٹر عبدالحفیظ کاردار : جناب والا ! پارلیمانی سیکرٹری صاحب غیر حاضر ہیں ؟ وہ جواب دے دیں ۔

مسٹر سپیکر : وہ آدھا جواب دے چکے ہیں اور اس میں کچھ مزید اضافہ کرنا چاہتے ہیں ۔

تحاریک التوائے کار

لاہور میونسپل کارپوریشن کے عملہ صفائی کی نا اہلی کے باعث شہر میں گندگی کے انبار لگ جانا

مسٹر سپیکر : حاجی صاحب ! اب آپ کی تحریک التوا نمبر 50 ہے ۔ میں اس میں یہ جاننا چاہتا ہوں اور میں پڑھ بھی دیتا ہوں تا کہ آپ اپنی رائے دے سکیں کہ یہ کس طرح recent مسئلہ بنتا ہے ۔

حاجی محمد سیف اللہ خان یہ تحریک پیش کرنے کی اجازت طلب کرتے ہیں کہ اہمیت عامہ رکھنے والے ایک اہم اور فوری مسئلے کو زیر بحث لانے کے لئے اسمبلی کی کارروائی ملتوی کی جائے۔ مسئلہ یہ ہے کہ روزنامہ "مشرق" مورخہ 26 اگست 1974ء میں شائع شدہ خبر کے مطابق وزیر اعلیٰ پنجاب کے تبصرے کے مطابق لاہور شہر میں گندگی کے انبار لگے ہوئے ہیں ۔ کارپوریشن کا پانچ ہزار سے زائد افراد پر مشتمل عملہ صفائی اپنے فرض ادا کرنے میں سخت ناکام ہو چکا ہے اس سلسلے میں حکومت کی بے بسی کے پیش نظر عوام میں سخت اضطراب ، بے چینی اور شدید غم و غصہ پایا جاتا ہے ۔ یہ صورت حال واضح ہونے کے باوجود حکومت صوبائی دارالحکومت میں صفائی قائم کرنے میں ناکام ہو چکی ہے ۔

اس میں کونسی بات recent ہے ؟

حاجی محمد سیف اللہ خان : جناب والا ! recent بات صفائی کا مسئلہ نہیں ۔ وہ ہم روزانہ دیکھ رہے ہیں اور عوام روزانہ مطالبہ بھی کرتے ہیں ۔ اصل مسئلہ یہ ہے کہ جب صوبے کا وزیر اعلیٰ یہ بیان دے کہ پانچ ہزار سے زائد افراد پر مشتمل عملہ صفائی نہیں کر رہا اور صوبے میں صفائی نہیں ہو رہی ۔ وہ اس کا انتظام کرنے میں بے بس ہیں تو عوام میں بے چینی ضرور ہو جاتی ہے کہ جب حکومت بے بسی کا اظہار کرے تو ہم اس مسئلے کو یو ۔ این ۔ او میں لے جائیں ؟ کہاں لے جائیں ؟ کون اس کا ذمہ دار ہے ؟ یہ بات پیدا ہوتی ہے ۔ آخر کس کو اس کا احساس دلائیں ؟

مسٹر سپیکر : یہ سوال اپنی جگہ پر ہے ۔ لیکن رولز کے مطابق یہی پوزیشن ہے کہ اس میں کوئی recent واقعہ نہیں ۔ ان کا غفلت شعار ہونا اور صفائی نہ کرنا کوئی نئی شکایت نہیں ۔

حاجی محمد سیف اللہ خان : جناب والا ! حکومت کی بے بسی کا اظہار ہی تو اصل واقعہ ہے ۔

Mr. Speaker : But that is no incident.

حاجی محمد سیف اللہ خان : جناب والا ! حکومت بے بس ہو چکی ہے ۔

مسٹر سپیکر : حکومت بے بس ہے that is not incident.

If any member would like to assist me on this point.

کہ اس میں کوئی recent occurance ہے ۔

حاجی محمد سیف اللہ خان : جناب والا ! ہم تو یہ سمجھتے تھے کہ حکومت اپنے فرائض کی بجا آوری میں ۔ ۔ ۔ ۔

مسٹر سپیکر : سردار صغیر احمد صاحب ! اس مسئلے پر آپ کی کیا رائے ہے ؟

وزیر قانون : جناب والا ! جیسا کہ آپ نے فرمایا ہے ویسے بھی یہ تحریک admit نہیں ہو سکتی ۔ جس روز یہ بیان آیا تھا اس روز اتوار کی چھٹی تھی ۔

مسٹر سپیکر : Nothing on merits اس لئے کہ میں اور عبدالحفیظ کاردار بہر حال یہاں کے رہنے والے ہیں ۔ technically مجھے اس میں کوئی recent occurrence نظر نہیں آتی ۔ اس تحریک التوا کے مطابق ، اس میں بیان کردہ حقائق درست ہیں یا نہیں ۔

That is not the material for the purpose of disposal of this motion.

وزیر قانون : جناب والا ! یہ recent occurrence نہیں بلکہ سارے ملک کا مسئلہ ہے ۔

Mr. Speaker : It is disposed of accordingly.

خان امیر عبداللہ خان روکڑی : جناب والا ! میں یہ عرض کروں گا کہ چونکہ اس بیان کے بعد یہ خدشہ پیدا ہو چکا ہے اور ہو سکتا ہے کہ شہر کے اندر کوئی ایسی وبا پھیل جائے جس کی لپیٹ میں ہم سب آ جائیں اور سب سے پہلے آپ آ سکتے ہیں ، کیونکہ آپ اندرون شہر رہتے ہیں ، اس لئے اس خدشے کا فوری تدارک ہونا چاہئے ۔ تاکہ آئندہ بیماری کا خدشہ نہ رہے ۔

وزیر قانون : جناب والا ! میں فاضل رکن کو یقین دلاتا ہوں کہ ایسا کوئی واقعہ یا بیماری نہیں ہوگی اگر ایسی صورت حال ہوئی تو صفائی کا بہتر انتظام کیا جائے گا ۔

خان امیر عبداللہ خان روکڑی : جناب والا ! یہ چیف منسٹر صاحب کا بیان ہے ۔ انہوں نے اس کی تردید کر دی ہے ۔ میں اسے زیادہ اہمیت دوں یا جناب وزیر قانون کے بیان کو ۔

Mr. Speaker : I can't decide that dispute.

مسٹر عبدالحفیظ کاردار : جناب والا ! یہ مسئلہ کارپوریشن کا ہے اور اس میں ایک ڈویلپمنٹ کمیٹی ہے ۔ جس کے تمام لاہور شہر کے ایم ۔ پی ۔ اے صاحبان ممبر ہیں ۔ ان میں میں بھی ہوں ۔ حال ہی میں پاری میٹنگ ہوئی تھی اور اس مسئلے پر خاصا غور و خوض کیا گیا ۔ اس کے بعد ہم نے تمام مسائل کو one by one isolate کر دیا ۔ یہ نہیں کہ ہمہ گیر کوشش کریں اور تمام چیزیں ادھوری رہ جائیں ۔ ہم نے یہ کوشش کی ہے کہ ایک ایسا پروگرام مرتب کیا جائے کہ چیزوں کو باری باری لے کر ، مثلاً سب سے پہلے ہم نے جو فیصلہ کیا وہ یہ تھا کہ سب سے پہلے پانی کے نکاس کا بندوبست کیا جائے اور گندگی کو صاف کیا جائے ۔ تب سڑکیں بنائی جائیں گی ۔ میرا کہنے کا مطلب یہ ہے کہ تمام معاملات زیر غور ہیں ۔ ان پر منصوبہ بنایا جا رہا ہے ۔ انشاء اللہ ان تمام مسائل کا ہم تدارک کریں گے ۔ ہم خود اس شہر کے رہنے والے ہیں ۔ ہمیں احساس ہے کہ اس شہر کی صفائی کی جائے ۔

مسٹر سپیکر : آپ نے پھر وہ پرانے فرائض انجام دینے شروع کر دئے ہیں ۔

سید تابش الوری : جناب والا ! میرا خیال ہے کہ تھوڑی دیر کے لئے وہ بحیثیت منسٹر اظہار خیال فرما لیں ۔

خان امیر عبداللہ خان روکڑی : جناب والا ! انہوں نے بطور ایکس منسٹر کے جواب دیا ہے یا کس حیثیت سے ؟

مسٹر سپیکر : جو بات ہونی تھی وہ ہو گئی ۔

مسٹر عبدالحفیظ کاردار : جناب والا ! کوئی نئی چیز نہیں ہے بلکہ جاری مسئلہ ہے ۔

Mr. Speaker : Now we go on to the next motion.

سید تابش الوری : جناب والا ! اس دن میں مختصراً اس ٹیکنیکل پوائنٹ پر یہ گزارش کرنی چاہ رہا تھا کہ اس تحریک میں جو ۔ ۔ ۔ ۔

مسٹر سپیکر : میں نے اب اسے dispose of بھی کر دیا ہے اور اس پر تھوڑی بہت بحث بھی ہو گئی ہے ۔

سید تابش الوری : جناب والا ! اس کے بعد آپ نے سردار صغیر احمد کی رائے پوچھی تھی اور میں یہ گزارش کرنی چاہ رہا تھا کہ اس میں جو مسئلہ ہے وہ بڑا بنیادی ہے کہ چیف منسٹر نے لاہور کارپوریشن میں صفائی کے متعلق ایک خاص مسئلہ اٹھایا ہے اور اس میں اعتراف کیا ہے کہ صفائی پر مامور عملہ اپنے فرض کو ادا کرنے میں مسلسل ناکام رہا ہے اگر آپ پارلیمانی روایات کا تسلسل دیکھیں تو حکومت اپنے کسی فرض کی ادائیگی میں ناکام ہو جائے تو وہ بنیادی طور پر تحریک التوا کا مسئلہ بن جاتا ہے ۔

مسٹر سپیکر : اس کے لئے ایک تحریک ہوتی ہے ۔ I can't suggest that.

سید تابش الوری : جناب والا ! اگر وہ اپنے عمومی فرض کو ادا کرنے میں ناکام ہو جائے تو میں سمجھتا ہوں کہ آپ عدم اعتماد کی تحریک کی طرف اشارہ کر رہے ہیں ۔

مسٹر سپیکر : نہیں ، میں نے قطعاً اس کی طرف اشارہ نہیں کیا ۔

سید تابش الوری : جناب والا ! میری گزارش یہ ہے کہ یہ بڑا اہم

مسئلہ ہے ۔ اس پر میں گزارش کروں گا کہ آپ رولنگ نہ دیں ، کیونکہ اگر اس قسم کا بیان ہو ۔ کے سربراہ کی طرف سے آ جائے تو لوگ محسوس کرتے ہیں کہ اس سلسلے میں حکومت یا حکومت کا کوئی محکمہ اپنے فرض کو ادا کرنے میں ناکام رہا ہے اور وہ بنیادی طور پر تحریک التوا کا مرکز اور محور بن جاتا ہے ۔

Mr. Speaker : I go on to the next item.

حاجی صاحب ! یہ تحریک التوا نمبر 53 بھی اسی قسم کی ہے ۔

حاجی محمد سیف اللہ خان : جناب والا ! یہ پہلے بھی dispose of ہو چکی ہے ۔

مسٹر سپیکر : اچھا جی ۔

حاجی محمد سیف اللہ خان : جناب والا ! میں ایک استدعا کروں ۔ جناب نے کل فرمایا تھا ۔ ۔ ۔ ۔

مسٹر سپیکر : میں اس پر آ رہا ہوں میرے ذہن میں ہے ۔ ڈاکٹر صاحب تشریف لے آئے ہیں میں یہی انتظار کر رہا تھا ۔ ڈاکٹر صاحب آپ کی بریگیڈیر صاحب سے بات ہو گئی ہے ؟

وزیر تعلیم : نہیں جناب والا ! بریگیڈیر صاحب چکوال گئے ہوئے ہیں اور ان کے سیکرٹری صاحب بھی باہر ہیں ۔ اس میں میں جواب دے سکتا ہوں ۔

مسٹر سپیکر : ٹھیک ہے ۔ اسی طرح حاجی صاحب آپ کی تحریک التوا نمبر 55 ہے ۔ میں نے اس لئے بھی یہاں رکھ لی ہے کہ آپ کی تحریک التوا عام طور پر اس بات کا شکار نہیں ہوتی کہ اس میں specific matter and recent occurrence نہ ہو لیکن یہ آپ کی پہلے بھی تحریک التوا آئی ہے اور اب دوسری بھی آئی ہے ۔ میں اس پر سوچنے پر مجبور ہو گیا ہوں ۔ ممکن ہے کہ میں نے اسے بادی النظر میں دیکھا ہو کہ کہیں وہ element موجود ہے ۔

حاجی محمد سیف اللہ خان : جناب والا ! میں اس کو پریس نہیں کرتا ۔

مسٹر سپیکر : اچھا جی ۔

ملتان سیکنڈری ایجوکیشن بورڈ (ایف ۔ ایس ۔ سی) کے ایک ہزار طلبہ کے امتحان کے نتائج کا بر وقت اعلان نہ ہونے کی وجہ سے ان طلبہ کا میڈیکل کالج میں داخلے سے محروم ہونے کا اندیشہ

مسٹر سپیکر : حاجی محمد سیف اللہ خان صاحب یہ تحریک پیش کرنے کی اجازت طلب کرتے ہیں کہ اہمیت عاجلہ رکھنے والے ایک اہم اور فوری مسئلے کو زیر بحث لانے کے لئے اسمبلی کی کارروائی ملتوی کی جائے۔ مسئلہ یہ ہے کہ ملتان سیکنڈری ایجوکیشن بورڈ نے ایف ۔ ایس ۔ سی کے امتحانات کے نتائج کا اعلان کر دیا ہے مگر ایک ہزار سے زائد طلبہ کے نتائج کا تاحال اعلان نہیں ہوا جن میں سے بیشتر کا تعلق میڈیکل گروپ سے ہے ۔ جو میڈیکل کالجوں میں داخلہ لینے کے لئے درخواستیں دینا چاہتے ہیں ۔ کیونکہ حکومت نے اس سلسلے میں درخواستیں دینے کے لئے آخری تاریخ 30 اکتوبر 1974ء تک مقرر کی ہے اور وہ طلبہ جن کے نتائج کا اعلان تاحال نہیں ہوا درخواستیں نہیں دے سکتے کوشش کرنے کے باوجود بورڈ ان نتائج کا اعلان نہیں کر رہا ۔ جبکہ درخواست کی تکمیل کے لئے بھی ایک ہفتے سے زائد وقت درکار ہوتا ہے۔ اس لحاظ سے بہاولپور ڈویژن اور ملتان ڈویژن کے بیشتر طلبہ کے میڈیکل کالج میں داخلے سے محروم ہونے کا اندیشہ پیدا ہو گیا ہے ۔ جس سے عوام اور طلبہ میں سخت اضطراب ، بے چینی اور شدید غم و غصہ پایا جاتا ہے ۔

وزیر تعلیم : جناب والا ! اس کا میں ابھی preliminary جواب دے سکتا ہوں ۔ کل فاضل رکن کی تحریک التوا کا نوٹس موصول ہونے کے بعد جب ہم یہاں سے شام کو گئے تو سرکاری دفاتر بند ہو چکے تھے لیکن میں نے کنٹرولر امتحانات ملتان بورڈ آف سیکنڈری ایجوکیشن سے رات سات آٹھ بجے کے درمیان بات کی تھی ۔ ایک تو انہوں نے اس بات کی تردید کی ہے کہ ایک ہزار لڑکوں کا نتیجہ نہیں نکلا ۔ وہ کہتے ہیں کہ ملتان بورڈ میں کل دو ہزار طلبہ ہوتے ہیں ڈیڑھ سو طلبہ کا ابھی تک نتیجہ نہیں نکلا ہے ۔ پتہ چلا ہے کہ اس میں سے 68 کے فزکس کے پرچے نہ آنے کی وجہ سے نتیجہ نہیں نکلا کل وہ پرچہ آ گیا ہے یعنی مزید 68 کا نتیجہ نکل گیا ہے اور وہ کہہ رہے ہیں

کہ آج وہ تفصیل سے بتائیں گے ۔ میں اس وقت عرض کر سکتا ہوں کہ ایک ہزار طلبہ کا داخلہ نہیں روکا گیا اور میں سمجھتا ہوں ڈیڑھ سو میں سے 68 اور نکال دیں تو یہ سو سے بھی کم طلبہ ہیں ۔ جن کا نتیجہ نہیں نکلا ۔ اس کے لئے میں فاضل رکن سے گزارش کروں گا کہ میں کوشش کروں گا کہ وہ بھی جلد از جلد آ جائے ۔ لیکن یہ گارنٹی دینا کہ سارے پنجاب کے لئے تاریخ تبدیل کر دی جائے ، ناممکن ہے ۔ ایک سو سے کم طلبا ہیں جن کا نتیجہ نہیں نکلا ہے اور انشاء اللہ آئندہ کبھی ایسی صورت حال پیدا نہیں ہوگی ۔ سرگودھا بورڈ اور لاہور بورڈ کے طلبہ کی تعداد ہزاروں میں ہے ۔ ملتان بورڈ میں کل دو ہزار اور لاہور بورڈ میں نہیں چالیس ہزار کی تعداد میں طلبہ ہوتے ہیں ۔ اس لئے سو دو سو لڑکوں کا کسی نہ کسی وجہ سے نتیجہ later on ہوتا ہے ۔ جہاں زیادہ طلبہ ہوں گے وہاں زیادہ تعداد میں نتیجہ later on ہو سکتا ہے ۔ اس وقت میں یہ گزارش کر سکتا ہوں کہ یہ زیادہ تعداد میں نہیں ہیں ۔ اس کے متعلق میں کل عرض کروں گا ۔

مسٹر سپیکر : پری میڈیکل گروپ میں کتنے ہیں ؟

وزیر تعلیم : میں کل اس کے متعلق قطعی طور پر عرض کر سکوں گا ۔

حاجی محمد سیف اللہ خان : یہ کل تک ملتوی کر دیں ۔

علامہ رحمت اللہ ارشد : کل کے لئے ملتوی فرما دیں تاکہ پوری تفصیل آ جائے ۔

پیپلز ہاؤس میں قائد حزب اختلاف کے سامان کی چوری

مسٹر سپیکر : حاجی محمد سیف اللہ خان صاحب یہ تحریک پیش کرنے کی اجازت طلب کریں گے کہ اہمیت عامہ رکھنے والے ایک اہم اور فوری مسئلے کو زیر بحث لانے کے لئے اسمبلی کی کارروائی ملتوی کی جائے ۔ مسئلہ یہ ہے کہ مورخہ 16-17 اکتوبر 1974ء کی درمیانی شب کو پیپلز ہاؤس میں واقع کمرہ نمبر 4 بی کا تالا توڑ کر علامہ رحمت اللہ ارشد قائد حزب اختلاف کا سامان چوری کر لیا گیا ہے جبکہ پیپلز ہاؤس کے گیٹ پر پولیس کا پہرہ تھا

ہوتا ہے اور ویسے بھی عوامی نمائندوں کی اقامت گاہ ہونے کی وجہ سے اس مقام کو خاص اہمیت حاصل ہے ۔ مگر اس کے باوجود اس قسم کی چوری کی واردات سے یہ تاثر پیدا ہو گیا ہے کہ صوبے میں اس قسم کے جرائم میں اضافے کا رجحان پیدا ہو گیا ہے اور صوبے کا کوئی بھی فرد چوروں کی دسترس سے محفوظ نہیں رہا ۔ اس واقعے سے عوام میں سخت اضطراب ، بے چینی اور شدید غم و غصہ پایا جاتا ہے ۔

حاجی صاحب ! کیا آپ اس واقعہ پر کچھ مزید روشنی ڈال سکیں گے ؟

حاجی محمد سیف اللہ خان : جناب والا ! ویسے تو اس میں کوئی شک نہیں کہ چوریوں کا مسئلہ ایک عام مسئلہ ہے ۔

مسٹر سپیکر : یہ پتا کب چلا ہے کہ چوری ہوئی ؟

حاجی محمد سیف اللہ خان : پرسوں پتا لگا ہے ۔

مسٹر سپیکر : میرے نوٹس میں کل آپ ہی لائے ہیں پہلے میرے نوٹس میں نہ تھا ۔

حاجی محمد سیف اللہ خان : وہ پرسوں آئے ہیں انہیں پتا لگا ہے کہ تالا توڑ دیا گیا ہے اور سامان اٹھا لیا گیا ہے ۔

وزیر قانون : جناب والا ! اس سلسلے میں تفتیش جاری ہے ۔ تین آدمیوں کو شامل تفتیش کیا گیا ہے ۔ ویسے بھی علامہ صاحب کی چوری حکومت کی اپنی چوری ہے ۔ اس بات کا افسوس ہے ایسا معلوم ہوتا ہے کہ یہ چوری کسی ملازم نے کی ہے اور کسی باہر سے آنے والے چور کی چوری معلوم نہیں ہوتی ۔ تاہم اس کی تفتیش موثر طریقے پر کی جا رہی ہے ۔ میں آپ کو یقین دلاتا ہوں کہ اس چوری کے ملزمان کو ضرور پکڑا جائے گا اور علامہ صاحب کی چوری ہر صورت میں واپس کرائی جائے گی ۔

مسٹر سپیکر : مگر اس میں ایک بات ہے کہ وہاں گارد ہوتی ہے ۔

وزیر قانون : اسی لئے ایسوسی ایشن ہاؤس کے ملازموں کی چھان بین کرا رہا ہوں ان میں سے کسی کی حرکت معلوم ہوتی ہے ۔ یہ ایسی چوری ہے جو گھر کے کسی ملازم نے کی ہو ۔

مسٹر سپیکر : دو چار دن تک pending رکھ لوں ۔

وزیر قانون : جناب والا ! میں یقین دلاتا ہوں کہ یہ چوری ہر قیمت پر برآمد کی جائے گی ۔ یہ علامہ صاحب کی چوری نہیں ، ہماری اپنی چوری ہے ۔

حاجی محمد سیف اللہ خان : آئندہ کے لئے سدباب کی تجاویز طلب کی جائیں ۔

وزیر قانون : وہ بھی کر لیں گے ۔

مسٹر سپیکر : یہ مجھے آفس نوٹنگ ملی ہے ۔

Mr. Speaker : There is office-noting regarding this as well in which Secretary Assembly has written the following, although I did not see this file earlier as it does not bear my signatures :—

> "A report has been received from the Pipalos House about the theft, which resulted mainly due to the absolute absence of the police guard which is supposed to be on duty round the clock. The matter is being taken up with the Police Authorities for action against the concerned police guard. An F.I.R. was promptly lodged regarding the theft."

شیخ صاحب ہمارا بھی تو سٹاف وہاں ہوتا ہے ؟

وزیرقانون : ہم سٹاف کی چھان بین کر رہے ہیں ۔ چوری مل جائے گی ۔ اس لئے میں استدعا کروں گا کہ فاضل ممبر پریس نہ کریں ، کیونکہ ہم اس چوری کو اپنی چوری سمجھتے ہیں ۔

سید تابش الوری : جناب والا ! ممکن ہے کہ وہ اسے اپنی چوری سمجھتے ہوں لیکن ہیلز ہاؤس میں چوریوں کا مسئلہ معمولی بن گیا ہے کل بھی اسی قسم

کا واقعہ ہوا ہے - ایک - ایم - پی - اے صاحب کا تالا توڑا گیا ہے - اسی طرح کچھ چور پکڑے ہیں - جنہوں نے اعتراف کیا ہے کہ انہوں نے مختلف کمروں میں سے چیزیں چرائی ہیں - وہ برآمد ہوئی ہیں - صورت حال یہ ہے کہ ممبران اسمبلی چلے جاتے ہیں - ان کی عدم موجودگی میں ان کے کمروں کے تالے توڑ دیتے ہیں اگر اس طرح تالے ٹوٹتے رہے تو یہ خاصی سنگین صورت اختیار کر جائے گا - ضرورت اس امر کی ہے کہ وہاں ایسے اقدامات کئے جائیں کہ آئندہ اس قسم کے جرائم کا ارتکاب نہ ہو -

وزیر قانون : جناب والا ! میں فاضل اراکین کو یقین دلاتا ہوں کہ جو بھی تجویز کریں گے - ہیلپز پاوس میں ان کے مشورے کے ساتھ کیونکہ جان و مال کی حفاظت کے لئے اقدامات کئے جائیں گے کیونکہ یہ حکومت کا فرض ہے -

Mr. Speaker : Should I keep it for next Monday ?

وزیر قانون : فاضل ممبر کے اسے واپس لے لیں -

Haji Muhammad Saifullah Khan : Not pressed Sir.

Mr. Speaker : In view of the statement of the Minister it is not pressed.

سید تابش الوری : جناب والا ! میری تحاریک التوائے کار ایک سرگودھا کے واقعہ سے - دوسری بھرتی پر پابندی کے سلسلے کی ہیں - جناب آن کا نوٹس لیں -

مسٹر سپیکر : سرگودھا والی کا تو مجھے علم ہے - بھرتی کی بات تو آج آپ نے کی -

سید تابش الوری : جناب والا ! اس کے علاوہ کئی اہم تحاریک ہیں ، جن میں سے کئی سرگودھا کے سلسلے میں ہیں - ایک تو 125 نمبر کی ہے اور اس کے علاوہ بھی کچھ تحاویک ہیں - تو انہیں اکٹھا ہی لے لیں ، کیونکہ یہ مسئلہ فوری اہمیت کا حامل ہے -

مسٹر سپیکر : تو یہ میں کل کے لئے رکھ لیتا ہوں ۔ اسی سلسلے میں تحریک التوا نمبر 123 بھی ہے ۔ اور کچھ اور بھی ہیں ۔

سید تابش الوری : جناب والا ! بھرتی پر پابندی کے متعلق میری تحریک التوا کا نمبر 70 ہے ۔

چوہدری امان اللہ لک : جناب والا ! میری تحریک التوا نمبر 162 بھی ملاحظہ فرما لیں ۔ یہ حال ہی میں پنجاب میں ہونے والے دھماکوں کے متعلق ہے ۔ یہ مسئلہ حکومت اور عوام دونوں کے لئے تشویش ناک ہے ۔

مسٹر سپیکر : پہلے سرگودھا کے متعلق تعاویک کو لیا جائے گا ۔ پھر بھرتی پر پابندی والی تعاویک کو لیا جائے گا اور اس کے بعد دھماکوں والی تحریک آئے گی ۔

سید تابش الوری : درست ہے ۔

Mr. Speaker : We were dealing with the Punjab Feeding Stuff Bill. A Bill was moved.

خان امیر عبداللہ خان روکڑی : جناب والا ! میں ایک چھوٹی سی عرض کرنا چاہتا ہوں ۔ میری ایک تحریک التوا تھی جس کا نمبر 96 ہے ۔ اسے دئے ہوئے کافی روز ہو گئے ہیں ۔ آپ غالباً تحریک التوا نمبر 140 پر پہنچ چکے ہیں ۔ تو میں بطور احتجاج اسے واپس لینا چاہتا ہوں اور آئندہ میں کبھی تحریک التوا پیش نہیں کروں گا ۔

مسٹر سپیکر : اس دن تو آپ بھی موجود تھے ۔ جب یہ طے ہوا تھا کہ ۔ ۔ ۔

خان امیر عبداللہ خان روکڑی : اس دن بھی میں نے درخواست کی تھی اور یہ چیز طے ہو گئی تھی ۔ میں تو یہ سمجھتا ہوں کہ آئندہ چیمبر میں آ کر بات کرنے کے بعد اگر تحریک دینی ہے تو ہم بھی چیمبر میں دیا کریں گے اور وہاں نہیں دیں گے ۔ یہ بہت زیادتی ہے کہ بعض نمبر جب کہیں ان کی تحریک آ جاتی ہے مگر ہماری نہیں آتی ۔ اس لئے کہ میں نہیں چاہتا کہ میں بھی چوہدری امان اللہ لک کی طرح جھاڑیں کھاتا رہوں ۔

مسٹر سپیکر : اس دن آپ کی موجودگی میں یہ بات طے ہوئی تھی ۔ میرے لئے بڑا مشکل ہو جاتا ہے کہ جب قائد حزب اختلاف کوئی تجویز پیش کرتے ہیں اور کوئی فاضل ممبر اس سے اختلاف نہیں کرتا ۔ یہ تو میں اس لئے کر رہا ہوں تاکہ میں وزیر متعلقہ کو اطلاع دے سکوں اور خود بھی انہیں دیکھ لوں آپ مجھے یاد کرا دیتے ۔ میں تسلیم کرتا ہوں کہ میری یاد داشت اتنی اچھی نہیں تو آپ کی تحریک بھی کل کے لئے رکھ لیتے ہیں ۔ آپ پرسوں تو ہوں گے ۔

خان امیر عبداللہ خان روکڑی : میں تو ایک دو دن کے لئے چھٹی پر جا رہا ہوں ۔ شاید اس دن میں چھٹی پر ہوں گا ۔

مسٹر سپیکر : تو میں اسے ایک دو دنوں کے لئے التوا میں رکھ لوں ۔

خان امیر عبداللہ خان روکڑی : اب میں اس کی کوئی بات نہیں کروں گا ۔

مسٹر سپیکر : ویسے تو ابھی پانچ منٹ باقی ہیں ۔ مجھے پتا نہیں کہ وزیر متعلقہ کو اس کا نوٹس ہے یا نہیں ۔

وزیر آبپاشی : جناب ! اس تحریک کا نمبر کیا ہے ۔

مسٹر سپیکر : اس کا نمبر 96 ہے ۔ روکڑی صاحب ! یہ تو آپ بغیر عصے کے بھی مجھے بتا سکتے تھے ۔

خان امیر عبداللہ خان روکڑی : جناب اس کے متعلق حزب اختلاف سے بات بھی ہوئی تھی اور فیصلہ بھی ہوا تھا ۔

مسٹر سپیکر : اتفاق سے وزیر متعلقہ بھی موجود ہیں میں اسے ابھی لے لیتا ہوں ۔

تھل پراجیکٹ کی تعمیر میں افسران متعلقہ کی بد دیانتی اور ناقص میٹیریل استعمال کرنے کی وجہ سے پراجیکٹ میں شگاف پڑ جانا اور دس لاکھ ایکڑ رقبہ زیر آب آ جانا

مسٹر سپیکر : امیر عبداللہ خان روکڑی یہ تحریک پیش کرنے کی اجازت

طلب کرتے ہیں کہ اہمیت عامہ رکھنے والے ایک اہم اور فوری مسئلہ کو زیر بحث لانے کے لئے اسمبلی کی کارروائی ملتوی کی جائے ۔ مسئلہ موجودہ تھل پراجیکٹ کے بریچ ہونے کا ہے جس میں انسران متعلقہ کی نا اہلی اور لا پروائی کی وجہ سے تقریباً دس لاکھ ایکڑ رقبہ متاثر ہوا ہے ۔ مذکورہ پراجیکٹ کے ذریعے میانوالی ، مظفر گڑھ اور سرگودھا کا علاقہ سیراب ہوتا تھا ۔ موجودہ پراجیکٹ کا ایکس ۔ ای ۔ این پہلے بھی رشوت کے کیس میں ملوث ہے ۔ اس ایکس ۔ ای ۔ این نے پراجیکٹ پر استعمال ہونے والے سیمنٹ کو نا جائز طور پر فروخت کیا تھا ۔ عوام میں سخت بے چینی اور اضطراب ہے لہذا ایوان کی آج کی کارروائی ملتوی کرکے اس تحریک التوائے کار پر بحث کی جائے ۔

وزیر آبپاشی : جناب والا ! نہر تھل کے بالیں کنارے پر 9 ستمبر 1974ء کو رات کے 8 بجے سخت طوفان کی وجہ سے برجی نمبر 50 و 51 پر شگاف پڑ گیا ۔ اسے مورخہ 18 ستمبر 1974ء کو بند کر دیا گیا اور نہر میں ایک ہزار کیوسک پانی چھوڑ دیا گیا ۔ جسے آہستہ آہستہ مورخہ 29 ستمبر 1974ء کو چار ہزار کیوسک پانی پر لایا گیا ۔ ان دنوں نہر میں 6 ہزار کیوسک پانی چل رہا تھا اور اب اس بند کو مکمل طور پر مضبوط کیا جا چکا ہے اور اس میں معمول کے مطابق پانی چلایا جا رہا ہے جہاں تک ایکس ۔ ای ۔ این کا تعلق ہے فاضل ممبر کو غلط فہمی ہوئی ہے ۔ یہ وہ ایکس ۔ ای ۔ این نہیں ۔ جس پر سیمنٹ کے متعلق رشوت کا کیس چل رہا ہے ۔ اس کا تبادلہ ہو چکا ہے اور جو ایکس ۔ ای ۔ این اب وہاں ہیں ان کے خلاف رشوت کا کوئی کیس نہیں ۔ بہر حال چیف انجینئر سرگودھا نے ایک انکوائری کمیٹی مقرر کر دی ہے اور اس کی مکمل رپورٹ آنے پر فاضل ممبر کو پیش کر دی جائے گی ۔

خان امیر عبداللہ خان روکڑی : جناب والا ! میں ان کی اس بات سے اتفاق کرتا ہوں کہ اس ایکس ۔ ای ۔ این کا تبادلہ ہو چکا ہے اور نیا ایکس ۔ ای ۔ این آ چکا ہے ۔ میری گزارش یہ ہے کہ اس سے پہلے بھی اس کے متعلق نوائے وقت میں آ چکا ہے کہ اس کے کچھ حصے میں تھوڑا سا نقص ہے اور اس کی مرمت کرائی جائے ۔ اس کی پروانہ کی گئی ۔ اب دوبارہ "نوائے وقت" میں اس کے متعلق آیا ہے اور حالات یہ ہیں اور جہاں تک میری اطلاع کا تعلق ہے ۔ وہاں کے ٹھیکیدار اور ایکس ۔ ای ۔ این نے مل کر یہ بریچ کیا

ہے - یہ بریچ ہوا نہیں ، کیا گیا ہے - مشکل یہ ہے کہ جب بھی یہاں بریچ ہوتا ہے تو کہا جاتا ہے کہ طوفان آ گیا تھا - پہلے بھی طوفان آیا کرتے تھے - خدا جانے اب ان نہروں کو کیا ہو گیا ہے کہ جب بھی بارش ہوتی ہے تو یہ نہریں ٹوٹ جاتی ہیں - یہ معمولی مسئلہ نہیں - ہم چاول کاشت نہیں کر سکے - گندم کی فصل کو بھی نقصان ہوا ہے اور فصل بر وقت کاشت نہیں کی جا سکی - اگر آپ مناسب سمجھیں تو میں چاہتا ہوں کہ آزادانہ تحقیقات کرائی جائے اور اس کے لئے کسی سول جج یا سیشن جج کو مقرر کیا جائے جو آزادانہ تحقیقات کرے -

وزیر آبپاشی : میں فاضل ممبر کی تجویز سے سو فی صد اتفاق کرتا ہوں - میرے خیال میں ہائی کورٹ کا جج یا سول جج بھی انسان ہے اور ہو سکتا ہے کہ وہ چیف انجینئر کے زیر اثر آ جائے - میں تو فاضل ممبر کو اس تحقیقاتی کمیٹی کا چیئرمین مقرر کرنے کے لئے تیار ہوں -

علامہ رحمت اللہ ارشد : فاضل وزیر کا یہ کہنا کھلی توہین عدالت ہے کہ ہائی کورٹ کا جج کسی انجینئر کے دباؤ میں آ جاتا ہے - اس کو ریکارڈ سے حذف کیا جائے -

وزیر آبپاشی : میں یہ لفظ واپس لیتا ہوں - میری نیت اور مقصد یہ تھا کہ چونکہ ان کی تسلی نہیں ہو رہی - چیف انجینئر سرگودھا ڈویژن اریگیشن کا بہت بڑا افسر ہوتا ہے میں دعوے سے کہتا ہوں کہ اللہ کے فضل سے کم از کم پنجاب کے چیف انجینئر کے متعلق کوئی شخص یہ نہیں کہہ سکتا کہ وہ بے ایمان اور بددیانت ہیں یا اپنی ڈیوٹی میں کوتاہی یا کسی اور غلطی کے مجرم ہیں - میری دانست میں وہ نیک ترین اور most efficient آدمی ہیں - لیکن اس کے باوجود اگر فاضل ممبر کو ان کی integrity پر شک ہے تو میں نے اس لئے کہا ہے کہ ہائی کورٹ کا جج بھی انسان ہوتا ہے اور جتنا انسان کو اپنی ذات پر اعتماد ہوتا ہے اور کسی پر نہیں ہو سکتا - میں اس sense میں یہ لے رہا ہوں - میں اسیر عبداللہ روکڑی صاحب ، فاضل ممبر اور میرے قابل احترام بزرگ کی خدمت میں گزارش کرتا ہوں کہ اگر وہ کہیں تو میں خود ان کو اس انکوائری کمیٹی کا چیئرمین ، یا کہیں تو ممبر مقرر کر دیتا

ہوں ۔ اور اگر کہیں تو اور بھی دو ممبر صاحبان جنہیں وہ پسند کریں اس کمیٹی میں آ جائیں ۔ میں خود چاہتا ہوں کہ بالکل غیر جانب دارانہ اور صحیح الکوائری ہو تا کہ آئندہ بھی اگر ایسے واقعات ہوں تو ان کا مکمل طور پر سدباب کیا جا سکے ۔

خان امیر عبداللہ خان روکڑی : جناب والا ! انہوں نے بڑی فراخ دلی دکھائی ہے ۔ اپوزیشن سے حاجی محمد سیف اللہ خان کو لے لیں اور گورنمنٹ پارٹی سے کسی ممبر کو خود منتخب کر دیں ۔ میری تسلی ہو جائے گی ۔

وزیر آبپاشی : میں نہایت احترام کے ساتھ معزز ایوان کے ممبران کی خدمت میں یہ کہتا ہوں کہ اگر اس طرح چھوٹے چھوٹے واقعات میں جھگڑے ہوں گے تو ہم تمام ایم۔پی اے صاحبان کو انکوائریوں کے اوپر لگا دیں گے ۔ چونکہ آپ خود اس حلقے کے ہیں ۔ میں چاہتا ہوں کہ امیر عبداللہ صاحب کو اس میں ایک ممبر رکھ دیتے ہیں ۔ وہ خود موجود ہوں گے ۔ انہیں واقعات کا علم ہے ۔ وہ اس حلقے کے نمائندے ہیں ۔ ہر علاقے کے نمائندے کا فرض ہے کہ وہ عوام کی شکایات کو حکومت کے نوٹس میں لائے اور حکومت کا فرض ہے کہ ان کی موجودگی میں اور ان کی مدد سے ان کو حل کرے ۔ اس فرض کی ادائیگی کے لئے آپ سے موزوں ترین اور کوئی آدمی نہیں ہو سکتا ۔ آپ بہترین interest لیں گے ۔ لہذا میں انشاءاللہ کل سے یہ احکام جاری کر دوں گا کہ اس انکوائری کمیٹی میں آپ رکن ہوں گے اور اس کی رپورٹ کے بعد اس پر انشاءاللہ مناسب کارروائی ہو گی ۔

خان امیر عبداللہ خان روکڑی : میں تحریک واپس لیتا ہوں ۔

Mr. Speaker : In view of the statement of the Minister, the motion is not pressed.

مسٹر سپیکر : اب ہم قانون سازی کا کام شروع کرتے ہیں ۔ مسودہ قانون مرکب خوراک برائے مویشیاں پنجاب کو فی الفور زیر غور لانے کی تحریک بھی ہو چکی تھی اور oppose بھی ہو گئی تھی ۔ حاجی محمد سیف اللہ خان !

مسودہ قانون

مسودہ قانون مرکب خوراک برائے مویشیان پنجاب مصدرہ 1974ء

حاجی محمد سیف اللہ خان : جناب والا ! میں تحریک پیش کرتا ہوں :

کہ مسودہ قانون مرکب خوراک برائے مویشیان پنجاب مصدرہ 1974ء کو 15 نومبر 1974ء تک رائے عامہ معلوم کرنے کی غرض سے متداول کرایا جائے ۔

Mr Speaker : The motion is :

That the Punjab Compound Feeding Stuff Bill, 1974 be circulated for he purpose of eliciting opinion thereon by the 15th November, 1974.

مسٹر سپیکر : آپ اس کو انٹروڈیوس کرتے ہوئے کچھ کہنا چاہتے ہیں ۔

وزیر قانون : جی نہیں ۔

مسٹر سپیکر : حاجی محمد سیف اللہ خان !

حاجی محمد سیف اللہ خان : جناب والا ! میں آج کے اس قانون کے سلسلے میں جو مرکب خوراک برائے مویشیان کے نام سے منظوری کے لئے اس ایوان میں پیش کیا گیا ہے ۔ جناب وزیر زراعت بریگیڈیر صاحب داد خان کو جو اس ایوان میں موجود نہیں ہیں ۔ دلی طور پر مبارک باد پیش کرتا ہوں ۔ یہ مبارک باد میں اس لئے پیش نہیں کرتا کہ وہ ایک اچھا قانون اس ایوان میں لائے ہیں یا انہوں نے ایک لوک اور اچھے مسئلے کی طرف اس معزز ایوان کی توجہ مبذول کرائی ہے کیونکہ اچھا قانون لانا یا کسی اہم اور اچھے مسئلے کی طرف اس ایوان کی توجہ مبذول کرانا ان کا ہی نہیں ، بلکہ ہر ممبر کا اولین فرض ہے اور ہم اس مقصد کے لئے آئے ہیں ۔ کسی فرض کی بجاآوری کے

سلسلے میں مبارک باد پیش کرنے کا میں قائل نہیں ۔ جس غرض کے تحت میں مبارک باد پیش کر رہا ہوں وہ یہ ہے کہ یہ پہلا ایک اہم اور جامع قانون ہے جو بل کی شکل میں اس ایوان میں پیش کیا جا رہا ہے اور جس کا اس حکومت نے آرڈیننس جاری نہیں کیا جس کی وہ قبل ازیں عادی ہو چکی ہے ۔ میں امید اور توقع رکھتا ہوں کہ ہمارے دیگر وزراء صاحبان بھی ان کے اس نیک عمل کی تقلید کریں گے اور اس ایوان کی sovereignity کو برقرار رکھتے ہوئے اپنے ان اختیارات کو استعمال نہیں کریں گے جو مخصوص حالات میں آرڈیننس نافذ کرنے کے لئے ان کو دیئے جاتے ہیں ۔ پر وہ قانون جو اس صوبے کے مفاد کے لئے نافذ ہو وہ اس قانون کی طرح بل کی شکل میں ایوان میں پیش کیا کریں گے ۔

جناب والا ! کوئی نہیں جانتا کہ خوراک کی ملاوٹ کا مسئلہ چاہے وہ انسانوں کی خوراک ہو چاہے جانوروں کی ، چاہے کسی بھی ذی روح سے اس کا تعلق ہو ، ہمارے لئے اتنا ہی اہم ہے جتنی ہماری اپنی جان ، جسم اور خوراک ہے ۔ یہ درست ہے کہ موجودہ قانون جانوروں کی خوراک کی ملاوٹ سے متعلق ہے اور ہمیں یہ بھی اچھی طرح علم ہے کہ اس سے قبل انسانوں کی خوراک کی ملاوٹ کے بارے میں قانون اس صوبے میں نافذ کر چکے ہیں ۔ جو قانون اس سلسلے میں پہلے سے نافذ شدہ ہے میں سمجھتا ہوں کہ اس میں بھی بہت حد تک اس امر کی کوشش کی گئی ہے کہ خوراک میں ملاوٹ نہ ہو خوراک کے سلسلے میں جو انسان کے جسم اور روح کو برقرار رکھنے کے لئے ایک اہم چیز قرار دی جاتی ہے ، پہلے بھی کوشش کی گئی ہے ۔ چاہیے تو یہ تھا کہ انسانوں کی خوراک سے متعلق اس صوبے میں چلے جو قانون نافذ ہے ، اس سے ہم کوئی سبق سیکھتے اور یہ اندازہ کر لیتے کہ کسی سماجی اور معاشرتی برائی کا حل قانون سازی سے ممکن ہے ؟ کیا ہم اس قسم کی سماجی اور معاشرتی برائیوں کا خاتمہ قانون سازی سے کر سکتے ہیں ؟ میں تو یہی سمجھتا ہوں کہ اس حکومت نے اس قانون کے نفاذ سے کوئی سبق حاصل نہیں کیا ۔ باوجود اعتراف کرنے کے ، باوجود تسلیم کرنے کے کہ نہ صرف یہ حکومت ، بلکہ اس سے پہلے کی حکومتیں بھی اس قانون کو موثر طور پر نافذ کرنے میں ناکام رہی ہیں اور اس صوبے کے عوام کو کبھی خالص اشیائے

خوردنی نصیب نہیں ہو سکیں ۔ اس قانون کو لانے اور پاس کرانے سے پہلے ہمیں اس چیز کا تجزیہ کرنا چاہئے تھا کہ کون سی تدابیر اور ذرائع ہم اختیار کریں جن سے ہم اس اہم ترین مسئلے کو حل کر سکیں اور اس برائی کا ، جو سنگین ترین برائی ہے ، جسے اگر معاشرے سے غداری کا نام دیں تو بے جا نہ ہو گا ، قلع قمع کرنے کے لئے ہمیں کیا کرنا چاہئے تھا ؟ کبھی ہم نے یہ بھی سوچا ؟ کبھی ہم نے یہ بھی سوچا ہے کہ ملاوٹ کا رجحان اس صوبے کے عوام میں کیوں دن بدن بیش ہو رہا ہے ؟ یہ ملاوٹ کا رجحان کیوں بڑھ رہا ہے ؟ بہرحال اس سے تو کسی کو بھی اختلاف نہیں ہو گا کہ کوئی بھی شخص ملاوٹ اس لئے نہیں کرتا کہ اسے کسی شخص سے دشمنی ہے ۔ ملاوٹ قطعی طور پر وہ اس بنا پر نہیں کرتے کہ انہیں اس صوبے کے عوام سے کسی قسم کا بدلا لینا ہے یا انہیں صوبے کے عوام کی صحت سے کسی قسم کی کوئی پرخاش یا دشمنی ہے ۔

اصل میں ہوس دولت اور راتوں رات امیر بن جانے کی خواہش نے اس قسم کا کاروبار کرنے والے لوگوں کو اتنا اندھا کر دیا ہے کہ وہ اس مذموم ترین کاروبار کو اپنانے میں بھی شرم محسوس نہیں کرتے ۔ اصل بات یہ کاروبار نہیں جس سے شرم آنی چاہئے ۔ شرم آنے کی بات یہ ہے کہ وہ قوم جو اپنے آپ کو مسلمان کہلاتی ہے ، وہ لوگ جن کی تاریخ میں ایک پیاسا دوسرے کی پیاس کو اپنی پیاس سے مقدم رکھتے ہوئے جان تک دینا گوارا کر لیا کرتا تھا ۔ وہ یہ گوارا نہ کرتے تھے کہ ان کا بھائی ایک شدید مشکل اور پریشانی میں ہو تو اس کی مشکل اور پریشانی تو دور نہ ہو اور ہم اپنی پریشانی دور کر لیں۔ ہماری روایات تو یہ ہیں ۔ آخر ہم کیوں اپنی روایات کو بھول گئے ہیں ؟ کیوں اس قسم کا مذموم ترین کاروبار کرنے سے بھی نہیں گھبراتے ؟ ہمارا مقصد یہی ہوتا ہے کہ ہم کسی طریقے سے امیر بن جائیں ۔ ہم پیسہ اکٹھا کر لیں ہم دولت اکٹھی کر لیں ۔ جناب والا ! دیکھنا یہ ہے کہ یہ کاروبار جو محض دولت اکٹھی کرنے کے لئے اس صوبے کے رہنے والے کاروباری حضرات اپناتے ہیں اس میں ہمارا کتنا ہاتھ ہے اور ہماری حکومت کا کتنا ہاتھ ہے ؟ کیا صرف یہی وہ لوگ ہیں جو ملاوٹ کا کاروبار کرتے ہیں ؟ صرف وہی دولت کی ہوس گیری کا شکار ہیں یا اس کی مثالیں ہم نے خود پیدا کی ہوئی

ہیں ؟ فرق صرف اتنا ہے کہ کوئی برا کام کر کے دولت اکٹھی کرتا ہے اور کوئی شرفا کے بھیس میں دوسرے طریقے اختیار کر کے غلط انداز سے دولت اکٹھی کرتا ہے ۔ میں سمجھتا ہوں کہ ایک آدمی جو ملاوٹ کر کے دولت اکٹھی کرتا ہے اور ایک آدمی جو وزارت یا کسی اور عہدے پر فائز ہو کر کس ناجائز طریقے سے دولت اکٹھی کرتا ۔ دونوں برابر کے مجرم ہیں اور جناب والا ! اسی کی ذمہ داری کس پر ہے ؟ کیوں یہ رجحان عام ہو رہا ہے ؟ کیوں اس رجحان کی بدولت لوگ ملاوٹ تک کا مذموم ترین کاروبار کرنے سے بھی گریز نہیں کرتے اور نہیں گھبراتے ؟ اس کی وجہ یہی ہے کہ ہم نے اس کی اصل جڑ کو اپنے اندر روا رکھا ہوا ہے ۔ اصل بیماری کو ہماری ہی نہیں سمجھا کہ ہم لوگوں میں یہ جذبہ پیدا کریں کہ انسان کی اصل چیز اس کا کردار اور ضمیر ہے ۔ ان کی شرافت اور ان کی دولت ہے ۔ ہمارے ہاں دولت بڑھانے کا رواج اتنا بڑھ چکا ہے کہ جتنی بھی حکومتیں آئی ہیں ۔ جتنے بھی ادوار گزرے ہیں ۔ ان حکومتوں کے سربراہان نے ۔ اکابرین نے اور کارندوں نے ، جنہیں افسران اور نوکر شاہی کا نام دیا جاتا ہے، دولت اکٹھی کرنے کو اپنا شعار بنا لیا ۔ دولت کی ہوس پھیلتے پھیلتے اب عوام کی جڑوں تک پہنچ گئی ہے اور اب یہ عالم ہے کہ عوام کسی بھی طریقے سے دولت اکٹھی کرنے کے پیچھے دوڑ پڑتے ہیں ہم اپنے اخلاق کو قطعی طور پر خراب اور ختم کر چکے ہیں ۔ جناب والا ! اگر یہ حکومت سمجھتی ہو ۔ اس حکومت کے ذہن میں یہ چیز ہو کہ ہم یہ قانون نافذ کر کے جانوروں کی خدمت کر دیں گے اگر انہوں نے اس احساس کے تحت یہ بل اس ایوان میں پیش کیا ہے کہ قانون سازی کر دینے کے بعد جانوروں کی مرکب غذا خالص مل جائے گی تو میں سمجھتا ہوں کہ اس سے بڑھ کر خود فریبی شاید ہی کوئی ہو سکے ۔

جناب والا ! یہ کوئی لیا قانون نہیں یہ ملاوٹ کے بارے میں بھلا قانون نہیں ۔ موجودہ حکومت اس کا سہرا اپنے سر نہیں لے سکتی ۔ میں مختصر الفاظ میں ملاوٹ کے انسداد کے بارے میں چھوٹی سی تاریخ بیان کر دوں اور اسی لئے میں نے کہا تھا کہ کسی بھی دور میں کسی بھی حکومت نے اس برائی کی جڑ کی طرف توجہ نہیں دی ۔ میں صرف اکیلے ان پر ذمہ داری نہیں ڈال رہا بلکہ ان سمیت تمام حکومتوں پر ڈال رہا ہوں اور یہ توجہ کوئی پہلی دفعہ آپ نے نہیں دی ۔

جناب والا ! سب سے پہلے 1860ء میں تعزیرات ہند میں چند provisions اس ملاوٹ کے بارے میں رکھی گئی تھیں اس کے بعد یہ محسوس کیا گیا کہ اس مختصر سی قانون سازی سے یہ مسئلہ حل نہیں ہوتا ۔ جناب والا ! اس پر اس وقت کی حکومت نے 1919ء میں دی پنجاب اڈلٹریشن ایکٹ 1919ء کے نام سے ایک جامع قانون دیا کہ شاید اس مسئلے کا حل نکل سکے ۔ مسئلہ حل نہ ہوا ۔ جناب والا ! اس قانون کو بعد میں غیر موثر سمجھتے ہوئے ۔ 1929ء میں پیور فوڈ ایکٹ کے نام سے ایک دوسرا قانون دیا گیا جو مختلف ترامیم کے ساتھ جاری رہا اور بالآخر 1961ء میں ایک اور قانون باقی تمام قوانین کی تنسیخ کرتے ہوئے نافذ کیا گیا ۔ جس کی 1965ء میں ترمیم ہوئی ۔ جناب والا ! میری یہ گذارش کرنے کا مقصد یہ ہے کہ یہ مسئلہ لیا نہیں دیرینہ ہے ۔ اس مسئلے پر قانون سازی پہلی مرتبہ ہم نہیں کر رہے بلکہ ان قانون سازیوں سے ہم پر یہ سبق راسخ ہو چکا ہے کہ قانون سازی ان مسائل کا حل نہیں ۔ قانون سازی سے آپ اس رجحان کو ختم نہیں کر سکتے ۔ قانون سازی سے کبھی دولت گیری کی ہوس کو ختم نہیں کیا جا سکتا ۔ قانون سازی سے کبھی ملاوٹ کے دھندے اور کاروبار کو ہمیشہ کے لئے ختم نہیں کر سکتے ۔ آپ اگر ختم کر سکتے ہیں تو صرف اپنے عمل سے ۔ آپ سادگی اختیار کیجئے ۔ آپ اپنے لئے دولت کو حرام قرار دے دیجئے ۔ آپ اپنے منشور کو اپنا لیجئے آپ اپنے منشور کو اپنے وجود پر حاوی کر لیجئے تو پھر میں دیکھوں گا کہ اس صوبے کے کس شخص کو جرأت ہوتی ہے کہ وہ مذموم طریقوں سے امیر بن جائے ۔ آپ کا وزیر سادہ حیثیت سے باہر نکلے ۔ اس کی کوئی جائیداد نہ ہو ۔ اس کی کوئی مالی حیثیت نہ ہو تو صوبے کے عوام کو یہ ہوس اور خواہش پیدا نہیں ہو سکتی ۔ اور پھر لوگ ہمیشہ بادشاہوں کے دین پر چلتے ہیں "الناس علی دین ملوکھم" بادشاہوں کے عمل کو لوگ اپنایا کرتے ہیں ۔ جب سربراہان ہی غلط روش اپنا لیں تو لوگوں میں یہ خواہش کیسے ختم ہو سکتی ہے ۔

سپیکر : حاجی صاحب میں آپ کو ٹوکنا نہیں چاہتا مگر بہر حال یہاں تک تو بات ٹھیک ہے کہ شاید اگر وزیر بھی اس طرح نکلیں تو اس کا لوگوں پر بہتر اثر ہوگا مگر یہ آپ کی تقریر کی تفہیم نہیں ہو سکتی ۔ یہ بات صرف بطور ریفرنس کے استعمال ہوگی ۔

حاجی محمد سیف اللہ خان : ٹھیک ہے سر ۔ جناب والا ! یہ موجودہ قانون جس میں اس خواہش کا اظہار کیا گیا ہے کہ اس صوبے کے جانوروں کو بھی حق حاصل ہے کہ وہ بھی خالص غذا حاصل کر سکیں ۔ وہ بھی اس ملاوٹ کی زد سے بچ جائیں اگر حکومت یہ دیکھ لیتی اور سمجھ لیتی کہ جب بھی وہ اس قسم کے تعزیری قوانین کا اجرا کرتی ہے تو محض نافذ نہ کر سکنے کی وجہ سے وہ برائیاں بھی زور پکڑ لیتی ہیں ۔ میں یقین سے آپ کو کہہ رہا ہوں کہ جب تک پیور فوڈ ایکٹ نافذ نہ تھا ملاوٹ کا دھندا اتنا عام نہ تھا جتنا اس پیور فوڈ ایکٹ کو قانون بنا دینے کے بعد عام ہوا ۔ ایسا کیوں ہوا ؟ جناب والا ! میں یہ نہیں کہتا کہ کسی برائی کو ختم کرنے کے لیے کسی قسم کی کارروائی نہ کی جائے ۔ دیکھنا یہ ہوتا ہے کہ آیا ہم کارروائی کرنے اور اس قانون کو چلانے کے اہل بھی ہیں ؟ آیا ہم اس قانون سے وہ فوائد اور مقاصد حاصل کر لیں گے جن کے لئے یہ قانون نافذ کیا جا رہا ہے یا یہ بھی گزشتہ قوانین کی طرح حیوانات کی پرورش اور حوصلہ افزائی کے لئے نہیں بلکہ چند ملازمین، ان کے ذمہ دار افسران کی پرورش کی خاطر نافذ کیا جا رہا ہے اور وہ برائی جس سے ان میں تھوڑا سا خوف بھی پیدا ہوتا ہے اور شاید ذرا بھر ضمیر بھی ملامت کرتا ہو ۔ پھر یہ ایک protected برائی بن جاتی ہے ۔ جس میں لائیسنس اس چیز کا نہیں دیا جاتا کہ وہ خالص اشیائے خوردنی تیار یا پیش کریں ۔ لائیسنس اس چیز کا دیا جاتا ہے کہ جو ملاوٹ تم لائیسنس لے کر کرو گے ۔ اس پر تمہیں کوئی بھی نہیں پوچھے گا ۔ جو ملاوٹ اس انسپکشن کی نگرانی میں اس کے مشورے سے اور اس کے ساتھ سازش کرکے کروگے ۔ اس میں تمہیں کوئی نہیں پوچھے گا اور اگر تمہیں کوئی پوچھے گا تو اس صورت میں کہ جب تم خالص غذا بازار میں بیچنے کے لئے پیش کرو گے اور اس انسپکشن افسر کو جس کی ڈیوٹی لگی ہوئی ہے ۔ اس کی پڑتال کا حصہ اور کمشن نہیں دو گے ۔ اس وقت تک اس کے بغیر کاروبار نہیں کر سکتے ۔

جناب والا ! میں تجربہ کی بات کہہ رہا ہوں میں کاغذوں کی حد تک رہنے کا قائل نہیں ۔ میں پہلے بھی عرض کر چکا ہوں کہ یہ کوئی پہلا قانون نہیں ۔ جناب والا ! گزشتہ قوانین بھی شاہد ہیں کہ ہماری لیبارٹریز کا کیا حال ہے ہمارے ان ذمہ دار افسران اور ہمارے ان انسپکٹروں کا کیا حال ہے جو آج

کارخانوں سے اور ان دکان داروں سے ماہانہ وصول کتنے ہیں ۔ جو ملاوٹ کا مذموم کاروبار کرتے ہیں اور جن کی طرف ان کی نگاہ نہیں جاتی ۔ اگر چالان ہوتے ہیں اور عدالتوں میں پیشیاں بھگتتے ہیں ، اگر عدالتوں میں کسی پر تباہی وارد ہوتی ہے ۔ تو ان غریب چھوٹے چھوٹے کریانہ فروشوں پر جو پانچ دس روپے کا سودا لے کر دکانوں پر بیٹھے ہوتے ہیں اور وہ اس قابل نہیں ہوتے کہ ماہانہ دے سکیں ۔

جناب والا ! میں چشم دید چیزیں آپ کی خدمت میں عرض کر رہا ہوں یہ قانون بھی اسی طرح غیر موثر ہوگا ۔ جس طرح اس قسم کے قوانین غیر موثر ہو چکے ہیں کیونکہ اسی حکومت کی نگرانی میں بھی اس قسم کے عمل ہوتے رہے ہیں موجودہ حکومت بھی Pure Food Act کو نافذ کرنے میں ناکام رہی ہے اور قطعاً یہ دعویٰ نہیں کر سکتی کہ اس کے آنے کے بعد صوبے کے عوام کو خالص غذا ملنا شروع ہو گئی ہے ۔ پہلے اس قسم کے قوانین جو انسان کی زندگی سے، اشرف المخلوقات سے وابستہ ہیں۔ انہیں تو ہم نافذ نہیں کر سکے ۔ ان پر تو عمل نہیں کر سکتے ۔ ان کے مطابق تو ہم شہریوں کو خالص غذا نہیں دے سکے اور موجودہ قانون سے دعویٰ کر رہے ہیں کہ جانوروں کو خالص غذا مل جائے گی ۔

جناب والا ! مجھے اچھی طرح یاد ہے کہ ایک وقت میں حکومت کی جانب سے ہدایت ہوئی کہ samples لو اور وہ بھی ٹھوک کے حساب سے جس طرح پولیس کو ہدایات کی جاتی ہیں کہ 109 کے کم از کم سو چالان ہر مہینے کیے جائیں ۔ چاہے وہ غریب ہو ۔ شریف ہو ۔ اس طرح ایک دفعہ ہدایات چلی گئیں اور مہم کی شکل میں چھوٹے چھوٹے دکانداروں سے samples لینے شروع کر دیے گئے ۔ میں اس وقت کے ڈی ۔ سی کے پاس گیا اور عرض کی کہ جناب بے چارے غریب لوگ ہیں پانچ ۔ دس روپے ان کی سالانہ حیثیت ہے ۔ باہر سے سودا لاتے ہیں اور ان غریبوں کا ملاوٹ میں چالان کرواتے ہیں ۔ وہ شخص ایک پیشی بھگتنے چلا جائے تو اس کا کاروبار ٹھپ ہو جاتا ہے اور بچے بھوکے بیٹھے رہتے ہیں ۔ ان کو پکڑیے جو بڑے بڑے لوگ ہیں جو monthly دیتے ہیں وہ کہنے لگے کہ نہیں جی ہمارے پاس تو لیبارٹریز سے

رپورٹ آتی ہے ہم خود تو کارروائی نہیں کرتے - ہم تو samples لے کر لیبارٹریز کے پاس بھیجتے ہیں اور جب لیبارٹریز اس چیز کا سرٹیفکیٹ دے دیتی ہیں جس طرح کی پروویژن اس قانون میں بھی رکھی گئی تھی بعینہ اس طرح کی پروویژن اس قانون میں رکھی گئی ہے - ہم مجبور ہیں لیبارٹریز سے سرٹیفکیٹ آ جاتا ہے کہ یہ adultrated stuff ہے - تو ہم اس کے مطابق کارروائی کریں گے - میں نے کہا جناب بالکل بجا ہے - آپ کی نگاہ میں لیبارٹری دیانتدار ہوگی ان لیبارٹریز کے بارے میں میرا ذاتی تجربہ بھی ہے آپ مہربانی کرکے اس کا بھی تجربہ کرلیں - انہوں نے کہا ، وہ کس طرح ؟ میں نے اپنی جیب سے (یہ میں آپ بیتی بتا رہا ہوں) دس۔بارہ سرخ مرچ نکالیں - وہیں اچھی طرح صاف کرکے ڈی۔سی۔کے روبرو ان کو مسلا اور وہاں پر جناب والا پیکٹ بنائے ایک پیکٹ میں نے رکھا اور ایک پیکٹ ڈی۔سی۔صاحب نے اور ایک پیکٹ ان ہی کی میز پر بیٹھے ہوئے لیبارٹری کے پاس بھیجا گیا - دس دن کے بعد رپورٹ آ گئی کہ اس میں فلاں فلاں اجزا زہریلے ہیں ، فلاں فلاں اجزا خراب - میں نے ڈی۔سی صاحب کو کہا کہ جناب یہ ہے آپ کی لیبارٹری ، یہ ہیں آپ کے کارندے اور یہ ہیں آپ کے افسران اب بتائیں کہ ان سرٹیفکیٹوں کی بنا پر آپ کس کو مجرم قرار دیتے ہیں جن کی سزا اس قانون میں بھی آپ نے رکھ دی ہے کہ جس شخص کے خلاف سرٹیفکیٹ آ جائے گا تو شہادت کے لئے وہی سرٹیفکیٹ کافی ہوگا - اور اس کی اسے سزا دی جائے گی - آپ اپنی لیبارٹریز کو اچھی طرح سے equip کریں - جناب والا ! جن پر ذمہ دار اور بھروسہ کیا جا رہا ہے کہ ان ہی لیبارٹریز کا tested مال خالص اور صحیح تصور ہوگا - ان ہی کا سرٹیفکیٹ ہمارے لئے مستند ہوگا - آپ ان کی حالت قانون نافذ کرنے سے پہلے دیکھ لیں - آپ کے اس قانون کی مٹی بھی پلید ہوئی ہے - وہ انہی لیبارٹریز اور فوڈ انسپکٹرز نے کی ہے - ذمہ دار افسران نے کی ہے جو ماہانہ وصول کرتے ہیں -

جناب والا ! آپ کو یاد نہیں جب ایک دفعہ اس حکومت نے مہم چلائی تھی جب یہاں پر تو دوائیوں میں بھی ملاوٹ شروع ہو گئی تھی تو چھاپے پڑنے شروع ہو گئے تھے - ہر دوکان سے samples لینے شروع ہوئے مہم کس وقت شروع ہوتی ہے - کہ کس وقت چھاپے پڑتے ہیں - عوام چیختے رہیں پروا

نہیں - عوام کہیں کہ آٹا خالص نہیں ملتا ہم کہتے ہیں کہ خالص ہے - عوام واویلا کرتے رہیں - کان پر جوں نہیں رینگتی - جب ان کے انسپکٹرز بھوکے ہوتے ہیں ، جب ان کے ذمہ دار افسران کو پیسے کی ضرورت ہوتی ہے - جب ان کے اقربا کسی قسم کی undue gratification چاہتے ہیں تو حکام چلے جاتے ہیں اور عوام کے واویلے اور پریشانی کا احساس تک نہیں ہوتا -

جناب کو اچھی طرح یاد ہے - کہ اس ایوان میں، گو وہ ایوان ٹاؤن ہال تھا مگر نام اسی ایوان کا تھا ، اس میں میں نے ایک تحریک التوائے کار دی تھی کہ جناب والا ! ان کی لیبارٹریز میں وہ equipment نہیں جس کے ذریعے نتیجہ لے کر کسی چیز کو ناخالص قرار دیا جاتا ہے اور اس وقت کے وزیر صاحب نے On the Floor of the House اس بات کو درست تسلیم کیا تھا کہ ہاں جناب ہمارے پاس وہ equipment نہیں اور کہا تھا کہ وہ equipment حاصل کرنے کی کوشش کر رہے ہیں - جب اُن سے پوچھا گیا کہ جب آپ کے پاس وہ equipment نہیں تو ان کا تجزیہ اس کے بغیر نہیں ہو سکتا اور جس دوائی کو آپ کی لیبارٹری نے ناخالص قرار دیا - اسی کو نیشنل لیبارٹری اسلام آباد اور کراچی کی لیبارٹری نے خالص قرار دیا - کیا ان میں وہ equipment تھا اور آپ کی لیبارٹری میں نہ تھا ؟ تو پھر اس کا کیا جواز پیدا ہوتا ہے کہ آپ چالان کریں یا ان کے خلاف سمم چلائیں - جب آپ کے پاس پورے اوزار نہیں - لیبارٹریز میں equipments نہیں تو ان کے سرٹیفکیٹس آپ کے لئے کیسے قابل قبول ہوں گے ؟ وہی کچھ ہوا - انہی کے بیان پر معاملہ عدالت میں گیا اور سپریم کورٹ نے بھی فیصلہ دیا کہ ان کی تمام ترکارروائی خلاف قانون ہے اور جب تک وہ equipment نہ ہو اس لیبارٹری کا کوئی تجزیہ قابل قبول نہیں قرار پا سکتا -

جناب والا ! یہ تو ہماری لیبارٹریز کا عالم ہے - اب عام مشاہدے کی چیز میں آپ کو بتا دوں جس کی مثال میں نے پہلے بھی آپ کو مرچوں کی شکل میں دے دی ہے - ہوتا کیا ہے جناب والا ! کہ جو شخص بھی اشیائے خوردنی کا کاروبار کرتا ہے جو بھی اس قسم کی چیزیں بناتا ہے ہر وہ شخص جس پر اس قانون کا اطلاق ہوتا ہے اس کے پاس حکومت کے کارندے پہلے

پہنچ جاتے ہیں کہ ہمیں monthly کیا دوگے ؟ اگر کوئی شریف آدمی یہ جواب دے دے کہ صاحب میں تو ملاوٹ کرتا ہی نہیں میں تو اس قسم کا دھندا کرتا ہی نہیں چاہتا ۔ میں آپ کو کس چیز کا ماہانہ دوں تو اس کے لئے اس صوبہ میں کام کرنا دوبھر ہو جاتا ہے اور یہ نہیں کہ صرف انسپکٹر کی حد تک محدود ہو اور ان کے رکھے ہوئے انسپکشن افسران تک محدود ہو بلکہ یہ لنک کیمسٹوں تک جاتا ہے اور انسپکٹر پر یہ لازم ہوتا ہے کہ وہ ماہانہ اتنا روپیہ ہر قیمت پر انسپکشن افسران کو دے اور ماہانہ اتنا روپیہ ہر قیمت پر کیمسٹوں کو دے جنہوں نے رزلٹ دینا ہے..... ...اور جناب والا ! باقاعدہ Code words چلتے ہیں ۔ جو شخص انہیں ماہانہ نہ دے چاہے اس کا stuff کتنا ہی بہترین کیوں نہ ہو وہاں پر تو سرٹیفکیٹ پہلے ہی نالب ہوتے ہیں آج متعلقہ وزیر صاحب اگر موجود ہوتے تو میں انہیں بتاتا یا ہو سکتا ہے کہ سینئر وزیر صاحب کو یہ توفیق ہو جائے کہ وہ جا کر لیبارٹری پر چھاپہ ماریں اور دیکھیں کہ وہاں پر سرٹیفکیٹ چھپے پڑے ہیں ۔ تجزیہ پہلے سے ہوا پڑا ہوتا ہے صرف ان پر نام لکھا جاتا ہے اور سرٹیفکیٹ روانہ کر دیا جاتا ہے ۔ میں حلفاً آپ کو بتا رہا ہوں ۔ ایسے دیں تو چالان نہیں ہوتا اور اگر ایسے نہ دیئے جائیں تو چالان ہو جاتا ہے ۔ ایسے دے دیئے جائیں تو بغیر تجزیے کے ہی سرٹیفکیٹ دے دیئے جاتے ہیں ۔ جناب والا ! جس صوبے کی یہ حالت اور کارکردگی ہو ، یہ اختیارات آپ بے شک انسپکٹر کو دے دیں ۔ یہ قانون آپ پاس کر دیں ۔ جس کے گھر چاہیں داخل ہو جائیں بغیر اطلاع کے ، بغیر جواز کے داخل ہو جائیں ۔ One has to believe جب یقین ہو جائے کسی چیز کے بارے میں جب انسان کو خود یقین نہ ہو ، یقین کی حد تک وہ دعویٰ نہ کرتا ہو کہ فلاں premises میں اس قسم کے جرم کا ارتکاب ہو رہا ہے ، فلاں premises میں اس قسم کے غلط اجزا یا ، غلط خوراک موجود ہے ہم قانون میں یہ سنتے آئے تھے ، یہ نیا پرورش حیوانات تو نہیں یہ تو آپ کے پروردہ جانور ہیں ان کی پرورش کا سامان پیدا کیا جا رہا ہے ۔ یہاں پر یہ کہا گیا ہے کہ ہر انسپکٹر ہر انسپکشن آفیسر اور ہر کیمسٹ کو اختیار ہو گا ۔

If he has reason to suspect

جناب والا ! میں نے تو قانون کی تاریخ میں ایسا جملہ کبھی نہیں دیکھا۔

شک کا تو فائدہ ہمیشہ ملزم کو دیا جاتا ہے - جب کسی کے بارے میں آپ کو شک ہو جائے کہ یہ ملزم ہے یا نہیں یہ حقیقت ہے یا نہیں ، تو قانون کا تو واضح فیصلہ یہ ہے کہ شک پر آپ کوئی کارروائی نہیں کر سکتے اور یہاں پر یہ قانون میں لکھ دیا گیا ہے کہ اگر ان آفسران کو کسی کے بارے میں کسی قسم کا کوئی شک پیدا ہو جائے تو وہ اس کے گھر کی تلاشی لے لے ، اس کی عزت برباد کر دے ، اور اس کی نہیں کریں گے جو مجرم ہوگا - جو ملاوٹ کرے گا - اس کی نہیں کریں گے جو اس گندے کاروبار میں شریک ہوگا ، یہ تلاشیاں ہوں گی بھی تو شرفا کی ، اور میں اس بنیاد پر نہیں کہہ رہا کہ یہ کسی قسم کے مفروضے پر مبنی ہے ، یا ہم کسی کی نیت پر شک کر رہے ہیں ، بدگمانی کر رہے ہیں ، بلکہ ہم تو روزمرہ دیکھ رہے ہیں - اسی طرح کے قانون کی روشنی میں روزانہ مشاہدہ کر رہے ہیں جو انسانوں کی پروا نہیں کرتے جو انسانوں کے لئے اس قسم کے عمل کو چلایا کرتے ہیں - کیا ان سے اس قسم کی توقع کر سکتے ہیں کہ وہ جانوروں کے لئے ، ان بے زبانوں کے لئے غلط کاریاں نہیں کریں گے یا اس قانون کا غلط استعمال نہیں کریں گے یا وہ مجرموں کو پکڑنے کے لئے صحیح کارروائی کریں گے ؟ جناب والا ! آپ کو اگر ان لوگوں پر بھروسا اور یقین ہو تو ہو مجھے نہیں - میں نے پہلے عرض کیا تھا کام بہت اچھا ہے اور یہ خوش قسمتی ہے کہ یہ کام اس وزیر کی طرف سے سر انجام دیا جا رہا ہے جسے صحیح معنوں میں اس کے انجام دینے کا حق ہو سکتا تھا - جناب صاحب داد خان صاحب کا بیشتر تعلق ان جانوروں سے بھی ہے - ہمیں خوشی ہوئی کہ آخر ان جانوروں کا بھی کوئی نمائندہ اس ایوان میں پہنچا - آخر انہیں بھی جانوروں کا احساس ہوا اور وہ ان کی بہبودی اور بہتری کے لئے اور انہیں بہتر غذا فراہم کرنے کے لئے یہ قانون اس ایوان میں لائے ہیں بہرحال میں سمجھتا ہوں کہ ضرورت سے زیادہ جانوروں کا احساس ، خیال شاید ہی کوئی اور کر سکے - جانوروں کی طرف سے میں ان کا شکریہ ادا کرتا ہوں (قہقہہ) اور ان کے لئے بہت نیک فال ہے کم از کم وہ دیکھ لیتے کہ آخر کل وہ جانوروں کو جن سے ان کا ہمیشہ سے واسطہ رہا ہے ، کیا منہ دکھائیں گے ، جب یہ قانون بھی اسی طرح رہے گا اور ملاوٹ پہلے سے بھی بڑھ جائے گی ؟ پہلے سے زیادہ نا خالص غذا انہیں ملنے لگ جائے گی تو پھر میں یہ

سمجھتا ہوں یہ ہمیشہ کے لئے جانوروں سے رشتہ ناطہ توڑنے والا قصہ ہو جائے گا ۔ یہ اُن کے لئے بھی ٹھیک نہ تھا ۔ گو انہوں نے نیک نیتی سے یہ قانون اس ایوان میں پیش کیا ہے ۔ جناب والا ! اصل مقصد اصل چیز جس کی طرف ہمیں توجہ کرنی چاہیے ، وہ یہ ہے کہ وہ افراد لائیے ، وہ عمال لائیے ، وہ انسان لائیے وہ ادارے لائیے جو آپ کے قانون چلانے کے ذمہ دار ہوں اور میں یقین کی حد تک آپ کو کہہ رہا ہوں کہ آپ اس قانون کو چلانے والے صحیح افراد پیدا کریں اس قانون کو موثر طور پر نافذ کرنے کے لئے ادارے بنائیں ۔ محض چند افسران کی پرورش کے لئے ، محض چند اور آدمیوں کو نوکر رکھنے کے لئے ۔ دولت کی ہوس کو پیدا کرنے کے لئے اس قانون کو لانے اور اسے نافذ کرنے کا کوئی فائدہ نہیں ۔ جناب والا ! آپ نے اس قانون میں یہ بھی رکھ دیا ہے کہ جو بھی یہ کاروبار کرے جو بھی مرکب غذا برائے مویشیان تیار کرے ۔ اس کے لئے لازمی ہوگا کہ وہ آپ سے لائسنس حاصل کرے ۔ جناب والا ! قانون میں لائسنس حاصل کرنے کے لئے یا کوئی کام کرنے کے لئے کوالیفکیشن یا ڈسکوالیفکیشن اس کا اہم حصہ ہوا کرتی ہے اور یہ ظاہر کرنا پڑتا ہے تاکہ حکومت اس کو غلط طور پر نہ نافذ کرے اور غلط طور پر نہ چلائے ۔ یہاں تو ہمیں اس بارے میں بھی تاریکی میں رکھا گیا کہ لائسنس دینے کی شرائط کیا ہوں گی ۔ اس کی کوالیفکیشن کیا ہونگی ، کون آدمی اس قسم کا کاروبار کرنے کا مجاز ہوگا کس آدمی کو اس کا لائسنس مل سکتا ہے ؟ جب تک یہ قانون کا حصہ نہ بنایا جائے اس کو یہ حق کیسے ہو سکتا ہے کہ وہ آپ سے یہ پوچھ سکے اس ایوان نے فلاں آدمی کو یہ اختیار دیا تھا اور آپ اس کو لائسنس دینے کے پابند ہیں ۔ آپ نے یہ اختیار بھی اپنے پاس رکھ لیا ہے کہ وہ کوالیفکیشن جو حکومت مقرر کر دے ۔ آپ کی کوالیفکیشن تو ہم نے دیکھ لی ۔ آپ کا معیار تو ہم نے پرکھ لیا ہے ۔ آپ کی کوالفیکشن تو یہی ہوگی کہ جو شخص پارٹی کا رکن ہو ۔ جو آپ سے سیاسی وابستگی رکھتا ہو ۔ جو آپ کا منظور نظر ہو جو آپ کی عنایت کا مستحق ہو ۔ ہمیں کیا پتا آپ کی کیا کوالیفکیشن پوری کرنی ہیں ؟ کیا آپ اس کاروبار کو ٹھپ کروانا چاہتے ہیں ؟ آپ مویشیوں کی غذا بنانے کے کاروبار کو ہمیشہ کے لئے ختم کرنا چاہتے ہیں یا اسے خالص بنانے چاہتے ہیں ؟ اگر آپ کی نیت اس سلسلے میں نیک تھی ،

اگر آپ اس قانون کو موثر انداز میں اس غرض سے نافذ کرنا چاہتے تھے کہ اس قانون کی رو سے مویشیوں کو خالص غذا مل سکے تو آپ کو کھلے دل سے اس قانون میں یہ واضح کر دینا چاہیے تھا کہ فلاں فلاں آدمی اس کا لائسنس لینے کا حق دار ہوگا اور فلاں فلاں خلاف ورزیوں کی صورت میں حکومت کے مجاز کردہ افسران کو یہ حق ہوگا کہ وہ اس کے لائسنس کو منسوخ کر دیں۔ یہاں تو آپ نے بالکل ایک پروویژن رکھ دی ہے اور اتنے لامحدود اختیارات اپنے پاس حاصل کر لیے ہیں کہ جس وقت بھی آپ چاہیں۔ اس قانون کا بھٹہ بٹھالیں اور اس صوبے کی معیشت کا بلکہ اس تمام تر کاروبار کا بھٹہ بٹھالیں جس طرح سے کہ انہوں نے گھی کی صنعت کا خاتمہ کیا ہے۔ جس طرح کپاس کی صنعت کو تباہ کیا ہے کہ آج اس کا کوئی خریدار ہی نہیں اسی طرح سے جانور بھی منہ اٹھا اٹھا کر دیکھیں گے۔ جس طرح سے عوام آٹے کے لئے۔ راشن کے لئے اور گندم کے لئے منہ اٹھا اٹھا کر دیکھتے ہیں کہ کہاں سے یہ من و سلوی اترے گا سب حکومت کی طرف دیکھتے ہیں۔ ہر آدمی کا منہ ان کی طرف ہوتا ہے اور وہ یہ سمجھتے ہیں کہ شاید یہاں سے من و سلوی اترے گا اور ان ہی کے پاس ہے۔ اس طرح سے جانور جو کہ آزاد پھر رہے تھے۔ وہ بھی ان کے محتاج ہو جائیں گے میں یہ سمجھتا ہوں کہ ان جانوروں کو اپنی عنایات کا محتاج کرنے کے لئے یہ قانون پاس کرایا جا رہا ہے۔

جناب والا! کم از کم ان بے زبانوں کو تو بخش دیں۔ انسان تو آپ کے قصور وار ہیں۔ انسانوں پر تو برے دن آتے ہیں۔ ان سے توغلطیاں ہوتی ہیں اور ان غلطیوں کا خمیازہ وہ بھگت بھی رہے ہیں۔ ہمیں اپنی غلطیوں کا اعتراف ہے۔ ہمارے پاس زبان تو ہے۔ ہمارے پاس مطالبہ کرنے کا ایک آرگن تو ہے۔ جس سے ہم اپنے مطالبات تسلیم کرا لیتے ہیں۔ ان بے چاروں پر کیوں ظلم کر رہے ہیں؟ انہیں اپنا محتاج کیوں بنا رہے ہیں؟ ان پر اپنی نظر عنایت کیوں کر رہے ہیں؟ انہیں تو کم از کم آزاد زندگی گزارنے کا موقع دیں۔

جناب والا! محض اس قانون کی، جہاں تک اس کے contents کا تعلق ہے، چند خرابیوں کو دور کرنے کے بعد، چند ترمیمات کو منظور کرنے کے بعد میں اس قانون کو پاس کرنے کے حق میں ہوں۔ میں اسے ایک بہتر قانون سمجھتا ہوں اگر اسے ٹھیک نیت سے نافذ کیا جائے مگر اس شکل میں یہ

یقین دلایا جائے کہ اس قانون کو اسی انداز سے نافذ کیا جائے گا۔ جس انداز میں یہ پاس کیا گیا ہے اور اس کے تمام تر حروف کو نیک نیتی سے استعمال کیا جائے گا اور اس میں کسی قسم کی بد نیتی کار فرما نہیں ہو گی۔

جناب والا! پھر یہ قانون کبھی غیر مؤثر نہیں ہو گا۔ یہ بھی آپ نے کبھی سوچا ہے اس قسم کا مذموم کاروبار کہ ایک انسپکٹر تک کو محدود رکھنے کے لئے، بلکہ ان صرف ان چوروں کے لئے اس قانون میں provision رکھی گئی ہیں، اور ان میں اس امر کی گنجائش رکھی گئی ہے کہ وہ صرف اپنا ماہانہ وصول کر کے اپنی مرضی سے جہاں تک چاہیں، اس قانون کا بیڑا غرق کریں۔ ان کو صرف حصہ دار بنانے کے لئے آپ ایسا قانون نافذ کرنے کے لئے لائے ہیں۔ جب تک آپ کوئی مؤثر طریق کار اور مؤثر تجویز نہ کریں۔ اور جب تک آپ اس ایوان کو یہ باور نہ کرائیں کہ اس قانون کا بھی پہلے قوانین جیسا حشر نہیں ہو گا۔ اس وقت تک میں سمجھتا ہوں۔ کہ یہ قانون سازی تضیع اوقات کے سوا اور کچھ نہیں اور اس کا فائدہ صوبے کے عوام کو ہو گا اور نہ صوبے کے جانوروں کو، اور نہ ہی صوبے کی معیشت پر اس کا کوئی اچھا اثر ہو سکتا ہے۔ اس لئے میں یہ استدعا کرتا ہوں کہ اگر اس قانون کو آپ صحیح معنوں میں چلا سکتے۔ جیسا کہ آپ اعتراف بھی کر چکے ہیں۔ تو پھر اس قسم کے قانون نافذ کرنے کا کوئی فائدہ نہیں۔

جناب والا! اس لئے میں یہ تجویز پیش کرتا ہوں کہ اس قانون کو رائے عامہ معلوم کرنے کے لئے 15 نومبر 1974ء تک متداول کرایا جائے۔ لیکن اگر اس قانون کو متداول نہیں کرانا، تو حکومت اعتراف کرے کہ جب وہ قانون پر عمل نہیں کرا سکتی۔ تو اسے نافذ کرنے کا بھی کوئی حق نہیں پہنچتا۔ شکریہ

(اس مرحلے پر مسٹر ڈپٹی سپیکر کرسی صدارت پر متمکن ہوئے)

مسٹر ڈپٹی سپیکر: سید تابش الوری۔

سید تابش الوری: جناب سپیکر! خوراک حیات و معاشرت کے ایک اہم جوہر کی حیثیت سے ہمارا ایک ناگزیر تقاضا ہے اور جسم و جان کا تعلق

برقرار رکھنے کے لئے اسے ایک لابدی اور ناگزیر حیثیت حاصل ہے - ہر متمدن معاشرے میں صحت اور توانائی کا مثالی معیار قائم کرنے کے لئے ایسے اقدامات اور انتظامات کئے جاتے ہیں - جن کی وجہ سے قوم اور اس کی معاشرت دونوں کو فائدہ پہنچے - دنیا کے ترقی یافتہ ممالک کو صحت اور توانائی کے اعتبار سے ممتاز درجہ حاصل ہے - انسان ہوں یا جانور ، خوراک دونوں کے لئے ایک بنیادی ضرورت اور ترجیحی اہمیت کی حامل ہے - جس کے بغیر ہم اپنی جسم و جان کا نہ صرف رشتہ برقرار نہیں رکھ سکتے ہیں - بلکہ ترقی یافتہ اقوام میں اور مختلف شعبہ ہائے زندگی میں ، جہاں ترقی کی دوڑ جاری ہے ، ہم مناسب طور پر حصہ لینے کے اہل نہیں ہو سکتے - جناب والا ! یہ بات انتہائی طمانیت کا باعث ہے - یہ بات انتہائی مسرت کا موجب ہے کہ اس ایوان میں جناب وزیر امور حیوانات نے انسانی خوراک کو بہتر ، معیاری اور خالص بنانے کے لئے نافذ شدہ قوانین کو تو مؤثر بنانے کی ابھی تک کوئی کوشش نہیں کی - تاہم حیوانی خوراک کو معیاری ، بہتر اور خالص بنانے کے لئے ہمارے سامنے ایک بل پیش کیا ہے - جسے قانون مرکب خوراک برائے مویشیان پنجاب 1974ء کے نام سے تعبیر کیا جا رہا ہے - اس قانون کا بنیادی مقصد ملاوٹ کا خاتمہ ہے اور حیوانی خوراک میں ایسے زہریلے اور مضر صحت عناصر کا خاتمہ ہے - جن کی وجہ سے ہماری حیوانی خوراک بہت حد تک ناقابل استعمال سمجھی جا رہی ہے - اس قانون کے ذریعے سے ایک خاص فارمولے ، ایک خاص لیبل ، ایک خاص برانڈ اور ایک خاص پیکنگ کے تحت حیوانی خوراک کو معیاری بنانے کا انتظام کرنا مقصود ہے۔

جناب والا ! مقصدیت و معنویت کے اعتبار سے یہ یقیناً ایک اچھی کوشش اور ایک مستحسن اقدام ہے - جس کی پورا ایوان تائید کرے گا - حقیقت یہ ہے کہ ہمارے معاشرے میں ملاوٹ ایک ناسور کی حیثیت سے ہماری زندگی میں ایک وبائی صورت اختیار کر گئی ہے - جس نے تمام معاشرتی فضا کو ہی زہریلا نہیں بنایا ، بلکہ پوری انسانی اور حیوانی زندگی کو بتدریج مفلوج کر دیا ہے - خالص اشیاء ایک قصہ پارینہ اور ماضی کا خواب بن کر رہ گئی ہیں اور پوری قوم بے بسی ، اور بے چارگی کے عالم میں انتہائی ناخالص اور ناقص اشیاء انتہائی گراں قیمت پر خریدنے پر مجبور نظر آتی ہے -

حکومت کے ذمہ دار افراد اور ارباب حل وعقد روزانہ اپنے اعلانات کے ذریعے سے پوری قوم کو یہ باور کراتے ہیں کہ وہ عنقریب ایسے معجزانہ اقدامات کرنے والے ہیں ۔ جن کے ذریعے ملاوٹ کا ہمیشہ ہمیشہ کے لئے خاتمہ ہو جائے گا ۔ لیکن قوم ابھی تک ان اعلانات اور ان وعدوں کے ایفا کے انتظار میں بے چین ہے ۔ جناب والا ! ملاوٹ اس نقطے پر پہنچ چکی ہے کہ پچھلے دنوں ایک شخص نے خود کشی کی کوشش کی ۔ لیکن وہ محض اس لئے نہ مر سکا کہ اس نے جو زہر یا دوا اس مقصد کے لئے استعمال کی تھی وہ بھی اپنی نوعیت اور ماہیت کے اعتبار سے خالص نہ تھی ۔ جس ملک میں زہر بھی خالص نہ ملتا ہو اس ملک میں انسانی معاشرت اور انسانی صحت کی ترقی کا کیا عالم ہو گا ؟ اس کا اندازہ کرنا مشکل نہیں ۔ جناب والا ! انسانی صحت کے انحطاط اور تباہی کا یہ منظر اتنا ہولناک ہے کہ اگر اس پر ہماری گورنمنٹ نے کوئی توجہ نہ کی اور اصلاح احوال کے لئے تمام وسائل کو فوری طور پر بروئے کار نہ لائی ۔ تو وہ دن دور نہیں جب ہماری پوری قوم ایک بیمار قوم کی حیثیت سے یاد کی جائے گی اور ہمارا معاشرہ ایک مفلوج معاشرے کی حیثیت اختیار کر لے گا ۔

جناب والا ! انسانی اور حیوانی صحت کا بڑا گہرا تعلق ہے ۔ یہ بالکل ایک حقیقت ہے کہ یہ لازم و ملزوم کی حیثیت رکھتے ہیں ۔ تمدنی اعتبار سے ہماری قوم گوشت خور قوم ہے ۔ جانوروں اور پرندوں کا گوشت ہماری مرغوب غذا ہے ، بلکہ ہم نے اس سلسلے میں کچھ ایسے ریکارڈ قائم کئے ہیں جن کے نتیجے میں ہم اس وقت گوشت کے ایک بہت بڑے بحران سے دوچار ہیں ۔ اگر جانوروں کی خوراک ناقص ہو ۔ تو ظاہر ہے کہ ان کی صحت ناقص ہو گی اور اگر جانوروں کی صحت ناقص ہو گی تو لازمی طور پر ایک بیمار جانور کا گوشت بھی ناقص گوشت ہو گا اور اس طرح سے یہ ناقص گوشت پوری انسانی زندگی پر انتہائی مضر اثرات مرتب کرے گا ۔ اس اعتبار سے اس بات کی یقیناً ضرورت ہے کہ حیوانی خوراک کو بھی بنیادی طور پر

بہتر بنایا جائے اور اس کے ساتھ ساتھ انسانی خوراک کو بھی بہتر بنانے کے لئے مؤثر تدابیر بروئے کار لائی جائیں ۔

جناب والا ! ملاوٹ ایک سنگین قومی جرم کی حیثیت رکھتی ہے جس کی سزا موت تک ہونی چاہئے اور تمام متمدن اور انسانی صحت کی اہمیت پر یقین رکھنے والے معاشروں میں اس کی سزا ہوتی ہے ۔ آپ مجھ سے اتفاق کریں گے کہ ملاوٹ کرنے والا قاتل کا درجہ رکھتا ہے ۔ ایک عام قاتل ایک فرد کو یا دو افراد کو قتل کرتا ہے اور اس کی سزا پھانسی تک ہو سکتی ہے لیکن ملاوٹ کرنے والے جو قومی مجرم ہیں ، ایک فرد کے قاتل نہیں ہوتے ، بلکہ پورے معاشرے کو ہلاک کرتے ہیں ۔ ایک لمحے میں نہیں ، بلکہ بتدریج ہلاک کرتے ہیں اور اس طرح سے انسان سسک سسک کر دم توڑنے پر مجبور ہو جاتا ہے ۔ جناب والا ! اس اعتبار سے یہ ایک ناقابل معافی جرم اور ناقابل تلافی نقصان ہے جس کا احساس تو کیا جاتا ہے لیکن اس احساس کو عملی جامہ پہنانے کے لئے اور اس ناسور کو جسے ملاوٹ کے نام سے موسوم کیا جاتا ہے ۔ ختم کرنے کے لئے ابھی تک کوئی مؤثر کارروائی نہیں کی گئی اور حکومت اس سلسلے میں اپنے بنیادی فرائض ادا کرنے میں بری طرح ناکام رہی ہے ۔

جناب والا ! میں اور میرے تمام ساتھی بڑی فراخدلی کے ساتھ تائید و حمایت کرتے اگر آج انسانی خوراک کو بہتر اور معیاری بنانے کے لئے بھی اس ایوان میں کوئی بل زیر غور آتا ہے ۔ لیکن معلوم یہ ہوتا ہے کہ ہماری موجودہ حکومت انسانوں سے فی الحال جانوروں پر ملتفت زیادہ نظر آتی ہے کیونکہ یہاں اس سے پہلے انہوں نے جنگلی جانوروں کے تحفظ کے لئے بل پیش کیا لیکن انسانی جانوں کے تحفظ کے لئے وہ کوئی اقدام کرنے سے قاصر نظر آتے ہیں ۔ اسی طرح سے آج بھی زیادہ بڑا مسئلہ انسانی خوراک کا تھا لیکن چونکہ اس کا ایک حصہ حیوانی خوراک سے تعلق رکھتا ہے ۔ اس لئے ہم اس بل کو اس کی معنویت افادیت اور مقصد کے اعتبار سے سراہتے ہیں ۔ لیکن اس مرحلے پر آپ کی وساطت سے اس ایوان کی توجہ اس

طرف مبذول کرانا چاہتا ہوں کہ یہ قومی مسئلے ، یہ قومی جرائم محض قانون بنانے اور نافذ کرنے سے حل نہیں کئے جا سکتے - اس کے لئے ہمہ گیر اور اجتماعی جدو جہد کی ضرورت ہوتی ہے - اس کے لئے ایک ایسی انتظامیہ کی ضرورت ہوتی ہے جو قانون کو اس کی روح کے ساتھ نافذ اور رائج کر سکے - ہمارے یہاں اب تک اچھے قانون بنتے رہے ہیں - ہماری پوری پارلیمانی تاریخ میں اچھے قوانین کا ایک تسلسل موجود ہے لیکن ان میں سے کتنے قوانین ہیں جو اپنی اصلی نوعیت اور افادیت کے اعتبار سے اس وقت نافذ العمل بھی ہیں - میں حکومت کے ارباب حل و عقد سے یہ درخواست کرنی چاہتا ہوں کہ وہ قانون کی کتابوں میں ایک نئے قانون کے اضافے پر زور دینے کی بجائے ان قوانین کو عملی زندگی میں نافذ کرنے کا تہیہ بھی کریں - کیونکہ ہم دیکھ رہے ہیں کہ بے شمار ایسے ہی انسانی قوانین غیر مؤثر غیر فعال صورت میں موجود ہیں بلکہ اس طرح ہمارے ایک قانونی متمدن معاشرے میں یہ قوانین مضحکہ خیز صورت اختیار کر گئے کیونکہ قانون موجود ہے لیکن اس پر عمل موجود نہیں اور اس کا نتیجہ یہ ہے کہ ہمارے معاشرے میں قانون پر سے اعتماد متزلزل ہو رہا ہے - قانون کی حکمرانی کا تصور مجروح ہو رہا ہے اور معاشرے میں جنگل کی سی زندگی رائج ہوتی چلی جا رہی ہے - اس لئے جہاں آپ قانون بنائیں جہاں آپ اس سلسلے میں تعزیر مرتب کریں وہاں عملی طور پر اس بات کا بھی جائزہ لیں کہ پہلے جو قوانین موجود ہیں - ان پر کہاں تک عمل ہو رہا ہے اور اب جو نئے قوانین کا بوجھ معاشرے کو لدھال کر رہا ہے - اس کے کیا اثرات مرتب ہوں گے -

جناب والا ! اس بل کے ذریعے کئی نئے ملازمین اور انسان کی تخلیق اور تقرر کا اختیار حاصل کیا جا رہا ہے - جن کا مقصد اور فرض یہ ہو گا کہ وہ حیوانی خوراک میں ملاوٹ کے خلاف کارروائی کریں - جن کی ذمہ داری یہ ہو گی کہ وہ ایک خاص معیار کے مطابق ، عوامی ضرورت اور کیمیاوی تجزیہ کے مطابق ایسا مرکب تیار کرائیں جو حیوانی زندگی کے لئے زیادہ مفید ثابت ہو اور زیادہ سے زیادہ ملاوٹ سے پاک ہو - لیکن یہ لامحدود اختیارات

محض انسپکٹروں اور افسران معائنہ کے نام پر دیئے جا رہے ہیں ۔ انسپکٹروں کی ایک فوج ظفر موج پہلے ہی موجود ہے ۔ جو اپنی تنخواہوں سے زیادہ اپنے ماہانہ نذرانوں پر انحصار کرتے ہیں ۔ جو اپنی کارکردگی کا انحصار اس بات پر سمجھتے ہیں کہ مختلف کارخانہ داروں اور مختلف چھوٹے چھوٹے دکانداروں سے منتھلیاں وصول کریں ۔ جناب والا ! اگر ان نئے ملازمین کو بھی محض اس قسم کے فرائض سونپے گئے اور اگر ان کی نگرانی کے لئے کوئی موثر طریقہ کار نہ ایجاد کیا گیا تو ہمارے معاشرے میں رشوت خور اور بدعنوان ملازمین کا اضافہ تو ہو گا لیکن اصلاح احوال کی کوئی صورت مرتب نہیں ہو گی ۔

جناب والا ! اس بل میں کیمیاوی تجزیئے کے لئے لیبارٹریز کا بھی ذکر ہے ۔ وہ لیبارٹریز جہاں نہ صرف تجزیے کے لئے مناسب مشینری ، مناسب equipment اور ضروری انتظام نہیں ، بلکہ وہاں ایسا اجارہ دار عملہ تعینات ہے جو کسی تجزیے کے بغیر محض سفارش اور رشوت کی بنیاد پر اپنے تجزیے کی رپورٹیں درج کرتے ہیں ۔ یہ روز مرہ کا مشاہدہ اور معمول ہے کہ مختلف ملازمین اپنے مقاصد کے لئے تجزیہ کرانے کی خاطر نمونے بھجواتے ہیں ۔ ان نمونوں سے مختلف فریق اپنی اپنی ضروریات کے مطابق رپورٹیں حاصل کر لیتے ہیں ۔ مختلف مقدموں سے یہ بات ثابت ہے کہ ان لیبارٹریز کا نظام انتہائی ناقص اور بد دیانتی پر مبنی ہے ۔ اگر بنیادی طور پر تجزیہ کرنے والی لیبارٹری میں نظام غلط ہو اور ان کے تجزیے کو حتمی حیثیت دی جا رہی ہو تو آپ بتائیں کہ عام آدمی کہاں سے انصاف حاصل کرے گا ۔ ان لیبارٹریز کی حالت یہ ہے کہ ابھی ملتان میں صرف لیبارٹریز کا اندازہ لگانے اور اس کے عملے کی دیانت کو جانچنے کے لئے ایک تیل کے ٹین نمونے بھجوائے گئے ۔ ان میں سے ایک نمونے کو انتہائی ناقص قرار دیا گیا اور دوسرا شخص چونکہ وہاں نذرانہ پیش کرنے میں کامیاب ہو گیا تھا اس لئے اس کے نمونے کو بہترین اور خالص بتایا گیا ۔ اس لئے جناب والا ! جہاں اس بل کے ذریعے لیبارٹریز کو اختیار دیا جا رہا ہے ، انسپکٹر اور معائنہ افسران کو اختیارات دیئے جا رہے ہیں ۔ وہاں اس بات کا اہتمام بھی ہونا چاہئے کہ یہ لوگ اپنے اختیارات کا

ناجائز استعمال نہ کریں اور لیبارٹریز کے موجودہ نظام کی اصلاح کی طرف توجہ دیں ۔ اور حکومت کا فرض ہے کہ وہاں رشوت ۔ بد عنوانی کا جو موجودہ ہولناک دور جاری ہے اسے ختم کیا جائے ۔ جناب والا ! اگر ہم نے محض قانون نافذ کرنے پر زور دیا اور عملی نفاذ پر اصلاح احوال کئے بغیر عملی اقدامات پر توجہ نہ دی تو یہ محض قانون کی کتاب میں ۔ لائبریری میں ایک نئے قانون کا اضافہ ہوگا ۔ عملاً اس سے کوئی اصلاح کی صورت مرتب نہ ہوگی ۔ عام طور پر یہ دیکھا جاتا ہے کہ ملاوٹ کے سلسلے میں جو نمونے حاصل کئے جاتے ہیں وہ چھوٹے چھوٹے دکان داروں اور چھوٹے چھوٹے تاجروں سے حاصل کئے جاتے ہیں ۔ حالانکہ وہی چیز فیکٹری بند ڈبوں کی صورت میں ان تک پہنچتی ہے ۔ لیکن قانون کا ہاتھ تو بڑی فیکٹریوں پر نہیں پہنچ سکتا ۔ سرمایہ داروں تک نہیں پہنچ سکتا ۔ البتہ دکان داروں پر پہنچتا ہے جو اپنی روزی کو بچانے اور پریشانی سے بچنے کے لئے کچھ نہ کچھ رشوت دینے پر مجبور ہوتے ہیں ۔ اس بات کا اہتمام کیا جائے کہ ان چھوٹے دکانداروں کو پریشان نہ کیا جائے ، بلکہ ان فیکٹریوں کی چیکنگ کی جائے جہاں سے یہ مرکبات تیار ہو کر بازار میں فروخت کے لئے آتے ہیں ۔ جب تک عملی اقدامات نہیں ہوں گے اس قسم کی قانون سازی موثر نہ ہوگی ۔ تاہم میں سمجھتا ہوں کہ یہ بل اچھے مقاصد کو مد نظر رکھتے ہوئے پیش کیا گیا ہے ۔ اس لئے اس کی روح اور جذبے کے مقاصد کی تعریف کرتا ہوں ۔ شکریہ ۔

Mr Deputy Speaker : The question is—

> That the Punjab Compound Feeding Stuff Bill, 1974 be circulated for the purpose of eliciting opinion thereon by the 15th November, 1974.

(*The motion was lost*)

Mr. Deputy Speaker : The House is adjourned to meet tomorrow at 9.00 A.m,

(*The House then adjourned at 12.05 p.m.*)

اب ایوان کی کارروائی 23 اکتوبر 1974ء نو بجے صبح تک کے لئے ملتوی کی جاتی ہے۔

(اسمبلی کا اجلاس 23 اکتوبر 1974 بروز بدھ نو بجے صبح تک کے لئے ملتوی ہو گیا)

صوبائی اسمبلی پنجاب

پہلی صوبائی اسمبلی پنجاب کا بارھواں اجلاس

بدھ 23 اکتوبر 1974ء

(چہار شنبہ 6 شوال المکرم 1394ھ)

اسمبلی کا اجلاس اسمبلی چیمبر لاہور میں 9 صبح بجے منعقد ہوا۔
سپیکر رفقد احمد شیخ ، کرسی صدارت پر متمکن ہوئے۔

تلاوت قرآن پاک اور اس کا اردو ترجمہ قاری اسمبلی نے پیش کیا۔

بِسْمِ اللّٰهِ الرَّحْمٰنِ الرَّحِيْمِ

وَمَنْ يَّتَوَلَّ اللّٰهَ وَرَسُوْلَهٗ وَالَّذِيْنَ اٰمَنُوْا فَاِنَّ حِزْبَ اللّٰهِ هُمُ الْغٰلِبُوْنَ ۝
يٰٓاَيُّهَا الَّذِيْنَ اٰمَنُوْا لَا تَتَّخِذُوا الَّذِيْنَ اتَّخَذُوْا دِيْنَكُمْ هُزُوًا وَّلَعِبًا مِّنَ
الَّذِيْنَ اُوْتُوا الْكِتٰبَ مِنْ قَبْلِكُمْ وَالْكُفَّارَ اَوْلِيَآءَ ۚ وَاتَّقُوا اللّٰهَ اِنْ كُنْتُمْ
مُّؤْمِنِيْنَ ۝ وَاِذَا نَادَيْتُمْ اِلَى الصَّلٰوةِ اتَّخَذُوْهَا هُزُوًا وَّلَعِبًا ۚ ذٰلِكَ
بِاَنَّهُمْ قَوْمٌ لَّا يَعْقِلُوْنَ ۝

پ ۷ سورہ ۵ رکوع ۱۲ و ۱۳ آیت ۵۶ تا ۵۸

اور جو شخص اللہ اور اس کے رسول اور مومنوں سے دوستی کرے تو (وہ اللہ کی جماعت میں شامل ہو گیا) اور اللہ ہی کی جماعت غلبہ حاصل کرنیوالی ہے۔

اے ایمان والو! جن لوگوں کو تم سے پہلے کتاب دی گئی تھی ان میں سے جو لوگ تمہارے دین کو ہنسی اور کھیل بنائے ہوئے ہیں ان کو اور کافروں کو جنہوں نے تمہارے دین کو ہنسی اور کھیل بنا رکھا ہے دوست نہ بناؤ اور اللہ سے ڈرتے رہنا

اور جب تم لوگ نماز کیلئے اذان دیتے ہو تو وہ لوگ اسے بھی ہنسی اور کھیل میں اڑاتے ہیں۔ یہ اس لئے کہ بے عقل ہیں۔

وَمَا عَلَيْنَا اِلَّا الْبَلَاغُ

نشان زدہ سوالات اور ان کے جوابات

ہوگس کلیم

*4049 - چوہدری امان اللہ لک : کیا وزیر مال از راہ کرم بیان فرمائیں گے کہ -

(الف) صوبہ میں آزادی کے بعد اب تک کتنے ایسے کلیم منظور کئے گئے جن کی مالیت ایک لاکھ روپے سے زائد تھی اور جن کے متعلق لوگوں نے حکومت کو اطلاع بہم پہنچائی کہ وہ کلیم ہوگس ہیں -

(ب) مذکورہ کلیموں کے متعلق کن تاریخوں کو اطلاع دھندگان نے حکومت کو اطلاع دی - ان میں سے ہر ایک کا نام و پتہ اور کلیم نمبر جس کے بارے میں اطلاع دی تفصیلاً بتایا جائے -

(ج) مذکورہ جعلی کلیم دینے والے ملزمان کے خلاف کس کس تاریخ کو مقدمہ درج ہوا تھا اور کیا انہوں نے جعلی کلیموں پر کوئی سینما - فیکٹری وغیرہ حاصل کی تھی - اگر ایسا ہے تو اس جائیداد کی تفصیل بتائی جائے -

(د) کیا یہ حقیقت ہے کہ کچھ عرصہ قبل حکومت نے اعلان کیا تھا کہ جو شخص جعلی اور دھوکے کے ذریعے منظور کرائے گئے کلیموں کے متعلق حکومت کو اطلاع دے گا اس کو اس جائیداد میں سے کچھ حصہ دیا جائے گا - اگر ایسا ہے تو کیا حکومت اس پر عمل درآمد کر رہی ہے اور ایسے کلیموں کا کب تک فیصلہ کر دیا جائے گا ؟

وزیر قانون (سردار صغیر احمد) : جناب والا ! ایسا کوئی ریکارڈ نہیں - جس سے یہ پتہ چل سکے کہ ایک لاکھ روپے سے زیادہ کی مالیت کے کتنے کلیم تھے کیونکہ کلیم کل پاکستان کی بنیاد پر لئے گئے تھے جو صوبوں میں تقسیم کر

دئے گئے ۔ اب چونکہ ون یونٹ ٹوٹ چکا ہے اور سب صوبے علیحدہ علیحدہ ہو چکے ہیں ۔ اس لئے ایسا کوئی ریکارڈ دستیاب نہیں ۔ ایسے کیس جن کے بارے میں حکومت کو اطلاع ملی ہے کہ وہ جو بوگس ہیں ان کی تعداد 9 ہے ۔ ان کے بارے میں پولیس میں رپورٹ درج کرا دی گئی ہے ۔ جعلی ثابت ہونے پر کارروائی کی جائے گی ۔ حکومت نے ایسا کوئی اعلان نہیں کیا جس میں یہ کہا گیا ہو کہ کیم جعلی ثابت ہونے پر اطلاع دہندہ کو جائیداد میں سے حصہ دیا جائے گا ۔ البتہ لقد انعام کی گنجائش رکھی گئی تھی ۔ اب بحالیات کے تمام قوانین منسوخ کر دئے گئے ہیں اور یہ سکیم بھی ختم کر دی گئی ہے ۔

دھوکہ دھی اور جعلی کلیموں کے ذریعے حاصل کی گئی متروکہ اراضی و جائیداد

*5168 ۔ سردار امجد حمید خان دستی : کیا وزیر مال از راہ کرم بیان فرمائیں گے کہ ۔

(الف) کیا یہ امر واقعہ ہے کہ حکومت کے پاس متعدد اطلاعات و شکایات پہنچ چکی ہیں کہ متعدد افراد نے دھوکہ دھی اور بوگس کلیمز کے ذریعے مختلف قسم کی متروکہ اراضی و جائیداد حاصل کر لی ہے ۔

(ب) اگر جزو (الف) بالا کا جواب اثبات میں ہے تو ایسی اطلاعات و شکایات کی تعداد کیا ہے جن کا فیصلہ ہو چکا ہے اور جن کا ابھی تک فیصلہ نہیں ہوا ۔

(ج) جن شکایات کا فیصلہ نہیں کیا گیا ان کا کب تک فیصلہ کیا جائے گا ۔

(د) کیا حکومت ایسی اطلاعات بہم پہنچانے والوں کی کوئی حوصلہ افزائی کرتی ہے ۔ اگر ایسا ہے تو کتنے افراد کی کس شکل میں

اب تک حوصلہ افزائی کی گئی ہے ؟

وزیر قانون (سردار صغیر احمد) : مطلوبہ معلومات ضلعی حکام سے حاصل کی جا رہی ہیں جونہی یہ معلومات حاصل ہوں گی ایوان میں پیش کر دی جائیں گی ۔

تحصیل میلسی میں پلاٹوں کی الاٹمنٹ میں دھاندلی

*5395 ۔ قاضی عبد اسماعیل جاوید : کیا وزیر مال از راہ کرم بیان فرمائیں گے کہ ۔

(الف) کیا یہ درست ہے کہ تحصیل میلسی ضلع ملتان میں پلاٹوں کی الاٹمنٹ کے ایسے کیس بھی ہیں جن میں پہلے کسی اور آدمی کو پلاٹ الاٹ کر دیا گیا ہو اور پھر اسی پلاٹ کو دوسرے آدمی کے ہاتھ فروخت کر دیا گیا ہو ۔

(ب) اگر جزو (الف) کا جواب اثبات میں ہے تو کیا وزیر موصوف ان افسران کے خلاف تحقیقات کرانے کا ارادہ رکھتے ہیں جنہوں نے ایسی الاٹمنٹیں کیں ؟

وزیر قانون (سردار صغیر احمد) : (الف) ایسا کوئی کیس نہیں ہے البتہ یہ ہو سکتا ہے کہ کسی کو الاٹمنٹ کی گئی ہو پھر بعد میں وہ آدمی دوسرے کے ہاتھ منتقل کر گیا ہو ۔

(ب) سوال پیدا نہیں ہوتا ۔

صوبہ میں متروکہ اراضی کی الاٹمنٹ

*5489 ۔ ملک شاہ عبد محسن : کیا وزیر مال از راہ کرم نشان زدہ سوال نمبر 4055 کے جواب کے حوالہ سے جو مورخہ 29 جنوری 1974ء کو اس ایوان میں دیا گیا تھا بیان فرمائیں گے کہ ۔

(الف) آج کل صوبہ کے شہری و دیہی علاقوں میں کتنے کتنے ایکڑ متروکہ اراضی موجود ہے ۔ جو ابھی تک کسی کو الاٹ نہیں ہوئی ۔

(ج) مذکورہ اراضی کی الاٹمنٹ کے لئے حکومت کیا اقدامات کر رہی ہے ؟

وزیر قانون (سردار صغیر احمد) : الاٹمنٹ بند ہے البتہ ایسی اراضی کو بذریعہ نیلام علم 10 روپے یونٹ کے حساب سے فروخت کیا جا رہا ہے یا مفاد عامہ کے لئے مخصوص کیا جا رہا ہے۔

سپیکر : یہ سوال دوبارہ پیش کیا جائے گا۔

صوبہ میں کچی آبادیوں کے مکینوں کو مالکانہ حقوق کی عطائیگی

*5490 ۔ ملک شاہ محمد محسن : کیا وزیر مال از راہ کرم بیان فرمائیں گے کہ پنجاب میں کل کتنی کچی آبادیاں ہیں اور ان میں سے کتنی آبادیوں کے مکینوں کو آج تک مالکانہ حقوق دئے جا چکے ہیں ؟

وزیر قانون (سردار صغیر احمد) : مطلوبہ معلومات ضلعی حکام سے حاصل کی جا رہی ہیں جونہی یہ معلومات حاصل ہوں گی ایوان میں پیش کر دی جائیں گی۔

متروکہ سینما گھروں کے مالکان سے رقوم کی وصولی

*5590 ۔ ڈاکٹر حلیم رضا : کیا وزیر مال از راہ کرم بیان فرمائیں گے کہ۔

(الف) صوبہ پنجاب میں کل کتنے متروکہ سینما گھر تھے ۔

(ب) مذکورہ سینما گھروں کے نام اور پتے کیا ہیں ۔ ان کے حصول کے لئے کس کس نے چیف سیٹلمنٹ کمشنر صاحب کو درخواستیں دیں اور انہیں کتنا کتنا حصہ کس کس تاریخ کو دیا گیا ان کی رقوم فہرست ایوان کی میز پر فراہم کی جائے۔

(ج) مذکورہ بالا کیس میں کتنے ایسے حصے دار ہیں جن کے حق میں سینما کی منتقلی کا فیصلہ وفاقی حکومت نے کیا تھا ۔

(د) کتنے ایسے الاٹی ہیں جن کے ذمہ ابھی تک سینما کی قیمت واجب الادا ہے اور انہوں نے وقت پر قیمت ادا نہیں کی ۔ ان کے خلاف حکومت کیا اقدام کر رہی ہے ۔

(ہ) کتنے سینما مالکان ایسے ہیں جن کے کلیم کے خلاف لوگوں نے حکومت کو اطلاع دی کہ انہوں نے حکومت کو دھوکہ دے کر کلیم منظور کرا لئے ہیں اور سینما حاصل کر لیا ہے ۔

(و) کیا یہ درست ہے کہ وزیر موصوف نے اعلان کیا تھا کہ جو سینما مالکان 31-3-1974 تک سینما کی رقم ادا نہیں کریں گے ان سے حکومت سینما واپس لے لے گی ۔ اگر ایسا ہے تو سینما مالکان کے خلاف حکومت نے اب تک کیا کارروائی کی ہے ؟

وزیر قانون (سردار صغیر احمد) : (الف) صوبہ پنجاب میں کل 56 متروکہ سینما گھر ہیں ۔

(ب) مطلوبہ معلومات منسلکہ گوشوارہ میں درج ہیں ۔

(ج) مندرجہ ذیل سینما گھروں کی منتقلی کا فیصلہ وفاقی حکومت نے کیا تھا ۔

(i) متروا سینما لائل پور ملک محبوب احمد کے نام فروخت کرنے کا حکم دیا تھا لہذا یہ سینما مورخہ 21-7-58 کو اسے فروخت کر دیا گیا ۔

(ii) ویسٹریج سینما راولپنڈی وزارت دفاع کو دیا گیا تھا لیکن حال ہی میں یہ سینما محکمہ ھذا کو واگذار کر دیا گیا ہے جس کے خلاف وزارت دفاع نے ہائیکورٹ میں رٹ دائر کی ہے اور حکم امتناعی لے لیا ہے ۔

(iii) ریگل سینما لائل پور حافظ عظیم بخش کے نام منتقل ہوا تھا لیکن وفاقی حکومت نے کیپٹن عمر دراز خان کو بھی سینما ھذا میں حصے دار بنانے کا حکم دیا تھا ۔ لیکن ان کے حکم کی تعمیل اس وجہ سے نہ ہو سکی کیونکہ عدالت عالیہ نے عظیم بخش کی کلیم کی اپیل پر حکم امتناعی دیا ہوا تھا اور دوسرے کیپٹن عمر دراز خان کا کلیم اس حد تک منظور نہیں ہوا تھا کہ وہ سیٹلمنٹ قانون کے تحت سینما کی منتقلی کا مستحق قرار پاتا ۔

(د) 20 سینما گھروں کے مالکان کے ذمہ بقایا جات واجب الادا ہیں ان میں سے بیشتر سینما گھروں کے مقدمات سول کورٹ عدالت عالیہ و سپریم کورٹ میں زیر سماعت ہیں ۔

(ہ) ریگل سینما لائل پور کے مالکان کے کلیم کے خلاف شکایات وصول ہوئی تھیں اور محکمہ نے ان کے کلیم کو دوبارہ تصدیق کرنے کے لئے کلیم کمشنر کو بھیج دیا تھا ۔ اس کارروائی کے خلاف کلیمنٹ نے عدالت عالیہ سے حکم امتناعی لیا جو ابھی تک موثر ہے ۔

(و) ایسا کوئی اعلان محکمہ کے علم میں نہیں ہے ۔

(1) کیپٹل سینما ایبٹ روڈ لاہور ۔ اس سینما کے لئے مندرجہ ذیل افراد نے اپنے منتقلی درخواستیں دی تھیں

حمید اللہ ، عبدالمجید خان ، اعظم علی میر ، سید ظہیر احمد ، سید منظور حسین غازی ، مرزا محمد شریف بیگ ، اور سید جعفر حسن و آفتاب احمد خان ۔

مندرجہ بالا افراد میں کسی کو بھی منتقل نہیں کیا گیا اور آخر نیلامی میں مسماۃ کشور سلطان جہاں بیگم کو مورخہ 12-4-64 کو مبلغ 36 لاکھ روپے میں دیا گیا ۔

(2) رٹز سینما میکلوڈ روڈ لاہور - اس سینما کے لئے سید سبطین فضلی ، مہدی بیگم ، میاں سید الدین احمد ، سردار صادق، میسرز بی - اے - قریشی و دیگران نے درخواستیں دیں لیکن سینما سید سبطین فضلی کو مورخہ 3-10-63 کو منتقل کر دیا گیا۔ اور باقی افراد کی درخواستیں مسترد کر دی گئیں اس منتقلی کے خلاف مہدی بیگم نے ہائی کورٹ میں رٹ دائر کی جو مسترد کر دی گئی اس کے بعد اس نے ایل - پی - اے (سپیشل لیوٹو اپیل) کی جو فی الحال تصفیہ طلب ہے -

(3) اولڈین سینما ایبٹ روڈ لاہور - اس سینما کے لئے نوابزادہ عزیز الحسن ، نوابزادہ انور حسین خان ، نوابزادی مسرت جہاں بیگم ، ممتاز جہاں بیگم ، نوابزادی عشرت جہاں بیگم ، اور مسماۃ عظیم النساء بیگم نے درخواستیں دیں مسماۃ عظیم النساء بیگم کے علاوہ انور حسین خان کو 1/3 حصہ عزیز الحسن خان کو 1/3 مسماۃ ممتاز جہاں بیگم کو 1/6 - عشرت جہاں بیگم کو 1/6 اور مسرت جہاں بیگم کو 1/6 مورخہ 20-11-59 کو منتقل کر دیا گیا -

(4) رٹز سینما میکلوڈ روڈ لاہور - اس سینما کے حصول کے لئے چوہدری عید محمد ،

اور سلطان محمد جاپان والا نے درخواستیں
دیں سلطان احمد جاپان والا کو 37½
حصہ اور عید محمد 62½ حصہ مورخہ
3-12-59 کو منتقل کر دیا گیا۔

(5) نشاط سینما ایبٹ روڈ لاہور۔ اس سینما کے لئے نشاط تھیٹرز لمیٹڈ نے درخواست
دی اور سینما مورخہ 4-7-60 کو ان کو
منتقل کر دیا گیا۔

(6) پیراماؤنٹ سینما بھاٹی گیٹ لاہور۔ یہ سینما حکیم مسرت علی کو منتقل ہوا
جنہوں نے بعد میں مورخہ 4-5-64 کو
ملک غلام جیلانی کو 20% خلیل جنگ
کو 20% ایس ایم کفالت علی کو 20%
اور مرزا خیر الدین کو 20% حصص
دئے اور 20% حصہ اپنے پاس رکھا۔

(7) ریجنٹ سینما میکلوڈ روڈ لاہور۔ اس سینما کے لئے یعقوب خان، سلیم اللہ خان
مسماۃ تاج بیگم، مسعودہ بانو، نعیم الحسن،
شوکت حسین، اکبر بانو نے درخواستیں
دیں لیکن صرف یعقوب خان، سلیم اللہ
خان، تاج بیگم اور مسعودہ بانو کو
مورخہ 5-3-60 کو منتقل کر دیا گیا۔

(8) پلازہ سینما کولنز روڈ لاہور۔ اس سینما کے لئے ملک علی اکبر، ایم اے
شافی، ایم اے اندی اور بیگم منظور حسین
نے درخواستیں دیں۔ نوز سید محمد زبیر
جعفری برادر حافظ محمد جاوید پرویز نے
درخواستیں دیں لیکن 6-1-60 کو بیگم
منظور حسین، ایم اے شافی اور ایم اے
اندی کو منتقل کر دیا گیا۔ اور

5-1-61 کو ملک علی اکبر کو مندرجہ بالا افراد کے ساتھ (Associate) مقرر کر دیا۔ اس (Association) کو ہائیکورٹ نے مسترد کر دیا اور اب معاملہ سپریم کورٹ کی طرف رجوع ہو چکا ہے۔

(9) ریگل سینما شارع قائد اعظم لاہور۔ یہ سینما ڈبلیو زیڈ احمد کو منتقل ہو چکا ہے۔

(10) لاولٹی سینما بازار حسن لاہور۔ یہ سینما نیلام عام میں مسماۃ یاقوت بیگم کو مورخہ 16-5-60 کو مبلغ 9,00,000 روپے میں دے دیا گیا۔

(11) مٹی سینما (ملک تھیٹر) بھاٹی گیٹ لاہور۔ اس سینما کے لئے ملک محمد شریف اور بیگم عائشہ ہدایت اللہ نے درخواستیں دیں۔ بیگم عائشہ ہدایت اللہ کی درخواست مسترد کر دی گئی اور ملک محمد شریف کو 10-12-62 کو منتقل کر دیا گیا۔

(12) میجسٹک سینما قصور۔ اس سینما کے لئے شیخ نصیب اللہی، مسماۃ زاہدہ بیگم اور حکیم شہاب الدین نے درخواستیں دیں۔ مورخہ 5-5-60 کو شیخ نصیب اللہی کو مبلغ 1,05,849 روپے میں منتقل کر دیا گیا۔

(13) نشاط سینما گوجرانوالہ۔ اس سینما کی زمین گوجرانوالہ کمیٹی کی ہے۔ اور مشینری و عمارت متروکہ ہے۔ جس کی منتقلی کے لئے میاں ظہور الدین نے

درخواست دی لہٰذا مورخہ 4-12-59 کو مبلغ ایک لاکھ پانچ ہزار روپے میں اس کو منتقل کر دیا گیا ۔

(14) ریجنٹ سینما گوجرانوالہ ۔

اس سینما کے لئے مسماۃ عائشہ بیگم ، غلام مرتضیٰ خان اور وحید الدین خان نے درخواستیں دیں ۔ سینما غلام مرتضیٰ خان اور وحید الدین کو مورخہ 30-1-60 کو پچاس ۔ پچاس فیصد حصہ منتقل کر دیا گیا ۔

(15) روز (لشاط) سینما سیالکوٹ ۔

اس سینما کے لئے مسماۃ سردار بیگم ، میاں بشیر الدین اور مفتی رفیق احمد نے درخواستیں دیں ۔ لیکن سینما 1-4-67 کو میاں بشیر الدین کو 90٪ اور مفتی رفیق احمد کو 10٪ حصہ منتقل کر دیا گیا ۔

(16) لیو پرل سینما سیالکوٹ

(17) کیپیٹل سینما سیالکوٹ

(18) ڈی ۔ ڈالسنگ ہال سیالکوٹ

(19) لیو کراؤن سینما ملتان ۔

ان تینوں سینما گھروں میں کچھ حصہ جات متروکہ اور غیر متروکہ ہیں ۔ اور ان کی منتقلی فی الحال فیصلہ طلب ہے ۔

اس سینما کے لئے مسماۃ بادشاہ بیگم اور محمد سرور بودلا ، لوشاہ اینڈ کمپنی ۔ ملک حبیب احمد اینڈ کمپنی ، میسرز خلیل احمد خان ، جلیل احمد خان ، مبارک علی شیخ ، شہزاد احمد سعید اور محمد عبدالحفیظ نے منتقلی کے لئے درخواستیں دیں ۔ ان میں سے صرف عبدالحفیظ کو 22-12-59 کو مبلغ 1,39,692 روپے میں منتقل کر دیا گیا ۔

(20) ستارہ ٹاکیز ملتان ۔ اس سینما کے لئے عبدالمجید خان نے درخواست دی سینما اس کو 20-11-59 کو مبلغ 6,20,810 روپے میں منتقل کر دیا گیا ۔

(21) ٹاؤن سینما ملتان ۔ اس سینما کے لئے میاں قمر الدین اور محمودہ بیگم نے درخواستیں دیں ۔ لیکن سینما قمر الدین کو مورخہ 29-7-60 کو مبلغ 1,84,675 روپے میں دے دیا گیا ۔

(22) راڈھو پیلس سینما ملتان ۔ اس سینما کے حصول کے لئے نذیر احمد نے درخواست دی اور سینما مورخہ 19-11-59 کو مبلغ 1,48,744 روپے میں اس کو منتقل کر دیا گیا ۔

(23) راڈھو سینما خانیوال ۔ اس سینما کے لئے چوہدری عبدالکریم اور حاجی حسن کے درخواستیں دیں 4-12-59 کو حاجی حسن کو منتقل کر دیا گیا ۔ پھر 1-1-60 کو چوہدری عبدالکریم کے نام بھی منتقل کر دیا گیا ۔ بعد میں حاجی حسن کا حصہ کینسل ہو گیا ۔ کیونکہ اس کا کلیم جعلی تھا ۔ اور حاجی حسن کا حصہ بھی چوہدری عبدالکریم کو دے دیا گیا ۔

(24) راڈھو ٹاکیز ملتان ۔ اس سینما کے لئے مشتاق احمد ، زہرہ غنی، شوکت علی اور خدیجہ غنی نے درخواستیں دیں ۔ اور سینما ان کو 3-3-60 کو مندرجہ ذیل حصہ جات کے مطابق دے

دیا گیا ۔ زہرہ غنی ، خدیجہ غنی $42\frac{48}{121}$ حصہ مشتاق احمد $14\frac{108}{121}$ شوکت علی $42\frac{98}{121}$ حصہ

25 ۔ امپریل سینما ملتان ۔

یہ سینما نیلام میں مورخہ 30-11-59 کو بیگم عبدالغنی اور مسماۃ زینب خاتون کو مبلغ 5,20,000 روپے میں دے دیا گیا 21-9-60 کو مسماۃ زینب خاتون نے اپنے حقوق خواجہ عبدالرحمٰن کو دے دیئے ۔ جس کو محکمہ نے منظور کر دیا ۔

26 ۔ دلشاد ٹاکیز پاکپٹن شریف ۔

اس سینما کا ریکارڈ رٹ کے سلسلہ میں ہائی کورٹ لاہور میں پڑا ہوا ہے ۔ اس کے متعلق تفصیل نہیں دی جائے گی ۔

27 ۔ بھارت سینما اوکاڑہ ۔

اس سینما کے لئے غلام احمد خان اور محمد جاوید علی خان نے درخواستیں دیں لیکن ان کی درخواستیں مسترد کر دی گئیں اور سینما 27-3-60 کو نیلام کر دیا گیا ۔ جس میں ملک مظفر احمد نے 9 لاکھ پچاس ہزار روپے میں خرید لیا ۔

28 ۔ راما ٹاکیز مظفر گڑھ ۔

اس سینما کے لئے سید عبدالرشید نے درخواست دی لیکن بروئے معاہدہ کہ سید عبدالرشید اور نشاط اینڈ کمپنی ہوا تھا کے تحت ان کو

7-11-66 کو مبلغ 92,539 روپے میں دے دیا گیا ۔ معاملہ ہائی کورٹ میں ہے جس کا ابھی تک کوئی فیصلہ نہیں ہوا ۔

29 ۔ پرکاش سینما ڈی ۔ جی خان ۔ اس سینما کو منتقلی کے لئے غلام حیدر نے درخواست دی اس سینما میں چار آنے کا حصہ ہندو کا تھا ۔ اور 4 آنے کا مسلمان کا حصہ تھا ۔ لہذا 27-4-60 کو 4 آنے کا ہندو کا حصہ غلام حیدر کو دے دیا گیا ۔ بعد میں اس نے آنے کا حصہ امیر محمد خان کے نام کر دیا اور باقی 7 آنے کا حصہ بھی سید شہادت حسین کے نام منتقل کر دیا ۔

30 ۔ بھارت سینما ساہیوال ۔ اس سینما کے لئے کسی نے منتقلی کے لئے درخواست نہیں دی تھی 25-8-60 کو نیلام عام میں عبدالخالق ہرکی وغیرہ نے مبلغ 6,15,000 روپے میں خرید لیا ۔

31 ۔ پرنس سینما احمد پور شرقیہ یہ سینما غیر نفع بخش قرار دے دیا گیا تھا اس میں صرف 12½ آنے کا حصہ متروکہ تھا لہذا نیلام عام میں مورخہ 18-1-57 کو مبلغ دو لاکھ پچاس ہزار میں میر سردار علی ، اجمل حسین اور منظور احمد نے خرید لیا ۔

32 ۔ منصور فرنیڈز سینما رحیم یار خان

اس سینما کے لئے کسی نے برائے منتقلی درخواست نہیں دی اس سینما میں 14/16 حصہ غیر مسلم کا تھا اور دو آنے کا حصہ مسلم تھا ۔ لہذا 21.12.57 کو نیلام عام میں مسمیان گلزار احمد ، طفیل احمد ، ذوالفقار احمد ، اظہار احمد ، جگن خان ، سردار علی اور وزیر خان نے مبلغ ایک لاکھ 71 ہزار روپے میں خرید لیا بعد میں خریداران سینما کے درمیان کچھ جھگڑا ہوا اور کیس ہائی کورٹ میں فیصلہ طلب ہے ۔

33 ۔ نشاط سینما ، عارف والا ۔

اس سینما کی منتقلی کے لئے شیخ حبیب اللہ نے درخواست دی جس کو مسترد کر دیا گیا ۔ اور یہ سینما نیلام عام میں 23-6-66 کو مبلغ 3,01,000 روپے میں استالسعید اور مسماۃ نادرہ مسعود چھتاری نے خرید لیا ۔

34 ۔ پلازہ سینما راولپنڈی ۔

اس سینما کے لئے سید احسان علی شاہ اور سید طالب علی نے درخواستیں دیں لیکن طالب علی کی درخواست مسترد کر دی گئی اور سینما سید احسان علی شاہ کو 19.11.59 کو مبلغ ایک لاکھ اکانوے ہزار چالیس روپے میں منتقل کر دیا گیا ۔

35 ۔ اولڈ روز سینما راولپنڈی

اس سینما کے لئے مسماۃ فضل بیگم ۔

میاں علاؤالدین ۔ مسماۃ کشور سلطانہ اور خواجہ شوکت یاسین نے درخواستیں دیں ۔ لہذا 26.2.60 کو خواجہ شوکت یاسین اور میاں علاؤالدین کو منتقل کر دیا گیا خواجہ شوکت یاسین میاں علاؤالدین و دیگران کو 80 فیصد حصہ ملا ۔

36 ۔ سیروز سینما راولپنڈی ۔ اس سینما کے لئے میسرز محمد دین اینڈ کمپنی نے درخواستیں دیں اور سینما 25.9.60 کو مبلغ ایک لاکھ باون ہزار آٹھ سو تراسی روپے میں ان کو منتقل کر دیا ۔

37 ۔ سیروز سینما مری ۔ اس سینما کے لئے شیخ سلطان احمد نے درخواست دی لہذا سینما 27.9.60 کو مبلغ 2,74,984 روپے میں ان کو منتقل کر دیا گیا ۔

38 ۔ امپریل سینما راولپنڈی ۔ اس سینما کے لئے آغا غلام جیلانی نے درخواست دی لہذا 7.10.60 کو یہ سینما مبلغ 39,770 روپے میں ان کو منتقل کر دیا گیا ۔

39 ۔ نشاط سینما راولپنڈی ۔ یہ سینما شیخ احمد صادق ۔ غلام دستگیر وغیرہ کو منتقل ہوا تھا انہوں نے کل قیمت ادا کر دی ہوئی ہے ۔

40 ۔ دلراج سینما راولپنڈی ۔ اس سینما کے لئے ذوالفقار علی خان نے

برائے منتقلی درخواستیں دیں لیکن وزارت دفاع نے اس سینما کو حاصل کر لیا اور 28.6.60 کو منتقلی منسوخ کر دی گئی ۔ لہذا مارچ 1957ء کو یہ سینما Acquire ہو گیا ۔ اور اب کنٹونمنٹ بورڈ نے اس کی ٹرانسفر کے لئے عدالت عالیہ کو رجوع کیا ہوا ہے ۔

41 ۔ نگارپرکاش سینما راولپنڈی ۔

اس سینما کے لئے مسٹر فقیر محمد ، طفیل محمد طفیل اور نورالحسن نے درخواستیں دیں ۔ لیکن سب کی درخواستیں مسترد کر دی گئیں اور سینما نیلام عام میں سید محمد سعید کو مورخہ 28.12.59 کو مبلغ 12,11,000 روپے میں دے دیا گیا ۔ یہ نیلام منسوخ ہو گئی ۔ اور سینما دوبارہ نیلامی میں سید محمد سعید کو مبلغ 17,52,000 روپے میں دے دیا گیا ۔

42 ۔ کیپٹل سینما راولپنڈی ۔
43 ۔ ناولٹی سینما راولپنڈی ۔
44 ۔ نیوروز سینما راولپنڈی ۔

ان تینوں سینماؤں کو ڈپٹی کسٹوڈین کے حکم سے تبادلہ جائیداد کے سلسلہ میں تین مہاجرین کو دے دیا گیا لیکن کسٹوڈین نے ڈپٹی کسٹوڈین کے احکام کو کنفرم نہیں کیا تھا ۔ اس تبادلہ جائیداد کو ہائی کورٹ نے

منظور کر لیا ۔ جس کے خلاف محکمہ نے تین ایل۔پی۔اے دائر کئے ہوئے ہیں ۔ جو فی الحال ہائی کورٹ سے تصفیہ طلب ہیں ۔

45 ۔ ریگل سینما کیمبل پور ۔ اس سینما کے لئے چوہدری فتح محمد نے درخواست دی لیکن اس کی درخواست کو مسترد کر دیا گیا اور سینما نیلام عام میں 1.5.63 کو شیخ مسعود الٰہی شیخ محمود الٰہی کو مبلغ 1,35,000 روپے میں دے دیا گیا ۔

46 ۔ ریجنٹ سینما جہلم ۔ اس سینما کے لئے عزت اللہ صدیقی اور سید قائم حسین نے درخواستیں دیں عزت اللہ کی درخواست مسترد کر دی گئی اور سینما 14.1.65 کو بنام سید قائم حسین مبلغ 56,626/31 روپے میں منتقل کر دیا گیا ۔

47 ۔ امپریل سینما جہلم ۔ اس سینما کے لئے مسماۃ کبرا بیگم ۔ ایس ایم نور جہاں اشرف مسٹر خالد حسین اور مسٹر انعام اللہ خاں نے درخواستیں دیں لیکن مسماۃ کبرا بیگم کے سوا دوسروں کی درخواستیں نامنظور کر دی گئیں اور سینما اس کو 5.3.60 کو بعوض مبلغ 87,791 روپے میں منتقل کر دیا گیا ۔

48 ۔ پلسٹک سینما گجرات ۔ اس سینما کے لئے مسماۃ افضل النساء میسرز

محمد یونس ۔ محمد یوسف اور عبدالرحمٰن نے درخواستیں دیں مسماۃ فضل النساء اور عبدالرحمٰن کی درخواستیں مسترد کر دی گئیں اور سینما مورخہ 2.1.60 کو محمد یوسف محمد یونس کے نام مشترکہ طور پر منتقل کر دیا گیا ۔

49 ۔ چادر لاکیز سیالوالی ۔ اس سینما کے لئے محمد شفیع اور محمد عمران نے درخواستیں دیں جن کو رد کر دیا گیا اور نیلام عام میں 5.8.59 بنام منصور علی تاج اشرف علی تاج اور رجب علی تاج کو مبلغ 1,30,00 روپے میں دے دیا گیا ۔

50 ۔ نشاط سینما سرگودھا ۔ اس سینما کے لئے چوہدری حسن دین اور امیرالدین نے درخواستیں دیں لیکن صرف چوہدری حسن دین کو مورخہ 30.11.59 کو مبلغ 1,67,168/75 روپے میں منتقل کر دیا گیا ۔

51 ۔ شیلوشن سینما سرگودھا ۔ یہ سینما میاں عبدالرحمان وغیرہ کو منتقل کر دیا گیا تھا جس کی انہوں نے قیمت ادا کر کے پی۔ٹی۔ڈی حاصل کر لیا ہوا ہے ۔

52 ۔ امپریل سینما گوجرہ ۔ اس سینما کے لئے غلام محی الدین نے منتقلی کے لئے درخواست دی لہذا 4.12.59 کو سینما اس کے نام منتقل کر دیا گیا ۔

53 ۔ ریگل سینما لائل پور ۔

اس سینما کے لئے میاں احمد سعید اور احمد مسعود مبارک خان رفیع الدین خان حافظ عظیم بخش عمر دراز خان نے منتقلی کے لئے درخواستیں دیں ۔ میاں احمد سعید ۔ اور احمد مسعود سعید ۔ میاں خان رفیع الدین خان اور عمر دراز خان کی درخواستوں کو نا منظور کر دیا گیا اور سینما حافظ عظیم بخش کو 6-1-60 کو منتقل کر دیا گیا ۔

54 ۔ پریم ٹاکیز جڑانوالہ ۔

یہ سینما حق ملک خدا بخش نیلام ہو چکا ہے اور سینما کا ½ آنے حق ملک سیدوشت بردار ہو گیا بعد میں ملک بشیر نے محکمہ کے خلاف رٹ کر دی جس کا ابھی تک فیصلہ نہیں ہوا ۔

55 ۔ مغروا سینما لائل پور ۔

اس سینما کو حکومت پاکستان کی چھٹی نمبر II-8-56-(174) 1 مورخہ 20-2-58 کے تحت 21-7-58 کو بنام ملک محبوب احمد فروخت کر دیا گیا اس سینما کو مبلغ 1,46,003 روپے میں فروخت کیا گیا ۔

56 ۔ روز سینما منڈی بہاؤالدین ۔

اس سینما میں ½ حصہ غیر مسلم کا تھا اور ½ حصہ ارشاد ملک کا ۔ لہذا ½ حصہ جو کہ ہندو کا تھا اس لئے

ارشاد ملک نے برائے منتقلی درخواست
دی لہذا 14.12.64 کو یہ حصہ
بھی اس کے نام منتقل کر دیا گیا ۔

جعلی کلیم دینے والے ملزمان کے خلاف مقدمات کا اندراج

*5591 ۔ ڈاکٹر حلیم رضا : کیا وزیر مال از راہ کرم بیان فرمائیں گے کہ ۔

(الف) قیام پاکستان سے اب تک صوبہ میں کتنے ایسے کلیم منظور کئے گئے جن کی مالیت ایک لاکھ روپیہ سے زائد تھی اور جن کے متعلق لوگوں نے حکومت کو اطلاع بہم پہنچائی کہ وہ کلیم جعلی ہیں ۔

(ب) مذکورہ کلیموں کے متعلق کن تاریخوں کو اطلاع دھندگان نے حکومت کو اطلاع دی ۔ ان میں سے ہر ایک کا نام و پتہ کلیم کا نمبر جس کے بارے میں اطلاع دی گئی تفصیلاً بتایا جائے ۔

(ج) مذکورہ جعلی کلیم دینے والے ملزمان کے خلاف کس کس تاریخ کو مقدمہ درج ہوا تھا اور کہاں انہوں نے جعلی کلیموں پر کوئی سنیما یا فیکٹری وغیرہ حاصل کی تھی ۔ ایسی جائیداد کی تفصیل بتائی جائے ؟

وزیر قانون (سردار صغیر احمد) : (الف) محکمہ ہذا میں ایسا کوئی ریکارڈ نہیں رکھا گیا جس سے پتہ چل سکے کہ صوبہ میں آزادی کے بعد سے اب تک کتنے ایسے کلیم منظور کئے گئے جنکی مالیت 1 لاکھ روپیہ سے زائد تھی اور جن کے متعلق لوگوں نے حکومت کو اطلاع بہم پہنچائیں کہ وہ کلیم جعلی ہیں ۔ مختلف ذرائع سے اب تک جو معلومات حاصل ہوئی ہیں ان سے پتہ چلتا ہے کہ ایسے 9 کلیم کیس شکایات کی بنا پر زیر تفتیش ہیں ۔

(ب) و (ج) مطلوبہ معلومات متعلقہ گوشوارہ میں درج کر دی گئی ہیں ۔

نمبر شمار	اطلاع دھندگان کا نام و پتہ	کلیم رجسٹریشن نمبر
1 ۔	سکندر حیات خان ولد دیوان عمر دراز خان ڈگلس پور لیکہ بلڈنگ لائل پور	لائل پور 5268
2 ۔	حاجی نذیر احمد ، حاجی قادر بخش کوٹھی نمبر 417 جناح کالونی لائل پور	لائل پور 13589
	محمد بخش مکان نمبر 355 ڈگلس پورہ لائل پور	لائل پور 13590
		لائل پور 11907
		لائل پور 11908
3 ۔	الفورسمنٹ سٹاف	-
4 ۔	الفورسمنٹ سٹاف	-
5 ۔	الفورسمنٹ سٹاف	-
6 ۔	الفورسمنٹ سٹاف	-
7 ۔	الفورسمنٹ سٹاف	-
8 ۔	الفورسمنٹ سٹاف	-
9 ۔	الفورسمنٹ سٹاف	6691

معاوضہ کتاب نمبر	مقدمہ نمبر تاریخ	حاصل کردہ جائیداد
-	ابتدائی رپورٹ نمبر 566 مورخہ 14.12.71 تھانہ فیکٹری ایریا لائل پور میں درج ہوا جو کہ ابھی تک زیر تفتیش ہے اس کے علاوہ حاجی عظیم بخش نے ہائیکورٹ سے حکم امتناعی لیا ہوا ہے ۔	ریگل سینما لائل پور

-	ابتدائی رپورٹ نمبر 72/172 مورخہ اسلوک الیسٹریز 31.12.72 کو سپیشل پولیس لائل پور ٹوبہ ٹیک سنگھ میں درج ہوئی اب کیس میٹلمنٹ کمشنر ضلع لائل پور کی عدالت میں زیر سماعت ہے۔	
105948 317764	ابتدائی رپورٹ نمبر 65/172۔	-
———	ابتدائی رپورٹ نمبر 65/301 تھانہ	-
LHRI 611	مزنگ لاہور۔	
جعلی کھاتہ		
276	ابتدائی رپورٹ نمبر 66/46 گیری مراد کنال	
———	حافظ آباد۔ اراضی 2397.13	
RL-II 304048/Kyc 3562/Kyc	ابتدائی رپورٹ نمبر 82 فیروز والا۔	-
214946	ابتدائی رپورٹ نمبر 66/135 تھانہ	
———	انارکلی	-
LHR III-3712		
-	ابتدائی رپورٹ نمبر 66/207 تھانہ انارکلی	کلیم نمبر 20 پولنٹ اراضی تعدادی 26189
-	ابتدائی رپورٹ نمبر 66/125 تھانہ کاہنہ لاہور	-

مسٹر سپیکر : یہ وہی سوال ہے جس کا عملی طور پر جواب پہلے آ چکا ہے کہ آپ کے محکمہ کے پاس اس کا کوئی ریکارڈ نہیں ہے۔

وزیر قانون : اور 9 کلیم ہیں جن کی تفتیش ہو رہی ہے۔

Mr. Speaker : This forms part of the answer.

جعلی الاٹمنٹ

*5632 ۔ مسٹر عبدالقیوم بٹ : کیا وزیر مال از راہ کرم بیان فرمائیں گے کہ کیا حکومت کے علم میں ہے کہ چک سپیٹر ضلع گجرات کے نمبردار نے جو آزاد کشمیر کے موضع بانیا کا باشندہ ہے ضلع گجرات کے مواضعات چک سپیٹر سان موتیاں اور ککرالی میں فرضی مہاجر کی حیثیت سے اپنے اور زیر کفالت افراد خانہ کے نام 134 ایکڑ متروکہ اراضی الاٹ کرا رکھی ہے اگر یہ درست ہے تو آیا حکومت مذکورہ الاٹمنٹ منسوخ کرنے کا ارادہ رکھتی ہے اگر ایسا ہے تو کب تک ؟

وزیر قانون (سردار صغیر احمد) : برکت علی سابقہ سکونتی موضع بالیاں تحصیل بھمبر ضلع میر پور کا ہے ۔ یہ آزاد کشمیر کا رہنے والا نہیں ہے ۔ برکت علی کو ضلع گجرات میں چار مواضعات میں 61 ایکڑ رقبہ اس کے استحقاق کے مطابق الاٹ ہوا ہے ۔

ضلع ملتان میں تحصیلدار اور نائب تحصیلدار کی میعاد تقرری

*5771 ۔ میاں خورشید انور : کیا وزیر مال از راہ کرم بیان فرمائیں گے کہ ۔

(الف) ضلع ملتان میں کل کتنے تحصیلدار اور نائب تحصیلدار متعین ہیں ۔ نیز ان میں سے ہر ایک کی کل مدت ملازمت اور ضلع ملتان میں مختلف مقامات پر مختلف عہدوں پر ان کی میعاد تقرری بتائی جائے ۔

(ب) کیا یہ حقیقت ہے کہ ایسے آفیسر کو ایک جگہ پر تین سال سے زیادہ عرصہ کے لئے نہیں رکھا جا سکتا اگر ایسا ہے تو کیا ملتان ضلع میں افسران مذکور کے سلسلے میں اس پر عمل

درآمد ہو رہا ہے ؟

وزیر قانون (سردار صغیر احمد) : (الف) ضلع ملتان میں گیارہ تحصیلدار اور انہی نائب تحصیلدار تعینات ہیں ہر ایک کی کل مدت ملازمت ضلع ملتان میں مختلف مقامات پر مختلف عہدوں پر ان کی معیاد تقرری درج ذیل ہے -

نمبر شمار	نام تحصیلدار نائب تحصیلدار	کل عرصہ ملازمت	مقام تعیناتی معہ عرصہ تعیناتی
1-	قاضی عبد سمیع تحصیلدار ملتان	20-5-74 تک دن ماہ سال 13-8-11	نائب تحصیلدار لودھران 1-4-61 تا 20-6-62 کانونی نائب تحصیلدار عبدالحکیم 21-6-62 تا 31-7-63 چیمز ملکو کورٹ آف وارڈ میلسی 26-8-66 تا 17-1-66 تحصیلدار ملتان 15-8-73 تا حال
2-	رانا عبدالاحد تحصیلدار کبیر والا	24-0-21	تحصیلدار کبیر والا مئی 1973ء تا حال
3-	فرخ احمد تحصیلدار خانیوال	4-8-9	تحصیلدار کبیر والا 4-3-71 تا 16-7-71 تحصیلدار خانیوال 2-4-73 تا حال
4-	سردار امیر عبد خان تحصیلدار وہاڑی	24-8-12	نائب تحصیلدار لودھران 9-9-49 تا 28-7-51 نائب تحصیلدار کہروڑ پکا 29-7-51 تا 17-10-51 نائب تحصیلدار شجاع آباد 3-3-54 تا 31-10-57 ایڈیشنل تحصیلدار شجاع آباد 21-2-61 تا 31-8-62

		سیٹلمنٹ تحصیلدار شجاع آباد
		1-9-62 تا 2-5-63
		کالونی نائب تحصیلدار میاں چنوں
		15-6-65 تا 20-7-65
		تحصیلدار وہاڑی 7-3-72 تا حال
5- رانا محمد اعظم تحصیلدار میلسی	10-5-28	نائب تحصیلدار وہاڑی
		7-11-62 تا 6-11-63
		نائب تحصیلدار وہاڑی
		5-1-66 تا 26-7-68
		نائب تحصیلدار خانیوال
		27-7-68 تا 31-12-69
		نائب تحصیلدار میلسی
		1-1-70 تا 1-4-73
		نائب تحصیلدار ملتان
		2-4-73 تا 22-8-73
		تحصیلدار میلسی 22-9-73 تا حال
6- میاں غلام حسین تحصیلدار لودھران	21-4-19	نائب تحصیلدار ٹبہ سلطان پور
		11-8-54 تا 27-8-54
		نائب تحصیلدار شجاع آباد
		1-11-58 تا 10-12-59
		نائب تحصیلدار کہروڑ پکا
		11-12-59 تا 10-6-62
		نائب تحصیلدار جلال پور پیر والا
		11-6-62 تا 24-8-62
		نائب تحصیلدار بندوبست لودھران
		25-8-62 تا 31-5-63
		تحصیلدار بندوبست شجاع آباد
		9-6-64 تا 12-6-65

کانونی نائب تحصیلدار مخدوم رشید
27-7-65 تا 6-1-66
کانونی نائب تحصیلداو بورے والا
7-1-66 تا 14-10-66
تحصیلدار وصولی زرعی بلک ملتان
25-5-67 تا 31-12-67
نائب تحصیلدار مینسی
1-1-68 تا 8-12-69
تحصیلدار کبیر والا
25-2-70 تا 3-3-71
تحصیلدار لودھران 12-10-71 تا حال

دن ماہ سال

7- حافظ عبد یوسف تحصیلدار 16-11-12
شجاع آباد

نائب تحصیلدار زرعی اصلاحات ملتان
16-7-71 تا 29-11-71
نائب تحصیلدار ملتان
3-8-65 تا 23-7-68
کانونی نائب تحصیلدار میاں چنوں
24-7-68 تا 31-10-69
اے - سی - او - ملتان
8-11-69 تا 12-5-70
ٹبہ سلطان پور 26-4-71 تا 8-11-71
سی - او - ملتان 20-3-72 تا حال

8- سید شاہد حسین 14-11-12
کنسالیڈیشن آفیسر ملتان

دن ماہ سال

9- چوہدری عبد اشرف ریلر 12-11-8
ایڈیشنل کمشنر
(کنسالیڈیشن) ملتان

ایڈیشنل تحصیلدار شجاع آباد
1-9-62 تا 31-5-63
نائب تحصیلدار بندوبست ملتان
1-6-63 تا 31-5-65

نائب تحصیلدار خانیوال
15-12-67 تا 6-2-69
تحصیلدار اوقاف ملتان
2-3-71 تا 12-10-71
ریلوے ایڈیشنل کمشنر (سی) ملتان
26-2-73 تا حال

10- خواجہ عبد اعجاز غنی 4-2-0 تحصیلدار میلسی
تحصیلدار زرعی اصلاحات 8-11-71 تا 19-9-73
ملتان نائب تحصیلدار زرعی اصلاحات ملتان
20-9-73 تا حال

11- عبد ابراہیم خلیل 12-11-14 نائب تحصیلدار ملتان
تحصیلدار وصولی ملتان 10-9-62 تا 21-10-63
کالوق نائب تحصیلدار عبدالحکیم
28-10-63 تا 17-6-65
نائب تحصیلدار لودھران
25-6-65 تا 19-1-66
تحصیلدار وصولی ملتان 1-8-73 تاحال

نائب تحصیلدار

دن ماہ سال

1- ملک ایاز احمد 2-6-14 نائب تحصیلدار ملتان
نائب تحصیلدار ملتان 6-11-71 تا 23-12-72
نائب تحصیلدار آباد کاری ملتان
27-3-73 تا 1-6-73
نائب تحصیلدار ملتان 2-6-73 تا حال

2- زاہد حسین قادری نائب 12-11-16 نائب تحصیلدار گیبر والا
تحصیلدار ملتان 30-10-63 تا 6-1-66
نائب " میلدار ملتان 15-8-73 تاحال

3-	چوہدری محمد یاسین نائب تحصیلدار کبیر والا	1-4-3	کالونی نائب تحصیلدار دنیا پور 26-6-71 تا 24-2-72 نائب تحصیلدار گلہروڑ پکا 25-2-72 تا 21-8-73 نائب تحصیلدار کبیر والا 22-8-73 تا حال
4-	مسٹر شہباز خان نائب تحصیلدار خانیوال	23-4-4	نائب تحصیلدار آباد کاری ملتان 24-6-70 تا 31-10-70 نائب تحصیلدار لودھران 2-11-72 تا 19-7-73 نائب تحصیلدار جلال پور پیر والا 20-7-73 تا 31-10-73 نائب تحصیلدار خانیوال 12-4-73 تا حال
5-	چوہدری محمد سرور نائب تحصیلدار وہاڑی	6-7-9	کالونی نائب تحصیلدار دنیا پور 14-10-64 تا 9-9-67 نائب تحصیلدار ملتان 17-12-72 تا 4-6-73 نائب تحصیلدار وہاڑی 5-6-73 تا حال
6-	خان محمد اکرم خان نائب تحصیلدار میلسی	13-10-6	نائب تحصیلدار وصولی لودھران 13-10-68 تا 7-7-70 نائب تحصیلدار وہاڑی 8-7-70 تا 30-4-71 کالونی تحصیلدار مخدوم رشید 1-0-71 تا 1-4-73 نائب تحصیلدار میلسی 2-4-73 تاحال

7۔ مسٹر یار محمد تمبردار نائب تحصیلدار نوشہرہ	4-4-0	نائب تحصیلدار شجاع آباد 20-1-70 تا 9-5-71 نائب تحصیلدار نوشہرہ 20-7-73 تا حال
8۔ مسٹر خورشید علی صدیقی نائب تحصیلدار شجاع آباد	4-3-16	کالونی نائب تحصیلدار دنیا پور 1-2-69 تا 30-4-69 نائب تحصیلدار وصولی وہاڑی 1-5-69 تا 5-7-69 نائب تحصیلدار زرعی اصلاحات ملتان 1-5-71 تا 12-10-71 نائب تحصیلدار شجاع آباد 17-5-72 تا حال
9۔ ملک شبیر احمد نائب تحصیلدار ٹبہ سلطان پور	4-10-5	کالونی نائب تحصیلدار عبدالحکیم 10-7-69 تا 12-1-70 نائب تحصیلدار ٹبہ سلطان پور 22-4-73 تا حال
10۔ ملک محمد امین نائب تحصیلدار کہروڑ پکا	4-6-24	نائب تحصیلدار کہروڑ پکا 19-7-73 تا حال
11۔ ملک رحیم بخش نائب تحصیلدار جلال پور	13-9-0	نائب تحصیلدار بندوبست میلسی 21-8-63 تا 31-5-65 کالونی نائب تحصیلدار مخدوم رشید 11-5-65 تا 26-7-65 نائب تحصیلدار ٹبہ سلطان پور 27-12-66 تا 32-7-69 نائب تحصیلدار کہروڑ پکا 24-7-69 تا 31-3-70 نائب تحصیلدار وہاڑی 8-1-72 تا 7-5-73

		نائب تحصیلدار آبادکاری ملتان 8-5-73 تا 10-7-74 نائب تحصیلدار جلال پور پیر والا 11-4-74 تا حال
12۔ مسٹر مشتاق احمد نائب تحصیلدار مخدوم رشید	2-6-0	کالونی نائب تحصیلدار مخدوم رشید 1-7-73 تا حال
13۔ مسٹر غلام مصطفیٰ ڈوگر نائب تحصیلدار عبدالحکیم	3-3-27	نائب تحصیلدار خانیوال 23-1-70 تا 22-9-70 کالونی نائب تحصیلدار عبدالحکیم 3-9-73 تا حال
14۔ میاں مختار حسین کالونی نائب تحصیلدار میاں چنوں	12-11-16	کالونی نائب تحصیلدار مخدوم رشید 4-6-62 تا 1-1-63 نائب تحصیلدار ملتان 2-1-62 تا 28-4-63 اے سی او خانیوال 13-9-63 تا 25-11-65 نائب تحصیلدار بحالیات ملتان 10-11-70 تا 12-4-72 نائب تحصیلدار میاں چنوں 13-4-72 تا حال
15۔ راؤ خالد مسعود کالونی نائب تحصیلدار بورے والا	4-3-24	کالونی نائب تحصیلدار بورے والا 10 مئی 1974ء تا حال
16۔ مسٹر امجد علی واسطی کالونی نائب تحصیلدار دلپا پور	13-9-24	نائب تحصیلدار کبیر والا 9 اکتوبر 1964ء تا 28 فروری 1966ء کالونی نائب تحصیلدار دلپا پور 25 فروری 1972ء تا حال

17- مسٹر فضل رحیم نائب تحصیلدار بحالیات ملتان	0-1-9	نائب تحصیلدار بحالیات ملتان 11 اپریل 1974ء تا حال
18- سید اصغر علی شاہ نائب تحصیلدار بحالیات ملتان	1-5-22	نائب تحصیلدار بحالیات ملتان 10 فروری 1974ء تا حال
19- مسٹر کرار حسین اے سی او شجاع آباد	3-6-7	اے سی او شجاع آباد 2 جنوری 1974ء تا حال

(ب) گورنمنٹ کی ہدایت کے مطابق عام طور پر ایک سرکاری ملازم عرصہ تین سال سے زیادہ ایک آسامی پر ایک جگہ تعینات نہیں رہ سکتا ان ہدایات پر عمل درآمد ہو رہا ہے اور تحصیلدار اور نائب تحصیلداروں کا تبادلہ اس ہدایت پر کیا جا رہا ہے -

راجہ محمد افضل خان : کیا وزیر موصوف فرمائیں گے کہ مقدمات کے اندراج اور فیصلوں کی شرح کے مطابق تحصیلداروں اور نائب تحصیلداروں کی تعداد کافی ہے -

وزیر قانون : یہ تعداد کافی ہے - جونہی ضرورت محسوس ہوئی تو اس میں اضافہ کیا جا سکتا ہے -

راجہ محمد افضل خان : کیا وزیر موصوف بتا سکتے ہیں کہ ان ہدایات پر کب تک عمل ہوگا - دو سال میں یا تین سال میں -

وزیر قانون : ان ہدایات پر عمل درآمد ہو رہا ہے - صورت حال یہ ہے کہ عام طور پر ایک ملازم کو تین سال تک ایک سٹیشن پر رکھا جاتا ہے لیکن اگر ضرورت ہو تو ایسا کوئی قانون یا ایسی کوئی پابندی نہیں کہ اسے تین سال سے پہلے تبدیل نہ کیا جا سکے -

---

مالک اور مزارع کے درمیان پیداوار کی تقسیم

* 5828 - **میاں خورشید انور :** کیا وزیر مال از راہ کرم بیان فرمائیں گے کہ -

(الف) کیا یہ درست ہے کہ حکومت نے مالک اور مزارع کے درمیان

40 اور 60 فی صد کے حساب سے پیداوار کو تقسیم کرنے کے احکامات جاری کئے ہیں اگر ایسا ہے تو کیا یہ حکم صوبہ کی تمام اقسام کی زمین کے لئے ہے ۔

(ب) کیا یہ بھی درست ہے کہ مذکورہ حکم سے ان علاقوں پر برا اثر پڑے گا ۔ جہاں نہری پانی بالکل نہیں ہے یا ششماہی نہریں ہیں ۔

(ج) کیا حکومت اس امر سے آگاہ ہے کہ جو زمین نہری پانی سے سیراب نہیں ہوتی وہاں ٹیوب ویل کے ذریعہ آبپاشی پر بہت زیادہ اخراجات آتے ہیں اور 40-60 کے تناسب سے پیداوار کی بٹائی مناسب نہیں ہے اگر ایسا ہے تو کیا حکومت اپنی موجودہ پالیسی پر نظر ثانی کرے گی ؟

وزیر قانون (سردار صغیر احمد) : (الف) صرف اس حد تک درست ہے کہ محکمہ زرعی اصلاحات کی جانب سے 23 نومبر 1973ء کو وضاحتی مراسلہ جاری ہوا تھا جو ماہ مئی 1974ء کے پہلے ہفتہ میں واپس لیا جا چکا ہے ۔

(ب) وضاحتی ہدایات واپس لینے کی وجہ سے سابقہ صورت حال قائم رہے گی ۔

(ج) شق (ب) کے جواب کی صورت میں یہ سوال پیدا نہیں ہوتا ہے ۔

مسٹر عبدالحفیظ کاردار : جناب والا ! سابقہ صورت حال کیا ہے ؟

وزیر قانون : جناب والا ! صورت حال یہ ہے کہ مارشل لاء کے ضابطہ 115 تحت اس عوامی حکومت نے مزارعین کو کچھ مراعات دی تھیں کہ وہ نصف کی بجائے 40 اور 60 فیصد کی نسبت سے پیداوار تقسیم کریں گے اور اسی تناسب سے کھاد ، بیج اور جو دوسری چیزیں ہیں ان کا بوجھ برداشت کریں گے ۔ اب یہ مزارعین کی مرضی ہے کہ وہ اس رعائت کو یا اس روائیت کو پسند کرتے ہیں کہ جو اس ضابطہ سے پیشتر رائج تھی ۔ جس کے تحت وہ آپس میں بٹائی تقسیم کرتے تھے ۔ جناب والا ! پنجاب میں کئی جگہوں پر مالکان

کو ایک تہائی اور مزارعین کو دو تہائی حصہ ملتا ہے ۔ اس صورت میں مزارعین کو کسی کسی جگہ پر سابقہ صورت حال میں فائدہ پہنچتا تھا اور کسی جگہہ پر نئی صورت حال میں فائدہ پہنچتا ہے ۔ اب ان کی اپنی مرضی ہے کہ وہ جو طریقہ کار پسند کریں ۔ اسے اختیار کر سکتے ہیں ۔ حکومت نے اپنا مراسلہ واپس لے کر سابقہ صورت حال برقرار کر دی ہے اور اگر مزارعین محسوس کریں کہ جو مراعات انہیں زرعی اصلاحات کے تحت دی گئی ہیں وہ ان سے استفادہ کرنا چاہتے ہیں یا سابقہ شرح کے حساب سے بٹائی تقسیم کرنی چاہتے ہیں تو یہ وہ اپنی مرضی کے مطابق کر سکتے ہیں اور حکومت کو اس میں کوئی اعتراض نہیں ۔

سب تحصیل نوشہرہ ورکاں کے لئے نئی عمارت کی تعمیر

* 5857 ۔ **خان محمد شفیق خان** : کیا وزیر مال از راہ کرم بیان فرمائیں گے کہ ۔

(الف) کیا یہ درست ہے کہ سب تحصیل نوشہرہ ورکاں ضلع شیخوپورہ کی عمارت پچھلی ایک صدی سے بھی قبل کی تعمیر شدہ ہے اور اس کی حالت اب نہایت ہی خستہ ہے اور یہ کسی وقت بھی جانی نقصان کا موجب بن سکتی ہے ۔

(ب) اگر جزو (الف) بالا کا جواب اثبات میں ہے تو کیا حکومت موجودہ عمارت کو گرا کر اس کی جگہ نئی عمارت تعمیر کرانے کا ارادہ رکھتی ہے ۔ اگر نہیں تو کیوں ؟

وزیر قانون (سردار صغیر احمد) : (الف) اس وقت ایسا کوئی ریکارڈ موجود نہیں ۔ جس سے کہ تاریخ تعمیر عمارت کا تعین کیا جا سکے ۔ البتہ یہ درست ہے ۔ کہ یہ پچھلے 50 سال سے قبل کی تعمیر شدہ ہے ، اور اس عمارت کی حالت خراب ہے ۔

(ب) جی ہاں ۔ اس سلسلہ میں مبلغ 4,06,200 روپے کا تخمینہ تیار کیا جا چکا ہے ۔ اور جونہی رقم دستیاب ہوئی ۔ نئی عمارت تعمیر کی جا سکے گی ۔

چوہدری جمیل حسین خان سنج : سپلیمنٹری سر ۔ یہ اندازہ محکمہ مال نے لگایا ہے یا کسی اور محکمے نے ؟

مسٹر سپیکر : یہ تو محکمہ مال کی بات نہیں ہے ۔ یہ تو پبلک ورکس کی بات ہے ۔

وزیر قانون : یہ محکمہ مال کی بات ہے ۔

مسٹر سپیکر : اس وقت آپ کس محکمے کو represent کر رہے ہیں ؟

وزیر قانون : اس وقت میں محکمہ مال کو represent کر رہا ہوں ۔

مسٹر سپیکر : ٹھیک ہے ۔

وزیر قانون : یہ اندازہ محکمہ مال نے لگایا ہے ۔

مسٹر عبدالحفیظ کاردار : ہمیں بھی معلوم نہیں ہو رہا کہ یہ محکمہ مال کے متعلق سوالات پوچھے جا رہے ہیں یا پبلک ورکس کے متعلق ۔ "تحقیق کی جائے گی" ، "سروے کیا جائے گا" ۔

صوبہ میں نائب تحصیلداروں کی بھرتی

* 5874 ۔ حافظ علی اسد اللہ : کیا وزیر مال از راہ کرم بیان فرمائیں گے کہ یکم جنوری 1972ء سے 15 مئی 1974ء تک صوبہ میں کتنے نائب تحصیلدار بھرتی کئے گئے تھے ۔ ضلع وار ان کے نام ۔ پتے اور تعلیمی کوالف بمعہ ڈویژن سے آگاہ کیا جائے نیز یہ بھی بتایا جائے کہ حکومت نے ان کے انتخاب اور بھرتی کے لئے کیا طریق کار اختیار کیا تھا ؟

وزیر قانون سردار صغیر احمد : یکم جنوری 1972 سے 15 مئی 1974ء تک صوبہ میں مندرجہ ذیل کو بھرتی بحیثیت نائب تحصیلدار کیا گیا :۔

سال بمعہ تاریخ	نام امیدوار بمعہ پتہ	تعلیمی کوالف بمعہ ڈویژن	آبادی ضلع
30-3-72	چوہدری محمد یونس بی ۔ اے کمشنر بہاولپور ڈویژن	ایف ۔ اے II	بہاولپور

"	علی احمد فریدی ۔ اسسٹنٹ دفتر کمشنر آفس ۔ بہاولپور ڈویژن ۔	بی ۔ اے III	بہاولپور
"	رفیق احمد سیال ولد کریم بخش سیال سکنہ احمد پور شرقیہ ۔ ضلع بہاولپور ۔	بی ۔ اے I لال ۔ ایل ۔ بی II	بہاولپور
30-3-72	عبد حسین ۔ قائم مقام سینئر کلرک دفتر کمشنر ۔ لاہور ڈویژن ۔	میٹرک II	لاہور
"	غلام رسول ۔ سٹینو ٹائپسٹ دفتر کمشنر لاہور ڈویژن ۔	ایف ۔ اے II	گوجرانوالہ
"	خادم علی ۔ جونیئر کلرک دفتر بورڈ آف ریونیو پنجاب ۔	بی ۔ اے III	لاہور

اے کلاس نائب تحصیلداروں کی براہ راست یا محکمہ مال کے ملازمین میں سے 'بی' کلاس کی بھرتی ۔ از روئے قواعد مغربی پاکستان تحصیلداری نائب تحصیلدار سروس رولز مجریہ 1962ء کی جاتی ہے ۔ بھرتی کے مجاز کمشنر ہوتے ہیں ۔

4-3-74	رانا بدرالزمان ۔	بی ۔ اے ۔ III	جہلم
"	قائمقام نائب تحصیلدار (کلیمز) گجرات ۔		
"	راجہ عبد ریاض عباسی ۔ قائمقام نائب تحصیلدار اٹک ۔	ایف ۔ اے ۔ III	راولپنڈی
"	ملک احمد خان ۔ آفس قانونگو ۔ پنڈی گھیب	میٹرک ۔ II	کیمبلپور

"	خواجہ محمد زمان ہیڈ کلرک دفتر ڈپٹی کمشنر جہلم۔	بی۔ اے۔ III	جہلم
4-3-74	شوکت علی اسسٹنٹ دفتر کمشنر میٹرک۔ III راولپنڈی ڈویژن۔		راولپنڈی
"	غلام محی الدین۔ سٹینو کمشنر میٹرک۔ III راولپنڈی ڈویژن		راولپنڈی
"	ظفر علی قریشی۔ سٹینو گرافر ایف۔اے دفتر بورڈ آف ریونیو۔ (صرف انگریزی)		جہلم
"	راجہ عبدالغفور۔ قائم مقام۔ اے۔ سی ایبٹ آباد۔	میٹرک III	گجرات
15-5-74	محمد ادریس بٹ۔ قائم مقام۔ اسسٹنٹ کمشنر آفس۔ لاہور ڈویژن۔	میٹرک II	سیالکوٹ
7-11-73	در محمد ولد نور محمد مکان 60 الرضا۔ ملتان کینٹ۔	بی۔ اے۔ II ایم۔ اے۔ III	ڈیرہ غازی خان
4-3-74	چوہدری محمد اسلم قائم مقام نائب تحصیلدار (رینٹ) راولپنڈی۔	میٹرک (سپیشل ڈویژن 1948)	راولپنڈی
"	ملک مسعود احمد فیلڈ قانونگو۔ چکوال	میٹرک I	جہلم
"	سید فیض الحسن شاہ قائم مقام نائب تحصیلدار رینٹ گجرات۔	میٹرک III	گجرات

موضع جھڈہ تحصیل بھلوال میں اشتمال اراضی

* 5942 ۔ میاں احسان الحق پراچہ : کیا وزیر اشتمال اراضی از راہ کرم بیان فرمائیں گے کہ ۔

(الف) کیا یہ امر واقعہ ہے کہ حکومت کی طرف سے موضع جھڈہ تحصیل بھلوال ضلع سرگودھا میں اشتمال اراضی کرنے کے احکامات جاری ہو چکے ہیں لیکن ابھی تک ان کی تعمیل نہیں کی گئی ۔

(ب) اگر جزو (الف) بالا کا جواب اثبات میں ہے تو ان احکامات پر عمل درآمد نہ کرنے کی وجوہ کیا ہیں نیز مذکورہ گاؤں کی اشتمال اراضی کا کام کب شروع کیا جائے گا ؟

وزیر قانون (سردار صغیر احمد) : (الف) موضع جھڈہ میں آج تک کوئی حکم نسبت اجرائے کام اشتمال صادر نہیں ہوا ہے ۔

(ب) جزو (الف) کا جواب اثبات میں نہیں ہے لہذا اس کی مزید تشریح کی ضرورت نہیں ۔

مذکورہ موضع جھڈہ کا کام برائے قواعد اس وقت شروع ہو سکے گا ۔ جبکہ اکثریت حقداران کم از کم 51 فیصد بلحاظ تعداد و رقبہ درخواست کریں گے ۔

پٹوار خانوں کی تعمیر

* 5949 ۔ ملک محمد اعظم : کیا وزیر مال از راہ کرم بیان فرمائیں گے کہ ۔

(الف) کیا یہ امر واقعہ ہے کہ حکومت نے کچھ عرصہ قبل تحصیل سرگودھا کے مختلف چکوک میں پٹوار خانے بنوائے تھے ۔ اگر ایسا ہے تو یہ پٹوار خانے جن چکوک میں واقع ہیں ان کا نام اور ان کے احاطہ نمبر ایوان کی میز پر رکھے جائیں ۔

(ب) کیا یہ بھی امر واقعہ ہے کہ مذکورہ پٹوار خانے اور احاطہ جات محکمہ مال کی لا پرواہی کی بناء پر برباد ہو چکے ہیں ۔

(ج) کیا یہ بھی امر واقعہ ہے کہ پٹوار خانوں کا ملبہ گارڈر اور بالے وغیرہ علاقہ کے بااثر افراد نے غصب کر لئے ہیں ۔

(د) کیا یہ بھی امر واقع ہے کہ تحصیل سرگودھا میں اب پٹوار خانے نہ ہونے کی وجہ سے پٹواری صاحبان زمینداروں کے ہاں ٹھہرتے ہیں جن سے بدعنوانی پھیلتی ہے ۔

(ہ) اگر جزو ہائے بالا کا جواب اثبات میں ہے تو کیا حکومت مذکورہ تحصیل میں پٹوار خانے جلد از جلد بنوانے اور تباہ شدہ پٹوار خانوں کا ملبہ ۔ گارڈر اور بالوں پر ناجائز قبضہ کرنے والے لوگوں کے خلاف کارروائی کرنے اور ان سے مذکورہ اشیاء برآمد کرنے کا ارادہ رکھتی ہے ؟

وزیر قانون (سردار صغیر احمد) : (الف) (i) جی نہیں ۔

(ii) جواب الف (i) کے پیش نظر چکوک کے نام وغیرہ دینے کا سوال ہی پیدا نہیں ہوتا ۔

(ب و ج) سوال ہی پیدا نہیں ہوتا ۔

(د) (i) جی ہاں ۔

(ii) لیکن اس سلسلہ میں کسی قسم کی بدعنوانی کی شکایت موصول نہیں ہوئی ۔

(ہ) (i) سوال ہی پیدا نہیں ہوتا ۔

(ii) نئے پٹوار خانہ جات تعمیر کرنے کے لئے حکومت نے مرحلہ وار پروگرام مرتب کیا ہے جونہی اس سلسلہ میں رقم دستیاب ہو گئی ۔ پٹوار خانہ جات کی تعمیر کا کام شروع کر دیا جائے گا ۔

کیمبلپور کے مواضعات میں اشتمال اراضی

*6048 ۔ شیخ محمد انور : کیا وزیر مال از راہ کرم بیان فرمائیں گے کہ :

(الف) کیا یہ درست ہے کہ راولپنڈی تحصیل کے تھالہ واہ کینٹ کے چند دیہات کچھ عرصہ پہلے محکمہ مال کے کاغذات میں کیمبلپور کے ساتھ شامل تھے ۔

(ب) کیا یہ بھی درست ہے کہ ان دیہات میں لب ٹھٹھو ، براہما ساگرہ بھی شامل تھے اور اب وہ عرصہ سے راولپنڈی تحصیل میں شامل ہیں ۔

(ج) کیا یہ بھی درست ہے کہ ضلع راولپنڈی میں اشتمال اراضی کا کام پچھلے کئی سالوں سے بند ہے ۔

(د) کیا یہ بھی درست ہے کہ اشتمال اراضی کیمبلپور کا عملہ چند با اثر زمینداروں کی ملی بھگت سے کاشتکاروں کی اکثریت اور رائے کے خلاف مواضعات مذکورہ میں اشتمال اراضی کی کاغذی کارروائیاں کرنا چاہتا ہے جب کہ مذکورہ بالا دیہاتوں کا کیمبلپور سے کوئی تعلق نہیں ہے ۔

(ہ) اگر جزو ہائے بالا کا جواب اثبات میں ہے تو حکومت اس سلسلہ میں کیا کارروائی کرنے کا ارادہ رکھتی ہے ؟

وزیر قانون (سردار صغیر احمد) : (الف) درست ہے ۔

(ب) درست ہے ۔

(ج) درست نہیں ہے ۔

(د) درست نہ ہے ۔ دراصل ایسے دیہات جو ضلع کیمبل پور سے ضلع راولپنڈی منتقل ہوئے اور جو زیر اشتمال تھے وہاں کام اشتمال مطابق ہدایات بورڈ آف ریونیو اے ۔ ڈی ۔ سی کیمبل پور سپرد کیا گیا ۔ موضع لب ٹھٹھو کے بارہ میں کام اشتمال بند کرنے کا حکم دیا گیا ہے ۔ چنانچہ اس حکم کے تحت موضع مذکور

میں کام اشتمال بند کرکے کاغذات محکمہ مال کو واپس کر دئے گئے ہیں ۔

موضع ساکرہ برہا کے بارہ میں اشتمال جاری رکھنے کا حکم منظور ہوا تھا ۔ چنانچہ موضع مذکورہ کی سکیم اشتمال منظور ہو چکی ہے ۔

(ہ) مفصل جوابات عرض کر دئے گئے ۔

شیخ محمد انور : سپلیمنٹری سر ۔ سوال کا جز "ج" یہ ہے : کیا یہ بھی درست ہے کہ ضلع راولپنڈی میں اشتمال اراضی کا کام پچھلے کئی سالوں سے بند ہے اور جواب میں وزیر موصوف نے فرمایا ہے کہ درست نہیں ہے ۔

کیا وزیر موصوف کسی ایسے گاؤں کا نام بتائیں گے جہاں اشتمال اراضی کا کام ہوا ہے ؟

مسٹر سپیکر : آپ اپنے سوال کو دہرائیں ۔ یہ نہ بتائیں کہ انہوں نے کیا جواب دیا ہے بلکہ اپنا سوال بتائیں ۔

شیخ محمد انور : ضلع راولپنڈی کے کسی ایک دیہات کا نام بتائیں جس میں اشتمال اراضی کا کام ہوا ہوا ؟

وزیر قانون : میں نے اس سوال کے جواب میں بتایا ہے کہ بورڈ آف ریونیو کی ہدایات کے مطابق کام ہوا ہے ۔ سکیم منظور کر دی گئی ۔ اس میں موجود ہے ۔

شیخ محمد انور : ایک موضع کا نام بتائیں—وزیر موصوف نے فرمایا ہے کہ دو مواضعات اس میں ہیں ، لب ٹھٹھو جو پہلے کیمبل پور میں شامل تھا اور اب راولپنڈی میں شامل ہو گئے ۔ ایک گاؤں کا اشتمال ہو گیا اور دوسرے کے بارے میں انہوں نے فرمایا ہے کہ اس کے بارے میں حکم جاری کر دیا گیا ہے ۔ کیا وزیر موصوف وضاحت فرمائیں گے کہ کن وجوہات کی بنا پر اشتمال اراضی جاری رکھنے کا حکم جاری کیا گیا ؟

وزیر قانون : جناب والا ! اشتمال اراضی کے متعلق یہ ہے کہ جہاں کسی موضع میں اشتمال اراضی کرانے والے مالکان کی تعداد 51 فی صد ہو تو اس صورت میں اشتمال کیا جاتا ہے اگر اس تعداد میں مالکان حکومت سے درخواست کریں کہ ہم اشتمال نہیں چاہتے تو ہم درمیان میں روک دیتے ہیں ۔ یعنی اشتمال ان کی رضامندی سے ہوتا ہے ۔ چنانچہ حکومت نے اس بنا پر کہ 51 فی صد مالکان چاہتے تھے کہ اشتمال کیا جائے ، ان کی درخواست کے مطابق احکام جاری کر دئے گئے ۔

شیخ محمد انور : کیا وزیر موصوف وضاحت فرمائیں گے کہ کاشتکاران اور مزارعین نے متعدد بار گورنمنٹ کو representation دی کہ ان کے دیہاتوں میں اشتمال نہ کیا جائے ۔ جو پہلے وزیر تھے ان کی خدمت میں گاؤں کے کاشتکاروں نے representation کی تھی ۔ اس کے باوجود اشتمال اراضی کے بارے میں منظوری کی کیا وجوہات ہیں ؟

وزیر قانون : جناب والا ! جیسا کہ میں نے پہلے عرض کیا ہے ، کسی موضع میں اس وقت تک اشتمال ہو ہی نہیں سکتا ۔ جب تک 51 فی صد مالکان رضامندی نہ دیں اگر کسی موضع میں محکمہ مال نے مالکان کی رضامندی کے بغیر اشتمال کیا ہے ۔ ۔ ۔ ۔

مسٹر سپیکر : ان کا سوال اس کے الٹ ہے ۔ وہ یہ پوچھ رہے ہیں کہ حکم کیوں دیا گیا ؟

وزیر قانون : میں یہی عرض کر رہا ہوں کہ 51 فی صد مالکان نے اس کی درخواست کی تھی ۔ ان کے مطالبے اور درخواست کے مطابق حکم دیا گیا ۔

مسٹر سپیکر : ان کا تو یہ کہنا ہے کہ representation یہ کی گئی تھی کہ اشتمال نہ کیا جائے ۔

I hope you will look into the matter.

وزیر قانون : میں یہی عرض کر رہا تھا کہ اگر 51 فی صد مالکان نہ

چاہیں تو حکومت اشتمال نہیں کر سکتی اگر محکمہ مال کے آدمی نے اس کے برعکس اشتمال کر دیا ہے تو یہ قانون کے خلاف ہے ۔

مسٹر سپیکر : legally کر سکتے ہیں ، physically نہیں کر سکتے ۔ This is what he says.

وزیر قانون : اگر 51 فی صد مالکان کی رضامندی کے بغیر اس موضع میں اشتمال کیا گیا ہے تو جنہوں نے حکم کے خلاف کارروائی کی ہے ان کے خلاف سخت ایکشن لیا جائے گا ۔

شیخ محمد انور : سپلیمنٹری سر ۔ ۔ ۔ ۔

مسٹر سپیکر : اب اس کے بعد بھی کوئی سوال رہ گیا ہے ۔ انہوں نے کافی categorical statement دی ہے ۔

شیخ محمد انور : سر ! اس دیہات کے بارے میں جو پہلے مشٹر رہے ہیں ۔ کاردار صاحب ، کاہلوں صاحبہ اور رانا اقبال صاحب ان کو خود میں نے گزارش کی ہے اور ڈیلیگیشن بھجوائے ان کے پاس انہوں نے یقین دلایا تھا کہ ہم اشتمال اراضی نہیں کریں گے یہ لسٹ جو ان کو دی گئی ہے cooked نظر آتی ہے تو کیا وزیر موصوف یہ یقین دہانی کرائیں گے کہ اس کے بارے میں وہ اشتمال اراضی کو روکنے اور اس پر نظر ثانی کرنے کا ارادہ رکھتے ہیں ؟

وزیر قانون : جناب والا ! میں اپنے فاضل دوست کی ایک غلط فہمی آپ کی وساطت سے دور کرنا چاہتا ہوں کہ یہ 51 فیصد میں مزارعین کو شمار کرتے ہیں مگر مزارعین کا کوئی تعلق اشتمال سے نہیں ہوتا ۔ یہ مالکان کی رضامندی سے ہوتا ہے ۔ مالکان جو ہیں وہ 51 فیصدی سے زیادہ ہیں جو اس بات کا مطالبہ کرتے ہیں انہوں نے اس بات کی خواہش ظاہر کی ہے کہ یہاں اشتمال کیا جائے ۔ یہ 51 فیصد مالکان میرے پاس لے آئیں ہم اس اشتمال کو undo کر دیں گے اور یہ ویسے منظور ہو چکا ہے ۔

شیخ محمد انور : سر یہ cooked figures ہیں ۔ میں یہ contest کر رہا ہوں کہ یہ جو انہیں بتایا گیا ہے ۔ ۔ ۔ ۔

مسٹر سپیکر : میرے خیال میں Let us not contest it آپ کی پوزیشن کیا ہے اگر واقعی آپ کی وہ تسلی کر دیں کہ 51 فی صد سے زیادہ مالکان - - - -

وزیر قانون : مالکان کی رضامندی نہیں تھی -

مسٹر سپیکر : تو آپ اس معاملے پر دوبارہ غور کرنے کے لئے تیار ہیں -

وزیر قانون : جی بالکل - ہم دوبارہ اس مسئلے پر غور کرنے کے لئے تیار ہیں -

مسٹر سپیکر : اب وقفہ سوال ختم ہو گیا ہے اب درخواست ہائے برائے رخصت لی جائیں گی -

---

اراکین اسمبلی کی رخصت

محترمہ بیگم بلقیس حبیب اللہ

سیکرٹری اسمبلی : مندرجہ ذیل درخواست محترمہ بیگم بلقیس حبیب اللہ صاحبہ ایم - پی - اے کی طرف سے موصول ہوئی ہے :

"کہ بوجہ آنکھ کی تکلیف مجھے گنگا رام ہسپتال داخل ہونا ہے اس دوران میں اجلاس میں حاضر نہ ہو سکوں گی براہ کرم مجھے دس یوم کی رخصت از 24 اکتوبر 1974ء عنایت فرمائیں -

مسٹر سپیکر : اب سوال یہ ہے :

کہ مطلوبہ رخصت منظور کر دی جائے

(تحریک منظور کی گئی)

مہر نوازش علی خان

سیکرٹری اسمبلی : مندرجہ ذیل درخواست مہر نوازش علی خان صاحب

ممبر صوبائی اسمبلی پنجاب کی طرف سے موصول ہوئی ہے :

"میں بوجہ بیماری دو یوم مورخہ 9 اور 10 اکتوبر 1974ء اسمبلی اجلاس میں شرکت نہ کر سکا۔ برائے مہربانی رخصت عنایت فرمائی جائے"۔

مسٹر سپیکر : اب سوال یہ ہے :

کہ مطلوبہ رخصت منظور کر دی جائے

(تحریک منظور کی گئی)

مہر نوازش علی خان

سیکرٹری اسمبلی : مندرجہ ذیل درخواست مہر نوازش علی خان صاحب ممبر صوبائی اسمبلی کی طرف سے موصول ہوئی ہے :

"میں مورخہ 23 اکتوبر 1974ء تا 29 اکتوبر 1974ء اپنے آبائی گاؤں جھنگ جانا چاہتا ہوں کچھ ضروری کام ہیں۔ مہربانی فرما کر رخصت منظور فرمائیں"۔

مسٹر سپیکر : اب سوال یہ ہے :

کہ مطلوبہ رخصت منظور کر دی جائے

(تحریک منظور کی گئی)

مسٹر خالد نواز خان وٹو

سیکرٹری اسمبلی : مندرجہ ذیل درخواست مسٹر خالد نواز خان وٹو ممبر صوبائی اسمبلی کی طرف سے موصول ہوئی ہے :

Mr. Khalid Nawaz Khan Watoo has intimated me on telephone from Depalpur that he will not be able to

attend the Assembly Session on 21st, 22nd Oct., 1974 due to illness. He has requested for leave for these days.

مسٹر سپیکر : اب سوال یہ ہے :

کہ مطلوبہ رخصت منظور کر دی جائے

(تحریک منظور کی گئی)

وزیر مواصلات و تعمیرات : جناب والا ! میں کل کے سوال نمبر 6066 اور 6097 کے متعلق کچھ عرض کرنا چاہتا ہوں ۔

مسٹر سپیکر : جی فرمائیے ۔

Minister for Communications : Mr. Speaker Sir, it is a reply to supplementary question No. 5610 regarding Multan Byepass Road. A pre-feasibility study of the proposed Multan Byepass Road has been carried out in July, 197+ and according to this it takes off from Lahore-Multan-Karachi Road in mile 605/6 and meets it again in mile 586/4. The total length of Byepass Road is 19.8 miles and as per estimates prepared in July, 1974, the total cost is Rs. 3.5 crores. This study is still under consideration of the Government.

Sir, it is a reply to supplementaries to Question No. 6066 regarding Muridke-Narowal Road.

Muridke-Narowal Road is 48 miles. The first 28 miles lie in District Sheikhupura and are being constructed by M/s Albario Construction Company. The remaining 20 miles fall in Sialkot District and are being constructed by M.P.O. (WAPDA).

M/S Albario started their work in 3/72 and M.P.O. 2/72. It was expected that this work shall be completed in Decem-

ber, 1974 as stated formerly in reply to Question No. 4941 but due to sharp rise in prices the contractors, about two months back, have slowed down the work very much and have demanded compensation due to escalation of prices. This has upset the target date of completion. The case for compensation is under consideration with the Government. As soon as a decision is taken by the Government, the work would be restarted in right earnest.

It is a reply to supplementaries to Question No. 6097 regarding Jhang-Brahama G. T. Road.

The length of Jhang Brahama- G. T. Road including Jhang *Bhatra* Link is 9 miles as per road survey completed on 18-3-74. The survey of bridge site was started on 9-7-74and has been completed in the month of August, 1974. The scheme "Construction of Road Fatehjhang—Jhang Brahama to G.T. Road including Bhatra Link (9 miles)" was approved in 1973-74. The estimated cost is Rs. 58 lakhs. There is a provision of Rs. 5.00 lakhs during the current financial year (1974-75). The work of construction of the road is in hand and the expenditure upto 8/74 is Rs. 7,10,000.

جناب عبد الور علی بٹ : جناب والا ! میں اس سلسلے میں یہ گذارش کروں گا کہ محکمے نے وزیر صاحب کو یہ بات غلط طور پر مہیا کی ہے ۔

Mr. Speaker : It is not a question hour but the Minister is going to give you informations on particular question or on specific instance.

جناب عبد الور علی بٹ : جناب والا ! میری استدعا یہ ہے کہ یہ جو انفارمیشن ہمارے آنریبل منسٹر صاحب دے رہے ہیں محکمے نے ان کو غلط طور پر انفارم کیا ہے ۔

مسٹر سپیکر : اگر آپ اس کی اہمیت کو سمجھتے ہیں تو اس چیز کی discussion کے لئے سوشن دے دیں اور اگر آپ اس کی اتنی اہمیت سمجھتے ہیں کہ جواب غلط ہے تو اس کے لیے تحریک استحقاق دی جاتی ہے ۔

جناب محمد انور علی بٹ : جناب والا ! یہ بڑا اہم معاملہ ہے ۔

مسٹر سپیکر : اس ایوان کے لئے تحریک استحقاق سے اہم کوئی چیز نہیں ہوتی ۔

جناب محمد انور علی بٹ : ٹھیک ہے جی ۔

مسٹر سپیکر : تحریک استحقاق دینے سے پہلے اپنے آپ کو ذرا مطمعن کر لیں ۔

جناب محمد انور علی بٹ : یہ دو مہینوں کی بات کر رہے ہیں کہ دو مہینوں سے کام slow down ہوا ہے یہ جس وقت سے شروع ہوا ہے یہ اسی وقت سے slow down ہے ۔

مسٹر سپیکر : پھر وہ سپیڈ ہی وہی ہوگی slow down تو وہ ہوتا ہے کہ پہلے تیز ہو پھر سست ہو جائے ۔

جناب محمد انور علی بٹ : جناب یہ حقیقت ہے کہ ان کو غلط اطلاع فراہم کی گئی ہے یہ میرے ساتھ چلیں اور موقع دیکھ لیں کہ وہاں کیا ہو رہا ہے اور کیا ہوا ہے اور اگر یہ اسی سپیڈ سے کام چلتا رہا تو 1980ء میں بھی یہ سڑک مکمل نہیں ہوگی ۔

مسٹر سپیکر : آپ یہ کریں کہ انہیں کسی دن کسی سکول کے افتتاح کے لئے یا کسی سوشل ویلفیر سینٹر کے افتتاح کے لئے بلالیں ۔

وزیر مواصلات و تعمیرات : میں ویسے جانے کے لئے تیار ہوں ۔

جناب محمد انور علی بٹ : میں ابھی لے جاؤں گا میں آگے بھی لے جاتا رہا ہوں ان کو بھی آج ہی لے چلتا ہوں تاکہ اپنی آنکھوں سے دیکھ لیں کہ کیا ہو رہا ہے ۔

مسئلہ استحقاق

ایس۔پی جھنگ کے حکم پر پولیس کی طرف سے سید محمد تقی شاہ ایم۔پی۔اے کے گھر کی بلا وارنٹ جبراً تلاشی لینا اور نوکروں کو زدوکوب کرنا

مسٹر سپیکر : اچھا جی اب تحریک استحقاق لی جائیں گی ۔ 68 سید محمد تقی شاہ ۔ آپ پڑھیں گے یا میں ہی پڑھ دوں ۔

سید محمد تقی شاہ : یہ آپ ہی پڑھ دیں ۔

مسٹر سپیکر : سید محمد تقی شاہ حال ہی میں وقوع پذیر ہونے والے ایک خاص معاملے پر بحث کرنے کے لئے تحریک استحقاق پیش کرنے کی اجازت طلب کرتے ہیں جو اسمبلی کی فوری دخل اندازی کا متقاضی ہے ۔ معاملہ یہ ہے کہ گیارہ ۔ بارہ اکتوبر 1974ء کی درمیانی رات کو تقریباً دس بجے کے قریب ڈی ایس پی جھنگ مسٹر جعفر شاہ ، غلام محمد سب انسپکٹر پولیس اور نثار شاہ سب انسپکٹر نے تقریباً دس سپاہیوں کے ہمراہ میرے ڈیرہ واقع موضع موندا پر اچانک چھاپہ مارا اور میرے گھر کی جبراً تلاشی لینے کی کوشش کی ۔ میں نے ان سے کہا کہ مجھے تلاشی کا وارنٹ دکھائیں اور بتائیں کہ کس مقدمہ یا الزام میں رات کے وقت میرے گھر کی تلاشی لی جا رہی ہے تو انہوں نے کہا کہ ان کے پاس وارنٹ وغیرہ نہیں ہے ۔ انہیں تو ملک یارن خان صاحب ایس پی جھنگ نے حکم دیا ہے اور ان کے حکم کی تعمیل میں تلاشی لیں گے کیونکہ ایس پی کا حکم ہمارے لئے قانون کا درجہ رکھتا ہے چنانچہ یہ کہہ کر وہ میرے ڈیرہ میں گھس گئے اور تلاشی شروع کر دی ۔ تلاشی کے دوران وہ غلیظ گالیاں دیتے رہے اور میرے نوکروں کو زدوکوب کرتے رہے میں نے اس دہاندلی کے خلاف فوری طور پر ایس پی جھنگ کو اطلاع دی ۔ وہ الٹا مجھ پر برس پڑے ۔ انہوں نے میرے اور اراکین اسمبلی کے بارے میں انتہائی نازیبا کلمات کہے اور کہا کہ میں دیکھوں گا کہ تم کس طرح عوامی نمائندگی اس ضلع میں کر سکو گے اور میں تمہیں ضلع بدر کر کے چھوڑوں گا. میں نے ایس پی صاحب سے کہا کہ میں پولیس کی اس دہاندلی کے خلاف

اسمبلی میں آواز بلند کروں گا تو ملک ہارن خان ایس۔ پی جھنگ اور بھی مشتعل ہو گئے اور بڑے زور سے چلائے کہ اسمبلی میرا کیا بگاڑ سکتی ہے۔ میں تمہیں ضلع جھنگ میں بھی ہونے کے قابل نہ چھوڑوں گا اور اگر تم نے اسمبلی میں میرے خلاف کوئی بات کہی تو میں تمہارا برا حشر کروں گا۔

جناب عالی! ایس پی جھنگ نے اس طرح میرا آئینی استحقاق مجروح کیا ہے اور اسمبلی و معزز اراکین اسمبلی کے بارے میں بے ہودہ اور ناجواز باتیں کہہ کر تمام اسمبلی کے استحقاق کو مجروح کیا ہے لہذا ایس پی و دیگر افسران پولیس مذکورہ کے خلاف فوری کارروائی ناگزیر ہو گئی ہے۔

میر محمد ظفر اللہ خان: جناب والا! میں جناب کی وساطت سے پریس والے حضرات کو گزارش کروں گا کہ اس تحریک استحقاق کا ذکر پریس میں ضرور آنا چاہئے کیونکہ اس سے پہلے جناب اس بات کے متعلق کچھ غلط خبریں اخبارات میں آتی رہی ہیں لہذا یہ ضرور اخبار میں آنی چاہئے۔

وزیر تعلیم: جناب والا! اس کو پریویلج کمیٹی کے سپرد کر دیا جائے

مسٹر سپیکر: کیا آپ اس سلسلہ میں کچھ کہنا چاہتے ہیں کوئی بیان دینا چاہتے ہیں؟

سید محمد تقی شاہ: جی اس میں صرف اتنا عرض کرنا چاہتا ہوں کہ جھنگ کے ایک مل اونر افتخار بخاری ہیں جب ایس پی کی ملازمت کا وقت ختم ہو رہا تھا تو انہوں نے افتخار بخاری کے ساتھ بات کی اور بطور سیکیورٹی آفسر انہوں نے ان کے ساتھ اپنی بات کر لی۔ افتخار بخاری کی اور میری وہاں سیاسی مخالفت ہے۔ وہاں تانگے والوں کے دو گروپ ہیں ان کا وہاں جھگڑا ہوا ایک کا نام اسلام ہے اور دوسرے کا نام محمد ہے۔ محمد گروپ نے پہلے اسلام گروپ والوں کو مارا۔ ان کا پرچہ ہو گیا۔ پھر دوسروں نے مارا ان کا پرچہ ہو گیا۔ اس میں بخاری صاحبان نے یہ کہا کہ تقی شاہ نے کروایا ہے حالانکہ میرے خلاف پہلے پولیس میں یا کسی جگہ پر کسی قسم کا ذکر نہیں آیا۔ لیکن ایس پی صاحب مل مالکان کی مدد کرتے رہے۔ چونکہ یہ خیال ہے کہ غالباً الیکشن آ رہے ہیں تو وہ مجھے خراب کریں۔ اس لئے انہوں نے پریس

میں بھی یہ دے دیا ہے کہ یہ ہو گیا وہ ہو گیا اور جو کچھ ایس پی نے کیا ہے وہ ایس پی نے صرف بخاری صاحبان کے اشارہ پر کیا ہے اور میری یہ گزارش ہے کہ اس کو فوری طور پر معطل کیا جائے۔ جناب والا! یہ سب کے ساتھ ہو سکتا ہے۔ رات کو میرے لوگوں کو مارا اور گھسیٹا اور اس سلسلہ میں پولیس کی جو دہاندلی ہے وہاں جھنگ میں بچے بچے کو پتہ ہے اور جو کچھ میرے ساتھ کیا گیا ہے وہ بھی پتہ ہے۔

مسٹر سپیکر: اس وقت تو آئینی طور پر یا رولز کے مطابق صرف ایک چیز ہے اور یہ بھی نہیں ہے کہ اس ایوان میں اس پر بحث کی جائے صرف یہ ہے کہ اس کو پریویلج کمیٹی کے سپرد کیا جائے۔ تو میں ایوان سے یہ پوچھتا ہوں کہ کیا ایوان اس سے اتفاق کرتا ہے کہ اس کو پریویلج کمیٹی کے پاس بھیجا جائے۔

آوازیں: جی ہاں۔

Mr. Speaker: It is referred to the Privileges Committee, the report to come within a week.

حاجی محمد سیف اللہ خان: میں جناب کی توجہ مبذول کرولگا کہ پریس گیلری کا سپیکر بند ہے وہاں کوئی آواز نہیں آ رہی۔ اس کو درست کیا جائے

مسٹر سپیکر: نہیں اگر تو سپیکر بند ہے.....

(قہقہہ)

حاجی محمد سیف اللہ خان: جناب والا! اسمبلی کا نہیں۔ پریس گیلری کا۔

مسٹر سپیکر: جی ہاں! وہ میں نے کہہ دیا ہے مگر آپ کو یہاں بیٹھے ہوئے کیسے پتہ چل گیا۔

چوہدری امان اللہ لک: جناب والا! جیسا کہ جناب نے یہ پریویلج موشن پریویلجز کمیٹی کے سپرد کر دی ہے تو میں جناب کی وساطت سے صرف یہ استدعا کرولگا کہ الکوائری کو impartial بنانے کے لئے اور فاضل

ممبر کو پولیس کے تشدد سے بچانے کے لئے ایس پی کا فوری طور پر وہاں سے تبادلہ کیا جائے کیونکہ تمام ممبران نے متفقہ طور پر اس کی تائید کی ہے۔ تو میں جناب کی وساطت سے منسٹر صاحب سے استدعا کرتا ہوں کہ executive ایکشن لیتے ہوئے۔ اس کا وہاں سے تبادلہ کیا جائے۔

Mr. Speaker : I hope that this has been noted down by the Senior Minister.

اس کے بعد جو میں نے کل تحریک ہائے التوائے کار لینے کا وعدہ کیا تھا وہ کون کون سی تھیں۔

کرنل محمد اسلم خان لیازی : جناب والا! آپ کے ایک سوال کا جواب حاجی سیف اللہ خان صاحب نے نہیں دیا ہے کہ انہیں کیسے علم ہو گیا کیونکہ اوپر سے پریس گیلری سے ایک مرتبہ شکایت ہوئی تھی اور انہوں نے کہا تھا کہ یوں معلوم ہوتا ہے کہ نیچے ایوان میں کتے رینگ رہے ہوں تو اب تو پریس والوں نے کوئی شکایت نہیں کی۔

(قطع کلامیاں)

کرنل محمد اسلم خان لیازی : اور یہ بھی پوچھا گیا تھا کہ باقی مستورات کا کیا معلوم ہوتا ہے تو انہوں نے کہا کہ جیسے کٹیاں رینگ رہی ہوں۔

Let us maintain decorum in the House.

مسٹر سپیکر : کرنل صاحب! شعر تو ہم سننے کے لئے تیار ہیں۔

سید تابش الوری : جناب والا! مجھے اجازت دیجئے کہ میں پریویلجز کمیٹی کی سفارش آپ کے سامنے پیش کروں۔

مسٹر سپیکر : آپ تحریک ہائے التوائے کار کے بعد بات کر لیں۔

سید تابش الوری : جناب والا! وہ تو ابھی شروع نہیں ہوئی ہیں۔

مسٹر سپیکر : اس کو آؤٹ آف ٹرن لے لیں گے۔ اس میں کیا ہے۔ آپ یاد رکھیں.....یا بھر کر ہی لیں ابھی تو تحریک ہائے التوائے کار شروع ہی نہیں ہوئی ہیں۔

مجلس استحقاقات کی رپورٹ پیش کرنے کی مدت میں توسیع

سید تابش الوری : جناب والا ! میں تحریک کرتا ہوں

کہ مجلس استحقاقات کی سفارش کے مطابق جناب حاجی محمد سیف اللہ خان صاحب کی تحریک استحقاق نمبر 25 اور 59 کی میعاد رپورٹ میں 31 دسمبر 74 1ء تک توسیع کر دی جائے ۔

مسٹر سپیکر : یہ آپ نے کونسی تاریخ کے متعلق کہا ہے ۔

سید تابش الوری : جناب والا ! 31 دسمبر 1974ء ۔

مسٹر سپیکر : سوال یہ ہے ۔

کہ مجلس استحقاقات کی سفارش کے مطابق جناب حاجی محمد سیف اللہ خان صاحب کی تحریک استحقاق نمبر 25 اور 59 کی میعاد رپورٹ میں 31 دسمبر 1974ء تک توسیع کر دی جائے ۔

(تحریک منظور کی گئی)

سید تابش الوری : جناب والا ! میں تحریک پیش کرتا ہوں

کہ مجلس استحقاقات کی سفارش کے مطابق جناب میاں سردار احمد کی تحریک استحقاق نمبر 54 کی میعاد رپورٹ میں 31 دسمبر 1974ء تک توسیع کر دی جائے ۔

مسٹر سپیکر : سوال یہ ہے ۔

کہ مجلس استحقاقات کی سفارش کے مطابق جناب میاں سردار احمد کی تحریک استحقاق نمبر 54 کی میعاد رپورٹ میں 31 دسمبر 1974ء تک توسیع کر دی جائے ۔

(تحریک منظور کی گئی)

تحاریک التوائے کار

تحریک ختم نبوت سرگودہا کے سیکرٹری راؤ عبدالمنان پر قاتلانہ حملہ

مسٹر سپیکر : اب تحریک ہائے التوائے کار نمبر 125 ۔ 124 ۔ 123 اور 134 میں اکھٹی لے رہا ہوں ۔

کرنل راجہ جمیل اللہ خان یہ تحریک پیش کرنے کی اجازت طلب کرتے ہیں کہ اہمیت عامہ رکھنے والے ایک اہم اور فوری مسئلہ کو زیر بحث لانے کے لئے اسمبلی کی کارروائی ملتوی کی جائے ۔ مسئلہ یہ ہے کہ روز نامہ مشرق کی اشاعت 6 اکتوبر کے مطابق سرگودہا میں مجلس عمل تحفظ ختم نبوت سرگودہا کے جنرل سیکرٹری راؤ عبدالمنان رات گیارہ بجے کے قریب سکوٹر پر گھر جا رہے تھے کہ ان پر پستولوں اور چاقوؤں سے مسلح افراد نے قاتلانہ حملہ کر دیا ۔ جس سے راؤ صاحب شدید زخمی ہو گئے اس واقع سے سرگودہا شہر خصوصاً اور دوسرے شہروں میں غم و غصہ کی لہر دوڑ گئی ہے ۔

مسٹر سپیکر : حاجی محمد سیف اللہ خان یہ تحریک پیش کرنے کی اجازت طلب کرتے ہیں کہ اہمیت عامہ رکھنے والے ایک اہم اور فوری مسئلہ کو زیر بحث لانے کے لئے اسمبلی کی کارروائی ملتوی کی جائے ۔ مسئلہ یہ ہے کہ روز نامہ نوائے وقت مورخہ 6 اکتوبر 1974ء میں شائع شدہ خبر کے مطابق گزشتہ رات مجلس عمل تحریک ختم نبوت ضلع سرگودہا کے ضلعی سیکرٹری راؤ عبدالمنان پر سرگودہا میں اس وقت قاتلانہ حملہ کیا گیا جبکہ وہ گیارہ بجے رات نماز تراویح پڑھکر اپنے گھر واپس جا رہے تھے جس سے وہ سخت زخمی ہو گئے اور ہسپتال میں زیر علاج ہیں اس حملہ کا پس منظر قادیانیوں کی منظم سازش و جسارت ہے جنہوں نے قومی اسمبلی کے آئینی وفاقی فیصلہ کو تا حال تسلیم نہیں کیا اور کھلم کھلا لاقانونیت اور امن عامہ تباہ کرنے کی سازشیں کر رہے ہیں ۔ اس ناپاک جسارت اور غنڈہ گردی کے خلاف سرگودہا اور صوبہ کے دوسرے مقامات پر شدید رد عمل پایا جاتا ہے ۔ اس صورت حال سے عوام میں سخت اضطراب بے چینی اور شدید غم و غصہ پایا جاتا ہے ۔

تحریک ختم نبوت سرگودھا کے سیکرٹری راؤ عبدالمنان پر قاتلانہ حملے پر مسلمانوں کا شدید رد عمل اور سابق وزیر ممتاز احمد کاہلوں کی گرفتاری

مسٹر سپیکر : سید تابش الوری یہ تحریک پیش کرنے کی اجازت طلب کرتے ہیں کہ اہمیت عامہ رکھنے والے ایک اہم اور فوری مسئلہ کو زیر بحث لانے کے لئے اسمبلی کی کارروائی ملتوی کی جائے مسئلہ یہ ہے کہ 5 اکتوبر 19/4ء کو سرگودھا میں تحریک ختم نبوت کے سیکرٹری راؤ عبدالمنان پر قاتلانہ حملے اور نتیجۃ مسلمانوں کے شدید رد عمل کے باعث جو صورت حال پیدا ہوئی ہے وہ اس بات کی مظہر ہے کہ صوبائی حکومت امن عامہ برقرار رکھنے میں ناکام ہو گئی ہے اور اس نے اپنی ناکامی کی پردہ پوشی کے لئے متعدد افراد کو گرفتار کیا ہے جس میں سابق وزیر ممتاز احمد کاہلوں ایم ۔ پی ۔ اے بھی شامل ہیں ، سیاسی حلقے اسے سیاسی انتقامی کارروائی قرار دے رہے ہیں ۔

چوہدری امان اللہ لک یہ تحریک پیش کرنے کی اجازت طلب کرتے ہیں کہ اہمیت عامہ رکھنے والے ایک اہم اور فوری مسئلہ کو زیر بحث لانے کے لئے اسمبلی کی کارروائی ملتوی کی جائے مسئلہ یہ ہے کہ روزنامہ نوائے وقت مورخہ چھ اور سات اکتوبر کی اشاعت کے مطابق سرگودھا میں مجلس عمل کے سیکرٹری راؤ عبدالمنان پر قاتلانہ حملہ ہوا ۔

اس اشتعال انگیزی کے نتیجہ میں سرگودھا میں کئی مکانات اور دوکانیں مشتعل ہجوم نے جلا دیں ، ضلع سرگودھا میں نظم و ضبط تباہ ہو گیا ۔ ان ہنگاموں کی پاداش میں 41 افراد کو گرفتار کر لیا گیا ۔ گرفتار ہونے والوں میں مسٹر ممتاز احمد کاہلوں ممبر صوبائی اسمبلی پنجاب بھی شامل ہیں ۔ جن کو سیاسی انتقام کے طور پر گرفتار کیا گیا ہے ۔ جس سے یہ امر ثابت ہوتا ہے کہ حکومت ہنگاموں پر بروقت پتہ لگا کر قابو پانے میں ناکام ہوئی اور ان ہنگاموں کی آڑ میں سیاسی انتقام کی کارروائی شروع کر دی گئی ہے ۔ سرگودھا کا واقعہ پورے صوبہ پنجاب کے امن و امان کو متاثر کر رہا ہے اور عوام میں شدید اضطراب اور بے چینی پیدا ہو چکی ہے ۔ اس لئے اس واقعہ پر بحث

کرنے کے لئے اسمبلی کی کارروائی ملتوی کر دی جائے۔

اب میں ان کو دو حصوں میں لینا ہوں تحاریک نمبر 123 ۔ 124 اور 125 و 134 میں کچھ فرق میں ظاہر کر رہا ہوں ۔ میں اس میں تھوڑی سی تسلی بھی چاہتا ہوں اور آپ کی توجہ کا طالب ہوں ۔ تحاریک 23 ۔ 124 میں ایک واقعہ کا ذکر کیا گیا ہے کہ راؤ عبدالمنان پر حملہ ہوا ہے اور ایک میں یہ ذکر کیا گیا ہے کہ قادیانی مسئلہ کا پس منظر ہے ، یہ میرے نقطۂ نظر سے تحریک التواء نہیں بنتی ۔ یہ ایک انفرادی واقعہ ہوا ہے اور یہ بات کہ یہ واقعہ کس نے کیا آپ نے بھی صرف اخبار کی اطلاع سے پیش کیا ہے ۔ آپ کو اپنے طور پر کچھ پتہ نہیں ، دوسری دو تحاریک 125 و 13 میں حکومت کی ذمہ داری کی طرف خاص اشارہ کیا گیا ہے کہ وہاں ہنگامہ ہوا ، مکان جلے ، بہت سے لوگوں کو گرفتار کیا گیا ۔ گرفتار ہونے والوں میں ایک صوبائی اسمبلی کے ممبر بھی ہیں ۔ ان کو میں سمجھتا ہوں کہ یہ قابل پذیرائی ہے اس لئے پہلے دو کو میں رول آؤٹ کر رہا ہوں اور چوہدری امان اللہ لک ۔ ۔ ۔ ۔

حاجی محمد سیف اللہ خان : جناب والا ! اگر آپ اجازت فرمائیں اور آپ نے ابھی فیصلہ کرنا ہو ۔ ۔ ۔ ۔

مسٹر سپیکر : ہاں 125 اور 134 کو میں ایڈمٹ کر رہا ہوں اور (123—124) کو ایڈمٹ نہیں کر رہا ہوں ۔ مجھے مرزائیوں کے ذکر سے تو کوئی غرض نہیں ہے ۔ باقیوں میں بھی ذکر ہے مگر اس میں یہ ہے کہ ایک معزز آدمی رات کو گیارہ بجے سکوٹر پر اپنے گھر جا رہا تھا کہ کسی نے اس پر قاتلانہ حملہ کر دیا ۔ تو یہ اس طرح پبلک کنسرن کی بات نہیں بنتی کہ اس کے لئے تحریک التوا پیش کی جائے۔

حاجی محمد سیف اللہ خان : جناب والا ! جہاں تک 124 کا تعلق ہے ۔ اس میں اس حملے کو سازش کا پس منظر بتایا گیا ہے ، جو کہ قومی اسمبلی اور تمام ملک کے عوام کا متفقہ فیصلہ تھا مگر وہ فرقہ جس کے متعلق فیصلہ دیا گیا ہے اس نے تا حال اس فیصلہ کو تسلیم نہیں کیا اور اس کی وجہ سے تمام تر یہ امن پیدا ہو رہی ہے ۔

مسٹر سپیکر : آپ کے پاس حاجی صاحب اس کی نقل ہے ؟

حاجی محمد سیف اللہ خان : جی ہاں ۔

مسٹر سپیکر : اس میں گورنمنٹ کا کیا کنسرن ہے یا گورنمنٹ کو کیا کرنا چاہئے تھا ؟ اس میں اس بات کی طرف کوئی اشارہ نہیں کیا گیا ۔ آپ پڑھ لیں ۔

راجہ جمیل اللہ خان : جناب والا ! میں یہ عرض کرنا چاہتا ہوں کہ ایک شخصیت پر حملہ اگر عام حالات میں ہوتا تو کوئی بات نہیں تھی لیکن ایک شخصیت پر حملہ ہوتا ہے اور اس کا رد عمل تمام ملک پر ہوتا ہے تو ۔ ۔ ۔ ۔

مسٹر سپیکر : وہ آپ نے کہیں لکھا نہیں ۔ تو اس لئے تحاریک نمبر 125 اور 134 کو میں لے رہا ہوں ۔

راجہ جمیل اللہ خان : یہی میں نے بھی عرض کیا ہے کہ فضا مکدر ہو گئی ہے ۔

حاجی محمد سیف اللہ خان : جناب والا ! یہ دوسری آپ نہیں کر رہے ہیں ۔ جس میں لکھا ہوا ہے کہ کھلم کھلا لا قانونیت اور امن عامہ تباہ کرنے کی کوشش کر رہے ہیں اور اس ناپاک جسارت اور غنڈہ گردی کے خلاف سرگودھا اور صوبہ کے دوسرے مقامات پر شدید رد عمل پایا جاتا ہے ۔

مسٹر سپیکر : میں یہ سمجھتا ہوں ۔

These two are not strictly adjuornment motions.

حاجی محمد سیف اللہ خان : جناب والا ! ہم اگر یہ لکھیں کہ غنڈہ گردی اور لا قانونیت حکومت کروا رہی ہے پھر تو ایلمنٹ ہو سکتی ہے ۔

مسٹر سپیکر : تب بھی ایلمنٹ ہو سکتی ہے اور اگر آپ یہ کہیں کہ حکومت اس میں فیل ہوئی ہے تب بھی ایلمنٹ ہو سکتی ہے ۔

حاجی محمد سیف اللہ خان : جناب والا ! اس کا implied اثر یہی ہے کہ غنڈہ گردی ہو گئی ہے ۔

مسٹر سپیکر : یہ دو جو اس سے زیادہ واضح ہیں ۔ میں ان دونوں کو لے رہا ہوں اور میں 123 اور 124 کو نہیں لے رہا ہوں ۔

حاجی محمد سیف اللہ خان : اصل بات تو مسئلہ کی ہے آپ مسئلہ کو لیک اپ کر لیں ۔

مسٹر سپیکر : نمبر 125 اور 134 کو میں ایڈمٹ کرتا ہوں ۔

وزیر قانون : جناب والا ! آپ نے جو تحاریک التواء مسترد کر دی ہیں میں فاضل ممبر کو اعتماد میں لینا چاہتا ہوں ۔

مسٹر سپیکر : نہیں اس مسئلہ پر دو اور ہیں 134 اور 5 1 ان کو میں لے رہا ہوں ایک سید تابش الوری صاحب کی تحریک التوا ہے اور دوسری چوہدری امان اللہ لک صاحب کی ہے ۔

سید تابش الوری : جناب سپیکر ! اسی سلسلہ میں 165 اور 170 بھی ہے ۔

مسٹر سپیکر : یہ کس کی ہے ۔

سید تابش الوری : میری ہے ۔

مسٹر سپیکر : یہ دو تو ایک مسئلہ پر آپ کی نہیں ہو سکتیں ۔

سید تابش الوری : جناب والا ! موضوع ذرا مختلف ہے لیکن مسئلہ ایک ہے ۔

مسٹر سپیکر : اس کو کسی مناسب موقع پر کر لینا یہ تو نہیں ہو سکتا ۔ بڑا عجیب سا لگتا ہے ایک ہی فاضل ممبر کی ایک موضوع پر دو ہیں ۔

سید تابش الوری : جناب والا ! وہ پولیس کے تشدد کے متعلق ہے وہ علیحدہ موضوع ہے ۔

مسٹر سپیکر : اگر ضروری ہوا تو پھر اس کو اس کی سٹیج پر کریں گے ۔ اب چوہدری امان اللہ لک صاحب والی ہے میں تو اس کو آؤٹ رائٹ کرنا چاہتا تھا اگر آپ کچھ کہنا چاہتے ہیں تو ۔ ۔ ۔ ۔

چوہدری امان اللہ لک : جناب والا ! اس میں آپ گورنمنٹ کا نقطۂ نظر سن لیں اور پھر اسے ایڈمٹ فرما لیں ۔

وزیر قانون : جناب والا ! ایک تو میں یہ عرض کرنا چاہتا ہوں کہ یہ تحریک التواء ایڈمٹ نہیں ہو سکتی کیونکہ یہ معاملہ عدالت میں زیر غور ہے ۔

مسٹر سپیکر : آپ کا اعتراض سننے سے پہلے میں یہ عرض کر دوں کہ میں نے ان دونوں کو ایڈمٹ نہیں کیا کیونکہ وہ کرائم کے متعلق تھی ۔ اس میں یہ بات کر رہے ہیں لاء اینڈ آرڈر کے متعلق ۔ اس لئے لاء اینڈ آرڈر کی situation تو عدالت کا معاملہ نہیں ہے ۔

وزیر قانون : جناب والا ! جو واقعات سرگودھا میں ہوئے ہیں ان کے متعلق تحقیقات ہو رہی ہے اور معاملہ عدالت میں زیر تفتیش ہے ۔ لہذا اگر اس ہاؤس میں اس کے متعلق کسی قسم کی بات ہوگی تو یہ انکوائری کو متاثر کر سکتی ہے اور اس سے یہ بھی ہو سکتا ہے کہ جس معزز اور فاضل رکن کی ہمدردی میں جو تحریک پیش کی گئی ہے ہو سکتا ہے کہ ان کے مؤقف کو بھی نقصان پہنچے ۔ اس لئے میں آپ سے گزارش کروں گا کہ اس تحریک التوا کو ۔ ۔ ۔ ۔

مسٹر سپیکر : میں آپ سے اتفاق نہیں کرتا ۔

وزیر قانون : جناب والا ! جہاں تک لاء اینڈ آرڈر کا تعلق ہے سرگودھا میں مکمل امن و امان ہے وہاں پر بالکل سکون ہے ۔

علامہ رحمت اللہ ارشد : جناب والا ! یہ معاملہ کورٹ میں زیر غور ہے میں پوچھنا چاہتا ہوں کب تک طے ہو جائے گا ۔

وزیر قانون : جناب والا ! کسی عدالت کو مجبور نہیں کیا جا سکتا کہ وہ اسی وقت فیصلہ دے ۔ اس طرح عدالتوں کی آزادی ختم ہوتی ہے ۔

چوہدری ممتاز احمد کاہلوں : جناب والا ! ان میں میرا ذکر بھی ہوا اور جب میں پولیس کسٹڈی میں تھا میری غیر حاضری میں بھی یہاں تحریک

التوا اور تحریک استحقاق آئیں ۔ تو اس پر میرے نام کے اوپر کچھ سیاسی کلمات کہے گئے تھے میں نے وہ کارروائی دیکھنے کے لئے سیکرٹری صاحب سے گزارش کی تھی کہ مجھے وہ ریکارڈ دکھایا جائے تاکہ اس کے مطابق میں وضاحت کر سکوں ، آج کا انہوں نے وعدہ کیا ہے ، تو میں جناب سے استدعا کروں گا اگر آپ ان دونوں تحاریک التوا کو کل پر کر دیں تو جو کچھ میں گزارش کروں گا اس سے فاضل ممبران کی معلومات میں زیادہ اضافہ ہوگا ۔

وزیر قانون : جناب والا ! کسی تحریک التواء پر جب تک مطلوبہ تعداد میں ووٹ حاصل نہ ہوں ، حمایت حاصل نہ ہو اس پر بحث نہیں ہو سکتی ۔ اس لئے آپ اسے ایوان میں پیش کر دیں ۔ ایوان اگر اس پر بحث کی اجازت دیتا ہے تو ہم اس کا خیر مقدم کریں گے اور یہ زیادہ موزوں ہوگا ۔ اس طرح ہم بھی اپنی بات زیادہ اچھے طریقہ سے سنا سکیں گے ۔

علامہ رحمت اللہ ارشد : جناب والا ! آپ کی اجازت سے میں عرض کروں گا کہ معاملہ نہایت سنگین اور پیچیدہ ہے ۔ سرگودھا کا امن بالکل جل کر خاکستر ہو گیا ہے اور کئی جانیں اور دوکانیں اس میں ضائع ہو گئی ہیں ، تو جیسا کہ آپ نے اسے اہم قرار دیا ہے ۔ میں عرض کروں گا کہ کاھلوں صاحب کی تجویز کے مطابق اس کو آپ ملتوی فرما دیں تاکہ وہ ریکارڈ دیکھ لیں پھر وہ ہاؤس کو تفصیل سے بتا سکیں گے ۔

مسٹر سپیکر : وہ تو ان کی اپنی ذاتی وضاحت ہے ، وہ تو کسی وقت بھی کر سکتے ہیں ۔

علامہ رحمت اللہ ارشد : میری بات تو سن لیں ۔ جناب وزیر قانون اس بنا پر یہ کہہ رہے ہیں کہ اپوزیشن کے ممبران کی تعداد کم ہے ۔ اس لئے admit نہیں ہوگی اور اس پر چار لفظ نہیں کہے جا سکیں گے ۔ اس لئے وہ اس اپوزیشن پر اس کی تائید کر رہے ہیں ۔ تو میں اس اپوزیشن پر ان کی تائید کرتا ہوں کہ جناب کاھلوں صاحب کو واقعات بتا دیئے دیں ۔ ممکن ہے سرکاری پارٹی کے ممبر بھی اس تحریک کا ساتھ دیں ۔

مسٹر سپیکر : یہ تو پتہ نہیں کہ آپ کی حمایت کرتے ہیں یا ان کی ۔

چوہدری ممتاز احمد کاھلوں : وزیر قانون نے یہ فرمایا ہے کہ وہ فاضل ممبر کے مؤقف کے ساتھ ہیں اور ان کے لب و لہجہ میں کافی ہمدردی دکھائی دیتی تھی ۔ اس لئے میں بہتر سمجھتا ہوں کہ کل وہ میری بات سننے کے بعد ہاؤس کو جواب دیں ۔

مسٹر سپیکر : وہ تو یہ سمجھتے ہیں کہ انہوں نے جواب دینا تھا ۔ وہ انہوں نے دے دیا ہے ۔ کیوں یہی بات ہے ۔

جناب وزیر قانون : میں نے یہ کہا ہے کہ ہم یہ چاہتے ہیں کہ ہر شخص کے ساتھ انصاف ہو اگر ہم یہاں کسی ایسے آدمی کے متعلق بحث کریں گے ۔ جس کا کیس کسی عدالت میں ہو ۔ تو اس سے عدالت کی کارروائی متاثر ہوگی اس سے متعلقہ آدمی کو بھی نقصان پہنچنے کا احتمال ہے ۔

مسٹر سپیکر : بہر حال میں نے اس بات کی وضاحت کر دی ہے کہ میں آپ کے نقطہ نظر سے اتفاق نہیں کرتا ہوں کیونکہ لاء اینڈ آرڈر کا جو مسئلہ ہے وہ کسی کورٹ میں نہیں ہے ۔

جناب وزیر قانون : آپ اس مسئلہ کو ایوان میں پیش کر دیں ۔

مسٹر سپیکر : وہ میں اپنی صوابدید کے مطابق کروں گا ۔

سید تابش الوری : آپ نے بجا طور پر فرمایا کہ یہ مسئلہ لاء اینڈ آرڈر کا ہے اور اسی اعتبار سے انتہائی سنگین صورت کا حامل ہے کہ سرگودہا شہر میں یہ المناک واقعات ہوئے ۔ آتش زنی.....

مسٹر سپیکر : سید صاحب مگر ابھی تو یہ Admit نہیں ہوئی ہے ۔

سید تابش الوری : جناب والا ! میں ان کی وضاحت کرنا چاہتا ہوں ۔ وہ یہ کہہ رہے ہیں کہ یہ مسئلہ متعلقہ ہے.....

مسٹر سپیکر : وہ تو میں نے رول آؤٹ کر دیا ہے ۔

The proposition advanced by him has been ruled out.

سید تابش الوری : وزیر قانون نے بتایا ہے کہ وہاں امن و امان ہے اور وہاں کوئی صورت حال خراب نہیں ہے ۔ میں یہ بتانا چاہتا ہوں کہ وہاں وزیر اعلیٰ صاحب موجود تھے ۔ جلسہ ہو رہا تھا ۔ شہر میں آگ لگ رہی تھی ۔ تمام پولیس جلسے کے انتظامات میں وہاں پر موجود تھی اور شہر کی حفاظت کے لئے ایک کانسٹیبل بھی موجود نہ تھا ۔ اور اس طرح سے وہاں پر اب سیاسی گرفتاریوں کا سلسلہ بھی شروع ہے.....

Mr. Speaker : No speeches are permitted.

سید تابش الوری : جناب والا ! ہمارا مطالبہ یہ ہے کہ ہائی کورٹ کے ایک جج پر مشتمل انکوائری کمیٹی قائم کی جائے ۔ جو ان تمام واقعات کی تحقیقات کرے کہ کس نے یہ المناک واقعہ کیا ہے.....

مسٹر سپیکر : اب ایوان کے سامنے سوال یہ ہے کہ جو فاضل اراکین ان دو تحاریک ہائے التوا کار کو زیر بحث لانا چاہتے ہیں ۔ وہ اپنی اپنی نشستوں پر کھڑے ہو جائیں ۔

چوہدری امان اللہ لک : جناب والا ! گورنمنٹ نے کوئی جواب نہیں دینا ہے ۔ یہ کس قدر افسوس ناک بات ہے کہ حکومت کی ناکامی کی وجہ سے ایک واقعہ ہوا ہے اور وہ.....

مسٹر سپیکر : غالباً وہ یہ سمجھتے ہیں کہ اخبارات کے ذریعہ وہ بیان دے چکے ہیں ۔ بہر حال یہ سٹیج تقریر کی نہیں ہے ۔

(These fall short of the required number, therefore, they are not admitted)

حکومت کی طرف سے ملازمتوں پر پابندی عائد کرنے کی وجہ سے سرکاری و نیم سرکاری دفاتر کی کارگردگی کا متاثر ہونا اور ہزارہا لوگوں کا روزگار سے محروم ہو جانا ۔

مسٹر سپیکر : اچھا ۔ تابش الوری صاحب ! وہ کون سی آپ کی تحریک التوا تھی ۔ آپ کی Ban on recruitment/employment کے متعلق ۔

وزیر تعلیم : وہ آپ نے پیش کر دی تھی۔ میں نے جواب نہیں دیا تھا۔

مسٹر سپیکر : وہ تو ٹھیک ہے۔ میں بھی تو دیکھ لوں۔ کل پھر یہ میرے سامنے نہ آ جائے۔

سید قابل الوری صاحب یہ تحریک پیش کرنے کی اجازت طلب کرتے ہیں کہ اہمیت عامہ رکھنے والے ایک اہم اور فوری مسئلہ کو زیر بحث لانے کے لئے اسمبلی کی کارروئی ملتوی کی جائے۔ مسئلہ یہ ہے کہ حکومت پنجاب نے یکم جولائی 1974ء سے تمام سرکاری ملازمتوں کی بھرتی پر پابندی کا جو حکم نافذ کیا ہے۔ اس کے نتیجہ میں نہ صرف یہ کہ ہزاروں خالی آسامیوں کے باعث سرکاری محکموں اور خود مختار و نیم خود مختار اداروں کی کارکردگی بری طرح متاثر ہوئی ہے۔ وہاں ہزارہا افراد روزگار سے محروم در بدر کی ٹھوکریں کھا رہے ہیں۔ خاص طور پر تعلیمی ادارے۔ بھرتی کی ممانعت کے باعث اساتذہ کی کمی کے سنگین مسئلہ سے دوچار ہیں۔ عوامی حلقوں میں اس صورت حال سے اضطراب۔ ہیجان۔ بے اعتمادی اور بے چینی کی فضا جنم لے رہی ہے۔

وزیر تعلیم : جناب والا! یہ کل اخبارات میں دے دیا گیا ہے۔ اب

Doctors, School and College Teachers, Teaching posts, Technical posts in Engineering Departments, Technical posts in Fisheries Departments, Police Department, Magistrates & Civil Judges

کی آسامیوں کے لئے پابندی اٹھا دی گئی ہے۔ صرف ان آسامیوں کے لئے پابندی اٹھا دی گئی ہے جن محکموں کی طرف سے زیادہ اصرار تھا۔ مثلاً School & College Teachers جیسا کہ فاضل محرک کی تحریک التوا میں موجود ہے۔ علاوہ ازیں چند سو ملازمین جو کہ محکمہ آباد کاری سے فارغ ہوئے ابھی تک ان کو دوسرے محکموں میں کھپانا باقی ہیں۔ اس کے علاوہ باقی جو آسامیاں ہیں۔ جیسے کلرکس۔ سٹینو یا اسسٹنس یا اس قسم کے فالتو لوگ ہمارے پاس موجود ہیں۔ ابھی ان پوسٹس پر سے پابندی نہیں اٹھائی گئی ہے۔ لیکن جیسا کہ میں نے ذکر کیا ہے۔ اخبارات میں بھی آ چکا ہے۔ باقی پر سے پابندی اٹھا

دی گئی ہے اور جولوگ محکمہ آباد کاری کے فالتو حضرات کام پر لگا دیئے جائیں گے ۔ باقی آسامیوں پر سے بھی پابندی اٹھا دی جائے گی ۔

سید تابش الوری : جناب والا ! یہ بات اطمینان بخش ہے کہ جزوی طور پر ممانعت ختم کر دی گئی ہے ۔ اس کے باوجود ایسے شعبے بڑی تعداد میں موجود ہیں ۔ جن پر اس پابندی کی وجہ سے روزگار کی فراہمی میں لوگوں کو سخت دقت اور پریشانی کا سامنا کرنا پڑ رہا ہے اور میں سمجھتا ہوں کہ جس رفتار سے سیٹلمنٹ کے افراد کھپائے جا رہے ہیں ۔ وہ بھی انتہائی غیر تسلی بخش ہے ۔ گزشتہ کئی ماہ سے ابھی تک صرف چند سو افراد کو کھپایا جا سکا ہے اور باقی جن کو نہیں کھپایا جا سکا ۔ اس کی وجہ یہ ہے کہ جن جگہوں پر ان کو تعینات کیا جاتا ہے ۔ وہ سیاسی دباؤ کی وجہ سے ان جگہوں پر جانا نہیں چاہتے ہیں اور وہ اپنی ہی مرضی کی پوسٹ حاصل کرنا چاہتے ہیں ۔ کیونکہ ان کو تنخواہ بھی مل رہی ہے اور اس تنخواہ ملنے کی وجہ سے ان کو ضرورت لاحق نہیں ہوتی کہ جس جگہ ان کی پوسٹ کی جائے وہ وہاں پر جائیں اس لئے ضرورت اس بات کی ہے کہ حکومت اس سلسلہ میں زیادہ موثر طریقہ سے اپنے منصوبہ پر عمل درآمد کرانے کی کوشش کرے اور جو پابندی عائد کی گئی ہے ۔ اس کو ختم کرے ۔ مجھے معلوم ہے کہ صرف بہاولپور ڈویژن میں تقریباً 74 پوسٹ لیکچررز کی خالی ہیں اور.....

مسٹر سپیکر : وہ تو انہوں نے کہہ دیا ہے کہ سکول اور کالج ٹیچرز کی آسامیوں پر سے پابندی اٹھا دی گئی ہے ۔

سید تابش الوری : جناب والا ! اس میں صرف جو ٹیچرز ہیں اُن پر سے یا اس کی تمام Categories پر سے Ban اٹھا دیا گیا ہے ۔

وزیر تعلیم : تمام سکول اور کالجز ٹیچرز سے ۔

سید تابش الوری : کیا ہم یہ توقع کر سکتے ہیں کہ کب تک یہ Ban tentatively ختم ہو جائے گا ۔

وزیر تعلیم : جناب والا ! میں عرض کر رہا ہوں ۔ 66-1 ٹوٹل آدمی تھے ۔ ان میں سے 724 کو 30-9-74 تک یہ رپورٹ پیش کرنے کی تاریخ ہے۔

یعنی اس تاریخ تک اتنے آدمیوں کو دوسرے محکموں میں کھپایا جا چکا ہے اب پانچ سو کچھ آدمی اس تاریخ کو باقی بچتے تھے ۔ اس کے علاوہ وزیر اعلیٰ صاحب نے ہدایات دی ہیں ۔ میں فاضل ممبر کے بھی جذبات بھی نوٹ کراؤں گا اور اس محکمہ تک پہنچا دوں گا ۔ لیکن ان کے لئے آسامیاں جب دوسرے کسی محکمہ میں خالی ہونگی تو پھر ان کو کھپایا جاسکیگا ۔

سید تابش الوری : جناب والا ! خالی آسامیاں پڑی ہیں ۔ وہ اپنی مرضی کی آسامیاں چاہتے ہیں ۔ اس کے لئے تو سالہا سال درکار ہیں ۔

وزیر تعلیم : اگر ایسا ہے ۔ تو میں فوراً اس کا نوٹس لوں گا اور ہم دیکھیں گے کہ ایسے نہ ہو ۔

مسٹر سپیکر : اچھا ۔ اب اس کی کیا پوزیشن ہے ؟

سید تابش الوری : میں اپنی تحریک پر زور نہیں دیتا ۔

Mr. Speaker : In view of the statement of the Minister it is not pressed.

ملتان سیکنڈری ایجوکیشن بورڈ کے ایف-ایس-سی کے ایک ہزار طلبا کے امتحان کے نتائج کا بروقت اعلان نہ ہونے کی وجہ سے آن کا میڈیکل کالج میں داخلہ سے محروم ہونے کا اندیشہ

حاجی محمد سیف اللہ خان : جناب والا ! میری تحریک التوا نمبر 161 میڈیکل کالجز والی پینڈنگ ہے ۔ انہوں نے فرمایا تھا کہ آج اس کا جواب دینگے ۔

مسٹر سپیکر : یہ کل نہیں ہو گئی تھی ۔

حاجی محمد سیف اللہ خان : جناب کچھ مزید انہوں نے بتانا تھا ۔

مسٹر سپیکر : ڈاکٹر صاحب Medical Colleges کے Admission کے متعلق آپ نے فرمایا تھا کہ آج آپ مزید کچھ بتالینگے ۔ یہاں لکھا ہے کہ

Deferred till 23rd October, 1974.

وزیر تعلیم : جناب والا ! ویسے میں آپ کا مشکور ہوں کہ کل آپ نے اس تحریک التوا کو defer کر دیا کیونکہ مجھے اور بہت سی اطلاعات ملی ہیں اور میں اپنے جواب کی تھوڑی سی تصحیح کرنی چاہتا ہوں ۔ کل میں نے عرض کی تھی ۔ ڈیڑھ سو طلباء کا رزلٹ باقی ہے ۔ ڈیڑھ سو نہیں بلکہ 17 طلباء کا رزلٹ باقی ہے ۔ جناب والا ! پہلے تو میں فاضل محرک کو general assurance دینا چاہتا ہوں کہ یہ رعایت صرف ملتان بورڈ کے لڑکوں کے لئے نہیں بلکہ کوئی لڑکا جو یہ سمجھتا ہے کہ اس کو ایف ایس سی (میڈیکل) میں باقی کلاس فرسٹ ڈویژن کی امید ہے اور اس کا رزلٹ کسی وجہ سے نہیں نکلا وہ میڈیکل کالج میں apply کر سکتا ہے اور جو بھی سرٹیفکیٹ ہونے چاہییں وہ داخلہ فارم پر یہ لکھ دے کہ رزلٹ انٹرویو پر لے آؤں گا ۔ اب یہ انٹرویو کب ہوگا ۔ انٹرویو دس نومبر کے بعد کم از کم 15-16 نومبر کو ہو سکتا ہے ۔

مسٹر سپیکر : ڈاکٹر صاحب ہر ایک کو تو انٹرویو کے لئے بلاتے ہی نہیں ہیں ۔

وزیر تعلیم : جناب والا ! بلاتے ہیں ۔

Mr. Speaker : Every applicant ?

وزیر تعلیم : ہر امیدوار کو ضرور بلائیں گے لیکن merit list کے مطابق ۔ اور باقیوں کو وہ بتا دیں گے کہ چونکہ وہ merit list پر نہیں آئے ۔ اس لئے ان کا رزلٹ نکلے یا نہ نکلے اس کا کوئی تعلق نہیں ۔ لیکن اگر اس دن وہ ایسا رزلٹ لے آتا ہے جو merit list پر آتا ہے تو اس کو شامل کر لیا جاتا ہے ۔ جناب والا ! میں پھر سمجھا دیتا ہوں کہ ہر لڑکا جس کا رزلٹ later on ہے وہ apply کر دے اور اس میں باقی تمام کوائف اپنی application میں مہیا کرے سوائے اپنے رزلٹ کے ۔ اس میں صرف یہ لکھ دے کہ marks اور result انٹرویو کے دن لے آؤں گا ۔ فاضل محرک نے یہ چاہا تھا کہ ہفتے دس دن کی ان کو رعایت ملے ۔ میں پھر عرض کر رہا ہوں کہ دس نومبر سے پہلے انٹرویو نہیں ہوگا گویا دس نومبر تک اگر کسی کا رزلٹ آؤٹ ہو جاتا ہے تو وہ ابھی apply کر دے ۔

اب میں تفصیل سے یہ بتانا چاہتا ہوں کہ کن لڑکوں کا کس دن رزلٹ نکل آئے گا ۔ جناب والا ! یہ 179 لڑکوں میں سے 141 لڑکے ایسے ہیں جن کا پانچ دن کے اندر رزلٹ نکل آئے گا ۔ باقی 74 لڑکے ایسے ہیں جن کے unfair means کیس ہیں اور ان کا رزلٹ کچھ دیر سے نکلے گا ۔ اس کے علاوہ 223 لڑکے ایسے ہیں جنہوں نے یا تو پورا امتحان نہیں دیا یا امتحان کا کوئی ایک پیپر نہیں دیا تو ایسے لڑکوں کے پاس ہونے کی بہر حال امید نہیں ہے actually پاس ہو کر اگر وہ نمبر حاصل کریں اور جا سکیں ان کی تعداد 179 ہے ۔ کل میں نے 150 تعداد بتائی تھی ۔ اب میں اس کی تصحیح کرنا چاہتا ہوں کہ تعداد 179 ہے ۔ ان کا رزلٹ بھی پانچ دن کے اندر نکل آئے گا میں نے چیئرمین ملتان بورڈ کو حکم دیا ہے اور پانچ روز آج سے شروع ہو کر پانچ دن کے اندر ان لڑکوں کا رزلٹ نکل آئے اور دس نومبر کے بعد ان کا انٹرویو ہوگا ۔ اس لئے اب فاضل محرک کی تسلی کے لئے دو چیزیں ہو گئی ہیں ۔ ایک تو ہم رزلٹ جلدی نکال دیں گے اور دوسرے دس نومبر تک ان کو درخواست دینے کی انٹرویو کے دوران مہلت بھی مل گئی ہے ۔

حاجی محمد سیف اللہ خان : جناب والا ! میں وزیر تعلیم کا ممنون ہوں کہ انہوں نے نہایت توجہ کے ساتھ اس مسئلے پر غور کیا ہے اور اس کے ساتھ ہی یہ گزارش کرنی چاہتا ہوں کہ جہاں تک unfair means سے تعلق رکھنے والے طلباء کا تعلق ہے ۔ ان سے ہمیں کوئی سروکار نہیں ہے ۔ البتہ جن طلباء کا رزلٹ محض بورڈ کی غفلت کی وجہ سے یا ان کی کسی قسم کی مجبوری کی وجہ سے جس میں لڑکے کا کوئی قصور نہیں جس طرح انہوں نے فرمایا ہے کہ پانچ روز کے اندر رزلٹ نکل جائے گا اور دس نومبر تک اس کے merits کا کوئی اعلان نہیں ہو گا تو مجھے اس پر کوئی اعتراض نہیں اور میں اس یقین دہانی پر اپنی تحریک پر زور نہیں دیتا ۔

Mr. Speaker : In view of the statement of the Senior Minister, the motion is not pressed.

چوہدری امان اللہ لک : جناب والا ! میری ایک تحریک التوا نمبر 162 تھی ۔

مسٹر سپیکر : وہ کس سلسلے میں تھی ۔

چوہدری امان اللہ لک : جناب والا ! کل آپ نے وعدہ فرمایا تھا ۔ ۔ ۔

مسٹر سپیکر : یعنی وہ in order ہوئی تھی اور اسی آرڈر میں وہ لی جائے گی ۔

It will not come next.

چوہدری امان اللہ لک : جناب والا ! next کب آئے گا ؟

مسٹر سپیکر : انشاء اللہ خیریت رہی تو کل لے لیں گے ۔

چوہدری امان اللہ لک : جناب والا میں نے ڈاکٹر صاحب کو نوٹس دے دیا تھا ۔

مسٹر سپیکر : ان کو نوٹس ہے ۔

واجہ محمد فضل خان : جناب والا ! میری ایک تحریک التوا میڈیکل کالج بند کرنے کے متعلق تھی ۔

مسٹر سپیکر : بند کر دینے چاہئیں یا کھول دینے چاہئیں ۔

واجہ محمد الفضل خان : جناب والا ! وہ کالج کھولنے کے لئے ہے ۔

مسٹر سپیکر : کون سا نمبر ہے ؟

واجہ محمد الفضل خان : جناب والا ! نمبر میرے پاس تھا وہ کوئی اٹھا کر لے گیا ۔

مسٹر سپیکر : اچھا ! میں خود چیک کر لوں گا ۔ ڈاکٹر صاحب یہ تحریک التوا نوٹ کر لیں کہ میڈیکل کالج بند کو دئے گئے ہیں ۔ جس سے بچوں اور قوم کا نقصان ہوتا ہے ۔ یہ دھاکوں والی اور میڈیکل کالجز والی تحریک التوائے کار I will take them up tomarrow:

Now, we go on to legislation.

سردار صاحب کل یہ ہو گیا تھا کہ اس بل کو فی الفور زیر غور لایا جائے ۔

وزیر قانون : جناب والا ! اب سوال پیش کر کے اس بل کو فی الفور زیر غور لایا جائے ۔

مسٹر سپیکر : سوال پیش نہیں ہوا تھا ؟

وزیر قانون : جناب والا ! نہیں ہوا تھا ۔

مجلس قائمہ کی رپورٹ پیش کیا جانا

سید فدا حسین : جناب والا ! میں مسودہ قانون (ترمیم و جواز فیس) آبکاری پنجاب مصدرہ 1974ء (مسودہ قانون نمبر 23 بابت 1974ء) کے بارہ میں مجلس قائمہ برائے مال کی رپورٹ پیش کرتا ہوں ۔

مسٹر سپیکر : مسودہ قانون (ترمیم و جواز فیس) آبکاری پنجاب مصدرہ 1974ء (مسودہ قانون نمبر بابت 23 1974ء) کے بارے میں مجلس قائمہ برائے مال کی رپورٹ پیش کر دی گئی ہے ۔

سید فدا حسین : جناب والا ! میں مسودہ قانون (ترمیم و ازالہ شکوک) مزارعت مجریہ 1974ء (مسودہ قانون نمبر 42 بابت 1974ء) کے بارہ میں مجلس قائمہ برائے مال کی رپورٹ پیش کرتا ہوں ۔

مسٹر سپیکر : مسودہ قانون (ترمیم و ازالہ شکوک) مزارعت پنجاب مجریہ 1974ء (مسودہ قانون نمبر 42 بابت 1974ء) کے بارہ میں مجلس قائمہ برائے مال کی رپورٹ پیش کر دی گئی ہے ۔

مسودہ قانون

دی پنجاب کمپاؤنڈ فیڈنگ سٹف بل 1974ء

مسٹر سپیکر : اب ایوان کے سامنے سوال یہ ہے :۔

کہ دی پنجاب کمپاؤنڈ فیڈنگ سٹف بل 1974ء
جیسا کہ اس کے بارہ میں مجلس قائمہ برائے زراعت

منصوبہ بندی اور ترقیات نے سفارش کی ہے فی الفور
زیر غور لایا جائے۔

(تحریک منظور کی گئی)

(کلاز 3)

اب بل کی کلاز نمبر 3 زیر غور ہے۔ حاجی محمد سیف اللہ خان۔ سید تابش الوری۔ باقی راجہ جمیل اللہ خان۔ اور سردار امجد حمید خان دستی موجود نہیں ہیں۔

ترمیم نمبر 1 حاجی محمد سیف اللہ خان۔

Syed Tabish Alwari : I beg to move—

That Clause 3 of the Bill, as recommended by the Standing Committee on Agriculture, Planning and Development, be deleted.

Mr. Speaker : The motion is—

That Clause 3 of the Bill, as recommended by the Standing Committee on Agriculture, Planning and Development, be deleted.

Minister for Law : Opposed.

Mr. Speaker : Amendment No. 2. Haji Muhammad Saifullah Khan, Syed Tabish Alwari may please move the amendment. Raja Jamil Ullah Khan and Sardar Amjad Hamid Dasti not present.

Syed Tabish Alwari : I beg to move—

That in sub-clause (3) of Clause 3 of the Bill, as recommended by the Standing Committee on Agriculture, Plann-

ing and Development, the comma and the words ", or for any other sufficient reason" occurring in lines 5-6, be deleted.

Mr. Speaker : The motion is—

That in sub-clause (3) of Clause 3 of the Bill, as recommended by the Standing Committee on Agriculture, Planning and Development, the comma and the words ", or for any other sufficient reason" occurring in lines 5-6, be deleted.

Minister for Law : Opposed.

Mr. Speaker : Amendment No. 3 by Haji Muhammad Saifullah Khan and Syed Tabish Alwari. The other two movers, Raja Jamil Ullah Khan and Sardar Amjad Hamid Khan Dasti, not present.

Haji Muhammad Saifullah Khan : I beg to move—

That for sub-clause (6) of Clause 3 of the Bill, as recommended by the Standing Committee on Agriculture, Planning and Development, the following be substituted, namely :—

"(6) The applicant or, as the case may be, the licencee may appeal against the order made under sub-section (3) or sub-section (4) to the Authority and in the manner prescribed under the rules",

Mr. Speaker : The motion is—

> That for sub-clause (6) of Clasue 3 of the Bill, as recommended by the Standing Committee on Agriculture, Planning and Development, the following be substituted, namely :—
>
> "(6) The applicant or, as the case may be, the licencee may appeal against the order made under sub-section (3) or sub-section (4) to the Authority and in the manner prescribed under the rules.".

Minister for Law : Opposed.

Mr. Speaker : Yes, Haji Sahib.

(At this stage Hafiz Ali Asadullah occupied the Chair)

Haji Muhammad Saifullah Khan : Sir, Clause 3 of the Bill under consideration lays down—

> 3. (1) No person shall manufacture compound feeding stuff for the purpose of sale unless he holds a licence issued under this Act.
>
> (2) Licences under sub-section (1) may be issued by the Inspection Officer on payment of such fee to those persons who possess such qualifications and fulfil such conditions as may be prescribed.

(3) The Inspection Officer may refuse to grant licence if the application for licence has not been made in the manner prescribed, or if the applicant does not possess the prescribed qualifications, or for any other sufficient reason.

(4) The Inspection Officer may cancel a licence if the licensee,—

(a) has contravened any provisions of this Act, or the rules made thereunder ; or

(b) has ceased to possess the prescribed qualifications or any of them ; or

(c) has failed to fulfil or has contravened any of the conditions of the licence.

(5) No order under sub-sections (3) and

(4) shall be made unless the applicant or as the case may be the licencee has had a reasonable opportunity of being heard.

(6) An order made under sub-section

(3) or sub-section (4) shall be final.

(7) The licence required under this section may be renewed annually on payment of the prescribed fee.

جناب والا ! قانون کا ہمیشہ یہ ایک بنیادی اصول رہا ہے کہ وہ

جامع قانون ہونا چاہئے ۔ اس میں ہر شخص کے حقوق متعین ہونے چاہئیں اور دلیا کا ہر ضابطہ بالخصوص مہذب معاشرہ میں اس امر کی اجازت ہے کہ قانون ایسا نہ بنایا جائے ۔ جس میں اس شخص کے حقوق و مراعات پورے طور پر تجویز نہ کئے جائیں جس کے لئے یہ قانون بنایا جا رہا ہے ۔ جناب والا ! اس کلاز کے تحت یہ پابندی عائد کر دی گئی ہے کہ ہر وہ شخص جو "Compound Feeding Stuff meant for animals." کے لئے کسی قسم کا کوئی کارخانہ لگانا چاہے یا کوئی دوکان یا ادارہ قائم کرنا چاہے تو وہ اس وقت تک قائم نہیں کر سکتا ۔ اس کی تیاری اور فروخت کا اہتمام نہیں کر سکتا ۔ جب تک وہ افسر مجاز سے اس بارے میں لائیسنس حاصل نہ کر لے ۔ اس میں جناب والا ! یہ بھی لکھا گیا ہے کہ لائیسنس دینے سے انکار بھی کیا جا سکتا ہے ۔ اگر اس حد تک ہو تا کہ ہر شخص مجاز ہے جو بھی اس قسم کا کاروبار کرنا چاہے ۔ اس کے لئے لازم ہے کہ وہ لائیسنس لے ۔ تو اس کو قبول اور جائز تصور کیا جا سکتا تھا ۔ اس میں یہ بھی لکھا گیا ہے کہ اس افسر مجاز کو اختیار ہو گا ۔ چاہے وہ لائیسنس دے ۔ چاہے نہ دے ۔ اس پر طرہ یہ بھی عائد کر دیا گیا ہے کہ qualifications اور disqualifi-cations کو جج بھی وہی کرے گا ۔ کہ وہ شخص جس نے apply کیا ہے لائیسنس لینے کا حقدار اور مجاز بھی ہے اس کو وہ لائیسنس دینا بھی چاہئے ۔ یا نہیں ۔ اس میں یہ بھی روا رکھا جا سکتا تھا اس میں کچھ اعتراض نہیں ہو سکتا تھا کہ وہ qualifications اور disqualifications اس قانون کے کسی بھی حصہ میں بتا دی جائیں کہ یہ qualifications رکھتا ہو تو حقدار ہوگا۔

As a matter of right, as a matter of principle, as a matter of basic right.

اس کو حق ہوگا اور لائیسنس حاصل کر سکے گا اور اس افسر مجاز کو یہ حق ہو گا کہ جس کے پاس qualifications نہ ہوں یا وہ ان کو برقرار نہ رکھ سکے ۔ یا قانون کی خلاف ورزی کرے ۔ تو ایسے حق ہو گا کہ وہ اس کو لائیسنس نہ دے یا وہ لائیسنس منسوخ کر دے ۔ میں پوچھنا چاہتا ہوں آپ نے تو اختیار دے دیا ہے۔ انسپکشن آفیسر کا لفظ بھی لکھ دیا ہے کہ qualifications یا disqualifications کے متعلق فیصلہ کرے گا ۔ میں پوچھنا چاہتا ہوں یہ

ایک بنیادی چیز ہے جو اس قانون کا حصہ ہے جو ہمیشہ ہر قانون کا حصہ ہوا کرتی ہے ۔ جس کے بارہ میں کبھی التظامیہ کو اختیار نہیں دئے جاتے کہ وہ خود اپنی صوابدید پر ۔ خود اپنی منشا کے مطابق متعین کرے کہ کون آدمی لائیسنس لینے کا مستحق ہوگا یا جس کے تحت لائیسنس جاری کیا جائے گا ۔ وہ ہمیشہ قانون کا حصہ ہوا کرتی ہیں ۔ آپ نے ان کو قانون کا حصہ نہیں بنایا ہے ۔ اپنی مرضی اور صوابدید پر رکھا ہے جس قسم کی qualifications آپ متعین کریں ۔ آپ کی التظامیہ متعین کرے آپ کے السپکشن آفیسر کو جس کو آپ اختیار delegate کر دیں وہ متعین کر دے تو پھر یہ لکھنے سے کیا فائدہ ! سیدھے سادھے لفظوں میں کیوں نہیں لکھ دیا گیا کہ وہ qualifications ہوں گی ۔ جو ہم چاہیں گے اور جو ہماری التظامیہ چاہے گی ۔ آپ نے قانون کی شکل میں ڈھونگ رچانے کی کوشش کیوں کی ہے ۔ صاف نیت سے یہ قانون پیش کرنا چاہئے ۔ اگر آپ نیک نیت ہیں اور اس قانون کو نافذ کرنا چاہتے ہیں تو قانون کے بنیادی تقاضے پورے کئے جائیں جس کے تحت یہ قانون روبہ عمل لایا جا رہا ہے اس کو نافذ کیا جا رہا ہے ۔ ہمیں qualifications اور con-ditions بتائیے ۔ اس ایوان کی میز پر رکھیں ۔ اس ایوان سے منظور کرایا جائے اس ایوان کی sovereignty کو تسلیم کیجئے ۔ جس شخص کو یہ ایوان مستحق سمجھے کہ یہ کہ qualifications ہوں ۔ اس کو لائیسنس دیا جائے ۔ جس کے پاس qualifications نہ ہوں ۔ اس کو لائیسنس جاری نہ کیا جائے ۔ اگر آپ یہ رکھنے کے لئے تیار نہیں ہیں ۔ قانون کے بنیادی تقاضے پورے کرنے کے لئے تیار نہیں ہیں ۔ تو میں سمجھتا ہوں کہ اس کلاز کو رکھنے کا کوئی فائدہ نہیں ہے ۔ اس قسم کی لائیسنس بازی پھر ایک اجارہ داری قائم کر دے گی ۔ اس قسم کے لوگ سامنے آجائیں گے جو آپ ہی کے ایما پر ۔ آپ ہی کی منشا کے مطابق لائیسنس لیں گے ۔ وہ بلیک مارکیٹنگ اور adultration کریں گے ۔ اس قسم کی خرابی پیدا کریں گے کہ جو خاص اجزا جس کے لئے یہ قانون لایا جا رہا ہے ختم کیا جا سکتا ہے ۔ قانون لانا بہت آسان بات ہے لیکن قانون کو جامع بنانا بہت مشکل بات ہے ۔ قانون کو منظور کرنا آسان بات ہے ۔ قانون کو نافذ کرنا نہایت مشکل کام ہے ۔ سچی بات یہ ہے اگر آپ قانون بنانا چاہتے ہیں تو آپ اسے قانون کی حیثیت دیں تاکہ قانون کے تقاضے پورے

ہوئے ۔ جب تک یہ آپ نہیں کر سکتے ۔ اس وقت تک میں سمجھتا ہوں اس قسم کی کلاز کی کوئی ضرورت نہیں ہے ۔ اس طرح سے آپ نے لائیسنس دینے ہیں تو پھر لائیسنس کی ضرورت نہیں ہے پھر اس کاروبار پر پابندی عائد کریں ۔ بے شک پابندی عائد کریں کوئی شخص ناخالص اجزا کا مرکب نہ بیچ سکے کوئی شخص adulterated مرکب اس کو بنا نہیں سکتا ۔ تو پھر لائیسنس کی پابندی لگانے سے کوئی فائدہ نہیں ہے جو بھی بنانا چاہتے ہیں بنا دیں اگر regulate کرنا ہی ہے تو اس کو متعین کریں پھر اس میں اس حد تک اکتفا نہیں کیا گیا اگر کوئی شخص lesser evil قبول کر لیا جائے ۔ جو قبول کیا بھی جائے گا اور اکثریت کے بل بوتے پر منظور کرلیا بھی جائے گا ۔ آپ qualifi- cation کے اختیارات اپنے پاس رکھتے ہیں رکھ لیں اس شخص کو لائیسنس نہ دیں جس کے پاس آپ کی بتائی ہوئی qualifications نہ ہوں اس کا لائیسنس cancel کر دیں ۔ جو آپ کی بتائی ہوئی qualifications پر پورا نہ اترے ۔ یہ ایک لفظ کا اضافہ جو کسی بھی قانون میں نہیں آیا ہے یہ تو سمجھ میں آ سکتا ہے "If the applicant does not possess the pre- scribed qualifications" مگر یہ میری سمجھ میں نہیں آ سکا

"or for any other sufficient reason."

یعنی qualifications بھی اس کے پاس پوری ہوں ان qualifications پر پورا اترتا ہو ۔ وہ جو آپ نے بتائی ہوں کسی قسم کا نقص بھی واقع نہ ہو ۔ اس کے باوجود آپ کا انسپکشن آفسر نہ چاہے یا دوسرے لفظوں میں آپ نہ چاہیں کہ یہ کاروبار کوئی دیانتدار آدمی یا کوئی شریف ، مہذب آدمی اپنا سکے یا کر سکے ۔ آپ کسی بھی وجہ سے کوئی قانونی یا غیر قانونی جواز ہو کوئی بھی صورت ہو آپ چاہیں تو انکار کر سکتے ہیں ہم ایسے لائیسنس نہیں دیتے کسی بھی قانون کے تحت کسی بھی عدالت میں دروازہ نہیں کھٹکھٹا سکتا کیونکہ اس میں صاف لکھا ہوا ہے کہ کوئی قانونی شرط کی خلاف ورزی آڑے نہیں آئیں گی کوئی qualifications یا disqualification کا معقول سوال نہیں ہے بلکہ کوئی بھی وجہ ہو جو انسپکشن افیسر کی نگاہ میں ہو اور اگر وہ چاہے تو دیا ہوا لائیسنس کینسل کر سکتا ہے اور چاہے تو

لائسنس نہ دے مجھے بتائیے کہ ایسا قانون چل سکے گا۔ جس کے تحت ایسے قانون سے وہ افادیت ہو سکے گی جس کے تحت اس معزز ایوان کا انتہائی قیمتی وقت اس غریب صوبے کا بے پناہ کثیر سرمایہ صرف کر کے اس قانون کو نافذ کیا جا رہا ہے پھر اس سے عوام کو کوئی فائدہ پہنچے گا۔ جناب والا! اس کلاز میں یہ بات نہیں رکھی گئی اور یہی وجہ ہے کہ میں نے اس تمام کلاز کو حذف کرنے کی تحریک کی ہے کیونکہ اگر یہ کلاز اسی شکل میں منظور ہو گئی اگر یہ کلاز اسی شکل میں قانون کا حصہ بن گئی تو میں یقین سے کہتا ہوں کہ اس کا بھی وہی حشر ہوگا کہ پیور فوڈ لیکٹ کا آپ کے سامنے آ چکا ہے۔ پھر یہ صوبہ خالص غذا سے محروم ہو جائے گا۔ جناب والا! آپ ملاحظہ فرمائیں کہ اس قانون میں کہیں بھی یہ حد نہیں رکھی گئی۔ ایک ایسا فیصلہ جو نہایت اہم ہے اسے بہت ہی مختصر الفاظ میں رکھ دیا گیا ہے اگر کوئی شخص لاکھوں اور کروڑوں روپے لگا کر کوئی مل یا کارخانہ قائم کرنا چاہے تاکہ وہ اس قسم کی مرکب خوراک تیار کرے تو اس کے لئے انصاف اور قانون کے دروازے بند کر دئے گئے ہیں اگر آپ کا افسر ایسے لائسنس نہیں دیتا یا لائسنس دے کر ضبط کر لیتا ہے تو عدالت میں خسروانہ انداز میں یہ لکھ دیا گیا ہے کہ وہ افسر جس کا لائسنس ضبط کرنا چاہتا ہے یہ لائسنس نہیں دینا چاہتا تو اسے بلا کر سن لے کہ جو چاہتے ہو کہہ لو۔ جتنے آنسو بہانے ہیں بہا لو۔ میں نے اپنا فیصلہ صادر کر دیا ہے۔ تو وہ اتھارٹی جس نے لائسنس دینا ہے وہ یہ فیصلہ کر دے کہ ہم ایسے لائسنس نہیں دیتے یا اس کا لائسنس منسوخ کرتے ہیں تو اس کے بعد کوئی دلیل نہیں۔ اس کے لئے انصاف کے تمام دروازے بند ہیں اور اس فیصلہ کے خلاف جو فرد واحد کا ایم ترین فیصلہ ہے۔ اس کے خلاف اپیل کی گنجائش نہیں رکھی گئی۔ اس قسم کا رویہ کسی بھی قانون میں روا رکھنا جائز نہیں۔ اب آپ ہی مجھے بتائیں کہ کیا اس قسم کا قانون پاس کرا کر اور اس قسم کی کلاز کو بل کا حصہ بنا کر آپ اس صوبے کے عوام کو یہ ترغیب دے سکیں گے کہ وہ زیادہ سے زیادہ اس کاروبار کی طرف راغب ہوں۔ زیادہ سے زیادہ اس کاروبار کی فیکٹریاں لگائیں۔ زیادہ سے زیادہ اس قسم کے اداروں قائم کریں۔ جن میں مرکب خوراک تیار ہو سکے۔ آپ اس قسم کا

مہلک ، سنگین ترین اور ظالمانہ قانون بنا کر ایک شخص کے ہاتھ میں لا محدود اختیارات دے کر رشوت کی ترغیب دے رہے ہیں کیونکہ آپ ایک آدمی کے ہاتھ میں تمام اختیارات رکھ رہے ہیں کہ جو فیصلہ وہ کرے وہی نافذ ہوگا اور اس کے خلاف کوئی اپیل نہیں ۔ تو میں کہتا ہوں کہ جب ایک ہی شخص کے ہاتھ میں تمام تر اختیارات دے دئے جائیں گے تو کیا معاشرہ کبھی پھل پھول سکتا ہے ۔ اگر آپ ایک ہی شخص کے ہاتھ میں تمام اختیارات دے رہے ہیں تو کیا آپ سمجھتے ہیں کہ اس سے یہ قانون موثر انداز میں نافذ ہو جائے گا اور اس کے نتائج بہتر مرتب ہوں گے ۔ کیا اس سے رشوت ۔ دھاندلی اور اس قسم کی دوسری خرابیوں کے دروازے نہیں کھل جائیں گے ؟ اس کا یہ نتیجہ ہو گا کہ جو شخص اس قسم کا کاروبار کرتا ہے وہ کاروبار کی طرف توجہ نہیں دے گا اور یہ نہیں سوچے گا کہ اس کی پیداوار کا معیار بلند ہو اور انہیں بغیر ملاوٹ کے رکھوں بلکہ وہ اس افسر کی خوشنودی حاصل کرنے کی کوشش کرے گا ۔ جس کے ہاتھ میں اس کا کاروبار ہے ۔ جو چاہے تو لائسنس دے اور چاہے تو لائسنس نہ دے ۔ یہ بات میری سمجھ میں نہیں آئی ۔ چاہئے تو یہ تھا کہ جتنا زیادہ عرصہ ہمیں قانون سازی کرتے ہوئے گذرا ہے اتنے ہی زیادہ جمہوری تقاضے ہم اس قانون سازی میں پورے کرتے یا کم از کم قانون کے بنیادی تقاضے ہی پورے کئے جاتے کہ ہر شخص کو اس کے بنیادی حقوق مل سکیں ۔ مگر مجھے وزیر قانون صاحب خود ہی بتائیں کہ کیا اس کلاز کے پاس ہو جانے کے بعد تمام اختیارات صرف ایک انسپکشن افسر کو تفویض کر دینے کے بعد یہ تمام خرابیاں پیدا نہیں ہوں گی ۔ کیا وہ اس بات کی گارنٹی دیتے ہیں کہ وہ تمام عمر حکومت پر قابض رہیں گے ؟ وہ یقین دہانی کراتے ہیں کہ ہمارے ہوتے ہوئے اس قانون کا غلط استعمال نہیں ہو گا ۔ وہ یہ بات اس صورت حال میں کہہ سکتے ہیں جب انہیں اپنی انتظامیہ پر پورا اعتماد اور بھروسہ ہو ۔ لیکن دن رات ہم ان کے اعلانات سنتے رہتے ہیں کہ ہماری انتظامیہ رشوت خور ہو گئی ہے ۔ دن رات نئی لسٹیں بنتی رہتی ہیں اور دن رات تطہیر کا کام چلتا رہتا ہے اور جب فیاضی پر آتے ہیں تو پھر انہی پر بھروسہ کرتے ہیں اور انہی کو لا محدود اختیارات دیتے ہیں اور مجھے یہ کہنا پڑے گا کہ یہی چیز خرابیوں کا باعث بنتی ہے ۔ اگر وہ اس

سلسلے میں دیانت دار ہیں اور وہ اس میں حصہ دار نہیں اور ان کا اس میں ہاتھ نہیں تو یہ ان کے ہاتھ مضبوط نہ کریں اور اس کے لئے ایک طریقہ کار متعین کریں کہ جس شخص کو لائسنس دیا جائے یا ضبط کیا جائے تو اسے اپیل کا حق بھی دیا جائے تا کہ وہ بیان کر سکے کہ وہ صحیح ہے یا اس افسر کا فیصلہ درست ہے تاکہ افسر کو بھی یہ خوف اور ڈر رہے کہ میرا فیصلہ اپیل میں جا سکتا ہے اور میں بھی جوابدہ ہوں ۔ ۔ ۔ ۔

وزیر قانون : جناب والا ! میرے فاضل دوست اس اپیل والی ترمیم پر بڑا زور لگا رہے ہیں حالانکہ میں خود اس کے متعلق ایک ترمیم لا رہا ہوں ۔

حاجی محمد سیف اللہ خان : ابھی تو آپ نے اس کی مخالفت کی تھی ۔ جناب والا ! میں انتہائی شکر گزار ہوں کہ جس چیز کی مجھے امید نہیں تھی کہ ان پر بھی کچھ اثر ہوا کرتا ہے آج مجھے معلوم ہوا ہے اور انشاءاللہ تعالیٰ یہ نیک فال ہے کہ اب ان پر بھی اثر ہونے لگا ہے ۔ وزراء ہم تو کچھ اور ہی سمجھے تھے ۔ بہر حال میں ان کا شکریہ ادا کرتا ہوں کہ انہوں نے میری معروضات پر دلی توجہ فرمائی ہے اور وہ لا محدود اختیارات جو کہ انسپکشن افسر کو وہ تفویض کر رہے تھے ۔ اب ان کی حد میں کمی ہو جائے گی اور یہ کہ اب وہ اس پر ٹھنڈے دل سے غور کر رہے ہیں ۔

کوالیفکیشنز آپ نے بنائی ہیں ۔ اس کوالیفکیشنز بھی آپ نے بنائی ہیں ۔ اس حد تک ہم مان جاتے ہیں اس حد تک آپ مان جائیں کہ یہ الفاظ جو آپ نے اس بل میں رکھ دئے ہیں "or for any other sufficient reason" انہیں حذف کر دیا جائے کیونکہ یہ زیب نہیں دیتے ۔ قانون کے اندر رہئے اور قانون سے باہر اختیارات نہ دیجئے ۔ آپ کوالیفکیشنز کو جتنا جامع بنانا چاہتے ہیں بنائیں ۔ آپ ان میں جو اضافہ کرنا چاہتے ہیں کریں لیکن یہ دیکھ لیں کہ جو لا محدود اختیارات آپ انہیں دے رہے ہیں ۔ انہیں حذف کر دیا جائے ۔ اس کے بعد یہ قانون بہت حد تک موثر ہو جائے گا ۔ اس سے حکومت کے ہاتھ بھی مضبوط ہوں گے اور رشوت کے امکانات بھی ختم ہو جائیں گے ۔ پھر ہم بھی فخر سے کہہ سکیں گے کہ ہم نے ایک جامع اور صحیح قانون بنایا ہے ۔ مجھے امید ہے کہ جس طرح انہوں نے اپیل والی کلاز

پر توجہ فرمائی ہے اسی طرح وہ اس پر بھی توجہ فرمائیں گے اور کوالیفیکیشنز اور کس کو الیفیکیشنز کو جس طرح وہ چالز بنانا چاہتے ہیں بنا دیں لیکن اس کلاز کو حذف کر دیں تاکہ اس بل کے پاس کرنے میں کسی قسم کی دقت کا سامنا نہ کرنا پڑے ۔ شکریہ ۔

سید ثابش الورہ : جناب والا ! زیر بحث بل کی کلاز نمبر 3 اس وقت ہمارے سامنے ہے جس میں حکومت نے مرکب خوراک برائے مویشیاں کے لئے لائسنس حاصل کرنے کا طریقہ اختیار کرنے کی اجازت طلب کی ہے ۔ ہمیں بنیادی طور پر لائسنس کے اجرا کے طریق کار سے اختلاف نہیں ہے ۔ لائسنس بعض اوقات کسی کاروبار یا صنعت کو منضبط کرنے کے لئے نہایت ضروری ہوتے ہیں تاکہ ایک خاص توازن اور معیار کے ساتھ ، دیانت اور اخلاص کے ساتھ ان شعبوں میں کاروبار کو فروغ دیا جا سکے ۔ لیکن آپ مجھ سے اتفاق کریں گے کہ لائسنسوں کے اجرا کے اس طریق کار میں جو بنیادی اعتراض کیا جاتا ہے وہ یہ ہے کہ حکومت اس طریق کار کو اتنا پیچیدہ ، اتنا مشکل اور اتنا discretionary بنا دیتی ہے کہ لوگ لائسنس لے کر کاروبار کرنے کی بجائے بغیر لائسنس کاروبار کو زیادہ ترجیح دیتے ہیں ۔ اس لئے ہمیشہ عوامی حلقوں کی طرف سے یہ مطالبہ کیا جاتا رہا ہے کہ لائسنسوں کے اجرا کے طریق کار کو زیادہ سے زیادہ آسان اور زیادہ سے زیادہ سہل بنایا جائے تاکہ لوگ بغیر کسی دقت ، پریشانی اور رشوت کے لائسنس حاصل کر سکیں ۔ اگر یہ طریق کار آسان اور سہل ہو تو اس سے نہ صرف یہ کہ حکومت کو لائسنس کی فیس کے سلسلے میں بھی آمدنی ہو گی ، بلکہ لوگوں کو اس بات کی ترغیب ہو گی کہ وہ ایک قانونی اور لائسنس یافتہ کاروبار کے ذریعے اپنی آمدنی کو بڑھا سکیں ۔

جناب والا ! ہوتا یہ ہے اور ہوتا یہ رہا ہے کہ حکومتیں آتی ہیں اور اپنے اختیارات کو بڑھانے کے لئے لائسنسوں کے نت نئے طریقے ایجاد کرتی ہیں تاکہ ایک امتیاز اور اعزاز حاصل کر کے لوگوں کو ممنون کیا جائے تاکہ لوگوں کو یہ امتیاز و اعزاز بخشا جائے ۔ حکومت صرف اپنے پسندیدہ اور قربت رکھنے والے افراد کو ہی اس امتیاز کا مستحق سمجھتی ہے ۔ چنانچہ

ہمارے مختلف شعبوں میں جو لائسنس جاری کئے جاتے ہیں ۔ وہ رشوت ، بے ایمانی اور بد عنوانی کا ایک بہت بڑا ذریعہ ہیں ۔ ایک خاص مراعات یافتہ طبقہ ہے ان لائسنسوں کا مستحق سمجھا جاتا ہے اور اس طرح سے ہمارے یہاں انتظامی اور سیاسی سطح پر رشوت اور بدعنوانی میں دن دگنا رات چوگنی اضافہ ہوتا چلا جا رہا ہے ۔ جناب والا ! میں سمجھتا ہوں کہ اس کلاز کے تحت بھی حکومت نے روایتی طور پر ایک مخصوص افسر کے لئے لامتناہی اختیارات حاصل کر لئے ہیں ۔ وہ افسر معائنہ جسے یہ لامحدود اختیارات دئے جا رہے ہیں ابھی تک ہم اس کے درجے ، اس کے معیار اور اس کی اہلیت سے بے خبر ہیں ۔ اس بل میں کہیں یہ موجود نہیں کہ یہ افسر معائنہ کس integrity اور کس اہلیت کا حامل ہو گا ۔ یا اس کے لئے کم از کم کیا qualifications ضروری ہوں گی ۔ اس کے باوجود اس افسر معائنہ کو ایسے اختیارات بخشے جا رہے ہیں جو ایک متمدن اور جمہوری معاشرے میں کسی طور پر بھی مناسب نہیں سمجھے جاتے ۔ آپ یہ دیکھ کر حیران ہوں گے کہ جہاں اس کلاز کے تحت افسر معائنہ کو لائسنس جاری کرنے کے لئے بعض معیارات معین کئے گئے ہیں وہاں اسے یہ غیر محدود اختیار دیا گیا ہے کہ وہ کسی دیگر معقول وجہ کی بنا پر کسی بھی لائسنس کے جاری کرنے سے انکار کر سکتا ہے اور یہ ایسی وسیع ٹرم ہے ، ایسا وسیع اختیار ہے جس کی حدود کا کسی اعتبار سے بھی کوئی تعین نہیں کیا جا سکے گا اور ایک کورپٹ اور بدعنوان افسر چاہے تو کسی بھی وجہ سے کسی بھی شخص کو تمام اہلیت اور معیار برقرار رکھنے کے باوجود لائسنس نہ دینے کا اختیار رکھتا ہے ۔ جناب والا ! اس طرح سے اس کے اختیار کو حتمی قرار دے کر اس کی حدود کو اور زیادہ گھمبیر اور زیادہ آمرانہ بنا دیا گیا ہے ۔ لیکن مجھے خوشی ہے کہ جناب وزیر متعلقہ نے اس سلسلے میں ہماری اس ترمیم کو قبول کرنے کی رضامندی ظاہر کی ہے جس کے تحت ہم نے کہا ہے کہ ان کو اپیل کا حق ملنا چاہئے کیونکہ افسر معائنہ کوئی اتنا بڑا افسر نہیں ہو سکتا کہ جس کی حیثیت ہائی کورٹ سے بالا ہو ۔ ڈپٹی کمشنر کی اپیل ہے ، ریونیو بورڈ کے ممبر کی اپیل ہے لیکن یہاں ایک افسر معائنہ ہے جس کی اہلیت اور درجے کا بھی پتہ نہیں ، اس کے اختیار کو حتمی قرار دیا جا رہا تھا اور اس اعتبار سے

یہ کلاز نہایت غیر قانونی ، غیر اخلاق اور غیر جمہوری ہوتی ۔ ہمیں خوشی ہے کہ جناب وزیر متعلقہ نے اس کو قبول کیا ہے ۔ اسی طرح سے ہماری دوسری اہم ترمیم کو بھی قبول کیا جائے کیونکہ جب تک آپ کسی ایک افسر یا کسی ایک شخص کو discretion دے دیں گے تو آپ دیکھیں گے کہ ان کے زیادہ سے زیادہ غلط استعمال کرنے کا رجحان ہمارے ملک میں علم ہوتا چلا جائے گا ۔ اس لئے اہلیت اور معیار کے سلسلے میں اپنی پابندیوں کو برقرار رکھئے لیکن ان کی discretionary powers کو ختم کیجئے تا کہ کسی بھی افسر کو من مانی کرنے کا موقع نہ مل سکے اور لائسنسوں کے اجرا یا ان کی منسوخی کو سیاسی یا انتقامی رشوت کے طور پر استعمال نہ کیا جا سکے اور نہ انہیں امتیاز و اعزاز کا مستحق سمجھا جا سکے ۔

جناب والا ! آپ دیکھ رہے ہیں کہ ہمارے ملک اور بالخصوص اس صوبے میں تجارت اور صنعت میں اب جمود کا رجحان پایا جاتا ہے ۔ ہمارے یہاں صنعت کار اور سرمایہ دار اپنی سرمایہ کاری میں بہت ہی پس و پیش کر رہے ہیں ۔ بلکہ ایک طرح سے سرمایہ کاری منجمد ہو کر رہ گئی ہے ۔ ضرورت اس بات کی ہے کہ ہم زیادہ سے زیادہ سرمایہ کاری کرنے کے لئے لوگوں کو زیادہ سے زیادہ ترغیب دیں اور لوگوں کو زیادہ سے زیادہ سہولتیں فراہم کریں تا کہ وہ نہایت آزادی کے ساتھ رشوت اور بددیانتی کے خوف کے بغیر نئی نئی صنعتیں قائم کر سکیں اور نئی نئی تجارتوں میں سرمایہ لگا سکیں تا کہ ہمارے صوبے کی اجتماعی معیشت اور صنعت میں بھی گوناگوں ترقی ہو سکے اور ہم ایک مثالی صنعتی اور تجارتی نظام قائم کر سکیں ۔ مجھے یقین ہے کہ جناب وزیر متعلقہ اور یہ پورا ایوان ہماری ان معقول ترامیم کو قبول کر کے اس کلاز کو زیادہ سے زیادہ جمہوری اور زیادہ سے زیادہ آئینی بنانے میں ہماری مدد کریں گے ۔ شکریہ ۔

وزیر قانون : جناب سپیکر ! سب سے پیشتر مجھے اپوزیشن کے فاضل اراکین کی فراخ دلی کا شکریہ ادا کرنا ہے کہ انہوں نے اس بل کو پیش کرنے پر حکومت کے اقدام کی تعریف کی ہے اور خود اپوزیشن کے فاضل ممبران نے اس بات کو تسلیم کیا ہے کہ صوبے میں کوئی نہ کوئی ایسا قانون

ہونا چاہئے جو مویشیوں اور جانوروں کی خوراک کو صحیح اور ملاوٹ سے پاک رکھنے کے لئے جاری کیا جائے۔ چنانچہ اس قانون کی ضرورت کا احساس اپوزیشن کے فاضل ممبران کو بھی اس قدر ہے، جس قدر اس طرف بیٹھنے والے دوستوں کو ہے۔ جناب والا! اس طرف سے جس خدشے کا اظہار کیا گیا ہے وہ یہ ہے کہ متعلقہ حکام کو یہ کام سپرد کیا جائے گا تو corruption کا احتمال ہو گا۔ جناب والا! میں نے کل یہ بات سنی کہ یوریا زر کے متعلق یہ بھی کہا گیا کہ لوگ اس سے فائدہ اٹھانے کی کوشش کریں گے۔ میں اپنے فاضل اراکین کو یہ بتانا چاہتا ہوں کہ یوریا زر کی لعنت ہماری حکومت نے ورثے میں حاصل کی ہے۔ جب پاکستان میں غیر جمہوری حکومتیں قائم ہوئیں تو لوگوں نے دولت کے پیچھے بھاگنا شروع کر دیا اور پھر جائز و ناجائز طریقے سے دولت جمع کرنے کی کوشش کی؟ جناب والا! آپ اچھی طرح جانتے ہیں کہ جو پچھلا دور پاکستان میں گزرا ہے، کون اس سے واقف نہیں کہ لوگ راتوں رات امیر بننا چاہتے تھے۔ لوگوں نے یہاں تک ظلم کیے کہ انسانوں کی خوراک میں ملاوٹ کرکے جائیدادیں اور دولت حاصل کرنے کی کوشش کی۔ لیکن میں اپنے فاضل دوستوں کو یقین دلانا چاہتا ہوں کہ موجودہ حکومت، موجودہ عوامی حکومت ان لعنتوں اور ان برائیوں کے خلاف جہاد کرنے کے لئے برسراقتدار آئی ہے۔ ہم نے خود اس بات کو اجاگر کیا ہے اور لوگوں کے سامنے پیش کیا ہے۔ جو لوگ صرف دولت جمع کرنے کے لئے اس ملک کی جڑوں کو کاٹ رہے ہیں، وہ یہ نہیں سوچتے کہ وہ قوم کی صحت کو تباہ کر رہے ہیں۔ انہیں جہاں سے بھی دولت ملے، وہاں سے حاصل کرنے کی کوشش کر رہے تھے۔ چاہے اس کا تعلق انسانوں کے ساتھ ہو، مویشیوں کے ساتھ ہو، اناج کے ساتھ ہو یا کسی بھی شعبے کے ساتھ ہو، انہیں اس کی پروا نہیں۔

(اس مرحلہ پر مسٹر سپیکر کرسی صدارت پر متمکن ہوئے)۔

وہ کسی نہ کسی صورت میں دولت جمع کرنے کے پیچھے لگے ہوئے ہیں۔ ہم نے ان لعنتوں اور برائیوں کے خلاف جہاد کیا ہے اور اس جہاد کی صورت میں آج یہ عوامی حکومت پاکستان اور پنجاب میں برسر اقتدار ہے۔ جیسا کہ

میرے بھائی سید تابش الوری صاحب نے کل کہا تھا انسانوں اور جانوروں کا ساتھ لازم و ملازوم ہے - ہم اپنی خوراک کا بیشتر حصہ مویشیوں کے دودھ اور گوشت سے حاصل کرتے ہیں - اس لئے انسانوں کے لئے بھی صحت مند مویشیوں کا ہونا نہایت ضروری ہے - میں ان کے اس جذبے کی قدر کرتا ہوں - انہوں نے حکومت کے اس اقدام کی تعریف کی ہے -

جناب والا ! اس بات کا جہاں تک تعلق ہے کہ یہ قانون نافذ کرنے کے بعد اس پر صحیح عمل درآمد نہیں ہوگا یہ مایوسی کا عالم ہے - یہ میرے دوست اس دور سے جو پاکستان کی سیاہ تاریخ کا دور ہے اس سے مایوس ہیں - میں انہیں یقین دلاتا ہوں کہ اب چونکہ ملک میں جمہوری اور عوامی حکومت قائم ہے لوگوں کا شعور قائد عوام جناب ذوالفقار علی بھٹو کی کوششوں سے بلند ہو چکا ہے اور انشاءاللہ ہم ان تمام برائیوں پر - ان تمام لعنتوں پر جو اس معاشرے میں جڑ پکڑ چکی ہیں ان کو ایک ایک کر کے اکھاڑ پھینکیں گے اور ان پر قابو پا لیں گے ہمیں مایوس نہیں ہونا چاہئے کہ اس قانون پر صحیح صورت میں عمل درآمد نہیں ہو گا - میں اپنے فاضل دوستوں کو یقین دلاتا ہوں کہ اس قانون پر اس کی روح کے مطابق یقیناً عمل کیا جائے گا اور کوشش کی جائے گی کہ اس پر پوری طرح عمل ہو - جہاں تک اس بات کا اعتراض کیا گیا ہے کہ انسپیکشن افسر کو لائسنس جاری کرنے یا نہ کرنے کے وسیع اختیارات دے دئے گئے ہیں جناب والا ! میں آپ کے توسط میں یہ بات لانا چاہتا ہوں کہ جہاں اسے یہ انکار کرنے کے اختیارات دئے گئے ہیں - وہاں اس کے ساتھ تین شرائط بھی عاید کر دی گئی ہیں ایک یہ کہ اگر وہ مستحق نہ ہو وہ qualify نہ کرتا ہو یا sufficient reason ہونی چاہیں یہ الفاظ جو ہیں یہ اس بات کی دلالت کرتے ہیں کہ اگر کوئی انسپیکشن افسر کسی شخص کو لائسنس دینے سے بلا جواز اور بلا وجہ انکار کرتا ہے تو دوسرے آدمی کو اس بات کا حق پہنچتا ہے کہ وہ اسے عدالت میں چیلنج کر سکے کہ اس نے غیر معقول وجہ کی بنا پر مجھے انکار کیا ہے - جناب والا ! میں جیسا کہ پہلے بھی عرض کر چکا ہوں کہ ہم نے ہمیشہ یہ کوشش کی ہے کہ اس صوبے میں جمہوری اور صحیح قوانین جو ہیں وہ نافذ

کئے جائیں اور اس اسمبلی کی طرف سے وہ قوانین نافذ ہونے چاہئیں جو عوام چاہتے ہیں ۔ جو عوام کی منشاء کے مطابق ہوں ۔ جو قواعد کے مطابق اور صحیح ہوں ۔ میں نے اپنے فاضل دوستوں کی تقاریر سننے کے بعد اس بات کا فیصلہ کیا ہے کہ ان کی ترمیم نمبر 3 جو ہے جس میں ان لوگوں کو جنہیں السپیکشن افسر لائسنس دینے سے یا جاری کرنے سے انکار کر دے اپیل کا حق دیا جائے میں نے اس بات کو معقول تسلیم کیا اور درست جانا اور میں نے انہیں خود کہا کہ ہم آپ کی اس ترمیم کو فراخ دلی سے قبول کریں گے اور میں ان کو یقین دلاتا ہوں کہ ان کی یہ ترمیم فراخ دلی کے ساتھ قبول کی جائے گی اور ہم یہ چاہتے ہیں کہ اس قانون میں ایسا کوئی نقص نہ ہو ۔ جس میں کوئی آدمی یہ کہہ سکے کہ یہ غیر جمہوری قانون ہے ہم اس ملک میں صحیح جمہوریت اور عوامی قوانین لانا چاہتے ہیں ۔ پھر میرے فاضل دوست حاجی محمد سیف اللہ خان نے یہ اعتراض بھی کیا تھا کہ یہ تمام شرائط خود مقرر کریں گے یہ فلاں چیزیں خود کریں گے جناب والا ! کوئی چیز ہم اپنی ذات سے نہیں کرتے کوئی چیز قانون کا منسٹر نہیں کرتا ۔ کوئی چیز چیف منسٹر صاحب نہیں کرتے ۔ ہم وہ کام کرتے ہیں جو اس صوبے کے عوام کی خواہش ہوتی ہے کیونکہ انہوں نے جمہوری حق استعمال کرتے ہوئے اپنے ووٹ کو استعمال کرتے ہوئے یہ حق دیا ہے کہ ہم ان کی خواہشات کی تکمیل اس اسمبلی میں قوانین کے ذریعے کریں ۔ اس لئے میں اپنے فاضل دوست کو یقین دلاتا ہوں کہ ہماری ذاتی خواہش کے مطابق کوئی قانون یا کوئی احکام جاری نہیں ہوں گے البتہ جو کچھ ہم کرتے ہیں وہ ہمارے صوبے کے عوام کی خواہش اور will ہے اور اس پر عمل کرنا ہمارا اولین فرض ہے ۔

حاجی محمد سیف اللہ خان : آمین ۔

Mr. Speaker : The question is :

> That Clause 3 of the Bill, as recommended by the Standing Committee on Agriculture, Planning and Development, be deleted.

(*The motion was lost*)

Minister for Education : Sir, there is an oral amendment to amendment.

> No. 3 of the 1st Supplement i.e. for the words "the Authority" and "the manner" the words "such authority" and "such manner" be substituted.

Mr. Speaker : Who is moving it ? Yes, I allow it.

Rana K.A. Mahmood Khan : Sir, I move the amendment to amendment :—

> (6) The applicant or as the case may be, the licencee may appeal against the order made under sub-section (3) or sub-section (4) to such authority and in such manner as may be prescribed.

Haji Muhammad Saifullah Khan : I accept it.

Mr. Speaker : The amendment to amendment moved and the question is :—

> (6) The applicant or as the case may be, the licencee may appeal against the order made under sub-section (3) or sub-section (4) to such authority and in such manner as may be prescribed.

(*The motion was carried*)

Mr. Speaker : The question is :

> That in sub-section (3) of Clause 3 of the Bill, as recommended by the Standing Committee on Agriculture, Planning and Development, the comma and the words ", or for any other

sufficient reason" occrring in lines 5-5, be deleted.

(*The motion was lost*)

Mr. Speaker : Now, I take up amendment No. 3, as amended, the question is :

That for sub-clause (6) of Clause 3 of the Bill, as recommended by the Standing Committee on Agriculture, Planning and Development, the following be substituted, namely :—

(6) The applicant or as the case may be, the licencee may appeal against the order made under sub-section (3) or sub-section (4) to such authority and in such manner as may be prescribed.

(*The motion was carried unanimously*)

مسٹر سپیکر : اب سوال یہ ہے :

کہ کلاز 3 ترمیم شدہ صورت میں بل کا حصہ بنے ۔

(تحریک منظور کی گئی)

(کلاز 4)

مسٹر سپیکر : اب بل کی کلاز 4 زیر غور ہے ۔

Haji Muhammad Saifullah Khan : I oppose it Sir.

Mr. Speaker : Haji Muhammad Saifullah Khan and Syed Tabish Alwari to move amendment No. 4 of the 1st Supplement. The other two Members, Raja Jamil Ullah Khan and Sardar Amjad Hamid Khan Dasti are not present,

Hlji Muhammad Saifullah Khan : Sir, I move the amendment :—

> That Clause 4 of the Bill, as recommended by the Standing Committee on Agriculture, Planning and Development, be deleted.

Mr. Speaker : The amendment moved is :

> That Clause 4 of the Bill, as recommended by the Standing Committee on Agriculture, Planning and Development, be deleted.

Minister for Law : Opposed.

Mr. Speaker : Next amendment by Haji Muhammad Saifullah Khan and Syed Tabish Alwari. The other two are not present.

Syed Tabish Alwari : Sir, I move the amendment :

> That in sub-clause (1) of Clause 4 of the Bill, as recommended by the Standing Committee on Agriculture, Planning and Development, for the word "sell" occurring in line 1, the word "manufacture" be substituted.

Mr. Speaker : The amendment moved is :

> That in sub-clause (1) of Clause 4 of the Bill, as recommended by the Standing Committee on Agriculture, Planning and Development, for the word "sell" occurring in line 1, the word "manufacture" be substituted.

وزیر قانون : جناب والا ! مجھے توقع ہے کہ میرے فاضل رکن اسی

جذبے کو برقرار رکھتے ہوئے اس ترمیم کو بھی واپس لے لیں گے کہ ملاوٹ شدہ بنانے کی اجازت نہ ہو ، لیکن بیچنے کی اجازت ہو۔ یہ کیسے ہو سکتا ہے۔

مسٹر سپیکر : اگر بیچنے کی اجازت ہو جائے تو آپ بنانے کو کیسے روک سکیں گے اصل میں یہ ان کا آرگومنٹ ہے۔

حاجی محمد سیف اللہ خان : اس لئے کہ اس سے یہ بھی ہو سکتا ہے کہ بنانے کی تو اجازت ہے بیچنے کی اجازت نہیں ہے۔

مسٹر سپیکر : ہاں۔ اسی لئے میں نے بھی کہا ہے کہ آپ نے substitute کیا ہے یا add کیا ہے۔

حاجی محمد سیف اللہ خان : substitute سر کہ جب بھی کوئی ایسی چیز بکے گی جس کو بنانے کی اجازت ہی نہ ہو تو جرم خود بخود سر زد ہو جائے گا۔

وزیر قانون : پھر بیچنے والے اور بنانے والے دونوں الفاظ استعمال ہو جائیں۔

مسٹر سپیکر : مینوفیکچر سے پہلے یہ بھی کر لیں۔

حاجی محمد سیف اللہ خان : جی ہاں دونوں اکٹھے ہو سکتے ہیں۔

Manufactures and sells.

ویسے تو ہم چاہتے ہیں کہ وجود میں ہی نہ آئے۔

مسٹر سپیکر : اب یہ کیسے پتہ لگ سکتا ہے کہ وجود میں ہی نہ آئے۔ اب اس بات کا پتہ نہیں لگ سکتا کہ کون مینوفیکچر کرتا ہے۔ یا تو پھر اس کے آگے یہ بھی لکھ دیں کہ اگر وہ ٹریس نہیں کراتا ہے کہ مینوفیکچر کس نے کیا ہے تو پھر وہ اس کا ذمہ دار ہوگا۔

حاجی محمد سیف اللہ خان : جناب والا ! مینوفیکچرز اینڈ سیلز آ جائے گا۔

وزیر قانون : ٹھیک ہے دونوں آ جائیں۔

مسٹر سپیکر : یہ دونوں منظور ہیں ۔

حاجی محمد سیف اللہ خان : جی سر ۔

مسٹر سپیکر : پھر تو یہ دونوں ترامیم واپس لینا پڑیں گی ۔

حاجی محمد سیف اللہ خان : میں اس میں ترمیم در ترمیم دینا چاہتا ہوں ۔

مسٹر سپیکر : آپ کے مطابق

No person shall manufacture or sell.

ہو جائے گا ۔

وزیر قانون : جہاں تک manufacture کا تعلق ہے یہ ایوان پاس کر چکا ہے manufacture نہیں ہو سکتا اب sell باقی ہے ۔

مسٹر سپیکر : یہ چلے ہو گیا ہے ۔

وزیر قانون : جی جناب والا ۔

حاجی محمد سیف اللہ خان : جناب والا ! وہ تو لائسنس کا ہے ۔

وزیر قانون : جناب والا ! یہ 3(i) ہے ۔

حاجی محمد سیف اللہ خان : جناب والا ! وہ اور چیز ہے یہ تو لائسنس کی grant کا ہے پہلے آپ فارمولہ دیں گے جس کے تحت وہ بنائیں گے ۔

مسٹر سپیکر : یہ سیل کا لائسنس آپ کہہ رہے ہیں ۔

The licence will be for sale

یا

The registration will be for sale and the licence will be for manufacture.

4 میں ہے رجسٹریشن ۔

وزیر قانون : جناب والا ! وہ یہ چاہتے ہیں کہ بیچنے والے کے لئے لائسنس کی ضرورت نہیں ہے ۔ انہیں صرف رجسٹریشن کافی ہے تاکہ لوگوں کو تکلیف نہ ہو جیسا کہ میرے فاضل دوستوں نے کہا ہے کہ بابندی لگانے سے

سرمایہ کاری نہیں بڑھتی لوگوں کو تکلیف ہوتی ہے یہ ان ہی کے خیالات کو مد نظر رکھتے ہوئے فیصلہ کیا گیا ہے -

حاجی محمد سیف اللہ خان : جناب والا ! میں تھوڑی سی وضاحت کر دوں تاکہ وقت بھی بچ سکے اصل چیز یہ ہے کہ (3) میں یہ پابندی لگائی گئی ہے کہ کوئی شخص بغیر لائسنس کے - - - -

مسٹر سپیکر : آپ کی چائے کے وقفے کے متعلق کیا رائے ہے -

وزیر قانون : جناب والا ! میرا تو خیال ہے کہ اس کو ابھی جاری رکھیں - وہ بعد میں کر لیں گے -

مسٹر سپیکر : میں چاہتا تھا کہ آپ آ جاتے اور ان کلاززز کو ڈسکس کر لیتے تو اس لئے میں وقفہ کرنا چاہتا تھا -

وزیر قانون : جناب والا ! جیسے آپ کی مرضی -

Mr. Speaker : Let there be a break for half an hour and we shall reassemble at 12.05 p.m.

(After tea-break Mr. Speaker took the Chair)

Mr. Speaker : Clause 4 is being deferred. Ch. Mohammad Yaqoob Awan is also here. I think that he may also be consulted over this matter.

Chaudhary Mohammad Yaqoob Awan : Sir, what is the matter ?

(Clause 5)

Mr. Speaker : You will come to know. Now we go on to Clause 5. There is no amendment to this Clause.

The question before the House is :

That Clause 5 form part of the Bill.

(The motion was carried)

(Clause 6)

Mr. Speaker : Now Clause 6 is under consideration. Amendment No. 6 cannot be moved.

Haji Muhammad Saifullah Khan : Yes Sir.

Mr. Speaker : Next amendment.

Haji Muhammad Saifullah Khan : Sir, I move the amendment :

> That is sub-clause (2) of Clause 6 of the Bill, as recommended by the Standing Committee on Agriculture, Planning and Development, between the words "who" and "sells" occurring in lines 1-2, the words "manufactures or" be inserted.

Mr. Speaker : The amendment moved is :

> That in sub-clause (2) of Clause 6 of the Bill, as recommended by the Standing Committee on Agriculture, Planning and Development, between the words "who" and "sells" occurring in lines 1-2, the words "manufactures or" be inserted.

This is also moved by Syed Tabish Alwari.

Minister for Law : Sir, this amendment is reasonable, so this is accepted.

Mr. Speaker : Amendment No. 8 by Haji Muhammad Saifullah Khan and Syed Tabish Alwari,

Haji Muhammad Saifullah Khan : Sir, I move the amendment :—

That in sub-clause (2) of Clause 6 of the

Bill, as recommended by the Standing Committee on Agriculture, Planning and Development, the words "on or before delivery" occurring in line 3, be deleted.

Mr. Speaker : The amendment moved is :

That in sub-clause (2) of Clause 6 of the Bill, as recommended by the Standing Committee on Agriculture, Planning and Development, the words "on or before delivery" occurring in line 3, be deleted.

Minister for Law : Opposed.

Haji Muhammad Saifullah Khan : Sir, as our first amendment has been accepted, therefore, I don't press it.

Mr. Speaker : Not pressed.

The question before the House is :

That in sub-clause (2) of Clause 6 of the Bill, as reccmmended by the Standing Committee on Agriculture, Planning and Development, between the words "who" and "sells" occurring in lines 1-2, the words "manufactures or" be inserted.

(*The motion was carried unanimously*)

Mr. Speaker : The question is :

That Clause 6, as amended form part of the the Bill.

(*The motion was carried unanimously*)

(Clause 7)

Mr. Speaker : I think this amendment No. 9 to Clause 7 cannot be moved.

Haji Muhammad Saifullah Khan : Yes Sir. It cannot be moved.

Mr. Speaker : The question is :

That Clause 7 form part of the Bill.

(The motion was carried unanimously)

(Clause 8)

Mr. Speaker : Clause 8 is under consideration. Amendment No. 10 to Clause 8 has become infructuous.

The question is :

That Clause 8 form part of the Bill.

(The motion was carried unanimously)

(Clause 9)

Mr. Speaker : Clause 9 is under consideration. Amendment to this clause also suffers from the same defect.

The question is :

That Clause 9 form part of the Bill.

(The motion was carried unanimously)

(Clause 10)

Mr. Speaker : Clause 10. Amendment No. 12 cannot be moved. Please move next No. 13.

Haji Muhammad Saifullah Khan : Sir, I move the amendment :—

That in sub-clause (2) of Clause 10 of the

Bill, as recommended by the Standing Committee on Agriculture, Planning and Development, the words "and Chemist" occurring in line 1, be deleted.

Mr. Speaker : The amendment moved is :

That in sub-clause (2) of Clause 10 of the Bill, as recommended by the Standing Committee on Agriculture, Planning and Development, the words "and Chemist" occurring in line 1, be delated.

وزیر قانون : جناب والا ! یہ ترمیم الصاف کے تقاضوں کو پورا کرنے کے لئے مناسب ہی نہیں بلکہ نہایت ضروری ہے ۔ اس لئے ہم اسے منظور کرتے ہیں ۔

Mr. Speaker : The question is :

That in sub-clause (2) of Clause 10 of the Bill, as recommended by the Standing Committee on Agriculture, Planning and Development, the words "and Chemist" occurring in line 1, be deleted.

(*The motion was carried ununimously*)

Mr. Speaker : The question before House is :

That Clause 10, as amended form part of the Bill.

(*The motion was carried unanimously*)

Mr. Speaker : Now, should the House be adjourned ?

Minister for Law : Yes Sir.

Mr. Speaker : The House is adjourned till 9.00 a.m. tomorrow.

(اسمبلی کا اجلاس 24 اکتوبر 1974ء بروز جمعرات نو بجے صبح تک کے لئے ملتوی ہوگیا ۔)

صوبائی اسمبلی پنجاب

پہلی صوبائی اسمبلی پنجاب کا بارھواں اجلاس

جمعرات 24 اکتوبر 1974ء

(پنج شنبہ 7 شوال المکرم 1394ھ)

اسمبلی کا اجلاس اسمبلی چیمبر لاہور میں 9 بجے صبح منعقد ہوا ۔ مسٹر سپیکر رفیق احمد شیخ کرسی صدارت پر متمکن ہوئے ۔

تلاوت قران پاک اور اس کا اردو ترجمہ قاری اسمبلی نے پیش کیا ۔

بسم اللہ الرحمٰن الرحیم ۔

وَلَوْلَا فَضْلُ اللّٰهِ عَلَيْكَ وَرَحْمَتُهٗ لَهَمَّتْ طَّآئِفَةٌ مِّنْهُمْ اَنْ يُّضِلُّوْكَ وَمَا يُضِلُّوْنَ اِلَّآ اَنْفُسَهُمْ وَمَا يَضُرُّوْنَكَ مِنْ شَيْءٍ ۭ وَاَنْزَلَ اللّٰهُ عَلَيْكَ الْكِتٰبَ وَالْحِكْمَةَ وَعَلَّمَكَ مَا لَمْ تَكُنْ تَعْلَمُ ۭ وَكَانَ فَضْلُ اللّٰهِ عَلَيْكَ عَظِيْمًا ۝ لَا خَيْرَ فِيْ كَثِيْرٍ مِّنْ نَّجْوٰىهُمْ اِلَّا مَنْ اَمَرَ بِصَدَقَةٍ اَوْ مَعْرُوْفٍ اَوْ اِصْلَاحٍ بَيْنَ النَّاسِ ۭ وَمَنْ يَّفْعَلْ ذٰلِكَ ابْتِغَاۗءَ مَرْضَاتِ اللّٰهِ فَسَوْفَ نُؤْتِيْهِ اَجْرًا عَظِيْمًا ۝

پ ۵ س ۴ رکوع ۱۴ آیت ۱۱۳ ، ۱۱۴

اگر تم پر اللہ کا فضل اور مہربانی نہ ہوتی تو ان لوگوں میں سے ایک جماعت نے تم کو بہکانے کا تصد کر لیا تھا اور یہ اپنے سوا کسی کو بہکا نہیں سکتے اور نہ تمہارا کچھ بگاڑ سکتے ہیں اور کیوں کہ اللہ نے تم پر کتاب اور دانائی نازل فرمائی ہے اور تمہیں وہ باتیں سکھائی ہیں جو تم نہیں جانتے تھے اور تم پر تو اللہ کا بڑا فضل ہے ۔

ان لوگوں کے بہت سے مشورے اچھے نہیں ہوتے ہاں اس شخص کا مشورہ اچھا ہو سکتا ہے جو خیرات یا نیک بات یا لوگوں کے درمیان صلح کرنے کو کہے اور جو ایسے کام اللہ کی خوشنودی حاصل کرنے کے لئے کرے گا تو ہم اس کو زبردست اجر عطا کریں گے ۔

وما علینا الا البلاغ

نشان زدہ سوالات اور ان کے جوابات

مسٹر سپیکر : وقفہ سوالات شروع ہوتا ہے ۔ ملک محمد اکرم اعوان ۔

حکومت سندھ کی جانب سے پنجابی فارسٹر کو تنخواہ کی ادائیگی

*3617 ۔ ملک محمد اکرم اعوان : کیا وزیر زراعت از راہ کرم بیان فرمائینگے کہ ۔

(الف) کیا یہ حقیقت ہے کہ ون یونٹ کے خاتمہ پر دسمبر 1970ء میں صوبہ سندھ کی حکومت نے 26 پنجابی فارسٹرز کو ملازمت سے فارغ کر دیا جن کو گورنر پنجاب کے حکم کے مطابق محکمہ جنگلات پنجاب میں ملازمت دے دی گئی ۔

(ب) کیا یہ بھی حقیقت ہے کہ سندھ سے فارغ ہونے اور پنجاب میں درمیانی عرصہ یعنی ایک سال و چار ماہ کی تنخواہ وغیرہ ان ملازمان کو تاحال نہیں ملی ۔

(ج) اگر جزو (ب) کا جواب اثبات میں ہے تو حکومت پنجاب ان ملازمان کو تنخواہ دینے کے لئے کیا اقدام کرنے کا ارادہ رکھتی ہے ؟

وزیر زراعت : (بریگیڈیر چوہدری صاحب داد خان) : (الف) جی ہاں ۔

(ب) اس بارے میں سندھ کی حکومت سے رابطہ قائم کیا گیا تھا اور متعدد بار یاد دہانی کے بعد سندھ کی حکومت نے اب اطلاع دی ہے کہ 24 جولائی 1971ء کی کونسل آف گورنرز کی میٹنگ میں یہ فیصلہ ہوا تھا کہ سندھ کی حکومت انسانی ہمدردی کی بنیاد پر تمام 26 ملازمین کو واپس لے لے بشرطیکہ یہ ملازمین سندھ

کا ڈومی سائل سرٹیفیکیٹ پیش کریں اور سندھ کے علاوہ کسی اور جگہ کے ڈومی سائل سرٹیفیکیٹ سے دستبردار ہو جائیں۔ کونسل نے اس کام کو جلد از جلد سر انجام دینے کی تلقین کی تھی اور سندھ کے چیف سیکرٹری اس پر رضامند بھی ہوگئے تھے۔ کونسل آف گورنرز کے اس فیصلے کو مد نظر رکھتے ہوئے گورنر سندھ نے فارسٹروں کی 26 اسامیوں کی منظوری بھی دے دی تھی اور فارسٹروں کی اسامیوں کے لئے بھرتی اس وقت تک بند کر دی گئی تھی جب تک کہ یہ تمام ملازمین مستقل طور پر دوبارہ سندھ میں رکھ لئے جاتے۔ چنانچہ سندھ کی حکومت نے ان تمام ملازمین کو دوبارہ سروس میں رکھ لئے جانے کی اطلاع مناسب طریقے سے دی اور ملازمت میں دوبارہ رکھ لئے جانے کی اطلاع مندرجہ ذیل شرائط کے ساتھ تھی۔

1۔ ان ملازمین کی پچھلی ملازمت بھی شمار کی جائے گی اور ملازمت کے درمیانی عرصے کو پنشن وغیرہ کے سلسلے میں شامل کر دیا جائے گا۔

2۔ ان ملازمین کو وہی تنخواہ دی جائے گی جو وہ برطرفی سے پہلے لے رہے تھے۔

اب چونکہ سندھ کی حکومت کی اطلاع کے مطابق ان میں سے کسی بھی فارسٹر نے ان احکامات کی تعمیل نہیں کی اس لئے سندھ سے برطرفی اور پنجاب میں ملازمت کے درمیانی عرصے کی تنخواہ ان ملازمین کو دینے کا سوال ہی پیدا نہیں ہوتا چونکہ اس دوران میں انہوں نے کوئی ڈیوٹی سر انجام نہیں دی تھی۔

(ج) حکومت پنجاب ان ملازمین کو اس دن سے تنخواہیں اور دیگر واجبات ادا کر رہی ہے جس دن سے انہیں پنجاب میں ملازمت دے دی گئی ہے۔

یہاں یہ امر قابل ذکر ہے کہ سندھ کے برطرف شدہ فارسٹرز نے حکومت

پنجاب سے یہ درخواست کی تھی کہ انہیں وہی تنخواہیں دی جائیں جو وہ سندھ میں برطرفی کے وقت لے رہے تھے۔ ان ملازمین کا یہ مسئلہ سروسز اینڈ جنرل ایڈمنسٹریشن ڈیپارٹمنٹ کے سپرد کیا گیا جہاں سے یہ ہدایت کی گئی ہے کہ یہ ملازمین اس وقت تک وہ تنخواہیں نہیں لے سکتے جو وہ سندھ میں لے رہے تھے تاوقتیکہ سندھ کی حکومت انہیں ملازمت میں بحال نہیں کر دیتی اور یہ وہ باضابطہ طور پر پنجاب میں واپس نہیں آ جاتے۔ تمام قارسٹروں کو پنجاب حکومت نے نوکری دے دی ہے۔

ملک محمد اکرم اعوان : کیا وزیر موصوف از راہ کرم بیان فرمائینگے کہ ان ملازموں کو جو سندھ سے آئے ہیں نئے سرے سے ملازم رکھا گیا ہے یا ان کی سندھ حکومت کی مدت ملازمت کو بھی شمار کیا گیا ہے ؟

وزیر زراعت و جنگلات : ابھی تک ان ملازمین کو نئے سرے سے ملازم رکھا گیا ہے۔ ان کی پرانی نوکری کے متعلق ایس ایڈ جی اے ڈی کو کیس بھیج دیا گیا ہے۔

راجہ محمد الفضل خان : کیا وزیر موصوف از راہ کرم بیان فرمائینگے کہ ان ملازمین کے علاوہ موجودہ حکومت کے دور میں سندھ حکومت نے ایسے اور لوگوں کو سندھ سے واپس بھیج دیا ہے ؟

مسٹر سپیکر : وہ اپنے محکمہ کی بات کر رہے ہیں اور وہ بھی کر سکتے ہیں۔

راجہ محمد الفضل خان : میں بھی انہی کے محکمہ کی بات کر رہا ہوں۔

وزیر زراعت : مجھے ایسی کوئی اطلاع نہیں۔

Mr. Abdul Hafiz Kardar : Does the Government of Punjab applies the same domicile rules as are applied by the other Govt. relating to Agricultural Department.

Minister for Agricultural : The recruitment in Punjab is of course subject to similar domicile certificate as is appli-

cable to any other province.

(اس مرحلہ پر حافظ علی اسد اللہ کرسی صدارت پر متمکن ہوئے)

پنجاب میں کپاس کی پیداوار

*4405 ۔ میاں منظور احمد موہل : کیا وزیر زراعت از راہ کرم بیان فرمائینگے کہ ۔

(الف) پہلے دو سالوں کے دوران صوبہ پنجاب میں کل کتنے ایکڑ رقبہ پر کپاس کی فصل کاشت ہوئی نیز کون سی اقسام کی کپاس کاشت کی گئی ۔

(ب) مذکورہ عرصہ کے دوران کپاس کی کل پیداوار کی کتنی گانٹھیں تھیں نیز اس سال کتنے ایکڑ اراضی پر کپاس کی فصل کاشت کی گئی ہے ؟

وزیر زراعت (پریکٹیکل چوہدری صاحب داد خان) : (الف) 1971-72ء اور 1972-73ء میں صوبہ بھر میں امریکن اور دیسی کپاس مندرجہ ذیل رقبہ پر کاشت کی گئی ۔

قسم کپاس	رقبہ (ایکڑوں میں)	
	1971-72ء	1972-73ء
امریکن	34,26,000	36,09,000
دیسی	2,71,000	2,92,000
میزان	36,97,000	39,01,000

پر دو سالوں میں کاٹن کنٹرول آرڈیننس مجریہ 1966ء کے تحت کی گئی زوننگ کے لحاظ سے کپاس کی اقسام اے ۔ سی 134، 149 ایف ، 124 ایف ، ایم ایس 39، ایل ۔ ایس ایس، ایم ایس 40، ڈیلٹا پائین ، بی ایس ۔ 1 اور دیسی کاشت کی گئیں ۔

(ب) 1971-72ء اور 1972-73ء میں امریکن اور دیسی کپاس کی کل پیداوار مندرجہ ذیل رہی -

قسم کپاس	پیداوار (گانٹھوں میں)	
	1971-72ء	1972-73ء
امریکن	28,51,900	27,12,400
دیسی	1,24,100	1,13,600
میزان	29,76,000	28,26,000

1973-74ء میں صوبہ بھر میں امریکن اور دیسی کپاس علی الترتیب 37,87,300 اور 2,50,700 ایکڑ رقبہ پر کاشت کی گئی تھی لیکن دریاؤں کی طغیانی اور بارش کی کثرت کی وجہ سے 655,000 ایکڑ رقبہ تباہ ہو گیا اس لئے توقع ہے کہ موجودہ سال میں 31,56,700 ایکڑ امریکن اور 2,26,300 ایکڑ دیسی کپاس کا رقبہ ہوگا -

حاجی محمد سیف اللہ خان : جناب والا ! جواب میں بتایا گیا ہے کہ اس سال امریکن کپاس کی کاشت کے رقبہ میں 6 لاکھ ایکڑ کے قریب اور دیسی کپاس کی کاشت کے رقبہ میں 3 لاکھ ایکڑ کے قریب کمی واقع ہوئی ہے - اس کی کیا وجوہات ہیں -

وزیر زراعت : پچھلے دو سالوں کے دوران صوبہ پنجاب میں کل جتنے رقبہ پر کپاس کاشت ہوئی تھی وہ میں نے بتا دی ہے - اب سوال یہ ہے کہ اس سال امریکن اور دیسی کپاس کی کاشت کا رقبہ 37 لاکھ ایکڑ اور - - - -

حاجی محمد سیف اللہ خان : اس سال نہیں پچھلے سال - - - -

وزیر زراعت : اس سال - - - -

حاجی محمد سیف اللہ خان : جناب والا ! پچھلے سال امریکن کپاس 37 لاکھ 87 ہزار 300 ایکڑ رقبہ پر کاشت کی گئی تھی - یہ 74—73 کی بات ہے اور موجودہ سال یہ کپاس 31 لاکھ 65 ہزار 700 ایکڑ رقبہ پر کاشت کی جائے گی یعنی 6 لاکھ ایکڑ پچھلے سال کی نسبت کم رقبہ پر اس کی وجوہات کیا ہے ؟

وزیر زراعت : اس کی ایک وجہ تو یہ ہے کہ جس وقت کپاس کی کاشت ہو رہی تھی - پانی کی کمی تھی - اس کے بعد رقبہ کا جو تخمینہ پہلے معلوم ہوا وہ تقریباً 37 لاکھ ایکڑ تھا لیکن دوسری رپورٹ پر پتہ چلا کہ چونکہ کچھ پانی کی وجہ سے اور کچھ لیٹ بجائی کی وجہ سے بعض حصوں میں دو لاکھ ایکڑ رقبہ پر کاشت اچھی نہیں ہو سکی - اس لئے کاشت کاروں نے دوبارہ اس پر ہل چلا دیا تو پھر اس کا رقبہ 35 لاکھ ایکڑ رہ گیا - اس کی وجہ بجائی کے وقت پانی کی لگاتار کمی تھی -

حاجی محمد سیف اللہ خان : کیا یہ درست ہے کہ پانی کے متبادل انتظامات کرنے میں حکومت ناکام رہی ہے اور یہی وجہ ہے کہ پیداوار اتنی کم ہوئی -

مسٹر چیئرمین : یہ ضمنی سوال نہیں - بہر حال اگر وزیر موصوف چاہیں تو اس کا جواب دے سکتے ہیں -

حاجی محمد سیف اللہ خان : جناب والا ! میرا سوال متعلقہ ہے کہ اتنے بڑے رقبہ پر کپاس کی کم کاشت ہوئی ہے اور اس فصل پر ہماری بیرونی تجارت اور زر مبادلہ کا دار و مدار ہے -

مسٹر چیئرمین : دراصل یہ سوال محکمہ آبپاشی سے متعلق ہے -

وزیر زراعت : چونکہ یہ حکومت کا مسئلہ ہے - اس لئے میں جواب دیتا ہوں - حقیقت یہ ہے کہ یہ بات کسی طرح سے بھی درست نہیں کہ متبادل انتظامات نہ کرنے کی وجہ سے پانی میں کمی ہوئی - حقیقت یہ ہے کہ بارشوں کے نہ ہونے سے پانی میں کمی ہوئی - دوسرے منگلا ڈیم میں پانی کی کمی کی وجہ سے نہروں میں پانی اس قدر کم آیا کہ پچھلے 50 سالوں کی اوسط سے بھی کم تھا - اس کمی کو پورا کرنے کے لئے حکومت نے تمام وہ ذرائع اختیار کئے - جن سے پانی زمین کے نیچے سے اوپر آ سکتا ہے - حکومت نے ٹیوب ویلوں اور ڈیزل کے سلسلے میں subsidy بڑھائی اور جہاں سے بھی میٹھا پانی نکلا - وہاں ٹیوب ویل لگائے - اس کے علاوہ پانی کی صحیح تقسیم کے لئے نہروں کی وارہ بندی کی - اگر کہیں غلطی ہوئی تو وہ اس لئے ہوئی کہ ہو سکتا ہے

کہ کہیں پانی کے استعمال میں یا پانی کی تقسیم میں لغزش ہو گئی ہو لیکن پانی کی کمی نہیں ہے اور اسے پورا کرنے کے لئے تمام وہ متبادل طریقے اختیار کئے گئے ہیں جو حکومت کر سکتی ہے ۔

چوہدری امان اللہ لک : جناب والا ! کیا وزیر موصوف اس امر سے اتفاق کرتے ہیں کہ گزشتہ سال حکومت کی غلط اقتصادی پالیسی کی وجہ سے کپاس کی فصل کاشتکار کے لئے بے حد نقصان دہ ثابت ہوئی ۔ کاشتکاروں کے لئے بینکنگ اور مارکیٹنگ کا مسئلہ پیدا کیا گیا اور ان کی لاکھوں گانٹھیں پڑی رہیں ۔ اس کی وجہ سے کپاس کی فصل میں کمی واقع ہوئی ہے ۔ کیا حکومت اس حکمت عملی پر نظرثانی کرنے کے لئے تیار ہے ۔

وزیر زراعت : جناب عالی ! فاضل ممبر سے پوچھیں کہ ان کا سوال کیا ہے ۔ انہوں نے تو تقریر کی ہے اگر وہ ایک سوال پوچھیں تو میں اس کا جواب دے سکتا ہوں ۔

مسٹر چیئرمین : چوہدری امان اللہ لک ۔ اپنا سوال دہرائیں ۔

چوہدری امان اللہ خان : جناب والا ! میرا سوال یہ ہے کہ حکومت کی غلط اقتصادی پالیسی کی بنا پر کاشتکاروں کو نقصان پہنچا تھا ۔ اس سے مایوس ہو کر انہوں نے اس سال کم کپاس پیدا کی ہے ۔

وزیر زراعت : یہ درست نہیں اور میں اس سے اتفاق نہیں کرتا ۔ اس سال فصل کم ہونے کی وجہ میں نے بتا دی ہے ۔

مسٹر چیئرمین : یہ سوال غیر متعلقہ ہے ۔

چوہدری امان اللہ لک : جناب والا ! میرا سوال غیر متعلقہ نہیں ۔ پچھلے سال کپاس کی برداشت نہیں ہوئی تھی ۔ میں نے یہ پوچھا ہے کہ کیا وزیر موصوف بتا سکیں گے کہ اس مایوسی کی وجہ سے کپاس کی کاشت میں کمی ہوئی ہے ۔

مسٹر چیئرمین : یہ سوال غیر متعلقہ ہے ویسے اگر وزیر موصوف چاہیں تو جواب دے سکتے ہیں ۔

چوہدری امان اللہ لک : جناب والا ! یہ کیسے غیر متعلقہ سوال ہے ۔ میں کہتا ہوں کہ حکومت اور تاجروں نے کپاس نہیں خریدی تھی ۔ اس لئے زمیندار مایوس ہوئے ۔ اس کے متعلق اخبارات میں بیان آئے اور مرکزی وزیر کے پاس وفود پیش ہوئے ۔ میں کہتا ہوں کہ اگر آپ اس مایوسی پر نظرثانی کریں تو زیادہ کاشت ہو سکتی ہے ۔

مسٹر عبد الحفیظ کاردار : جناب والا ! آپ کی رولنگ کے بعد بھی فاضل ممبر اولے جا رہے ہیں ۔ ذرا ان پر کنٹرول کریں ۔

نوابزادہ چھ خان خاکوانی : کیا یہ درست ہے کہ کپاس کی کمی کی ایک وجہ یہ بھی ہے کہ کاشتکاروں کو پچھلے سال فروخت کی گئی کپاس کے پیسے ابھی تک نہیں ملے ؟

وزیر زراعت : یہ درست ہے کہ کچھ کاشتکاروں نے پچھلے سال جو کپاس بیچی تھی ابھی تک انہیں پیسے نہیں ملے ۔ اس کا جواب میں بعد میں دوں گا ۔ اب مکمل انتظامات کر لئے گئے ہیں اور مجھے امید ہے کہ اس مہینہ کے آخر تک تمام پرانے واجبات ادا ہو جائیں گے ۔ زمینداروں پر یہ لازمی نہیں کہ وہ یہی فصل کاشت کریں اور کتنی کریں ۔ ہو سکتا ہے کہ جہاں جہاں وہ اس فصل کو اپنے لئے فائدہ مند نہیں سمجھتے وہاں کمی ہوئی ہو ۔ یہ وجہ بھی ہو سکتی ہے کہ پچھلے سال انہیں کپاس کی قیمت بر وقت نہیں ملی تھی ۔

قلیل المہلت سوال اور اس کا جواب

کپاس کی خرید کے لئے حکومت کے اقدامات

*6706 ۔ محترمہ سیدہ عابدہ حسین : کیا وزیر زراعت از راہ کرم بیان فرمائیں گے کہ :

(الف) صوبہ میں کاشتکاروں سے بر وقت کپاس خریدنے کے سلسلے میں حکومت کیا اقدامات کر رہی ہے ۔

(ب) حکومت نے آئندہ کپاس کی کیا قیمت مقرر کی ہے ۔

(ج) حکومت کاشتکاروں کو اس ضمن میں کیا ضمانت فراہم کرنے کا اہتمام کر رہی ہے کہ اگر روئی اونٹنے والے اور کارخانہ دار کپاس اٹھانے سے قاصر رہیں تو ان کی کپاس غیر ضروری طور پر ضائع نہیں ہوگی ،

(د) حکومت اس امر کے لئے کیا اقدامات کر رہی ہے کہ روئی اونٹنے والے اور کارخانہ دار کاشتکار کو اس کی فصل کی قیمت کی ادائیگی سرعت اور مستعدی سے کر دیں ؟

وزیر زراعت (بریگیڈیر چوہدری صاحب داد خان) : (الف) کپاس کا خریدنا ۔ جننگ کرنا اور فروخت کرنا یہ تینوں کام باہم ملحق ہیں ۔ صوبہ میں اب کپاس منڈیوں میں آ رہی ہے اس کے لئے حکومت کوشش کر رہی ہے کہ کاٹن ایکسپورٹ کارپوریشن اس امر کی ضمانت دے کہ تمام اچھی روئی 237 روپے فی من کے حساب سے خرید لی جائے گی ۔ حکومت کی کوشش یہ ہے کہ کاشتکار کو کپاس کی قیمت حالات کے مطابق زیادہ سے زیادہ مل سکے اور منڈیوں میں کپاس کھلے بندوں فروخت ہوتی رہے ۔ امید ہے کہ خریداری کارپوریشن کے علاوہ ٹیکسٹائل ملز میں جاری ہو جائے گی ۔ حکومت ہر ممکن کوشش کرے گی کہ صوبے کی کپاس کی پہلے جننگ ہو جائے اور پھر یہ کارپوریشن کے ذریعے ملک کے اندر یا باہر فروخت ہو جائے ۔ اس وقت کپاس کی قیمت فروخت مقرر نہیں کی جائے گی لیکن کارپوریشن نے روئی 237 روپے من خریدنے کا بندوبست کیا ہے ۔ کاشتکار کو اسی حساب سے موزوں قیمت ملے گی ۔ حکومت ہر ممکن کوشش کر رہی ہے مگر کپاس کی بیرونی فروخت کا دار و مدار بین الاقوامی منڈیوں پر ہے جہاں اتنی کساد بازاری ہے کہ سوت کی قیمت روئی سے بھی کم ہو گئی ہے ۔ اگر یہ منڈیاں ہو جائے تو صورت حال بہتر ہو جائے گی ۔

(ب) کپاس کی قیمت مقرر نہیں کی جا سکتی اور یہ منڈیوں میں بدستور کھلے بندوں فروخت ہوگی -

(ج) فی الحال ایسی صورت حال پیدا ہونے کی کوئی امید نہیں اگر ضرورت محسوس ہوئی تو حکومت بر وقت مناسب قدم اٹھائے گی -

(د) محکمہ زراعت نے جننگ فیکٹریوں کے لئے خصوصی عملے کا تعین کر دیا ہے - یہ عملہ کپاس کی خرید و فروخت - نقل و حرکت اور قیمتوں کی بر وقت ادائیگی پر سخت نگرانی رکھے گا - حکومت نجی شعبہ کے لئے بنکوں سے زیادہ سے زیادہ ایڈوانس لینے کی سہولتیں مہیا کر رہی ہے تاکہ ادائیگیاں بروقت ہو سکیں اور کسی قسم کی رکاوٹ پیدا نہ ہو -

پچھلے سال کپاس کی بیرونی منڈیوں میں مندا پڑ جانے اور دیگر ناگزیر وجوہات کی بنا پر روئی اونٹنے والے اور کارخانہ دار کاشتکاروں کو ان کی کپاس کی قیمت ادا نہ کر سکے - 15 اکتوبر 1974ء کو اعلیٰ سطحی میٹنگ میں یہ فیصلہ کیا گیا ہے کہ ٹیکسٹائل مل مالکان کو Fixed assests پر بنکوں سے ایڈوانس دلائے جائیں اور اس رقم سے کاشتکاروں کو براہ راست ادائیگیاں کرنے کا انتظامیہ کر لیا گیا ہے -

ایوان کے نوٹس میں یہ بات لانا ضروری ہے کہ اس وقت بیرونی منڈیوں میں روئی کے ارخ بتدریج کم سطح پر ہیں - ہانگ کانگ ، سنگاپور ، جاپان وغیرہ ملکوں نے روئی کی خریداری کم کر دی ہے اور ان ملکوں میں سوت کی پیداوار کی شرح میں 25 فیصد تک تخفیف کر دی گئی ہے - ان ناگفتہ بہ حالات کے باوجود حکومت اس بات کا تحفظ کر رہی ہے کہ کاٹن ایکسپورٹ کارپوریشن اعلیٰ قسم کی روئی 237 روپے فی من کے حساب سے اٹھائے اگر کچھ جننگ فیکٹریاں کام شروع نہیں کریں گی تو حکومت ان کو چلانے کا متبادل انتظام کرے گی

تاکہ کاشتکاروں کو پریشانی نہ ہو ۔

(مسٹر ڈپٹی سپیکر کرسی صدارت پر متمکن ہوئے)

حاجی محمد سیف اللہ خان : کیا یہ حقیقت ہے کہ اس وقت منڈیوں میں کپاس آنی شروع ہو گئی ہے اور کپاس کا خریدار کوئی نہیں ہے اور اس وقت تک حکومت نے اس سلسلے میں کوئی مناسب اقدام نہیں کیا ؟

وزیر زراعت : یہ جواب میں پہلے دے چکا ہوں ۔ تمام مناسب اقدام کر رہے ہیں ۔ کاٹن ایکسپورٹ کارپوریشن کو یہ حکم دے دیا گیا ہے کہ وہ اعلیٰ قسم کی روئی 237 روپے فی من کے حساب سے اٹھائے گی ، جننگ فیکٹریوں کو بنکوں سے ایڈوانس دلوائے جائیں گے اور جننگ فیکٹریوں کو چلانے کے لئے ہر ممکن کوشش کی گئی ہے ۔ میری اطلاع میں اس وقت تک یہ نہیں آیا کہ جو کپاس بازار میں آ رہی ہے ابھی تک اس کی خریداری نہیں کی گئی ہے یا وہ اٹھائی نہیں گئی جہاں جننگ فیکٹریاں کام نہیں کر رہی ہیں میں آپ کو یقین دلاتا ہوں کہ وہاں جننگ فیکٹریاں ہم خود چلائیں گے ۔

نشان زدہ سوالات اور ان کے جوابات

صوبہ میں کسانوں کو بیج اور کھاد مہیا کرنے کے لئے رقوم میں اضافہ کرنا

* 4413 ۔ **میاں منظور احمد موہل :** کیا وزیر زراعت از راہ کرم بیان فرمائیں گے کہ ۔

(الف) 1972-73ء کے بجٹ میں صوبہ کے کسانوں کو بیج اور کھاد مہیا کرنے کے لئے حکومت نے کتنی رقم مختص کی ۔

(ب) کیا حالیہ سیلاب کی وجہ سے اس رقم میں اضافہ کر دیا گیا ہے ۔ اگر ایسا ہے تو اضافہ شدہ رقوم کتنی ہے ؟

وزیر زراعت (بریگیڈیر چوہدری صاحب داد خان) : (الف) کپاسی کھاد ۔ سترہ کروڑ روپیہ جو بطور زر امداد (سب سیڈی) استعمال ہوگا ۔

تصدیق شدہ بیج ۔ سترہ لاکھ چالیس ہزار روپیہ جو بطور زر امداد (سب سیڈی) استعمال ہوگا ۔

(ب) نہیں ۔

ایگریکلچرل ڈویلپمنٹ اور سپلائی کارپوریشن پر اخراجات

*4498 ۔ چوہدری علی بہادر خان : کیا وزیر زراعت از راہ کرم بیان فرمائیں گے کہ 74-1973ء میں ایگریکلچرل ڈویلپمنٹ اور سپلائی کارپوریشن پر کتنی رقم کن کن مدات پر خرچ کی جائے گی ؟

وزیر زراعت (بریگیڈیر چوہدری صاحب داد خان) : پنجاب ایگریکلچرل ڈویلپمنٹ سپلائز کارپوریشن ۔ مالی سال 74-1973ء میں اپنی تخمینہ شدہ ایک کروڑ اسی لاکھ اٹھاون ہزار روپے آمدنی سے مندرجہ ذیل مدات پر صرف کرے گی ۔

	مبلغ لاکھ روپے
(1) انسران کی تنخواہ ۔	13-89
(2) عملہ کی تنخواہ ۔	75-94
(3) سفر بھتہ و دیگر متفرق بھتہ جات ۔	22-81
(4) امکانی و غیر امکانی دفتری ضروریات ۔	67-28
(5) متوقع بچت	66
	180-58

چوہدری علی بہادر خان : کیا وزیر موصوف فرمائیں گے کہ 74-1973ء تو پورا ہو چکا ہے ۔ اب متوقع بچت خرچ کرنے کا کیا سوال پیدا ہوتا ہے ۔ مالی سال تو پورا ہو چکا ہے ؟

وزیر زراعت : یہ تخمینہ دیا گیا ہے ۔ جب آڈٹ بند ہو جاتا ہے تو اس وقت صحیح پتہ چل سکتا ہے ۔ جس وقت تمام چیز آڈٹ ہو جائے گی ، تو میں آپ کے سامنے صحیح فگرز پیش کر دوں گا ۔

چوہدری علی بہادر خان : انہوں نے فرمایا ہے کہ "پیش کر دوں گا" ۔ تو کیا جناب حکم فرمائیں گے کہ یہ سوال دوبارہ پیش ہو ؟

وزیر زراعت : اگر آپ یہ چاہتے ہیں کہ جو خرچ ہوا ہے وہ بتایا جائے تو اس کے لئے علیحدہ سوال پوچھیں ۔ جو خرچ اس میں بتایا گیا ہے وہ تخمینہ لگایا گیا تھا اور یہی آپ نے پوچھا تھا ۔ جو خرچ ہوا ہے وہ اس وقت آپ کے سامنے آ جائے گا جس وقت اس کے Accounts close ہوں گے (حسابات کے کھاے" بند ہوں گے) اس کے لئے آپ نیا سوال دیں ۔ یہ خرچ کرنے کا بجٹ تھا ۔

چوہدری عابی بہادر خان : میں نے اس وقت پوچھا تھا ۔ جب مالی سال شروع نہیں ہوا تھا ۔

مسٹر ڈپٹی سپیکر : جو سوال پوچھا گیا تھا اس کا جواب آیا ہے ۔

جلالپور پیر والہ ضلع ملتان کے شفا خانہ حیوانات کے ملازمین کو تنخواہوں کے بقایا واجبات اور گھوڑے کی خوراک کی ادائیگی

* 4678 ۔ **دیوان سید غلام عباس بخاری :** کیا وزیر زراعت از راہ کرم بیان فرمائیں گے کہ ۔

(الف) کیا یہ حقیقت ہے کہ جلالپور پیروالہ ضلع ملتان کے شفاخانہ حیوانات میں ایک گھوڑا برائے لسل کشی رکھا گیا ہے جس کی خدمت کے لئے ایک سائیس اور ایک گھسیارہ مقرر ہے ۔

(ب) کیا یہ بھی حقیقت ہے کہ مذکورہ شفا خانے میں گھوڑا بدستور موجود ہے اور ملازمین مذکورہ اپنے فرائض بدستور ادا کر رہے ہیں لیکن عرصہ تقریباً چھ ماہ سے ہر دو ملازمین کو نہ

تنخواہ ملی ہے اور نہ ہی گھوڑے کی خوراک کی ادائیگی محکمہ کی طرف سے کی گئی ہے۔

(ج) کیا یہ بھی حقیقت ہے کہ مذکورہ ملازمین کئی بار محکمہ سے اپنی تنخواہوں اور گھوڑے کی خوراک کا مطالبہ کر چکے ہیں مگر اب تک ادائیگی نہیں کی گئی ہے۔

(د) اگر جزو (الف) تا (ج) کا جواب اثبات میں ہے تو کیا حکومت محکمہ حیوانات ملتان کو ہدایات جاری کرے گی کہ وہ مذکورہ ملازمین کو تنخواہوں کے بقایا واجبات اور گھوڑے کی خوراک کی ادائیگی کرکے ان کی پریشانی کو دور کرے؟

وزیر زراعت (بریگیڈیر چوہدری صاحب داد خان) : (الف) یہ درست ہے کہ جلالپور پیروالہ ضلع ملتان کے شفاخانہ حیوانات میں سائڈ اسپ برائے نسل کشی رکھا ہوا ہے اور اس کی خدمت کے لئے سائیس و گھسیارہ بھی رکھا ہوا ہے۔ ضلع کونسل ملتان کی مالی مشکلات کے پیش نظر سائڈ اسپ مذکورہ بالا کو نیلام کرنے کا فیصلہ کیا گیا تھا مگر کمشنر صاحب نے 11 نومبر 1973ء کو اصطبل جاری رکھنے کا حکم صادر کیا۔

(ب) یہ درست ہے مگر میزانیہ 74-1973ء میں ان کے لئے مذکورہ بالا حالات کے پیش نظر کوئی گنجائش نہیں رکھی گئی تھی اور منظوری بھی کافی دیر سے یعنی دسمبر کے مہینے میں ملی ہے۔

(ج) میزانیہ 74-1973ء میں کسی دیگر مد سے خرچ کی گنجائش پیدا کرکے ادائیگی بہت جلد کی جا رہی ہے۔

(د) ادائیگی بہت جلد ہو جائے گی۔

صوبہ کی کھاد فیکٹریوں میں سالانہ پیداوار

* 4893 ۔ **چوہدری علی بہادر خان** : کیا وزیر زراعت از راہ کرم بیان فرمائیں گے کہ صوبہ پنجاب میں واقع کھاد فیکٹریوں میں سالانہ کتنی

پیداوار ہوتی ہے اور صوبہ میں سالانہ اس کی کتنی ضرورت ہے اور باقی کھاد کہاں کہاں سے حاصل کی جاتی ہے ؟

وزیر زراعت (چوہدری صاحب داد خان) : صوبہ پنجاب میں واقع کیمیاوی کھاد فیکٹریوں کی تعداد ۔ ان میں سالانہ کھاد کی پیداوار اور جس تناسب اور مقدار میں ان فیکٹریوں سے کھاد پنجاب میں استعمال کے لئے مہیا کی جاتی ہے ۔ اس کی تفصیل مندرجہ ذیل ہے :-

کھاد فیکٹری کا نام	قسم کھاد	سالانہ پیداوار میٹرک ٹن	فیصد صوبہ پنجاب کا حصہ	کل سالانہ حصہ صوبہ پنجاب میٹرک ٹن
1 ۔ داؤد ہرکولیس شیخوپورہ	یوریا	3,30,000	88 فیصد	2,90,000
2 ۔ پی آئی۔ڈی۔سی فیکٹری ملتان	یوریا	23,000	100 فیصد	23,000
3 ۔ ایضاً	ایمونیم نائٹریٹ	80,000	91 فیصد	72,800
4 ۔ پی۔آئی۔ڈی۔سی فیکٹری داؤد خیل میانوالی	ایمونیم سلفیٹ	65,000	70 فیصد	45,000
5 ۔ پی۔آئی۔ڈی۔سی فیکٹری جڑانوالہ لائل پور	سنگل سپر فاسفیٹ	50,000	91 فیصد	45,500
		5,48,000		4,76,800

ان کے علاوہ صوبہ پنجاب کو ایسو کھاد فیکٹری ڈاھرکی (صوبہ سندھ) سے اس کی کل پیداوار کا چودہ فیصد حصہ یعنی ہر سال تقریباً 24,200 میٹرک ٹن کھاد دستیاب ہوتی ہے ، پنجاب میں ہر سال کیمیاوی کھاد کی ضرورت مختلف فصلات کی پیداوار بڑھانے کے پروگرام کے مطابق بڑھتی رہتی ہے ۔ 1973-74ء میں نو لاکھ نوے ہزار میٹرک ٹن کیمیاوی کھاد صوبہ کے کسانوں کو مہیا کرنے کا پروگرام تھا ۔ اس میں

سے تقریباً پانچ لاکھ ایک ہزار میٹرک ٹن کھاد اندرون ملک کی فیکٹریوں سے مندرجہ بالا تفصیل کے مطابق مہیا کی جا رہی ہے اور باقی چار لاکھ اٹھاس ہزار میٹرک ٹن کھاد وفاقی حکومت بیرونی ملکوں سے منگوا کر دے رہی ہے ۔

چوہدری علی بہادر خان : جو فگرز آئی ہیں ان سے ظاہر ہوتا ہے کہ پنجاب کی ضرورت کے مطابق تقریباً پچاس فیصدی کھاد پیدا ہو رہی ہے ۔ تو کیا پچاس فیصدی جو ہماری اور ضرورت ہے ۔ اس کے لئے حکومت مزید فیکٹریاں قائم کرنے کا کوئی ارادہ رکھتی ہے ؟

وزیر زراعت : جی ہاں بڑا اچھا سوال ہے ۔ آپ نے سنا ہوگا ۔ ابو ظہبی کی شراکت سے ایک فیکٹری ملتان میں ہے جو صرف یوریا نہیں بلکہ balanced کھاد بھی بنائے گی اور اس میں سپر فاسفیٹ بھی ہوگی اور امید ہے کہ ہم جلد ہی اس معاملے میں خود کفیل ہو جائیں گے ۔ اس سطح پر جو ابھی چل رہی ہماری inputs کم ہیں اور حقیقت میں کھاد کی اور فیکٹریاں لگانے کی ضرورت ہے تاکہ ہم inputs زمینداروں کو سستے داموں دے سکیں کیونکہ باہر کی کھاد کی قیمت بہت زیادہ ہے ۔

راجہ محمد افضل خان : کیا وزیر موصوف کے علم میں یہ بات ہے کہ انہیں کے دور میں یہ کمی دور کرنے کے لئے پنجاب میں فیکٹری لگانے کے متعلق ایک تجویز پیش کی گئی تھی ۔ لیکن وہ دوسرے صوبے میں چلی گئی ہے ؟

وزیر زراعت : جناب والا ! اس کا تو مجھے پتہ نہیں لیکن پورے پاکستان میں چھ فیکٹریاں ہیں پانچ پنجاب میں اور چھٹی بھی پنجاب میں لگ رہی ہے اور صرف ایک فیکٹری سندھ میں ہے مجھے یہ سمجھ نہیں آئی کہ صوبوں کی بات ان کے دماغ میں کیوں آ رہی ہے ۔

صوبہ میں ماہی پروری کے تالابوں کا قیام

* 4912 ۔ **ملک شاہ محمد محسن :** کیا وزیر زراعت از راہ کرم بیان فرمائیں گے کہ پنجاب میں 1972-73ء میں ماہی پروری کے کتنے تالاب قائم

کئے گئے تھے اور 74-1973ء میں مزید کتنے قائم کرنے کا ارادہ ہے اور ان کو پانی کب تک مہیا کر دیا جائے گا ؟

وزیر زراعت (بریگیڈیر چوہدری صاحب داد خان) : صوبہ پنجاب میں 73-1972ء کے آغاز میں زیر افزائش مچھلی تالابوں کی مجموعی تعداد 333 تھی جس میں پینتیس (35) سرکاری اور 298 نجی شعبہ کی ملکیت تھے ۔ دوران سال 73-1972ء میں مزید 14 (چودہ) نئے تالاب (2 سرکاری اور 12 نجی) افزائش مچھلی کے لئے قائم کئے گئے ۔ ایسے تالابوں میں پانی کی قلت در پیش نہیں ہے ۔ مزید برآں ترقیاتی سکیم دیہی تالابوں میں مچھلی کی افزائش کے تحت 90 ماہی پروری کے تالاب تین اضلاع سرگودھا ساہیوال اور لائل پور (ہر ضلع میں 10 تالاب) بنائے گئے ۔ لہذا مالی سال 73-1972ء کے اختتام پر کل تالابوں کی تعداد 437 ہو گئی ۔ 74-1973ء میں اسی ترقیاتی سکیم کے تحت 90 دیہی تالاب ان تینوں اضلاع (ہر ضلع میں 30 تالاب) مزید قائم کئے جائیں گے محکمہ آبپاشی اور مال کے تعاون سے ان تالابوں میں پانی کو مناسب سطح اور مقدار میں قائم رکھنے کے لئے ہر ممکن تدابیر اختیار کی جا رہی ہیں ۔

74-1973ء میں ایک نئی ترقیاتی سکیم "پنجاب میں مچھلی کی افزائش کا عظیم منصوبہ" "Crash Prorgamme for Fish Culutre in Punjab" پر عمل درآمد ہو رہا ہے جس کے تحت صوبہ بھر میں سرکاری و نجی سطح پر 500 ایکڑ کے مچھلی کے تالاب بنائے جائیں گے ۔ ایسے تالابوں کی تعداد کا تعین نہیں کیا جا سکتا البتہ یہ تذکرہ بے جا نہ ہوگا کہ اس ضمن میں پانی کی دستیابی میں کوئی دقت پیش نہیں آئے گی ۔ بشرطیکہ بارشیں ہو جائیں ۔

راجہ محمد افضل خان : کیا وزیر موصوف یہ فرمائیں گے کہ دریائے جہلم میں مچھلی کی پیداوار کو قائم رکھنے کے لئے منگلا اور جہلم دریا میں فش لینڈز بنانے کی کوئی تجویز ہے ؟ منگلا ڈیک اور منگلا کو لنک کرنے کے لئے فش انڈسٹری کے لئے فش لینڈز درکار ہے کیا کوئی ایسی تجویز زیر غور ہے کہ آپ آئندہ فش لینڈز بنائیں گے ؟

وزیر زراعت : اس وقت مجھے یہ تو پتہ ہے کہ منگلا ڈیم میں مچھلی کی افزائش کے لئے ہمارے پروگرام ہیں لیکن یہ ابھی تک میری سمجھ میں نہیں

گیا کہ جہلم اور منگلا کو لنک کیسے کرنا ہے کیونکہ پانی تو منگلا کا جہلم میں آتا ہے وہاں کوئی ایسی سکیم ابھی نہیں ہے اور میں کوشش کروں گا کہ اپنے محکمے کو کہوں کہ ایسی سکیم اگر فائدہ مند ہے تو اس پر غور کریں۔

ملک ثناء اللہ خان: کیا وزیر موصوف یہ فرمائیں گے کہ سرکاری مچھلی تالاب نفع میں جا رہے ہیں یا نقصان میں اور اگر یہ نقصان میں جا رہے ہیں تو اس کی وجوہات کیا ہیں؟

وزیر زراعت: اس وقت یہ تو پتہ نہیں ہے۔۔۔ مجھے نہ پتہ ہے کہ ان سے اب تک کتنی آمدنی ہوئی ہے مجھے جو آمدنی بتائی گئی ہے اس میں تو فائدہ تھا پر تالاب کا مجھے پتہ نہیں لیکن پچھلے سال کی فگرز کے مطابق سرکاری تالابوں میں مچھلی کی افزائش سے فائدہ ہوا ہے لیکن یہ مچھلی کئی سال کے بعد آتی ہے اس لئے یہ نہیں کہا جا سکتا کہ جو انویسٹمنٹ اب ہو رہی ہے اس کا کیا حشر ہو۔

موضع پھاجیاں میں بورنگ پائپ مشین کی تباہی

*4915۔ سردار محمد عاشق: کیا وزیر زراعت از راہ کرم بیان فرمائیں گے کہ۔

(الف) کیا یہ درست ہے کہ تحصیل لاہور میں لاہور کاہنہ والڈ پختہ روڈ کے نزدیک کے موضع پھاجیاں میں میجر فضل الٰہی کی اراضی میں ایک عدد بورنگ مشین مع بورنگ پائپ عرصہ تقریباً 4/3 سال سے زمین میں پھنسی ہوئی ہے اور اس کو وہاں سے نکالنے کی آج تک کوئی سعی نہیں کی گئی۔

(ب) اگر جزو (الف) کا جواب اثبات میں ہے تو حکومت نے مشین مذکور اور بورنگ پائپ کے اخراج مسمی فقیر محمد اسسٹنٹ انجینئر کے خلاف کیا کاروائی کی ہے جس کی نالائقی سے لاکھوں روپے کا سرکاری سامان مٹی اور پانی میں پھنس کر بیکار اور ناکارہ ہو چکا ہے؟

وزیر زراعت (بریگیڈئر چوہدری صاحب داد خان) : (الف) یہ درست ہے کہ ایک بورنگ مشین نے بمع بورنگ پائپ میجر فضل الٰہی کی اراضی پر اپریل 1966ء میں بورنگ کا کام شروع کیا ۔ کھاری علاقہ ہونے کی وجہ سے بورنگ زیادہ گہرائی تک جانا تھا ۔ بورنگ مشین نے تقریباً 650 فٹ تک کا کام اگست 1970ء میں مکمل کر لیا ۔ محکمہ نے مزید گہرائی میں جانے سے معذوری ظاہر کی ۔ میجر صاحب نے زیادہ گہرائی پر جانے کے لئے زور دیا مگر نہ تو پائپ اور فلٹر کا انتظام کیا تاکہ ٹیوب ویل مکمل کیا جاتا اور نہ بورنگ کے سامان کو وہاں سے لے جانے ہی دیا ۔ آخر محکمہ نے بڑی تگ و دو کے بعد بورنگ مشین کو اگست 1972ء میں دوسری جگہ کام پر منتقل کر دیا اور مزید انتظار کیا گیا کہ میجر صاحب پائپ اور فلٹر مہیا کر دیں مگر انہوں نے ایسا نہ کیا ۔ لہٰذا محکمہ کو بادل نخواستہ یہ فیصلہ کرنا پڑا کہ ٹیوب ویل مکمل کئے بغیر سرکاری پائپ اکھاڑ لئے جائیں مگر یہ بہت مشکل کام تھا اور بار بار کوشش کے باوجود کامیابی نہیں ہو سکی ۔ اب اس کام کے لئے ایک خاص جیک بنوایا جا رہا ہے مگر کامیابی کے متعلق کچھ نہیں کہا جا سکتا ۔ محکمہ نے فی الحال میجر صاحب سے بورنگ مشین کو ضرورت سے زیادہ عرصہ پابند رکھنے کا ہرجانہ —/3795 روپے طلب کر رکھا ہے جو ابھی وصول نہیں ہوا ۔ مزید ہرجانہ بورنگ پائپ اکھاڑنے کے بعد ہو گا ۔

(ب) یہ سب کچھ ناگزیر حالات میں ہوا ہے ۔ محکمہ کے کسی کارکن کی کسی کوتاہی کا اس میں دخل نہیں ۔

اسسٹنٹ انجینئر لاہور کے پاس بورنگ پلانٹ

*4916 ۔ **سردار محمد عاشق** : کیا وزیر زراعت از راہ کرم بیان فرمائیں گے کہ محکمہ زراعت کے اسسٹنٹ انجینئر لاہور کے قبضہ میں بورنگ مشین اور بورنگ پلانٹ کی کل تعداد علیحدہ علیحدہ کتنی ہے ۔ نیز ان کی قیمت خرید

کیا تھی اور ان سے سال 1973ء کے دوران کتنی رقم محکمہ نے زمینداروں سے اجرت کے طور پر وصول کی اور مذکورہ مشینوں اور پلانٹس کو چلانے یا استعمال کروانے پر حکومت نے مذکورہ سال کے دوران کتنی رقم خرچ کی ؟

وزیر زراعت (بریگیڈیر چوہدری صاحب داد خان) : بورنگ مشین اور پلانٹ کی موجودہ تعداد درج ذیل ہے ۔

مشین	تعداد	قیمت
(1) روٹری رگ	1 عدد	91,031
(2) پاور و نیچر	1 عدد	1,105
(3) پرکشن رگ	2 عدد	1,80,551
(4) پلانٹ سائز 7 انچ	6 عدد	25,515
(5) پلانٹ سائز 8 انچ	10 عدد	74,185
(6) پلانٹ سائز 10 انچ	4 عدد	35,975
(7) پلانٹ سائز 16 انچ /12 انچ	2 عدد	37,996

1973ء کے دوران مبلغ 76,395/40 روپے بطور بورنگ فیس زمینداروں سے وصول کئے گئے ۔ مذکورہ مشینوں کو چلانے کے سلسلے میں اس سال کے دوران محکمہ نے 51,214/46 روپے بطور تنخواہ دیگر الاؤنس سٹاف پر خرچ کئے اور 30,487/76 روپے مشینری چلانے پر خرچ کئے گئے ۔ یہ رقومات جنوری تا دسمبر 1973ء کے متعلق ہیں ۔ اور جو زمینداروں سے پیسہ لیا گیا ہے ۔ اس میں سب سٹی شامل ہے ۔

صوبہ میں پٹ سن کی کاشت

*4960 ۔ ملک شاہ محمد حسن : کیا وزیر زراعت از راہ کرم بیان فرمائیں گے کہ کیا یہ امر واقعہ ہے کہ پنجاب کے مختلف علاقوں میں پٹ سن کی کاشت کے لئے اراضی مخصوص کی گئی ہے اگر ایسا ہے تو اس مقصد کے لئے

کس کس علاقہ میں کتنے کتنے ایکڑ اراضی مخصوص کی گئی ہے ۔

وزیر زراعت: (بریگیڈیر چوہدری صاحب داد خان) : یہ درست نہیں ہے کہ پنجاب کے مختلف علاقوں میں پٹ سن کی کاشت کے لئے اراضی مخصوص کی گئی ہے البتہ پٹ سن کی کاشت ان علاقوں میں کی جانے کی سفارش کی جاتی ہے جو پٹ سن کے لئے زیادہ موزوں ہیں ۔ پٹ سن کی موزونیت کے لئے ایسی اراضی درکار ہے جہاں پانی وافر مقدار میں ہو اور پٹ سن کی گلائی ہو سکے ۔ نیز ایسے علاقے جہاں سیلاب کی وجہ سے کپاس اور دیگر فصلیں نفع بخش پیداوار نہیں دیتیں ۔ ان میں بھی پٹ سن کاشت کی جا سکتی ہے ۔ پٹ سن کی کاشت خصوصی طور پر دریائی علاقوں میں زیادہ موزوں ہے اور محکمہ اس کی سفارش کرتا ہے ۔

1973ء میں پٹ سن کے تحت 4240 ایکڑ رقبہ کاشت کیا گیا تھا جس میں سے 3000 (تین ہزار) ایکڑ ضلع مظفر گڑھ 689 ایکڑ ضلع لائلپور 392 ایکڑ ضلع شیخوپورہ ۔ 53 (ترپن) ایکڑ ملتان ۔ 56 (چھپن) ایکڑ ضلع جھنگ ۔ 55 (چھپن) ایکڑ ضلع لاہور اور باقی رقبہ دیگر اضلاع میں تھا ۔

سید تابش الوری : کیا وزیر موصوف بتا سکیں گے کہ پٹ سن کی کاشت کا یہ تجربہ کس حد کامیاب رہا اور فی ایکڑ کتنی پٹ سن پیدا ہوئی ؟

وزیر زراعت : اس کا تو مجھے ابھی پتہ نہیں ہے کہ فی ایکڑ اور مجموعی طور پر کتنی پیداوار ہوئی فیصلہ یہ کیا گیا تھا کہ اس کی جو قسم ہو گی ۔ قابل افزائش ہو گی ۔ اسے آگے لے جانا چاہئے یا نہیں لے جانا چاہئے ان کی یہ ساری چیزیں لائلپور میں آ گئی ہیں اور ہم یہ تجربہ کر رہے ہیں کہ اس کو کس حد تک یا کس قسم کی پٹ سن کو کہاں لے چلنا چاہئے ۔

سید تابش الوری : جناب والا ! کیا یہ تجربہ کامیاب رہا یا ناکام رہا ؟

وزیر زراعت : جناب والا ! میں یہ کہہ چکا ہے کہ ابھی تک جس حد تک ہم جانا چاہتے تھے وہ نہیں ہوا کیونکہ پچھلے سال چھ ہزار ایکڑ اس سال سات ہزار ایکڑ پٹ سن (1974ء) میں لگائی گئی ہے اور ہمیں یہ پتہ چل جائے گا کہ پٹ سن کی جو قسم اور کوالٹی ہے وہ کس قسم کی ہے ۔ ہم اس کے

لئے حتمی فیصلہ ابھی نہیں کر سکے کہ اس علاقہ میں آئندہ پٹ سن کس حد تک اگائیں اور یہاں ایک فیکٹری لگا سکیں یہ معاملہ ابھی زیر غور ہے ۔

بابو محمد حنیف : کیا وزیر موصوف از راہ کرم بیان فرمائیں گے کہ پٹ سن کی کاشت کا تجربہ تحصیل مری میں ہوا ہے یا نہیں اور اگر یہ تجربہ تحصیل مری میں کیا گیا تو اس کے لئے کتنی اراضی مختص کی گئی ہے ؟

وزیر زراعت : جناب والا ! جہاں تک میری اطلاع ہے یہ تجربہ مری میں نہیں ہوا ہے مری میں چائے کا تجربہ کر رہے تھے اور اگر کوئی ہوا ہے تو محکمہ سے پتہ کر کے بتا سکوں گا ۔ جہاں تک میری اطلاع ہے . . . .

(اس مرحلہ پر مسٹر سپیکر کرسی صدارت پر متمکن ہوئے)

مسٹر سپیکر : یہ کس کام کا تجربہ ہے

بابو محمد حنیف : جناب والا ! یہ پٹ سن کی کاشت کا ہے ۔

سید تابش الوری : جناب والا ! کیا وزیر موصوف بتا سکیں گے کہ حکومت نے پٹ سن کی کاشت کے تجربے سے پہلے کیا ایسا بھی کوئی منصوبہ تیار کیا ہے کہ اس پٹ سن کو استعمال کیا جا سکے اور اس کی مناسب قیمت مل سکے اور کیا وہ یہ محسوس کرتے ہیں کہ اب تک جتنی پٹ سن پیدا ہوئی ہے وہ صرف تجربے کے لئے استعمال ہوئی ہے اور اسے فروخت نہیں کیا جا سکا ؟

وزیر زراعت : جناب والا ! جہاں تک میرا علم ہے پٹ سن فروخت ہو گئی ہے اور اس کی قیمت وہی ہے جو باہر کے ملکوں میں پٹ سن کی قیمت ہے یا اس سے تھوڑی کم ۔ لیکن یہ منصوبہ اس وقت تیار ہو سکتا ہے جب ہمیں پتہ چل جائے کہ کیا ہماری زمین میں پٹ سن فی ایکڑ نفع بخش ہوگی اور اس کی قسم کیا ہوگی جب یہ دونوں باتیں ہو جائیں گی تو پھر یہ منصوبہ ہوگا کہ یہاں کوئی کارخانہ لگ سکے گا اور اس کا استعمال کیسے ہو سکے گا ۔

سید تابش الوری : کیا وزیر موصوف بتا سکیں گے کہ یہ پٹ سن کس نے خریدی ہے اور کس قیمت پر خریدی ہے ۔

وزیر زراعت : اس کے لئے علیحدہ سوال کریں ۔

سید تابش الوری : آپ نے فرمایا ہے کہ وہ تمام پٹ سن خریدی جا چکی ہے تو میں پوچھ رہا تھا کہ یہ پٹ سن کس نے خریدی ہے اور کس قیمت پر خریدی ہے اور کس کام کے لئے خریدی ہے ۔

وزیر زراعت : جناب والا ! پٹ سن کا کام تو صرف ایک ہی ہے کہ اس سے بوریاں بنائی جائیں لیکن اس کا جواب کہ کس نے خریدی ہے اور کہاں خریدی ہے . . . .

مسٹر سپیکر : کیا یہاں کوئی پٹ سن کا کارخانہ نہیں ہے ۔

سید تابش الوری : جناب والا ! لیہ میں ایک کارخانہ ہے ۔

وزیر زراعت : اس ملک کی پٹ سن کہاں گئی یا کتنی لائلپور یا جڑانوالہ گئی ہے ۔ مجھے معلوم نہیں لیکن جو کارخانہ چل رہا ہے وہ اس پٹ سن پر نہیں چل رہا یہ صرف چھ ہزار ایکڑ پر ہے ۔

سپرنٹنڈنٹ مسٹر محمد اشرف کے خلاف سرکاری رقم خرد برد کرنے اور رشوت ستانی کے الزامات

*5079 ۔ مرزا فضل حق : کیا وزیر زراعت از راہ کرم بیان فرمائیں گے کہ ۔

(الف) کیا یہ حقیقت ہے کہ محکمہ لائیو سٹاک اینڈ ڈیری ڈویلپمنٹ ملتان ڈویژن کے سپرنٹنڈنٹ مسٹر محمد اشرف کے خلاف سرکاری رقم خردبرد کرنے اور رشوت ستانی کے الزامات کے متعلق تحقیقات ہو چکی ہے ۔

(ب) اگر جزو (الف) کا جواب اثبات میں ہے تو حکومت نے تحقیقاتی رپورٹ کی روشنی میں کیا کارروائی کی ہے ۔ اگر کوئی کارروائی نہیں کی گئی تو اس کی کیا وجوہ ہیں ؟

وزیر زراعت (بریگیڈئر چوہدری صاحب داد خان) : (الف) (i) مسٹر محمد اشرف آفس سپرنٹنڈنٹ دفتر ڈپٹی ڈائریکٹر لائیو سٹاک اینڈ

ڈیری ڈویلپمنٹ ملتان ڈویژن کے خلاف انکوائری محکمانہ طور پر سرکاری رقم خرد برد کرنے اور رشوت ستانی کے الزامات میں ہوئی تھی -

(ii) انہی شکایات کی محکمہ انسداد رشوت ستانی ملتان ۔" بھی انکوائری کی تھی -

(ب) (i) چونکہ محکمانہ تحقیقات پر الزامات ثابت نہیں ہوئے تھے لہذا کوئی کارروائی ضروری نہیں تھی -

(ii) سپرنٹنڈنٹ پولیس محکمانہ انسداد رشوت ستانی ملتان نے بھی یہ کیس مورخہ 22.9.73 کو بوجہ عدم ثبوت الزامات داخل دفتر کر دیا اور ساتھ ہی شکایت کنندگان کے خلاف قانونی چارہ جوئی کرنے کے احکامات صادر کئے -

---

شعبہ ڈیری ٹیکنالوجی لائیو سٹاک اینڈ ڈویلپمنٹ میں ہونے والی بدعنوانیوں کی تحقیقات

*5082 ۔ مرزا افضل حق : کیا وزیر زراعت از راہ کرم بیان فرمائیں گے کہ -

(الف) کیا یہ حقیقت ہے کہ شعبہ ڈیری ٹیکنالوجی لائیو سٹاک اینڈ ڈویلپمنٹ ڈیپارٹمنٹ میں ہونے والی بدعنوانیوں کی تحقیقات کے لئے کمیٹی تشکیل دی گئی ہے اور اس تحقیقاتی کمیٹی نے ان بدعنوانیوں کی تصدیق کی ہے -

(ب) اگر جزو (الف) کا جواب اثبات میں ہے تو کیا حکومت تحقیقاتی کمیٹی کی رپورٹ کی روشنی میں بدعنوان افراد کے خلاف کوئی کارروائی کرنے کا ارادہ رکھتی ہے اگر نہیں تو کیوں ؟

وزیر آبپاشی (پولیکیڈئر چوہدری صاحب داد خان) : (الف) جی ہاں -

شعبہ ڈیری ٹیکنالوجی میں بدعنوانیوں کی تحقیق ہو چکی ہے اور تحقیقاتی کمیٹی نے اپنی رپوٹ حکومت کو پیش کر دی ہے حکومت نے اس رپورٹ کی روشنی میں اس شعبہ کے حسابات کا خاص آڈٹ کرانے کا فیصلہ کیا ہے جو شروع ہے ۔

(ب) جی ہاں ۔ حکومت بدعنوانیوں کے مرتکب افراد کے خلاف مناسب کارروائی کرے گی ۔

سید تابش الوری : سپلیمنٹری ۔ کیا وزیر موصوف بتا سکیں گے کہ وہ بدعنوانیاں کیا تھیں جن کی تحقیق ہو رہی ہے اور اس سلسلہ میں تحقیقاتی کمیٹی نے کیا رپورٹ دی ہے ؟

وزیر زراعت : جناب والا ! ان کی رپورٹ گورنمنٹ کے پاس ہے اور روپے کا جہاں تک تعلق ہے اس میں misappropriation ہوئی ہے اور وہ کئی سالوں کی تھیں اس عرصہ میں کئی افسران تبدیل ہو چکے تھے ۔ اس لئے 1960ء سے لے کر آڈٹ ہو رہا ہے اس آڈٹ کے نتیجے میں جو افراد کسی بدعنوانی کے مرتکب پائے گئے ان کے خلاف کارروائی کی جائے گی ۔

سید تابش الوری : سپلیمنٹری ۔ کیا وزیر موصوف بتا سکیں گے کہ تحقیقاتی کمیٹی کی رپورٹ کی روشنی میں ان افراد کے خلاف کارروائی کے سلسلے میں کیا اقدامات کئے جا رہے ہیں ؟

وزیر زراعت : وہ تمام افسران جو اس وقت اس میں تعینات تھے ان سب کی تبدیلی کر دی گئی ہے اور اب وہ وہاں نہیں ہیں ۔

سید تابش الوری : سپلیمنٹری ۔ کیا وزیر موصوف سمجھتے ہیں کہ تبدیلی کوئی punishment ہے ؟

مسٹر سپیکر : نہیں ۔ انہوں نے اب locate تو کرنا ہے کہ کس نے کیا کیا ہے ۔

وزیر زراعت : جناب والا ! یہ فیصلہ بعد میں ہو گا کہ کس سال میں کون ذمہ دار تھا ۔ اس کے لئے ضروری یہی تھا کہ جو لوگ وہاں ہیں ان

کو اس جگہ سے ہٹایا جائے تاکہ وہ آڈٹ پر اثرانداز نہ ہو سکیں ۔ جب یہ رپورٹ مکمل ہو جائے گی تو بدعنوانیوں کے مرتکب افراد کا پتہ چل جائے گا اور ان سب کے خلاف کارروائی کی جائے گی ۔

سید تابش الوری : کیا وزیر موصوف بتا سکیں گے کہ کتنی رقم اس سلسلہ میں خرد برد ہوئی ہے اور ابتدائی رپورٹ کیا ہے ؟

وزیر زراعت : جناب والا ! رقم کا مکمل ٹوٹل تو نہیں ہے صرف خامیوں اور misappropriation کی رپورٹ ہے اور جس کو carry-over کیا گیا ہے اس میں بھی کچھ خامیاں ہیں لیکن اس وقت یہ اطلاع میرے پاس موجود نہیں ہے کہ کل کتنی رقم ہے لیکن چونکہ اس میں دھوکہ ہوا ہے اس لئے ضروری تھا کہ ایک مکمل آڈٹ کرایا جائے ۔

بارشوں اور سیلابوں سے متاثرہ قابل کاشت اراضی

*S104 ۔ **سردار امجد حمید خان دستی :** کیا وزیر زراعت از راہ کرم بیان فرمائیں گے کہ ۔

(الف) جولائی ۔ اگست اور ستمبر 1973ء کی بارشوں اور سیلابوں سے پنجاب کے کس کس ضلع میں قابل کاشت اراضی ناقابل کاشت ہو گئی اور کتنی ۔

(ب) حکومت نے مذکورہ بالا اضلاع کی ناقابل کاشت اراضی کو قابل کاشت بنانے کے لئے اب تک کیا اقدام کئے ہیں ؟

وزیر زراعت (بریگیڈئر چوہدری صاحب داد خان) : (الف) ضلع رحیم یار خان کے 12.000 ایکڑ قابل کاشت رقبہ دیر تک زید آب رہا ۔ جب کہ دوسرے اضلاع میں سیلاب کا اثر عارضی تھا ۔

(ب) ضلع رحیم یار خان کے 12.000 ایکڑ زیر آب رقبہ میں سے 6254 ایکڑ رقبہ کا پانی پمپوں کے ذریعے ختم کر دیا گیا ۔ باقی ماندہ رقبہ کا پانی موسم گرما میں خود بخود خشک ہو گیا ۔

سیلاب سے متاثرہ علاقوں کے کاشتکاروں کو ٹریکٹر اور بل ڈوزرز کی فراہمی

*5115 ۔ سردار امجد حمید خان دستی : کیا وزیر زراعت از راہ کرم بیان فرمائیں گے کہ ۔

(الف) حالیہ سیلاب سے متاثرہ قابل کاشت اراضی کو فصل ربیع کے لئے قابل کاشت بنانے کے لئے وفاقی حکومت نے پنجاب کے لئے کتنے ٹریکٹرز اور بل ڈوزرز فراہم کئے ۔

(ب) صوبائی حکومت نے مذکورہ ٹریکٹرز اور بل ڈوزرز کتنی کتنی تعداد میں کس کس ضلع کو مہیا کئے ۔

(ج) مذکورہ ٹریکٹرز اور بل ڈوزرز کن شرائط یا کرایہ پر کاشتکاروں کو مہیا کئے گئے ؟

وزیر زراعت (بریگیڈئر چوہدری صاحب داد خان) : (الف) وفاقی حکومت نے صوبہ پنجاب میں سیلاب سے متاثرہ اراضی کو قابل کاشت بنانے کے لئے 509 ٹریکٹر مہیا کئے ۔ وفاقی حکومت کی طرف سے کوئی بلڈوزرز فراہم نہیں کیا گیا ۔

(ب) مختلف قسم کے ٹریکٹروں کی تعداد جو صوبہ پنجاب کے 19 اضلاع میں مختص کی گئی حسب ذیل ہے :۔

1۔ شیخوپورہ	34	2۔ سیالکوٹ	10
3۔ گوجرانوالہ	20	4۔ لاہور	9
5۔ لائل پور	24	6۔ جھنگ	60
7۔ سرگودھا	35	8۔ میانوالی	13
9۔ بہاول نگر	10	10۔ بہاولپور	32
11۔ رحیم یار خان	42	12۔ ملتان	75
13۔ ساہیوال	20	14۔ مظفر گڑھ	45

15۔ ڈیرہ غازی خان	20	16۔ راولپنڈی	10
17۔ کیمبل پور	10	18۔ جہلم	10
19۔ گجرات	22		

(ج) زیٹر ۔ انٹرنیشنل ۔ اروپسٹر ۔ بائی لارکس ۔ یونیورسل ۔ ٹریکٹروں کا کرایہ مبلغ 16 روپے فی گھنٹہ تھا اور (آئی۔ایم۔ٹی) ٹریکٹروں کا کرایہ 14 روپے فی گھنٹہ مقرر کیا گیا ۔ کاشتکاروں سے کرایہ کی رقم کا دسواں حصہ نقد وصول کیا گیا اور باقی 9/10 حصہ مالیہ کے ہمراہ بذریعہ محکمہ مال وصول ہو رہا ہے ۔

میاں خان محمد : کیا وزیر موصوف فرما سکیں گے کہ ، یہ تمام اضلاع سیلاب سے متاثرہ ہوئے تھے ؟

وزیر زراعت : جی ہاں ۔

کھاد پر کنٹرول

***5581 ۔ میاں خورشید انور :** کیا وزیر زراعت از راہ کرم بیان فرمائیں گے کہ :

(الف) حکومت نے کھاد کے کاروبار پر کنٹرول کرتے وقت سٹاکسٹوں اور ایجنٹوں سے کل کتنی کھاد حاصل کی تھی اور اس وقت بنکوں کے پاس کتنی کھاد موجود تھی اور صوبائی حکومت نے بنکوں کو کتنی رقم بطور سود اور بطور کرایہ ادا کی ۔

(ب) کیا صوبائی حکومت کھاد کے مالکان کو کرایہ گودام اور بنک کا سود ادا کرنے کا ارادہ رکھتی ہے جن کے سٹاک تو روک لئے گئے تھے مگر ابھی تک حکومت نے نہیں اٹھائے ؟

وزیر زراعت (بریگیڈیر چوہدری صاحب داد خان) : (الف) حکومت کی طرف سے کھاد کے کاروبار پر کنٹرول عائد کرنے پر

مندرجہ ذیل کیمیاوی کھاد کی مقدار اپنی تحویل میں لے لی تھی -

سٹاک جو نقل و حرکت میں تھے اور 3919 میٹرک ٹن پرنسپل ایجنٹوں سے لئے گئے -

سٹاک جو پرنسپل ایجنٹوں کے گوداموں میں 1028 ایضاً سے لئے گئے -

سٹاک جو کمیشن ایجنٹوں سے ان کے گوداموں 1621 ایضا میں سے لئے گئے -

---

کل میزان - 6568 میٹرک ٹن

کھاد کے سٹاک بنکوں کے پاس گروی رکھنا یہ کھاد کے ڈیلروں اور بنکوں کا بھی کاروباری فعل تھا - اس لئے بنکوں سے کھاد کے سٹاک کو چھڑوا کر حکومت کے حوالے کرنا ڈیلروں کی ذمہ داری تھی - اس لئے حکومت نے کوئی رقم بھی بطور سود اور بطور کرایہ گودام ادا نہیں کی -

(ب) ڈیلروں سے کھاد کے تمام سٹاک حکومت نے اپنی تحویل میں لے لئے ہیں اور جیسا کہ اوپر بیان کیا گیا ہے - یہ حکومت کی ذمہ داری میں شامل نہیں کہ گروی شدہ کھاد کے سٹاک کا گوداموں کا کرایہ اور سود ادا کرے بلکہ یہ کھاد کے ڈیلروں اور بنکوں کا بھی فعل ہے -

---

لاہور ملک پلانٹ میں دھاندلیوں کے مرتکب اہلکاروں کے تبادلے

*5700 - چوہدری مشتاق احمد : کیا وزیر زراعت از راہ کرم بیان فرمائیں گے کہ :

(الف) کیا یہ امر واقعہ ہے کہ گورنر پنجاب نے 1973ء کے اواخر

میں اپنی جانب سے میاں محمد افضل وٹو صاحب اور شیخ جاوید الرحمان صاحب پر مشتمل ایک سپیشل کمیٹی اس لئے تشکیل کی تھی کہ وہ لاہور ملک پلانٹ میں مبینہ دھاندلیوں اور متعلقہ عملہ میں بے چینی کے بارے میں اپنی رپورٹ پیش کرے۔

(ب) کیا یہ بھی امر واقعہ ہے کہ کمیٹی مذکورہ نے اپنی رپورٹ میں لاہور ملک پلانٹ کے چند راشی اور بددیانت افسران کی فی الفور تبدیلی کی سفارش کی تھی۔

(ج) کیا یہ بھی امر واقعہ ہے کہ مذکورہ رپورٹ کی روشنی میں کچھ افسران کو تبدیل کر دیا گیا تھا۔

(د) کیا یہ بھی امر واقعہ ہے کہ بعد ازاں تبدیل شدہ افسران نے اثر و رسوخ سے اپنے تبادلے لاہور ملک پلانٹ میں دوبارہ کروا لئے ہیں اگر ایسا ہے تو کیا حکومت اس دھاندلی کا سدباب کرنے کا ارادہ رکھتی ہے؟

وزیر زراعت (بریگیڈیر چوہدری صاحب داد خان) : (الف) گورنر پنجاب نے اس معاملہ میں کوئی خصوصی کمیٹی مقرر نہیں کی تھی۔ انہوں نے اس وقت کے وزیر محنت جناب محمد افضل وٹو اور اپنے مشیر جناب جاوید الرحمان کو لاہور ملک پلانٹ کی کارکردگی دیکھنے پر مامور کیا اس سلسلہ میں کچھ میٹنگز وسط اکتوبر میں منعقد ہوئیں۔ جس میں انتظامیہ لاہور ملک پلانٹ کے چند اراکین اور ملازمین نے بھی حصہ لیا۔

(ب،ج،د) نتیجتاً فیصلہ کیا گیا کہ کچھ اہلکاروں کو ان کے محکموں میں واپس بھیج دیا جائے۔ اس فیصلہ پر پوری طرح عمل کیا گیا۔

میاں خان محمد : کیا وزیر موصوف فرما سکیں گے کہ وہ کون سی

وجوہات تھیں جن کی وجہ سے ان افسران کو دوسرے محکمہ جات میں تبدیل کیا گیا ؟

وزیر زراعت : ایک رپورٹ تو یہ تھی کہ خشک دودھ بازار میں یا کہیں اور فروخت کیا گیا ہے اس سے دودھ نہیں بنایا گیا ، کمیٹی نے یا مشیروں نے یہ فیصلہ کیا کہ خشک دودھ میں کمی واقع ضرور ہوئی ہے لیکن یہ فیصلہ نہیں ہوا کہ یہ کمی کس وجہ سے ہوئی ہے - دوسری وجہ یہ تھی کہ اس کی تقسیم میں کچھ غلطیاں اور دھاندلیاں تھیں ، تیسری وجہ اکاؤنٹس میں کچھ گڑبڑ تھی ، اس لئے ان لوگوں کو جن کے نام ہیں نور محمد ، ملک اعجاز ، چوہدری محمد اشرف ، چوہدری اصغر علی ، محمد بلوچ ، ایک اکاؤنٹس افسر ہیں کوئی ایک سیلز پروموشن آفیسر ہیں ، سپرنٹنڈنٹ ہیں اسسٹنٹ ڈیری منیجر ہیں ان کو واپس کیا گیا -

سید تابش الوری : کیا وزیر موصوف بتا سکیں گے کہ مسٹر افضل وٹو اور جاوید الرحمان نے یہ سفارش کی تھی کہ چند راشی اور بد دیانت افسروں کو فی الفور تبدیل کر دیا جائے ؟

وزیر زراعت : صرف سفارش ہی نہیں کی تھی بلکہ وہ تبدیل ہو گئے ہیں -

سید تابش الوری : جناب والا ! میں نے یہ پوچھا ہے کہ کیا کوئی سفارش کی تھی آپ نے اس کا کوئی جواب نہیں دیا -

وزیر زراعت : انہوں نے سفارش کی تھی میں نے نام پڑھ کر سنا دئے ہیں وہ تبدیل ہو گئے ہیں -

سید تابش الوری : جناب والا ! کیا وزیر موصوف بتا سکیں گے کہ (ج - د) میں یہ پوچھا گیا ہے کہ ان افسران نے اپنے اثر و رسوخ سے اپنے تبادلے لاہور ملک پلانٹ میں دوبارہ کروا لئے ہیں ، یہ کس حد تک درست ہے ؟

وزیر زراعت : یہ صحیح نہیں ہے - ان کا تبادلہ ہو گیا ہے اور ان میں سے دوبارہ ملک پلانٹ میں کوئی واپس نہیں آیا -

ضلع ملتان کے زراعت انسپکٹروں کا تبادلہ

*5773 ۔ میاں خورشید انور : کیا وزیر زراعت از راہ کرم بیان فرمائیں گے کہ کیا یہ درست ہے کہ ضلع ملتان میں بعض زراعت انسپکٹروں کو ملازمت کرتے ہوئے دس سال سے زائد عرصہ ہو گیا ہے اگر ایسا ہے تو کیا حکومت ضلع ملتان میں عرصہ دراز سے متعین زراعت انسپکٹروں کو کسی دوسرے ضلع میں تبدیل کرنے کا ارادہ رکھتی ہے ؟

وزیر زراعت (بریگیڈیر چوہدری صاحب داد خان) : صرف چار زراعت انسپکٹر ایسے ہیں جنہوں نے اپنی سروس کے دس سال ضلع ملتان میں گزارے ہیں ۔ یہ امر قابل ذکر ہے کہ ایسی کوئی پابندی نہیں کہ کوئی زراعت انسپکٹر ایک ہی ضلع میں دس سال سے زائد عرصہ کے لئے تعینات نہ کیا جائے ۔ البتہ حکومت کی ہدایات کے مطابق ایک زراعت انسپکٹر کو ایک مقام پر تین سال سے زائد عرصہ کے لئے حتی الوسع نہیں رکھا جاتا اگر وہ زراعت انسپکٹر اچھا کارکن ہو اور کاشتکار اسے پسند کرتے ہیں تو تین سال سے زائد عرصہ بھی دیا جا سکتا ہے ۔ سارے ضلع ملتان میں صرف دو زراعت انسپکٹر ایسے ہیں جو ایک ہی جگہ تین سال سے زائد عرصہ سے متعین ہیں ۔ ایک دفتر میں ہے دوسرا شجاع آباد میں ۔ اگر ضروری سمجھا گیا تو اس کا تبادلہ کر دیا جائے گا ۔

میاں خورشید انور : جناب والا ! اس کی کیا وجہ ہے کہ جو جواب فہرست میں تحریر کیا گیا ہے ۔ وزیر موصوف کا جواب اس سے مختلف ہے ۔

مسٹر سپیکر : ٹھیک ہے انہوں نے پڑھ دیا ہے آپ اس کی وجہ نہیں پوچھ سکتے ۔

وزیر زراعت : جو سب سے لیٹسٹ جواب تھا وہ میں نے یہاں پڑھ دیا ہے ۔

چوہدری امان اللہ کنک : جناب والا ! ابھی ابھی وزیر موصوف نے فرمایا ہے کہ اگر ضروری سمجھا گیا تو ، میں یہ پوچھنا چاہتا ہوں کہ وہ کس وقت ضروری سمجھیں گے اور کن حالات میں ضروری سمجھیں گے یعنی وہ کیا عوامل

ہوں گے جب ان کی ٹرالسفر کی جائے گی ۔

مسٹر سپیکر : وہ تو انہوں نے بتا دیا ہے کہ کن حالات میں رکھا جا سکتا ہے ۔

چوھدری امان اللہ لک : میں یہ پوچھنا چاہتا ہوں کہ وہ کون سے عوامل ہوں گے جب یہ ضروری سمجھا جائے گا ۔

مسٹر سپیکر : وہ ابھی شاید پورے نہیں اترے ہوں گے جو ان کے لئے ضروری ہوں گے ۔

چوھدری امان اللہ لک : یہ تو وہ بتائیں گے جناب ۔ آپ ان کو اسسٹ فرما رہے ہیں ۔

مسٹر سپیکر : میں تو آپ کی ہمسائیگی کے پیش نظر یہ کر رہا تھا ۔

وزیر زراعت : جناب والا ! میرے فاضل دوست نے پوچھا ہے کہ کب ضروری سمجھا جائے گا تو میں عرض کروں گا کہ جب ہمیں سمجھ آ جائے گی ۔

روڈی مائینرز (تھل سرکل) کے کاشتکاروں سے حاصل کردہ رقبہ کا معاوضہ

*5838 ۔ مسٹر تاج محمد خان : کیا وزیر زراعت از راہ کرم بیان فرمائیں گے کہ :

(الف) کیا یہ درست ہے کہ روڈی مائینرز (تھل سرکل) کے دونوں اطراف کے کاشتکاروں کا رقبہ حکومت نے آج سے اٹھارہ سال قبل جنگلات کے لئے حاصل کیا تھا ۔

(ب) کیا یہ بھی درست ہے کہ حکومت نے مذکورہ رقبہ کا معاوضہ متعلقہ کاشتکاروں کو ابھی تک ادا نہیں کیا ۔ اگر ایسا ہے تو کیوں ؟

(ج) اگر جزو (الف) اور (ب) بالا کا جواب اثبات میں ہے تو کیا

حکومت مذکورہ کاشتکاروں کو معاوضہ ادا کرنے یا بصورت دیگر ان کا رقبہ واپس کرنے کا ارادہ رکھتی ہے ؟

وزیر زراعت (بریگیڈیر چوہدری صاحب داد خان) : الف) یہ درست ہے رقبہ تھل ڈویلپمنٹ اتھارٹی (T.D.A.) نے حفاظتی ان کی شکل میں جنگل لگانے کے لئے خریدا تھا ۔

(ب) اس کا علم تھل ڈویلپمنٹ اتھارٹی (T.D.A.) کو ہے جہاں تک محکمہ جنگلات کا تعلق ہے اس نے اس رقبہ کی قیمت تھل ڈویلپمنٹ اتھارٹی (T.D.A.) کو ادا کر دی ہے ۔

(ج) معاوضہ کی ادائیگی کے متعلق ٹی ڈی اے یا محکمہ مال سے رجوع کیا جاوے ۔

سید نابش الوری : جناب والا ! کیا وزیر موصوف بتا سکیں گے کہ یہ کتنا رقبہ تھا جو کاشت کاروں سے لیا گیا تھا اور اس میں کتنے جنگلات لگائے گئے ؟

وزیر زراعت : مجھے اس کے صحیح رقبہ کا پتہ نہیں ہے ۔ میں معلوم کر کے بتا دوں گا ۔

سید نابش الوری : جناب والا ! وزیر موصوف نے کہا ہے کہ معاوضہ کی ادائیگی کے متعلق (ٹی ۔ ڈی ۔ اے) یا محکمہ مال سے رجوع کیا جائے ۔ کیا وزیر موصوف بتا سکتے ہیں کہ (ٹی ۔ ڈی ۔ اے) موجود ہے ؟

مسٹر سپیکر : بورڈ آف ریونیو ۔ انہوں نے بعد میں وضاحت کر دی ہے ۔ یہ ایک قانونی سوال ہے ۔ اس کو جانے دیں ۔ جب آپ کسی قانون کو کسی قانون کے ذریعے ختم کرتے ہیں تو اس کا عمل کتنا ختم ہو جاتا ہے اور کتنا جاری رہتا ہے ۔ بہرحال آپ نے جواب دے دیا ہے کہ جو کچھ ہے ۔ وہ بورڈ آف ریونیو کے پاس ہے ۔

چوہدری امان اللہ لک : کیا وزیر موصوف بیان فرمائیں گے کہ کیا یہ امر واقعہ نہیں ہے کہ محکمہ جنگلات کاشتکاروں کو براہ راست معاوضہ ادا

کرنے کا پابند نہیں تھا ۔ اس اقرار نامہ کے تحت جو ٹی ۔ ڈی ۔ اے جنگلات اور کاشتکاروں کے مابین ہوا تھا ؟

مسٹر سپیکر : کیا انہوں نے براہ راست خریدا تھا ؟ آپ پہلا سوال یوں کریں تو پھر دوسرا سوال پیدا ہوتا ہے ۔

چوہدری امان اللہ لک : understood ہے کہ یہ زمین انہوں نے agreement کے ساتھ aquire کی تھی ۔

مسٹر سپیکر : کہاں understood ہے ۔ پہلا سوال یہ کریں کہ انہوں نے یہ رقبہ ٹی ۔ ڈی ۔ اے سے یا براہ راست خریدا تھا ۔

چوہدری امان اللہ لک : کیا کاشتکار اس معاہدہ میں فریق تھے ۔ اگر تھے تو محکمہ جنگلات کاشتکاروں کو براہ راست ادائیگی کا ذمہ دار ہے یا نہیں ہے ؟

وزیر زراعت : یہ رقبہ ٹی ڈی اے نے لیا تھا ۔

مسٹر سپیکر : وہ جواب میں آ چکا ہے ۔ اس کے لئے میں پوچھ رہا ہوں ۔ یا تو آپ اسے تسلیم نہ کریں ۔ یہ رقبہ ٹی ۔ ڈی ۔ اے نے خریدا تھا ۔

چوہدری امان اللہ لک : میں جناب یہ اپنا وہم دور کرنے کے لئے ۔ کچھ رقبہ ٹی ۔ ڈی ۔ اے نے خریدا تھا ۔ کچھ acquire کیا تھا ۔ کچھ پہلے اس کے پاس تھا ۔ جو جنگلات کو ٹرانسفر ہوا تھا ۔ میں اس وقت وہاں تھا ۔ کچھ رقبہ ایسا تھا ۔ جو کاشتکاروں کو الاٹ ہوا پھر انہوں نے acquire کیا تھا ۔

مسٹر سپیکر : ابھی تو خریدنے کا سوال ہے ۔ پہلے آپ ان کو سوال کریں کہ کیا یہ درست ہے کہ کوئی رقبہ براہ راست acquire کیا گیا تھا ۔

چوہدری امان اللہ لک : کچھ کاشتکاروں سے اور کچھ ٹی ڈی اے سے لیا گیا تھا ۔

مسٹر سپیکر : یہ پوچھ رہے ہیں کہ کیا یہ درست ہے کہ سارا رقبہ ٹی ڈی اے کی معرفت نہیں ۔ کچھ رقبہ کاشتکاروں کی معرفت لیا گیا تھا ۔

وزیر زراعت : یہ رقبہ ٹی۔ ڈی۔ ایم نے خریدا تھا۔ ان سے ان کا تعلق تھا اگر کوئی ایسا رقبہ ہے جو محکمہ جنگلات نے خریدا تھا۔ تو آپ مجھے کوائف دیں۔ میں ان سے پوچھ کر فیصلہ کروں گا کہ کیوں ابھی تک رقم نہیں دی گئی ہے۔

مسٹر سپیکر : چوہدری منظور احمد۔

تحصیل پھالیہ میں بھینس چرائی فیس

*5927 ۔ چوہدری منظور احمد : کیا وزیر زراعت از راہ کرم بیان فرمائیں گے کہ :

(الف) بیلہ قادر آباد ، بیلہ جوکالیاں اور بیلہ ٹھٹھہ عالیہ تحصیل پھالیہ ضلع گجرات کا رقبہ علیحدہ علیحدہ 1935ء تا 1940ء چرائی مویشیوں کے لئے کتنا تھا اور اب کتنا ہے۔ نیز ہر بیلہ کتنے رقبہ میں درخت لگائے گئے۔

(ب) 1935ء میں ماہانہ فی بھینس چرائی فیس کیا تھی اور اب محکمہ جنگلات چرائی فی بھینس ماہانہ کیا فیس وصول کرتا ہے۔

(ج) کیا حکومت ملک میں مویشی پالنے کی سکیم کو فروغ دینے کے لئے چرائی کی فیس 1935ء کی شرح کے مطابق مقرر کرنے کا ارادہ رکھتی ہے۔ اگر نہیں تو کیوں ؟

وزیر زراعت (بریگیڈیر چوہدری صاحب داد خاں) : (الف)

نام جنگل	کل رقبہ	رقبہ جو چرائی کے لئے 1935ء تا 1940ء تک کھولا گیا	موجودہ رقبہ جو چرائی کے لئے کھلا ہے	رقبہ جس میں درخت لگائے گئے
بیلا قادر آباد	800 ایکڑ	638 ایکڑ	643	800
بیلا جوکالیاں	843 ایکڑ	617 ایکڑ	395.5	395.5
بیلا ٹھٹھہ عالیہ	657 ایکڑ	563 ایکڑ	211	211

بیلا جوکالیاں کا 447 ایکڑ اور لھٹھہ عالیہ کا 496 ایکڑ رقبہ دریا برد ہو چکا ہے ۔

(ب) 1935ء میں چرائی فی بھینس صرف 75 پیسے فی ماہ تھی اور اب موجودہ شرح 7 روپے فی بھینس ماہوار ہے ۔

(ج) موجودہ حالات میں فیس چرائی 1935ء کے حالات کے مطابق مقرر کرنا مشکل ہے ۔ کیونکہ محکمانہ اخراجات اور اشیاء کے نرخ 1935ء کے مقابلے میں اب کافی بڑھ گئے ہیں ۔

مسٹر سپیکر : وقفہ سوالات ختم ہوتا ہے ۔

وزیر زراعت : جناب والا ! میں بقیہ سوالات کے جوابات ایوان کی میز پر رکھتا ہوں ۔

نشان زدہ سوالات کے جوابات جو ایوان کی میز پر رکھے گئے

مارکیٹ کمیٹیوں کے ملازمین کی ملازمت کے قواعد و ضوابط

*5962 ۔ **مسٹر چھ حنیف لارو :** کیا وزیر زراعت از راہ کرم بیان فرمائیں گے کہ کیا یہ امر واقعہ ہے کہ حکومت نے ابھی تک مارکیٹ کمیٹیوں کے ملازمین کی ملازمت کے قواعد و ضوابط وضع نہیں کئے اگر ایسا ہے تو اس کی وجوہ کیا ہیں اور کیا حکومت مذکورہ ملازمین کی ملازمت کے قواعد و ضوابط بنانے کا ارادہ رکھتی ہے ؟

وزیر زراعت (بریگیڈیر چوہدری صاحب داد خان) : مارکیٹ کمیٹیوں کے ملازمین کی تنخواہ مختلف آسامیوں کی بھرتی کا طریق کار اور تعلیمی قابلیت و تجربہ اور پنشن سے متعلق قواعد و ضوابط مرتب کئے جا چکے ہیں ۔ اس ضمن میں گورنمنٹ کی نوٹیفکیشن نمبری ۔

نمبریہ 18 اکتوبر 1972ء اور نوٹیفکیشن نمبری ۔

نمبریہ 13 اپریل 1972ء کا حوالہ دیا جاتا ہے ۔

مزید برآں ملازمین مارکیٹ کمیٹی کے دیگر قواعد و ضوابط ملازمت مرتب کئے جا رہے ہیں - جب یہ کام پورا ہو جائے گا تو قوانین شائع کر دئے جائیں گے -

---

جنگلی جانوروں کو مارنے پر انعامات

*5974 - ملک محمد اعظم : کیا وزیر زراعت از راہ کرم بیان فرمائیں گے کہ 1973ء میں صوبہ میں بالعموم اور تحصیل خوشاب اور تحصیل شاہپور میں بالخصوص فصلوں کو نقصان پہنچانے والے جنگلی جانوروں کو مارنے پر کتنے اشخاص کو انعامات دئے گئے تھے - یہ رقم کل کتنی تھی نیز کیا حکومت جنگلی جانوروں کو مارنے والوں کے انعامات کی رقم میں اضافہ کرنے کا ارادہ رکھتی ہے ؟

وزیر زراعت (بریگیڈیر چوہدری صاحب داد خان) : فصلوں کو نقصان پہنچانے والے جنگلی سؤروں کو پکڑنے پر 1972-73ء میں مبلغ 925 روپے بطور انعامات جہلم ، لائل پور ، گوجرانوالہ ، سیالکوٹ اور جھنگ کے اضلاع کو دئے گئے چونکہ تحصیل خوشاب اور شاہ پور سے کوئی سؤر نہیں پکڑا گیا - اس لئے ان تحصیلوں میں کوئی انعام نہیں دیا گیا - سؤروں کی تلفی کے لئے ایک ہزار روپے کے انعامات کی رقم مختص رقم میں سے سال رواں میں ضلع جہلم کے مسمی خواجہ خان کو مبلغ 25 روپے بطور انعام دئے گئے بقایا رقم حکومت نے ترقیاتی سکیموں کے زمرہ سے واپس لے لی -

---

فصلوں پر چھڑکنے کے لئے جراثیم کش ادویات

*5976 - ملک محمد اعظم : کیا وزیر زراعت از راہ کرم بیان فرمائیں گے کہ :

(الف) تحصیل خوشاب و تحصیل شاہ پور میں 1973ء میں فصلوں پر چھڑکنے کے لئے کل کتنی رقم کی جراثیم کش ادویات تقسیم کی گئیں ؟

(ب) کیا یہ درست ہے کہ مذکورہ تحصیلوں میں تقسیم کی گئی ادویات ضرورت سے بہت کم تھیں۔

(ج) اگر جزو (ب) کا جواب اثبات میں ہے تو مذکورہ تحصیل میں آئندہ تقسیم کے لئے ان ادویات کی مقدار بڑھانے کے لئے حکومت کیا اقدام کرے گی؟

وزیر زراعت (ریکیڈیر چوہدری صاحب داد خان): (الف) دو لاکھ ستائیس ہزار روپے۔

(ب) جی نہیں۔

(ج) ادویات کا کافی سٹاک ہر ڈویژن کونسل پر وافر مقدار میں موجود رکھا جاتا ہے اور آئندہ کے لئے ادویات کا سٹاک اور بھی زیادہ کیا جا رہا ہے۔

مری اور کہوٹہ میں چائے کی کاشت کا تجربہ

5991*۔ شیخ محمد انور: کیا وزیر زراعت ازراہ کرم بیان فرمائیں گے کہ کیا یہ درست ہے کہ کچھ عرصہ قبل مری اور کہوٹہ کے علاقہ میں چائے کی کاشت کا تجربہ کیا گیا تھا۔ اگر ایسا ہے تو یہ تجربہ کس حد تک کامیاب رہا نیز حکومت صوبہ میں چائے کی پیداوار کے سلسلے میں کیا اقدامات کرنے کا ارادہ رکھتی ہے؟

وزیر زراعت (ریکیڈیر چوہدری صاحب داد خان): تحصیل کوہ مری میں چائے کی کاشت کا تجربہ سطح سمندر سے 7000 فٹ تک کے مقامات پر موسم گرما 1973ء میں وفاقی حکومت کے تعاون سے شروع کیا گیا۔ یہ تجربہ ابھی ابتدائی مراحل میں ہے۔ چین سے حاصل کردہ چائے کے بیجوں کو کامیابی کے ساتھ اگایا گیا اور ان کو پلاٹوں میں منتقل کیا گیا۔ لیکن ایسا کرنے سے اکثر پودے ضائع ہونے شروع ہو گئے۔ لیکن اس کی کامیابی کے لئے کوشش اور مزید تجربات محکمہ زراعت جاری رکھے گا۔

غیر نشان زدہ سوال اور اس کا جواب

کھاد کی فروخت

100 ۔ صوفی فضل حق : کیا وزیر زراعت از راہ کرم بیان فرمائیں گے کہ صوبہ میں یکم جنوری 1974ء سے 30 اپریل 1974ء تک کتنی کھاد فروخت ہوئی تھی ۔ یہ تفصیل صوبہ کی ہر تحصیل کی اور ہر ماہ کی علیحدہ علیحدہ بتائی جائے ؟

وزیر زراعت (بریگیڈیر چوہدری صاحب داد خان) : صوبہ پنجاب میں یکم جنوری 1974ء سے 30 اپریل 1974ء تک 72,465 نیوٹرینٹ ٹن (Nutrient Tons) کیمیاوی کھاد فروخت ہوئی تھی ۔ جو کہ ہر تحصیل اور ہر ماہ کی تفصیل* ایوان کی میز پر رکھ دی گئی ہے ۔

اراکین اسمبلی کی رخصت

احمد بخش تہیم

سیکرٹری اسمبلی : مندرجہ ذیل درخواست احمد بخش تہیم ممبر صوبائی اسمبلی کی طرف سے موصول ہوئی ہے :

براہ مہربانی مورخہ 74-10-25 کی رخصت عطا فرمائی جائے ۔

مسٹر سپیکر : سوال یہ ہے :

کہ مطلوبہ رخصت منظور کر دی جائے ۔

(تحریک منظور کی گئی)

---

*تفصیلات آخر میں ملاحظہ فرمائیں

رائے سخاوت علی خان

سیکرٹری اسمبلی : مندرجہ ذیل درخواست رائے سخاوت علی خان صاحب ممبر صوبائی اسمبلی کی طرف سے موصول ہوئی ہے :

21 اکتوبر 1974ء کو بھی کام کی غرض سے
اجلاس میں شمولیت نہیں کر سکا لہذا 21-10-74
کی رخصت عطا فرمائی جائے۔ نوازش ہو گی ۔

مسٹر سپیکر : سوال یہ ہے :

کہ مطلوبہ رخصت منظور کر دی جائے ۔

(تحریک منظور کی گئی)

راجہ سکندر خان

سیکرٹری اسمبلی : مندرجہ ذیل درخواست راجہ سکندر خان صاحب ممبر صوبائی اسمبلی کی طرف سے موصول ہوئی ہے :-

گذارش ہے کہ میں چند ایک ضروریات کے باعث
21-10-74 کا سیشن Attend نہ کر سکا ۔ رخصت
منظور فرمائی جائے۔

مسٹر سپیکر : سوال یہ ہے کہ :-

مطلوبہ رخصت منظور کر دی جائے ۔

(تحریک منظور کی گئی)

میاں افتخار احمد تاری

سیکرٹری اسمبلی : مندرجہ ذیل درخواست میاں افتخار احمد تاری صاحب ممبر صوبائی اسمبلی کی طرف سے موصول ہوئی ہے :

I could not attend Assembly Session due to illness on the following dates :—

My 29-30-1974

June 10.17

21st, 26th and 27th 1974.

I therefore request that my leave may kindly be sanctioned.

مسٹر سپیکر : سوال یہ ہے :

کہ مطلوبہ رخصت منظور کر دی جائے

(تحریک منظور کی گئی)

ملک خان محمد کھوکھر

سیکرٹری اسمبلی : مندرجہ ذیل درخواست ملک خان محمد کھوکھر صاحب ممبر صوبائی اسمبلی کی طرف سے موصول ہوئی ہے :

میں بوجہ بیماری مورخہ 24-7-74 اور 2-8-74 کو میٹنگ استحقاق کمیٹی میں شمولیت نہ کر سکا ۔ رخصت عطا فرمائی جائے ۔

مسٹر سپیکر : سوال یہ ہے :

کہ مطلوبہ رخصت منظور کر دی جائے ۔

(تحریک منظور کی گئی)

مسٹر جاوید حکیم قریشی

سیکرٹری اسمبلی : مندرجہ ذیل درخواست مسٹر جاوید حکیم قریشی صاحب ممبر صوبائی اسمبلی کی طرف سے موصول ہوئی ہے :

گذارش خدمت ہے کہ میں یکم اکتوبر 1974ء سے دس اکتوبر تک بیرون ملک ہونے کی بنا پر اسمبلی کے اجلاس میں شریک نہ ہو سکا۔ براہ کرم اس مدت کے لئے رخصت عنایت فرمائی جائے۔

مسٹر سپیکر : سوال یہ ہے۔

کہ مطلوبہ رخصت منظور کر دی جائے

(تحریک منظور کی گئی)

خان نور محمد خان

سیکرٹری اسمبلی : مندرجہ ذیل درخواست خان نور محمد خان صاحب ممبر صوبائی اسمبلی کی طرف سے موصول ہوئی ہے :

مودبانہ گذارش ہے کہ قدوی کو بخار ہے اور ساتھ ہی شوگر کی بیماری کی سخت تکلیف ہے۔ اس لئے قدوی کو مورخہ 21-10-74 تا 30-10-74 دس یوم کی رخصت عطا فرمائی جاوے۔ عین نوازش ہو گی۔

مسٹر سپیکر : سوال یہ ہے :

کہ مطلوبہ رخصت منظور کر دی جائے۔

(تحریک منظور کی گئی)

چوہدری عبدالعزیز ڈوگر

سیکرٹری اسمبلی : مندرجہ ذیل درخواست چوہدری عبدالعزیز ڈوگر صاحب ممبر صوبائی اسمبلی کی طرف سے موصول ہوئی ہے :

I could not attend the Assembly Session due to illness from 21 October to 22nd October.

Leave may kindly be granted.

مسٹر سپیکر : سوال یہ ہے :

کہ مطلوبہ رخصت منظور کر دی جائے

(تحریک منظور کی گئی)

راجہ محمد افضل خان

سیکرٹری اسمبلی : مندرجہ ذیل درخواست راجہ محمد افضل خان صاحب ممبر صوبائی اسمبلی کی طرف سے موصول ہوئی ہے :

I was unable to attend the session from 21-10-74 to 22-10-74 due to some important engagements, therefore I will be obliged if leave is granted by the house for this period.

مسٹر سپیکر : سوال یہ ہے :

کہ مطلوبہ رخصت منظور کر دی جائے

(تحریک منظور کی گئی)

مجلس قائمہ کی رپورٹ پیش کرنے کی مدت میں توسیع

مسٹر سپیکر : استحقاق کی کوئی تحریک نہیں ہے لہذا اب اگلی آئٹم لی جاتی ہے ۔ بیگم صاحبہ ۔

بیگم ریحانہ سرور : جناب والا ! میں یہ تحریک پیش کرتی ہوں :

> کہ مسودہ قانون مشاہدات ۔ مواجب و استحقاقات برائے اراکین صوبائی اسمبلی پنجاب مصدرہ 1974ء (مسودہ قانون نمبر 44 بابت 74ء) کے بارے میں مجلس قائمہ برائے قانون و پارلیمانی امور کی رپورٹ پیش کرنے کی معیاد میں 74-10-30 تک توسیع کر دی جائے ۔

مسٹر سپیکر : تحریک پیش کی گئی ہے :

> کہ مسودہ قانون مشاہرات مواجب و استحقاقات برائے اراکین صوبائی اسمبلی پنجاب مصدرہ 1974ء (مسودہ قانون نمبر 44 بابت 74ء کے بارے میں مجلس قائمہ برائے قانون و پارلیمانی امور کی رپورٹ پیش کرنے کی معیاد میں 74-10-30 تک توسیع کر دی جائے ۔

(تحریک منظور کی گئی)

تحاریک التوائے کار

مسٹر سپیکر : اب ہم تحاریک التوائے کار لیتے ہیں ۔

بریگیڈیر صاحب ! یہ ایوان آپ کی توجہ کا طالب ہے ۔ یہ ایک پرانی تحریک التوا ' کار ہے ۔ جس میں آپ نے بتایا تھا کہ آپ اس ایوان کو مزید

اعتماد میں لیں گے ۔ اس کو کافی دیر ہو گئی ہے ۔ پتہ نہیں کہ آپ کے ذہن میں وہ بات ہے کہ نہیں ۔ اینستھیسز کا مسئلہ تھا ۔ نشتر میڈیکل کالج ملتان کے بارے میں ۔

وزیر صحت : میں نے بتایا تھا کہ اب کام ہو رہا ہے اور ایک پوسٹ ہو چکی ہے ۔

مسٹر سپیکر : نہیں آپ نے بتایا تھا کہ اسسٹنٹ درخواست نہیں دیتے ۔ پتہ نہیں اس عہدے کو کیا کہتے ہیں ۔ مجھے اس عہدے کا نام یاد نہیں ہے ۔

وزیر صحت : ایک اینستھیسز ڈاکٹر تھے ایک اسسٹنٹ تھے اور ایک وقت ایسا تھا کہ وہاں پر کوئی نہیں تھا ۔ ۔ ۔ ۔

مسٹر سپیکر : آپ فرما رہے تھے کہ ابھی تک کسی نے اس پوسٹ کے لئے درخواست نہیں دی ۔ پھر آپ نے کہا تھا کہ اس سلسلہ میں ایوان کو اعتماد میں لیں گے ۔

Anytime you get this information, you may inform this house.

اچھا اب ہم کے دھاکوں کے متعلق تعاریک التوائے کار کے غالباً نمبر 169-168-162-159-158-153 ہیں ۔

ڈاکٹر صاحب الٹر کانٹینینٹل ہوٹل راولپنڈی میں جو دھاکہ ہوا ہے کیا یہ ہوٹل فیڈرل ایریا میں ہے یا پنجاب ایریا میں ہے ؟

وزیر تعلیم : جناب والا ! یہ پنجاب ایریا میں ہے ۔

حاجی محمد سیف اللہ خان : جناب والا ! میری ایک تحریک بھی اسی سلسلے میں ہے ۔

مسٹر سپیکر : حاجی صاحب ! آپ کی تحریک التوائے کار کا کون سا نمبر ہے ؟

حاجی محمد سیف اللہ خان : جناب والا ! مجھے معلوم نہیں ہے ۔

مسٹر سپیکر : تحاریک التوائے کار نمبر 153 ۔ 158 اور 159 راجہ محمد افضل خان کے نام پر ہیں ۔ تحریک التوا نمبر 162 کے محرک چوہدری امان اللہ لک صاحب اور نمبر 168 ، 169 کے محرک سید قابش الوری صاحب ہیں ۔ حاجی محمد سیف اللہ خان بھی کہہ رہے ہیں کہ ان کی بھی ایک تحریک التوائے کار ہے ۔

پنجاب میں متعدد مقامات پر بموں کے دھماکے ۔ مجرمان کو تلاش کرنے میں پولیس کی ناکامی

مسٹر سپیکر : راجہ محمد افضل خان یہ تحریک پیش کرنے کی اجازت طلب کرتے ہیں کہ اہمیت عامہ رکھنے والے ایک اہم اور فوری مسئلہ کو زیر بحث لانے کے لئے اسمبلی کی کارروائی ملتوی کی جائے ۔ مسئلہ یہ ہے کہ پاکستان ٹائمز راولپنڈی مورخہ 14 اکتوبر 1974ء کی اس خبر سے کہ لاہور میں دو بچے دھماکہ سے زخمی ہوئے ۔ پولیس افسروں نے اس واقعہ کو بم کی بجائے پٹاخے کا حوالہ دے کر معاملہ کھٹائی میں ڈالنے کی کوشش کی ۔ لیکن پھر پولیس نے خود ہی افتراض شروع کر دی ۔ اس خبر سے عوام میں پنجاب پولیس اور حکومت پر اعتماد ختم ہونے لگا ہے ۔ پنجاب میں دن بدن بموں کے دھماکوں میں اضافہ اور حکومت کا مجرمان کی تلاش میں اور انسداد میں ناکام ہونا اور پھر اس پر غلط بیانی سے عوام میں عدم تحفظ کے احساسات بڑھ گئے ہیں ۔ پنجاب میں بڑھتی ہوئی تخریبی کارروائی اور حکومت کی انسدادی کارروائی میں ناکامی پر بحث کرنے کے لئے کارروائی اسمبلی ملتوی فرمائی جائے ۔

راولپنڈی میں علاقہ مومن پورہ میں بم کا دھماکہ اور اس کے تدارک کے لئے پولیس فورس اور فیڈرل سکیورٹی فورس کی موجودگی کے باوجود حکومت کی ناکامی

مسٹر سپیکر : راجہ محمد افضل خان یہ تحریک پیش کرنے کی اجازت طلب کرتے ہیں کہ اہمیت عامہ رکھنے والے ایک اہم اور فوری مسئلہ کو زیر بحث

لانے کے لئے اسمبلی کی کارروائی ملتوی کی جائے۔ مسئلہ یہ ہے کہ روزنامہ نوائے وقت راولپنڈی مورخہ 15 اکتوبر 1974ء کی اس خبر سے کہ علاقہ مومن پورہ میں دھماکہ ہوا اور تمام علاقہ میں سراسیمگی پھیل گئی اور عوام میں حکومت کے خلاف عدم تحفظ اور عدم اعتمادی کے احساسات بڑھ رہے ہیں عوام یہ سوچنے پر مجبور ہیں کہ ان کے تحفظ کے لئے بیشمار پولیس فورس اور فیڈرل سکورٹی فورس کے ٹیکسوں کا بوجھ ڈالنے کے باوجود عوام کے تحفظ میں حکومت ناکام ہو رہی ہے۔ اس لئے اسمبلی کی کارروائی ملتوی کر کے بحث کی جائے۔

یہ مومن پورہ کہاں واقع ہے ؟

راجہ محمد افضل خان : جناب والا ! راولپنڈی میں واقع ہے۔

مسٹر سپیکر : اس میں اس کا کوئی ذکر نہیں ہے۔ اس کے بعد راجہ صاحب کی تحریک التوا نمبر 159 ہے۔

لاہور میں ایمبیسڈر ہوٹل کے باہر اور ریلوے سٹیشن پر بموں سے دھماکے کرنے والے مجرمان کو گرفتار کرنے میں حکومت پنجاب کی ناکامی

راجہ محمد افضل خان یہ تحریک پیش کرنے کی اجازت طلب کرتے ہیں کہ اہمیت عامہ رکھنے والے ایک اہم اور فوری مسئلہ کو زیر بحث لانے کے لیے اسمبلی کی کارروائی ملتوی کی جائے مسئلہ یہ ہے کہ روزنامہ مشرق لاہور مورخہ 16 اکتوبر کی اس خبر سے کہ لاہور میں ایمبیسڈر ہوٹل کے باہر بم کا دھماکہ دو غیر ملکی فضائی کمپنیوں کے دفاتر کے شیشے ٹوٹ گئے۔ ریلوے سٹیشن پر خوفناک دھماکہ دو افراد زخمی ہو گئے۔ ہوا میں روز افزوں دھماکوں کی واردات بڑھتی جا رہی ہیں اور حکومت پنجاب اس کے انسداد اور مجرمان کی گرفتاری میں ناکام ہو گئی ہے۔ عوام مجبور ہو کر سوچنے لگے ہیں کہ اتنی فیڈرل سیکورٹی فورس اور پولیس لنڈھی سے کام نہیں کرتی اور حکومت کی انتظامی مشینری اپنے فرائض پورے کرنے میں ناکام نظر آتی ہے۔

راولپنڈی ، لاہور اور اوکاڑہ میں بموں کے دھماکے کرنے والے منظم گروہ کا سراغ لگانے میں پولیس انتظامیہ کی ناکامی

مسٹر سپیکر : چوھدری امان اللہ لک یہ تحریک پیش کرنے کی اجازت طلب کرتے ہیں کہ اہمیت عامہ رکھنے والے ایک اہم اور فوری مسئلہ کو زیر بحث لانے کے لئے اسمبلی کی کارروائی ملتوی کی جائے۔ مسئلہ یہ ہے کہ گزشتہ دس روز کے اندر پنجاب کے شہروں راولپنڈی ، لاہور اور اوکاڑہ میں بموں کے دھماکے ہونے۔ جس سے عوام میں یہ خوف پیدا ہو گیا ہے کہ پنجاب تخریب کاروں کی زد میں ہے اور پورے صوبہ پنجاب میں منظم بد نظمی اور افراتفری پیدا کرنے کے لئے دھماکے منظم گروہ کر رہا ہے۔ سرکاری اور پرائیویٹ عمارات اب محفوظ نہیں ہیں۔ صوبے کی پولیس انتظامیہ ایسے گروہ کا پتہ لگانے میں دلچسپی نہیں لے رہی یا پھر ناکام ہو چکی ہے اور صوبہ بھر کے عوام میں شدید خوف و ہراس پیدا ہو چکا ہے اور عدم تحفظ کا احساس پیدا ہو گیا ہے۔ اس واقعہ پر بحث کرنے کے لئے اسمبلی کی کارروائی ملتوی کی جائے۔

سید تابش الوری یہ تحریک پیش کرنے کی اجازت طلب کرتے ہیں کہ اہمیت عامہ رکھنے والے ایک اہم اور فوری مسئلہ کو زیر بحث لانے کے لئے اسمبلی کی کارروائی ملتوی کی جائے۔ مسئلہ یہ ہے کہ مورخہ 14 اکتوبر 1974ء کو لاہور ریلوے سٹیشن کی عمارت میں ہونے تو بجے رات بم کا خوفناک دھماکہ ہوا۔ جس کی آواز میلوں تک سنی گئی۔ دھماکہ سے دو افراد زخمی ہو گئے اور عمارت کی بیرونی دیوار میں شگاف پڑ گیا۔ خوفناک دھماکوں کے تسلسل نے عوام میں زبردست خوف و ہراس پیدا کر دیا ہے اور وہ سمجھنے پر مجبور ہو گئے ہیں کہ حکومت پنجاب ان پراسرار دھماکوں کا سراغ لگانے ، مجرموں کو گرفتار کرنے اور عوام کی جان و مال کی حفاظت کرنے میں ناکام ہو گئی ہے۔

تحریک التوا نمبر 169 بھی سید تابش الوری صاحب کی ہے۔

راولپنڈی میں ہوٹل انٹرکانٹینٹل ، میلوڈی سینما اور کراؤن ہوٹل میں بموں کے دھماکوں سے شدید جانی اور مالی نقصان ہونا

مسٹر سپیکر : سید تابش الوری یہ تحریک پیش کرنے کی اجازت طلب کرتے ہیں کہ اہمیت عامہ رکھنے والے ایک اہم اور فوری مسئلہ کو زیر بحث لانے کے لئے اسمبلی کی کارروائی ملتوی کی جائے ۔ مسئلہ یہ ہے کہ راولپنڈی میں 12 اکتوبر 74ء کو ہوٹل انٹرکانٹینٹل میں بم کا زبردست دھماکہ ہوا ۔ جس سے تین افراد زخمی ہو گئے ۔ اس سے دو روز قبل میلوڈی سینما اور کراون ہوٹل میں بھی بم پھٹنے کے دو واقعات ہوئے ۔ جس کے نتیجے میں سینما کو نقصان پہنچنے کے علاوہ مرکزی سنسر بورڈ کا تمام سامان جل گیا ۔ ان خوفناک دھماکوں سے عوام میں سخت ہیجان اور اضطراب پیدا ہو گیا ہے ۔

ان میں سے پہلی دو admit نہیں کر رہا ۔ نمبر 153 اور 158 vague ہیں ۔ لیکن راجہ محمد افضل خان کی تحریک نمبر 157 کو میں admit کر رہا ہوں ۔ اب جو باقی ہیں وہ ہیں نمبر 159 راجہ محمد افضل خان کی ۔ نمبر 162 چوہدری امان اللہ لک کی اور 168 اور 169 سید تابش الوری کی اور حاجی محمد سیف اللہ خان کی تحریک کا نمبر نہیں ملا ۔ بہرحال وہ کہہ رہے ہیں کہ ان کی بھی ایک تحریک ہے ۔ ڈاکٹر صاحب آپ کچھ فرمائیں گے ؟

وزیر تعلیم : جناب والا ! آپ نے خود ہی مہربانی فرما کر admit نہیں کیں کیونکہ وہ واقعی بم کے دھماکے نہیں تھے وہ صرف نفسیاتی فضا پیدا کرنے کی کوشش کی جا رہی ہے اور ایسا کہیں چھوٹا سا پٹاخا ہو جائے تو اسے بم سمجھ لیا جاتا ہے ۔ شاید عوام دشمن یہ کر رہے تھے اور نفسیاتی حالات پیدا کرنا چاہتے تھے ۔ جناب والا ! میں سمجھتا ہوں کہ عوام دشمن حضرات ایسی فضا پیدا کر رہے ہیں کہ اس ملک میں کوئی پٹاخا بھی چل جائے تو اسے بم سمجھ کر ہیجان اور اضطراب عوام میں پیدا ہو جائے ۔ جناب والا ! باقی جگہوں پر بھی اور ریلوے سٹیشن ، ایمبیسیڈر ہوٹل ، ہوٹل کانٹینٹل ، واپڈا ہاؤس میں واقعی پلاسٹک بموں کے دھماکے ہوئے تھے ۔ ان میں جو material استعمال ہوتا ہے اس کے متعلق آئی ۔ جی ۔ پولیس

پنجاب نے پریس کانفرنس کے ذریعے عوام کو مطلع کیا کہ ان میں کیا کیا چیزیں استعمال کی گئی ہیں ۔ پنجاب کی پولیس صوبہ سرحد کی پولیس اور وفاقی حکومت کی تمام ایجنسیاں جن کا ان چیزوں سے تعلق ہے ۔ اس میں مشغول ہیں اور حکومت نے ان چیزوں کا نوٹس لیا ہے اور کچھ افراد شامل تفتیش بھی کر لئے گئے ہیں اور اس سلسلے میں ہر قسم کی اور کافی اچھے level پر انکوائری ہو رہی ہے اس میں progress ہو رہی ہے ۔ امید ہے کہ جیسا کہ اعلان کیا گیا ہے اگر عوام میں سے کوئی شخص اطلاع دے یا کسی شخص کو گرفتار کرائے ۔ اس کو 2 ہزار روپے انعام دیا جائیگا ۔ اسی طرح سے کوئی آدمی نصب کرتے ہوئے پکڑوائے یا موقع پر کسی طریقے سے ثابت کرا دے تو اس کو 50 ہزار روپے کے انعام کا اعلان کیا گیا ہے ۔ اتنی بڑی انعامات کی رقوم پاکستان میں اس سے پہلے کبھی اعلان نہیں کی گئیں تھیں اور اس سے یہ ظاہر ہوتا ہے کہ اس مسئلہ کو حکومت کتنی زیادہ اہمیت دے رہی ہے لیکن میں سمجھتا ہوں اس کو اسی حد تک لینا چاہئے میں ان تمام محرکین کو خطاب کر رہا ہوں کہ وہ ان دھماکوں کا نوٹس نہ لیں کیونکہ اگر حکومت پولیس نہ لے تو اس کی غفلت ہے لیکن حکومت نے نوٹس لیا ہے ۔ پنجاب پولیس کی تمام ایجنسیاں صوبہ سرحد کی پولیس اور مرکزی حکومت کی تمام ایجنسیاں اس پر کام کر رہی ہیں لیکن ہمیں اس سے مضطرب نہیں ہونا چاہئے ۔ ان عوام دشمن لوگوں کا یہی مقصد ہے کہ وہ تخریبی کارروائی کریں ۔ میں فاضل محرکین کو یقین دلاتا ہوں کہ حکومت پنجاب کی اپنی تمام ایجنسیاں حکومت سرحد اور وفاقی حکومت کی تمام ایجنسیاں اس پر کام کر رہی ہیں اور ہم اس پر معقول توجہ دے رہے ہیں اور یہ فاضل اراکین کو حق پہنچتا ہے کہ وہ ہم سے پوچھیں کہ ہم کیا کر رہے ہیں لیکن میں پھر کہوں گا کہ اگر ہم مضطرب ہو گئے اگر ہم نے ہر پٹاخے کو دھماکہ سمجھ لیا تو یہ عوام دشمن حضرات نفسیاتی طور پر اپنے نظریے میں کامیاب ہو جائیں گے ۔ وہ یہی ہیجان پیدا کرنا چاہتے ہیں ۔ یہاں میں درخواست کروں گا کہ اس کو اس حد تک نہ لیا جائے اگر ہم کسی عوام دشمن چال میں آ گئے اور واقعی مان لیا کہ پاکستان میں ہیجان پیدا ہو گیا ہے تو عوام دشمن عناصر کا مقصد پورا ہو جائیگا ۔ ان کا مقصد عوام میں اضطراب اور ہیجان پیدا کرنا ہے تاکہ عوام

یہ سمجھ لیں کہ حکومت ان کے جان و مال کی حفاظت کرنے میں ناکام ہو گئی ہے ۔ عوام دشمن اور ملک دشمن لوگ ملک میں دھماکے کرا کر بھی ہیجان پیدا کرنا چاہتے ہیں ۔ آخر میں یہ کہوں گا کہ آپ کی تمام ایجنسیاں ، صوبہ سرحد کی پولیس اور وفاقی حکومت کی تمام اس قسم کی ایجنسیاں اس کے تدارک میں رات دن لگی ہوئی ہیں ۔ وزیر اعلیٰ اور وزیر اعظم نے بھی بار بار اس سلسلے میں توجہ دی اور وفاقی وزیر داخلہ نے خصوصی ٹریبونل Special Tribunal بنانے کا اعلان کیا ہے ۔ حکومت کی طرف سے کوئی کوتاہی نہیں ۔ زبردست توجہ دی جا رہی ہے ۔ ان تخریب کاروں کو پکڑنے کے عوض ملازموں کی ترقی بھی ہو رہی ہے ان تخریب کاروں کے ہتھکنڈے بھی جدید ہو گئے ہیں وہ تمام سامان جو آئی ۔ جی نے دکھایا پریس کے ذریعے دیکھا ٹی وی کے ذریعے بھی دیکھا وہ بھی اس قسم کا ہے کہ اس کو پلانٹ کرکے چھوڑ دیا جاتا ہے تاکہ وہ پندرہ منٹ آدھا گھنٹہ یا ایک گھنٹہ کے بعد چلے اس کے پکڑنے میں کافی مشکل ہے ۔ میں تسلی کراتا ہوں کہ حکومت کی تمام ایجنسیاں اس پر لگی ہوئی ہیں ۔ جناب والا ! میں یہ اپیل کرتا ہوں کہ مضطرب نہ ہوں وہ بھی چاہتے ہیں ۔ شکریہ

راجہ محمد افضل خان : وزیر موصوف نے یقین دہانی کرائی اور انہوں نے یہ بتایا ہے لیکن اس کی وجہ تلاش کی جائے ۔ جن کی وجہ سے یہ دھماکے ہو رہے ہیں کیونکہ تمام پاکستان میں پنجاب میں دھماکے شروع ہو چکے اور ہم جو تحاویک دے رہے ہیں ان کے متعلق ہمیں اخبارات کی خبروں سے مطلع کیا جاتا ہے اور پھر ہم اسمبلیوں میں پیش کرتے ہیں اس فضا کو خراب کرنے میں ہمارا کوئی حصہ نہیں ۔ میرا مطلب یہ ہے کہ صرف السداد سے کوئی فائدہ نہیں ہوگا ۔ دھماکے چلتے رہے تو اس سے کوئی فائدہ نہیں ہوگا ۔ اس کی بنیادی وجوہ تلاش کی جائیں اور ہم سمجھتے ہیں کہ ایک قوم جس کو بے پناہ قربانیاں دے کر آزادی ملی ہے وہ عوام کی آزادی چھیننے کے اسباب پیدا کر رہے ہیں میں ان سے گزارش کروں گا کہ عوام اس ملک کی حفاظت خود کریں گے ۔ کیونکہ یہ حکومت کا کام ہوتا ہے کہ جب عوام کی آزادی پر ڈاکہ پڑتا ہے تو وہ ایسے اقدامات کرتی ہے ہر ملک میں ایسے واقعات ہوتے ہیں ہوتے رہتے ہیں جب عوام کو آزادی مل گئی اور یہ گھٹن ختم

ہوگی تو عوام ملک کو اپنا ملک سمجھیں گے خود ملک کی حفاظت کریں گے اور مجھے یقین ہے کہ یہ چیز ختم ہو جائے گی انسداد کی بجائے اس کے بنیادی وجوہ تلاش کریں گے ۔

Mr. Speaker : As the assurance extended by the Minister does not appear to have been accepted, I admit this motion. Those in favour should rise in their seats.

سید تابش الوری : جناب والا ! میں گزارش کروں گا کہ میں مختصر سی وضاحت وزیر موصوف سے کرانا چاہتا ہوں کہ انہوں نے یہ فرما دیا کہ تمام مؤثر اقدامات کئے جا رہے ہیں لیکن اس ہاؤس کو اس سلسلے میں اعتماد میں نہیں لیا ۔ اب تک انہوں نے یہ نہیں بتایا کہ تحقیقات کے ابتدائی نتائج کیا ہیں ۔ کتنے افراد کو گرفتار کیا گیا ہے ۔ جناب وزیر اعلیٰ نے یہ اعلان کیا تھا کہ ہمیں مجرموں کے ناموں کا بھی علم ہے اور اس کے بعد یہ کہا تھا کہ ان خفیہ ہاتھوں کا بھی علم ہے جو یہ دھماکے کرا رہے ہیں اس کے نتیجے میں کیا کارروائی ہوئی ہے یہ بھی کہا گیا ہے کہ آئی ۔ جی پنجاب نے اعلان کیا کہ یہ تخریب کار کابل میں ٹریننگ لینے کے بعد آتے ہیں ۔

مسٹر سپیکر : آپ تو اس بحث میں پڑ گئے ۔

سید تابش الوری : جناب والا ! میں تو صرف وضاحت چاہ رہا ہوں ۔

Mr. Speaker : I cannot permit this debate. For this debate I am admitting these motions and want those in favour to rise in their seats.

سید تابش الوری : میں یہ عرض کرنا چاہتا ہوں کہ ان کا یہ اعتراف ہے کہ ۔ ۔ ۔ ۔

مسٹر سپیکر : اسی لئے تو میں یہ admit کر رہا ہوں کہ انہوں نے واقعات تسلیم کر لئے ہیں ۔ گنتی کریں ۔

It falls short of the required number. Therefore, the House does not grant leave.

سید تابش الوری : اگر یہ دھماکے کابل کی طرف سے ہو رہے ہیں تو یہ سارے پاکستان میں ہونے چاہئیں یہ سندھ میں کیوں نہیں ہو رہے ہیں ؟

مسٹر سپیکر : یہ تو آپ کسی سندھ کے وزیر سے پوچھیں ۔

سید تابش الوری : اس سلسلے میں ہمیں وہ اعتماد میں لیں ۔

بی - وی ہسپتال (بہاولپور) میں ڈسپنسر کلاس ختم کر دینے سے دیہاتوں میں طبی مشکلات میں اضافہ ہو جانا

مسٹر سپیکر : سید تابش الوری یہ تحریک پیش کرنے کی اجازت طلب کرتے ہیں کہ اہمیت عامہ رکھنے والے ایک اہم اور فوری مسئلہ کو زیر بحث لانے کے لئے اسمبلی کی کارروائی ملتوی کی جائے ۔ مسئلہ یہ ہے کہ روزنامہ کائنات بہاولپور مورخہ 27 ستمبر 1974ء کے مطابق بی - وی ہسپتال بہاولپور میں ڈسپنسر کلاس ختم کر دی گئی ہے جس میں ہر سال چالیس طلباء کو داخلہ دیا جاتا تھا اور یہ ڈسپنسر دیہات کی طبی ضرورتوں کی تکمیل میں مدد گار ثابت ہوتے تھے بی - وی ہسپتال میں ڈسپنسر کلاس کے خاتمے سے طلبا اور عوام میں بے چینی پیدا ہو گئی ہے ۔

وزیر زراعت : جناب والا ! اس خبر میں صداقت نہیں ہے ۔ ڈسپنسر کلاس جاری ہے اور ڈسپنسر کلاس کے لئے میرٹس پر انتخاب ہوتا تھا وہ ہو گیا ہے ۔ ڈسپنسر ٹریننگ کے سلسلے میں حکومت کے ایک سکیم زیر غور ہے لیکن اس میں کوئی صداقت نہیں ہے کہ وہ بند ہو گئی ہے ۔

مسٹر سپیکر : بلکہ مزید کوئی تجویز زیر غور ہے ۔

سید تابش الوری : جناب والا ! بہاولپور میں دو ادارے ہیں جن میں ڈسپنسروں کو ٹریننگ دی جاتی ہے ۔ ایک پیرا میڈیکل سکول اور دوسرا بی - وی ہسپتال ۔ پیرا میڈیکل سکول میں داخلے کے لئے درخواستیں طلب کی گئی ہیں اور داخلے جاری ہیں لیکن بی - وی ہسپتال میں جو ٹریننگ کا شعبہ ہے جس میں 40 سیٹیں ہیں ۔ اس میں اس سال ابھی تک داخلے جاری نہیں

ہوئے ۔ انہوں نے سفارش کی ہے اور حکومت نے اسے مان لیا ہے کہ اسے ختم کر دیا جائے ۔ اس لئے چاہوں گا کہ اس امر کی وضاحت فرمائی جائے کہ آیا بی ۔ وی ہسپتال کی کلاسیں حسب سابق جاری رہیں گی ۔ پھر میں اپنی تحریک پر زور نہیں دوں گا ۔

وزیر صحت : ضلع بہاولپور میں ایسا ہسپتال جس میں ڈسپنسر کی کلاسیں لگتی ہیں ایک ہی ہے اور وہ پیرا میڈیکل سکول ہے ۔ انہیں جاری رکھا جائے گا اور کسی دوسری جگہ یہ کلاسیں جاری نہیں کی جائیں گی ضلع میں ایسا ایک ہی ادارہ ہے ۔

سید تابش الوری : جناب والا ! میں یہ عرض کر رہا ہوں کہ پیرا میڈیکل سکول میں الگ کلاسیں ہیں اور بی ۔ وی ہسپتال میں الگ ہیں اور ہر ہسپتال میں اپنی الگ کلاسیں ہوتی ہیں ۔ میری گزارش یہ ہے کہ بی ۔ وی ہسپتال والی کلاس کو ختم کیا جا رہا ہے جب کہ یہ سالہا سال سے جاری ہیں ۔ میں یہ یقین دہانی چاہتا ہوں کہ انہیں ختم نہ کیا جائے ۔ مجھے یہ پتہ چلا ہے کہ ایک نیا نصاب پیرا میڈیکل سکول میں جاری کیا جا رہا ہے جو ڈسپنسر کے نصاب سے اونچا ہوگا ۔ تو یہ اس لئے ضروری ہے کہ اگر اس کلاس کو بند کر دیا گیا تو صرف ڈسپنسر ہی تیار ہو سکیں گے ۔

وزیر صحت : شاید میں فاضل ممبر کو سمجھا نہیں سکا ۔ ڈسپنسر کلاس پیرا میڈیکل سکول میں جاری رکھی جائے گی ۔ جیسے پہلے جاری ہے ۔ میں خود وہاں گیا ہوں ۔ پیرا میڈیکل سکول کا کچھ حصہ میڈیکل کالج والوں کے پاس تھا ۔ اب دوسری سکیم زیر غور ہے جس میں ڈسپنسر سے زیادہ نصاب پڑھایا جائے گا ۔

مسٹر سپیکر : بہر حال جو پہلے کلاس جاری تھی اسے بند نہیں کیا گیا ۔

سید تابش الوری : بی ۔ وی ہسپتال کی کلاس کو جاری نہیں رکھا گیا اسے جاری رکھا جائے میری یہ گزارش ہے ۔

مسٹر سپیکر : وہ کہہ رہے ہیں کہ ضلع بہاولپور میں کوئی ایسی کلاس جو پہلے جاری تھی وہ بند نہیں کی گئی

سید تابش الوری : جناب والا ! اس امر کی یقین دہانی ہونی چاہئے ۔

وزیر صحت : پیرا میڈیکل سکول میں سو (100) طلبا داخل کئے جاتے تھے تو یہ کلاس جاری رہے گی اسے بند نہیں کیا گیا ۔

سید تابش الوری : جناب والا ! میں یہ عرض کر رہا ہوں کہ پیرا میڈیکل سکول میں سو (100) سیٹیں تھیں ۔ میں اسی علاقے سے تعلق رکھتا ہوں ۔ میں پوری ذمہ داری سے کہتا ہوں کہ ان سیٹوں کو تو قائم رکھا گیا ہے لیکن بی ۔ وی ہسپتال میں جو 40 سیٹیں ہیں انہیں ختم کیا جا رہا ہے ۔

مسٹر سپیکر : بی ۔ وی ہسپتال کے ڈسپنسر کہاں ٹریننگ لیتے ہیں ۔

سید تابش الوری : وہ بی ۔ وی ہسپتال میں ٹریننگ لیتے تھے جسے اب ختم کیا جا رہا ہے ۔

وزیر صحت : میری معلومات کے مطابق کسی بھی کلاس کو ختم نہیں کیا جا رہا ہے ۔ بہر حال اس کے متعلق میں مزید معلومات حاصل کر کے بتا سکوں گا ۔

سید تابش الوری : تو اسے التوا میں رکھ لیجئے ۔

مسٹر سپیکر : ٹھیک ہے اسے التوا میں رکھا جاتا ہے ۔

مسودات قانون

مسودہ قانون (ترمیم پنجاب) مالیہ اراضی مغربی پاکستان مصدرہ 1974ء

مسٹر سپیکر : اب ہم اگلی آئٹم پر آتے ہیں ۔ چوہدری علی بہادر خان ۔

چوہدری علی بہادر خان : جناب والا ! میں تحریک پیش کرتا ہوں :

کہ مسودہ قانون (ترمیم پنجاب) مالیہ اراضی مغربی پاکستان مصدرہ 1974ء پیش کرنے کی اجازت دیجائے ۔

مسٹر سپیکر : تحریک پیش کی ہے اور سوال یہ ہے :

کہ مسودہ قانون (ترمیم پنجاب) مالیہ اراضی مغربی پاکستان مصدرہ 1974ء پیش کرنے کی اجازت دی جائے۔

(تحریک منظور کی گئی)

چوہدری بہادر علی خان : جناب والا ! میں مسودہ قانون (ترمیم پنجاب) مالیہ اراضی مغربی پاکستان مصدرہ 1974ء پیش کرتا ہوں۔

مسٹر سپیکر : مسودہ قانون (ترمیم پنجاب) مالیہ اراضی مغربی پاکستان مصدرہ 1974ء پیش کر دیا گیا ہے۔

It is referred to the concerned Standing Committee. The report to come within 180 days.

مسودہ قانون (ترمیم پنجاب) انضباط بلدہ مغربی پاکستان مصدرہ 1974ء

حاجی محمد سیف اللہ خان : جناب والا ! میں تحریک پیش کرتا ہوں :

کہ مسودہ قانون (ترمیم پنجاب) انضباط بلدہ مغربی پاکستان مصدرہ 1974ء پیش کرنے کی اجازت دی جائے۔

مسٹر سپیکر : تحریک پیش کی گئی اور سوال یہ ہے :

کہ مسودہ قانون (ترمیم پنجاب) انضباط بلدہ مغربی پاکستان مصدرہ 1974ء پیش کرنے کی اجازت دی جائے۔

(تحریک منظور کی گئی)

حاجی محمد سیف اللہ خان : میں مسودہ قانون (ترمیم پنجاب) انضباط بلدہ مغربی پاکستان مصدرہ 1974ء پیش کرتا ہوں۔

مسٹر سپیکر : مسودہ قانون (ترمیم پنجاب) انضباط بلدہ مغربی پاکستان مصدرہ 1974ء پیش کر دیا گیا ہے۔

It is referred to the concerned Standing Committee The report to come within 180 days.

مسودہ قانون (ترمیم پنجاب) عائلی عدالت ہا مغربی پاکستان مصدرہ 1974ء

حاجی محمد سیف اللہ خان : جناب والا ! میں تحریک پیش کرتا ہوں :

کہ مسودہ قانون (ترمیم پنجاب) عائلی عدالت ہاء مغربی پاکستان مصدرہ 1974ء پیش کرنے کی اجازت دی جائے۔

مسٹر سپیکر : تحریک پیش کی گئی ہے اور سوال یہ ہے :

کہ مسودہ قانون (ترمیم پنجاب) عائلی عدالت ہاء مغربی پاکستان مصدرہ 1974ء پیش کرنے کی اجازت دی جائے۔

(تحریک منظور کی گئی)

حاجی محمد سیف اللہ خان : میں مسودہ قانون (ترمیم پنجاب) عائلی عدالت ہاء مغربی پاکستان مصدرہ 1974ء پیش کرتا ہوں۔

مسٹر سپیکر : مسودہ قانون (ترمیم پنجاب) عائلی عدالت ہاء مغربی پاکستان مصدرہ 1974ء پیش کر دیا گیا ہے۔

It is referred to the concerned Standing Committee. The report to come within 180 days.

مسودہ قانون حد رقبہ برائے شہری رہائشی مکانات مصدرہ 1974ء

چوہدری علی بہادر خان : جناب والا ! میں تحریک پیش کرتا ہوں :

کہ مسودہ قانون حد رقبہ برائے شہری رہائشی مکانات مصدرہ 1974ء پیش کرنے کی اجازت دی جائے۔

مسٹر سپیکر : تحریک پیش کی گئی ہے اور سوال یہ ہے :

کہ مسودہ قانون حد رقبہ برائے شہری رہائشی مکانات مصدرہ 1974ء پیش کرنے کی اجازت دی جائے ۔

(تحریک منظور کی گئی)

چوہدری علی بہادر خان : میں مسودہ قانون حد رقبہ برائے شہری رہائشی مکانات مصدرہ 1974ء پیش کرتا ہوں ۔

مسٹر سپیکر : مسودہ قانون حد رقبہ برائے شہری رہائشی مکانات مصدرہ 1974ء پیش کر دیا گیا ہے ۔

It is referred to the concerned Standing Committee. The report to come within 180 days.

مسودہ قانون (تنسیخ) ایگریکلچرل ڈویلپمنٹ اینڈ سپلائز کارپوریشن پنجاب مصدرہ 1974ء

حاجی محمد سیف اللہ خان : جناب والا ! میں تحریک پیش کرتا ہوں :

کہ مسودہ قانون (تنسیخ) ایگریکلچرل ڈویلپمنٹ اینڈ سپلائز کارپوریشن پنجاب مصدرہ 1974ء پیش کرنے کی اجازت دی جائے ۔

مسٹر سپیکر : تحریک پیش کی گئی ہے اور سوال یہ ہے :

کہ مسودہ قانون (تنسیخ) ایگریکلچرل ڈویلپمنٹ اینڈ سپلائز کارپوریشن پنجاب مصدرہ 1974ء پیش کرنے کی اجازت دی جائے ۔

(تحریک منظور کی گئی)

حاجی محمد سیف اللہ خان : میں مسودہ قانون (تنسیخ) ایگریکلچرل اینڈ سپلائز کارپوریشن پنجاب مصدرہ 1974ء پیش کرتا ہوں ۔

مسٹر سپیکر : مسودہ قانون (تنسیخ) ایگریکلچر ڈویلپمنٹ اینڈ سپلائز کارپوریشن مصدرہ 1974ء پیش کر دیا گیا ہے ۔

It is referred to the concerned Standing Committee. The report to come within 180 days.

مسودہ قانون احترام رمضان المبارک پنجاب مصدرہ 1974ء

چوہدری علی بہادر خان : جناب والا ! میں تحریک پیش کرتا ہوں :

کہ مسودہ قانون احترام رمضان المبارک پنجاب مصدرہ 1974ء پیش کرنے کی اجازت دی جائے ۔

مسٹر سپیکر : تحریک پیش کی گئی ہے اور سوال یہ ہے :

کہ مسودہ قانون احترام رمضان المبارک پنجاب مصدرہ 1974ء پیش کرنے کی اجازت دی جائے ۔

(تحریک منظور کی گئی)

چوہدری علی بہادر خان : میں مسودہ قانون احترام رمضان المبارک پنجاب مصدرہ 1974ء پیش کرتا ہوں ۔

مسٹر سپیکر : مسودہ قانون احترام رمضان المبارک پنجاب مصدرہ 1974ء پیش کر دیا گیا ہے ۔

It is referred to the concerned Standing Committee. The report to come with 180 days.

قرارداد

ڈگری کلاسز میں تعزیرات پاکستان کو لازمی مضمون کی حیثیت سے نصاب میں شامل کیا جائے ۔

ملک محمد اعظم : جناب والا ! میں یہ قرارداد ایوان میں پیش کرنے کی اجازت چاہتا ہوں :

کہ اس ایوان کی رائے ہے کہ مرکزی حکومت سے سفارش کی جائے کہ ڈگری کلاسز میں تعزیرات

پاکستان کو لازمی مضمون کی حیثیت سے طلبہ و
طالبات کے لئے نصاب میں شامل کیا جائے۔

مسٹر سپیکر : ایوان میں یہ قرارداد پیش کی گئی ہے :

کہ اس ایوان کی رائے ہے کہ مرکزی حکومت سے
سفارش کی جائے کہ ڈگری کلاسز میں تعزیرات
پاکستان کو لازمی مضمون کی حیثیت سے طلبہ و
طالبات کے لئے نصاب میں شامل کیا جائے۔

اس میں یہ ترامیم آئی ہیں ، حاجی محمد سیف اللہ خان ' میاں خان محمد میاں خورشید انور ' میاں منظور احمد موہل۔

First I should be satisfied why I should allow these amendments at such a short notice.

اصل میں یہ اس قرارداد کی ترمیم نہیں بنتی۔ لیکن ترمیمیں اصل میں ایک ہی مضمون کی ہیں۔ آپ مجھے یہ بتائیں کہ یہ امنڈمنٹ کیسے بنتی ہے ؟

میاں خورشید انور : میری ترمیم پڑھ دیں ' پھر میں عرض کروں گا۔

مسٹر سپیکر : ان کا مقصد یہ ہے کہ "اس ایوان کی رائے ہے کہ صوبائی حکومت مرکزی حکومت سے سفارش کرے کہ طلبہ و طالبات اور دیگر عوام کو ریڈیو ، ٹیلی ویژن اور دیگر ذرائع ابلاغ سے تعزیرات پاکستان کی تعلیم دی جائے" آپ نے یہ لکھا ہے کہ اس کو اس طرح پڑھا جائے۔ باقیوں میں یہ لکھا ہے کہ اس میں یہ بات ایڈاد کی جائے۔

میاں منظور احمد موہل (نہیں ہیں)

میاں خان محمد (نہیں ہیں)۔

میاں خورشید انور——ان کی یہ ترمیم ہے کہ اس ایوان کی رائے ہے کہ مرکزی حکومت سے سفارش کی جائے کہ طلبہ و عوام کو ذرائع ابلاغ کے ذریعے تعزیرات پاکستان سے روشناس کرایا جائے۔ میں مناسب سمجھوں گا تقریر کریں اس کے بعد میں فیصلہ کروں گا

I have to admit these amendments or not.

اس کو اپوز تو کوئی نہیں کر رہا ؟ جو تقریر کرنا چاہتے ہیں ان کی فہرست تو میرے پاس آ گئی ہے۔ لیکن میں جاننا چاہتا ہوں

Whether they are opposing it or supporting it.

بیگم رعنالہ سرور ، چوہدری یعقوب علی اعوان ، میاں خورشید انور اس قرارداد کو اس کی موجودہ صورت میں وہ قبول نہیں کر رہے ، اس لئے وہ بولنا چاہتے ہیں ۔

بیگم رعنالہ سرور (شہید) : جی ہاں ۔ ابوز کر رہے ہیں ۔

مسٹر سپیکر : اس لئے تو میں سمجھنا چاہتا تھا ۔

وزیر قانون : پیارا نقطہ نظر یہ ہے کہ جہاں طلبہ و طالبات کو روشناس کرایا جائے وہاں تمام عوام کو بھی روشناس کرایا جائے ۔

مسٹر سپیکر : اس لئے میں کہہ رہا ہوں کہ یہ قرارداد کوئی جامع نہیں ۔ وہ تو تمام تعلیم کی بات کر رہے ہیں کہ سٹڈی کورس کے طور پر شامل کیا جائے ۔

میاں خورشید انور : اس لئے ہم نے مخالفت کی ہے ۔ سٹڈی کورس چلے بہت ہے ۔ یہ مزید بوجھ ہو جائے گا ۔ یہ سب کے لئے ہونا چاہئے ۔ طلبہ و طالبات کے علاوہ سب کو قانون کا علم ہونا چاہئے تاکہ اس کا احترام کیا جائے ، صرف طلبہ و طالبات کے لئے اگر ہو تو بوجھ کورس میں اضافہ ہو جائے گا ۔

وزیر قانون : بہتر یہ ہے کہ پہلے محرک کے خیالات کو سنا جائے اور اس کے بعد رائے قائم کی جائے ۔

مسٹر سپیکر : ملک محمد اعظم ۔

(اس مرحلہ پر حاجی محمد سیف اللہ خان کرمی صدارت پر تشریف فرما ہوئے) ۔

ملک محمد اعظم : جناب والا ! قانون کا منشا یہ ہے کہ ہر شخص قانون کو جانتا ہو ۔ اس لئے یہ ایک مفروضہ قائم کیا گیا کہ ہر شخص قانون کو جانتا ہے اور قانون سے لاعلمی کوئی جواز نہیں ۔ کوئی شخص یہ نہیں کہہ سکتا کہ وہ قانون کو نہیں جانتا تھا اس لئے اس سے کوئی جرم سرزد ہوا ۔

جیسا کہ میں نے عرض کیا ، قانون کا مقصد بھی یہی تھا اور یہی ہے کہ ہر شخص قانون کو جانے اور اس پر عمل کرے ۔ لیکن بد قسمتی سے ہمارے ملک میں قانون کو زیادہ لوگ نہیں جانتے ۔ کیونکہ ہمارے ملک میں تعلیم کم ہے ۔ لیکن وہ طبقہ جو اعلیٰ تعلیم یافتہ سمجھا جاتا ہے ، بی ۔ اے اور دیگر ڈگریاں حاصل کرنے کے بعد بھی انہیں اس بنیادی قانون کا علم نہیں ہوتا کہ تعزیرات پاکستان میں من پر کس حد تک پابندیاں عائد کی گئی ہیں اور کیا کیا اس کو تحفظ دیا گیا ہے ؟

جناب والا ! میں یہ سمجھتا ہوں کہ تعزیرات پاکستان کی تعلیم بھی بہت کم ہوگی ، کیونکہ پورا قانون جاننا بہت مشکل ہے ۔ لیکن یہ ایک بنیادی قانون ہے ۔ اس کو میں بنیادی قانون اس لئے کہوں گا کہ روزمرہ کی زندگی میں یہ کام آ سکتا ہے اور کام آتا ہے ۔ تعزیرات پاکستان کے مطالعے سے ایک شخص کو یہ پتہ چل سکتا ہے کہ اس کا حق خود اختیاری کہاں شروع ہوتا ہے اور کہاں ختم ہوتا ہے ۔ روزمرہ کی زندگی میں ہم دیکھتے ہیں کہ عام تعلیم یافتہ انسان کو یہ علم نہیں ہوتا کہ قانون نے اس کو کیا تحفظ دیا ہے اور ہوتا یہ ہے کہ مجرم اس ناواقفیت اور لاعلمی سے عام شہری کو نقصان پہنچاتا ہے ۔ کئی دفعہ ہم نے یہ بھی دیکھا ہے کہ اچھی نیت کے ساتھ ساتھ ایک شخص نے یہ سمجھا کہ قانون میں اس کو یہ حق دیا ہوا ہے ، یہ رائیٹ آف پرائیویٹ ڈیفنس دیا ہوا ہے ۔ لیکن چونکہ اسے پتہ نہیں ہوتا ۔ اس لئے وہ اپنے رائیٹ آف پرائیویٹ ڈیفنس سے exceed کر جاتا ہے ۔ اس کے علاوہ جہاں تک اس کی افادیت کا تعلق ہے ، میں نے عرض کیا ہے کہ اگر اس پر عملدرآمد کیا جائے تو اس سے بڑے مفید اور دور رس نتائج برآمد کئے جا سکتے ہیں ۔ اس کے علاوہ جناب والا ! لا گریجویٹس جو ڈگریاں حاصل کر چکے ہوتے ہیں ، اگر وہ وکالت نہ کرنا چاہیں تو ان کے لئے بھی روزگار کے مواقع اس طرح مہیا کئے جا سکتے ہیں ۔ ان گزارشات کے ساتھ میں عرض کروں گا کہ یہ قرارداد منظور فرمائی جائے ۔

مسٹر چیئرمین (حاجی عبد سیف اللہ خان) : میاں خورشید انور ۔

میاں خورشید انور : جناب سپیکر ! میں اپنی ترمیم واپس لیتا ہوں لیکن

اپنا حق مخالفت استعمال کرتے ہوئے اس قرارداد کی مخالفت کرتا ہوں اس لئے کہ ملک محمد اعظم صاحب نے اپنے ریزولیوشن میں فرمایا ہے کہ ڈگری کلاسز میں تعزیرات پاکستان کو لازمی مضمون کی حیثیت سے طلباء اور طالبات کے لئے نصاب میں شامل کیا جائے۔ اس سلسلے میں میں یہ گزارش کروں گا کہ باقاعدہ تعلیم کے طور پر اس کو نصاب تعلیم میں شامل کرنا اس لئے مناسب نہیں ہے کہ پہلے ہی ہمارے ملک میں تعلیم کا جو نصاب رائج ہے وہ اس قدر بوجھ اور اتنا لمبا چوڑا ہے کہ طلباء اور طالبات کے لئے مشکل ہے کہ چار نصاب کے علاوہ اس پر بھی پوری طرح محنت کر سکیں۔ چہ جائیکہ اس میں کوئی مزید اضافہ کریں۔ اس لئے میں یہ درخواست کروں گا کہ ملک صاحب اپنی اس قرارداد کو واپس لیں اور اس کو اس طرح سے ترتیب کریں اگر وہ واقعی چاہتے ہیں کہ ملک کے ہر شہری کو قانون سے واقفیت ہو اور وہ قانون کا احترام کرے اور قانون کے تحت جو اس پر عائد کردہ پابندیاں ہیں ان کی پابندی کرے۔ اپنا فرض نبھانے کے لئے اگر قانون سے واقفیت ضروری ہے تو اس کو صرف طلباء کے لئے ہی نہیں بلکہ تمام عوام کے لئے ہے۔ اس سلسلے میں ضروری ہے کہ عوام کو ریڈیو اور ٹیلی ویژن کے ذریعے، پریس کے ذریعے اس قانون سے روشناس کرایا جائے اور یہ تعلیم صرف طلباء تک محدود رکھنا مناسب نہ ہوگا اور پھر ہمارے ملک میں تو اللہ کے فضل سے جو نصاب تعلیم اس وقت چل رہا ہے وہ اس قدر لمبا چوڑا ہے کہ اس میں طلباء قطعاً توجہ نہیں دے سکتے۔ اس لئے میں یہ سمجھتا ہوں کہ ریڈیو اور ٹی۔ وی اور پریس کے ذریعے اس کی زیادہ سے زیادہ تشہیر کرائیں۔ کیونکہ لوگوں کو اس سے واقفیت کرانا از حد ضروری ہے۔ اس لئے ملک صاحب سے استدعا کروں گا کہ وہ اپنے ریزولیوشن کو واپس لیں اور اس طرح کا ایک نیا ریزولیوشن پیش کریں اور اگر وہ اس کو مناسب نہیں سمجھتے تو آپ کے ذریعے ہاؤس سے استدعا کروں گا کہ اس بے ربط قسم کے ریزولیوشن کی یہاں کوئی ضرورت نہیں ہے اس لئے اسے منظور نہ فرمایا جائے۔

بیگم رعنا سرور (شہید): جناب سپیکر! میں یہ سمجھتی ہوں کہ یہ ریزولیوشن جو ملک محمد اعظم صاحب نے پیش کیا ہے ویسے تو ان کی تجویز بہت معقول ہے اور اچھی بھی ہے لیکن اس کے ساتھ ساتھ میں یہ بھی سمجھتی

ہوں کہ فی الحال تعزیرات پاکستان کو سلیبس کا حصہ بنانے کی کوئی ضرورت نہیں ہے کیونکہ میرے خیال میں تعزیرات پاکستان یا Constitutional law پڑھنے کے لئے حکومت نے کوئی ممانعت نہیں کی گر کوئی پڑھنا چاہے تو بڑے شوق سے بڑی خوشی سے تعزیرات پاکستان کو پڑھ سکتا ہے ویسے بھی آج کل کے طلباء کو ڈول اور سٹوریاں پڑھنے کا بڑا شوق ہوتا ہے اس کی بجائے وہ اپنے فالتو وقت میں Constitutional law کو پڑھنے میں بڑی خوشی حاصل کریں گے جو اس کو پڑھنا چاہتے ہیں انہوں نے اس کو بڑی خوشی کے ساتھ پڑھ لیا ہے اور جو پڑھنا ہی نہیں چاہتے وہ تو امتحان کی کتابیں بھی نہیں پڑھ سکتے اور نہ کلاسوں میں ہی جانا چاہتے ہیں لیکن جو پڑھنا چاہتے ہیں وہ سمجھتے ہیں اور وہ اس چیز کو اچھی طرح سمجھ بوجھ اور سوچ سکتے ہیں کہ اگر وہ اسے یا کسی چیز کو پڑھنا چاہتے ہیں تو وہ کوئی اچھی کتابیں پڑھیں اور ان میں سر فہرست پر Constitutional law آتا ہے اور اس کے ساتھ ساتھ تعزیرات پاکستان کوئی بہت موٹی کتاب بھی نہیں ہے ایک تین چار سو صفحات پر مشتمل یہ کتاب ہے اور گریجوایشن کرنے کے بعد بی۔ اے کرنے کے بعد میں سمجھتی ہوں کہ اگر کوئی اس کو پڑھنا چاہتا ہے تو بڑی خوش اسلوبی کے ساتھ اور سمجھ کے ساتھ اس کو پڑھ سکتا ہے لیکن جہاں تک اس پر یہ اعتراض کیا گیا ہے کہ قانون کا ہر ایک فرد کو پتہ ہو اگر اس نظریے سے دیکھا جائے تو Constitution ایک fundamental law ہے اور باقی دیگر تمام قوانین اس کے تحت چلتے ہیں پھر اگر یہ مسئلہ یہاں پیدا ہوتا ہے کہ قانون سے لاعلمی نہیں ہونی چاہئے اور ہر فرد کو قانون کا علم ہونا چاہئے تو اس میں اور بھی تمام وہ دیگر قوانین آ جاتے ہیں جو اس وقت اس ملک میں رائج ہیں اس لئے یہ بھی ہر شہری کا فرض ہے کہ وہ تمام قوانین جو ملک میں رائج ہیں اس سے اپنے آپ کو واقف رکھے اور اپنے علم میں اضافہ کرے اور اس کے لئے پھر یہ ضروری ہے کہ وہ باقی تمام دیگر قوانین کی کتابیں ملک میں رائج ہیں ان کو بھی وہ پڑھے۔ جہاں تک یہ کہا گیا ہے کہ اس کو باقاعدہ سلیبس کا ایک حصہ بنایا جائے تو میں سمجھتی ہوں کہ اس کو بطور مضمون پڑھانے کے لئے جب تک elementary law کو نہ پڑھایا جائے جب تک اس کی تعلیم عام نہ ہو جس طرح لاء کالج میں بھی اس کو بطور مضمون پڑھایا

جاتا ہے اس طریقہ سے سمجھ کر نہ پڑھایا جائے اور اس کی technicalities کو نہ سمجھا جائے بطور مضمون کے نہ سمجھا جائے تو وہ بے فائدہ ہوگا۔ اس لئے صرف Constitution کو just as an additional subject لازمی نہیں رکھا جا سکتا۔ آپ کو جب تک اے بی سی نہیں آتی تو آپ حروف نہیں پڑھ سکتے جب تک آپ کو اے بی سی نہ آتی ہو آپ اس کے الفاظ نہیں بنا سکتے اس طرح جب تک طلباء کو elementary law کی ایجوکیشن نہ دی جائے تب تک میں یہ سمجھتی ہوں کہ تعزیرات پاکستان کو بطور مضمون نہیں پڑھایا جا سکتا اور اس کے ساتھ ساتھ جس طرح سے ہمارے خورشید انور صاحب نے فرمایا ہے کہ پہلے ہی اتنے مضامین ہیں وہ صحیح طور پر طلباء نہیں پڑھ سکتے طلباء کو چاہئے کہ اپنی کورس کی کتابوں اپنے مضامین کا اچھی طرح سے مطالعہ کریں اور وسیع علم حاصل کریں تو وہ بالکل کافی ہوگا اور اس کے ساتھ ساتھ میاں خورشید انور صاحب نے جو تجویز پیش کی ہے میں اس کی تائید کرتی ہوں اور میں یہ سمجھتی ہوں کہ تعزیرات پاکستان صرف بی اے کے طلباء کے لئے ہی ضروری نہیں ہے بلکہ اس کے ساتھ ساتھ تمام عوام کے لئے بھی ضروری ہے اور تمام عوام میں وہ جاہل لوگ بھی آ جاتے ہیں جو پڑھے لکھے افراد نہیں ہیں اس لئے ان کے لئے ضروری ہے کہ تعزیرات پاکستان کو زیادہ سے زیادہ سمجھنے کی کوشش کریں اور اس پر عمل پیرا ہوں۔ کیونکہ پہلی دفعہ اس ملک میں ایک مستقل ایک جمہوری اور ایک اسلامی آئین نافذ کیا گیا ہے۔ لہذا اس کی تعلیم صرف تعلیم یافتہ افراد کے لئے یا جو سٹوڈنٹ بی اے میں پڑھتے ہیں انہی کے لئے مخصوص نہ کی جائے بلکہ تمام عوام کے لئے اس کی تعلیم جو ہے وہ ایک قسم سے لازمی ہے اس کو پریس کے ذریعے ٹی وی کے ذریعے، ریڈیو کے ذریعے، سمپوزیم کے ذریعے بحث و تمحیص کے ذریعے، اخبارات کے ذریعے ان کے علم میں اضافہ کیا جائے یہ میری جناب گزارشات ہیں کہ عوام کو سیاسی طور سے بیدار کیا جائے۔ تاکہ دنیا کے ترقی یافتہ ممالک کی طرح ہمارا ملک بھی ترقی کی راہ پر گامزن ہو۔

مسٹر چیئرمین: چوہدری علی بہادر خان۔

چوہدری علی بہادر خان : جناب والا ! چیف منسٹر صاحب نے جو قرارداد پیش کی ہے کہ ڈگری کلاسز میں تعزیرات پاکستان کی تعلیم کو لازمی مضمون کی حیثیت سے شامل کیا جائے۔ میں اس کی مخالفت کرتا ہوں۔ میں اس کی مخالفت برائے مخالفت نہیں کرتا بلکہ اصول کی بنیاد پر میں اس کی مخالفت کر رہا ہوں۔ کیونکہ اگر یہ قرارداد موجودہ شکل میں منظور ہو جائے تو اس کا مطلب یہ ہوگا کہ ہر وہ گریجویٹ جو بی اے پاس کرتا ہے یا ڈگری حاصل کرتا ہے۔ اس کے لئے یہ لازم ہو جائے گا کہ وہ تعزیرات پاکستان میں بھی ڈگری حاصل کرے۔ حالانکہ تعزیرات پاکستان کا کورس موجودہ نصاب کے تحت لاء کلاسز میں انٹروڈیوس ہوتا ہے اگر یہ قانون ہم نے ڈگری کی سطح پر introduce کرا دیا تو پھر قانون کی سطح پر کون سا قانون انٹروڈیوس کرائیں گے۔ دوسرے ملک صاحب نے جو main argument دیا ہے وہ یہ دیا ہے کہ قانون کا جاننا ہر شہری کے لئے بہت ضروری ہے۔ ہر شہری کا یہ فرض ہے اور اس وجہ سے جرائم ہو رہے ہیں کہ لوگوں کو پتہ نہیں ہوتا کہ ان کے کیا حقوق ہیں تو قانون کا نہ جاننا تو ایسی کوئی بات نہیں ہے۔ اس لئے کہ اس وقت جو بھی قانون رائج الوقت ہیں اس میں یہ ہے کہ قانون کو نہ جاننے سے کوئی معافی نہیں ہو سکتی اگر کوئی شخص قانون نہیں جانتا تو وہ عدالت میں یہ کہہ دے کہ مجھے اس قانون کا علم نہیں تھا۔ اس لئے ان کا یہ عذر کہ اس سے عوام روشناس ہو جائیں تاکہ جرائم نہ ہوں۔ قابل قبول نہیں ہے۔ اس کے علاوہ انہوں نے یہ کہا ہے کہ ڈگری کی سطح پر لڑکوں کو اس قانون سے آگاہ کیا جائے تو پھر تمام قوانین سے کیوں نہ آگاہ کیا جائے اگر اسی اصول کو ڈیویلپ کریں تو پھر یہ ہونا چاہئے کہ اگر وہ یہ کہتے ہیں کہ یہ قانون روزمرہ کی زندگی میں کام آتا ہے تو کیا میرے فاضل رکن یہ بتائیں گے کہ وہ کون سا قانون ہے جو روزمرہ کی زندگی میں کام نہیں آتا۔ کیا ٹریفک کے قواعد روزمرہ کی زندگی میں کام نہیں آتے۔ کیا تجارتی اداروں کے قوانین اور دوسری تجارت جو لوگ کرتے ہیں ایکسپورٹ اور امپورٹ کیا ان کے قوانین روزمرہ کی زندگی میں کام نہیں آتے ؟ دوسرے قانون بھی ہماری روزمرہ کی زندگی میں کام آتے ہیں۔ اس لئے یہ اصول کہ صرف تعزیرات پاکستان کو introduce کر دیا جائے یہ کوئی قابل قبول عذر نہیں

ہے اگر اس اصول کو مان لیں گے تو پھر آپ کو ہر قانون introduce کرنا پڑے گا اور کل کو ایک قرارداد آ جائے گی کہ جناب ٹریفک رولز بھی ڈگری کلاسز میں پڑھائے جائیں تو جناب والا سر کنٹائل لاء بھی اس میں پڑھایا جائے یہ تو ایک نہ ختم ہونے والا سلسلہ شروع ہو جائے گا ۔ اس لئے جناب والا میں ایوان کی خدمت میں جناب کے توسل سے عرض کروں گا کہ یہ قرارداد موجودہ شکل میں قابل قبول نہیں ہے اگر محرک چاہتے ہیں جیسا کہ پہلے بھی مقررین نے فرمایا ہے تو جناب والا یہ تو ہو سکتا ہے کہ عوام کو (اس میں ڈگری کلاسز بھی شامل ہیں) قانون سے روشناس کرایا جائے اور جو موٹے موٹے اصول ہیں وہ لوگوں کو بتائے جائیں لیکن یہ کہ اس کے لازم حصے شامل کر لئے جائیں یہ کسی صورت میں قابل قبول نہیں ہو سکتا ۔ ان الفاظ کے ساتھ میں ہاؤس کی خدمت میں عرض کروں گا کہ یہ قرارداد موجودہ شکل میں متفقہ طور پر نا منظور کی جائے اگر فاضل محرک اس میں ترمیم کر دیں کہ عوام کو روشناس کرایا جائے تو پھر ہاؤس اس کو consider کر لے گا ۔

مسٹر چیئرمین : میاں خان محمد ۔

میاں خان محمد : جناب والا ! ملک محمد اعظم صاحب کی قرارداد میں میں نے ترمیم پیش کی ہے ۔

مسٹر چیئرمین : ترمیم پر نہیں اس کی مخالفت یا موافقت میں بولیے ابھی تو ترمیم کا فیصلہ نہیں ہوا ۔

میاں خان محمد : جناب سپیکر ! میں نے ترمیم اس لئے دی تھی کہ میں اس قرارداد کو زیادہ جامع ۔ زیادہ موضوع اور زیادہ applicable تصور نہیں کرتا ۔ اس لئے وہ ترمیم میں نے پیش کی تھی ۔ اب چونکہ آپ کا ارشاد ہے کہ میں اس کی مخالفت یا موافقت میں بولوں تو یہ ترمیم سے ہی واضح تھا کہ میں اس کے مخالف ہوں اور اس کو موجودہ صورت میں پیش کرنا بہتر نہیں ہے ۔

مسٹر چیئرمین : ویسے آپ اپنی ترمیم کو اپنے دلائل کے طور پر پیش کر سکتے ہیں لیکن ترمیم کی شکل میں نہیں ۔

میاں خان محمد : جناب والا ! ملک محمد اعظم صاحب نے ایک اچھے جذبے

سے متاثر ہو کر یہ قرارداد پیش کی ہے اس کی ہم واقعی داد دیتے ہیں لیکن اگر اس کے مضمرات میں جائیں اگر اس قرار داد کو پاس کرکے فی الواقعی نافذ کر دیا جائے۔ تو اس سے جو صورت حال ہوگی اور اس سے جو مشکلات پیدا ہوں گی اور اس سے جو دقت پیدا ہوگی۔ اس کا تصور آج اگر ہم کریں تو یقینی طور پر ہم اس نتیجہ پر پہنچیں گے کہ اس قرارداد کو پاس نہ کیا جائے۔

جناب والا! اس سلسلہ میں مجھ سے پہلے کے مقررین نے جو دلائل پیش کئے ہیں۔ اس سے کورسز میں اضافہ ہوگا۔ اس سے طلباء کی مشکلات بڑھ جائیں گی۔ میں ان تمام دلیلوں سے اتفاق کرتے ہوئے۔ دو چار باتوں کا اضافہ کروں گا جس طرح ملک صاحب نے فرمایا ہے کہ ہر شخص کو قانون جاننا چاہئے گویا وہ یہ سند دیتے ہیں کہ جو شخص قانون جانتا ہے جو قانون کی ڈگری حاصل کرتا ہے جو قانون پڑھ لیتا ہے۔ اس سے جرم سرزد نہیں ہوتا۔ جناب والا! آپ نے دیکھا ہوگا کہ روز مرہ کی زندگی میں آپ کو ایسے واقعات ملتے ہیں ایسے کیسز ملتے ہیں۔ ایسے جرائم کی داستانیں ملتی ہیں۔ جس میں وہ لوگ ملوث ہوتے ہیں جنہوں نے قانون کی اعلیٰ ڈگری حاصل کی ہوتی ہے اور ان ہی کی وجہ سے معاشرے کے اندر اور عدالتوں میں کڑواہٹ پیدا ہوئی ہے تو اس سے یہ واضح ہوتا ہے کہ صرف قانون کو جان لینے سے۔ قانون پڑھ لینے اور قانون کی ڈگری حاصل کر لینے سے جرائم کو نہیں روکا جا سکتا۔ جناب والا! جرائم کی وجوہات اس سے بالکل مختلف ہیں اور ان وجوہات کا جاننا حکومت کے لئے بھی، معاشرے کے لئے بھی اور وہ افراد جو حل و عقد کے مالک ہیں۔ ان کے لئے بھی نہایت ضروری ہے۔

جناب والا! آپ نے دیکھا ہوگا کہ زیادہ تعداد ان پڑھ لوگوں کی ہے۔ آپ کا تعلق قانون کے پیشے سے ہے۔ آپ کے پاس مقدمات آتے ہونگے اور آپ یقین سے یہ کہہ سکتے ہیں کہ زیادہ تر لوگ وہ ہوتے ہیں جو واقعی ان پڑھ ہوتے ہیں تو اس سے یہ دلیل تو دی جا سکتی ہے کہ قانون کے لئے یہ ضروری نہیں کہ کوئی پڑھا لکھا جرم کرے یا کوئی ان پڑھ کرے تو اس سلسلہ میں میں یہ گزارش کرونگا کہ تمام عوام تک اس قانون کی تعلیم کا پہنچنا ضروری ہے اور اس کے لئے جو ذرائع اختیار کئے جا سکتے ہیں وہ ریڈیو ٹیلیویژن اور

اخبارات ہیں اور اس قسم کے دوسرے ذرائع ابلاغ ہیں ۔ ان کو اختیار کریں ان سے ہم عوام کی تربیت کر سکتے ہیں ۔

جناب والا ! طلباء کے اندر پہلے ہی کام کرنے کی سستی کا مادہ اور اس قسم کی عدم دلچسپی کا اظہار ہوتا ہے ۔ طلباء پہلے ہیں جو رزلٹس پیش کر رہے ہیں ان کی حالت اتنی ناقابل تسلی ہے اور اس سے عوام کا اور طلباء کے والدین اور ان لوگوں کا جو ان پر خرچ کرتے ہیں ۔ ان سب کو پریشانی ہوتی ہے اگر ہم اس قرارداد کو پاس کر دیں اور واقعی یہ کورس طلباء پر مسلط کر دیا جائے تو رزلٹ جو پہلے دس بیس فیصد آتا ہے ۔ اس کا معیار اور گر کر صفر کی حد تک پہنچ جائے گا اور دو فیصد تک پہنچ جائے گا ۔ تو اس طرح جو نقصان عظیم ہوگا اس سے ہم کسی صورت میں بھی پہلو تہی نہیں کر سکتے ۔

جناب والا ! اس سلسلہ میں یہاں پر یہ کہا گیا ہے کہ طلباء اور طالبات دونوں کو قانون کی تعلیم دی جائے گی جناب والا ! اس سلسلہ میں آپ کے علم میں ہوگا کہ طالبات کے لئے علیحدہ کلاسز ہوتی ہیں ۔ ان کے لئے علیحدہ کالجز ہوتے ہیں اور پھر وہاں پر پڑھانے کے لئے آپ کو قانون کے لیڈی لیکچرار بھیجنا پڑیں گے ۔ ان کی ہمارے ملک میں بیحد قلت ہے ۔ اسطرح سے ہم لڑکوں کو پڑھائیں گے تو لڑکیوں کو نہیں پڑھا سکیں گے ۔ اسطرح سے ان کے اندر تفاوت پیدا ہوگی ۔ جس سے یہ مقصد کسی صورت میں بھی حاصل نہیں کیا جا سکے گا ۔ تو جناب والا فاضل ممبر اپنی اس قرارداد کو واپس لے کر اس کو نئے سرے سے جس طرح کہ میں نے اپنی قرارداد پیش کی ہے اس صورت میں پیش کریں اس ایوان کی رائے ہے کہ مرکزی حکومت سے سفارش کی جائے کہ طلباء اور عوام کو ذرائع ابلاغ کے ذریعہ روشناس کرایا جاوے ۔ تو اس سے واقعی یہ مفید قرارداد ثابت ہو گی اور اس پر عمل درآمد کرانا اور اس کے فوائد سے مستفید ہونا قرین قیاس ہوگا اور واقعی قابل عمل ہوگا ۔ میں آپ سے درخواست کرتا ہوں ۔

مسٹر چیئرمین : چوہدری محمد یعقوب اعوان ۔

Mr. Muhammad Yaqoob Awan : Mr Speaker ! I am highly grateful to you for allowing me some time to speak

on this resolution. My brothers have already touched upon a number of points which I also intend to. I think my brother Ali Bahader has very rightly pointed out that if a suggestion as to the Penal Code is being made in this resolution why not a suggestion as to the other laws. Other laws especially those relating to succession are equally necessary and every body should be taught law relating to the succession and the law which indirectly effects him and his 'progenies. Next I think if this doesn't apply to all laws it applies further that all laws should be taught not only to the students of the degree colleges but to all people and I think that is possible as most of my brothers have suggested only through the medium of Radio and Television. I think already time has been reserved for giving education to the adults and I think that time can be enhanced and some more minutes can be given for teaching laws, for delivering of some brief lectures on the laws in general on the Radio and on the Television and next I will let my brothers know that law like medicines, like surgery, like engineering is a technical subject. We cannot ignore this basic fact and to be more frank, and to be more truthful I think this is a subject proper for law colleges only and for those people only those who want to be trained in this branch and I think only a brief summary of every law can be taught to the people at large through the medium of television and radio and in detail this law can be tackled with or rather every law can be tackled with only to the law colleges which is a technical institution reserved for propagation and for the advancement of the education regarding law in its various forms.

سید تابش الوری : جناب والا ! اس ایوان میں جو فاضل ممبران بیٹھے ہوئے ہیں وہ میرے خیال میں سارے مقررین ہی رہ گئے ہیں - - -

مسٹر چیئرمین : میرے خیال میں آپ سامعین میں سے ہیں ۔ آپ کو یہ شکایت نہیں ہونی چاہئے ۔ ملک محمد اکرم اعوان !

سید تابش الوری : جناب والا ! یہ سارے میرے خیال میں مقررین ہی باقی رہ گئے ہیں ۔

مسٹر چیئرمین : میرے خیال میں آپ تو سامعین میں سے ہیں ۔ آپ کو تو یہ شکایت نہیں ہونی چاہئے ۔

سید تابش الوری : جناب والا ! میں سامعین میں سے ہوں ۔

ملک محمد اکرم اعوان : جناب والا ! میرے خیال میں ملک محمد اعظم صاحب نے جو قرار داد پیش کی ہے ۔ وہ نا مکمل اور ادھوری سی ہے اور جو ملتا میرے بھائی کا قرار داد پیش کرنے والے ہے ۔ وہ میرے خیال میں اس سے پورا نہیں ہو سکتا ۔ کیونکہ جناب والا ! تعزیرات پاکستان ہی صرف قانون نہیں ہے ۔ بلکہ قانون میں بہت سی اور بھی چیزیں آ جاتی ہیں ، جیسے مثلاً Evidence Act ہے ۔ ضابطہ فوجداری ہے ، Civil Procedural Code ہے ۔ اس طرح سے اور بھی قانون کی مختلف شاخیں ہیں ۔ جن کا روز مرہ کام کے لئے جاننا ضروری ہے اور اگر ڈگری کلاسز میں تعزیرات پاکستان پڑھ بھی لیا جائے ۔ تو میں سمجھتا ہوں اس سے خاص فائدہ نہیں ہو گا ۔ جناب والا ! پہلی بات تو یہ ہے کہ ڈگری کلاسز میں اگر تعزیرات پاکستان کی تعلیم دی بھی جائے گی ۔ تو اس کو سمجھنے اور پڑھنے کے لئے طلباء کو بڑی سخت محنت کرنی پڑے گی اور جب تک وہ قانونی Jurisprudence نہ پڑھیں گے یا رومن لاء سے واقفیت حاصل نہیں کریں گے تو وہ کسی چیز کی Legal terms نہیں سمجھ سکیں گے ۔ اس لئے پہلے انہیں Jurisprudence سے واقفیت کرانا ہو گا ۔ انہیں رومن لاء پڑھنا ہو گا ۔ اس کے بعد وہ کسی چیز کے معنی کو اس کی Interpretation کو صحیح کر سکیں گے اور صحیح طور پر اس کو دریافت کر سکیں گے ۔ میں سمجھتا ہوں کہ محض تعزیرات پاکستان کی تعلیم دینے سے تعلیم کو پوری طرح حاصل نہیں کیا جا سکتا ۔ جناب اگر ہم

ڈگری کلاسز میں ان کو محض تعزیرات پاکستان کی تعلیم دے بھی دیں - تو یہ ایک قسم کی ادھوری تعلیم ہو گی۔ان کا علم بھی ادھورا ہو گا اور ہم یہ نہیں کہہ سکیں گے کہ وہ قانون سے پوری طرح باخبر ہیں اور جناب والا ! یہ تو سب جانتے ہیں کہ لیم حکیم خطرہ جان والی بات ہو جائے گی یا جس کا کام اسی کو ساجھے ، اس طرح میں سمجھتا ہوں کہ ڈگری کلاسز میں محض تعزیرات پاکستان پڑھا دینے سے ہم یہ نہیں کہہ سکیں گے کہ ایک آدمی قانون کا ماہر یا اس سے واقف ہو جائے گا اور نہ اس سے یہ توقع ہی کی جا سکے گی کہ قانون کا پابند شہری بن گیا ہے - اس کے ساتھ ہی میں سمجھتا ہوں کہ لاء گریجویٹ کی تعداد ہمارے ملک میں پہلے ہی بہت زیادہ ہے اور اس کا پروفیشن پر بھی برا اثر ہو رہا ہے - اس سے کئی قباحتیں پیدا ہو رہی ہیں اور ہمارے لئے نوجوان وکلاء جو تازہ تازہ ان کالجوں یا یونیورسٹی سے فارغ ہو کر جاتے ہیں - انہیں اپنا روزگار حاصل کرنے کے لئے بڑی مشکلات پیدا ہو جاتی ہیں اور میں سمجھتا ہوں اگر ڈگری کلاسز میں یہ مضمون شروع کر دیا جائے تو اس سے اور بھی مشکلات پیدا ہو جائیں گی - مناسب یہ ہے کہ قانون کی تعلیم حسب ضابطہ لاء کالجوں سے ہی دلائی جائے اور مفصل تعلیم دلائی جائے اور موجودہ حالات میں اس تجویز کو منظور کر لینا - طلباء کے لئے یا معاشرہ کے لئے موزوں نہیں ہو گا - یا مناسب اور مفید ثابت نہیں ہو گا -

وزیر قانون و پارلیمانی امور (سردار صفیر احمد) : جناب والا ! جہاں تک اس قرار داد کے پیچھے محرک کا جذبہ کار فرما ہے وہ نہایت آسانی کے ساتھ سمجھا جا سکتا ہے - میں سمجھتا ہوں کہ میرے فاضل دوست نے اس بات کی کوشش کی کہ ہم اپنے نوجوان طلباء کو ان باتوں سے آگاہ کریں ان جرائم سے آگاہ کریں جو سوسائٹی میں موجود ہیں ، وہ ان کا مقابلہ کر سکیں ، لیکن اگر اس قرار داد کو جس طرح سے یہ پیش کیا گیا ہے اگر اس کو من و عن تسلیم کر لیا جائے تو اس سے پیچیدگیاں ، غلط فہمیاں بڑھ جانے کا امکان ہے اور محرک کا وہ جذبہ جس کے تحت انہوں نے یہ قرار داد پیش کی ہے

اس سے پورا نہیں ہو سکتا ۔ جناب والا ! میں عرض کرنا چاہتا ہوں کہ سب سے پہلے تعزیرات کیا ہے ؟ تعزیرات ہمارے ملک کا ایک ایسا قانون ہے جو ہمارے اخلاق کو منضبط کرتا ہے ۔ یعنی ہم نے ان چیزوں کو سوسائٹی میں عملاً نہیں لانا ہے ۔ جن کے لئے سزائیں مقرر کی ہیں ۔ اسی قانون کے تحت ، مثلاً چوری نہیں کرنی چاہئے ملاوٹ نہیں کرنی چاہئے ، کسی کو زد و کوب نہیں کرنا چاہئے ، یہ سب جرائم ہیں ۔ جو انسان کے اخلاق کو متاثر کرتے ہیں ، ان کو روکنے کے لئے ہم نے تعزیرات پاکستان کا قانون اس ملک میں نافذ کیا ہے ۔ اس طرح سے خاص قوانین مختلف چیزوں کے لئے اس ملک کے اندر موجود ہیں اگر اس قرار داد کو منظور کرتے ہوئے ، تعزیرات پاکستان کا مضمون ڈگری کلاسز میں لازمی بنا دیا جائے تو یہ مقصد حاصل نہیں ہو سکتا ۔

جناب والا ! میرے فاضل دوست کا منشاء یہ ہے ہم اپنے نوجوانوں کو ، اپنے طالب علموں کو اخلاقیات کا سبق دیں ۔ ہم ان کو یہ بتائیں کہ یہ چیزیں کس طرح سے حاصل کی جا سکتی ہیں ، اور ان کو اس کی تعلیم دیں ۔ مثال کے طور پر ان کی نصابی کتابوں میں ایسے مضامین شامل کئے جا سکتے ہیں جیسے چوری کے خلاف یہ ثابت کیا جائے کہ یہ جرم ہے اور اس کے خلاف نفرت پیدا کی جائے ، ایسے مضامین لکھے جا سکتے ہیں ، کہ ایک انسان دوسرے انسان کو ایذا نہ پہنچائے ہم یہ کام ابتدائی جماعتوں سے بھی شروع کر سکتے ہیں اور اس کو اچھے طریقہ سے ڈگری کلاسز میں لے جا سکتے ہیں ۔ یہ کسی صورت میں ممکن نہیں ہے کہ ایک ایک کو ایک مضمون کو ایک قانون کو ڈگری کلاسز میں لازمی مضمون قرار دیا جائے ، جیسا کہ میرے پیش رو مقررین نے کہا ہے کہ قانون کو ٹیکنیکل صورت میں پڑھنے کے لئے ، اس کا بنیادی علم ہونا ضروری ہے ۔ جو شخص پہلے Jurisprudence اور رومن لاء کو نہیں پڑھتا وہ کسی صورت میں بھی اس قانون کو صحیح طریقے سے پڑھ نہیں سکتا اور یہ طلباء کی مشکلات میں اور اضافہ کا باعث ہو گا ۔

جناب والا ! صرف تعزیرات پاکستان ہی کیوں ؟ ہر انسان کا فرض ہے کہ وہ اپنی صحت کو برقرار رکھے "میں کہتا ہوں انسانی صحت انسان کے لئے اخلاق سے بھی زیادہ ضروری ہے ۔ اخلاق اسی صورت میں آ سکتا ہے جب صحت درست ہو گی ، اور اس طرح ہم پھر یہ کہہ دیں کہ ڈاکٹری کے مضمون کو بھی ڈگری کلاسز میں شامل کر دیا جائے ۔ یہ کیسے ممکن ہو سکتا ہے لیکن آپ جانتے ہیں کہ صحت کے ابتدائی اور بنیادی اصول یعنی صفائی رکھنا ، دانتوں کو صاف رکھنا ، سیر کرنا ، ورزش کرنا ہمارے مضامین میں شامل ہے ۔ اس طرح یہ تو ہو سکتا ہے کہ اسے تعلیمی مضامین میں شامل کر دیا جائے لیکن اسے ایک مکمل مضمون کی حیثیت سے شامل کرنا مناسب نہیں ہو گا ۔ جناب والا ! صرف تعزیرات پاکستان ہی کیوں صحت کو بھی چھوڑیے اس ملک میں بیشمار قوانین ہیں ۔ تجارت کا قانون جو ہماری تجارت کو منضبط کرتا ہے ۔ لیبر قوانین جو مزدوروں اور مالکان کے تعلقات کو استوار کرتے ہیں ۔ ٹریفک کے قوانین ہیں ۔ ملاوٹ کے قوانین کہ خوراک میں ملاوٹ نہ کی جائے ۔ اگر ہم ان تمام قوانین میں الجھ کر رہ گئے ۔ تو پھر آپ کو ایسا کرنا ہو گا کہ ان نا خواندہ لوگوں کو صرف قانون کی تعلیم دینے کے لئے تمام کالجز کو لاء کالج بنانا پڑے گا اور اس میں وہ لوگ داخل ہوں گے ۔ جن کو گریجوایشن سے پہلے کی تعلیم نہیں ہو گی اور اس طرح سے اگر آپ انہیں قانون کی تعلیم دینی شروع کر دیں گے تو یقیناً ان کی تعلیمی قابلیت لاء کی تعلیم حاصل کرنے کے لئے مناسب نہیں ہو گی ۔ ان خیالات اور ان معروضات کے ساتھ میں اپنے فاضل محرک سے یہ اپیل کروں گا کہ وہ اپنی قرارداد واپس لیں اور بعد میں اسے جامع شکل میں اس ایوان میں پیش کریں ۔ وہ یہ چاہتے ہیں کہ ہم اپنے بچوں اور نوجوان طلباء کو اخلاقیات سے روشناس کرائیں اور ہم انہیں یہ بتا سکیں کہ یہ چیز اسلام کے خلاف ہے ، ملک ، سوسائٹی اور قانون کے خلاف ہے ۔ یہ قابل تعریف چیزیں ہیں ۔ ہم انہیں ہراڈ لائن میں یہ بتانا چاہتے ہیں اور یہ چیزیں ہم دوسرے مضامین میں بڑے اچھے طریقہ سے شامل کر سکتے ہیں

اور اس کے لئے علیحدہ قرارداد آ سکتی ہے ۔ جس سے فاضل محرک کا مقصد پورا ہو سکتا ہے ۔ جہاں تک ان کے جذبے کا تعلق ہے میں اس کی قدر کرتا ہوں اور مجھے یقین ہے کہ جس جذبے کے ساتھ انہوں نے قرارداد پیش کی تھی ۔ وہ اسے واپس لے کر جامع شکل میں دوبارہ پیش کریں گے ۔ تاکہ وہ مقصد جو وہ حاصل کرنا چاہتے ہیں ۔ وہ پورا کر سکیں ۔ شکریہ ۔

(اس مرحلہ پر مسٹر سپیکر کرسی' صدارت پر متمکن ہوئے)

مسٹر سپیکر : امنڈمنٹس تو میں ابھی پیش نہیں کر رہا ہوں ۔ پہلے محرک کو دیکھ لیں ۔

سید تابش الوری : بیگم آباد احمد کی قرارداد پر تقریر ہوئی اور اس کے بعد انہوں نے اپنی قرارداد واپس لے لی ۔

مسٹر سپیکر : جی ہاں اس سلسلے میں اس دن ٹیلیویژن پر بھی آیا تھا ۔ آج یہ تمام کارروائی ٹی ۔ وی ۔ کے بغیر ہوئی ہے ۔ اب آپ اپنا right of winding up لیں گے ۔ How do I know this thing کہ یہ request کس حد تک آپ کے لئے مؤثر ہوئی ہے ۔

ملک محمد اعظم : ٹھیک ہے جناب میں اپنی قرارداد واپس لیتا ہوں ۔

مسٹر سپیکر : اس سٹیج پر واپس ہو سکتی ہے ؟ میرے خیال میں ایوان کی اجازت سے ایسا ہو سکتا ہے ۔ سوال یہ ہے :

کیا ایوان اس قرارداد کو واپس لینے کی اجازت دیتا ہے ؟

(تحریک منظور کی گئی)

وزیر قانون : جناب والا ! میں ان فاضل اراکین کی طرف سے جو اس وقت ایوان میں حاضر ہیں ۔ ایک درخواست پیش کرتا ہوں ۔ کہ چونکہ

اب ہم وقفہ نہیں کرتے ہیں اور مسلسل کام کرتے ہیں ۔ ہمارے شیڈول کے مطابق 12 بج چکے ہیں بلکہ زیادہ ٹائم ہو چکا ہے ۔ اس لئے اجلاس کل تک کے لئے ملتوی کردیں ۔

حاجی محمد سیف اللہ خان : سردار صاحب کے بارہ بج چکے ہیں ۔ ہمارے تو نہیں بجے ۔ (قہقہہ)

مسٹر سپیکر : ورنہ سردار صاحب آپ کورم کا اعتراض تو نہیں کرتے ۔

وزیر قانون : نہیں کورم کا اعتراض نہیں کرتا ۔ میں تو یہ درخواست کرتا ہوں کہ اجلاس ملتوی کر دیں ۔

مسٹر سپیکر : اچھا ۔ دیکھتے ہیں ۔ تھوڑا سا کام تو کریں ۔ روزانہ کتنے بجے تک کام کرتے ہیں ۔ میں گذشتہ دو دن سے جب آپ Adjourn کرتے ہیں یہاں نہیں ہوتا ۔ کیونکہ میں تو اسی اندازے سے جاتا ہوں کہ ڈیڑھ دو بجے تک کام ہوتا ہے ۔

وزیر قانون : جب ہم آدھے گھنٹے کا وقفہ کرتے ہیں ۔ تو ہم ڈیڑھ گھنٹے کے بعد ملتے ہیں ۔ یا پھر وقفہ کر دیں ۔

چوہدری علی بہادر : وقفہ کی بجائے ختم ہی کر دیں ۔ بعد میں کورم نہیں ہو گا ۔ ۔ ۔

مسٹر سپیکر : کورم نہیں ہو گا ۔ تو پھر کیا ہو گا ۔ کورم تو اب بھی نہیں ہے مگر کسی نے پوائنٹ آؤٹ نہیں کیا ۔

حاجی محمد سیف اللہ خان : یہ تو اپنے منشور سے ڈر رہے ہیں ۔ جو قرارداد نمبر 4 میں آیا ہوا ہے ۔

مسٹر سپیکر : نہیں وہ تو غالباً کورٹ میں اس قسم کا فیصلہ ہو گیا ہے ۔ وہ کوئی ایسی بات نہیں ہے ۔

وزیر قانون : Tea break کر لیں ۔ دوبارہ meet کر لیں گے ۔

مسٹر سپیکر : کتنی قراردادیں ہیں ۔ کسی کو کوئی اعتراض تو نہیں ہے ۔

حاجی محمد سیف اللہ خان : جناب والا ! جانے کے لئے تھوڑا وقفہ کر لیں ۔

وزیر قانون : اب تو حاجی صاحب نے بھی حامی بھر لی ہے ۔

Mr. Speaker: The house is adjourned till 9.00 A.M. tomorrow.

(اسمبلی کا اجلاس 25 اکتوبر 1974ء بروز جمعۃالمبارک 9 بجے صبح تک کے لئے ملتوی ہو گیا ۔)

تفصیلات

(سوالہ غیر نشان زدہ سوال نمبر 100)

Fertilizer in Respect of Punjab Province

(Fig. in Bags)

AN PIDC	SSP PIDC	Urea IMP	AS IMP	AN IMP	DAP IMP	NP IMP	SOP IMP
8	9	10	11	12	13	14	15
—	380	240	—	—	20	40	—
—	20	1700	—	—	260	40	40
—	—	—	—	—	—	—	20
200	300	400	—	—	340	60	—
120	120	1400	—	—	300	40	20
320	820	3740	—	—	920	180	80
85	306	11835	1106	260	646	44	53
167	346	11065	—	—	431	5	85
20	—	3060	—	—	381	—	—
8	188	6200	114	—	282	11	42
280	840	31160	1220	260	1740	60	108
—	50	7326	—	—	398	222	18
280	—	3514	—	—	482	43	2
—	10	—	—	—	—	35	—
280	60	10840	—	—	880	300	20

Month Jounary 1974 **Statement Showing Consumption of**

Division	District	Tehsil	Urea PIDC	Urea DH	Urea Engro	AS PIDC
1	2	3	4	5	6	7
RAWAL-PINDI	Rawalpindi	Rawalpindi	—	340	—	700
	C'pur	C'pur	—	260	—	900
	Jhelum	Jhelum	—	20	—	420
	Gujrat	Gujrat	444	1000	—	720
		M.B.Din	896	1720	—	500
TOTAL :—			1340	3340	—	3240
SARGO-DHA	Sargodha	Sargodha	247	7463	—	530
		Bhalwal	1330	2304	—	372
		J/Abad	58	1579	—	308
		Shahpur	45	6914	—	390
TOTAL :—			1680	18260	—	1600
	Mianwali	Piplian	—	4898	—	909
		Bhakkar	120	8982	—	3098
		Mianwali	—	—	—	1253
TOTAL :—			120	13880	—	5260

8	9	10	11	12	13	14	15
458	53	21183	30	—	769	80	43
745	233	4951	15	—	1464	176	156
357	34	5706	15	—	907	64	61
1560	320	31840	60	—	3140	320	260
5	390	10165	—	—	1957	74	58
708	584	2632	—	—	1432	67	75
533	122	4520	114	110	1090	43	2
989	191	5727	86	150	885	56	25
85	653	8176	—	—	1576	180	—
2320	1940	31220	200	260	6940	420	160
4440	3160	105060	1480	520	12700	1100	620
655	662	16266	—	50	2837	307	10
818	233	8801	—	—	1744	316	20
1507	65	13273	—	—	2499	357	10
2980	960	38340	—	40	7080	980	40
—	31	7746	—	—	805	63	15
196	80	6670	—	—	455	9	—
184	9	8124	—	—	—	108	5
380	120	22540	—	—	1260	180	20

1	2	3	4	5	6	7
	Jhang	Jhang	833	7899	—	2006
		Chiniot	187	10784	—	1276
		Shorkot	2160	10257	—	1158
TOTAL :—			3180	28940	—	4440
	Lyallpur	Lyallpur	1922	8150	—	469
		Kamalia	522	9551	—	426
		Jaranwala	348	7666	—	224
		Tandalan-wala.	1772	10004	—	183
		T.T. Singh	516	2449	—	418
TOTAL :—			5080	37820	—	1720
GRAND TOTAL :—			10060	98900	—	13020
LAHORE	Lahore	Lahore	2121	12769	—	3745
		Pattoki	588	14164	—	501
		Kasur	1851	7697	—	1894
TOTAL :—			4560	34640	—	6140
	Gujranwala	Gujranwala	—	406	—	490
		Waizarabad	320	4080	—	1151
		Hafizabad	300	9294	—	319
TOTAL :			600	13780	—	1960

8	9	10	11	12	13	14	15
—	169	2553	—	—	455	60	37
200	2	5488	—	—	368	8	—
300	29	7859	—	—	457	12	3
500	200	15900	—	—	1280	80	40
30	311	3778	—	40	615	50	100
—	53	1789	—	—	725	96	—
—	—	616	—	—	326	—	—
230	111	1457	—	—	434	144	—
260	480	7640	—	40	2100	260	100
4120	1760	84420	—	80	11720	1500	200
1847	379	4528	—	—	1255	883	257
1893	—	8221	—	—	1518	610	199
173	—	3832	—	—	1243	603	200
—	—	1475	—	—	488	—	—
924	828	1630	—	—	499	822	234
172	—	3186	2360	—	617	—	—
380	4	5895	—	—	867	542	210
237	—	4200	—	—	799	—	—
254	9	3582	—	—	534	—	—
5880	1220	36560	2360	—	7820	3460	1100

1	2	3	4	5	6	7
	Sheikhupura SKP :		259	5861	—	629
		Nankana Sahib.	349	8539	—	2741
		Muridkee	252	—	—	750
TOTAL :—			860	14400	—	4120
	Sialkot	Sialkot	—	2713	—	1325
		Daska	—	8470	—	855
		Narowal	20	3594	—	581
		Pasrur	200	1874	—	559
TOTAL :—			220	16600	—	3320
GRAND TOTAL :—			6260	79480		15540
MULTAN DIV :—	Multan	Multan	65	1151	548	1011
		Mailsi	136	4494	362	145
		Lodharan	8	4506	120	341
		Shujabad	29	6634	—	—
		Mian-channu	31	1693	783	1173
		Khanewal	59	1739	860	484
		Vehari	24	1763	355	22
		Kabirwala	64	3039	86	17
		Abudl Hakim	144	481	6	7
TOTAL :—			560	25500	3120	3200

8	9	10	11	12	13	14	15
6975	33	3254	35	—	191	13	—
—	5	3200	—	—	353	29	—
725	82	3263	—	—	627	—	—
—	200	5123	245	—	369	98	—
7700	320	14940	280	—	1540	140	—
320	120	3000	—	—	257	80	—
—	—	700	100	—	443	—	—
320	120	3700	100	—	700	80	—
475	343	5287	200	—	1850	74	110
505	178	8824	—	—	3613	273	—
—	424	7043	—	—	2074	267	953
300	59	12762	—	—	1058	71	22
—	96	8641	—	—	1101	487	1
—	—	6663	—	—	1204	208	54
1280	1120	49220	200	—	10900	1380	1140
15180	2760	104420	2940	—	20960	5060	2240

1	2	3	4	5	6	7
	M'Garh	M'Garh	80	4828	—	275
		Leiah	—	12992	—	—
		Alipur	74	—	—	—
		Kot Addu	86	—	—	7565
TOTAL :—			240	17820	—	7840
	D.G.Khan	D.G.Khan	28	10839	—	401
		Jampur	32	4041	—	119
TOTAL :—			60	14880	—	520
	Sahiwal	Sahiwal	297	2177	—	696
		Basirpur	—	14347	—	439
		Okara	713	4698	—	446
		Chichan-watni	65	1953	—	647
		Arifwala	679	4487	—	447
		Pakpattan	66	5818	—	398
TOTAL :—			1820	33280	3120	3100
GRAND TOTAL :—			2680	91480	3120	14660

8	9	10	11	12	13	14	15
1	18	9842	680	—	895	—	—
110	3	7396	—	—	588	1	—
29	1	4302	—	—	517	79	—
140	22	21540	680	—	2000	80	—
191	2	3630	180	—	264	124	40
140	141	3315	180	—	473	219	40
129	17	4695	180	—	163	137	40
450	160	11640	540	—	900	480	120
23	3	1925	—	—	669	8	—
48	103	3057	—	—	821	—	—
35	58	4438	—	—	308	72	—
34	16	2160	—	—	462	—	—
140	180	11580	—	—	462	80	—
740	360	44760	1220	—	5160	640	120

1	2	3	4	5	6	7
B'PUR DIV :—	B'Pur	B'Pur	220	4220	1040	188
		Ahmedpur (East)	205	1700	—	164
		Hasilpur	55	1300	—	88
TOTAL : —			480	7220	1040	440
	B'Nagar	B'Nagar				
		Minchina-bad	210	3874	311	195
		Haronabad F/abass	137	1524	—	250
		Chistian	213	3002	89	395
TOTAL :—			560	8400	400	840
	R.Y.Khan	R.Y.Khan	26	7563	1948	—
		Khanpur	50	—	1510	100
		Liaqtpur	24	1517	679	71
		Sadiqabad	40	—	1443	109
TOTAL :—			140	9080	5380	280
GRAND TOTAL :—			1180	24700	7020	1560

Fertilizer in Respect of Punjab Province

(Fig. in Bags)

AN PIDC	SSP PIDC	Urea IMP	AS IMP	AN INP	DAP IMP	NP IMP	SOP IMP
8	9	10	11	12	13	14	15
520	200	720	—	—	300	160	—
—	140	2220	—	—	1300	440	—
—	—	360	—	—	—	—	—
2080	720	440	—	—	1000	50	75
1700	820	200	—	—	400	30	25
4300	1880	3940	—	—	3000	680	100
1255	1080	2214	3124	57	1428	207	158
683	210	1633	2636	13	1142	362	149
49	—	615	—	—	1035	—	—
1673	10	558	—	30	615	271	113
3660	1300	5020	5760	100	4220	840	420
—	10	2045	—	—	242	111	—
—	2	747	—	—	451	81	20
20	8	68	—	—	547	68	—
20	20	2860	—	—	1240	260	20

Statement Showing Consumption of

Month Februaary 1974

Division	District	Tehsil	Urea PIDC	Urea DH	Urea Engro	AS PIDC
1	2	3	4	5	6	7
RAWAL-	Rawalpindi	Rawalpindi	—	600	—	1220
PINDI	C'pur	C'pur	—	800	—	680
	Jhelum	Jhelum	—	—	—	—
	Gujrat	Gujrat	20	400	—	800
		M.B.Din	—	500	—	980
TOTAL :—			20	2300	—	3680
SARGO-	Sargodha	Sargodha	97	3199	—	406
DHA		Bhalwal	615	3385	—	516
		J/Abad	59	1556	—	468
		Shahpur	49	1580	—	150
TOTAL :—			820	10720	—	1540
	Mianwali	Piplian	—	—	—	698
		Bhakkar	—	2977	—	514
		Mianwali	—	1883	—	608
TOTAL :—			—	4860	—	1820

8	9	10	11	12	13	14	15
94	173	3026	—	—	718	96	—
425	267	1273	—	—	565	137	—
169	40	721	—	—	317	47	—
720	480	5020	—	—	1600	280	—
200	542	164	683	17	1542	—	3
972	168	142	217	—	1463	153	1
2284	334	190	166	58	1064	338	25
629	774	550	93	65	1011	149	6
515	382	494	901	—	1370	200	5
4600	2200	1540	2060	140	6460	840	40
9000	4000	14440	7820	240	13520	2220	480
257	438	2372	—	—	492	4	9
373	75	1228	—	—	181	5	11
1286	147	3540	—	200	867	131	20
1920	660	7140	—	200	1540	140	40
3	41	3622	—	—	1088	32	10
154	93	2317	—	—	665	24	10
163	1026	2061	—	—	47	24	—
320	1160	8000	—	—	1800	60	20

1	2	3	4	5	6	7
	Jhang	Jhang	135	2595	—	380
		Chiniot	65	3549	—	241
		Shorkot	80	2576	—	299
TOTAL :—			280	8720	—	290
	Lyallpur	Lyallpur	476	4182	—	753
		Kamalia	450	10717	—	197
		Jaranwala	520	2236	—	116
		Tandalan-wala.	355	9903	—	73
		T.T. Singh	159	1702	—	1081
TOTAL :—			1960	28740	—	2220
GRAND TOTAL :—			3060	35040	—	6500
LAHORE	Lahore	Lahore	202	1978	—	863
		Pattoki	112	2708	—	344
		Kasur	1666	1954	—	93
TOTAL :—			1980	6640	—	1300
	Gujranwala	Gujranwala	60	3134	—	282
		Waizarabad	60	507	—	244
		Hafizabad	20	3119	—	214
TOTAL :			140	6740	—	740

8	9	10	11	12	13	14	15
—	2065	574	—	—	562	59	—
216	457	536	—	—	252	—	—
164	518	1830	—	—	326	41	—
380	3040	2940	—	—	1140	100	—
229	264	1004	—	200	235	31	31
7	142	2817	—	—	353	25	29
—	46	1399	—	—	117	4	—
4	128	—	—	—	175	20	—
240	580	5220	—	200	880	80	60
2860	5440	23300	—	400	5360	380	120
2834	—	4280	360	—	1542	131	2
918	2	861	50	—	823	129	1
1212	—	1792	—	—	621	117	12
561	—	468	30	—	453	—	—
736	101	594	—	—	499	154	11
167	57	507	—	—	516	150	6
336	—	990	20	—	1064	119	68
398	—	937	—	—	528	—	—
58	—	571	—	—	453	—	—
7220	160	11000	460	—	6500	800	100

1	2	3	4	5	6	7
	Sheikhupura SKP :		15	4159	—	300
		Nankana Sahib.	5	3961	—	305
		Muridkee	—	—	—	615
TOTAL :—			20	8120	—	1220
	Sialkot	Sialkot	40	141	—	135
		Daska	—	629	—	144
		Narowal	40	726	—	172
		Pasrur	—	384	—	149
TOTAL :—			80	1880	—	600
GRAND TOTAL :—			2220	23400		3860
MULTAN DIV :—	Multan	Multan	602	1513	2274	165
		Mailsi	39	125	1565	16
		Lodharan	11	2597	26	141
		Shujabad	13	1226	—	46
		Mian-channu	18	1135	157	181
		Khanewal	34	200	568	70
		Vehari	32	948	270	36
		Kabirwala	64	232	500	65
		Abudl Hakim	47	1344	—	—
TOTAL :—			860	9320	5360	720

8	9	10	11	12	13	14	15
839	52	286	15	—	90	—	—
—	350	2011	572	—	537	233	—
441	113	925	11	—	275	—	—
—	25	218	122	—	72	7	—
1280	540	3440	720	—	980	240	—
60	—	769	120	—	338	—	—
—	—	191	80	—	142	—	—
60	—	960	200	—	480	—	—
953	214	3047	—	—	1185	82	14
299	—	2352	—	—	822	132	—
—	100	6051	—	4039	498	76	—
866	13	3605	460	—	657	—	9
—	73	4242	—	—	848	386	—
2	—	723	—	—	970	84	127
2120	400	20020	460	4039	5580	760	140
10680	1100	35420	1840	4039	13540	800	240

1	2	3	4	5	6	7
	M'Garh	M'Garh	29	727	—	17
		Leiah	251	1638	—	—
		Alipur	6	—	—	1032
		Kot Addu	34	735	—	1031
TOTAL :—			320	3100	—	2080
	D.G.Khan	D.G.Khan	—	2247	—	320
		Jampur	—	373	—	140
TOTAL :—			—	2620	—	460
	Sahiwal	Sahiwal	70	3126	—	746
		Basirpur	12	2618	—	118
		Okara	55	3600	—	140
		Chicha-watni	25	2484	—	582
		Arifwala	13	1211	—	168
		Pakpattan	1	641	—	226
TOTAL :—			180	13680	—	1980
GRAND TOTAL :—			1360	28720	5360	5240

8	9	10	11	12	13	14	15
162	203	2945	32	—	188	—	105
15	217	1008	15	—	42	—	101
183	—	1167	13	—	110	—	94
360	420	5120	60	—	340	—	300
40	—	2775	1220	—	203	30	10
25	59	1609	—	—	421	—	—
15	41	1456	—	—	216	10	10
80	100	5840	1220	—	840	40	20
35	—	951	—	—	1004	10	—
20	—	2712	—	—	554	11	—
12	14	4234	—	—	417	79	—
13	6	903	—	—	65	—	—
80	20	7800	—	—	2040	100	—
520	540	18707	1280	—	3220	140	330

1	2	3	4	5	6	7
B'PUR DIV :—	B'Pur	B'Pur	20	—	1018	120
		Ahmedpur (East)	—	80	102	—
		Hasilpur	—	—	—	—
TOTAL : -			20	80	1120	120
	B'Nagar	B'Nagar				
		Minchina-bad	115	139	289	38
		Haronabad F/abass	116	304	—	44
		Chistian	49	497	151	18
TOTAL :—			280	940	440	100
	R.Y.Khan	R.Y.Khan	4	2147	1049	—
		Khanpur	12	—	100	—
		Liaquatpur	84	773	821	42
		Sadiqabad	10	—	670	38
TOTAL :—			140	2920	2640	80
GRAND TOTAL :—			440	3940	4200	300

Fertilizer in Respect of Punjab Province

(Fig. in Bags)

AN PJDC	SSP PIDC	Urea IMP	AS IMP	AN IMP	DAP IMP	NP IMP	SOP
8	9	10	11	12	13	14	15
640	80	200	1000	300	100	620	20
820	—	1300	300	—	40	20	—
—	400	—	300	100	20	—	—
1000	200	500	200	250	1264	20	217
6000	100	500	200	250	1136	40	283
8460	780	2500	2000	900	2560	700	520
335	200	4040	3225	1145	1480	30	99
310	121	3727	317	433	1103	15	101
110	—	3491	151	233	718	15	—
365	79	3742	409	489	779	—	—
1120	400	15000	4100	2300	4080	60	200
—	10	3940	636	67	457	73	20
—	10	3569	187	33	825	52	20
20	—	3331	77	100	658	155	20
20	20	10840	900	200	1940	280	60

Statement Showing Consumption of

Month March 1974

Division	District	Tehsil	Urea PIDC	Urea DH	Urea Engro	AS PIDC
1	2	3	4	5	6	7
RAWAL-	Rawalpindi	Rawalpindi	—	180	—	2340
PINDI	C'pur	C'pur	—	420	—	2000
	Jhelum	Jhelum	60	20	—	5 0
	Gujrat	Gujrat	1480	2892	—	2432
		M.B.Din	1300	1488	—	3668
TOTAL :—			2940	5000	—	1 940
SARGO-	Sargodha	Sargodha	80	1459	—	2800
DHA		Bhalwal	44	988	—	317
		J/Abad	7	914	—	151
		Shahpur	29	879	—	732
TOTAL :—			160	4240	—	4000
	Mianwali	Mianwali	—	—	—	614
		Piplan	—	558	—	348
		Bhakkar	20	302	—	238
TOTAL :—			20	860	—	1200

8	9	10	11	12	13	14	15
291	78	4439	500	1060	967	13	41
1736	228	4939	503	1000	990	13	13
153	94	4422	400	900	803	114	6
2180	400	13800	1400	2900	2760	140	60
5280	319	5836	—	903	1748	14	43
183	62	7018	—	760	1091	67	57
676	267	5413	4112	565	967	70	18
208	212	5425	186	572	2039	18	29
73	180	6708	2	—	1575	31	13
6420	1040	30400	4300	2800	7420	200	160
9740	1860	70040	10700	8200	16200	680	480
566	106	16587	500	604	1143	62	82
281	87	3617	500	—	1130	39	93
733	67	4136	600	596	1467	299	25
1580	260	24340	1600	1200	3740	400	200
17	45	5747	400	200	1474	194	100
3	3	3057	000	100	301	126	—
220	10	3036	300	100	225	—	—
240	60	11840	1300	400	2000	320	100

1	2	3	4	5	6	7
	Jhang	Jhang	11	700	—	84
		Chiniot	68	783	—	1266
		Shorkot	41	3337	—	230
TOTAL :—			120	4820	—	1580
	Lyallpur	Lyallpur	1561	5749	—	3411
		Kamalia	515	4955	—	11
		Jaranwala	315	4551	—	2344
		Tandalan-wala.	227	2673	—	21
		T.T. Singh	92	2052	—	213
TOTAL :—			2700	19980	—	6000
GRAND TOTAL :—			3000	29900	—	12780
LAHORE	Lahore	Lahore	2194	4254	—	961
		Pattoki	1135	2894	—	179
		Kasur	2171	4913	—	874
TOTAL :—			5500	11760	—	1420
	Gujranwala	Gujranwala	20	593	—	93
		Wazirabad	10	104	—	10
		Hafizabad	10	423	—	1397
TOTAL :			40	1120	—	1500

8	9	10	11	12	13	14	15
—	103	5100	400	300	2312	121	46
5	92	5122	500	200	260	—	—
115	105	5038	600	200	528	79	54
120	300	15240	1500	700	3100	200	100
40	50	349	250	89	191	73	15
40	7	3109	300	71	212	30	25
—	20	3110	270	40	166	20	—
—	123	1172	180	—	171	17	—
80	200	7740	1000	200	740	140	40
2020	820	5918	5400	2500	9580	1060	440
941	403	3991	1342	817	714	169	22
304	13	3377	—	577	418	168	4
—	8	3302	—	—	249	—	—
140	8	3252	—	391	188	—	—
79	117	3173	998	352	338	53	9
63	49	3250	1060	336	1276	2	1
53	5	3472	—	330	662	8	18
260	—	3223	—	237	315	—	6
1840	600	27040	3400	3040	4160	400	60

1	2	3	4	5	6	7
	Sheikhupura SKP :		56	1154	—	632
		Nankana Sahib.	33	2284	—	116
		Muridkee	31	622	—	632
TOTAL :—			120	4060	—	1380
	Sialkot	Sialkot	—	330	—	574
		Daska	—	398	—	281
		Narowal	79	735	—	511
		Pasrur	61	97	—	234
TOTAL :—			140	1560	—	1600
GRAND TOTAL :—			5800	18500		5900
MULTAN DIV :—	Multan	Multan	245	2629	—	436
		Mailsi	115	527	—	—
		Lodharan	202	589	—	163
		Shujabad	142	415	—	56
		Mian-channu	136	637	—	244
		Khanewal	208	243	—	2
		Vehari	258	328	—	7
		Kabirwala	174	132	—	92
		Abudl Hakim				
TOTAL :—			1480	5500		900

8	9	10	11	12	13	14	15
671	—	3498	264	—	705	—	—
680	—	3533	1283	316	833	35	—
789	—	3719	261	204	815	—	—
—	—	3430	292	390	607	45	—
2140	—	14200	2100	1000	2960	80	—
1020	—	2604	671	29	46	—	—
1351	—	2156	629	231	74	—	—
2:80	—	4760	1300	260	120	—	—
464	136	5091	141	—	1065	4	21
211	31	4769	—	—	1609	75	—
21	305	5135	—	3560	2541	20	—
470	69	4619	4559	—	805	13	39
550	59	5396	—	—	1480	278	40
4	—	3950	—	—	640	9	—
1720	600	28960	4700	3960	8140	400	100
8080	1200	74960	11500	7860	15380	880	160

1	2	3	4	5	6	7
	M'Garh	M'Garh	19	38	—	410
		Leiah	128	217	—	320
		Alipur	58	—	—	340
		Kot Addu	55	25	—	290
TOTAL :—			260	280	—	1360
	D.G.Khan	D.G.Khan	10	638	—	15
		Jampur	10	1022	—	125
TOTAL :—			20	1660	—	140
	Sahiwal	Sahiwal	687	1015	—	236
		Basirpur	302	1304	—	132
		Okara	562	1012	—	196
		Chicha-watni	426	1019	—	461
		Arifwala	298	494	—	292
		Pakpattan	205	766	—	143
TOTAL :—			2480	5600	—	1460
GRAND TOTAL :—			4240	13040	—	3860

8	9	10	11	12	13	14	15
1	—	3879	900	300	96	2	—
24	—	3596	—	—	117	50	—
35	—	3925	—	—	87	28	—
60	—	11400	900	300	300	80	—
413	4	2043	300	100	287	2	—
430	12	2101	—	—	563	30	—
417	4	2056	—	—	510	28	—
1260	20	6200	300	100	1360	60	—
66	32	223	135	50	1955	21	—
127	7	884	—	40	2046	548	393
82	20	1131	197	60	1768	191	3
105	1	562	67	50	1571	—	4
380	60	2800	400	200	7340	760	400
1700	800	20400	1600	600	9000	900	400

1	2	3	4	5	6	7
B'PUR DIV :—	B'Pur	B'Pur	16	—	—	20
		Ahmedpur (East)	4	4140	—	—
		Hasilpur	20	980	—	40
TOTAL :—			40	5120	—	60
	B'Nagar	B'Nagar				
		Minchina-bad	55	940	—	155
		Haronabad F/abass	76	448	—	91
		Chistian	9	232	—	94
TOTAL :—			180	1620	—	340
	R.Y.Khan	R.Y.Khan	6	342	—	—
		Khanpur	8	—	—	50
		Liaquatpur	76	278	—	56
		Sadiqabad	10	—	—	54
TOTAL :—			100	620	—	160
GRAND TOTAL :—			320	7360	—	560

Fertilizer in Respect of Punjab Province

(Fig. in Bags)

AN PIDC	SSP PIDC	Urea IMP	AS IMP	AN IMP	DAP IMP	NP IMP	SOP
8	9	10	11	12	13	14	15
240	160	1220	—	—	80	—	—
1040	—	2680	—	—	20	20	—
—	—	—	—	—	—	—	—
4080	420	2240	—	—	60	30	360
800	40	—	—	—	400	10	600
6080	620	6140	—	—	560	60	960
56	280	3106	120	1608	948	207	140
330	225	3029	—	1754	625	130	154
904	—	2937	—	1984	1030	—	—
890	315	2748	—	2154	917	103	226
2780	820	11820	120	7500	3520	440	520
—	34	3416	—	—	752	37	58
—	1	3345	—	—	791	37	12
1220	45	3599	—	—	757	26	30
1220	80	10360	—	—	2300	100	100

Statement Showing Consumption of

Month April 1974

Division	District	Tehsil	Urea PIDC	Urea DH	Urea Engro	AS PIDC
1	2	3	4	5	6	7
RAWAL-PINDI	Rawalpindi	Rawalpindi	—	900	—	900
	C'pur	C'pur	20	1020	—	2820
	Jhelum	Jhelum	—	—	—	—
	Gujrat	Gujrat	40	1360	—	11330
		M.B.Din	40	1200	—	11330
TOTAL :—			100	4480	—	26380
SARGO-DHA	Sargodha	Sargodha	514	3244	—	1339
		Bhalwal	722	2813	—	730
		J/Abad	538	2621	—	275
		Shahpur	526	2982	—	456
TOTAL :—			2300	11660	—	2800
	Mianwali	Mianwali	—	—	—	742
		Piplan	—	267	—	726
		Bhakkar	—	553	—	972
TOTAL :—			—	820	—	2440

8	9	10	11	12	13	14	15
301	183	4872	—	—	892	78	158
1105	462	2702	—	—	1130	95	42
314	155	3599	—	—	838	26	30
1720	800	10080	—	—	2860	280	200
2.60	1596	6912	—	2616	1814	227	126
554	198	5389	—	—	414	219	104
785	429	5261	—	2441	685	255	122
501	235	4652	—	2443	592	230	138
1660	282	6866	—	—	1075	329	150
5660	2740	29080	—	7500	4580	1260	640
11380	4440	60340	120	15000	13820	2080	1460
634	195	6138	—	3550	651	290	90
362	284	5313	—	—	1058	65	125
924	201	5329	—	2610	318	165	25
1920	680	16780	—	6160	2020	520	240
—	—	6770	—	—	260	351	—
—	—	6454	—	—	150	29	—
—	—	5356	—	—	50	—	—
—	—	18580	—	—	460	380	—

1	2	3	4	5	6	7
	Jhang	Jhang	—	3358	—	1389
		Chiniot	—	3421	—	3390
		Shorkot	—	4981	—	1341
TOTAL :—			—	11760	—	6120
	Lyallpur	Lyallpur	966	7489	—	4256
		Kamalia	874	6162	—	815
		Jaranwala	1203	7448	—	2832
		Tandalan-wala.	876	6090	—	1617
		T.T. Singh	881	6711	—	2100
TOTAL :—			4800	33900	—	11620
GRAND TOTAL :—			7180	58140	—	22980
LAHORE	Lahore	Lahore	47	3981	—	1371
		Pattoki	57	4706	—	551
		Kasur	56	4073	—	798
TOTAL :—			260	12760	—	2720
	Gujranwala	Gujranwala	66	4622	—	1115
		Wazirabad	441	4363	—	611
		Hafizabad	73	3415	—	854
TOTAL :			580	12400	—	1980

8	9	10	11	12	13	14	15
345	159	3468	—	—	1593	50	—
352	104	3975	—	—	657	20	—
383	97	3597	—	—	650	30	—
1080	360	11040	—	—	2900	100	—
—	10	1933	—	1385	20	—	—
—	2	2654	—	1385	35	—	—
—	5	2783	—	1385	60	—	—
—	3	2390	—	1385	5	—	—
—	20	10360	—	5540	120	—	—
3000	1060	56760	—	117000	5440	1000	240
312	—	2833	75	2320	774	265	—
672	91	3031	—	—	1455	295	—
1707	—	3122	—	—	1129	253	—
386	—	2313	—	—	773	—	—
368	89	2218	8	—	1103	287	—
364	488	2347	57	—	867	—	—
—	—	4646	—	—	1041	—	—
631	82	2650	—	—	778	—	—
4440	840	23160	140	2320	7920	1100	—

1	2	3	4	5	6	7
	Sheikhupura	SKP :	480	4520	—	1300
		Nankana Sahib.	480	4314	—	909
		Muridkee	480	3626	—	431
TOTAL :—			1440	12460	—	2540
	Sialkot	Sialkot	—	120	—	203
		Daska	—	125	—	12
		Narowal	—	140	—	19
		Pasrur	—	115	—	166
TOTAL :—			—	500	—	400
GRAND TOTAL :—			2280	38120	—	8240
MULTAN DIV :—	Multan	Multan	307	2900	330	716
		Mailsi	279	2603	139	704
		Lodharan	244	3622	191	630
		Shujabad	239	2678	—	648
		Mian-channu	242	2504	137	671
		Khanewal	243	2496	66	696
		Vehari	306	2552	24	643
		Kabirwala	240	2985	113	632
		Abudl Hakim				
TOTAL :—			2100	22340	1000	5280

8	9	10	11	12	13	14	15
1036	—	2107	10	—	—	—	—
1099	12	2482	10	—	234	—	—
965	—	2105	10	—	172	—	—
—	8	2326	10	—	294	—	—
3100	20	9020	40	—	700	—	—
12	—	2614	—	—	20	—	—
88	—	1466	—	60	—	—	—
100	—	4080	—	60	20	—	—
584	198	5996	80	2120	1738	249	236
582	164	5872	—	—	1919	298	—
524	100	5864	—	—	1785	252	282
887	170	5313	—	—	1113	—	332
1107	148	6623	—	—	2166	361	310
616	—	5792	—	—	1399	260	—
4300	780	35460	80	2120	10120	1420	1160
11940	1640	71720	260	4500	18760	2520	1160

1	2	3	4	5	6	7
	M'Garh	M'Garh	8	1419	—	2214
		Leiah	120	1697	—	—
		Alipur	2	—	—	—
		Kot Addu	10	2564	—	2246
TOTAL :—			140	6080	—	4460
	D.G.Khan	D.G.Khan	—	2800	—	640
		Jampur	—	2400	—	400
TOTAL :—			—	5200	—	1040
	Sahiwal	Sahiwal	697	3838	—	958
		Basirpur	690	4425	—	901
		Okara	746	3639	—	920
		Chicha-watni	694	3819	—	952
		Arifwala	690	3653	—	897
		Pakpattan	683	3643	—	912
TOTAL :—			4200	22920	—	5540
GRAND TOTAL :—			6440	56540	1000	16320

8	9	10	11	12	13	14	15
—	68	514	—	—	504	7	—
—	23	21	—	—	351	—	—
—	49	245	—	—	445	73	—
—	140	780	—	—	1300	80	—
134	102	567	20	—	574	65	—
176	43	746	—	—	126	45	—
130	15	1747	—	—	640	50	20
440	160	3060	20	—	1340	160	20
35	2	192	—	—	556	2	—
266	269	387	—	—	709	—	956
46	8	255	—	—	609	149	4
33	1	366	—	—	806	489	—
480	280	1200	—	—	2680	640	960
920	580	5040	20	—	5320	880	980

1	2	3	4	5	6	7
B'PUR DIV :—	B'Pur	B'Pur	—	—	—	—
		Ahmedpur (East)	—	503	—	—
		Hasilpur	—	657	—	20
TOTAL :—			—	1160	—	20
	B'Nagar	B'Nagar				
		Minchina-bad	335	496	—	6
		Haronabad F/abass	382	539	—	—
		Chistian	363	625	—	34
TOTAL :—			1080	1660	—	40
	R.Y.Khan	R.Y.Khan	—	444	—	8
		Khanpur	352	—	—	—
		Liaquatpur	457	456	—	6
		Sadiqabad	351	—	—	6
TOTAL :—			1160	900	—	20
GRAND TOTAL :—			2240	3720	—	80

صوبائی اسمبلی پنجاب

پہلی صوبائی اسمبلی پنجاب کا بارھواں اجلاس

---

25 اکتوبر 1974ء

(جمعۃالمبارک 8 شوال المکرم 1394ھ)

اسمبلی کا اجلاس اسمبلی چیمبر لاہور میں 9 بجے صبح منعقد ہوا ۔ مسٹر سپیکر رفیق احمد شیخ ، کرسی صدارت پر متمکن ہوئے ۔

تلاوت قرآن پاک اور اس کا اردو ترجمہ قاری اسمبلی نے پیش کیا ۔

بِسْمِ اللّٰهِ الرَّحْمٰنِ الرَّحِيْمِ

اَلَّذِيْنَ اٰتَيْنٰهُمُ الْكِتٰبَ يَتْلُوْنَهٗ حَقَّ تِلَاوَتِهٖ اُولٰٓئِكَ يُؤْمِنُوْنَ بِهٖ وَمَنْ يَّكْفُرْ بِهٖ فَاُولٰٓئِكَ هُمُ الْخٰسِرُوْنَ ۝ يٰبَنِيْٓ اِسْرَآءِيْلَ اذْكُرُوْا نِعْمَتِيَ الَّتِيْٓ اَنْعَمْتُ عَلَيْكُمْ وَاَنِّيْ فَضَّلْتُكُمْ عَلَى الْعٰلَمِيْنَ ۝ وَاتَّقُوْا يَوْمًا لَّا تَجْزِيْ نَفْسٌ عَنْ نَّفْسٍ شَيْـًٔا وَّلَا يُقْبَلُ مِنْهَا عَدْلٌ وَّلَا تَنْفَعُهَا شَفَاعَةٌ وَّلَا هُمْ يُنْصَرُوْنَ ۝ وَاِذِ ابْتَلٰٓى اِبْرٰهٖمَ رَبُّهٗ بِكَلِمٰتٍ فَاَتَمَّهُنَّ ۭ قَالَ اِنِّيْ جَاعِلُكَ لِلنَّاسِ اِمَامًا ۭ قَالَ وَمِنْ ذُرِّيَّتِيْ ۭ قَالَ لَا يَنَالُ عَهْدِي الظّٰلِمِيْنَ ۝

پ ۱ س ۲ رکوع ۱۳ و ۱۴ آیات ۱۲۱ تا ۱۲۴

جن لوگوں کو ہم نے کتاب عنایت کی ہے وہ اسکو ایسا پڑھتے ہیں جیسا کہ اسکے پڑھنے کا حق ہے۔ یہی لوگ اس پر ایمان رکھتے ہیں اور جو اسکو نہیں مانتے وہی لوگ گھاٹے والے نقصان میں رہیں گے۔ اے بنی اسرائیل میرے وہ احسان یاد کرو جو میں نے تم پر کئے اور یہ کہ میں نے تم کو اہل عالم پر فضیلت بخشی۔ اور تم لوگ اس دن سے ڈرو جب کوئی شخص کسی شخص کے کچھ کام نہ آئیگا اور نہ اس سے (کسی چیز کا) بدلہ قبول کیا جائیگا اور نہ اسکو کسی کی سفارش کچھ فائدہ دیگی۔ اور نہ لوگوں کو کسی اور طرح کی مدد مل سکے گی۔ اور ان کے پروردگار نے ابراہیم کی چند باتوں میں آزمائش کی تو وہ ان میں پورے اترے اللہ نے فرمایا کہ تم کو لوگوں کا پیشوا بناؤں گا انہوں نے کہا کہ میری اولاد میں سے بھی (پیشوا بنایئے) اللہ نے جواب فرمایا کہ میرا اقرار ظالموں کے لئے نہیں ہوگا۔

وما علینا الا البلاغ

خان امیر عبداللہ خان روکڑی : پوائنٹ آف آرڈر ۔ جناب والا ! ہاؤس میں کورم نہیں ہے ۔

مسٹر سپیکر : گنتی کریں ۔ (گنتی کی گئی) کورم پورا ہے ۔ اچھا ۔ آج وقفہ سوالات نہیں ہے ۔

مسئلہ استحقاق

چوہدری محمد انور سمہ ایم پی اے کو ایوان میں حاضر ہونے کے باوجود تھانہ صدر گجرات میں قتل کے مقدمہ میں ملوث کرنا

چوہدری ممتاز احمد کاھلوں : جناب سپیکر ! میں آپ کی توجہ ایک بڑے اہم مسئلہ کیطرف مبذول کرانا چاہتا ہوں جس میں ہمارے ایک فاضل رکن اسمبلی کا استحقاق مجروح ہوا ہے اور دیگر جو ارکان اسمبلی ہیں وہ بھی اپنے آپ کو غیرمحفوظ محسوس کرتے ہیں ۔ جناب سپیکر ! عید کے وقفے کے بعد ہمارا یہ اجلاس 21 اکتوبر کی شام کو شروع ہوا ۔

مسٹر سپیکر : آپ نے استحقاق کے متعلق کچھ لکھ کر تو نہیں دیا ؟

چوہدری ممتاز احمد کاھلوں : جناب والا ! لکھ کر نہیں دیا ۔

مسٹر سپیکر : میں اس لئے پوچھ رہا ہوں کہ شائد آپ نے کچھ لکھ کر آفس میں دیا ہو ۔

چوہدری ممتاز احمد کاھلوں : جناب والا ! میں یہ عرض کر رہا تھا کہ عید کے وقفے کے بعد ہمارا یہ اجلاس 21 اکتوبر 74ء کو شام 4 بج کر 35 منٹ پر شروع ہوا اور پھر آپ نے نماز مغرب کے لئے اجلاس کی کارروائی تھوڑے وقفہ کے لئے ملتوی فرما دی ۔ اس کے بعد پھر کارروائی چھ بجے سے لے کر چھ بج کر پچیس منٹ تک جاری رہی ۔ تو اس دوران ہمارے فاضل ممبر اسمبلی جناب چوہدری محمد انور سمہ صاحب اس ایوان میں موجود تھے اور بہت سے دیگر ارکان اسمبلی کے ساتھ آن کا معانقہ ہوا ۔ ان سے ملے ۔ قائد حزب اختلاف

اور دیگر ممبران اسمبلی اور جو ممبران اسمبلی ان کے بنچ پر بیٹھتے ہیں ان کے ساتھ ان کی بات چیت ہوئی اور آپ کے بھی علم میں ہوگا کہ یہ اسمبلی میں موجود تھے ۔ وقفہ میں انہوں نے ہمارے ساتھ چائے پی ۔

مسٹر سپیکر : آپ کے علم میں ہونا چاہئے ۔

چوہدری ممتاز احمد کاہلوں : جناب والا ! آپ کے بھی تو علم میں ہونا چاہئے ۔ میرے اور آپ کے سامنے عید مبارک وغیرہ کے لئے گئے تھے ۔ اس کے بعد چائے کے وقفہ میں بھی لوگ تینوں ارکان اسمبلی کے ساتھ مل کر جاتے ہیں ۔ تو اس دن 21 تاریخ کو ساڑھے پانچ بجے شام ایک ایف ۔ آئی ۔ آر نمبر دفعہ 302 تھانہ صدر گجرات نے درج کی ۔ جس میں وقوعہ بیان کردہ ساڑھے پانچ بجے تحریر کروایا گیا ۔ اس میں یہ کہا گیا ہے کہ ہمارے فاضل دوست چوہدری محمد انور سمہ صاحب ج ایم ۔ ایم رائفل ہاتھ میں لے کر ملزموں کے ہمراہ للکارے مار رہے تھے ۔ جناب سپیکر ! یہ نا ممکن ہے کہ جب ہمارے فاضل دوست یہاں موجود تھے تو وہ کس طرح ساڑھے پانچ بجے اپنے ضلع گجرات موضع سمہ میں ایک وقوعہ میں شریک ہو چکے تھے ۔ اب ان کی گرفتاری کے لئے گجرات کی پولیس چھاپے مار رہی ہے اور اس کے نتیجہ میں وہ یہاں اجلاس کی کاروائی میں کس طرح شریک ہو سکتے ہیں ۔

مسٹر سپیکر : چوہدری صاحب ! آپ میری بات سن لیں ۔ آپ تشریف رکھیں ۔ میں نے یہ اخبار میں دیکھا تھا ۔ یہ 23 تاریخ کے اخبار میں آیا ہے اور اگر 23 تاریخ کے اخبار میں آیا ہے تو غالباً یہ واقعہ انہوں نے 22 تاریخ کا لکھایا ہوگا جو 23 تاریخ کی اخبار میں آیا ہے ۔

چوہدری ممتاز احمد کاہلوں : جناب والا ! یہ 21 تاریخ کا ہے ۔ میرے علم میں ہے ۔ میں نے ایف ۔ آئی ۔ آر خود دیکھی ہے کہ 21 تاریخ کا وقوعہ لکھایا گیا ہے ۔

Mr. Speaker : I myself have a very vivid recollection that he was present during the proceedings of this House.

آپ اس کی تصدیق کر لیں کہ یہ واقعہ انہوں نے 21 تاریخ کا لکھوایا ہے یا 22 تاریخ کا ۔

آوازیں : 21 تاریخ کا ہے ۔

مسٹر سپیکر : اگر تو انہوں نے 21 تاریخ کا لکھوایا ہے اور اس کے دوران ہے کیونکہ We met hardly for two hours.

چوہدری ممتاز احمد کاھلوں : جی ہاں ۔ اجلاس کی کارروائی 4 بج کر 35 منٹ سے لے کر 6 بج کر 25 منٹ تک ہے ۔

مسٹر سپیکر : میں نے چھ بجنے میں کچھ منٹ پر ہاؤس کو ملتوی کیا تھا ۔ یہ request ہوئی تھی کہ ہاؤس ملتوی کر دیا جائے ۔ میں نے کہا کہ شائد آپ کو کام نہیں ہوگا لیکن میرا کام ہے ۔ میں نے دو رولنگ اس دن دینی تھیں ۔ تو پھر کوئی چھ بجے کے قریب ہم واپس آئے اور میں نے دونوں رولنگ اس ہاؤس میں پڑھیں ۔

چوھدری امان اللہ لک : جناب والا ! میں یہ عرض کروں گا کہ 21 تاریخ کو رات کو میں نے تھانہ صدر ٹیلیفون کیا ۔ ایس ۔ ایچ ۔ او مجھے ملے تھے ۔ اس نے کہا کہ رات شائد نو یا دس بجے کے لگ بھگ یہ واقعہ ہوا تھا ۔ میں اس کی شہادت دیتا ہوں کہ چوھدری محمد انور سمہ 21 تاریخ کو ساڑھے پانچ بجے یہاں موجود تھے ۔

مسٹر سپیکر : I have a very vivid recollection that he was here.
مگر یہ پریولیج موشن کس حد تک بنتی ہے ۔ میں سمجھ رہا ہوں کہ آپ اپنے ذہن اور قابلیت کو پورے طور پر استعمال کر رہے ہیں کہ یہ ایک پریولیج موشن کے four corners میں آ جائے ۔ جب ایک ممبر یہاں موجود ہے اور اس کے متعلق کوئی ایف ۔ آئی ۔ آر اس وقت کے متعلق لکھائی جاتی ہے تو

It amounts to interference in his functions and duties as a Member of this House.

میں آپ کے بیان سے یہ اندازہ لگا رہا ہوں

But still I have to satisfy myself.

کہ آپ کی یہ پریولیج موشن واقعی

within the four corners of a privilege motion

آتی ہے ۔ آپ اگر اس کو لکھ کر مجھے بھیج دیں ۔

You take your time.

تو میں کسی وقت بھی اس کو لے لوں گا ۔

چوہدری ممتاز احمد کاھلوں : جناب والا ! میں ابھی تحریری طور پر آپ کو دے دیتا ہوں ۔ اس کے بعد آپ اس کو پریولیج کمیٹی کو بھیج دیں اور وہ اس کو verify کر لے گی کہ کیا exact timing وہی ہے یعنی ساڑھے پانچ بجے جب ہمارا اجلاس ہو رہا تھا ۔

مسٹر سپیکر : سردار صاحب اس میں اب What will be the legal position کیونکہ یہ جس طرح اس کو put کر رہے ہیں ۔ ۔ ۔

علامہ رحمت اللہ ارشد : جناب والا ! میں یہ گذارش کرنا چاہتا ہوں کہ یہ نہایت سنگین معاملہ ہے اور اس ہاؤس کے بہت سے ممبر جانتے ہیں ۔ خود مجھے بھی جناب محمد انور ۔۔۔ صاحب سے ملنے اور ان کے ساتھ بیٹھنے کا اتفاق ہوا تھا اسی دن ان پر یہ کیس بنایا گیا ہے ۔ جیسے آپ نے فرمایا ہے اس کی بہترین صورت یہ ہے کہ کاھلوں صاحب یا کوئی ممبر جو interested ہو وہ باقاعدہ تحریری طور پر پریولیج موشن لکھ کر آپ کی خدمت میں پیش کر دیں اور آپ اس پریولیج موشن کے خد و خال کو دیکھ کر یہ اندازہ لگا سکیں گے کہ یہ within four corners آتی ہے ۔

مسٹر سپیکر : یہ تو میں نے دیکھا ہے کہ جس انداز سے انہوں نے اس مسئلے کو پیش کیا ہے ۔

علامہ رحمت اللہ ارشد : جناب والا ! میں آپ کا مشکور ہوں کہ آپ نے اس مسئلے کا بہت serious نوٹس لیا ہے کیونکہ اگر ایک ممبر یہاں موجود ہو اور اس کے خلاف کوئی جھوٹا مقدمہ بنایا جائے تو یہ پورے ہاؤس کے وقار کا مسئلہ ہے ۔

مسٹر سپیکر : بہر حال وہ کمیٹی فیصلہ کرے گی مگر prima facie یہ معلوم ہو سکے It may amount to that

علامہ رحمت اللہ ارشد : جناب والا ! میں آپ کا مشکور ہوں کہ آپ نے serious نوٹس لیا ۔

وزیر قانون : جناب والا ! جس وقت یہ پریولیج موشن آپ کی خدمت میں پیش ہو جائے گی تو اس کے متعلق ٹیکنیکلی - - -

مسٹر سپیکر : اب ٹیکنیکلی تو پیش ہوگئی ہے مگر میں اس کو تحریراً چاہتا ہوں کیونکہ سپیکر بغیر تحریر کے بھی اجازت دے سکتا ہے -

وزیر قانون : جناب والا ! مجھے دیکھنا پڑے گا - میں نے ایف - آئی - آر کو بھی ملاحظہ کرنا ہے اور اوقات بھی دیکھتے ہیں کہ کیس کی کب رجسٹریشن ہوئی اور کب وہ یہاں موجود تھے -

مسٹر سپیکر : facts میں تو یہ presumption ہوتی ہے

We presume that the facts contained in the privilege motion are correct.

وزیر قانون : جناب والا ! ہمیں یہ دیکھنا ہے کہ اگر کوئی کیس پولیس کے پاس رجسٹر ہو تو کیا یہ اسمبلی اس کی investigation میں مداخلت کر سکتی ہے ؟ یہ ساری چیزیں دیکھنی ہوں گی -

علامہ رحمت اللہ ارشد : جناب والا ! یہ وزیر قانون کیا فرما رہے ہیں ؟

مسٹر سپیکر : آپ پریولیج موشن لکھ کر دے دیں -

وزیر قانون : جناب والا ! جیسے آپ نے فرمایا ہے کہ پریولیج موشن لکھ کر دے دیں - جب پریولیج موشن آ جائے گی تو اس کے قانونی پہلو پر غور کیا جائے گا -

مسٹر سپیکر : میں ویسے آپ کو داد دیتا ہوں -

وزیر قانون : جناب والا ! میں ایک بات کی وضاحت کرنا چاہتا ہوں کہ فاضل دوستوں کو فاضل ممبر سے جتنی ہمدردی ہے مجھے ان سے کم نہیں بلکہ ان سے زیادہ ہمدردی ہے - ایسی کوئی بات نہیں ہے - اس کا یہ مطلب نہیں کہ میں مخالفت کر رہا ہوں -

Mr. Speaker : We are working and functioning within certain rules and within certain laws and we cannot go beyond those rules and laws.

تو اس کو آپ لکھ کر دے دیں - روکڑی صاحب آپ کچھ کہنے کے لئے کھڑے ہوئے تھے -

خان امیر عبداللہ خان روکڑی : جناب والا ! میں یہ کہنا چاہتا ہوں کہ یہ جو question of privilege ہے یہ فاضل ممبر کا حق ہے اور اس کی اجازت ملنی چاہئے -

مسٹر سپیکر : انکار تو ہم کسی کو نہیں کر سکتے - ہم تو قانون اور ضابطے کے مطابق یہاں پر کام کرتے ہیں -

خان امیر عبداللہ خان روکڑی : جناب والا ! میں یہی عرض کرتا ہوں کہ جناب نے اس کو admit کر لیا ہے اور اب آپ نے اجازت دے دی ہے تو پھر اس کی مخالفت کا سوال ہی پیدا نہیں ہوتا -

علامہ رحمت اللہ ارشد : جناب والا ! میں آپ کے توسط سے جناب محترم وزیر قانون سے یہ گذارش کرنا چاہتا ہوں کہ جب کوئی معاملہ پولیس investigation میں ہو تو وہ نہ sub-judice ہوتا ہے نہ ہی اسمبلی کے اندر اس پر بحث کرنے کی ممانعت ہے - اسمبلی میں بھی اس پر بحث کی جا سکتی ہے - تنقید بھی کی جا سکتی ہے اور واقعات کو سامنے لایا جا سکتا ہے - آخر ممبران کو عوام نے منتخب کرکے اس ایوان میں کس لئے بھیجا ہے - یہ تو day to day کا معاملہ ہوتا ہے - ہر معاملہ جو بھی صوبے کے کسی کونے میں وقوع پذیر ہو اسمبلی اس کا نوٹس لے سکتی ہے - یہ ایک آرڈیل ممبر کا معاملہ ہے - جن کے خلاف انتظامی طور پر جھوٹا کیس بنایا گیا ہے - میں کہتا ہوں یہ کیس مخالفت کے طور پر بنایا گیا ہے سب اچھی طرح جانتے ہیں کہ اور سمہ صاحب اس وقت یہاں موجود تھے جس وقت کا وہ وقوعہ بتاتے ہیں -

مسٹر سپیکر : علامہ صاحب مسئلہ اس طرح نہیں ہے - میں اس میں تھوڑی سی وضاحت کرنا چاہتا ہوں - اس اسمبلی کو اختیار ہے کہ جہاں کہیں بھی کوئی وقوعہ ہو اور وہ قانونی معیار پر پورا اترے قانون اور ضابطہ کی حدود میں آتا ہو تو یہ ایوان اس میں interfere کرتا ہے اس کی مختلف natures ہو سکتی ہیں - کوئی وقوعہ ہو جاتا ہے - اگر وہ خاص اہمیت کا حامل ہے تو اس کے لئے تحریک التوائے کار ہوتی ہے - تحریک

استحقاق نہیں ۔ تحریک استحقاق پر اب یہ دیکھنا ہے کہ جب ایک فاضل ممبر اس ایوان میں موجود تھے ۔ اس وقت ان کی بابت پرچہ ہو یا کوئی اور کارروائی ہو یا رپورٹ ہو تو اس کی کیا پوزیشن ہوگی ۔ مثلاً میں باہر جا رہا ہوں اور کسی سڑک پر میری لڑائی ہو جاتی ہے ۔ ٹریفک کا سپاہی مجھے روک لیتا ہے میں اپنی مثال نہیں دیتا کسی اور کی سہی اس سے جھگڑا ہو جاتا ہے سپاہی اس کو پیٹتا ہے وہ اس کو پیٹتا ہے تو یہ استحقاق نہیں بنتا ۔

just like on ordinary citizen that something has happened to a Member of the Assembly

مگر اس میں اصل نقطہ یہ ہے کہ اس وقت جب ایک ممبر ایوان میں موجود ہو عین اس وقت ایوان کے باہر اس کے خلاف کارروائی کی جا رہی ہے تو آیا اس کی پریولیج violate ہوتی ہے یا نہیں ۔ آپ نے یہ فیصلہ کرنا ہے کہ اس پر ہاؤس میں بحث ہو یا کمیٹی میں مگر میں یہ سمجھتا ہوں یہ مسئلہ ابھی بارڈر لائن پر ہی ہے ۔ تر ہوگا ۔ اس پر کمیٹی برائے استحقاقات میں بحث کر لی جائے ۔

وزیر قانون : جناب والا ! جیسا کہ لیڈر آف دی اپوزیشن نے فرمایا ہے ۔ میں نے اس موقف کو قطعی طور پر رول آؤٹ نہیں کیا ہے ایسا ممکن نہیں ہے میں نے یہ عرض کیا ہے اس بات پر غور کرنے اور دیکھنے کے لئے مہلت درکار ہے کہ یہ پریولیج میں آتا ہے یا نہیں آتا ۔

مسٹر سپیکر : وہ تو آپ نے presume کر لیا ہے کہ

They are making a correct statement.

وزیر قانون : دیکھنا یہ ہے کہ یہ ممبر کی پریولیج بھی ہے یا نہیں ۔ یہ چیز دیکھنے والی ہے اس کے لئے study درکار ہے ۔

خان امیر عبداللہ خان روکڑی : جناب والا ! مجھے وزیر قانون اور فاضل مزب اختلاف سے اختلاف ہے ۔ میں اتنا عرض کروں گا کہ تحریک استحقاق move ہو سکتی ہے کیونکہ یہ بات ابھی پولیس کی انکوائری میں ہے ۔ ان پر بھی اثر انداز ہو سکتی ہے اس لئے انکوائری پولیس کے پاس ہو یا عدالت کے پاس ہو کیس پر کوئی فرق نہیں آتا ۔ اس پر بحث نہیں ہو سکتی

اگر بحث کریں گے تو بجائے عدالت میں صفائی ہونے کے یہاں صفائی ہو جائے گی ۔ اس لئے میری رائے ہے کہ بحث نہیں ہونی چاہئے ۔ تحریک استحقاق مجلس برائے استحقاقات کے پاس جائے وہ انکوائری کرے تاکہ فیصلہ ہو سکے یہ میری ذاتی رائے ہے ۔ ہو سکتا ہے غلط ہو ۔

وزیر قانون : جناب والا ! میرے خیال میں امیر عبداللہ خان روکڑی صاحب نے نہایت موزوں تجویز دی ہے ۔ اس تحریک کو کمیٹی کے پاس بھیج دیں ۔ اس پر یہاں بحث کرنے سے انکوائری متاثر ہوگی ۔ بہتر یہ ہے کہ کمیٹی انکوائری کرنے کے بعد رپورٹ دے ۔

مسٹر سپیکر : مجھے یہ رائے تو نہیں دینی چاہئے لیکن میری رائے یہ ہے کہ بحث کرنا مناسب نہ ہوگا ۔

وزیر قانون : میرا خیال ہے کہ اسے کمیٹی کے پاس بھیج دیں ۔

مسٹر سپیکر : آ تو جائے دیکھ تو لوں وہ کیا لکھتے ہیں تحریر میں کیا کہتے ہیں ۔

علامہ رحمت اللہ ارشد : جناب والا میں آپ کی اجازت سے اپنا حق استعمال کرتے ہوئے یہ کہنا چاہتا ہوں ۔ جناب والا ! کو معلوم ہے کہ چوہدری محمد انور سمہ صاحب کے ساتھ میری اس ہاؤس میں تلخی ہوئی تھی ۔ لیکن سوال ذاتی تعلق کا نہیں کہ خوشگوار ہیں یا نا خوشگوار ہیں ۔ سوال یہ ہے کہ کل کلے وزرا صاحبان پر آج قتل کے مقدمات بن رہے ہیں ۔ آج کے وزرا کو بھی ایسے واقعات در پیش آ سکتے ہیں اس سے حالات سنگین ہو سکتے ہیں ۔ اتفاق سے قائد ایوان یہاں تشریف رکھتے ہیں اور میں سمجھتا ہوں کہ وہ انصاف سے کام لیں گے ۔ جب یہ تحریک استحقاق آئے گی ۔ اس وقت یہ آپ کمیٹی کے سپرد کریں گے ۔ یہ ہاؤس میں آ سکتی ہے ۔ مجلس برائے استحقاقات اس پر سفارش دے گی ۔ اس پر بحث ہاؤس میں ہوگی اس سے پہلے یہ مناسب ہے کہ اگر واقعات کی اصلاح ہو سکتی ہے تو کر لیں ۔

مسٹر سپیکر : آپ موجود نہیں تھے ۔ مسٹر ممتاز احمد کاھلوں نے زبانی طور پر اجازت طلب کی تھی ۔ میں نے کہا تھا کہ لکھ کر تحریک استحقاق

دیں کہ چوہدری محمد انور سمہ 21 تاریخ کو جبکہ وہ یہاں موجود تھے ۔ ان کے خلاف گجرات میں ایک ایف ۔ آئی ۔ آر درج کرائی گئی ہے کہ انہوں نے کسی قتل میں شمولیت کی ہے ۔ مجھے بھی یاد ہے کہ وہ اس وقت یہاں موجود تھے اور بھی فاضل اراکین ہیں جنہوں نے ان کو یہاں دیکھا تھا میں نے ان کو کہا ہے کہ یہ ممبر کے استحقاق کا معاملہ ہے کہ جب وہ اپنے فرائض کی ادائیگی کے لئے یہاں موجود ہے ۔ اس وقت اس کے خلاف باہر مقدمہ بنایا جاتا ہے تو یہ اس کے استحقاق کو violate کرتا ہے کہ وہ یہاں آ کر اپنے فرائض کو ضابطے اور قانون کے مطابق ادا کر سکے ۔ اس سلسلے میں غالباً انہوں نے آپ سے التماس کی ہے آپ کے آنے سے پہلے لیڈر آف دی اپوزیشن اور کچھ دیگر دوستوں کی رائے تھی کہ اس تحریک استحقاق پر بحث ہو جائے لیکن میری رائے ہے کہ یہ مناسب نہیں ہے بہر حال investigation کرتا ہے یہاں جو بھی بحث ہوگی اخبارات میں آ جائے گی ۔

Things will be prejudiced against complainant or the deceased.

سردار صاحب نے بھی اتفاق کیا کہ اس کو کمیٹی میں بھیج دیا جائے ۔ ایوان میں بحث نہ کی جائے ۔

علامہ رحمت اللہ ارشد : جناب والا ! آخر کار ہاؤس میں بحث ہوگی ۔

مسٹر سپیکر : اس وقت دیکھا جائے گا ۔

وزیر اعلیٰ : جناب والا ! میرا بھی یہی خیال ہے کہ یہ معاملہ پہلے کمیٹی میں چلا جائے آخر کار پھر پھلو پھر ہاؤس میں ہی بحث ہوگی ۔ کمیٹی کا کام یہ نہیں کہ اس سے ہاؤس کو deprive کر دے ۔ پہلے کمیٹی کے پاس چلی جائے وہ جو report کرے گی ہاؤس take up کر لے گا ۔

مسٹر سپیکر : میں سمجھتا ہوں وزیر اعلیٰ نے بھی یہی فرمایا ہے اور وزیر قانون اور محرک کی بھی یہی رائے ہے آپ بھی چاہتے ہیں اور میں نے بھی رائے کا اظہار کر دیا ہے ۔

ممتاز احمد کاھلوں : درست ہے اس کو مجلس استحقاقات کے پاس بھیج دیں ۔

وزیر اعلیٰ : جناب والا ! مختصراً تشریح کی ضرورت ہے کہ فاضل قائد حزب اختلاف نے ایک اصطلاح استعمال کی ہے کہ وزرا کے خلاف مقدمے بنائے جاتے ہیں ۔ جناب والا ! ایسی ہماری کوئی نیت نہیں ہے نہ ہمارا شعار ہے کہ مقدمے بنائیں لیکن خاص حالات میں بعض اوقات وزرا بھی مقدمات میں ملوث ہو جاتے ہیں ۔

علامہ رحمت اللہ ارشد : میں نے ان کی نیت پر شبہ نہیں کیا ۔ میں نے قطعی طور پر یہ نہیں کہا لیکن جب ایک فاضل ممبر ہاؤس میں موجود ہو اور اپنے فرائض کی ادائیگی کر رہا ہو تو اس وقت پولیس ان کے خلاف مقدمے قائم کرے مقدمے بنانے کے مترادف ہے مقدمہ قائم نہیں ہوتا بلکہ بنایا جاتا ہے ۔

مسٹر سپیکر : آپ اس وقت کیا کر سکتے ہیں ۔ It is alright.

علامہ رحمت اللہ ارشد : اس میں میں نے نہ تو حکومت کو ذمہ دار قرار دیا نہ قائد ایوان پر ذمہ داری ڈالی ہے ۔ نہ وزیر قانون پر ۔ میں نے تو پولیس پر اس کی ذمہ داری ڈالی ہے کہ مقدمہ بنایا ہے اور اس میں میری ذاتی شہادت ہے کہ وہ یہاں موجود تھے ۔ میں نے اپیل کی تھی قائد ایوان سے کہ وہ موجود ہیں اور انصاف کا تقاضہ یہ ہے کہ اگر یہ مقدمہ جھوٹا ہے تو ذرا پولیس والوں کو سیدھا کریں اور ان کی گوشمالی کریں تاکہ آئندہ ایسے واقعات نہ ہوں ۔

وزیر اعلیٰ : جناب والا ! باوجود یہ کہنے کے کہ میں نے یہ نہیں کہا اب بھی قائد حزب اختلاف کا یہی اصرار ہے انہوں نے وہی کہا ہے ۔ جس کی میں نے تردید کی ہے ۔ جناب والا ! یہ مقدمات پولیس نہیں بناتی ۔ یہ مقدمہ تو ایک فریق نے درج کرایا ہے اور انہوں نے ایف ۔ آئی ۔ آر میں کہا ہے کہ ہمارے فاضل دوست ۔ جو آپ کے خیال کے مطابق ۔ آپ کی شہادت کے مطابق یہاں موجود تھے اور اس فریق کی شہادت کے مطابق وہ وہاں موجود تھے ۔ اس لئے یہ تو دودھ کا دودھ اور پانی کا پانی بالآخر عدالت میں ہو جائے گا ۔ اس لئے اس میں پولیس کہیں بھی شامل نہیں اور نہ ہی پولیس از خود انہیں شامل کر رہی ہے پولیس اس میں پارٹی نہیں ۔

مسٹر سپیکر : میں نے بھی اسی قسم کے خیالات کا اظہار کیا ہے کہ یہاں ذاتی علم بیان کرنا مناسب نہیں۔ سب جانتے ہیں کہ یہ دشمنی اس وقت بھی موجود تھی جب غالباً چوہدری محمد انور سمہ صاحب یہاں وزارت کے فرائض سر انجام دے رہے تھے۔

سید نابش الوری : جناب والا ! یہ بات درست ہے کہ رپورٹ فریق درج کراتا ہے لیکن عملی کارروائی تو پولیس ہی کرتی ہے۔ اس ایوان میں جب بھی پولیس کے جھوٹے مقدمات اور جھوٹی کارروائی کے متعلق احتجاج ہوا تو وزیر اعلیٰ نے نہایت فراخدلی سے بات فرمائی کہ پولیس کو اس بات کی اجازت نہیں دی جائے گی کہ وہ جھوٹے مقدمات درج کرے۔ ابھی اس بیان کی سیاہی خشک بھی نہیں ہوئی تھی کہ ہمارے ایک فاضل دوست کے خلاف اس قسم کا مقدمہ درج ہو گیا ہے۔

مسٹر سپیکر : وزیر اعلیٰ صاحب نے اس بات کی صراحت کر دی ہے کہ یہ مقدمہ پولیس نے درج نہیں کیا بلکہ یہ فریقین نے درج کرایا ہے اگر مقتول کے وارث مقدمہ درج کرانا چاہیں اور پولیس درج نہ کرے تو اس کے خلاف بھی احتجاج ہوتا ہے اور اگر کرے تو بھی ہوتا ہے۔ رپورٹ درج کرانے والی پارٹی خود دیکھے گی کہ یہ رپورٹ کس حد تک صحیح ہے یا صحیح نہیں۔ اب میں چوہدری ممتاز احمد کاھلوں کی تحریک استحقاق کو لیتا ہوں۔

چوہدری ممتاز احمد کاھلوں یہ تحریک پیش کرتے ہیں

"کہ میں آپ کی توجہ ایک اہم مسئلہ کی طرف مبذول کرانا چاہتا ہوں جس سے ایوان کے ایک فاضل ممبر کا استحقاق مجروح ہوا ہے اور دیگر ارکان اسمبلی بھی اپنے آپ کو غیر محفوظ سمجھتے ہیں۔ عید کے وقفہ کے بعد اسمبلی کا اجلاس 21 اکتوبر شام کو بلایا گیا اور اسمبلی کی کارروائی 21 اکتوبر چار بج کر 35 منٹ پر شروع ہو کر چھ بج کر پچیس منٹ تک جاری رہی۔ اس دوران ہمارے

ایک فاضل رکن اسمبلی جناب چوہدری محمد انور سمہ اسمبلی میں موجود تھے۔ بہت سے فاضل اراکین اسمبلی ان سے ملے اور جناب سپیکر کے علم میں بھی ہو گا کہ وہ اسمبلی میں موجود تھے۔ جناب قائد حزب اختلاف اور جناب حاجی محمد سیف اللہ خان، جناب عبدالحفیظ پیر زادہ اور دیگر بیسیوں فاضل ارکان ان کی ہاؤس میں موجودگی کے عینی شاہد ہیں۔ عین اس وقت جب فاضل ممبر ہاؤس کی کارروائی میں حصہ لے رہے تھے تو تھانہ صدر ضلع گجرات میں ایک ایف۔ آئی۔ آر زیر دفعہ 302 درج کرائی گئی جس میں چوہدری محمد انور سمہ پر الزام لگایا گیا ہے کہ وہ سات ایم ایم کی رائفل ہاتھ میں لے کر وقوعہ میں شریک تھے۔ وقوعہ کا وقت ساڑھے پانچ بجے شام درج کرایا گیا ہے جب کہ فاضل ممبر ہاؤس کی کارروائی میں حصہ لے رہے تھے۔ جناب سپیکر! اس کا فوری نوٹس لیں تاکہ ممبران اسمبلی اپنے فرائض ادا کرتے وقت محفوظ رہیں"۔

علامہ رحمت اللہ ارشد: جناب سپیکر! میں تحریک پیش کرتا ہوں

کہ اس تحریک استحقاق کو پریویلیج کمیٹی کے سپرد کر دیا جائے۔

مسٹر سپیکر: تحریک پیش کی گئی ہے اور سوال یہ ہے۔

کہ اس تحریک استحقاق کو پریویلیج کمیٹی کے سپرد کر دیا جائے۔

(تحریک منظور کی گئی)

مسٹر سپیکر: اس تحریک کو پریویلیج کمیٹی کے سپرد کیا جاتا ہے اور اس کی رپورٹ دو ہفتوں کے اندر آئے گی۔

اراکین اسمبلی کی رخصت

مسٹر عبدالرحمان چامی

سیکرٹری اسمبلی : مندرجہ ذیل درخواست مسٹر عبدالرحمان چامی ممبر صوبائی اسمبلی کی طرف سے موصول ہوئی ہے :

گزارش ہے کہ میں مؤرخہ 74-10-23 کو بوجہ زکام بخار اجلاس میں حاضر نہیں ہو سکا۔ برائے مہربانی ایک یوم کی رخصت عنایت فرمائی جاوے :
شکریہ!

مسٹر سپیکر : سوال یہ ہے :

کہ مطلوبہ رخصت منظور کر دی جائے

(تحریک منظور کی گئی)

مسٹر محمد اکبر منہاس

سیکرٹری اسمبلی : مندرجہ ذیل درخواست مسٹر محمد اکبر منہاس ممبر صوبائی اسمبلی کی طرف سے موصول ہوئی ہے :

It is explained that bad cold made me an absentee for two days. It is therefore requested that leave for 23rd and 24th instant may kindly be granted.

مسٹر سپیکر : سوال یہ ہے :

کہ مطلوبہ رخصت منظور کر دی جائے

(تحریک منظور کی گئی)

ملک سرفراز احمد

سیکرٹری اسمبلی : مندرجہ ذیل درخواست ملک سرفراز احمد ممبر صوبائی اسمبلی کی طرف سے موصول ہوئی ہے :

میں اجلاس اسمبلی مورخہ 24-10-74 میں بوجہ علالت شرکت نہ کر سکا لہذا اس دن کی رخصت فرمائی جاوے ۔

مسٹر سپیکر : سوال یہ ہے :

کہ مطلوبہ رخصت منظور کر دی جائے

(تحریک منظور کی گئی)

مسٹر تاج محمد خانزادہ

سیکرٹری اسمبلی : مندرجہ ذیل درخواست مسٹر تاج محمد خانزادہ ممبر صوبائی اسمبلی کی طرف سے موصول ہوئی ہے :

I shall be grateful if you could kindly grant me leave from today 22nd Octobey, 1974 to 9th November, 1974 due to my engagements.

Thanking you.

مسٹر سپیکر : سوال یہ ہے :

کہ مطلوبہ رخصت منظور کر دی جائے

(تحریک منظور کی گئی)

چوہدری محمد اکرم چیمہ

سیکرٹری اسمبلی : مندرجہ ذیل درخواست چوہدری محمد اکرم چیمہ ممبر صوبائی اسمبلی کی طرف سے موصول ہوئی ہے ۔

میں مورخہ 22-7-74 ، 5-8-74 اور 16-9-74 کو بوجہ بیماری ریونیو (Revenue) کمیٹی کی میٹنگ میں شمولیت نہ کر سکا براہ مہربانی رخصت عطا فرمائی جائے ۔

مسٹر سپیکر : سوال یہ ہے :

کہ مطلوبہ رخصت منظور کر دی جائے

(تحریک منظور کی گئی)

مسٹر خالد نواز خان وٹو

سیکرٹری اسمبلی : مندرجہ ذیل درخواست مسٹر خالد نواز خان وٹو ممبر صوبائی اسمبلی کی طرف سے موصول ہوئی ہے ۔

I could not attend the session on 23rd October 1974 due to illness. The leave may please be granted.

مسٹر سپیکر : سوال یہ ہے :

کہ مطلوبہ رخصت منظور کر دی جائے

(تحریک منظور کی گئی)

مسٹر خالد نواز خان وٹو

سیکرٹری اسمبلی : مندرجہ ذیل درخواست مسٹر خالد نواز خان وٹو ممبر صوبائی اسمبلی کی طرف سے موصول ہوئی ہے ۔

I am unable to attend the session due to illness on 25th October. The leave may please be granted.

مسٹر سپیکر : سوال یہ ہے :

کہ مطلوبہ رخصت منظور کر دی جائے

(تحریک منظور کی گئی)

مخدوم حمید الدین

سیکرٹری اسمبلی : مندرجہ ذیل درخواست مخدوم حمید الدین ممبر صوبائی اسمبلی کی طرف سے موصول ہوئی ہے ۔

I was indisposed and therefore could not attand the Assembly Sesqion on the 21st and 22nd. Leave may kindly be granted to me.

مسٹر سپیکر : سوال یہ ہے :

کہ مطلوبہ رخصت منظور کر دی جائے

(تحریک منظور کی گئی)

مجلس قائمہ کی رپورٹ کا پیش کیا جانا

مسٹر سپیکر : مسٹر محمد یعقوب علی بھٹہ ۔

مسٹر محمد یعقوب علی بھٹہ : میں مسودہ قانون (ترمیم پنجاب) حکم اصلاحات انجمن ہاء امداد باہمی مصدرہ 1974ء (مسودہ قانون نمبر 40 بابت 1974ء) کے بارے میں مجلس قائمہ برائے خوراک و امداد باہمی کی رپورٹ پیش کرتا ہوں ۔

مسٹر سپیکر: مسودہ قانون (ترمیم پنجاب) حکم اصلاحات انجمن ہاء امداد باہمی مصدرہ 1974ء (مسودہ قانون نمبر 40 بابت 1974ء) کے بارے میں مجلس برائے خوراک و امداد باہمی کی رپورٹ پیش کر دی گئی ہے ۔

تحاریک التوائے کار

(1) نشتر میڈیکل کالج میں انتھیسیا کے ماہروں کی کمی کے بارے میں ایوان کو معلومات فراہم کرنا

(2) بہاولپور وکٹوریہ ہسپتال میں ڈسپنسر کورس کا اجرا

مسٹر سپیکر : بریگیڈیر صاحب ! ایک تحریک التوا جو anaesthesia کے متعلق تھی ابھی باقی ہے ۔ یہ تو چمٹ گئی ہے ۔ یہ کسی کو بے ہوش کر کے رہے گی ۔ آپ اس کے متعلق ایوان کو اعتماد میں لیں تاکہ یہ لپٹائی جا سکے ۔ آپ نے وعدہ کیا تھا کہ معلومات حاصل کر کے اصل حالات بتا سکوں گا ۔

وزیر صحت : جناب میں نے وعدہ کیا تھا کہ دو تحاریک ہائے التوا کے متعلق معلومات حاصل کر کے بتاؤں گا ۔ ان میں سے ایک تو anaesthesia کے متعلق تھی اور دوسری سید قابش الوری صاحب کی تھی جو ڈسپنسر کورس کے بارے میں تھی ۔ اس کے متعلق میں واضح طور پر کہتا ہوں کہ پی ۔ وی

ہسپتال میں کورس شروع ہو گا بلکہ جہاں جہاں بھی ایسے ادارے ہیں وہیں یہ کورس شروع ہو گا ۔ اس کے علاوہ جو 100 (Seats) سیٹیں ڈسپنسر کورس کی پیرا میڈیکل سکول میں ہیں وہ اس کے علاوہ رہیں گی ۔ اس کے لئے میرا خیال ہے کہ اب فاضل ممبر اپنی تحریک پر زور نہیں دیں گے ۔ جہاں تک anaesthesia کے متعلق تحریک کا تعلق ہے ۔ مجھے ابھی تک علم نہیں ہو سکا کہ کتنے امیدواروں نے درخواستیں دی ہیں اور ان کا کیا ہوا ہے ۔

Mr. Speaker : Alright. You take the House into confidence at any moment. It stands disposed of.

راجہ محمد افضل خان : جناب والا ! میری تحریک التوا نمبر 143 جو میڈیکل کالجوں کے بند کر دئے جانے سے متعلق تھی آپ نے فرمایا تھا کہ اسے بھی لیا جائے گا ۔

سید نابش الوری : جناب والا ! میری تحریک التوائے کار کا مضمون بہاول پور وکٹوریہ ہسپتال میں ڈسپنسر کلاس کے خاتمے کے متعلق تھا ۔ چونکہ اس پر وزیر موصوف نے واضح یقین دہانی کرا دی ہے کہ وہ کلاس جاری ہو گی ، اس کے لئے میں اس پر زور نہیں دیتا ۔

Mr. Speaker : In view of the statement of the Minister for Health, it is not pressed.

پنجاب میں میڈیکل کالجوں کا بند کر دیا جانا

مسٹر سپیکر : راجہ محمد افضل خان یہ تحریک پیش کرنے کی اجازت طلب کرتے ہیں کہ اہمیت عامہ رکھنے والے ایک اہم اور فوری مسئلے کو زیر بحث لانے کے لئے اسمبلی کی کارروائی ملتوی کی جائے ۔ مسئلہ یہ ہے کہ روزنامہ "مشرق" 7 اکتوبر 1974ء کی اس خبر سے کہ پنجاب کے تمام میڈیکل کالج بند کر دئے گئے ہیں ، عوام میں سخت پریشانی اور بد دلی پیدا ہو گئی ہے ۔ کہ حکومت یہ جانتے ہوئے کہ پہلے ہی تعلیمی اداروں کے بند رہنے سے تعلیمی اور فنی معیار کا نقدان ہو گیا ہے پھر میڈیکل کالج بند کرنے سے ناقابل

تلافی نقصان ہونے اور مستقبل کی نسل کے لئے بے پناہ دشواریاں پیدا کرنے کے مترادف ہے۔ اس لئے اسمبلی کی کارروائی التوا کر کے اس مسئلے پر بحث کر کے قوم اور مات کے نقصان کے امداد کو سوچا جائے۔

وزیر صحت : جناب والا ! تمام میڈیکل کالجوں کو بند کرنے کے متعلق گزارش ہے کہ جس وقت ڈاکٹروں کی سٹرائک ہوئی تھی ، اس کے ساتھ ہی کالجوں کے لڑکوں نے بھی سٹرائک میں حصہ لیا تھا۔ حقیقت میں میڈیکل کالج بند کئے جانے سے پبلک میں تشویش اور اضطراب کی کیفیت نہیں پائی جاتی ، بلکہ جس طرح سے حکومت نے اس ہڑتال کو سنبھالا ، اس کو آگے نہ بڑھنے دیا اور کسی قسم کا لاء اینڈ آرڈر کا مسئلہ پیدا نہ ہونے دیا ، اس پر پبلک خوش تھی۔ ہمیں معلوم ہے کہ ہمیں یہ کالج دوبارہ کھولنے ہیں۔ اس پر غور ہو رہا ہے اور جتنی جلدی ہو سکتا ہے ، میڈیکل کالج دوبارہ کھلیں گے اور پڑھائی جاری رہے گی۔ حکومت کو اس بات کا خیال ہی نہیں بلکہ مکمل احساس ہے کہ تعلیمی ادارے بند نہیں ہونے چاہئیں۔ یہ کالج مجبوراً اس لئے بند کرنے پڑے کہ گورنمنٹ کے پاس ہڑتال کے معاملے کو سلجھانے کے لئے اور کوئی راستہ نہ تھا۔

Mr. Speaker : Students of the medical colleges were themselves instrumental in inviting closure of the colleges.

وزیر صحت : جی ہاں۔ جن طلباء نے ابھی فرسٹ ایئر کا امتحان بھی پاس نہ کیا تھا ، وہ بھی اس ہڑتال میں شامل ہو گئے۔ اس طرح یہ ہڑتال میڈیکل کالجوں میں پھیل گئی۔ جس کی وجہ سے پڑھائی نہ ہو رہی تھی۔ کلاسیں بند کرنے سے تو فائدہ ہوا ہے ، نقصان نہیں۔ میں یقین دلاتا ہوں کہ جس وقت حالات درست ہوئے ، کالج کھولے جائیں گے۔

Mr. Speaker : I suppose that in view of the statement of the Minister the motion is not pressed ?

رانا محمد افضل خان : نہیں جی ! وزیر موصوف نے فرمایا ہے کہ کالج بند کرنے سے فائدہ ہوا ہے۔ ایسا معلوم ہوتا ہے کہ یہ لائن عوامی اداروں سے نہیں لیا گیا۔ ڈاکٹروں کی کمی ہے۔ ہر روز حالت خراب ہو رہی ہے۔ ایک بھی ڈاکٹر نہیں ملتا۔

مسٹر سپیکر : ان کا کہنا ہے کہ ہم خود نہیں ، بلکہ طلباء ایسا کر رہے ہیں ۔

راجہ محمد افضل خان : انہوں نے عوام کا تاثر پیش نہیں کیا ۔ یہ صرف اسمبلی کی سٹیٹمنٹ تک محدود ہے ۔ عوام کا سخت نقصان ہوا ہے اور ہو رہا ہے ۔ تین سال سے متواتر نقصان کیا جا رہا ہے ۔ بہت کم ڈاکٹر پیدا کئے گئے ہیں ۔ اب تو سٹرائک ختم ہو گئی ہے ۔ کوئی وجہ نہیں کہ میڈیکل کالج نہ کھولے جائیں ۔ یہ مستقبل کی نسل کے لئے بہت بڑا نقصان ہے ۔ صرف اپنی کرسی کے لئے کالجوں کو بند کیا ہوا ہے تاکہ کرسی کو ضعف نہ پہنچے ۔

مسٹر سپیکر : طلباء نے بھی مطالبہ کیا ہے کہ کالج کھولے جائیں یا نہیں ؟

وزیر صحت : میں تمام کالجوں میں خود گیا اور طلباء کو ایڈریس کیا ۔ بہاول پور ، ملتان اور لائل پور میں ، جہاں اس وقت دو کالج تھے طلباء زیر تعلیم ہیں ۔ یہ سب طلباء ہڑتال پر تھے ۔ انہوں نے امتحان میں تھوڑی سی گڑبڑ کی تھی ، لیکن اس کی یہ وجہ نہ تھی ۔ کالج اس لئے بند کئے گئے تاکہ ڈاکٹروں کے مسئلے کو خوش اسلوبی سے سلجھایا جا سکے ۔ اب چونکہ ڈاکٹروں کا مسئلہ سلجھایا جا چکا ہے ، جلد ہی یہ کالج کھول دئے جائیں گے ۔

Mr. Speaker : In view of the statement of the Minister that the closure followed the strike of the students in sympathy with the Doctors.....

راجہ محمد افضل خان : جناب والا ! "جلد ہی" کی یقین دہانی سے کیا مراد ہے ۔ تاخیر نہیں ہونی چاہئے ۔

مسٹر سپیکر : جلد سے مراد جلد ہوتا ہے ۔ اب جلد کو کس طرح define کیا جا سکتا ہے ۔

راجہ محمد افضل خان : اسمبلی میں حکومت کے بیانات ہمیشہ ایسے ہوتے ہیں کہ "جلد ہو جائے گا" ، "ہونے والا ہے" ۔ . . . .

Mr. Speaker : This is not admitted.

راجہ محمد الفضل خان : کیا آپ تخمینہ لگائیں گے کہ تین سال میں کالج اور سکول کتنا عرصہ بند رہے ہیں ۔ اس سے بے پناہ فنی اور ادبی اور ہر قسم کا نقصان ہوا ہے ۔ معیار کا نقدان ہو گیا ہے ۔ اس لئے تعلیمی اداروں پر کوئی حملہ نہ کیا جائے ۔ اقتدار کی خاطر تعلیمی ادارے بند نہ کئے جائیں ۔ یہ قوم کا سخت نقصان ہے ۔

سید ناہش الوری : جناب والا ! تینوں صوبوں میں میڈیکل کالج کھلے ہوئے ہیں ۔ صرف پنجاب میں کالجوں کے بند رہنے سے ہمارا بڑا تعلیمی نقصان ہوگا ۔ اس لئے ہماری درخواست ہے کہ جس طرح انہوں نے یقین دہانی کرائی ہے ، اگر وہ یہ بھی بتا سکیں کہ ہفتے میں ، پندرہ دن میں یا ایک مہینے کے اندر اندر ۔ ۔ ۔

مسٹر سپیکر : آپ کے ان اندازوں سے غالباً جلد کھلیں گے ۔ یہ میں ان کی طرف سے کہہ سکتا ہوں ۔ آپ کھینچ کر ایک مہینے پر نہ لے جائیں ۔

پنجاب میں کوئلے کی قیمتیں اچانک بڑھنے سے اینٹوں کے نرخوں میں غیر معمولی اضافہ

مسٹر سپیکر : سید ناہش الوری یہ تحریک پیش کرنے کی اجازت طلب کرتے ہیں کہ اہمیت عامہ رکھنے والے ایک اہم اور فوری مسئلے کو زیر بحث لانے کے لئے اسمبلی کی کارروائی ملتوی کی جائے ۔ مسئلہ یہ ہے کہ پنجاب بھر میں کوئلے کی قیمتیں اچانک بڑھ گئی ہیں اور نتیجے کے طور پر اینٹوں کے نرخوں میں بھی غیر معمولی اضافہ ہو گیا ہے ۔ اس کی وجہ سے سرکاری اور غیر سرکاری سطح پر تعمیراتی کاموں میں زبردست تعطل واقع ہو گیا ہے ۔ عوامی حلقے کوئلے اور اینٹوں کی نگرانی سے سخت مضطرب ہیں اور محسوس کرتے ہیں کہ حکومت پنجاب صوبے کے لئے مناسب قیمتوں پر بلوچستان سے کوئلے کی فراہمی میں ناکام ہو گئی ہے ۔

وزیر صنعت (ڈاکٹر عبدالخالق) : جناب والا ! اس میں کوئی شک نہیں کہ بلوچستان سے آنے والے کوئلے کی قیمتیں بڑھ گئی ہیں ۔ لیکن ساتھ ہی

پنجاب میں ڈبلیو ۔ پی ۔ آئی ڈی ۔ سی ۔ کی مائنز میں پیدا ہونے والے کوئلے کی قیمت پچھلے سال ، بلکہ اس سال کے شروع میں ۔/150 روپے فی ٹن تھے ۔/292 روپے فی ٹن ہو گئی ہے ۔ یعنی پنجاب میں ڈبلیو ۔ پی ۔ آئی ۔ ڈی ۔ سی ۔ کی مائنز میں پیدا ہونے والے کوئلے کی قیمت ایک سو پچاس روپے سے دو سو بانوے روپے فی ٹن ہو گئی ! ۔/292 روپے کی قیمت بھی کافی حساب کتاب لگا کر مقرر کی گئی ہے کہ مائنز میں کتنا خرچ ہوتا ہے ، مزدوروں کی تنخواہوں میں اضافہ ہوا ہے اور کچھ مشینری نئی لگانی پڑی ۔ اس قسم کے جملہ اخراجات کو حساب میں لا کر یہ قیمت رکھی گئی ۔ یہ گورنمنٹ کی مائنز ہیں ، اس میں کوئی پرائیویٹ آدمی involved نہیں ، اس لئے ان سب چیزوں کا اندازہ کر کے ۔/150 روپے سے /292 روپے فی ٹن قیمت رکھی گئی ۔ اس طرح سے بلوچستان میں بھی قیمتیں بڑھی ہیں ۔ لیکن سب سے زیادہ جو قیمتیں بڑھی ہیں ، جس کی پوزیشن سے میں خود بھی مطمئن نہیں ہوں ، وہ وہاں کے مڈل مین کی وجہ سے بڑھی ہیں ۔ یعنی کوئلے کی مائنز کے اخراجات کے علاوہ ایک درمیانی طبقہ موجود ہے ، جس کی وجہ سے قیمتیں کچھ بڑھ گئی ہیں ۔ فاضل ممبرکین کو یہ سن کر کچھ تسلی ہونی چاہئے کہ پنجاب حکومت نے اب وہاں کے مڈل مین کو ختم کرنے لئے بلوچستان حکومت سے یہ درخواست کی ہے کہ اب پنجاب حکومت کو ، نہ کہ کسی پرائیویٹ آدمی کو ، پنجاب حکومت کو کوئلہ ایکس مائنز پرائس پر مائنز سے کوئلہ دلوا دیں ۔ ہم اس کوئلے کو ریلوے ویگنوں میں ، یا جیسے بھی ہوا ، لائیں گے ۔ یہ مسئلہ انٹر پراونشل میٹنگ میں آنے والا تھا ۔ لیکن پرسوں Inter-Provincial کانفرنس ہوئی ، اس میں یہ مسئلہ ڈسکس نہیں ہوا ۔ اگلی انٹر پراونشل میٹنگ میں یہ مسئلہ ڈسکس ہو گا انشاءاللہ ہم کوشش کریں گے کہ پنجاب کی حکومت خود بلوچستان سے ایکس مائز قیمتوں پر کوئلہ خریدے اور پنجاب میں لائے ۔

جناب والا ! مڈل مین کے علاوہ ایک اور constraint ، ایک اور کمی ، ریلوے ویگنوں کی ہے ۔ اس میں کچھ تو بلوچستان کے حالات بھی شامل تھے ۔ اس وجہ سے ریلوے بڑی تعداد میں ریلوے ویگنز مہیا نہ کر سکی اور نہ ہی پنجاب میں اتنی ویگنیں ریلوے لائن پر آ سکتی تھیں ۔ اب ایک

تو constraint ہے ۔ دونوں مل کر ۔ بعض ایک تو مڈل مین ، جو بلوچستان میں ہیں ، اور دوسرے ریلوے ویگنوں کی کمی ۔ دونوں ہی ہم کام کر رہے ہیں ۔ اگلی انٹر پراونشل میٹنگ میں یہ مسئلہ آئے گا ۔ مجھے امید ہے کہ ہم ایسے حالات پیدا کر لیں گے کہ پنجاب میں جس بھاؤ پر کوئلہ آ رہا ہے ، اس سے اچھی اور کم قیمت پر آئے اور پھر اینٹوں کے بھاؤ میں بھی فرق پڑے ۔

سید قابش الوری : جناب والا ! جناب سینیئر منسٹر نے بعض وجوہات کی وضاحت کی ہے اور اس بات کا اعتراف کیا ہے کہ موجودہ صورت حال کسی اعتبار سے بھی اطمینان بخش نہیں ہے ۔ ان کی یہ یقین دہانی بھی اطمینان بخش ہے کہ کوئلے کی فراہمی کے سلسلے میں صوبائی سطح پر رابطہ قائم کیا جا رہا ہے ۔ لیکن انہوں نے یہ نہیں بتایا کہ پنجاب کی حکومت نے کتنے کوئلے کا کوٹہ بلوچستان سے مانگا ہے اور وہ کس قیمت پر انہیں دستیاب ہو گا ۔ اس کے ساتھ ہی انہوں نے یہ بھی نہیں بتایا کہ جو اصل مسئلہ ہے وہ ویگنوں کی کمی کا ہے ۔ ویگنوں کے سلسلے میں صورت حال یہ ہے کہ وہاں مڈل مین یا کوئی دوسرے کاروباری حضرات بغیر ضرورت کے ویگنیں مخصوص کرا لیتے ہیں اور پھر وہ اپنی باری فروخت کرتے ہیں اور ایک ایک ویگن پر باری کی قیمت دو دو ہزار روپے وصول کی جاتی ہے ۔ اس لئے اس بات کی بھی ضرورت ہے کہ ریلوے حکام سے رابطہ قائم کر کے اس کوٹے کے لئے جو پنجاب کی خاطر مخصوص کیا جائے ۔ ضروری ویگنوں کو بھی مخصوص کرایا جائے ۔

اس کے ساتھ ہی جناب والا ! اس بات کی طرف بھی جناب وزیر موصوف نے اشارہ نہیں کیا کہ 151 سے 292 روپے ٹن ٹو پی ۔ آئی ۔ ڈی ۔ سی ۔ کی مائنز میں قیمت مقرر کی گئی ہے لیکن جو پرالیوٹ کالیں پنجاب میں موجود ہیں وہ ان مائنز کی قیمتیں وصول کر رہی ہیں اور چار سو روپے ٹن کے حساب سے ان کے مالکان وصول کر رہے ہیں ۔ اس لئے میں یہ چاہتا ہوں کہ وزیر موصوف بتائیں کہ اس سلسلے میں حکومت کیا اقدامات کر رہی ہے کہ ان پرالیوٹ کالوں کو بھی اسی ریٹ پر کوئلہ فراہم کرنے پر مجبور کیا جائے ۔ جو ریٹ پی ۔ آئی ۔ ڈی ۔ سی ۔ کی کالیں فراہم کرتی ہیں ۔

وزیر تعلیم : جناب والا ! بلوچستان سے تقریباً 8 لاکھ ٹن کوئلہ ہم منگاتے ہیں ۔

مسٹر سپیکر : یہ کتنی ratio ہے اس لوئل consumption کی جو پنجاب میں ہوتی ہے ؟

وزیر تعلیم : پنجاب کی total consumption کا کوئی اسی پچاسی فیصد بلوچستان سے آتا ہے اور صرف کوئی پندرہ فی صد کے قریب پنجاب میں پیدا ہوتا ہے اور اس میں سے بھی اکثر حصہ ڈبلیو ۔ پی ۔ آئی ۔ ڈی ۔ سی ۔ کی مائنز میں ہوتا ہے اور بہت تھوڑا پرائیویٹ مائنز جو کالا باغ کے علاقے میں ہیں ان میں اور جہلم کے علاقے میں ڈانڈوت کے قریب پیدا ہوتا ہے ۔ اب سوال یہ ہے کہ ہم 8 لاکھ ٹن گورنمنٹ بلوچستان سے مانگ رہے ہیں ۔ اگر وہ 8 لاکھ ٹن صوبائی حکومت پنجاب کو مل جائے تو پھر اس سے ریلوے کی قباحت بھی نہیں ہو گی اور مڈل مین بھی وہاں نہیں آئیں گے اور جو لوگ ریلوے کی ویگنیں بک کرا کے بیچ دیتے ہیں وہ مسئلہ بھی حل ہو جائے گا ۔ حقیقت یہ ہے کہ جو لوگ کوئلہ کول مائنز سے لے لیتے ہیں اور وہ آگے لے جا کر مہنگے داموں بیچتے ہیں ۔ اس کا ہم ڈپٹی کمشنر صاحبان کے ذریعے مناسب بندوبست کر سکتے ہیں کہ پرائیویٹ کول مائنز ڈبلیو ۔ پی ۔ آئی ۔ ڈی ۔ سی ۔ کی مائنز سے زیادہ قیمتوں پر کوئلہ نہ بیچیں اور ان کو ایسا کرنے کا حق بھی نہیں پہنچتا کیونکہ پرائیویٹ کول مائنز کے کوئلے کی کوالٹی ڈبلیو ۔ پی ۔ آئی ۔ ڈی ۔ سی کی مائنز کے کوئلے سے کم تر ہے ۔ پاکستان میں بلوچستان کے کوئلے کی سب سے اچھی کوالٹی ہے ۔ نمبر دو ڈبلیو ۔ پی ۔ آئی ۔ ڈی ۔ سی ۔ کی اور نمبر تین پرائیویٹ کول مائنز کی ۔

مسٹر سپیکر : سید صاحب اس یقین دہانی کے پیش نظر تو ۔ ۔ ۔ ۔

سید نابش الوری : میں پریس نہیں کرتا ۔

راجہ محمد الفضل خان : جناب والا ! میری تحریک التواء نامنظور ہوئی ہے یا کیا ہوا ہے ؟

مسٹر سپیکر : اگر آپ نے سنا نہیں تو میں اس میں کیا کر سکتا ہوں ۔

راجہ محمد الفضل خان : میں اس انتظار میں تھا کہ آپ ووٹنگ کرائیں گے۔

مسٹر سپیکر : بات یہ ہے راجہ صاحب کہ میں اگر اونچا بولوں تو دوست ناراض ہوتے ہیں اور غالباً میری جو اپنی آواز کی pitch ہے اس میں بولوں تو شاید سنائی نہیں دیتی ۔ میں نے کہا تھا ۔

In view of the statement of the Minister that the closure followed strike of the students in sympathy with the Doctors.

This is not admitted.

میونسپل کمیٹی بہاولپور میں شدید مالی بحران کی وجہ سے ملازمین کو تنخواہوں کی عدم ادائیگی اور شہر میں صحت و صفائی کی سکیموں کا خاتمہ

مسٹر سپیکر : اس کے بعد 74 نمبر ہے جو لوکل باڈیز کے متعلق ہے ۔ سید تابش الوری یہ تحریک پیش کرنے کی اجازت طلب کرتے ہیں کہ اہمیت عامہ رکھنے والے ایک اہم اور فوری مسئلہ کو زیر بحث لانے کے لئے اسمبلی کی کارروائی ملتوی کی جائے ۔ مسئلہ یہ ہے کہ میونسپل کمیٹی بہاولپور شدید مالی بحران کا شکار ہو گئی ہے جس کے نتیجے میں نہ صرف یہ کہ شہر کی ترقی و فلاح کے تمام منصوبے ترک کر دئے گئے ہیں بلکہ دو ماہ سے بلدیہ کے ملازمین کو تنخواہ بھی ادا نہیں کی جا سکی ۔ اس صورت حال کے خلاف ایک طرف بلدیہ کے سینکڑوں ملازمین سراپا احتجاج بنے ہوئے ہیں اور دوسری طرف شہریوں میں صحت و صفائی کی سکیموں کے خاتمے کے باعث سخت اضطراب پیدا ہو گیا ۔ یہ صرف انہی کے شہر کی میونسپل کمیٹی تک محدود ہے ۔

وزیر قانون : سر اس میں recent occurrance کون سا ہے ۔

مسٹر سپیکر : recent تو اب پچھلے سیشن کے بعد جو بھی واقعہ ہوا ہے ۔ وہ recent ہے اور سیشن کو تو بہر حال دو ماہ کا عرصہ گزر چکا ہے ۔ پچھلا اجلاس جولائی میں ہوا تھا ۔

وزیر قانون : جناب والا ! اگر یہ مالی بحران سال سے یا ڈیڑھ سال سے ہو تو - - -

مسٹر سپیکر : وہ کہہ رہے ہیں دو مہینوں سے تنخواہ نہیں ملی -

سید تابش الوری : جناب والا ! صورت حال یہ ہے کہ دو ماہ سے ان کو تنخواہ نہیں ملی -

Mr. Speaker : Then I will keep it pending.

وزیر تعلیم : جناب والا ! اطلاع یہ ہے کہ ملازمین کو تنخواہ دی جا رہی ہے - ممکن ہے کہ ان کے ترقیاتی اخراجات میں کمی ہو گئی ہو لیکن میں فاضل رکن کو یہ یقین دلاتا ہوں کہ میں ذاتی طور پر اس چیز کو دیکھوں گا اور آج ہی بہاولپور سے پتہ کروں گا کہ اگر ابھی تک کسی ملازم کو تنخواہ نہیں ملی تو اسے تنخواہ دلا دی جائے گی - اس لئے میں آپ کو آن دی فلور آف دی ہاؤس اس بات کی گارنٹی دیتا ہوں کہ ملازمین کی تنخواہ اگر وہ جائز ہے تو دی جائے گی - ایسا ملازم جس کو تنخواہ ملنی چاہئے اس کو تنخواہ دیں گے - یہ نہیں کہ اس میں کوئی ایسا ملازم نکل آئے - جس کی تنخواہ ہی نہ بنتی ہو -

مسٹر سپیکر : آپ as a principle enunciate کر رہے ہیں -

وزیر تعلیم : جناب والا -

Mr. Speaker : Not in individual case but as a principle.

وزیر تعلیم : جناب والا -

سید تابش الوری : جناب والا ! صورت حال یہ ہے کہ جناب وزیر موصوف نے - - - -

مسٹر سپیکر : اور آئندہ بھی ملتی رہے گی -

وزیر تعلیم : جی جناب -

سید تابش الوری : نہیں جناب والا ! مل سکتی ہی نہیں - صورت حال یہ ہے کہ ان کے پاس فنڈز اور آمدنی ہے ہی نہیں - - - -

مسٹر سپیکر : ڈاکٹر صاحب ! آن کی پوزیشن یہ ہے کہ ان کے پاس فنڈز ہی نہیں ہیں تو ۔ ۔ ۔ ۔

سید تابش الوری : یہ نہیں ہے کہ ان کے پاس فنڈز موجود ہیں اور وہ ادائیگی نہیں کر رہے ۔

Mr. Speaker : Let us keep it for Monday.

وزیر تعلیم : جیسے آپ مناسب سمجھیں ۔

سید تابش الوری : اور اس سلسلے میں انہیں باقاعدہ ایک پالیسی سٹیٹمنٹ کمیٹی کے ریفرنس سے پورے صوبے کے لئے دینا ہوگی ۔ ۔ ۔ ۔

مسٹر سپیکر : میں نے تو ویسے انہیں یہی کہا ہے مگر آپ نے یہ نہیں لکھا ۔ this is deferred till Tuseday.

وزیر تعلیم : ٹھیک ہے جناب والا ! میں اس عرصہ میں اور کوائف بھی حاصل کروں گا ۔

مسٹر سپیکر : ہاں آپ اسے دیکھ لیں ۔

ضلع بہاولپور کی فلور ملوں کو گندم کی فراہمی میں غیر معمولی کمی کی وجہ سے حاصل پور اور احمد پور کے راشن ڈپوؤں پر آٹے کی فراہمی کا بند ہونا

مسٹر سپیکر : اس کے بعد 75 نمبر ہے ۔ سید تابش الوری یہ تحریک پیش کرنے کی اجازت طلب کرتے ہیں کہ اہمیت عامہ رکھنے والے ایک اہم اور فوری مسئلہ کو زیر بحث لانے کے لئے اسمبلی کی کارروائی ملتوی کی جائے ۔ مسئلہ یہ ہے کہ ماہ ستمبر کے دوران ضلع بہاولپور میں محکمہ خوراک کی طرف سے مقامی فلور ملوں کو گندم کی فراہمی میں غیر معمولی کمی کر دی گئی ہے جس کے نتیجے میں راشن ڈپوؤں کا آٹے کا کوٹہ بھی کم کر دیا ہے اور احمد پور و حاصل پور میں سرے سے آٹے کی فراہمی بند کر دی گئی ہے ۔ کھلی مارکیٹ میں گندم اور آٹے کی بڑھتی ہوئی قیمتوں کے پیش نظر راشن ڈپوؤں پر خریداری کا دباؤ بڑھ گیا ہے اور راشن کے آٹے کی کم مقدار کے

باعث شہریوں کو زبردست پریشانی کا سامنا کرنا پڑ رہا ہے ۔ واسی حلقوں نے مطالبہ کیا ہے کہ ضلع بہاولپور میں ضرورت کے مطابق راشن ڈپوؤں پر آٹا فراہم کیا جائے ۔

وزیر خوراک : جناب والا ! فاضل رکن کی معلومات میرے خیال میں حقائق پر نہیں ہیں ۔ بہاولپور میں آٹے کی سپلائی میں کسی قسم کی کمی نہیں کی گئی ۔ میرے پاس ٹیکرز موجود ہیں ماہ اگست ، ماہ ستمبر اور ماہ اکتوبر میں ۔ ۔ ۔

مسٹر سپیکر : یہ آپ پورے ڈویژن کی بات کر رہے ہیں ؟

وزیر خوراک : بہاولپور ضلع کا انہوں نے کہا ہے ۔

مسٹر سپیکر : احمد پور اور حاصل پور کے علاقے میں اس قسم کی صورت حال ہے ۔

سید تابش الوری : جناب سمہ سٹہ میں بھی آٹا دستیاب نہیں ہے ۔

وزیر خوراک : جناب والا ! شہر بہاولپور اور اس کے ساتھ ملحقہ علاقے جنہیں ہم راشن کا آٹا سپلائی کرتے تھے ۔ ماہ اگست میں بھی وہاں 825 من آٹا دیا گیا ۔ ماہ ستمبر اور اکتوبر میں بھی نومبر میں ہم یہ کوٹہ بڑھانے کا ارادہ رکھتے ہیں ۔ میرے فاضل دوست نے جو یہ فرمایا ہے کہ وہاں کمی کی گئی ہے اس قسم کی کوئی بات نہیں ہے وہ میرے پاس تشریف لائیں تو میں ان کی بھی تسلی کرانے کے لئے تیار ہوں ۔

سید تابش الوری : جناب ہاؤس کی تسلی کرائیں ۔

وزیر خوراک : ہاؤس کی تسلی کے لئے تو میں نے بتا دیا ہے کہ کوئی کمی نہیں کی گئی ۔

مسٹر سپیکر : سید صاحب بہرحال آپ نے ایک مسئلہ پیش کیا انہوں نے جواب دیا اب ۔ ۔ ۔ ۔

سید تابش الوری : جناب والا ! میں بڑے اعتماد سے ۔ ۔ ۔ ۔

مسٹر سپیکر : ان کی general statement تو یہ ہے کہ کوئی کمی نہیں کی گئی ۔

سید تابش الوری : جناب والا ! میری اس بات کی تردید کریں کہ احمد پور اور حاصل پور میں آٹے کی فراہمی بند کر دی گئی ہے ۔

مسٹر سپیکر : کیا پہلے آٹا فراہم ہوتا تھا ؟

وزیر خوراک : جناب والا ! پہلے نہیں ہوتا تھا ۔ جب سے نئی گندم کی فصل شروع ہوئی ہے ۔ اس کے دوران آٹے کی سپلائی نہیں کی گئی ۔ بند کرنے کا تو سوال ہی پیدا نہیں ہوتا ۔

سید تابش الوری : تو کیا یہ صورت حال مسلسل جاری رہے گی اور وہ لوگ فاقے کرتے رہیں گے ۔

وزیر خوراک : جناب والا ! یہ فاقے والی بالکل بات نہیں ہے ۔ وہاں پر میں نے پتہ کیا ہے ۔ گندم منڈیوں میں وافر مقدار میں موجود ہے ۔ گورنمنٹ کا ہمیشہ یہ طریقہ کار رہا ہے کہ دسمبر ، جنوری اور فروری کے lean months کے دوران ہم اس قسم کے علاقوں میں آٹا سپلائی کرتے ہیں ۔

مسٹر سپیکر : اب تو دسمبر آنے والا ہے ۔

وزیر خوراک : تو جناب والا ! اس کے بعد کریں گے ۔ جناب والا ! ان کو فاقے ہر گز نہیں مرنے دیا جائے گا ۔ میں اپنے فاضل دوست کی تسلی کراتا ہوں ۔

سید تابش الوری : جناب والا ! فاضل وزیر یہ یقین دہانی کرا رہے ہیں کہ انہیں فاقے نہیں مرنے دیا جائے گا ۔ میرا اصرار ہے کہ وہاں فاقے ہو رہے ہیں ۔ سینکڑوں لوگ قطاروں میں وہاں موجود ہوتے ہیں جو آٹے کے لئے کھڑے ہوتے ہیں ۔

مسٹر سپیکر : جب وہاں راشن ڈپو ہی نہیں ہیں تو وہاں قطار میں کھڑے ہو کر آٹا لینے کا سوال ہی پیدا نہیں ہوتا ۔

سید تابش الوری : جناب والا ! یہ میں شہر بہاولپور کی بات کر رہا

ہوں جو ڈویژنل ہیڈ کوارٹر ہے اس کی ڈیڑھ لاکھ کی آبادی ہے وہاں کے لوگوں کا یہ عالم ہے کہ انہیں آٹا نہیں ملتا اور ان کا جو راشن کا کوٹہ ہے اس کا صرف 55 فیصد دیا جا رہا ہے ۔ اس کا نتیجہ یہ ہے کہ 55 فیصد آبادی کو راشن مل جاتا ہے اور باقی 45 فیصد کو راشن نہیں ملتا یہ تو شہر بہاولپور کی کیفیت ہے ۔ احمد پور ، حاصل پور اور سمہ سٹہ ۔ ۔ ۔ ۔

Mr. Speaker : I will keep it pending for Wednesday.

سید تابش الوری : جناب والا ! اس لئے میری ان سے گزارش ہے کہ بہاولپور کے لئے خاص طور پر اس کی مقدار میں اضافہ کیا جائے تاکہ وہاں کی غریب اور مزدور آبادی کو کم از کم کھانے کے لئے روٹی تو مل سکے جو اس پارٹی کے منشور کا عنوان تھا اور وہ روٹی سے محروم ہو گئے ۔

مسٹر سپیکر : اسے Wednesday کو لے لیں گے ۔

مسودہ قانون

مسودہ قانون مرکب خوراک برائے مویشیاں پنجاب مصدرہ 1974ء (جاری)

Mr. Speaker : Now we go on to the Legislation.

کلاز 4 defer کر دی گئی تھی ۔

وزیر قانون : نہیں جناب والا ! آپ کلاز نمبر 4 لے سکتے ہیں ۔

مسٹر سپیکر : میرا مطلب ہے کہ یہ defer کر دی گئی تھی اب بل کی کلاز 4 جو defer کر دی گئی تھی ۔ ۔ ۔ ۔

سید تابش الوری : جناب والا ! اسے اگلے دن پر defer کیا گیا تھا ۔ ہمیں تو انہوں نے نہیں بتایا ۔

مسٹر سپیکر : اس کو بعد میں لے لیں گے ۔ آگے بڑھتے ہیں ۔ اب بل کی کلاز 11 زیر غور ہے ۔

بیگم ریحانہ سرور (شہید) : جناب والا ! کلاز 4 کی امنڈمنٹ ہے -

مسٹر سپیکر : کلاز 4 تو پیش ہی نہیں ہوئی -

بیگم ریحانہ سرور (شہید) : اچھا جی -

مسٹر سپیکر : امنڈمنٹ نمبر 14 تو پیش نہیں ہو سکتی اس کو delete کر دیا جائے اب امنڈمنٹ نمبر 15 لی جاتی ہے -

خان امیر عبداللہ خان روکڑی : جناب والا ! پوائنٹ آف آرڈر۔

مسٹر سپیکر : جی -

خان امیر عبداللہ خان روکڑی : جناب والا ! کورم پورا نہیں ہے -

مسٹر سپیکر : گنتی کریں - - - گنتی کی گئی - - - کورم نہیں ہے - - - گھنٹیاں بجائی جائیں - - - گھنٹیاں بجائی گئیں - - - اب کورم پورا ہے - بل کی کلاز 11 زیر غور تھی امنڈمنٹ نمبر 15 - سید تابش الوری -

Syed Tabish Alwari : Sir, I move the amendment :—

> That in para (i) of sub-clause (2) of Clause 11 of the Bill, as recommended by the Standing Committee on Agriculture, Planning and Development, between the words "sale" and "of" occurring in lines 2-3, the words "or manufacture" be inserted.

Mr. Speaker : The amendment moved is :—

> **That** in para (i) of sub-clause (2) of Clause 11 of the Bill, as recommended by the Standing Committee on Agriculture, Planning and Development, between the words "sale" and "of"

occurring in lines 2-3, the words "or manufacture" be inserted."

Minister for Law : Opposed.

Mr. Speaker : Syed Tabish Alwari to move amendment No. 16. The other three movers are not present.

Syed Tabish Alwari : Sir, I move the amendment :

That para (ii)] of sub-clause (2) of Clause 11 of the Bill, as recommended by the Standing Committee on Agriculture, Planning and Development, be deleted.

Mr. Speaker : The amendment moved is :—

That para (ii) of sub-clause (2) of Clause 11 of the Bill, as recommended by the Standing Committee on Agriculture, Planning and Development, be deleted.

Minister for Law : Opposed Sir.

Mr. Speaker : No. 17 by Syed Tabish Alwari. The others are not present.

Syed Tabish Alwari : Sir, I move the amendment : -

That para (iii) of sub-clause (2) of Clause 11 of the Bill, as recommended by the Standing Committee on Agriculture, Planning and Development, be deleted.

Mr Speaker : The amendment moved is :—

"That para (iii) of sub-clause (2) of

Clause 11 of the Bill, as recommended by the Standing Commitee on Agriculture, Planning and Development, be deleted.

Minister for Law : Opposed Sir.

Mr. Speaker : No. 18 by Syed Tabish Alwari. The other three are not present. Please move 18, 19 and 20 together as all are for deletion of sub-clauses (3) (4) and (5).

Syed Tabish Alwari : Sir, I move the amendments :—

That sub-clauses (3), (4) and (5) of Clause 11 of the Bill, as recommended by the Standing Committee on Agriculture, Planning and Development, be deleted.

Mr. Speaker : The amendments moved are :—

That sub-clauses (3), (4) and (5) of Clause 11 of the Bill, as recommended by the Standing Committee on Agriculture, Planning and Development, be deleted.

Minister for Law : Opposed Sir.

Mr. Speaker : Amendments No. 16 to 20—let us take them together, I will take up others separately.

ترمیم نمبر 15 بعد میں لیک اپ کر لیں گے ۔ اگر حذف ہو گئی تو پھر یہ ترمیم نہیں بنتی ۔

سید تابش الوری : وہ ذرا مختلف ہے ۔

مسٹر سپیکر : ٹھیک ہے ۔ اکٹھی کر لیتے ہیں ۔

وزیر قانون : جناب چلئے 21 اور 22 کر لیتے ہیں ۔

مسٹر سپیکر : چلئے 21 اور 22 کر لیتے ہیں ۔ سید صاحب آپ موو کریں دوسرے محرکین تو نہیں ہیں ۔

Syed Tabish Alwari : Sir, I move the amendment :—

> That in para (a) of sub-clause (7) of Clause 11 of the Bill, as re commended by the Standing Committee on Agriculture, Planning and Development, for the figure and word "7 days" occurring in line 2, the figures and the word "15 days" be substituted.

Mr. Speaker : The amendment moved is :—

> That in para (a) of sub-clause (7) of Clause 11 of the Bill, as recommended by the Standing Committee on Agriculture, Planning and Development, for the figure and word "7 days" occurring in line 2, the figures and the word "15 days" be substituted.

وزیر قانون : جناب والا ! جیسا کہ میں نے پہلے عرض کیا ہے کہ اگر اپوزیشن کی طرف سے کوئی مناسب ترمیم پیش کی گئی تو ہم خوشدلی سے قبول کریں گے ۔ میں اسے قبول کرتا ہوں ۔

چوھدری ممتاز احمد کاھلوں : خوشدلی سے قبول کرتے ہیں ؟

Mr. Speaker : All right. Next No. 22 by Syed Tabish Alwari. The other three Members are not present :—

Syed Tabish Alwari : Sir, I move the amendment :

> That in sub-clause (8) of Clause 11 of

the Bill, as recommended by the Standing Committee on Agriculture, Planning and Development, for the figure and the word "7 days" occurring in line 2, the figures and the words "15 days" be substituted.

Mr. Speaker : The amendment moved is :

That in sub-clause (8) of Clause 11 of the Bill, as recommended by the Standing Committee on Agriculture, Planning and Development, for the figure and the word "7 days" occurring in line 2, the figures and the words "15 days" be substituted.

Minister for Law : Because this is also a reasonable amendment, therefore, it is accepted.

سید تابش الوری : جناب سپیکر ! زیر بحث مسودہ قانون مرکب خوراک برائے مویشیاں کی ضمن گیارہ انسپکٹروں کے اختیارات عموی کے متعلق ہے ۔ اس میں حکومت انسپکٹروں کے فرائض اور اختیارات کی وضاحت کر کے انہیں یہ اختیار دے رہی ہے کہ وہ مویشوں کی خوراک کے سلسلہ میں معیار اور درجے کو قائم رکھنے کے لئے کس حد تک تعزیری کاروائیاں کر سکتا ہے ۔

جناب والا ! جیسا کہ آپ بہتر طور پر جانتے ہیں کہ ہمارے ملک میں مرکزی اور صوبائی سطح پر یہ ایک بہت بڑا مسئلہ مسئلہ حقیقت کی صورت میں موجود ہے اور رہا ہے کہ حکومتیں ایسے عہدے داران کو ، جن کا عہدہ تو نسبتاً کم درجے کا ہوتا ہے ۔ لیکن اختیارات بے پناہ ہوتے ہیں اور یہی بات بنیادی طور پر فساد اور بد عنوانی کا باعث ہوتی ہے ۔ آپ ایک ایسے شخص کو جو انتہائی قلیل تنخواہ پاتا ہو ۔ جو انتظامی ڈھانچہ میں ایک

کمتر درجے پر فائز ہو۔ ایسے اگر بے پناہ اختیارات دے دیں گے تو وہ لازمی طور پر ان کا غلط استعمال کرے گا۔ چنانچہ بد عنوانیوں کی یہ روایتیں آپ کو پٹواری، کانسٹیبل، ہیڈ کانسٹیبل، سب انسپکٹر، اور انسپکٹر کی صورت میں ملتی ہے۔ ان کے مناصب کمتر اور ان کی تنخواہیں نہایت قلیل ہیں لیکن ان کے اختیارات لا محدود ہیں۔ ان کے اختیارات اتنے لامتناہی ہیں کہ کسی شخص کی بھی آزادی کو سلب کر سکتے ہیں، جناب والا! یہی وجہ ہے کہ وہ اپنے آپ کو مختلف ترغیبات اور مختلف بد عنوانیوں کا شکار بنا لیتے ہیں اور ہمارے ملک میں معاشرے میں یہ شعبے بد عنوانیوں کی علامت بن کر رہ گئے ہیں۔ مجھے افسوس ہے کہ یہ مسودہ قانون ایک اچھے مقصد کے لئے یہاں پیش کیا جا رہا ہے لیکن انسپکٹر کے درجہ کے افسر کو اس قسم کے اختیارات دیئے جا رہے ہیں۔ جس کے نتیجہ میں نہ صرف اس کی مقصدیت۔ معنویت اور افادیت ختم ہو کر رہ جائے گی۔ بلکہ بد عنوانی اور رشوت کا ایک نیا باب شروع ہو جائے گا۔ یہاں انسپکٹر خوراک کو انسپکٹر پولیس سے بھی زیادہ اختیارات دیئے گئے ہیں اور لطف کی بات تو یہ ہے کہ انسپکٹر پولیس کے لئے تو بے شمار احتساب کے درجے موجود ہیں لیکن انسپکٹر مرکب خوراک کے لئے احتساب کی کوئی گنجائش اور کوئی ضمن اس پورے بل میں موجود نہیں ہے۔ ایسے جو اختیارات دیئے گئے ہیں ایسے چیک کرنے کے لئے کوئی صورت اس بل میں موجود نہیں ہے۔ وہ جو اقدامات بھی کرے گا۔ اس کے خلاف اپیل کی بھی کوئی انتظامی صورت موجود نہیں ہے اور نہ کوئی اور، جناب والا! وہ ایسے انتہائی اقدامات کر سکتا ہے۔ ان میں کسی بھی گاڑی پر قبضہ کرنے کا اختیار بھی شامل ہے۔ انسپکٹر تلاشیاں لے سکتا ہے۔ دوکانوں مکانوں اور گوداموں کی۔ یہاں تک کے کسی بھی ایسی جگہ کی جہاں وہ ضرورت محسوس کرے۔ وہ مختلف اشیائے خوراک کو ضبط کر سکتا ہے، وہ وہیں موقع پر بغیر کسی تحقیق کے انہیں تلف کر سکتا ہے۔ وہ ان کو موقعے پر ہی ضبط کر سکتا ہے وہ آلات اور مشینری فوراً اپنے قبضہ میں لے سکتا ہے بلکہ انہیں وہاں سے اٹھا کر لے جا سکتا ہے اور اس طرح سے پورے فیکٹری کے کاروبار کو مفلوج کر سکتا ہے۔

جناب والا ! یہ سب اختیارات اسے بغیر کسی وارنٹ کے ، بغیر کسی ضروری نوٹس کے ، بغیر کسی وجہ بیان کرنے کے ، یعنی اس کے لئے اس قسم کی کوئی ضرورت محسوس نہیں ہو گی کہ وہ وارنٹ حاصل کرے یا کوئی نوٹس دے ۔ یا وہاں کوئی پہلے سے وجہ بیان کرے کہ کیوں وہ اس گھر کی یا اس جگہ کی یا اس دوکان کی تلاشی کرنا چاہتا ہے ۔ جناب والا ! یہ اختیارات 1857ء کے تھالیدار کے سے اختیارات ہیں ۔ جبکہ غیر ملکی سامراج اس ملک میں اپیل ۔ دلیل اور وکیل کے بغیر حکومت کے لئے آیا تھا ۔ اس نے ایسے ادارے اور ایسے مناصب قائم کئے ۔ جو کہ عوام کا استحصال کریں اور ان کو خوف و دہشت میں مبتلا کر کے انہیں اپنے مقاصد کے لئے استعمال کریں ۔ جناب والا ! اگر اس جمہوری اور عوامی دور کی دعویداری کے باوجود آج انسپکٹران خوراک برائے مویشیان کو بھی ایسے اختیارات تفویض کر دئے جائیں ۔ تو اس سے زیادہ بد قسمتی اور ناپسندیدہ بات کوئی نہیں ہو سکتی ہے ۔ جناب والا ! آپ یہ جان کر حیران ہوں گے کہ اس ضمن 2 کی تحتی ضمن دو کے پیرا دوم میں کہا گیا ہے ۔ کہ

> دفعہ 12 کے تحت خرید کرنے یا نمونہ لینے کے اختیارات کو استعمال کرنے کی غرض سے کسی احاطہ میں داخل ہو اور ایسے احاطہ میں مویشیان کی کسی مرکب خوراک اور کسی بھی تنصیبات یا ظروف کا معائنہ یا پڑتال کرے جو کہ مویشیوں کی ایسی مرکب خوراک تیار کرنے یا رکھنے کے لئے استعمال ہوتے ہوں ۔

جناب والا ! کسی بھی احاطے میں داخلے یا تلاشی کا یہ اختیار انتہائی خطر ناک ہے اور اس کا لازمی طور پر یہ نتیجہ نکلے گا کہ کوئی کاروباری ۔ کوئی دکاندار ۔ کوئی صنعتکار ان اختیارات کی موجودگی میں اپنے آپ کو کبھی محفوظ نہیں سمجھے گا ۔ یہاں تک کہ وہ اپنے گھر میں بھی اپنے آپ کو محفوظ نہیں سمجھے گا ۔ چونکہ اس وسیع ضمن اور وسیع اختیارات کے تحت انسپکٹر ان کی کسی بھی جگہ میں محض اس وجہ سے داخل ہو سکتا ہے کہ وہاں مرکب خوراک بنانے کے لئے کوئی چیز استعمال کی جا رہی ہے ۔

جناب والا ! اس لئے ہم نے یہ ترمیم پیش کی ہے کہ اس ضمن کے پیرا دو کے حذف کر دیا جائے ۔ کیونکہ پیرا اول کے تحت انسپکٹر کو جائز طور پر یہ اختیار دیدیا گیا ہے کہ وہ کسی بھی منڈی ۔ دکان ۔ گودام یا اسٹال میں داخل ہو اور اس کا معائنہ کرے ۔ جناب والا ! اس صورت میں جب کہ انسپکٹر کو ایک دوسرے فقرے کے ذریعہ اختیارات دئے گئے ہوں ۔ تو اس کا اس قسم کا الگ جواز پیدا نہیں کرنا چاہئے ۔ جس سے کہ انسپکٹر کو اپنے اختیارات غلط طور پر استعمال کرنے کی گنجائش پیدا ہو ۔ جناب والا ! اس تحتی ضمن 2 کے پیرا سوم میں کہا گیا ہے ۔کہ

> کسی منڈی ، گودام ، دکان ، سٹال یا دیگر جگہ میں داخل ہو اور اس کا معائنہ کرے جو کسی ایسے آلات یا ظروف کی تیاری ۔ ذخیرہ کرنے یا فروخت کے لئے استعمال ہوتی ہو جو کہ مویشیوں کی مرکب خوراک کو تیار کرنے یا رکھنے کے لئے بالعموم استعمال ہوتے ہوں ۔ یا استعمال میں لانے کے مقصد کے لئے ہوں ۔ یا استعمال میں لائے جا سکتے ہوں ۔

جناب والا ! صرف اس کو اس بات کا اختیار نہیں دیا گیا ہے کہ وہ گودام میں داخل ہو سکتا ہے ۔ دکان میں داخل ہو سکتا ہے یا احاطے میں داخل ہو سکتا ہے ۔ صرف اسی پر بس نہیں کیا گیا ہے بلکہ اس کا اختیار وسیع کرکے یہ بھی کہہ دیا گیا ہے کہ کسی دیگر جگہ بھی اس کو داخلہ کی کھلی چھٹی ہوگی ۔ جناب والا ! صرف یہ اختیار نہیں دیا ہے کہ اس مرکب خوراک کی تیاری کے سلسلہ میں جو آلات یا مشینری استعمال ہو رہی ہو اس کا معائنہ کرے یا اس کو قبضہ میں لے بلکہ اس کو یہ اختیار بھی دے دیا گیا ہے کہ اس کو اس مقصد کے لئے جو آلات یا جو مشینری استعمال میں لائی جا سکتی ہو یا لائی جانے والی ہو یا لائی جانے کا امکان ہو ۔ اس کو بھی وہ اپنی تحویل میں لے سکتا ہے ۔ جناب والا ! آپ اتفاق کریں گے کہ انسپکٹر

کے درجہ کے آدمی کو کتنے وسیع تر اختیارات اور اس کو کس قدر مطلق العنانی بخشی جا رہی ہے ۔ اس لئے ہم نے یہ درخواست کی ہے اور یہ ترمیم پیش کی ہے کہ اس "پیرا سوم" کو جس میں اسے کسی بھی جگہ داخل ہونے کا اختیار دیا گیا ہے ۔ اس کو حذف کر دیا جائے ۔ تاکہ وہ اپنی حدود میں رہ کر جو فرائض منصبی ہیں ۔ انہیں ادا کرنے کے لئے گودام ، دکان یا فیکٹری میں تو داخل ہو سکے لیکن کسی بھی جگہ داخل ہونے کا اس کو لا محدود اختیار حاصل نہ ہو اور میں سمجھتا ہوں کہ ہمارے وزیر قانون اگر اس پر بہ نظر غائر توجہ فرمائیں ۔ تو وہ محسوس کریں گے کہ یہ ایسے اختیارات ہیں جن کا اس درجہ کے کسی اہلکار کو تفویض کیا جانا کسی طور بھی مناسب نہیں ہے ۔

جناب والا ! ہم اتفاق کرتے ہیں کہ انسپکٹر کو اپنے فرائض کے سلسلہ میں فیکٹری یا کارخانہ یا اس قسم کے احاطے میں داخل ہونے کا اختیار دینا ، جہاں وہ مرکب تیار ہو رہا ہو درست ہے ۔ لیکن کسی دیگر جگہ داخل ہونے کا اختیار دینا میرے خیال میں کسی طور پر بھی مناسب نہیں ہے ۔

مسٹر سپیکر : وہ کہتے ہیں کہ جہاں مینوفیکچر ہوتا ہے وہاں داخل ہونے کے اختیارات ہوں ۔ جہاں وہ سٹاک کیا جاتا ہو ۔ وہاں داخل ہونے کا اختیار نہ ہو ۔ ان کی بات تو سنیں ۔

وزیر قانون : جناب میں سن رہا ہوں ۔

سید ناہض الوری : جناب والا ! مجھے احساس ہے کہ یہ بل بھی خشک ہے اور اس کی یہ ضمن بھی خشک ہے اور چونکہ کل چھٹی ہونے والی ہے اور لوگوں کی دلچسپی بھی کم ہے ۔ لیکن یہ کلاز اتنی اہم ہے کہ میں اس بیزاری کے صریح اظہار کے باوجود بھی محض اپنے ضمیر کے اطمینان کے لئے آپ کے سامنے اور آپ کے توسل سے جناب وزیر قانون اور اس ایوان کے سامنے اور حکمران پارٹی کے سامنے یہ گزارشات پیش کر رہا ہوں ۔ یہ درست ہے کہ حکمران پارٹی کو بڑی واضح اکثریت حاصل ہے ۔ وہ جو قانون چاہیں منظور کرا سکتے ہیں ۔ لیکن میرا یہ خیال ہے کہ اگر کوئی عوامی حکومت اور

دانش مند حکومت استدلال کی بنیاد پر کوئی قانون منظور کرائے تو وہ دیر تا بھی ہوگا اور پسندیدہ بھی - اس لئے میں آپ کے توسل سے درخواست کرتا ہوں اور میں آپ کا ممنون ہوں کہ آپ نے ان کی توجہ مبذول کرائی ہے کہ ان چند مختصر سے نقاط پر وہ غور کریں - جن کی طرف میں ان کو توجہ مبذول کرا رہا ہوں - جناب والا ! اسی ضمن کی تیسری ضمن 3 میں یہ کہا گیا ہے - کہ

> اگر انسپکٹر یہ سمجھے کہ تیسری دفعہ (i) یا تیسری دفعہ (2) کے پہلا (اول) میں مذکورہ کوئی ایسی مرکب خوراک برائے مویشیان صحت کے لئے مضر ، نا خالص ، حیوانی استعمال کے لئے ناقابل ہے یا اس کے مترشح نوعیت یا ماہیت یا معیار کی حامل نہیں یا ان مصرحہ شرائط کو پورا نہیں کرتی - جن کے تابع ایسی مرکب خوراک برائے مویشیان تیار کی جاتی ہو - کی ضمن (دوم) میں مذکورہ آلات اس قسم میں یا ایسی حالت میں ہیں کہ ان سے تیار کی جانے والی یا رکھی جانے والی مرکب خوراک نا خالص یا حیوانی استعمال کے نا اہل یا مضر صحت ہو جائے گی - تو وہ مذکورہ مرکب خوراک یا آلات کو ضبط کر سکتا ہے اور اس جگہ سے لے سکتا ہے تا کہ عبارت ما بعد میں اہتمام کردہ طریق کے مطابق اس کے بارے میں کارروائی کی جا سکے -

جناب والا ! آپ مجھ سے اتفاق کریں گے کہ انسپکٹر کو یہ اختیار تو دیا جا سکتا ہے کہ اگر کسی جگہ کوئی مضر صحت خوراک موجود ہے - اس کو تو ضبط کر لے لیکن یہاں اس اختیار سے بڑھ کر اس کو یہ اختیار دیا

جا رہا ہے کہ اگر وہ یہ سمجھے کہ وہ خوراک کسی وقت ناقابل استعمال ہو جائے گی یعنی اگر اس کا یہ خیال ہو کہ چند ہفتے بعد یا چند روز بعد یا چند ماہ بعد یہ خوراک خراب ہو جائے گی تو وہ آج ہی مستقبل کی خرابی کے پیش نظر اس خوراک کو ضبط کر سکتا ہے اور ان آلات کو ضبط کر سکتا ہے جو اس خوراک کے لئے استعمال ہو رہے ہیں ۔ اس مشینری کو ضبط کر سکتا ہے جو موقع پر موجود ہے ۔ نہ صرف یہ کہ ضبط کر سکتا ہے بلکہ اس کو اٹھا کر لے جا سکتا ہے ۔

علامہ رحمت اللہ ارشد : پوائنٹ آف آرڈر ۔ جناب والا ! ہاؤس میں کورم نہیں ہے ۔

مسٹر سپیکر : گنتی کراں ۔ گنتی کی گئی ۔ ۔ ۔ ۔ کورم پورا نہیں ہے ۔

The House is adjourned till Monday. It shall re-assemble at 5.00 p.m. I would again repeat that it will assemble not in the morning but in the evening on Monday, the 28th October, 1974 at 5.00 p m.

(اسمبلی کا اجلاس 28 اکتوبر 1974ء بروز سوموار پانچ بجے شام تک کے لئے ملتوی ہو گیا ۔)

صوبائی اسمبلی پنجاب

پہلی صوبائی اسمبلی پنجاب کا بارھواں اجلاس

---

28 اکتوبر 1974ء

(دو شنبہ 11 شوال المکرم 1394ھ)

اسمبلی کا اجلاس اسمبلی چیمبر لاہور میں 5 بجے شام منعقد ہوا۔
جناب سپیکر رفیق احمد شیخ، کرسی صدارت پر متمکن ہوئے۔

تلاوت قرآن پاک اور اس کا اردو ترجمہ قاری اسمبلی نے پیش کیا۔

بِسْمِ اللّٰهِ الرَّحْمٰنِ الرَّحِيْمِ

مَآ اَصَابَ مِنْ مُّصِيْبَةٍ اِلَّا بِاِذْنِ اللّٰهِ وَمَنْ يُّؤْمِنْ بِاللّٰهِ يَهْدِ قَلْبَهٗ وَاللّٰهُ بِكُلِّ شَيْءٍ عَلِيْمٌ ۝ وَاَطِيْعُوا اللّٰهَ وَاَطِيْعُوا الرَّسُوْلَ فَاِنْ تَوَلَّيْتُمْ فَاِنَّمَا عَلٰى رَسُوْلِنَا الْبَلٰغُ الْمُبِيْنُ ۝ اَللّٰهُ لَآ اِلٰهَ اِلَّا هُوَ وَعَلَى اللّٰهِ فَلْيَتَوَكَّلِ الْمُؤْمِنُوْنَ ۝ يٰٓاَيُّهَا الَّذِيْنَ اٰمَنُوْٓا اِنَّ مِنْ اَزْوَاجِكُمْ وَاَوْلَادِكُمْ عَدُوًّا لَّكُمْ فَاحْذَرُوْهُمْ وَاِنْ تَعْفُوْا وَتَصْفَحُوْا وَتَغْفِرُوْا فَاِنَّ اللّٰهَ غَفُوْرٌ رَّحِيْمٌ ۝

پ ۲۸ سورہ ۶۴ رکوع ۱۶ آیات ۱۱ سے ۱۴

کوئی مصیبت نازل نہیں ہوتی مگر اللہ کے حکم سے اور جو شخص اللہ پر ایمان لاتا ہے تو وہ اس کے دل کو ہدایت دیتا ہے۔ اور اللہ ہر چیز سے باخبر ہے
تم اللہ کی فرمانبرداری کرو اور اس کے رسولؐ کی فرمانبرداری کرو اور اگر تم منہ پھیر لوگے تو ہمارے پیغمبر کے ذمے تو صرف پیغام کا کھول کھول کر پہونچا دینا ہے۔
اللہ جو معبود برحق ہے اس کے سوا کوئی عبادت کے لائق نہیں۔ تو مسلمانوں کو چاہیئے کہ اللہ ہی پر پورا بھروسہ رکھیں۔
(مسلمانو!) تمہاری بیویاں اور اولادیں سے بعض تمہارے دشمن بھی ہیں۔ تو ان سے (ہوشیاری کے ساتھ) بچتے رہو اور اگر معاف کرو اور درگزر کرو اور بخش دو تو اللہ بھی بخشنے والا بڑا مہربان ہے۔

وَمَا عَلَيْنَا اِلَّا الْبَلَاغُ

نشان زدہ سوالات اور ان کے جوابات

ہسپتالوں میں ڈاکٹروں کی تعیناتی

*4166 ۔ سردار محمد عاشق : کیا وزیر صحت از راہ کرم بیان فرمائیں گے کہ ۔

(الف) کیا یہ حقیقت ہے کہ صوبے میں کچھ سول ہسپتالوں میں عرصہ تین ماہ یا اس سے زیادہ عرصہ سے ڈاکٹر اور لیڈی ڈاکٹر تعینات نہیں ہیں ۔

(ب) اگر جزو (الف) کا جواب اثبات میں ہے تو ان ہسپتالوں کے نام اور ڈاکٹروں یا لیڈی ڈاکٹروں کے وہاں تعینات نہ کئے جانے کی وجوہات بیان فرمائی جائیں ؟

وزیر صحت (بریگیڈیر چوہدری صاحبداد خان): (الف) جی ہاں ۔ کچھ سول ہسپتالوں میں ایسی حالت موجود ہے ۔

(ب) فہرست منسلک ہے ۔ وجہ ڈاکٹروں کی کمیابی ہے ۔

فہرست

نام ڈویژن	نام ہسپتال	تعداد آسامیاں جو خالی ہیں	
		میڈیکل آفیسر	لیڈی میڈیکل آفیسر
(1) لاہور	(i) سول ہسپتال ۔ چونیاں	—	1
(2) بہاولپور	(1) سول ہسپتال ۔ منچن آباد	—	1
	(2) سول ہسپتال ۔ فورٹ عباس	—	1
(3) ملتان	(1) سول ہسپتال ۔ لودھراں	—	1
	(2) ضلعی ہیڈ کوارٹر ہسپتال ۔ ساہیوال	—	1
	(3) سول ہسپتال ۔ دیپالپور	—	1

تعداد آسامیاں جو خالی ہیں

نام ڈویژن	نام ہسپتال	میڈیکل آفیسر	لیڈی میڈیکل آفیسر
	(4) ضلعی ہیڈ کوارٹر ہسپتال ۔ مظفر گڑھ (پیتھالوجسٹ)	—	
	(5) سول ہسپتال جام پور (ضلع ڈیرہ غازی خان)	1	—
(4) سرگودھا	(1) ضلعی ہیڈ کوارٹر ہسپتال ۔ چنیوٹ	1	—
	(2) سول ہسپتال ۔ شاہپور	—	1
	(3) ضلعی ہیڈ کوارٹر ہسپتال ۔ میانوالی	—	1
	(4) سول ہسپتال ۔ کالا باغ	—	1
	( ) سول ہسپتال ۔ عیسیٰ خیل	—	1
(5) راولپنڈی	(1) سول ہسپتال ۔ پنڈ دادن خان	—	1
	(2) سول ہسپتال ۔ جہلم	—	1
	(3) ضلعی ہیڈ کوارٹر ہسپتال ۔ گجرات 2 + (1 ۔ فزیشن + 1 ۔ میڈیکل آفیسر)	—	
	(4) ضلعی ہیڈ کوارٹر ہسپتال ۔ جہلم 3 (1 ۔ فزیشن + 1 ۔ پیتھالوجسٹ + 1 ۔ ریڈیالوجسٹ)	—	
	(5) ضلعی ہیڈ کوارٹر ہسپتال ۔ کیمبل پور 4 (1 ۔ سرجن + 1 ۔ فزیشن + 1 ۔ ریڈیالوجسٹ + 1 ۔ پیتھالوجسٹ)	—	

مسٹر سپیکر : سردار محمد عاشق ۔

(کسی اور معزز ممبر نے سوال کا نمبر پڑھا ۔)

کیا سردار صاحب موجود نہیں ؟

سردار محمد عاشق : جناب والا ! میں موجود ہوں ۔

مسٹر سپیکر : If a member is present and he does not rise تو کسی دوسرے معزز ممبر کو اس سوال کے پوچھنے کا استحقاق نہیں ہوتا ۔ کیا آپ یہ سوال نہیں پوچھ رہے ؟

سردار محمد عاشق : جناب والا ! میں پوچھ رہا ہوں ۔

مسٹر سپیکر : تو پھر آپ کھڑے کیوں نہیں ہوئے ۔

سردار محمد عاشق : وہ مجھ سے تیز نکلے ہیں ۔ میں تو کھڑا ہوا تھا ۔

مسٹر سپیکر : ان کے کھڑے ہو جانے سے کیا ہوتا ہے ۔ اگر آپ موجود ہیں اور کھڑے نہیں ہوئے تو اس کا مطلب یہ ہے کہ آپ اس میں interested نہیں ہیں ۔

سول ہسپتال چونیاں میں لیڈی ڈاکٹر کی تعیناتی

*4167 ۔ سردار محمد عاشق : کیا وزیر صحت از راہ کرم بیان فرمائیں گے کہ ۔

(الف) کیا یہ حقیقت ہے کہ سول ہسپتال چونیاں میں کافی عرصہ سے لیڈی ڈاکٹر کی جگہ خالی ہے ؟

(ب) اگر جزو (الف) کا جواب اثبات میں ہے تو وہاں کب تک لیڈی ڈاکٹر کی تعیناتی کی توقع ہے ؟

وزیر صحت (بریگیڈیر چوہدری صاحب داد خان) : (الف) جی ہاں ۔ جون 1972ء سے کوئی لیڈی ڈاکٹر تعینات نہیں ہے ۔

(ب) کوالیفائڈ ڈاکٹروں کی اشد کمی ہے ۔ صرف لاہور ڈویژن میں گیارہ جگہیں خالی پڑی ہوئی ہیں ۔ جونہی لیڈی ڈاکٹر دستیاب ہو جائیں گی ایک وہاں پوسٹ کر دی جائے گی ۔

ڈاکٹر غلام بلال شاہ : کیا وزیر موصوف از راہ کرم بیان فرمائیں گے کہ ہمارے ملک سے ڈاکٹر صاحبان No Objection Certificate لیکر کافی تعداد میں باہر جا رہے ہیں ۔ جب تک ہمارے ملک کے ہسپتالوں میں ڈاکٹروں کی کمی پوری نہیں ہو جاتی ، ان کو باہر کیوں جانے دیا جاتا ہے ؟

وزیر صحت : یہ حقیقت میں ایک الگ سوال ہے ۔ چونکہ ڈاکٹروں کی کمی ہے ۔ اس لئے یہ ایک بڑا الجھا ہوا مسئلہ ہے ۔ حکومت نے ، جیسا کہ آپ کو معلوم ہے ، اب مکمل ban لگایا ہوا ہے لیکن اس کے باوجود کچھ ایسے امتحانات ہیں جو پاس کرکے ڈاکٹر صاحبان ملک سے باہر جا سکتے ہیں اور وہ مسئلہ زیر غور ہے ۔ حکومت اس مسئلہ پر بہت زیادہ غور کر رہی ہے کہ ڈاکٹروں کی کمی کس طرح جلد از جلد ملک سے دور کی جائے ۔

سردار محمد عاشق : حکومت نے کب سے ڈاکٹروں کے باہر جانے پر ban لگایا ہوا ہے ؟

وزیر صحت : یہ ایک الگ سوال ہے لیکن جہاں تک مجھے معلوم ہے...

مسٹر سپیکر : میں سمجھتا ہوں کہ ضمنی سوال پر مزید ضمنی سوال نہیں ہو سکتا ۔

راجہ محمد افضل خان : کیا وزیر موصوف یہ بیان فرمائیں گے کہ جن اداروں سے تعلیم حاصل کرنے کے بعد ڈاکٹر بنتے ہیں کیا ان اداروں کو بند کرکے آپ اس مشن کی تکمیل کر سکتے ہیں ؟

ہسپتالوں اور ڈسپنسریوں میں جدید طبی سہولتیں

*4409 ۔ **میاں منظور احمد موہل :** کیا وزیر صحت از راہ کرم بیان فرمائیں گے کہ ۔

(الف) لاہور ۔ ملتان ۔ سرگودہا ۔ راولپنڈی اور بہاولپور ڈویژن میں ان

ہسپتالوں اور ڈسپنسریوں کی تعداد کتنی ہے جہاں جدید طبی سہولتیں میسر ہیں نیز یہ کن مقامات پر واقع ہیں۔

(ب) موجودہ مالی سال کے دوران حکومت مذکورہ ڈویژنوں میں کتنی تعداد میں مزید ہسپتال اور ڈسپنسریاں کھولنے کا ارادہ رکھتی ہے نیز یہ ہسپتال اور ڈسپنسریاں کس کس مقام پر واقع ہوں گی ؟

وزیر صحت (بریگیڈیر چوہدری صاحب داد خان) : (الف) لاہور۔ملتان سرگودہا۔راولپنڈی اور بہاولپور ڈویژن میں 204 ہسپتال اور 1023 ڈسپنسریاں موجود ہیں۔ تمام تحصیل اور ضلعی ہسپتالوں میں جدید طبی سہولتیں موجود ہیں۔ جدید طبی سہولتوں کے متعلق مختلف آراء ہو سکتی ہیں۔ ایک ڈاکٹر اور عام شہری کا نقطہ نظر مختلف ہو سکتا ہے۔ بہر حال اس وقت 97 ہسپتال ایسے ہیں جہاں ایکسرے لیبارٹری کی سہولتیں موجود ہیں جن کی فہرست منسلک ہے۔ واضح رہے کہ ان ہسپتالوں میں پرائیویٹ ہسپتال اور نیم سرکاری ہسپتال یا خالص بلدیاتی ہسپتال شامل نہیں اس کے علاوہ اس وقت 66 ہیلتھ سنٹر بھی ہیں جہاں صرف لیبارٹری کی سہولتیں میسر ہیں لیکن ایکسرے نہیں ان کی فہرست بھی منسلک ہے۔

(ب) مالی سال 1973-74ء کے دوران حکومت نے مذکورہ بالا ڈویژنوں میں دس ہسپتال اور 38 ڈسپنسریاں کھول دی ہیں۔ مذکورہ ہسپتال اور ڈسپنسریاں جن مقامات پر واقع ہیں ان کی فہرست منسلک ہے۔

فہرست جہاں پر ایکسرے اور لیبارٹری کی سہولتیں میسر ہیں

1 بہاولپور وکٹوریہ ہسپتال بہاولپور
2 ٹی بی کلینک حاصل پور
3 ڈسٹرکٹ ہیڈ کوارٹر ہسپتال بہاولنگر

4 تحصیل ہسپتال ہارون آباد
5 تحصیل ہسپتال چشتیاں
6 سول ہسپتال احمد پور شرقیہ
7 ڈسٹرکٹ ہیڈ کوارٹر ہسپتال کیمبلپور
8 ٹی بی کلینک کیمبلپور
9 ٹی بی کلینک حضرو
10 ٹی بی کلینک تلہ گنگ
11 سول ہسپتال حسن آباد
12 سول ہسپتال پنڈی گھیب
13 گورنمنٹ ٹی بی کلینک کھیوڑہ
14 ڈسٹرکٹ ہیڈ کوارٹر ہسپتال ڈیرہ غازی خان
15 ٹی بی کلینک ڈیرہ غازی خان
16 سول ہسپتال راجن پور
17 ڈسٹرکٹ ہیڈ کوارٹر ہسپتال گوجرانوالہ
ٹی بی کلینک حافظ آباد
19 ٹی بی کلینک وزیر آباد
20 سول ہسپتال وزیر آباد
21 عزیز بھٹی شہید ہسپتال گجرات
22 سول ہسپتال پھالیہ
23 سول ہسپتال منڈی بہاؤالدین
24 سول ہسپتال کھاریاں
25 ڈسٹرکٹ ہیڈ کوارٹر ہسپتال جھنگ
26 گورنمنٹ ٹی بی کلینک جھنگ
27 سول ہسپتال شور کوٹ
28 سول ہسپتال شور کوٹ
29 ٹی بی کلینک چنیوٹ

30 ڈسٹرکٹ ہیڈ کوارٹر ہسپتال جہلم
31 سول ہسپتال پنڈ دادن خان
32 سول ہسپتال تلہ گنگ
33 سول ہسپتال چکوال
34 میو ہسپتال لاہور
35 سر گنگارام ہسپتال لاہور
36 گورنمنٹ دماغی امراض ہسپتال لاہور
37 لیڈی ولنگڈن ہسپتال لاہور
38 لاہور جنرل ہسپتال لاہور
39 سول ہسپتال قصور
40 ٹی بی کلینک پتوکی
41 ٹی بی کلینک بھائی پھیرو
42 ٹی بی کلینک چونیاں
43 ٹی بی کلینک رائے ونڈ
44 ڈسٹرکٹ ہیڈ کوارٹر ہسپتال لائل پور
45 سول ہسپتال ٹوبہ ٹیک سنگھ
46 سول ہسپتال گوجرہ
47 سول ہسپتال سمندری
48 سول ہسپتال کمالیہ
49 سول ہسپتال جڑانوالہ
50 ٹی بی کلینک ٹوبہ ٹیک سنگھ
51 ڈسٹرکٹ ہیڈ کوارٹر ہسپتال میانوالی
52 سول ہسپتال کالا باغ
53 سول ہسپتال بھکر
54 ٹی بی کلینک عیسیٰ خیل
55 سول ہسپتال شجاع آباد

56 ٹی بی کلینک بھکر
57 ڈسٹرکٹ ہیڈ کوارٹر ہسپتال مظفر گڑھ
58 ٹی بی کلینک مظفر گڑھ
59 سول ہسپتال لیہ
60 سول ہسپتل علی پور
61 تھل ہسپتال لیہ
62 ڈینٹل ہسپتال لاہور
63 نشتر ہسپتال ملتان
94 سول ہسپتال بورے والا
65 سول ہسپتال میلسی
66 سول ہسپتال میاں چنوں
67 سول ہسپتال خانیوال
68 سول ہسپتال وہاڑی
69 ڈسٹرکٹ ہیڈ کوارٹر ہسپتال رحیم یار خان
70 سول ہسپتال صادق آباد
71 سول ہسپتال خان پور
72 ٹی بی کلینک رحیم یار خان
73 سول ہسپتال لیاقت پور
74 ڈسٹرکٹ ہیڈ کوارٹر ہسپتال راولپنڈی
75 سول ہسپتال کہوٹہ
76 سول ہسپتال مری
77 ٹی بی کلینک مری
78 ٹی بی کلینک گوجر خان
79 ڈسٹرکٹ ہیڈ کوارٹر ہسپتال ساہیوال
80 سول ہسپتال اوکاڑہ
81 سول ہسپتال چیچہ وطنی

82 سول ہسپتال پاک پتن
83 میو ہسپتال عارف والا
84 علامہ اقبال ہسپتال سیالکوٹ
85 سول ہسپتال ڈسکہ
86 سول ہسپتال نارووال
87 سول ہسپتال پسرور
88 سول ہسپتال شکر گڑھ
89 ٹی بی کلینک شکر گڑھ
90 ڈسٹرکٹ ہیڈ کوارٹر ہسپتال سرگودھا
91 ٹی بی ہسپتال سرگودھا
92 ریڈ کراس ٹی بی ہسپتال سرگودھا
93 چیسٹ کلینک بھیرہ
94 چیسٹ کلینک خوشاب
95 تھل ہسپتال قائد آباد
96 ڈسٹرکٹ ہیڈ کوارٹر ہسپتال شیخوپورہ
97 سول ہسپتال ننکانہ صاحب

صوبہ پنجاب میں دیہی ہیلتھ سنٹروں کی تعداد

ضلع کیمبل پور۔

1۔ دیہی ہیلتھ سنٹر چب ۔ 4 بستر ے (1) ڈاکٹر (2) ملکو والی (3) میرا شریف
2۔ دیہی ہیلتھ سنٹر لاوا ۔ 4 بستر ے (1) شاد بلوال (2) ڈرنل (3) و نہر
3۔ دیہی ہیلتھ سنٹر ڈوسل ۔ 4 ۔ بستر ے (1) کیمول (2) میانوالہ (3) کوٹ چاچی
4۔ دیہی ہیلتھ سنٹر رنگو ۔ 4 بستر ے (1) کمرالدین (2) ہارون (3) بہادر خان

ضلع راولپنڈی -

1- دیہی ہیلتھ سنٹر - بھگواری - 4 بسترے (1) دیول (2) سحر بگلا (3) روات

2- دیہی ہیلتھ سنٹر دولتالہ - 4 بسترے (1) ترالی (2) سید (3) دیوی

3- دیہی ہیلتھ سنٹر قاضیان - 4 - بسترے (1) بیوال (2) جند سہلو (3) جبر

ضلع جہلم -

1- دیہی ہیلتھ سنٹر للہ - 8 بسترے (1) سروپا (2) علیال (3) کندوال

2- دیہی ہیلتھ سنٹر منڈے - 8 بسترے (1) سینگن (2) سہروپیلو (3) روپ وال

ضلع گجرات -

1- دیہی ہیلتھ سنٹر - لالہ موسیٰ 4 - بسترے (1) چوکر کلاں (2) لوہڑ والا (3) جوڑا

2- دیہی ہیلتھ سنٹر چیلیاں والا - 4 بسترے (1) ڈھوک سہاراں (2) سہوپا (3) چک بصاوا

ضلع گوجرانوالہ -

1- دیہی ہیلتھ سنٹر سودھرا - 8 بسترے (1) بہرام (2) دمیلا ڈھاب والا (3) سہید پور

2- دیہی ہیلتھ سنٹر اکال گڑھ (علی پور) 8 بسترے (1) حضرت کالاں والا (2) جامکے چٹھہ (3) ہردو سہاراں

3- دیہی ہیلتھ سنٹر ایمن آباد - 9 بسترے (1) گوئلہ نواب (2) لالو پور (3) اٹاوا

ضلع سیالکوٹ -

1- دیہی ہیلتھ سنٹر - کوٹ نیناں - 12 بسترے (1) بھگواڑی (2) بھیکو چک (3) بھیری خورد

2۔ دیہی ہیلتھ سنٹر چونڈہ - 12 بستر ے (1) بڈیانہ (2) پھلورا (3) گوئلی سیداں

ضلع شیخوپورہ -

1۔ دیہی ہیلتھ سنٹر - خانقاہ ڈوگراں - 4 بستر ے (1) کلسیان (2) سالار سیداں

2۔ دیہی ہیلتھ سنٹر ریحانوالہ - 4 بستر ے (1) فیض پور کلاں (2) جوک کوٹ (3) گنیش پور

3۔ دیہی ہیلتھ سنٹر واربرٹن - 4 بستر ے (1) فیروز وٹواں (2) بڈھا (3) بہاول کوٹ

ضلع لاہور -

1۔ دیہی ہیلتھ سنٹر - للیانی - 18 بستر ے (1) ستوکی (2) راجہ جنگ (3) بیدیاں

2۔ دیہی ہیلتھ سنٹر مالکا - 4 بستر ے (1) سلطان کی (2) شاہپور (3) واکا

ضلع میانوالی -

1۔ دیہی ہیلتھ سنٹر - چنڈانوالا - 4 بستر ے (1) کلاسن (2) فضل (3) چک 65 ڈی - بی (واقع 57 ڈی-بی)

2۔ دیہی ہیلتھ سنٹر قمرمشانی - 4 بستر ے (1) لراک (2) جلال پور (3) سلطان خیل

3۔ دیہی ہیلتھ سنٹر لاہی سیر - 4 بستر ے (1) ٹولہ بھنگی خیل (2) کمر خیل واقع - بیخیل

4۔ دیہی ہیلتھ سنٹر پیجال - 4 بستر ے (1) ڈلڈلہ (2) چک /57 ڈی اے) (3) چنا

ضلع سرگودھا -

1۔ دیہی ہیلتھ سنٹر فاروقہ - 4 بستر ے (1) ڈیرہ جادھا (2) ٹھلہ عبد دھنا (3) ٹھٹی لونگ

2۔ دیہی ہیلتھ سنٹر ہیڈالی واقع جوہرآباد (1) ہیڈالی (2) ھاموکی (3) خلیق آباد (بتاریخ 1-1-1974 ہیڈالی سے 394 جے - بی تبدیل ہوا) (4) جتی

ضلع لائلپور -

1۔ دیہی ہیلتھ سنٹر - رجانہ - 4 بستر ے (1) چک 288 جی بی
(2) چک 265 جی بی
(3) چک 340 جی بی

2۔ دیہی ہیلتھ سنٹر چک جھمرہ - 4 بستر ے (1) چک 159 آر بی
(2) چک 192 آر بی
(3) چک 195 آر بی

3۔ دیہی ہیلتھ سنٹر ماموں کانجن - 4 بستر ے (1) چک 492 جی بی
(2) چک 558 جی بی
(3) چک 189 جی بی

ضلع جھنگ -

1۔ دیہی ہیلتھ سنٹر - موچی والا - 4 بستر ے (1) چک 170
(2) چک 261
(3) چک 181

2۔ دیہی ہیلتھ سنٹر حویلی ۔ادر شاہ - 4 بستر ے (1) کوٹ لال شاہ
(2) رستم سرگانہ
(3) چک نمبر 485

بتاریخ 1-10-1972 شور کوٹ روڈ سے حویلی بہادر شاہ تبدیل ہوا -

ضلع ڈیرہ غازی خان -

1۔ دیہی ہیلتھ سنٹر - فاضل پور - 4 بستر ے (1) سکھانوالی
(2) حاجی پور
(3) شکار پور

2- دیہی ہیلتھ سنٹر مٹھن کوٹ - (1) کوٹلہ نصیر
4 سترے (2) مرگائی
(3) عمر کوٹ

4- دیہی ہیلتھ سنٹر وہوا - 10 بسترے (1) لترا
(2) اخاق
(3) کوھار

ضلع مظفر گڑھ -

1- دیہی ہیلتھ سنٹر - شہر سلطان - (1) کار والی
4 بسترے (2) حمزہ والی
(3) ڈھمر والی

1- دیہی ہیلتھ سنٹر جتوئی - 4 بسترے (1) پھلاں
(2) ویلی والا
(3) جھگی والا

ضلع ملتان

1- دیہی ہیلتھ سنٹر - کچا کھوہ (1) چک نمبر 9/7 - آر
4 بسترے (2) چک نمبر 10/79 - آر
(3) چک نمبر 10/30 - آر

2- دیہی ہیلتھ سنٹر شوٹلی - 10 سترے (1) لکران
(2) ناجیت
(3) راجہ رام

ضلع ساھیوال -

1- دیہی ہیلتھ سنٹر - کسوال - 4 بسترے (1) چک نمبر 14/7 - ایل
(2) چک نمبر 12/101 - ایل
(3) چک نمبر 13/120 - ایل

2- دیہی ہیلتھ سنٹر چک نمبر 12/45 - ایل (1) چک نمبر 11/20 - ایل
- 10 بسترے (2) چک نمبر 12/111 - ایل
(3) چک نمبر 11/30 - ایل

ضلع بہاولنگر -

1- دیہی ہیلتھ سنٹر - منڈی صادق گنج - 4 بسترے
(1) کھولا مرزا کا
(2) غریب آباد
(3) بیلا سنگھ کوکارا

2- دیہی ہیلتھ سنٹر شہر فرید - 4 بسترے
(1) مہاراں شریف
(2) مٹھا جھیدو
(3) دلا بھیدھرا

ضلع بہاول پور -

1- دیہی ہیلتھ سنٹر - اچ شریف 4 بسترے
(1) رتین لال
(2) خرم پور
(3) رسول پور
(4) حیدر پور

2- دیہی ہیلتھ سنٹر چنی گولو - 4 بسترے
(1) گولاب
(2) محمود مٹم
(3) طاہر والی

3- دیہی ہیلتھ سنٹر خیرپور ٹیم والی - 4 بسترے
(1) گوللہ ٹیم خان
(2) استانی
(3) سید امام شاہ

ضلع رحیم یار خان -

1- دیہی ہیلتھ سنٹر - میانوالی قریشیاں 4 بسترے
(1) ڈیرہ شامز
(2) میانوالی شیخان
(3) ماڑ مبارک

2- دیہی ہیلتھ سنٹر چک نمبر 173 - بی - 4 بسترے
(1) چک نمبر 208 - بی
(2) چک نمبر 160 - بی
(3) ماچی گولو

فہرست

صوبہ پنجاب میں موجودہ مالی سال 1973-74 کے دوران نئے کھلنے والے ہسپتال اور ڈسپنسریاں بمعہ تفصیل جہاں پر یہ واقع ہوں گے۔

I ہسپتال

لاہور ڈویژن

1۔ تحصیل ہیڈ کوارٹر ہسپتال ۔ حافظ آباد (60 بستر ے)

راولپنڈی ڈویژن

1۔ تحصیل ہیڈ کوارٹر ہسپتال ۔ پنڈی گھیب (40 بستر ے)
2۔ تحصیل ہیڈ کوارٹر ہسپتال ۔ پنڈدادن خان (40 بستر ے)
3۔ تحصیل جنرل ہسپتال ۔ حضرو

سرگودھا ڈویژن

1۔ تحصیل ہیڈ کوارٹر ہسپتال بھلوال (60 بستر ے)
2۔ تحصیل ہیڈ کوارٹر ہسپتال ۔ خوشاب (60 بستر ے)

ملتان ڈویژن

1۔ تحصیل ہیڈ کوارٹر ہسپتال ۔ میلسی (40 بستر ے)
2۔ تحصیل ہیڈ کوارٹر ہسپتال ۔ لودھراں (40 بستر ے)
3۔ تحصیل ہیڈ کوارٹر ہسپتال ۔ بہاولپور (40 بستر ے)

بہاولپور ڈویژن

1۔ تحصیل ہیڈ کوارٹر ہسپتال منچن آباد (40 بستر ے)

II ڈسپنسریاں

لاہور ڈویژن

1۔ واہنڈو ضلع گوجرانوالہ

2۔ پنڈی بھٹیاں ضلع گوجرانوالہ
3۔ قلعہ صوبا سنگھ ضلع سیالکوٹ
4۔ بدوملہی ضلع سیالکوٹ
5۔ نرکی ضلع لاہور
6۔ چوہنگ ضلع لاہور
7۔ ماناوالہ ضلع شیخوپورہ
8۔ سنڈی ٹھاہاں سنگھ ضلع شیخوپورہ

راولپنڈی ڈویژن

1۔ بصار ضلع کیمبل پور
2۔ جاھٹلہ ضلع کیمبل پور
3۔ بگا شیخاں ضلع راولپنڈی
4۔ کوٹلی ضلع راولپنڈی
5۔ اخلاص پور ضلع جہلم
6۔ ڈوڈھیال ضلع گجرات
7۔ ٹانڈا ضلع گجرات
8۔ جگالیاں ضلع گجرات

سرگودھا ڈویژن

1۔ سالینا ضلع لائل پور
2۔ مربد والا ضلع لائلپور
3۔ 104 این بی ضلع سرگودھا
4۔ پدار حیاں ضلع سرگودھا
5۔ لالیاں ضلع جھنگ
6۔ کوٹ فیکر ضلع جھنگ
7۔ حافظ والا ضلع میانوالی
8۔ کندیاں ضلع میانوالی

ملتان ڈویژن

1۔ بلا بالا (بصیر پور) ضلع ساہیوال
2۔ ککو ضلع ساہیوال
3۔ بوستان (لار) ضلع ملتان
4۔ چک نمبر 231 ڈبلیو بی ضلع ملتان
5۔ سناواں ضلع مظفر گڑھ
6۔ چوک اعظم ضلع مظفر گڑھ
7۔ چوٹی ضلع ڈیرہ غازی خان
8۔ محمد پور ضلع ڈیرہ غازی خان

بہاولپور ڈویژن

1۔ مبارک پور ضلع بہاولپور
2۔ مینہ مان ضلع بہاولپور
3۔ فقیر والا ضلع بہاولنگر
4۔ پکی والا ضلع بہاولنگر
5۔ ظہیر داور (گل مرگ) ۔ جگہ کا انتخاب نہیں ہوا ۔
6۔ الہ آباد

قاضی محمد اسماعیل جاوید : جناب والا ! بتایا گیا ہے کہ ملتان ڈویژن کے تحصیل ہیڈ کوارٹر میلسی میں چالیس بستروں کا ہسپتال کھولا جائے گا ، کیا وزیر موصوف از راہ کرم بیان فرمائیں گے کہ یہ کب شروع ہوگا ۔ کیا یہ کاغذی کارروائی ہے یا عملاً بھی کچھ ہوگا ؟

وزیر صحت : جناب والا ! یہ سوال آگے تین جگہوں پر آئے گا ۔ جتنے ہسپتال آپ اس وقت دیکھ رہے ہیں ، یہ دیہی ہیلتھ سنٹر ، 40 بستروں والے ہسپتال وغیرہ وغیرہ ، ان میں سے کچھ پر کام شروع ہوگیا ہے باقی پر کام

شروع ہو جائے گا ۔ اس کی دیری کی وجہ یہ تھی کہ محکمہ سے administrative approvals جلد نہ مل سکیں لیکن بنیادی وجہ یہ تھی کہ کنٹریکٹرز کا بھاؤ بڑھنے سے کام رک گیا ۔ اب تقریباً تمام ہسپتالوں کی جو تعداد میں دس تھے administrative approvals مل چکی ہیں اور اب کام شروع ہو جائے گا ۔

غیر معیاری اور ناقص ادویات تیار کرنے والے دوا ساز اداروں کے خلاف کارروائی کرنا

* 4914 ۔ ملک شاہ محمد محسن : کیا وزیر صحت از راہ کرم بیان فرمائیں گے کہ ۔

(الف) 1973ء کے دوران غیر معیاری اور ناقص ادویات تیار کرنے والے کتنے دوا ساز اداروں کے خلاف کارروائی کی گئی ۔

(ب) مذکورہ اداروں کے خلاف کیا کارروائی کی گئی اور آئندہ عوام کو معیاری ادویات مہیا کرنے کے لئے حکومت کیا اقدامات کر رہی ہے ؟

وزیر صحت (بریگیڈئر چوہدری صاحب داد خان) : (الف) 7 (چوہتر) دوا ساز اداروں کے خلاف کارروائی کی گئی ۔

(ب) ان کے خلاف مقدمات عدالتوں میں دائر کر دئے ہیں ۔ 6 (چھ) دوا ساز اداروں کو جرمانہ کی سزا دی گئی ۔ ایک کیس عدالت نے خارج کر دیا باقی زیر سماعت ہیں ۔ عوام کو آئندہ معیاری ادویات مہیا کرنے کے لئے حکومت نے ایک مہم شروع کی ہوئی ہے جس کے تحت فیکٹریوں ۔ کمیسٹوں اور ہسپتالوں سے نمونہ جات حاصل کئے جاتے ہیں اور تجزیہ کے لئے لیبارٹری میں بھیجے جاتے ہیں ۔ تجزیہ کی رپورٹ ملنے پر ڈرگ رولز کے

تحت عدالتوں میں سخت کارروائی کی جاتی ہے جو کہ جرمانہ اور قید کی سزا ہو سکتی ہے ۔

چوہدری امان اللہ لک : جناب والا ! کیا وزیر موصوف سزا دینے یا محاسبہ کرنے کے موجودہ طریقہ کار سے مطمئن ہیں یا اس میں ترمیم کرنا چاہتے ہیں ؟

مسٹر سپیکر : یہ سوال آپ پھر کر لیں ۔ کیونکہ اس کا اصل سوال سے کوئی تعلق نہیں ۔

چوہدری امان اللہ لک : جی ۔

مسٹر سپیکر : اس سوال کا اصل سوال سے کوئی تعلق نہیں ۔ قانونی جواز یا عدم جواز اصل سوال کا حصہ نہیں بنتا ۔ پوچھا تو یہ گیا ہے کہ کیا کارروائی کی گئی ۔

چوہدری امان اللہ لک : نہیں جناب والا ! یہ سوال بنتا تو ہے لیکن آپ فرما رہے ہیں تو درست ہوگا ۔

مسٹر سپیکر : آپ بادشاہ ہیں ۔ اور کیا کہا جا سکتا ہے ۔

میڈیکل کالجوں میں داخلے کا تناسب

* 4966 ۔ ملک شاہ محمد محسن : کیا وزیر صحت از راہ کرم بیان فرمائیں گے کہ ۔

(الف) صوبہ کے میڈیکل کالجوں میں شہری ۔ دیہی اور اقلیتی فرقوں کے طلباء کو کس تناسب سے داخل کیا جاتا ہے ۔

(ب) مذکورہ کالجوں میں کن اوصاف کے حامل طلباء کو داخل کیا جاتا ہے ؟

وزیر صحت : (الف) اہلیت کی بنا پر دیہی اور شہری امیدواروں کو

پنجاب کے میڈیکل کالجوں میں داخل کرنے کا کوئی تناسب مقرر نہیں البتہ پسماندہ اضلاع کے لئے 36 نشستیں مخصوص ہیں لیکن ان کے لئے بھی امیدوار کا ایف ۔ ایس ۔ سی یا بی ۔ ایس ۔ سی فرسٹ ڈویژن ہونا لازمی ہے ۔ اقلیتی فرقہ کے لئے ہر میڈیکل کالج میں دو دو نشستیں مخصوص کی جا چکی ہیں ۔ بشرطیکہ ان میں سے قابلیت کی بناء پر کوئی نشست حاصل نہ کر سکیں ۔ ان کے لئے بھی فرسٹ ڈویژن ایف ۔ ایس ۔ سی یا بی ۔ ایس ۔ سی ہونا لازمی ہے ۔ اس کے ساتھ لگائے گئے خاکے میں تمام نشستوں کی تقسیم واضح ہے ۔

(ب) قابلیت کی بناء پر داخلہ پانے کے لئے امیدواران کے لئے مندرجہ ذیل اوصاف کا حامل ہونا ضروری ہے ۔

(1) ایف ۔ ایس ۔ سی ۔ (پری میڈیکل) ۔ ۔ فرسٹ ڈویژن ۔

(2) بی ۔ ایس ۔ سی ۔ (ایف ۔ ایس ۔ سی میڈیکل گروپ ہو) ۔ فرسٹ ڈویژن ۔

(3) ایف ۔ ایس ۔ سی / بی ۔ ایس ۔ سی ۔ سیکنڈ ڈویژن ۔

(4) ایف ۔ ایس ۔ سی ۔ (میڈیکل) ۔ بشرطیکہ فرسٹ ڈویژن نہ ملے ۔

صوبہ کے تمام میڈیکل کالجوں برائے طالبہ میں دس نشستیں لڑکیوں کے لئے مخصوص کی گئی ہیں ۔ یہ نشستیں بھی اہلیت کی بنا پر پر کی جائیں گی اور ان ہی کالجوں میں ڈویژن کی سطح پر بھی دس نشستیں فی کالج لڑکیوں کے لئے مخصوص کی گئی ہیں ۔ ان نشستوں کو پر ڈویژن میں لڑکیوں کے میرٹ کے حساب سے پر کیا جائے گا ۔ ان کے لئے بھی امیدواروں کا ایف ۔ ایس ۔ سی یا بی ۔ ایس سی فرسٹ ڈویژن ہونا لازمی ہے ۔ دس نشستیں میڈیکل کالج برائے طلباء میں ڈویژن کی سطح پر مخصوص کی گئی ہیں ۔ ان نشستوں کو پر ڈویژن میں لڑکوں کے ڈویژنل میرٹ کے حساب سے پر کیا جائے گا اور امیدوار کا

فرسٹ ڈویژن ایف.ایس-سی یا بی-ایس-سی ہونا لازمی ہے -

2 - گورنر پنجاب کی مخصوص نشستیں -

ہر میڈیکل کالج میں (بشمول فاطمہ جناح میڈیکل کالج) پانچ نشستیں گورنر کی نامزدگی کے لئے مخصوص کر دی گئی ہیں یہ نشستیں اس وقت تک خالی رکھی جائیں گی جب تک گورنر کے نامزد امیدواران ان نشستوں کو پر نہیں کر لیں گے - یہ نامزدگیاں بھی جس طرح پہلے میڈیکل کالجوں میں پر کی جاتی تھیں ، کہ اگر فرسٹ ڈویژن نہیں ملتے تو سیکنڈ ڈویژن ، اسی طرح سے پر کی جائیں گی -

سید تابش الوری : کیا وزیر موصوف اس امر سے اتفاق فرمائیں گے کہ نیشنل کیڈٹ کور سکیم محض چند کالجوں میں شروع کی جا سکی تھی - ان کالجوں کے طلباء کو دس فیصد اضافی نمبر دینے سے ان کالجوں کے طلباء کو بہت نقصان پہنچے گا جہاں یہ سکیم شروع نہ کی جا سکی - اسی طرح نیشنل کیڈٹ کور سکیم کے لڑکے سیکنڈ ڈویژن کے باوجود داخلہ لے سکیں گے اور فرسٹ ڈویژن کے لڑکے داخلہ سے محروم ہو جائیں گے ؟

وزیر صحت : جناب والا ! مجھے حتمی طور پر پتہ نہیں کہ نیشنل کیڈٹ کور سکیم کتنے کالجوں میں شروع کی گئی - جہاں تک میرا علم ہے نیشنل کیڈٹ کور سکیم تمام کالجوں میں شروع کرنی تھی - یہی وجہ ہے کہ یہ مراعات دی گئی ہیں اور سوچ کر دی گئی ہیں - نیشنل کیڈٹ کور سکیم میں اگر کوئی خاص کالج رہ گیا ہے تو فاضل ممبر مجھے اس کا نام بتائیں میں معلوم کرکے بتاؤں گا -

سید تابش الوری : جناب والا ! کیا وزیر موصوف بتائیں گے کہ پچھلے سال نیشنل کیڈٹ کور میں تربیت یافتہ طلباء کو پانچ فیصد اضافی نمبر دیئے گئے تھے - اس سال یہ دس فیصد کر دیئے گئے ہیں - اس کی کیا وجہ ہے ؟

وزیر صحت : یہ ایسا معاملہ ہے جس کا مجھے پوری طرح علم نہیں کہ پانچ فیصد سے دس فیصد نمبر کیوں کئے گئے - بہر حال مقصد یہی ہے کہ طلباء زیادہ سے زیادہ تعداد میں اس سکیم میں دلچسپی لیں -

سید تابش الوری : جناب والا ! اس سے کہیں بہت زیادہ ہو جاتے ہیں ۔

وزیر صحت : یہ ایک ایسا فیصلہ ہے جو ہو چکا ہے ۔ وجہ میں نے عرض کر دی ہے ۔ نیشنل کیڈٹ کور میں نوجوانوں کی ضرورت ہے اور وہ ویسے اس میں دل چسپی نہیں لیتے ۔

خان امیر عبداللہ خان روکڑی : جناب والا ! کیا وزیر موصوف بتا سکیں کہ یہ فیصلہ کون کرتا ہے کیا یہ آپ کے دائرہ اختیار میں ہے ؟

وزیر صحت : جناب والا ! ظاہر ہے یہ کام سنٹرل گورنمنٹ سے متعلقہ ہے اور اس میں تمام صوبوں کو نمائندگی دی جاتی ہے ۔ سنٹرل میڈیکل کونسل اور پی ۔ ایم ۔ اے بھی اس میں شامل ہیں ۔

خان امیر عبداللہ خان روکڑی : جناب والا ! کیا اس میں صوبائی وزیر کو بھی نمائندگی دی جاتی ہے ؟

وزیر صحت : یہ میرے آنے سے پہلے کی بات ہے ۔ مجھے یہ علم نہیں کہ اس میں صوبائی وزیر صاحب شامل ہوتے ہیں یا نہیں ۔ مجھے اتنا علم ہے کہ اس میں صوبائی سیکرٹری صحت کو نمائندگی دی جاتی ہے ۔

ملک محمد مظفر خان : جناب والا ! اسی ایوان میں جناب ڈاکٹر عبدالخالق صاحب نے فرمایا تھا کہ ضلع کیمبل پور صوبہ کا سب سے زیادہ پسماندہ ضلع ہے ۔ کیا ضلع کیمبل پور کے لئے دو سیٹیں رکھنا انصاف ہے ۔ کیا وزیر موصوف اس پر غور کریں گے ؟

وزیر صحت : جناب والا ! اگر فاضل ممبر جواب کو غور سے پڑھیں تو اس میں ڈویژنل میرٹ کو الگ الگ کر دیا گیا ہے ۔ یہ ٹھیک ہے کہ سب سے زیادہ سیٹیں بہاولپور ۔ بہاولنگر اور رحیم یار خان کے لئے رکھی گئی ہیں لیکن اگر آپ ٹوٹل کریں تو یہ سیٹیں پچھلے سال کی نسبت بہت زیادہ ہیں ۔

مسٹر منور خان : جناب والا ! اگر میرٹ سے ہمارے ضلع کو پوری نمائندگی مل سکتی تو پھر پسماندگی کا سوال ہی ختم ہو جاتا ۔ لیکن جناب والا ! بات یہ ہے کہ ہمارے پورے علاقہ میں لیڈی ڈاکٹر بھی نہیں اور اگر اس کے

لئے کہا جائے تو جواب ملتا ہے کہ آپ خود کوئی بندوبست کر لیں۔ ہمیں تو لیڈی ڈاکٹر نہیں ملتی۔

مسٹر سپیکر: یہ ضمنی سوال نہیں بنتا۔ آپ نے ضلع کے بھوں کو داخل کروانا ہے۔ کیا آپ اس بات کا انتظام نہیں کر سکتے کہ وہاں کوئی صاحب آپ کی خدمت کے لئے آئیں۔ یا تو یہ ہو کہ لاہور کے تمام ڈاکٹر لاہور ہی سے تعلق رکھتے ہوں اور باہر سے کوئی نہ ہو۔ پھر تو آپ کا سوال بنتا ہے۔ آپ کہہ رہے ہیں کہ صرف چار سیٹیں رکھی گئی ہیں، چار ہوں یا سو، میرا اس سے کوئی تعلق نہیں لیکن ضمنی سوال اصل سوال سے متعلقہ نہیں اور آپ جواب کی توقع بھی رکھتے ہیں ضمنی سوال ایسا پوچھیں جس کا جواب دیا جا سکے۔

مسٹر منور خان: جناب والا! میں تو لیڈیز کے لئے مزید سیٹیں چاہتا ہوں۔

مسٹر سپیکر: آپ کیمبلپور کی بھوں کو داخل کرانا چاہتے ہیں اور ضمانت یہ چاہتے ہیں کہ کیمبلپور میں لیڈی ڈاکٹر تعینات کی جائے۔ ان دونوں چیزوں کا آپس میں کیا تعلق ہے۔

مسٹر منور خان: نہیں جی۔ لیڈی ڈاکٹر ہے ہی نہیں تو جائے گی کہاں سے۔ ہم تو یہ چاہتے ہیں کہ ہمارے ضلع کی بھوں کو داخلہ دیں تاکہ وہ کامیاب ہو کر وہاں جا کر کام کریں۔

مسٹر سپیکر: آپ یہ سوال یوں پوچھیں کہ کیا آپ اس بات کی ضمانت دیتے ہیں کہ کیمبلپور سے کوئی بھی اس کالج میں داخل کرائی جاوے، جو پاس ہونے کے بعد کیمبلپور میں ملازمت اختیار کرے۔ آپ جو نتیجہ نکالنا چاہتے ہیں، آپ اس سے متعلقہ سوال پوچھ نہیں رہے تو نتیجہ کیسے نکلے گا۔

مسٹر منور خان: جی ہاں۔ ہم یہی چاہتے ہیں کہ پسماندہ اضلاع کے لئے جو کوٹہ بڑھایا گیا ہے۔ اس میں کیمبلپور کے لئے بھی سیٹیں بڑھائی جاویں۔ وہ یہ فرماتے ہیں کہ ڈویژن کے کوٹہ میں سیٹیں بڑھائی گئی ہیں۔ میری گذارش یہ ہے کہ جو تمام پنجاب سے زیادہ پسماندہ ضلع ہے اور یہ بات

اسمبلی کے ریکارڈ پر آ چکی ہے - تو کیا اس کے لئے وزیر موصوف سیٹیں بڑھانے کو تیار ہیں ؟

وزیر صحت : اس وقت جو فیصلہ ہوا ہے اس کے مطابق لسٹ آپ کے سامنے ہے - اگر آپ اسے پڑھیں - تو کیمبلپور جو کہ شمار نمبر 9 پر ہے - اس میں یہ لکھا ہوا ہے کہ پسماندہ اضلاع کے لئے نشستیں تعلیمی سیطر کی معیاد پر پر کی جائیں گی -

	لڑکے	طالبات
کیمبلپور راولپنڈی کالج	3	1
جہلم	3	1
میانوالی	3	1
جھنگ	3	1
مظفر گڑھ	3	1
ڈیرہ غازیخان	3	1
بہاولنگر	3	1
رحیم یار خان	3	1
بہاولپور	3	1

یہ چار سیٹیں ہر ضلع سے میرٹ پر لی جائیں گی اور میں یہ بھی بتا چکا ہوں کہ ان کو وہیں پر ملازمت کرنا ہوگی - ان کو دس ہزار روپے کی ضمانت دینا ہوگی اگر پاس ہونے کے بعد اس ضلع میں خدمت کرنے کے لئے تیار نہ ہوں تو ...

مسٹر سپیکر : ان کا سوال تھا کہ اس کوٹہ کو بڑھائیں -

وزیر صحت : اس کوٹہ کو اس سال بڑھانے کی کوئی گنجائش نہیں کیونکہ حقیقت یہ ہے کہ میڈیکل کالجز کے پرنسپل صاحبان پہلے جتنی سیٹیں بڑھا سکتے تھے بڑھا چکے ہیں - صرف نشستیں بڑھانے سے کام نہیں چلتا -

کیونکہ اس وقت جتنی ایکوئپمنٹ اور زیادہ سے زیادہ جو سہولیات موجود ہیں ۔ ان کے مطابق جتنی سیٹیں ہم بڑھا سکتے تھے بڑھا دی ہیں ۔

مسٹر منور خان : جناب والا ! میں نے صرف خواتین کی سیٹیں بڑھانے کی درخواست کی ہے ۔ لڑکوں کی کمی بھی ہو تو ہمیں فکر نہیں ۔

وزیر صحت : آپ کے ضلع کے لئے لیڈیز کی سیٹیں مخصوص ہیں ۔ دوسرے اضلاع کی سیٹیں ڈویژنل میرٹ پر ہیں ۔ اس کے علاوہ جو گورنر کی سیٹیں ہیں ۔ یا میرٹ کی سیٹیں ہیں ۔ ان کے لئے ہر ضلع سے خواتین یا مرد سب کو اجازت ہے ۔ حقیقت یہ ہے کہ تعلیمی معیار کے پیش نظر اس دفعہ وزیر اعلیٰ نے بڑی سوچ بچار کے بعد کچھ نشستیں ڈویژن کے لئے اور کچھ ضلع کے لئے مختص کر دی ہیں ۔ تاکہ کوئی ضلع یا ڈویژن ایسا نہ رہ جائے کہ پہلے کی طرح اس کی نمائندگی نہ ہو ۔

امیر عبد اللہ خان روکڑی : ڈویژن کی سیٹوں کی تقسیم کار کا سلسلہ کیا ہوگا ؟

مسٹر سپیکر : انہوں نے بتا دیا ہے کہ وہ ڈویژنل میرٹ پر ہوگا ۔

خان امیر عبداللہ خان روکڑی : جناب والا ! ڈویژنل میرٹ کی لسٹ تو آ گئی ہے لیکن یہ ضلع وار نہیں ۔ ڈویژنل اور پروونشل میرٹ میں فرق ہے ۔

مسٹر سپیکر : انہوں نے بتایا ہے کہ ایک ڈسٹرکٹ میرٹ ہے ، ایک ڈویژنل میرٹ ہے اور ایک پراونشل میرٹ ہے ۔

خان امیر عبداللہ خان روکڑی : جناب ! میں نے ڈویژنل میرٹ کے متعلق پوچھا ہے ۔

وزیر صحت : Divisional merit is a divisional merit.

مسٹر سپیکر : یہ تمام ڈویژنوں کی آپس میں competition کی بنیاد پر مرتب ہوگی ۔

خان امیر عبد اللہ خان روکڑی : یہی میں عرض کر رہا ہوں جناب والا ! کہ آیا ان اضلاع کا خیال رکھا جائے گا جہاں پہلے ہی سیٹیں زیادہ ہیں ۔

مسٹر سپیکر : ڈویژنل میرٹ بڑا واضح لفظ ہے ۔

خان امیر عبد اللہ خان روکڑی : جناب ! میں نہیں سمجھ سکا ۔ ذرا سمجھا دیں ۔

مسٹر سپیکر : سمجھانا تو وزیر متعلقہ کا فرض ہے ۔

وزیر صحت : جیسے پورے صوبہ میں نمبروں کی بنیاد پر کچھ لڑکے اور لڑکیاں لی گئیں ۔ یہ تو ہے پہلا حصہ ۔ اب دس دس سیٹیں ہر ڈویژن کو اور دی گئی ہیں ۔ جن کا چناؤ ڈویژن میرٹ کے مطابق ہوگا ۔ باہر سے کوئی نہیں آئے گا ۔ ڈویژنل میرٹ میں سے نمبروں کی بنیاد پر یہ لوگ چنے جائیں گے ۔ ہو سکتا ہے کہ یہ دس سیٹیں تمام اضلاع میں مساوی تقسیم نہ ہوں ۔ جس ضلع کے لوگ اچھے ہوں گے وہ لئے جائیں گے ۔

خان امیر عبد اللہ خان روکڑی : کیا وزیر موصوف کو علم ہے کہ بعض اوقات ان پسماندہ اضلاع کے نام پر دوسرے اضلاع کے لڑکے لے لئے جاتے ہیں کیا آپ نے کوئی ایسا انتظام کیا ہے کہ اس رعایت سے صرف پس ماندہ اضلاع کے لوگ فائدہ اٹھا سکیں اور دوسرے اضلاع والے ان کی حق تلفی نہ کر سکیں ۔

وزیر صحت : آپ Domicile Certificate کی بات کر رہے ہیں ۔ اس میں وہی امیدوار لئے جائیں گے جو اس ڈویژن کے ہوں گے اگر کوئی رشوت کی وجہ سے یا کسی اور وجہ سے Domicile Certificate لے آتا ہے ۔ تو اس کا ہم بندوبست کریں گے ۔ حقیقت یہ ہے کہ چناؤ کے بعد اور نتیجہ نکلنے سے پہلے تمام سرٹیفکیٹ ، جو کہ ہمارے پاس آتے ہیں ، کی جانچ پڑتال کی جاتی ہے کہ کوئی سرٹیفکیٹ جعلی تو نہیں پچھلے سال 24 لڑکے ایسے تھے جن کے پاس جعلی سرٹیفکیٹ تھے ۔ ان کو شریک نہیں ہونے دیا گیا ۔

خان امیر عبد اللہ خان روکڑی : ٹھیک ہے سر ! میرا مطلب یہ ہے کہ ہر ضلع سے جو لڑکے آپ منتخب فرماویں ۔ ان کے بارے میں اخبارات میں دے دیا جائے ۔ تاکہ ضلع والوں کو پتہ چل سکے کہ فلاں فلاں لڑکے ہمارے ضلع سے لئے گئے ہیں ۔ اس طرح سے جعلی سرٹیفکیٹ کا زیادہ آسانی سے پتہ چل سکتا ہے ۔

وزیر صحت : ٹھیک ہے جناب ۔

سید تابش الوری : جناب والا ! وزیر موصوف نے بتایا ہے کہ اقلیتی فرقہ کے لئے ہر کالج میں دو نشستیں مخصوص ہوں گی ۔ کیا ان کی تعلیمی استعداد بھی فرسٹ ڈویژن ہوگی جس طرح پسماندہ علاقوں کے لئے رکھی گئی ہے ؟

مسٹر سپیکر : انہوں نے یہ نہیں کہا ۔ جہاں تک میرا خیال ہے انہوں نے یہی کہا ہے کہ ان کے لئے بھی وہی معیار ہوگا ۔ جیسے ایف ۔ ایس ۔ سی فرسٹ ڈویژن ، پھر بی ایس سی فرسٹ ڈویژن ، پھر سیکنڈ ڈویژن ایف ایس سی پھر بی ایس سی سیکنڈ ڈویژن ۔

سید تابش الوری : جناب والا ! میرا سوال یہ ہے کہ اقلیتوں کے لئے اور پسماندہ اضلاع کے لئے جو سیٹیں مخصوص کی گئی ہیں ان کو پر کرنے کے لئے فرسٹ ڈویژن کی شرط ہے اگر اس ضلع میں تمام کے تمام امیدوار فرسٹ ڈویژن والے دستیاب نہ ہوں تو کیا اسی ضلع سے سیکنڈ ڈویژن امیدوار لئے جا سکیں گے یا وہ سیٹیں ختم ہو جائیں گی ؟

وزیر صحت : اگر کسی ضلع سے ایف ۔ ایس ۔ سی فرسٹ ڈویژن یا بی ۔ ایس ۔ سی فرسٹ ڈویژن نہ ملے تو ایف ۔ ایس ۔ سی سیکنڈ ڈویژن اور بی ۔ ایس ۔ سی سیکنڈ ڈویژن امیدوار لئے جائیں گے ۔

ملک محمد مظفر خان : جناب والا ! میں نے نمبر 6 کے متعلق پوچھا تھا ۔ وہ مجھے نمبر 9 کے متعلق جواب دے رہے ہیں ۔ جس میں یہ لکھا ہوا ہے کہ ہر پسماندہ ضلع کو یہ سیٹیں الاٹ کی گئی ہیں ۔ ان میں پہلا ضلع کیمبلپور ہے ۔ جس کو کوئی سیٹ الاٹ نہیں کی گئی ۔ کیا ان کے خیال میں کیمبلپور پسماندہ ضلع نہیں ؟

مسٹر سپیکر : نہیں ۔ اس میں یہ لکھا ہوا ہے کہ میڈیکل کالج میں مندرجہ ذیل اضلاع کے لئے چار چار نشستیں ہیں جن میں سے تین لڑکوں کے لئے اور ایک لڑکی کے لئے ہے ، مخصوص کر دی گئی ہے ۔

ملک محمد مظفر خان : وہ نمبر 9 میں ہے جناب والا ۔

مسٹر سپیکر : آپ کون سا نمبر پوچھ رہے ہیں ۔

ملک محمد ظفر خان : میں نمبر 6 پوچھ رہا ہوں ۔ پسماندہ اضلاع میں مخصوص نشستیں ۔

مسٹر سپیکر : میرے پاس تو نمبر 6 میں یہی لکھا ہوا ہے ۔

وزیر صحت : دیکھئے صاحب ! نمبر 6 میں یہ ہے کہ 4 نشستیں ان 9 اضلاع کے لئے مخصوص کی گئی ہیں جن کے نام دیے گئے ہیں ۔

مسٹر سپیکر : وہ تو ضلع وار نمبر ہے ۔ نمبر 1 ۔ کیمبلپور ۔ نمبر 2 ۔ جہلم ۔ 3 ۔ بہاولپور ۔ 4 ۔ بہاولنگر ۔ 5 ۔ رحیم یار خان ۔ وغیرہ ۔ یہ نہیں کہ ان اضلاع سے داخل ہونے والے بچوں کی تعداد بڑھتی چلی گئی ہے ۔ اوپر لکھا ہوا ہے کہ ہر میڈیکل کالج میں چار نشستیں مخصوص کی گئی ہیں ۔ جن میں سے 3 لڑکوں کے لئے اور ایک لڑکی کے لئے ہے ۔

میر محمد ظفر اللہ بھروانہ : جناب والا ! یہاں پر جو پس ماندہ اضلاع کی لسٹ دی گئی ہے ۔ صرف وہی پس ماندہ ہیں یا کوئی اور بھی ہے ۔

وزیر صحت : ابھی تک یہی 9 اضلاع سرکاری طور پر پس ماندہ قرار دیے گئے ہیں ۔

میر محمد ظفر اللہ بھروانہ : جناب والا ! اس میں ضلع جھنگ کا ذکر ہے ۔ کیا وزیر موصوف یہ فرمائیں گے کہ ضلع جھنگ میں اس وقت کتنی لڑکیاں ہیں میرے اندازے کے مطابق ۔ ۔ ۔ ؟

مسٹر سپیکر : میر صاحب ! یہ ضمنی سوال نہیں بنتا اصل سوال میڈیکل کالج میں داخلہ کے متعلق ہے ۔

میر محمد ظفر اللہ بھروانہ : میں داخلہ کے متعلق عرض کر رہا ہوں ۔ 4 لڑکے جھنگ کے داخل ہوتے ہیں ۔ 50 لڑکیوں کے لئے ۔ ۔ ۔

مسٹر سپیکر : اگر آپ یہ سوال پوچھیں کہ وہاں پر کوئی لڑکی نہیں ۔ اس لئے آپ نے وہاں چار نشستیں کیوں مخصوص کی ہیں تو پھر بھی ٹھیک ہے ۔ لیکن وہاں پر کتنی لڑکیاں ، کتنے ہسپتال اور کتنے ڈاکٹر ہیں ۔ یہ ضمنی سوال نہیں بنتا ۔

سردار احمد سعید خان صاحب !

حکومت کے زیر انتظام ہسپتالوں اور شفاخانوں میں کام کرنے والے ڈاکٹروں کو پرائیویٹ پریکٹس کرنے کی سہولت

*5140 ۔ سردار امجد حمید خان دستی : کیا وزیر صحت از راہ کرم بیان فرمائیں گے کہ :

(الف) کیا یہ امر واقعہ ہے کہ حکومت کے زیر انتظام ہسپتالوں اور شفاخانوں میں کام کرنے والے ڈاکٹروں کو پرائیویٹ پریکٹس کرنے کی اجازت ہے ؟

(ب) اگر جزو (الف) بالا کا جواب اثبات میں ہے تو پرائیویٹ پریکٹس میں زیادہ سے زیادہ کتنی فیس ڈاکٹروں کو وصول کرنے کی اجازت ہے ؟

(ج) کیا یہ بھی امر واقعہ ہے کہ صوبہ پنجاب کے غریب اور متوسط الحال مریض پرائیویٹ مریض کی حیثیت سے نہ تو علاج معالجہ کرا سکتے ہیں اور نہ ہی ڈاکٹروں کو پرائیویٹ طور پر فیس دے سکتے ہیں ؟

(د) کیا یہ بھی امر واقعہ ہے کہ عوام کی صحت کی حفاظت کی ذمہ داری حکومت پر عائد ہوتی ہے ؟

(ہ) اگر جزو (ج) و (د) کا جواب اثبات میں ہے تو سرکاری ڈاکٹروں کی پرائیویٹ پریکٹس کے بارے میں حکومت کیا اقدام کرنے کا ارادہ رکھتی ہے اور غریب اور متوسط الحال مریضوں کے مفت علاج معالجہ کے لئے حکومت کیا اور کب کوئی عملی قدم اٹھا رہی ہے ؟

وزیر صحت (بریگیڈیر چوہدری صاحب داد خان) : (الف) جی ہاں ۔ محکمہ صحت کے ملازم بیشتر ڈاکٹروں کو پرائیویٹ پریکٹس کی اجازت ہے ۔

(ب) حکومت کے ملازم ڈاکٹروں کے لئے ہسپتالوں میں معائنہ یا

سرٹیفکیٹ دینے کے سلسلے میں جو فیس مقرر کی ہیں وہ ذیل میں درج ہیں ۔

حکومت پاکستان کے ملازموں کے معائنہ کی فیس جو ڈاکٹر یا مریض کے گھر یا ڈاکٹر کے مطب میں لی جا سکتی ہے ۔

	دن	رات
(1) سول سرجن یا برابر کے عہدہ کے لئے	16 روپے	32 روپے
(2) میڈیکل آفیسر	5 روپے	10 روپے
(3) اسسٹنٹ میڈیکل آفیسر	2 روپے	4 روپے

بعد کی ویزٹس (معائنہ) فیس سرکاری ملازموں کے سلسلے میں

	دن	رات
(1) سول سرجن یا برابر کے عہدہ کے لئے	10 روپے	16 روپے
(2) میڈیکل آفیسر	3 روپے	6 روپے
(3) اسسٹنٹ میڈیکل آفیسر	1/50 روپے	3 روپے

سرٹیفیکیٹ صحت یا معائنہ عام مریض ہسپتال میں

(1) سول سرجن یا برابر کے عہدہ کے لئے	16 روپے
(2) میڈیکل آفیسر	5 روپے
(3) اسسٹنٹ میڈیکل آفیسر	2 روپے

برائے معائنہ میڈیکولیگل کیس (ضربات)

(1) سول سرجن یا برابر کے عہدہ کے لئے	10 روپے
(2) میڈیکل آفیسر	4 روپے
(3) اسسٹنٹ میڈیکل آفیسر	2 روپے

جہاں تک سرکاری ڈاکٹر کے پرائیویٹ مریضوں سے فیس وصول کرنے کا تعلق ہے اس کے بارے میں صرف ہسپتال میں جو پرائیویٹ مریض آتے ہیں ان کے لئے مختلف معائنہ ۔ آپریشن اور دیگر تشخیص اور تجزیات ایکس رے وغیرہ کے لئے تو فیس مقرر کر دی لیکن جہاں تک شہر میں کسی مریض کو دیکھنے کا سوال ہے اس کے متعلق حکومت کی طرف سے کوئی فیس کا معیار مقرر نہیں ہے کیونکہ اس کا انحصار مندرجہ ذیل باتوں پر ہے ۔

(1) کتنا وقت مریض پر صرف ہوگا ۔

(2) ٹرانسپورٹ کا خرچ ۔

(3) ڈاکٹر کی شہرت وغیرہ وغیرہ ۔

یہاں پر یہ بتانا ضروری ہے کہ یہ مختلف فیسیں جن کا ذکر کیا جا چکا ہے 1946ء سے بھی پہلے کی تعین کی گئی تھیں اور اب جبکہ ستائیس سال کا عرصہ گزر چکا ہے یہ فیسیں بڑھائی نہیں گئی ہیں حالانکہ اس وقت کی اور اس وقت کی قیمتوں میں قریباً دس گنا اضافے کا فرق آ گیا ہے ۔

(ج) کسی حد تک صحیح ہو سکتی ہے لیکن ان لوگوں کے لئے سرکاری ہسپتال کھلے ہوئے ہیں اور عوامی حکومت اپنی صحت کی سکیم کو بتدریج نافذ کرنے کا پختہ ارادہ رکھتی ہے جس سے عام لوگوں شہری اور دیہاتی کے لئے جدید طبی سہولتیں میسر کی جائیں گی ۔

(د) جی ہاں ۔

(ہ) اس سلسلے میں عوامی ہیلتھ سکیم میں عام لوگوں کے لئے نئے طبی مرکز ہسپتال زچہ بچہ سنٹر کھولنے کے انتظامات کئے جا رہے ہیں اور امید ہے کہ جوں جوں وسائل بڑھتے جائیں گے عوام کے لئے بہترین طبی سہولتیں مہیا کی جائیں گی ۔

میاں خان محمد : کیا وزیر موصوف اس بات سے اتفاق فرمائیں گے کہ میڈیکولیگل کیسز میں میڈیکل افسر معائنہ فیس 4 روپے نہیں بلکہ 16 روپے وصول کرتے ہیں ؟

مسٹر سپیکر : کس کے لئے ؟

میاں خان محمد : میڈیکولیگل کیسز کے لئے میڈیکل آفیسز 4 روپے کے بجائے 16 روپے فیس وصول کرتے ہیں اور یہ عام پریکٹس ہے۔ کیا وزیر موصوف اس امر سے اتفاق فرمائیں گے ؟

وزیر صحت : جہاں تک مجھے بتایا گیا ہے اور مجھے علم ہے میڈیکل آفیسر کے لئے فیس 4 روپے ہے اور سول سرجن یا اس کے برابر کے عہدے کے لئے دس روپے ہے اگر اس سے زیادہ وصول کئے جاتے ہیں تو آپ مجھے بتائیں میں ایکشن لونگا ۔

مسٹر سپیکر : یہ آپ کا ضمنی سوال کس سلسلے میں ہے۔سرٹیفکیٹ صحت یا معائنہ کے سلسلے میں ہے ؟

سید نابش الوری : جناب والا ! یہ میڈیکولیگل کیسز کے سلسلے میں ہے

مسٹر سپیکر : یہ میڈیکولیگل کہاں لکھا ہوا ہے ؟

وزیر صحت : جناب والا ! معائنہ کے آگے دوسرا حصہ میڈیکولیگل کیس کے متعلق ہے ۔

مسٹر سپیکر : یہ صفحہ 28 پر ہے ؟

سید نابش الوری : جی ہاں ۔

مسٹر سپیکر: یعنی برائے معائنہ میڈیکولیگل کیس (ضربات)۔ ٹھیک ہے۔ کیا اپنی اطلاع کے مطابق آپ ان سے اتفاق کرتے ہیں ؟

وزیر صحت : جناب والا ! میرا خیال ہے کہ ایسا نہیں ہو رہا عام معائنہ کے لئے فیس 16 روپے ہے ، ضربات کے معائنے کے لئے سول سرجن کی فیس دس روپے ہے اور میڈیکل افسر کی فیس چار روپے ہے اگر کسی میڈیکو لیگل کیس کے لئے زیادہ فیس چارج کی گئی ہے تو میں ایکشن لونگا ۔

میاں خان محمد : جناب والا ! کیا آپ ہدایات جاری کرنے کے لئے تیار ہیں کہ میڈیکولیگل کیس کے لئے 4 روپے فیس وصول کی جائے ، زیادہ وصول نہ کی جائے ۔

وزیر صحت : جناب والا ! یہ بالکل اصول ہے - اس سے زیادہ وہ وصول نہیں کر سکتے اگر کوئی ایسا کیس ہے جس میں کسی نے زیادہ فیس لی ہے تو مجھے بتالیں میں ایکشن لونگا - میں آپ سے دوبارہ کہتا ہوں کہ جو چارجز لگائے گئے ہیں ان کے متعلق ایک دفعہ پھر ڈاکٹروں کو بتایا جائے گا -

میاں ظہور احمد : جناب والا ! جو ڈاکٹر میڈیکولیگل کیس میں فیس لیتے ہیں وہ تحریر کرتے ہیں کہ 16 روپے وصول کئے -

وزیر صحت : میڈیکولیگل کیس میں یا دوسرے کیس میں ؟

میاں ظہور احمد : میڈیکولیگل کیس میں -

وزیر صحت : اگر وہ اس کے لئے اپنی فیس زیادہ وصول کر رہے ہیں تو مجھے وہ کیس دے دیں - میں ایکشن لونگا -

میاں ظہور احمد : ہر سرٹیفکیٹ پر 16 روپے وصول کرتے ہیں - لیتے تو جتنے ہیں وہی ہیں - لیکن لکھتے ہیں کہ 16 روپے وصول کئے - آپ کبھی کسی ہسپتال میں جا کر ملاحظہ فرمائیں - وہ کاربن کی تین کاپیاں تیار کرتے ہیں اور ریکارڈ والی کاپی پر ہوتا ہے کہ معائنہ فیس 16 روپے وصول کی - یہ ہر سرٹیفکیٹ پر ہوتا ہے - مجھے افسوس ہے کہ آجتک ان کا ملاحظہ یا معائنہ کرنے والے افسران کے نوٹس میں یہ بات نہیں آئی کہ یہ 16 روپے لکھتے ہیں حالانکہ ان کو اصولی طور پر 4 روپے لکھنے چاہییں -

وزیر صحت : جناب والا ! شاید میں نہیں سمجھ سکا - اس کے دو حصے ہیں - ایک عام معائنہ دوسرا میڈیکولیگل کیس عام معائنے میں سول سرجن کو 16 روپے لینے کا حق ہے - میڈیکل افسر کے 5 روپے اور اسسٹنٹ میڈیکل افسر کے دو روپے ہیں -

مسٹر سپیکر : کیا ایسا تو نہیں وہ دونوں معائنے کرتا ہو -

وزیر صحت : جناب والا ! اگر میڈیکولیگل کیس میں وہ دس روپے سے زیادہ فیس وصول کرتے ہیں تو یہ غلط ہے -

میاں ظہور احمد : کیا وزیر موصوف ہمارے ہیلتھ سنٹر ماموں کانجن کا ریکارڈ منگوا کر ملاحظہ کرنے کے لئے تیار ہیں ؟

وزیر صحت : جناب والا ! میں یہ کہتا ہوں کہ کسی آدمی سے اگر کسی ڈاکٹر نے میڈیکولیگل کیس میں دس روپے سے زیادہ وصول کئے ہوں جو سول سرجن کے عہدے کا ہو تو میں اس کے خلاف ایکشن لونگا ۔

میاں ظہور احمد : جناب والا ! وصول تو وہ سب کچھ کرتے ہیں لیکن درج 16 روپے کرتے ہیں ۔ بہر حال جو بھی ہو رہا ہے وہ حد سے زیادہ ہے ۔ کیا آپ ریکارڈ منگوا کر اس کا ملاحظہ کرنے کے لئے تیار ہیں ؟

مسٹر سپیکر : بریگیڈیر صاحب ! ان کا allegation یہ ہے کہ اوشل ریکارڈ میں 16 روپے لکھا ہوا ہوتا ہے ۔

وزیر صحت : جناب والا ! میں یہی عرض کر رہا ہوں کہ اگر میڈیکو لیگل کیس میں اوشل ریکارڈ میں دس روپے کی بجائے سولہ روپے درج ہے تو میں ایکشن لونگا ۔

مسٹر سپیکر : اسی لیے وہ کہہ رہے ہیں ورنہ میاں چنوں میں کون معائنہ کرانے جاتا ہے ۔ جس جگہ کا وہ ذکر کر رہے ہیں وہاں صرف میڈیکو لیگل کیس جاتے ہیں ۔

میاں ظہور احمد : کیا آپ ماموں کانجن کے ہیلتھ سنٹر کا رجسٹر منگوا کر ملاحظہ کرنے کو تیار ہیں ؟

وزیر صحت : میاں چنوں یا کسی دیگر ہسپتال کے متعلق مجھے بتا دیں میں اس کے ریکارڈ کا ملاحظہ کروں گا ۔

مسٹر سپیکر : آپ ماموں کانجن (لائلپور) کی بات کریں ۔

وزیر صحت : جناب والا ! ماموں کانجن کے ہسپتال کا رجسٹر منگوا کر یہ چیک کیا جائے گا کہ وہاں میڈیکولیگل کیس میں کیا فیس وصول کی جاتی ہے ۔

میاں ظہور احمد : کیا آپ رجسٹر منگوا کر ملاحظہ کرنے کے لئے تیار ہیں ؟

مسٹر سپیکر : وہ تو کہہ رہے ہیں کہ رجسٹر برائے معائنہ منگوا رہے ہیں

اور نہ صرف منگوانے کے لئے تیار ہیں بلکہ انہوں نے کہہ دیا ہے کہ منگوایا جائے گا ۔

میاں ظہور احمد : مہربانی ۔

ملک محمد مظفر خان : وزیر موصوف ان ڈاکٹر صاحبان کے لئے کیا فیصلہ فرمائیں گے جو فیس ملاحظہ 16 روپے کی بجائے 64 روپے وصول کرتے ہیں لیکن رسید نہیں دیتے ۔ ڈاکٹر عبدالخالق صاحب تشریف فرما ہیں ان کی اطلاع کے لئے میں عرض کرتا ہوں کہ پنڈی میں ڈاکٹر اتنی زیادہ فیس لیتے ہیں ۔

خان امیر عبداللہ خان روکڑی : کیا ڈاکٹر عبدالخالق صاحب بھی اتنی فیس لیتے تھے ؟

وزیر تعلیم : میں بھی فیس لیتا تھا ۔

مسٹر سپیکر : ڈاکٹر عبدالخالق صاحب کہہ رہے ہیں کہ وہ 64 روپے فیس لیتے تھے ۔

وزیر صحت : جناب والا ! میں عرض کر چکا ہوں کہ ملازمین کے لئے اور عام لوگوں کے لئے فیس مقرر ہے البتہ پرائیویٹ لوگ اپنے طور پر کسی بڑے ڈاکٹر کے پاس جائیں اور 64 روپے فیس دیں یا 128 روپے دیں وہ ان کا اور ڈاکٹر کا معاملہ ہے ۔ ہسپتال کی فیس مقرر ہے ۔ اس سے زیادہ نہیں لی جاتی ۔

مسٹر سپیکر : آپ کا مطلب یہ ہے کہ میڈیکولیگل کیس میں اگر سرکاری فیس دس روپے ہے تو غیر سرکاری طور پر جو جی چاہے ڈاکٹر وصول کرلے ۔

وزیر صحت : صرف اس صورت میں جب مریض ڈاکٹر کو علاج کے لئے گھر لے جائے لیکن میڈیکولیگل کیس کا معائنہ وہ گھر پر تو کرا نہیں سکتا

مسٹر سپیکر : میں چاہتا تھا کہ اس میں confusion نہ رہ جائے ۔ بات تو میں سمجھ گیا تھا مگر اس confusion کو دور کرنے کے لئے یہ پوچھا ہے ۔

میاں ظہور احمد : کیا وزیر موصوف از راہ کرم بیان فرمائیں گے کہ اگر رجسٹر سے 16 روپے فیس کی وصولی ثابت ہو جائے تو کیا زائد رقم اسکو واپس کرالینگے ؟

مسٹر سپیکر : پتہ نہیں کیا کچھ کرینگے ۔

سید ناہید الوری : کیا وزیر موصوف از راہ کرم بیان فرمائیں گے کہ کیا یہ حقیقت ہے کہ ٹیچنگ سٹاف کو پریکٹس کی اجازت دینے سے میڈیکل کالجوں کا تعلیمی معیار متاثر ہو رہا ہے ۔ کیا وہ اس بات کے لئے تیار ہیں کہ پرائیویٹ پریکٹس بند کر دی جائے اور ان پریکٹسنگ الاؤنس میں اضافہ کر دیا جائے ۔ تاکہ وہ طلباء کو دلجمعی سے پڑھا سکیں اور کالجوں میں تعلیم کا معیار بہتر ہو سکے ۔

Mr. Speaker : That is actually not being considered.

وزیر صحت : میں یہ بتا سکتا ہوں ۔

مسٹر سپیکر : اس وقت یہ بات consider نہیں ہو رہی ۔ اس وقت یہ پوچھا جا رہا ہے کہ قانوناً کتنی فیس وصول کرنی چاہئے ۔ یہ بات کہ یہ کرنا چاہئے اور یہ نہیں کرنا چاہئے ۔

That is a different subject.

میاں خان بھ : کیا وزیر موصوف از راہ کرم بیان فرمائیں گے کہ آپ نے جواب میں بتایا ہے کہ یہ فیس پچھلے 27 سالوں سے مقرر ہے کیا اس کو بڑھانے کی کوئی سکیم حکومت کے زیر غور ہے ۔

وزیر صحت : ابھی تک نہیں ۔

مسٹر سپیکر : سردار امجد حمید خان دستی ۔ سوال نمبر 5156 ۔

صوبے میں میڈیکل سکولوں اور میڈیکل کالجوں کا قیام

*5156 ۔ سردار امجد حمید خان دستی : کیا وزیر صحت از راہ کرم بیان فرمائینگے کہ پنجاب کے کن کن مقامات پر نئے میڈیکل کالج بنانے مقصود ہیں اور وہاں تعمیر کا کام کتنے مراحل میں ہے ؟

وزیر صحت (بریگیڈیر چوہدری صاحب داد خان) : کوئی نیا میڈیکل سکول بنانے کی تجویز حکومت کے زیر غور نہیں ہے ۔ البتہ دو نئے میڈیکل کالج پنجاب میڈیکل کالج لائل پور اور راولپنڈی میڈیکل کالج کھولے جا چکے ہیں اور دونوں لائل پور میں کام کر رہے ہیں جونہی راولپنڈی میڈیکل کالج کی بلڈنگ کے لئے راولپنڈی میں مناسب انتظام ہو جائے گا کالج وہاں منتقل کر دیا جائے گا ابھی اس سلسلے میں کام ابتدائی مراحل میں ہے ۔ لائلپور میں کچھ عمارتیں لڑکوں کے ہوسٹل کیلئے اور کچھ کالج کی بلڈنگ کے لئے حاصل کر لی گئی ہیں کالجوں کی اپنی عمارتوں کا کام فی الحال پلاننگ سٹیج پر ہے ۔

مسٹر منور احمد خان : جناب والا ! جواب میں بتایا گیا ہے کہ دو کالج کھولے جا چکے ہیں اور دونوں لائل پور میں ہیں اور جونہی بندوبست ہو جائیگا ایک کالج راولپنڈی منتقل کر دیا جائیگا ۔ وہ کب ہوگا اور کیسے ہوگا۔

وزیر صحت : ایک میڈیکل کالج راولپنڈی میں کھولا جائیگا۔ وہ بلڈنگ جو کسی زمانے میں گارڈن کالج کی تھی ، وہ لے لی گئی ہے ۔ اس پر کام شروع ہو چکا ہے ۔ جب یہ مکمل ہو جائے گی تو راولپنڈی کے لڑکے راولپنڈی میں ہی داخل ہونگے ۔

سید تابش الوری : کیا وزیر موصوف از راہ کرم بیان فرمائیں گے کہ میڈیکل کالج لائل پور اور راولپنڈی کے لئے اس سال کتنی رقم مخصوص کی گئی ہے ۔

وزیر صحت : اگر علیحدہ سوال کریں تو بہتر ہوگا ۔

سید تابش الوری : سوال یہ ہے کہ یہ کالج کن مراحل میں ہیں ۔

مسٹر سپیکر : آپ کا سوال یوں ہو سکتا ہے کہ کیا ان کے لئے کچھ رقم مختص کی گئی ہے ؟

وزیر صحت : میں نے جواب دیا تھا کہ ابھی تک پلاننگ سٹیج پر ہے کیونکہ جتنی عمارتوں میں کالج کھلے ہیں یا تو وہ مانگی ہوئی ہیں یا کرائے پر ہیں ۔

سید تابش الوری : آپ نے کہا ہے کہ جلد ایک کالج راولپنڈی منتقل

ہو جائے گا ۔ اس سلسلے میں کتنی رقم مختص کی گئی ہے یا نہیں کی گئی ؟

وزیر صحت : وہاں کام شروع ہے ۔ انہوں نے مرمت کے لئے پانچ لاکھ روپے مانگے تھے جو دے دئے گئے ہیں ۔

محترمہ ناصرہ کھوکھر : کیا وزیر موصوف از راہ کرم بیان فرمائیں گے کہ گارڈن کالج کی عمارت میڈیکل کالج کے لئے کافی ہو گی ؟

وزیر صحت : فی الحال پہلے سال کے لڑکوں کے لئے کافی ہے ۔ جب دوسرا سال آئیگا تب بھی ان کے لئے کافی ہوگی وہاں ہوسٹل کا معاملہ زیر غور ہے ۔ اس لئے جب لڑکے زیادہ داخل ہوجائیں گے ۔ اس وقت تک عمارت کا انتظام ہو جائے گا ۔

میاں خان محمد : کیا وزیر موصوف از راہ کرم بیان فرمائیں گے کہ حکومت کے زیر غور کوئی ایسی سکیم ہے کہ ہر ضلعی صدر مقام پر ہسپتال میں پچاس پچاس طلباء کی کلاسیں شروع کی جائیں ؟

وزیر صحت : ایسی کوئی سکیم زیر غور نہیں ۔

میاں خان محمد : یہ میں اس لئے کہہ رہا ہوں کہ ڈائریکٹر ہیلتھ سروسز ساہیوال گئے تھے ۔ انہوں نے کہا تھا کہ وہ ایسی سکیم لا رہے ہیں ۔

وزیر صحت : ابھی تک ہم یہاں پہنچے ہیں کہ ہر ڈویژن میں کالج کھول سکیں ان کے لئے ابھی عمارات میسر نہیں ۔ اس پر کافی خرچ ہوتا ہے ۔ تقریباً 32 کروڑ روپے سے صرف ایک کالج بنتا ہے ۔ ہوسٹل نہیں ۔

زرعی یونیورسٹی لائل پور کے طلباء کو میڈیکل کالجوں میں داخلے کی مشکلات

*5210 ۔ چوہدری لال خان : کیا وزیر صحت از راہ کرم بیان فرمائیں گے کہ ۔

(الف) کیا یہ حقیقت ہے کہ زرعی یونیورسٹی لائلپور کے طلباء کو

صوبہ کے میڈیکل کالجوں میں داخلہ نہیں ملتا جب کہ وہ بھی میڈیکل کی تعلیم باقاعدہ طور پر حاصل کرتے ہیں ۔

(ب) اگر جزو (الف) کا جواب اثبات میں ہے تو ان کو داخلہ نہ ملنے کی وجوہات کیا ہیں ؟

وزیر صحت (بریگیڈیر چوہدری صاحب داد خان) : (الف) پنجاب کے میڈیکل کالجوں میں داخلے کی بنیاد ایف ۔ ایس ۔ سی (پری میڈیکل) بی ۔ ایس ۔ سی فرسٹ ڈویژن ہے ۔ اگر کوئی طالب علم اس معیار پر پورا اترتا ہے تو وہ طالب علم داخلے کے قابل سمجھا جائے گا چاہے وہ کسی یونیورسٹی یا کالج کا پاس شدہ ہو ۔

(ب) جزو (الف) کے جواب سے پوزیشن واضح ہے ۔

جلالپور پیر والا میں واقع ہیلتھ سنٹر کی اراضی کی منتقلی

*5326 ۔ دیوان سید غلام عباس بخاری : کیا وزیر صحت از راہ کرم بیان فرمائیں گے کہ ۔

(الف) کیا یہ درست ہے کہ جلالپور پیر والا ضلع ملتان کے قریب چک نمبر 84/ایم میں ایک پرائمری ہیلتھ سنٹر کے قیام کی منظوری ہو چکی ہے ۔

(ب) کیا یہ بھی درست ہے کہ مذکورہ ہیلتھ سنٹر کے لئے سرکاری اراضی چک 84 ۔ ایم سے مخصوص کرکے اس کی قیمت عوام نے تقریباً 7,000 روپے ادا کر دی ہے تاکہ اراضی محکمہ صحت کے نام منتقل کی جائے اور تعمیری کام شروع ہو سکے ؟

(ج) کیا یہ بھی درست ہے کہ ڈپٹی کمشنر اور کمشنر صاحبہ کی سفارش کے بعد مسل برائے منظوری ریونیو بورڈ کے دفتر میں گئی تھی مگر منظوری ابھی تک نہیں ہوئی ؟

(د) اگر جزو ہائے بالا کا اثبات میں ہے تو کیا محکمہ صحت اس

ضمن میں ریونیو بورڈ لاہور سے رابطہ قائم کرنے کو تیار ہے تاکہ مذکورہ ہیلتھ سنٹر کی اراضی کا انتقال جلد ہو سکے ؟

وزیر صحت (بریگیڈیر چوہدری صاحب داد خان) : (الف) جلالپور پیر والا میں محکمہ صحت کے ماسٹر پلان میں ہیلتھ سنٹر تجویز ہو چکا ہے جس کی منظوری پیپلز ڈسٹرکٹ ورکس پروگرام نے بھی دے دی ہے ۔

(ب) جی ہاں ۔

(ج) جی ہاں ۔

(د) اس سلسلے میں معاملہ بورڈ آف ریونیو کے پاس فیصلہ طلب ہے جس کو محکمہ صحت نے حال ہی میں یاد دہانی بھی کرا دی ہے ۔ علاوہ ازیں ڈپٹی ڈائریکٹر صحت تسمت ملتان نے اطلاع دی ہے کہ ڈپٹی کمشنر ملتان کی طرف سے بھی تحریک ہو چکی ہے ۔

صحت عامہ کے مراکز کا قیام

*5398 ۔ قاضی محمد اسماعیل جاوید : کیا وزیر صحت از راہ کرم بیان فرمائیں گے کہ 1972-73ء اور 1973-74ء میں حکومت نے کہاں کہاں صحت عامہ کے مراکز قائم کئے اور مزید کہاں کہاں قائم کرنے کا ارادہ ہے ؟

وزیر صحت (بریگیڈیر چوہدری صاحب داد خان) : 1972-73ء میں صحت عامہ کے نو مراکز قائم کئے گئے تھے اور سال 1973-74ء میں مزید اٹھارہ مراکز قائم کئے گئے ہیں ۔ جن کی تفصیل حسب ذیل ہے ۔

سال 1972-73ء

1۔ اکال گڑھ (علی پور چٹھہ) ضلع گوجرانوالہ
2۔ ایمن آباد ضلع گوجرانوالہ

3۔ چونڈہ ضلع سیالکوٹ
4۔ چیلیانوالا ضلع گجرات
5۔ مامون کانجن ضلع لائل پور
6۔ موٹا لی ضلع ملتان
7۔ چک نمبر 120۔45۔ایل ضلع ساہیوال
8۔ وہوا ضلع ڈیرہ غازی خان
9۔ شہر فرید ضلع بہاولپور

سال 74۔1973ء

1۔ کار سیداں ضلع راولپنڈی
2۔ پہاڑیاں والی ضلع گجرات
3۔ ستراہ ضلع سیالکوٹ
4۔ پیر محل ضلع لائل پور
5۔ چک نمبر جے ۔ پی ۔ 30 ضلع سرگودھا
6۔ چک نمبر جے ۔ پی ۔394 ضلع لائل پور
7۔ کوٹ مومن ضلع سرگودھا
8۔ شاہ جیونہ ضلع جھنگ
9۔ گڑھ مہاراجہ ضلع جھنگ
10۔ بھوانہ ضلع جھنگ
11۔ احمد پور سیال ضلع جھنگ
12۔ دریا خان ضلع میانوالی
13۔ دنیا پور ضلع ملتان
14۔ چک نمبر 6 (گنجی) ضلع بہاولنگر
15۔ باغ و بہار ضلع رحیم یار خان
16۔ پتوکی ضلع لاہور
17۔ ککھڑ ضلع گوجرانوالہ
18۔ روجھان ضلع ڈیرہ غازی خان

ان کے علاوہ ذیل کے مقامات پر مراکز زیر تعمیر ہیں :۔

1۔ سوہاوا ضلع جہلم

2۔ جوڑہ ضلع لاہور

3۔ کوٹ رادھا کشن

4۔ جلد حیم ضلع ملتان

5۔ حجرہ شاہ مقیم ضلع ساہیوال

6۔ ہونکا حیات ضلع ساہیوال

7۔ شاہ کوٹ ضلع شیخوپورہ

8۔ فتح پور ضلع مظفر گڑھ

9۔ داجل ضلع ڈیرہ غازی خان

مالی سال 74۔1973ء میں مزید 38 صحت عامہ کے مراکز قائم کرنے کی منظوری دی گئی ہے۔ یہ مراکز ذیل کے مقامات پر تعمیر کئے جائیں گے ۔

لاہور ڈویژن

ضلع لاہور ۔ 1۔ چوہنگ 2۔ برکی

ضلع گوجرانوالہ ۔ 1۔ پنڈی بھٹیاں 2۔ واہنڈو

ضلع سیالکوٹ ۔ 1۔ قلعہ سوبھا سنگھ 2۔ بدوملہی

ضلع شیخوپورہ ۔ 1۔ ماناںوالہ 2۔ فارلک منڈی

سرگودھا ڈویژن

ضلع سرگودھا ۔ 1 چک نمبر 104 ایل بی 2۔ بدھاران

ضلع لائل پور ۔ 1۔ ستیانہ 2۔ سہیڈ والا

ضلع جھنگ ۔ 1۔ لالیاں 2۔ کوٹ شاکر

ضلع میانوالی ۔ 1۔ حافظ والا 2۔ کندیاں

ملتان ڈویژن

ضلع ملتان ۔ 1۔ چک نمبر ڈبلیو ۔ بی 231 2۔ بوسن

ضلع ساہیوال ۔ 1۔ بصیر پور 2۔ گھکو

ضلع ڈیرہ غازی خان ۔ 1۔ چوکی 2۔ جد پور

ضلع مظفر گڑھ ۔ 1۔ ستاواں 2۔ چوک اعظم

راولپنڈی ڈویژن

ضلع راولپنڈی ۔ 1۔ بگا شیخاں 2۔ کوٹلی

ضلع جہلم ۔ 1۔ اخلاص پور 2۔ ڈھوڑیاں

ضلع گجرات ۔ 1۔ ٹانڈہ 2۔ جوکالیاں

ضلع کیمبل پور ۔ 1۔ بیتار 2۔ بوٹالا

بہاولپور ڈویژن

ضلع بہاولپور ۔ 1۔ مبارک پور 2 بزمان

ضلع بہاولنگر ۔ 1۔ فقیر والی 2۔ کچی والی

ضلع رحیم یار خان ۔ 1۔ ظاہر پیر 2۔ اسد آباد

لاہور میں ڈسپنسریوں کی تعداد

*5531 ۔چوہدری امان اللہ لک : کیا وزیر صحت از راہ کرم بیان فرمائیں گے کہ ۔

(الف) کیا لاہور شہر میں سروسز ہسپتال کے زیر انتظام کوئی ڈسپنسریاں ہیں ۔ اگر ہیں تو کتنی ۔

(ب) مذکورہ ڈسپنسریوں میں 1973ء میں ہر ماہ کتنی مالیت کی ادویات مہیا کی گئیں ۔

(ج) کیا یہ درست ہے کہ بیشتر ڈسپنسریوں میں ڈاکٹر کی بجائے کمپاؤنڈر موجود ہیں ۔ اگر ایسا ہے تو کیوں ؟

وزیر صحت (بریگیڈیر چوہدری صاحب داد خان) : (الف) سروسز ہسپتال لاہور کے زیر انتظام لاہور میں اس وقت تیرہ ڈسپنسریاں کام کر رہی ہیں ۔

(ب) ان ڈسپنسریوں کو سالانہ گرانٹ دی جاتی ہے 74_1973ء کے لئے دی جانے والی گرانٹ منسلک فہرست میں درج ہے ۔

(ج) یہ درست نہیں ہے ۔ ان تیرہ ڈسپنسریوں میں سے صرف ٹاؤن شپ ڈسپنسری کوٹ لکھپت اور پبل ہاؤس ڈسپنسری میں ڈاکٹر کی آسامی نہیں ہے ۔ اول الذکر میں رورل ہیلتھ انسپکٹر کی آسامی ہے اور وہ تعینات ہے موخر الذکر پبل ہاؤس ڈسپنسری ایک عارضی ڈسپنسری ہے جس کا سٹاف سروسز ہسپتال سے تعین ہوتا ہے ۔ باقی گیارہ ڈسپنسریوں میں ڈاکٹروں کی آسامیاں ہیں اور وہاں ڈاکٹر تعینات ہیں ۔

نمبر شمار	نام ڈسپنسری	گرانٹ
1۔	پولیس ہسپتال تلمہ گوجر سنگھ	50,000
2۔	ستلج رینجرز ہسپتال لاہور	20,000
3۔	قربان لائن ہسپتال لاہور	20,000
4۔	پی ۔ سی ۔ اورٹ ہسپتال لاہور	10,000
5۔	چوبرجی گارڈن ڈسپنسری لاہور	30,000
6۔	چوبرجی گارڈن ڈسپنسری زنانہ لاہور	20,000
7۔	وحدت کالونی مردانہ ڈسپنسری لاہور	20,000
8۔	وحدت کالونی زنانہ ڈسپنسری لاہور	30,000
9۔	گورنر ہاؤس ڈسپنسری لاہور	20,000

10۔ گورنمنٹ کالج ڈسپنسری لاہور 20,000

11۔ سول سیکرٹریٹ ڈسپنسری لاہور 30,000

13۔ ٹاؤن شپ کوٹ لکھپت ڈسپنسری لاہور 5,000

13۔ ایبل ہاؤس ڈسپنسری لاہور (گرانٹ سروسز ہسپتال کی بڑی گرانٹ سے مہیا کی جاتی ہے)

تحصیل وھاڑی میں ہیلتھ سنٹر کا قیام

*5781 ۔ میاں خورشید انور : کیا وزیر صحت از راہ کرم بیان فرمائیں گے کہ ۔

(الف) کیا یہ درست ہے کہ وھاڑی تحصیل میں ابھی تک کوئی ہیلتھ سنٹر قائم نہیں کیا گیا ۔

(ب) کیا یہ بھی درست ہے کہ حکومت نے کچھ عرصہ قبل لڈن تحصیل وھاڑی میں ہیلتھ سنٹر قائم کرنے کی منظوری دی تھی اور علاقہ کے ایک زمیندار نے اس مقصد کے لئے رقبہ بھی دینے کا وعدہ کیا تھا مگر یہ سنٹر ابھی قائم نہیں ہو سکا ۔

(ج) اگر جزو (الف) اور (ب) بالا کا جواب اثبات میں ہے تو مذکورہ تحصیل میں ابھی تک ہیلتھ سنٹر قائم نہ کئے جانے کی وجوہات کیا ہیں اور کیا حکومت اس تحصیل میں ہیلتھ سنٹر قائم کرنے کا ارادہ رکھتی ہے ؟

وزیر صحت (بریگیڈیر چوھدری صاحب داد خان) : (الف) جی ہاں ۔

(ب) جی نہیں ۔ جہاں تک زمین کا تعلق ہے یہ اب موضع لال دیہہ (لڈن) دستیاب ہو چکی ہے ۔

(ج) ہیلتھ سنٹر جامع منصوبہ کے تحت ہر ضلع میں قائم کئے جاتے ہیں اور اس مقصد کے لئے ڈسٹرکٹ ہیلتھ ورکس کونسل کی منظوری

ضروری ہوتی ہے اگر ڈسٹرکٹ ہیلتھ ورکس کونسل ملتان نے موضع لال دیہہ (ازد لڈن) میں ہیلتھ سنٹر قائم کرنے کی منظوری دے دی تو حکومت مالی سال 1975.76ء میں وہیں مرکز قائم کرنے کی سعی کرے گی ۔ تاہم سنٹر کا قیام مالی وسائل پر منحصر ہے ۔

نوقابل واہ سول ڈسپنسری میں عملے کی تعیناتی

والا رب نواز نون : کیا وزیر صحت از راہ کرم بیان فرمائیں گے کہ کیا یہ درست ہے کہ نو قابل واہ ضلع ملتان میں عرصہ چار سال سے سول ڈسپنسری کی عمارت پی ۔ ایل 480 کے تحت مکمل ہو چکی ہے لیکن اس میں کام کرنے والا عملہ ابھی تک مقرر نہیں کیا گیا اگر ایسا ہے تو اس کی کیا وجہ ہے ؟

وزیر صحت (بریگیڈیر چوہدری صاحب داد خان) : جی ہاں ۔ ضلع کونسل کی مالی حالت کمزور ہونے کی وجہ سے ڈسپنسری کا اجراء نہیں ہو سکا ۔ اب حکومت نے دلیا پور میں ایک ہیلتھ سنٹر قائم کر دیا ہے اور دلیا پور والی ڈسٹرکٹ کونسل کی ڈسپنسری کو نو ہل واہ منتقل کیا جا سکتا ہے ڈسٹرکٹ ہیلتھ ورکس کونسل کی منظوری کا انتظار ہے ۔

والا رب نواز نون : جناب والا ! میرے حلقہ میں ڈسپنسری قائم ہو چکی ہے اور ڈسٹرکٹ ہیلتھ آفیسر صاحب نے وعدہ کیا تھا کہ وہاں عملہ تعینات کر دیا جائے گا جو ابھی تک نہیں کیا گیا ۔ یہ عملہ کب تک وہاں پہنچ جائے گا ۔

وزیر صحت : مجھے اس کے متعلق علم نہیں میں دریافت کر کے بتا سکوں گا ۔

ٹیکسلا اور واہ کینٹ کے صنعتی علاقہ میں سول ہسپتال کا قیام

*5989 ۔ شیخ محمد انور : کیا وزیر صحت از راہ کرم بیان فرمائیں

گے کہ ۔

(الف) کیا یہ درست ہے کہ ٹیکسلا اور واہ کینٹ کے صنعتی علاقہ کی آبادی دو لاکھ سے بھی زائد ہے لیکن وہاں کوئی سول ہسپتال نہیں ۔

(ب) اگر جزو (الف) بالا کا جواب اثبات میں ہے تو کیا حکومت اس سال ٹیکسلا میں ایک سول ہسپتال یا رورل ہیلتھ سنٹر قائم کرنے کا ارادہ رکھتی ہے ؟

وزیر صحت (بریگیڈیر چوہدری صاحب داد خان) : (الف) جی ہاں ۔

(ب) جی نہیں ۔

ضلع سیالکوٹ کے ہسپتالوں میں ڈاکٹروں کی تعداد

*6040 ۔ صوفی لذر محمد : کیا وزیر صحت از راہ کرم بیان فرمائیں گے ۔ کہ ضلع سیالکوٹ کی ہر تحصیل میں کتنی ڈسپنسریاں اور کتنے ہسپتال ہیں نیز ان میں سے ہر ایک میں ڈاکٹروں کی تعداد کیا ہے ؟

وزیر صحت (بریگیڈیر چوہدری صاحب داد خان) : ضلع سیالکوٹ کے شفاخانے

ضلع سیالکوٹ کی ہر تحصیل میں مندرجہ ذیل ہسپتال اور ڈسپنسریاں ہیں ۔ ان میں ڈاکٹروں کی تعداد حسب ذیل ہے ۔

نام تحصیل	نام شفاخانہ	چلانے والے ادارے کا نام	منظور عدہ تعداد	تعداد ڈاکٹر
1	2	3	4	5
سیالکوٹ	ہسپتال			
1۔	علامہ اقبال میموریل ہسپتال سیالکوٹ	گورنمنٹ	13	11
2۔	زنانہ مردانہ ہسپتال سیالکوٹ	"		1

1	2	3	4	5
-3	پولیس ہسپتال سیالکوٹ		1	1
-4	سول ہسپتال پتھو کلیاں	ڈسٹرکٹ کونسل	1	1
-5	میموریل کرسچن ہسپتال سیالکوٹ	(پرائیویٹ)	3	3
-6	شفاخانہ ہسپتال سیالکوٹ		1	1
	ڈسپنسریاں			
-1	کینال ڈسپنسری مراله	(محکمہ انہار)	1	1
-2	سٹی ڈسپنسری سیالکوٹ	میونسپل کمیٹی	1	1
-3	دیہی ڈسپنسری کلو وال	ڈسٹرکٹ کونسل	1	1
-4	دیہی ڈسپنسری چپراڑ	,,	1	1
-5	دیہی ڈسپنسری کوٹلی لوہاراں	,,	1	1
-6	دیہی ڈسپنسری رسول پور	,,	1	1
-7	دیہی ڈسپنسری پھلورا کلاں	,,	1	1
-8	دیہی ڈسپنسری جوڑا کلاں	,,	1	1
-9	قائد اعظم ڈسپنسری میموریل نمبر 1	پرائیوٹ	1	1
-10	سول شفاخانہ سروسز یونٹ سیالکوٹ		1	—
	میزان		10	9
	ٹی بی کلینک			
-1	ٹی بی کلینک ہیرس روڈ	پرائیوٹ	1	1
-2	دیہی مرکز صحت سنکھترا		—	—
	کل میزان تحصیل سیالکوٹ		31	28

شکر گڑھ

ہسپتال

1۔	سول ہسپتال شکر گڑھ	گورنمنٹ	2	2

ڈسپنسریاں

1۔	گورنمنٹ ڈسپنسری منگری	,,	1	1
2۔	دیہی ڈسپنسری سکھوں چک	ڈسٹرکٹ کونسل	1	1
3۔	دیہی ڈسپنسری بڑا مانگا	,,	1	—
4۔	دیہی ڈسپنسری دھرمان	,,	1	—
5۔	دیہی ڈسپنسری شاہ غریب	,,	1	—
6۔	دیہی ڈسپنسری خلاصی پور	,,	1	—
7۔	دیہی ڈسپنسری لاسر کلاں	,,	1	—
8۔	دیہی ڈسپنسری دھراپ پور	,,	1	—
9۔	دیہی ڈسپنسری گمٹالہ	,,	1	1
10۔	دیہی ڈسپنسری گورالہ	,,	1	—
11۔	دیہی ڈسپنسری اور منگا باد	,,	—	—
12۔	دیہی ڈسپنسری بھاگا	,,	—	—
13۔	دیہی ڈسپنسری مرسیل	,,	1	—
14۔	دیہی ڈسپنسری کنجرور	,,	1	—
15۔	دیہی ڈسپنسری کمبران بڈھالہ	,,	1	—
		میزان	15	5

ٹی بی کلینک

1۔	ٹی بی کلینک شکر گڑھ	گورنمنٹ	1	—

دیہی صحت مراکز

1- دیہی صحت مراکز کوٹ لنہاں	,,	2	—
2- ساتھ مرکز صحت پھگوڑی	,,	—	—
3- ساتھ مرکز صحت ڈیکو چک	,,	—	—
4- ساتھ مرکز صحت وڑی خورد	,,	—	—
میزان تحصیل شکر گڑھ		18	5

تحصیل نارووال

ہسپتال

1- سول ہسپتال نارووال	گورنمنٹ	2	2
2- سول ہسپتال ظفر وال	,,	1	1
3- سول ہسپتال ڈیرہ ملہی	ڈسٹرکٹ کونسل	1	1
		4	4

ڈسپنسریاں

1- سول ڈسپنسری قلعہ صوبہ سنگھ		1	1
2- دیہی ڈسپنسری سلکھترا	ڈسٹرکٹ کونسل	1	—
3- دیہی ڈسپنسری تلونڈی بھنڈواراں	,,	1	—
4- دیہی ڈسپنسری ہلووال	,,	1	—
5- دیہی ڈسپنسری جتھان	,,	—	—
6- دیہی ڈسپنسری جسڑ	,,	1	—
7- دیہی ڈسپنسری روڑ چک	,,	1	—
	میزان	6	1

	(4) تحصیل ڈسکہ ہسپتال			
1-	سول ہسپتال ڈسکہ	(گورنمنٹ)	2	2
	(زنانہ مردانہ) ڈسپنسریاں			
1-	گورنمنٹ ڈسپنسری سمبڑیال	,,	1	1
2-	گورنمنٹ ڈسپنسری کھوئینکے	,,	1	1
3-	کینال ڈسپنسری سران والی	(محکمہ انہار)	1	—
4-	سول ڈسپنسری وڈالا	(ڈسٹرکٹ کونسل)	1	—
5-	دیہی ڈسپنسری جامکے چیمہ	ڈسٹرکٹ کونسل	1	—
6-	دیہی ڈسپنسری گھڑتل	,,	1	—
7-	دیہی ڈسپنسری بڈھا گورایا	,,	1	—
8-	دیہی ڈسپنسری میترانوالی	,,	1	—
9-	دیہی ڈسپنسری رندھیر	,,	—	—
		میزان	10	4
	ٹی بی کلینک			
1-	ٹی بی کلینک ڈسکہ	گورنمنٹ	1	—
		کل میزان تحصیل ڈسکہ	11	5
	(5) تحصیل پسرور	ہسپتال		
1-	سول ہسپتال پسرور	گورنمنٹ	2	2
	ڈسپنسریاں			
1-	سول ڈسپنسری گلگوری	ڈسٹرکٹ کونسل	1	—
2-	سول ڈسپنسری معراج کے	ڈسٹرکٹ کونسل	1	—
3-	دیہی ڈسپنسری قلعہ صوبہ سنگھ	,,		—
4-	دیہی ڈسپنسری جھٹالہ	,,	1	—
5-	دیہی ڈسپنسری خانپور سیداں	,,	1	—
6-	دیہی ڈسپنسری اونچا ترنگ	,,	1	—
7-	دیہی ڈسپنسری کلاس والا	,,	1	—
8-	دیہی ڈسپنسری باجڑہ گڑھی	,,	1	—
9-	دیہی ڈسپنسری سلکھن وٹہ	,,	1	—
10-	دیہی ڈسپنسری ماروواہ	,,	1	—
11-	دیہی ڈسپنسری بھاگ	,,	1	—
		میزان	13	2

دیہی مراکز صحت

1- پرائمری مرکز صحت چونڈہ	گورنمنٹ	2	1
2- ماتحت مرکز صحت بیدیاں	,,	—	—
3- ماتحت مرکز صحت پھلورہ	,,	—	—
4- ماتحت مرکز صحت کوٹلی سیداں	,,	—	—

میزان	2	1
کل میزان تحصیل پسرور	15	4

ڈسٹرکٹ سیالکوٹ

تحصیل	ہسپتال	ڈسپنسریاں	ٹی بی کلینک	دیہی مراکز صحت	تعداد ڈاکٹر منظور شدہ	
سیالکوٹ	6	10	1	1	31	8
شکر گڑھ	1	15	1	1	18	5
نارووال	3	7	—	—	10	5
ڈسکہ	1	9	1	—	11	5
پسرور	1	11	—	1	15	4
کل میزان	12	52	3	3	85	27

صوفی لذر بخش : کیا وزیر موصوف بتائیں گے کہ تحصیل نارووال کی سات ڈسپنسریوں میں صرف ایک میں ڈاکٹر تعینات ہے اور باقی چھ میں کوئی ڈاکٹر نہیں ۔ کیا ان میں ڈاکٹر تعینات کرنے کا ارادہ ہے اگر ہے تو کب تک ؟

وزیر صحت : میرے پاس جو اطلاع ہے اور جو آپ کے پاس بھی ہے اس کے مطابق تحصیل نارووال میں تین ہسپتال ہیں اور ان کے نیچے سات ڈسپنسریاں ہیں ان میں سے صرف ایک میں ڈاکٹر نہیں اور یہ دیہی ڈسپنسری بھان ہے ۔ باقی سب میں ایک ایک ڈاکٹر ہے اور ڈسٹرکٹ کونسل سنکھترا میں ایک لیڈی ڈاکٹر بھی ہے ۔

صوفی نذر محمد : جناب ! مجھے ان ڈسپنسریوں کے متعلق ذاتی علم ہے وہاں صرف ایک میں ڈاکٹر ہے باقی چھ میں نہیں اور یہ جواب غلط دیا گیا ہے ۔

وزیر صحت : جواب میں تو یہی لکھا ہے کہ وہاں ایک ایک ڈاکٹر ہے ۔

صوفی نذر محمد : صرف سنکھترا میں ڈاکٹر ہے باقی کہیں نہیں ۔

Mr. Speaker : You may look into this matter.

وزیر صحت : میرے پاس تو یہی اطلاع ہے کہ ان ڈسپنسریوں میں سوائے نمبر 5 کے ، ڈاکٹر موجود ہیں ۔ اب چونکہ مجھے بتایا گیا ہے کہ سوائے ایک کے کہیں بھی ڈاکٹر نہیں تو میں دریافت کرکے بتا سکوں گا کہ اصل پوزیشن کیا ہے اگر یہ جواب غلط ہے تو مجھے بہت افسوس ہوگا اور میں اس کے متعلق ایکشن لوں گا ۔

ملک ثناء اللہ خان : وزیر موصوف از راہ کرم یہ فرمائیں گے کہ کیا یہ بات ان کے علم میں ہے کہ کاووال ، چپراڑ ، پھلورا کلاں اور جوڑا کلاں میں کوالیفائیڈ ڈاکٹر تعینات نہیں کئے گئے ۔ کیا وزیر موصوف وہاں کوالیفائیڈ ڈاکٹر تعینات کرنے کا وعدہ فرمائیں گے ؟

وزیر صحت : جو اطلاع میرے پاس ہے وہی آپ کے پاس بھی ہے وہاں صرف ڈاکٹر ہی نہیں بلکہ لیڈی ڈاکٹر بھی تعینات ہیں ۔

ملک ثناء اللہ خان : جناب نہیں ۔

وزیر صحت : یہ تو لکھا ہوا ہے ۔

ملک ثناء اللہ خان : وہاں صرف ڈسپنسر تعینات ہیں ۔

وزیر صحت : میرا جواب پھر یہی ہے کہ میں دریافت کرکے کچھ بتا سکوں گا کہ وہاں ڈاکٹر کی بجائے ڈسپنسر کام کر رہے ہیں ۔

شیخ عزیز احمد : جناب والا ! میں نے یہ دریافت کرنا ہے کہ جہاں تک تحصیل پسرور کا تعلق ہے وہاں گورنمنٹ ہسپتال ہے اور جواب میں لکھا ہے

کہ وہاں دو ڈاکٹر ہیں ۔ کیا وزیر موصوف بتا سکیں گے کہ وہاں واقعی دو ڈاکٹر کام کر رہے ہیں ؟

مسٹر سپیکر : کیا یہ بھی آپ دریافت کرکے بتا سکیں گے جیسے پہلے سوال کے سلسلے میں آپ نے فرمایا ہے ؟

وزیر صحت : معلوم ہوتا ہے کہ اس کے متعلق جو اطلاع فراہم کی گئی ہے یہ صحیح نہیں ۔ میں اس سوال کا دوبارہ جواب دوں گا اور محکمہ سے پوچھ کر بتاؤں گا ۔

مسٹر سپیکر : اس سوال کو دوبارہ پیش کیا جائے گا ۔

وزیر صحت : مجھے ایک چٹ موصول ہوئی ہے ۔ اس کے مطابق یہ ہے کہ جواب میں پہلا کالم منظور شدہ تعداد کا ہے اور دوسرا کالم موجودہ تعداد کا ہے ۔ تو اس کے مطابق اس وقت وہاں صرف ایک ڈاکٹر ہے جو سنکھتیا میں ہے ۔ بہر حال میں اس سوال کا جواب دوبارہ دوں گا ۔

راولپنڈی ڈسٹرکٹ ہیڈ کوارٹرز ہسپتال کی دوسری عمارت میں منتقلی

*6135 ۔ مس ناصرہ کھوکر : کیا وزیر صحت از راہ کرم بیان فرمائیں گے کہ :

(الف) کیا یہ حقیقت ہے کہ راولپنڈی ڈسٹرکٹ ہیڈ کوارٹرز ہسپتال ضلع کی ضروریات کے لئے ناکافی ہے ۔

(ب) کیا یہ بھی حقیقت ہے کہ موجودہ سنٹرل گورنمنٹ ہسپتال راولپنڈی اصل میں ضلع راولپنڈی کی ضروریات پورا کرنے کے لئے تعمیر کیا گیا تھا ۔

(ج) کیا یہ بھی حقیقت ہے کہ کچھ سال پہلے مذکورہ ڈسٹرکٹ ہیڈ کوارٹرز ہسپتال کو مذکورہ سنٹرل گورنمنٹ ہسپتال والی

عمارت میں منتقل کر دیا گیا تھا مگر پھر اسے پرانی یعنی موجودہ عمارت میں منتقل کر دیا گیا ؟

وزیر صحت (بریگیڈیر چوہدری صاحب داد خان) : (الف) جی ہاں ۔

(ب) جی ہاں ۔

(ج) جی ہاں ۔

مس ناصرہ کھوکھر : کیا وزیر صحت از راہ کرم بیان فرمائیں گے کہ راولپنڈی ڈسٹرکٹ ہیڈ کوارٹرز ہسپتال کو سنٹرل ہسپتال والی عمارت میں منتقل کرنے کے بعد کیا دقت پیش آئی تھی کہ اسے پھر پرانی جگہ پر منتقل کر دیا گیا ہے ؟

وزیر صحت : اس کے متعلق یہ ہے کہ جس جگہ اب سنٹرل ہسپتال ہے یہاں راولپنڈی ڈسٹرکٹ ہیڈ کوارٹرز تھا ۔ جب دارالخلافہ اسلام آباد منتقل ہوا تو یہ دارالخلافہ کے پاس چلا گیا لیکن یہ ابھی تک پنجاب گورنمنٹ کی ملکیت ہے ۔ جب اسلام آباد والے اپنا ہسپتال بنا لیں گے تو وہاں سے کوئی چیز نہیں لے جائیں گے اور اس میں کوئی دقت پیش نہیں آئے گی اور یہ ہسپتال دوبارہ راولپنڈی ہیڈ کوارٹرز ہسپتال ہو جائے گا ۔

مس ناصرہ کھوکھر : میں نے یہ سوال کیا تھا کہ اس کو سنٹرل گورنمنٹ ہسپتال سے دوبارہ منتقل کرنے کی کیا وجوہات ہیں ۔

سنٹر سیکرٹری : ان کا سوال یہ ہے کہ ایک دفعہ وہاں راولپنڈی ڈسٹرکٹ ہیڈ کوارٹرز ہسپتال بن گیا تھا اور اسے اسی طرح استعمال کیا گیا ۔ اس کے بعد اسے پھر پرانی جگہ پر منتقل کر دیا گیا ہے اور اس کی عمارت کو سنٹرل گورنمنٹ ہسپتال قرار دے دیا گیا ہے اس کی کیا وجوہات ہیں ؟

وزیر صحت : اس ہسپتال کے بننے سے پہلے ڈسٹرکٹ ہیڈ کوارٹرز ہسپتال راولپنڈی شہر کے اندر تھا ۔ جب یہ نیا ہسپتال بنا تو یہ وہاں چلا گیا ۔ جب دارالخلافہ اسلام آباد منتقل ہوا تو وہ مرکز نے لے لیا جو ابھی تک صوبہ پنجاب کی جائداد ہے ۔ جس وقت دارالخلافہ والے اسلام آباد میں اپنا

ہسپتال بنا لیں گے تو وہاں منتقل ہو جائے گا تو یہ عمارت دوبارہ ڈسٹرکٹ ہیڈ کوارٹرز ہسپتال راولپنڈی کو مل جائے گی اور راجہ بازار والا ہسپتال صرف مستورات کے لئے مختص ہو جائے گا۔

مس ناصرہ کھوکھر : کیا وزیر صحت از راہ کرم بیان فرمائیں گے کہ اسلام آباد میں سنٹرل گورنمنٹ ایمپلائیز کے لئے پولی کلینک بن چکا ہے اور راولپنڈی میں بھی سنٹرل ہاسپٹل سنٹرل گورنمنٹ ایمپلائیز کے لئے کام کر رہا ہے۔ موجودہ ڈسٹرکٹ ہسپتال عوام کی ضروریات پوری نہیں کر سکتا۔ کیا کوئی ایسی تجویز حکومت کے زیر غور ہے کہ اس کو دوبارہ اسی جگہ منتقل کر دیا جائے اور چونکہ اسلام آباد میں ہسپتال بن چکا ہے تو یہ عملہ موجودہ ہسپتال میں کام کرنا شروع کر دے ؟

وزیر صحت : اس کو دو دفعہ زیر غور لایا جا چکا ہے۔ ہم کوشش کر رہے ہیں کہ وہ ہمارا ہسپتال جلدی چھوڑ دیں ان کے لئے ایک پولی کلینک کافی نہیں ہے ، وہ اپنا ہسپتال بنائیں۔ تاکہ یہ ہسپتال راولپنڈی کو واپس مل جائے۔

ضلع راولپنڈی کے ہسپتالوں میں عملہ کی تعیناتی

*6136 ۔ مس ناصرہ کھوکھر : کیا وزیر صحت از راہ کرم بیان فرمائیں گے کہ کیا یہ حقیقت ہے کہ ضلع راولپنڈی کے اکثر ہسپتالوں میں عملہ ناکافی ہے جس کی وجہ سے عوام کو مشکلات کا سامنا کرنا پڑتا ہے۔ اگر ایسا ہے تو کیا حکومت ان ہسپتالوں میں مزید عملہ تعینات کرے گی ؟

وزیر صحت (بریگیڈیر چوہدری صاحب داد خان) : (1) جی ہاں۔
(2) جی ہاں

پاپولیشن پلاننگ افسروں کی سینیارٹی لسٹ

*6140 . مسز حسینہ بیگم کھوکھر: کیا وزیرصحت از راہ کرم بیان فرمائیں گے کہ :

(الف) کیا یہ درست ہے کہ ملتان ، بہاولپور ، بہاولنگر اور

ڈیرہ غازی خان کے پاپولیشن پلاننگ افسروں ۔ اپنی ملازمت 4 جولائی 1965ء کو شروع کی تھی جب کہ لاہور اور لائلپور کے انہی افسروں نے ملازمت ایک دن بعد 5 جولائی 1965ء کو شروع کی تھی ۔

(ب) کیا یہ درست ہے کہ لئی سینیارٹی لسٹ میں ملتان ، بہاولپور ، بہاولنگر اور ڈیرہ غازی خان کے افسران کو لاہور اور لائلپور کے افسروں سے ایک دن جونیئر کر دیا گیا ہے اگر ایسا ہے تو اس کی کیا وجہ ہے ؟

وزیر صحت (بریگیڈیر چوہدری صاحب داد خان) : (الف) جی نہیں ۔

(ب) جی نہیں ۔

مسز حسینہ بیگم کھوکھر : میرا سپلیمنٹری پھر یہی ہے جو اصل سوال ہے ۔

Mr. Speaker : You don't agree with the answer. The question hour is already over.

وزیر صحت : انہوں نے اپنے سوال میں چار اور پانچ تاریخ کا فرق دیا ہے ، شروع میں یہی ہوا تھا ۔ داخلے اس طرح ہوئے تھے ۔ اب فیصلہ ہوا ہے کہ سینیارٹی لسٹ ایک ہی دن کی بنے گی اور وہ پانچ تاریخ ہے ۔ لئی سینیارٹی لسٹ بن گئی ہے اس لئے آپ کا سوال اب حل ہو چکا ہے ۔

مسز حسینہ بیگم کھوکھر : شکریہ ۔

Mr. Speaker : Now we take up leave applications.

اراکین اسمبلی کی رخصت

کرنل محمد اسلم خان نیازی

سیکرٹری اسمبلی : مندرجہ ذیل درخواست کرنل محمد اسلم خان نیازی

ممبر صوبائی اسمبلی کی طرف سے موصول ہوئی ہے :

I request for leave for the 25th October, when I could not attend the Assembyl Session. It was due to the marriage of sister of Rashed Minhas Nishan-i-Haider which I had to attend.

مسٹر سپیکر : سوال یہ ہے :

کہ مطلوبہ رخصت منظور کر دی جائے ۔

(تحریک منظور کی گئی)

مسٹر فدا حسین

سیکرٹری اسمبلی : مندرجہ ذیل درخواست مسٹر فدا حسین ممبر صوبائی اسمبلی کی طرف سے موصول ہوئی ہے :-

گزارش ہے کہ میں مورخہ 74-10-25 کو بوجہ خرابی صحت حاضر اسمبلی نہ ہو سکا ۔ اس روز کی چھٹی دی جائے ۔

مسٹر سپیکر : سوال یہ ہے کہ :-

مطلوبہ رخصت منظور کر دی جائے ۔

(تحریک منظور کی گئی)

مسٹر مخدوم حمید الدین

سیکرٹری اسمبلی : مندرجہ ذیل درخواست مسٹر مخدوم حمید الدین ممبر صوبائی اسمبلی کی طرف سے موصول ہوئی ہے :

I was ill and therefore I could not

attend the meeting of Local Govt. and Social Welfare on the following dates 16.8.74, 30.8.74. and 18.7.74. Leave may kindly be granted to me for those dates.

مسٹر سپیکر : سوال یہ ہے :

کہ مطلوبہ رخصت منظور کر دی جائے ۔

(تحریک منظور کی گئی)

چوہدری حمید اللہ خان

سیکرٹری اسمبلی : مندرجہ ذیل درخواست چوہدری حمید اللہ خان ممبر صوبائی اسمبلی کی طرف سے موصول ہوئی ہے :

میں مورخہ 31-8-74 ہوم کی کمیٹی میٹنگ میں شرکت نہ کر سکا ۔ مہربانی فرما کر رخصت دی جائے ۔

مسٹر سپیکر : سوال یہ ہے :

کہ مطلوبہ رخصت منظور کر دی جائے

(تحریک منظور کی گئی)

مسٹر عبدالحفیظ کاردار

سیکرٹری اسمبلی : مندرجہ ذیل درخواست مسٹر عبدالحفیظ کاردار ممبر صوبائی اسمبلی کی طرف سے موصول ہوئی ہے :

As I am proceeding on urgent personal work to Rawalpindi. I shall be grate-full if you would kindly grant me leave

of absence from the House for Monday, the 28th October, 1974.

مسٹر سپیکر : سوال یہ ہے :

کہ مطلوبہ رخصت منظور کر دی جائے

(تحریک منظور کی گئی)

مسٹر عبدالحفیظ کارداد

سیکرٹری اسمبلی : مندرجہ ذیل درخواست مسٹر عبدالحفیظ کاردار ممبر صوبائی اسمبلی کی طرف سے موصول ہوئی ہے :

As I will be out of station on a personal work of an urgent nature I shall be grateful if you would kindly grant me leave of absence from the House from 31st October to the 1ts November, 1974.

مسٹر سپیکر : سوال یہ ہے :

کہ مطلوبہ رخصت منظور کر دی جائے

(تحریک منظور کی گئی)

خان امیر عبداللہ خان آف ملتان

سیکرٹری اسمبلی : مندرجہ ذیل درخواست خان امیر عبداللہ خان آف ملتان ممبر صوبائی اسمبلی کی طرف سے موصول ہوئی ہے :

گزارش ہے کہ بوجہ بخار مورخہ 24'25-10-74 صوبائی اسمبلی کے اجلاس میں شرکت کرنے سے معذور رہا ہوں ۔ لہذا دو یوم کی رخصت بیاری

منظور فرمائی جاوے ۔ عنایت ہوگی ۔

مسٹر سپیکر : سوال یہ ہے :

کہ مطلوبہ رخصت منظور کر دی جائے ۔

(تحریک منظور کی گئی)

مخدوم زادہ سید حسن محمود

سیکرٹری اسمبلی : مندرجہ ذیل درخواست مخدوم زادہ سید حسن محمود ممبر صوبائی اسمبلی کی طرف سے موصول ہوئی ہے :

I am proceeding to U.S.A. for medical check up in a day or two. Therefore, I will not be able to attend the Assembly Sessions from 21st of October, 1974 to 25th of December, 1974. Kindly move the Assembly to grant me leave from 21st October to 25th December, 1974 and oblige.

مسٹر سپیکر : سوال یہ ہے ۔

کہ مطلوبہ رخصت منظور کر دی جائے

(تحریک منظور کی گئی)

مجلس استحقاقات کی رپورٹ کا پیش کیا جانا

قاضی فضل اسماعیل جاوید : جناب والا ! میں میاں منظور احمد موہل صاحب کی پیش کردہ تحریک استحقاق نمبر 66 کے بارے میں مجلس استحقاقات کی رپورٹ ایوان میں پیش کرتا ہوں ۔

مسٹر سپیکر : میاں منظور احمد سوہل کی پیش کردہ تحریک استحقاق نمبر 66 کے بارے میں مجلس استحقاقات کی رپورٹ ایوان میں پیش کر دی گئی ہے۔

مجلس قائمہ کی رپورٹ پیش کرنے کی مدت میں توسیع

میاں ظہور احمد : جناب والا ! میں تحریک پیش کرتا ہوں ۔

کہ مسودہ قانون رہائشی سہولیات برائے دیہی غیر مالکان پنجاب 1974ء (مسودہ قانون نمبر 21 بابت 1974ء) کے بارے میں مجلس قائمہ برائے مال کی رپورٹ پیش کرنے کی میعاد میں 30 اکتوبر 1974ء تک توسیع کی جائے۔

مسٹر سپیکر : تحریک پیش کی گئی ہے اور سوال یہ ہے :

کہ مسودہ قانون رہائشی سہولیات برائے دیہی غیر مالکان پنجاب 1974ء (مسودہ قانون نمبر 21 بابت 1974ء) کے بارے میں مجلس قائمہ برائے مال کی رپورٹ پیش کرنے کی میعاد میں 30 اکتوبر 19.4ء تک توسیع کی جائے۔

(تحریک منظور کی گئی)

تحاریک التوائے کار

چوہنگ (ملتان روڈ) کے نواحی قصبہ موہن والا میں چوری کی متعدد وارداتیں

تحریک ہائے التوائے کار

سپیکر : اب ہم تحریک ہائے التوائے کار لیتے ہیں ۔ تحریک نمبر 56 ،

حاجی محمد سیف اللہ خان یہ تحریک پیش کرنے کی اجازت طلب کرتے ہیں کہ اہمیت عامہ رکھنے والے ایک اہم اور فوری مسئلے کو زیر بحث لانے کے لئے اسمبلی کی کارروائی ملتوی کی جائے۔ مسئلہ یہ ہے کہ روزنامہ "مشرق" مورخہ 26 اگست 1974ء میں شائع ہونے والی خبر کے مطابق ملتان روڈ پر چونگ کے نواحی قصبہ سوہن والا میں گذشتہ بیس روز سے مسلح چوری کی وارداتیں ہو رہی ہیں اور مسلح ڈاکو ہر زور کسی مکان کو لوٹ لیتے ہیں۔ علاقے کی پولیس چوری کی رپورٹ درج نہیں کرتی۔ اس قسم کی دلیرانہ وارداتوں کی وجہ سے عوام میں اضطراب، بے چینی اور شدید غم و غصہ پایا جاتا ہے۔

وزیر تعلیم! جناب والا! یہ بات صحیح نہیں کہ پولیس رپورٹ درج نہیں کرتی۔ بلکہ جو بھی اکا دکا واقعات ہوتے ہیں، ان کی رپورٹ درج کی جاتی ہے۔ اس میں دوسرا مسئلہ یہ اٹھایا گیا ہے کہ اس قسم کی وارداتیں ہو رہی ہیں۔ اس کے لئے سارے پنجاب میں ہی اقدامات کئے جا رہے ہیں۔ جس دن تحریک موصول ہوئی تھی، اس علاقے کے لئے خاص طور پر کہا گیا۔ لیکن کوئی ایسی تشویش ناک رپورٹ موصول نہیں ہوئی کہ یہاں مسلح ڈکیتی ہر روز ہو رہی ہو۔ لیکن اکا دکا واقعات ہوتے ہیں جس طرح صوبے میں دوسری جگہوں پر ہوتے ہیں اور ان کا نوٹس لیا جا رہا ہے۔

Mr, Speaker : In view of the statement of the Minister is it not pressed ?

Haji Muhammad Saifullah Khan : Yes Sir, not pressed.

انتظامیہ کے بروقت انسدادی اقدامات نہ کرنے کے باعث نارنگ منڈی میں ہیضہ کا وبائی صورت اختیار کر جانا

مسٹر سپیکر : تحریک التوائے کار نمبر 60۔ حاجی محمد سیف اللہ خان یہ تحریک پیش کرنے کی اجازت طلب کرتے ہیں کہ اہمیت عامہ رکھنے والے ایک اہم اور فوری مسئلے کو زیر بحث لانے کے لئے اسمبلی کی کارروائی ملتوی کی جائے۔ مسئلہ یہ ہے کہ روزنامہ "نوائے وقت" مورخہ 30 اگست 1974ء میں شائع ہونے والی خبر کے مطابق نارنگ منڈی میں چوبیس گھنٹے میں 12 افراد

پیشے سے جان بحق ہوگئے وبا تیزی سے پھیلتی رہی مگر انتظامیہ نے عوام کے مطالبے کے باوجود کسی قسم کے انسدادی اقدامات نہیں کئے گئے ۔ اس صورت حال سے عوام میں سخت اضطراب ، بے چینی اور شدید غم و غصہ پایا جاتا ہے ۔

نشتر میڈیکل کالج میں انیستھیسیا (Anaesthesia) کے ماہروں کی کمی کے بارے میں وزیر صحت کا ایوان کو مزید معلومات فراہم کرنا

وزیر صحت : در اصل حاجی صاحب کی ایک اور تحریک التوا آپ نے میرے ذمے لگائی ہوئی تھی جو نشتر کالج کے متعلق ہے ۔

مسٹر سپیکر : ویسے تو وہ واپس ہوگئی تھی ۔ آپ نے کہا تھا کہ انفرمیشن دوں گا ۔ وہ آپ ایوان کو دے دیں ۔

وزیر صحت : وہاں سینئر anaesthetists کی تین سیٹیں ہیں جو کہ گریڈ الیون اور الیون کی ہیں ۔ پانچ assistant anaesthetists کی ہیں ۔ تینوں سینئر ڈاکٹر کام کر رہے ہیں ۔ پانچ آسامیاں ابھی تک خالی ہیں ۔ ان میں سے صرف ایک ڈاکٹر نے ہاں کی ہے ۔ جب وہ ڈیوٹی کے لئے رپورٹ کریں گے تو چار ڈاکٹر ہو جائیں گے ۔ کام ہو رہا ہے ۔ اس میں عدم دل چسپی کی وجہ یہ ہے کہ اس specialists کو چونکہ باہر پریکٹس کا موقع نہیں ملتا ، اس لئے وہ لوگ اس شعبہ میں کام کرنے نہیں آتے ۔ سپیشلسٹ کم ہیں ۔ جیسا کہ پہلی دفعہ کہا گیا تھا ، اس کے لئے سپیشلٹی کا الاؤنس دگنا کر دیا گیا ہے ۔ ہمیں امید ہے کہ اب اور لوگ آ جائیں گے ۔ اس سے پہلے میڈیکل افسروں کو ٹریننگ دے کر ان سے یہ بے ہوش کرنے والا کام لیا کرتے تھے ۔ لیکن اب چونکہ میڈیکل افسروں کی کمی ہے اس لئے یہ کام نہیں ہو رہا ۔ ایک تجویز زیر غور ہے ایسے ڈینٹسٹ ، جو امتحان پاس کر چکے ہیں ، اور جن کو کام نہ ملے تو شائد ہم ان کو بھی اس کام کے لئے لانے کی کوشش کریں گے ۔ یہ معاملہ ابھی صرف زیر غور ہے ۔ ہمیں معلوم ہے کہ اس قسم کے ڈاکٹر ملکی

میں بحث کم ہیں ۔ اب دوسری تحریک التوا کے بارے میں ۔ ۔ ۔

مسٹر سپیکر : اگر آپ یہاں ہوں تو دوسری تحریک میں کل ٹیک اپ کر لوں گا۔

وزیر صحت : کل لے لیں ۔

مسٹر سپیکر : تحریک التوائے کار نمبر 60 کل ٹیک اپ کی جائے گی ۔

کیمپ جیل میں انجینئرنگ یونیورسٹی کے گرفتار طالب علموں سے ملاقات کے وقت پنجاب یونیورسٹی سٹوڈنٹس یونین کے عہدیداروں پر پولیس کا لاٹھی چارج

مسٹر سپیکر : سید تابش الوری یہ تحریک پیش کرنے کے اجازت طلب کرتے ہیں کہ اہمیت عامہ رکھنے والے ایک اہم اور فوری مسئلہ کو زیر بحث لانے کے لئے اسمبلی کی کارروائی ملتوی کی جائے مسئلہ یہ ہے کہ 31 جولائی کو لاہور میں پنجاب یونیورسٹی سٹوڈنٹس یونین کے عہدیدار اور دوسرے طلباء کیمپ جیل میں انجینئرنگ یونیورسٹی کے گرفتار طالب علم سے ملاقات کے لئے گئے تو وہاں پولیس نے ان پر لاٹھی چارج کیا ۔ جس سے طلباء کو سخت چوٹیں آئیں ۔ جب طلباء نے احتجاج کیا تو پولیس نے انہیں دھکے دے کر جیل سے باہر نکال دیا ۔ طلباء نے پولیس کی اس متشددانہ کارروائی کے خلاف سخت احتجاج کیا ہے ۔ یہ کیمپ جیل میں پولیس کیسے آ گئی ؟

سید تابش الوری : کیمپ جیل کے باہر دروازے پر یہ واقعہ ہوا ہے ۔

مسٹر سپیکر : اچھا تو باہر پولیس آئی تھی ۔

وزیر تعلیم : جناب والا ! میری اطلاع کے مطابق 31 جولائی کو کیمپ جیل لاہور کے احاطے میں پولیس نے نہ ہی لاٹھی چارج کیا اور نہ ہی کسی قسم کا تشدد کیا ۔ کوئی ایسا واقعہ ہوا ہی نہیں ۔

سید تابش الوری : جناب والا ! یہ واقعہ لاہور کے تمام اخبارات میں چھپا ہے لیکن اگر وہ اس کی تردید کرتے ہیں تو میں اسے پریس نہیں کروں گا

لیکن میں ان سے درخواست کروں گا کہ وہ ایک دفعہ پھر اس کی تحقیق کریں۔

مسٹر سپیکر : اس کے بعد سید صاحب آپ کی یہ تحریک التواء کار نمبر 72 ہے جو تربیلا ڈیم کے متعلق ہے۔ اس سے تو سارے ملک میں ہی بڑا اضطراب ہے اور سب کو اس کا احساس ہے مگر یہ کس طرح سے ان حدود کے اندر آتی ہے۔

سید تابش الوری : جناب والا ! یہ بڑی مختصر سی تحریک ہے اسے آپ پڑھ دیں میں نے تو بتا دیا ہے کہ میں کیا چاہتا ہوں۔

Mr. Speaker : How does it become primarily the concern of the Provincial Goverament ? اس میں صوبائی حکومت کی ذمہ داری کا کوئی بھی پہلو نظر نہیں آتا۔ according to the rules, یہ تحریک التواء کار بنتی نہیں میں تسلی کرنا چاہتا ہوں کہ تربیلا ڈیم بنانا یا اس کو maintain کرنا یا اس کی دیکھ بھال کرنا اگر صوبائی حکومت کا فرض ہے اور اس میں ان کی وجہ سے یا ان کے مقرر کردہ کسی آدمی کی وجہ سے کوئی ایسی بات ہوگئی ہے تو I will admit it آپ پہلے میری تسلی کرا دیں۔

سید تابش الوری : جناب والا ! آپ نے بجا طور پر نشان دہی کی ہے کہ اگر تربیلا ڈیم کے نقصان یا اس حادثے کو میں یہاں زیر بحث لانا چاہوں تو وہ غالباً ہمارے دائرہ اختیار سے باہر ہوگا۔ لیکن میں نے اس تحریک کے ذریعے تربیلا ڈیم کی تشویشناک صورت حال سے پورے ملک اور بالخصوص پنجاب کی زرعی معیشت کو جو شدید اندیشہ لاحق ہوگیا ہے۔ اس کو زیر بحث لانے کی درخواست کی ہے کیونکہ اس کے نتیجے میں پنجاب بھر میں پانی اور بجلی کی قلت بھی ہمارے سامنے ہے میں چاہتا ہوں کہ حکومت کا نقطہ نظر ہمارے سامنے آئے اور وہ یہ بتا سکے کہ اس نقصان کے نتیجے میں پنجاب کی زرعی معیشت کو جو اس وقت خطرہ لاحق ہوگیا ہے اس کے ازالے کے لئے کیا متبادل انتظام کر رہے ہیں یا اس نے پنجاب کی زرعی معیشت کو بچانے کے لئے کیا اقدامات کئے ہیں تاکہ پنجاب کی زرعی معیشت کو اس صورت حال کے نتیجے میں کم سے کم نقصان پہنچے۔ میں صرف اس حد تک جناب وزیر متعلقہ سے وضاحت چاہتا ہوں۔

مسٹر سپیکر : سید صاحب ! میری بھی اور غالباً پورے ایوان کے ہر رکن کی ہمدردیاں آپ کے ان جذبات کے ساتھ ہیں ، جن کا آپ نے اظہار کیا ہے اور میرے خیال میں فاضل وزیر متعلقہ اور وزیر اعلیٰ کی ہمدردیاں بھی آپ کے ساتھ ہوں گی لیکن سوال ٹیکنیکل ہے کہ آیا یہ within the four corners of the rules آتی بھی ہے یا نہیں ۔

پارلیمنٹری سیکرٹری (محترمہ بیگم ریحانہ سرور) : نہیں آتی ۔

مسٹر سپیکر : شکریہ ۔

سید تابش الوری : جناب والا ! یہ تحریک التوا کار بڑی واضح ہے ۔ ۔ ۔

مسٹر سپیکر : اگر فاضل وزیر متعلقہ یا وزیر اعلیٰ مناسب سمجھتے ہیں تو مجھے کوئی اعتراض نہیں مگر میں بہر حال رولز کا پابند ہوں ۔ میں اس کو بڑا liberally interpret کرنے کی کوشش کرتا ہوں لیکن liberally interpretation کی بھی کچھ حدود ہوتی ہیں اس لئے اسے لیک آپ نہیں کیا جا سکتا ۔

سید تابش الوری : جناب والا ! تربیلا ڈیم سے پنجاب کی معیشت کا جس حد تک تعلق ہے میں اس حد تک وضاحت چاہتا ہوں کہ انہوں نے کیا متبادل انتظامات کئے ہیں ۔ جن کے نتیجے میں پنجاب کی زرعی معیشت آئندہ متاثر نہیں ہوگی اور وہ اس نقصان کی کسی نہ کسی حد تک تلافی کر سکیں گے ۔ لوگوں میں بڑا اضطراب اور پریشانی ہے کہ پنجاب کو پانی اسی ڈیم سے حاصل ہوتا تھا اور اس سے پنجاب کا بہت بڑا حصہ متاثر ہو رہا ہے اس سلسلے میں ہماری حکومت کیا اقدامات کر رہی ہے بڑا سنگین مسئلہ ہے اسے ایوان میں زیر بحث لایا جانا چاہئے ۔

مسٹر سپیکر : میں اس تحریک کو قواعد کے تحت نہیں لے سکتا ۔

چیچہ وطنی کے پر امن شہریوں کا مبینہ غنڈوں کی غنڈہ گردی کے خلاف شدید احتجاج

مسٹر سپیکر : اب میں آپ کی دوسری تحریک التوا کار لے رہا ہوں ۔ سید

تابش الوری یہ تحریک پیش کرنے کی اجازت طلب کرتے ہیں کہ اہمیت عامہ رکھنے والے ایک اہم اور فوری مسئلہ کو زیر بحث لانے کے لئے اسمبلی کی کارروائی ملتوی کی جائے مسئلہ یہ ہے کہ "نوائے وقت" مورخہ 19 ستمبر 1974ء کے مطابق چیچہ وطنی میں مبینہ غنڈوں نے کئی ہفتوں سے خوف و دہشت کا بازار گرم کر رکھا ہے اور کسی کی جان و مال اور عزت و آبرو ان کے ہاتھوں سے محفوظ نہیں ہے - تاجروں اور شہریوں نے وفاقی وزیر رانا محمد حنیف سے ملاقات کرکے دردمندانہ التجا کی کہ مبینہ غنڈوں سے ہماری جان و مال کی حفاظت کی جائے ورنہ ہم یہ شہر چھوڑنے پر مجبور ہو جائیں گے - یہ صورت حال عوام کے لئے انتہائی اضطراب انگیز ہے اور ان میں یہ تاثر گہرا ہو رہا ہے کہ حکومت شہریوں کو دستوری تحفظ فراہم کرنے میں ناکام ہو گئی ہے -

وزیر تعلیم : جناب والا ! اس قسم کے واقعات ہوئے تھے - اس کے بعد اس علاقے کے آٹھ غنڈوں کو گرفتار کرکے جیل میں بند کر دیا گیا ہے اور انہوں نے ہائی کورٹ سے ضمانت کرانے کی کوشش کی تھی ، وہ بھی حکومت نے منسوخ کرا دی ہے - اب اس علاقے میں کوئی ایسی فضا موجود نہیں جس سے لوگوں میں ہیجان اور اضطراب پیدا ہو اب وہاں سے غنڈہ گردی کی کوئی شکایت نہیں آئے گی -

سید تابش الوری : : اس یقین دہانی کی روشنی میں میں اپنی تحریک پر زور نہیں دیتا -

وزیر صحت : جناب والا ! آپ نے تحریک التواء کار نمبر 60 کل کے لئے التواء میں رکھی تھی - شاید کل میری کہیں ڈیوٹی لگائی گئی ہے - اگر آپ اجازت دیں تو میں ابھی اس کا جواب دینے کے لئے تیار ہوں -

مسٹر سپیکر : اگر آپ چاہتے ہیں تو ٹھیک ہے -

حاجی محمد سیف اللہ خان : ٹھیک ہے جناب والا ! ہمیں بھی کوئی اعتراض نہیں -

---

انتظامیہ کے بر وقت انسدادی اقدامات نہ کرنے کے باعث نارنگ منڈی میں ہیضہ کا وبائی صورت اختیار کر جانا

مسٹر سپیکر : میں تحریک التواء کار دوبارہ پڑھ دیتا ہوں ۔ حاجی محمد سیف اللہ خان یہ تحریک پیش کرنے کی اجازت طلب کرتے ہیں کہ اہمیت عامہ رکھنے والے ایک اہم اور فوری مسئلہ کو زیر بحث لانے کے لئے اسمبلی کی کارروائی ملتوی کی جائے۔ مسئلہ یہ ہے کہ روزنامہ نوائے وقت مورخہ 30 اگست 1974ء میں شائع ہونے والی خبر کے مطابق نارنگ منڈی میں چوبیس گھنٹے میں 11 افراد ہیضے سے جاں بحق ہو گئے ۔ وبا تیزی سے پھیلتی رہی مگر انتظامیہ نے عوام کے مطالبے کے باوجود کسی قسم کے انسدادی اقدامات نہیں کئے ۔ اس صورت حال سے عوام میں سخت اضطراب بے چینی اور شدید غم و غصہ پایا جاتا ہے ۔

وزیر صحت : جناب والا ! روزنامہ نوائے وقت مورخہ 30 اگست 1974ء میں شائع ہونے والی خبر کہ نارنگ منڈی میں ہیضے سے 24 گھنٹے میں 11 افراد جاں بحق ہو گئے ہیں حقیقت پر مبنی نہیں ۔ دراصل واقعات یوں ہیں کہ 20 اور 29 اگست کے درمیانی وقفے میں 7 اموات نارنگ منڈی میں واقع ہوئیں جن کی تفصیل مندرجہ ذیل ہے ۔

1۔ ذوالفقار علی ولد سرور شاہ عمر 14 سال موت بوجہ دست

2۔ ریحانہ کوثر دختر نذر عمر 7 سال موت بوجہ دست

3۔ برکت علی ولد اللہ بخش عمر 80 سال موت بوجہ دست

4۔ شاہینا دختر نذیر احمد عمر ڈیڑھ سال موت بوجہ پرانے سوکھے کی بیماری

5۔ صفدر علی ولد نذیر شاہ عمر 14 سال موت بوجہ دست

6۔ شاہد محمود ولد محمد ایوب عمر 6 سال موت بوجہ پرانا بخار

7۔ سرور ولد محمد حسین عمر 18 سال موت بوجہ پیٹ کی درد

یہ صحیح نہیں کہ کوئی انسدادی اقدامات نہیں کئے گئے ۔ خبر کے ملتے ہی

شیخوپورہ ڈسٹرکٹ ہیلتھ آفیسر و ڈپٹی ڈائریکٹر ہیلتھ سروسز لاہور ڈویژن مع متعلقہ عملہ کے فوراً موقع پر پہنچے۔ شہر کا معائنہ کیا گیا اور تمام احتیاطی تدابیر تیز تر کر دی گئیں۔ وہاں پر ڈی۔ ایچ۔ او کی نگرانی میں ڈاکٹرز، ڈسپنسرز، لیڈی ہیلتھ وزیٹرز، ہیلتھ انسپکٹرز اور دیگر عملہ تعینات کر دیا گیا اور نارنگ منڈی اور اس کے ارد گرد کے علاقے میں 15 ہزار سے زائد ٹیکے ہیضہ کے خلاف فوری طور پر لگائے گئے دوائی چھڑکی گئی۔ صفائی کا عملہ بھی بھیج دیا گیا۔ سول ڈسپنسری نارنگ منڈی میں 56 آدمیوں کو داخل کرایا گیا۔ تمام کے تمام تندرست حالت میں خارج کر دیئے گئے۔ ہسپتال میں کوئی موت واقع نہیں ہوئی۔ اب تک لیبارٹری کے تجزیہ کے مطابق صرف دو مریضوں میں ہیضہ پھیلا۔ تو اس وقت حالات معمول پر ہیں۔ کوئی نیا کیس نہیں ہوا۔

حاجی محمد سیف اللہ خان: جناب والا! اگر جناب وزیر متعلقہ خود ہی اس رپورٹ کا بغور ملاحظہ فرما لیتے تو مجھے کچھ کہنے کی ضرورت لاحق نہ ہوتی۔ ایک طرف تو کہا جاتا ہے کہ وہاں وبا پھیلی ہی نہیں چھ آدمی مرے اور ان میں سے ایک بھی ہیضے کا کیس نہ تھا۔ درمیان میں آ کر کہتے ہیں کہ صرف دو آدمیوں کو ہیضہ ہوا۔ اس کے بعد فرماتے ہیں.....

مسٹر سپیکر: تین آدمیوں کو دست آئے اور ایک آدمی کو پیچش۔ انہوں نے ہیضے کا تو نام نہیں لیا۔

وزیر صحت: جناب والا! میں نے گیارہ اموات کا ذکر کیا ہے۔ ان میں سے دو اموات ہیضے کی وجہ سے تھیں اور بقایا دوسری وجوہات سے تھیں۔ اس ڈر سے کہ ہیضہ کہیں پھیل نہ جائے وہاں مزید عملہ تعینات کیا گیا اور پندرہ ہزار ٹیکے لگائے گئے۔

مسٹر سپیکر: ہیضہ تھا مگر ہیضے کی وبا نہ تھی۔

This is the distinction that he has made.

وزیر صحت: .....اور 56 آدمی داخل ہسپتال کئے گئے۔ جن میں سے کوئی موت واقع نہیں ہوئی۔ ہیضے کے ابتدائی اقدامات کر لئے گئے تھے

اب حالات معمول پر ہیں ۔

حاجی محمد سیف اللہ خان : جناب والا ! وزیر صحت کی اس یقین دہانی کے بعد میں اس تحریک پر زور نہیں دیتا ۔

Mr. Speaker : In view of the statement of the minister it is not pressed.

میونسپل کمیٹی بہاولپور میں شدید مالی بحران کی وجہ سے ملازمین کو تنخواہوں کی عدم ادائیگی اور شہر میں صحت و صفائی کی سکیموں کا خاتمہ ہو جانا

مسٹر سپیکر : سید تابش الوری صاحب کی تحریک التوائے کار نمبر 74 پر غور ہو رہا تھا ۔

سید تابش الوری یہ تحریک پیش کرنے کی اجازت طلب کرتے ہیں کہ اہمیت عامہ رکھنے والے ایک اہم اور فوری مسئلہ کو زیر بحث لانے کے لئے اسمبلی کی کارروائی ملتوی کی جائے ۔ مسئلہ یہ ہے کہ میونسپل کمیٹی بہاولپور شدید مالی بحران کا شکار ہو گئی ہے ۔ جس کے نتیجے میں نہ صرف یہ کہ شہر کی ترقی و فلاح کے تمام منصوبے ترک کر دئیے گئے ہیں بلکہ دو ماہ سے بلدیہ کے ملازمین کو تنخواہ بھی ادا نہیں کی جا سکی ۔ اس صورت حال کے خلاف ایک طرف بلدیہ کے سینکڑوں ملازمین سراپا احتجاج بنے ہوئے ہیں اور دوسری طرف شہریوں میں صحت و صفائی کی سکیموں کے خاتمے کے باعث سخت اضطراب پیدا ہو گیا ہے ۔

وزیر تعلیم : جناب والا ! اس دن میں عرض کر رہا تھا کہ یہ درست ہے کہ کچھ ملازمین کو تنخواہ نہیں ملی اور یہ مالی بحران نہ صرف بلدیہ بہاولپور میں بلکہ پنجاب کی اکثر میونسپل کمیٹیز میں بھی آیا ہے ۔ اس کی وجہ پچاس روپے مہنگائی الاؤنس کی منظوری ہے ہم نے صوبائی سطح پر تمام میونسپل کمیٹیز کے لئے 74.75 financial year میں یہ پچاس روپے برداشت کرنے کا ذمہ لیا یعنی صوبائی حکومت نے اس سال میں تمام میونسپل کمیٹیز کو

مالی بحران سے بچانے کے لئے ، ملازمین کی تنخواہوں میں اس پچاس روپے مہنگائی الاؤنس کی اضافی رقم مرکزی بجٹ سے دینے کا فیصلہ کیا آج صبح اس فائل پر وزیر خزانہ ، جو وزیر اعلیٰ بھی ہیں ، کے دستخط ثبت ہو گئے ہیں اور ایک دو دنوں میں یہ رقم لوکل گورنمنٹ سے بہاولپور میونسپل کمیٹی کو release ہو جائے گی اور میں سمجھتا ہوں کہ زیادہ سے زیادہ آٹھ دس دنوں میں تنخواہ مل جائے گی ۔ بہر حال بندوبست ہو گیا ہے کہ پیسے دیئے جائیں اور آئندہ مالی سال میں دے دیئے جائیں گے ۔ یہ تقریباً ساڑھے تین کروڑ روپے کی اس مالی سال کی میونسپل کمیٹیوں کی liability پنجاب حکومت نے اپنے ذمہ لی ہے تاکہ وہ لوگ مالی بحران میں نہ آئیں ، اپنے ملازمین کو تنخواہیں دے سکیں اور کچھ d velopment کا کام بھی کر سکیں ۔

حاجی محمد سیف اللہ خان : جناب والا ! میں صرف اتنا پوچھنا چاہتا ہوں کہ جو فیصلہ صوبائی حکومت نے کیا ہے کیا اس کے مطابق باقی کمیٹیوں کو بھی ایک دو دن کے اندر یہ grant مل جائے گی یا صرف بہاولپور کمیٹی کو ملے گی ۔

وزیر تعلیم : جناب والا ! یہ سب کو ملے گی ۔ آج تک لوکل گورنمنٹ نے جو بل بنا کر دیا ہے وہ نوے لاکھ کچھ ہزار روپے کا تھا آج صبح ہی فائل پر دستخط ہوئے ہیں ۔ یہ بل پچھلے چار مہینوں کا ہے ۔ آئندہ بھی ان کو یہ پیسے مل جایا کریں گے اور میں On the floor of the House یہ assurance دیتا ہوں کہ پچاس روپے جو مہنگائی الاؤنس میں اضافہ ہوا تھا اور جس کی وجہ سے یہ مالی بحران پیدا ہ ا تھا ، یہ تمام پیسے جو تقریباً ساڑھے تین کروڑ روپے ہونگے ، پنجاب حکومت اپنے بجٹ سے لوکل گورنمنٹ کے محکمہ کو دے گی اور وہ پھر آگے مختلف بلدیات کو تقسیم کرے گی ۔

خان امیر عبداللہ خان روکڑی : کیا وزیر موصوف یہ وضاحت کر دیں گے کہ یہ ساڑھے تین کروڑ روپیہ کب تک تمام اضلاع میں تقسیم ہو جائے گا ؟

مسٹر سپیکر : وہ تو رولز کے مطابق مہینے کے مہینے ہوگا ۔

خان امیر عبداللہ خان روکڑی : جناب والا ! جناب وزیر موصوف نے بتایا ہے کہ یہ پچھلا بقایا ہے ۔

مسٹر سپیکر : وہ تو کہتے ہیں کہ لوے لاکھ روپے بقایا جات ہیں اور سارے سال کے لئے ساڑھے تین کروڑ روپیہ ہے۔ کیوں جی یہی پوزیشن ہے ؟

وزیر تعلیم : جی جناب والا ۔

Mr. Speuker : It is for the current financial year.

وزیر تعلیم : جناب والا ! میں پھر عرض کر دیتا ہوں کہ لوے لاکھ روپیہ جولائی اگست ستمبر اور اکتوبر کا ہے اس financial year کے جو آٹھ مہینے باقی ہیں۔ ان کے لئے ہر مہینے بل بنتے جائیں گے اور ان کو پیسے ملتے جائیں گے ۔

کرنل راجہ جمیل اللہ خان : جناب والا ! میں تعلیمی بحران کے متعلق پوچھنا چاہتا ہوں۔ وزیر آباد میں میونسپل کمیٹی کے سکولوں کو نیشنلائز کیا جا چکا ہے لیکن انکو آج تک حکومت کے اختیار میں نہیں لیا گیا.....

مسٹر سپیکر : کن کو جی ۔

کرنل راجہ جمیل اللہ خان : سکولوں کو جی ۔

مسٹر سپیکر : یہ تو مختلف subject ہے ۔ اس وقت موضوع زیر بحث یہ ہے کہ میونسپل کمیٹیوں کے ملازموں کو تنخواہیں نہیں دی جا رہیں ۔

کرنل راجہ جمیل اللہ خان : جناب والا ! اسی وجہ سے پوچھنا پڑتا ہے کیونکہ جو مالی بحران آتا ہے تو ہر جگہ آتا ہے حکومت کا فرض تھا کہ وہ اس بحران پر قابو پائے ۔

مسٹر سپیکر : نہیں وہ تو بہاولپور کی بات ہے یہ ایک specific ques tion ہے کہ تنخواہیں نہیں دی گئیں ۔ وہ یہ کہہ رہے ہیں کہ اب ہم تنخواہیں دے رہے ہیں ۔

کرنل راجہ جمیل اللہ خان : نہیں ۔ جناب والا ! وہاں پر بھی گذشتہ چھ مہینے سے تنخواہیں نہیں ملی تھیں ۔ ان کو یاد ہوگا کہ انہوں نے گذشتہ چند مہینوں میں ساڑھے تین لاکھ روپے دیئے ہیں تاکہ تنخواہیں دی جائیں

علامہ رحمت اللہ ارشد : جناب والا ! میں عرض کرتا ہوں کہ اس

حکومت نے مالی بحران سے نکلنے کے لئے جو فیصلہ کیا ہے ۔ اس کا ایک حصہ یہ بھی ہے کہ جو سکول نیشنلائز کئے جانے تھے اور جن کا آرڈر کیا گیا ہے وہ نیشنلائز نہیں کئے گئے ۔ وہ صرف پوائنٹ آف آرڈر پر یہ پوچھنا چاہتے ہیں کہ کیا ان کے متعلق بھی ڈاکٹر صاحب اور ان کی کابینہ نے کچھ سوچا ہے یہ کوئی زیادہ relevant سوال تو نہیں ہوگا لیکن چونکہ یہ ہلدیات کا مسئلہ ہے اور اس میں سکولوں.....

مسٹر سپیکر : ڈاکٹر صاحب ! کیا آپ نے اس طرف توجہ کی ہے ۔ یہ صرف پوائنٹ آف انفارمیشن ہے سوال نہیں ؟

وزیر تعلیم : جناب والا ! لوکل گورنمنٹ کے محکمے اور ہمارے درمیان گفت و شنید جاری ہے اور ہم یہ سکول اسی سال سرکاری تحویل میں لینے کے لئے تیار ہیں ۔ میں صرف میونسپل کمیٹی کے سکولوں کی بات کرتا ہوں .....

مسٹر سپیکر : جو سکول میونسپل کمیٹیاں چلاتی ہیں کیا ان کو آپ 2/3 rd of the whole expenses نہیں دیتے ؟

وزیر تعلیم : جناب والا ! پرائمری ایجوکیشن تو ان کی اپنی ذمہ داری ہے لیکن میرے خیال میں فاضل رکن ہائی یا مڈل سکولوں کی بات کر رہے ہیں تو ہم نے یہ فیصلہ کیا تھا کہ ہم بلدیات کے ہائی سکولوں کو سرکاری تحویل میں لے لیں گے ۔ اس پر گفت و شنید ہو رہی ہے اور وہ عنقریب لے لئے جائیں گے ۔

مسٹر منور احمد خان : جناب والا ! میں وزیر موصوف سے یہ پوچھنا چاہتا ہوں کہ میونسپل کمیٹیوں کے علاوہ پنجاب میں ٹاؤن کمیٹیاں بھی ہیں ۔ کیا ان کے ملازمین کے الاؤنس میں بھی پچاس روپے کا اضافہ ہوا ہے ۔ اور وہ کیا.....

مسٹر سپیکر : آپ لوکل باڈیز کی بات کر رہے تھے یا میونسپل کمیٹیوں کی ؟

وزیر تعلیم : جناب والا ! لوکل باڈیز کی ۔

مسٹر سپیکر : اچھا جی ۔

سید تابش الوری : جناب والا! وزیر موصوف نے لوکل باڈیز کے مالی بحران کا اعتراف کرتے ہوئے ان کی فوری ضرورت کی تکمیل کے لئے رقم مختص کرنے کا اعلان کیا ہے جس سے صورتحال یقیناً فوری طور پر بہتر ہو جائے گی لیکن اصل مسئلہ یہ ہے کہ لوکل باڈیز کی آمدنیاں روز بروز محدود ہوتی جا رہی ہیں ، سمٹتی جا رہی ہیں اور ان کے اخراجات بڑے پیمانے پر بڑھتے جا رہے ہیں ۔ اس لئے اس بات کی ضرورت ہے کہ وہ ایک کمیٹی قائم کرکے یا اس تمام صورتحال کا جائزہ لیکر ایسے اقدامات کریں ۔ جس کے نتیجے میں لوکل باڈیز کی آمدنیوں میں اضافہ ہو سکے اور وہ فلاحی منصوبے مرتب کرکے انہیں عملی جامہ بھی پہنا سکیں ۔ ورنہ امن عارضی امداد سے ، جو صرف ایک سال کے لئے جاری کی گئی ہے ، ان کے اس مستقل روگ کا علاج نہیں ہو سکتا ۔ میں سمجھتا ہوں کہ اگر وہ اس سلسلہ میں یہ بھی یقین دہانی کرا دیں کہ وہ اس بحران کو مستقل طور پر ختم کرنے اور ان کی آمدنیاں بڑھانے کے لئے دوسرے اقدامات کو بھی زیر غور لا رہے ہیں تو اس ہاؤس کو اس سلسلہ میں زیادہ اعتماد حاصل ہو سکے گا ۔

مسٹر سپیکر : ڈاکٹر صاحب! کیا آپ نے اس بات پر توجہ دی ہے جو انہوں نے کہی ہے ۔

وزیر تعلیم : جناب والا! مستقل حل تو یہی ہے ۔ لوکل گورنمنٹ کا مطلب تو لوکل ایکشن ہے ۔ اس اسمبلی نے ان کو اپنی حدود میں اضافہ کرنے کا بل بھی پاس کیا تھا ۔ اس طرح سے وہ بہت سارے ٹیکس لگا سکتی ہیں بلکہ موجودہ ٹیکسوں کا ریٹ بھی بڑھا سکتی ہیں ۔ پھر سب سے بڑی بات یہ ہے کہ ٹیکسوں کی recovery کو بہتر بنا سکتی ہیں ۔ جناب والا! یہ ایسی چیزیں ہیں جو مقامی نمائندے ہی کر سکتے ہیں اور اب الیکشنز بھی ہوں گے جیسے کہ وزیر اعلیٰ نے اشارہ کیا تھا اور عوامی نمائندے نچلی سطح پر بھی associate کریں گے ۔ اگر وہ اس قسم کی سکیمیں بنائیں گے تو ان کے مالی وسائل مقامی سطح پر raise کئے جا سکتے ہیں ۔ فاضل رکن نے جس طرف اشارہ کیا ہے ۔ میں اس سے agree کرتا ہوں اور مستقل حل بھی یہی ہے ۔

Mr. Speaker : It is not pressed ?

سید لائبش الوری : جی ! جناب والا ۔

Mr. Speaker : In view of the statement of the minister, the motion is not pressed.

مسٹر سپیکر : اب میں تحریک التواء کار نمبر 172 لیتا ہوں ۔ سردار صاحب ! یہ آپ کے محکمہ کے متعلق ہے ۔ کیا آپ کے پاس اس کا نوٹس ہے ؟

وزیر خوراک (سردار نصر اللہ خان دریشک) : نوٹس ہے جناب ۔

مل مالکان کا سرکاری گندم میں چوکر ملا کر پیسنا

مسٹر سپیکر : حاجی محمد سیف اللہ خان یہ تحریک پیش کرنے کی اجازت طلب کرتے ہیں کہ ایک اہم اور فوری مسئلہ کو زیر بحث لانے کے لئے اسمبلی کی کارروائی ملتوی کی جائے ۔ مسئلہ یہ ہے کہ روزنامہ نوائے وقت مورخہ 21 اکتوبر 1974ء میں شائع شدہ ایک خبر کے مطابق حکومت کی طرف سے مہیا کئے جانے والے آٹے کی کوالٹی گرا دی گئی ہے ۔ مل مالکان سرکاری گندم کے ساتھ چوکر ملا کر پیس رہے ہیں ۔ جس کی وجہ سے ایک من آٹے میں دس بارہ سیر تک چھان نکل آتا ہے ۔ اس صورت حال سے عوام میں سخت اضطراب ، بے چینی اور شدید غم و غصہ پایا جاتا ہے ۔

وزیر خوراک : جناب والا ! مجھے نہایت افسوس کے ساتھ عرض کرنا پڑتا ہے کہ پچھلی دفعہ بھی ایک تحریک التواء آئی تھی ۔ اس سلسلہ میں میں نے قومی پریس سے درد مندانہ اپیل کی تھی کہ اس قسم کے مسائل جن کا تعلق عام انسان کے ساتھ ہے اور جنکا اثر تھوڑی سی غلط فہمی پیدا ہونے پر انتہائی برا پڑ سکتا ہے ، اس قسم کی خبریں دینے سے پہلے وہ خدا کے لئے تھوڑی سی حقیقت پسندی کا مظاہرہ فرمائے ہوئے ان کے بارے میں تسلی کر لیا کریں ۔ اب یہ خبر لگی ہے کہ حکومت کی طرف سے مہیا کئے جانے والے آٹے کی کوالٹی گرا دی گئی ہے ، مل مالکان سرکاری گندم کے ساتھ چوکر ملا کر پیس رہے ہیں اور ایک من آٹے میں سے دس بارہ سیر تک

چھان نکل رہا ہے ۔ جناب والا ! کتنی افسوسناک بات ہے کہ اس ملک کی تاریخ میں پہلی دفعہ محکمہ خوراک نے 49 ملیں lease پر لی ہیں اور ان ملوں کے پاس ہم خود گندم لے جاتے ہیں ، خود پسائی کراتے ہیں پر مل پر ہم نے بنک کا بولٹ کھولا ہوا ہے اور اس بولٹ میں آ کر ڈبو ہولڈر پیسے جمع کرواتے ہیں اور وہیں سے آ کر آٹا لیتے ہیں ۔ ان کا تعلق مل مالکان سے قطعی طور پر نہیں ، مل مالکان کو کیا ضرورت ہے کہ وہ گندم کے ساتھ چوکر ملا کر پیسیں اسی گندم اور آٹے کے ساتھ مل مالکان کا تو دور کا تعلق نہیں انہیں آٹے میں چوکر ملانے کی کیا ضرورت ہے ۔ انہیں تو ہم ایک روپے (99) پیسے پسائی کے دیتے ہیں ، عام گاہک جا کر گندم پسواتے ہیں ۔ وہ whole meal آٹا ہے انہیں قطعی طور پر اجازت نہیں کہ وہ اس میں سے fine نکالیں ، قطعی طور پر اجازت نہیں کہ وہ bran سوجی ، میدہ یا کسی قسم کی کوئی اور چیز نکالیں جس کی ہم پسائی دیتے ہیں ۔ صرف وہ اپنی پسائی لینے کے حق دار ہیں ۔ ایک تو یہ ہے ۔ دوسری بات یہ ہے کہ ایک من آٹے میں سے دس سے بارہ سیر تک چھان ۔ جناب والا ! ہمیں خدا کے خوف سے بھی ڈرنا چاہئے ۔ ایک من سے بارہ سیر چوکر نکل رہا ہے ۔ یہ کہاں سے آتا ہے ؟ صرف لاہور کو لیں ۔ پورے صوبہ پنجاب کو نہ لیں ۔ لاہور میں ہم اس وقت روزانہ 19 ہزار 55 من گندم کی پسائی کروا رہے ہیں ۔ اگر من میں سے بارہ سیر چوکر نکلے تو میں نے حساب کروایا ہے تقریباً 5 ہزار سات سو سولہ من روزانہ چوکر نکلنی چاہئے ۔ تو میں یہ پوچھنا چاہتا ہوں کہ وہ منڈی کہاں ہے جہاں سے ہمارا محکمہ یہ خریدتا ہے یا مل والے خریدتے ہیں ۔ یہ چیز out of queston ہے : چلو ہمارا محکمہ اس قسم کی کارروائی کرتا ہوگا تو پانچ چھ ہزار من چوکر ہم کہاں سے خریدتے ہیں ۔ یہ خبر غلط طور پر پہلے بھی چھپی تھی ۔ جس کی تردید میں پبلک ایلسٹ کی رپورٹ میں نے اسمبلی میں پیش کی تھی حالانکہ پبلک ایلسٹ نے یہ تجویز پیش کی تھی کہ ہم اس اخبار کی prosecution کریں ، جس نے باوجود اس ہدایت کے کہ وہ رپورٹ شائع نہ کرے یہ خبر شائع کی ۔ میرے خیال میں تحریک التوا بھی شاید میرے اس دوست نے کی تھی لیکن جناب والا ! ہم نے good-will create کرنے کے لئے prosecution سے احتراز کیا تھا کیوں کہ ہم پریس کا احترام کرتے ہیں ۔ اب جناب والا !

یہ حق ہم محفوظ رکھتے ہیں good will کی خاطر ہم نے جو وعدہ کیا تھا کہ ہم prosecution نہیں کریں گے اس پر بھی ہمیں دوبارہ غور کرنا پڑے گا کہ اگر پریس کا رویہ حکومت کے خلاف اس طریقے سے ظالمانہ رہا ، میں بھی کہہ سکتا ہوں ، تو پھر یہ بات افسوس ناک ہے ۔ میرے پاس جناب والا ۔ ۔ ۔ ۔

مسٹر سپیکر : آپ نے بدلا تو لے ہی لیا ہے ۔

وزیر خوراک : جناب والا ! میں نے پریس والوں سے ایک گزارش کی تھی انہوں نے بڑی مہربانی فرمائی ۔ ایک خط انہوں نے مجھے گزشتہ دنوں لکھا تھا جو میں پڑھ دیتا ہوں :

محترم دریشک صاحب !

گزارش ہے کہ چند روز قبل ہمارے پاس گندم کے ایک نمونہ اور ایک بیان آیا تھا یہ اطلاعاً میں آپ کو بھجوا رہا ہوں تاکہ اس سلسلہ میں مناسب کارروائی فرما سکیں ۔

یہ خط میرے پاس اٹھائیس ستمبر کو آیا تھا اس وقت میں نے سیکرٹری کی ڈیوٹی لگائی ۔ اس نے کہا کہ یہ آٹا تو فلاں مل کا ہے ، جو پرائیویٹ اور پرانا پلانٹ ہے ، وہ سرکاری گندم کی پسائی نہیں کرتا ۔ میں نے کہا ہرگز نہیں ، آپ انہیں تلاش کریں ۔ اس آدمی نے وہ گندم ساہیوال سے خریدی تھی ۔ وہ ساری تفصیل لے کر میں نے اس کا جواب تیار کیا اور اس روزنامہ کی تسلی اور تشفی کے لئے تفصیلاً خبر بھجوائی ۔ ہم تو جناب والا ! پریس کا اس قدر احترام کرتے ہیں ۔ میری گزارش جناب والا ! یہ ہے کہ یہ بالکل commonsence کی بات ہے اور جیسے کہ میں نے گزارش کی ہے یہ بالکل غلط بیانی پر مبنی ہے ۔ حقیقت کا اس سے کوئی تعلق نہیں یہ حکومت کے منہ میں مٹی ڈالنے اور اس کی اچھائی اور خدمت کو برے انداز میں پیش کرنے کے بعد آخر میں اس کی clearance بھی کر دی گئی ہے ۔ اس سلسلے میں جب فلور مل ایسوسی ایشن سے رابطہ قائم کیا گیا حالانکہ فلور مل ایسوسی ایشن کے صدر نے استعفیٰ دے دیا ہے

اور ایسی کوئی ایسوسی ایشن کم از کم ہمارے علم میں نہیں۔ شاید اس قسم کی کوئی ایسوسی ایشن اس وقت ہوتی تھی جب گورنمنٹ ان سے ملنگ کراتی تھی۔ تو اس سلسلہ میں جب ایک فلور مل سے رابطہ قائم کیا گیا تو اس نے اس بات کی سختی سے تردید کی کہ مل مالکان زائد چوکر ملاکر سرکاری گندم پیستے ہیں۔ انہوں نے کہا کہ اب چوکر سرے سے نکالی ہی نہیں جاتی اور ملانے کا تو سوال ہی پیدا نہیں ہوتا۔ جہاں تک آٹے سے چھان بورا نکالنے کا تعلق ہے اس کی وجہ بھی یہی ہے کہ میدہ سوجی کی طرح اب آٹے میں سے چوکر بھی الگ نہیں کیا جا سکتا۔ جس کی وجہ سے پہلے کی نسبت اب راشن ڈپوؤں کے آٹے سے زیادہ چوکر نکلتا ہے۔ جناب والا! اس بیان کی تردید تو کر دی گئی ہے لیکن اوپر شہ سرخی جو لگائی گئی ہے وہ ایسی ہے جو public opinion خراب کرنے کے مترادف ہے اور اس کے لئے میں بہرحال اپنے فاضل دوست کی تسلی کرواتا ہوں بلکہ جناب والا! میں اپوزیشن کے ارکان اور اپنے نیشنل پریس سے پر زور اپیل کرتا ہوں کہ مہربانی کرکے وہ اگر میرے اور میرے محکمہ کے ساتھ جانا پسند کریں تو میرے ساتھ کل چلیں، پرسوں چلیں میں ایک ایک ڈپو پر ان کو لے کر جاؤں گا، ایک ایک مل میں لے کر جاؤں گا اور اس قسم کی کوئی بات ہو اگر وہ سمجھیں کہ کل ہمارا محکمہ کوئی ہیرا پھیری کرے گا تو ہم ابھی جانے کے لئے تیار ہیں۔ (نعرہ ہائے تحسین)۔

جناب والا! یہ بات اگر غلط ثابت ہو جائے تو میرے فاضل دوست آ کر یہاں بیان دیں۔ میں پریس کو بھی دعوت دیتا ہوں کہ وہ بھی جائیں اور ہمارے بغیر جائیں۔ اکیلے جائیں اور یہاں آ کر ایمانداری سے رپورٹ پیش کریں، یہ میرے دوست اگر ہمارے ساتھ جانا چاہتے ہیں تو بڑی خوشی سے جائیں، اپنے طور پر جانا چاہیں تو بھی میں سب کی خدمت میں گزارش کرنا چاہتا ہوں کہ جائیں اگر حکومت نے نیک نیتی سے اچھا کام کیا ہے تو اس کی اگر تعریف نہیں کر سکتے تو اس پر اس قسم کا کیچڑ اچھالنے کی کوشش نہ کریں۔

حاجی محمد سیف اللہ خان: جناب والا! مجھے جناب وزیر خوراک کا یہ بیان سن کر انتہائی حیرانی ہوئی ہے کہ آج وہ کس پارسائی کا دعویٰ اس ایوان

میں کر رہے ہیں اس پریس میں انہی کا بیان شائع ہوا تھا کہ اب لاہور کو خالص آٹا ملے گا ۔ میں پوچھنا چاہتا ہوں جناب والا کہ اگر لاہور کو خالص آٹا ملتا تھا ، اگر اس میں چوکر نہیں ہوتا تھا اور کسی قسم کی ۔ ۔ ۔ ۔

مسٹر سپیکر : The distinction was very obvious انہوں نے پہلے بیان کیا ہے ۔

حاجی محمد سیف اللہ خان : کیا جناب ؟

مسٹر سپیکر : whole-meal and half-meal میں distinction ہے ۔

حاجی محمد سیف اللہ خان : خالص سے کیا مراد ہے ؟

مسٹر سپیکر : Whole-meal .

حاجی محمد سیف اللہ خان : یہی میں عرض کر رہا ہوں کہ جو آٹا اس وقت بھی مل رہا ہے یا پہلے ملتا رہا ہے ۔ آخر اخبارات میں جب عوام شکایات کرتے ہیں ، ان کو approach کرتے ہیں تو اخبارات کے پاس اپنے ذرائع ہوتے ہیں ۔ حکومت جو بھی سٹیٹمنٹ ایجنسی دیتی ہے اخبارات اسے شائع کرتے ہیں ۔ عوام بھی جو شکایت کرتے ہیں اخبارات ان کو بھی شائع کر دیتے ہیں ۔

Choudhary Muhammad Yaqub Awan : Point of order, sir.

Mr. Speaker : There is a point of order by Ch. Mohammad Yaqoob Awan.

Choudhary Mohammad Yaqoob Awan : For information of the hon'ble Minister for Food, I submit to the Chair that so far as the quality of atta supplied in month of Ramzan is concerned, it was perfectly all right. But I know of Lyallpur that after Eid this quality has deteriorated and I will request my brother to hold an inquiry and to check why this change has taken place ? This is my request to the hon'ble Minister.

حاجی محمد سیف اللہ خان : جناب والا ! جہاں تک نیشنل پریس کا تعلق ہے ہم آج بھی کہتے ہیں اور کل بھی کہتے رہے ہیں کہ ہمارا پریس اپنی بساط کی حد تک ، جب تک گورنمنٹ مداخلت نہ کرے ، نہایت دیانتداری اور قومی خدمت کے جذبہ کے تحت کام کرتا ہے ۔ پریس جہاں حکومت کا ہے وہاں عوام کا بھی ہے ۔ عوام کا بھی ان پر حق ہے اور عوام کی شکایات کو شائع کرنے کا بھی اخبار کو پورا پورا حق ہے ۔ میں توقع رکھتا ہوں کہ جناب وزیر خوراک محض ایک خبر کے شائع ہو جانے سے جو کہ عوامی اضطراب اور شکایات کے ازالے کے لئے انہوں نے شائع کی وہ اس کا اس طرح سے اثر نہ لیں اور اس طرح سے وہ عوامی پریس اور نیشنل پریس کو نہ لتاڑیں ۔ بہرحال میں ان سے گزارش کروں گا کہ پہلے تو وہ اپنے ان تمام الفاظ کو جو کہ انہوں نے پریس کے خلاف کہے ہیں ، واپس لیں ۔ جہاں تک شکایات کا تعلق ہے ، ہم سمجھتے ہیں کہ ہم یہاں پر عوام کی شکایات کو دور کرنے اور عوام کی خدمت کرنے کے لئے آئے ہیں ۔ ہم اس سے گریز نہیں کریں گے اور اس چیز کی تصدیق صرف لاہور کی حد تک نہیں بلکہ میں جناب وزیر خوراک کو دعوت دوں گا کہ وہ صوبے کے دوسرے حصوں میں بھی ہمارے ساتھ چلیں اور ہم ان کو دکھاتے ہیں کہ کس قسم کا آٹا مل رہا ہے ، کس قسم کی دھاندلیاں ہو رہی ہیں ۔ میں ان کو ان کے گودام دکھانے کے لئے تیار ہوں جہاں گندم کے نام پر بوریاں بھری جاتی ہیں اور ایک ایک من مٹی پڑی ہوتی ہے ۔ ان کے محکمے نے ان کے ساتھ دھوکہ کیا ہے ۔

مسٹر سپیکر : مٹی بیچی تو نہیں جا سکتی ۔

حاجی محمد سیف اللہ خان : اگر وہ اس دعوت کو قبول کرتے ہیں تو ہم ان کے ساتھ جانے کو تیار ہیں اور وہ اس کے لئے تاریخ مقرر کریں اور جا کر اپنے گودام بھی چیک کرالیں ۔ ملیں اور ڈپو بھی چیک کرالیں ۔ ہم انہیں بتائیں گے کہ وہاں خالص آٹا نہیں ملتا ۔

مسٹر سپیکر : انہوں نے یہ کام آپ پر چھوڑا ہے ۔ وہ تو اس کے لئے تیار ہیں ۔

حاجی محمد سیف اللہ خان : جناب ہم نے بھی یہی پیش کش کی ہے ۔

انہوں نے صفائی پیش کی ہے کہ کچھ نہیں ہو رہا ، ہم کہتے ہیں کہ سب کچھ ہو رہا ہے ۔ وہ تو ایک specified آٹے کی طرف آئے ہیں اور اس میں بھی ان کا اعتراف موجود ہے ۔ اس حد تک تو میں مان لیتا ہوں میری تحریک التوا اس حد تک تو infructuous ہو جاتی ہے ۔ کہ میں نے مل مالکان کے متعلق کہا ہے اگر وہ فرمائیں تو میں تصحیح کر دوں ۔

مسٹر سپیکر : نہیں ۔ انہوں نے تو ایک اور بات کہی ہے ۔ اگر آپ اس کا جواب دے سکتے ہیں یا دینے کی پوزیشن میں ہیں تو میں اس حد تک آپ کو اجازت دے سکتا ہوں ۔ انہوں نے ایک جواب دیا ہے ۔ آپ اگر اس جواب سے مطمئن نہیں کیونکہ یہ معاملہ بڑا اہم ہے اور انہوں نے ایک بات اور کہی ہے کہ وہ آٹا کہاں سے آتا ہے ۔ جس میں سے ایک چوتھائی چھان نکلتا ہے ۔ وہ کون سی چیز ہے جو اس میں استعمال ہوتی ہے اور وہ اتنی زیادہ مقدار میں کہاں ملتی ہے ۔

حاجی محمد سیف اللہ خان : ہمارے صوبہ میں ملتی ہے اور عام ملتی ہے ۔

مسٹر سپیکر : نہیں ۔ آپ نے وہ بات غالباً توجہ سے نہیں سنی ۔ انہوں نے کہا ہے کہ صرف لاہور میں 5 ہزار من آٹا ہر روز پستا ہے ۔ اس کا مطلب ہے کہ لاہور میں روزانہ لوگ جتنا آٹا لیتے ہیں اس کا ایک چوتھائی حصہ پھینک دیتے ہیں ۔ یہ کم از کم ہے ۔ شائد اس سے زیادہ پھینکتے ہوں گے ۔

حاجی محمد سیف اللہ خان : اس میں اور چیزیں بھی شامل ہیں ۔ چھان وغیرہ ۔ ضروری نہیں کہ وہ پسی ہوئی روٹیاں ہوں یا پسا ہوا آٹے کا چھان ۔ اس میں مٹی اور دوسری چیزیں بھی شامل ہوتی ہیں اور وہ سب مل ملا کر اسی اوسط پر آ جاتی ہیں ۔

مسٹر سپیکر : انہوں نے offer کیا ہے ۔ اب یہ آپ کی choice ہے کہ کوئی دن مقرر کر لیں I will keep it pending.

حاجی محمد سیف اللہ خان : ٹھیک ہے جناب ۔

مسٹر سپیکر : کوئی دن جو آپ کو پسند ہو ۔ آپ لاہور کے لئے مقرر کریں ۔

حاجی محمد سیف اللہ خان : بالکل صحیح ہے جناب ۔

مسٹر سپیکر : بہت اچھا ۔

مسٹر سپیکر : نذر حسین منصور صاحب آپ نے جو تحریک استحقاق پیش کی ہے ۔

This I can permit on a matter of personal explanation and not as a privilege.

مسٹر نذر حسین منصور : جناب سپیکر ! کیا آپ تحریک استحقاق نمبر 77 لے رہے ہیں جو سید تابش الوری صاحب نے ایوان میں پیش کی تھی ۔

مسٹر سپیکر : یہ تحریک استحقاق تو آج پیش نہیں ہو رہی ۔

مسٹر نذر حسین منصور : وہ تحریک التوائے کار جس میں چیچہ وطنی میں وقوع پذیر ہونے والے ایک حالیہ واقعہ کے متعلق کہا گیا تھا کہ وہاں پر چند غنڈوں نے غنڈہ گردی کی ، فساد کیا ۔ لوگ رانا حنیف سے ملے ۔ تو اس کے جواب میں جناب ڈاکٹر عبدالخالق نے فرمایا تھا کہ ان آٹھ غنڈوں کو گرفتار کر لیا گیا ہے ۔ ہائی کورٹ سے ان کی ضمانتیں نہ ہوئیں ۔ تو وہ ان کے جواب سے مطمئن ہوگئے ۔ لیکن میں نے اپنی تحریک استحقاق میں یہ کہا ہے کہ وہ تحریک بھی غلط ہے اور جناب وزیر موصوف کا جواب بھی بالکل واقعات اور حالات کے خلاف ہے ۔ میں نے تحریک استحقاق پیش کی ہے کہ اگر میں وضاحت نہ کروں تو اس معزز ایوان میں صحیح واقعات نہیں آ سکیں گے ۔ اصل مسئلہ یہ ہے ۔ کہ وہ لوگ غنڈے نہ تھے ۔ بلکہ مرکزی وزیر حنیف صاحب کے نزدیکی رشتہ داروں کے ساتھ ان کی لڑائی ہوئی ۔ دفعہ 307 تعزیرات پاکستان کے تحت پرچہ درج ہوا وہ 307 کے مجرم تھے نہ کہ غنڈے تھے ۔ رانا حنیف کے ایما پر ان کے خلاف پرچہ درج کیا گیا ۔ تمام ساہیوال جانتا ہے وہ چھ دن وہاں رہے ۔ ان لوگوں کو ابھی تک جیل میں رکھا ہوا تھا ۔ اس کے متعلق میں نے تحریک التوائے کار پہلے دی تھی ، لیکن پارٹی ڈسپلن کے تحت واپس لے لی تھی ۔ اس لئے میں التجا کرتا ہوں کہ ان لوگوں کو غنڈہ نہ قرار دیا جائے اور نہ وہ غنڈے ہیں ۔ بلکہ وزیر موصوف کے بھائی یا بھانجوں سے ، جو غلط کاری کرتے ہیں ، ان کا تصادم ہوا ۔ تصادم کے نتیجے میں پرچہ درج ہوا

تو وہ آدمی جو شریف شہری ہیں ان کو on record غنڈہ نہیں کہا جا سکتا اور اگر میں نے یہ تاثر لیا ہے کہ ان کی ضمانتیں ہائی کورٹ سے منسوخ کی گئی ہیں تو یہ میں افسوس سے کہتا ہوں ۔ رانا صاحب نے سیشن اور انتظامیہ کو متاثر کیا ہے اور جو پرچہ درج ہوا ہے وہ پولیس بھی سمجھتی ہے کہ ڈاکٹر نے simple injury لکھا ہے ۔ ۔ ۔

مسٹر سپیکر : دیکھیں ۔

When the Court comes in, we are supposed not to.....

مسٹر لئیر حسین منصور : جناب ! اس کی الکوالری ہونی چاہئے کہ اصل واقعہ کیا ہے ۔

مسٹر سپیکر : اب تو جوڈیشل الکوالری شروع ہوگئی ہے یعنی ہائی کورٹ سے بڑی جو ڈیشل الکوالری اور کیا ہو سکتی ہے for that limited purpose ہائی کورٹ سے بڑی عدالت کون سی ہوگی ۔

مسٹر لئیر حسین منصور : وہ تو bail کے لئے ہے ۔

مسٹر سپیکر : ہاں ! مگر ہائی کورٹ سے بڑی کون سی عدالت ہوسکتی ہے ۔

مسٹر لئیر حسین منصور : اس تصحیح اور میرے بیان کے پیش نظر میں آپ سے درخواست کروں گا کہ واقعات اور حالات کو صحیح طور پر لانے کے لئے کسی نہ کسی طریقہ سے انکوائری کرائی جائے کہ کیا وہ غنڈے ہیں ؟ اور میں کہتا ہوں کہ ہائی کورٹ نے ان کی ضمانتیں لے لی ہیں ۔ تو ان واقعات کو اس معزز ایوان میں پیش کرنے کے لئے میں یہ ضروری خیال کرتا ہوں کہ آپ کسی طریقہ سے ان حالات کو دوبارہ اس معزز ایوان کے سامنے لائیں ۔

Mr. Speaker : You have brought the other side of the picture before the House.

راجہ فضل الفضل خان : میں add کرنا چاہتا ہوں کہ وقوعہ کے دوسرے دن جناب رانا حنیف صاحب وہاں ہیلی کاپٹر پر آئے یہ لوگ جن کو غنڈہ کہا گیا ہے ۔ ماضی میں ان کے خلاف کوئی کیس نہ تھا ۔

Mr. Speaker : I am not going to find out who they are, what they are, but "they" are not under discussion.

راجہ محمد الفضل خان : لیکن جو مدعی بنے ہیں ۔ ان کے خلاف غنڈہ گردی اور دوسرے کیسز ہیں ۔

مسٹر سپیکر : آپ ایک تحریک التوائے کار لے آئیں ۔

راجہ محمد الفضل خان : اس لئے عموماً اسمبلی میں غلط بیانی سے کام لیا جاتا ہے ۔ اس پر آپ توجہ کریں ۔ ۔ ۔

خان محمد ارشد خان : excuse me Sir جناب والا ! فاضل رکن نے کہا ہے کہ رانا حنیف صاحب پیلی کاپڑ پر آئے تھے ۔ یہ غلط ہے ۔ وہ اپنی constituency میں آئے تھے ۔ فاضل ممبر نے کہا ہے کہ مدعی پارٹی on record غنڈہ ہے ۔ یہ بالکل غلط ہے ۔ وہ شریف آدمی ہیں ۔ ۔ ۔

مسٹر نذر حسین منصور : میں ان کو چیلنج کرتا ہوں کہ مدعی پارٹی کا خورشید اور جو کہ رانا صاحب کا بھانجا ہے ۔ ۔ ۔

Mr. Speaker : I have closed this issue, Mr. Nazar Hussain Mansur, You had your say and nobody interrupted you. This is against the parliamentary manners.

کسی نے آپ کو نہیں روکا کہ وہ کون لوگ ہیں ۔ آپ ان سے agree نہ کریں ۔ لیکن یہ مشکل بات ہے ۔ آپ اگر بات کریں گے تو دوسرے بھی کریں گے اور دوسرے آپ کو روکیں گے ۔

خان محمد ارشد خان : فریقین کی لڑائی ہوئی ۔ اس کے بعد پرچہ رجسٹر ہوا ۔ پولیس نے کارروائی کی ۔ انہوں نے بھی قانونی راستہ اختیار کیا ۔ ان کی ضمانتیں ہوگئیں ۔ ہم یہ نہیں کہتے کہ وہ غنڈے ہیں اور یہ بھی غلط غلط ہے کہ رانا حنیف نے دباؤ ڈالا ۔ اور جو information اس ایوان میں دی جا رہی ہے وہ بے بنیاد اور بالکل جھوٹی ہے ۔ صرف یہ ہے کہ ان کی آپس میں لڑائی ہوئی ۔

مسٹر سپیکر : بالکل بے بنیاد اور غلط کہتے ۔

خان محمد ارشد خان : اس کے بعد ان کے پرچے رجسٹر ہوئے اور آج کل وہ ضمانت پر ہیں ۔ اب عدالت جو فیصلہ کرے گی وہ سامنے آ جائے گا ۔

سید نابش الوری : جناب والا ! اب صورت حال کیا ہوئی ۔ وزیر موصوف نے جو بیان دیا ہے وہ صحیح تھا یا غلط اور دو معزز ارکان نے اس سلسلے میں جو بیانات دیئے ہیں ان کی کیا پوزیشن ہوئی ؟

مسٹر سپیکر : بہر حال انہوں نے آپ کو یقین دلایا ہے کہ پولیس بڑی چوکس اور چوکنی ہے اور ایسا کوئی واقعہ نہیں ہونے دیا جا رہا اور نہ ہونے دیا گیا ۔

سید نابش الوری : جناب والا ! یہ ان کے بیان کے خلاف کھلم کھلا عدم اعتماد کا اظہار ہے ۔ ایسی صورت میں میں یہ چاہوں گا کہ وزیر موصوف وضاحت کریں ۔ ایک طرف ایک مرکزی وزیر کا نام لیا گیا اور دوسری طرف سینئر وزیر نے اس سلسلے میں بیان دیا ہے ۔ تو اصل صورت حال سے ہمیں آگاہ ہونا چاہئے کہ کیا ہے ؟

مسٹر سپیکر : سرکاری طور پر صورت حال تو وہی ہے جس کا ڈاکٹر عبدالخالق صاحب نے اظہار کیا ہے ۔

سید نابش الوری : اس کی ہم پر پابندی نہیں ہے ۔

مسٹر سپیکر : آپ کس حد تک اس وضاحت کو قبول کرتے ہیں یہ آپ پر پابندی نہیں ۔

مسودہ قانون

مسودہ قانون مرکب خوراک برائے مویشیان مصدرہ 1974ء (جاری)

Mr. Sperker : Now, we take up clause 4 of the Punjab Compound Feeding Stuff Bill, 1974.

وزیر قانون : جناب والا ! میری گزارش سن لیجئے ۔ اس پر غور جاری

تھا کہ اس کو ملتوی کر دیا گیا کہ اس پر متفقہ ترمیم آ جائے۔ اب متفقہ ترمیم آ چکی ہے اسے پیش کر کے اس کلاز کو پیش کیا جائے۔

مسٹر سپیکر : کیا اس پر تقاریر ہو چکی ہیں ؟

حاجی محمد سیف اللہ خان : اس پر تقاریر ہو چکی ہیں۔

Mr. Speaker : Clause 4 is under consideration. A new amendment has come in with the special permission of the Speaker and it is in time. Begum Rehana Sarwar, Malik Muhammad Azam.

Begum Rehana Sarwar : I beg to move :

> That for Clause 4 of the Bill, as recommended by the Standing Committee on Agriculture, Planning and Development, the following be substituted, namely :—
>
> 4. No person shall manufacture or sell a compound feeding stuff other than a customer-formula feed.

Mr. Speaker : The amendment is by way of substitution. The motion is :

> That for Clause 4 of the Bill, as recommended by the Standing Committee on Agriculture, Planning and Development, the following be substituted, namely :—
>
> 4. No person shall manufacture or sell a compound feeding stuff other than a customer-formula feed.

Minister For Law : Agreed.

Haji Muhammad Saifullah Khan : I oppose it.

جناب والا ! میری سمجھ میں نہیں آیا کہ یہ ترمیم کس طرح لائی جا رہی ہے - اصل چیز جس پر یہ کلاز postpone ہوئی تھی - تصفیہ طلب تھی - کلاز 4 کی ذیلی کلاز 1 میں انہوں نے لکھا تھا -

> No person shall sell compound feeding stuff other than a customer-formula feed unless it has been registered with the Inspection Officer in such manner and on payment of such fee as may be prescribed :

ہم نے ترمیم دی تھی کہ اس میں Sell or maufacture کر دیں - اس پر ابھی بحث جاری تھی - اس کو مکمل طور پر discuss نہیں کیا گیا اور اس پر کسی قسم کا اتفاق نہیں ہوا - اب یہ ترمیم دے کر مزید complication پیدا کر دی گئی ہے -

> "No person shall manufacture or sell a compound feeding stuff other than a customer-formula feed."

اب customer فارمولا انہوں نے دیکھا نہیں کہ اس کی definition کیا ہے - یہاں صرف customer formula نہیں بلکہ مل اونر نے خود feeding staff بنانا ہے اور اپنا فارمولا رجسٹرڈ کرانا ہے - یہ ضروری نہیں ہے کہ یہ صرف مالک ہی بنا سکتا ہے - اس میں customer formula کی definition جو ہے - - - -

مسٹر سپیکر : customer formula کی definition by amendment یہ آئی ہے -

> "Customer-formula feed" means a mixture of feed ingredients which may

contain one or more compound feeding stuff each of which is formulated in the manner prescribed."

Haji Muhammad Saifullah Khan : "Customer-formula feed" means a mixture of feed ingredients which may contain one or more compound feeding stuff each of which is formulated in the manner prescribed."

جناب والا ! یہ تو ہے وہ فارمولا ۔ یہاں پر وہی لکھا ہوا ہے جو اصل بل میں customer کی definition ہے ۔

مسٹر سپیکر : یعنی آپ نے اس کو پہلے پڑھا تھا اور آپ کے ذہن میں یہ تھا کہ customer ہی آ کر کہے گا کہ ہمیں یہ feed بنا دیجئے اور وہ اپنے initiative پر کاروبار نہیں کر سکے گا ۔

حاجی محمد سیف اللہ خان : جی ہاں ۔

Mr. Speaker : That apprehension has been dispelled.

Haji Muhammad Saifullah Khan : "Customer-formula feed" means a mixture of feed ingredients which may contain one or more compound feeding stuff each of which if formlated according to the specific instructions of the final purchaser ;"

مسٹر سپیکر : جو ترمیم شدہ definition آئی ہے اس کے مطابق تو it fits in ہے ۔

حاجی محمد سیف اللہ خان : جناب والا ! اس سے پھر وہی apprehension رہ جائے گی ۔

مسٹر سپیکر : اس میں manufacture and sale دونوں آ گئے ہیں ۔

حاجی محمد سیف اللہ خان : نہیں آئے ۔

مسٹر سپیکر : دونوں ترامیم کو ملا کر پڑھیں ۔

حاجی محمد سیف اللہ خان : جناب والا ! پہلی definition صرف sell کی ہے ۔

Mr. Speaker : "No person shall manufacture or sell a compound feeding stuff other than a customer-formula feed."

اس کے بعد کی definition آتی ہے customer formula feed ۔

حاجی محمد سیف اللہ خان : جناب والا ! اس کا یہ مطلب ہوا کہ اس کے بعد باقی ساری کلاز ختم ہو گئی ۔

مسٹر سپیکر : ہاں ۔ پھر اس کے بعد ۔

حاجی محمد سیف اللہ خان : پھر اس کی رجسٹریشن کی بھی ضرورت نہیں اور کسی چیز کی بھی ضرورت نہیں ۔

مسٹر سپیکر : یہ تو وہی جانتے ہیں ۔

حاجی محمد سیف اللہ خان : ٹھیک ہے ۔

We agree Sir. May pass it unanimously.

Mr. Speaker : The question is :

That for Clause 4 of the Bill, as recommended by the Standing Committee on Agriculture, Planning and Development, the following be substituted, namely :—

4. No person shall manufacture or sell a compound feeding stuff other than a customer-formula feed.

(The motion was carried)

مسٹر سپیکر : اب سوال یہ ہے :۔

کہ کلاز 4 ترمیم شدہ صورت میں منظور کی جائے۔

(تحریک منظور کی گئی)

اب اس ترمیم کی وجہ سے چونکہ یہ کلاز substitute ہو گئی ہے ۔

All other amendments in Clause 4 have become in-fructuous.

سید تابش الوری : جناب سپیکر ! میں اس بل کی ایک نہایت اہم ضمن 11 پر اظہار خیال کر رہا تھا جس میں انسپکٹروں کے اختیارات عمومی بیان کئے گئے ہیں اور میں نے یہ عرض کیا تھا کہ حکومت نے اس ضمن کے تحت انسپکٹروں کو لا محدود اور لا متناہی اختیارات تفویض کرنے کا فیصلہ کیا ہے جس کے نتیجے میں رشوت بدعنوانی اور صنعتوں کے استحصال کی نئی صورتیں پیدا ہو جائیں گی ۔ ۔ ۔ ۔

(اس مرحلہ پر حاجی محمد سیف اللہ خان کرسیٔ صدارت پر متمکن ہوئے) ۔

جناب والا ! پاؤس کو in order کیجئے کیونکہ آپ کی صدارت کی خوشی میں پاؤس in order نہیں ۔

Mr. Chairman : The House is in order.

سید تابش الوری : جناب سپیکر ! میں یہ گزارش کر رہا تھا کہ انسپکٹروں کو جو اختیارات دئے گئے وہ تھانیدار ، سپرنٹنڈنٹ آف پولیس ، آئی ۔ جی ، ڈپٹی کمشنر ، کمشنر اور بورڈ آف ریونیو کے ممبر سے بھی زیادہ ہیں ۔ یہ ایسے اختیارات ہیں جو کسی غیر ملکی سامراج کے مقرر کردہ حاکم کو دئے جا سکتے ہیں ۔ مہذب اور متمدن جمہوری معاشرہ میں اس قسم کے اختیارات کسی بھی صورت میں برداشت نہیں کئے جا سکتے ۔ میں نے آپ کے توسط سے اس پاؤس کے سامنے یہ وضاحت کی کہ انسپکٹر کو یہ اختیار دیا جا رہا ہے کہ وہ اپنے فرائض کے سلسلے میں کسی بھی ٹرک ، گاڑی اور موٹر کو روک کر اپنی تحویل میں لے سکتا ہے محض اس شبہ کی بنا پر کہ اس ٹرک یا موٹر میں مضر

صحت چیزیں موجود ہیں جو جانوروں کے استعمال کے لئے تیار کی گئی ہیں ۔ جناب والا ! آپ خود سمجھ سکتے ہیں کہ یہ اختیار انسپکٹر کو دے کر ہم نے گویا تمام traffic کو مفلوج کرنے کے اختیار دے دئے ہیں ۔ یہ ایسی صورت ہے جس کے نتیجے میں تمام کارخانے اور فیکٹریاں متاثر ہوں گی کیونکہ کوئی ٹرک یا گاڑی اس وجہ سے ایسے فوڈ سٹف کو ایک جگہ سے دوسری جگہ لے جانے کے لئے تیار نہ ہوں گے کیونکہ محض شبہ کی بنیاد پر ان کی گاڑی کو قبضہ میں لیا جا سکتا ہے ۔ جناب والا ! اگر یہ اختیار دئے جائیں کہ جہاں فیکٹری میں سامان تیار ہو رہا ہو وہاں انسپکٹر معائنہ کر سکے تو مناسب ہے یا جس جگہ مال پہنچایا جا رہا ہے ، وہاں پہنچنے کے بعد معائنہ کرے تو بھی اس کا جواز موجود ہے لیکن راستے میں کسی بھی جگہ پر کسی ٹرک یا گاڑی کو روک کر انسپکٹر کو checking کرنے کے اختیار دے دینا کسی طرح بھی مناسب اور قرین انصاف نہیں ۔ اس لئے یہ درخواست ہے کہ ان کے اختیارات اس حد تک محدود کئے جائیں کہ وہ in course of delivery and in the course of transit اس سامان کو ضبط نہ کر سکیں ۔ اس میں یہ بھی اندیشہ ہے کہ جب کسی ٹرک یا گاڑی میں سامان جا رہا ہو اور مالک موجود نہ ہو تو مالک کی عدم موجودگی میں بھی وہ کسی بھی سامان کو ضبط کر سکتے ہیں اور اس کے خلاف کارروائی بھی کر سکتے ہیں ۔ اس اندیشے اور خطرے کو دور کرنے کے لئے اس بات کی ضرورت ہے کہ اس میں اس طرح ترمیم کر دی جائے کہ وہ in transit کسی بھی سامان کو اپنے قبضے میں نہ لے سکے اور اس گاڑی کو بھی قبضہ میں نہ لے سکے جو اس مل مالک کی بجائے کسی ٹرانسپورٹر کی ملکیت ہو ۔ جب اس کاروبار میں اتنے خطرے موجود ہوں ۔ وہاں ٹرانسپورٹر یا کمپنی اس کا سامان اٹھانے کے لئے تیار نہ ہوگی اور اس طرح سے ٹریفک اور transport کا ایک مسئلہ پیدا ہو جائے گا ۔

جناب والا ! انسپکٹر کو یہ بھی اختیار دیا گیا ہے کہ وہ کسی بھی منڈی یا کسی بھی دوکان میں داخل ہو کر معائنہ کرے اور اس کی تلاشی لے ۔ اس کو دیگر جگہ میں بھی داخل ہونے کا اختیار ہے جو کسی صورت میں بھی اور کسی سطح پر جائز نہیں ہو سکتا ۔ ایک انسپکٹر کو کسی گودام ،

دوکان یا فیکٹری کے معائنہ کا اختیار ہو سکتا ہے لیکن کسی دیگر جگہ بغیر کسی وارنٹ کے یا بغیر کسی نوٹس کے داخل ہونے کا اختیار نہ ہونا چاہئے ۔ کیونکہ یہ عام شہری کی آزادی پر براہ راست حملے کے مترادف ہے ۔ اس لئے میں اپنی ترمیم کے ذریعے درخواست کروں گا کہ "کسی دیگر جگہ" کے الفاظ کو حذف کر دیا جائے تاکہ وہ اپنے فرائض کی انجام دہی سے تجاوز نہ کر سکے اور لوگوں کی آزادی کو سلب کرنے کا باعث نہ ہو ۔ اسی طرح یہ بھی اختیار دیا گیا ہے کہ وہ کسی فیکٹری کے علاوہ اس مل مالک کے مکان میں بھی داخل ہو سکتا ہے جہاں ایسی کوئی توضیح اور تشخیص نہ ہو جس کے تحت اس کے مکان میں داخل ہونے سے روکا جا سکے ۔ اس کے آگے چل کر پہلا سوم میں واضح طور پر یہ کہہ دیا گیا ہے کہ وہ کسی بھی دیگر جگہ داخل ہو سکتا ہے ۔ میں سمجھتا ہوں کہ آپ مجھ سے اتفاق فرمائیں گے کہ اتنے لا محدود اختیارات انسپکٹر جیسے درجے کے آدمی کے لئے کسی طور جائز اور قرین انصاف نہیں ہو سکتے ۔ جناب اسی پر بس نہیں کیا گیا ، اسے کسی بھی جگہ داخل ہونے کی کھلی چھٹی دے کر یہ بھی اختیار دے دیا گیا ہے کہ فوڈ سٹف کی تیاری کے سلسلے میں جو آلات یا مشینری استعمال ہوتی ہو وہ اس کو اپنے قبضے میں لے سکتا ہے ۔ نہ صرف وہ ان آلات کو قبضے میں لے سکتا ہے جن کے ذریعے سامان تیار کیا جا رہا ہو بلکہ ایسی مشینری اور سامان کو بھی قبضے میں لے سکتا ہے جو مستقبل میں استعمال میں آنے والی ہو ۔ اس طرح جناب والا ! یہاں خوف و ہراس کی فضا پیدا کی جا رہی ہے ۔ جو پہلے ہی محدود کام کرنے والے ہیں ان کی راہیں مزید مسدود کی جا رہی ہیں ۔ آپ کو معلوم ہے کہ فوڈ سٹف بہت ہی فنی طریقے سے تیار کیا جاتا ہے اور ہمارے یہاں پورے پنجاب میں اس مقصد کے لئے صرف دس فیکٹریاں موجود ہیں ۔ ایک چھوٹے درجے کی فیکٹری دس لاکھ سے پندرہ لاکھ روپے تک تیار ہوتی ہے ۔ لیور برادرز کے 50 لاکھ سے ایک کروڑ روپے تک فوڈ سٹف کے آلات پر خرچ ہوئے ۔ آپ انسپکٹر کو یہ اختیار دے رہے ہیں کہ وہ ایک کروڑ سے قائم ہونے والی فیکٹری کی مشینری اور آلات اپنے قبضے میں لے لے ۔ نہ صرف اپنے قبضے میں لے لے بلکہ اس کو اٹھا کر اپنے ساتھ لے جائے ۔

جناب والا ! اس کے ساتھ اسے یہ بھی اختیار دیا جا رہا ہے کہ جو

فوڈ سٹف کا سامان تیاری کے لئے ہو یا جو تیار سٹف موجود ہو اس کو اپنے قبضے میں لے لے اور نہ صرف قبضے میں لے لے بلکہ چاہے تو وہیں موقع پر destroy کر دے۔ یہاں کوئی وضاحت نہیں کہ وہ کس طریقے سے یا کس تجزئے سے فوری طور پر اس فوڈ سٹف کی تلفی کا فیصلہ کرے گا۔ اسے مضر صحت قرار دینے کے لئے صرف اس کی نگاہ کافی ہے، صرف اس کے اشارہ ابرو سے وہ چیز نہ صرف قرار دا خالص اور غیر ضروری ہو جائیگی بلکہ اس کے تلف کرنے اختیار بھی اسے حاصل ہو جائے گا جو ہزاروں نہیں بلکہ لاکھوں روپے کی مالیت کی ہو سکتی ہے۔ میں سمجھتا ہوں کہ اس درجے کے انسپکٹر کو اس قسم کے لا محدود اختیارات نہ دے کر اس صنعت کو تباہ ہونے سے بچانے کی ضرورت ہے۔

جناب والا! اس عجیب و غریب ضمن کے تحت جہاں انسپکٹر کو ایسے اختیارات دیئے جا رہے ہیں وہاں ایک عجیب و غریب اختیار یہ بھی دیا جا رہا ہے کہ اگر کوئی فیڈ سٹف مضر صحت ہو تو وہ اسے بغیر کسی تجزئے کے محض اپنی صوابدید پر قبضے میں لے سکتا ہے۔ اگرچہ یہ بات ہمارے لئے انتہائی قابل اعتراض اور محل نظر ہے لیکن آگے چل کر ہمیں اس سے بھی زیادہ خوفناک صورت حال کا سامنا کرنا پڑتا ہے اور میں جناب وزیر قانون اور سینئر وزیر سے درخواست کروں گا کہ چونکہ یہ ضمن اس بل کی سب سے اہم ضمن ہے اور اس کے تحت انسپکٹر کے اختیارات اور فیڈ سٹف کی صنعت کا مستقبل وابستہ ہے۔ اس لئے وہ براہ کرم فوری طور پر اس پر غور کریں اور محض اکثریت کی بنیاد پر کوئی فیصلہ مسلط کرنے کی کوشش نہ فرمائیں۔ اس ضمن کے تحت یہ اختیار بھی دیا جا رہا ہے اور جناب ڈاکٹر عبدالخالق اس پر غور فرمائیں گے کہ یہ اختیار کس حد تک جائز ہو سکتا ہے کہ اگر کوئی چیز مضر صحت ہو تو اس کا جواز تو آپ ڈھونڈ نکالیں گے لیکن اس میں یہ ہے کہ اگر کوئی چیز کسی وقت مضر صحت ہونے والی ہے، اگر کوئی چیز مستقبل میں خراب ہونے والی ہے تو وہ اسے بھی اسی وقت اپنے قبضے میں لے کر تلف کر سکتا ہے۔

(اس مرحلہ پر مسٹر سپیکر کرسی صدارت پر متمکن ہوئے)

جناب والا ! تلف کرنے کے لئے صرف ایک معمولی سی گنجائش اور رعایت دی گئی ہے اور وہ یہ ہے کہ اگر وہاں تلف کرے تو مالک کی رضامندی سے کرے اور نچلی سطروں میں اس رعایت کو بھی واپس لے لیا گیا ہے اور یہ قرار دے دیا گیا ہے کہ اگر انسپکٹر موصوف مناسب سمجھیں تو مالک کی رضامندی کے بغیر بھی ان تمام اشیاء کو وہیں قبضے میں لے کر ضبط کر سکتے ہیں اور وہیں تلف بھی کر سکتے ہیں اور اس عظیم کارروائی کے لئے انہیں محض دو گواہوں کی ضرورت ہوگی ۔

جناب والا ! ایسی صورت میں جب کہ مضر صحت اشیاء کا تجزیہ بھی ضروری نہ ہو اور ان اختیارات کے استعمال کرنے کے سلسلے میں کوئی قیود اور پابندیاں بھی عائد نہ ہوں تو آپ بتائیں کہ کس طرح سے کوئی صنعت کار فیڈ سٹف کے سلسلے میں اپنے روزمرہ کے کاروبار کو جاری رکھ سکتا ہے ۔ جناب والا ! پھر یہ نہیں کہ اس سلسلے میں یقین کی پابندی ہی عائد کر دی گئی ہو یعنی اسے اس بات کا یقین ہو کہ یہ چیز مضر صحت ہے بلکہ محض شبہ کی بنیاد پر If he has reasons to suspect یعنی believe بھی نہیں ۔ اگر اسے شبہ بھی ہے کہ یہ مضر صحت ہے تو اسے کارروائی کا اختیار حاصل ہو جاتا ہے ۔

جناب والا ! اسی طرح سے آگے چل کر ایک اور discreation بھی انسپکٹر صاحب کو بخش دی گئی ہے ۔ وہ یہ ہے کہ اگر وہ چاہے اور اس کی نظر کرم ہو تو وہ ضبط شدہ مواد کو اسی مالک کی تحویل میں بھی دے سکتا ہے اور یہ گنجائش سودے بازی کا ایک نیا دروازہ وا کرے گی اور وہ مالک سے یہ سودا کرے گا کہ میں نے ضبط کر لیا ہے اگر اس سلسلے میں اس کی رضامندی حاصل ہو یا اس کی خوشنودی حاصل کی جا سکے تو وہ اس کی تحویل میں واپس بھی دے سکتا ہے ۔ ورنہ وہ اسے تلف کرے یا لے جائے۔ یہ discretion بھی کسی طرح سے انصاف کے تقاضوں کے مطابق نہیں تھی لیکن آگے چل کر اس discretion کو بھی ختم کر دیا گیا اور انسپکٹر کو یہ اختیار دے دیا گیا ہے کہ وہ جس چیز کو بھی چاہے ، چاہے وہ فیڈ سٹف ہو ، چاہے وہ آلات ہوں ۔ چاہے وہ مشینری ہو ۔ ان میں سے وہ کسی بھی چیز کو قبضہ میں لے کر فیکٹری کو مفلوج کر سکتا ہے اور اسے بند کر سکتا ہے ۔

جناب والا ! ایسی صورت میں جب کہ یہ اختیارات غیر منصفانہ ، غیر حقیقت پسندانہ بلکہ ظالمانہ ہیں ۔ ہماری یہ درخواست ہے کہ ہم نے اپنی ترامیم کے ذریعے اسے جس حد تک موثر اور فعال بنانے کی کوشش کی ہے اور جس حد تک ان غیر منصفانہ اور غیر حقیقت پسندانہ اختیارات کو کم کرنے کے لئے ترامیم پیش کی ہیں انہیں قبول کر لیا جائے ۔

جناب والا ! اس ضمن کی تحتی ضمن 7 میں یہ کہا گیا ہے کہ ضبط شدہ کسی شے کے لئے مدعی شخص ضبطی کے سات دن کے اندر اندر ضبطی کی جگہ کے سلسلے میں اختیار سماعت رکھنے والے مجسٹریٹ درجہ اول کے پاس شکایت دائر کر سکتا ہے ۔ یہ یک طرفہ اور جانبدارانہ اختیار ہے ۔ انسپکٹر کو یہ اختیار ہے کہ وہ ان اشیاء کو ضبط کرنے کے بعد محض ڈاک کے ذریعے مالک فیکٹری کو یہ اطلاع دے دے کہ میں نے آپ کی فلاں فلاں اشیاء ضبط کر لی ہیں ۔ اس پر یہ پابندی نہیں کہ وہ یہ اطلاع کتنے دنوں کے اندر دے گا اور کس طرح دے گا کہ یہ یقینی طور پر مالک کے پاس پہنچ جائے ۔ جناب والا ! یہ بھی نہیں کہ اس میں یہ کہا گیا ہو کہ اطلاع ملنے کے سات دن کے اندر اندر بلکہ ضبطی کے سات دن کے اندر اندر اسے یہ حق دیا گیا ہے کہ مالک اس فیصلے یا کارروائی کے خلاف مجسٹریٹ درجہ اول کی عدالت میں شکایت درج کر سکتا ہے ۔ لیکن اگر یہ سات دن گزر جائیں اور یقیناً اس پابندی کے بعد کہ وہ یہ اطلاع صرف ڈاک سے بھیجے تو ان سات دنوں میں جب اسے یہ اطلاع پہنچے گی تو اس کی مہلت ختم ہو چکی ہوگی ۔ اس لئے ہمارا بنیادی اعتراض یہ ہے کہ ایک تو ضبطی کی اطلاع سے سات دن کے اندر اندر کی بجائے 15 دن کے اندر اندر ہونا چاہئے تاکہ مالک کو معقول وقت مل سکے جس میں وہ تمام دستاویزات اکٹھی کر کے مجسٹریٹ کے سامنے اپنی شکایت پیش کر سکے ۔ اسی طرح سے انسپکٹر کو بھی پابند کیا جائے کہ وہ یہ اطلاع بذریعہ رجسٹری دے اور یہاں یہ بھی درج کیا جائے کہ ضبطی کی اطلاع سے 15 دن کے اندر اندر مالک فیکٹری کو شکایت دائر کرنے کا حق ہوگا ۔ اس سے انسپکٹر پر بھی پابندی عائد ہو جائے گی اور مالک فیکٹری کو بھی یہ موقع ملے گا کہ وہ مناسب طور پر اپنی شکایت کے سلسلے میں قانونی مشورہ حاصل کر کے مجسٹریٹ کے سامنے اپنا کیس پیش کر سکے ۔ جناب والا ! انسپکٹر پر

ایسی کوئی پابندی نہیں یا اس پر ایسا کوئی فرض نہیں کہ وہ خود مجسٹریٹ کو اطلاع دے اور اس سلسلہ میں ضروری کارروائی عمل میں لانے کی درخواست کرے ۔ یہ کام بھی مالک کارخانہ کے سپرد کیا گیا ہے کہ وہ خود اپنی شکایت لے کر مجسٹریٹ کے پاس جائے اور اگر وہ اس سلسلے میں شکایت نہ کرے یا بے خبری کی وجہ سے معینہ میعاد میں شکایت دائر نہ کر سکے تو اس کا تمام مال خود بخود بحق سرکار ضبط ہو جائے گا ۔ جناب والا ! ہماری درخواست ہے کہ اس سلسلے میں بھی ضمن 11 کی نئی ضمن (7) کو منصفانہ اور قابل قبول بنانے کے لئے ہماری ان ترامیم پر غور ضروری ہے اور ان کی منظوری لازمی ہے ورنہ انسپکٹر فوڈ سٹف کی فیکٹریوں کو نہ صرف مفلوج کر سکے گا بلکہ ایک بڑے پیمانے پر بد عنوانی اور رشوت کے مرتکب ہونے کا اندیشہ بھی پیدا ہو جائے گا ۔

جناب والا ! ضمن 11 کی نئی ضمن 8 میں بھی یہ ہے کہ :

> اگر مذکورہ سات یوم کی مدت کے اندر اندر کوئی شکایت موصول نہ ہو تو اس طور پر قبضہ میں کی گئی مرکب خوراک برائے مویشیان آلات یا ظروف جیسی بھی صورت ہو ، بحق سرکار ضبط کرلی جائے گی ۔

یہاں بھی سات روز کی میعاد انتہائی کم ہے ۔ اول تو ہم سرے سے ضبطی کی ساری کارروائی کے خلاف ہیں ، کیونکہ اس بات کی تو اجازت دی جا سکتی ہے کہ اگر کوئی خراب مال تیار کیا جا رہا ہو تو اس کے تجزیے کے بعد اسے اس سلسلے میں مناسب سزا دی جا سکے لیکن اس کے تمام آلات ، پوری مشینری اور پوری فیکٹری کو مفلوج کرنے کا ۔ اختیار کسی طور پر بھی منصفانہ نہیں اس لیے ہماری یہ درخواست ہے کہ ہماری اس ترمیم کو بھی قبول کیا جائے تاکہ ایک مناسب مہلت بھی مل سکے اور اسے قانونی طور پر کارروائی کرنے کا موقع بھی مل جائے ۔

جناب والا ! موجودہ صورت میں اگر ہم نے اس کلاز کو پاس کر دیا تو یہ ہماری قانون سازی کی تاریخ میں اختیارات کی غلط تفویض کا ایک سیاہ

کارنامہ ہوگا ۔ پھر یہ انسپکٹر ، انسپکٹر نہیں ہوں گے ، آمر مطلق ہوں گے ، جابر و قاہر ہوں گے ۔ یہ ایسی شخصیت ہوں گے جن کے خلاف کوئی اپیل ، کوئی دلیل اور کوئی وکیل کی گنجائش نہ ہوگی۔ ہمارے صوبے میں جہاں مویشیوں کے لئے خوراک بنانے کے زیادہ سے زیادہ کارخانے، زیادہ سے زیادہ ترغیبات اور زیادہ سے زیادہ ترجیحات ہونی چاہییں، وہاں اس قسم کی قانون سازی اور ایسی لاروا پابندیوں سے ہماری اس اہم صنعت کو نقصان اور ضعف پہنچے گا۔ جناب والا اگر مقصود یہ ہے کہ حیوانی خوراک کو بہتر بنایا جائے تو اس کے لئے اس بات کی ضرورت ہے کہ ہم اس قسم کے اقدامات کریں ، اس قسم کی سہولتیں پیدا کریں کہ فیکٹریوں کے اندر ان قاعدوں کے مطابق میٹیریل تیار ہو سکے جو حکومت مرتب کر رہی ہے ۔ لیکن اگر محض خوف ، دہشت اور ہراس کے ذریعے کسی چیز کو بہتر بنانا مقصود ہو تو شاید عارضی طور پر تو وہ بہتر ہو جائے ، لیکن مستقل طور پر نہیں ہو سکتی ۔ آپ جانتے ہیں کہ ہمارے صوبے اور ملک میں اجتماعی طور پر سرمایہ کاری میں انجماد پیدا ہو گیا ہے اور لوگ صنعتوں میں سرمایہ لگانے سے گریز کر رہے ہیں ۔ حکومت کی بار بار یقین دہانیوں کے باوجود وہ اس سلسلے میں ابھی تک آگے نہیں بڑھ رہے ۔ اس کی جہاں اور بہت سی وجوہ ہیں ، وہاں ایک بنیادی وجہ یہ بھی ہے کہ حکومت اس قسم کے اقدامات اور اس قسم کی قانون سازی کر رہی ہے کہ ان کے لئے اپنا روزمرہ کا صنعتی کاروبار چلانا ناممکن ہو گیا ہے ۔ جب یہ صورت حال ہو جائے تو کوئی صنعتکار اور کوئی شہری اپنی جان مال اور عزت کو خطرے میں ڈال کر کاروبار کرنے کی جرأت نہیں کرے گا ۔ اس لئے میں آپ کے توسط سے وزیر متعلقہ سے درخواست کروں گا کہ انہوں نے ہمیں بارہا یہاں یقین دہانی کرائی ہے کہ جو بھی معقول اور منصفانہ بات یا منصفانہ ترمیم ہماری طرف سے پیش کی جائے گی وہ اسے قبول کریں گے اور انہوں نے بعض دوسری کلازوں کے سلسلے میں ہماری ترامیم کو قبول بھی کیا ہے میں ان سے درخواست کرتا ہوں کہ یہ ترامیم چونکہ نہایت اہم ہیں اور یہ کلاز نہایت ضروری اور مہلک ہے ، اس لئے اسے ہماری ترامیم کی روشنی میں نظر ثانی شدہ صورت میں منظور کیا جائے ۔ اگر موجودہ صورت میں یہ کلاز منظور کر دی گئی تو یہ حیوانی خوراک کے سلسلے میں

حیوانی اختیارات دینے کے مترادف ہوگا۔ جس کی کسی مہذب اور متمدن معاشرے میں اجازت نہیں دی جا سکتی۔ عام طور پر سادہ لوح دیہاتی لوگ، جن کا مویشیوں سے تعلق ہوتا ہے، یہ دعا دیا کرتے ہیں کہ اللہ تعالیٰ تجھے پٹواری بنا دے۔ اب اگر یہ قانون منظور ہو گیا تو لوگ یہ دعا نہیں دیں گے کہ خدا تعالیٰ تجھے سپیکر بنائے یا وزیر بنائے، بلکہ یہ دعا کیا کریں گے کہ خدا تجھے انسپکٹر مرکب خوراک برائے مویشیان بنا دے۔ کیونکہ اس سے زیادہ اختیارات اس صوبے میں اس درجے کے کسی آدمی کو نہیں ہوں گے۔ ان الفاظ کے ساتھ میں درخواست کرتا ہوں کہ ہماری ان ترامیم پر غور کرتے ہوئے انہیں منظور کر لیا جائے۔

Mr. Speaker : The question is -

That in para (1) of sub-clause (2) of Clause 11 of the Bill, as recommended by the Standing Committee on Agriculture, Planning and Development, between the words "sale" and "of" occurring in lines 2-3, the word "or manufacture" be inserted.

(The motion was lost)

حاجی محمد سیف اللہ خان : یہ کون سی ہے ؟

مسٹر سپیکر : یہ نمبر 15 ہے۔

حاجی محمد سیف اللہ خان : ابھی تو تھرڈ سپلمنٹ رہتا ہے۔

مسٹر سپیکر : پہلے ترامیم تو move ہو جائیں۔

حاجی محمد سیف اللہ خان : بعد میں fructuous اور infructuou کا سوال پیدا ہو جائے گا اس لئے سب ایک ہی بار لے لی جائیں...

مسٹر سپیکر : ایسی کیا بات ہے۔

Those will be treated to have been moved and spoken about. I will allow those motions with the reservation that there will be no speeches.

حاجی محمد سیف اللہ خان : جی ہاں ! میں صرف ایک مختصر سی گزارش کروں گا ۔

مسٹر سپیکر : پہلے انٹروڈیوس کر لیں بعد میں move ہو جائیں گی ۔

حاجی محمد سیف اللہ خان : تقریر کی شکل میں نہیں صرف تجویز کی شکل میں ۔ کیونکہ وہ کافی حد تک سنجیدگی سے غور کر رہے ہیں ۔

شیخ عزیز احمد : پوائنٹ آف آرڈر ! تابش الوری صاحب نے اس کلاز پر بحیثیت مجموعی بحث کر دی ہے ۔ اب اس کے بعد اگر تھرڈ سپلیمنٹ پر ترامیم move ہوں تو اس کا مطلب یہ ہوگا کہ اس کو نئے سرے سے شروع کر دیا جائے گا ؟

مسٹر سپیکر : میں اس کی with reservation اجازت دے رہا ہوں ۔ آخر کلاز چار پر بھی اتنی ہی بحث ہو گئی تھی ۔ اس کے بعد ترامیم آئی تھیں ۔ It can't be unilateral

شیخ عزیز احمد : تو اب تھرڈ سپلمنٹ شروع ہو رہا ہے یا نئے سرے سے شروع ہو رہا ہے ؟

مسٹر سپیکر : تھرڈ سپلیمنٹ میں جو معزز ممبران ترامیم پیش کرنا چاہیں وہ پیش کریں گے ۔ اس میں کوئی تقریر نہیں ہوگی ۔

حاجی محمد سیف اللہ خان : صرف consolidate کریں گے ، اور کچھ نہیں ۔

مسٹر سپیکر : آپ انٹروڈیوس کریں ، اس کے بعد ترامیم move کردیں۔

حاجی محمد سیف اللہ خان : گزارش یہ ہے کہ اس ضمن میں میں نے وزیر متعلقہ ، جناب وزیر قانون ، جناب سپیکر مسٹر ، ان سب کی توجہ مبذول کرائی ہے کہ السپکٹر جو بالکل نان ٹیکنیکل آدمی ہے ، جو کیمسٹ نہیں ۔ اس میں تین catagories ہیں ایک السپکٹر ، ایک کیمسٹ اور ایک السپکشن آفیسر ، السپکشن آفیسر کا کام یہ ہوگا کہ وہ لائسنس بنانے کی اجازت دے ۔ اس کا کام صرف ایڈمنسٹریٹو ہے ۔ انسپکٹر چھاپے مار سکتا ہے اور

وہاں سے سیمپل لے سکتا ہے۔ وہ کیمسٹ نہیں۔ کیمسٹ چھاپوں کا تجزیہ پیش کرے گا کہ جو نمونے بھیجے گئے ہیں وہ معیار کے مطابق ہیں یا نہیں۔ جہاں انسپکٹر کو یہ اختیار دیا گیا ہے کہ وہ چھاپے مارے، وہاں یہ بھی ہے کہ وہ سیکشن ہارہ کے تحت دیئے گئے اختیارات کو استعمال کرتے ہوئے نمونے حاصل کرے۔ پھر اسے یہ اختیار بھی دیا گیا ہے کہ وہ ان چیزوں کو جن کے وہ نمونے حاصل کرتا ہے، جن کا تجزیہ ہونا ہے، جن کی رپورٹ ابھی آنی ہے، ان کو ضبط بھی کر سکتا ہے ضبطی میں ایسے مراحل رکھے گئے ہیں کہ جس کا مال ضبط کیا گیا ہے، وہ سات دن کے اندر اندر جا کر مجسٹریٹ کے پاس شکایت درج نہیں کراتا تو سات دن کے بعد اس کا مال بحق سرکار ضبط۔ دنیا کے کسی قانون میں اس قسم کی پرووِیژن نہیں اگر انسپکٹر کو یہ اختیار دینا ہے تو پھر کیمسٹ کی کیا ضرورت ہے؟ کوئی قانون اس امر کی اجازت نہیں دیتا کہ جب تک کوئی شخص مجرم ثابت نہ ہو، اسے سزا دی جا سکے۔ اس کا مال بھی قبضے میں لے رہے ہیں، اس کو بحق سرکار ضبط کر رہے ہیں، تمام تر پروسیجر آپ اختیار کر رہے ہیں، ابھی کیمسٹ کی رپورٹ نہیں آئی کل کو یہ بھی ہو سکتا ہے کہ جو مال آپ نے قبضے میں لیا ہے اور ضبط کیا ہے بحق سرکار ضبط کیا ہے، اس سے بارے میں کیمسٹ کی رپورٹ آ جائے کہ وہ تو معیار کے مطابق ہے، ٹھیک ہے تو پھر مجھے بتائیں کہ اس کا ازالہ کیسے ہوگا۔ کس طریقے سے آپ اس کا ازالہ کریں گے۔ پیور فوڈ ایکٹ آپ کے سامنے پڑا ہے۔ یہ انسانی غذا سے زیادہ اہم قانون نہیں۔ اس ایکٹ میں بھی یہ ہے کہ جب تک تجزیے کی رپورٹ نہ آئے کسی شخص کو کوئی سزا یا اس کے خلاف کوئی کارروائی نہیں کی جا سکتی اور قانون بھی یہی کہتا ہے۔ ہمیں صرف یہ گزارش کرنی ہے کہ جہاں تک نمونے لینے کا تعلق ہے، وہ آپ بے شک پرووِیژن رکھیں۔ آپ کا مقصد سب کلاز ایک اور دو کی حد تک پورا ہو جاتا ہے۔ جہاں تک کلاز تین سے آٹھ کا تعلق ہے، یہ سب کی سب superfluous ہیں، بے کار اور مبہم ہیں اور وہ complications پیدا کریں گے۔ ان کو از راہ کرم واپس لے لیں اور کلاز دو کی حد تک رکھیں۔ اس میں بھی in transit ڈلیوری والے جو الفاظ سب کلاز ایک میں ہیں "In the course of delivery" وہ حذف کر دیں۔ کیونکہ اگر یہ رہ گئی تو یقین جانیں کوئی ٹرک والا مال نہیں اٹھائے گا۔ جب انسپکٹر کو

اختیار ہوگا کہ جس ٹرک کو چاہے اپنے قبضے میں لے لے ، detain کر لے۔ سب کچھ کر لے اب اس ٹرک والے کو جس نے چھ سات سو روپے کرایہ لینا ہے یا مل سے مال اٹھانا ہے اگر راستے میں ایک ٹرک بھی پکڑا گیا تو اس مال کو آئندہ ٹرک والے اٹھانا بند کر دیں گے ۔ آپ destination سے پکڑیں آپ جس جگہ سے لوڈ ہو رہی ہے وہاں سے پکڑیں ۔ بے شک آپ ٹرک سے اترتے ہوئے پکڑیں ۔ اگر مال in the course of delivery پکڑا جائے تو یہ صورت حال بے پناہ complications پیدا کرے گی ۔ اس کو ختم کر دیں ۔ یہ ہماری معروضات ہیں اور انہوں نے اس پر توجہ بھی فرمائی ہے اور مجھے یقین ہے کہ وہ یہ مان بھی لیں گے ۔ باقی provisions آپ کی درست ہیں ۔ ان کے چالان کریں ، سزا دیں جو کچھ اس تجزیے کے بعد کریں گے ہمیں اس پر اعتراض نہ ہو گا ۔

وزیر قانون : جناب سپیکر ! نہایت اختصار کے ساتھ پہلے تو مجھے اپنے بھائی سید قابض الوری صاحب کی اس بات کا جواب دینا ہے جس میں انہوں نے اس معاشرے کی پستی کا رونا رویا ہے ۔ انہیں اس بات کا احساس ہے کہ یہاں مویشیوں کو خالص اور بغیر ملاوٹ کے اچھی خوراک ملنی چاہئے ۔ اس قانون کی انہوں نے ابتدا میں تعریف کی لیکن انہیں خدشہ انسپکٹر سے ، انسپکشن افسروں سے اور کیمسٹوں سے ہے ۔ ان لوگوں سے ہے جو اس قانون کو استعمال کریں گے ۔

سید قابض الوری : طریقہ کار سے ہے ۔

وزیر قانون : جناب والا ! محض اس وجہ سے کہ اس ملک کے اندر ایسے لوگ جو دیانتداری کے ساتھ کام کر سکتے ہیں ، میسر نہیں کسی اچھے قانون کو ترتیب نہ دینا اور اسے منضبط نہ کرنا کوئی دلیل نہیں ۔ ہم ہمارے فاضل دوست ، ہماری حکومت اور تمام معاشرہ اس بات کی جدوجہد میں ہے کہ ہم اپنے معاشرے کی تطہیر کریں ، تمام برائیوں کو دور کریں اور برے لوگوں کو ملازمتوں سے نکالیں ۔ آپ نے دیکھا کہ میری حکومت نے پہلے مرحلے میں کافی ملازمین کو ملازمت سے سبک دوش کیا اس بنا پر کہ ان کے ریکارڈ اچھے نہ تھے اور اس کے بعد یہ تطہیر کا عمل جاری و ساری ہے ۔

جب بھی ہمارے نوٹس میں یہ بات آتی ہے کہ کوئی کارکن یا کوئی اہل کار مناسب کام نہیں کرتا ، رشوت لیتا ہے یا بد دیانتی کرتا ہے تو ہم کوشش کرتے ہیں کہ اسے ملازمت سے فارغ کر دیا جائے تاکہ ان کی تطہیر ہو اور صاف ستھری انتظامیہ اس ملک کو میسر آئے۔ اگر ہم اپنے منصوبوں پر صحیح طور پر عمل کرنا چاہتے ہیں ، اگر ہم اپنے ملک کی انتظامیہ کو درست کرنا چاہتے ہیں - تو ایسی صحیح انتظامیہ کے لئے پہلی شرط یہ ہے کہ اس کے لئے ہم کوشش کریں - میں اپنے فاضل دوست کو یقین دلاتا ہوں کہ کوئی بھی انسپکٹر ، کوئی بھی انسپکشن افسر کسی شہری کے ساتھ کسی قسم کی زیادتی نہیں کر سکتا - دوسرے آج اس جمہوریت کے زمانے میں ہمارے کسی ملازم کو یہ جرأت نہیں ہو سکتی اور نہ ہی کسی ملازم کی مجال ہے کہ وہ عوامی حکومت کے ہوتے ہوئے عوام کے ساتھ کسی قسم کی زیادتی کرے دوسری بات میرے بھائی.....

حاجی محمد سیف اللہ خان : یہاں ممبروں کے خلاف پرچے درج ہوتے ہیں جھوٹے مقدمات بنائے جاتے ہیں -

مسٹر سپیکر : آپ کو تو ایسی کوئی شکایت نہیں -

وزیر قانون : حاجی محمد سیف اللہ خان صاحب نے کہا ہے کہ اگر کسی انسپکٹر کو یہ شک ہو یا اسے یہ یقین ہو کہ یہ خوراک ملاوٹ شدہ ہے ، اچھی نہیں تو اسے seize نہیں کرنا چاہئے - جناب والا ! میرے خیال میں انہوں نے seize کے لفظ کا صحیح مطلب نہیں سمجھا - seize سے ہرگز یہ مراد نہیں کہ وہ خوراک گورنمنٹ اپنے قبضے میں لے لے گی -

مسٹر سپیکر : آپ seize and seizure میں فرق کر رہے ہیں ؟

وزیر قانون : نہیں جناب ! میں عرض کر رہا ہوں کہ ہم اس کو فرق کریں گے اردو میں اس کے لئے فرق کا لفظ استعمال ہوتا ہے -

حاجی محمد سیف اللہ خان : seize and cease دو الفاظ ہیں - وہ کون سا سمجھ رہے ہیں یہ بھی وہ بتا دیں -

وزیر قانون : جناب والا ! میں اپنی زبان اردو میں سمجھا دیتا ہوں کہ

اگر کسی ایسی خوراک کو قرق کر لیا جائے تو وہ ایک امانت کے طور پر اس وقت تک پڑی رہے گی جب تک اس کا تجزیہ نہ ہو جائے، جب تک اس کے متعلق فیصلہ نہ ہو جائے۔ اگر وہ خوراک درست پائی گئی تو مالک کو واپس کر دی جائے گی۔ دوسری چیز میرے فاضل بھائی نے یہ کہی ہے کہ samples لے لیں اور خوراک بیچنے کی اجازت دے دیں۔ جناب والا آج کے جدید دور میں جب کہ تعلیم عام ہے اکثر چیزیں بلا کسی لیبارٹری کے بلا کسی تجزیہ کے ایک ان پڑھ آدمی ایک عام آدمی بھی بتا سکتا ہے مثلاً ایک خوراک سے بدبو آ رہی ہے کسے نہیں پتہ کہ جس خوراک سے بدبو آ رہی ہے یہ یقیناً خراب ہوگی۔ آلی لگی ہوئی خوراک جو صاف نظر آ رہی ہے۔ کیا ایسی خوراک کو فروخت کرنے کی اجازت دے دی جائے؟ جب تک رپزلٹ آئے اس وقت تک یہ زہر الود اور ملاوٹ شدہ خوراک کھا کر بیسیوں مویشیوں کی صحت خراب ہو جائے گی یا ان کی موت واقع ہو جائے گی۔ یہ پروویژن نہایت ضروری ہے کہ اگر کسی جگہ کسی انسپکٹر کو یہ شک پڑتا ہے کہ یہ خوراک بادی النظر میں خراب ہے، ملاوٹ شدہ ہے، اس سے بدبو آتی ہے، اسے آلی لگی ہوئی ہے، تو اسے ضرور seize کرے اور اس وقت تک اس کے مالک کو اسے dispose off کرنے کی اجازت نہ دے جب تک اس کا کیمیکل تجزیہ نہ ہو جائے۔ ان معروضات کے ساتھ میری یہ گزارش ہوگی کہ اس پروویژن کو بلا کسی ترمیم کے منظور کر لیا جائے۔ دوسری بات جو انہوں نے فرمائی ہے.....

حاجی محمد سیف اللہ خان : جناب یہ تھوڑی سی وضاحت بھی ساتھ ساتھ کر دیں، وہ دفعہ ذرا پڑھ دیں جس میں لکھا ہوا ہے کہ رپورٹ کے آنے کے بعد وہ مال واپس کر دیا جائے گا۔

وزیر قانون : جناب والا دوسری بات جو انہوں نے فرمائی ہے .....

حاجی محمد سیف اللہ خان : جناب وہ تو پہلے بتا دیں۔ آپ نے کہا ہے کہ وہ مال واپس کر دیا جائے گا۔

وزیر قانون : یہ کہاں لکھا ہوا ہے کہ ضبط کر لیا جائے گا؟

حاجی محمد سیف اللہ خان : یہ لکھا ہوا ہے میں پڑھ دیتا ہوں ۔

If no complaint is made within the said period of seven days, the compound feeding stuff or the operatus or vessels, as the case may be, shall be seized and confiscated to the Government.

وزیر قانون : اس کو مہلت دی گئی ہے کہ اس کا تجزیہ کرا کے اپنا مال واپس لے لے ۔

حاجی محمد سیف اللہ خان : یہ کسی جگہ نہیں بلکہ یہ ہے کہ آپ اس کا مال ضبط کر لیں گے ۔ وہ مجسٹریٹ کے پاس جائے اور شکایت کرے کہ اس کا مال ضبط کر لیا گیا ہے ۔ اور اگر وہ شکایت نہیں تو وہ مال بحق سرکار ضبط ۔ یہ کہاں لکھا ہوا ہے کہ اگر رپورٹ اس کے حق میں آ جائے تو مال اسے واپس کر دیں گے آپ ذرا بتا دیں ۔

وزیر قانون : اسے مناسب وقت دیا گیا ہے ۔ دوسری بات جو انہوں نے "in the course of delivery" کی ہے میں خندہ پیشانی کے ساتھ اس تجویز کو قبول کرتا ہوں کیوں کہ اس سے عوام کو تکلیف ہو سکتی ہے ممکن ہے باربرداری کا کام کرنے والے لوگ اس کی وجہ سے دقت محسوس کریں ۔ اس لئے میں حاجی صاحب کی اس تجویز کو بخوشی قبول کرتا ہوں اور میں "in the course of delivery" کے الفاظ omit کرنے کے لئے تیار ہوں ۔

حاجی محمد سیف اللہ خان : اور باقی ۔

وزیر قانون : باقی من و عن ۔

مسٹر سپیکر : یہ نہیں ہو سکتا کہ آپ بیٹھ جائیں اور جو بھی ترامیم آپ دونوں قبول کرتے ہوں وہ لے لیں ۔

سید تابش الوری : آپ نے اس دن بھی غور فرمایا تھا اور از راہ

عنائت ان کی توجہ دلائی تھی کہ یہ بہت fatal clause ہے جس سے پوری صنعت متاثر ہو رہی ہے - پہلے ہی صوبے میں صرف دس کارخانے ہیں -

مسٹر سپیکر : ویسے تو شائد کلاز اکیس اور بائیس میں ہی ہے -

حاجی محمد سیف اللہ خان : اس سے تو میعاد بڑھائی ہے کہ مہینے کی بجائے پندرہ دن ہوں گے -

وزیر قانون : اکیس اور بائیس میں انہوں نے پندرہ دن کی مہلت چاہی ہے جو ہم دینے کے لئے تیار ہیں -

مسٹر سپیکر : یہ "in the course of transit" ہے یا کچھ اور ہے ؟

وزیر قانون : یہ "in the course of delivery" ہے -

حاجی محمد سیف اللہ خان : جناب والا ! ہم یہ for the sake of opposition نہیں کہہ رہے یہ کلاز اتنی تباہی پیدا کرے گی جس کے نتیجے میں پھر یہ معاملہ آپ سے رک نہیں سکے گا آپ اسے سنبھال نہیں سکیں گے - اس لئے اس کو یا pending کر دیں یا پھر آپ اطمینان سے اس پر غور کر لیں - - - -

وزیر قانون : حاجی صاحب ! یہ قانون ہم ان بدمعاشوں کے لئے بنا رہے ہیں جو خوراک میں ملاوٹ کرتے ہیں -

حاجی محمد سیف اللہ خان : کہاں کر رہے ہیں -

وزیر قانون : ہم یہ چاہتے ہیں کہ آپ کے مویشیوں کو ، آپ کو ، اچھی خوراک ملے تو آپ ان بدمعاشوں کی حمائت پر تلے ہوئے ہیں - اگر اس میں کوئی سختی بھی ہے تو یہ ملاوٹ کرنے والوں بدمعاشوں کے لئے ہے - ناجائز روپیہ کمانے والوں کے لئے ہے - یہ شریف لوگوں کے لئے نہیں -

حاجی محمد سیف اللہ خان : جناب ! آپ تو بدمعاش ہونے کا سرٹیفکیٹ حاصل کرنے سے پہلے انہیں بدمعاش بنا رہے ہیں کون سا قانون اس کی اجازت دیتا ہے ؟

مسٹر سپیکر : میں سمجھتا ہوں کہ یہ انداز بحث ختم ہونا چاہئے -

وزیر قانون : ٹھیک ہے - ہم اس بحث کو ختم کرتے ہیں ۔

Mr. Speaker : All these amendments in the Third Supplement are deemed to have been moved.

حاجی محمد سیف اللہ خان : یہ move تو نہیں ہوئیں ۔

Mr. Speaker : These are deemed to have been moved.

حاجی محمد سیف اللہ خان : ویسے وہ ریکارڈ پر کیسے آئے گا ۔

مسٹر سپیکر : میں ان کو پڑھوں گا ۔

حاجی محمد سیف اللہ خان : ٹھیک ہے ۔

سید تابش الوری : جناب والا ! ریکارڈ کے لئے یہ بھی ضروری ہے کہ کن معزز ممبران کی طرف سے یہ ترامیم پیش ہوئی تھیں ۔

مسٹر سپیکر : یہ تینوں حاجی محمد سیف اللہ خان اور سید تابش الوری صاحب کی طرف سے پیش ہوئی تھیں ۔

بیگم رضانہ سرور (شہید) : (سید تابش الوری سے مخاطب ہو کر) آپ کا نام پریس میں آ جائے گا ۔ یہ نوٹ ہو گیا ہے ۔

Mr. Speaker : The question before the House is :

> That in sub-clause (1) of Clause 11 of the Bill, as recommended by the Standing Committee on Agriculture, Planning and Development, the words "or in the course of delivery" occurring in line 3 be deleted.

(*The motion was carried*)

Mr. Speaker : The question before the House is :

> "That in sub-clause (1) of Clause 11 of the Bill, as recommended by the

Standing Committee on Agriculture, Planning and Development, for the word "suspect" occurring in line 4, the word "believe" be substituted.

(*The motion was lost*)

Mr. Speaker : The question is :

That in sub-clause (i) of Clause 11 of the Bill, as recommended by the Standing Committee on Agriculture, Planning and Development, the colon appearing at the end of line 7 be replaced by a full-stop and the Proviso occurring thereafter be deleted.

(*The motion was lost*)

Mr.Speaker : The question is :

That in para (i) of sub-clause (2) of Clause 11 of the Bill, as recommended by the Standing Committee on Agriculture, Planning and Development, between the words "sale" and "of" occurring in lines 2-3, the words "or manufacture" be inserted.

(*The motion was lost*)

Mr. Speaker : The question is :

That para (ii) of sub-clause (2) of Clause 11 of the Bill, as recommended by the Standing Committee on Agri-

culture, Planning and Development, be deleted."

(*The motion was lost*)

Mr. Speaker : The question is :

That in para (ii) of sub-clause (2) of Clause 11 of the Bill, as recommended by the Standing Committee, on Agriculture, Planning and Development, between the words "any" and "premises" occurring in line 1, the word "such" be inserted.

(*The motion was carried*)

Mr. Speaker : The question is :

That para (iii) of sub-clause (2) of Clause 11 of the Bill, as recommended by the Standing Committee on Agriculture, Planning and Development, be deleted.

(*The motion was lost*)

Mr. Speaker : The question is :

That in para (iii) of sub-clause (2) of Clause 11 of the Bill, as recommended by the Standing Committee, on Agriculture Planning and Development, the word "or intended to be used or likely to be used" occurring in lines 5-6, be deleted.

(*The motion was lost*)

Mr. Speaker : The question is :

That in para (iii) of sub-clause (2) of Clause 11 of the Bill, as recommended by the Standing Committee on Agriculture, Planning and Development, the words "or likely to be used" occurring in line 6, be deleted.

(*The motion was lost*)

Mr. Speaker : The question is :

That sub-clause (3) of Clause 11 of the Bill, as recommended by the Standing Committee on Agriculture, Planning and Development be deleted.

(*The motion was lost*)

Mr. Speaker : The question is :

That sub-clause (4) of Clause 11 of the Bill, as recommended by the Standing Committee on Agriculture, Planning and Development, be deleted.

(*The motion was lost*)

Mr. Speaker : The question is :

That sub-clause (5) of Clause 11 of the Bill, as recommended by the Standing Committee on Agriculture, Planning and Devolpment be deleted.

(*The motion was lost*)

Mr. Speaker : The question is :

That sub-clause (6) of Clause 11 of

the Bill, as recommended by the Standing Committee on Agriculture, Planning and Development be deleted.

(*The motion was lost*)

Mr. Speaker : The question is :

That sub-clause (7) of Clause 11 of the Bill, as recommended by the Standing Committee on Agriculture, Planning and Development be deleted.

(*The motion was lost*)

Mr. Speaker : The question is :

That in para (a) of sub-clause (7) of Clause 11 of the Bill, as recommended by the Standing Committee on Agriculture, Planning and Development, for the figure and word "7 days" occurring in line 2, the figures and the word "15 days" be substituted.

(*The motion was carried*)

Mr. Speaker : The question is :

That sub-clause (8) of Clause 11 of the Bill, as recommended by the Standing Committee on Agriculture, Planning and Development be deleted.

(*The motion was lost*)

Mr. Speaker : The question is :

That in sub-clause (8) of Clause 11 of

the Bill, as recommended by the Standing Committee on Agriculture, Planning and Development, for the figure and the word „7 days„ occurring in line 2, the figures and the word "15 days" be substituted.

(*The motion was carried*)

مسٹر سپیکر : اب سوال یہ ہے

کہ کلاز 11 ترمیم شدہ شکل میں بل کا حصہ بنے -

(تحریک منظور کی گئی)

Clause 11 forms part of the Bill.

اب بل کی کلاز 12 زیر غور ہے -

وزیر قانون : جناب والا ! یہ deletion نہیں آ سکتی -

مسٹر سپیکر : یہ deletion کیسے آ سکتی ہے -

حاجی محمد سیف اللہ خان : جناب والا ! یہ کیسے نہیں آ سکتی یہ تو samples کے متعلق ہے -

مسٹر سپیکر : حاجی صاحب آپ اسے delete کروا کر کیا کریں گے ترمیم نمبر 12 کو لے لیتے ہیں -

حاجی محمد سیف اللہ خان : ٹھیک ہے جناب والا !

مسٹر سپیکر : ترمیم نمبر 12 حاجی محمد سیف اللہ خان اور سید تابش الوری -

حاجی محمد سیف اللہ خان : Sir, I move

That para (a) of sub-clause (1) of Clause 11 of the Bill.....

مسٹر سپیکر : میں نے آپ کی ترمیم نمبر 12 کے متعلق کہا ہے -

حاجی محمد سیف اللہ خان : یہ ترمیم نمبر 12 ہے جناب والا !

مسٹر سپیکر : جی ۔

حاجی محمد سیف اللہ خان : جناب والا ! ترمیم نمبر 11 بھی ہے ۔ اس کے para (a) کو جہاں in transit لکھا ہوا ہے delete کر دیں ۔ یہ پہلے accept ہو گئی ہے اور ترمیم نمبر 11 کے مطابق انہوں نے "in course of delivery" delete کر دیا ہے ۔ transit میں samples کیسے لیں گے ۔ فرض کیجئے کہ ایک ٹرک جا رہا ہے ۔ ۔ ۔

مسٹر سپیکر : نہیں ۔ وہ دو منٹوں کے لئے روک بھی تو لیں گے ۔

حاجی محمد سیف اللہ خان : جناب والا ! وہ وہاں پر کیسے خریدیں گے from whom they will purchase.

مسٹر سپیکر : اس کا مطلب یہ ہوا کہ پھر دکاندار اپنی دکان پر بھی ٹرک میں رکھے اور وہیں سے بیچے ۔

حاجی محمد سیف اللہ خان : بالکل یہی transit ہے ۔ جناب والا !

مسٹر سپیکر : وہ کہے کہ میں نے تو ابھی delivery لی ہی نہیں ۔

Transit does not mean moving. It can be transit station.

حاجی محمد سیف اللہ خان : جناب والا ! جہاں سے مال بھیجا جائے اور جہاں پہنچایا جائے اس کا درمیانی فاصلہ transit ہوتا ہے ۔

Mr. Speaker : Unless delivered, the goods will be in the transit.

حاجی محمد سیف اللہ خان : جناب والا ! ویسے ترمیم نمبر 11 پیش تو ہو سکتی ہے ۔

مسٹر سپیکر : پیش تو ہو سکتی ہے میں نے تو اسی لئے کہا ہے ۔ ۔ ۔

حاجی محمد سیف اللہ خان : جناب والا ! ہم تو transit کا لفظ delete کروانا چاہتے ہیں ۔

مسٹر سپیکر : اچھا جی پھر پڑھیں ۔

Haji Muhammad Saifullah Khan : Sir, I move

That para (a) of sub-clause (1) of Clause 11

بیگم ریحانہ سرور شہید (پارلیمنٹری سیکرٹری) : جناب سپیکر ! میرا ایک پوائنٹ آف آرڈر ہے ۔ جناب والا ! جتنی ترمیمات حاجی محمد سیف اللہ خان صاحب نے دی ہیں ۔ ان کے لئے دو دنوں کا نوٹس نہیں دیا ۔ آپ ویسے ہی ان کو اجازت دے رہے ہیں ۔ اس کے علاوہ پھر یہ ایک ایک نکتہ پر ترمیم لانا چاہ رہے ہیں ۔ اگر ان کی یہ بارہ ترامیم consider کر لی جائیں تو حاجی صاحب اور سید قابض الوری صاحب کو بارہ بارہ تقریریں کرنے کی اجازت مل جاتی ۔ اس لئے گیارھویں amendment کو consider نہ کیا جائے ۔ اور یہ آپ کے اختیار میں ہے اگر آپ چاہیں تو rules کے مطابق drop out کر سکتے ہیں تاکہ اس بل کو جلد پاس کیا جا سکے ۔

مسٹر سپیکر : یہ کوئی بات نہیں ۔

سید قابض الوری : جناب والا ! رعائیت ہم نے کی ہے کہ بارہ تقریروں کی بجائے ایک تقریر کی ہے پھر بھی ہم سے شکائیت ہے کہ ہم وفادار نہیں ۔

(نعرہ ہائے تحسین)

Haji Muhammad Saif Ullah Khan : I beg to move :

That para (a) of sub-clause (1) of Clause 12 of the Bill, as recommended by the Standing Committee on Agriculture, Planning and Development, be deleted.

Mr. Speaker : The motion is—

That para (a) of sub-clause (1) of Clause 12 of the Bill, as recommended by the Standing Committee on Agriculture, Planning and Development, be deleted.

Minister for Law : Opposed.

Haji Muhammad Saif Ullah Khan : I beg to move ;

> That after sub-clause (5) of Clause 12 of the Bill, as recommended by the Standing Committee on Agriculture, Planning and Development, the following be added as sub-clause (6) of that clause namely :—
>
> (6) When a sample is taken from the stock in the possession of a seller or shop-keer other than the manufacturer, he shall be bound to give the name and such other particulars of the persons from whom he purchased or obtained such stocks as the Inspector may require.

جناب والا ! جو لے کر آیا ہے اسے تو پتہ ہے کہ میں فلاں سے لے کر آیا ہوں ۔

Mr. Speaker : If he does not tell it.

حاجی محمد سیف اللہ خان : پھر وہ چوری کا مال ہے ۔

مسٹر سپیکر : چوری کے مال کی تو definition ہوتی ہے ۔

حاجی محمد سیف اللہ خان : جناب والا ! میں اپنی دکان سے مال بیچ رہا ہوں کیا مجھے پتہ نہیں کہ میں یہ کہاں سے لایا ہوں ؟

مسٹر سپیکر : میں نے کچھ اور پوچھا ہے ۔ اس کے ساتھ کچھ اور تراسیم بھی آئیں ہیں ۔ اگر وہ نہیں بتاتا تو کیا کیا جائے گا ؟

کیا کسی ملزم کے لئے یہ ضروری ہے کہ he should speak and disclose

حاجی محمد سیف اللہ خان : جناب اس سے اسے اور فائدہ پہنچے گا ۔

مسٹر سپیکر : آپنی پرویژن کی violotian تو نہیں ہو رہی ۔

حاجی محمد سیف اللہ خان : ضرور ہوتی ہے ۔

مسٹر سپیکر : یہ جو آپ ترمیم لائے ہیں this is what I am looking یہ میں نے ابھی دیکھی ہے I am not sure کہ آیا کسی شخص کو جس پر آپ الزام لگاتے ہیں ، مجبور کیا جا سکتا ہے to make a statement

حاجی محمد سیف اللہ خان : اصل provision میں انہوں نے رکھا ہے کہ وہ اس کا نام بتائے گا ۔ "No person shall refuse to sell"

مسٹر سپیکر : وہ تو کمیشن ایجنٹ کے متعلق ہے ۔ اس میں presumption ہے ۔

He is not the accused person. He is holding it on behalf of some other person.

حاجی محمد سیف اللہ خان : جناب ! جب ایک چیز مارکیٹ میں بند ڈبے میں موجود ہے اور دکان دار اسے بیچ رہا ہے ، اس پر کوئی جرم عائد ہو اگر وہ بتا دے کہ میں فلاں سے لایا ہوں تو معاملہ ختم ہو جاتا ہے ۔ یہی ہم چاہتے ہیں ۔

مسٹر سپیکر : ہاں تو اس کو یہ فائدہ دیا گیا ہے کہ

If he has disclosed and the man is really found.

تو پھر اس کی liability ختم ہو جائے گی ۔

حاجی محمد سیف اللہ خان : یہ فائدہ صرف کمیشن ایجنٹ کو دیا گیا ہے ہم یہی فائدہ سیلر کو بھی دینا چاہتے ہیں ۔ جو دوسرے سے خرید کر اس کا branded مال لا کر بیچتا ہے جس کی انہوں نے رجسٹریشن بھی کی ہوئی ہے اور لائسنس بھی دیا ہوا ہے تو وہ کیوں پکڑا جائے ؟ پکڑا وہ جائے جس نے یہ مال بنایا ہے جس طرح کمیشن ایجنٹ کو انہوں نے چھوٹ دی ہے اس طرح ہم سیلر کو بھی چھوٹ دینا چاہتے ہیں ۔

Mr. Speaker : The motion is :

That after sub-clause (5) of Clause 12 of the Bill, as recommended by the Standing Committee on Agriculture, Planning and Development, the following be added as sub-clause (6) of that clause, namely :—

(6) When a sample is taken from the stock in the possession of a seller or shop-keeper other than the manufacturer, he shall be bound to give the name and such other particulars of the persons from whom he purchased or obtained such stocks as the Inspector may require.

اس ترمیم میں یہ کہاں ہے کہ اس کی liability ختم ہو جائے گی ؟

حاجی محمد سیف اللہ خان : یہ تو کہیں نہیں ۔

حاجی محمد سیف اللہ خان : جناب والا ! مجھے کچھ گزارشات کرنی ہیں ممکن ہے کچھ اثر ہو جائے ۔

وزیر قانون : کوئی اثر نہیں ہو گا ۔

حاجی محمد سیف اللہ خان : جناب والا ! یہ قانون تو نہیں کوئی مذاق بن رہا ہے ۔ اس میں وضاحت نہیں کہ کون مجرم ہوگا ، اس کا کیا طریقہ کار ہوگا ، وہ کس طرح سے پکڑا جائے گا ۔ آخر قانون بن رہا ہے ، اس طرح تو یہ بالکل جنگل کا قانون بن کر رہ جائے گا ۔ ایک طرف تو لکھ رہے ہیں کہ کوئی شخص labelled, packed اور branded مال کے سوا نہیں بیچ سکے گا ۔ یہ بھی اس میں پابندی لگا دی گئی ہے کہ بغیر لائسنس کے کوئی شخص manufacture نہیں کر سکے گا ۔ یہ بھی پابندی لگا دی گئی ہے کہ بغیر

رجسٹریشن کرائے کوئی فارمولا نہیں بنایا جا سکے گا ۔ ان تمام چیزوں کے کر دینے کے بعد پھر مجھے بتائیں کہ ایک آدمی branded مال لے کر اپنی دوکان پر بیچتا ہے جس کو آپ نے سرٹیفیکیٹ بھی دیا ہوا ہے ، جس کو آپ نے لائسنس بھی دیا ہوا ہے ، جس کی رجسٹریشن بھی آپ نے کی ہوئی ہے اور مال sealed بھی ہے ، packed بھی ہے اور branded بھی ۔ آپ کا انسپکٹر آ کر سیلڈ بوری میں سے سیمپل نکالتا ہے ۔ آپ نے یہ نہیں لکھا کہ اس کا مجرم کون ہوگا اگر اس نے سیل توڑی ہے بے شک اس کو پکڑیں ۔ کیونکہ اب یہ مال branded نہیں رہا ۔ جب سیل توڑ دی گئی ، جب وہ بوری کھول دی گئی جب وہ پیکٹ کھول دیا گیا اور کھلا پیکٹ وہ بیچ رہا ہے تو اس کا مطلب یہ ہے کہ مجرم تو وہ خود بخود ہی ہو گیا ۔ اگر اس نے پیکٹ بھی نہیں کھولا اور پھر اس کا سیمپل آپ لیتے ہیں تو مجھے بتائیں کہ اس کا قصور کیا ہوگا ۔ آپ تو ایسے ہی اختیارات لے رہے ہیں ، اور جس قسم کے اختیارات آپ انسپکٹر کو تفویض کر رہے ہیں اس سے ہمیں تو یہ شک گزرنے لگ گیا ہے کہ یا تو یہ پاور آپ اپنے آپ کو delegate کر دیں گے یا آپ ہی وزارتیں چھوڑ کر انسپکٹر بننا چاہتے ہیں کیونکہ کوئی بھی باشعور آدمی قطعاً برداشت نہیں کر سکتا کہ اس قسم کے اختیارات انسپکٹر کے حوالے کر دئے جائیں اور قانون کو اس حد تک پیچیدہ بنا دیا جائے کہ عدالتیں ہی اس کا فیصلہ کرتی رہیں ۔ انتظامیہ ہی کے ہاتھ میں سب کچھ ہو اور جس طرح چاہیں وہ اپنی صوابدید کے مطابق کریں ۔ ہم قطعاً اس لیئے سے نہیں کر رہے کہ ہمیں اس قانون سے کسی قسم کی کوئی پرخاش ہے ۔ ہم پہلے بتا چکے ہیں کہ اگر آپ کی نیت درست ہے تو ہم خوشدلی سے قبول کرتے ہیں کہ آپ ایسے قانون بنائیں ، انسداد کریں ، آپ اچھے قانون لائیں ، لیکن اس میں انصاف کے تقاضے اور قانون کی حدود کو آپ مکمل طور پر واضح کریں ۔ اس میں کچھ بھی نہیں ، ہمیں یہ پہلا تجربہ نہیں ، ہم نہیں تجربے کر چکے ہیں ۔ جناب والا! آپ کی وساطت سے کئی بار ان کی خدمت میں گزارشیں کی گئی ہیں کہ کا یہ آپ قانون مبہم ہے ، اسے درست کریں ۔ اس وقت انہوں نے نہ مانا ۔ یہ ایوان اس امر کا شاہد ہے کہ پورے ایک مہینے کے تجربے کے بعد پھر آپ وہی ترمیم جو پہلے ہم پیش کر چکے ہوتے ہیں ، لاتے ہیں اور میں آج بھی آپ کو

وثوق سے کہہ رہا ہوں کہ آپ جس شکل میں بزور قوت اور اکثریت یہ قانون جہاں سے منظور کرا کے انتظامیہ کے پاس بھیجیں گے ۔ یہ جب نافذ ہوگا پھر وہی خرابیاں آپ کے سامنے آئیں گی ، اور انتشار پھیلے گا اس ملک میں پہلے رواج نہ تھا کہ مکسچر کی شکل میں جانوروں کی غذا بنائی جائے ۔ پہلے لوگ بھوسہ ۔ دلیا وغیرہ ڈال کر ان کا گھریلو مکسچر بنا لیتے تھے ۔ اب ان لوگوں کے لئے زیادہ مشکلات پیدا نہ کریں جو اس قسم کا کاروبار کرنا چاہتے ہیں یا اس قسم کی ملیں اور کارخانے لگانا چاہتے ہیں اس طرح سے آپ Nip the evil in the bud کی بجائے ایک اچھی چیز ، اچھی انڈسٹری جس کی اس ملک میں بے پناہ ضرورت ہے ، کو ختم کرنے کے لئے یہ قانون لا رہے ہیں ۔ یہ الگ بات ہے کہ اس قسم کا قانون منظور کروا کے آپ اپنی کمزوری چھپانا چاہیں ، آپ نے تو اس ملک میں ، اس صوبہ میں جانور ہی نہیں رہنے دیئے ، بیشتر جانور اس صوبہ کے سمگل ہو گئے ہیں اور روزانہ اخبارات میں آ رہا ہے کہ ہزاروں کی تعداد میں جانور باہر سمگل کئے جا رہے ہیں ۔ صرف اس چیز کو چھپانے کے لئے ، اپنی اس کمزوری کو چھپانے کے لئے آپ یہ قانون لا رہے ہیں نہ اس لئے کہ جانور رہیں . . . .

Mr. Speaker : Let us discuss it generally.

حاجی محمد سیف اللہ خان : تو جناب والا ! اس سلسلہ میں ان سے گزارش کروں گا کہ خدارا قانون کو مذاق نہ بنالیں ۔ قانون کی حد تک فراخدلی سے سوچیں ۔ ہم اس سلسلے میں مکمل امداد اور تعاون کرنے کے لئے تیار ہیں کہ صوبے کو اچھے سے اچھے اور انصاف پر مبنی قوانین دیں ۔ جنگل کے قوانین اس صوبے کو نہ دیں اور نہ ہی اس صوبے کو جنگل بنالیں ۔ اگر آپ چاہتے ہیں کہ اچھے قانون آئیں ، اور جرائم کا انسداد ہو تو ہماری ان تجاویز کو مذاق میں رد نہ کریں بلکہ ان پر توجہ دیں ، غور کریں ، وقت لیں ۔ قانون کے لئے جلد بازی انتہائی مضر ہوتی ہے اگر آپ معقولیت کے قائل ہو جائیں اور آپ کو یہ سمجھ آ جائے کہ ہماری تجویز آپ کے لئے پیچیدگیاں پیدا نہ کریں گی بلکہ سہولت کا سامان پیدا کریں گی اور آپ کے اس قانون کو موثر انداز میں نافذ کرنے میں مدد دیں گی تو پھر آپ ان تجاویز کو قبول کریں ورنہ نہ کریں میں توقع رکھتا ہوں کہ آپ ان گزارشات کو نہایت وسیع القلبی

ہے قبول کرتے ہوئے ان تجاویز کو منظور کرانے کی کوشش کریں گے ۔

سید قائم النوری : جناب سپیکر ! زیر بحث بل کی یہ کلاز نمونہ کے لئے حیوانی غذائی اجناس کے حصول سے متعلق ہے ۔ جو نہایت آسان طریقہ سے کی جا سکتی ہے ۔ لیکن معلوم یہ ہوتا ہے کہ اس بل کے مرتبین غالب کی مشکل پسندی کے عاشق ہیں ۔ اس لئے وہ اس سیدھی سادی ضمن کو بھی انتہائی مشکل بنا رہے ہیں اور یہ اختیار حاصل کر رہے ہیں کہ کوئی انسپکٹر تجزیہ کے لئے مرکب خوراک کا نمونہ حاصل کر سکتا ہے چاہے وہ ترسیل کے مرحلہ پر ہو چاہے فروخت کے مرحلہ پر ۔ چاہے وہ فیکٹری میں ہو ، چاہے دوکان پر ۔ اس صورت میں جیسے کہ میرے فاضل دوست نے کہا ہے کہ اگر فیکٹریوں کا قصور یا جرم ثابت ہو ، اس کے لئے دوکانداروں کو یا تاجروں کو سزا دینا کسی طور پر بھی منصفانہ اور حقیقت پسندانہ نہیں ہو سکتا ۔ یہ درست ہے کہ یہ بل حیوانی خوراک کو بہتر بنانے کے لئے پیش کیا جا رہا ہے ، یہ درست ہے کہ ملاوٹ کے انسداد کے لئے یہ بل پیش کیا جا رہا ہے لیکن ملاوٹ کے انسداد کی بجائے اگر ان کارخانوں ۔ فیکٹریوں اور فوڈ سٹف کا کاروبار کرنے والوں کا استحصال ہو جائے تو میرے خیال میں یہ صوبے کی کوئی خدمت نہ ہو گی ۔ جناب وزیر امور حیوانات اور جناب وزیر قانون ہماری ان گزارشات کے سلسلے میں ہمیشہ حقیقت پسندی کا سہارا لینے کو اپنے لئے قابل فخر سمجھتے ہیں لیکن مجھے حیرت ہے کہ ہماری ان گزارشات کی طرف جو کلاز 11 کے بعد اب کلاز 12 کے سلسلے میں پیش کی جا رہی ہیں ، وہ پوری توجہ مبذول نہیں کر رہے ۔ جناب والا ! آپ اس پر غور کریں کہ ایک جرم کی دو سزائیں نہیں دی جا سکتیں ۔ یہاں یہ اختیار دیا جا رہا ہے کہ اگر کوئی شخص انسپکٹر کو مرکب خوراک دینے سے انکار کر دے ۔ تو وہ کسی بھی جرمانے کا سزا وار ہو سکتا ہے اور اس جرمانے کی کوئی حد متعین نہیں ۔ جتنا انسپکٹر چاہے اس پر جرمانہ کیا جا سکتا ہے اور صرف اس پر بس نہیں دوسری سزا بھی ہے کہ اگر وہ انکار کرے تو وہ اس تمام سامان کو یا اس میں سے جتنا سامان وہ ضروری سمجھے اسے ضبط کر سکتا ہے ۔ ایک جرم کی دو دو سزائیں کسی طور بھی نہیں ہو سکتیں ۔ لیکن ہمارے ان بل ساز حضرات ۔ اس مقصد کے تحت ایک جرم کی دو سزائیں تجویز کر دی ہیں جو

کسی طرح سے بھی عدل اور انصاف سے ہم آہنگ نہیں ۔ اس طرح یہ خطرناک صورت حال پیدا کر دی گئی ہے کہ کرے موٹھوں والا اور پکڑا جائے داڑھی والا ۔ یعنی ملاوٹ ہو فیکٹری ، کارخانے یا کسی اور مقام پر ۔ لیکن اسی برانڈ ۔ اسی پیک شدہ اور اسی sealed مال کو اگر کوئی دوکاندار صحیح سمجھ کر اور یہ سمجھ کر کہ یہ باقاعدہ حکومت کے فارمولے کے مطابق فیکٹری سے تیار ہو کر آئی ہے ، بیچنا شروع کر دے تو وہ بھی سزا کا مستحق ہو جاتا ہے ۔ یہ کسی طور بھی منصفانہ نہیں ہو سکتا اس طرح سے تاجروں اور دوکانداروں کے بڑے طبقے میں زبردست خوف و ہراس پیدا ہو جائے گا اور میں سمجھتا ہوں کہ اس قانون کا قطعی یہ منشا نہیں ۔ میں آپ کے توسل سے یہ درخواست کرتا ہوں کہ وہ ہماری ان ترامیم پر ٹھنڈے دل سے غور کریں ۔ کیونکہ ہمارا مقصد صحیح قانون سازی ہے اور اس بل کی صحیح روح اور افادیت کو قابل عمل بنانا ہے اس کو غیر موثر اور بے عنوانی کا ذریعہ بنانا نہیں ۔ اگر وہ واقعی ایمانداری ، نیک نیتی اور اخلاص کے ساتھ یہ چاہتے ہیں کہ حیوانوں کی خوراک کو بہتر بنایا جائے اور ان کے ذریعہ اس صنعت کو استحصال کا ذریعہ نہ بنایا جائے بلکہ اس کو ترقی دی جائے تو وہ ہماری ان ترامیم کو قبول کریں تاکہ لوگوں کو ترغیب حاصل ہو کہ وہ اس سلسلہ میں آگے بڑھ کر زیادہ سے زیادہ کارخانے ۔ اور فیکٹریاں لگا سکیں اور اس کاروبار کو فروغ دے سکیں ، ورنہ یاد رکھیئے کہ جس طرح سے ہماری دوسری صنعتیں اور دوسرے کارخانے بند ہوتے جا رہے ہیں ، یہاں تک کہ اب ٹیکسٹائیل ملز بھی بحران کا شکار ہیں ، اس طرح سے آپ اس محدود کاروبار میں ایک بحران کو جنم دیں گے جس کے نتیجہ میں نہ صرف یہ کہ ملاوٹ ختم نہ ہو گی بلکہ ہمارے لئے اس چیز کا حصول بھی مشکل اور نا ممکن جائے گا ۔ میں آپ کے توسل سے یہ درخواست کرتا ہوں کہ ان گزارشات کے ساتھ ہماری ان ترامیم کو قبول کر لیا جائے ۔

وزیر قانون : جناب والا ! ہم نے اس قانون کو نہایت خلوص اور مکمل غور و خوض کے ساتھ ترتیب دیا ہے ۔ سٹینڈنگ کمیٹی میں اس پر غور ہوا ، ایوان میں پیش ہونے کے بعد اس میں ترامیم آئیں اور ان پر غور کیا گیا ۔ یہ قانون نہایت سوچ سمجھ کر بنایا گیا ہے ۔ میرے فاضل دوستوں نے یہ اعتراض

کیا ہے کہ اگر کوئی شخص برانڈ فارم میں مال فروخت کرتا ہے تو اسے پکڑ لیا جائے گا ۔ میرے بھائی قابش الوری صاحب جانتے ہیں وہ پاکستان میں رہتے ہیں ، پنجاب میں رہتے ہیں ، یہاں کوکا کولا کی کتنی بوتلیں خالص ملتی ہیں ۔ برانڈ تو کوکا کولا کا ہوتا ہے ۔ فرض کر لیں کہ کوئی صاحب جعلی کوکا کولا بناتے ہیں اور برانڈ اصل کا استعمال کرتے ہیں تو کیا سزا کوکا کولا والوں کو ملنی چاہئے ۔ جناب والا ! دوسرے لوگ جو اس ملک میں بد نام کاروبار کرتے ہیں ، انہیں پتہ ہوتا ہے کہ میں صحیح مینوفیکچرر سے سودا حاصل کر رہا ہوں یا میں نے جعلی مینوفیکچر سے سودا حاصل کیا ہے جس نے وہ برانڈ غلط طور پر استعمال کیا ہے کیونکہ اس میں اسے منافع زیادہ ہوتا ہے ۔ یہ ساری قباحتیں ہماری سوسائٹی میں ، ہمارے معاشرے میں موجود ہیں ۔ جب تک ہم ان قباحتوں کو دور کرنے کے لئے موثر قانون نہیں لائیں گے ۔ یہ قباحتیں دور نہیں ہو سکتیں ۔ ایک طرف تو اس بات کا رونا رویا جا رہا ہے کہ یہ خرابیاں پیدا ہو رہی ہیں اور دوسری طرف جب ان کو چیک کرنے ، ان کا قلع قمع کرنے اور ان برائیوں کو ختم کرنے کے لئے موثر قسم کے قانون اس حکومت کی طرف سے لائے جا رہے ہیں تو ان پر شک کا اظہار کیا جاتا ہے ۔ تو میں اپنے بھائی سے یہ درخواست کروں گا بلکہ انہیں یقین دلاؤں گا کہ ہم نے پورے غور و خوض اور ٹھنڈے دل کیساتھ اس پر غور کیا ہے سوائے اس کے کہ اس معاشرے سے برائیاں ختم کرنے کے لئے کوئی موثر قانون نافذ نہ کیا جائے ، ان ڈھیلے ڈھالے قوانین سے کچھ نہیں بنتا ۔ اس لئے آپ مہربانی کر کے خوش دلی سے قانون کو منظور کر لیں اور مجھے توقع ہے کہ جب اس پر عمل ہو گا جب آپ کے جانوروں کو صحیح خوراک ملے گی اور آپ کو ان کا صحیح دودھ ملے گا ۔ تو آپ کو اطمینان ہوگا ۔

جناب والا ! ایک بات کی میں تردید کرنا چاہتا ہوں بلکہ وضاحت کرنی چاہتا ہوں ۔ انہوں نے کہا ہے کہ کارخانے بند ہوتے جا رہے ہیں ۔ جناب والا ! میں اللہ کے فضل و کرم سے ان ایوان میں یہ اعلان کرتا ہوں کہ پنجاب میں کوئی بھی کارخانہ بند نہیں ہوا ، تمام فیکٹریاں معمول کے مطابق کام کر رہی ہیں ۔ نہ کہیں ہڑتال ہے ، نہ تالا بندی ہے ، نہ لاک آؤٹ ہے ، کسی قسم کا

کوئی تنازعہ کسی بھی فیکٹری میں اس وقت موجود نہیں ۔ میں ببانگ دھل یہ اعلان کرتا ہوں کہ ان کی یہ بات غلط ہے کہ ملیں بند ہو رہی ہیں ۔

سید قابش الوری : جناب والا ! ٹیکسٹائیل ملوں کے مالکوں نے کہا ہے کہ ہمیں اجازت دو کہ ہم ایک شفٹ میں کام کریں اور وہ ان سے زبردستی کام لے رہے ہیں . . . .

وزیر قانون : آپ نے کہا ہے کہ ملیں بند ہوتی جا رہی ہیں . . .

Mr. Speaker : No such dialogue.

The question before the House is :—

> That para (a) of sub-clause (1) of Clause 12 of the Bill, as recommenned by the Standing Committee on Agriculture, Planning and Develpment, be deleted.

(*The motion was lost*)

Mr. Speaker : The question before the House is :—

> That after sub-clause (5) of Clause 12 of the Bill, as recommended by the Standing Committee on Agriculture, Planning and Development, the following be added as sub-clause (6) of that clause, namely :—
>
> (6) Wheh a sample is taken from the stock in the possession of a seller or shopkeeper other than the manufacturer, he shall be bound to give the name and such other particulars of the persons from whom he purchased

or obtained such stocks as the Inspector may require.

(*The motion was lost*)

Mr. Speaker : The question befor the House is :

That Clause 12 forms part of the Bill.

(*The motion was carried*)

It forms part of the Bill.

Mr. Speaker : Now Clause 13 is under consideration. As there is no amendment, I put the question.

The question before the House is :—

That Clasue 13 forms part the Bill.

(*The motion was carried*)

مسٹر سپیکر : اب بل کی کلاز نمبر 14 زیر غور ہے۔

سوال یہ ہے :

کہ کلاز نمبر 14 بل کا حصہ بنے ۔

(تحریک منظور کی گئی)

سید نایش الوری : جناب والا ! جناب وزیر قانون نے کہا تھا کہ اس کے بعد کوئی legislation نہ ہوگی یعنی یہ طے ہوا ہے۔

مسٹر سپیکر : مجھے کیا پتا ہے ۔

وزیر قانون : جناب والا ! میں نے ان سے درخواست کی تھی کہ آج رات تک اجلاس ذرا لمبا کر لیں تاکہ اس بل کو پاس کر لیں ۔ انہوں نے کہا کہ اس پر مزید غور کی ضرورت ہے ، یہ کام کل کر لیں ۔ اس کے بعد میں نے کہا کہ کل آپ نئی ترامیم لائیں گے اور پھر کام کو لمبا کریں گے ۔ انہوں نے کہا کہ وہ ترامیم نہیں لائیں گے اگر کوئی ترمیم ہوئی تو ہمیں دکھا کر لائیں گے ۔

سید تابش الوری : جناب والا ! آج نہ نماز مغرب کا وقفہ ہوا ہے اور نہ جائے گا ۔

مسٹر سپیکر : ہم نماز کے بعد بیٹھے ہیں اور ابھی ساڑھے تین گھنٹے بھی نہیں ہوئے ابھی تو تین گھنٹے بارہ منٹ ہوئے ہیں ۔ when the entered the Hall آج کل مغرب کی نماز پانچ بجکر کچھ منٹ پر ہو جاتی ہے ۔ اب بل کی کلاز 15 زیر غور ہے

اب سوال یہ ہے :

کہ کلاز نمبر 15 بل کا حصہ بنے ۔

(تحریک منظور کی گئی)

اب کیا پوزیشن ہے ؟

وزیر قانون : جناب والا ! اس بات کا احساس کرتے ہوئے کہ حزب اختلاف نہایت مختصر اور موثر ہے اور حاجی محمد سیف اللہ خان جہاں موجود نہیں ، اس بل کو ہم اس طرح ان کی غیر حاضری کا نقصان اٹھاتے ہوئے پاس نہیں کرانا چاہتے ۔ اس لئے مناسب یہی ہو گا کہ کل جس وقت وہ تشریف لائیں گے اور اپنے دلائل پیش کریں گے تو ہم بل کا باقی حصہ پاس کرا لیں گے ۔

Mr. Speaker : The House is adjourned till 9.00 a. m. to-morrow.

(اسمبلی کا اجلاس 29 اکتوبر 1974 بروز منگل صبح نو بجے تک کے لئے ملتوی ہوا)

صوبائی اسمبلی پنجاب

پہلی صوبائی اسمبلی پنجاب کا بارھواں اجلاس

---

29 اکتوبر 1974ء

(سہ شنبہ 12 شوال المکرم 1394ھ)

اسمبلی کا اجلاس اسمبلی چیمبر لاہور میں 9 بجے صبح منعقد ہوا۔
سپیکر رفیق احمد شیخ، کرسی صدارت پر متمکن ہوئے۔

تلاوت قرآن پاک اور اس کا اردو ترجمہ قاری اسمبلی نے پیش کیا۔

بسم اللہ الرحمٰن الرحیم:

وَقُلْ لِّعِبَادِيْ يَقُوْلُوا الَّتِيْ هِيَ اَحْسَنُ اِنَّ الشَّيْطٰنَ يَنْزَغُ بَيْنَهُمْ اِنَّ الشَّيْطٰنَ كَانَ لِلْاِنْسَانِ عَدُوًّا مُّبِيْنًا ۝ رَبُّكُمْ اَعْلَمُ بِكُمْ اِنْ يَّشَاْ يَرْحَمْكُمْ اَوْ اِنْ يَّشَاْ يُعَذِّبْكُمْ وَمَآ اَرْسَلْنٰكَ عَلَيْهِمْ وَكِيْلًا ۝ وَرَبُّكَ اَعْلَمُ بِمَنْ فِي السَّمٰوٰتِ وَالْاَرْضِ وَلَقَدْ فَضَّلْنَا بَعْضَ النَّبِيّٖنَ عَلٰى بَعْضٍ وَّاٰتَيْنَا دَاوٗدَ زَبُوْرًا ۝ قُلِ ادْعُوا الَّذِيْنَ زَعَمْتُمْ مِّنْ دُوْنِهٖ فَلَا يَمْلِكُوْنَ كَشْفَ الضُّرِّ عَنْكُمْ وَلَا تَحْوِيْلًا ۝

پ ۱۵ س ۱۷ رکوع ۶ آیات ۵۳ تا ۵۶

اور تم میرے بندوں سے کہدو کہ لوگوں سے ایسی باتیں کیا کریں جو نہایت پسندیدہ ہوں کیونکہ شیطان (بری باتوں سے) ان میں فساد ڈلوا دیتا ہے۔ اس میں شک نہیں کہ شیطان انسان کا کھلا دشمن ہے۔ تمہارا پروردگار تم سے خوب واقف ہے اگر چاہے تو تم پر رحم کرے یا اگر چاہے تو تمہیں عذاب دے۔ ہم نے (اے پیغمبر) تم کو ان پر داروغہ بنا کر نہیں بھیجا۔ اور جو لوگ آسمانوں اور زمین میں ہیں۔ تمہارا پروردگار ان سے خوب واقف ہے اور ہم نے بعض پیغمبروں کو بعض پر فضیلت بخشی اور داؤد کو زبور عطا کی۔

(اے پیغمبر مشرکوں سے) کہدو کہ جن لوگوں کی نسبت تمہیں (معبود ہونے کا) گمان ہے ان کو پکار دیکھو وہ تم سے تکلیف کے دور کرنے یا اسکے بدل دینے کا کچھ بھی اختیار نہیں رکھتے۔

وَمَا عَلَيْنَا اِلَّا الْبَلَاغ

نشان زدہ سوالات اور ان کے جوابات

ملتان سنٹرل جیل میں قیدیوں کے اخراجات کے لئے رقم کی تخصیص

* 4303 چوھدری علی بہادر خان : کیا وزیر جیل خانہ جات از راہ کرم بیان فرمائیں گے کہ ۔

(الف) سال 73-1972ء اور 74-1973ء میں ملتان سنٹرل جیل میں قیدیوں کے اخراجات کے لئے کل کتنی رقم دی گئی یا دینے کا ارادہ ہے ۔ علیحدہ علیحدہ بتایا جائے ۔

(ب) مذکورہ بالا رقم کو کس کس مد میں خرچ کیا گیا یا خرچ کرنے کا ارادہ ہے ۔

(ج) مذکورہ جیل میں مال کی فراہمی کے لئے جو ٹھیکیدار مقرر کیا گیا ہے اس کا مال کی فراہمی کے بارے میں طریق کار کیا ہے ؟

وزیر قانون (سردار صغیر احمد) : (الف) قیدیوں کے اخراجات کے لئے ملتان سنٹرل جیل کو برائے سال 73-1972ء میں مبلغ 3,81,000 اور سال 74-1973ء میں مبلغ 5,32,500 روپے دیئے گئے علاوہ ازیں مذکورہ جیل نے مبلغ 4,20,000 روپے مزید طلب کئے ہیں ۔

(ب) مختلف مدوں کے تحت قیدیوں کے اخراجات حسب ذیل ہیں :-

	1972-73ء	1973-74ء	طلب مزید 1973-74ء
قیدیوں کی خوراک	2,50,000	4,50,000	3,00,000
کپڑے ، بستر	80,000	40,000	60,000
دوائیں	50,000	40,000	60,000
نقل و حرکت	1,000	2,500	

(ج) مال کی ارسالی کے دو طریق کار ہیں

(i) بذریعہ لھیکہ جات

(ii) بذریعہ خریداری جو چھ ہفتے کی ضرورت کے مطابق ہوتی ہے جبتک لھیکہ منظور نہ ہوجائے ۔

اجناس خوردنی مثلاً چنے ، مسور ، مونگ ، وغیرہ محکمہ صنعت و حرفت کے وساطت سے لھیکہ پر حاصل کی جاتی ہیں دیگر اشیاء خوردنی تھوک ریٹ کیٹ نرخ پر کم از کم ریٹ پر ٹنڈر کے ذریعہ حاصل کی جاتی ہیں ۔

راجہ محمد افضل خان: سپلیمنٹری سوال یہ ایک پالیسی کا معاملہ ہے ۔ کیا وزیر جیل خانہ جات اپنی اطلاع کے لئے ایسے گوشوارے مرتب کرتے ہیں ۔ جن سے یہ پتہ چلے کہ زیر سماعت ملزم سے وصول ہونے والا معاوضہ اور مقدمات میں اپیلوں کی تاخیر سے حکومت کے اخراجات بڑھ گئے ہیں ۔ یا کم ہو گئے ہیں ؟

وزیر قانون : اس کا اس سوال سے کوئی تعلق نہیں ہے ۔ فاضل ممبر اگر علیحدہ سوال دے دیں تو تفصیلات بہم پہنچا دی جائیں گی ۔

راجہ محمد افضل خان : جناب والا ! علیحدہ سوال کی بات نہیں ۔ صرف یہ پتہ کرنا ہے کہ کیا گوشوارے تیار کرتے ہیں ۔ میرے خیال میں علیحدہ سوال کی ضرورت نہیں ہے ؟

وزیر قانون : یہ سپلیمنٹری نہیں ہے ۔ اس سوال سے یہ سوال پیدا نہیں ہوتا ہے ۔

مسٹر سپیکر: میں تو ان کا مطلب نہیں سمجھ سکا ۔ اگر آپ سمجھ گئے ہیں تو بتائیں ۔

راجہ محمد افضل خان : جناب والا ! شاید میں سمجھا نہیں سکا ۔ میں اس پر تھوڑی سی انفارمیشن دینا چاہتا ہوں کہ آج سے چار سال پہلے میں نے دو اشخاص کو اپنی جیب کاٹتے ہوئے پکڑا تھا ۔ وہ آج بھی ایک جیل کے اندر

موجود ہیں ۔ ان کا کہیں نہیں سنا گیا ہے اور ممکن ہے کہ اگر سنا جاتا تو ایک سال یا دو سال قید ہوتی اور حکومت اس سے معاوضہ لیتی ۔ مطلب یہ ہے کہ بغیر کسی کام کے وہ جیل میں باقاعدہ حکومت کا خرچہ کھا رہے ہیں ایسے حالات میں حکومت پر بے پناہ اخراجات ہیں ۔ ۔ ۔

مسٹر سپیکر : اس سلسلہ میں جیل منسٹر آپ کی امداد نہیں کر سکتا ہے ۔

وزیر قانون : میں معذرت چاہتا ہوں کہ جب تک کسی شخص کے خلاف جرم ثابت نہ ہو جائے ۔ ہم اسے سزا نہیں دے سکتے ہیں ۔

مسٹر سپیکر : بات یہ ہے کہ سزا دینے سے وزیر جیل خانہ جات کا کوئی تعلق نہیں ہے ۔ یہ آپ اگر سوال کرنا چاہتے ہیں تو اس کو اس طرح سے پیش کریں کہ وہ وزیر متعلقہ کے اختیار میں ہو ۔

دربار حضرت پیر سلطان احمد قتال کے نگران کی تنخواہ میں اضافہ کرنا

* 4677 ۔ **دیوان سید غلام عباس بخاری :** کیا وزیر اوقاف از راہ کرم بیان فرمائیں گے کہ ۔

(الف) کیا یہ حقیقت ہے کہ جلالپور پیر والہ ضلع ملتان میں دربار حضرت پیر سلطان احمد قتال پر خلیفہ عبدالحمید نگران مقرر ہیں ۔

(ب) کیا یہ بھی حقیقت ہے کہ دربار کی نگرانی کے علاوہ دربار کے وسیع صحن کی روزانہ صفائی اور خاکروبی کا کام بھی اسی کے سپرد ہے اور زائرین کے آرام و آسائش کا بھی اسے خیال رکھنا پڑتا ہے ؟

(ج) کیا یہ بھی حقیقت ہے کہ مذکورہ خدمات کے صلہ میں نگران صرف 17 روپے (سترہ روپے) ماہوار معاوضہ ملتا ہے جو موجودہ مہنگائی کے دور میں کسی طرح بھی موزوں نہیں ؟

(د) کیا یہ بھی حقیقت ہے کہ حکومت نے ہر ادنیٰ ملازمین کی تنخواہ میں 35 روپے ماہوار کا اضافہ منظور کیا ہے مگر مذکورہ نگران کو وہ مہنگائی الاؤنس بھی نہیں دیا جاتا ۔

(ہ) اگر جزو ہائے بالا کا جواب اثبات میں ہے تو کیا حکومت ناظم اعلیٰ اوقاف کو ہدایات دے گی کہ مذکورہ دربار کے نگران کی تنخواہ میں مناسب اضافہ کرکے اسے مہنگائی الاؤنس بھی عطا کرے ؟

وزیر قانون (سردار مظہر احمد) : (الف) جی ہاں ۔

(ب) جی ہاں ۔

(ج) معاوضہ مبلغ 18 روپے ماہوار دیا جاتا ہے ۔

(د) پینتیس روپیہ ماہوار کا اضافہ ہمہ وقتی ملازمین کی تنخواہ میں ہوا ہے ۔ چونکہ نگران مذکور جزو وقتی ملازم ہے ۔ اس لئے اسے مہنگائی الاؤنس نہیں دیا گیا ۔

(ہ) چونکہ موجودہ نگران جزو وقتی ملازم ہے اس لئے اسے مہنگائی الاؤنس نہیں دیا جا سکتا ۔ البتہ اسے ہمہ وقتی ملازم کرنے کا معاملہ محکمہ کے زیر غور ہے ۔

(اس مرحلہ پر نواب احمد بخش لھیم کرسئ صدارت پر متمکن ہوئے)

صوبہ میں جیلوں کی تعداد

* 4805 ۔ ملک بھ اعظم : (الف) کیا وزیر جیل خانہ جات از راہ کرم بیان فرمائیں گے کہ پنجاب میں کل کتنی جیلیں ہیں اور قیدیوں کے علاج اور طبی سہولتوں کے لئے کل کتنی رقم مالی سال 74-1973ء میں مختص کی گئی تھی ؟

وزیر قانون (سردار صغیر احمد) : صوبہ پنجاب میں کل ستائیس جیلیں ہیں مالی سال 74-73ء میں قیدیوں کے علاج اور طبی سہولتوں کے لئے چھ لاکھ نو سو روپے کی کل رقم مختص کی گئی تھی ۔

سیٹلائٹ ٹاؤن سرگودھا میں پلاٹوں کے حقوق ملکیت کی تقسیم

* 4846 ۔ ملک محمد اکرم اعوان : کیا وزیر ہاؤسنگ و لزیکل پلاننگ از راہ کرم بیان فرمائیں گے کہ ۔

(الف) کیا یہ حقیقت ہے کہ سیٹلائٹ ٹاؤن سرگودھا میں تقریباً ایک ہزار چھوٹے پلاٹ "سی" اور "ڈی" قسم کے ہیں جن کے حقوق ملکیت تقسیم کرنے کے احکام جاری ہو چکے ہیں لیکن ناجائز تجاوزات کے مسئلہ کی وجہ سے ابھی تک حقوق ملکیت تقسیم نہیں کئے جا سکے ۔

(ب) اگر جزو (الف) کا جواب اثبات میں ہے تو کیا حکومت "سی" اور "ڈی" قسم کے پلاٹوں کے الاٹیوں کی مشکلات حل کرنے کا ارادہ رکھتی ہے ؟

وزیر قانون (سردار صغیر احمد) : (الف) جی نہیں ۔ سرگودھا میں 956 "سی" الاٹی اور 239 "ڈی" الاٹی پلاٹ ہیں ۔ حقوق ملکیت کی تقسیم کا کام جاری ہے ۔ ناجائز تجاوزات کی وجہ سے حقوق ملکیت کی تقسیم کے کام میں کوئی رکاوٹ نہیں ہو رہی ۔

(ب) مشکلات کے بارے میں کوئی شکایت موصول ہوئی تو اس کے حل کرنے کے لئے ضروری اقدامات کی جائیں گی ۔

مسٹر عبدالحفیظ کاردار : "سی" اور دوسرے پلاٹ میں کیا فرق ہے ؟

وزیر قانون : یہ پلاٹ کے سائز کے متعلق ہے ۔ بی ۔ سی ۔ اور ڈی ۔ جو بڑے پلاٹ کوٹھیوں کے لئے ہوتے ہیں ۔ ان کو اے کہا جاتا ہے ۔

مسٹر عبدالحفیظ کاردار : سائز کیا ہے ؟

وزیر قانون : مختلف کالونیز میں مختلف سائز ہوتے ہیں ۔ مثلاً برانی کالونیز میں سرگودھا کے متعلق یہ سوال ہے ۔ میں یہ عرض کر سکتا ہوں کہ ایک ایکڑ پر بھی پلاٹ مشتمل ہے اور نصف ایکڑ پر بھی ۔ دو کنال پر بھی ہوتا ہے ۔ ایک کنال ۔ 10 مرلہ ۔ 7 مرلہ اور 5 مرلہ کے پلاٹ ہوتے ہیں ۔

مسٹر عبدالحفیظ کاردار : جناب والا ! میں نے یہ سوال اس لئے پوچھا ہے کہ جو پلاٹ ڈیپارٹمنٹ کی طرف سے بنائے جاتے ہیں اس کے مطابق کچھ گھروں میں فاصلہ رکھا جاتا ہے ۔ عام طور پر ہوتا ہے کہ 10 فٹ کا فرق رکھا جاتا ہے ۔ کیونکہ حال ہی میں میں نے ایک خط سیکرٹری فزیکل پلاننگ و ہاؤسنگ کو لکھا تھا ۔ اس کا انہوں نے جواب دے دیا ہے کہ جو دس مرلے کے پلاٹ ہیں ۔ اس میں اور دوسرے مکان میں کوئی فرق نہیں رکھا جاتا ۔ میں سمجھتا ہوں کہ یہ ناقص منصوبہ بندی ہے ۔ چاہے کتنا چھوٹا بڑا پلاٹ ہو ۔ اس میں کچھ نہ کچھ فرق رکھا جائے ۔ تاکہ ہاؤسنگ سکیم کو بہتر بنا سکیں ۔ اس کے متعلق میں ان سے سوال پوچھنا چاہتا ہوں ۔

وزیر قانون : جناب والا ! ویسے میں یہ تجویز متعلقہ محکمہ کو بھجوا دوں گا ۔ چونکہ یہ ٹیکنیکل کام ہے اگر ان کی تجویز ٹیکنیکل نقطہ نظر سے معقول ہوئی ۔ تو آئندہ کے لئے جو کالونیاں بنیں گی ۔ اس میں اسے ملحوظ رکھا جائے گا ۔ ویسے تو پاکستان بھر میں میں نے دیکھا ہے کہ دیوار سے دیوار ملتی ہو تو پڑوسی اچھے ہوتے ہیں ۔

مسٹر عبدالحفیظ کاردار : مجھے واضح طور پر معلوم نہیں ہوا کہ انہوں نے کیا فرمایا ہے ۔ میں ان کو لکھ کر بھیجوں یا ان کے چیمبر میں حاضر ہوں ۔ سوال پبلک انٹرسٹ کا ہے ۔ جہاں جواب دینا چاہئے ۔

وزیر قانون : میں عرض کر رہا ہوں جناب والا ! جو انجینئرز ہیں ۔ ٹیکنیکل لوگ ہیں یا جو ماہرین ہیں وہی بہتر طور پر جان سکتے ہیں کہ آپا فاصلہ رکھنا چاہئے یا نہیں ۔ یہ تجویز ان تک پہنچا دی جائے گی اور فی

طور پر اگر یہ تجویز درست ہوئی ۔ تو آئندہ جو کالونیاں بنائی جائیں گی ۔ ان میں اس کو ملحوظ رکھا جائے گا ۔ میں یہ عرض کر رہا تھا اور میں نے اپنا ذاتی خیال ظاہر کیا تھا کہ یہاں سارے پاکستان میں لوگوں کی دیواریں مشترکہ ہیں ۔ ایک دیوار پر دو آدمیوں کا خرچ آتا ہے اگر لوگ علیحدہ دیواریں بنالیں ۔ تو جو غریب لوگ ہیں ان کا زیادہ خرچہ آئے گا ۔ یہ میری رائے تھی ۔

مسٹر عبدالحفیظ کاردار : اگر یہ ان کی اپنی رائے ہے تو کیا وہ اس کو جامہ پہنائیں گے کہ مشترکہ دیواریں ہونی چاہئیں ؟

مسٹر سپیکر : جواب تفصیل سے آ چکا ہے ۔

ملک محمد اکرم اعوان : جناب والا ! کیا وزیر موصوف یہ بیان فرمائیں گے کہ 'سی' اور 'ڈی' ٹائپ پلاٹ کی تقسیم کب سے شروع ہو رہی ہے اور کب تکمیل ہوگی ؟

وزیر قانون : جناب والا ! سرگودھا کے متعلق یہ سوال ہے ۔ جب سے یہ شیلائٹ ٹاؤن معرض وجود میں آیا ہے ۔ اس میں اور نہیں تو میرا خیال ہے میں اس وقت سرگودھا میں پڑھ رہا تھا ۔ یہ 60-59-1958ء کی بات ہے اس وقت سے شروع ہوا ۔ کوئی پندرہ سال ہوگئے اس کی تکمیل نہیں ہوئی ۔ لیکن میں اپنے دوست کو یقین دلاتا ہوں ۔ کہ اب یہ کام انشاء اللہ جلد مکمل ہوگا ۔

چوہدری امان اللہ لک : میرا سوال ہوگیا ہے ۔ میں ابھی یہی سوال کرنا چاہتا تھا یہ کب تکمیل کو پہنچے گا ۔

وزیر قانون : اکثر کام جو باقی رہ جاتا ہے جناب والا ! وہ اس وجہ سے رہ جاتا ہے کہ لوگ مقدمہ بازی میں چلے جاتے ہیں ۔ مثلاً اس سوال سے ظاہر ہے کہ کچھ لوگوں نے ناجائز تجاوزات کر لئے تھے ۔ کسی نے بغیر الاٹمنٹ کے قبضہ کر لیا تھا ۔ جب اس کے خلاف بے دخلی کی کارروائی ہوتی ہے تو وہ سول عدالت سے حکم امتناعی لے آتا ہے ۔ اصل سبب یہ ہے کہ ایک

عدالت سے سپریم کورٹ تک یہ طوالت کا چکر چلتا ہے ہم کوشش کر رہے ہیں کہ جیسی بھی صورت ہو اس کام کو جلد سے جلد ختم کر دیا جائے گا۔

چوھا سیدن شاہ پنڈ دادن خان میں سیدن شاہ شیرازی کی درگاہ سے آمدن

* 4977 ۔ مرزا فضل حق : کیا وزیر اوقاف از راہ کرم بیان فرمائیں گے کہ چوھا سیدن شاہ تحصیل پنڈ دادن خان کی درگاہ کو محکمہ اوقاف نے کب اپنی تحویل میں لیا نیز سرکاری تحویل میں آنے سے اب تک مذکورہ درگاہ سے کس قدر آمدنی ہوئی ۔

وزیر قانون (سردار صغیر احمد) : درگاہ حضرت سیدن شاہ شیرازی کو محکمہ نے برائے نوٹیفکیشن نمبری 3 (380) اوقاف/60 مورخہ 27 دسمبر 1960ء کو اپنی تحویل میں لیا ۔

درگاہ مذکورہ سے محکمہ اوقاف کو کل 2,29,455 روپے آمدنی ہوئی ۔

چوھدری امان اللہ لک : کیا آمدن میں سے اس دربار پر کوئی خرچ بھی کیا جاتا ہے ؟

وزیر قانون : یقیناً ہوتا ہے ۔ جو اس درگاہ پر مرمت کے لئے خرچ آتا ہے یا ایک سال بعد رسومات پوری کرنے پر جو خرچ آتا ہے ۔ وہ خرچ کیا جاتا ہے ۔

گجرات جیل میں مقید قیدی

*4989 ۔ چوھدری امان اللہ لک : کیا وزیر جیل خانہ جات از راہ کرم بیان فرمائیں گے کہ گجرات جیل میں اس وقت کل کتنے قیدی ایسے ہیں جن کے خلاف کسی مارشل لاء ریگولیشن کے تحت مقدمات درج کئے گئے تھے ۔ ان کے خلاف جرم کیا تھے انہیں کتنی کتنی سزا دی گئی اور وہ کتنی کتنی

سزا بھگت چکے ہیں اور کتنی سزا بقایا ہے ؟

وزیر قانون (سردار صغیر احمد) : جس وقت میرے فاضل دوست نے سوال کیا تھا ۔ اس وقت صرف ایک قیدی مارشل لاء کا جیل میں موجود تھا ۔ اس کی قید اس وقت ختم ہونے والی تھی اور اب تک وہ رہا ہو چکا ہوگا ۔ تو اب کوئی قیدی گجرات جیل میں مارشل لاء کا نہیں ہے ۔

گجرات جیل میں حوالاتیوں کی تعداد

*4990 ۔ **چوہدری امان اللہ لک** : کیا وزیر جیل خانہ جات از راہ کرم بیان فرمائیں گے کہ گجرات جیل میں کتنے حوالاتی ایسے ہیں جن کے خلاف کسی مارشل لاء ریگولیشن کے تحت مقدمات درج کئے گئے ۔ ان کے جرم کیا تھے ؟

وزیر قانون (سردار صغیر احمد) : گجرات جیل میں ایسا کوئی حوالاتی نہیں جس کے خلاف کسی مارشل لاء ریگولیشن کے تحت مقدمہ درج کیا گیا ہو ۔

بس سٹینڈ کی منتقلی

*5286 ۔ **ملک عبد اعظم** : کیا وزیر ہاؤسنگ و فزیکل پلاننگ از راہ کرم بیان فرمائیں گے کہ :

(الف) کیا یہ امر واقعہ ہے کہ سرگودھا شہر میں بس سٹینڈ آبادی کے وسط میں واقع ہونے کی وجہ سے اہالیان شہر کو سخت تکلیف ہے اگر ایسا ہے تو حکومت مذکورہ بس سٹینڈ کب تک کسی موزوں جگہ منتقل کرنے کا ارادہ رکھتی ہے ؟

(ب) کیا یہ بھی امر واقعہ ہے کہ حکومت شہروں میں واقع

بس سٹینڈوں کو آبادی سے باہر منتقل کرنے کے کسی منصوبہ پر غور کر رہی ہے ؟

وزیر قانون (سردار صغیر احمد) : (الف) لیا بس سٹینڈ زیر تعمیر ہے - جونہی اس بس سٹینڈ کی تعمیر مکمل ہو جائے گی یہ بس سٹینڈ اندرون شہر سے وہاں منتقل کر دیا جائے گا -

(ب) جی ہاں -

ڈاکٹر حلیم رضا : کیا وزیر موصوف اس امر کی یقین دہانی کرائیں گے کہ اندرون شہر جو لڑکوں کے اڈے ہیں خاص طور پر سکولوں کے قریب ، مساجد کے قریب کیا ان کو شہر سے باہر منتقل کرنے کا کوئی منصوبہ ہے ؟

وزیر قانون و پارلیمانی امور : جناب والا ! اس سوال کے جز (ب) میں یہ پوچھا گیا تھا "کیا یہ امر واقعہ ہے کہ حکومت شہروں میں واقع بس سٹینڈوں کو آبادی سے باہر منتقل کرنے کے کسی منصوبہ پر غور کر رہی ہے" ؟ میں نے اس کا جواب دیا "جی ہاں" - تو اس لئے اس کے بعد یہ ضمنی سوال پیدا نہیں ہوتا -

ڈاکٹر حلیم رضا : جناب والا ! یہ بات تو تین سال سے سن رہے ہیں کہ بسوں کے اڈے اور لڑکوں کے اڈے باہر جا رہے ہیں - آخر کوئی وقت کا تعین بھی ہوگا - کوئی تاریخ ہوگی -

وزیر قانون : جناب والا ! آپ جانتے ہیں کہ تمام پنجاب میں یہ ایک تکلیف ہے کہ تمام بسوں اور لڑکوں کے اڈے اندرون شہر ہیں - ان کو ایک ایک کرکے جونہی وسائل اجازت دیتے ہیں کہیں کوئی میونسپل کمیٹی کا کہیں پر امپروومنٹ ٹرسٹ اور کہیں گورنمنٹ کی طرف سے اس کام کو خاصی رفتار سے کیا جا رہا ہے اور مجھے امید ہے کہ مستقبل قریب میں تمام اڈے جو شہروں میں لوگوں کے لئے تکلیف کا باعث بنے ہوئے ہیں وہ مناسب جگہوں پر تبدیل ہو جائیں گے -

چوہدری امان اللہ لک: جناب والا ! سوال کے ضمن (ب) میں پوچھا گیا ہے "کہ حکومت شہروں میں واقع بس سٹینڈوں کو آبادی سے باہر منتقل کرنے کے کسی منصوبہ پر غور کر رہی ہے" اس کا جواب انہوں نے گومگو کی صورت میں دیا ہے ۔ وہ کونسی پالیسی ہے جو واضح طور پر فرمائی گئی ہے کہ میونسپل کمیٹی کو ہدایات کر دی گئی ہیں ۔ لوکل باڈیز کو ہدایات جاری کر دی گئی ہیں یا نہیں کی گئی ہیں ۔ اس کا (plan) پروگرام کیا ہے یہ تفصیلاً فرمائیں ؟

وزیر قانون: جناب والا ! انہوں نے پوچھا یہ تھا کہ کسی منصوبہ پر غور ہو رہا ہے ؟ میں نے کہا "جی ہاں" ۔ یہ حتمی جواب ہے categorically میں نے کہا ہے "جی ہاں" ۔ تو ہر جگہ پر ان کے علاوہ منصوبے ہیں وہاں کی میونسپل کمیٹیاں اور امپروومنٹ ٹرسٹ اس پر غور کر رہے ہیں اور جہاں یہ نہیں ہیں گورنمنٹ کی طرف سے اس پر غور ہو رہا ہے ۔ غور ہونے کے بعد فیصلہ ہوا کرتا ہے ۔ جب فیصلہ ہو جائے گا تو اس کی تفصیلات فاضل دوست کو بتا دوں گا ۔

چوہدری امان اللہ لک: جناب والا ! میں نے پوچھا ہے کہ کونسا منصوبہ زیر غور ہے ؟ انہوں نے جواب دیا ہے "جی ہاں" ۔ تو میں منصوبے کی تفصیلات پوچھنا چاہتا ہوں اور یہی سوال کنندہ کا مدعا تھا ۔

وزیر قانون: جناب والا ! میں اپنے فاضل دوست سے یہ درخواست کرنا چاہتا ہوں کہ پہلے وہ سوال کا جز (ب) پڑھیں کہ سوال میں کیا پوچھا گیا ہے ۔ کیا اس میں کسی خاص منصوبے کا ذکر ہے ؟ اس میں تو ایک جنرل بات ہے کیا یہ اس واقعہ ہے کہ حکومت شہروں میں واقع بس سٹینڈوں کو آبادی سے باہر منتقل کرنے کے کسی منصوبے پر غور کر رہی ہے ؟ اس کا میں نے بھی جنرل جواب دے دیا ہے ۔ وہ کسی خاص منصوبے کا ذکر کریں ۔ میں انہیں اس کی تفصیل سے آگاہ کر دوں گا ۔

سیلاب زدہ علاقوں میں نئی آبادیوں کی تعمیر

*5440 ۔ ملک شاہ محمد محسن : کیا وزیر ہاؤسنگ و فزیکل پلاننگ از راہ کرم بیان فرمائیں گے کہ کیا یہ امر واقعہ ہے کہ حکومت پنجاب نے سیلاب زدہ علاقوں میں نئی آبادیوں کی تعمیر کے لئے کئی منصوبے منظور کئے ہیں اگر ایسا ہے تو یہ کب تک مکمل ہو جائیں گے اور سیلاب سے متاثرہ افراد کب تک ان نئی آبادیوں میں آباد ہو جائیں گے ۔

وزیر قانون و پارلیمانی امور (سردار صغیر احمد) : جی ہاں ۔ 1974.75ء میں منصوبے مکمل ہو جائیں گے ۔ ان سکیموں میں ضروری لوازمات سڑکوں کی تعمیر ، پانی کی فراہمی اور نکاسی آب کی تکمیل پر الاٹمنٹ کا کام شروع کر دیا جائے گا ۔ لاہور کی وسن پورہ سکیم میں چار سو پلاٹ پہلے ہی تقسیم کر دئے گئے ہیں ۔

سیلاب سے متاثرہ اضلاع میں سٹیلائٹ ٹاؤن کی تعمیر

*5441 ۔ ملک شاہ محمد محسن : کیا وزیر ہاؤسنگ و فزیکل پلاننگ از راہ کرم بیان فرمائیں گے کہ :

(الف) کیا یہ امر واقعہ ہے کہ حکومت نے 1973ء کے سیلاب زدہ چند اضلاع میں سیٹلائٹ ٹاؤن بنانے کا فیصلہ کیا ہے ۔ اگر ایسا ہے تو وہ کون کون سے اضلاع ہیں اور وہاں کب کام شروع ہوگا اور کب تک مکمل ہو جائے گا ۔

(ب) مذکورہ سیٹلائٹ ٹاؤن میں قطعات کا کم از کم اور زیادہ سے زیادہ رقبہ کیا ہوگا اور وہاں فلیٹ تعمیر کئے جائیں گے یا کوٹھیاں تعمیر کی جائیں گی ؟

وزیر قانون و پارلیمانی امور (سردار صغیر احمد) : (الف) جی ہاں ۔ لاہور ۔ لائل پور و جہنوٹ اور رحیم یار خان میں خان پور ۔ ماسوائے

لائل پور میں سب جگہ یہ منصوبے 1974-75ء میں مکمل ہو جائیں گے - البتہ لائل پور میں یہ کام 1975-76ء میں مکمل ہونے کی توقع ہے -

(ب) کم از کم رقبہ پلاٹ ساڑھے تین مرلے - زیادہ سے زیادہ ایک کنال - الاٹی خود اپنی حیثیت کے مطابق مکان تعمیر کرائیں گے -

ملک ثناء اللہ خان : کیا وزیر موصوف یہ بیان فرمائیں گے کہ ضلع سیالکوٹ دوسرے تمام اضلاع کی نسبت سیلاب سے زیادہ متاثر ہوا تھا لیکن اس کی کیا وجہ ہے کہ اسے ہاؤسنگ سکیم میں شامل نہیں کیا گیا ؟

وزیر قانون : جناب والا ! آپ جانتے ہیں کہ ہمارا ملک ترقی پذیر ملک ہے بلکہ اگر اسے ترقی پذیر کی بجائے غریب کہا جائے تو زیادہ موزوں ہوگا - اس ملک یا اس صوبے کی تمام ضروریات کو ایک ہی سال میں ایک ہی وقت میں پورا کرنا قطعی طور پر نا ممکن ہے - اپنے وسائل کے مطابق priority کے لحاظ سے جب ہم کوئی کام کرتے ہیں تو ہم یہ دیکھتے ہیں کہ اس کام کو پہلے کہاں کیا جائے - آہستہ آہستہ سب جگہ پر کام ہو رہا ہے لیکن میں اپنے فاضل دوست کو یقین دلاتا ہوں کہ میرے جواب کا یہ مطلب نہیں کہ سیالکوٹ کے لوگ مایوس ہوں - سیالکوٹ کو اس منصوبے میں شامل کیا گیا ہے -

---

وہاڑی شہر میں رہائشی مکانات کی سہولتیں

*5777 - **میاں خورشید انور :** کیا وزیر ہاؤسنگ و فزیکل پلاننگ از راہ کرم بیان فرمائیں گے کہ :

(الف) کیا یہ درست ہے کہ وہاڑی شہر میں مکانات کی کمی دور کرنے کے لئے 60 نئے بلاک "جے" اور "کے" بنانے کی تجویز ہوئی تھی -

(ب) کیا یہ بھی درست ہے کہ کچھ عرصہ قبل میونسپل کمیٹی وہاڑی نے اس سلسلہ میں تمام سکیم مکمل کر کے حکومت کے سپرد کر دی تھی۔

(ج) کیا یہ بھی درست ہے کہ مذکورہ پلاٹوں میں پلاٹوں کی نیلامی کے لئے ضروری کارروائی کرنے کے لئے بورڈ آف ریونیو کو لکھا گیا۔

(د) کیا حکومت لوگوں کی رہائشی مشکلات دور کرنے کے لئے ان مجوزہ پلاٹوں کی جلد نیلامی کا ارادہ رکھتی ہے؟

وزیر قانون و پارلمانی امور (سردار صغیر احمد): جی ہاں۔

(ب) جی ہاں۔ یہ سکیم محکمہ ہاؤسنگ کے سپرد ہو چکی ہے۔ پلاٹ نیلام نہیں کئے جائیں گے البتہ ان کی الاٹمنٹ کی جائے گی۔ چونکہ جناب والا ہمارا طریقہ کار یہ ہے کہ ہم صرف جو تجارتی و کمرشل پلاٹ ہوتے ہیں انہیں نیلام کرتے ہیں اور رہائشی پلاٹ کی لوگوں کی تکلیف کے پیش نظر انہیں الاٹمنٹ کی جاتی ہے اور رعائتی قیمت پر کئے جاتے ہیں۔ اگر نیلام عام ہو تو لوگوں کو پھر کوئی سہولت نہیں پہنچتی۔ انہیں مہنگے پلاٹ ملیں گے۔

(د) سکیم مکمل ہونے پر پوری الاٹمنٹ کر دی جائے گی۔

مثالی زرعی قصبوں کا قیام

*5850۔ میاں خورشید انور: کیا وزیر ہاؤسنگ و ٹاؤنگ پلاننگ سوال نمبر 449 کے جواب کے حوالہ سے جو مورخہ 7 جولائی 1972ء کو ایوان میں دیا گیا تھا از راہ کرم بیان فرمائیں گے کہ صوبہ میں کتنے مثالی زرعی قصبے قائم کئے گئے ہیں اور اس سکیم پر اب تک کتنا روپیہ خرچ ہوا ہے اور اس

ہے اب تک کیا فوائد حاصل ہوئے ہیں ؟

وزیر قانون و پارلیمانی امور (سردار صغیر احمد) : ایسے زرعی قصبات کا قیام مرکزی حکومت کے زیر غور ہے - حسب ذیل مقامات پر اس سلسلہ میں زرعی دیہات قائم کرنے کے فیصلے کی سفارش حکومت پنجاب کی طرف سے کی گئی ہے -

لاہور ڈویژن میں سترہ کے مقام پر -

سرگودھا ڈویژن میں بھاگٹانوالا کے مقام پر -

راولپنڈی ڈویژن میں دولتالہ کے مقام پر -

ملتان ڈویژن میں نار کے مقام پر اور

بہاولپور ڈویژن میں ڈارانوالا کے مقام پر ابتدائی کام اس سلسلہ میں ہو رہا ہے -

سید تابش الوری : کیا وزیر موصوف بتائیں گے کہ ان زرعی قصبات کے قیام کا بنیادی مقصد کیا ہے ؟ اور آئندہ سال جن قصبوں کے لئے صوبائی حکومت نے سفارش کی ہے اس کے لئے کتنی رقم مخصوص کی گئی ہے ؟

وزیر قانون : جناب والا ! جہاں تک زرعی قصبات کے قائم کرنے کا مقصد ہے - میرے فاضل دوست اچھی طرح جانتے ہیں کہ ہماری دیہاتی آبادی کا رجحان اب شہروں کی طرف ہے ایک تو شہروں کی سہولتیں لوگوں کو شہر میں آنے کے لئے attract کرتی ہیں - اسی لئے لوگ دیہات سے شہروں کے طرف آتے ہیں - دوسرے روزگار کا مسئلہ ہے - دیہات میں زمین کی حد مقرر ہے - کسی گاؤں کی زمین میں سال بسال اضافہ نہیں ہو سکتا کمی تو ہو سکتی ہے اگر مکانات وغیرہ میں آ جائے - آبادی بڑھ رہی ہے لوگ روزگار کی تلاش میں شہروں میں آتے ہیں اور پھر شہروں میں آبادی کی رفتار بڑھنے سے مسائل پیدا ہوتے ہیں - حکومت نے کوشش کی ہے کہ ایسے زرعی قصبات قائم کئے جائیں جہاں تمام شہری سہولتیں میسر ہوں تا کہ ان لوگوں کو جو شہری سہولیات دیہات سے شہر کی طرف آنے کے لئے attract کرتی

ہیں وہ انہیں اپنے گاؤں میں مل جائیں ۔ تو وہ اس غرض سے شہر میں نہ آئیں ۔ دوسرے لوگوں کو روزگار ملے اور زرعی دیہات بھی شہروں کے ساتھ برابر ترقی کریں ۔ چونکہ سارے ملک کی اسی فیصد آبادی دیہات میں رہتی ہے ۔ ان کو ترقی دینے کے لئے ایسے زرعی قصبات قائم کرنے نہایت ضروری ہیں ۔

جناب والا ! انہوں نے دوسرا سوال کیا ہے کہ اس سال کتنی رقم مختص کی ہے تو وہ بھی میں عرض کئے دیتا ہوں کہ 15 لاکھ روپے ابتدائی طور پر اس کے لئے مختص کئے گئے ہیں ۔ feasibility اور دوسری چیزوں کے لئے منصوبے تیار کئے جا رہے ہیں اور اس پر کام ہو رہا ہے جسے ابتدائی کام کہتے ہیں ۔ ویسے اس پر لاکھوں کروڑوں روپے کا خرچ آئے گا ۔ ابتدائی کام ہم نے شروع کرا دیا ہے ۔

سید تابش الوری : کیا وزیر موصوف بتائیں گے کہ پنجاب کے جن قصبات کو زرعی قصبات کے طور پر منتخب کیا گیا ہے اس کی بنیاد کیا تھی ؟ اس کے لئے کن سے سفارشات طلب کی گئیں ۔ کیا اس سلسلے میں ڈسٹرکٹ کونسلوں سے کوئی رابطہ قائم کیا گیا ؟

وزیر قانون : جناب والا ! آر۔آئی۔ڈی۔پی کے تحت جو دیہات ہیں وہ پہلے ہی مرکز ہیں ان کو ترجیح دی ہے اور جو دیہات آر۔آئی۔ڈی۔پی کے سنٹر بن چکے ہیں ۔ ان کو ابتدائی طور پر زرعی قصبہ جات میں منتقل کیا جا چکا ہے ۔ غالباً یہ دیہات اپنے اپنے علاقوں میں مرکزی مقام رکھتے ہیں ۔ ان کو کسی نہ کسی سڑک کی approach موجود ہے اور کچھ نہ کچھ سہولتیں وہاں پہلے سے موجود ہیں ۔ اس لئے ہم نے پانچ دیہات کو مختلف ڈویژنوں میں ترجیح دی ہے اور یہ نمونے کے گاؤں ہوں گے ۔ اس کے بعد اس پروگرام کو وسعت دی جائے گی ۔

سید تابش الوری : کیا وزیر موصوف از راہ کرم بیان فرمائیں گے کہ یہ کن کی سفارش پر ایسا کیا گیا ہے ؟

وزیر قانون : تمام پنجاب میں 19 آر۔آئی۔ڈی۔پی سنٹر ہیں ۔ محکمہ متعلقہ

نے اس میں سے دو دو کو منتخب کیا اور کولسل آف منسٹرز کے علاوہ عوام کے نمائندے بھی موجود تھے جو ہر ڈویژن اور ہر ضلع کی نمائیندگی کرتے ہیں محکمہ کے لوگوں نے فنی مہارت کی وجہ سے ان مقامات کو مختص کیا ہے ۔ اس لحاظ سے یہ فیصلہ نہائیت موزوں اور بہترین فیصلہ ہے اور اس سے بہتر فیصلہ نہیں ہو سکتا ۔

ملک ثنا اللہ خان : کیا وزیر موصوف از راہ کرم بیان فرمائیں گے کہ کیا حکومت ان مقامی زرعی قصبہ جات میں دیہاتی عوام کو روزگار دینے اور صنعتیں قائم کرنے کا ارادہ رکھتی ہے ؟

وزیر قانون : یقیناً ایسی چیزیں پیدا کرنا چاہتے ہیں کہ دیہات کے لوگ شہروں کو بھول جائیں ۔ میں تو یہ چاہتا ہوں کہ شہروں کے لوگ زرعی قصبہ جات میں بسنے کے لئے تیار ہوں ۔ وہاں ایسی سہولتیں میسر ہوں ۔

ڈاکٹر حلیم رضا : کیا وزیر موصوف از راہ کرم بیان فرمائیں گے کہ مثالی زرعی قصبہ جات کے سلسلہ کیا حکومت کے پیش نظر کوئی ایسا منصوبہ بھی ہے کہ انڈسٹریل مثالی قصبہ جات بنائے جائیں ؟

وزیر قانون : جناب والا ! ویسے اس محکمہ کے متعلق یہ سوال نہیں ہے ۔ تاہم میں فاضل رکن کی اطلاع کے لئے عرض کرنا چاہتا ہوں کہ ہم نے کئی مقامات پر انڈسٹریل اسٹیٹس قائم کی ہیں مثلاً سیالکوٹ ۔ گوجرانوالہ اور گجرات میں ہیں ۔ ہم بہت جگہ پر کوشش کر رہے ہیں کہ اس قسم کی صنعتی بستیاں قائم ہوں جہاں لوگ چھوٹی چھوٹی صنعتیں لگائیں اور انہیں روز گار میسر آ سکے ۔

زنانہ جیل کا قیام

***5922 مسز حسینہ بیگم کھوکھر :** کیا وزیر جیل خانہ جات از راہ کرم بیان فرمائیں گے کہ ۔

(الف) کیا یہ درست ہے کہ حکومت نے 7.3.1974 کو 10 لاکھ

روپے زلزلہ جیل ملتان کے پلان کے لئے مختص کئے تھے ۔

(ب) کیا یہ بھی درست ہے کہ مذکورہ پلان ابھی تک محکمہ کی طرف سے حکومت کی منظوری کے لئے نہیں بھیجا گیا ۔ اگر ایسا ہے تو کیا حکومت اس تاخیر کے ذمہ دار افسران کے خلاف کارروائی کرنے کا ارادہ رکھتی ہے ؟

وزیر قانون (سردار صغیر احمد) : (الف) درست ہے ۔

(ب) یہ درست نہیں لہذا تادیبی کارروائی کا سوال ہی پیدا نہیں ہوتا ۔

مسز حسینہ بیگم کھوکھر : کیا وزیر موصوف از راہ کرم بیان فرمائیں گے کہ اگر پلان بھیجا گیا ہے تو تاخیر کی کیا وجہ ہے ؟

وزیر قانون : جناب والا ! میں آپ کی وضاحت کے لئے عرض کروں گا کہ کل تخمینہ 35 لاکھ 16 ہزار کا ہے ۔ 1972-73ء میں چار لاکھ 35 ہزار اور 982 روپے خرچ کئے اور 1974.75 کے لئے گیارہ لاکھ مختص کئے گئے ہیں اس میں سے ایک لاکھ سات ہزار سات سو پچاسی روپے خرچ ہوئے ہیں ۔ تساہل کسی کی طرف سے نہیں ہوا ہے ۔ کام جاری ہے ۔ سکیم منظور شدہ ہے ۔ رقم مختص کی گئی ہے ۔ کارروائی کس کے خلاف کی جائے ۔

مسز حسینہ بیگم کھوکھر : یہ سکیم جاری نہیں ہے ۔

وزیر قانون : ہم نے 1973.74ء میں چار لاکھ 35 ہزار 982 روپے ۔ 1974.75ء میں گیارہ لاکھ مختص کئے ہیں اس میں سے ایک لاکھ سات ہزار 880 روپے خرچ کئے گئے ہیں ۔

مسز حسینہ بیگم کھوکھر : یہ کب مکمل ہو گی ۔

وزیر قانون : دو سال میں مکمل ہو جائے گی ۔

چوہدری امان اللہ لک : کیا وزیر موصوف از راہ کرم بیان فرمائیں گے کہ یہ پلان کس مرحلے میں ہے ۔ یہ چیز واضح طور پر بتا دیں ۔ آیا موصولہ اراضی ہو گئی ہے نقشہ منظور ہو گیا ہے ۔ یہ کن مراحل پر ہیں ؟

مسٹر چیئرمین : کام شروع ہو گیا ہے -

چوہدری امان اللہ لک : ممبر صاحبہ کے فرمان کے مطابق وہاں کام نہیں ہو رہا ہے آخر یہ کس مرحلے میں کام ہو رہا ہے کس کس جگہ پر خرچ ہو رہا ہے -

وزیر قانون : میں یہ بتا سکتا ہوں کہ کتنی دیواریں بن گئی ہیں غسلخانے بن گئے ہیں ان کی دیواریں کافی اونچی ہیں - اس لئے مجھے اجازت دیں میں آپ کو تفصیل منگوا کر پیش کر دوں گا اور خاص طور پر چوہدری صاحب کی خدمت میں ضرور پیش کروں گا -

---

راولپنڈی جیل میں قیدیوں کی تعداد

*6000 - شیخ محمد انور : کیا وزیر جیل خانہ جات از راہ کرم بیان فرمائیں گے کہ راولپنڈی ڈسٹرکٹ جیل میں اس وقت قیدیوں کی تعداد کیا ہے ؟

وزیر قانون (سردار صغیر احمد) : راولپنڈی ڈسٹرکٹ جیل میں 28 جون 1974ء کو جب کہ اس سوال کا جواب تیار کیا گیا - قیدیوں کی تعداد ایک ہزار پندرہ تھی -

شیخ محمد انور : کیا وزیر موصوف از راہ کرم بیان فرمائیں گے کہ اس وقت راولپنڈی جیل میں قیدیوں کی کتنی capacity ہے ؟

وزیر قانون : 400 قیدیوں کے لئے ہے - یہ وہی بات ہے کہ ملک کی آبادی جوں جوں بڑھتی رہی ہے اسی تناسب سے جیلوں کی آبادی بھی بڑھتی جا رہی ہے -

---

راولپنڈی تحصیل میں اوقاف کے زیر تحویل رقبہ جات

*6052 - شیخ محمد انور : کیا وزیر اوقاف از راہ کرم بیان فرمائیں گے کہ -

(الف) راولپنڈی تحصیل میں محکمہ اوقاف کے زیر تحویل مزروعہ -

غیر مزروعہ اور سکنی رقبہ کل کتنا ہے نیز یونین کونسل ٹیکسلا اور سنگ جانی میں مکانات ۔ دوکانات اور جائے سفید بشکل پلاٹ کا کتنا رقبہ ہے علیحدہ علیحدہ تفصیل بتائی جائے ۔

(ب) ٹیکسلا یونین کونسل میں محکمہ اوقاف کی طرف سے پٹہ پر دیا گیا رقبہ کتنا ہے اور یہ کن کن اشخاص کے پاس کتنے کتنے عرصے کے لئے ہے ۔ اس کی تفصیل ایوان کی میز پر رکھی جائے ؟

وزیر قانون (سردار صغیر احمد) : (الف) تحصیل راولپنڈی میں محکمہ اوقاف کے زیر تصرف حسب ذیل رقبہ ہے :-

	مرلہ	کنال
مزروعہ	16	45
غیر مزروعہ	×	×
سکنی رقبہ	00	19

یونین کونسل ٹیکسلا اور سنگ جانی میں محکمہ کے زیر تصرف کوئی رقبہ نہیں ۔

(ب) اس کا جواب "الف" میں دے دیا گیا ہے ۔

شیخ محمد انور : کیا وزیر موصوف از راہ کرم بیان فرمائیں گے کہ چوک جو کہ یونین کونسل ٹیکسلا کی حدود میں ہے یہاں اس جواب میں اس طرح نہیں ہے اس میں تقریباً تین کنال زمین محکمہ اوقاف نے پٹے پر دے رکھی ہے ۔

وزیر قانون : یہ میرے فرائض میں شامل نہیں کہ فاضل رکن کو ان کی خواہشات کے مطابق جواب دوں ۔ میرا فرض ہے کہ حقائق کے مطابق جواب دوں ۔ یونین کونسل سنگ جانی کا کوئی رقبہ محکمہ اوقاف کی تحویل میں نہیں ۔ میں فاضل رکن کی اطلاع کے لئے عرض کر دوں کہ ممکن ہے وہ تین کنال زمین جس کا انہوں نے ذکر کیا ہے وہ غیر مسلم اوقاف کی ہو ۔

جس کا مرکزی اوقاف سے تعلق ہے

(اس مرحلہ پر جناب سپیکر کرسی صدارت پر متمکن ہوئے)

شیخ محمد انور : ٹین کنال کا رقبہ محکمہ اوقاف کی تحویل میں ہے کیا وزیر صاحب چیک کرنے کا وعدہ فرمائیں گے ؟

وزیر قانون : اگر آپ یہ ثابت کر دیں کہ یہ کسی مسلم اوقاف کی جائداد ہے اور محکمہ کی تحویل میں ہے اگر کسی محکمہ کی طرف سے کسی بات کو چھپایا ہے یا غلط جواب دیا ہے تو یقیناً معذرت کی جائے گی اور متعلقہ اہلکار کے خلاف کارروائی کی جائے گی ۔

بیگم آباد احمد خان : میں مسلم اوقاف کی شکائیت کرنا چاہتی ہوں کیونکہ نیک کاموں کی طرف زیادہ توجہ کی ضرورت ہے ۔ ہندو اوقاف معذوروں کے لئے جگہ بنا رہا ہے ۔ مسلم اوقاف نے ابھی تک کوئی جگہ تجویز نہیں کی ۔ میاں میر صاحب میں بہت زیادہ زمین ہے ۔

وزیر قانون : جناب والا ! میں کوشش کروں گا کہ میں متعلقہ وزیر سے عرض کر دوں کہ اس تجویز پر غور کیا جائے ۔

بیگم آباد احمد خان : مسلمانوں نے اس کو نیک کاموں کے لئے وقف کیا تھا ۔ اس کو نیک کاموں پر خرچ ہونا چاہئے ۔

رحیم یار خان جیل میں پانی کی بہم رسانی

***6076 ۔ جناب محمد حنیف خاوو :** کیا وزیر جیل خانہ جات از راہ کرم بیان فرمائیں گے کہ ۔

(الف) رحیم یار خان جیل میں کتنے قیدی رکھنے کی گنجائش ہے اور وہاں پچھلے ماہ اوسطاً ہر روز کتنے قیدی رکھے گئے تھے ۔

(ب) کیا یہ درست ہے کہ رحیم یار خان جیل میں سیما کیا جانے

والا پانی انسانی صحت کے لئے مضر ہے ۔

(ج) اگر جزو (ب) بالا کا جواب اثبات میں ہے تو کیا حکومت کے پاس وہاں اچھا پانی مہیا کرنے کا کوئی منصوبہ زیر غور ہے اگر نہیں ہے تو اس کی کیا وجوہات ہیں ؟

وزیر قانون (سردار صغیر احمد) : (الف) رحیم یار خان جیل میں بیک وقت ایک سو چار قیدی رکھنے کی گنجائش ہے جبکہ گذشتہ ماہ (مئی 1974ء) اوسطاً ہر روز چار سو پچاس قیدی رکھے گئے تھے ۔

(ب) یہ درست نہیں ۔

(ج) پانی کی وافر مقدار میں اور تسلی بخش جم رسانی کے لئے ایک ٹیوب ویل جیل میں لگانے کا پروگرام ہے فنڈز مہیا ہوتے ہی یہ کام شروع کر دیا جائے گا ۔ ایک ٹیوب ویل لگانے کا منصوبہ زیر غور ہے ۔

سید نابش الوری : کیا وزیر موصوف از راہ کرم بیان فرمائیں گے کہ رحیم یار خان میں overcrowding کو ختم کرنے کے لئے حکومت کسی منصوبہ پر غور کر رہی ہے ؟

وزیر قانون : جناب والا ! یقیناً حکومت جرائم کا سد باب کرنے پر غور کر رہی ہے کہ لوگ کم سے کم جیلوں میں جائیں۔ ایک دفعہ تعداد زیادہ ہو گی ۔ بعد میں کم ہو جائے گی ۔ مجرموں کے خلاف مہم ناکام ہو گی تو جیلوں میں اضافہ ہو گا جو نہی جرائم بند ہوں گے آہستہ آہستہ کمی ہو جائے گی ۔ آبادی کے لحاظ سے ماشا اللہ ہر شعبے میں ترقی ہو رہی ہے ہماری کوشش ہے کہ جیلوں کو وسعت دی جائے ۔

سید نابش الوری : رحیم یار خان کی جیل میں پانی کا منصوبہ تیار کیا گیا ہے اس پر کب عمل شروع ہوگا ؟ اس کے لئے کتنی رقم مختص کی گئی ہے ۔

وزیر قانون : ایک ٹیوب ویل لگانے کا منصوبہ زیر غور ہے ۔ اس کے لئے رقم کی فراہمی کا بندوبست کیا جا رہا ہے جونہی رقم میسر آئی فوراً کام شروع کر دیا جائے گا ۔

سید نایش الوری : اس منصوبے کے لئے کتنی رقم طلب کی گئی ہے ۔

وزیر قانون : جناب والا ! صحیح اعداد و شمار تو میں عرض نہیں کر سکتا البتہ اس ٹیوب ویل کے لئے جتنی رقم کی ضرورت ہے اتنی رقم ہی مانگی گئی ہے ۔ میں ایک اطلاع دے سکتا ہوں کہ اگلے مالی سال میں اس سکیم پر عمل درآمد ہو جائے گا ۔

جامع مسجد پانی والا تالاب لاہور کے امام کی طرف سے قرآنی تعلیم کا معاوضہ

***6193 ۔ چوہدری منظور احمد :** کیا وزیر اوقاف از راہ کرم بیان فرمائیں گے کہ ۔

(الف) کیا یہ حقیقت ہے کہ اوقاف کے زیر انتظام مساجد میں بچوں کو قرآن مجید کی تعلیم دینے کا معاوضہ لیا جاتا ہے ۔

(ب) کیا یہ بھی حقیقت ہے کہ جامع مسجد پانی والا تالاب (سابقہ مسجد میاں کریم بخش) محکمہ اوقاف کی تحویل میں ہے لیکن اس مسجد کے امام و خطیب مولانا محمد شفیق الرحمان بچوں کو قرآن مجید کی تعلیم دینے کی بھاری فیس وصول کرتے ہیں ۔

(ج) کیا یہ بھی حقیقت ہے کہ مذکورہ خطیب و امام نکاح رجسٹرار بھی ہیں اور یہ نکاح پڑھانے کی فیس 50 روپے یا اس سے بھی زیادہ وصول کرتے ہیں جب کہ حکومت نے نکاح کی فیس صرف اڑھائی روپے مقرر کر رکھی ہے ۔

(د) اگر جذو ہائے (الف) تا (ج) بالا کا جواب اثبات میں ہے تو کیا

حکومت مذکورہ امام مسجد کے خلاف مناسب کارروائی کرنے کا ارادہ رکھتی ہے ۔ اگر نہیں تو کیوں ؟

وزیر قانون (سردار صغیر احمد) : (الف) جی نہیں ۔

(ب) جی ہاں ۔

(ج) متعلقہ نہیں ۔ تاہم ایسی کوئی شکایت نہیں ۔

(د) ابھی تک ایسی کوئی شکایت نہیں ملی ۔ اگر کوئی معزز ممبر اس کا ثبوت پیش کریں تو ضرور کارروائی ہو گی ۔

مسٹر محمد عبداللہ ہارون اسسٹنٹ مینجر اوقاف کو تنخواہ کی عدم ادائیگی

*6200 ۔ رائے عمر حیات خان : کیا وزیر اوقاف از راہ کرم بیان فرمائیں گے کہ ۔

(الف) کیا یہ درست ہے کہ حکومت نے کچھ عرصہ قبل مسٹر محمد عبداللہ ہارون کا تبادلہ بہاولپور زون میں بطور اسسٹنٹ منیجر کیا تھا ۔ حالانکہ وہاں ایسی کوئی آسامی نہیں ہے اگر ایسا ہے تو اس کی کیا وجہ ہے ۔

(ب) کیا یہ بھی درست ہے کہ 1973ء میں مذکورہ اسسٹنٹ منیجر کا 12 بار تبادلہ کئی مقامات پر کیا گیا اگر ایسا ہے تو اس کی کیا وجہ ہے ۔

(ج) کیا یہ بھی درست ہے کہ مذکورہ افسر کو گذشتہ تین ماہ سے تنخواہ نہیں ملی اگر ایسا ہے تو اس کی کیا وجہ ہے ؟

وزیر قانون (سردار صغیر احمد) : (الف) یہ محکمہ اوقاف کے ایک ملازم مسٹر محمد عبداللہ کے متعلق ہے ۔ اسے عارضی طور پر ایک آسامی

ازاد کر کے شکایت کی بنا پر بہاولپور میں بھیجنا پڑا ۔ چونکہ اس کے پیچھے فلسفہ یہ تھا کہ قصور اس کا ہے ، اسے کسی اور جگہ تبدیل کر کے کسی ایسے شخص کو کیوں پریشان کیا جائے جس کا کوئی گناہ نہیں ۔

(ب) اس کا صرف دوبارہ تبادلہ ہوا ہے لیکن کہ 12 دفعہ تبادلہ ہوا ہے ۔ یہ صحیح نہیں ۔ ایک بار تو لاہور سے لاہور میں ہوا جو تبادلہ شمار نہیں ہوتا کیونکہ وہ ایک ہی مقام پر رہا ۔ تو ایک بار اس کا تبادلہ لاہور سے ملتا ہوا اور دوسری بار ملتان سے بہاولپور ہوا ۔ اس طرح اس کے صرف دو تبادلے ہوئے ۔

(ج) یہ درست نہیں ۔

کرنل محمد اسلم خان لیازی : جناب والا ! قصور وار کو قصور یا عیسیٰ خیل بھیج دینا تھا ۔ کیا اس میں کوئی قباحت ہے ؟

وزیر قانون : آئندہ اس بات کا خیال رکھا جائے گا کہ جو قصور وار ہو اسے قصور یا عیسیٰ خیل بھیج دیا جائے ۔

سید تابش الوری : کیا وزیر موصوف بتائیں گے کہ اس کی کیا وجہ ہے کہ جس شخص کو سزا دینا مقصود ہوتی ہے اسے بہاولپور بھیج دیا جاتا ہے ۔

وزیر قانون : بات یہ نہیں ۔ اصل بات یہ ہے کہ اس شخص کے خلاف ملتان میں تحقیقات ہو رہی تھی اگر ہم اسے ملتان میں رکھتے تو تحقیقات کے متاثر ہونے کا اندیشہ تھا اور ہم اسے اس وقت تک سزا بھی نہیں دے سکتے ۔ جب تک الزامات ثابت نہیں ہو ۔ تو ہم نے یہ سوچا کہ اسے نزدیک ترین مقام یعنی بہاولپور بھیج دیا جائے جب تک کہ اس کی تحقیقات مکمل نہ ہو ۔

صحافیوں - ادیبوں اور شاعروں کے لئے رہائشی قطعات

*6318 ۔ **سید تابش الوری :** کیا وزیر ہاؤسنگ و فزیکل پلاننگ از راہ کرم بیان فرمائیں گے ۔

(الف) کیا یہ حقیقت ہے کہ حکومت نے لاہور کے صحافیوں ۔ ادیبوں

اور شاعروں کو رہائشی قطعات دینے کا فیصلہ کر رکھا ہے -

(ب) کیا یہ بھی حقیقت ہے کہ اس مقصد کے لئے ریواز گارڈن سکیم کے تحت قطعات اراضی مخصوص کرنے کا اعلان بھی کر دیا گیا ہے - لیکن ابھی تک عملاً اس سلسلے میں کوئی قدم نہیں اٹھایا گیا -

(ج) اگر جزو (الف) و (ب) بالا کا جواب اثبات میں ہے تو اس پر کس تاریخ سے عمل درآمد ہو گا اور اس سکیم کی تفصیلات کیا ہیں ؟

وزیر قانون (سردار صغیر احمد) : (الف) جی ہاں - حکومت لاہور کے صحافیوں - ادیبوں اور شاعروں کو رہائشی سہولتیں فراہم کرنے کے مسئلہ پر بہت ہمدردانہ رویہ رکھتی ہے -

(ب) جی نہیں -

(ج) لاہور میں صحافیوں سے اس سلسلہ میں گفت و شنید جاری ہے اور تفصیلات طے ہو جانے کے بعد مناسب اقدام کئے جائیں گے -

میاں خان محمد : کیا وزیر موصوف یہ فرمائیں گے کہ انہوں نے یہ فرمایا ہے کہ حکومت لاہور کے صحافیوں - ادیبوں اور شاعروں کے لئے بہت ہمدردانہ رویہ رکھتی ہے - کیا یہ رویہ تمام پنجاب پر حاوی ہو سکتا ہے ؟

وزیر قانون : جناب والا ! لاہور سارے پنجاب کے لئے مشعل راہ ہے - مرکزی مقام ہے اور لاہور پاکستان کا دل ہے -

مسٹر سپیکر : اصل میں سوال لاہور کے متعلق تھا - اس لئے لاہور سے متعلق ہی جواب دیا گیا ہے -

سید نابش الوری : کیا وزیر موصوف بیان فرمائیں گے کو حکومت اور وزیر متعلقہ نے متعدد بار یہ اعلان کیا ہے کہ حکومت صحافیوں اور ادیبوں کو پلاٹ دینے کا فیصلہ کر چکی ہے - اب کہا گیا ہے کہ ہمدردانہ رویہ

رکھتی ہے - کیا ابھی تک انہیں رہائشی پلاٹ دینے کا حتمی فیصلہ نہیں ہوا ؟

وزیر قانون : جناب والا ! اس معاملہ میں کچھ ترقی ہوئی ہے - صحافیوں سے گفتگو ہو چکی ہے اور پلاٹ دینے کی تجاویز مرتب ہو چکی ہیں - شاعروں اور ادیبوں کے ساتھ گفتگو جاری ہے اور جملہ کوائف اور تجاویز کا سلسلہ جاری ہے اور انہیں اس سلسلہ میں یاد داشت بھی بھیجی گئی ہے کہ اپنی تجاویز جلد بھیجیں - جب وہ بھیج دیں گے تو دونوں کی تجاویز اکٹھی ہی جناب وزیر اعلیٰ کو بھیج دی جائیں گی - چونکہ صحافیوں کی تجاویز مرتب ہو چکی ہیں تو میں کوشش کروں گا کہ انہیں وزیر اعلیٰ کو بھیج دیا جائے - اس کے بعد جب ادیبوں اور شاعروں کی تجاویز آئیں گی تو صحافیوں کی تجاویز کو follow کر لیا جائے گا -

بیگم آباد احمد خان : میں یہ کہنا چاہتی ہوں کہ اس کام کی رفتار بہت دھیمی ہے اسے تیز کیا جائے کیونکہ میرے پاس بھی بہت صحافی آئے ہیں -

وزیر قانون : بہت اچھا -

ڈاکٹر حلیم رضا : کیا وزیر موصوف لاہور کے صحافیوں کے متعلق بھی کوئی یقین دہانی کرائیں گے ؟

وزیر قانون : جب کوئی پالیسی مرتب کی جائے گی تو وہ صرف لاہور کے صحافیوں کے لئے ہی نہیں ہو گی بلکہ پنجاب بھر کے صحافیوں - ادیبوں اور شاعروں کے لئے ہوگی -

سید تابش الوری : کیا وزیر موصوف بتائیں گے کہ صحافیوں کے ساتھ گفتگو کے بعد جو تجاویز مرتب کی گئی ہیں ان کے نتیجہ میں انہیں کس جگہ پلاٹ دئے جا رہے ہیں - کتنے دئے جا رہے ہیں اور ان کی قیمت کا تعین کیسے ہوگا -

وزیر قانون : میرے خیال میں سید تابش الوری صاحب کی نسبت صحافی بہتر جانتے ہیں کہ ان کے ساتھ گفتگو کے بعد کیا تجاویز مرتب کی گئی ہیں

اگر وہ تفصیلات جاننا چاہیں تو میرے پاس ریکارڈ موجود نہیں ۔ میں معلومات حاصل کر کے انہیں فراہم کر سکتا ہوں ۔

راجہ محمد افضل خان : وزیر موصوف نے فرمایا ہے کہ گفت و شنید ہو رہی ہے ۔ کیا وہ فرمائیں گے کہ most recently صحافیوں کے ساتھ کب گفت و شنید ہوئی تھی ؟

وزیر قانون : حال ہی میں گفت و شنید ہوئی ہے ۔

راجہ محمد افضل خان : آپ نے نہ کوئی وقت بتایا اور نہ کوئی دن بتایا ہے ۔

وزیر قانون : جناب وہ تاریخ پوچھتے ہیں یا یہ پوچھتے ہیں کہ گفتگو کیا ہوئی ۔

راجہ محمد افضل خان : میں تاریخ نہیں پوچھتا ۔ آپ بتائیں کہ دو ماہ ہوئے ہیں یا تین ماہ ہوئے ہیں ۔

وزیر قانون : حال ہی میں ہوئی ہے ۔

مسز حسینہ بیگم کھوکھر : میں وزیر موصوف سے یہ پوچھنا چاہتی ہوں کہ یہ گفت و شنید کا سلسلہ کب تک جاری رہے گا ۔

مسٹر سپیکر : وہ کہتے ہیں کہ یہ آخری مراحل میں داخل ہو گئی ہے اور انہوں نے تجاویز بھیج دی ہیں ۔

وزیر قانون : یہ سلسلہ تو ساری عمر جاری رہے گا ۔ ادیبوں اور شاعروں کے ساتھ تو کسی نہ کسی شکل میں رابطہ جاری رہتا ہے ۔

سید تابش الوری : جناب والا ! اگر جناب وزیر موصوف کا یہ بیان غور سے دیکھیں کہ تمام عمر صحافیوں سے گفتگو جاری رہے گی تو معلوم ہوتا ہے کہ یہ صحافیوں سے کئے گئے وعدوں سے انحراف کر گئے ہیں ۔

وزیر قانون : میں نے کہا ہے کہ ان سے گفت و شنید کا سلسلہ تو زندگی

بھر جاری رہتا ہے ۔ وہ کچھ نہ کچھ لکھتے ہیں ۔ کچھ نہ کچھ کہتے ہیں اور ہم انہیں سنتے اور پڑھتے ہیں ۔ تو یہ سلسلہ تو تا زندگی جاری رہے گا ۔

سید تابش الوری : کیا وزیر موصوف یہ بتائیں گے کہ ادیبوں اور شاعروں کے ساتھ گفتگو کرنے کے بعد تجاویز کب تک حتمی طور پر مرتب ہو جائیں گی ۔

وزیر قانون : بہت جلد ہو جائیں گی ۔

سید تابش الوری : جناب والا ! یہ مسئلہ گزشتہ دس سالوں سے چل رہا ہے ۔ صحافی اور ادیب جن کی نمائندگی اس وقت وزارت اعلیٰ کی صورت میں موجود ہے اپنے استحقاق سے محروم ہیں ۔

وزیر قانون : جناب والا ! ہم اس مسئلہ کو expedite کریں گے اور میں ذاتی طور پر جناب وزیر اعلیٰ کی خدمت میں اس سلسلے میں گزارش کروں گا کہ وہ اس کام کو جلد کریں ۔

مسٹر محمد اشرف : کیا وزیر موصوف بتا سکیں گے کہ شاعروں کی لسٹ میں کرنل محمد اسلم صاحب کا نام بھی ہے ۔

Mr. Speaker : These details are not permitted, we don't go to individual cases from a general question.

امام باڑہ خونی برج ملتان شہر کی عمارت

*6496 ۔ **سید فیض مصطفیٰ گیلانی :** کیا وزیر اوقاف از راہ کرم بیان فرمائیں گے کہ ۔

(الف) امام باڑہ خونی برج ملتان شہر مع ملحقہ دوکانات کب سے محکمہ اوقاف کی تحویل میں ہیں ۔

(ب) کیا یہ درست ہے کہ دوکانات مذکورہ لمبی سڑک واقع ہیں اور امام باڑہ چار دیواری کے اندر ہے جو دو کمروں ۔ ایک برآمدہ

اور حویلی پر مشتمل ہے اور اس کی چار دیواری میں پھاٹک بھی لگا ہوا ہے ۔

(ج) کیا یہ بھی درست ہے کہ چار دیواری کے اندر واقع مذکورہ عمارت یعنی امام باڑہ کو کئی عرصہ تک محکمہ اوقاف کرایہ پر دیتا رہا ہے اور محرم کے ایام میں مجالس کے لئے یہ جگہ خالی کرا لی جاتی ہے اگر ایسا ہے تو کتنا عرصہ تک یہ امام باڑہ کرایہ پر دیا جاتا رہا ہے اور اس کی وجوہ کیا تھیں ؟

وزیر قانون (صغیر احمد) : (الف) امام باڑہ خونی برج ملتان 2 مارچ 1961ء

(ب) جی ہاں ۔

(ج) یہ درست ہے ۔ دو کمرے رحیم بخش نامی شخص کو کرایہ پر پہلے ہی دئے ہوئے تھے ۔ 1968 ۔ 3 ۔ 1 کے بعد مسمی راجو لالسنسدار ذوالجناح قابض ہے جو کرایہ ادا کر نہیں رہا ہے بلکہ مقدمہ بازی کرتا ہے ۔ محکمہ کے حق میں فیصلہ ہو چکا ہے ۔ وصولی کرایہ کے لئے ضروری کارروائی کی جا رہی ہے ۔

سید فیض مصطفیٰ گیلانی : اس سلسلہ میں کارروائی کس سٹیج پر ہے ۔

وزیر قانون : جناب والا ! ہم بطور بقایاجات کے کرایہ وصول کر سکتے ہیں ۔ اس کے لئے نوٹس دینا ہوتا ہے ۔ وارنٹ ہوتا ہے پھر قرق ہوتی ہے ۔ تو اس سلسلہ میں ہم قانون کے مطابق عمل کر رہے ہیں ۔

سید فیض مصطفیٰ گیلانی : میں نے یہ پوچھا ہے کہ یہ کونسی سٹیج پر ہے ۔

وزیر قانون : اس کے متعلق اقدامات کئے جا رہے ہیں ۔

مسجد نواب علی محمد خان چوک بازار ملتان کی آمدنی

*6497 ۔ **سید فیض مصطفیٰ گیلانی** : کیا وزیر اوقاف از راہ کرم بیان فرمائیں گے کہ ۔

(الف) جامع مسجد موسومہ "مسجد نواب علی محمد خان" چوک بازار

ملتان کس سے محکمہ اوقاف کی تحویل میں ہے اور اس سے ملحقہ دکانوں سے محکمہ اوقاف کو اب تک کتنی آمدنی ہوئی ہے نیز ان دکانوں کی کل تعداد کیا ہے -

(ب) کیا یہ درست ہے کہ مسجد مذکور بہت خستہ حالت میں ہے اور اس کی دیواروں میں شگاف پڑ چکے ہیں لیکن محکمہ اوقاف نے اس کی مرمت نہیں کرائی -

(ج) اگر جزو (الف) اور (ب) بالا کا جواب اثبات میں ہے تو کیا حکومت اس سلسلہ میں کوتاہی کے مرتکب افسران کے خلاف کارروائی کرے گی ؟

وزیر قانون (سردار صغیر احمد) : (الف) 60 1-4-29 ، 64 دکانیں ، 030 ، 88 ، 3 روپے اب تک آمدنی ہوئی ہے -

(ب) وسائل کے مطابق ہر سال مرمت کرائی جا رہی ہے -

(ج) سوال ہی نہیں پیدا ہوتا -

ضمنی سوال کوئی نہیں ہوا

صوبہ میں جیلوں کی تعمیر

*6632 - چوہدری نور احمد : کیا وزیر جیل خانہ جات از راہ کرم بیان فرمائیں گے کہ کیا یہ درست ہے کہ صوبہ میں اس وقت نئی جیلوں کی تعمیر کا منصوبہ حکومت کے زیر غور ہے اگر ایسا ہے تو اس منصوبہ پر کب تک عمل در آمد شروع ہو گا ؟

وزیر قانون (سردار صغیر احمد) : فی الحال مندرجہ ذیل نئی جیلوں کی تعمیر کا کام ہو رہا ہے :

1- زنانہ جیل ملتان

2- سب جیل ملکوال بہاولدین

3۔ ڈسٹرکٹ جیل جھنگ (یہ جیل سیلاب سے تباہ ہونے کے بعد دوبارہ تعمیر ہو رہی ہے)

سب ڈویژن میں جہاں جو ڈیشل لاک اپ نہیں ہیں ، وہاں ان کی تعمیر کا منصوبہ حکومت کے زیر غور ہے ، مگر فنڈز مہیا نہ ہونے کی وجہ سے اس پر عمل درآمد نہیں ہو سکا ۔ دریں اثنا تعمیری سامان کی قیمتیں اس قدر بڑھ گئی ہیں کہ ان تمام سکیموں کو نئے تخمینے لگانے کے لئے متعلقہ محکمے کو بھیجا گیا ہے ۔

چوہدری امان اللہ لک : سب جیل منڈی بہاوالدین کا کام مکمل ہو جائے گا ؟

مسٹر محمد اشرف : تہاڈے اوتھے جان نے ای ہوئے گا ۔

وزیر قانون : اگلے سال مکمل ہو جائے گا ۔

مسٹر سپیکر : وقفہ سوالات ختم ہوا ۔ اب اراکین کی رخصت کی درخواستیں لی جائیں گی ۔

اراکین اسمبلی کی رخصت

نواب زادہ محمد خان خاکوانی

سیکرٹری اسمبلی : مندرجہ ذیل درخواست نواب زادہ محمد خان خاکوانی صاحب ممبر صوبائی اسمبلی کی طرف سے موصول ہوئی ہے :

I had to proceed to Multan on 25th October to attend Peoples Works Council's meeting. Please request the Assembly to grant me leave 25th October, 1974,

مسٹر سپیکر : سوال یہ ہے :

کہ مطلوبہ رخصت منظور کر دی جائے۔

(تحریک منظور کی گئی)

مسئلہ استحقاق

تعلیمی اصلاحات کے نفاذ کے بعد تعلیمی معیار کے متعلق وزیر تعلیم کے متضاد بیانات

مسٹر سپیکر : اب میں تحریک ہائے استحقاق لیتا ہوں ۔ راجہ صاحب ! آپ نے ایک تحریک استحقاق دی ہے ۔ میں اس وقت موجود نہ تھا ۔ لیکن میں نے ساوا جواب پڑھا ہے ۔ جو آپ نے یہاں کہا ہے کہ انہوں نے کہا ہے کہ تعلیمی معیار نہیں گرا ۔ انہوں نے کہیں آپ کی تردید نہیں کی ۔

یہ تحریک استحقاق نمبر 70 ہے ۔ اس کے متعلق فیصلہ کرنے سے پہلے کہ میں نے consent دینا ہے ، نہیں دینا ہے ، میں محرک سے ایک دو باتیں پوچھ رہا ہوں ۔ میں ان سے یہ کہہ رہا تھا کہ میں نے وہ ساری Proceeding دیکھی ہیں ۔ اس میں فاضل وزیر تعلیم نے یہ نہیں کہا کہ تعلیم کا معیار نہیں گر رہا ۔ بلکہ انہوں نے یہ کہا ہے کہ یہ شکایت تو پرانی ہے اور یہ subjective ہوتی ہے ۔ نفسیاتی ہوتی ہے ۔ subjective کا مطلب میں تو یہی سمجھتا ہوں کہ ہر سوچنے والا یا فیصلہ کرنے والا subjective طور پر اس کا فیصلہ کرتا ہے کہ تعلیمی معیار گر رہا ہے یا نہیں ۔

راجہ محمد افضل خان : جناب والا ! وزیر موصوف نے بیان دیا کہ تعلیمی معیار گرا ہے بلکہ اصلاحات سے بہتر ہو جائے گا ۔ اس سے ظاہر ہوتا ہے کہ جیسا کہ انہوں نے جواب میں کہا ہے ، میں نے صرف ایک مختصر سا سوال پوچھا تھا کہ کیا تعلیمی معیار گرا ہے یا بہتر ہوا ہے ؟ آپ نے اس کو نارمل اور نفسیاتی قرار دیا ۔ پہلے ڈاکٹر اقبال کے دور میں انہوں نے یہ فرمایا ہے کہ

تعلیمی معیار گر رہا ہے ، یہ نفسیاتی ہے اور اس کے بعد آپ نے فرمایا کہ یہ تاثر ہوا ہے کہ جو اصلاحات ہماری ہوئی ہیں ان سے بہتر ہو جائے گا ۔ اس سے ظاہر ہوتا ہے کہ گرا نہیں ، بہتر ہو جائے گا ۔

مسٹر سپیکر : وہ تو مستقبل کی بات کر رہے ہیں کہ بہتر ہو جائے گا ۔ آج کے متعلق تو انہوں نے نہیں کہا ۔

واجد علی الفضل خان : پر دو بیالات کو پڑھا جائے تو صاف یہ تاثر ہوتا ہے کہ تعلیمی معیار گرا نہیں ، بلکہ بہتر ہو جائے گا اور ہم ایک نفسیاتی الجھن میں ہیں اور اس کے بعد 26 تاریخ کو وزیر موصوف نے واضح بیان دیا تھا کہ تعلیمی معیار گر رہا ہے اور اس پر تشویش کا بھی اظہار کیا اگر ایسی بات انہوں نے 26 تاریخ کو اسمبلی کے باہر کرنی تھی تو یہاں پر بھی یہ کہہ سکتے تھے کہ تعلیمی معیار گر چکا ہے ۔ ہمیں تشویش ہے ۔ اس کے لئے ہم کوئی مناسب حل تلاش کر رہے ہیں ۔ حقیقت یہ ہے کہ اگر ایسا کہتے تو یہ حکومت کی مرکزی پالیسی پر تنقید ہوتی ۔ اس سے گریز کرتے ہوئے انہوں نے اسمبلی میں یہ بیان نہ دیا اور ہمیں اعتماد میں نہ لیا ، کتنی افسوس کی بات ہے ۔

مسٹر سپیکر : اگر باہر پبلک کے سامنے وہ ایسی بات کہہ سکتے ہیں جو آپ کے نقطہ نظر سے تنقید ہے ، تو ایوان میں وہ بات کہنے سے کیا فرق پڑتا ہے ؟

واجد علی الفضل خان : جناب والا ! آپ تو ہمیں یہاں روک دیتے ہیں ، لیکن اخباری نامہ نگار سچی بات منہ سے نکلوا لیتے ہیں ۔ وہاں پر ان سے سچی بات نکل گئی ۔ لیکن اسمبلی کو اعتماد میں نہ لیا ، اس بات کا افسوس ہے اگر اسمبلی کو اعتماد میں لیا جائے ، حقائق بتائے جائیں تو ہم اس کے انسداد کا کوئی مناسب حل تلاش کر سکتے ہیں ۔

وزیر تعلیم : جناب والا ! فاضل رکن کا یہ استحقاق ہے کہ وہ اپنے آپ کو confuse کرنا چاہیں ، کر لیں ، مثلاً ابھی انہوں نے نفسیاتی الجھن کہا ہے اگر نفسیاتی کے ساتھ الجھن کے لفظ کا اضافہ کر دیا جائے جیسا کہ ابھی فاضل

رکن نے کہا ہے ، تو صاف ظاہر ہے کہ لفظ بڑا غلط بن جائے گا ۔ لیکن میرا تقسیاق کا وہ مطلب نہ تھا ۔ دوسرے انہوں نے جو لکھا ہے ، ہم اس وقت ذکر کر رہے تھے ۔ لیشنلائزیشن کا ، قومی ملکیت میں پرائیویٹ اداروں کو لینے کا ۔ شاید انہیں خود بھی یاد نہ ہو کہ ہم ذکر کس چیز کا کر رہے تھے ۔ مجھے یاد ہے ۔ اس وقت ہم پرائیویٹ تعلیمی اداروں کو قومی ملکیت میں لینے کا ذکر کر رہے تھے ۔ فاضل رکن کا سپلیمنٹری سوال یہ تھا کہ اس سے معیار گر گیا ہے ۔ میں نے کہا تھا کہ قومی ملکیت میں لینے سے ان میں جو کمیاں اور کوتاہیاں تھیں ، مثلاً ان جگہوں پر اساتذہ کی کمی تھی ، میٹیریل کی کمی تھی ، عمارات ، کتابوں اور لیبارٹریوں کی کمی تھی ، وہ چونکہ دور ہو گئی ہیں اور انہوں نے بھی کہا ہے کہ "ہوگا" ۔ میں نے بھی کہا ہے کہ تعلیمی معیار "ہوگا" ۔ اب اگر اس میں یہ الجھن کے لفظ کا بھی اضافہ کر دیں تو جتنا مرضی ہے اس کو الجھا دیں اگر فاضل رکن یہ کہتے ہیں کہ میرے دونوں بیانوں میں کوئی تضاد ہے ، تو واضح ہو گیا ہوگا کہ کوئی تضاد نہیں ۔ میں خود ہر وقت یہ خیال رکھتا ہوں کہ ہو سکتا ہے کہ اگر میں فاضل رکن کا یہ امتحان لوں کہ انہوں نے کب بی ۔ اے پاس کیا تھا ۔ ایل ۔ ایل ۔ بی کب پاس کیا تھا یا ایم ۔ اے کب پاس کیا تھا جو بھی امتحان پاس کیا تھا ۔ ممکن ہے کہ میرے معیار سے بہتر ہوں لیکن کوئی اور شخص بھی ہو سکتا ہے کہ ان کے چچا ، ماموں یا ابا جی اس وقت جو زندہ ہوں گے وہ کہیں کہ نئی نسل تو بالکل خراب ہے یہ تو پڑھتی ہی نہیں ۔ ان کی عمر کے متعلق بات کریں ۔ تو میرا مطلب لوگوں کی ایک نسل کا دوسری نسل سے جج کرنے کا تھا ۔ باقی اس میں کوئی confusion نہیں ہے ۔

جناب والا ! میں فاضل رکن کی خدمت میں عرض کرتا ہوں کہ میں نے کہا تھا کہ "ہوگا" اور اس موشن میں بھی خود فاضل رکن نے یہ لکھا ۔ تو جناب والا ! confuse اگر وہ کرنا چاہیں تو ابھی تقسیات کے ساتھ "الجھن" کا لفظ add کر دیا ۔ اس کے بعد پھر اور کوئی لفظ add کر دیں گے تو پھر confuse ہو جائے گا ۔ ورنہ کوئی ایسے مسئلے کی بات نہیں اور اگر

فاضل رکن یہ سمجھتے ہیں کہ معیار تعلیم ان کے خیال میں گرا ہے تو میں نے جو اقدام جیسا کہ 26 اکتوبر کے بیان کی طرف اشارہ کیا ہے ایک ایسا اقدام کیا ہے کہ جس سے بہتر ہو اور یہ نہ گرے کیونکہ یہ تو ایک ایسی چیز ہے کہ continously اس پر نظر رہنی چاہئے اور اس کے لئے ہم ہر وقت حاضر رہتے ہیں ۔ 26 ۔ اکتوبر کیا ہم اس کے بعد بھی ایسے اقدام کرتے رہیں گے جس سے تعلیم کا معیار بہتر رہے تو ان دونوں بیانات میں کوئی تضاد نہیں ۔ میں نے کہا تھا کہ "ہوگا" "بہتر ہوگا" خود جناب فاضل رکن نے بھی یہ لکھا ہے ۔ ۔ ۔ ۔

راجہ محمد افضل خان : پوائنٹ آف انفارمیشن ۔ جناب والا ! وزیر موصوف کو صرف ایک اطلاع دینا چاہتا ہوں جیسا کہ انہوں نے ذکر کیا ہے کہ تعلیمی اداروں کو قومی تحویل میں لے کر ہم معیار بلند کریں گے اور اگر اس میں سائنس کلاسز اور دوسرے اوزار کی کمی ہوگی تو ہم اسے ضرور پورا کریں گے ۔ اس کے متعلق میں آپ کو کہنا چاہتا ہوں کہ میرے علاقہ کے گرد و نواح میں جو پوزیشن تھی اس کا میں نے تجزیہ کیا ہے ۔ میرے علاقہ میں لڑکیوں کا ایک ہائی سکول ہے اور عوامی حکومت کو اقتدار سنبھالے ہوئے تین سال ہو گئے ہیں لیکن اس سکول کے اندر ابھی تک سائنس کلاسز نہیں بنیں اور آپ نے جو پرائیویٹ ادارے لئے ہیں وہ کیسے کام کر سکیں گے جبکہ آپ کی تحویل میں جو پہلے ہی سکولز موجود ہیں ان کی بھی ضروریات کو آپ نے پورا نہیں کیا اور ایک ہائی سکول جو کہ موجودہ صدر کے حلقہ لوابت کے علاقہ میں ہے ۔ اس میں ابھی تک سائنس کلاسز بھی نہیں بنیں اور جس میں اس علاقہ کے ڈیڑھ لاکھ عوام کی بچیاں زیر تعلیم ہیں ۔ تو ہم یہ کیسے توقع کر سکتے ہیں کہ تعلیمی معیار بہتر ہوا ہے ۔ ہم تو یہی کہیں گے کہ تعلیمی معیار گرا ہے اور آپ نے بھی اس پر تشویش کا اظہار کیا ہے ۔ پھر سمجھ میں نہیں آتا کہ آپ یہ بیان دے رہے ہیں پھر اس کے بعد میں سمجھتا ہوں کہ یہ بہت مشکل ہے ۔ کل بھی جناب سپیکر کے متعلق انہوں نے ایک بیان دیا اور انہوں نے آپ کے بیان کی تردید کر دی کہ اس لحاظ سے تعلیمی معیار بہت اچھا ہوا ہے ۔ میری سمجھ میں نہیں آتا کہ کیا ہو رہا ہے ۔ ۔ ۔ ۔

وزیر تعلیم : آپ کی سمجھ ہی ایسی ہے اگر فاضل رکن اپنے آپ کو confuse کرنا چاہیں تو کوئی شخص آپ کی مدد نہیں کر سکتا ۔

راجہ محمد افضل خان : جناب والا ! آپ 26 ۔ اکتوبر کا اخبار پڑھ لیں صاف صاف آپ کا بیان موجود ہے اور آج کا 29 تاریخ کا "امروز" اخبار پڑھ لیں ۔ جناب والا ! ہم اس اسمبلی کے اندر وضاحت مانگتے ہیں ۔

وزیر تعلیم : جناب والا ! ہم تو وضاحت دیتے ہیں مگر فاضل رکن اتنے confused ہیں کہ پریویلج موشن میں آخر میں لکھتے ہیں کہ "اسمبلی کی کارروائی ملتوی کرکے بحث کی جائے" جیسا کہ یہ ان کی تحریک التوائے کار ہو ۔ ان کی confusion کا تو یہ حال ہے اور دوسروں کو بھی confuse کرنے کی کوشش کر رہے ہیں ۔ اب ان کی confusion کا یہ حال دیکھئے کہ ہم ابھی ایشلائلیز سکولوں کی بات لسکس کر رہے تھے اب یہ شروع ہو گئے ہیں کہ جو ان کے علاقہ میں گورنمنٹ کا گرلز ہائی سکول ہے ۔ اس میں اب تک سائنس کلاسز کیوں نہیں کھولیں ۔ ایک ہائی سکول میں یا سکولوں میں سائنس کی کلاسز ایک پروگرام کے مطابق کھلتی ہیں ۔ سوال یہ ہے کہ ایک بات پر پہلے یہ بحث کر لیں ۔ میں کسی مسئلے سے بالکل نہیں بھاگتا اور میں خود سب چیزوں کا جواب دے سکتا ہوں لیکن مسئلے کو confuse نہ کریں ایک مسئلہ یہ لے لیں ۔ اس کی وضاحت کرکے اس کا جواب لے لیں ۔ اب انہوں نے ایک نیا مسئلہ شروع کر دیا ہے کہ ان کے علاقہ میں جو گورنمنٹ گرلز ہائی سکول ہے اس میں چونکہ سائنس کلاسز نہیں کھلیں تو تعلیم کا معیار گر گیا ہے آپ دیکھیں کہ فاضل رکن کتنا confuse کرتے ہیں ۔

مسٹر سپیکر : میں ابھی اس بحث کو سمیٹ کر اپنا فیصلہ دینا چاہتا ہوں ۔

راجہ محمد افضل خان : جناب والا ! میں تو اس بات کی تصدیق کر سکتا ہوں جو میرے سامنے ہے ۔ یہ تو ہر علاقے کا نمائندہ اس کی تصدیق کرے گا کہ آیا معیار گرا ہے یا نہیں لیکن جو جائزہ آپ کے بیانات "توائے وقت ۔ 26 اکتوبر" سے لیا گیا ۔ اس سے تو صاف ظاہر ہوتا ہے کہ آپ نے بھی

تشویش کا اظہار کیا ہے ۔

مسٹر سپیکر : مسٹر عبدالحفیظ کاردار ۔

Mr. Abdul Hafiz Kardar : Sir, there is a general observation. Looking at the educational field throughout the country and knowing just a little about this field, I think the entire nation agitated over this aspect of our life. The Prime Minister has expressed his grave concern about this. I think what emerges from this is that very soon the House should debate the educational situation in the Province. We have done this in the field of food and this is more important than food. A day or two should be allocated for discussion of the educational policy.

مسٹر سپیکر : یہ پریویلج موشن جو ہے یہ ایک بڑے لمبے subject پر ہے کہ "وزیر متعلقہ نے صحیح جواب ایوان میں نہیں دیا" اور اس کے لئے فاضل ممبر نے ایک evidence پیش کی ہے کہ ان کا بیان اس ایوان سے باہر اس سے مختلف تھا ۔ میں نے ان کی وہ تقریر بھی دیکھی ہے اور میں نے فاضل وزیر تعلیم کا اس ایوان میں بیان بھی دیکھا ہے مجھے دونوں میں کوئی conflict نظر نہیں آتا and therefore, I will withhold the consent.

حاجی محمد سیف اللہ خان : جناب والا ! جہاں تک پریویلج موشن کا تعلق ہے وہ تو قانون میں ہی ڈیل ہوگی ۔ لیکن جہاں تک جناب کاردار صاحب کی تجویز کا تعلق ہے میں سمجھتا ہوں کہ اگر جناب وزیر تعلیم واقعی جس طرح کہ ہمیں یقین ہے کہ وہ اس کوشش میں ہیں کہ معیار تعلیم اس صوبہ میں بہتر ہو تو کیا وہ تیار ہیں کہ یہ ایوان ایک دن یا دو دن اس پالیسی پر بحث کرے تاکہ ان کو تجاویز بھی دی جا سکیں اور ان کی تجاویز بھی سنی جا سکیں اور عوام کو اور اس ایوان کو بھی اعتماد میں لیا جا سکے ۔ کیا وہ تیار ہیں کہ ایک دن یا دو دن جس طرح مناسب سمجھیں اس کی بحث کے لئے جو بھی وہ دن مناسب سمجھیں مختص کریں ۔

وزیر تعلیم : جناب والا ! مجھے کوئی اعتراض نہیں ہے میں خود بھی اتنا ہی تعلیم کے معیار کو بہتر بنانے کا خواہاں ہوں جتنا کہ دوسرے فاضل اراکین ہیں ۔ اس میں کوئی اعتراض نہیں ہے اور اس میں کوئی ایسی چھوا۔ والی بات بھی نہیں ۔ اس محکمہ کا وزیر کوئی بھی ہو سکتا ہے اور یہ ساری قوم کا مسئلہ ہے ۔ مجھے اس پر قطعاً کوئی اعتراض نہیں کہ ملک کی تعلیمی حالت بہتر بنائی جائے ۔ میں اپنی تعلیم کو بھی روز بہتر بناتا رہتا ہوں ۔ مجھے کوئی اعتراض نہیں ہوگا اگر کوئی ایسے اقدام کئے جائیں جن سے ہمارے بچے بہتر تعلیم حاصل کر سکیں ۔

حاجی محمد سیف اللہ خان : تو جناب والا ! اس کے لئے ایک دن یا دو دن مقرر کئے جائیں گے کیونکہ consensus of the House یہی ہے ۔

مسٹر سپیکر : کرتے ہیں ۔ ابھی اس طرح تو نہیں ہے ۔

مسٹر عبدالحفیظ کاردار : جناب والا ! جس طرح جناب وزیر موصوف نے الفاظ یہ استعمال کئے ہیں اور انہوں نے کہا ہے کہ "مجھے کوئی اعتراض نہیں ہوگا" ۔

He would really have welcome the suggestion.

Mr. Speaker : Let us now proceed with the business of the House. I hope he has heard it and he has said what he wanted to say and still he is keeping with him the suggestions that have been made to him.

ڈاکٹر صاحب میں کل کے لئے آپ کو نوٹس دینا چاہتا ہوں کہ

I will take adjournment motions No. 136, 140 and 254.

وزیر تعلیم : جناب والا ! یہ کس کے متعلق ہیں ۔

مسٹر سپیکر : یہ دفعہ 144 کے متعلق ہیں ۔

تحاریک التوائے کار

مسٹر سپیکر : اب تحریک التوا نمبر 82 لی جاتی ہے ۔

وزیر صاحب تو میرے خیال میں تشریف نہیں رکھتے ۔ کیا اس محکمہ کے کوئی پارلیمانی سیکرٹری صاحب ہیں ؟

وزیر تعلیم (سینئر منسٹر) : جناب والا ! اسے کل پر ملتوی کر دیں ۔

حاجی محمد سیف اللہ خان : جناب والا ! یہ مسئلہ تو مؤک کا ہے لیکن یہ محکمہ مواصلات اور تعمیرات سے بھی تعلق رکھتا ہے ۔ ایکسین ہے شوگر سیکشن سے اور کمشنر بہاولپور نے فیصلہ دیا ہے ۔ جناب والا ! یہ ڈاکٹر صاحب ۔ ریجنڈیر صاحب اور وزیر مواصلات سے بھی متعلق ہے ۔

مسٹر سپیکر : اسے کل لیک اپ کریں گے ۔

لاہور شہر میں پانی کی فراہمی میں شدید قلت

مسٹر سپیکر : تحریک التوا نمبر 84 حاجی محمد سیف اللہ خان یہ تحریک پیش کرنے کی اجازت طلب کریں گے کہ ایک اہم اور فوری مسئلہ کو زیر بحث لانے کے لئے اسمبلی کی کارروائی ملتوی کی جائے مسئلہ یہ ہے کہ روزنامہ وفاق مورخہ 30 اگست 1974ء میں شائع شدہ ایک خبر کے مطابق لاہور شہر میں پانی کی شدید قلت پیدا ہو گئی ہے آج سے سات سال قبل جب لاہور امپروومنٹ ٹرسٹ نے لاہور کارپوریشن سے پانی کی فراہمی کی تقسیم کا انتظام سنبھالا اس وقت 105 ٹیوب ویل تھے ۔ اب جب کہ لاہور کی آبادی ڈیڑھ گنا سے زائد اضافہ ہو چکا ہے ۔ ٹیوب ویلوں کی تعداد کم ہو کر 70 رہ گئی ہے جب کہ ہر سال اس مقصد کے لئے خطیر رقم رکھی جا رہی ہے مگر اس کے باوجود شہر میں پانی کی موجودہ قلت پیدا ہو گئی ہے اور امپروومنٹ کے کارپردازوں نے اس صورت حال کو بہتر بنانے کی طرف کوئی توجہ نہیں کی ۔ جس سے عوام میں سخت اضطراب بے چینی اور سخت غم و غصہ پایا جاتا ہے ۔

اس میں جو انپورٹنٹ عامہ کا مسئلہ ہے وہ پانی کے متعلق ہے کہ پانی نہیں ملتا ۔ یہ وزیر اعلیٰ صاحب کا محکمہ ہے اور وزیر اعلیٰ صاحب تو موجود نہیں ہیں ۔ میرے خیال میں بہاولپور گئے ہوئے ہیں ۔

وزیر تعلیم : جناب یہ وزیر اعلیٰ صاحب کے حکمہ کے متعلق ہے اس کا جواب ہم کل دے سکیں گے ۔

مسٹر سپیکر : اس کے بعد اب پھر درپشک صاحب سے متعلق ہے اور وہ بھی تشریف نہیں رکھتے ۔

حاجی محمد سیف اللہ خان : جناب والا ! میری ایک 86 نمبر بھی ہے ۔

مسٹر سپیکر : وہ تو میرے خیال میں ہو چکی ہے ۔

حاجی محمد سیف اللہ خان : جناب والا ! وہ مختلف تھی یہ حکومت پنجاب کے متعلق ہے ۔

مسٹر سپیکر : اس میں بھی یہی تھا ۔

حاجی محمد سیف اللہ خان : جناب والا ! یہ حکومت پنجاب کے متعلق ہے کہ سپلائی کوئلہ کی ٹھیک نہیں ہو رہی ۔ یہ جناب والا ! سپلائی کے متعلق مخصوص ہے ۔

بلوچستان سے کوئلہ دستیاب نہ ہونے کا باعث صوبہ پنجاب میں کوئلے کی شدید قلت

مسٹر سپیکر : (86) حاجی محمد سیف اللہ خان یہ تحریک پیش کرنے کی اجازت طلب کریں گے کہ ایک اہم اور فوری مسئلہ کو زیر بحث لانے کے لئے اسمبلی کی کارروائی ملتوی کی جائے مسئلہ یہ ہے کہ صوبہ پنجاب میں کوئلے کی شدید قلت پیدا ہو گئی ہے ۔ بلوچستان سے کوئلہ کسی قیمت پر دستیاب نہیں ہے ۔ مکڑوال کی کانوں سے حکومت پنجاب نے کوئلے کی سپلائی کا جو طریقہ کار نافذ کیا ہے وہ انتہائی پریشان کن ہے وہاں سے ضرورت کے مطابق کوئلہ دستیاب نہیں ہے جس کی وجہ سے بھٹوں کی صنعت بحران کا شکار ہو کر رہ گئی ہے ۔ اینٹوں کی قیمت میں بے پناہ اضافہ ہو گیا ہے جس کی وجہ سے تعمیراتی کام اور غریب عوام سخت متاثر ہو رہے ہیں ۔ حکومت پنجاب اس اہم ترین مسئلہ کو حل کرنے میں ناکام رہی ہے ۔ جس سے غریب

عوام میں سخت اضطراب بے چینی اور شدید غم و غصہ پایا جاتا ہے ۔

وزیر تعلیم : جناب والا ! اس میں دو نکات اٹھائے گئے ہیں ، ایک یہ کہ بلوچستان سے کوئلہ بالکل دستیاب نہیں ۔ جناب والا ! یہ بات بالکل غلط ہے ۔ کوئلہ تو وہاں سے دستیاب ہے لیکن کم مقدار میں ملتا ہے ۔ کیونکہ ریلوے ویگنوں کی بہت کمی ہے ۔ جناب والا ! اس کے علاوہ جس طریقہ کا ذکر کیا گیا ہے کہ اس سے کوئلہ آسانی سے دستیاب نہیں ہے ۔

مسٹر سپیکر : حاجی صاحب ! یہ کب سے نہیں ملتا ؟

حاجی محمد سیف اللہ خان : جناب والا ! یہ 28 تاریخ کو تو اجلاس غیر معینہ عرصہ کے لئے ملتوی ہو گیا تھا ۔

ایک آواز : جناب والا ! اینٹیں نہیں ملتیں ۔

مسٹر سپیکر : ہم نے تو مکان بنوانا نہیں ہے ۔

وزیر تعلیم : جناب والا ! اس میں ایک نکتہ یہ تھا کہ بلوچستان سے کوئلہ بالکل نہیں ملتا ۔ یہ تو کہا جا سکتا تھا کہ کوئلہ مہنگا ملتا ہے یا کم مل رہا ہے ۔ لیکن یہ بات ٹھیک نہیں ہے کہ کوئلہ نہیں ملتا ۔ کوئلہ کم ملنے کی وجہ یہ بھی بیان کی جا سکتی تھی کہ ریلوے ویگنوں کی کمی ہے ۔ تو اس لئے جناب والا ! میں عرض کروں گا کہ یہ بات ٹھیک نہیں ہے دوسرا نکتہ جو اٹھایا گیا ہے وہ مکڑوال کی کانوں سے متعلق ہے ۔

مسٹر سپیکر : نہیں وہ تو انہوں نے متنبہ کرنے کے لئے استعمال کیا ہے ۔

وزیر تعلیم : جناب والا ! دوسری بات جو اس کے طریقہ کار کے متعلق کہی گئی ہے یہ بالکل غلط ہے ۔ میں اس سلسلہ میں جناب والا ! عرض کرتا ہوں کہ مکڑوال کی کانوں سے کوئلہ دو لاکھ ٹن نکلتا ہے اور پنجاب کی ضرورت دس لاکھ ٹن کے قریب ہے ۔ یعنی مکڑوال کی کانوں سے نکلنے والا کوئلہ ناکافی ہے ۔ تو ہم نے اس کے لئے یہ طریقہ کار اپنایا ہے کہ ہر بھٹہ والا اپنے ضلعی شاخ سے پہلے سرٹیفکیٹ حاصل کرے ۔ اس کے بعد اس کی تصدیق کے لئے اپنی صوبائی شاخ سے اس بات کی تصدیق کروائے اور پھر

وہ اپنے نمبر کے حساب سے کوٹہ حاصل کرے ۔ جناب والا ! یہ طریقہ کار جناب وزیر اعلیٰ صاحب کی ہدایت کے مطابق ہے جو اس وقت اس کے انچارج تھے ۔ جہاں تک طریقہ کار کے خراب ہونے کا تعلق ہے تو میں عرض کروں گا کہ یہ بالکل صحیح طریقہ ہے کیونکہ کوٹہ کی کمی تو ہے ہی ۔ اگر ہم یہ کریں کہ چند بھٹہ والوں کو تو پورا یعنی ان کی ضرورت کے مطابق دے دیں لیکن اس سے باقی بھٹہ والوں کو پھر بالکل نہیں مل سکے گا ۔

ایک اور بات جو اس طریقہ کار کے متعلق محسوس ہوتی ہے وہ یہ کہ جب کوئی لمبی لمبی لائین دیکھتا ہے تو یوں محسوس ہوتا ہے جیسے اس کا نمبر نہیں آئے گا ۔ حقیقت یہ ہے کہ ہم نے یہ طے کر دیا ہے کہ کسی کو بھی چار سو ٹن سے زیادہ کوٹہ ہر گز نہ دیا جائے ۔ اس طرح سے ہر شخص کو کوٹہ مل جاتا ہے ۔ بے شک اسے اس کی ضرورت سے کم ملے لیکن مل ضرور جاتا ہے ۔ جیسا کہ میں عرض کر چکا ہوں کہ بلوچستان سے کوٹہ کم مقدار میں آ رہا ہے ۔ دیگنوں کی بھی کمی ہے ۔ اس طریقہ کار سے جب کسی شخص کو کوٹہ ایک دفعہ مل جاتا ہے تو پھر اس کا نمبر شائد ایک یا ڈیڑھ سال کے بعد آتا ہے اور اس کے لئے یہ ہے جس نے بھی پہلے رجسٹریشن کروائی ہے ۔ ا ۔ اس حساب سے پہلے کوٹہ دیا جاتا ہے ۔

حاجی محمد سیف اللہ خان : جناب والا ! انہوں نے اس اہم ترین مسئلہ کی طرف توجہ نہیں فرمائی ۔ ایک تو کوٹہ دستیاب نہیں ہوتا ہے ۔ دوسرا طریق کار جس طرح انہوں نے فرمایا ہے ۔ میں بھی یہی چاہتا تھا کہ وہ خود اس طریق کار کو اپنائیں کہ بھٹے والوں کی ایسوسی ایشن ضلع لیول پر بھی وہ فرما رہے ہیں کہ بنی ہوئی ہے اور صوبائی لیول پر بھی ہے اور کوئی بھی بھٹے والا ان سے پرمٹ حاصل نہیں کر سکتا ہے اس وقت تک جب تک کہ وہ ضلع کی ایسوسی ایشن سے recommend کراتا ہے اور بعد میں صوبے کی association سے recommend کراتا ہے ۔ ۔ ۔ ۔

مسٹر سپیکر : verify کراتا ہے یا recommend کراتا ہے ۔

وزیر تعلیم : نہیں جناب ! یہ صرف اتنا ثبوت ہوتا ہے کہ اس شخص کا بھٹہ ہے اور یہ ایٹیں بناتا ہے ۔ recommend کا لفظ غلط ہے ۔

حاجی چھ سیف اللہ خان : جناب والا ! اگر وہ recommend نہیں ہے اور بھٹے کی تصدیق کا ہے ۔ تو مجھے بتائیں کہ کتنے ایسے مقامی بھٹے ہیں جو کہ خود گورنمنٹ نے لگوائے ہیں ۔ جس میں گورنمنٹ نے subsidy دی ہوئی ہے ۔ جن کی ڈپٹی کمشنر تصدیق کرتے ہیں کہ میرے ضلع میں یہ بھٹہ لگا ہوا ہے مگر Industries Department انکار کر دیتا ہے کہ نہیں association سے جب تک نہیں لکھوا کر لائیں گے ۔ ہم یہ نہیں مانتے ہیں اب یہ recommend ہے یا تصدیق ہے جناب والا ! کہ ڈی۔سی کی تصدیق تو مانی نہیں جاتی ہے ۔ محض اس لئے کہ ان بھٹے والوں کی اجارہ داری قائم کی جائے ۔ وہ من مانے نرخ وصول کر سکیں اور جو بھٹے والا ! صحیح نرخوں پر اینٹ فراہم کرنا چاہتا ہے ۔ جو ان کے مقرر کردہ ریٹ سے کم نرخ پر سپلائی کرنا چاہتا ہے ۔ ان کو وہ association والے لکھ کر نہیں دیتے ہیں ۔ میں کہتا ہوں کہ اگر یہ تصدیق ہے ۔ تو وہ وضاحت کریں کہ ڈگو Deputy Commissioner اور مقامی Assistant Commissioner تصدیق کر کے دے دے کہ یہ بھٹہ موجود ہے ۔ تو پھر association کی تصدیق کی ضرورت نہیں رہتی ہے ۔

وزیر تعلیم : ٹھیک ہے ۔ ہم یہ بھی مان لیں گے ۔ کیونکہ ہمارا مقصد تو تصدیق سے ہے ۔ بالکل میں یہ undertaking دیتا ہوں کہ Deputy Commossioner تصدیق کر دیویں کہ واقعی فلاں فلاں جگہ پر فلاں آدمی کا بھٹہ ہے تو ہم اس کو بھی اسی لائن میں لگا دیں گے ۔ اس کا نام بھی رجسٹر کر لیں گے ۔

حاجی چھ سیف اللہ خان : اس کے ساتھ انہوں نے یہ نہیں بتایا ہے کہ آخر یہ کمی کیسے دور ہو گی ۔ یہ فرائض کس کے ہیں ۔ حکومت نے کیا کارروائی کی ہے ۔ پہلے بھی اسی ایوان میں جناب ڈاکٹر صاحب نے توجہ دہانی کرائی تھی کہ میں بلوچستان جا رہا ہوں اور چند دنوں کے اندر اس مسئلہ کا حل پیدا کروں گا ۔ اگر یہی صورت حال رہی اور حکومت اس طرف سے غافل رہی تو یہ اینٹیں جو کہ مٹی کی ہوتی ہیں ۔ سوچئے کہ انہوں نے کہاں پہنچ جانا ہے اور عوام کی رسائی ان تک مشکل ہو جائے گی انہوں نے اس کا آخر

کیا حل سوچا ہے ۔

وزیر تعلیم : حاجی صاحب آپ نے سنا نہیں ہے ۔ چند دن ہوئے میں نے یہ بیان دیا تھا ۔ ممکن ہے آپ اس وقت ایوان میں موجود نہ ہوں ۔ میں نے یہ کہا تھا کہ تین چار روز میں میں جا رہا ہوں ۔ تابش صاحب گواہ ہیں ۔ ۔ ۔

حاجی محمد سیف اللہ خان : جناب والا ! میں آپ کی وضاحت کے لئے عرض کردوں کہ ٹاؤن ہال میں انہوں نے یقین دہانی کرائی تھی ۔ جب اسمبلی وہاں پر ہوئی تھی اور یہ بات ریکارڈ پر موجود ہے ۔ ۔ ۔ ۔

وزیر تعلیم : جناب والا ! ٹاؤن ہال کے بعد یہ مسئلہ کئی بار یہاں Discuss ہوا اور فاضل رکن کی اطلاع کے لئے میں عرض کر دوں کہ عید سے پہلے جناب تابش الوری صاحب کی ایک تحریک التوا تھی ۔ اس پر یہ مسئلہ Discuss ہوا یہ میں ٹاؤن ہال کے بعد کی بات کر رہا ہوں ۔ جناب والا ! عید سے پہلے اس سلسلہ میں میں نے یہ جواب دیا تھا کہ پنجاب اور بلوچستان کی حکومتوں کے درمیان بات چیت ہوئی ۔ وہ تسلی بخش نہ تھی ۔ بلوچستان کی Coal Mining Association حکومت پنجاب کو براہ راست کوئلہ بھیجنے کے لئے تیار نہیں ہے ۔ جب دو صوبوں کا مسئلہ آ جائے ۔ تو میں نے عرض کیا تھا ۔ کہ یہ بات تسلیم بھی کر لی گئی ہے کہ اب میں نے Interprovi ncial Conference کے ایجنڈے پر یہ مسئلہ رکھ دیا ہے اور یہ تسلیم بھی کر لیا گیا تھا کہ یہ مسئلہ پنجاب اور بلوچستان کا ہے اور یہ مسئلہ Interprovincial Conference میں حل کیا جا سکتا ہے ۔ یہ بیان میں نے عید سے پہلے دیا تھا ۔ اب جب یہ Interprovincial Conference ہوگی ۔ اس کے ایجنڈے پر آ گیا ہے جو اس کا نتیجہ نکلے گا ۔ میں اسے ایوان کے سامنے پیش کروں گا ۔

کرنل محمد اسلم خان لیازی : پوائنٹ آف انفارمیشن سر ۔

مسٹر سپیکر : آپ انفرمیشن دے رہے ہیں ۔ یا لے رہے ہیں ۔

کرنل محمد اسلم خان لیازی : جناب والا ! میں اطلاع دے رہا ہوں ۔ گزارش یہ ہے جناب والا ! کہ مکڑوال کالریز میرے علاقہ عیسیٰ خیل میں

ہے ۔ وہاں پر ناز پاکستانی نامی مائن ۔ ملا خیل نامی اور دوسری کئی Mines ہیں ۔ میرا مطلب یہ ہے کہ وہاں کوئلہ بڑی کافی مقدار میں موجود ہے اور یہ جو Shortage ہے ۔ اس میں P.I.D.C کا ایک علیحدہ شعبہ بنا دیا گیا ہے P.M.D.C. یعنی Pakistan Mining Development Corporation جس کے Chairman مسٹر خلجی صاحب ہیں ۔ انہیں یہ کہا جائے کہ مکڑوال کالریز میں مزید Mines لگا دی جائیں ۔ اور کوئلہ نکال کر جہاں Shortage ہو اس کو پورا کیا جائے ۔ تو یہ اس کا بہترین حل ہے ۔ لیز میں یہ بھی عرض کرتا ہوں کہ وہاں پر بہت مقدار میں کوئلہ ہے اگر آپ مزید Mines لگائیں ۔ تو اپنی اس کمی کو باسانی پورا کر سکتے ہیں ۔

مسٹر سپیکر : آپ نے ان کی یہ تجویز سن لی ہے ۔

وزیر تعلیم : جی ۔

مسٹر سپیکر : اب اس کی کیا پوزیشن ہے ,You will not press it

حاجی محمد سیف اللہ خان : ٹھیک ہے ۔

Mr. Speaker : In view of the statement of the Minister, it is not pressed.

لاہور شہر میں پانی کی فراہمی میں شدید قلت (جاری)

وزیر تعلیم : جناب والا ! یہ تحریک التوا نمبر 84 کا جواب بھی آ چکا ہے ۔ پوزیشن یہ ہے کہ یہ درست ہے کہ Lahore Improvement Trust کو Lahore Municipal Corporation سے 105 ٹیوب ویل ملے تھے ۔ لیکن یہ حقیقت نہیں ہے کہ اس وقت صرف 70 کام کر رہے ہیں ۔ بلکہ اس وقت کل 132 ٹیوب ویل کام کر رہے ہیں اور پانی کی فراہمی جو پہلے تین کروڑ گیلن تھی اب دس کروڑ گیلن ہے اور پانی کے صارفین کی تعداد جو کہ پہلے 35 ہزار تھی ۔ اب ایک لاکھ دس ہزار ہو گئی ہے ۔ تو ان اعداد و شمار سے کہ 105 سے صرف 70 رہنے کی بجائے اب 132 ہو گئے ہیں اور پانی جو پہلے تین کروڑ گیلن روزانہ تھا ۔ اب دس کروڑ گیلن یومیہ دیا جاتا ہے اور پانی

کے صارفین کی تعداد جو پہلے 35 ہزار تھی اب ایک لاکھ دس ہزار ہو گئی ہے اور پانی جو پہلے صرف 8 گھنٹے روزانہ دیا جاتا تھا۔ اب چوبیس گھنٹے روزانہ دیا جاتا ہے.....

حاجی محمد سیف اللہ خان : کام کتنے ٹیوب ویل کر رہے ہیں۔ ذرا اتنا بتا دیں۔

وزیر تعلیم : 132 کام کر رہے ہیں۔ ان میں سے جو کام نہیں کر رہے ہیں۔ وہ اس میں شامل نہیں ہیں۔ اس وقت 132 چل رہے ہیں۔

Mr. Speaker : In view of the statement of the Minister it is not pressed.

وزیر تعلیم : جناب والا! یہ تجویز آئی ہے کہ 20 منٹ کے لئے Tea Break کر لیں۔

مسٹر سپیکر : کیوں جی آپ کی کیا رائے ہے۔ اب کون سی کلاز میں ترمیم آ رہی ہے۔

حاجی محمد سیف اللہ خان : ابھی وزیر قانون صاحب بھی نہیں ہیں جسطرح آپ مناسب سمجھیں۔ وہ اپنے کمرے میں بیٹھے ہیں۔ میں ابھی ان کے پاس جا رہا ہوں۔ ویسے Tea Break تو ہوتی ہے سر۔

مسٹر سپیکر : آپ کو معلوم ہے کہ یہ امنڈمنٹ کس کس سیکشن میں suggested ہے۔

سید قابش الوری : جناب والا! سیکشن 15 سیکشن 16 اور سیکشن 18 میں یہ آپ نے کہا تھا کہ under discussion ہے۔

مسٹر سپیکر : کلاز 15 تو ہو گئی ہے۔

سید قابش الوری : جناب والا! کلاز 15 آپ نے ابھی put کی تھی۔ میرا خیال ہے کہ پاس نہیں ہوئی۔

مسٹر سپیکر : ہو گئی تھی۔ آپ بھی یہیں موجود تھے۔

سید تابش الوری : جناب والا ! آپ نے کہا تھا کہ under discussion ہے ۔

مسٹر سپیکر : نہیں ۔ اس وقت یہی ہوا تھا کہ وہ ہو گئی تھی اور آپ بھی یہیں موجود تھے ۔

سید تابش الوری : ٹھیک ہے ہو گئی ہوگی ۔ لیکن کچھ میرا impression یہی تھا کہ نہیں ہوئی ۔

مسٹر سپیکر : کلاز 15 ہو گئی تھی ۔

سید تابش الوری : جناب والا ! وزیر قانون صاحب خود فرما کر گئے ہیں کہ ہم ابھی بیٹھ جاتے ہیں کیونکہ اس وقت لاء اینڈ پارلیمنٹری افیرز کی میٹنگ ہو رہی ہے اور وہ اس میں مصروف ہیں ۔

شیخ عزیز احمد : جناب والا ! میں کلاز 16 میں ایک زبانی ترمیم پیش کرنا چاہتا ہوں ۔

مسٹر سپیکر : ابھی کلاز نمبر 16 زیر غور نہیں آئی ۔

شیخ عزیز احمد : بہتر جناب ۔

مسٹر سپیکر : چونکہ مجھے صبح متعلقہ منسٹر صاحب ملے تھے ۔ ان کے impression سے یہ ظاہر ہوتا تھا کہ ان کے پاس کوئی تجویز نہیں ہے ۔

of any amendment that is proposed to be made.

سید تابش الوری : جناب والا ! وہ مجھ سے بات کرکے گئے ہیں ۔ انہوں نے کہا ہے کہ یہ دو تین اہم کلازیں ہیں ۔ ان کے متعلق ہم بیٹھ کر بات کر لیتے ہیں اور finally decide کر لیتے ہیں ۔

مسٹر سپیکر : وہ مجھے نہیں بتا کر گئے ۔ یہ تو ان کی بڑی زیادتی ہے کہ آپ سے بات کرکے گئے ہیں اور مجھے نہیں بتا کر گئے ۔ ان کو کہیں کہ وہ میٹنگ ختم کریں اور تشریف لائیں ۔

سید تابش الوری : جناب والا ! پارلیمنٹری افیرز کی میٹنگ ہو رہی ہے ۔

وہ اس میں گئے ہیں ۔

مسٹر سپیکر : جی ہو رہی ہوگی .He has just to inform me

مسٹر سپیکر : میاں مصطفیٰ ظفر قریشی صاحب ریزولیشن مکمل ہو گیا ہے ۔

میاں مصطفیٰ ظفر قریشی : جی ہو گیا ۔

قرارداد تعزیت

ممتاز دانشور اور نامور قانون دان میاں منظور قادر کا انتقال پرملال

مسٹر سپیکر : اب ڈاکٹر صاحب ایک قرارداد میاں منظور قادر کی وفات پر پیش کریں گے ۔

وزیر تعلیم : جناب والا ! میں قرارداد پیش کرتا ہوں :

کہ یہ اجلاس میاں منظور قادر کی رحلت پر انتہائی رنج و غم کا اظہار کرتا ہے ان کی وفات سے ملک ایک ممتاز دانشور اور منفرد قانون دان سے محروم ہو گیا ہے ۔ یہ ایوان دعا کرتا ہے کہ خدائے ذوالجلال مرحوم کو اپنے جوار رحمت میں جگہ دے اور پسماندگان کو صبر جمیل عطا فرمائے۔

مسٹر سپیکر : سوال یہ ہے :

کہ یہ اجلاس میاں منظور قادر کی رحلت پر انتہا' رنج و غم کا اظہار کرتا ہے ان کی وفات سے ملک ایک ممتاز دانشور اور منفرد قانون دان سے محروم ہو گیا ہے ۔ یہ ایوان دعا کرتا ہے کہ خدائے ذوالجلال مرحوم کو اپنے جوار رحمت میں

جگہ دے اور پسماندگان کو صبر جمیل عطا فرمائے۔

(قرارداد متفقہ طور پر منظور کی گئی)

(اس کے بعد تمام ہاؤس نے کھڑے ہو کر فاتحہ خوانی کی)

مسودہ قانون

مسودہ قانون مرکب خوراک برائے مویشیان مصدرہ 74ء (جاری)

مسٹر سپیکر : اب بل کی کلاز نمبر 16 زیر غور ہے۔

سید قابض الوری : میں مخالفت کرتا ہوں۔

مسٹر سپیکر : یہ جو کلاز نمبر 16 ہے جب اسکی sub-clause (1) enact ہو جائے گی it will be converted into sub-section میں اسکو اس وقت اپنے ہاتھ سے کر دیتا ہوں۔ اس سلسلے میں I want to advice کہ جب بل پیش ہو رہا ہوتا ہے۔ بل بن جانے کے بعد یہ سب سیکشن بن جاتے ہیں بل کے اندر وہی زبان استعمال ہونی چاہئے جس زبان میں ultimately اس قانون نے شکل لینی ہے۔ آپ نے oppose کیا ہے۔

سید قابض الوری : جناب سپیکر ! زیر بحث کلاز۔۔۔

مسٹر سپیکر : آپ کیا چاہتے ہیں کہ سزا نہ دی جائے ؟

سید قابض الوری : جناب سپیکر ! میں عرض کر رہا تھا کہ زیر بحث کلاز نمبر 15 میں کہا گیا ہے کہ

"(1) جو شخص قانون ہذا کے کسی حکم یا اس کے تحت وضع کردہ قواعد کی خلاف ورزی کرے گا اس کو دو سال تک سزائے قید یا جرمانہ یا دونوں سزائیں دی جا سکیں گی"۔

"(2) جو شخص تحتی دفعہ (1) کے احکامات میں سے کسی احکام کی خلاف ورزی کا ارتکاب کرے

یا اس میں اعانت کرے تو وہ اسی سزا کا مستوجب
ہوگا - جس کا اہتمام ایسی خلاف ورزی کے بارے
میں کیا گیا ہے "۔

جناب والا ! اس ضمن میں بنیادی اعتراض یہ ہے کہ اس بل کو ملاوٹ کے انسداد اور جس مقصد کے لئے پیش کیا گیا ہے اس کے پیش نظر موجودہ سزا انتہائی کم ہے - ہمارے وزیر موصوف نے اس بل میں اس بات کا اعادہ کیا ہے لیکن جب تک ملاوٹ اور اسی قسم کے دوسرے قبیح جرائم کا ارتکاب کرنے والے قوانین نہیں بنائے جائیں گے اور موثر سزائیں تجویز نہیں کی جائیں گی - اس وقت تک ملاوٹ کا انسداد ممکن نہیں - لیکن ہم یہ دیکھ رہے ہیں کہ اس بل کے سلسلے میں جو قواعد اور احکامات مرتب کئے جا رہے ہیں - ان کی خلاف ورزی پر ایک ہی لاٹھی سے ہانک کر ایک ہی قسم کی سزا کا مستوجب قرار دیا گیا ہے حالانکہ اس بل کے مقاصد کے اعتبار سے اس میں ایسے لوگوں کو جو ملاوٹ کا ارتکاب کرتے ہیں - جو دیدہ دانستہ انتہائی مضر صحت اور ناقابل استعمال خوراک فراہم کرتے ہیں - ان کو زیادہ سے زیادہ سنگین اور مثالی سزا ملنی چاہئے اور اس تعزیری ضمن میں اس بات کا امتیاز ہونا چاہئے کہ جو لوگ ملاوٹ کے قومی جرم کے مرتکب ہوں گے ان کے لئے سزا زیادہ ہونی چاہئے لیکن جو لوگ صرف فنی اعتبار سے لیکنیکی خامیوں کے مجرم ہوں ان کی سزا کم ہونی چاہئے - لیکن جناب والا ! یہاں ان دونوں بنیادی حقیقتوں کے درمیان کوئی امتیاز موجود نہیں - آپ مجھ سے اتفاق کریں گے کہ اس بل کے تحت جب یہ ایکٹ بن جائے گا تو حکومت کو رولز بنانے کا اختیار حاصل ہو جائے گا - اس ضمن کے تحت ان رولز کی خلاف ورزی کے سلسلے میں بھی دو سال قید کی سزا یا جرمانہ کی سزا تجویز کی گئی ہے اگر کوئی شخص محض کسی لائسنس کی تجدید کے سلسلے میں کسی جرم کا ارتکاب کرتا ہے تو لازماً اس کی سزا کم ہونی چاہئے لیکن اگر کوئی شخص یا فیکٹری یا کارخانہ ملاوٹ کے جرم کا ارتکاب کرتا ہے تو اس کی سزا زیادہ ہونی چاہئے - یہاں ان دونوں سزاؤں کو ایک ہی طرح تصور کرکے میرے خیال میں ایک غیر حقیقت پسندانہ اور غیر متعلقہ اصول مرتب کیا گیا ہے - جناب والا ! اگر اس کے علاوہ

غور فرمائیں تو آپ یہ بھی محسوس کریں گے کہ سزائے قید کے ساتھ سزائے جرمانہ بھی موجود ہے اور اس سزائے جرمانہ کی کوئی حد متعین نہیں کی گئی ۔ یہاں کوئی ایسی پابندی موجود نہیں کہ مجسٹریٹ کسی قصور وار کو کتنا جرمانہ کر سکے گا ۔ پانچ روپے ۔ جناب سپیکر ! آپ نے کل تو وزیر صاحب سے خود فرمایا تھا کہ وہ توجہ فرمائیں ۔ آج میں بھی آپ کی بے توجہی کا شکار ہو رہا ہوں ۔

مسٹر سپیکر : میں بہت توجہ کر رہا ہوں ۔ آپ کا ایک ایک لفظ میرے سینے میں کھب رہا ہے ۔

سید نابش الوری : جناب والا ! کھب رہا ہے لیکن ذہن نشین نہیں ہو رہا ۔

(اس مرحلہ پر مسٹر سپیکر وزیر قانون سے مشورہ کرتے رہے)

وزیر قانون : جناب سپیکر ! مناسب یہ معلوم ہو رہا ہے کہ اس میں حزب اختلاف کی طرف سے جو ترامیم پیش کی گئی ہیں ان کے متعلق اگر مجھے وقت دیا جائے تو ہم بات کرکے اس کو ایک جامع صورت میں پیش کریں تاکہ بحث میں طوالت نہ ہو اور یہ بل پاس ہو سکے ۔

مسٹر سپیکر : اب ایوان کی کارروائی آدھ گھنٹے کے لئے ملتوی کی جاتی ہے ۔ دوبارہ کارروائی بارہ بجنے میں پانچ منٹ پر شروع ہوگی ۔

(اس مرحلہ پر ایوان کی کارروائی آدھ گھنٹہ کے لئے ملتوی کی گئی)

(وقفے کے بعد ایوان کی کارروائی زیر صدارت جناب سپیکر شروع ہوئی)

مسٹر سپیکر : وزیر قانون ؟

حاجی محمد سیف اللہ خان : جناب والا ! میرے خیال میں کلاز 16 زیر غور ہے ۔ تو اس کے لئے میں یہ گذارش کروں گا کہ اس کی دو سال کی سزا ہے اور جرمانہ کی کوئی limit نہیں رکھی گئی ۔ یہ ٹھیک ہے کہ بعض اوقات قوانین ایسے بھی ہوتے ہیں جن پر سی ۔ آر ۔ پی کے تحت petition بھی ہو جایا کرتی ہے ۔ اگر جناب وزیر قانون صاحب اس امر کی یقین دہانی کرا دیں کہ وہ رولز میں اس کی پروویژن کر دیں گے کہ پہلی دفعہ جس

شخص پہ جرم کا ارتکاب ہو - اسے صرف جرمانہ کی سزا ہوگی جس کی حد پانچ سو روپے تک ہو جائے گی - دوسری مرتبہ کرے تو جرمانہ کی حد ایک ہزار تک ہوگی اور اس کے بعد کوئی اس جرم کو repeat کرے تو پھر اس قانون کے مطابق جتنا جرمانہ چاہیں اور دو سال کی سزا دے سکتے ہیں - اگر اس قسم کی پروویژن وہ قواعد میں کر دیں تو پھر ہمیں کوئی اعتراض نہیں کہ اس کلاز کو اسی طرح ہی پاس کر دیا جائے -

وزیر قانون : جناب والا ! یقینی طور پر قواعد میں ہم اس کی وضاحت کر دیں گے کہ اگر کوئی first offender ہو تو اس کے ساتھ نرمی برتی جائے - دوبارہ repeat کرتا ہے تو اس پر اور سختی کی جائے - پھر بھی باز نہیں آتا تو مزید سختی کی جائے -

مسٹر سپیکر : نہیں - رولز میں یہ بھی ہوگا کہ جیسے دودھ میں پانی ملایا جاتا ہے اگر اس میں بھی پانی ملایا جاتا - - -

وزیر قانون : جناب والا ! ایسا بھی کر لیں گے اگر روز کرتا ہے تو daily fine بھی کر لیں گے اور رولز میں اس کی ساری وضاحت کر دیں گے -

شیخ عزیز احمد : جناب والا ! میں ترمیم پیش کرنا چاہتا ہوں -

مسٹر سپیکر : یہ آپ نے اس کی precis کر دی ہے -

شیخ عزیز احمد : جی جناب -

مسٹر سپیکر : اچھا جی - یہ کلاز 16 میں ترمیم ہے -

Sheikh Aziz Ahmad : Sir, I move :

> "That for Clause 16 of the Bill, as recommended by the Standing Committee on Agriculture, Planning and Development, the following be substituted, namely :—
>
> 16. Whoever contravenes, or attempts to contravene, or abets the con-

travention of the provisions of this Act or rules made thereunder shall be punished with imprisonment for a term which may extend to two years or with fine or with both.

Mr. Speaker : Amendment moved, the question is :

That for Clause 16 of the Bill, as recommended by the Standing Committee on Agriculture, Planning and Development, the following be substituted, namely : -

16. Whoever contravenes, or attempts to contravene, or abets the contravention of the provisions of this Act or rules made thereunder shall be punished with imprisonment for a term which may extend to two years or with fine or with both.

(*The motion was carried*)

Mr. Speaker : Now, the question is that :—

"Clause 16 as amended, form part of the Bill.

(*The motion was carried*)

(Clause 17)

Mr. Speaker : Now Clause 17 is under consideration.

Sheikh Aziz Ahmad : Sir, I move :—

That in Clause 17 of the Bill, as recommended by the Standing Committee on Agriculture, Planning and Develop-

ment the words "of the facts constituting such offence" and "a general or special order of" occurring in lines 3 and 5—6 respectively be deleted.

Mr. Speaker : Amendment moved, the question is :

That in Clause 17 of the Bill, as recommended by the Standing Committee on Agriculture, Planning and Development, the words "of the facts constituting such offence" and "a general or special order of" occurring in lines 3 and 5—6 respectively be deleted.

(*The motion was carried*)

Mr. Speaker : Now, the qnestion is :—

That Clause 17 as amended, form part of the Bill.

(*The motion was carried*)

(Clause 18)

Mr. Speaker : Now Clause 18 is under consideration.

Syed Tabish Alwari : I beg to move :

That Clause 18 of the Bill, as recommended by the Sianding Committee on Agriculture, Planning & Development be deleted.

Minister for Law : Accepted.

Mr. Speaker : Motion moved. The question is :

That Clause 18 of the Bill, as recommended by the Standing Committee on

Agriculture, Planning & Development be deleted.

(*The motion was carried*)

(Clause 19)

M. Speaker : Now, we come to clause 19.

Haji Muhammad Saifullah Khan : I beg to move :

That Clause 19 of the Bill, as recommended by the Standing Committee on Agriculture, Planning & Development be deleted.

Minister for Law : Accepted.

Mr. Speaker : Motion moved. The question is :

That Clause 19 of the Bill, as recommended by the Standing Committee on Agriculture, Planning & Development be deleted.

(*The motion was carried*)

(Clause 20)

Mr. Speaker : Clause 20 is now under consideration.

Sheikh Aziz Ahmad : I want to move an amendment, Sir. I beg to move :

That in Clause 20 of the Bill as recommended by the Standing Committee on Agriulture, Planning & Development, the words "as the Magistrate may direct" occurring in line 6, be replaced by the words "in such manner as directed by him",

Minister for Law : Agreed.

Mr. Speaker : Motion moved. The question is :

> That in Clause 20 of the Bill, as recommended by the Standing Committee on Agriculture, Planning & Development, the words "as the Magistrate may direct" occurring in line 6, be replaced by the words "in such manner as directed by him".

(*The motion was carried*)

Mr. Speaker : The question is :

> That Clause 20, as amended, form part of the Bill.

(*The motion was carried*)

(Clause 21)

Mr. Speaker : Clause 21 is now under consideration.

Haji Muhammad Saifullah Khan : I beg to move :

> That Clause 21 of the Bill, as recommended by the Standing Committee on Agriculture, Planning & Development be deleted.

Minister For Law : Accepted.

Mr. Speaker : Motion woved. The question is :

> That Clause 21 of the Bill, as recommended by the Standing Committee on Agriculture, Planning & Development be deleted.

(*The motion was carried*)

وزیر قانون : جناب سپیکر ! لیجسلیٹو کمیٹی کا اجلاس ہو رہا ہے ۔ بڑے اہم کاغذات دیکھنے ہیں ۔

مسٹر سپیکر : کلاز 21 اور 22 کو move کر لیں ۔

حاجی محمد سیف اللہ خان : اس میں بحث بھی کرنا ہے ۔

Mr. Speaker : I am not in a position to point out or to bring it to the notice of the members of the Cabinet or the members of this House that we hardly sit here for about 3 to 4 hours while even students of a primary school are expected to sit between 6 to 7 hours.

Minister For Law : Our progress is more than the students.

Mr. Speaker : More than the primary school students ?

Minister For Law : Primary school students and other students.

Mr. Speaker : I don't mean to comment but I have simply informed you that this is for how long we have been sitting. This happens almost every day.

(قطع کلامیاں)

حاجی محمد سیف اللہ خان : میں کچھ باتیں کروں گا ۔ جو میرے ذہن میں ہیں ۔

(کلاز 22)

مسٹر سپیکر : اب بل کی کلاز 22 زیر غور ہے ۔ سوال یہ ہے ۔

کہ کلاز 22 بل کا حصہ بنے ۔

(ترمیم منظور کی گئی)

مسٹر سپیکر : اس میں Principal objcet کو Discuss کرنا ہے -

Mr. Speaker : The House is adjourned till 9.00 a.m. tomorrow.

(اسمبلی کا اجلاس 30 اکتوبر 1974ء بروز بدھ نو بجے صبح تک کے لئے ملتوی ہو گیا -)

صوبائی اسمبلی پنجاب

پہلی صوبائی اسمبلی پنجاب کا بارھواں اجلاس

بدھ 30 اکتوبر 1974ء

(چہار شنبہ 13 شوال المکرم 1394ھ)

اسمبلی کا اجلاس اسمبلی چیمبر لاہور میں 9 بجے صبح منعقد ہوا۔ سپیکر رفیق احمد شیخ کرسی صدارت پر متمکن ہوئے۔

تلاوت قرآن پاک اور اس کا اردو ترجمہ قاری اسمبلی نے پیش کیا۔

بِسْمِ اللّٰهِ الرَّحْمٰنِ الرَّحِيْمِ ۝

وَضَرَبَ اللّٰهُ مَثَلًا قَرْيَةً كَانَتْ اٰمِنَةً مُّطْمَئِنَّةً يَّاْتِيْهَا رِزْقُهَا رَغَدًا مِّنْ كُلِّ مَكَانٍ فَكَفَرَتْ بِاَنْعُمِ اللّٰهِ فَاَذَاقَهَا اللّٰهُ لِبَاسَ الْجُوْعِ وَالْخَوْفِ بِمَا كَانُوْا يَصْنَعُوْنَ ۝ وَلَقَدْ جَآءَهُمْ رَسُوْلٌ مِّنْهُمْ فَكَذَّبُوْهُ فَاَخَذَهُمُ الْعَذَابُ وَهُمْ ظٰلِمُوْنَ ۝ فَكُلُوْا مِمَّا رَزَقَكُمُ اللّٰهُ حَلٰلًا طَيِّبًا وَّاشْكُرُوْا نِعْمَتَ اللّٰهِ اِنْ كُنْتُمْ اِيَّاهُ تَعْبُدُوْنَ ۝

پ ۱۴ سورہ ۱۶ رکوع ۱۲ آیت ۱۱۲ تا ۱۱۴

اور اللہ ایک بستی کی مثال بیان فرماتا ہے کہ ہر طرح امن و چین سے بستی تھی۔ ہر طرف سے رزق با فراغت چلا آتا تھا۔ مگر ان لوگوں نے اللہ کی نعمتوں کی ناشکری کی تو اللہ نے ان کے اعمال کے سبب ان کو بھوک اور خوف کا لباس پہنا کر (ناشکری کا) مزہ چکھا دیا۔ اور ان کے پاس انہیں میں سے ایک پیغمبر آیا تو انہوں نے اسکو جھٹلا دیا پس ان کو عذاب نے آ پکڑا کیونکہ وہ ظالم تھے۔

پس اللہ نے جو تم لوگوں کو حلال اور طیب و پاکیزہ رزق عطا فرمایا ہے اسکو کھاؤ اور اللہ کی نعمتوں کا شکر ادا کرو۔ اگر تم اسکے عبادت گزار ہو۔

وَمَا عَلَيْنَا اِلَّا الْبَلَاغُ ۝

نشان زدہ سوالات اور ان کے جوابات

مسٹر سپیکر : اب وقفہ سوالات شروع ہوتا ہے ۔

مڈل سکول کو ہائی سکول کا درجہ دینا

*5669 ۔ سید قائم حسین شاہ : کیا وزیر تعلیم از راہ کرم بیان فرمائیں گے کہ :

(الف) کیا یہ امر واقعہ ہے کہ موضع درخواست پنڈت رام نرائن ضلع ملتان اور اس کے گرد و نواح کے مواضعات کی آبادی پندرہ ہزار نفوس پر مشتمل ہے ۔

(ب) کیا یہ بھی امر واقعہ ہے کہ مذکورہ علاقہ میں طالبات کے لئے کوئی ہائی سکول نہیں ہے ۔ جس کی وجہ سے علاقہ کی مڈل پاس طالبات کو تعلیم جاری رکھنے میں دشواری پیش آتی ہے ۔

(ج) اگر جزو (الف) و (ب) بالا کا جواب اثبات میں ہے تو کیا حکومت مذکورہ موضع کے مڈل سکول کو ہائی سکول کا درجہ دینے کا ارادہ رکھتی ہے ؟

وزیر تعلیم (ڈاکٹر عبدالخالق) : (الف) جناب والا ! فاضل رکن نے گرد و نواح کا حدود اربعہ واضح طور پر نہیں بتایا ۔ اس لئے آبادی کا تعین نہیں کیا جا سکتا ۔ موضع درخواست پنڈت رام نرائن اور اس کے گرد و نواح کے مواضعات کی آبادی 150000 سے کم ہے ۔

(ب) جی ہاں ۔ یہ درست ہے ۔

(ج) 1975.76ء کے ترقیاتی پروگرام میں متعلقہ سکیم کے لئے مناسب رقم مختص ہونے کی صورت میں استحقاق کی بناء پر مذکورہ سکول کو ہائی کا درجہ دینے کی تجویز پر غور کیا جائے گا ۔

مسز حسینہ بیگم کھوکھر : جناب والا ! کسی سکول کو ہائی کا درجہ دینے کے لئے کن چیزوں کو ملحوظ خاطر رکھا جاتا ہے ۔ اس کے لئے کیا شرائط ہیں ۔ کیا وزیر موصوف بتا سکیں گے ؟

وزیر تعلیم : جناب والا ! ہر ضلع میں تعلیمی کونسل موجود ہے ۔ اس میں ایجوکیشن افسر بھی ہوتے ہیں ۔ عام طور پر دیکھا جاتا ہے کہ کس ضلع میں کتنے مڈل سکول ہیں جن کو ہائی کا درجہ دیا جائے اور کتنے لڑکوں کی توقع ہے کہ وہ نویں کلاس میں داخل ہو سکیں گے ۔ اس کے علاوہ کوئی اور ہائی سکول اس علاقہ یا موضع میں موجود ہے اور وہ سکول کتنی دور واقع ہے ۔ ان سب چیزوں کو دیکھا جاتا ہے ۔ اس پروگرام کے تحت اس سال 61 سکولوں کو مڈل سے ہائی کا درجہ دے دیا گیا ہے اور 100 سکولوں کو پرائمری سے مڈل کا درجہ دیا گیا ہے ۔

مسز حسینہ بیگم کھوکھر : سپلیمنٹری سر ۔ جناب والا ! کیا وزیر موصوف بتا سکیں گے کہ ملتان میں اس وقت دو سکول ہیں ۔ کیا وزیر موصوف ایک سکول اور دینے کا ارادہ رکھتے ہیں ؟

مسٹر سپیکر : آپ کی مراد ملتان شہر سے ہے یا ملتان ضلع سے ؟

مسز حسینہ بیگم کھوکھر : جناب والا ! ضلع میں دے دیں ۔

وزیر تعلیم : جناب والا ! میں عرض کرتا ہوں کہ محترمہ خود تعلیمی کونسل کی ممبر ہیں اور وہ بہتر طور پر جانتی ہیں کیونکہ وہ خود بھی تعلیم سے کافی دلچسپی رکھتی ہیں اور تعلیم سے تعلق بھی رکھتی ہیں ۔ وہ یقیناً ٹھیک کہتی ہوں گی ۔ جناب والا ! اس سلسلہ میں میں عرض کروں گا کہ اس سال 61 مڈل سکول جو ہائی سکول بنے ہیں ۔ اس میں سے جو حصہ بھی ملتان کی حدود میں تھا ۔ وہ اسے ملا ہے ۔ اس کے علاوہ اس طرح پرائمری سے جو مڈل سکول بنے ہیں اس میں بھی اسے اس کے مطابق حصہ دیا گیا ہے ۔ اس کے علاوہ جناب والا ! یہ کہ یہ سکول کون سے ہیں یہ فاضل ممبر نے نہیں پوچھا ۔ اگر اس کے لئے وہ علیحدہ سوال کر لیں تو میں ضرور بتاؤں گا ۔ اس لئے میں یہ نہیں بتا سکتا کہ یہ سکول کون سے ہیں ۔

مسٹر سپیکر : اس کی تصدیق ہونی چاہئے کہ آیا صرف دو سکول ہیں ۔ اگر ایسا ہے تو یہ بڑی غلط بات ہے ۔

وزیر تعلیم : ٹھیک ہے جناب معلوم کریں گے ۔

مسٹر سپیکر : سید ناظم حسین شاہ ۔

ملتان میں سکولوں کی عمارات کی تکمیل

*5670 ۔ سید ناظم حسین شاہ : کیا وزیر تعلیم از راہ کرم بیان فرمائیں گے کہ :

(الف) ضلع ملتان میں گورنمنٹ کے ہائی سکولوں کی تعداد کیا ہے ۔ ان میں کتنے سکولوں کی عمارات نا مکمل ہیں ؟

(ب) کیا حکومت مذکورہ سکولوں کی نا مکمل عمارات مکمل کرنے کا ارادہ رکھتی ہے ۔ اگر ایسا ہے تو کب تک اور اگر نہیں تو اس کی وجوہ کیا ہیں ؟

وزیر تعلیم (ڈاکٹر عبدالخالق) : (الف) ضلع ملتان میں 66 مردانہ اور 20 زنانہ گورنمنٹ ہائی سکول ہیں جن میں 15 سکولوں کی عمارتیں نا مکمل ہیں ۔

(ب) حکومت ان سکولوں کی عمارات مکمل کرنے کا ارادہ رکھتی ہے ۔ چار مدارس کی عمارت جن میں کرم پور سکول برائے طلباء ، دھال پور برائے طالبات ، عبدالحکیم برائے طلباء اور کمپری ہنسو سکول ملتان کی عمارت اس سال کے ترقیاتی منصوبوں میں شامل ہے ۔

مسٹر سپیکر : یہ بات تو اب واضح ہو گئی ہے کہ دو سکول نہیں ہیں ۔ بلکہ بیس سکول ہیں ۔ اب اس کو دیکھنے کی ضرورت نہیں ۔

قصبہ لڈن میں لڑکوں کے لئے ہائی سکول کا قیام

*5768 ۔ میاں خورشید انور : کیا وزیر تعلیم از راہ کرم بیان فرمائیں گے کہ :

(الف) کیا یہ درست ہے کہ قصبہ لڈن تحصیل وہاڑی میں لڑکوں کے لئے قائم شدہ مڈل سکول قیام پاکستان سے بہت پہلے قائم ہوا تھا ۔

(ب) کیا یہ بھی درست ہے کہ لڈن کے ارد گرد 15 میل کی حدود میں کوئی ہائی سکول نہیں ۔

(ج) کیا حکومت اس قدیم سکول کو ہائی کا درجہ دینے کا ارادہ رکھتی ہے اگر ایسا ہے تو کب تک ؟

وزیر تعلیم (ڈاکٹر عبد الخالق) : (الف) جی ہاں ۔ یہ درست ہے کہ یہ سکول قیام پاکستان سے قبل قائم ہوا تھا ۔

(ب) یہ درست نہیں ہے کیونکہ امسال لڈن سے 8 میل کے فاصلے پر ہائی سکول کرم پور جاری ہو گیا ہے ۔

(ج) 1975-76ء کے مالی سال میں لڈن کو ہائی سکول کا درجہ دلوانے کے لئے ضلعی تعلیمی کونسل میں پیش کیا جائے گا اور رقم مختص ہونے پر استحقاق کی بنیاد پر اس سکول کو ہائی کا درجہ دلوانے کی تجویز پر غور کیا جائے گا ۔

قاضی عبد اسماعیل جاوید : جناب والا ! وزیر موصوف نے جز (ب) میں فرمایا ہے کہ امسال لڈن سے 8 میل کے فاصلہ پر ایک ہائی سکول کرم پور میں جاری ہو گیا ہے ۔ جناب والا ! انہیں محکمہ نے یہ اطلاع غلط بہم پہنچائی ہے جب کہ کرم پور لڈن سے 13 میل اور 3 فرلانگ پر واقع ہے اور جناب والا ! یہ جگہ جاگیرداروں کا گڑھ ہے اور میاں ممتاز عبد خان دولتانہ کا علاقہ ہے ۔ انہوں نے آج تک یہاں سکول نہیں بننے دیا تاکہ یہ لوگ پڑھ لکھ کر ہمارا مقابلہ نہ کر سکیں اور ہمیں خراب نہ کریں ۔ اس کے علاوہ جناب والا ! ایک لاکھ کی آبادی اس سے فائدہ اٹھاتی ہے ۔

وزیر تعلیم : جناب والا ! سوال میں پندرہ میل بتایا گیا ہے اگر ان کی بات ٹھیک بھی ہے تو پھر بھی یہ پندرہ میل کے اندر ہی ہے ۔

مسٹر سپیکر : انہوں نے تو آپ کی اطلاع کے لئے کہا تھا ۔

وزیر تعلیم : شکریہ ۔

قاضی محمد اسماعیل جاوید : جناب والا ! نہیں یہ بات نہیں ہے بلکہ آپ نے جواب کے جز (ب) میں کہا ہے کہ امسال للڈن سے آٹھ میل کے فاصلہ پر ایک ہائی سکول کرم پور میں جاری ہو گیا ہے ۔ جبکہ کرم پور کا فاصلہ 13 میل کے قریب ہے ۔

وزیر تعلیم : میں اس کی تصحیح کروالیتا ہوں ۔

قاضی محمد اسماعیل جاوید : باقی جناب والا ! میاں صاحب موجود ہیں بتا سکیں گے ۔

مسٹر سپیکر : لیکن میاں صاحب تو للڈن سے تعلق نہیں رکھتے ۔

میاں خورشید انور : جناب والا ! میں للڈن سے ہی تعلق رکھتا ہوں ۔

مسٹر سپیکر : لیکن آپ کے متعلق تو یہ تاثر ہے کہ آپ وہاڑی سے تعلق رکھتے ہیں ۔

میاں خورشید انور : اکٹھا ہی ہے ۔

جناب والا ! اگر یہ سکول آٹھ میل سے زیادہ ہوا تو کیا پھر وزیر موصوف سپیشل اجازت کے تحت سکول کھولنے کی اجازت دیں گے ؟

وزیر تعلیم : جناب والا ! سپیشل اجازت تو وزیر خزانہ ہی دے سکتے ہیں ۔ اس کا طریقہ کار یہ ہے کہ وہاں کی ضلعی کمیٹی اس بات سفارش کرے اور اس کی وزیر خزانہ صاحب جو اس وقت وزیر اعلیٰ بھی ہیں ۔ وہی اجازت دے سکتے ہیں ۔

مسٹر سپیکر : وہ آپ کی مدد چاہتے ہیں ۔

وزیر تعلیم : جناب والا ! میں تو چاہتا ہوں کہ زیادہ سے زیادہ سہولیات ملیں جو خواہشات عمران کی ہیں - وہی میری بھی ہیں -

---

تعلیمی اداروں میں طلباء کو داخلے میں حائل مشکلات

*5795 - میاں خورشید انور : کیا وزیر تعلیم از راہ کرم بیان فرمائیں گے کہ :

(الف) کیا یہ درست ہے کہ صوبہ کے مختلف تعلیمی اداروں میں طلباء کے لئے داخلہ حاصل کرنا بڑا دشوار ہے -

(ب) کیا یہ بھی درست ہے کہ نامزدگی سے کئی قابل اور مستحق طلباء داخلہ حاصل کرنے میں ناکام رہ جاتے ہیں - جس سے قوم جوہر قابل سے محروم ہو رہی ہے -

(ج) کیا حکومت نامزدگی کے تمام طریقوں کو ختم کرکے صرف قابلیت کی بنیاد پر داخلہ کا انتظام کرنے کی تجویز پر غور کرے گی ؟

وزیر تعلیم (ڈاکٹر عبد الخالق) : (الف) جی نہیں - مختلف کالجوں میں داخلہ قابلیت کی بنیاد پر دیا جاتا ہے - ایسے طلباء کو داخلہ آسانی سے ملتا ہے اور مطلوبہ قابلیت نہ رکھنے والے طلباء کو داخلہ دشواری سے ملتا ہے -

(ب) نامزدگی صرف چند فنی اداروں میں نہایت ہی قلیل تعداد میں ہوتی ہے اور بھاری اکثریت میں طلباء کو اہلیت کی بنیاد پر داخلہ دیا جاتا ہے -

(ج) فی الحال ایسی کوئی تجویز حکومت کے زیر غور نہیں ہے اور جب تک صوبے کے تمام حصے اور تمام طبقات یکساں سطح پر ترقی نہ کر جائیں ایسا کرنا ممکن نہیں -

میاں خورشید انور : کیا وزیر موصوف اتفاق فرمائیں گے کہ کم ترقی یافتہ علاقہ کے لوگوں کو ان کی سیٹوں پر داخلہ نہیں ملتا بلکہ

ترقی یافتہ علاقہ کے لوگ یہ سیٹیں بھی لے جاتے ہیں ۔ کیا وزیر موصوف فرما سکیں گے ؟

وزیر تعلیم : جناب والا ! ایسا ہوتا ہوگا اگر فاضل رکن کو اس کے متعلق معلوم ہو تو وہ مجھے بتائیں ۔ میرے نوٹس میں ایسی کوئی بات نہیں ہے ۔ اگر آپ ہمیں بتائیں تو ہم ضرور اس پر کارروائی کریں گے ۔

میاں خورشید انور : جناب والا ! کیا وزیر موصوف فرمائیں گے کہ آئندہ یہ داخلہ قابلیت کی بنیاد پر دیا جائے گا ۔

وزیر تعلیم : جناب والا ! میں سمجھتا ہوں کہ فاضل ممبر کا مقصد یہ ہے کہ اگر ڈیرہ غازی خان کے لئے کوئی سیٹ ہے تو وہ بھی لاہور یا کسی اور فارورڈ علاقہ کا آدمی لے جاتا ہے ۔ آپ کا مطلب ہے کہ وہ وہاں کا ڈومسائل بنوا لیتا ہے ۔ یعنی ان کا مقصد یہ ہے کہ ڈومسائل کا طریقہ کار زیادہ سخت ہونا چاہئے تاکہ کوئی آدمی غلط ڈومسائل پیش نہ کر سکے ۔ میں اس سلسلہ میں وزیر اعلیٰ صاحب سے بات کروں گا ڈومی سائل میں گڑبڑ ہو رہی ہے ۔ اس کو حاصل کرنے کا طریقہ کار زیادہ سخت کیا جائے تاکہ صحیح آدمی کو ڈومسائل مل سکے ۔

میاں خورشید انور : جناب والا ! کیا یہ درست ہے کہ گورنر صاحب کی جو خاص سیٹیں ہیں ۔ اس میں میڈیکل کالجوں میں کم نمبروں والے لڑکے داخل ہو جاتے ہیں اور فرسٹ ڈویژن والے لڑکے رہ جاتے ہیں ۔ کیا فرسٹ ڈویژن والوں کو داخلہ دیا جائے گا ؟ اگر یہ نامزدگی کا سلسلہ ختم کر دیا جائے تو اس سے تمام فرسٹ ڈویژن والوں کو داخلہ مل سکتا ہے ۔

وزیر تعلیم : جناب والا ! پچھلے سال اور اس سال گورنر صاحب کی خصوصی نشستوں پر صرف فرسٹ ڈویژن والوں کو داخلہ دیا گیا ہے ۔ البتہ اس سے پچھلے سال کچھ لوگ ایسے تھے جس میں ایسے لڑکے بھی آ گئے تھے جن کی فرسٹ ڈویژن نہیں تھی ۔ لیکن اب جناب والا ! اسی پالیسی کے تحت ہی داخلہ دیا جا رہا ہے کہ فرسٹ ڈویژن ہونا چاہئے ۔

کالج کا قیام

*5855 ۔ خان محمد شفیق خان : کیا وزیر تعلیم ازراہ کرم بیان فرمائیں گے کہ :

(الف) کیا حکومت اس امر سے آگاہ ہے کہ نوشہرہ ورکاں ضلع گوجرانوالہ اور اس کے گرد و نواح کی آبادی تقریباً ڈیڑھ لاکھ نفوس پر مشتمل ہے لیکن اس قصبہ میں لڑکوں اور لڑکیوں کے لئے کوئی کالج نہیں ہے ۔

(ب) اگر جزو (الف) بالا کا جواب اثبات میں ہے تو کیا حکومت مذکورہ قصبہ میں لڑکوں اور لڑکیوں کے لئے علیحدہ علیحدہ کالج تعمیر کرنے کا ارادہ رکھتی ہے ۔ اگر ایسا ہے تو یہ کالج کب تک کھل جائیں گے اور اگر حکومت ایسا نہیں کرنا چاہتی تو اس کی وجہ کیا ہے ؟

وزیر تعلیم (ڈاکٹر عبدالخالق) : (الف) فاضل رکن نے نوشہرہ ورکاں کے گرد و نواح کی تفصیل نہیں بتائی۔ اس لئے آبادی کا صحیح تعین نہیں ہو سکتا ۔ یہ درست ہے کہ اس قصبہ میں لڑکوں اور لڑکیوں کے لئے کوئی کالج نہیں ہے ۔

(ب) آئندہ مالی سال کے ترقیاتی پروگرام کے تحت استحقاق کی بنیاد پر اس معاملہ پر غور کیا جائے گا ۔

خان محمد شفیق خان : جناب والا ! نوشہرہ ورکاں تحصیل گوجرانوالہ میں ہے اور گوجرانوالہ میں کالج موجود ہے ۔ نوشہرہ ورکاں سب تحصیل ہے اور تحصیل گوجرانوالہ اور تحصیل شیخوپورہ کے درمیان واقع ہے ۔ پچیس پچیس میل کا فاصلہ ہے یہاں چار پانچ ہائی سکول ہیں اس لئے یہاں کالج ہونا لازمی ہے ۔ اس لئے جناب والا ! یہ ضروری ہے کہ لڑکوں اور لڑکیوں کے لئے کالج ہونا چاہئے ۔

عیسیٰ خیل میں انٹر کالج کا اجراء

*5866 ۔ کرنل محمد اسلم خان نیازی : کیا وزیر تعلیم از راہ کرم بیان فرمائیں گے کہ :

(الف) کیا یہ حقیقت ہے کہ عیسیٰ خیل ضلع میانوالی کے لئے انٹر کالج کے اجراء کی منظوری ہو چکی ہے ۔

(ب) کیا یہ بھی حقیقت ہے کہ مذکورہ کالج کے لئے عمارت کی تعمیر کا کام حکومت کے زیر غور ہے ۔

(ج) اگر جزو (الف) اور (ب) بالا کا جواب اثبات میں ہے تو کیا حکومت نئی عمارت تعمیر ہونے تک کالج کا سٹاف مقرر کرکے کلاسوں کو عیسیٰ خیل کے ہائی سکول کی بلڈنگ میں جاری کرنے کا ارادہ رکھتی ہے ؟

وزیر تعلیم (ڈاکٹر عبدالخالق) : جی ۔ فی الحال نہیں ۔

(ب) جی ہاں ۔

(ج) جی ہاں ۔ اس کالج کی جماعتیں گورنمنٹ کالج عیسیٰ خیل میں جاری ہو چکی ہیں ۔

پرنسپلوں کی تقرری

*5910 ۔ مسز حسینہ بیگم کھوکھر : کیا وزیر تعلیم ازراہ کرم بیان فرمائیں گے کہ کیا یہ درست ہے کہ اس وقت انٹر کالج چیچہ وطنی اور رضوی ڈگری کالج ہارون آباد میں پرنسپلوں کی آسامیاں خالی پڑی ہیں ۔ اگر ایسا ہے تو کیا حکومت بہاولپور اور ملتان ڈویژن کے ایشنلائزڈ کالجوں کے سینئر اساتذہ کو ان خالی آسامیوں پر تعینات کرنے کا ارادہ رکھتی ہے ؟

وزیر تعلیم (ڈاکٹر عبدالخالق) : جی نہیں ۔ یہ آسامیاں خالی ہوئی نہیں لیکن انہیں ملتان ڈویژن کے ایشنلائزڈ کالجوں کے سینئر اساتذہ میں سے پر کر دیا گیا ہے ۔

اساتذہ کی تقرری

*5917 ۔ مسز حسینہ بیگم کھوکھر : کیا وزیر تعلیم ازراہ کرم بیان فرمائیں گے کہ :

(الف) کیا یہ درست ہے کہ ملتان کے مسٹر محمد اشرف ولد محمود الحسن نے بی ٹی سی کے پچھلے امتحان میں 631 نمبر حاصل کئے تھے ۔

(ب) کیا یہ بھی درست ہے کہ ملتان ہی کے مسمیان محمد بشیر ، عبدالرحیم اور محمد اکرم نے بالترتیب 621۔628 اور 611 نمبر حاصل کئے تھے ۔

(ج) کیا یہ بھی درست ہے کہ حکومت نے محمد اشرف کو نظر انداز کرتے ہوئے جزو (ب) میں مندرج کم نمبر حاصل کرنے والے امیدواروں کو ضلع ملتان میں بطور سکول ماسٹر مقرر کر دیا ہے ۔

(د) اگر جزو ہائے (الف) تا (ج) بالا کا جواب اثبات میں ہے تو اس بد عنوانی کی کیا وجہ ہے اور کیا حکومت محمد اشرف کو اس کا جائز حق دینے کا ارادہ رکھتی ہے ؟

وزیر تعلیم (ڈاکٹر عبدالخالق) : (الف) درست ہے ۔

(ب) درست ہے ۔

(ج) یہ بالکل درست نہیں ۔ محمد اشرف کی ملازمت کے لئے درخواست ماہ مئی 1974ء میں موصول ہوئی تھی ۔ جب کہ دوسرے امیدواران محمد بشیر ، عبدالرحیم اور محمد اکرم پہلے ہی اپنی مارچ 1974ء کی درخواستوں پر منتخب ہو چکے تھے ۔ اب محمد اشرف کو بھی بی۔ٹی۔سی استاد تعینات کیا جا چکا ہے ۔

(د) جزو (الف) تا (ج) کے جواب کی روشنی میں یہ سوال پیدا نہیں ہوتا ۔

ٹیکسٹ بک بورڈ کی تشکیل نو

* 5957 ۔ مسٹر محمد حنیف خان : کیا وزیر تعلیم ازراہ کرم بیان فرمائیں گے کہ ۔

(الف) کیا یہ امر واقعہ ہے کہ ٹیکسٹ بک بورڈ کی تشکیل کا بڑا مقصد طلباء کے لئے درسی کتابیں وقت پر مہیا کرنا تھا ۔

(ب) کیا یہ بھی امر واقعہ ہے کہ مذکورہ بورڈ طلباء کو مکمل کورس کے لئے درسی کتابیں مہیا کرنے میں ناکام رہا ہے ۔

(ج) اگر جزو (الف) و (ب) بالا کا جواب اثبات میں ہے تو کیا حکومت موجودہ ٹیکسٹ بک بورڈ میں مناسب تبدیلی لانے کا ارادہ رکھتی ہے ۔

پارلیمنٹری سیکرٹری تعلیم (بیگم ریحانہ سرور (شہید) : (الف) جی ہاں ۔ یہ امر واقعہ ہے کہ پنجاب ٹیکسٹ بک صوبہ پنجاب میں پہلی سے لے کر بارہویں جماعت تک کے طالب علموں کو تمام مضامین کی درسی کتب تعلیمی سال کے شروع میں مہیا کرنے کا ذمہ دار ہے اس کے علاوہ ٹیکسٹ بک بورڈ کی ذمہ داری یہ بھی ہے کہ جو درسی کتب طالبعلموں کو مہیا کی جائیں وہ معیاری اور کم قیمت کی ہوں ۔ کتابوں کی اشاعت کے متعلق جو کچھ بھی درکار ہوتا ہے اس کا انتظام بھی ٹیکسٹ بک بورڈ کو ہی کرنا پڑتا ہے ۔

(ب) جی نہیں ۔ اس بات کو کہ بورڈ طلباء کو مکمل کورس کے لئے درسی کتابیں مہیا کرنے میں ناکام رہا ہے من وعن تسلیم نہیں کیا جا سکتا ۔ بورڈ کو تقریباً 214 درسی کتب جن کی جلدوں کا شمار کروڑوں میں ہوتا ہے طباعت کرانی پڑتی ہیں ۔ 75- 197ء کے تعلیمی سال کے شروع میں 214 میں سے 200 درسی کتابیں وقت پر مہیا کر دی گئی تھیں بہر حال صرف 14 کتب ایسی تھیں جن کی اشاعت میں دیر ہوئی اور ان کی تفصیل درج ذیل ہے ۔

(1) اردو کی دوسری کتاب برائے جماعت دوم

(2) معاشرتی علوم (جغرافیہ) برائے جماعت ہفتم

(3) سائنس برائے جماعت ہشتم

(4) اردو کی ساتویں کتاب برائے جماعت ہفتم

(5) انگریزی کتاب برائے جماعت ہفتم

(5) انگریزی کی کتاب برائے جماعت ہشتم

(6) معاشرتی علوم (جغرافیہ) برائے جماعت ہشتم

(7) اسلامیات لازمی برائے جماعت نہم و دہم

(8) اسلامیات اختیاری برائے جماعت نہم و دہم

(9) روز مرہ ریاضی لازمی برائے جماعت نہم و دہم (الجبرا و جیومیٹری)

(10) قند پارسی برائے جماعت نہم و دہم

(11) ہیلتھ اینڈ فزیکل ایجوکیشن برائے جماعت نہم و دہم

(12) جیومیٹری (اختیاری) برائے جماعت نہم و دہم

(13) حساب برائے انگلش میڈیم برائے جماعت دوم

(14) حساب برائے انگلش میڈیم برائے جماعت سوم

مندرجہ بالا کتب کی اشاعت میں دیر کی کئی ایک وجوہات ہیں جن میں بعض کا تعلق ایسے عوامل سے ہے جو بورڈ کے اختیار میں نہیں چلی سے تیسری جماعت تک کا نیا کورس جو کہ حکومت نے تیار کیا بورڈ میں بہت دیر سے موصول ہوا دو کروڑ جلدوں کے لئے کاغذ کی فراہمی کا مسئلہ بورڈ کے نام نہیں پر کافی حد تک اثر انداز ہوا ۔

(ج) اس امر سے انکار نہیں کہ بورڈ کی کارکردگی کو بہتر بنانے کے لئے کافی کوشش ہے ۔ اس سلسلے میں حکومت تجاویز پر غور

کر رہی ہے اور امید ہے کہ جلد ہی بورڈ کے نظام کار کو بہتر بنا دیا جائے گا۔

مسز حسینہ بیگم کھوکھر: کیا محترمہ بیان فرمائیں گی کہ میٹرک میں لازمی مضامین کون کون سے ہیں؟

مسٹر سپیکر: یہ کوئی ضمنی سوال نہیں ہے۔

پارلیمنٹری سیکرٹری: اس کے لئے علیحدہ سوال کریں۔

مسٹر سپیکر: میں نے آپ سے پہلے کہہ دیا ہے۔

مسٹر محمد اشرف: ان کتابوں کی اشاعت کس تاریخ کو ہوئی اور اس سے بچوں کو کتنا نقصان ہوا؟

مسٹر سپیکر: پہلے تو آپ یہ پوچھیں کہ اس میں کوئی تاخیر ہوئی۔

پارلیمنٹری سیکرٹری: جناب والا Subsequently all these books were published. لیکن میرے پاس تاریخ تو نہیں ہے اگر یہ علیحدہ سوال کریں تو تاریخ بتائی جا سکتی ہے۔ بہر حال تاخیر جن وجوہات کی بنا پر ہوئی۔ وہ میں واضح کر دیتی ہوں مثلاً (i) shortage of papers (ii) revision of syllabus (iii) increase in loading work لیکن subsequently جتنی کتابیں ہیں۔ وہ شائع ہو گئی ہیں۔

مسٹر محمد اشرف: کیا بیگم صاحبہ بتا سکتی ہیں کہ کتنی تاخیر ہوئی۔ اور کس ماہ میں یہ کتب شائع ہوئیں؟

پارلیمنٹری سیکرٹری: یہ سپلیمنٹری نہیں۔ اس کے لئے علیحدہ سوال دے دیں۔

مسٹر عبدالحفیظ کاردار: کیا یہ درست ہے کہ جو تاخیر ہوئی۔ وہ ان حالات میں ہوئی ہے کہ جن لوگوں نے اپنی اپنی کتب لگوانی ہوتی ہیں۔ ان کے ساتھ افہام و تفہیم میں وقت لگ جاتا ہے۔

پارلیمنٹری سیکرٹری: ہو سکتا ہے کہ یہ بھی ایک وجہ ہو۔

مسٹر عبدالحفیظ کاردار : اگر ہو سکتا ہے تو کیا آپ اس کا تدارک کریں گے؟

پارلیمنٹری سیکرٹری : ضرور کریں گے اگر آپ جائز تجاویز پیش کریں ۔

Mr. Abdul Hafiz Kardar : This is a very serious issue. Acknowledgement has taken place. Surely it is not entirely dependent upon the Members of this House. She has admitted that this does happen.

Mr. Speaker : Does happen...This may be happening.

Begum Rehana Sarwar : It might happen. But it is not definite.

ملک سرفراز احمد : سپلیمنٹری سر ۔ جو کتب اب تک نہیں چھپی ہیں ۔ یا دیر سے چھپی ہیں ۔ تو اس سلسلہ میں طلباء کا سلیبس مکمل کرنے کے لئے کیا تدارک کیا جا رہا ہے ؟

مسٹر سپیکر : یہ سوال directly پیدا نہیں ہوتا ۔

پارلیمنٹری سیکرٹری : کورسز شروع ہونے سے پہلے یہ جتنی کتب تھیں وہ چھپ چکی ہیں ۔

مسٹر سپیکر : اب تو وہ آئندہ سال کے لئے یقین دلا سکتی ہیں ۔ کہ اس کو repeat نہیں کیا جائے گا ۔

ملک سرفراز احمد :جناب والا ! میرا سوال یہ ہے کہ جو کتب دیر سے چھپی ہیں ۔ اس سے طلباء کا سلیبس اور کورس پورا نہیں ہو سکا ہے ۔ ان کی کمی کو پورا کرنے کے لئے کیا کوئی تجاویز زیر غور ہیں ؟

پارلیمنٹری سیکرٹری : میں نے جواب دے دیا ہے کہ subsequently یہ تمام کتب چھپ چکی تھیں ۔ اس لئے سلیبس کو revise or change کرنے کی اتنی ضرورت نہیں تھی ۔ طلباء نے وہ کتابیں پڑھ لی ہیں ۔

ملک سرفراز احمد : سوال سلیبس کی تبدیلی کا نہیں ہے ۔

مسٹر سپیکر : انہوں نے دوسری بات بھی کہی کہ طلباء نے یہ کتابیں پڑھ لی ہیں ۔ ختم کر لی ہیں ۔

ملک سرفراز احمد : جناب والا ! کئی کتب ایسی ہیں - جو ابھی تک طلباء کو نہیں ملی ہیں -

مسٹر سپیکر : یا تو یہ سوال اس طرح سے پوچھیں کہ کچھ کتب ایسی ہیں جو ابھی تک شائع نہیں ہوئی ہیں - تو پھر وہ جواب دیں گے - آپ خود کیوں یہ premises lay کر رہے ہیں -

وزیر تعلیم : یہ بالکل غلط ہے کہ ان میں سے کوئی کتاب نہیں چھپی ہے - دوسرے یہ ہے کہ academic year اپریل 1974ء سے لے کر اگلے سال مارچ 1975ء تک جاتا ہے اور اکتوبر 1974ء چل رہا ہے - ابھی academic year کا اکتوبر کا مہینہ چل رہا ہے - اس لئے یہ سوال کہ کورس ختم نہیں ہوگا - یہ درست نہیں ہے اور یہ کہنا بالکل غلط ہے کہ ان میں سے ابھی تک کوئی کتاب نہیں چھپی ہے -

ملک سرفراز احمد : کیا وزیر موصوف یہ بیان فرمائیں گے کہ جماعت نہم کی سوکس کی کتاب تمام طلباء کو مل چکی ہیں ؟

وزیر تعلیم : یہ پہنچانے کا مسئلہ آ جائے گا - marketing کا کام ہم نہیں کرتے ہیں - آپ یہ سوال کر سکتے ہیں کہ فلاں کتاب ٹیکسٹ بک بورڈ نے اب تک چھاپی ہے یا نہیں - مجھے ٹیکسٹ بک بورڈ نے یہ اطلاع دی ہے کہ کوئی کتاب جو کہ سکول کے کورس میں ہے شروع میں یا دیر سے شائع ہوئیں - لیکن اب چھپ کر لڑکوں کو مل گئی ہے لیکن اگر کسی خاص کتاب کے متعلق فاضل رکن خاص جواب چاہتے ہیں - تو میں ابھی نوٹ کر لیتا ہوں - پتہ کرکے پرائیویٹلی (privately) اطلاع دے دوں گا - آپ ذرا کتاب کا نام لکھوا دیں -

ملک سرفراز احمد : جناب والا ! میرا اس میں ضمنی سوال نہیں ہے - اب چونکہ ڈاکٹر صاحب نے مسئلہ چھوڑ دیا ہے تو میں ان کے نوٹس میں یہ لے آنا چاہتا ہوں کہ ابھی تک بہت ساری ایسی کتب ہیں جو طلباء کو بازار میں دستیاب نہیں ہیں اور وہاں پر دکاندار کا یہ جواب ہوتا ہے کہ ابھی تک چھپی نہیں - برائے مہربانی بورڈ والوں سے رابطہ قائم کرکے انہیں کہہ دیا جائے کہ طلباء کی تعداد کا لحاظ کرتے ہوئے - ایسی دس کتابیں زیادہ

چھپ جائیں تو زیادہ مناسب ہوگا بجائے اس کے کہ چار سو طلباء جو ہیں وہ بازار کا چکر کاٹتے پھریں ۔ سلیبس بھی پورا نہ کر سکیں اور اپنی تعلیم کا بھی نقصان کریں ۔

وزیر تعلیم : جی بہت بہتر ۔

ملک سرفراز احمد : میں آپ کا شکر گزار ہوں ۔

میاں خان محمد : کیا وزیر موصوف یہ یقین دہانی کرائیں گے ۔ ۔

مسٹر سپیکر : آپ سوال ڈاکٹر صاحب سے پوچھ رہے ہیں یا بیگم رضانہ سرور صاحبہ سے پوچھ رہے ہیں ؟

میاں خان محمد : جناب والا ! کیا محترمہ اس قسم کی یقین دہانی کرائیں گی کہ آئندہ ٹیکسٹ بک بورڈ کو کسی قسم کی کوتاہی کا مرتکب نہیں ہونے دیا جائے گا ؟

پارلیمانی سکرٹری : ڈاکٹر صاحب نے پہلے یقین دہانی کرا دی ہے ۔

محکمہ تعلیم ملتان میں خالی آسامیوں کو پر کرنے میں دھاندلیاں

* 5977 ۔ قاضی محمد اسماعیل جاوید : کیا وزیر تعلیم از راہ کرم بیان فرمائیں گے کہ ۔

(الف) کیا یہ حقیقت ہے کہ ڈائریکٹریٹ آف ایجوکیشن ملتان ڈویژن وہ تمام اختیارات خود استعمال کر رہی ہے جو گزٹ نوٹیفکیشن نمبرہ 29-3-1974 کی رو سے ڈسٹرکٹ ایجوکیشن آفیسرز ملتان ۔ مظفر گڑھ ۔ ڈیرہ غازی خان اور ساہیوال کو یا ڈپٹی ڈائریکٹرز (سکولز و کالجز) کو یا اسسٹنٹ ڈائریکٹر ایجوکیشن کو حاصل ہیں ۔

(ب) کیا یہ بھی حقیقت ہے کہ ڈائریکٹریٹ ایجوکیشن ملتان نے اپنے اختیارات سے تجاوز کرتے ہوئے مورخہ 10-5-1974 کو 76 کلرک براہ راست بھرتی کئے جب کہ یہ اختیارات ڈسٹرکٹ ایجوکیشن آفسر کے پاس ہیں ؟

(ج) کیا یہ بھی حقیقت ہے کہ مذکورہ آسامیوں کو پر کرنے کے لئے اشتہار نہیں دیا گیا نہ ہی دفتر روزگار کے ذریعے امیدواروں کے نام منگوائے گئے ۔

(د) اگر جزو ہائے (الف) تا (ج) کا جواب اثبات میں ہے تو کیا حکومت مذکورہ بد عنوانیوں کی تحقیقات کرائے گی ؟

پارلیمنٹری سیکرٹری تعلیم (بیگم ریحانہ سرور (شہید) : (الف) جی ہاں ! اتفا درست ہے کہ ڈائریکٹریس ایجوکیشن ملتان ۔ اپنے دور تعیناتی میں 17-5-1974 تک مذکورہ اختیارات کا استعمال کیا تھا ۔

(ب) جی نہیں ۔ کارکنوں کی بھرتی کے اختیارات ڈسٹرکٹ ایجوکیشن آفیسرز کے پاس نہیں ہیں بلکہ ایجوکیشن ریکروٹمنٹ کمیٹیوں کے پاس ہیں ۔ ڈائریکٹریس ایجوکیشن ملتان نے مذکورہ 76 کارکنوں کی تقرری 10-5-1974 کو چیئرمین ایجوکیشن ریکروٹمنٹ کمیٹی ملتان کی اجازت سے کی تھی ۔

(ج) جی ہاں ! یہ درست ہے ۔

(د) جی ہاں ! یہ معاملہ حکومت کے زیر غور ہے ۔

قاضی محمد اسماعیل جاوید : جناب والا ! جواب میں یہ بتایا گیا ہے کہ یہ معاملہ حکومت کے زیر غور ہے ۔ تو یہ کب تک حکومت کے زیر غور رہے گا اور کب منظر عام پر آئے گا کیونکہ یہاں دھاندلیاں ہو رہی ہیں بد عنوانیاں ہو رہی ہیں اور لوگوں کی حق تلفی کی گئی ہے ۔ عوام منتظر ہیں کہ کب یہ معاملہ ان کی نظروں کے سامنے آئے گا ۔

وزیر تعلیم : جناب والا ! میں نے ایک بات ہی سینئر ڈپٹی سیکرٹری کو تحقیقات کے لئے تحقیقاتی افسر مقرر کیا ہے اور وہ تحقیقات کر رہے ہیں ۔ اس تحقیقات کی فائینل رپورٹ جب مجھے پہنچ جائے گی تو اس پر انشاء اللہ عمل کیا جائے گا اور میں فاضل رکن کو بھی اطلاع کر دوں گا کہ پر کیا عمل کیا جا رہا ہے ۔

محکمہ تعلیم ملتان میں ملازمین کی بھرتی

* 5978 ۔ قاضی محمد اسماعیل جاوید : کیا وزیر تعلیم از راہ کرم بیان فرمائیں گے کہ کیا یہ امر واقعہ ہے کہ ڈائریکٹریٹ تعلیم ملتان ڈویژن نے ڈویژن کے تمام ڈسٹرکٹ ایجوکیشن آفیسرز کو درجہ چہارم کے ملازمین تک کو بھرتی کرنے کے اختیار استعمال کرنے سے روک دیا ہوا ہے اور تمام تقرریاں اپنی مرضی سے کر رہی ہیں ۔ اگر ایسا ہے تو اس کی کیا وجہ ہے ؟

پارلیمنٹری سیکرٹری تعلیم (بیگم رعنا سرور (شیخوپورہ) : جی ہاں ! اتنا درست ہے کہ ڈائریکٹریٹ آف ایجوکیشن ملتان نے اپنے دور تعیناتی میں 17-5.1974 تک مذکورہ اختیار خود استعمال کیا تھا ۔

قاضی محمد اسماعیل جاوید : جناب والا ! جس طرح بتایا گیا ہے کہ درجہ چہارم کے سلسلہ میں بھی ڈائریکٹر ایجوکیشن نے اختیارات استعمال کئے تھے جو اس نے ایک مخصوص علاقے سے ہٹ کے لے کر کئے تھے اور میری پوری تحصیل کا کوئی بھی غریب آدمی درجہ چہارم میں نہیں آ سکا ۔ کیا وزیر تعلیم یا محترمہ از راہ کرم ان کو حق دلانے کے لئے اور اس غریب تحصیل کا حق دلانے کے لئے کوئی اقدام اٹھائیں گے ؟

پارلیمنٹری سیکرٹری : جناب والا ! جو فیصلہ ہوگا وہ تو الکوائری کے بعد ہی بتایا جا سکتا ہے ۔

مسٹر محمد اشرف : کیا وزیر تعلیم کے علم میں ہے کہ ڈسٹرکٹ ایجوکیشن کمیٹیوں نے جو بھرتیاں کی تھیں اور جو سفارشات کی تھیں ان پر عملدرآمد ہوا ہے یا ڈائریکٹر نے خود ہی یہ کام کیا ہے ۔

مسٹر سپیکر : کیا آپ اسی ڈائریکٹر کی بات کر رہے ہیں ؟

مسٹر محمد اشرف : جی اسی ڈائریکٹر کی بات کر رہا ہوں ۔

پارلیمانی سیکرٹری : جناب والا ! یہ تو پہلے سوال میں ہم آپ کو بتا چکے ہیں اور ہم نے تسلیم بھی کیا ہے کہ یہ ٹھیک ہے یہ کام درست نہیں ہوا ہے اس کے بارے میں تحقیق کرائی جا رہی ہے ۔ جب اس کی رپورٹ آئے گی تو

اس کے مطابق پھر ایکشن لیا جائے گا اگر معزز ممبر تھوڑا صبر سے کام لیں تو ان کی تسلی کر دی جائے گی ۔

قاضی محمد اسماعیل جاوید : جناب اس سلسلے میں ہمیں بہت جلد اطلاع آنی چاہئے ۔

مسٹر سپیکر : یہ ضمنی سوال نہیں ہے ۔ آپ یقین دھانی چاہتے ہیں کہ بہت جلد آ جائے ؟

قاضی محمد اسماعیل جاوید : جی ۔ یقین دھانی چاہتا ہوں ۔

مسٹر سپیکر : اچھا جی ۔

چوہدری امان اللہ لک : جناب والا ! میں یہ دریافت کرنا چاہتا ہوں کہ ناجائز اختیارات کے سلسلے میں جو الکوائری ہو رہی ہے وہ کون صاحب کر رہے ہیں اور کس سٹیج پر ہے ؟

وزیر تعلیم : جناب والا ! الکوائری پروفیسر ایم ۔ اے ۔ خان (اکیڈیمک) کر رہے ہیں اور یہ میں نہیں بتا سکتا کہ کس سٹیج پر ہے ۔ لیکن میری طرف سے ان کو احکامات یہ تھے کہ جلدی مکمل کی جائے اور فاضل رکن قاضی محمد اسماعیل جاوید صاحب کی شکایت اس الکوائری میں شامل ہے اور فاضل اراکین ملتان ڈویژن کی جتنی شکایات ہیں وہ سب افسر الکوائری کے پاس تھیں ۔ اس کی terms of reference میں ہیں ۔ ہر ایک کی شکایت پر پوری کارروائی کی جائے گی ۔

میاں ظہور احمد : کیا وزیر موصوف اس بات کے لئے تیار ہیں کہ ان کو کوئی ایسا directive جاری کیا جائے کہ جب تک الکوائری مکمل نہیں ہوتی آلٹیڈ اختیارات کا ناجائز استعمال نہ کریں ۔

وزیر تعلیم : وہ اب اس علاقے میں نہیں ہیں ۔

میاں ظہور احمد : جناب والا ! وہاں بھی وہ اپنے ناجائز اختیارات استعمال کرتے ہیں ۔

مسٹر سپیکر : وہ اسی علاقے میں رہتے ہیں جہاں اب وہ کئی ہیں ۔

وزیر تعلیم : اچھا ۔ فاضل رکن مجھے یہ اطلاع دے رہے ہیں کہ کچھ وہاں بھی ایسا ہی ہو رہا ہے ۔

میاں ظہور احمد : جناب والا ! ایک بات یہ ہے کہ سردار صغیر احمد صاحب ہماری کمیٹی کے چیئرمین تھے انہوں نے اس وقت کارکنوں کی تقرریاں کی تھیں اور آرڈر جاری کئے تھے لیکن آج تک ان کے احکام جاری نہیں کئے گئے بلکہ اور ہی کلرک بھرتی کر لئے ہیں ۔

وزیر تعلیم : جناب والا ! میں اس کے لئے تیار ہوں کہ اگر فاضل رکن لکھ کر دے دیں تو یہ الکوائری کا حصہ بن جائے گا ۔

میاں ظہور احمد : جناب والا ! میرا مطلب یہ ہے کہ ان کے پاس الکوائری ہے یہ درست ہے یا غلط ۔ ۔ ۔

مسٹر سپیکر : وہ کہہ رہے ہیں کہ الکوائری اپنی جگہ پر رہی ان کو کوئی directive ہونا چاہئے کہ ایسا نہ کیا جائے یا مستقبل قریب میں وہ ایسا نہ کریں ۔

وزیر تعلیم : جناب والا ! ہمارے افسران کو directive یہی ہے کہ وہ رولز اینڈ ریگولیشن پر عمل کریں اور ضلعی کمیٹیوں کے رولز واضح طور پر بنے ہوئے ہیں اور کوئی وجہ نہیں ہے کہ کوئی آدمی آپ کے ہوتے ہوئے ایسا کرے ۔ اگر ہے تو مجھے بتائیں یہ wilful negligence ہے اور اگر قانون کی خلاف ورزی ہو رہی ہے تو مجھے لکھ کر دیں ہم یہ بھی الکوائری کروا لیں گے ۔

مسٹر سپیکر : یہ omission یا commission ۔

وزیر تعلیم : جناب والا ! میرے خیال میں commission ہے ۔

مسٹر سپیکر : مقرر نہ کرنا تو omission ہو سکتی ہے لیکن کسی کا مقرر کر دینا بھی commission ہے ۔ something is done

وزیر تعلیم : ہاں ۔ یعنی Chairman Recruitment Committee کی approval کے بغیر انہوں نے کچھ کیا ہے تو ان کو اختیار نہیں ۔ اس کے لئے ہم جواب طلبی کریں گے ۔

مسٹر سپیکر : میاں صاحب اس پر کافی سوال ہو گئے ہیں ۔

میاں خان محمد : جناب والا ! میں یہ پوچھنا چاہتا ہوں کہ اس سوال کے جز (ب) میں یہ تسلیم کیا جا چکا ہے کہ ان کو تقرری کا قطعی اختیار نہیں ۔ جب اختیار نہیں تھا تو پھر الکوائری کی کیا ضرورت ہے ۔ ان تقرریوں کو کالعدم قرار دیا جائے ۔

مسٹر سپیکر : پہلے تو یہ الکوائری ہوگی کہ آیا انہوں نے کیا ہے یا نہیں ؟

میاں خان محمد : جناب والا ! انہوں نے یہ تسلیم کیا ہے کہ تقرریاں کی گئی ہیں اس کی الکوائری ہو رہی ہے ۔ کس چیز کی الکوائری ہو رہی ہے جب انہیں اختیار ہی نہیں ہے اور تقرریاں ہو چکی ہیں تو پھر الکوائری کس چیز کی ہے ؟

وزیر تعلیم : جناب والا ! جواب میں بیگم ریحانہ سرور صاحبہ نے واضح طور پر بتایا ہے کہ جو تقرریاں کی گئی ہیں وہ ضلعی تعلیمی کمیٹی کے چیئرمین کی approval سے کی گئی ہیں یہ تو ٹھیک ہے ۔ لیکن سوال میں ایک جز یہ تھا کہ یہ حق ڈسٹرکٹ ایجوکیشن افسر کو حاصل ہے یہ ڈائریکٹر نے کیوں exercise کیا ۔ اس کے جواب میں ہم نے یہ admit کیا ہے کہ ہاں یہ حق تو ڈسٹرکٹ ایجوکیشن افسر کو تھا لیکن ڈائریکٹر نے exercise کیا ہے ۔ بہرحال جو تقرریاں ہوئی ہیں وہ ضلعی تعلیمی کمیٹی کے چیئرمین صاحب کی approval سے کی گئی ہیں اس لئے ان کو منسوخ نہیں کیا جا سکتا ۔

محترمہ حمیدہ بیگم کھوکھر : جناب والا ! اگر میں یہ بتا دوں کہ ملتان میں کلرکوں کی بھرتی ڈائریکٹر ۔ خود کی ہے تو وہ ایکشن لیں گے ؟

مسٹر سپیکر : تو پھر یہ بات الکوائری میں آ جائے گی ۔

چوہدری امان اللہ لک : پوائنٹ آف آرڈر ۔

مسٹر سپیکر : پھر آپ سب پر precedence لیں گے ۔

چوہدری امان اللہ لک : جی ہاں ۔ جناب والا ! میرا پوائنٹ آف آرڈر یہ ہے کہ اکثر یہاں دیکھا گیا ہے کہ جب بھی کوئی ہاؤس میں specifically

کوئی allegation لگائی ہے یا وزیر موصوف کے علم میں لانا ہے تو اس کے بعد ہمیں یہ فرمایا جاتا ہے کہ اس کی انکوائری میں آپ پارٹی بنیں اور لکھ کر دیں لیکن جو سٹیٹمنٹ دی جاتی ہے یا جو verbal statement میں دیتا ہے یا allegation لگاتا ہے اس کی قانونی حیثیت کیا ہے ۔ وزیر صاحب کو اس کا نوٹس لینا چاہئے یا نہیں ؟

مسٹر سپیکر : بات یہ ہے کہ وزیر جو ہیں

they are not supposed to be the interpreters of rules and law.

Chaudhary Amanullah Lak : The question of rule and law does not arise.

مسٹر سپیکر : اس کے بارے میں بہرحال کسی مناسب اور متعلقہ آدمی سے مشورہ لیجئے کہ اس کا قانونی اثر کیا ہے ۔

چوہدری امان اللہ لک : جناب والا ! میں اس پر یہ رولنگ چاہوں گا کہ جب میں یہاں اس معزز ایوان میں کھڑے ہو کر وزیر موصوف کے علم میں کوئی واقعہ لاتا ہوں تو پوری ذمہ داری سے لاتا ہوں

That comes on the Assembly record. The Minister is supposed to take a serious notice of that and should be brought on the record.

وہ ہمیں کہتے ہیں کہ لکھ کر دو

Why should I become the party apart from the proceedings of the Assembly.

تو میں اس سلسلے میں چاہوں گا کہ آپ رولنگ فرما دیں ۔

Mr. Speaker : There are sixty minutes for questions and answers.

Chaudhri Amanullah Lak : Sir, on the floor of the House if to make an allegation is the right of the Member..,

Mr. Speaker : It is a question hour,

Mr Abdul Hafiz Kardar : Point of information. Sir, It is understood that the question hour is meant to focus attention on Government's policy.

Mr. Speaker : That is true.

Mr. Abdul Hafiz Kardar : And I don't think as far as supplementaries are concerned there should be a bar to asking number of questions because the entire objective is to seek and elicit information through the supplementaries and such question should lead to a conclusive answer to the main question. It appears that the questions are interlinked and unless you permit them to ask these questions we get no where. What has happened is that they keep on saying that there is a lady, an officer, who was in Multan involved in mal-practices. Mal-practices are prima-facie accepted. Now, she has gone to another place and the Hon'ble Member of that particular station is saying that she is indulging in the same practices. Surely this calls for not merely extension in enquiry for one station to the other but immediate suspension of that particular officer. That is where we get to a particular situation where questions, answers and supplementaries are asked aad we reach a particular conclusion.

وزیر قانون : پوائنٹ آف انفارمیشن ۔ جناب والا ! جیسا کہ ظہور صاحب نے ذکر کیا ہے کہ جو سیلیکشن ہوئی تھی اور جن کلرکوں کی تقرریاں کمیٹی کی طرف سے میں نے کیں تھیں وہ نہیں ہوئیں جب کہ میں اس وقت چیئرمین تھا ۔ میں اس کی وضاحت کرنا چاہتا ہوں کہ اس وقت یہ ڈائریکٹر موجود نہ تھا یہ معاملہ سابقہ ڈائریکٹر سے متعلق ہے ۔

میاں ظہور احمد : آپ نے سیلیکشن کی تھی ؟

وزیر قانون : آپ کی بات درست ہے ۔ میں یہ مانتا ہوں میں انکار نہیں کرتا لیکن سوال یہ ہے کہ آیا یہ قصور موجودہ ڈائریکٹر کا ہے یا سابقہ ڈائریکٹر کا ہے ۔

میاں ظہور احمد : اس کے لئے کوئی آدمی ذمہ دار ہونا چاہئے آپ جب تقرری کرنے کے empowered تھے ۔ اس وقت آپ نے احکامات جاری کئے تھے ۔ کاپیاں کارکنوں کو بھیجی تھیں that you have been appointed اور ڈائریکٹر کو لکھا کہ ان کو احکام جاری کریں ۔ کیا وجہ ہے کہ ایک سال سے احکامات جاری نہیں ہوئے ۔ اب آپ کی کیا حیثیت ہو گی ۔ چیئرمین کے ان احکامات کو آج کوئی عزت نہیں دیتا ۔ کیونکہ ان پر کوئی عمل درآمد نہیں ہوا ۔ پھر اس کمیٹی کا کیا فائدہ ہے ۔

مسٹر سپیکر : بات یہ ہے کہ میاں صاحب یہ سوال بڑا specific ہے ۔ یہ ایک خاص ڈائریکٹر کے متعلق ہے ۔ یہ تو آپ کا ایک علیحدہ سوال ہو گیا ہے کہ سرگودھا میں جو ڈائریکٹر یا ڈائریکٹرس ان سے پہلے اس عہدے پر متمکن تھیں انہوں نے کیا ہے ۔

وزیر قانون : جناب والا ! ان کی شکایت بالکل بجا اور درست ہے ۔ اس میں کوئی شک نہیں کہ اس میں قصور سابقہ ڈائریکٹر کا تھا ۔ اس نے avoid کیا کہ وہ کمیٹی کی سلیکشن کو approve نہ کرے اور یہ کمیٹیاں فیل ہو جائیں ۔ یہ ان کی نیت تھی اور مجھے اس بات کا علم ہے ۔

مسٹر سپیکر : میاں صاحب یہ اس سوال کا ضمنی سوال نہیں بنتا ۔

میاں ظہور احمد : میں نے ایک پوائنٹ raise کیا ہے آپ ان آرڈرز پر عمل درآمد کرالیں ۔

مسٹر سپیکر : ان کا یہ پوائنٹ نوٹ کر لیں ۔

وزیر تعلیم : جناب والا ! میں فاضل رکن اسمبلی اللہ لک صاحب کا جواب دینا چاہتا ہوں یہاں پر فاضل رکن جو بھی فرماتے ہیں ان کا نوٹس لینا مجھ پر واجب ہے ۔ اور میں نوٹس لیتا ہوں اور عادتاً بہت سے نوٹس during question hour لکھ لیتا ہوں لیکن فاضل رکن کی نہ بات efficiency and disciplinary rules کے تحت ایک witness بنتی ہے یا نہیں یہ میں جواب نہیں دے سکتا ۔ آپ قانون دان ہیں یہ آپ جواب دے سکتے ہیں کہ یہاں پر کہی ہوئی بات کو witness کے طور پر قانون میں

وہی وزن ملے گا یا نہیں یہ میں نہیں کہہ سکتا ۔ میں نوٹس لیتا ہوں ۔ جب میں الکوائری شروع کرتا ہوں تو یہ بات کہتا ہوں کہ آج وقفہ سوالات و جوابات میں فلاں فاضل رکن نے یہ بات کہی تھی ۔ میں ایسا اس بنیاد پر کرتا ہوں کہ مجھے بھی الکوائری کے لئے کوئی بنیاد چاہئے لیکن یہ کہنا کہ legal witness scrutiny stand کر سکے گی یہ according to that definition میں نہیں کہہ سکتا ۔

مسٹر سپیکر : تو بہر حال evidence in the absence of the party or without notice of the party نہیں ہوتی ۔

It remains complaint or an allegation.

مسٹر محمد اشرف : جناب والا ! اسمبلی کا ایک معزز رکن کسی کے خلاف allegation لگاتا ہے تو میرے خیال میں وہ پوری ذمہ داری کے ساتھ allegation لگاتا ہے ۔

مسٹر سپیکر : آپ کی بات درست ہے ۔

مسٹر محمد اشرف : اس کے بعد وزیر تعلیم نے admit بھی کیا ہے کہ یہ ایک ڈائریکٹر کا نہیں بلکہ تمام ڈائریکٹر صاحبان نے ایسا کیا ہے کہ جتنی بھی سلیکشن کمیٹیاں ہیں انہوں نے ان کے فیصلے پر عمل نہیں کیا ہے ۔ میں وزیر تعلیم سے وضاحت حاصل کرنا چاہتا ہوں کہ کیا ایجوکیشن کمیٹی کے چیئرمینوں کو اختیار تھا کہ وہ درجہ چہارم کے ملازمین کو ملازم رکھ سکتے ہیں یا اس کے لئے ڈائریکٹر کی منظوری ضروری تھی ؟

وزیر تعلیم : جناب والا ! اس کا جواب یہ ہے کہ ضلعی تعلیمی کمیٹی کا ایک کورم ہے ضلعی تعلیمی کمیٹی کے چیئرمین اکیلے بیٹھ کر فیصلہ نہیں کر سکتے ایک کورم ہے وہ اس کورم کو preside کر رہے ہیں اور اس کمیٹی کا جو فیصلہ ہو گا ۔ وہ لازمی ہو گا اور اس پر ڈسٹرکٹ ایجوکیشن آفیسر لازماً احکامات جاری کرے گا اور اگر کلرک یا استاد ملازم رکھ لیا جائے جیسا کہ یہاں شکایات مل رہی ہیں تو میں ان کی انکوائری کروں گا ۔

قاضی محمد اسماعیل جاوید : کیا وزیر تعلیم اس چیز کا فیصلہ آج تاریخ تک

کر لیں گے کیونکہ لو تاریخ کو انٹرویو ہو رہے ہیں اور merit list پر آنے ہوئے جو لڑکے رہ گئے تھے وہ لڑکے بھی آ سکیں ۔ یعنی 19 رہ گیا تھا اور 27_28_31 پر کر لئے گئے ۔

وزیر تعلیم : میں اتنا کہہ سکتا ہوں کہ میں جلدی کوشش کروں گا لیکن آج تاریخ تک نہیں ۔ اگر مجھے یہ معلوم ہوتا کہ انکوائری کس سٹیج پر ہے تو میں کچھ یقین دہانی یہاں کروا سکتا تھا ۔

راولپنڈی میں طلباء و طالبات کے سکولوں کی تعداد

*5990 ۔ شیخ محمد انور : کیا وزیر تعلیم از راہ کرم بیان فرمائیں گے کہ تحصیل راولپنڈی میں 1970ء سے 1973ء تک لڑکوں اور لڑکیوں کے پرائمری مڈل اور ہائی سکولوں کی ہر سال علیحدہ علیحدہ تعداد کیا تھی ان سکولوں کے نام کیا ہیں ۔ اس عرصے میں ہر سال یہاں کتنے نئے پرائمری سکول کھولے گئے ۔ کتنے پرائمری سے مڈل اور مڈل سے ہائی کئے گئے ؟

پارلیمنٹری سیکرٹری تعلیم (بیگم ریحانہ سرور (شہید)) : تحصیل راولپنڈی میں 1970ء سے 1973ء تک لڑکوں اور لڑکیوں کے پرائمری ۔ مڈل اور ہائی سکولوں کی تعداد درج ذیل ہے ۔

	پرائمری	مڈل	ہائی
1970-71ء —	400	58	19
1971-72ء —	409	61	19
1972-73ء —	433	65	20
1973-74ء —	443	70	22

سکولوں کے ناموں کی فہرست شامل ہے ۔ نیز ہر سال جو نئے پرائمری سکول کھولے گئے ۔ پرائمری سے مڈل اور مڈل سے ہائی کا درجہ دیا گیا ان کی تعداد حسب ذیل ہے :—

پرائمری جو نئے کھولے گئے | پرائمری سے مڈل مڈل سے ہائی

1970-71	6	8	—
1971-72	22	3	—
1972-73	22	4	1
1973-74	10	5	2
1974_75	—	(ابھی تک منظوری نہیں ہوئی)	

1974_75 میں تحصیل راولپنڈی میں کوئی نیا پرائمری سکول نہیں کھولا گیا۔ البتہ دوسری دو تحصیلوں کہوٹہ اور مری میں بالترتیب چار اور تین نئے پرائمری سکول منظور ہوئے ہیں۔

LIST OF BOYS PRIMARY SCHOOLS (RAWALPINDI DISTT :).

1. Dehliala.
2. Paihont.
3. Dalla.
4. Khasala Kalan.
5. Dangal.
6. Sayra Kharboza.
7. Thatha Khalil.
8. Jalala.
9. Bhabra.
10. Kolian.
11. Gohdo.
12. Behoti Pind.
13. Bajar.
14. Taxila.
15. Mohra Muradu.
16. Bher Daghi.
17. Mohra Shah Wali.
18. Naughazi.
19. Pind Nasrana.
20. Peloo.
21. Thalian.
22. Morgha.
23. Mohra Kalu.
24. Basali.
25. Mujahid Gangal.
26. Jhanda Chichi.
27. Harwan (Jarhi).
28. Bangial Sianwan.
29. Mal Jangal.
30. Pial
31. Kuri Milaran.
32. Rajia.
33. Golra Gujran.
34. Bangrali.
35. Chak Iban.
36. Sihala.
37. Sihala Mirzian.
38. Channi Alum Shar.
39. Bashandot.
40. Sahib.
41. Kalrian.
42. Ghanam.
43. Gangothi.
44. Mohra Bakhtian.
45. Chapper.
46. Notheh.
47. Darwala.
48. Mohra.
49. Bhajanth.
50. Gohpur.

51. Paswal.
52. Dhok Milyaran.
53. Wah City.
54. Brahams.
55. Gatia.
56. Bakho.
57. Budho.
58. Labb.
59. Mall Pur.
60. Karamwal.
61. Khuram Gujar.
62. Dhoke Saidu.
63. Tarnol.
64. Dhora.
65. Mohri Khatran.
66. Chhello.
67. Rangha Pind.
68. Westridge.
69. Kalial.
70. Kalri.
71. Murree Brurey.
72. Dhok Chigh Din.
73. Harka.
74. Mari Danishmand.
75. Gohhraan.
76. Bande.
77. Thakti.
78. Gharoli.
79. Chak Khas.
80. Jawa.
81. Chak.
82. Humal.
83. Ahra Burji.
84. Kuri Dalal.
85. Kerrzada Millar.
86. Mohra Nojuian.
87. Darkali Shor Shai.
88. Basanta.
89. Leoni.
90. Kalurj.
97 Jori
98 Dhok Aksar Khan
99 Dhok Kakara
100 Ghazi Koli
101 Solarga
102 Pind Kamala Banian
103 Dhok Nasra
104 Nikko
105 Jasian
106 Ghango Bhadur
107 Khuram Paracha
108 Wajan
109 Bhadana Kalan
110 Garbal
111 Bajanial
112 Shaikh Pur
113 Mohra Nagial
114 Bamla Kaniat
115 Shaupur
116 Tomber Ritial
117 Bullar Line
118 Chaklala Village
119 Bagh Sanghra
120 Dayaman
121 Mohra Thaphra
122 Melun
123 Ranjali
124 Gali
125 Bagga Shichhan
126 Dawni
127 Mohrian
128 Rajwal
129 Mankiala
130 Noor Dalal
91. Dhok Qazian.
92. Ghrata Sydan.
93. Ghinawl.
94. Kajnah.
95 Mohra Sahoonian
96 Dhok Hastu Khan

131 Mohra Damial
132 Mohra Jhand
133 Nandanan Jatal
134 Guff
135 Maira Sangal
136 Tarmala
137 Saddipt
138 Chapra Akku
139 Saghri
140 Ghagri
141 Mandla
142 Suhan
143 Harnohi Thandapani
144 Shah Allah Ditta
145 Sorain
146 Sari Saral
147 Badia Rusmat Khan
148 Gokina
149 Khana Nai Abadi
150 Baba Tali
151 Jahingirabad
152 Sohan
153 Dhoke Hasnu
154 Amarpura
155 P&T Colony
156 Bakra Mandi
157 Renal
158 Mohra Noori
159 Dhok Ghather
160 Malott
161 Atkal
162 Pind Mehlu
163 Saroba
164 Haran
165 Mandwal
166 Maniala
167 Jhandu Saydan
168 Tala Bajar
169 Semoon
170 Tarahla
171 Dhapai
172 Jhanki
173 Mohra (Kali Pari)
174 Dandi Gujran
175 Chauntra
176 Choaker
177 Bodhal
178 Chakri
179 Gheela Kalan
180 Dehdur
181 Bhutral
182 Bilawal
183 Krahi
184 Mor Jhang
185 Mohra Bakhtan
186 Bora Banghial
187 Lakhwal
188 Baroh
189 Niloor
190 Bhar Khan Zada
191 Koka
192 Jhangi Syedan
193 Maira Jafar
194 Said Pur
195 Khana Dak
196 Sharif Abad
197 Ghazni
198 Chahan Maatal
199 Chak Madad Khan
200 Poly Technic
201 Pir Wadhal
202 Dhamial
203 Jatal
204 Dhoke Milarian
205 Pind Begwal
206 Koori
207 Sihali
208 Baghra
209 Ghang
210 Ladian

211 Chhackh
212 Dhok Gheer
213 Jada
214 Gaghan
215 Mian Ahmada
216 Jahbar Miana
217 Kali Pari
218 Dhok Hammat
219 Harmali Saydan
220 Khalri
221 Hon
222 Kana Bajar
223 Maira Khurd
224 Dheri
225 Toba Seydan
226 Chura
227 Ghanganwala
228 Chak Dema-1
229 Kawar
230 Gahi Seydan
231 Lodhra
232 Dhok Main Nawab
233 Shahdara
234 Ali Pur Frash
235 Maira Aku
236 Baika Saydan
237 Maira Beri
238 Bokha
239 Drake Mori
240 Khana Dak
241 Ghangal
242 Agriculture From
243 Rawal Dam
244 Dhok Gujran
245 Nair Abad
246 Ratta Amral
247 Chungi No. 72
248 Lakhar
249 Dhok Saydan
250 Tench Bhatta (Nai Abad)
251 Jagoot
252 Maira Bagwal
253 Dholian
254 Jamaid
255 Gangal
256 Khangar
257 Nari Akhori
258 Dalwahi Mohri
259 Papsen
260 Dhoke Adraba
261 Gangal
262 Ann Pur
263 Bhanoot
264 Dhoke Burhan
265 Harniawala
266 Adhwal
267 Chak Saghoo
268 Dhala
269 Maira Kalan
270 Mohr
271 Kolian Hamid
272 Malukal
273 Joed
274 Mial
275 Jara
276 Chak Bali Khan
277 Ropper Kalan
278 Bhalana
279 Mahmooda
280 Rikka Mira
281 Jhangi Dahim
282 Misrial
283 Randoola
284 Lass Mali
285 Bale
286 Khaba Barala
287 Dhanda
288 Thala Khurd
289 Dhok Gujri
290 Dhok Bhattian
291 Kalian Gagroo
292 Ladoh
293 Thala Kalan
294 Miana Mohra

TEHSILWISE LIST OF MIDDLE SCHOOLS (RAWALPINDI)

1	Govt.	Middle	School, Attok Oil Co. Rawalpindi
2	,,	,,	Maira Mohra
3	,,	,,	Janhar Derveah
4	,,	,,	Jhatta Hathial
5	,,	,,	Kharekot
6	,,	,,	Pind Jhtla
7	,,	,,	Takhat Pari
8	,,	,,	Rewat
9	,,	,,	Gohra Bhattha
10	,,	,,	Morha Darogha
11	,,	,,	Bhatta
12	,,	,,	Phalina
13	,,	,,	Bhakhral
14	,,	,,	Dera Khalsa
15	,,	,,	Gakhai Admal
16	,,	,,	Araza
17	,,	,,	Dodhor Najar
18	,,	,,	Lahi Bhir
19	,,	,,	Adiala
20	,,	,,	Sang Jari
21	,,	,,	Losar Shargoo
22	,,	,,	Usman Khattar
23	,,	,,	Bhallar Topa
24	,,	,,	Ghari Aighanan
25	,,	,,	Wannk
26	,,	,,	Ncon
27	,,	,,	Kirpa
28	,,	,,	Bhimber Tran
29	,,	,,	Chirab
30	,,	,,	Tumair
31	,,	,,	Parial
32	,,	,,	Mahoota
33	,,	,,	Sibal
34	,,	,,	Tatral
35	,,	,,	Rajar
36	,,	,,	Chaban
37	,,	,,	Sangral
38	,,	,,	Chah Amral
39	,,	,,	Nakrali

40	,,	,,	Bhal
41	,,	,,	Dhadimber
42	,,	,,	Bhara Kahoo
43	,,	,,	Jhang Saydan
44	,,	,,	Golra
45	,,	,,	Noor Pur Shah
46	,,	,,	Talhar
47	,,	,,	Taxila
48	,,	,,	Sadiq Abad
49	,,	,,	Loco Shed
50	,,	,,	Dhok Girja

TEHSILWISE LIST OF HIGH SCHOOLS

1	Govt. Comp. High School, Rawalpindi		
2	Govt. High School, D.A.V. College Rd. Rawalpindi		
3	,,	,,	Sihala
4	,,	,,	Teach Bhatta Rawalpindi
5	,,	,,	Saghri
6	,,	,,	Bassali
7	,,	,,	Banda
8	,,	,,	Dhamial
9	,,	,,	Kuri
10	,,	,,	Taxila
11	,,	,,	Mughal
12	,,	,,	Dhalia
13	,,	,,	Chak Bali Khan
14	,,	,,	Adwal
15	,,	,,	Chakri.

تحصیل راولپنڈی کے ہائی سکولوں کی فہرست

1۔ گورنمنٹ جامع گرلز ہائی سکول راولپنڈی
2۔ گورنمنٹ گرلز ہائی سکول نمبر 1
3۔ 2 " "
4۔ شیخ بھالا " "
5۔ سہال " "
6۔ سنارئی " "
7۔ ٹیکسلا " "

تحصیل راولپنڈی کے مڈل سکولوں کے نام

1۔ گورنمنٹ گرلز مڈل سکول ولیسٹرلیج
2۔ " " اٹک اٹیل
3۔ " " بسال
4۔ " " راضی سوہال
5۔ " " بھٹہ بتھیال
6۔ " " دھیال
7۔ " " چونتر
8۔ " " چک ایلی خان
9۔ " " عوھیڑہ دروغہ
10۔ " " ادھوال
11۔ " " داروجھنڈ
12۔ " " چاھان
13۔ " " گڑھی افغان
14۔ " " واہ گاؤں
15۔ " " چک احرال
16۔ " " پڑیال
17۔ " " چکلالی

تحصیل راولپنڈی کے پرائمری سکولوں کی فہرست

1۔ گورنمنٹ گرلز پرائمری سکول ڈھوک سٹکال
2۔ " " ڈھوک کشمیریاں
3۔ " " صادق آباد
4۔ " " پنڈوری
5۔ " " ڈھوک رحیم بخش
6۔ " " ہشمیں آباد
7۔ " " کوٹلہ کلاں
8۔ " " جملہ خان
9۔ " " ریفائنری نور گلہ
10۔ " " بکرہ منڈی
11۔ " " تنیج بھالہ

-12	"	"	رینال
-13	"	"	کوہالہ سیدان
-14	"	"	تلسہ ہردو
-15	"	"	سید خواد
-16	"	"	ڈھک
-17	"	"	گوالا پور
-18	"	"	پیر کلاں
-19	"	"	ڈھوک مکھن
-20	"	"	جھاوروں
-21	"	"	ڈھوک گرجا
-22	"	"	جٹال
-23	"	"	دھندہ
-24	"	"	محمودہ
-25	"	"	روپڑ کلاں
-26	"	"	باہیا
-27	"	"	بینس
-28	"	"	پنٹوری
-29	"	"	پاپین
-30	"	"	بانیاں
-31	"	"	رائکا میرا
-32	"	"	جہوٹہ
-33	"	"	ہسدیال
-34	"	"	پکال
-35	"	"	ٹھلہ خورد
-36	"	"	کولیاں تود
-37	"	"	جنگھی ڈائم
-38	"	"	ڈھوک جھناں
-39	"	"	این چک
-40	"	"	گڑھا کھڑکیاں
-41	"	"	بیگڑیل خورد
-42	"	"	سیگنو

43-	"	"	تحت پڑی
44-	"	"	ہون
45-	"	"	سنگرال
46-	"	"	ڈال والی وھڑہ
47-	"	"	ڈھوک چڑہ
48-	"	"	باغ سانگلاں
49-	"	"	جیدے کی
50-	"	"	ڈھڈیال
51-	"	"	کھنگر کلاں
52-	"	"	پیال
53-	"	"	سیدا پورا
54-	"	"	کوگھرا
55-	"	"	جابا
56-	"	"	کرلی ٹھا کرلی
57-	"	"	ہیچو
58-	"	"	مندہ
59-	"	"	باغ فقیریان
60-	"	"	کلاکن
61-	"	"	مند وال
62-	"	"	ڈھوک چی
63-	"	"	جھنڈا چنچی
64-	"	"	ڈھوک کالا ظن
65-	"	"	چک لالہ گاؤں
66-	"	"	ساگری
67-	"	"	صاحب دھمیال
68-	"	"	جھمڈ تیلی
69-	"	"	چھنن عالم شیر
70-	"	"	بنر
71-	"	"	ڈھکالہ
72-	"	"	موھڑلہ
73-	"	"	ٹوبہ سیداں

74-	"	"	ڈھڈ سخن
75-	"	"	گاہی سندان
76-	"	"	گھیلا کلاں
77-	"	"	کڑالی
78-	"	"	دودھڑاں
79-	"	"	ڈروالی
80-	"	"	موہار شریف
81-	"	"	عثمان کھڑ
82-	"	"	ولی
83-	"	"	بدھلو
84-	"	"	خرم کھر
85-	"	"	بنیاہ
86-	"	"	سنگ بالی
87-	"	"	جھامرہ
88-	"	"	ٹھٹھہ
89-	"	"	پنڈ ہوئی
90-	"	"	گگن
91-	"	"	بھال
92-	"	"	موہڑہ کالی تیدی
93-	"	"	تلہ بجاڑ
94-	"	"	ٹھوک اڈران
95-	"	"	رتری
96-	"	"	سلمون
97-	"	"	مور جھنگ
98-	"	"	پنڈ ملبوہ
99-	"	"	ہسیال
100-	"	"	راجڑ
101-	"	"	بگرہ
102-	"	"	ڈھلیال
103-	"	"	دھیڈڑ
104-	"	"	کولیاں حمید

-105	"	"	مجاہد
-106	"	"	جوال
-107	"	"	کھنگر
-108	"	"	بترال
-109	"	"	قیو سہال عربی
-110	"	"	تروجہ
-111	"	"	ملوکال
-112	"	"	جادہ
-113	"	"	جھنڈو سیدان
-114	"	"	کھیلای
-115	"	"	گنگ
-116	"	"	ڈلوال
-117	"	"	پلاول
-118	"	"	جوبد
-119	"	"	برکہ
-120	"	"	سرہندی
-121	"	"	چک خاص
-122	"	"	مجاہد گنگال
-123	"	"	ماڑی دانش مندان
-124	"	"	مولرہ ٹولیان
-125	"	"	جیر درویش
-126	"	"	محلال
-127	"	"	پنڈ جاتک

مندرجہ ذیل سکولوں کو 1973-74ء میں مڈل کا درجہ دیا گیا

1- چک امرال
2- واہ گاؤں
3- چکلالی
4- گڑھی افغانان

1973-74ء میں صرف ایک سکول کو ہائی کا درجہ ملا

ٹیکسلا

سکولوں کے نام دوران سال 1973-74ء

پرائمری سکولز

1۔ گورنمنٹ پرائمری سکول کوٹ ہستال
2۔ " " شاہدرہ
3۔ " " کھیلال
4۔ " " لکھوال
5۔ " " دھندہ
6۔ " " محمودہ
7۔ " " روڑ کلاں
8۔ " " بابیا
9۔ " " پنڈ وڑی
10۔ " " بینس
11۔ " " ڈینجر
12۔ " " دھیڈی
13۔ " " چکری
14۔ " " ٹوبہ سیداں
15۔ " " موہڑہ
16۔ " " باغ سانگلاہ
17۔ " " جرک
18۔ " " ڈھلیاں
19۔ " " کھنگلا کلاں
20۔ " " گوکھڑا بالا
21۔ " " میرا موہڑہ
22۔ " " چک امرال
23۔ " " گھگن
24۔ " " تلہ بجار

25۔ گورنمنٹ پرائمری سکول جنلو سیداں
26۔ " " " کالی
27۔ " " " موہڑہ
28۔ " " " کالی پڑی
29۔ " " " پون
30۔ " " " سنگرال

مڈل سکولز

1۔ گورنمنٹ مڈل سکول چک ولی خان
2۔ " " " پڑیال
3۔ " " " جھلہ پتھیال
4۔ " " " ادھوال
5۔ " " " چونترہ
6۔ " " " الک آئیل
7۔ " " " پسالی
8۔ " " " لیکسلا
9۔ " " " سومال
10۔ " " " ہردو گہر
11۔ " " " پون دھمیال
12۔ " " " موہڑہ دروغہ
13۔ " " " دہمیال
14۔ " " " ویسٹریج
15۔ " " " بل پور

پرائمری سکولز

جاری از شمار نمبر 30

31۔ گورنمنٹ پرائمری سکول چک سکھ
32۔ " " " کوٹلہ کلاں
33۔ " " " گولڑ سیداں
34۔ " " " ڈھوک جمعہ خاں

35۔ گورنمنٹ پرائمری سکول برکہ
36۔ " " پنڈ صحائیہ
37۔ " " جایا
38۔ " " موڑہ سوریاں
39۔ " " سربندجی
40۔ " " چک خاص
41۔ " " خرم گوجر
42۔ " " سنگ جانی
43۔ " " بدو
44۔ " " واہ
45۔ " " گڑھی افغاناں
46۔ " " عثمان گڑھ
47۔ " " نبی
48۔ " " نوسید شریف
49۔ " " بوڑ پنڈ
50۔ " " پنڈ کپاندیا پیاں
51۔ " " بد ٹھٹھہ
52۔ " " بود ورر
53۔ " " ٹاوری
54۔ " " ٹاڑا سیداں
55۔ " " سہالہ
56۔ " " منڈ
57۔ " " ابر گوڑا
58۔ " " ڈھلیالہ
59۔ " " روات
60۔ " " موہی ہیر
61۔ " " کوڑا برتھا
62۔ " " بھنگدیل خورد

63۔ گورنمنٹ پرائمری سکول این چک
64۔ " " " تخت پرتال
65۔ " " " کوہالہ سیداں
66۔ " " " بکرا منڈی
67۔ " " " ڈھک
68۔ " " " رینال
69۔ " " " میرا خورد
70۔ " " " آدڑہ
71۔ " " " گولڑہ
72۔ " " " ڈھوک منگنال
73۔ " " " دیدک موہڑی
74۔ " " " سرن
75۔ " " " مندوال
76۔ " " " ڈھوک چھچھ
77۔ " " " ڈھوک جیڑ
78۔ " " " ماڑی دانش مندال
79۔ " " " عابد گنگال
80۔ " " " پھلال
81۔ " " " جبر درویش
82۔ " " " چند ماہو
83۔ " " " عابد
84۔ " " " ڈھلوالی موہڑہ
85۔ " " " بگرہ
86۔ " " " راجڑ
87۔ " " " کولیاں حمید
88۔ " " " ملوکال
89۔ " " " سہال
90۔ " " " کھنگلاں

91- گورنمنٹ پرائمری سکول بلاول
92- " " تتدال
93- " " سروجہ
94- " " گنگ
95- " " گلہی سیداں
96- " " جدال
97- " " ڈھوک کشمیریاں
98- " " ڈھوک رحیم بخش
99- " " صادق آباد
100- " " شکریال
101- " " پنڈ ورہ
102- " " کوری ٹھانڈی
103- " " بہجہ
104- " " بندہ
105- " " باغ فڑیال
106- " " ترلالی
107- " " کوری
108- " " گھنہ ڈرک
109- " " چڑہ
110- " " کریا
111- " " جھنگ سیداں
112- " " جنگوٹ
113- " " علی پور
114- " " پھنگڈالی میرانیگول
115- " " گلیاں اذان
116- " " نسٹو عالی
117- " " ساگری
118- " " صاحب دیجال
119- " " جرمٹ سیل

120- گورنمنٹ پرائمری سکول چھلی عالم تلی
121- " " شیر
122- " " ڈھٹالہ
123- " " پنڈ ملکاں
124- " " بیخہ
125- " " گورہ مت
126- " " بھڑار
127- " " رائیکا میرا
128- " " لہوتہ
129- " " مصریال
130- " " حکیال
131- " " تھلہ خورد
132- " " پنڈ چھپس
133- " " ڈھوک گنگال
134- " " ڈھوک کالا خان
135- " " جہاں 72-1971 میں مڈل کا درجہ دیا گیا۔

136- ددھوچھ کو مڈل کا درجہ دیا گیا۔

ٹیکسلا میں لڑکوں کے سکولوں کے لئے گراؤنڈز مہیا کرنا

*5992- شیخ محمد انور : کیا وزیر تعلیم از راہ کرم بیان فرمائینگے کہ کیا یہ امر واقعہ ہے کہ ٹیکسلا میں اس وقت لڑکوں کے دو ہائی سکول ہیں اور دونوں ہائی سکولوں میں بچوں کے لئے کھیل کے گراؤنڈز نہیں ہیں۔ اگر ایسا ہے تو حکومت اس انتہائی اہم ضرورت کو کب اور کیسے پورا کرنے کا ارادہ رکھتی ہے ؟

پارلیمانی سیکرٹری تعلیم (بیگم ریحانہ سرور (شہید)) : جی ہاں۔ یہ درست ہے۔ فی الحال ترقیاتی پروگرام میں ایسی کوئی سکیم نہیں ہے جس کے تحت مدارس کو کھیل کے میدان مہیا کئے جا سکیں۔

شیخ محمد انور : کیا وزیر موصوف از راہ کرم بیان فرمائینگے کہ لیکسلا شہر میں play ground جیسی اہم ضرورت کو اگلے سال کے اے۔ ڈی۔ پی پروگرام میں شامل کر لیا جائیگا ؟

Begum Rehana Sarwar (Shaheed) : It is extremely desirable that a play ground should be provided to the school

لیکن اے۔ ڈی۔ پی پروگرام میں کوئی ایسا بجٹ نہیں رکھا گیا جسکے ذریعے play ground کی زمین acquire کریں اگر آپ مفت زمین دلوا دیں تو We will well-come and a play ground shall be provided at the earliest.

اشرف انٹرمیڈیٹ کالج لاہور کی بدعنوانیوں کے خلاف اقدام

*6020 ۔ میاں محمد اسماعیل ضیا : کیا وزیر تعلیم از راہ کرم بیان فرمائیں گے کہ۔

(الف) حکومت کی طرف سے سابقہ اشرف انٹر میڈیٹ کالج لاہور کو اس کے قیام (1968)ء سے لے کر اس کے ادغام تک کس قدر رقم بطور گرانٹ دی گئی تھی۔

(ب) کیا یہ درست ہے کہ مذکورہ کالج کا پرنسپل تنخواہوں کی مد میں فرضی ملازمین کے نام پر ہزاروں روپے غبن کرتا رہا ہے جس کا سراغ حال ہی میں اسسٹنٹ ڈائریکٹر محکمہ تعلیم نے لگایا ہے۔

(ج) کیا یہ درست ہے کہ اس پرنسپل کے پاس جو ایم۔ اے کی ڈگری ہے وہ جعلی ہے۔

(د) کیا یہ درست ہے کہ مذکورہ پرنسپل کو 23 مارچ 1974ء کو جعلی ڈگریوں کا کاروبار کرنے والے ایک گروہ میں شامل ہونے کی بنا پر گرفتار بھی کیا گیا تھا ۔

(ہ) کیا یہ بھی درست ہے کہ احمد اشرف کے خلاف بوگس ڈگریوں کے کاروبار میں ملوث ہونے کے الزام کے باوجود اس کو ابھی تک ملازمت سے معطل نہیں کیا گیا ۔ اگر ایسا ہے تو اس کی کیا وجہ ہے ؟

پارلیمانی سیکرٹری (بیگم ریحانہ سرور (شہید)) برائے وزارت تعلیم :

(الف) حکومت کی طرف سے سابقہ اشرف انٹر میڈیٹ کالج لاہور کو اس کے قیام (1968)ء سے لے کر ادغام تک مندرجہ ذیل رقم بطور گرانٹ دی گئی ۔

1968—69	5,000—00 روپے
1969—70	30,000—00 روپے
1970—71	12,500—00 روپے

(ب) اسسٹنٹ ڈائریکٹر مذکورہ نے کالج کے ادغام کے موقع پر جب ریکارڈ کی پڑتال کی تو اس کے نتیجہ میں پرنسپل کی بے ضابطگیوں کا انکشاف ہوا جن کی باقاعدہ تحقیقات کی جا رہی ہے ۔

(ج) اس کی پڑتال کی جا رہی ہے ۔

(د) جی ہاں یہ درست ہے ۔

(ہ) جناب اشرف صاحب کو گرفتار کیا گیا تھا لیکن بعد میں انہیں ضمانت پر رہا کر دیا گیا ۔ ایک اطلاع کے مطابق معاملہ عدالت میں زیر غور ہے ۔ عدالت سے جرم ثابت ہونے پر اس ضمن میں محکمانہ کارروائی کی جائے گی ۔

———

مڈل سکولوں کو ہائی سکولوں کا درجہ دینا

*6027 ۔ مرزا خالق حسین : کیا وزیر تعلیم از راہ کرم بیان فرمائیں گے کہ ۔

(الف) کیا یہ درست ہے کہ موضع دولتالہ و سکھو و موہڑہ کوہستان تحصیل گوجر خان ضلع راولپنڈی میں گورنمنٹ گرلز مڈل سکول عرصہ زائد از بیس سال سے چلے آ رہے ہیں ۔

(ب) اگر جزو (الف) بالا کا جواب اثبات میں ہے تو کیا حکومت مذکورہ سکولوں کو ہائی سکولوں کا درجہ دینے کا ارادہ رکھتی ہے ؟

پارلیمنٹری سیکرٹری (بیگم ریحانہ سرور (شہید)) : (الف) یہ درست ہے کہ گورنمنٹ گرلز مڈل سکول دولتالہ اور سکھو کافی عرصہ سے چل رہے ہیں لیکن موہڑہ کہتان میں کوئی گرلز مڈل سکول نہیں ہے

(ب) 1974.75ء میں اس کا امکان نہیں ۔

سکولوں میں اساتذہ کی خالی آسامیوں کو پر کرنا

*6028 ۔ مرزا خالق حسین : کیا وزیر تعلیم از راہ کرم بیان فرمائینگے کہ تحصیل گوجر خان کے صوبائی حلقہ پی ۔ پی ۔ 8 میں لڑکوں اور لڑکیوں کے پرائمری ۔ مڈل اور ہائی سکولوں کی علیحدہ علیحدہ تعداد کیا ہے ۔ یہ کہاں واقع ہیں ۔ ان کی فہرست ایوان کی میز پر رکھی جائے ۔ ان سکولوں میں اساتذہ کی کتنی آسامیاں خالی پڑی ہیں اور یہ کب تک پر کی جائینگی ؟

پارلیمنٹری سیکرٹری تعلیم (بیگم ریحانہ سرور (شہید)) : صوبائی حلقہ پی ۔ پی 8 تحصیل گوجر خان میں لڑکے اور لڑکیوں کے اسکولوں کی تعداد مندرجہ ذیل ہے ۔

	ہائی	مڈل	پرائمری	میزان
لڑکوں کے اسکول	8	16	83	107
لڑکیوں کے اسکول	2	5	68	75

جن سکولوں میں آسامیاں خالی پڑی ہیں ان کی فہرست لف ہذا ہے اس وقت مختلف سکولوں میں اساتذہ کی 108 آسامیاں خالی ہیں۔ جو اس وقت پر کی جائیں گی جب امیدواروں کی فہرست ضلعی ریکروٹمنٹ کمیٹی راولپنڈی کی طرف سے منظور ہو جاوینگی۔

LIST OF VACANCIES

HIGH SCHOOLS	B. Ed.	CT.	SV.	OT.	PTI.	DM.	JV	Total
1. GHS Pindori	—	—	1	—	—	—	—	1
2. —do— Qazian	—	1	—	—	—	—	—	1
3. —do— Mandra	—	—	—	—	—	1	—	1
4. Govt. Qadria Sec. Sch Gujjar Khan	2	2	2	2	—	—	—	8
5. MCH/SG'Khan	—	—	2	3	—	—	—	5
6. Govt Isl. H.S.	2	—	4	1	4	1	—	11
	4	3	5	5	4	2	—	27

MIDDLE SCHOOLS								
1. GMA Gujjar Khan	—	—	—	—	—	—	1	1
2. —do Jaro Ratial	—	—	—	—	—	—	1	1
3. —do— Missa Kiswal		—	1	—	—	—		1
4. —do— Dera Bakhshian		—	—	—	—	—	1	1
5. —do— Jand Maloo		—	—	—	—	—	4	4
6. Nand Najjar	—	—	2	—	—	—	2	4
7. —do— Thathi	1	—	1	—	—	—	1	3
8. Khingar	—	—	2	—	—	—	2	4
9. Daryala Lega	—	—	—	—	—	—	1	1
10. Mirza Kameli	—	1	—	—	—	—	—	1
11. Hameed Jangi	—	1	1	—	1	—	—	3
12. Tharjial	—	1	1	—	1	—		3
13. Budaha		—	2	—	1	—	1	2
	1	3	10		3		14	31

PRIMARY SCHOOLS			
1. Gujjarkhan No 3.	Jv 1	4. Asheer	1
2. Gullana	1	5. Darab Jatal	2
3. Bai Khan	1	6. Mandra	1

7.	Khingrila	1	32.	Changa Bangial	2
8.	Chari Khalia	2	33.	Rokhiah Sharif	1
9.	New Gul Para	1	34.	Dhok Phali	1
10.	Bhalot	1	35.	Qadria Gujarkhan	2
11.	Miani Deri	3	36.	Mohra Dhomial	1
12.	Paliana	1	37.	Saaib	2
13.	Mandhal	1	38.	Mohra Najo	2
14.	Miana Potha	1	39.	Kalian Awan	1
15.	Khanpur	1	40.	Tubkian	1
16.	Batala	1	41.	Hardo Jhagi	1
17.	Miana Bogri	1	42.	Ramial	2
18.	Manjota	1	43.	Jhag	1
19.	Katiam	1	44.	Bajuial	1
20.	Sohawa	1			———
21.	Malot Kaswal	1			55
22.	Bewal	1	SUMMARY		
23.	Soi Cheemian	1	BA B.Ed.		3
24.	Dera Nial	1	FA CT.		6
25.	Arazi Chormal	1	SV		19
26.	Mohra Daryal	1	OT		3
27.	Bagh Pur	1	PTI		4
28.	Bachial	1	D.M.		2
29.	Tal Khalsa	1	J.V.		67
30.	Bajuial	1			———
31.	Bergi, Kalan Chand	1			108

LIST OF SCHOOLS STUATED IN ILLAQA PP. '8' GUJJAR KHAN (RAWALPINDI)

High Schools

(1) GHS Gulian
(2) Mandra
(3) Beowal
(4) Pindori
(5) Qazian
(6) Islamia G/S G' Khan
(7) Qadira Sec. Sch. Gujjar Khan
(8) MC H/S Gujjar Khan
(9) GHS Qazian
(10) MC (G) H/S G' Khan

Middle Schools

(1) GMS G'Khan
(2) Jhro Ratial
(3) Massa Kiswal
(4) Dera Bakhsian
(5) Jand Malloo
(6) Thathi
(7) Jannar
(8) Daryala Legan
(9) Change Mera
(10) Mirza Kameli
(11) Hamid Jangi
(12) Therjai
(13) Bhudana
(14) Kuranab Baloch
(15) Vhata
(16) GMS Ghuliana
(17) Arazi
(18) Changa Bandial
(19) Bewal
(20) Mohra Mokian

Primary Schools

(1) GPS Pindori
(2) Gujjar Khan No 2
(3) Gujjar Khan No 3
(4) Kot Syedan
(5) Janda
(6) Guliana
(7) Walmi Tana
(8) Dhok Haiderabad
(9) Bhai Khan
(10) Nangal
(11) Asheer
(12) Darab Jatal
(13) Karanb Usman
(14) Bhaians
(15) Khali Khingal
(16) Oga Hon
(17) Mandra
(18) Kamadian
(19) Chamari
(20) Khingriala
(21) Ghar Killial
(22) Panoogul Para
(23) Kalial
(24) Bhaloot
(25) Miana Dheri
(26) Dhangdew Easran
(27) Kuri Sarfraz
(28) Malasa
(29) Paliana
(30) Natha
(31) Mandhal
(32) Miana Potha
(33) Khanpur
(34) Rathala
(35) Dhamial
(36) Miani Borgi
(37) Manjotha
(38) Cholo Chakrali
(39) Goleen
(40) Sohawa Mirza
(41) Malot Kaswal
(42) Bowal
(43) Mora Shamab
(44) Cholo Chakrali
(45) Chakrali Badhial
(46) Soleen Chemian
(47) Soleen Hafiz
(48) Dera Kanial
(49) Arazi Chohar Mal
(50) Sangni
(51) Mohra Daryal
(52) Baghpura
(53) Mhandar
(54) Bachial
(55) Tal Khalsa
(56) Bajnial
(57) Bhudna
(58) Matoaa
(59) Borgi Karam Chabg
(60) Qa-Zian
(61) Change Bangial
(62) Rokhiah Sharif
(63) Dhok Phali
(64) Dhmian
(65) Mandiala Barhamana
(66) Pharwal Naca Khan
(67) Karnab Almas
(68) Qadiya G. Khan
(69) Kuri Dulal

(70) Noor Dulal
(71) Korzada Malynan
(72) Mohra Damyal
(73) Sayib
(74) Mohra Nagoo
(75) Kalam Awan
(76) Banth
(77) Kalaphada
(78) Tubkian
(79) Tibuier Tatial
(80) Pothi
(81) Hardo Magi
(82) Ranial
(83) Jhag
(84) Bajnial
(85) GGPS G'Khan No 1
(86) Gujjar Khan 2
(87) Gujjar Khan No 3
(88) Barki Badhal
(89) Karoli
(90) Jhamat Nagahil
(91) Jhanda
(92) Almi Tuma
(93) Arif Kinial
(94) Jand Maloo
(95) Misa Kiswal
(96) Phirwal Sao Khan
(97) New Behran
(98) Hamid Jangi
(99) Asheer
(100) Misa Kiswal
(101) Bhai Khan
(102) Dokholi
(103) Mandiala
(104) Khukh Badal
(105) Chakri Wakilan
(106) Jero Ratial
(107) Bawilian
(108) Kuram Baloch
(109) Budhana
(110) Jand Jahharan
(111) Dhanghwoa
(112) Minni Borgi
(113) Daryala Shagal
(114) Shamsh Mora
(115) Malmaylynana
(116) Ghanga Mora
(117) Soleen
(118) Soi Cheminan
(119) Uban Dhok
(120) Dera Kemial
(121) Chanal
(122) Biahandot
(123) Korzada
(124) Adwala
(125) Mohra Najaran
(126) Nandna Jatal
(127) Bata
(128) Pothi
(129) Bajnial
(130) Kuri
(131) Shahang
(132) Sarkhurd
(133) Jori
(134) Kharkra
(135) Dera Syedan
(136) Sangawal
(137) Ralian-Swan
(138) Timber Ratial
(139) Sanghori
(140) Tukian
(141) Banth
(142) Qutab Ferozan
(143) Puraney Ratial

قومیائے گئے سکولوں کے اساتذہ کے لئے سہولتیں

*6074 ۔ سید ظہ حنیف خان : کیا وزیر تعلیم از راہ کرم بیان فرمائیں گے کہ ۔

(الف) کیا یہ حقیقت ہے کہ بلدیاتی اداروں کے تحت چلنے والے سکولوں کو حکومت کی تحویل میں لینے کے بعد ان اداروں کے بعض اساتذہ کو وہی مراعات حاصل ہیں جو حکومت کے

تحت چلنے والے سکولوں میں سہما تھیں ۔

(ب) کیا یہ بھی حقیقت ہے کہ قومی تحویل میں لئے جانے والے سکولوں کے ہیڈ ماسٹروں کے تبادلے پہلے سے حکومت کے تحت چلنے والے سکولوں میں نہیں ہو رہے ۔

(ج) کیا یہ بھی حقیقت ہے کہ حکومت کے تحت چلنے والے سکولوں میں اساتذہ کی تعداد قومی تحویل میں لئے جانے والے سکولوں میں تعینات اساتذہ کی تعداد سے کہیں زیادہ ہے ۔

پارلیمنٹری سیکرٹری تعلیم (بیگم ریحانہ سرور (شہید)) : (الف) جی ہاں ۔

(ب) قومی تحویل میں لئے جانے والے ہیڈ ماسٹروں کے تبادلے پہلے سے حکومت کے تحت چلنے والے سکولوں میں نہیں ہو رہے تھے ۔ مگر حال ہی میں حکومت نے فیصلہ کیا ہے کہ ان بلدیاتی اداروں کے ہیڈ ماسٹروں اور دیگر عملہ جن کو حکومت اپنی تحویل میں لے چکی ہے کا تبادلہ حکومت کے تحت چلنے والے دوسرے سکولوں میں ہو سکتا ہے ۔

(ج) جی ہاں ۔

شیخ فضل النور : کیا وزیر موصوف یہ فرمائیں گے ۔ ۔ ۔

مسٹر سپیکر : اگر فاضل اراکین اسمبلی یہ مناسب سمجھیں کہ سوال کا پہلا حصہ یعنی "کیا وزیر موصوف یہ فرمائیں گے" حذف کر دیا کریں اور براہ راست سوال شروع کر دیا کریں تو اس سے کافی وقت بچ سکتا ہے ۔

شیخ فضل النور : حکومت کے تحت چلنے والے سکولوں میں اساتذہ کی تعداد قومی تحویل میں لئے جانے والے سکولوں میں تعینات اساتذہ کی تعداد سے کہیں زیادہ ہے ۔ اس تفاوت کو کب دور کیا جا سکے گا ۔

پارلیمانی سیکرٹری برائے تعلیم (بیگم ریحانہ سرور (شہید)) : اس کا جواب

تو یہی ہے کہ کیونکہ گورنمنٹ سکولوں کی تعداد زیادہ ہے اس لئے ان کے اساتذہ بھی زیادہ تعداد میں ہیں ۔

شیخ محمد انور : میرے شہر ٹیکسلا میں دو ہائی سکول ہیں ۔ ایک میں 13 ماسٹر ہیں اور دوسرے میں صرف دو ہیں ۔ تو یہ تفاوت مناسب نہیں کیونکہ دونوں سکولوں میں بچے بھی پڑھتے ہیں ۔

وزیر تعلیم : جناب والا ! یہ کوتاہیاں بہت سالوں سے جمع ہو گئی ہیں ۔ فاضل رکن صحیح فرما رہے ہیں کہ جو ایلیمنٹ سکول ہم نے تحویل میں لئے ہیں ان میں نہ صرف اساتذہ کی تعداد کم ہے بلکہ معیار تعلیم بھی اچھا نہیں ۔ ہم اسے بتدریج درست کر رہے ہیں اور صرف اس سال کے بجٹ میں تیرہ سو اور کچھ آسامیاں خصوصاً ان سکولوں کے لئے رکھی گئی ہیں جو قومی تحویل میں لئے گئے ہیں ۔ لیکن یہ کمیاں ایک سال میں پوری نہیں ہوں گی کیونکہ یہ بہت دیر سے ہیں یہ آہستہ آہستہ پوری ہو جائیں گی ۔ جناب والا ! میں اس معاملہ کا فائدہ اٹھاتے ہوئے اپنے اس بیان کی تصحیح کرنی چاہتا ہوں میں نے چند روز پہلے کہا تھا کہ بلدیاتی ہائی سکولوں کو جلد Provincialize کیا جائے گا لیکن جناب وزیر اعلیٰ نے فیصلہ فرمایا ہے کہ اس سال نہیں بلکہ 76 ۔ 75 کے مالی سال کی ابتدا سے انہیں Provincialize کیا جائے گا ۔

چوہدری امان اللہ لک : جناب والا ! میں یہ دریافت کروں گا کہ بلدیاتی اداروں کے تحت چلنے والے سکولوں کے بعض اساتذہ کو ایسی مراعات حاصل ہیں کہ جو دوسروں کو حاصل نہیں ۔ تو دوسروں کو کیوں محروم کیا گیا ہے اور دوسرے اداروں میں تعینات ماسٹروں اور ہیڈ ماسٹروں کو یہ مراعات کیوں نہیں دی گئیں ۔

وزیر تعلیم : اس کی وجہ یہ ہے کہ بلدیاتی اداروں کے سکول لوکل باڈیز کے سکول ہیں اور ان کے قواعد و ضوابط سارے صوبہ میں الگ الگ ہیں لیکن جو سکول یا ادارے ہم نے Provincialize کئے ہیں ان میں سے ایک سکول یا ادارے کے قواعد و ضوابط کا اور شرائط ملازمت کا دوسرے

ادارے یا سکول سے کوئی تعلق نہیں ۔ اس لئے دونوں میں یقیناً فرق ہو گا ۔ جو بلدیاتی سکول تھے ان میں اساتذہ کی تنخواہیں، کم تھیں ۔ تو جو سکول محکمہ تعلیم کے ہیں وہ حکومت پنجاب کے ہیں اور دوسرے سکول حکومت پنجاب کے لوکل باڈیز کے تھے ۔ اس لئے ان میں فرق کا ہونا لازمی ہے ۔

پولی ٹیکنیک ڈپلومہ ہولڈرز کے لئے اعلیٰ تعلیم کی سہولتیں

*6092 ۔ چوہدری غلام احمد باجوہ : کیا وزیر تعلیم از راہ کرم بیان فرمائیں گے کہ ۔

(الف) کیا یہ درست ہے کہ حکومت کی ملازمت میں جو پولی ٹیکنیک ڈپلومہ ہولڈرز (اوورسیئرز) ہیں وہ ایک عرصہ سے ملازمت کے دوران اعلیٰ تعلیم کے حصول کے لئے سہولتیں فراہم کرنے کا مطالبہ کر رہے تھے ۔

(ب) کیا یہ بھی درست ہے کہ مرکزی حکومت نے مذکورہ ملازمین کا یہ مطالبہ تسلیم کر کے تمام صوبوں کے سربراہوں بذریعہ لیٹر سرکاری مراسلہ نمبر الف ۔ 15-29/73 مورخہ 26 اکتوبر 1973ء اس بارے میں فوری اقدامات کرنے کا مشورہ دیا تھا ۔

(ج) اگر جزو (الف) اور (ب) بالا کا جواب اثبات میں ہے تو کیا حکومت نے ان ملازمین کے لئے اعلیٰ تعلیم کی سہولتیں فراہم کرنے کا بندوبست کیا ہے ۔ اگر نہیں تو کیوں ؟

پارلیمنٹری سیکرٹری برائے تعلیم (بیگم ریحانہ سرور (شہید)) : (الف) جی ہاں ۔ یہ درست ہے کہ پولی ٹیکنیک کے ڈپلومہ ہولڈرز ایک عرصے سے اعلیٰ تعلیم کے حصول کے لئے سہولتیں فراہم کرنے کا مطالبہ کر رہے تھے ۔

(ب) جی ہاں ۔ یہ درست ہے کہ وفاقی حکومت نے مراسلہ میں ڈگری

پروگرام کے اجراء کا مشورہ دیا ہے۔

(ج) صوبہ پنجاب کے متعدد پولی ٹیکنیک میں ڈگری پروگرام کے اجراء کا کام جاری ہے انجینئرنگ کی تیاری کا کام انجینئرنگ یونیورسٹی لاہور کے سپرد ہے۔ امید ہے کہ پنجاب کے چند اہم پولی ٹیکنیک اداروں میں آنے والے تعلیمی سال کے دوران اس پروگرام کا اجراء کر دیا جائے گا۔

چوہدری امان اللہ لک : میرا ضمنی سوال یہ ہے کہ مرکزی حکومت نے صوبے میں ڈگری پروگرام کے اجراء کا مشورہ دیا ہے۔ اس تسلیم شدہ امر کے باوجود اس پر کہاں تک عمل ہوا ہے اور کب تک اس پر حتمی طور پر عمل درآمد ہو سکے گا۔

پارلیمانی سیکرٹری برائے تعلیم : بیگم رضالہ سرور (شہید) These are being up-graded institutions اور چار ادارے ایسے ہیں جنہیں چلے ہی up-grade کیا جا چکا ہے۔ یہ ملتان۔ رسول پور۔ راولپنڈی اور لائلپور میں ہیں۔

قومیائے گئے سکولوں کے اساتذہ کی سنیارٹی لسٹ

*6099۔ ملک خان بہ کھوکھر : کیا وزیر تعلیم از راہ کرم بیان فرمائیں گے کہ۔

(الف) کیا یہ درست ہے کہ ہائی سکولوں کے ہیڈ ماسٹروں اور سینئر انگلش ٹیچروں کی سنیارٹی لسٹ مشترکہ نہیں بنائی جاتی۔ اگر ایسا ہے تو قومیائے گئے ہائی سکولوں کے ہیڈ ماسٹروں اور سینئر انگلش ٹیچروں کی سنیارٹی لسٹ مشترکہ بنانے کی وجہ کیا ہے۔

(ب) کیا یہ بھی درست ہے کہ قومیائے گئے ہائی سکولوں میں کام کرنے والے ہیڈ ماسٹروں کو ابھی تک چارج الاؤنس دینے کے

باقاعدہ احکام جاری نہیں کئے گئے ۔ اگر ایسا ہے تو اس کی کیا وجہ ہے ۔

(ج) کیا یہ بھی درست ہے کہ تومیائے گئے تعلیمی اداروں خصوصاً ہائی سکولوں کے تمام ملازمین کی پوسٹیں حکومت نے بالکل عارضی اور ایڈہاک بنیادوں پر تسلیم کی ہیں جبکہ ان کی سابقہ انتظامیہ نے بعض کو مستقل کر دیا تھا ؟

پارلیمنٹری سیکرٹری برائے تعلیم: بیگم رضالہ سرور (شہید) (الف) جی ہاں ۔ یہ درست ہے کہ ہائی سکولوں میں ہیڈ ماسٹروں اور سینئر انگلش ٹیچروں کی سنیارٹی مشترکہ نہیں ہوتی لیکن ایسا صرف گورنمنٹ ہائی سکولوں میں ہوتا ہے ۔ ہیڈ ماسٹروں کی تعیناتی کے لئے گورنمنٹ سکولوں کے قوانین و ضوابط کے اطلاق سے تومیائے گئے سکولوں کے اساتذہ کو نقصان پہنچتا ہے اور مزید یہ کہ پرانی انتظامیہ کی ناانصافیوں کی تلافی کرنے کے لئے اور اساتذہ کی کثیر تعداد کے حقوق کے تحفظ کے لئے Decategorization کے اصول کو اپنایا گیا ہے ۔ لہذا ان کا کارڈ چونکہ کلوزڈ کارڈ ہے ہیڈ ماسٹر اور سینئر انگلش ٹیچر کی سنیارٹی مشترکہ بنائی گئی ہے ۔

(ب) تومیائے گئے ہائی سکولوں میں کام کرنے والے ہیڈ ماسٹروں کو چارج الاؤنس کی ادائیگی کے احکام جاری کر دئے گئے ہیں ۔

(ج) یہ درست ہے کہ تومیائے گئے تعلیمی اداروں کے تمام ملازمین کی آسامیاں حکومت نے بالکل عارضی اور ایڈہاک بنیادوں پر پر کی ہوئی ہیں ۔ اس کی وجہ جزو (الف) میں بیان کی گئی ہے ۔

میاں خان بھ : کیا محترمہ یہ فرما سکیں گی کہ ہیڈ ماسٹروں کو چارج الاؤنس مل چکا ہے یا نہیں ؟

پارلیمانی سیکرٹری برائے تعلیم : بیگم رضالہ سرور (شہید) احکامات تو جاری

ہو چکے ہیں ۔ جلد ہی مل جائے گا ۔ اس سلسلہ میں پہلا قدم اٹھایا جا چکا ہے ۔

ہائی سکول کا اجراء

*6137 ۔ مس ناصرہ کھوکھر : کیا وزیر تعلیم از راہ کرم بیان فرمائیں گے کہ :

(الف) کیا یہ حقیقت ہے کہ مندرہ ضلع راولپنڈی میں لڑکیوں کے لئے کوئی ہائی سکول نہیں ہے ۔

(ب) اگر جزو (الف) بالا کا جواب اثبات میں ہے تو کیا مندرہ میں لڑکیوں کے لئے ہائی سکول کھولنے یا موجودہ مڈل سکول کو ہائی سکول کا درجہ دینے کی کوئی سکیم حکومت کے زیر غور ہے ؟

پارلیمنٹری سیکرٹری تعلیم (بیگم ریحانہ سرور (شہید)) : (الف) جی ہاں ۔ مندرہ میں لڑکیوں کا ہائی سکول نہیں ہے ۔

(ب) فی الحال مندرہ میں ہائی سکول کھولنے یا مڈل سکول کو ہائی کا درجہ دینے کی کوئی سکیم زیر غور نہیں ۔

لائبریرین کے تنخواہوں کے پے سکیل میں تفاوت

*6220 ۔ سید ثاقب الوری : کیا وزیر تعلیم از راہ کرم بیان فرمائیں گے کہ :

(الف) کیا یہ امر واقعہ ہے کہ موجودہ تعلیمی پالیسی میں لائبریرین حضرات کو ان کے ادارہ کے اساتذہ کے برابر سکیل دینے کی سفارش کی گئی ہے ۔

(ب) کیا یہ بھی امر واقعہ ہے کہ انہیں سفارشات کی روشنی میں

حکومت نے گورنمنٹ کالجوں میں کام کرنے والے ایسے لی - ایسے پاس حضرات جو لائبریری سائنس میں ڈپلومہ بھی رکھتے ہوں کو 925-35-350 اور ایم اے لائبریری سائنس کو 1000-50-450 کا سکیل جون 1970ء سے دے دیا ہے -

(ج) کیا یہ بھی اس واقعہ ہے کہ پنجاب یونیورسٹی لائبریریوں میں کام کرنے والے اسی قابلیت اور فنی اہلیت کے حامل مستند عملہ کو مذکورہ بالا سکیل ابھی تک نہیں دیئے گئے -

(د) اگر جزو ہائے بالا کا جواب اثبات میں ہے تو کیا پنجاب یونیورسٹی لائبریری کے مستند عملہ کو ان کی قابلیت اور فنی اہلیت کے مطابق سکیل دینے کا ارادہ رکھتی ہے - اگر ایسا ہے تو کب تک اور اگر نہیں تو کیوں ؟

پارلیمنٹری سیکرٹری تعلیم (بیگم رضانہ سرور (شہید)) : (الف) یہ درست ہے -

(ب) یہ درست ہے -

(ج) بذریعہ چٹھی نمبر ایس - او (یونیورسٹی) 5/10-70 جو کہ مورخہ 28 ستمبر 1974ء کو جاری کی گئی ہے ، کے مطابق پنجاب یونیورسٹی لائبریری سٹاف کو مندرجہ ذیل سکیل دیا گیا ہے -

لائبریرین

سکیل نمبر 18 (1000-75-1750) مورخہ 1-3-72 سے دیا گیا ہے - اس آسامی کی براہ راست بھرتی کے لئے ایم - اے لائبریری سائنس جو 12 سال کا لائبریری کے کام کا تجربہ بھی رکھتے ہوں - تعلیمی معیار مقرر کیا گیا ہے -

اسسٹنٹ لائبریرین

سکیل نمبر 17 (500-50-1250) دیا گیا ہے -

سیکشن انچارج اور فرسٹ اسسٹنٹ (سیکرٹری لائبریری)

ان آسامیوں کے لئے سکیل نمبر 15 (375-25-500/30-650/-5-825) مورخہ 1-3-72 سے دیا گیا ہے۔ تاہم احکامات کے اجراء کی تاریخ سے ان آسامیوں کے لئے سکیل نمبر 16 (400-35-750-50-1000) دیا گیا ہے۔

لائبریری اسسٹنٹ

اس آسامی کے لئے قومی بے سکیل میں سکیل نمبر 11 (275-20-375/20)-475-25-600 مورخہ 1-3-72 سے دیا گیا ہے۔ تاہم احکامات کے اجراء کی تاریخ سے سکیل نمبر 16 (400-35-750/50)-1000 دیا گیا ہے۔

(د) مندرجہ بالا جواب کی روشنی میں مزید وضاحت کی ضرورت نہیں ہے۔

سید تابش الوری : کیا موصوفہ بتائیں گی کہ گورنمنٹ کالجوں کے لائبریرین اور پنجاب یونیورسٹی کے لائبریرین کے سکیل کا جو فرق تھا وہ کیا گیا ہے وہ کتنے فیصد ہے اور اب یونیورسٹی لائبریری کام کرنے والوں کو جو سکیل دیا جا رہا ہے کیا وہ گورنمنٹ کالجوں کی لائبریریوں میں کام کرنے والے لوگوں سے کم نہیں۔

پارلیمنٹری سیکرٹری تعلیم : نہیں جی۔

ہوسٹل کی تعمیر

*6259 ۔ دیوان سید غلام عباس بخاری : کیا وزیر تعلیم از راہ کرم بیان فرمائیں گے کہ :

(الف) کیا یہ درست ہے کہ حکومت نے 74-1973ء میں صوبہ میں مختلف سکولوں اور کالجوں کے لئے 51 ہوسٹلوں کی تعمیر

کے لئے ڈیڑھ کروڑ روپے کی خطیر رقم مختص کی تھی اور اس کے لئے محکمہ پلاننگ نے ٹنڈر بھی طلب کر لئے تھے ۔

(ب) کیا یہ بھی درست ہے کہ مجوزہ فہرست میں جلالپور پیروالہ (ملتان) گرلز ہائی سکول کے ہوسٹل کی تعمیر کو نظر انداز کر دیا گیا جب کہ یہ سیلاب زدہ علاقہ استحقاق کی بناء پر ہوسٹل کی تعمیر کا حقدار ہے ۔

(ج) اگر جزو (الف) و (ب) بالا کا جواب اثبات میں ہے تو کیا حکومت جلال پور پیر والا گرلز ہائی سکول کے ہوسٹل کی تعمیر کے لئے 75-1974ء میں موثر کارروائی عمل میں لائے گی ؟

پارلیمنٹری سیکرٹری برائے تعلیم (بیگم ریحانہ سرور (شہید) : (الف) وفاقی حکومت نے ایک سکیم ہوسٹلوں کی تعمیر کے لئے بنائی ہے ۔ اس سکیم کو ECNEC نے منظور کر دیا ہے ۔ اس سکیم کی مجموعی لاگت دو کروڑ روپے ہے ۔ اس سکیم کے تحت صوبہ پنجاب کے 73 مختلف سکولوں اور کالجوں میں ہوسٹل بنائے جائیں گے ۔

(ب) یہ درست ہے کہ اس فہرست میں گورنمنٹ گرلز ہائی سکول جلال پور پیر والا ضلع ملتان کا نام شامل نہیں ہے ۔ البتہ اس سکول کی عمارت جو گزشتہ سیلاب میں تباہ ہو چکی ہے ۔ وفاقی حکومت کے ایک دیگر منصوبے کے تحت اسے از سر نو تعمیر کے لئے شامل کر لیا گیا ہے ۔ جس پر اندازاً 5,37,750/- روپے لاگت آئے گی ۔ سکول کی عمارت کی تعمیر کے بعد اس سکول کے لئے ہوسٹل بھی تعمیر کرنے پر مناسب وقت غور کیا جاوے گا ۔

غیر نشان زدہ سوال اور آس کا جواب

صوبہ میں کالجوں کی تعداد

85 ۔ مسز حمیدہ بیگم کھوکھر : کیا وزیر تعلیم از راہ کرم بیان فرمائیں گے کہ :

(الف) صوبہ پنجاب میں انٹر ، ڈگری اور نوسیائے گئے طلباء و طالبات کے کالجوں کی علیحدہ علیحدہ درجہ وار تعداد کیا ہے ۔

(ب) مذکورہ کالجوں میں یونین فنڈ ، میڈیکل فنڈ اور ریڈ کراس فنڈ کی علیحدہ علیحدہ کتنی رقم جمع ہے ؟

وزیر تعلیم (ڈاکٹر عبد الخالق) : (الف) صوبہ پنجاب میں کالجوں کی درجہ وار تعداد حسب ذیل ہے :

	گورنمنٹ	ٹیشنلائزڈ	پراونشلائزڈ	میزان
1 ۔ انٹرمیڈیٹ کالجز (مردانہ)	15	19	5	39
,, ,, (زنانہ)	11	7	3	21
2 ۔ ڈگری کالجز (مردانہ)	36	30	9	75
,, ,, (زنانہ)	17	7	—	24
3 ۔ پروفیشنل کالجز (مردانہ)	4	3	1	8
,, ,, (زنانہ)	3	—	—	3
میزان :	86	66	18	170

(ب) مطلوبہ اطلاع منسلک فہرست میں مہیا کر دی گئی ہے ۔

———

انٹر میڈیٹ کالجز (مردانہ)	تفصیل جمع شدہ یونین فنڈ	رقم یونین فنڈ میڈیکل فنڈ	میڈیکل فنڈ ۔ ریڈ کراس فنڈ ۔ ریڈ کراس فنڈ
(1) گورنمنٹ کالجز (مردانہ)	113638-11	68937-13	34705-08
(2) نیشنلائزڈ کالجز (مردانہ)	34852-54	16373-77	16272-34
(3) پرونشلائزڈ کالجز (مردانہ)	20024-33	17424-62	7687-61
میزان :	168514-98	102735-52	58665-03
(ب) انٹر میڈیٹ کالجز (زنانہ)			
(1) گورنمنٹ کالجز (زنانہ)	84517-93	35487-54	25993-79
(2) نیشنلائزڈ کالجز (زنانہ)	26549-92	13167-65	9016-47
(3) پرونشلائزڈ کالجز (زنانہ)	27373-44	6456-20	10718-58
میزان :	138441-29	55111-39	45728-84
(ج) ڈگری کالجز (مردانہ)			
(1) گورنمنٹ کالجز (مردانہ)	456753-29	321214-67	205852-36
(2) نیشنلائزڈ کالجز (مردانہ)	235424-18	163444-05	122903-64
(3) پرونشلائزڈ کالجز (مردانہ)	122106-40	146197-83	52087-93
میزان :	814283-87	630856-55	380843-93

(ہ) ڈگری کالجز (زنانہ)	292688-41	
(1) گورنمنٹ کالجز (زنانہ)	135893-61	
(2) نیشنلائزڈ کالجز (زنانہ)		116871-19
(3) پروفیشنلائزڈ کالجز (زنانہ)	230004-32	26333-50
میزان :	50565-63	
(ب) پروفیشنل کالجز (مردانہ)	428582-02	143204-69
(1) گورنمنٹ کالجز (مردانہ)	280569-95	
(2) نیشنلائزڈ کالجز (مردانہ)	35249-59	
میزان :	61893-22	6141-81
(ہ) پروفیشنل کالجز (زنانہ)	97142-81	1538-00
(1) گورنمنٹ کالجز (زنانہ)	16133-20	7679-81
(2) نیشنلائزڈ کالجز (زنانہ)	34704-02	
(3) پروفیشنلائزڈ کالجز (زنانہ)	50837-22	25044-16
میزان :	28790-37	
کل میزان :	27753-18	
	1699036-15	25044-16
	1152375-00	665061-46
	28790-37	
	27753-18	

مسٹر سپیکر : وقفہ سوالات ختم ہوا ۔

مسز حسینہ بیگم کھوکھر : میرا بڑا اہم سوال رہتا ہے ۔ یہ repeat کروا دیں ۔

مسٹر چیئرمین : آپ کا سوال تو غیر لشان زدہ ہے ۔ غیر لشان زدہ سوال پڑھا نہیں جاتا ، بلکہ میز پر رکھا جاتا ہے ۔ اگر آپ اس کے متعلق مزید معلومات چاہتی ہیں تو لکھ دیں ۔

چوہدری امان اللہ لک : جناب سپیکر ! آپ تشریف لے آئے ہیں آپ کے آنے سے قبل مسٹر چیئرمین نے رولنگ فرمائی ہے کہ غیر لشان زدہ سوال پڑھا نہیں جاتا بلکہ میز پر رکھا جاتا ہے ۔

مسٹر سپیکر : مسئلہ کیا ہے ؟

چوہدری امان اللہ لک : مسئلہ یہ ہے کہ محترمہ حسینہ بیگم نے اپنے غیر لشان زدہ سوال کے متعلق کہا تھا کہ اسے repeat کیا جائے ۔ ۔ ۔

مسٹر سپیکر : غیر لشان زدہ سوال کی پوزیشن یہ ہے کہ نہ ہی اسے پڑھا جاتا ہے اور نہ ہی اس پر ضمنی سوالات ہوتے ہیں اگر وہ جواب سے مطمئن نہیں ہیں یا کوئی فاضل رکن یہ سمجھتا ہے کہ اس کے سوال کا جواب غلط ہے ، تو اس کے لئے ایک ضابطہ ہے ۔ اگر وہ سوال کو ایوان میں دوبارہ پیش کرنا چاہیں تو نوٹس دے سکتے ہیں اگر وہ سمجھیں کہ جواب میں غلط بیانی سے کام لیا گیا ہے تو اس کے لئے تحریک استحقاق دے سکتے ہیں ۔ and the matter can be considered

چوہدری امان اللہ لک : repeat کروانے کے لئے ۔ ۔ ۔

مسٹر سپیکر : repeat ہوتا ہی نہیں ۔ جواب تو آ گیا ہے ۔ اب یہاں پر ڈسکس نہیں ہو سکتا کہ یہ جواب غلط ہے یا صحیح ہے ۔

چوہدری امان اللہ لک : ٹھیک ہے جی ۔

مسٹر سپیکر : اب معزز ممبران کی درخواست ہائے رخصت پیش کی جائیں گی ۔

اراکین اسمبلی کی رخصت

خان امیر عبداللہ خان روکڑی

سیکرٹری اسمبلی : مندرجہ ذیل درخواست خان امیر عبداللہ خان روکڑی صاحب ممبر صوبائی اسمبلی کی طرف سے موصول ہوئی ہے :

گزارش ہے کہ 23 و 24 اکتوبر کو میری طبیعت ٹھیک نہیں تھی اس لئے اجلاس میں حاضر نہیں ہو سکا ۔ براہ کرم 23 و 24 اکتوبر کی میری چھٹی منظور کی جاوے ۔

مسٹر سپیکر : سوال یہ ہے :

کہ مطلوبہ رخصت منظور کر دی جائے ۔

(تحریک منظور کی گئی)

چودھری عبدالحیات گوندل

سیکرٹری اسمبلی : مندرجہ ذیل درخواست چودھری عبدالحیات گوندل صاحب ممبر صوبائی اسمبلی کی طرف سے موصول ہوئی ہے :

گزارش ہے کہ میں بوجہ بخار 25.10.74 کو اسمبلی کے اجلاس کی کاروائی میں حصہ نہیں لے سکا ۔ ایک یوم کی رخصت عطا فرمائی جائے ۔

مسٹر سپیکر : سوال یہ ہے :

کہ مطلوبہ رخصت منظور کر دی جائے ۔

(تحریک منظور کی گئی)

مسز سیدہ عابدہ حسین

سیکرٹری اسمبلی : مندرجہ ذیل درخواست مسز سیدہ عابدہ حسین ممبر صوبائی اسمبلی کی طرف سے موصول ہوئی ہے :

Respected Sh. Sahib,

I would like to request leave of absence from the House for the 9th, 10th, 21st, 22nd, 24th, 25th, and 28th. I was absent from the sittings of the 9th and 10th owing to some urgent work in my constituency, and from the 21st until the 28th, I was absent owing to my visit to the Soviet Union as a Member of the Prime Minister's entourage.

Thanking you,

مسٹر سپیکر : سوال یہ ہے :

کہ مطلوبہ رخصت منظور کر دی جائے۔

(تحریک منظور کی گئی)

بیگم آباد احمد خان

سیکرٹری اسمبلی : مندرجہ ذیل درخواست بیگم آباد احمد خان صاحبہ ممبر صوبائی اسمبلی کی طرف سے موصول ہوئی ہے :

میں مورخہ 19.8.74 اور 30.8.74 کو لیبیا جانے کے سلسلہ میں کراچی اور اسلام آباد گئی ہوئی تھی اور ان ایام کی لوکل گورنمنٹ کمیٹی کی میٹنگ میں شمولیت نہ کر سکی لہذا رخصت منظور فرمائی جائے۔

مسٹر سپیکر : سوال یہ ہے :

کہ مطلوبہ رخصت منظور کر دی جائے

(تحریک منظور کی گئی)

سید الطاف حسین

سیکرٹری اسمبلی : مندرجہ ذیل درخواست سید الطاف حسین صاحب ممبر صوبائی اسمبلی کی طرف سے موصول ہوئی ہے :

گزارش ہے کہ بندہ بوجہ بیماری مورخہ 4.10.74 ، 5.10.74 ، 8.10.74 اور 10.10.74 کو اجلاس میں حاضر ہونے سے قاصر رہا ہے - مجھے رخصت دی جاوے -

مسٹر سپیکر : سوال یہ ہے :

کہ مطلوبہ رخصت منظور کر دی جائے

(تحریک منظور کی گئی)

مسٹر سپیکر : تحریک پائے استحقاق ---

چوہدری عنایت احمد کاہلوں : نکتہ ذاتی وضاحت - جناب سپیکر ! میں ذاتی وضاحت کے لئے تھوڑا سا وقت چاہتا ہوں - معاملہ یہ ہے کہ گزشتہ دنوں سرگودھا کے تھانے میں چند چھوٹے مقدمات قائم کر کے مجھے حوالات میں بند کر دیا گیا - اس دوران اس ایوان میں تحریک التوا اور تحریک استحقاق پیش ہوئیں جو جناب حاجی محمد سیف اللہ خان اور جناب چودھری امان اللہ لک صاحب نے پیش کیں ان پر اظہار خیال فرماتے ہوئے میرے محترم دوست سردار صغیر احمد صاحب نے یہ کہا کہ میرا اعمال نامہ اتنا صاف نہیں ہے ---

وزیر قانون : پرائیویٹ آف آرڈر - جو چیز ریکارڈ پر نہ ہو ، حلف کی جا چکی ہو ، کیا اس پر comments ہو سکتے ہیں -

Mr. Speaker : People have heard it. He has the right to explain.

یا تو آپ نے withdraw کر لیا ہو۔

وزیر قانون : میرے خیال میں میں نے withdraw کر لیا تھا۔

مسٹر سپیکر : نہیں۔ صرف حذف ہوا ہے۔ withdraw اور حذف میں تھوڑا سا فرق ہے۔

چوہدری ممتاز احمد کاہلوں : اور اگر میرے خلاف سیاسی انتقام کی خاطر مقدمات بنانے مقصود ہوتے تو وہ اس سے پہلے بنا لئے جاتے۔ لیکن حکومت ایسا نہیں کر رہی۔ کیونکہ وہ ایک غلط روایت قائم نہیں کرنا چاہتی۔

جناب سپیکر! سب سے پہلے میں آپ کی خدمت میں یہ گزارش کرنا چاہتا ہوں کہ میں دو سال تک اس صوبے کا وزیر رہا ہوں اور تمام فاضل اراکین میری کارکردگی سے آگاہ ہیں۔ موجودہ کابینہ کے بھی 60 فی صد وزرا کا میں قریبی شریک کار تھا۔ سب ممبران کو معلوم ہے کہ میں کس طرح کام کرتا رہا ہوں۔ اللہ کے فضل و کرم سے میں آپ کو اور ایوان کے تمام فاضل اراکین کو یقین دلاتا ہوں کہ میرا اعمال نامہ بالکل صاف ہے، ہر قسم کی آلائشوں سے بالکل پاک اور مبرا ہے۔ جناب سپیکر! پھر یہ بھی ہوا کہ چند سیاسی مصلحتوں کی بنا پر، میں اخبارات میں پڑھتا رہا ہوں، پرانی کابینہ کے خلاف بدعنوانیوں کے الزام میں تحقیقات ہو رہی ہیں۔ جب میں نے اخباروں میں یہ خبریں پڑھیں، تو میں سب سے زیادہ خوش ہوا، کیونکہ جس کا حساب کتاب صاف ہو اسے محاسبے سے قطعاً ڈر نہیں ہوتا۔ آلو تو ماہ کی تگ و دو اور جد و جہد کے باوجود میرے خلاف کوئی جرم ثابت نہ ہوا۔ اب مجھے یہ بھی معلوم ہوا ہے کہ تحقیقاتی افسروں کو مجبور کیا جا رہا ہے کہ وہ مقدمات لانے کے لئے کوئی جھوٹا مواد۔۔۔۔

مسٹر سپیکر : حاجی صاحب! آپ اس ایوان کے بڑے فاضل رکن ہیں۔ سب اراکین یہاں فاضل اراکین ہیں۔ آپ اتنا ہی بیان دیں جتنا کہ relevant ہو۔ ان کی اسی بات کے متعلق ہی بیان دیں۔

چوہدری ممتاز احمد کاہلوں : جناب سپیکر ! جہاں تک سرگودھا کے واقعات کا تعلق ہے ۔ مجھے ان میں غلط طور پر ملوث کیا گیا ہے ۔ میں یہ مطالبہ کرتا ہوں کہ ہائی کورٹ کے جج کو سرگودھا کے تمام واقعات کی تحقیقات کے لئے مقرر کیا جائے تو پھر دودھ کا دودھ اور پانی کا پانی ہو جائے گا اور میں آپ کو یقین دلاتا ہوں کہ جن لوگوں نے جھوٹے مقدمات بنوائے یا بنائے اور درج کئے ہیں ۔ اگر ہائی کورٹ انکوائری کرے گا ۔ تو وہ ملزموں کے کٹہرے میں کھڑے نظر آئیں گے ۔ میں اس معزز ایوان کا رکن ہوں اور جتنے بھی ایوان کے اراکین ہیں ۔ ان کو آپ کی ذات پر مکمل اعتماد ہے ۔ میری شہرت کو خراب کرنے کی کوشش کی گئی ہے ۔ میں آپ سے یہ بھی درخواست کرتا ہوں کہ آپ ایوان کے فاضل اراکین میں سے ایک کمیٹی تشکیل فرما دیں جو سرگودھا کے واقعات کی تحقیقات کر کے رپورٹ آپ کو پیش کرے تو ساری حقیقت حال کھل کر سامنے آ جائے گی ۔ جناب سپیکر ! آخری صورت میں یہ بھی آپ سے درخواست ہے کہ آپ خود ایک روز کے لئے سرگودھا تشریف لے جائیں اور اس ایوان کے دو فاضل ممبران جنہوں نے اپنے قادیانی ہونے کا اعلان کیا ہے ۔ یعنی چوہدری محمد اعظم اور چوہدری بشیر احمد صاحبان کو اپنے ہمراہ لے جائیں اور جا کر موقع پر دریافت فرمائیں کہ قادیانیوں کے مکانات اور دکانات کو کس نے جلوایا ، یا کس کی کوتاہی اور ایما پر وہ جلائے گئے ۔ جناب سپیکر ! میں آپ کا شکریہ ادا کرتا ہوں ۔

مسٹر سپیکر : میں اس میں ایک بات کی وضاحت کرتا ہوں ۔ میں سمجھتا ہوں کہ پوائنٹ آف پرسنل ایکسپلینیشن کوئی precedent کے طور پر نہیں بنتا ۔ ٹھیک ہے آپ کے متعلق اس ایوان میں یہ بات کہی گئی ۔ لیکن بہت سی باتیں سیاسی باتیں ہوتی ہیں اور سیاست میں سیاسی الزامات لگا کرتے ہیں ۔ سیاسی الزامات کا جواب سیاسی عمل سے ہوتا ہے اور صرف بیانوں سے نہیں ہوتا ۔ میں یہ مشورہ تمام اراکین اسمبلی کو دیتا ہوں ۔

چوہدری ممتاز احمد کاہلوں : جناب والا ! مجھے اس کی ضرورت پیش نہ آتی لیکن :

وہی قاتل وہی شاہد وہی منصف ٹھہرا
اقربا کرتے ہیں میرے خون کا دعویٰ کیوں کر

(ثمرہ بانی تسمین)

وزیر قانون : جناب سپیکر ! میں اس بات میں تو نہیں جانا چاہتا کہ سرگودھا کے واقعات کا ذمہ دار کون ہے کس نے یہ کروایا ہے چونکہ یہ معاملہ subjudice ہے اس لئے مجھے قانون کا احترام کرنا ہے لیکن ایک بات یقین کے ساتھ میں اس ایوان کی خدمت میں عرض کر سکتا ہوں کہ حکومت پنجاب کی طرف سے کسی شخص کے خلاف کوئی انتظامی کارروائی نہیں کی گئی اور نہ ہی کسی کے خلاف مقدمات بنائے گئے ہیں اور نہ ہی کوئی ایسی بات کی گئی ہے اور اس میں حکومت کے کسی آدمی کا کوئی ہاتھ نہیں - - -

چوہدری ممتاز احمد کاہلوں : تو پھر ہائی کورٹ کا جج مقرر کر دیں -

وزیر قانون : اس میں مجھے کوئی اعتراض نہیں یہ تو حکومت کا کام ہے -

مسٹر سپیکر : حکومت سے مراد آپ کی کیبینٹ ہے اور یہ lower strata کے لوگ right upto the Foot Constable بھی کیونکہ he also becomes a part of the Govt. آپ کس لیول پر حکومت کی یہ indication دے رہے ہیں -

وزیر قانون : جناب والا ! میں یہ عرض کرتا ہوں کہ کیا وہاں مکانات نہیں جلائے گئے کیا وہاں پر لوگوں کا نقصان نہیں ہوا ؟

مسٹر سپیکر : سردار صاحب ۔ یہ بات انہوں نے بھی تسلیم کی ہے کہ یہ ہوا ہے ۔

وزیر قانون : تو جناب والا ! پھر آپ تحقیقات کا انتظار کیجئے - آپ عدالتوں کے فیصلے کا انتظار کیجئے آپ کو معلوم ہو جائے گا کہ کون قصوروار ہے -

مسٹر سپیکر : میں یہ تو نہیں کہہ رہا کہ کون کر رہا ہے - آپ نے یہ کہا ہے کہ حکومت نے - - -

وزیر قانون : جناب والا ! میں حکومت کی طرف سے یہ یقین دہانی کرا سکتا ہوں کہ کسی آدمی کے خلاف سیاسی انتقام کے طور پر کوئی بھی کارروائی نہیں ہوگی یہ ہمارا شیوہ نہیں ہے اور ہم ایسا نہ کرنا چاہتے ہیں -

چوہدری ممتاز احمد کاھلوں : جناب سپیکر ! اگر یہ سوچ رہی ہیں تو یہ ہائی کورٹ کا جج مقرر کر دیں ۔

مسٹر سپیکر : نہیں ۔ انہوں نے بھی آپ کی طرح بڑی واضح پوزیشن بیان کر دی ہے حکومت سے مراد ان کی پولیٹیکل حکومت کا پولیٹیکل حصہ ہے اور وہ بڑے واضح طور پر اس کے متعلق کہہ رہے ہیں کہ نہ انہوں نے کوئی انتظامی کارروائی کی ہے اور نہ انہوں نے اس قسم کا کوئی اشارہ کیا ہے ۔

مجلس قائمہ کی رپورٹ کا پیش کیا جانا

علامہ رحمت اللہ ارشد : جناب والا ! میں جناب کی اجازت سے مسودہ قانون (مشاہرات ۔ مواجب و استحقاقات برائے اراکین) صوبائی اسمبلی پنجاب مصدرہ 1974ء (مسودہ قانون نمبر 44 بابت 1974ء) کے بارے میں مجلس قائمہ برائے قانون و پارلیمانی امور کی رپورٹ پیش کرتا ہوں۔

مسٹر سپیکر : مسودہ قانون (مشاہرات ۔ مواجب و استحقاقات برائے اراکین) صوبائی اسمبلی پنجاب مصدرہ 1974ء (مسودہ قانون نمبر 44 بابت 1974ء) کے بارہ میں مجلس قائمہ برائے قانون و پارلیمانی امور کی رپورٹ پیش کر دی گئی ۔

علامہ رحمت اللہ ارشد : اور میں جناب اس کے ساتھ تحریک پیش کرتا ہوں کہ اسے فی الفور زیر بحث لایا جائے ۔

مسٹر سپیکر : اس کا تو ابھی نوٹس آئے گا اور پھر یہ ایجنڈا میں شامل ہوگا ۔ ۔ ۔

میاں خورشید انور : جناب والا ! اس پر کون سی بحث ہوتی ہے ۔

مسٹر سپیکر : وہ ایک اور بات ہے ۔ فاضل ممبران کو اس کا نوٹس ہوگا یہ ایک تحریک استحقاق ہے ۔

علامہ رحمت اللہ ارشد : پوائنٹ آف آرڈر ۔ جناب والا ! میں نے یہ تحریک پیش کی ہے کہ آپ اس کو فی الفور زیر بحث لائیں ۔ آپ اس پر بالوں کی

رائے لے لیں۔

مسٹر سپیکر : کسی چیز کو فی الفور زیر بحث لانے کے لئے there has to be a notice on agenda یہ ایجنڈا میں آ جائے اس کے بعد ہاؤس اس پر ۔ ۔ ۔

علامہ رحمت اللہ ارشد : جناب والا میں عرض کرتا ہوں ۔ ۔ ۔

شیخ عزیز احمد : پوائنٹ آف آرڈر ۔ جناب والا ! میرا پوائنٹ آف آرڈر یہ ہے کہ وہ ایک سرکاری بل ہے ۔ کیا سٹینڈنگ کمیٹی کے چیئرمین یا اس کے پریذیڈنٹ کو یہ اختیار حاصل ہے کہ وہ اس کی تحریک پیش کرے ۔

مسٹر سپیکر : اس کا فیصلہ تو میں کروں گا this will go on the agenda علامہ رحمت اللہ ارشد ۔ سید قابض الوری ۔ حاجی محمد سیف اللہ خان ۔ یہ 72 آپ کے پاس ہے ۔

مسئلہ استحقاق

کلرک امتیاز ملک کو برطرف کرنے سے متعلق ایوان کے متفقہ فیصلے کے خلاف محکمہ تعلیم کی طرف سے ترقی دینا

سید قابض الوری : جناب سپیکر ! میں حال ہی میں وقوع پذیر ہونے والے ایک خاص اور اہم معاملے کو زیر بحث لانے کے لئے تحریک استحقاق پیش کرتا ہوں جو اسمبلی کی فوری دخل اندازی کا متقاضی ہے ۔ معاملہ یہ ہے کہ جناب حاجی محمد سیف اللہ کی تحریک استحقاق پر صوبائی اسمبلی پنجاب نے محکمہ تعلیم پنجاب کے ایک کلرک امتیاز ملک کو اراکین اسمبلی اور اس ایوان کی توہین کے الزام میں متفقہ طور پر معطل کرنے کا فیصلہ کیا تھا جس کے مطابق فوری طور پر اس کی معطلی عمل میں آ گئی تھی ۔ اس کے بعد اس تحریک کے بارے میں مجلس استحقاق کی معنوی رپورٹ کی سفارش کے مطابق اسمبلی نے متفقہ طور پر ایوان کی توہین کی پاداش میں امتیاز ملک کو ملازمت سے برطرف کرنے کا فیصلہ کیا تھا ۔ جس پر کئی ماہ گزرنے کے باوجود نہ

صرف یہ کہ محکمہ تعلیم نے عمل نہیں کیا بلکہ 29 اکتوبر 1974ء کی اطلاع کے مطابق محکمہ تعلیم نے امتیاز ملک کو بر طرف کرنے کی بجائے اس کی ترقی کر دی ہے ۔ محکمہ تعلیم کا یہ اقدام سارے معزز ایوان کی ہتک توہین کے مترادف ہے ۔ انتظامیہ نے پوری اسمبلی کے فیصلے کو پائے حقارت سے ٹھکرا کر یہ ثابت کرنے کی کوشش کی ہے کہ صوبے کے اس سب سے با اختیار ادارے کے متفقہ فیصلہ کی بھی اس کی نظر میں کوئی وقعت و حیثیت نہیں ۔ محکمہ تعلیم کی جانب سے پورے ایوان کے متفقہ فیصلے کی اس سنگین حکم عدولی اور اہانت آمیز رویے سے اراکین اسمبلی اور اس ایوان کا اجتماعی استحقاق پامال ہوا ہے جس پر فوری بحث ناگزیر ہو گئی ہے ۔

Mr. Speaker : Any short statement ?

وزیر تعلیم : جناب والا ! اس کو پریویلجز کمیٹی کے سپرد کر دیا جائے۔

سید نایش الوری : جناب والا ! میری تحریک استحقاق بڑی واضح ہے اور ایک ایسی سنگین صورت حال کی طرف پورے ایوان کو متوجہ کر رہی ہے جس نے صوبائی اسمبلی کی حاکمیت اعلیٰ کو چیلنج کر دیا ہے یہ اسمبلی جسے قانون کی نظر میں دستور کے تقاضے کے مطابق اور مسلمہ پارلیمانی روایات کے مطابق بھی اس صوبہ کا سب سے با اختیار اور سب سے بڑا ادارہ کہا جاتا ہے اور ہمارے وزیر اعلیٰ ۔ وزراء کرام اور جناب سپیکر ! آپ خود اس ایوان کی بالا دستی کے سب سے بڑے امین اور ضمہ دار کہے جا سکتے ہیں لیکن یہ بات تو افسوس ناک ہے کہ اس ایوان کے متفقہ فیصلے کے باوجود ایک کلرک کے خلاف تادیبی کارروائی نہیں کی جا سکی ۔ کلرک شاہی اور نوکر شاہی اب اس مقام پر پہنچ گئی ہے جہاں تمام وزراء (کیبنٹ) بلکہ یہ پورا ایوان بے بس ہو گیا ہے اور میں سمجھتا ہوں کہ یہ ایسی صورت حال ہے جس میں یہ ایوان اپنے معزز ارکان کے حقوق کا پورے طور پر تحفظ نہیں کر سکتا اور اگر اس ایوان کو یہ تحفظ حاصل نہیں ہے اگر اس ایوان کے اراکین کی عزتیں محفوظ نہیں ہیں اگر خود اس ایوان کا اجتماعی استحقاق اس طرح سے پامال ہو رہا ہے تو میں سمجھتا ہوں کہ اس ایوان کو برقرار رکھنے کی کوئی ضرورت نہیں یہ ایوان ایک فریب اور مذاق کی حیثیت اختیار کرتا جا رہا ہے تو میں ۔ ۔ ۔

Mr. Speaker: Short statement does not amount to a speech.

سید ثابش الوری: جناب والا! اس لئے ۔۔۔

حاجی محمد سیف اللہ خان: جناب والا! میں بھی اس سلسلہ میں گذارش کروں گا۔

مسٹر سپیکر: میرے خیال میں ایک ممبر کی personal explanation کافی ہے۔ ساری تحریک استحقاق کا ایک ہی مضمون ہے۔

حاجی محمد سیف اللہ خان: ویسے جناب والا! میرا نام بھی اس میں آیا ہے ۔۔۔

مسٹر سپیکر: وہ ٹھیک ہے لیکن یہ تو نہیں ہو سکتا کہ اگر ایک تحریک استحقاق پر بیس افضل اراکین اپنا نام بھیج دیں تو بیس کا ہی حق ہو جائے گا۔

حاجی محمد سیف اللہ خان: جناب والا! personal explanation پر اجازت دے دیں کیونکہ تحریک میں میرا نام ایک تو محرک کی حیثیت سے ہے اور دوسرے تحریک میں بھی میرا نام ہے۔

سید ثابش الوری: جناب والا! میری تحریک یہ ہے کہ اس تحریک کو فوری طور پر زیر بحث لایا جائے۔

حاجی محمد سیف اللہ خان: جناب والا! میں اس معزز ایوان کے ارکان کی یاد کو تازہ کر دینا چاہتا ہوں۔

مسٹر سپیکر: حاجی صاحب۔ اپنے personal explanation تک ہی رہنے دیں۔

حاجی محمد سیف اللہ خان: جی۔ جناب والا! اس ایوان کے معزز ارکان اور بالخصوص اس ایوان کی توہین کی پاداش میں کلرک مذکور کو علیحدہ کرنے کا فیصلہ کیا گیا تھا۔ یہ اس اسمبلی کا فیصلہ تھا یہ قطعی طور پر سفارش نہیں تھی کہ حکومت کو جو بھی اسمبلی form کرتی ہے اور جو ہمیشہ اسی اسمبلی

کے ہی رحم و کرم پر ہے اس کو یہ اختیار حاصل ہو جائے کہ وہ اگر چاہے تو اس اسمبلی کی سفارش کے بارے میں ان کو حق حاصل ہو سکتا۔ مگر جو ایک تعزیری فیصلہ، مجلس استحقاق کے اندر تحقیقات کے بعد اور پھر اسے یہ اسمبلی متفقہ طور پر پاس کرے اس کے بعد یہ حق نہیں پہنچتا کہ حکومت اس سے اختلاف کرے یا اس پر عمل درآمد کرنے کے سلسلہ میں کسی قسم کی کوتاہی کرے۔ جناب والا! یہ واقعہ کوئی معمولی واقعہ نہیں تھا بلکہ پارلیمانی تاریخ دنیا کی پارلیمانی تاریخ۔۔۔

مسٹر سپیکر: آپ اس واقعہ کو بیان کریں۔

حاجی محمد سیف اللہ خان: وہی عرض کر رہا ہوں جناب والا اس واقعہ کے بعد پوری طرح تحقیقات ہوئی

علامہ رحمت اللہ ارشد: جناب والا! حکومت اس کی سنگینی کی طرف پوری طرح متوجہ نہیں ہے۔ یعنی اسمبلی نے فیصلہ کیا اور اس کے بعد محکمہ تعلیم کا ایک اسسٹنٹ ڈائرکٹر اس کو ترقی بھی دے دیتا ہے اور اس کو تنخواہیں بھی دے دیتا ہے۔ یوم تعطل سے اسکو بحال بھی کر دیتا ہے، تو یہ آخر اسمبلی کس لئے بیٹھی ہوئی ہے اس کا کام کیا ہے۔ اس کی خود مختاری کیا ہے۔ یہ آخر کس مقصد کے لئے ہے۔

حاجی محمد سیف اللہ خان: جناب والا! پارلیمانی تاریخ میں یہ دوسرا باب.....

مسٹر سپیکر: حاجی صاحب میں پہلے بھی پوائنٹ آؤٹ کر چکا ہوں۔

حاجی محمد سیف اللہ خان: جناب والا! اس کلرک مذکورہ کے متعلق جو دھاندلیاں تھیں وہ ساری اس ایوان میں زیر بحث آئیں، کمیٹی نے اس کی تحقیق کی اور اس کو جواز کا موقع دیا گیا وہ کمیٹی میں حاضر ہوا کمیٹی نے انکوائری کی۔ تمام طریقہ کار جو انصاف کے تقاضوں کے تحت ہوا کرتا ہو وہ اسے فراہم کئے گئے اور اس پر متفقہ فیصلہ کیا، پھر وہ کمیٹی کا فیصلہ اس ایوان میں آیا اور اس ایوان نے متفقہ فیصلہ دیا کہ اسے برخاست کر دیا جائے لیکن وہیں سمجھ نہیں آئی جناب والا اور میں جناب وزیر تعلیم سے استدعا کروں

گا کہ وہ اس معاملہ کی اہمیت کو سمجھیں یہ اس ایوان کے وقار کا سوال ہے ہمیں مجبور نہ کیا جائے ہم اس اسمبلی کے ایوان کے وقار کو بچانے کے لئے ، بڑے سے بڑے اقدام سے بھی گریز نہیں کریں گے اور اس کے بارے میں بھی ہم پوری کوشش کریں گے کہ اگر یہ ایوان باقی رہنا ہے ، اس ایوان نے کام کرنا ہے تو اس کے وقار اور عزت کی ہم نے ہر طرح سے پاسبانی کرنی ہے ۔ یہاں ۔ کلرک کا سوال نہیں ہے ۔ بڑے سے بڑا آدمی ہو ۔ بڑے سے بڑا افسر ہو جہاں اس ایوان کے وقار کا سوال آئے گا ۔ ہم اس کے لئے ہر قسم کی کارروائی کرنے کی کوشش کریں گے ۔ اس ایوان کو بچانے کے لئے اس ایوان کے وقار کو بچانے کے لئے ہم اپنے سامنے کسی قسم کی رکاوٹ کو برداشت نہیں کریں گے اور ہم اس کو قطعاً برداشت نہیں کریں گے جس کی کہ ہماری حکومت عادی ہو چکی ہے کہ ہر مسئلہ کو کمیٹی کے پاس بھیج دیا جائے تاکہ فی الحال وہاں چلا جائے پھر وہاں سے جو فیصلہ آئے گا اس کو سوچیں گے ، اس طرح سے اسمبلی کے فیصلوں کو اسمبلی کے وقار کو مجروح نہ کریں بلکہ میں اس اسمبلی کے معزز ارکان سے بھی گزارش کروں گا کہ اگر آپ کو اس ایوان کا وقار عزیز ہے اگر آپ کو اپنا وقار مقصود ہے ، اگر آپ کو جمہوریت مقصود ہے تو پھر آپ فیصلہ کریں ۔ آج جناب وزیر تعلیم فوری طور پر اس کلرک کو برخاست کرنے کا اعلان کریں اور جواز پیش کریں کہ اس اسمبلی کے فیصلہ کے بعد کیا وجہ تھی کہ اسے دوبارہ بحال کیا گیا ہے اور اسے تنخواہیں اور ترقی بھی ساتھ دی گئیں ہے ۔

وزیر تعلیم : جناب والا یہ ایوان.....

Chaudhari Muhammad Yaqoob Awan : Point of order Sir. I will ask my learned brother Haji Muhammad Saifullah Khan through the medium of the Speaker whether any decision of this House excepting the legislation itself is binding on the Government to carry it out, and I will submit that any authority, legal or constitutional, may kindly be quoted in this respect.

مسٹر سپیکر : آپ نے جو فرمایا یہ قانونی پوزیشن تھی ۔

وزیر تعلیم : جناب والا میں فاضل ممبر جناب یعقوب صاحب کا بہت مشکور ہوں میں بھی سردار صفیر صاحب سے پوچھ کر یہی بات بتانا چاہتا تھا کیونکہ میں وکیل نہیں ہوں۔ دوسری جناب والا ایوان کی عزت کی بات آئی ہے۔ جناب والا آپ بھی اس کے گواہ ہیں، کہ یہ ایوان جو سجا ہے اور اس ملک میں جو ڈکٹیٹر شپ ختم ہوئی ہے اس میں ٹھیک ہے دوسری پارٹیوں کا بھی تھوڑا بہت حصہ ہوگا لیکن زبردست حصہ اس میں پیپلز پارٹی اور پیپلز پارٹی کے چیرمین جناب ذوالفقار علی بھٹو صاحب کا ہے۔ اس کے بغیر یہ ایوان کبھی نہ سجتا تو اس لئے کوئی وجہ نہیں کہ ہم اپنے چیرمین کے کئے ہوئے کام کی حفاظت نہ کریں جس کے عوض میں ہمیں یہ ایوان ملا ہے۔ یہ جمہوریت ہی ہے جہاں ہم آواز اٹھا سکتے ہیں میں اپنے تمام فاضل اراکین کی طرف سے یہ یقین دلا سکتا ہوں کہ ہم اس ایوان کی عزت برقرار رکھیں گے۔

تیسری بات جناب والا یہ ہے کہ میں ایوان کی اطلاع کے لئے عرض کر دینا چاہتا ہوں کہ ایک Efficiency and Discipline Rules اس وقت پنجاب میں موجود تھے۔ اس کے مطابق اس پر انکوائری کمیٹی قائم کی گئی اس انکوائری کمیٹی نے ان کو بری الزمہ قرار دیا، اب اس کے باوجود بھی اگر جناب والا یہ سمجھتے ہیں کہ فاضل اراکین یا قائد حزب اختلاف اگر یہ چاہتے ہیں کہ اس میں مزید چھان بین کی ضرورت ہے تو آپ اسے استحقاق کمیٹی کے سپرد کر دیں۔ وہاں پر اسکی پوری چھان پھٹک ہو جائے گی اور جو بھی قانونی رائے ہوگی وہ لیجا سکتی ہے اور ہم اس میں پورا تعاون کریں گے۔ تاکہ اس کا فیصلہ قاعدے اور قانون کے مطابق ہو۔

سید قابض الوری : جناب والا یہ مسئلہ نہیں ہے کہ اس کے خلاف کیا بدعنوانی کے الزامات تھے۔ الزام یہ تھا کہ اس نے اس ہاؤس کے اراکین اور اس ہاؤس کی توہین کی ہے۔ اس پر عجلس استحقاق نے بڑے تفصیلی جائزے کے بعد بیانات قلمبند کرنے کے بعد انہیں صفائی کا موقع دینے کے بعد یہ سفارش کی تھی کہ اسے اس ایوان کی توہین کے الزام میں برطرف کر دیا جائے۔ جناب والا ہمیں اس سے کوئی تعلق نہیں کہ وہ اپنے سرکاری فرائض کے سلسلہ میں بدعنوانی کا مرتکب ہوا ہے یا نہیں اور اس سلسلہ میں محکمہ تعلیم نے جو جواب طلبی کی ہے، اس میں کسی محکمہ کے افسر نے کیا رپورٹ دی ہے

مسئلہ یہ ہے کہ اس ایوان کی توہین کے ارتکاب میں اس کو ایک سزا تجویز کی گئی تھی اس پر عمل نہیں کیا گیا۔

وزیر تعلیم : جناب والا! فاضل ممبر چوہدری یعقوب صاحب اگر اردو میں سوال کر دیں تو شاید فاضل ممبر مطمئن ہو جائیں گے۔

مسٹر سپیکر : نہیں جی وہ سمجھ گئے ہیں۔ لیگل پوزیشن تو یہی ہے کہ حکومت پابند نہیں ہے۔ وہ یہ پوچھ رہے ہیں کہ کیا حکومت اپنے آپ کو اس مسئلہ پر پابند کرنے کے لئے تیار ہے یا نہیں، آپ کہہ دیں نہیں، آپ نے یہ جواب نہیں دیا۔

That the Government is not ready :

آپ یہ کہہ دیں۔ یہ تو سب سمجھ رہے ہیں کہ قانونی پوزیشن کیا ہے ؟

وزیر تعلیم : جناب والا! آپ اس کو پھر کمیٹی کے سپرد کر دیں...

مسٹر سپیکر : وہ تو پھر ہے، نہ ہی چوہدری یعقوب ایوان والی بات اس کا جواب ہے اور نہ آپ کی بات اس کا جواب ہے، یہ تو ان کو بھی پتہ ہے کہ قانونی پوزیشن یہی ہے کہ حکومت پر کوئی پابندی نہیں۔ سوال تو یہ پوچھا جا رہا ہے کہ آیا حکومت اس کو تسلیم کرنے کے لئے تیار ہے یا نہیں۔

وزیر قانون : جناب والا! میں یہ گزارش کرنا چاہتا ہوں اور میرے فرائض میں یہ بات شامل ہے کہ اس ایوان کو صحیح صورت حال سے آگاہ کروں، صورت حال یہ ہے جب ایک قانون اس صوبہ میں نافذ ہو تو کیا اس کی بالادستی کو قائم رکھنا ضروری نہیں ہے۔ کسی بھی ملازم کے خلاف کوئی ایکشن اس وقت تک نہیں ہو سکتا۔ جب تک اس کے خلاف رولز کے تحت کارروائی نہ کی جائے۔ اسمبلی اگر کوئی قرارداد پاس کرتی ہے تو اس ملازم کے خلاف کارروائی صرف اس رولز کے تحت ہوتی ہے جس کے تحت وہ ملازم ہے اور اسمبلی کی کارروائی اس میں پیش ہوتی ہے اور جو اس کا انکوائری افسر ہوتا ہے وہ اس کو دیکھتا ہے۔ یا تو پھر ہمیں یہ کرنا ہوگا کہ آئندہ کے لئے ہم کوئی ایسی ترمیم لیجسلیشن میں لائیں کہ اگر کسی ملازم کے خلاف

اسمبلی کی کمیٹی میں کارروائی ہو اور اسمبلی اس میں کوئی فیصلہ دے دے تو اس کے لئے وہ Disciplinary Rules سے مستثنیٰ ہو جائیں ۔ اس کے بغیر تو کوئی قانونی صورت نہیں لکلتی فرض کر لیں کہ اگر صرف.....

Mr. Speaker : Don't make such a wild statement.

وزیر قانون : جناب والا میں یہ عرض کرنا چاہتا ہوں .....

مسٹر سپیکر : حکومت کے پاس یہ اختیارات ہیں کہ بغیر انکوائری کے یعنی آفیسر کو even a Gazetted Officer dismiss کو کیا جا سکتا ہے ۔

وزیر قانون : ہاں جناب یہ تو ہو سکتا ہے ۔ جناب والا ! آپ میری گزارش سن لیں ۔ میں یہ گزارش کرنا چاہتا ہوں کہ ہمیں اپنے قانون میں ایسی ترمیم لانا ہوگی ، مثال کے طور پر اسمبلی یہ سفارش کر دے کہ فلاں آدمی کو Dismiss کر دیا جائے اور گورنمنٹ اسی پر Recommendation اسے Dismiss کر دے ۔

مسٹر سپیکر : فاضل ممبرکین کی پوزیشن اور ہے وہ کہتے ہیں کہ ان کو بلایا گیا ۔ ان کی شہادت لی گئی ۔ اور یہ ایوان اس نتیجہ پر پہنچا ۔ کہ انہوں نے اس ایوان کی توہین کی ۔ تو کوئی رول آپ کے پاس ہے کہ آپ بغیر انکوائری کے اس وجہ سے کسی کیخلاف کوئی action لے سکتے ہیں ۔ This is the precise question. یہ نہیں کہ کچھ Effeciency & Disci pline Rul s بھی ہیں ۔

وزیر قانون : جناب والا ! جس درجہ کا وہ ملازم ہے ہم اس کے خلاف کسی انکوائری اور صفائی کا موقعہ دیئے بغیر کوئی کارروائی نہیں کر سکتے ہیں

مسٹر سپیکر : ٹھیک ہے ۔ Then that is the legal position آپ ان کو یہ بتائیں کہ کسی کلرک کو نکالا نہیں جا سکتا ہے ۔ جب تک اس کے خلاف باقاعدہ کارروائی نہ کی جائے ۔

وزیر قانون : جب تک ضابطہ کے تحت کارروائی نہ ہو ۔

مسٹر سپیکر : ضابطے کی بات نہ کریں ۔ قانون یہ چاہتا ہے کہ ہر صورت

میں باقاعدہ Effeciency and Discipline Rules کے تحت الکوائری کی جاوے۔

وزیر قانون : یہی صورت ہے جناب

Mr Speaker : Make the statement and that will be the answer.

آپ میرے منہ سے نہ کا لفظ نہ کہلوائیں۔

وزیر قانون : میں یہی عرض کر رہا ہوں کہ کسی ملازم کو جب تک اس کے خلاف قواعد کے مطابق تحقیقات نہ ہو۔ اسکو چارج شیٹ نہ کیا جاوے۔ اس سے جواب طلب نہ کیا جاوے۔ اس کو صفائی کا موقع نہ دیا جائے اور جب تک اس کے خلاف الزام ثابت نہ ہو اسے ملازمت سے برطرف نہیں کیا جا سکتا۔ یہ قانونی صورت حال ہے۔ میں ابھی عرض کرنے کے لئے کھڑا ہوا تھا۔ مجھے ایوان کا احترام ہے۔ میں یہ چاہتا ہوں کہ اس ایوان کی جو رائے ہو۔ اس پر عمل درآمد ہونا چاہیئے اس کے لئے ہمیں اپنے قانون میں جو خامی ہے اسکو دور کرنا ہوگا۔

حاجی محمد سیف اللہ خان : کوئی خامی نہیں ہے۔ جناب والا! اس ایوان نے پاس کیا ہے۔ اس پر انہوں نے معطل کیا ہے۔ معطل کرنے کے بعد آپ کوئی چارج شیٹ ایسی نہیں دی گئی ہے کہ کیا تمہارے پاس کوئی جواب ہے۔ جسطرح Effeciency & Discipline Rules میں ہے کہ اس ایوان کے وقار کو مجروح کرنے کی پاداش میں کیوں تمہیں علیحدہ نہ کیا جاوے۔ بلکہ کسی قسم کی کارروائی اسکے خلاف نہیں کی گئی ہے۔ آٹھ ماہ تک معطل رکھنے کے بعد آپ بحال کرکے تاریخ معطلی سے تنخواہیں دلائی گئی ہیں۔ کیا انہوں نے اس قسم کی کوئی کارروائی کی۔ اس چیز کو چارج بنایا جیسا کہ اسمبلی نے فیصلہ کیا تھا اور اسکی سماعت کے بعد فیصلہ کیا۔ یہ کہتے ہیں کہ قانون موجود نہیں ہے۔ قانون موجود ہے۔ روزانہ ملازم نکل رہے ہیں۔ معطل بھی ہو رہے ہیں۔ ہزار قسم کے procedures ہیں۔ اس سے بڑی شہادت اور اس سے بڑا ثبوت میں سمجھتا ہوں اور کیا ہو سکتا ہے۔ جس پر آپ اسے ایک لولپ دیکر اسکا جواب موصول ہونے پر اسے فارغ کر سکتے تھے۔

وزیر قانون : جناب والا ! اس سلسلہ میں اگر انکوائری آفیسر نے صحیح کام نہیں کیا ہے۔ ان کے خلاف چارج شیٹ نہیں ہوئی ہے اور صحیح ایکشن نہیں ہوا ہے۔ میں تو قانونی صورت بتا رہا تھا۔ تو اس کو دوبارہ آپ Privileges Committee کے سپرد کر دیں۔

Mr. Sperker : Who is responsible ?

وہ تو responsibility fix کروانا چاہتے ہیں وہ تو liability fix کروانا چاہتے ہیں۔

وزیر قانون : جناب والا ! اس سلسلہ میں میں یہ عرض کئے دیتا ہوں کہ اگر انکوائری آفیسر اور جو افسر مجاز اس کو بھرتی کرتا ہے۔ Dismiss کرتا ہے۔ وہ اس چیز کا ذمہ دار ہے اور وہ اگر غلط ہو۔ تو اسکو ہم پریولج کمیٹی میں دیکھ لیں گے اگر کسی آفیسر نے اس کے ساتھ رعایت کی ہوگی ۔ یا اس کو ناجائز طور پر ملازمت میں رکھا ہوا ہے۔ اسے برطرف یا معطل نہیں کیا یا اس کے خلاف ایکشن نہیں لیا۔ تو ہم اس آفیسر کے خلاف بھی ایکشن لینے کے لئے تیار ہیں۔ اسے دوبارہ پریولج کمیٹی میں ہم بھیج دیں۔ وہاں ہم دیکھ لیں گے۔

Chaudhri Mohammad Yaqoob Awan : Sir, my brother, Haji Muhammad Saisullah Khan, has conceded that it is for the Government to take action. But his objection actually is that the action has not been taken.

Mr. Speaker : Whether the Government intends to take action ?

Chaudhri Mohammad Yaqoob Awan : Yes Sir. Whether the Government intends to take action, that is the point involved. And my brother, the Law Minister can assure that action under the rules as prescribed will be taken, if that has not been taken already. Otherwise the Government is not bound to take action.

Mr. Speaker : That is the true legal position.

تو میں سمجھتا ہوں اور ایوان کا ہر رکن جانتا ہے کہ یہاں پر ریزولیشن پاس ہوتے ہیں ۔ حکومت اسکی پابند نہیں ہوتی ہے ۔ انکی اصل میں جو الکوائری ہے وہ یہ ہے کہ آیا حکومت اس کو honour کرنے کا ارادہ رکھتی ہے کہ نہیں ۔

Chaudhri Mohammad Yaqoob Awan : Just charge sheet him and give him an opportunity of being heard.

مسٹر سپیکر : جی انکا تو basic question یہی ہے ۔

علامہ رحمت اللہ ارشد : جناب والا ! میں آپ کی خدمت میں یہ عرض کر رہا ہوں کہ یہ حکومت جو کہ بڑے بلند بانگ دعووں کے ساتھ ہمارے سامنے اس ایوان کے وقار ۔ عزت و احترام کا ہمیشہ اقرار اور اعتراف کرتی رہی ہے ۔ میں ان سے پوچھتا ہوں کہ کیا 21 سو ملازمین کو برطرف کرنے کے لئے انہیں کوئی چارج شیٹ دی گئی تھی ۔ یہ اسمبلی پوری اسمبلی ۔ پورا ایوان جس وقت ایک فیصلہ کرتا ہے ۔ تو اس کے متعلق یہ سوال کرتے ہیں کہ آیا پابندی ہوئی ۔ اب جیسے حاجی محمد شریف اللہ صاحب نے کہا ہے ۔ سوال یہ تھا کہ اس نے اس ایوان کے وقار کو مجروح کیا تھا ۔ اس کے لئے الکوائری کمیٹی مقرر ہوئی پریولج کمیٹی میں اس کا معاملہ پیش ہوا ۔ دراصل وہ الکوائری کمیٹی تھی ۔ اس کو چارج شیٹ دی گئی ۔ اس سے بات سنی گئی ۔ اس کو کہا گیا کہ کیا تم اپنے کئے پر پشیمان ہو ۔ چوہدری غلام قادر صاحب اس ایوان میں موجود ہونگے ۔ انہوں نے یہ سوال کیا تھا ۔ مجھے آج تک یاد ہے کہ جب انہوں نے سوال کیا تھا کہ کیا آپ اپنے کئے پر پشیمان ہیں ۔ اس نے کہا تھا کہ آپ ایک آزاد شہری کو ایک آزاد بات کہنے سے روکتے ہیں ۔ اس نے اسمبلی کی دوبارہ وہاں پریولج کمیٹی کے اندر توہین کی.....

وزیر قانون : جناب والا ! جہاں تک واقعات کا تعلق ہے کہ آیا اس کے خلاف ایکشن صحیح ہوا ہے یا غلط ۔ اس بحث میں میں الجھنا نہیں چاہتا ۔ آپ اس کو پریولج کمیٹی کے پاس بھیج دیں ہم دیکھ لیں گے ۔

Mr. Speaker : No interruption please.

وزیر قانون : میں اس کو deny نہیں کرتا ۔ میں یہ عرض کرتا ہوں

کہ جو بھی ہم قرارداد پاس کریں گے ۔ اس پر straight away قواعد کے مطابق عمل ہو سکتا ہے ۔ قواعد کے بغیر نہیں ہو سکتا ہے ۔

مسٹر سپیکر : آپ ایوان کو confidence میں لیں کہ آیا جو فیصلہ ایوان میں ہوا تھا کہ اس نے اس ایوان کی بے عزتی کی ہے ۔ اس کا بھی اس کو چارج شیٹ کیا گیا تھا اور اس نے جواب دیا ہے ۔ یا کسی اور بات پر بحال کر دیا گیا ہے ۔

وزیر قانون : جناب والا ! اس لئے تو میں عرض کر رہا ہوں کہ اس Privilege motion کو آپ Privileges Committee کے پاس بھیج دیں ۔ ہم قائل منگوا کر دیکھ لیں گے کہ واقعی ہوا ہے یا نہیں ۔ اگر نہیں ہوا ہے ۔ تو ہم معذرت بھی کریں گے اور ایکشن بھی لیں گے ۔ انشاء اللہ ۔

Mr. Speaker : Now the motion before the House is :

That this privilegs motion.....

(*Interruption*)

The question has been put and there is no point of order, when a question is before the House.

The question before the House is :

> That this privilege motion be referred to the Standing Committee on Privileges.

Haji Muhammad Saifullah Khan : Sir, what about the other motion ?

Mr Speaker : This is the only motion that can be made and if it is made and fails, then the House consider it. Please look into the rules. Rule 58 is very clear over this.

حاجی محمد سیف اللہ خان : یہ reject ہونے کے بعد بھی اپیل ہو سکتی ہے ۔

مسٹر سپیکر : یا یہ موشن پیش نہ ہو - تو پھر automatically ہاؤس اس کو consider کرتا ہے -

An exception has been made. The general rule appears to be that the House will discuss the privilege motion. Then the exception is made. Any member may rise and make a motion that it be referred to the Committee. If it is carried, then it is referred to the Committee, and if it fails then the matter comes before the House for immediate consideration.

The question before the House is :

> That this privilege motion be referred to the Standing Committee on Privileges.

(*The motion was carried*)

علامہ رحمت اللہ ارشد : جناب والا ! آپ کی اجازت سے اس ایوان کے وقار کے تحفظ کے لئے ہم نے یہ فیصلہ کیا ہے کہ ہم واک آؤٹ کرتے ہیں اور اجلاس کی باقی کارروائی میں ہم بالکل کوئی حصہ نہیں لیں گے -

حاجی محمد سیف اللہ خان : جس ایوان کا وقار نہیں ہے - اس میں میں کہتا ہوں - بیٹھنا بھی** ہے -

(تمام ارکان حزب اختلاف ایوان سے باہر چلے جاتے ہیں -)

وزیر تعلیم : میں عرض کرتا ہوں جناب والا ! اس کے علاوہ Privilege Committee اس ایوان کی ایک کمیٹی ہے - اس کمیٹی میں فاضل اراکین خود شامل ہیں اور تمام چیزیں Privileges Committee میں اس سے پہلے بھی discuss ہوئی ہیں اور اب بھی ہم اس کو discuss کرنے کے لئے تیار ہیں - اس لئے میں نہیں سمجھتا کہ واک آؤٹ کرنے کا کوئی جواز ہو اگر تو ہم یہ کہتے کہ یہ موشن نہ یہاں discuss ہو سکتی ہے اور نہ Privileges Committee میں - اس کو kill کر دیا جائے - تو پھر تو کہا

**بحکم مسٹر سپیکر حذف کر دیا گیا -

جا سکتا تھا کہ ہم اس سے بھاگ رہے ہیں ۔ لیکن ہم تو یہ چاہتے ہیں کہ یہ معاملہ پریولج کمیٹی میں آئے ۔ وہاں پر ہم شہادت طلب کر سکیں گے ۔ قانونی شہادت ہوگی ۔ وہ آدمی جس پر الزام لگایا گیا ہے وہ موجود ہوگا ۔ فاضل اراکین سارے خود حاجی سیف اللہ صاحب اور قاضی انوری صاحب اس پریولج کمیٹی کے ممبر ہیں ۔ ۔ ۔ ۔

مسٹر سپیکر : اور اس کے بعد یہ حکومت کی مرضی ہوگی کہ اسے منظور کرے یا نہ کرے ۔

وزیر تعلیم : جناب والا ! کمیٹی کی رپورٹ کے بعد جو واضح بات سامنے آئے گی اس کے متعلق دیکھا جائے گا ۔ لیکن یہ مطالبہ غیر جمہوری بات تو نہیں تھی کہ اس کو پریولج کمیٹی کے سپرد کر دیا جاوے ۔

مسٹر سپیکر : واک آؤٹ کرنا بھی کوئی غیر جمہوری انداز نہیں ہے اور ہاؤس کے اندر بیٹھنا بھی کوئی غیر جمہوری انداز نہیں ہے ۔ اس لئے

It is referred to the Standing Committee. The report to come within a week.

وزیر تعلیم : جناب والا ! میرا خیال ہے کہ week تو بہت کم ہوگا ۔

Mr Speaker : It is just a matter of record. You will be able to do it.

وزیر تعلیم : جناب والا ! جیسے آپ مناسب سمجھیں ۔

مسٹر سپیکر : اول تو آپ کو یہ چاہئے تھا کہ آپ کہتے کہ جی میں آج ہی ریکارڈ منگواتا ہوں ۔

because that is your Department and take the House in confidence that this is what has happened. That would have been the shortest way possible.

The report should come within seven days.

قاضی محمد اسماعیل جاوید : پوائنٹ آف آرڈر ۔ جناب والا ! یہ فیصلہ پارلیمنٹری کمیٹی میں ہوا ۔ تھوڑے دنوں کی بات ہے کہ میں سیکرٹریٹ میں تھا

اور وہی کارک مجھے بڑے پرتپاک طریقے سے ملا اور کہا کہ تم نے کیا کیا ۔ میں بحال بھی ہو گیا ہوں اور اب ترقی بھی ہو گئی ہے ۔

مسٹر سپیکر : یہ معاملہ تو اب ختم ہو گیا ہے ۔

قاضی محمد اسماعیل جاوید : جناب والا ! اس کو دوبارہ کمیٹی کے پاس بھیجنا ہماری توہین ہے اور ہم واک آؤٹ کرتے ہیں اور ہماری کمیٹی بھی واک آؤٹ کرتی ہے ۔

(اس مرحلہ پر قاضی محمد اسماعیل جاوید اور چند دوسرے ممبران واک آؤٹ کر گئے) ۔

Mr. Spaker : The House is adjourned for 30 minutes. It shall reassemble at 11.45.

(اجلاس کی کارروائی دوبارہ زیر صدارت مسٹر سپیکر شروع ہوئی)

تحاریک التوائے کار

مسٹر سپیکر : اب اگلی آئٹم جو ہے وہ تحریک ہائے التوائے کار ہے ۔

وزیر تعلیم : جناب والا ! میں نے کچھ عرض کرنا ہے ۔

مسٹر سپیکر : جی ۔

وزیر تعلیم : جناب والا ! یہ تحریک استحقاق کا موضوع جو یہاں زیر بحث آیا تھا اس مسئلہ پر ہم نے محکمہ تعلیم کی قانونی بھی منگوائی ہیں اور قانونی مشورہ بھی لیا ہے اور اس کے بیان پر میں نے مسٹر ممتاز ملک کو معطل کرنے کا حکم دیا ہے ۔ ۔ ۔

(نعرہ ہائے تحسین)

اس کو formal charge-sheet بھی کیا جائے گا اور اس کے خلاف پوری قانونی کارروائی کی جائے گی ۔

(اس مرحلہ پر اپوزیشن ارکان ایوان میں واک آؤٹ کے بعد دوبارہ تشریف لائے۔)

(نعرہ ہائے تحسین)

مسٹر سپیکر : علامہ صاحب ! آپ جب ایوان میں تشریف نہیں لائے تھے تو فاضل وزیر تعلیم نے ایک اعلان فرمایا تھا کہ انہوں نے اس interval میں قائلین بھی منگوانے کا حکم دے دیا ہے اور متعلقہ شخص کی معطلی کا حکم دے دیا ہے۔

Now the legal proceedure will follow

مگر یہ پریویلجز کمیٹی اپنے طور پر کام کرتی رہے گی۔

وزیر تعلیم : جناب والا ! کوئی حرج نہیں۔

شیخ عزیز احمد : اسی specific point پر پریویلجز کمیٹی کام کرے گی۔

مسٹر سپیکر : ہاں۔ ہاں۔ اس کے پاس کوئی specific point ہے۔ اچھا جی اب میں تحریک ہائے التوائے کار کی طرف آتا ہوں راجہ محمد افضل۔۔۔

علامہ رحمت اللہ ارشد : جناب والا ! جو کچھ جناب وزیر تعلیم صاحب نے کہا ہے وہ بالکل ٹھیک ہے۔ ہم اس سے مطمئن ہیں لیکن ہم آپ کے توسط سے بڑی وضاحت کے ساتھ پھر یہ بات کہنا چاہتے ہیں کہ ہم اس ایوان کے وقار کے معاملے پر کبھی بھی compromise نہیں کر سکتے اور کبھی بھی compromise نہیں کریں گے اور اس حکومت کو اس بات کا خیال رکھنا چاہئے کہ اگر اس ایوان کا وقار مجروح ہوا تو اس صوبے کے عوام کو افسران پر کوئی اعتماد نہیں رہے گا۔

(نعرہ ہائے تحسین)

وزیر قانون : جناب والا ! میں جناب فاضل لیڈر آف دی اپوزیشن اور فاضل ارکان کو یہ یقین دلاتا ہوں کہ حکومت بھی کسی صورت میں اس

معزز ایوان کا وقار مجروح نہیں ہونے دے گی ۔

(نعرہ ہائے تحسین)

جہاں کہیں ایسا ہوا تو ضرور سخت سے سخت کارروائی کی جائے گی اور یقیناً اس ایوان کا وقار برقرار رکھا جائے گا اور اعلیٰ و ارفع رکھا جائے گا چونکہ صوبہ میں سب سے اعلیٰ ادارہ یہی ہے ۔

شیخ عزیز : پوائنٹ آف آرڈر ۔ جناب والا ! وہ "بے غیرتی" کے الفاظ جو حاجی محمد سیف اللہ صاحب نے استعمال کئے تھے ان کو expunge کر دیا جائے ۔

مسٹر سپیکر : They are expunged. ۔ راجہ محمد افضل

چکوال کی پارلیمنٹ کی خالی نشست کے ضمنی انتخاب کے موقع پر دفعہ 144 کا نفاذ

مسٹر سپیکر : تحریک التوا نمبر 136 ۔ راجہ محمد افضل یہ تحریک پیش کرنے کی اجازت طلب کرتے ہیں کہ اہمیت عامہ رکھنے والے ایک اہم اور فوری مسئلہ کو زیر بحث لانے کے لئے اسمبلی کی کارروائی ملتوی کی جائے ۔ مسئلہ یہ ہے کہ نوائے وقت راولپنڈی 6 اکتوبر 1974ء کی اس خبر سے کہ علاقہ چکوال کی پارلیمنٹ کی خالی نشست کے ضمنی انتخابات کی تیاری شروع ہے حتیٰ کہ 27 اکتوبر 1974ء الیکشن کی آخری تاریخ ہے لیکن دفعہ 144 ضابطہ بدستور نافذ ہے ۔ بغیر اجازت جلسہ و جلوس نہیں ہو سکتا ۔ عوام میں سخت غم و غصہ اور عدم اعتماد پیدا ہو گیا ہے ۔ وزیر اعظم ذوالفقار علی بھٹو صاحب 71ء1ء کے الیکشن میں فرمائے تھے کہ اگر ان کو اقتدار ملا تو 144 ض ۔ ف جیسی لعنت کو فوراً ختم کر دیں گے ۔ ان کو دور اقتدار میں ایسی دفعہ کا نفاذ ضمنی انتخابات کے وقت پریشان کن ہے ۔ اس لئے کارروائی اسمبلی میں التوا فرما کر بحث فرمائی جاوے ۔ اور دفعہ 144 ض ۔ ف کے نفاذ کو اٹھایا جائے ۔

وزیر تعلیم : جناب والا ! چکوال سب ڈویژن میں 9 اکتوبر کو 144 کا نفاذ ختم کر دیا گیا تھا اور جلسے جلوس پر کوئی پابندی نہیں ہے ۔ البتہ لاؤڈ سپیکر کے استعمال پر پابندی تھی لیکن الیکشن کے پر دو فریقین پر یہ پابندی نہیں تھی اور مخالف جماعتوں نے کھلم کھلا جلسے جلوس کئے لاؤڈ سپیکر بھی استعمال کیا ۔ مخالف جماعتیں جو اجتماعات کرنا چاہتی تھیں ۔ وہ برسر عام ہوئے ۔ چکوال سب ڈویژن میں دفعہ 144 کا نفاذ ختم کر دیا گیا ہے ۔

علامہ رحمت اللہ ارشد : پوائنٹ آف پرسنل ایکسپلینیشن ۔ جناب والا ! ڈاکٹر صاحب کو ایک غلط فہمی ہوئی ہے کہ دوسری جماعتوں نے بھی حصہ لیا تھا ۔

مسٹر سپیکر : انہوں نے تو پر دو فریقین کا نام لیا ہے ۔

علامہ رحمت اللہ ارشد : جناب والا ! مجھے عرض کرنے دیں ۔ کسی حزب اختلاف کی جماعت نے حصہ نہیں لیا ۔ ایک آزاد امیدوار نے پیپلز پارٹی کے امیدوار کا مقابلہ کیا تھا ۔

مسٹر سپیکر : انہوں نے تو بڑی احتیاط سے پر دو فریقین کا نام استعمال کیا ہے ۔

علامہ رحمت اللہ ارشد : انہوں نے مخالف جماعتوں کا نام استعمال کیا ہے ۔

وزیر تعلیم : میں "فریقین" عرض کر دیتا ہوں ۔

علامہ رحمت اللہ ارشد : جناب والا ! مطلب ان کا یہی ہوگا لیکن کہا مخالف جماعتوں کا تھا ۔

مسٹر سپیکر : آپ کی بات ٹھیک تھی ۔

راجہ صاحب وزیر موصوف کی یقین دہانی کے بعد آپ اپنی تحریک پر اس نہیں کرتے ۔

راجہ فضل الفضل خان : جناب والا ! میں اس پر زور نہیں دیتا ۔

چوہدری امان اللہ لک : جناب والا میری بھی ایک تحریک التوا ہے۔

مسٹر سپیکر : دیکھوں گا میں نے تو صرف تین کا نوٹس دیا تھا۔

پولیس کی طرف سے گورنمنٹ کالج بورے والہ کے طلباء کی احتجاجی جلوس نکالنے پر گرفتاری

مسٹر سپیکر : تحریک التوا نمبر 142 ۔ راجہ عبد افضل خان یہ تحریک پیش کرنے کی اجازت طلب کرتے ہیں کہ اہمیت عامہ رکھنے والے ایک اہم اور فوری مسئلہ کو زیر بحث لانے کے لئے اسمبلی کی کارروائی ملتوی کی جائے۔ مسئلہ یہ ہے کہ روزنامہ امروز لاہور مورخہ 9 اکتوبر کی اس خبر سے کہ بورے والہ گورنمنٹ کالج کے طلباء احتجاجی جلوس نکالنا چاہتے تھے اور پولیس نے جلوس نہ نکالنے دیا اور چھ طلباء ۔ اظہار الحق ۔ اعجاز بیگ ۔ راؤ عبد بشیر عبد شفیع ۔ محمود احمد ۔ بشیر احمد کو دفعہ 144 کی خلاف ورزی میں گرفتار کر لیا۔ کیونکہ بورے والہ میں دفعہ 144 کی وجہ سے جلسوں جلوسوں پر پابندی ہے اس وجہ سے عوام میں انتشار اور غم و غصہ کی فضا بڑھتی جا رہی ہے ۔ اور عوام یہ سوچنے لگے ہیں کہ ان کی آزادی دفعہ 144 کے ذریعہ چھین لی گئی ہے عوام کا یہ تاثر دفعہ 144 کو ختم کرنے کے لئے ملک گیر احتجاج شروع نہ کر دیں اس لئے اسمبلی کی کارروائی ملتوی کر کے مسئلہ پر بحث کی جائے ۔

اس میں میں یہ پوچھنا چاہتا ہوں کہ آپ کو دفعہ 144 سے شکایت ہے یا گرفتاری سے شکایت ہے ۔ اگر گرفتار کیا جانا شکایت ہے پھر تو نہیں ہو سکتا کیونکہ جب دفعہ 144 ہوگی تو وہاں کی پولیس تو قانون کے مطابق گرفتار کرے گی ۔

راجہ عبد افضل خان : جناب والا دفعہ 144 سے لوگ گھٹن کا احساس کر رہے ہیں کیونکہ یہ ہر آدمی کا بنیادی حق ہے ۔ خدا نے بھی اپنے نظام میں زندگی کو ترجیح دی ہے ۔ جب لوگوں میں اجتماعی زندگی کا احساس

روکا جائے تو فطری بات ہے گھٹن محسوس ہوگی اور اس کو ختم کرنے کے لئے لوگ اس کی خلاف ورزی کریں گے ۔ جب خلاف ورزی ہوگی تو نظم و نسق بھی تباہ ہوگا ۔ دفعہ 144 کو خود بھٹو صاحب نے بھی لعنت قرار دیا تھا ۔ اب جب کہ وہ خود تشریف لا رہے ہیں اور پنجاب کے اندر انہوں نے جلسے جلوس کرنے ہیں تو میں یہ گزارش کروں گا کہ دفعہ 144 کا نفاذ فوری طور پر ختم کیا جائے ۔

مسٹر سپیکر : ڈاکٹر صاحب آپ اس پر کچھ فرمائیں گے ۔

وزیر قانون : جناب والا ! اول تو یہ تحریک بنتی ہی نہیں اگر انہوں نے دفعہ 144 کے تحت گرفتار کیا ہے تو وہ ایک قانونی کارروائی ہے ۔

مسٹر سپیکر : گرفتاریاں ایک قانون کے تحت کی گئی ہیں اس لئے میں اسے پیش کرنے کی اجازت نہیں دیتا ۔

ضلع گجرات میں دفعہ 144 کے نفاذ سے سیاسی عمل کا رک جانا

مسٹر سپیکر : تحریک التوا نمبر 154 راجہ عبد الفضل خان یہ تحریک پیش کرنے کی اجازت طلب کریں گے کہ ایک اہم اور فوری مسئلہ کو زیر بحث لانے کے لئے اسمبلی کی کارروائی ملتوی کی جائے مسئلہ یہ ہے کہ روزنامہ پاکستان ٹائمز راولپنڈی مورخہ 14 اکتوبر 1974ء کی اس خبر سے کہ ڈپٹی کمشنر گجرات نے ایک ماہ کے لئے ضلع گجرات کی حدود میں دفعہ 144 ضابطہ فوجداری کے تحت ما سوائے خالص مذہبی رسومات کے باقی تمام جلسوں ۔ جلوسوں اور لاؤڈ سپیکر پر نعرہ یا آواز پر پابندی لگا دی ہے ۔ اس خبر سے عوام میں حکومت کے خلاف سخت غم و غصہ اور نفرت کے احساسات پیدا ہو گئے ہیں کہ ایک طرف وزیر اعظم پاکستان ماہ نومبر میں پنجاب کے دورہ پر تشریف لا رہے ہیں اور جمہوریت نوازی کا چرچا زوروں پر ہے ۔ دوسری طرف دفعہ 144 کے نفاذ سے عوام میں سراسیمگی پیدا ہو گئی ہے ۔ پنجاب میں دفعہ 144 کے نفاذ کا مقصد ملک میں سیاسی عمل روک کر پنجاب کے عوام کو

قیادت کے خلاء کو پورا کرنے سے روکنا ہے چونکہ مسلسل دفعہ 144 کے نفاذ سے ملک میں اجتماعی احتجاج کرنے کا سلسلہ جاری ہو سکتا ہے ۔ اس لئے اسمبلی کی کاروائی ملتوی فرما کر اس پر بحث کی جاوے ۔

مسٹر سپیکر : لک صاحب آپ کی بھی اسی قسم کی ہے ۔

چوہدری امان اللہ لک : جناب والا ! میری 116 نمبر ہے لیبر کے متعلق ۔

مسٹر سپیکر : پھر چلے ہیں اس کو لیٹا ہوں ۔

وزیر قانون : جناب والا ! جہاں تک دفعہ 144 کے نفاذ کا تعلق ہے یہ ڈسٹرکٹ مجسٹریٹ کی صوابدید پر ہوتا ہے اگر وہ ضروری سمجھے تو دفعہ 144 لگا سکتا ہے ۔ 144 بھی ایک قانون ہے جو اس ملک میں رائج ہے قانون کی ایک دفعہ ہے یا تو میرے فاضل دوست یہ بتائیں کہ کسی جگہ اس کا غلط استعمال ہوا ہو ۔

مسٹر سپیکر : پوزیشن یہ ہے There are fundamental rights in the constitution. قانون میں exception ہے ۔ کہ یہ کن حالات میں reasonable ہے ان پر کچھ قدغن ہے ۔

Please satisfy the House.

وزیر قانون : جناب والا ! میرے فاضل دوست اگر یہ بتائیں کہ کسی جائز اجتماع پر کوئی پابندی لگائی گئی ہو ۔ شائید یہ کوئی مثال نہ پیش کر سکیں ۔

مسٹر سپیکر : ایک آلینی پروویژن ہے اور اس میں exception ہے آپ ان exceptions میں ایک اور exception کا ذکر کر رہے ہیں ۔ اگر آپ کے علم میں ہے اور آپ کو یہ اعتماد ہے کہ کن حالات میں لگائی گئی ہے اور اس کا غلط استعمال نہیں ہوا ہے ۔ اگر دفعہ 144 نہ لگائی جاتی تو اس سے زیادہ mischief ہوتا اس طرح آپ اس پاؤس کو اعتماد میں لیں ۔

وزیر قانون و پارلیمانی امور : جناب والا ! گجرات کے حالات سے کون

واقف نہیں ۔ وہاں پولیس اور کچھ شہریوں کے درمیان پولیس مقابلہ ہوا ۔ ایک آدمی مارا بھی گیا اور اس کی عدالتی تحقیقات ہو رہی ہے ۔ اس مسئلہ کو مذہبی رنگ دیا جا رہا تھا یہ ساری چیزیں وہاں موجود تھیں ۔ ڈسٹرکٹ مجسٹریٹ کے پاس کافی مواد موجود تھا اور اسی ضرورت کے تحت ہی دفعہ 144 کا لاگو کیا گیا ۔

مسٹر سپیکر : میں اسے ایڈمٹ کرتا ہوں ۔ جو ممبران یہ چاہتے ہیں کہ اس تحریک پر بحث کی جائے وہ کھڑے ہو جائیں ۔

(اس مرحلہ پر ممبران اپنی نشستوں پر کھڑے ہوئے اور رائے شماری کی گئی)

کیونکہ مطلوبہ تعداد میں ممبران کھڑے نہیں ہوئے اس لئے اس کی منظوری نہیں دی جا سکتی ۔

حاصل پور اور احمد پور کے راشن ڈپوؤں پر آٹے کی فراہمی بند ہونے کے بارے میں وزیر زراعت کا ایوان کو مزید اطلاعات فراہم کرنا

مسٹر سپیکر : میں نے سید تابش الوری صاحب کی تحریک التوائے کار نمبر 7 آج کے لئے رکھی تھی ۔ وزیر زراعت صاحب آپ نے اس پر کچھ روشنی ڈالنی تھی اور آپ کچھ مزید اطلاع اس ایوان کو دینا چاہتے تھے یہ میں پڑھ دوں ۔

وزیر خوراک : نہیں جناب یہ مجھے معلوم ہے ۔ میں نے اس دن بھی گزارش کی تھی کہ اس میں کسی قسم کی کمی نہیں کی گئی ہے ۔ فاضل رکن نے اپنی تحریک میں یہ استعجاباً فرمایا تھا کہ یہ کمی کی گئی ہے ۔ میں نے یہ گزارش کی تھی کہ اس قسم کی کوئی کمی نہیں کی گئی ہے ۔ دوسرا انہوں نے فرمایا تھا کہ احمد پور اور حاصل پور میں سپلائی دی جا رہی تھی اور اب وہ بند کر دی گئی ہے ۔ اس بارے میں میں نے گزارش کی تھی ۔ گندم کا

سیزن شروع ہونے کے بعد کسی قسم کی سہولتی سرے سے اس علاقے کو دی ہی نہیں گئی ہے ۔ اس لئے بند کرنے کا سوال ہی پیدا نہیں ہوتا ۔ اس سلسلہ میں فاضل رکن میرے پاس تشریف لائے تھے ۔ ہماری بات ہوئی تھی ۔ ہم انشاء اللہ اس بات پر غور کر رہے ہیں کہ مناسب حد تک یکم نومبر سے ریلیز کو حکومت جس قدر بڑھا سکتی ہے وہ بڑھا دیں گے ۔

مسٹر سپیکر : اچھا اب اس کی کیا پوزیشن ہے ۔

سید نابش الوری : جناب والا ! میں اس سلسلے میں گزارش کروں گا کہ دو تین مسئلے تھے اور انہوں نے یہ یقین دلایا تھا کہ وہ ان پر اجتماعی طور پر ایک پالیسی سٹیٹمنٹ دیں گے ۔ یہ صرف بہاولپور کا مسئلہ نہیں ہے ۔ یہ سارے صوبے کا مسئلہ ہے اور اس میں ہر جگہ آٹے کی قلت کا سامنا ہے اور یہ تقریباً 50 فیصد ریلیز کر رہے ہیں ۔ انہوں نے یہ فرمایا تھا کہ وہ آئندہ اس ہاؤس کو کانفیڈنس میں لیں گے کہ اس میں کتنا اضافہ کیا جا سکتا ہے ۔ یہ تو ہمیں معلوم ہے کہ جناب وزیر اعظم صاحب وہاں تشریف لا رہے ہیں ۔ تو اب وہاں یقیناً اضافہ ہو جائے گا ۔ لیکن ہم یہ چاہتے ہیں کہ اس میں مستقلاً اضافہ ہو جائے اور ایسا نہ ہو کہ جب وہ واپس تشریف لے جاویں تو پھر وہی صورت حال پیدا ہو جائے ۔ جس کا اس وقت سامنا ہے ۔

وزیر خوراک : on a point of information sir, بہت سی چیزیں ایسی ہیں جناب والا ! جو کہ میرے فاضل دوست نے مجھ سے منسوب کر دی ہیں اور جن کا میں نے قطعی طور پر کوئی ذکر نہیں کیا تھا کہ میں کوئی جامع سٹیٹمنٹ اس ہاؤس میں دوں گا یا اس ہاؤس کو کانفیڈنس میں لوں گا ۔ یہ کہ اس میں ہم نے 50 فیصد ریلیز دے دی ہیں ۔ یا ہم دے رہے ہیں اور کمی کی گئی ہے ۔ اس قسم کی کوئی بات میں نے نہیں کی تھی ۔ یہ مجھ سے انہوں نے کسی غلط فہمی کی بنا پر منسوب کر دیا ہے ۔ اب جس حد تک ممکن ہو گا ۔ ہم اس کو پورا کریں گے ۔

Mr. Speaker : The assurance hase been extended. It is hoped in view of the statement of the Minister—it is not pressed.

The Adjornment Motions No. 116 of Ch. Amanullah Lak and No. 174, an0 No. 173 of Sardar Ata Ullah Khan Leghari will be taken up to-morrow. I have yet to determine their admissibility.

نوابزادہ سردار عطا اللہ خان لغاری : میرا نام عطا اللہ خان لغاری ہے ۔ میں گزارش کروں گا کہ اگر میری تحاریک کی آج سماعت ہو جائے تو مہربانی ہو گی کیونکہ یہ بہت ضروری ہیں ۔

Mr. Speaker : I am sorry for this, Sardar Ata Mohammed Khan leghari, but

بات یہ ہے کہ کچھ ان کو بھی دام ہونا چاہئے ۔ اب اگر وزیر صاحب تیار نہ ہوں اور انہوں نے فائل نہ دیکھی ہو ۔ تو 100 سے زیادہ تحریک ہائے التوائے کار باقی ہیں ۔ لہذا تحاریک التوائے کار نمبر 173 ۔ 174 سردار لغاری صاحب کی کل پیش ہوں گی ۔

سید تابش الوری : جناب والا ! میری تحاریک التوائے کار نمبر 65 اور نمبر 79 آپ کی توجہ سے رہ گئی ہیں ۔ اور آپ اس سے آگے چلے گئے ہیں ۔

مسٹر سپیکر : میں نے ابھی تک نمبر 65 کا تو فیصلہ نہیں کیا ہے ۔ اور نمبر 79 جو ہے وہ اب لے لیتے ہیں ۔

گورنمنٹ ایم ۔ اے ۔ او کالج لاہور میں بعض افراد کی طرف سے فائرنگ

مسٹر سپیکر : سید تابش الوری صاحب یہ تحریک پیش کرنے کی اجازت طلب کرتے ہیں کہ اہمیت عامہ رکھنے والے ایک اہم اور فوری مسئلہ کو زیر بحث لانے کے لئے اسمبلی کی کارروائی ملتوی کی جاوے ۔ مسئلہ یہ ہے ۔ کہ مورخہ 23 ستمبر 1974ء کی صبح کو گورنمنٹ ایچ ۔ اے ۔ او کالج لاہور میں تو ۔ دس افراد نے آدھے گھنٹے تک زبردست فائرنگ کی ۔ جس کا مقصد کالج کی یونین کے

ہونے والے انتخابات پر اثر انداز ہونا اور حکمران جماعت کے حامیوں کے لئے دہشت کے ذریعہ سے راہ ہموار کرنا تھا ۔ طلباء میں اس کھلی لا قانونیت اور غنڈہ گردی کے خلاف شدید اشتعال و اضطراب پیدا ہو گیا ہے ۔

اب سید صاحب اس میں میں دو ایک باتیں فیصلہ کرنے سے پہلے آپ سے دریافت کرنا چاہتا ہوں کہ پراپوزیٹ افراد کا کوئی واقعہ کرنا بالعموم تحریک التوائے کار کا باعث نہیں بنتا ہے ۔ اس میں یا تو حکومت کی کوئی failure ہو یا حکومت کی association ہو یا ایماء ہو تو پھر تو میں سمجھ سکتا ہوں کہ اس میں آپ کی کوئی allegations ایسی نہیں ہیں کہ گورنمنٹ has failed کہ یہ واقعہ ہوا ہے اور اس کے بعد مناسب action نہ لیا گیا ہو یا واقعہ سے پہلے حکومت کو یہ معلوم تھا ۔ تو انہوں نے کوئی احتیاطی تدابیر اختیار نہیں کی ہیں ۔

There is nothing to this effect in this Adjournment motion of yours.

سید قابل الوری : جناب والا ! آپ نے بجا طور پر فرمایا ہے کہ ان elements کا کسی بھی تحریک میں ہونا ضروری ہے اور میں آپ کی توجہ مبذول کرانا چاہتا ہوں ۔ میں نے اپنی تحریک میں یہ کہا ہے کہ گورنمنٹ ایم ۔ اے ۔ او کالج لاہور میں تو دس افراد نے آدھا گھنٹہ تک زبردست فائرنگ کی جس کا مقصد کالج کی یونین کے ہونے والے انتخابات پر اثر انداز ہو کر حکمران جماعت کے حامیوں کے لئے دہشت کے ذریعہ راہ ہموار کرنا تھا ۔ جناب والا ! پریس کانفرنس میں یونین کے عہدیداروں نے الزام لگایا ہے کہ یہ باقاعدہ منصوبہ کے تحت وہاں پر فائرنگ کرائی گئی ۔ جس کا مقصد طلباء کو دہشت زدہ کرکے ایک خاص گروپ کی کامیابی کے لئے راہ ہموار کرنا تھا یہ میں نے عرض کیا تھا ۔

وزیر تعلیم : صرف اتنی بات تو درست ہے کہ 28 ستمبر 1974ء کو ایم ۔ اے ۔ او کالج میں فائرنگ ہوئی لیکن یہ بات بالکل غلط ہے ۔ کہ اس فائرنگ کا مقصد کالج کی یونین کے ہونے والے انتخابات پر اثر انداز ہونا تھا اور اس سے حکمران جماعت کے لئے کوئی فائدہ حاصل کرنا تھا ۔ اس کا ثبوت

یہ ہے کہ جن صاحب نے یہ پرچہ درج کرایا ہے۔ وہ اس کالج یونین کے صدر مصباح الدین ہیں انہوں نے اپنے مقدمہ میں یہ درج کرایا ہے کہ یہ چار ملزمان پرویز احمد۔ جاوید احمد۔ ضیاء الاسلام اور بشیر احمد ان کے پاس ریوالور تھا اور یہ اپنے ایک ساتھی کی جو کہ ایم۔ اے۔ او کالج میں بی۔ اے کا امتحان دے رہا تھا۔ اس کی مدد کرنا چاہتے تھے۔ اس وجہ سے ان چار اشخاص میں اور مصباح الدین میں جھگڑا ہوا۔ مصباح الدین کے کہنے پر پولیس میں ایف۔ آئی۔ آر وائر کی گئی۔ اس نے قطعاً یہ ذکر نہیں کیا ہے کہ یہ لوگ الیکشن کے لئے فائرنگ کر رہے تھے اور کسی کے ایماء پر کر رہے تھے۔ بلکہ وہ ایک شخص کی امتحان میں مدد کرنا چاہتے تھے۔ جس کی وجہ سے مصباح الدین سے ان کا جھگڑا ہوا اور مصباح الدین کی تحریری رپورٹ ہے۔ اس لئے میں اس بات کی قطعی طور پر تردید کرتا ہوں کہ یہ فائرنگ الیکشن کے سلسلہ میں تھی اور اس سے کسی جماعت کے لئے کوئی مفاد حاصل کرنا مقصود تھا۔ ویسے بھی جناب والا! حکومت طالبعلموں کے سلسلہ میں کبھی اس قسم کے ہتھکنڈے استعمال نہیں کرتی۔ جو طالب علم بھی منتخب ہو جاتے ہیں۔ چاہے وہ کوئی بھی سیاسی نقطہ نظر رکھتے ہوں۔ ہم ان کی عزت کرتے ہیں اور ہم ان کے جائز تعلیمی مطالبات مانتے ہیں اور ان کو پورا کرتے ہیں۔ یہ ہمارا فرض ہے۔

سید تابش الوری: جناب والا! اس سے قطع نظر کہ ایف۔ آئی۔ آر کیا تھی۔ میں نے آپ کی توجہ اس particular fact کی طرف مبذول کرائی تھی۔ جس میں یونین کے عہدیداروں نے باقاعدہ پریس کانفرنس کے ذریعہ یہ الزام لگایا تھا کہ حکمران پارٹی نے اپنے مقاصد کے حصول کے لئے یہ ڈرامہ سٹیج کیا اور اب یہ معمول بن گیا ہے کہ کالج میں انتخابات ہوتے ہیں اور ان میں اسی طرح سرکاری ذرائع سے مداخلت ہوتی ہے۔

مسٹر سپیکر: سید صاحب ایک ہی شخص کی دو versions ہیں۔ ایک ایف۔ آئی۔ آر ہے جو کہ فاضل وزیر کہہ رہے ہیں کہ انہوں نے اپنے ہاتھ سے لکھ کر دی ہے ایک تو یہ ہے کہ پولیس کو کہہ کر لکھوائیں تو شاید پولیس آفیسر کسی influence کے ماتحت اس میں کچھ چھوڑ جائے کچھ اپنی طرف سے

لکھ دیے اگر ان کی اپنی تحریری رپورٹ ہے جو انہوں نے پڑھ کر سنائی ہے - تو آپ خود اس کا فیصلہ کر دیں - میں نہیں کہتا کہ وہ خود تضاد بیانی کے ذمہ دار ہیں - ایک پریس کانفرنس اور ایک ایف - آئی - آر

The position is not very clear for this purpose. I do not admit it.

مسٹر سپیکر : علامہ صاحب اس کے بعد آپ کی تحریک التوا نمبر 80 ہے - فاضل وزیر اعلیٰ یہاں موجود نہیں ہیں لیکن انہوں نے اس میں اپنے ہی سابقہ پروفیشن کے متعلق کچھ رائے کا اظہار کیا ہے - تو یہ تحریک التوائے کار کس حساب سے بنتی ہے؟

وزیر اعلیٰ پنجاب کی طرف سے صحافیوں کے متعلق حقارت آمیز الفاظ کا استعمال

علامہ رحمت اللہ ارشد : جناب والا میں یہ تحریک پیش کرنے کی اجازت طلب کرتا ہوں کہ اہمیت عامہ رکھنے والے ایک اہم اور فوری مسئلہ کو زیر بحث لانے کے لئے اسمبلی کی کارروائی ملتوی کی جائے - مسئلہ یہ ہے کہ - -

مسٹر سپیکر : آپ نے تو یہ تحریک پڑھنی شروع کر دی -

علامہ رحمت اللہ ارشد : جناب والا ! میں پڑھوں گا تو ایوان کو پتہ چلے گا

مسٹر سپیکر : آپ نے تو پہلے مجھے مطمئن کرنا ہے - ایوان کی شیخ بعد میں آئے گی - یہ تحریک میرے پاس بھی ہے اور آپ کے پاس بھی موجود ہے -

علامہ رحمت اللہ ارشد : جناب والا ! مطلب یہ ہے کہ پڑھ کر ہی مطمئن کرنا ہے - پڑھنے کے بغیر کس طرح مطمئن کیا جا سکتا ہے ؟

مسٹر سپیکر : میں نے بھی پڑھ لی ہے اور آپ نے بھی پڑھ لی ہے - مجھے مطمئن فرمائیے -

علامہ رحمت اللہ ارشد : لیکن اس کو secret کیوں رکھا جائے۔

جناب والا ! میں یہ تحریک پیش کرنے کی اجازت طلب کرتا ہوں کہ اہمیت عامہ رکھنے والے ایک اہم اور فوری مسئلہ کو زیر بحث لانے کے لئے اسمبلی کی کارروائی ملتوی کی جائے مسئلہ یہ ہے کہ روزنامہ "نوائے وقت" مورخہ 27 اگست 1974ء کے مطابق وزیر اعلیٰ پنجاب جناب حنیف رامے نے لاہور میں مورخہ 26 اگست 1974ء کو صحافیوں کے ایک اجتماع سے خطاب کرتے ہوئے فرمایا کہ اخبار نویس اپنا فرض نہیں پہچانتے ۔ وہ سچ نہیں بولتے ۔ ذمہ دار نہیں ہیں ۔ انہوں نے قلم کی عصمت کو اپنی داشتہ بنا رکھا ہے ۔ انہوں نے ملک اور معاشرے کے لئے اپنی ذمہ داری قبول نہیں کی ۔ وہ قلم کی عصمت کی حفاظت نہیں کر سکے ۔ ان کے اس بیان سے اخبار نویسوں کی اکثریت ہوئی ہے صحافیوں سے اس قسم کے ناروا خطاب سے ان میں اضطراب پیدا ہو گیا ہے ۔

مسٹر سپیکر : علامہ صاحب ۔ انہوں نے یہ صحافیوں کے ایک اجتماع سے خطاب کرتے ہوئے کہا ہے ۔

علامہ رحمت اللہ ارشد : جناب والا ! تو جو بات صحافیوں کے اجتماع میں بیان کی جائے وہ کسی تحریک التوائے کار کا موضوع بحث نہیں بن سکتا ۔

مسٹر سپیکر : اگر وہ جنہوں نے ان کو بلایا ہے یا جن کو انہوں نے بلایا ہے اور اس اجتماع میں ان کے درمیان بات ہوئی ہے اور وہ بات ان دونوں کے متعلق ہے تو یہ پھر تحریک التوائے کار کا موضوع کیسے بن سکتا ہے ؟

علامہ رحمت اللہ ارشد : جناب والا ! یہ کوئی secret میٹنگ نہیں تھی ۔ یہ باقاعدہ اخبار نویسوں کا اجتماع تھا ان کو یہ طعنے دیئے گئے ہیں اور ان کو کہا گیا ہے کہ وہ معاشرے کے اس قسم کے ناسور بن رہے ہیں ۔

مسٹر عبدالحفیظ کاردار : جناب والا ! اس میں تو تشویش کا اظہار بھی نہیں کیا گیا ۔

مسٹر سپیکر : انہوں نے خود اس بات کو invite کیا ہے ۔ آپ ارو

میں اس میں کیا کر سکتے ہیں ۔

علامہ رحمت اللہ ارشد : جناب والا ! کیا ؟

مسٹر سپیکر : انہوں نے خود مجھ حنیف رامے صاحب کو اس بات کی دعوت دی ہے کہ تشریف لائیے اور کچھ فرمائیے ۔ رامے صاحب نے وہاں جا کر کوئی تقریر کی ہے یا کوئی بیان دیا ہے۔ تو اس میں آپ کو اور مجھے کیا شکایت ہو سکتی ہے ، بلانے والے وہ ۔ جانے والے وہ ۔

علامہ رحمت اللہ ارشد : جناب والا ! بات یہ ہے کہ انہیں یہ معلوم تھا کہ وہ جہاں تشریف لائیں گے اور آ کر خطابات اور العلنات سے ان کو نوازیں گے ۔ انہوں نے ان کو دعوت دی اس لئے کہ وہ اپنے مسائل ان کے سامنے پیش کریں دعوت اس لئے دی کہ وہ پریس کلب کی بنیاد رکھوائیں اور پریس کلب کے لئے زمین لیں ۔

مسٹر سپیکر : علامہ صاحب ۔ یہ تحریک التوائے کار بنتی نہیں ہے ۔ میں اس کی اجازت نہیں دیتا ۔

علامہ رحمت اللہ ارشد : جناب والا ! یہ بالکل التوائے کار بنتی ہے ۔ ویسے یہ آپ کی مرضی ہے ۔

مسٹر سپیکر : میں آپ سے اس بات پر اتفاق نہیں کرتا ۔

علامہ رحمت اللہ ارشد : جناب والا ! تو اس کا مطلب یہ ہوا کہ آئندہ کوئی صاحب وزیر اعلیٰ کو کسی اجتماع میں تقریر کرنے کے لئے بلائے ۔ ۔ ۔

مسٹر سپیکر : تو سوچ سمجھ کر بلائے اور کیا ہے !

علامہ رحمت اللہ ارشد : ہاں سوچ سمجھ کر بلائیں اگر سوچنے سمجھنے کے بعد بھی بلائیں اور ان کی سوچ سمجھ غلط ہو جائے اور وہ ان القابات سے نوازیں کہ انہوں نے قلم کو داشتہ بنا رکھا ہے تو یہ موضوع بحث نہیں بن سکتا ۔ آپ کی رولنگ یہ ہوگی ؟

مسٹر سپیکر : میں ابھی تو یہی سمجھتا ہوں ۔ حاجی محمد سیف اللہ خان

صاحب نہیں ہیں ۔ ان کی ایک تحریک التوا کل پیش ہوئی تھی جو آج پر ملتوی کر دی گئی تھی ۔

علامہ رحمت اللہ ارشد : جناب والا ! اسے کل پر ملتوی فرما دیں ۔

مسٹر سپیکر : مگر یہ پڑھی جا چکی ہے ۔ وہ موجود تھے it has been properly moved میں اس کو repeat کر دیتا ہوں ۔ اس کا نمبر 82 ہے اور یہ آج پر رکھی گئی تھی ۔ یہ کسی سڑک کے متعلق ہے ۔ حاجی صاحب موجود نہیں ہیں ۔ کچھ اس میں التوا کی گنجائش تو نہیں چلے بتا دیں تاکہ میں اس کو پھر نہ پڑھوں ۔

زیر تعمیر فیروزہ پکا لاڑاں روڈ کے منصوبہ پر عمل درآمد روک دینا

مسٹر سپیکر : حاجی محمد سیف اللہ خان یہ تحریک پیش کرنے کی اجازت طلب کرتے ہیں کہ اہمیت عامہ رکھنے والے ایک اہم اور فوری مسئلہ کو زیر بحث لانے کے لئے اسمبلی کی کارروائی ملتوی کی جائے ۔ مسئلہ یہ ہے کہ فیروزہ پکا لاڑاں روڈ واقع تحصیل لیاقت پور ضلع رحیم یار خان جو آٹھ میل لمبی ہے کی تعمیر گزشتہ سالوں میں حئی سنز شوگر ملز کے سیس سے تعمیر کرایا جانا منظور کرایا گیا تھا ۔ جس سے دو میل کا ٹکڑا تعمیر ہو چکا ہے تین میل کی تعمیر کے لئے ٹینڈرز بھی منظور کئے جا چکے ہیں ۔ عین اس وقت جب سڑک کی تعمیر کا کام شروع ہونے والا تھا ماہ اگست 1974ء میں اس سڑک کی تعمیر منسوخ کرکے دوسری سڑک تجویز کر دی گئی ۔ جبکہ یہ سڑک زیر تعمیر ہے اور اس پر لاکھوں روپے خرچ کئے جا چکے ہیں ۔ اس کے مکمل کئے بغیر دوسری سڑک شروع کر دینے سے نہ صرف علاقہ کی حق تلفی ہوئی ہے بلکہ قومی نقصان کے بھی مترادف ہے چونکہ اگر اس سڑک کی تعمیر کا کام جاری نہ رکھا گیا تو تعمیر شدہ حصہ بھی تباہ ہو جائے گا ۔ محکمہ شوگر سیس بورڈ اور دیگر متعلقہ حکام کو مطلع کرنے کے باوجود تا حال

کوئی شنوائی نہیں ہوئی ۔ اس صورت حال سے اس علاقہ کے عوام میں سخت اضطراب بے چینی اور شدید غم و غصہ پایا جاتا ہے ۔

سردار صغیر احمد صاحب یہ تحریک جو میں نے پڑھی ہے یہ آپ کی ہے یا بریکٹ صاحب کی ہے ؟

چوہدری امان اللہ لک : جناب والا ! یہ ڈاکٹر محمد صادق ملہی صاحب کی ہے ۔

وزیر تعلیم : جناب والا ! اسے کل پر رکھ لیں ۔

Mr. Speaker : You are here as senior Minister.

اگر آپ مناسب سمجھتے ہیں تو اس کا جواب دے دیں ۔

وزیر تعلیم : جناب والا ! اس کا نمبر کیا ہے ؟

مسٹر سپیکر : اس کا نمبر 82 ہے ویسے تو اب Thirty minutes ایک منٹ باقی رہ گیا ہے ۔ are over.

وزیر تعلیم : جناب والا ! ٹھیک ہے ۔ اسے کل کر لیں ۔

Mr. Speaker : Then it will come up tomorrow.

اس کے بعد legislation ہے ۔

مسودات قانون

دی گریٹر لاہور واٹر اینڈ سیوریج اتھارٹی بل 1974ء

وزیر قانون : جناب والا ! میں دی گریٹر لاہور واٹر اینڈ سیوریج اتھارٹی بل 1974ء پیش کرتا ہوں ۔

مسٹر سپیکر : دی گریٹر لاہور واٹر اینڈ سیوریج اتھارٹی بل 1974ء پیش کر دیا گیا ہے ۔

This is referred to the concerned Standing Committee. The report to come within a fortnight ?

وزیر قانون : جناب والا ! جلدی کر لیں ۔ ورلڈ بینک والے آ رہے ہیں اس میں ہم سب کا فائدہ ہو گا ۔ within ten days کر لیں ۔

حاجی فیض اللہ خان : جناب والا ! fortnight کر دیا جائے ۔

مسٹر سپیکر : یا تو دو دن کر لیں یا fortnight کر لیں ۔

وزیر قانون : جناب والا ! fortnight کر لیں ۔

Mr. Speaker : -The report to come within 14 days, Sardar Saghir Ahmed.

دی ویسٹ پاکستان گورنمنٹ ایمپلائیز ویلفیئر فنڈ (پنجاب امنڈمنٹ) بل 1974ء

وزیر قانون : جناب والا ! میں دی ویسٹ پاکستان گورنمنٹ ایمپلائیز ویلفیئر فنڈ (پنجاب امنڈمنٹ) بل 1974ء پیش کرتا ہوں ۔

مسٹر سپیکر : دی ویسٹ پاکستان گورنمنٹ ایمپلائیز ویلفیئر فنڈ (پنجاب امنڈمنٹ) بل 1974ء پیش کر دیا گیا ہے ۔

This is referred to the concerned Standing Committee. The report to come within a fortnight.

دی ویسٹ پاکستان موٹر وہیکلز (پنجاب امنڈمنٹ) بل 1974ء

وزیر قانون : جناب والا ! میں دی ویسٹ پاکستان موٹر وہیکلز (پنجاب امنڈمنٹ) بل 1974ء پیش کرتا ہوں ۔

مسٹر سپیکر : دی ویسٹ پاکستان موٹر وہیکلز (پنجاب امنڈمنٹ) بل 1974ء پیش کر دیا گیا ہے ۔

It is referred to the concerned Standing Committee. The report to come within a fortnight.

مسودہ قانون مرکب خوراک برائے مویشیاں مصدرہ 1974 (جاری)

(کلاز 23)

مسٹر سپیکر : ہم کمپاؤنڈ فیڈنگ سٹف بل 1974ء کر رہے تھے - بل کی کلاز نمبر 23 زیر غور ہے - سوال یہ ہے -

کہ کلاز نمبر 23 بل کا حصہ بنے -

(تحریک منظور کی گئی)

(کلاز 24)

مسٹر سپیکر : اب بل کی کلاز نمبر 24 زیر غور ہے - سوال یہ ہے -

کہ کلاز 24 بل کا حصہ بنے -

(تحریک منظور کی گئی)

(Clause 2)

Mr. Speaker : No. 24 of Ist Supplement.

Haji Muhammad Saifullah Khan : It becomes infructuous. I would like to move 25. Sir, I beg to move :-

> That in sub-para (iii) of para (a) of Clause 2 of the Bill, as recommended by the Standing Committee on Agriculture, Planning and Development, for the words "rules made under this Act" occurring in line 4, the words "Act or rules made thereunder" be substituted.

Minister for Law : Accepted.

Mr. Speaker : The amendment moved is :-

> "That in sub-para (iii) of para (a) of Clause 2 of the Bill, as recommended by the Standing Committee on Agriculture, Planning and Development, for the words "rules made under this Act"

occuring in line the words "Act or rules made thereunder" be substituted.

Now Amendment No 1 of fourth Supplement. I read it on behalf of Sh. Aziz Ahmad.

Mr. Speaker : The amendment moved is :-

"That for para (iii) of sub-clause (a) of Clause 2 of the Bill, as recommended by the Standing Committee on Agriculture, Planning and Development, the following be substitued, namely :-

"(iii) which is processed mixed, coloured, powdered or coated with any other substance in contravention of any provisions of this Act or rules made thereunder."

Now Amendment No. 2 of 2nd Supplement.

Begum Rehana Sarwer Shaheed : Sir, I move :

"That for para (i) of Sub-clause (c) of Clause 2 of the Bill, as recommended by the Standing Committee on Agriculture, Planning and Development, the following be substituted namely :-

"(i) a complete feed, including a customer-formula feed."

Mr. Speaker : The amendment moved is :-

"That for para (i) of sub-clause (c) of Clause 2 of the Bill, as recommended by the Standing Committe on Agricul-

ture, Plannding and Development, the following be substituted, namely :-

"(i) a complete feed, including a customer-formula feed."

Now Amendment No. 3 of the Second Supplement.

Malik Muhammad Azim : Sir, I move :-

"That for sub-claue (d) of Clause 2 of the Bill, as recommended by the Standing Committee on Agriculture, Planning and Development, the following be substituted namely :

"(d) 'Customer-formula feed' means a mixture of feed ingredients which may contain one or more compound feeding stuffs each of which is formulated in the manner prescribed."

Mr. Speaker : The amendment moved is :-

"That for sub clause (d) of Clause 2 of the Bill, as recommended by the Standing Committee on Agriculture Planning and Development, the following be substitued, namely :-

"(d) 'Customer-formula feed' means a mixture of feed ingredients which may contain one or more compound feeding stuffs each of which is formulated in the manner prescribed."

Mr. Speaker : Amendment No. 2 is actually the same as the amendment given in the fourth supplement. Therefore, I will put the amendment of fourth supplement.

The question before the House is :-

"That for para (iii) of sub-clause (a) of Clause 2 of the Bill, as recommended by the Standing Committee on Agriculture, Planning and Development, the following be substituted, namely :-

"(iii) which is processed mixed, coloured, powdered or coated with any other substance in contravention of any provisions of this Act or rules made thereunder."

(*The motion was carried*)

Mr. Speaker : Consequently Amendment No. 25 of 1st Supplement is not taken.

Now the question before the House is :-

"That for para (i) of sub-clause (c) of Clause 2 of the Bill, as recommended by the Standing Committee on Agriculture, Planning and Development, the following be substiuted, namely."

"(i) a complete feed, including a customer-formula feed."

(*The motion was carried*)

Mr. Speaker : The question is :-

"That for sub-clause (d) of Clause 2 of the Bill, as recommended by the Standing Committee on Agriculture, Planning and Development, the following be substituted, namely :

(d) 'Customer-formula feed' means a

mixture of feed ingredients which may contain one or more compound feeding stuffs each or which is formulated in the manner prescribed."

(*The motion was carried*)

مسٹر سپیکر : اب سوال یہ ہے ۔
کہ ترمیم شدہ صورت میں کلاز 2 بل کا حصہ بنے ۔

(تحریک منظور کی گئی)

Mr. Speaker : Now we take up clause No. 1, Amendment No. 4 of 2nd Supplement.

Bugum Rehana Sarwar Shaheed : Sir, I move :-

"That for sub-clause (3) of Clause 1 of the Bill, as recommended by the Standing Committee on Agriculture, Planning and Development, the following be substituted, nmely :-

"(3) It shall come into force on such date as the Government may appoint and shall apply to such compound feeding stuff as the Government may specify."

Mr. Speaker : The Amendment moved, the question is :-

"That for sub-clause (3) of Clause 1 of the Bill, as recommended by the Standing Committee on Agriculture, Planning and Development, the following be substituted, namely :-

"(3) It shall come into force on such date as the Government may appoint and shall apply to such

compound feeding stuff as the Government may specify.".

(The motion was carried)

مسٹر سپیکر : اب سوال یہ ہے ۔

کہ کلاز ۱ ترمیم شدہ صورت میں بل کا حصہ بنے ۔

(تحریک منظور کی گئی)

(پری ایمبل)

مسٹر سپیکر : اب بل کا پری ایمبل زیر غور ہے ۔ سوال یہ ہے ۔

کہ پری ایمبل بل کا حصہ بنے ۔

(تحریک منظور کی گئی)

لونگ ٹائٹل

مسٹر سپیکر : اب بل کا لونگ ٹائٹل زیر غور ہے ۔ اس میں کوئی ترمیم نہیں ہے ۔

Therefore it forms part of the Bill.

Now we go on to the third reading. The Law Minister to move the next motion.

Minister for Law : Sir, I move :-

That the Punjab Compound Feeding Stuff Bill, 1974 be adopted.

Mr. Speaker : The motion moved is :-

That the Punjab Compound Feeding Stuff Bill, 1974 be adopted.

(The motion was carried)

The Bill stands passed.

مسودہ قانون (ترمیم پنجاب) حکم (اصلاحات) انجمن ہائے امداد باہمی مصدرہ 1974

مسٹر سپیکر : اب ہم مسودہ قانون (ترمیم پنجاب) انجمن ہائے امداد باہمی مصدرہ 1974ء لیتے ہیں ۔ وزیر قانون ۔

وزیر قانون : جناب والا ! میں تحریک پیش کرتا ہوں ۔

کہ مسودہ قانون (ترمیم پنجاب) حکم (اصلاحات) انجمن ہاء امداد باہمی مصدرہ 1974ء فی الفور زیر غور لایا جائے ۔

مسٹر سپیکر : یہ تحریک پیش کی گئی ہے ۔

کہ مسودہ قانون (ترمیم پنجاب) حکم (اصلاحات) انجمن ہاء امداد باہمی مصدرہ 1974ء فی الفور زیر غور لایا جائے ۔

سید قابش الوری ۔ حاجی محمد سیف اللہ خان : ہم اس کی مخالفت کرتے ہیں ۔

مسٹر سپیکر : حاجی محمد سیف اللہ خان ۔ حاجی صاحب ۔ آپ کی تقریر سے قبل میں ایک ضروری بات کرنی چاہتا ہوں ۔ میرے پاس یہ تجویز پیش کی گئی تھی کہ وزیر اعظم صاحب 14 اکتوبر کو بہاولپور تشریف لے جا رہے ہیں اور بہت سے فاضل ارکان جو حزب اقتدار اور حزب اختلاف دونوں جانب سے تعلق رکھتے ہیں کی یہ خواہش تھی کہ ممبران کا وہاں پہنچنا بہت ضروری ہے بالخصوص وہ ممبران جو اس ڈویژن یا اس ضلع سے تعلق رکھتے ہیں مثلاً ملتان اور ساہیوال ۔ وہ چاہتے تھے کہ انہیں وہاں جانے کا موقع دیا جائے ۔ فاضل وزراء صاحبان اس سے کچھ زیادہ اتفاق نہیں رکھتے تھے ۔ وہاں یہ تاثر دیا گیا تھا کہ کل بروز جمعرات سرکاری کارروائی ہو جائے اور اگلے دن غیر سرکاری کارروائی ہو جائے اور اس کے بعد ایک ہفتے کے لئے ایوان کی کارروائی ملتوی کر دی جائے تاکہ ممبران ۔۔

حاجی محمد سیف اللہ خان : جناب ! دس دنوں کے لئے ۔

مسٹر سپیکر : ایک ہفتے کے لئے کہا گیا تھا ۔

حاجی فدا سیف اللہ خان : جناب والا ! وزیر اعظم کا دورہ 11 تاریخ تک ہے اور دس روز بعد پہلے ممبران کے لئے ممکن نہیں ہوگا کہ وہ اجلاس میں آ سکیں ۔ تو یہ دس دنوں کے لئے ملتوی فرمائیں ۔

مسٹر سپیکر : اصل میں میں دس دنوں کے لفظ سے تھوڑا سا الرجک ہوں ۔ اگر غیر معینہ مدت کے لئے ملتوی کر دیا جائے تو فاضل ممبران کو ضابطے کے تحت لرق پڑ جاتا ہے اور اگر چند روز کے لئے کہا جائے تو پھر وہ بذریعہ ہوائی جہاز سفر کر سکتے ہیں اور جب واپس آتے ہیں تو ان کا ریل یا ہوائی جہاز کا کرایہ دوگنا ہو جاتا ہے ۔ فاضل ممبران بھی کافی حد تک میری طرح الرجک ہیں کیونکہ اس سے یہ تاثر پیدا ہوتا ہے کہ فاضل ممبران زیادہ الاؤنس حاصل کرنے کے لئے ایوان کی کارروائی ملتوی کراتے ہیں جو رولز کے تحت زیادہ سے زیادہ ہے ۔ میں نے دفتر میں حساب لگایا ہے کہ غیر معینہ عرصہ کے لئے ملتوی کرنے کی نسبت دس روز کے لئے ملتوی کرنے سے زیادہ خرچہ پڑتا ہے ۔ اگر آپ سب چاہتے ہیں تو ۔ ۔ ۔

آوازیں : 9 روز کے لئے ملتوی کر دیں ۔

وزیر قانون : جناب والا ! میں ایوان کی رائے کے خلاف نہیں جا سکتا ۔

حاجی فدا سیف اللہ خان : جناب والا ! دس روز کے لئے ٹھیک ہے ۔

مسٹر سپیکر : مجھے ایوان کی رائے کا پتہ چل گیا ہے تو اس کے مطابق حتمی اعلان میں جمعہ کو کروں گا ۔ بہر حال کل ایوان کا سرکاری کارروائی کا دن ہوگا اور اگر آپ نے غیر معینہ عرصہ کے لئے ملتوی نہیں کرنا تو پھر جمعرات پہلے حساب کی طرح رہے گی ۔

وزیر قانون : جناب والا ! جمعرات ہمیں دے دیں ہم ادھار نہیں رکھیں گے ۔

حاجی فدا سیف اللہ خان : دے دیں مگر یہ ادھار واپس کبھی نہیں کرتے ۔

مسٹر سپیکر : حاجی محمد سیف اللہ خان ۔

حاجی محمد سیف اللہ خان : جناب والا ! موجودہ قانون جو آج اس ایوان کے زیر بحث ہے وہ انجمن یا امداد باہمی سے متعلق ہے اور میں ایوان کو یہ بھی یاد دلاؤں کہ یہ قانون پہلی بار اس ایوان میں نہیں آ رہا بلکہ یہ قانون اس ایوان میں تیسری بار پیش کیا جا رہا ہے ۔ جن ترامیم کے لئے بار بار اس ایوان میں اس بل کو نئی شکل میں پیش کیا جاتا ہے تو اس بات کا اظہار ہم نے پہلے ہی روز جب یہ بل پہلی بار منظوری کے لئے پیش ہوا تھا کر دیا تھا کہ آپ کا یہ بل قطعی طور پر غیر جمہوری ہے ۔ آپ اس پر عمل درآمد نہیں کر سکیں گے ۔ جن خواہشات اور جن محرکات کے تحت آپ اسے نافذ کرنا چاہتے ہیں وہ کبھی بھی روبہ عمل نہیں ہو سکیں گے ۔ یہی وجہ ہے کہ آج وہی بل تیسری بار اس ایوان میں پیش ہو رہا ہے اور پھر اسی غلطی کو تیسری بار دھرانے کی کوشش کی جا رہی ہے ۔ پیشتر اس کے کہ میں اس ترمیم کے متعلق کچھ عرض کروں ۔ میں یہ بیان کر دینا ضروری سمجھتا ہوں کہ یہ ترمیم لائی کیوں جا رہی ہے ۔ اس کا مقصد اور مدعا کیا ہے اور ہمارے سامنے اصل قانون کیا ہے جس کی ہم نے پہلے دن ہی مخالفت کی تھی ۔ آج بھی مخالفت کریں گے اور جتنی بار یہ بل ایوان میں پیش ہوتا رہے گا ہم بار بار کہیں گے کہ اس قسم کا قانون بنا کر آپ اس ایوان کا قیمتی وقت اور سرمایہ اس طرح صرف نہ کریں ۔ جناب والا! یہ ترمیم اس کلاز کے اس سیکشن کے متعلق ہے جو مسودہ قانون حکم (اصلاحات) انجمن ہاء امداد باہمی صوبہ پاکستان نے 15 مارچ 1972ء کو نافذ کیا تھا جس میں یہ لکھا ہوا تھا کہ

> "No person ceasing to hold the office of a member of a committee in pursuance of Clause (2) and no person who has been a member of a committee referred to in Clause (1) for the sixth consecutive years immediately preceding the first day of February, 1972 shall be eligible for membership of the committee except after the expiration of a period of 12 months....."

(شروع میں 12 ماہ تھی ۔ اس میں ترمیم کرکے
24 ماہ منظور کیا گیا)

".....from the commencement of this Order."

جناب والا ! اس آرڈر کا مقصد یہ تھا کہ انجمن باہ امداد باہمی جو بالخصوص دیہی سطح پر ہوتی ہیں جن کا مدعا اور مقصد دیہی معیشت کو بہتر بنانا ہے اور بالخصوص دیہی عوام کی فلاح و بہبود کا طریق کار متعین کرنے کے لئے اور انہیں اپنی دیہی ضروریات میں خود کفیل ہونے کے لئے ایک انجمن امداد باہمی بنائی جاتی تھی جو وقتاً فوقتاً ان کی امداد کیا کرتی تھی ۔ چاہئے تو یہ تھا کہ جس طرح ہم دعویٰ کرتے ہیں جس طرح ہم ببانگ دھل کہا کرتے ہیں کہ ہم جمہوریت کو فروغ دیتے ہیں ۔ رائے عامہ کا احترام کرتے ہیں ہمیں اس طرف زیادہ سے زیادہ توجہ دینی چاہئے تھی اور وہ قانون جو کہ جمہوریت کشی کے مترادف ہے اسے بہ یک قلم منسوخ کر دینا چاہئے تھا مگر افسوس کہ وہ عوامی حکومت اور وہ عوامی نمائندے جو کہ جمہوریت کا راگ الاپتے ہیں وہ آج جمہوریت کشی کی کوشش میں بے در بے مصروف ہیں اور یہ کلاز جو اس سیکشن میں رکھی گئی ہے کہ کوئی ممبر جو انجمن امداد باہمی کا متواتر چھ سال تک ممبر رہا ہو اسے یہ اختیار نہیں ہوگا ۔ پہلے یہ کہا گیا تھا کہ 12 مہینے تک دوبارہ اس کی رکنیت حاصل نہیں کر سکے گا ۔ وہ اس عہدے کے لئے دوبارہ بارہ مہینے تک قطعی طور پر انتخاب نہیں لڑ سکے گا ۔ پھر اس کے بعد جب وہ پروویژن نافذ نہ ہو سکی اور بارہ مہینے کی میعاد ختم ہو [illegible] ایوان میں ایک بل آیا کہ جناب ! اس مدت کو چوبیس مہینے تک [illegible] کہ ہم ابھی تک عوامی جمہوریت کشی نہیں کر سکے اور ہم مزید کرنا چاہتے ہیں ۔ ہماری چیخ و پکار ، ہمارے واویلے اور توجہ مبذول کرانے کے باوجود اپنی اکثریت کے بل بوتے پر چوبیس مہینے کی میعاد منظور کرا لی گئی ۔ نہایت افسوس کا مقام ہے کہ چوبیس مہینوں میں بھی وہ اپنا مدعا پورا نہیں کر سکے ۔ عوام کی رائے کو دبانے کا اور احترام کرنے کا جو مقصد آپ کے سامنے تھا ، وہ آپ اس مدت میں بھی پورا نہیں کر سکے اور آج پھر ایک ترمیم ہمارے پاس آ گئی ہے کہ

اب وہ مدت چوبیس مہینے سے بڑھا کر چھتیس مہینے کر دی جائے تاکہ ہم اپنے مقاصد کی تکمیل کر سکیں ۔ اس کا مقصد کیا ہے ؟ چھتیس مہینے کرانے کا مقصد صرف یہی ہے کہ ان ممبران اور ان عہدیداروں کو جنہیں عوام منتخب کرتے ہیں ، جن کی کار گزاری بہتر ہو ، جو عوام سے براہ راست تعلق رکھتے ہوئے عوام کے ووٹوں سے ہی منتخب ہوتے ہیں ، جن کے لئے عوام کو ہمارے بنیادی قانون میں ، ہمارے آئین میں پوری آزادی ہے کہ وہ کسی کو بھی اپنی آزاد رائے سے منتخب کر سکتے ہیں تاوقتیکہ کسی بھی قانون کے تحت وہ نا اہل قرار نہ دیئے گئے ہوں اور نا اہلی کی بھی شرائط ہوا کرتی ہیں کہ اس نے ملک کے خلاف کوئی کام کیا ہو ، اس کی نیت ٹھیک نہ ہو ، اس نے قانون کی کوئی خلاف ورزی کی ہو ، وہ کسی سزا کا مستوجب ہوا وہ کسی کورپشن کا مرتکب ہوا ہو ۔ یہ نا اہلی کی صورتیں ہوا کرتی ہیں ۔ لیکن اب اس قانون میں یہ رکھ دیا گیا ہے کیونکہ حکومت اس طرح سے ان لوگوں کو برداشت نہیں کر سکتی جن کو عوام کا اعتماد حاصل ہے ۔ حکومت اپنی مرضی کے آدمی مسلط کرنا چاہتی ہے ۔ حکومت خائف ہے کہ اس وقت جو لوگ سوسائٹیوں میں عہدیدار ہیں یا کام کر رہے ہیں انہیں کسی طریقے سے بھی الگ نہیں کیا جا سکتا کیونکہ ان کے ساتھ رائے عامہ ہے ۔ سوائے اس کے اور کوئی طریق کار نہیں ہے کہ ہم ایک قانون بنا دیں اور اس کے ذریعے سے ہم یہ پابندی لگا دیں کہ خواہ ایسے علاقے کے عوام درست اور دیانت دار سمجھتے ہوں ، خواہ انہیں سوسائٹی کا تمام تر اعتماد حاصل ہو ، مگر وہ تین سال تک انتخاب نہیں لڑ سکتا ۔ وہ اس عہدے پر نہیں آ سکتا ۔ مجھے اس کا مقصد اور افادیت تو بتا دیجئے ۔ کیا جمہوریت اسی کا نام ہے ؟ کیا جمہوریت پروری اسی کو کہتے ہیں ؟ پھر آج تک جس کا مفہوم بھی آپ نہیں سمجھ سکے ۔ جس کے مدعا کا بھی آپ کو علم نہیں ۔ جس کو آپ پورے تین سال میں نافذ بھی نہیں کر سکے ، پھر ایسے اس میں مزید توسیع کروانے کا کیا فائدہ ہے ۔ آخر کوئی ادارہ تو اس ملک میں رہنے دیجئے ۔ کسی ادارے کی فلاح کے لئے تو تھوڑا بہت کام کیجئے ۔ کون سا وہ سیکٹر ہے جسے آپ نے باقی چھوڑا ہے ۔ کون سا وہ فلاحی ادارہ ہے جو اس وقت تک آپ کی زد سے محفوظ ہے ۔ جو

ادارے مخرج طریقے سے اس سوچ میں کام کر رہے ہیں وہ ہی جمہوری سوسائٹیاں ہیں ۔ عوام کے پاس دو ہی ادارے ہوا کرتے تھے ۔ لوکل گورنمنٹ تھی یا یہ کوآپریٹو سوسائٹیاں تھیں ۔ لوکل گورنمنٹ تو وعدہ فردا پر ہے ۔ معلوم نہیں کب بحال ہوگی ۔ ان کا متبادل تو آپ نے کر دیا ۔ کم میونسپل کمیٹیوں اور ٹاؤن کمیٹیوں کا بیڑا غرق کرکے اب آپ سوچ رہے ہیں کہ ہم اسے عوام کے سپرد کریں گے تاکہ آپ کی تمام تر کارکردگی کی ملامت اور ذمہ داری ان عوامی نمائندوں پر آئے جو بلدیوں آپ کے اپریل میں منتخب ہو کر آئیں ۔ یہ ادارے تو اتنے بگڑ چکے ہیں کہ سنبھل نہیں سکتے ۔ ان اداروں کی بربادی کی طرف بھی آپ نے اب قدم اٹھانے شروع کر دیئے جن کا تعلق زیادہ تر مالیات سے اور عوام کی براہ راست معیشت سے ہوتا ہے ۔ خدا را ، سوچئے قانون کو پاس کرانا ، بالخصوص آپ کے لئے نہایت آسان ہے ، کیونکہ آپ واضح اکثریت میں ہیں ۔ اکثریت کے بل بوتے پر جس طرح کا قانون آپ چاہیں پاس کروا سکتے ہیں ۔ جس طرح چاہیں اپنی منشا کو پورا کر سکتے ہیں ۔ لیکن یاد رکھیں ، آنے والی تاریخ اور آنے والا مورخ کسی بھی صورت میں آپ کو معاف نہیں کر سکتا ۔ آخر اس کا مقصد کیا ہے ؟ آپ اس قسم کا قانون لائیے کہ جو شخص سوسائٹی میں کسی قسم کی corruption دھاندلی یا اپنے اختیارات کا ناجائز استعمال کرے ، اسے تین سال نہیں ، بلکہ ہمیشہ کے لئے رکنیت سے علیحدہ کر دیں اور اسے انتخاب لڑنے کے لئے نا اہل قرار دے دیں ۔ اس پر ہمیں کوئی اعتراض نہیں ہو گا ۔ لائیے ہمارے ہاتھ کورپٹ آدمی کے خلاف ہمیشہ وسیع رہے ہیں ۔ ہم آپ کی مدد کرنے کے لئے تیار ہیں ۔ کورپشن کا الزام بھی اس کے خلاف نہ ہو ، اور کوئی چارج بھی نہ ہو اور ہم اسے نااہل قرار دے دیں بے در بے بارہ مہینے میں اور پھر اس کے بعد چوبیس مہینے میں آپ انہیں نا اہل قرار نہیں دے سکے ۔ اب چھتیس مہینے اور اس کے بعد اڑتالیس مہینے ! حکومت کو کم از کم کچھ خیال کرنا چاہئے تھا کہ آئین لیجسلیشن کے تقاضے بھی ہوا کرتے ہیں ۔ اس لیجسلیشن اور اس ایوان کے تاریخیں مرتب ہوا کرتی ہیں ۔ ہمیشہ اس کے ریکارڈ دیکھ کر مورخ تاریخ بنایا کرتے ہیں کیا کہا جائے گا کہ کس قسم کی حکومت اور کس قسم کا

ایوان تھا ۔ کسی نے حکومت کو کبھی ٹوکا تک نہیں کہ آخر آپ کی منشا اور مدعا ہے کیا ؟

(اس مرحلے پر مسٹر ڈپٹی سپیکر کرسی صدارت پر تشریف فرما ہوئے)

اگر آپ کی منشا اور مدعا تھا کہ اس کے فوراً بعد بارہ مہینے تک ان کو ایک پابندی لگانی چاہئے تھی تو انہی بارہ مہینوں میں آپ انتخاب کرا لیتے ۔ پھر چوبیس مہینے تک مدت بڑھوائی اور پھر بھی انتخاب نہیں کرا سکے ۔ اب چھتیس مہینے کی میعاد بھی لے رہے ہیں ۔ خدا کا خوف کیجیے ۔ ایک طرف تو آپ انتخابات سے گھبراتے ہیں ، جب بھی انتخابات کا نام آتا ہے ، آپ چونک اٹھتے ہیں ، کیونکہ جب تک کوریشن نہ ہو ، جب تک دھاندلی نہ ہو ، جب تک آپ دباؤ نہ ڈالیں ، جب تک آپ زبردستی سے الیکشن کے نتیجے حاصل نہ کریں ، اس وقت تک آپ کو انتخابات کرانے کی جرأت نہیں ہوتی اگر یہ صورت حال ہے تو پھر کیوں آپ اس قسم کے اداروں کے پیچھے پڑ گئے ہیں ۔ آپ انتخاب بھی نہیں کرا سکتے ، آپ ان لوگوں کو برداشت بھی نہیں کر سکتے ۔ جنہیں عوام کی رائے حاصل ہے ، جنہیں عوام کا اعتماد حاصل ہے ، جن کے خلاف کسی قسم کا کوئی چارج نہیں اور پھر بھی آپ انہیں نہیں چاہتے ۔ جناب والا ! یہ بڑی سے بڑی دلیل ہی دیں گے کہ جناب ، ہم تو ان لوگوں کی اجارہ داری کو ختم کرنا چاہتے ہیں جو کئی سالوں سے اس پر مسلط ہیں ۔ ہم تو ان لوگوں کو ختم کرنا چاہتے ہیں جنہوں نے ماضی میں ان سوسائٹیوں کا بیڑا غرق کیا ۔ میں پوچھنا چاہتا ہوں کہ کیا ختم کرنے کا یہی طریق کار ہے ؟ یہ تو وہ طریق کار ہے جسے ہمیشہ مذموم نگاہ سے دیکھا گیا اور جس کی اجازت کسی بھی جمہوری معاشرے میں کبھی بھی نہیں دی جاتی رہی ۔ جناب والا ! جب بھی اس ملک میں مارشل لا کا نفاذ کیا گیا اور جب بھی جمہوری اداروں کا خاتمہ مارشل لا کے ذریعے کیا گیا تو ہر ڈکٹیٹر نے یہی جواز پیدا کیا کہ یہ ادارے اب کام نہیں کر رہے تھے ۔ ہم عوام کی جان ان اداروں سے اور ان کی اجارہ داری سے چھڑانا چاہتے تھے ۔ کسی بھی مہذب معاشرے میں کسی بھی مہذب شخص نے ان کے اس جواز کو تسلیم نہیں کیا تھا ۔ معاشرہ ہمیشہ سالیکل سے چلا کرتا ہے اگر آپ پرونٹ ،

ایک طریق کار کے تحت اور غیر جانبداری کے ساتھ انتخابات کرائے جائیں اور عوام کو رائے دینے کی کھلی آزادی دی جائے تو سوال ہی نہیں پیدا ہوتا کہ کسی کی اجارہ داری قائم ہو سکے ، یا کسی کو کوریشن یا اس سے ناجائز فائدہ اٹھانے کا موقع مل سکے ۔ کوریشن اس وقت ہوتی ہے جب آپ سائیکل بند کرتے ہیں ۔ اداروں کا بیڑا غرق تو اس وقت ہوتا ہے جب اس سائیکل کو آپ چلنے نہیں دیتے ۔ انتخاب کے نام سے آپ گھبراتے ہیں جس طرح لوکل باڈیز کا حشر آپ نے کیا ہوا ہے ۔ آپ آزادی سے الیکشن کرائیں ۔ آپ ان کی معیاد ایک سال رکھ دیجئے ، دو سال رکھ دیجئے ۔ ضروری نہیں کہ پانچ پانچ سال تک وہ مسلط رہیں ۔ سائیکل کو تیزی سے چلائیے تاکہ عوام بھی بیدار ہوں ۔ وہ جج کر سکیں کہ فلاں سوسائٹی کا عہدیدار غلط ہے ، فلاں سوسائٹی کا عہدیدار کورپٹ ہے ۔ اس کی علیحدگی کا طریق کار آپ اختیار کریں ۔ جہاں تک اصل قانون کا تعلق ہے ، وہ تو پہلے ہی واضح ہے ، اس لئے میں اس پر نہیں آتا ۔ وہ میرے فورکارنرز میں نہیں ہے ۔ میرے فورکارنرز میں صرف یہ توسیع ہے جو چوبیس سے چھتیس مہینے کرا رہے ہیں ۔ ورنہ اگر فاضل وزیر قانون ، وزیر امداد باہمی اصل قانون کو ، اس آرڈر کو پڑھ لیں ، مجھے یقین ہے کہ انہوں نے صرف ترمیم کو پڑھا ہے ، یہ نہیں دیکھا کہ یہ کس قانون کی ترمیم ہے ۔ وہ قانون جس میں اس حد تک درج کر دیا گیا ہے کہ اگر کسی سوسائٹی کے ایک تہائی ممبر استعفیٰ دے دیں تو ساری سوسائٹی کو توڑ دو ۔ جناب والا یہ اس قانون کا حصہ ہے ۔ مثال کے طور پر اگر ایک تہائی اکثریت حاصل نہیں کر سکتے ، وہ اپنے عہدیدار منتخب نہیں کر سکتے اور بعض ان عہدیداروں کو جو اکثریت کی بنا پر آئے ہیں ، جو عوام کی رائے اور جمہوری تقاضوں کے تحت آئے ہیں ۔ اس میں تو آپ نے ایک تہائی کو اختیار دے دیا ہے کہ وہ جس وقت چاہے سوسائٹی کو ختم کر دے ۔ اس توسیع کا مدعا اور مقصد یہ ہے کہ ایسا کارنامہ انجام دیا جائے کہ تشکیل پانے والا قانون کسی لحاظ سے جمہوری قانون نہ کہلایا جا سکے ۔ یہ کونسی جمہوریت ہے ؟ ہم تو ہمیشہ یہ سنتے آئے ہیں کہ جب اسمبلی کی اکثریت چاہے ، حکومت بدل دے ۔ یہ جمہوری انداز ہے ۔ اسمبلی کی اکثریت جس کی بھی چاہے حکومت تشکیل دے دے ۔

یہ ایک مسلمہ اصول اور مسلمہ قانون ہے ۔ کیا یہ اصول آپ اس اسمبلی میں بھی روا رکھ دیں گے اور اگر اس اسمبلی کی ایک تہائی majority اور ایک تہائی لوگ آپ کے خلاف عدم اعتماد کا ووٹ پاس کر دیں یا ایک تہائی لوگ اس اسمبلی سے استعفیٰ دے دیں تو آپ کی حکومت ٹوٹ جائے گی دنیا کا کوئی ایسا قانون ہے جو قانون آپ امداد باہمی کے ذریعے نافذ کر رہے ہیں اور جس قانون کو مسلط کرنے کے لئے آپ مزید سے مزید توسیع لے رہے ہیں آخر ہم نے بھی جواب دینا ہے ۔ آپ نے بھی جواب دینا ہے ۔

شیخ عزیز احمد : پوائنٹ آف آرڈر ۔ میں حاجی صاحب کو ذرا آرام دلا دوں ۔ آپ ذرا سانس لے لیں ۔

جناب والا ! بل میں تو صرف یہ ہے کہ 24 کی بجائے 36 کر دیا جائے اب فاضل رکن اصل ایکٹ جو ہے یا اصل آرڈر جو ہے اس کی تمام کلاززز کو زیر بحث لا رہے ہیں ۔ اس میں تو ترمیم صرف یہ ہے کہ 24 کی جو فیگرز ہیں یا ہندسے ہیں ان کو 36 کر دیا جائے فاضل رکن اس کے لئے تو بحث کر لیں جناب والا !

حاجی محمد سیف اللہ خان : آپ تو قانون کو عملی جامہ پہنا رہے ہیں ۔

شیخ عزیز احمد : نہیں ۔ میں یہی عرض کر رہا ہوں کہ آپ اس پر تو بحث کر سکتے ہیں کہ 24 کی بجائے 36 کیوں کیا جائے لیکن اوورآل آرڈ جو ہے ۔ ۔ ۔

حاجی محمد سیف اللہ خان : پوائنٹ آف انفارمیشن ۔ جناب والا ! شیخ صاحب فرما دیں کہ 36 کیا ہے ۔ کیا 9 آدمی ہیں ۔ 36 ہے کیا یہ تو بتا دیں ۔

مسٹر ڈپٹی سپیکر : شیخ صاحب کی بات بالکل درست ہے ۔

شیخ عزیز احمد : تین جمع چھ چھتیس ہوتے ہیں ۔

حاجی محمد سیف اللہ خان : چھتیس کیا ہوتے ہیں ؟

شیخ عزیز احمد : اور کیا ہوتے ہیں ۔

حاجی محمد سیف اللہ خان : چھتیس ہے کیا ؟

شیخ عزیز احمد : آپ سمجھ لیں کہ کیا ہے ۔ مہینے ہیں ۔ میر ہیں ۔ کچھ بھی ہے ۔

مسٹر ڈپٹی سپیکر : حاجی صاحب ۔ شیخ صاحب کی بات اس حد تک درست ہے کہ آپ پورے کو نہ ڈسکس کریں لیکن اس بات کو ڈسکس کر سکتے ہیں کہ فیگرز کی تبدیلی کے بعد اس کے کیا اثرات مرتب ہوں گے اس پر آپ بحث کریں ۔

حاجی محمد سیف اللہ خان : جناب والا ! میں بھی یہی عرض کر رہا ہوں کہ یہ توسیع اس لئے مانگی جا رہی ہے کہ میں ان کی اطلاع کے لئے عرض کر دوں کہ چھتیس مہینے ہیں پہلے 24 مہینوں کے لئے آپ کی ترمیم تھی ۔ اب چھتیس مہینوں کے لئے اس کلاز کے ذریعہ ترمیم کرنا چاہتے ہیں اور وہی کلاز جس کا میں حوالہ دے رہا ہوں اس قانون کو روبہ عمل کرنے کے لئے اب 36 مہینے کی توسیع کر دی جائے کیونکہ پہلے بارہ مہینے تھے ۔ تو جناب والا ! جس چیز کے لئے نافذ کیا جا رہا ہے اور جس کے لئے میعاد مانگی جا رہی ہے وہ تو میں عرض کر رہا ہوں اور وہ ختم ہو گئی ہے ۔ وہ تو قانون ہی ختم ہو گیا ہے اور اس کو ختم ہونے دیں اور آپ نے 7 نیم کر لیا ہے کہ اس کی ضرورت نہیں رہی اور بار بار مردے میں جان ڈالنے ہے ۔ بار بار اس میں روح پھونکنے سے آپ کسی مقصد کو حاصل نہیں کر سکیں گے اور اگر آپ غور سے پڑھ لیں ۔ میں تو اب بھی اپنے وزیر قانون سے درخواست کروں گا ۔ اپنے وزیر امداد باہمی سے اب بھی استدعا کروں گا کہ خدا را وہ آرڈر تو پڑھ لیجئے جس کے لئے آپ توسیع مانگ رہے ہیں وہ پروویژن تو پڑھ لیجئے اور اگر آپ نے اچھی طرح سے اس پروویژن کو ، اس آرڈر کو پڑھ لیا آپ کی تمام تر توجہ شیخ صاحب کی طرح صرف ترمیم 24 اور 36 پر رہی اور آپ نے یہ نہیں دیکھا کہ ایسے 24 اور 36 کرنے سے اس کے اثرات کیا ہوں گے ۔ اس کا آخر نتیجہ کیا نکلے گا خدا را اس قسم کے قانون اس ایوان سے پاس نہ کرالیں یہ ویسے بھی سنگر کا کام ہے ۔ یہ قانون ویسے بھی جناب پریذیڈنٹ نے نافذ کیا تھا اور پریذیڈنٹ

بھی چوہدری فضل الٰہی نہیں بلکہ وزیر اعظم جناب ذوالفقار علی بھٹو نے نافذ کیا تھا اور انہوں نے صرف بارہ مہینے کی مہلت آپ کو دی تھی ۔ اگر آپ جمہوریت کشی کرنا بھی چاہتے ہیں صرف آپ بارہ مہینے میں کر لیجئے اس بارہ مہینے کی مدت کو بھی 24 کرایا اور اب 36 کرا رہے ہیں ۔ خدا را خوف کیجئے اس سے کوئی مقصد حاصل نہیں ہو گا ۔ آپ جمہوریت کی طرف آئیے ۔ آپ اس کے لئے نا اہلی کی پروویژن لائیے ۔ ہم آج ہی اسی قانون میں اس کو پاس کر کے دیتے ہیں ۔ آپ اس میں لکھ دیجئے کہ جو شخص اس کوآپریٹو سوسائٹی کے مفاد کے خلاف کسی قسم کی کوئی کارروائی کرے اسے ہمیشہ کے لئے اس سوسائٹی کی رکنیت اور عہدہ سے محروم کر دیا جائے گا ۔ ہم ابھی اسی وقت جناب والا ! پاس کر دینے کے لئے تیار ہیں اور اسی کو عوام چاہتے ہیں جس کے خلاف شکایت نہ ہو ۔ جس کے خلاف کسی قسم کا الزام نہیں محض اس کی سزا یہی ہے کہ وہ اتنا popular ہے کہ وہ چھ سال سے متواتر سوسائٹی کا عہدیدار چلا آ رہا ہے لہذا اس جرم کی پاداش میں کہ وہ چھ سال اس سوسائٹی کا عہدیدار رہا کیوں ہے ۔ چھ سال میں جناب اس قدر مقبول ہوا کیوں ہے ۔ اس پاداش میں ہم اسے یہ سزا دیں گے کہ تم جناب اتنے عرصہ کے لئے (بارہ مہینے) کوئی بھی عہدہ کے لئے الیکشن نہیں لڑ سکتے ۔ جرم تو یہی ہے کہ وہ شخص چھ سال سے متواتر خدمت کر رہا ہے ۔ اس کو سزا اس کی دی جا رہی ہے کہ وہ عوام میں اور دلعزیز ہے ۔ انہوں ڈر ہے کہ وہ دوبارہ آ جائے گا ۔ یہ طریق کار نہیں ہے آپ عوام کو حاکم اعلیٰ تسلیم کریں ۔ آپ عوامی رائے کا احترام کریں ۔ ایک طرف تو آپ یہ کہتے ہیں کہ جناب ہماری عوامی حکومت ہے ہمارا عوامی راج ہے ۔ ہم عوام کی حاکمیت کو تسلیم کرتے ہیں اور دوسری طرف عوام کو کہتے ہیں کہ نہیں تم جسے چاہو گے ہم اسے نہیں آنے دیں گے ۔ وہی شخص آئے گا جسے ہم چاہیں گے ۔ اس قسم کے قوانین نہ بنائیے ۔ خدا را اپنے ساتھ انصاف کیجئے اور اس ادارے کے ساتھ انصاف کیجئے اور آپ جمہوری سائیکل کو لازمی سے چلائیے ۔ جب تک یہ سائیکل نہیں چلے گا ملک میں کسی قسم کا معاشرہ پنپ نہیں سکے گا ۔ ملک ترقی نہیں کر سکے گا اور ملک کی بقا ہمیشہ خطرے میں رہے گی جس طرح سائیکل کو بند

کرنے میں ہوتی ہے ۔ میں استدعا کروں گا کہ اس extension کا کوئی فائدہ نہیں ہے اور ان سے میں گزارش کروں گا کہ وہ اس بل کو واپس لیں اور ان سوسائٹیوں کے جن کے الیکشن انہوں نے روکے ہوئے ہیں ۔ جن کے انتخابات تین سال سے نہیں ہو رہے ۔ جن پر آپ نے کوآپریٹو سوسائٹیز کے افسران کو لاجالز طریقہ سے مسلط کیا ہوا ہے ۔ اب ان میں عوامی حاکمیت پیدا کیجیئے ۔ عوامی نمائندگی ان کو دیجیئے اور انہیں کھلا چھوڑیئے وہ اپنے انتخابات کرائیں اور وہ امداد باہمی کی سوسائٹیوں کو جس طرح ان کا نام ہے اس طریقہ سے سوسائٹیاں چلیں اور آپس میں باہمی ربط ہے ۔ باہمی افہام و تفہیم ہے ۔ باہمی اخلاق سے باہمی رابطے سے ان کا کام چلے تاکہ یہ ادارے جو عوامی معیشت میں اہم کردار رکھتے ہیں آسانی سے کام کر سکیں ۔ تو میں ان الفاظ کے ساتھ استدعا کروں گا کہ وہ اس پر توجہ فرمائیں گے اور اس قانون کو واپس لے لیں گے ۔

مسٹر ڈپٹی سپیکر : سید قابض الوری ۔

سید قابض الوری : جناب والا ! یہ بل جس میں بڑی معصومیت کے ساتھ صرف چند ماہ کی توسیع کی درخواست کی جا رہی ہے وہ اپنی معنویت اور اہمیت کے اعتبار سے اس بات کا حامل ہے کہ ہم اس کے اصل مقاصد اور اصل اغراض کو سامنے رکھ کر اس بل کو منظور یا نا منظور کرنے کا فیصلہ کریں ۔

جناب والا ! اس ترمیمی بل کا مقصد یہ ہے کہ ایسے ارکان یا ایسے افراد یا ایسے عہدیدار جو کوآپریٹو بنکوں میں کوآپریٹو سوسائٹیز میں جو سال سے مسلسل عہدیدار رہے ہیں انہیں آئندہ 36 ماہ تک کسی بھی عہدہ کے لئے الیکشن لڑنے کا اختیار نہیں ہو گا یہ ہے اس ترمیم کا مقصد ۔

جناب والا ! اس سے پہلے متعدد بار صرف اس قسم کی معمولی ترمیموں کے لئے اس ایوان میں ترمیمی بل پیش کئے گئے ہیں ۔ پہلے یہ مدت بارہ مہینے رکھی گئی پھر اس مدت کو بڑھا کر 24 مہینے کیا گیا اور اب اس کو 36 ماہ کیا جا رہا ہے ۔ آپ بہتر طور پر جانتے ہیں کہ بینکس اور کوآپریٹو سوسائٹیاں فنی اداروں کی حیثیت سے اپنا ایک منفرد مقام رکھتی ہیں بنکوں کا

کاروبار اور امداد باہمی کا طریقہ کار خالصتاً ایک فنی اور ٹیکنیکی نوعیت کا ہے اور ہم اس بات پر مسلسل معترض رہے ہیں اور اس ہاؤس کے اکثر ارکان اس بات پر لکتہ چینی کرتے رہے ہیں ۔ ہمارے ملک میں کوآپریٹو کا نظام اصولی طور پر ناکام ہو گیا ہے ۔ کوآپریٹو کا نظام ہمارے ہاں مختلف سیاسی اثرات اور دباؤ کے تحت ہو کر رہ گیا ہے ۔ اس کے نتیجہ میں مختلف بینکوں میں مختلف قسم کی دھاندلیاں اور بد عنوانیاں ہوئیں اور مختلف کوآپریٹو سوسائیٹیوں میں بڑے پیمانےپر خود برد کے واقعات ہوئے ہیں۔ جناب والا اس کی بنیادی وجہ یہ تھی کہ ہر دور میں کوآپریٹو سوسائیٹیوں کو حکمران جماعتوں نے اپنے مقاصد کے لئے استعمال کرنے کی کوشش کی اور اس کے سرمایہ کو ذاتی سرمایہ سمجھ کر ضائع کرنے کے لئے اپنے آپ کو وقف رکھا ۔ ضرورت اس بات کی تھی کہ اب کوآپریٹو سوسائیٹز اور کوآپریٹیوں بنکوں کو اس طور پر ازسرنو منظم کیا جاتا کہ وہاں اس قسم کے سیاسی دباؤ اور انتظامی اثرات ختم ہو کر رہ جاتے۔ لیکن موجودہ حکمران جماعت نے اس سیاسی دباؤ اور سیاسی اثر کو زیادہ مستحکم کرنے کے لئے ایک اور غیر جمہوری اور غیر آئینی ، اور غیر اخلاقی اقدام کا فیصلہ کیا ہے اور وہ فیصلہ یہ ہے کہ وہ لوگ جنہیں کوآپریٹو بنکوں کے سلسلہ میں یا کوآپریٹو سوسائیٹیز کے سلسلہ میں تجربہ ہے یا وہ لیاقت ایمانداری کے ساتھ یا اپنے تجربہ اور مہارت کی بنیاد پر کام کرنے کی اہلیت رکھتے ہیں ان کو کسی طرح سے اس نظام سے یکسر خارج کر دیا جائے، اور ان کو ان بنکوں کے عہدوں سے ہٹا دیا جائے۔

جناب والا ! یہ ملک جمہوری ملک ہے ، یہ معاشرہ متمدن معاشرہ ہے سب اس کے دعویدار ہیں لیکن جب ہم اس قسم کی قانون سازی کے لئے مجبور کئے جاتے ہیں تو ہم یہ سمجھنے پر مجبور ہوتے ہیں کہ ہم صرف زبان کی حد تک جمہوریت کے قائل ہیں ۔ ہم صرف زبان کی حد تک قانون کی حکمرانی کے قائل ہیں ۔ خود زبان کی حد تک اخلاقیات کو اہمیت دیتے ہیں لیکن عملاً ہم میں ان کی کوئی اہمیت اور وقعت نہیں ہے ۔ جناب والا ! ہمارے دستور نے بنیادی حقوق میں یہ گارنٹی دی ہے کہ کسی شخص کو بھی تجارت اور پیشے کے سلسلہ میں آزادانہ مقابلہ سے محروم نہیں کیا جائے گا اور جناب یہاں اس بل سے ایک شخص کو محض چھ سال کا تجربہ رکھنے کی بنیاد پر یا چھ سال تک

عہدہ پر فائز رہنے کی بنیاد پر نا اہل قرار دیا جا رہا ہے حالانکہ یہ بات اس کی اہلیت ۔ اس کی صلاحیت کی دلالت کرتی ہے لیکن یہ انتہی ستم ظریفی ہے کہ جس آدمی کو چھ سال کا تجربہ ہو ۔ جس آدمی کو چھ سال سے کسی کام کے چلانے کی اہلیت ہو اس کو محض اس بنیاد پر آئندہ سے الیکشن میں حصہ لینے سے محروم کر دیا جائے کہ وہ چھ سال کا تجربہ رکھتا ہے یا چھ سال سے مسلسل عہدیدار ہوتا چلا آ رہا ہے ۔ جناب والا ! یہ بل اپنی نوعیت کے اعتبار سے غیر جمہوری اور دستور کے بھی مخالف ہے ، دستور سے متصادم ہے اور ان بنیادی حقوق کی خلاف ورزی کرتا ہے جو دستور نے ہر شہری کو دیے ہیں ۔ جناب والا ! الیکشن میں حصہ لینا کسی کاروبار یا پیشے میں حصہ لینا ہر شہری کا بنیادی حق ہے اور اس بل کے ذریعہ سے اس کا یہ بنیادی حق چھینا جا رہا ہے اور ایک دفعہ بھی نہیں یہ کام تیسری دفعہ ہو رہا ہے محض اس لئے کہ حکمران پارٹی کے افراد اپنے پسندیدہ افراد کو کوآپریٹو کے نظام پر مسلط کرکے اس کے تمام سرمایہ، تمام مراعات اور تمام مفادات کو اپنے سیاسی مقاصد و ذاتی مقاصد کے لئے یا اپنے گروہی مقاصد کے لئے استعمال کر سکیں ۔

جناب والا ! آپ مجھ سے اتفاق کریں گے کہ اگر کسی شہری کو کسی بنیادی حق سے محروم کرنا مقصود ہو تو اس کے لئے بڑا اہم اور بنیادی جواز پیدا کرنا ضروری ہے ۔ اگر آپ یہ کہیں کہ کوئی ایسا شخص جو چھ سال سے عہدیدار ہو اور اس کے خلاف بدعنوانیوں کے الزامات ثابت ہوئے ہوں تو وہ حصہ نہیں لے سکتا ہم اس کی تائید کریں گے ۔ اگر آپ یہ کہیں کہ کوئی شخص چھ سال سے عہدیدار ہو اور اس نے اختیارات کا ناجائز استعمال کیا ہو اور یہ بات ثابت ہو گئی ہو تو ہم پھر بھی اس کی تائید کریں گے چونکہ یہ اس کی بدنیتی بد عہدی پر دلالت کرتا ہے ۔ لیکن جناب والا ! محض اس بنیاد پر کہ وہ چھ سال سے کسی بنک یا کسی سوسائیٹی کا عہدیدار ہے اس کو اپنے سیاسی مقاصد کے لئے عہدوں میں حصہ لینے کے حق سے محروم کرنا صریحاً زیادتی غیر قانونی اور غیر دستوری کارروائی ہے ۔ جناب والا ! میں سمجھتا ہوں کہ حکمران پارٹی جو اس ملک میں فریڈم آف ایسوسیشن اور فریڈم آف ایسوسی کا پرچم لیکر آئی ہے اور دستور میں بھی اس کا ذکر وضاحت کے

ساتھ موجود ہے وہ کسی طور پر بھی ایسا قانون بنانے کی حق دار نہیں ہو سکتی جو ان بنیادی حقوق کی نفی کرتا ہو۔ جناب والا! اگر وہ آزادانہ مقابلے کے قائل ہیں تو انہیں چاہیے کہ وہ کوآپریٹو نظام میں ایسی غیر جانبدارانہ فضا پیدا کریں کہ وہاں اس کے ارکان اپنی مرضی کے مطابق ایسے لوگوں کو منتخب کریں جنہیں وہ اپنے لئے زیادہ بہتر فعال اور زیادہ متحرک سمجھتے ہوں۔ آپ ان ارکان سے ان کی یہ آزادی قانون کے ذریعہ سے چھین رہے ہیں، ان کا یہ حق ہے کہ وہ اپنی مرضی کے مطابق اپنے عہدیداران منتخب کریں۔ یہ اچھوتا نرالا قانون نافذ کیا جا رہا ہے اس میں ان اراکین سے یہ حق چھینا جا رہا ہے، کہ فلاں فلاں شخص کو آپ منتخب نہیں کر سکتے اور ان عہدیداروں سے بھی یہ حق چھینا جاتا ہے کہ وہ اپنے اس حق کو استعمال کرنے کے لئے الیکشن میں حصہ نہیں لے سکتے۔

جناب والا! اس بل کا واضح مقصد یہ ہے کہ پیپلز پارٹی اپنے پسندیدہ اور منظور نظر افراد کو جو نو آموز بھی ہوں ناتجربہ کار بھی ہوں اور وہ اس سلسلہ میں کوئی کاروباری پس منظر بھی نہ رکھتے ہوں انہیں کوآپریٹو سوسائٹیوں پر مسلط کر دیا جائے اور ان لوگوں کو محروم کر دیا جائے جو اس سلسلے میں بڑا وسیع تجربہ اور مہارت رکھتے ہیں، میں سمجھتا ہوں کہ اگر یہ بل منظور ہو گیا اور اس میں یہ ترمیم کر دی گئی تو نہ صرف آج دستور کے ایک بنیادی حق کا خون ہوگا، بلکہ یہ ہماری آزادی اور جمہوری رائے پر بھی ایک قدغن لگانے کے مترادف ہوگا اور اس کا مقصد یہ بھی ہوگا کہ اس طرح سے ہم آئندہ کے لئے کوآپریٹو نظام کو تباہی اور بدحالی کی طرف دھکیلیں۔ ایک سیاسی پارٹی کے مفاد کی تکمیل کے لئے ایسے ادارے کو ہمیشہ ہمیشہ کے لئے ختم کر دیں جو ہمارے ملک کی معیشت کے استحکام میں ایک بنیادی کردار ادا کر سکتا ہے۔ جناب والا! ایک طرف تو یہ کہا جاتا ہے کہ ہم زندگی کے ہر شعبہ میں کوآپریٹو سسٹم کو بتدریج نافذ کرنا چاہتے ہیں۔ ہم زرعی نظام میں بھی کوآپریٹو سسٹم لانا چاہتے ہیں، ہم صنعتی میدان میں بھی کوآپریٹو سسٹم لانا چاہتے ہیں، لیکن یہاں جو چلے ہے کوآپریٹو ادارے موجود ہیں ان کی تباہی کے لئے ایسے قوانین لائے جا رہے ہیں، جس کے بعد یہ ادارے تابع مہمل اور بے معنی

ہو کر رہ جائیں گے۔ اپنی افادیت اور اہمیت کھو کر ہمارے ملک کے سرمایہ کے ضیاع کا باعث بنیں گے۔ جناب والا ! میں آپ کے توسط سے اس ایوان سے درخواست کرتا ہوں کہ ایسے غیر آئینی ۔ غیر قانونی اور غیر اخلاقی بل کو نا منظور کیا جائے۔

مجلس قائمہ کی رپورٹ کا پیش کیا جانا

مسٹر محمد اکرم چیمہ : جناب والا ! میں پنجاب ہاؤسنگ فسیلیٹیز فار لان پروپرائٹرز ان رورل ایریا بل 1974ء (بل نمبر 41-1974ء) کے بارہ میں مجلس قائمہ برائے مال رپورٹ پیش کرتا ہوں۔

مسودہ قانون (ترمیم پنجاب) حکم (اصلاحات) انجمن ہائے امداد باہمی مصدرہ 1974ء

مسٹر ڈپٹی سپیکر : رپورٹ پیش کر دی گئی ہے۔

مسٹر ڈپٹی سپیکر : لوڈ منسٹر۔

وزیر خوراک : جناب سپیکر ! میں اپنے فاضل دوستوں کو داد دیئے بغیر نہیں رہ سکتا کہ انہوں نے ایک چھوٹی سی بات جو کہ صرف Administrative facility پیدا کرانے کے لئے 12 ماہ کی میعاد کی توسیع کے لئے اس ایوان سے درخواست کی گئی ہے۔ اس سے بھی انہوں نے ایک جواز بڑے خوبصورت انداز میں بنایا۔ انگریزی میں کہتے ہیں کہ "raising storm in a tea-cup" بالکل اس کے مصداق انہوں نے بڑے اچھے انداز میں اس کی مخالفت کرنے کی کوشش کی ہے۔ جناب والا ! یہ بالکل ایسی بات ہے کہ جب سے موجودہ حکومت نے اقتدار سنبھالا۔ اس کے بعد کوآپریٹو سوسائیٹیز میں بے پناہ دھاندلیاں۔ بے پناہ غلط کاریاں حکومت کے نوٹس میں لائی گئیں۔ غلط قسم کی سوسائیٹیوں کا قیام اور غلط قسم کے لوگوں نے اجارہ داریاں قائم کی ہوئی تھیں۔ جب تک ان لوگوں پر اس قسم کی کوئی Bar نہ لگائی جاتی۔ اس وقت تک کسی آدمی کے لئے کوئی کوآپریٹو موومنٹ یا سوسائٹی میں حصہ لینے کے لئے موقعہ کا کوئی امکان نہیں تھا۔ اس لئے اس حکومت نے پریزیڈنشل آرڈر کے تحت کوآپریٹو سوسائیٹیز محکمہ انجمن امداد باہمی نے تقریباً چار کروڑ روپے سے بھی زیادہ اس قسم کے قرضجات کی وصولی کی۔ جنکو کہ

economic terms میں dead loans کہا جاتا ہے ۔ Dead loan ایسا loan ہوتا ہے ۔ جس کی وصولی کا کوئی سوال پیدا نہیں ہوتا ہے ۔ حکومت نے یہ جدت پیدا کی کہ ان لوگوں کی اجارہ داری کو توڑنے کے لئے یہ قانون پاس کیا اور 12 ماہ کے لئے پابندی عائد کی ۔ اس کے بعد اس ایوان نے یہ منظور کیا کہ 24 ماہ کے لئے پابندی کی جائے ۔ یہ کوئی الیکشن ۔ جمہوریت اخلاق اس میں کوئی چیز ایسی نہیں کہ جس کی وجہ سے زیادتی کی جا رہی ہو ۔ بات صرف اتنی ہے کہ بعض ناگزیر انتظامی امور کی وجہ سے الیکشن وقت پر نہ ہو سکے ۔ ابھی تک مظفر گڑھ۔کیمپور۔گوجرانوالہ۔لاہور ڈسٹرکٹ میں الیکشن نہیں ہو سکے ہیں ۔ تو پھر ان الیکشن کے دوران ان آدمیوں کی ہار کے لئے جو قانون بن چکا ہے ۔ اس کو extend کرنے کے لئے یہ 12 ماہ کی مزید مہلت مانگی گئی ہے ۔ اس میں کوئی آسمان نہیں گرا ۔ کسی قسم کی کوئی زیادتی نہیں ہوئی ۔ کوئی جمہوریت کشی نہیں ہوئی ۔ کسی کی حق تلفی نہیں ہوئی ہے بات اتنی ہے کہ یہ آرڈیننس حکومت نے 26-8-74 کو نافذ کیا تھا ۔ اس کے مطابق بہت سے علاقوں میں الیکشن ہو گئے ہیں اور جن اضلاع میں الیکشن باقی ہیں ۔ ان اضلاع میں الیکشن کو regularize کرنے کے لئے میعاد میں اضافہ از حد ضروری تھا ۔ میں اپنے فاضل دوستوں کو یقین دلاتا ہوں ۔ اس میں جمہوریت کشی کی کوئی بات نہیں ہے ۔ الیکشن تو اب بھی ہو رہے ہیں ۔ 24-10-74 کو لائلپور میں ہوا اور الیکشن تو ہر سال ہوتا ہے ۔ ایک تہائی ممبر تو ہر سال ریٹائر ہوتے ہیں ۔ دوسرے سال دوسرے ایک تہائی ۔ اس طرح سے زیادہ سے زیادہ ممبر تین سال اور کم سے کم ایک سال رہ سکتا ہے اور یہ سلسلہ عین جمہوری ہے اور میں یہ سمجھتا ہوں کہ میرے دوستوں نے مخالفت کرکے غلط قسم کا تاثر پیدا کرنے کی کوشش کی ہے ۔ یہ حقیقت پر مبنی نہیں ہے ۔ میں ان الفاظ کے ساتھ اپنی گزارشات کو ختم کروں گا کہ یہ صرف انتظامی امور کی سہولت کے لئے تیار کیا گیا ہے ۔ حکومت کی نیت پر کسی قسم کا شبہ کرنا یا شک کرنا غیر مناسب بات ہے ۔

وزیر قانون : جناب والا! میں صرف ایک آدھ منٹ میں گزارش کروں گا ۔ اس ضمن میں میرے فاضل دوست نے اپوزیشن کے ممبروں کا بہت لحاظ کیا ہے ۔ اصل بات نہیں بتائی ہے ۔ آپ جانتے ہیں کہ اس صوبہ میں سابقہ لوگ

کروڑوں روپے جو کوآپریٹو سوسائیٹیوں کا - جو غریب عوام کا روپیہ تھا - ہضم کر چکے ہیں - جب عوامی حکومت آئی - تو ان سے کروڑوں روپیہ وصول کیا گیا - اس قانون کا منشا یہ ہے کہ وہ غاصب لوگ وہ خائن لوگ - جنہوں نے بد دیانتی کی تھی - ان کو ان اداروں سے کچھ عرصے کے لئے الگ رکھا جائے - چلے ان کے لئے ایک سال کی مدت رکھی گئی - پھر ایک سال کا اضافہ کیا گیا - پھر یہ محسوس کیا گیا کہ انہیں ابھی یہاں نہیں آنا چاہئے - جب تک یہ ادارے مستحکم نہیں ہو جاتے - تمام صوبوں میں الیکشن ہو چکے ہیں - تمام صوبوں میں کہیں بھی ایڈمنسٹریٹر نہیں ہیں امداد باہمی کے تمام ادارے جمہوری طور پر چل رہے ہیں - ہم نے صرف ان بد دیانت لوگوں کو - جن سے عوامی حکومت نے کروڑوں روپیہ وصول کیا ہے - ان کو دور رکھنے کے لئے یہ قانون پیش کیا گیا ہے اور میرے دوست یہ چاہتے ہیں کہ دوبارہ یہ روپیہ پھر انہیں بد دیانت لوگوں کو دیدیا جاوے - جنہوں نے ان اداروں کا ستیاناس کیا ہے -

سید قابض الوری : اگر نادہندگان ہونے کی بنا پر وہ حصہ نہ لے سکینگے تو ہم کہتے ہیں - کہ ہم اس کا خیر مقدم کرتے ہیں لیکن وہ یہ نہیں کہتے ہیں - الزام سے ثابت کریں کہ انہوں نے بدعنوانی اور بد عہدی کی ہوئی ہے - اور انہوں نے Misuse of power کیا ہے -

وزیر قانون : آپ کو پتہ ہے - کہ کتنے کروڑ روپیہ ہم نے وصول کیا ہے - اور کتنے کروڑ روپیہ ابھی تک وصول نہیں ہو سکا ہے - نہ آدمی ملتا ہے - پتہ نہیں کہ کہاں گئے ہیں - اور نہ اب ان اداروں کا پتہ چلتا ہے - لوٹ کے کھا گئے ہیں -

سید قابض الوری : اب آپ یہ چاہتے ہیں کہ آپ کھائیں -

مسٹر ڈپٹی سپیکر : The debate is over

شیخ عزیز احمد : جناب والا ! میں صرف یہ عرض کرنا چاہتا ہوں - اس کو واضح کرنا چاہتا ہوں کہ اس بل کا مقصد یہ ہے کہ وہ اشخاص جن کا ان کوآپریٹو سوسائیٹیز میں 24 ماہ میں الیکشن نہ ہو سکا - ان کے لئے یہ

ہے کہ یہ 36 ماہ میں ہو جائے۔ کوئی عدالت سے Stay order لے آیا ہے کہ کسی طرح سے وہ الیکشن بند کرا دے۔ اب ان کو صرف یہ ہے کہ 36 ماہ میں کر دیا جائے۔ اس کا مقصد اور کچھ نہیں ہے۔

مسٹر ڈپٹی سپیکر: سوال یہ ہے:

کہ دی کوآپریٹو سوسائیٹیز ریفارمز آرڈر پنجاب امنڈمنٹ بل نمبر 72 جیسا کہ اس کے بارہ میں مجلس قائمہ برائے خوراک و امداد باہمی نے سفارش کی ہے کو فی الفور زیر غور لایا جائے۔

(تحریک منظور کی گئی)

(کلاز 2)

مسٹر ڈپٹی سپیکر: اب بل کی کلاز 2 زیر غور ہے۔ کلاز 2 میں کوئی امنڈمنٹ نہیں ہے۔ اب سوال یہ ہے:

کہ کلاز 2 بل کا حصہ بنے۔

(تحریک منظور کی گئی)

(کلاز 3)

مسٹر ڈپٹی سپیکر: اب بل کی کلاز 3 زیر غور ہے۔ شیخ عزیز احمد۔

Sheikh Aziz Ahmad: Sir, I move:

That Clause 3 of the Cooperative Societies (Reforms) Order (Punjab Amendment) Bill, 1974 as recommended by the Standing Committee on Food and Cooperation, the following be substituted, namely:

3. Notwithstanding anything to the contrary contained in the Coopera-

tive Societies (Reforms) Order, 1972 (P.O. No. 9 of 1972) no right shall be deemed to have accrued to any person by virtue of any election proceedings taken under the Order, before the coming into force of this Act.

Syed Tabish Alwari : I oppose it.

شیخ عزیز احمد : جناب والا ! اصل کلاز میں اور اس میں صرف اتنا فرق ہے کہ وہاں پر 1972ء کے آرڈر کا حوالہ نہیں ہے ۔ اس کا صرف یہاں پر اضافہ کیا گیا ہے ۔

Otherwise there is nothing in the amendment.

مسٹر ڈپٹی سپیکر : آپ اس پر کچھ کہیں گے ؟

سید تابش الوری : جناب والا ! اس کا مقصد یہ ہے کہ اس درمیانی عرصہ میں اگر کہیں الیکشن ہو گیا ہے اور ایسے افراد جو کہ 6 سال سے کسی عہدے پر فائز نہیں ہیں ۔ دوبارہ کسی طرح سے ۔ ۔ ۔ ۔

وزیر قانون : جناب والا ! لفظ آرڈر لکھا ہوا تھا ۔ جس پر qualify کیا گیا ہے کہ وہ کون سا آرڈر ہے اگر اس پر تقریر کرنا چاہیں تو میرے فاضل دوست کر سکتے ہیں ۔ لیکن contents پر نہیں کر سکتے ۔

سید تابش الوری : جناب والا ! میں یہ گزارش کر رہا ہوں کہ اس کا بنیادی مقصد یہی ہے کہ اگر اس سلسلے میں اس درمیانی عرصہ میں کوئی عہدیدار الیکٹ ہو گیا ہے اور وہ کسی طرح کورٹ میں پہنچ کر فائدہ اٹھائے تو اس کو اس سے بھی محروم کر دیا جائے ۔ اس لئے میں اس ترمیم کی مخالفت کرتا ہوں ۔

Mr. Deputy Speaker : Now the amendment moved and the question is :

That Clause 3 of the Cooperative Societies (Reforms) Order (Punjab

Amendment) Bill, 1974 as recommended by the Standing Committee on Food and Cooperation, the following be substituted, namely :

3. Notwithstanding anything to the contrary contained in the Cooperative Societies (Reforms) Order, 1972 (P.O. No. 9 of 1972) no right shall be deemed to have accrued to any person by virtue of any election proceedings taken under the Order, before the coming into force of this Act.

(*The motion was carried*)

مسٹر ڈپٹی سپیکر : اب سوال یہ ہے :

کہ بل کی کلاز نمبر 3 ترمیم شدہ صورت میں بل کا حصہ بنے -

(تحریک منظور کی گئی)

(کلاز 4)

مسٹر ڈپٹی سپیکر : اب بل کی کلاز نمبر 4 زیر غور ہے اور سوال یہ ہے :

کہ بل کی کلاز 4 بل کا حصہ بنے -

(تحریک منظور کی گئی)

(کلاز 1)

مسٹر ڈپٹی سپیکر : اب بل کی کلاز نمبر 1 زیر غور ہے اور سوال یہ ہے :

کہ بل کی کلاز نمبر 1 بل کا حصہ بنے -

(تحریک منظور کی گئی)

پری ایمبل

مسٹر ڈپٹی سپیکر : اب بل کا پری ایمبل زیر غور ہے ۔ سوال یہ ہے :

کہ پری ایمبل بل کا حصہ بنے ۔

(تحریک منظور کی گئی)

(لانگ ٹائٹل)

مسٹر ڈپٹی سپیکر : اب لانگ ٹائٹل زیر غور ہے ۔ چونکہ اس میں کوئی امنڈمنٹ نہیں ہے ۔ اس لئے

it forms part of the bill.

وزیر قانون : جناب والا ! میں یہ تحریک پیش کرتا ہوں :

کہ دی کواپریٹو سوسائیٹیز (ریفارمز) آرڈر (پنجاب امنڈمنٹ) بل 1974ء منظور کیا جائے ۔

(اس مرحلہ پر جناب سپیکر کرسیٔ صدارت پر متمکن ہوئے)

مسٹر سپیکر : یہ تحریک پیش کی گئی ہے ۔ اور سوال یہ ہے :

کہ دی کواپریٹو سوسائیٹیز (ریفارمز) آرڈر (پنجاب امنڈمنٹ) بل 1974ء منظور کیا جائے ۔

(تحریک منظور کی گئی)

دی ویسٹ پاکستان فنانس (پنجاب امنڈمنٹ) بل 1974ء

مسٹر سپیکر :

The West Pakistan Finance (Punjab Amendment) Bill, 1974

کون پیش کرے گا ۔

وزیر قانون : جناب والا ! میں پیش کروں گا ۔

سید ثابش الوری : جناب والا ! یہ ہوتا رہا ہے کہ جناب ہماری معروضات

کو جو ہم آپ کے سامنے پیش کرتے ہیں ۔ توجہ سے سنتے ہیں لیکن دو روز سے یہ کر رہے ہیں ۔

مسٹر سپیکر : آپ میرے پاس آئیں ۔ کوئی بات نہیں ہے ۔

سید تابش الوری : ۔ ۔ ۔ ۔ لیکن ہم سوچتے رہتے ہیں اور آپ اس سے چار قدم آگے چلے جاتے ہیں ۔

مسٹر سپیکر : آپ آئیں تو سہی شاید میں آپ سے کوئی بات کروں ۔ آپ ادھر تو آئیں ۔ آپ ادھر تو کبھی آتے ہی نہیں ۔

وزیر قانون : جناب والا ! میں دی ویسٹ پاکستان فنانس (پنجاب امنڈمنٹ) بل 1974ء پیش کرتا ہوں ۔

مسٹر سپیکر : آپ اس کو introduce کرتے ہوئے کچھ فرمائیں گے ؟

وزیر قانون : جناب والا ! ابھی تو میں نے تحریک پیش کرنے کے لئے عرض کیا ہے ۔

مسٹر سپیکر : دی ویسٹ پاکستان فنانس (پنجاب امنڈمنٹ) بل 1974ء پیش کر دیا گیا ہے ۔

وزیر قانون : جناب والا ! میں یہ تحریک پیش کرتا ہوں :

کہ دی ویسٹ پاکستان فنانس (پنجاب امنڈمنٹ)
بل 1974ء فی الفور زیر غور لایا جائے ۔

مسٹر سپیکر : یہ تحریک پیش کی گئی ہے :

کہ دی ویسٹ پاکستان فنانس (پنجاب امنڈمنٹ)
بل 1974ء فی الفور زیر غور لایا جائے ۔

Syed Tabish Alwari : I oppose it.

Mr. Speaker : Now you are at the introduction stage.

وزیر قانون : جناب والا ! بالکل مختصر اس میں یہ ہے کہ یہ شوگر مل کے متعلق ہے ۔

مسٹر سپیکر : ٹھیک ہے ۔ ایک دفعہ بیچ میں ہم نے طریقہ یہ اختیار کیا تھا کہ جب منسٹر صاحب introduction کراتے تھے تو کچھ introductory لفظ کہتے تھے اور ان کا right of reply قائم رہتا تھا ۔

وزیر قانون : جناب والا ! یہ ایک بڑا مختصر سا بل ہے اور آپ جانتے ہیں کہ اس عرصہ میں یعنی تین چار سال کے عرصہ میں اس صوبے میں ہی نہیں بلکہ دنیا بھر میں کتنی مہنگائی ہوئی اور ہر چیز کی قیمت کئی گنا بڑھ چکی ہے لیکن جہاں تک لیکسوں کی شرح کا تعلق ہے وہ اسی طرح بدستور موجود ہے ۔ پہلے جب ہم ایک سڑک پر ایک لاکھ روپے خرچ کیا کرتے تھے تو آج اس پر تین لاکھ خرچ ہوتے ہیں ۔ جناب والا ! ذرائع آمدنی وہی ہیں اس لئے ترقیاتی کام جو ہیں ۔ ان میں کمی واقع ہو گئی ہے ۔ یہ بل جو آج اس ایوان میں پیش کیا جا رہا ہے یہ شوگر سیس میں اضافے کے متعلق ہے ۔ آپ جانتے ہیں کہ شوگر سیس سے ہم صوبہ میں سڑکیں تعمیر کرتے ہیں تاکہ کاشتکار اپنا گنا ملوں تک پہنچانے کے ساتھ ساتھ دیہات کو اقتصادی طور پر اور ذرائع رسل و رسائل میں ترقی دی جائے تاکہ وہاں کے لوگ خوشحال ہوں اور صنعتیں جو ہیں وہ بھی دیہات تک پہنچ سکیں لیکن مہنگائی کی وجہ سے میٹیریل کی قیمتوں میں اضافہ ہو جانے کے باعث جو کام ہر سال چلے کر لیا جاتا تھا وہ اب ناممکن ہو گیا ہے اس لئے ضروری ہوگیا ہے کہ ہم اس سیس کو جو ایک معمولی سیس ہے جسے نصف زمیندار ادا کرتا ہے اور نصف کارخانے دار ادا کرتا ہے ہم اس میں تھوڑا بہت اضافہ کریں جناب والا ! اضافہ نہایت معمولی ہے یعنی 12 پیسے کی بجائے 20 پیسے ۔ آپ پیسے کی قیمت تو جانتے ہیں کہ معمولی حیثیت رکھتی ہے یہ جو اضافہ کیا گیا ہے اس سے ہمارے اغراض و مقاصد یہ ہیں ۔ جناب والا ! کہ ہم اس صوبے کے دیہاتوں میں سڑکوں کا جال بچھانا چاہتے ہیں ۔ جہاں بی ۔ ڈبلیو ۔ ڈی اور دوسرے محکمے ہیں ۔ ڈبلیو ۔ ڈی کولسلوں کے ذریعے ہم راستے پختہ کر رہے ہیں ۔ سڑکوں کو بنا رہے ہیں ۔ ہم یہ چاہتے ہیں کہ تمام صوبے میں پختہ سڑکوں کا جال بچھا دیا جائے ۔ ہر گاؤں تک جانے کے لئے آسانی سے راستہ میسر آئے تاکہ وہاں کی پیداوار آسانی سے منڈیوں میں پہنچے ۔ وہاں کے لوگوں کا آپس میں رابطہ ہو اور وہ شہری سہولتیں جو شہروں میں حاصل ہیں دیہات کے عوام تک پہنچ جائیں ۔ وہ شعور جو آج شہروں میں پایا

جاتا ہے ۔ اس کو ہم اپنے دیہات تک لے جانا چاہتے ہیں ۔ اس کے لئے سڑکوں کا ہونا نہایت ضروری ہے ۔ ہم اس صورت میں سڑکیں تعمیر کر سکتے ہیں جب اس کے لئے حکومت کے پاس کوئی فنڈ موجود ہو ۔ حکومت نے اپنے تمام ذرائع اور وسائل کو اس کی طرف لگایا ہوا ہے لیکن اس کام میں اضافہ کرنے کے لئے ہم نے شوگر سیس میں معمولی سا اضافہ کیا ہے تاکہ ہم ان سڑکوں کے کام میں ترقی کر سکیں اور زیادہ سے زیادہ سڑکیں بنا سکیں ۔

(اس مرحلہ پر مسٹر سپیکر صاحب کرسی" صدارت پر متمکن ہوئے) ۔

جناب والا ! تجربہ شاہد ہے کہ جہاں شوگر ملیں لگی ہوئی ہیں اور سڑکیں موجود نہیں ہیں تو جو غریب کاشتکار نیشکر کو گنے کو سال بھر اپنے بچے کی طرح پالتا ہے ۔ سردیوں کی راتوں میں اسے پانی دیتا ہے ۔ اس کی چوکی اور خدمت کرتا ہے اس میں کھاد ڈالتا ہے اور اپنا تمام اثاثہ اس میں استعمال کرتا ہے اسے تو کم معاوضہ ملتا ہے لیکن جو لوگ ٹرکوں کے ذریعے یا دوسرے ذرائع سے صرف بار برداری کا کام کرتے ہیں وہ سال کے بعد صرف ملوں کے گردونواح میں پختہ سڑکیں نہ ہونے کی وجہ سے ان کی کمائی کا زیادہ حصہ وہ خود لے جاتے ہیں ۔ اس لئے یہ ضروری ہے کہ جہاں جہاں شوگر ملیں موجود ہیں وہاں سڑکوں کا جال بچھا دیا جائے تاکہ غریب کاشتکار کو کرایہ بھی کم دینا پڑے کیونکہ اگر وہاں سڑکیں ہوں گی تو اس کے لئے آسان ہوگا وہ گنا اپنے بیل گاڑیوں پر وہاں ملوں تک لے جا سکے گا ۔ وہ جو ٹرک حاصل کرے گا اس کا بھی کرایہ کم ہوگا ۔ اس کے اخراجات میں کمی آئے گی ۔ اس طرح سے کاشتکار کی مالی حالت اور اقتصادی حالت بھی بہتر ہوگی اور کاشتکار کو اپنے گنے کا بہتر معاوضہ مل سکے گا میں نے پہلے بھی عرض کیا ہے کہ اس کے ساتھ ساتھ صرف یہی نہیں کہ گنے کے علاقے میں یہ کام ہو ۔ صرف گنے کے کاشتکار کو ہم ترقی دینا چاہتے ہیں جناب والا ! صرف گنے کے کاشتکار ہی اس سے استفادہ نہیں اٹھا سکیں گے بلکہ ان سڑکوں کو جو اس فنڈ سے بنائی جائینگی انہیں پنجاب کے تمام لوگ استعمال کر سکتے ہیں ۔

اور یہ ہماری اجتماعی ترقی میں بھی ایک بڑا کردار ادا کریں گے ۔ اس لئے یہ ضروری ہے کہ اس بل میں اضافہ کریں بلکہ میں یہ کہونگا کہ یہ اضافہ معمولی ہے ۔ اس میں زیادہ اضافہ کرنا چاہئے ۔ جناب والا بل کو ملاحظہ کریں اس میں مل اونر سے دس پیسے لینے سے کاشتکار پر سارا بوجھ نہیں پڑے گا کاشتکار پر صرف چار پیسے کا بوجھ پڑ گیا ہے آپ کہیں گے کہ کاشتکار پر یہ چار پیسے کا بوجھ بھی زیادہ ہے ۔ جناب والا یہ پہلی دفعہ ہے کہ ہم نے گنے کی قیمت میں اضافہ کیا ہے ۔ گنے کی قیمت میں ہم نے ایک روپیہ فی من اضافہ کیا ہے اسلئے یہ چار پیسے بالکل معمولی ہیں اور یہ بھی کاشتکار کی بہتری کے لئے کیا ہے کہ وہ اپنا گنا آسانی سے مل تک پہونچا سکے ۔ اس سے اور دیگر فائدے بھی حاصل ہونگے اس کے بچے سکول اور کالج تک جا سکیں گے ۔ اس کا اپنے رشتہ داروں میں میل جول بڑھیگا ۔ معاشرت بڑھے گی ۔ میں یہ بات اس ایوان کے نوٹس میں لانا چاہتا ہوں یہ ٹیکس حکومت اپنے دوسرے کاموں میں استعمال نہیں کرتی یہ ٹیکس ایک خاص بورڈ کے سپرد ہوتا ہے ۔ یہ صرف اسی فرض کے لئے استعمال ہوتا ۔ جہاں گنا پیدا ہوتا ہو اور ملیں ہوں ان زون میں سڑکوں کی ترقی ہو سکے اسے حکومت دیگر مصارف کے لئے استعمال نہیں کرتی ۔ یہ ایسا ٹیکس نہیں جسے ہم لیتے ہیں ۔ یہ ٹیکس سروس چارجز کی حیثیت رکھتا ہے ۔ جن لوگوں سے ٹیکس لیا جاتا ہے اس کو انہیں لوٹا دیا جاتا ہے ۔ یہ ایک سروس کی حیثیت سے ہے ۔ اس لئے ہم اسے دیگر مدات میں اور اپنے خزانے میں شامل نہیں کرتے ۔ یہ ان علاقوں کی ترقی کے لئے مختص ہے ۔ اس لئے میں درخواست کرونگا کہ اس بل کو فی الفور زیر غور لایا جائے اور منظور کیا جائے ۔

سید قابض الوری : جناب والا یہ ترمیمی بل.....

مسٹر سپیکر : قطع کلامی ہوتی ہے ۔ جیسا کہ آپ نے ابتدا میں مجھے impression یہ دیا تھا کہ مخالفت کرنے والے دوست اور بولنے والوں کی تعداد کم ہے ۔ Reasonable opportunity to express themselves نہیں ملتی ۔ ایک دن میں تین چار بل پاس کرنا ان کے لئے مسلسل تھکا دینے والی بات ہے ۔ اگر آپ تیار ہیں.....

سید قابض الوری : نہیں جناب ۔

مسٹر سپیکر : اگر آپ یہ حق رکھنا چاہتے ہیں تو آپ یہ حق محفوظ رکھیں ۔ لیکن اس سٹیج پر میں تھوڑا سا ہاؤس کو confidence میں لے لوں چیف منسٹر صاحب کا مون آیا تھا وہ یہ سمجھتے ہیں اور اگر فاضل اراکین اس بات پر متفق ہو جائیں کیونکہ وہ اب نہیں آ سکتے ۔ وزیر اعلیٰ اس بل کے لئے خود حاضر ہونا چاہتے ہیں کیونکہ یہ فنانس بل ان کے اپنے محکمہ کا بل ہے اور وہ کبھی فنانس بل کے کسی مرحلے پر غیر حاضر نہیں رہے ۔ He would himself like to be present. انہوں نے مجھے request کی ہے کہ اگر میں ہاؤس کو confidence میں لے لوں ۔ اس کی ضرورت تو نہیں ہوتی لیکن انکی کچھ democratic values ہیں کہ ہاؤس سے مشورہ بھی لیتے ہیں اور اگر ہاؤس تیار ہو تو ہاؤس sine die adjourn کر دیا جائے وزیر اعظم صاحب بھی لاہور آ رہے ہیں اور فاضل اراکین کو سہولت ہو جائیگی جو ان کو welcome کرنا چاہتے ہیں کیونکہ وزیر اعلیٰ صاحب اس بل کو خود پیش کرنا چاہتے ہیں

Mr. Speaker: The House is adjourned sine die.

(اسمبلی کا اجلاس غیر معینہ مدت کے لئے ملتوی ہو گیا)
